

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

مُصَنَّف

مولانا جلال الدین رومی

مُتَعَدِّم

قاضی سجاد حسین

جلد دوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تشریحِ اصولیِ معنوی

ہست قرآن و زبانِ پہلوی

جلد دوم
(دفتر سوم - چہارم)

مُصَنَّف

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ

مُتَرَجِم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

ڈیز ۶۰-۶۱-۷۲۲۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب: _____ مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: _____ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: _____ قاضی سجاد حسین

ناشر: _____ اسلامی کتب خانہ

طابع: _____ ممتاز احمد

مطبع: _____ رضا پرنٹرز لاہور



مشران مکتبہ

کمپوزنگ

سرورق سب نائل ایم۔ اے۔ حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولانا رومؒ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹	قصہ ہاروت و ماروت دیریری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ	۸۵
۳۰	مستی بزاز دیدن بز مادہ و جستن او بکوبہ مقابل	۸۶
۳۱	تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را	۸۷
۳۲	خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را	۸۸
۳۳	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	۹۰
۳۴	حکایت در تمثیل	۹۰
۳۵	بازگشتن فرعون از میدان بشہر شادماں	۹۲
۳۶	جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ	۹۲
۳۷	وصیت کردن عمران بحفت را	۹۳
۳۸	ترسیدن فرعون از بانگ و فریاد و غوغا	۹۳
۳۹	پیار شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان	۹۳
۴۰	خواندن فرعون زمان بنی اسرائیل را	۹۸
۴۱	بوجود آمدن موسیٰ علیہ السلام	۹۹
۴۲	بازوجی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام	۱۰۰
۴۳	حکایت مادر گیرے کاژدہائے افسردہ و مہرہ پنداشت	۱۰۲
۴۴	تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۰
۴۵	جواب گفتن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۰
۴۶	پانچ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۱
۴۷	جواب موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۲
۴۸	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۲
۴۹	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۳
۵۰	فرستادن فرعون بدائن در طلب ساحران	۱۱۸
۵۱	استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گوہ پدرا	۱۱۹
۵۲	جواب گفتن ساحر مردہ با فرزند ان خود	۱۲۱
۵۳	تشبیہ کردن قرآن مجید رعبصائے موسیٰ علیہ السلام	۱۲۲
۵۴	جمع آمدن ساحران از بدائن پیش فرعون	۱۲۷
۵۵	اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب	۱۲۸
۵۶	تبار دعوت کردن نوح علیہ السلام پسر راجر کشیدان لو	۱۳۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۷
۲	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار	۱۵
۳	قصہ خوردگان پیل بچگان	۲۲
۴	بقیہ قصہ مقرر ضان پیل بچگان	۲۵
۵	بازگشتن حکایت پیل بچگان	۲۷
۶	خطائے حبان کہ بہتر از صواب بیگانگانست	۳۰
۷	امر کردن حق تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام	۳۱
۸	اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست	۳۲
۹	فریاد گفتن روستائی شہری را	۳۶
۱۰	قصہ اہل سبا و طاعی کردن نعمت ایشان را	۴۰
۱۱	جمع آمدن اہل آفت ہر صباے	۴۲
۱۲	باقی قصہ اہل سبا	۴۷
۱۳	بقیہ قصہ رفتن خولجہ بدعوت روستائی	۵۱
۱۴	دعوت کردن باز بظاہر را	۵۳
۱۵	رجوع حکایت خولجہ در روستائی	۵۳
۱۶	قصہ صحابہ ضر و اوجیلہ کردن ایشان	۵۶
۱۷	رواں شدن خولجہ بسوئے دہ با عیالان	۵۸
۱۸	رفتن خولجہ دق و قمش بسوئے دہ	۶۱
۱۹	فواتح من مجنون آں سگ را کہ تمیم کوئے لیلے بود	۶۳
۲۰	رسیدن خولجہ دق و قمش بدہ	۶۷
۲۱	اشدت و شدت گفتن بدئی مکمل را	۷۴
۲۲	افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن دے	۷۷
۲۳	چرب کردن مرد لاف لب و سہلت آورد	۷۸
۲۴	ایمن بودن معلم ہامو کہ امتحان کرد حضرت عزت لورا	۸۰
۲۵	بردن گر بہ و نہر اور سوا شدن پہلوان	۸۱
۲۶	دعوائے طاعتی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتادہ بود	۸۲
۲۷	دعویٰ کردن فرعون الوہیت را	۸۳
۲۸	تفسیر و تفسیر فہم فی لحن القول	۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۷	توفیق میان میں دو حدیث کہ ارضابا لکفر کفر وحدیث دیگر	
۵۸	کہ من لم یؤض بقضائی ولم یضبر علی ہلالی الخ	۱۳۷
۵۹	مثل در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است	۱۳۸
۶۰	حکایت	۱۳۹
	داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن	۱۴۱
۶۱	حکایت آن مرد کہ در عہدہ ولو علیہ السلام شب و روز دعا	۱۴۶
۶۲	تضرعی کرد	۱۴۶
۶۳	دویدن گاودر خانہ آن دامکنندہ بالبحاح	۱۴۹
۶۴	در بیان آنکہ علم را دو پرومکان را یک پرست	۱۵۱
۶۵	مثال رنجور شدن آدمی بوبہم تعظیم خلق	۱۵۲
۶۶	در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت	۱۵۳
۶۷	در وہم انگندن کوکباں استاد را بہ مکر	۱۵۵
۶۸	رنجور شدن فرعون بوبہم از تعظیم خلقاں	۱۵۵
۶۹	رنجور شدن استاد معلم بوبہم و خیال	۱۵۶
۷۰	دوم بار در وہم انگندن کوکباں استاد را	۱۵۸
۷۱	خلاصی یافتن کوکباں از مکتب بدیس مکر	۱۵۹
۷۲	رفتن مادران کوکباں با مادر بعیادت استاد	۱۵۹
۷۳	در بیان آنکہ تن روح را چوں لباس است	۱۶۱
۷۴	حکایت آن درویشے کہ در کوہ خلوت کردہ بود	۱۶۱
	دیدن زرگر عاقبت کار را دخن بوفیق عاقبت گفتن	۱۶۲
۷۵	بقیہ قصہ آن زاید کوہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کوہی	
	ای از درخت باز نگیرم	۱۶۳
۷۶	تشبیہ بندام قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا	۱۶۶
۷۷	معطرب شدن آن فقیر نذر کندہ بکندن ہر وہ درخت	۱۶۷
۷۸	مہتمم کردن آن شیخ را با دزدواں و بریدن و ستش را	۱۶۹
۷۹	کرامت شیخ قطع و زخمیل یافتن او بدوست در خلوت	۱۷۱
۸۰	سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پا	۱۷۳
۸۱	شکایت کردن ہستہ پیش شتر کہ من بسیار دودے می فاشم	۱۷۵
۸۲	اجتماع اجزائے خرخر علیہ السلام بعد بوسیدنش	۱۷۷
۸۳	جزع نا کردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش	۱۷۷
۸۴	عذر گفتن شیخ بہر تاگریستن بر مرگ فرزندان	۱۸۰
۸۵	قصہ خواندن شیخ ضریح قرآن را از روی مصحف	۱۸۳
	صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ	
	السلام صلیا از آہن راست میکرد از سوال	۱۸۴
۸۶	بقیہ قصہ ناپینا و مصحف خواندن آن بنظر	۱۸۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۷	صفت بعض اولیاء کہ راضی اند با حکام الہی	۱۸۷
۸۸	سوال کردن بہلواح آن درویش دلی را	۱۸۸
۸۹	قصہ وقوفی و کرمانش	۱۹۱
۹۰	بازگشتن بقصہ وقوفی علیہ الرحمہ	۱۹۲
۹۱	سر طالب کردن موسیٰ خضر را علیہا السلام	۱۹۴
۹۲	بازگشتن بقصہ وقوفی علیہ الرحمہ	۱۹۵
۹۳	نمودن مثال مفت شمع سوئے سائل	۱۹۶
۹۴	شدن آن مفت شمع بر مثال یک شمع	۱۹۷
۹۵	نمودن آن شمعہا در نظر آن مفت مرد	۱۹۸
۹۶	باز شدن شمعہا مفت درخت	۱۹۸
۹۷	خفگی بودن آن درختاں از چشم خلق	۱۹۹
۹۸	یک درخت شدن آن مفت درخت در نظر او	۱۹۸
۲۰۲	مفت مرشدن آن مفت درخت	
۲۰۵	پیش رفتن وقوفی با مامت آن قوم	۹۹
۲۰۸	پیش رفتن وقوفی با مامت آن قوم غیبی	۱۰۰
۲۱۰	اقتہا کردن آن قوم از پس وقوفی	۱۰۱
۲۱۲	بیان اشارت سلام سوئے دست راست	۱۰۲
۲۱۳	شنیدن آن وقوفی در نماز افغان اہل کشتی را	۱۰۳
۲۱۵	تصورات مرد جازم	۱۰۳
۲۱۶	دعا و شفاعت وقوفی در خلاص آن کشی	۱۰۵
۲۲۲	انکار کردن آن جماعت بردعا و شفاعت وقوفی	۱۰۶
۲۲۴	باز شرح کردن حکایت آن طالب روزی حلال	۱۰۷
۲۲۵	رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا علیہ السلام	۱۰۸
۲۳۱	بیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام شنیدن از ہر دو خصم	۱۰۹
۲۳۲	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ	۱۱۰
۲۳۲	تضرع کردن آن شخص از داوری داؤد علیہ السلام	۱۱۱
۲۳۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	۱۱۲
۲۳۵	حکم کردن داؤد علیہ السلام صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر	۱۱۳
۲۳۶	حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ حملہ مال خود بوی بخش	۱۱۴
۲۳۷	عزم کنان داؤد بخودن خلق ہل صحرا کنہ از آب شک کند	۱۱۵
۲۳۸	گواہی داؤد دست و پا و زباں بر سر ظالم ہم در دنیا	۱۱۶
۲۴۰	بیرون رفتن خلایق بسوئے آن درخت	۱۱۷
۲۴۱	قصاص فرعون داؤد علیہ السلام خوئی را	۱۱۸
۲۴۳	دیدن آنکہ شمس آبی بجائے آن خورے ست کہ می گاہ کشند	۱۱۹
۲۴۸	گریختن عیسی علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقاں	۱۲۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۵۳	در بیان آنکہ حق تعالیٰ بر چند آفرید از سموات وارض	۱۵۳
۳۰۹	واعیان و اعراض ہمد را با استدعا جاجت آفرید	۳۰۹
۱۵۴	آمدن ذنہ کافرہ با طفل شیر خوارہ ز رسول خدا صلعم	۱۵۴
۳۱۱	ر بودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام اور بدن ب ہوا	۳۱۱
۱۵۵	وجہ عبرت گرفتن از یں حکایت	۱۵۵
۳۱۲	استدعائے آن مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہائے	۳۱۲
۱۵۶	وجہ آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	۱۵۶
۳۱۳	قانع شدن آن مرد طالب تعلیم زبان مرغ خاکگی	۳۱۳
۱۵۷	جواب خروس سگ را	۱۵۷
۳۱۴	تخل شدن خروس پیش سگ	۳۱۴
۱۵۸	خبر دادن خروس از مرگ آن خولجہ	۱۵۸
۳۱۵	ہویدن آن شخص بسوئے سگ و زہد جلہ مرگ خود شنید	۳۱۵
۱۵۹	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ہمد آن شخص	۱۵۹
۳۱۶	اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را	۳۱۶
۱۶۰	حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست	۱۶۰
۳۱۷	در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ	۳۱۷
۱۶۱	جواب حمزہ رضی اللہ عنہ بر آن خلق را	۱۶۱
۳۱۸	جیلد دفع مخبون شدن در تبع و شرعی	۳۱۸
۱۶۲	وفات یافتن بلال رضی اللہ ما شادی و طرب	۱۶۲
۳۱۹	حکمت ویران گشتن تن بمرگ	۳۱۹
۱۶۳	نشیہ دنیا کہ بظاہر فراخ است و بمعنی تنگ	۱۶۳
۳۲۰	بیان آنکہ ہر چہ غفلت و کمال و کیست ہمد تن است	۳۲۰
۱۶۴	تشبیہ نفس با قیاس	۱۶۴
۳۲۱	آداب استمعین و المریدین	۳۲۱
۱۶۵	شناختن ہر حیوان بوائے عدد و خویش را	۱۶۵
۳۲۲	فرق میان ہمتن جہے بے مثل تہد میان ہمتن ہمتن است	۳۲۲
۱۶۶	جمع و تفریق میان نفی و اثبات	۱۶۶
۳۲۳	مسئلہ فناء بقائے درویش کامل	۳۲۳
۱۶۷	قصہ وکیل صدر جہاں کہ مجتم شد	۱۶۷
۳۲۴	پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بہ مریم ہوت	۳۲۴
۱۶۸	گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام	۱۶۸
۳۲۵	عزم کردن آن وکیل از عشق	۳۲۵
۱۶۹	پرسیدن معشوقی از عاشق کہ از شہر با کدام بہتر است	۱۶۹
۳۲۶	منع کردن دوستان اور از مراجعت	۳۲۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۵۱	قصہ اہل سہاد حیات ایشان	۲۵۱
۲۵۲	شرح آن کور دور بین و آن کرتیز شنو	۲۵۲
۲۵۳	صفت خرقوم شہر سبا و ناشکری ایشان	۲۵۳
۲۵۴	آمدن پیغمبران بہ نصیحت اہل سبا	۲۵۴
۲۵۵	معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہ السلام	۲۵۵
۲۵۶	مقیم داشتن قوم انبیاء علیہم السلام	۲۵۶
۲۵۷	حکایت خرگاہ کہ خرگوشہ را بر سالت پیش فیل فرستاد	۲۵۷
۲۵۸	جواب گفتن انبیاء طعن ایشان را	۲۵۸
۲۵۹	بیان آنکہ ہر کس را ز سرمد مثل آوردن خاصہ در کار الہی	۲۵۹
۲۶۰	مشہا زدن قوم نوخ ہاستہزہ در زمان کشتی ساختن او	۲۶۰
۲۶۱	حکایت آن وز کہ پرسیدند چہ میکنی در نیم شب	۲۶۱
۲۶۲	جواب آن مثل کہ منکر گفتند از رسالت خرگوش	۲۶۲
۲۶۳	بیان معنی حزم و مثال مرد حازم	۲۶۳
۲۶۴	و خامت حال آؤ مرغ کرکز کہ حزم کرو	۲۶۴
۲۶۵	حکایت نذر کردن سگاں ہر زمستان	۲۶۵
۲۶۶	منع کردن منکراں انبیاء علیہم السلام از نصیحت کردن	۲۶۶
۲۶۷	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۲۶۷
۲۶۸	مکرر کردن آن منکراں جہائے جبریاں را	۲۶۸
۲۶۹	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۲۶۹
۲۷۰	مکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام	۲۷۰
۲۷۱	باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را	۲۷۱
۲۷۲	حکمت در آفریدن دوزخ و راں جہاں	۲۷۲
۲۷۳	بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت موک را سبب تسخیر	۲۷۳
۲۷۴	کردن جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ	۲۷۴
۲۷۵	قصہ عشق صوفی بر صفرۃ تہی از خورش	۲۷۵
۲۷۶	مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بچسیدن جام حق تعالیٰ	۲۷۶
۲۷۷	حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات	۲۷۷
۲۷۸	نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول پذیرائی منکراں	۲۷۸
۲۷۹	بیان آنکہ ایمان مقلد خوف است در جا	۲۷۹
۲۸۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ اللہ تعالیٰ لولیا ما خفیہ	۲۸۰
۲۸۱	حکایت مندیل در تنور انداختن انس بن مالک	۲۸۱
۲۸۲	قصہ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را	۲۸۲
۲۸۳	مشک آن غلام پر شدن از غیب مجزہ رسول خدا صلعم	۲۸۳
۲۸۴	دیدن خولجہ غلام خور اسفید رود و شناختن	۲۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۱۰	مثل زدن در میدان کرۂ اسپ	۳۰۹
۲۱۱	بقیہ حصہ مہمان و مسجد مہمان کش	۳۱۱
۲۱۲	تفسیر آیت وَأَجَلَبْ عَلَيْهِمْ بِخَلِكٍ وَجَلَكِ الْآيَةِ	۳۱۲
۲۱۳	رسیدن باغک طلسم شمع شب مہمان مسجد	۳۱۳
۲۱۴	ملاقات آں عاشق با صدر جہاں	۳۱۶
۲۱۵	جذبہ ہر عنصرے جنس خود را	۳۲۰
۲۱۶	منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح	۳۲۱
۲۱۷	نسخ عزیمت و پنجاہ جہت با خبر کردن آدمی را	۳۲۳
۲۱۸	نظر کردن پیغمبر علیہ السلام با سیراں و تقسیم کردن	۳۲۴
۲۱۹	تفسیر آیت إِنْ تَنْظَرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ	۳۲۵
۲۲۰	سر آنکہ بے مراد بازگشتن رسول علیہ السلام	۳۲۵
۲۲۱	از حد یہی حق تعالی لقب آں فتح کرد	۳۲۷
۲۲۱	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۱
۲۲۸	کہ لَا تَفْضَلُوا بَنِي عَلِيٍّ يُونُسَ بْنِ مَتَّى	۳۲۸
۲۳۰	آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان	۳۳۰
۳۳۰	فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں اسیراں را	۳۳۰
۲۳۳	بیان آنکہ طاعنی در پیش قاہری مقہور است	۳۳۳
۲۳۴	جذب معشوق عاشق روضہ حیات لَا يَغْلَمُهُ الْعَلِيْقُ	۳۳۶
۲۳۵	رسیدن بخارا عاشق در بندگی صدر جہاں	۳۳۷
۲۳۶	دلا خواستن پشاور دست باز حضرت سلیمان علیہ السلام	۳۳۸
۲۳۷	امر کردن سلیمان علیہ السلام پشور یہ منتظم الیہا خصم	۳۳۰
۲۳۸	نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را	۳۳۲
۲۳۹	با خویش آمدن عاشق بیہوش ذرہ باز آردن بہ شنا	۳۳۵
۲۴۰	حکایت آں عاشق در از ہجر بسیار امتحان	۳۴۰
۲۴۱	یافتن عاشق معشوق داد بیان آنکہ جویندہ بچندہ بود	۳۴۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۶	لا ابالی گفتن عاشق تا صبح و عاذل	۳۶۶
۱۸۷	روئے نہادن آں عاشق بسوئے بخارا	۳۶۹
۱۸۸	در آمدن آں عاشق لا ابالی در بخارا	۳۷۰
۱۸۹	جواب گفتن عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را	۳۷۱
۱۹۰	رسیدن آں عاشق بمعشوق	۳۷۳
۱۹۱	صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود	۳۷۴
۱۹۲	آمدن مہمان در اں مسجد	۳۷۵
۱۹۳	ملامت اہل مسجد مہمان عاشق را	۳۷۵
۱۹۴	جواب گفتن عاشق تا صحاں و ملامت گویاں را	۳۷۶
۱۹۵	بیان آں کہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود	۳۷۷
۱۹۶	ملامت کردن اہل مسجد مہمان را	۳۸۰
۱۹۷	گفتن شیطان قریش ما کہ جنگ محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام آئید	۳۸۴
۱۹۸	بکرر کردن عاذلاں پند را بر اں مہمان	۳۸۹
۱۹۹	جواب گفتن مہمان ایشان را	۳۸۹
۲۰۰	تمثیل گریختن مومن و تعجیل و بے صبری او	۳۹۵
۲۰۱	تمثیل صابر شدن مومن چون بر اسرار بلا واقف شود	۳۹۹
۲۰۲	خند گفتن کدبانو بان خود	۳۹۹
۲۰۳	باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان کش	۴۰۰
۲۰۴	ذکر خیال بد اندیشدی قاصر فہماں	۴۰۲
۲۰۵	تفسیر حدیث إِنْ لِلْقُرْآنِ ظَهْرٌ أَوْ بَطْنٌ أَوْ خَلْعٌ	۴۰۴
۲۰۶	بیان آنکہ رفتن انبیاء اولیاء علیہ السلام بکوہا	۴۰۵
۲۰۷	و غار با جہت پناہ کردن خویش نیست	۴۰۵
۲۰۷	تشبیہ صورت اولیاء صورت کلام اولیاء	۴۰۶
۲۰۸	تفسیر قولہ تعالیٰ يَا جَمَالُ أَوْ بَنِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ	۴۰۷
۲۰۹	جواب طعن زندہ بر مشغولی	۴۰۸

دفتر دوم کی اشاعت:

۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو دفتر دوم کی رسم اجراء عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی ہستی شیخ نظام الدین دہلی میں زیر صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہو۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درسگاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانا روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب مہربائی کچھروں کو سلا ایرانی امبی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائریکٹر ایرانین کچھرل ہاؤس نے مولانا روم پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ہاتھوں دفتر دوم کا اجراء عمل میں آیا۔ موصوف نے دوران تقریر میں دفتر دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ انحر گو دفتر دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گزار ہوں کہ اس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفتر دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کے اہل قلم اور علمی رسائل دفتر دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفتر دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں وزارت تعلیم کی مالی اعانت کا شکر یہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدد تو ہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل رہی ہے۔ مزید برآں وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لاہریروں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید شکر گزار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفتر چہارم میں مشغوم ہوں اور اس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آ جائیگی۔

تصوف کی چند اصطلاحیں:

تصوف کی ان اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں دفتر اول اور دوم کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

حیرت:

سالمک کے لئے ذکر و فکر بھی قرب الہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقام حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیات رب کی

فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو ان چیزوں سے استغناء بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی کریز کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ فَيْكَ تَخِيْرًا اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مراز ہر دو جہاں بے نیاز کرو ایں خواب کار دولت بیداری کند
مقام حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدان حشر میں اس وقت ہوگی جبکہ حضرت حق ارشاد فرمائے گا۔ اَجَلٌ عَلَيْنَكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اسْخَطُ اَبَدًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

رضا:

مقام رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرَّتْهُ الْمُصِیْبَةُ كَمَا سَرَّتْهُ النِّعْمَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضا بالقضا کی بحث مولانا نے روم نے مفصل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال:

مولانا نے روم نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے۔

کیست ابدل؟ آنکہ او مُبدل شود خمرش از تبدیل یزداں خل شود
ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے اللہ کے تبدیل کر دینے سے اس کی شراب سرکہ بن جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاق رویہ ہوں وہ اخلاق حسنہ میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔ وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوْا اَوْ تَادَ الْاَرْضَ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النَّبُوَّةُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ اَقْبِيَاءَ مِنْ اُمَّةٍ اَحْمَدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ یَفْضَلُوْا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَوةٍ وَلٰكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ النَّبِیَّةِ وَسَلَامَةِ الْقُلُوْبِ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ منقول ہے کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قوی لوگوں کو ان کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں ان میں حسن خلق اور نیت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیان ثابتہ:

وہ تمام اشیاء جو موجودات خارجیہ کہلاتی ہیں اور عالم شہود میں جو اس کے ذریعہ محسوس ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود

کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیان ثابتہ کہلاتا ہے۔
خارجی جس میں قدر موجودات ہیں وہ ان اعیان ثابتہ کا عکس اور ظل ہیں اور ان اعیان ثابتہ کی اصل اسماء الہی اور اسماء
الہی کی اصل حقیقت الہیہ ہے۔ مولانا روم اعیان ثابتہ کو ماہیات سے اور اسماء الہی کو ہر مامیات سے اور حقیقت الہیہ کو
ہر ہر مامیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

زانکہ ماہیات و ہر ہر آں پیش چشم کلاماں باشد عیاں

یعنی اعیان ثابتہ اور ان کا ہر اسماء الہی اور اس ہر کا ہر یعنی حقیقت الہیہ کا ملوں کے مشاہدے میں ہوتی ہے۔ اسی
لئے بعض کاملین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْأَشْيَاءَ بِاللَّهِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔
عقل معاش:

وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نابلد ہو وہ عقل معاش ہے اسی کو مثنوی عقل جزوی اور عقل ناقص بھی
کہا گیا ہے۔

عقل معاد:

وہ عقل جو دینی اور اخروی معاملات میں تیز ہو اس کو عقل معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقل کلی عقل کامل عارف
کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔
مستور الحال:

بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابدال تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَوْلِیَاءَ اَخْفِیَاءَ شُعْشَعَةً رَّوُّهُمْ مُغْبِرَةٌ وَجُوهُهُمْ اِذَا اسْتَاذَنُوْا
عَلٰی الْاَمْرِ لَمْ یُؤْذَنْ لَهُمْ وَ اِذَا غَابُوا لَمْ یَفْتَقَدُوْا اِذَا حَضَرُوا لَمْ یُذَعَّرُوْا وَاِنْ مَرَضُوا لَمْ یُعَاذُوْنَ وَ اِنْ
مَاتُوا لَمْ یَشْهَدُوْا وَهُمْ مَجْهُوْلُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَشْهُوْرُوْنَ فِی السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء
ہیں جن کے سر کے بال پر اگندہ ہیں ان کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں ان کو اجازت نہیں
دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی لوگ جستجو نہیں کرتے اور اگر موجود ہوں تو ان کو پکارا نہیں جاتا ہے اور اگر وہ بیمار پڑھ
جائیں تو ان کی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور اگر مر جائیں تو لوگ ان کے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں
گمنام ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے گھن میں مراقبہ میں
تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خولجہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور ان سے کہنے
لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اس میں شریک کیوں نہیں ہوتے اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں ان پر ان بزرگ
نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خولجہ خضر نے فرمایا تم کو یہ
کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ خولجہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خولجہ خضر نے فرمایا کہ
میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور
وہ مجھے جانتے ہیں۔

الہام:

اس کو حکومت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو الہاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اس کی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی مملو کلماتی ہے جیسا کہ قرآن، توریت اور انجیل اور اگر اس کی تلاوت نہ ہو تو اس کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی، خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے، الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنے والا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس سے اس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لِمَةً بَابِ آدَمَ وَلِلْمَلِكِ لِمَةً فَأَمَّا لِمَةُ الشَّيْطَانِ فَأَيُّغَادُ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لِمَةُ الْمَلِكِ فَأَيُّغَادُ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقُ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَخِذَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ وَخِذَ الْآخِرَى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ. یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات برائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلانا ہوتا ہے۔ اور فرشتے کا ڈالنا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان کے خدا کی پناہ پکڑے۔

تناخ:

جو لوگ تناخ کے عقیدے کے قائل ہیں ان کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبار سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہیا اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آ جاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے۔

از جمادی مردم و نامی خدمت وز نما مردم بخواں سرزوم
مردم از حیوانی و آدم خدمت پس چه ترسم کے ز مردم کم شوم

ان مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

جملہ دیگر بمرم از بشر تا بر آرم از ملائک بال و پر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو کُل شیْ هَالِکِ اِلَّا وَجْهَهُ

جسم مثالی:

اہل شرع اور اہل تصوف متعدد دعوالم موجود مانتے ہیں ایک عالم شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں یہاں تمام اجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عالم مثال ہے جس میں ہر دو مخلوق جو اس عالم شہود میں ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم میں مادہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اس کا جسم ہے وہ جسم عنصری نہیں بلکہ مثالی کہلاتا ہے۔

واقعات اور اشخاص:

صلح حدیبیہ۔ ۶ ہجری میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چھ میل درے مقام حدیبیہ پر پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ بڑا شیر مکہ میں داخلہ سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں آنحضور ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہل مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائے گے۔ ہمارا مقصد اہل مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہل مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو ان کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کے لئے ذلت آمیز یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو جائیں اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہ گونا گوار بھی گزریں لیکن آنحضور ﷺ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نہ تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور ﷺ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ معظمہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضور ﷺ کے زیر نگیں آ گیا۔

بنی نضیر:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انہوں نے مخفی طور پر آنحضور ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضور ﷺ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ان کو مدینہ کے اطراف سے ۴۰ھ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

بنو قریظہ:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضور ﷺ نے ان سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے فریقین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔ غزوہ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد تو درکنار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور

معاہدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوہٴ خندق میں جب نبیؐ تائید سے آنحضرتؐ کو ۵ھ میں فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو معاہدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہود کی شریعت کے مطابق تھی۔ بلال بن رباحؓ:

حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا امیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرز اٹاری ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضرتؐ کی خدمت میں گزاری۔ ان کو مودن رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لا سکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ۲۰ھ میں عمر ۶۳ سال وفات پائی۔ ان کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، عذر پیش کرنے کے باوجود تعمیل حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔

طالوت:

یہ بنی اسرائیل کا ایک نیا بادشاہ تھا کس کی بادشاہت پیغمبر وقت شمویلؑ کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت شمویلؑ نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں ہوگی۔ طالوت نے حضرت داؤد کو فوج میں شامل کر لیا۔ دورانِ سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤدؑ نے وہی پتھر اٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤدؑ نے وہی پتھر اس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَقَتْلُ دَاوُدَ جَالُوتَ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔

حضرت مریم علیہا السلام:

حضرت مریم کنوار پن ہی میں بحکم خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دعا کرنے لگیں۔ یٰلَیْسَیْ مِثْلَ قَبْلِ هٰذَا وَكُنْتُ نَبِیًّا مُّنْسِیًّا کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی ب سری بن جاتی۔ فرشتے نے ان کو سی دی پھر جب ان کے لطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے ان کو ملامت شروع کر دی اس پر انہوں نے لوگوں سے کہا تم اسی بچے سے اس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم کہوارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰؑ بول اٹھے اِلَیَّ عَبْدُ اللّٰہِ اَتَانِی الْكِتَابَ وَجَعَلَنِی نَبِیًّا وَجَعَلَنِی مُبَارَكًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی اس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ منجانب اللہ ہے۔

اہل سب:

یمن کے علاقہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہل سبا کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِیْ مَسَاكِنِهِمْ اٰیةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِیْنٍ وَشِمَالٍ ۝ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَہٗ بَلَدًا طَیْبَةً وَرَبُّ غَفُوْرٌ

۵ فَأَعْرِضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتِي ذَاتِ الْأَيْتَنِ الْأَكْلِ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سَلْدٍ قَلِيلٍ ۝ ذَلِكْ جَزَايْنَهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نَجْرِي إِلَّا الْكَفُورُ ۝ بیشک سبواؤوں کے لئے اپنی ہی ہستی میں نشانی تھیں دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک بخشے والا۔ تو انہوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور دو عمدہ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے جن میں بدمزہ میوے اور بھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکر ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیم نے حضرت ابوطحہ انصاریؓ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابوطحہؓ نے کی۔ جس وقت آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ ان کو ان کی ماں اور حضرت ابوطحہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت پر در کر دیا انہوں نے بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ دس سال تک آنحضورؐ کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضرت ﷺ ان سے بہت خوش تھے اور ان کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت میں امتیاز تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے۔ ۹۱ھ میں عمر تقریباً ۱۰۳ سال انہوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تنبیہ:

بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس اور مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار کیا اور طرح طرح کے نامعقول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عمالقہ سے جہاد کر لے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انہیں تیرے میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے اور ان کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے تھے صبح کو سوکراٹھتے تو اپنے آپ کو اسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اولیس:

یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا والہانہ جذبہ تھا چونکہ ان کی والدہ ان کی خدمت کے محتاج اور ضرورت مند تھیں لہذا ان کی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور ان کو آنحضور ﷺ کا دیدار میسر نہ آیا اسی لئے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت اویسیہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اس کی بیوی:

ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اس کی بیوی کا نام ارویٰ اور کنیت ام جمیل ہے۔ ابولہب آنحضرت ﷺ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ابتداء دعوت سے آخر دم تک آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ سورۃ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فرعون موسیٰ:

اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہان مصر کا یہی لقب ہوتا تھا اس کے واقعات قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

سجاد حسین

صدر مدرسہ مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ

۱۸ اگست ۱۹۷۶ء

www.ahlehaq.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انبیاء الحق چلپی مولانا کے وہی
خلیفہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے
محرک ہوئے۔ اس سوم۔ طہارت
ظاہری وضو اور غسل میں تین بار دھونا
مسنون ہے لہذا طہارت باطنی جو کہ
مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی
ہے اس کے لئے بھی تیسرے دفتر
میں تیسری بار مضامین لانا مناسب
ہے۔ اسرار۔ سر کی جمع راز۔ بہل۔ سر
کا صغہ ہے بلیدن بمعنی چھوڑنا۔
اعذار یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے
تاخیر سے شروع کرنے کا سبب بنے
تھے۔

۲ قوت۔ یعنی جسمانی کمزوری کا
عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور رگوں
کی پیداوار نہیں ہے بلکہ عطائے
خداوندی ہے ہی زہد۔ زہیدن نشوونما
پانا۔ اس چراغ جس طرح سوچ کی
روشنی ظاہری اسباب کی بنا پر نہیں
ہے۔ اسی طرح شہادی طاقت
اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔
۳ سقف۔ گردوں کو چنیں دائم بود
قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق
نہیں ہے۔ قوت جبریل۔ حضرت
جبریل کی قوت کہ بازو کے سہارے
بستیوں کو الٹ دیا جسمانی غذا کی وجہ
سے نہ تھی۔

اے ضیاء الحق حُسام الدین بیاں
اے ضیاء الحق حُسام الدین لا
برگشا گنجینہ اسرار را
رازوں کا خزانہ کھول دے
قوت۔ از قوت حق کی زہد
تیری طاقت اللہ کی طاقت سے جوش مارتی ہے
اس چراغ شمس کو روشن بود
یہ سوچ کا چراغ جو روشن ہوتا ہے
سقف۔ گردوں کو چنیں دائم بود
آسمان کی چھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے
قوت جبریل۔ از مطبخ مطبخ
حضرت جبرائیل کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی
اے سوم دفتر کہ سنت شمسہ بار
یہ تیسرا دفتر کیونکہ تہرانہ سنت ہے
در سوم دفتر بہل اعذار را
تیسرے دفتر میں عذروں کو چھوڑ دے
نور عروقی کز حرارت می جہد
نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے بھڑکتی ہیں
نور فتیلہ پنبہ دروغن بود
جی اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے
نور طناب واستنہ قائم بود
رستے اور ستون کی وجہ سے قائم نہیں ہے
بود از دیدار خلاق وجود
وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے تھی



ہم چنیں! ایں قوت ابدال حق

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ابدال کی قوت
جسمِ شاں را ہم ز نوراً سرشته اند

ان کے جسم کو بھی نور سے بنایا ہے
چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل

چونکہ تو بڑے دمنوں سے موصوف ہے
گرد آتش بر تو ہم بر دو سلام

آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جائیگی
ہر مزاجے را عناصر مایہ ایست

عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں
ایں ۲ مزاجت در جہان منبسط

وسیع عالم میں تیرا یہ مزاج
اے دریغا عرصہ افہامِ خلق

ہائے افسوس! لوگوں کی فہموں کا میدان
اے ضیاء الحق بخذقِ رائے تو

اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے
کوہِ طور اندر کجلیِ خلق یافت

کوہِ طور نے جلی میں خلق پا لیا
صارَد گامینہ و انشقُ الجبل

وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا
لقمہ ۳ بخشی آید از ہر کس بکس

لقمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے
خلق بخشید جسمہا و رُوح را

وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے

ہم ز حق دال نز طعام و نز طبق

اللہ کی جانب سے کھانے اور طباق کی جیسے

تاز روح واز مملک بگذشتہ اند

یہاں تک کہ وہ روح اور فرشتے سے بڑھ گئے ہیں
ز آتشِ نمرود بگذر چوں خلیل

حضرت خلیل کی طرح نمرود کی آگ سے گزر جا
اے عناصر مر مزاجت را غلام

اے وہ کہ عناصر (اربع) تیرے مزاج کے غلام ہیں
ویں مزاجت برتر از ہر پایہ ایست

اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے
وصف وحدت را کنوں شد ملقظ

اب وحدت کی صفت کو چنے والا ہو گیا ہے
سخت تنگ آمد ندارد خلق خلق

بہت تنگ ہے مخلوق خلق نہیں رکھتی ہے
خلق بخشید سنگ را حلوائے تو

تیرا حلوہ پتھر کو خلق بخش دیتا ہے
تا کہ مے نوشید و مے را بر نتافت

یہاں تک کہ (اس نے) شراب پی کر شراب کو بہاشت نہ کر سکا
ہَل رایتُم من جبل رقص الجمل

کبھی تم نے پہاڑ سے رقص کا رقص دیکھا ہے
خلق بخشی کا ریزدان ست و س

خلق بخشا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے
خلق بخشید بہر بر عضوت جدا

تیرے ہر عضو کو علیحدہ خلق بخش دیتا ہے

۱۔ ہم چنیں! ایں قوت ابدال کی قوت
جانب اللہ ہوتی ہے مائی نہیں ہوتی
جسم شاں ابدال کے اجسام بھی
نورانی ہیں اور وہ انسانی روح اور تمام
فرشتوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔
چونکہ یہ شیخ حسام الدین کو خطاب
ہے آتشِ نمرود یعنی نفسانی مذاکحل۔
گرد آتش۔ عناصر اور بعد آپ کے
مزاج سے مغلوب ہیں لہذا آگ
آپ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی
ہے ہر مزاج۔ عام انسانوں کا مزاج
عناصر اور بعد سے بنا ہے لیکن آپ کا
مزاج اللہ کے اخلاق سے بنا ہے۔

۲۔ ایں مزاجت۔ یعنی آپ چونکہ
اخلاقِ اچھی کے ساتھ متصف ہیں لہذا
آپ کو اللہ سے اتحاد حاصل ہو گیا
ہے اے دریغا عوام کی سمجھ کے
گلے سے یہ مضمون وحدت نہیں اترتا
ہے عوام وہ مخلوق نہیں رکھتے ہیں جو ان
مضامین کو نکل سکے اے ضیاء الحق
لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ
پتھر کے گلے سے بھی اس مضمون کو
اُتر سکتا ہے۔ کوہِ طور۔ مضامین
معرفت کو کوہِ طور سمجھا حالانکہ وہ پتھر
ہے صاف کو کوہِ طور کا رقص معرفت کی
شراب پی لینے کی وجہ سے تھا۔

۳۔ لقمہ بخشی ایک انسان دوسرے
کو لقمہ دے سکتا ہے لیکن خلق عطا کرنا
صرف خدا کا کام ہے یعنی تعلیم و تربیت
دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب کے
اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں
قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا
کام ہے خلق بخشید اللہ تعالیٰ ہر عضو کو
اور روح کو اس کے مناسب خلق بخشا
ہے۔



ایں گہے بخشد کہ اجلالی شوی

یہ اس وقت بخشا ہے جب تو اجلالی ہو جائے

تاگوئی سرِ سلطان را بکس

تاکہ تو شہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے

گوشِ آں کس نوشد اسرارِ جلال

اللہ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے

خلقِ بخشد خاک را لطفِ خدا

اللہ تعالیٰ کی مہربانی مٹی کو خلق عنایت کرتی ہے

باز ۲ حیواں را بہ بخشد خلق و لب

پھر (اللہ) حیوان کو حق اور ہونٹ بخشا ہے

چوں گیا ہش خورد و حیواں گشت زفت

جب اس (حیوان) نے اس خاک کی گھاس کھائی اور مہیا ہو گیا

باز خاک آمد شد اکالِ بشر

پھر مٹی آئی وہ انسان کو نکل جانے والی بنی

ذرا ۳ دیدم دہاں شاں جملہ باز

میں نے ذرے دیکھے جن کے منہ کھلے ہوئے تھے

برگہا را برگ از انعام او

چوں کو ساز و سالن اس (اللہ) کے انعام سے ہے

رزقہا را رزقہا او میدہد

وہ (اللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے

نیست شرحِ ایں سخن را منتہا

اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے

جملہ عالم آکل و ماکول داں

تمام عالم کو کھانے والا اور کھایا ہوا سمجھ

از دعا و از دغل خالی شوی

غریب اور کھوٹ سے خالی ہونے لگے

تا نریزی قد را پیشِ مکس

تاکہ تو قد کو مکھی کے آگے نہ گرائے

کو چو سوسن صد زباں افتاد لال

جو سوسن کی طرح سوز بانوں کے باوجود گونگا ہے

تا خورد خاک آب و روید صد گیا

یہاں تک کہ مٹی پانی پیتی ہے اور سنگزدوں گھاس لگاتی ہے

تا گیا ہش را خورد اندر طلب

یہاں تک کہ ہٹاں کر کے اس (خاک) کی گھاس کھاتا ہے

گشت حیواں لقمہ انسان درفت

حیوان انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا

چوں جد اشد از بشر روح و بصر

جب کہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

گر بگویم خوردِ شاں گرد و دراز

اگر میں ان کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ جائیگی

دایگاں را دا یہ لطفِ عام او

پرورش کرنے والوں کی دلیہ اس کی عام مہربانی ہے

زانکہ گندم بے غذائے چوں زہد

کیونکہ گہوں بغیر غذا کے کب پرورش پاتا ہے

پارہ گفتم بداں زان پارہا

میں نے ایک ٹکڑا کہہ دیا تو اس سے دلوں ٹکڑوں کو سمجھ لے

باقیاں را مقبل و مقبول داں

باقی رہنے والوں کو مقبول اور با اقبال سمجھ

۱۔ ایں اللہ تعالیٰ ہر عضو و روح کو خلق اس وقت بخشا ہے جب انسان خدائی اخلاق سے مصروف ہو جائے اور رذیل سے اپنے آپ کو پاک کر لے۔ تاگوئی۔ جب اللہ کی یہ عطا تمہیں حاصل ہو جائے تو تباہیوں پر اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش۔ معارف الہیہ اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ انسان میں ان کے اخفاء کی پوری صلاحیت پیدا ہو جائے اور نالوں کے سامنے ظاہر نہ کرنے پر اس کو قدرت حاصل ہو جائے خلق بخشد۔ اللہ نے زمین کو بھی خلق عنایت فرمایا ہے۔

۲۔ باز حیواں۔ حیوانات نباتات کو اپنی غذا بنالیتے ہیں۔ چوں گیا ہش۔ حیوانات سے انسان اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ باز پھر انسان کے مرنے کے بعد خاک اس کو اپنی خوراک بنا لیتی ہے۔

۳۔ ذرا۔ کائنات میں باہمی تنازع و لبقا کا نظام جاری ہے اور کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے۔ برگہا۔ جہتے جو حیوانات کی خوراک ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا فرماتا ہے۔ کائنات میں جو چیزیں دوسروں کی پرورش کرتی ہیں ان کی خدا پرورش کرتا ہے۔ رزقہا۔ گہوں خود رزق ہے لیکن اگر اس کو رزق میسر نہ آئے تو اس کی پرورش نہ ہو۔ جملہ عالم۔ عالم امکان میں سب چیزیں ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں بقا صرف ان کو حاصل ہے جو مقبول بارگاہ الہی ہیں۔



ایں جہان و ساکنانش منتشر

یہ عالم اور اس کے باشندے سے جدا ہو جانے والے ہیں

ایں جہان و عاشقانش منقطع

یہ عالم اور اس کے عاشق مٹ جانے والے ہیں

پس کریم آنست کو خود را دہد

تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو پلا دے

باقیات ۲ لصالحت آمد کریم

بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

گر ہزار اندیک کس بیش نیست

اگر وہ ہزار ہیں تو بھی ایک سے زیادہ نہیں ہیں

آکل و ماگول را خلق ست و ناے

کھانے والے اور کھائے جانے والے کا خلق اور گلا ہوتا ہے

خلق بخشید او عصائے عدل را

اس نے انصاف کی لاٹھی کو خلق بخشا

و اندرو افزوں نشد زان جملہ اکل

اس سب کچھ کھانے سے اس میں اضافہ نہ ہوا

مریقیں ۳ را چوں عصا حق خلق داد

اللہ تعالیٰ نے لاٹھی کی طرح یقین کو بھی خلق دیا ہے

پس معانی را چوں عیاں خلقہا ست

تو خدائی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں

پس زماہی تا بہ مہ از خلق نیست

تو مچھلی ہے لے کر چاند تک کوئی مخلوق نہیں ہے

خلق نفس از دوسہ خالی شود

نفس کا خلق اگر دوسرے سے خالی ہو جائے

خلق جاں کز فکر تن خالی شود

روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

وال جہان و ساکنانش مستمر

وہ عالم اور اس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اہل آں عالم مخلص مجتمع

اس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں

آب حیوانے کہ ماندتا ابد

آب حیات نہا کہ ہمیشہ رہے

رستہ از صد آفت و اخطار و بیم

جوتنگڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پائیا ہے

چوں خیالات عدد اندیش نیست

تعداد بچانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

غالب و مغلوب را عقل ست و راے

غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور رائے ہے

خورد او چنداں عصا و جبل را

وہ بہت سی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی

زانکہ حیوانی نبویش اکل و شکل

کیونکہ اس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاو

یہاں تک کہ اس نے ہر اس خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

رازق خلق معانی ہم خداست

معانی کے خلقوں کو رزق دینے والا بھی خدا ہے

کہ بکذب مایہ اورا خلق نیست

مادہ کو جذب کرنے کے لئے جس کے خلق نہ ہو

میہمان و جی اجلالی شود

تو اللہ کی جی کا میہمان ہو جائے

وانگہاں روزیش اجلالی شود

تب اس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے

۱۔ ایں جہاں۔ عالم امکان۔ منتشر

چونکہ عالم امکان متضاد عناصر سے

بنے ہیں۔ وہاں جہاں۔ عالم آخرت۔

آب حیوان۔ یعنی معارف الہیہ

۲۔ باقیات۔ بزرگ جبکہ مجموعہ

فضائل بن گیا تو وہ مجسم ہائی رہنے والی

نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں اولیاء اور

بزرگ ایک روح ہزار قاب ہوتے

ہیں۔ آکل۔ اس عالم میں جو کھانے

والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں ان کا

تو صرف خلق اور گلا ہے جو لوگ اپنے

نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی مرضیات

سے مغلوب ہیں وہ صاحب عقل و

رائے ہیں۔ خلق بخشید۔ اللہ نے

حضرت موسیٰ کی لاٹھی کو خلق عنایت

فرمایا وہ جلاؤ گر ان کی لاٹھیوں اور

رسیوں کو نگل گئی۔ زانکہ۔ حضرت

موسیٰ کی لاٹھی سب کچھ نگل کر بھی موسیٰ

نہ موسیٰ کیونکہ اس کا کھانا حیوانی کھانا نہ

تھا۔

۳۔ مریقیں را جس طرح حضرت

موسیٰ کی لاٹھی کے خلق تھا یقین کے

بھی خلق ہے جو وساوس کو نگل جاتا

ہے۔ پس معانی۔ جس طرح خارجی

اشیاء کا خلق ہے وحشی اشیاء کا بھی خلق

ہے۔ زماہی یعنی تحت اثری سے۔

خلق نفس یعنی اگر انسان اپنے آپ کو

وساوس شیطانی سے پاک کر لے

خلق جان یعنی روح کو اگر مادی

ضرورت سے پاک کر لے

۱۔ خلق عقل و دل چو شد خالی ز فکر

عقل اور دل کا خلق بھی فکر سے خالی ہو گیا

شرط تبدیل مزاج آمد بدال

مجھ لے مزاج کو بدلنا شرط ہے

چوں مزاج آدمی کلخوار شد

جب آدمی کا مزاج مٹی خور ہو جائے

چوں ۲ مزاج زشت اُتبدیل یافت

جس اس کا برا مزاج بد گیا

دایہ گو طفل شیر آموز را

وہ دایہ کہیں ہے؟ جو شیر خوار بچہ کو

دایہ کو شیر خوارہ طفل را

شیر خوار بچہ کے لئے وہ دایہ کہیں ہے

گر بہ بند دراہ یک پستان برو

اگر اس پر ایک پستان کا راستہ بند کریگی

زانکہ ۳ پستان شد حجاب آل ضعیف

کیونکہ اس ناتواں کے لئے پستان پردہ بن گیا

پس حیات ماست مقوف فطام

تو ہماری زندگی دودھ چھڑانے پر مقوف ہے

چوں جنیں بُود آدمی خون بُد غذا

جب انسان ماں کے پیٹ میں تھا خون خوراک تھی

چوں جنیں بُود آدمی خونخوار بود

جب انسان ماں کے پیٹ میں خون کھاتا تھا

از فطام خون غذایش شیر شد

خون چھڑانے سے اس کی خوراک دودھ ہوئی

وز فطام لقمہ لقمہ پنهانے شود

لقمہ چھڑانے سے وہ لقمہ لقمہ ہو جاتا ہے

یافت اوبے ہضم معدہ رزق پکر

تو اس نے معدہ کے ہضم کے بغیر تازہ رزق پالیا

کز مزاج بد بود مرگ بدال

اس لئے کہ مریں کی موت برے مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے

زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد

تو (وہ) زرد اور بد رنگ اور بیمار اور ذلیل ہو جاتا ہے

رفت زشتی و آل رخس چوں شمع تافت

برائی جاتی رہی اور اس کا چہرہ شمع کی طرح چمک اٹھا

تابہ نعمت خوش گند بد فوز را

نعمت کے ذریعہ خوش کر دے بُد ذوق کو

تاز نعمتہا گند اورا غذا

جو نعمتوں کی اس کو غذا دے

بر کشاید راہ صد بُستان برو

سینکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

از ہزاراں نعمت و خوان و رعیف

سینکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

اندک اندک جہاد گن تم الکلام

بہ تدریج کوشش کر بات ختم ہوئی

از نجس پاکی برد مومن کذا

مومن اسی طرح نجاست سے پاکیزگی حاصل کرتا ہے

بُود اورا بُود از خون تار و پود

اس کے وجود کا تار پودا خون سے تھا

وز فطام شیر لقمہ گیر شد

لور دودھ چھڑانے سے وہ لقمہ کھانے والا ہو گیا

طلب مطلوب پنهانے شود

ایک پوشیدہ مطلوب کا طالب بن جاتا ہے

۱۔ خلق عقل۔ یعنی اگر انسان اپنی عقل اور دل کو مادی ضروریات سے پاک کر لے۔ رزق پکر۔ تازہ رزق یعنی معارف الہیہ۔ مزاج۔ یعنی مادی مزاج۔ کلخوار۔ یعنی غلط خوراک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ چوں مزاج۔ جب مادی مزاج میں تبدیلی آ جاتی ہے تو انسان انوار الہی کا کل بن جاتا ہے۔ فوز۔ پوز۔ یعنی مند۔ دایہ۔ یعنی دایہ قدرت بری عادتیں چھڑا دے۔ گر بہ بند۔ دایہ قدرت اگر دودھ چھڑاتی ہے تو باغوں کے میوے کھلاتی ہے۔

۳۔ زانکہ پستان جب تک بچہ شیر خوار رہتا ہے بے شد لذیذ غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔ پس۔ دنیاوی لذتوں کا دودھ چھڑانے پر اخروی نعمتیں مقوف ہیں۔ فطام۔ بچہ کا دودھ چھڑانے۔ جہاد گن۔ یعنی دودھ چھڑانے کی کوشش کرو۔ از نجس۔ ضرورت کے وقت مومن کے لئے نجس غذا حلال ہو جاتی ہے۔ جنین۔ پیٹ کا بچہ۔ از فطام۔ جس طرح بچہ کا دودھ چھڑانا غذاؤں کی ترقی کا سبب بنتا اسی طرح اگر لذات جسمانی ترک کرو گے تو روحانی غذا میں بہتر سے بہتر حاصل ہوگی۔ وز فطام۔ جسمانی لذات کے ترک سے عکستیں حاصل ہوگی اور ذات خلوندی کی طلب پیدا ہوگی۔ لقمہ۔ یعنی صاحب حکمت

گر جنیں راکس بگفتے در رحم
ہست بیروں عالمے بس منظم

اگر پیٹ کے بچے سے کوئی رحم میں کہتا

یک زمین خرمی باعرض و طول

ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

کو ہما و بحر ہا و دشتہا

پہاڑ ہیں اور دریا ہیں اور جنگل ہیں

آسمانے بس بلند و پُر ضیا

بہت اونچا آسمان ہے اور منور

از جنوب و از شمال و ازد بُور

جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے

در صفت ناید عجائبہائے آں

اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

خون خوری در چار میخ تنگنا

تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

سے او حکم حال خود منکر بدے

وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا ہے

کایں محال ست و فریب ست و غرور

کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور دھوکا ہے

جنس چیزے چوں ندید ادراک او

اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

ہمچناں کہ خلق عام اندر جہاں

اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

کایں جہاں چاہے ست بس تاریک و تنگنا

کہ یہ عالم ایک بہت تاریک اور تنگ کنواں ہے

چچ در گوش کسے رایشال ز رفت

ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہنچی

ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہنچی

۱۔ گر جنیں۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے، آٹھواں شعر ”او حکم“ جواب شرط ہے خرم۔ دلکش۔ پر بہار۔ اکول۔ کھانے کی چیز۔

۲۔ سہا۔ بنات آفتاب کا باریک پہلا ستارہ جنوب۔ وہ ہوا جو جانب جنوب سے چلے۔ شل۔ شمالی ہوا۔ دبور۔ مغربی ہوا۔ چہ۔ یعنی رحم مادر کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تنگنائے۔ تنگ جگہ۔ جس۔ قید خانہ۔ عذاب۔ مشقت۔

۳۔ او حکم۔ یہ شرط کی جزا ہے رسالت یعنی خارجی دنیا کا بیان۔ کور یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک۔ علم۔ منکر۔ ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہمچناں۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خارجی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح عوام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زوں جہاں۔ عالم آخرت۔ چچ۔ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہ سناں۔ طمع۔ یعنی دنیاوی لالچ۔

ہست بیروں عالمے بس منظم

باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

اندر و بس نعمت و بوجد اکول

اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذائیں ہیں

بوستا نہا باغہا و کشتہا

گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیں ہیں

آفتاب و ماہتاب و صد سہا

آفتاب اور چاند اور سینکڑوں سہا (ستارے) ہیں

باغہا دارد عرو سیہا و سور

باغات، جشن اور تازگی رکھتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در امتحاں

تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

در میان حبس و انجاس و عنا

بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

زیں رسالت معرض و کافر شدے

اس پیغام سے اعراض کرنے والا کافر ہوتا

زانکہ وہم کور زیں معنی ست دور

کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

نشود ادراک منکر ناک او

اس کا انکار کرے تو احساس (ان باتوں کو) نہیں سنتا ہے

زائں جہاں ابدال می گویند شاں

ان کو ابدال اس عالم کے بارے میں کہتے ہیں

ہست بیروں عالمے بے بود رنگ

(اس) سے باہر ایک بے بود اور بے رنگ عالم ہے

کایں طمع آمد حجاب ژرف و زفت

کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

گوش را بند طمع از ۱ استماع
لاچ ۱ کان کو سننے سے روک دیتا ہے
ہمچناں کہ آں جنین را طمع خوں
جس طرح سے خون کے لاچ نے اس پیٹ کے بچہ کو
از حدیث ایں جہاں محبوب کرد
اس عالم کی بات سے محروم کر دیا
زیں ۲ ہمہ انواع نعمت ماند فرد
نعمت کی ان تمام قسموں سے محروم رہا
بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں
تجھ پر بھی اس دنیا کی خوشی کا لاچ
طمع و ذوق ایں حیات پر غرور
ہو کے سے پر اس زندگی کے لاچ اور ذوق کے
پس طمع کورت کند نیکو بداں
اچھی طرح سمجھ لے لاچ تجھے اندھا بناتا ہے
حق ترا بطل نماید از طمع
لاچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے
از طمع بیزار شو چوں راستاں ۳
بچوں کی طرح تو لاچ سے بیزار بن
کاندراں در چوں در آئی واری
جب تو اس دھگہ میں پہنچ جائے گا نجات پالے گا
چشمِ جانت روشن و حق بین شود
تیری روح کی آنکھ روشنی اور حق دیکھنے والی بن جائی گی
پند مر داں را پذیر اشو بجاں
(دل و زبان سے مراد حق آچھ) کی نصیحت قبول کرنا
بشنو اکنون قصہ و تمثیل آں
اب اس کی مثال اور ایک قصہ سن لے

چشم را بند غرض از ۱ اطلاع
غرض ۱ آنکھ کو باخبر ہونے سے بند کر دیتی ہے
کال غذائے اوست در اوطان دُول
جو کہ کم وجہ وطنوں میں سے اس کی غذا ہے
خون تن را در دلش محبوب کرد
اس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا
غیر خواں اومی نداند چاشت خود
خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا
شد حجاب آں خوشی جاوداں
اس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا
از حیات راستینت کرد کور
حقیقی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا
بر تو پوشاند یقین را بیگماں
یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے
در تو صد کوری فزاید از طمع
لاچ کی وجہ سے حد وجہ اندھا پن تجھ میں پڑ جاتا ہے
تا نہی پابر سر آں آستاں
تاکہ اس چوکھٹ پر تو پیر رکھ سکے
از غم و شادی قدم بیروں نہی
دنیا کے غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا
بے ظلام کفر نور دیں شود
دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائے گا
تار ہی از خوف و مالی در اماں
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور امن میں رہے
تابیانی در حقیقت نور جاں
تاکہ تجھے حقیقتاً روح کا نور حاصل ہو جائے

۱ استماع۔ سننا۔ غرض۔ یعنی خود
غرضی۔ اوطان۔ وطن کی جمع ہے
دول۔ کثیر۔ ایں جہاں۔ یعنی عالم
آخرت۔ محبوب۔ پوشیدہ
۲ زیں ہم۔ یعنی دنیا کی اور لذت
غذا میں۔ فرد۔ اکیلا۔ یعنی محروم۔
چاشت۔ دوپہر کا کھانا مطلقاً کھانا۔
برو۔ انسان دنیاوی لاچ کی وجہ سے
آخری نعمتوں سے محروم ہو جاتا
ہے
۳ راستاں۔ یعنی آخرت کے
طالب۔ آستاں۔ بارگاہِ خداوندی۔
در۔ یعنی در بار خداوندی۔ غم و شادی۔
یعنی دنیا کا رخ اور خوشی۔ خوف۔ یعنی
آخرت کا ڈر

قصہٗ ۱ خورندگان پیل بچگاں از حرص و ترک نصیحت ناصحاں
الچی کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان
تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ ہندوستان میں
گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و غور
بھوکے تھکے ہوئے بے ساز و سامان اور ننگے
مہر دانائیش جو شید و بگفت
اس کی دانائی کی محبت جوش میں آئی اور
گفت دامن کز تجوے ۲ و از خلا
بولا میں جانتا ہوں کہ بھوک سے اور معدہ کے خالی ہونے
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل
لیکن خدا کے لئے اے بزرگوار
پیل ہست ایں سوک اکنواں می روید
جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے
پیل بچگانند اندر راہ تان
تمہارے راستے میں ہاتھی کے بچے ہیں
بس ظریف ۳ اند و لطیف اند و سمیں
نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور مومن ہیں
از بے فرزند صد فرسنگ راہ
اپنے بچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے
آتش و دود آید از خرطوم او
اس کی سوند سے آگ اور دھواں نکلتا ہے
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
اے لڑکے اولیاء اللہ کے بچے ہیں
غائبی مندیش از نقصان شال
ان کی غیر حاضری ان کا نقصان نہ سمجھو
دید دانائے گروہ دوستاں
ایک عقلمند نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا
می رسید نداز سفر وزارہ دور
سفر سے اور دیر رات سے آ رہے تھے
خوش سلائے شان و چوں گلبن شگفت
(اور اس میدان کربا کی وجہ سے تم پر مصیبتیں جمع ہو گئی ہیں)
تانبا شد خورد تاں فرزند پیل
تم ہاتھی کے بچے کو ہرگز نہ کھاتا
پند من از جان و از دل بشنود
دل و جان سے میری نصیحت سن لو
صید ایشاں ہست بس دخواہ تاں
جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے
لیک ما درشاں بود اندر کمیں
لیکن ان کی ماں گھات میں رہتی ہے
او بگر دو در حنین و آہ آہ
وہ راتی ہوئی اور ہائے کرتی ہوئی دہرتی ہے
الحذر زان بچہ مرحوم او
اس کے قاتل رحم بچے سے بچو
در حضور و غیبت آگاہ باخبر
وہ ان کی موجودگی اور غیر حاضری میں باخبر ہے
کو کشد کیس از برائے جان شال
کیونکہ وہ ان کی جان کے سلسلے میں بدلہ لیتا ہے

۱۔ قصہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوئی ہے۔ غور۔ برہنہ
۲۔ تجوے۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا۔ کربا۔ وہ عقاب جہاں امام حسینؑ شہید ہوئے۔ مصیبت ناک مقام۔ خورد۔ خوراک۔ ۳۔ ظریف۔ عمدہ۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ہمیں۔ مومن۔ کمین۔ گھات۔ دشمن رونے کی پوز۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سوند۔ الحذر۔ بچنا۔ اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عیاں قرار دیا گیا ہے۔ حضور۔ یعنی تو جب لی اللہ۔ غیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

گفت اطفال من اندایں اولیاء

اس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں

از برائے امتحان خوار و یتیم

وہ آزمائش کے لئے بے وقعت اور یتیم ہیں

پُشتِ دارِ جملہ عصمتہائے من

میری تمام حفاظتوں پر ان کا بھروسہ ہے

ہاں وہاں ایں دلِ پوشانِ من اند

خبردار، خبردار، یہ گزری پوش میرے ہیں

ورنہ کے کردے بیک چوبِ ہنر

ورنہ ہنر کی لائحہ سے کب کر سکتے؟

ورنہ کے کردے بیک نفرینِ بد

ورنہ ایک بددعا سے کب کر سکتے

برنگندے یک دُعائے لوطِ زاد

جو انہر لوط کی ایک دعا کو اکھاڑ سکتی

گشتِ شہرستان چوں فردوسِ شاں

ان کا جنت جیسا شہر ہو گیا

سوئے شامِ ست ایں نشانِ وایں خبر

یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوا) ہے

صد ہزاراں انبیائے حق پرست

لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں)

گر بگویم ایں بیاں افزوں شود

اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائے گا

خون شود گہ ہاں باز آں بفسرد

پہاڑ خون بن جاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں

طرفہ کوری دُور بین و تیز چشم

تو عجیب اندھا ہے کہ دور بین اور تیز نگاہ ہے

در غربی فرد از کاروے کیا

غیر حاضری میں بھی کام اور مشغولیت سے خالی ہیں

لیک اندر سرِ منم یار او ندیم

لیکن وہ پیارے میں ان کا مددگار اور ساتھی ہوں

گویا ہستند خود اجزائے من

گویا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں

صد ہزار اندر ہزار دیک تن اند

ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں

موسیٰ فرعون را زیر و زبر

(حضرت) موسیٰ فرعون کو تباہ و بالا

نوح شرق و غرب را غرقاب خود

(حضرت) نوح مشرق اور مغرب کو غرقاب

شہرہائے کافراں را اُمراد

کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے

دجلہ آبِ سیاہ رویشِ نشان

سیاہ پانی کا دیا جا نشان دیکھ لے

در رَہِ قدش بہ بنی بر گذر

بیت المقدس کے راستہ میں سرِ راہ تو دیکھ لے گا

خود بہرِ قرنے سیاستہا بدست

(اور) ہر دور میں عذاب ہوئے ہیں

خود جگر چہ بود کہ خارِ اخوں شود

جگر کیا ہوتا ہے خدا پتھر خون بن جائے گا

تو نہ بنی خود شدن کوری ورد

تو (ان کا) خون بننا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور مردود

لیک از اُشتر نہ بیند غیرِ چشم

لیکن اونٹ میں سے اون کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

۱۔ کارو کیا۔ یعنی کیائے کار خداوند

کار ہاں لڑ برائے۔ یعنی لڑایا، بظاہر ہے

سہارا اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ

عوام کی آزمائش ہو سکے ندیم۔ ہم

محسوس۔ اجزائے من۔ یعنی یہ اولیاء

اند کے قریب ہیں۔

۲۔ ہاں۔ تمام اولیاء سیرت کے

اعتبار سے ایک ہیں۔ ورنہ۔ یعنی اگر

اولیاء کو تائید خداوندی حاصل نہ ہو۔

چونہم۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لائمی۔

راہ۔ نئی۔ جو انہر۔ نمرود۔ یعنی خلاصہ

کلام یہ ہے۔ دجلہ بغداد کا مشہور دریا

مطلقاً اور یہ۔

۳۔ سوئے۔ قوم لوط کی بستیوں

شام کے علاقے میں ہیں۔ سیاہ۔

سوائے یعنی امیاء کی نافرمانی سزا کا

سبب بنی ہے۔ گر بگویم۔ ان واقعات

کی تفصیل بڑی دردناک ہے۔ خوں

شود۔ یہ دردناک۔ واقعات پہاڑوں

کے جگر خون کر دیں۔ تو نہ بنی۔ انسان

ان کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا

ہے۔ طرفہ کوری۔ انسان کا اندھا پن

بھی عجیب ہے۔

موبموا بیندز صرفه حرص انس

انسان کا لالچ خرچ کو بال بال دیکھتا ہے

موبموا بیندز حرص خود بشر

اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذرہ ذرہ دیکھتا ہے

رقص آنجا کن کہ خودر آشکنی

اس وقت ناچ جبکہ تو خود غلٹی کرے

رقص ۲ وجولائ برسر میداں کنند

رقص اور جولائیاں میدان (جنگ) میں دیکھاتے ہیں

چول رہند از دست خود دست زنند

جب اپنے آپ سے نجات پالیتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں

مطر باں شاں از دوروں دف می زنند

ان کے مطرب اندر سے دف بجاتے ہیں

تو نہ بنی برگہا برشا خہا

تو نے پتوں کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے

تو نہ بنی لیک بہر گوش شاں

تو نہیں دیکھتا ہے لیکن ان کے کان کے لئے

تو نہ بنی برگہا را گف زدن

تو پتوں کے تالیوں کے بجانے کو نہیں دیکھتا ہے

گوش سر بر بند از ہزل و دروغ

سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کر لے

پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو

اے چچا مذاق سے منہ بند کر لے

سر کشد گوش محمد درخن

محمد کا کان بات سے راز معلوم کر لیتا ہے

سر بسر گوش ست چشم ستاں نبی

یہ نبی مجسم کان اور آنکھ ہیں

رقص بے مقصود داند ہچو خرس

اور بے مقصد ریچھ کی طرح ناچتا ہے

رقص او خالی زخیر و پرز شر

اس کا ناچنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے

پنبہ را از ریش شہوت برکنی

شہوت کے زخم سے روئی کو نوچ ڈالے

رقص اندر خون خود مرداں کنند

بہادر اور اپنے خون میں رقص کرتے ہیں

چول جہند از نقص بر رقصے تنند

جب نقص سے باہر جاتا ہیں تو ناچتے ہیں

بحر ہادر شور شاں کف می زنند

سمندر ان کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں

کف زناں رقصاں ز تحریک صبا

باد صبا کے حرکت دینے سے ناچت تالیاں بجاتے

برگہا برشاں شد کف زن عیاں

کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں

گوش دل باید نہ این گوش بدن

(اس کے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان

تابہ بنی شہر جاں را با فروغ

تاکہ تو جان کے شہروں کو بارونق دیکھے

جز حدیث روی او چیزے مگو

اس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول

کش بگوید در بنے حق ہو اذن

ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں

رحمت او مریض ست وما صبی

ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

۱۔ موبموا۔ دنیا کے نفع اور نقصان کو

ذرہ ذرہ دیکھتا ہے۔ رقص آنجا۔ دنیا کی

خوشی پر ناچنا ہے۔ کھنا مناسب نہیں

انسان اپنی ہستی کو منائے اور شہوت سے

آزاد ہو تب خوشی منانے کا موقع ہے۔

۲۔ رقص وجولائ۔ مردوں کا رقص

میدان جہاد میں اپنے آپ کو فنا

کرتے وقت ہوتا ہے۔ چول۔ چول دہند۔

جب اپنے برے اخلاق حسد و کبر

وغیرہ سے نجات پا جاتے اور رقص

سے بری ہو جاتے ہیں تو تالیاں

بجاتے اور رقص کرتے ہیں۔ مطر

باں۔ قدرت کی طرف سے ان کے

رقص کے اسباب مہیا کر دیئے جاتے

ہیں۔ مطر باں۔ گانا سنانے والے

کف می زنند۔ سمندر کی موجیں

تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بنی۔ شاخوں پر

ہواؤں سے جو پتے آپس میں

کھرتاتے ہیں وہ پتوں کا رقص اور

تالیاں بجاتا ہے۔

۳۔ تو نہ بنی۔ عوام نہیں سمجھتے ہیں

لیکن خواص "بلو از دو گاب مستی کنند۔

شہر جاں۔ روح کے شہر میں رونق پیدا

ہوگی۔ ہزل۔ مذاق۔ سر کشد۔

آغوش کے بارے میں قرآن میں

فرمایا گیا ہے اذن خیر لکم یعنی

آغوش نیکی سننے والے کان ہیں

نہ۔ قرآن۔ سر بسر۔ یعنی آغوش

ہماری بھلائی کے لئے مجسم کان اور

آنکھ میں اور آپ کی رحمت ہماری

مرہی ہے اور ہم شیر خوار بچے ہیں۔

ایں سخن پایاں ندارد بازاراں سوئے اہل پیل بر آغازاں
اس باتکی انتہا نہیں ہے واپس چل ہاتھی والوں کی جانب اور شروع کی طرف چل

بقیہ ہاتھی کے بچوں کے دیے ہونے والوں کے قصہ کا بقیہ
قصہ متعزضان پیل بچگان

ہر دہاں راپیل بوئے می گند گرد معدہ ہر بشر برمی تند

ہاتھی ہر منہ کو سونگتا ہے ہر انسان کے معدے کے گرد پکر لگتا ہے

تاکجا یابد کباب پور خویش تازند اندر جزا صد زخم نیش

تاک کہ کہیں اپنے بچے کے کباب (کی خوشبو) پالے تاکہ بدلے میں سو زخم لگائے

تاگیا بوئے کباب بچہ را یا بدو زخمش زند اندر جزا

پالے اور بدلے میں اس کے زخم لگائے یا بدو زخمش زند اندر جزا

گمہائے بندگان حق خوری غیبت ایشاں کنی کیفر بری

تو اللہ کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے ان کی غیبت کرتا ہے سزا پاتا ہے

ہاں کہہ بویائے دہاں تاں خالق ست ہاں کہہ بویائے دہاں تاں خالق ست

خبردار! تمہارے منہ کی خوشبو سونگھنے والا خدا ہے سوائے اس کے جو سچا ہے کون جان بچا سکتا ہے

وائے آں افسوسی کش بوئے گیر باشد اندر گور منکر بانگیر

اس افسوس والے پر افسوس ہے جس کی خوشبو سونگھنے والے قبر میں منکر اور نکیر ہوں

نئے دہاں آؤ دیدن امکاں زماں جہاں نے دہاں خوش کردن از دار و دہاں

ان بزرگوں سے نہ منہ چھپانا ممکن ہے نہ کسی دوا سے منہ کو خوشبودار کرتا

آب و روغن نیست مرؤ پوش را راہ حیلست نیست عقل و ہوش را

منہ چھپانے کے لئے چکنی چڑی باتیں نہیں ہیں عقل اور حواس کے لئے حیلہ کا راستہ نہیں ہے

چند کو بدن خمہائے گرزِ شان بر سر ہر ژاژخا و مرزِ شان

ان کے گرز بہت زخم لگائیں گے ہر بکھائی کے سر اور سرینوں پر

گرزِ س عزا پیل را بنگر اثر گرنہ بنی چوب و آہن در صور

ملک الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے اگر تو لکڑی اور لوہا صوتا نہیں دیکھتا ہے

ہم بصورت می نماید گہے زان ہمہ رنجور باشد آگہے

کبھی کبھی صورت بھی نظر آ جاتا ہے زان ہمہ رنجور باشد آگہے

ان سب سے بیکار باخبر ہوتا ہے ان سب سے بیکار باخبر ہوتا ہے

۱۔ ایں سخن۔ یہ سہانی کانوں کو بند کرنا اور باطنی کانوں کو کھولنا۔ تاکجا۔ ہاتھی منہ کو اس لئے سونگتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھانوالے کو پہچان لے گمہائے۔ غیبت کو قرآن نے گوشت خوری قرار دیا ہے۔ کیفر جزا۔ ہاں۔ غیبت کرنے والوں کے منہ کو اللہ تعالیٰ سونگھے گا۔ افسوس و تسخر۔ مذاق۔ منکر بانگیر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال و جواب کریں گے۔ ۲۔ نے دہاں۔ ان سے منہ نہ چھپایا جاسکے گا۔ آب و روغن۔ چکنی چڑی باتوں کے ذریعہ سے نہ بچا جاسکے گا۔ ژاژخا۔ بکواس کرنے والا۔ ۳۔ مرز۔ مہم کے ضمن سے مقصد۔ سرین۔ سر گرز۔ اگر ملک الموت کا گرز نظر نہیں آ رہا ہے تو اس کے آثار دیکھ لے۔ ہم بصورت۔ بھی اثر کے علاوہ مریض خود گرز بھی دیکھتا ہے اور گھر والوں سے کہتا ہے دیکھو مجھے کون مار رہا ہے۔

۱۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ اس ارتحال۔ یعنی یہ دہمی بات نہیں ہے بلکہ میری جان نکالنے کے لئے مجھے مار رہے ہیں اب یہ میرے کوچ کا وقت ہے۔ چہ خیال یعنی عزرائیل کی تلوار دہمی نہیں ہے بلکہ ایسی یعنی ہے کہ اس کے اثر سے زمین و آسمان وہم نظر آتے ہیں۔ نیب۔ خوف۔ منکوس۔ لوندھا۔ لوتھی بینہ۔ وہ گرز صرف بیمار دیکھتا ہے اور کوئی نہیں دیکھتا۔ حرص۔ صرف اس کے دیکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اس کی آنکھ حرص دنیا سے خالی ہو چکی ہے۔

۲۔ مرغ۔ اگر پہلے سے حرص ختم ہو جاتی اور عذاب کی کیفیت نظر آ جاتی تو نیک اعمال کر سکتا اب آنکھ کا کھلنا بوقت بہار بوقت کام کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت لڑان دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ ہر زماں۔ ہر آن انسان کے جسم کے اجزا اٹھاتے رہتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے اجزاء لیتے رہتے ہیں۔ دینار اشمر۔ شہد کنندہ دینار۔ رخ۔ خسوف۔ یعنی عمر کے چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ گرزگ۔ اگر پہاڑ کے پتھر مسلسل نکالتے رہو گے تو ایک دن وہ پہاڑ ختم ہو جائے گا۔

گود آں رنجور کاے یارِ حرم
بیار کہتا ہے کہ ابیرے محترم دوست!

چوں نمی بیند کس ازیا ران او
جبکہ اسے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے

مانمی بنیم باشد اس خیال
ہمیں نظر نہیں آتا یہ وہم ہو گا

چہ خیال ست اینکہ آں چرخ نگوں
یہ کیا خیال ہے کہ لوندھا آسمان

گرز ہا و تیغہا محسوس شد
گرز اور تلواریں محسوس ہو گئیں

اوہمی بیند کہ آں از بہر دوست
وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اس کے لئے ہیں

حرص دنیا رفت و چشمش تیز شد
دنیا کا لالچ کیا اور اس کی آنکھ تیز ہوئی

۲ مرغ بے ہنگام شد آں چشم او
اس کی آنکھ بے وقت کا مرغا ہو گئی

سر بریدن واجب آید مرغ را
اس مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے

ہر زماں نزعے سبت جزوِ جانست را
تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے

عمر تو ملند ہمیان ز رست
تیری عمر اشرافیوں کی تھیلی کی طرح ہے

می شمار دی دہد زر بے وقوف
بغیر توقف وہ اشرافیاں گنتے اور دیتے ہیں

گرز گہ بستانی و تہی بجائے
اگر تو پہاڑ سے لیتا ہے اور اس کی جگہ (کچھ) اندر کھے

چہست اس شمشیر بر فرق اسرم
میری سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے

در جواب آیند ہر یک اے عمو
ہر ایک جواب میں کہتا ہے اے چچا!

چہ خیال ست اینکہ ہست اس ارتحال
کیسا وہم یہ تو چل چلاؤ ہے

از نہیب اس خیالے شد کنوں
اس خیال کے دور سے ویسا ہی ہو گیا

پیش بیمار و سر منکوس شد
بیمار کو اور اس کا سر لوندھا ہو گیا

چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست
دوست اور دشمن کی آنکھ اس سے بند ہے

چشم او روشن گہ خوریز شد
اس کی آنکھ خوریز ہونے کے وقت روشن ہوئی

از نتیجہ کبر او و چشم او
اس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں

کہ بغیر وقت جہاند ورا
جو بغیر وقت کے گھنٹی بجائے

بنگر اندر نزع جاں ایمانت را
جان کے نزع میں اپنے ایمان کی گمرانی کر

روز و شب ملند دینار اشمرست
دن اور رات اشرافیاں شہد کرنے والے کی طرح ہیں

تا کہ خالی گرد و آید خسوف
یہاں تک کہ (ہیبلی) خالی ہو جاتی ہے اور گرہن آ جاتا ہے

اندر آید کوہ زان دا دن پچائے
اس دینے سے پہاڑ جز سے ختم ہو جائے گا

پس بنہ بر جائے ہر دم را عوض ا
تو ہر وقت جگہ پر عوض رکھتا رہ
در کمال کارہا چندیں مکوش
تمام کاموں کی تکمیل میں اس قدر کوشش نہ کر
عاقبت تو رفت خواہی نا تمام
(روند) تو انجام کار ناقص روانہ ہو گا
وال ۲ عمارت کردن گور و کد
قبر اور گور کی تعمیر
بلکہ خود را در صفا گورے گنی
بلکہ اپنی قبر (قلب کی صفائی میں بنا
خاک او گردی و مدفون غمش
اس کی خاک بن جاوے اور اس کے غم میں دفن ہو جا
گور خانہ قبہا و کنگرہ
قبروں اور کنگرہ کی قبریں
۳ بنگر اکنوں زند اطلس پوش را
اب کسی اطلس پوش زند کو دیکھ
در عذاب منکرست آل جان او
اس کی جان برے عذاب میں ہے
از بروں بر ظاہرش وزگار
باہر سے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں
وال یکے بنی در آل دلق گہن
اور ایک کو تو برائی گزاری میں دیکھے گا

تا زوانس جڈ و اقتراب یابی غرض
تاکہ تجھے جدہ کو قریب ہو جائے کا مقصد حاصل ہو جائے
جز بکارے کال بود درویش مکوش
سوائے اس کام کے جو دین سے متعلق ہو کوشش نہ کر
کارہایت ابر و نان تو خام
تیرے کام ناقص ہونگے اور تیری روٹی کچی ہوگی
نے سنگ ست و نہ چوبد نے لبد
نہ پتھر سے ہے نہ لکڑی سے نہ ناث اور مندے سے
در منی او کئی دفن منی
اپنی خودی کو اس (اللہ) کی خود میں دفن کر
تا دمت یا بد مددہا از دمش
تاکہ تیرا سانس اس کے فیضانِ سعیدیں حاصل کرے
نہود از اصحاب معنی آل سرہ
دل باطن کے نزدیک بے عیب نہیں ہیں
ہیچ اطلس دست گیر و ہوش را
کوئی اطلس اس کی روح کی دھجیری کریگا؟
کو دم غم در دل غمدان او
اس کے غمگین دل میں غم کا بچھو ہے
وزدروں زانہ شہا او زار رار
اور اند سے وہ فکروں میں زار زار رہے
چوں نبات اندیشہ و شکر سخن
اس کا فکر مصری کی طرح ہے اور بات شکر جیسی
ہے کہ

۱ عوض۔ یعنی عبادت۔ در کمال
دنیا کے کاموں میں بقدر ضرورت
کوشش کرے آخرت کے کاموں
میں اسہانہ رکھے عاقبت اگر آخرت
کا کام نہ کر لوگے تو دنیا سے ناکام ہو
جاوے گا۔

۲ وال عمارت۔ قبر کی آبادی قبر پر
کنگروں اور قبرے بنانے سے نہیں
ہوتی ہے بلکہ قلب کی صفائی اور اپنی
مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے تابع
بنانے سے ہوتی ہے۔ سرہ۔ خالص
بے عیب۔

۳ بنگر۔ بد اعمالی کے ساتھ قبر پر
قبر بنانے کی مثال یہ ہے کہ ایک زند کو
اطلس کی قبا پہنا دی جائے عذاب۔
بدکار اچھا لباس پہننے سے سکون قلب
حاصل نہیں کر سکتا۔ وال کئے اگر
نیک اعمال انسان گزاری میں بھی ہو
تو اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔
گفت۔ اس دانائے اسرار نے مسافروں
سے کہا۔

بازگشتن حکایت پیل چچگان

ہاتھی کے بچوں کی حکایت کی طرف اشارہ

گفت ناصح بشنود ایں پند من
نصیحت کرنوالے نے کہا میری یہ نصیحت سن لو
تا دل و جاں تاں نیفتد درجن
تاکہ تمہارا دل اور جان مشقتوں میں نہ پھنسے

در شکار پیل بچگاں کم روید

ہاتھی کے بچوں کو شکار کرنے کے لیے نہ ہو
جو سعادت کے بوند انجام نصیح
نصیحت کا نتیجہ نیک سختی کے سوا کب ہوتا ہے

تار ہانم مرشمارا از قدم

تاکہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں
طمع برگ از بیخباتاں برگند

خوراک کا لالچ تمہیں جڑ سے اکھاڑ دے

گشت قحط و جوع شاں در راہ زفت

قحط اور بھوک نے راستہ میں زور پکڑا

پور فیلے فریبے نوزادہ

ہاتھی کا بچہ مونا نوزادہ

پاک خوردنش فرو شستند دست

اس کو پٹ کر گئے (اور) انہوں نے ہاتھ دھو لئے

کہ حدیث آں فقیرش بود یاد

کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی

بخت نوبخشند ترا عقل گہن

پرانی عقل تجھے نیا نصیب عنایت کرتی ہے

واں گرسنہ چوں شباں اندر رزمہ

وہ بھوکا گلے میں چڑا ہے کی طرح تھا

اولاً آمد سوئے حارس دَوید

پہلے آیا اور نگہبان کی طرف دوڑا

بچے بوئے زونیا مدنا گوار

اس کو کوئی ناگوار بو نہ آئی

مرو را ناز رواں شہ پیل زفت

اس بڑے موٹے ہاتھی نے اس کو نہ ستایا

باگیاہ ۱ و برگہا قلع شوید

گھاس اور پھوس پر قناعت کر لو

من بڑوں کرم زگردن وام نصیح

میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اٹا دیا

من بہ تبلیغ رسالت آدم

میں پیغام پہنچانے آیا ہوں

ہیں ۲ مبادا کہ طمع تاں رہ زند

خبردار! ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہزن بن جائے

ایں بگفت و خیر بادی کر دورفت

یہ کہا اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا

ناگہاں دید ندبریک جادہ

ایک راستہ پر انہوں نے اچانک دیکھا

اندر افتادند چوں گرگان مست

وہ مست بھیڑوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے

آں یکے ہمرہ نخور دو پند ۳ داد

ایک ساتھی نے نہ کھلایا اور نصیحت کی

از کبابش منع آمد آں سخن

وہ بات اس کے لئے اس کے کباب سے منع بنی

پس بیفتادند و خفتند آں ہمہ

پھر وہ لٹ گئے اور سب سو گئے

دید فیلے سہنا کے در رسید

اس نے دیکھا کہ ایک خونخوار ہاتھی آ پہنچا

بُوئے میگرداں و ہانش راس ۴ بار

اس کے منہ کو اس نے تین دفعہ سگھایا

چند بارے گرد اوگشت و برفت

چند بار اس کے گرد چکر کاٹے اور چلا گیا

۱ باگیاہ بھوک کے وقت ہے
اور گھاس کھالینا ہاتھی کے بچوں کا شکار
نہ کرنا۔ من بڑوں۔ نصیح نے کہا میں
نے نصیحت کا قرض اٹا کر دیا۔ جو۔
سعادت۔ نیک بخت ہی نصیحت
قبول کرتا ہے۔

۲ ہیں۔ لالچ کی وجہ سے ہاتھی
کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ خیر بادی۔
یعنی رخصت کرتے وقت فی اللہ اللہ
کہا۔ جادہ۔ مینا۔ دست۔ یعنی اس
کے کباب کھا کر ہاتھ دھو لئے۔

۳ پند داد۔ دوسروں کو نہ کھانے کی
نصیحت کی۔ حدیث بات۔ آں سخن۔
یعنی اس بات کی نصیحت۔ واں گرسنہ۔
جنس نے کباب نہ کھائے تھے وہ
پاسہانی کرنے لگا۔ شباں۔ گذریہ
رزم۔ جانوروں کا گلہ۔ سہناک۔
خونخوار۔ حارس۔ نگہبان۔ چند بار
یعنی ہاتھی نے اسے کئی چکر کاٹے
اور چل دیا۔

پس لب ہر خفتہ را بُوئے کرد
پھر اس نے ہر سوئے ہوئے کے ہونٹ سونگھے
کز کباب پیل زادہ خور وہ بود
کیونکہ اس نے ہاتھی کے بچے کے کباب کھائے تھے
در زماں اُو یک بیک رازاں گروہ
اس نے فوراً اس گروہ میں سے ایک ایک کو
بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف
وہ بے پہلوی سے ہر ایک کو ہوا میں اچھالتا
اے خورندہ خونِ خلق از رہ بگرد
اے مخلوق کا خون پینے والے! واپس لوٹ
مالِ ایشاں خونِ ایشاں داں یقین
یعنی طمع پر ان کے مال کو ان کا خون سمجھ
مادرِ آں فیل بچگاں کیس کشد
ہاتھی کے بچوں کی ماں بدل لیتی ہے
فیل بچہ می خوری اے پارہ خوار
اے رشوت خور! تو ہاتھی کا بچہ کھاتا ہے
۲ بُوئے رسوا کرد مکر اندیش را
مکر کرنے والے کو ہونے رسوا کیا
آنکہ یابد بُوئے حق را از یمن
وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سگھ لے
مصطفیٰ چوں بُوئے برداز راہ دور
مصطفیٰ نے جب اس دور دراز راستہ سے بومحسوس کر لی
ہم ۳ بیابد لیک پوشاند زما
وہ محسوس کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں
تو ہی حسبی و بُوئے آل حرام
تو سو جاتا ہے اور اس حرام کی بو

بُوئے می آمد و رازاں اخفتہ مرد
اس کو اس سوسے ہوئے آئی سے بو آتی تھی
بر درانید و بکشتش پیل زود
ہاتھی نے اس کو پھاڑ دیا اور مار ڈالا
می درانید و نبودش زان شکوہ
پھاڑ ڈالا اور اس کو کوئی خوف نہ تھا
تا ہی زد بر زمیں می شد شگاف
یہاں تک کہ وہ زمین پر آگرا اور پھٹ جاتا
تانیارو خونِ ایشانت نبرد
تا کہ ان کا خون تیرے لئے معرکہ نہ پیدا کر دے
زانکہ مال از زور آید دریمیں
اس لئے کہ مال طاقت سے ہاتھ میں آتا ہے
فیل بچہ خورہ را کیفر گشد
ہاتھی کے بچے کے کھانے والے کو بدلے میں ملامتی ہے
ہم بر آرد خصم فیل از تو دمار
ہاتھی کا محافظ تجھے برباد کر دے گا
پیل داند بُوئے بچہ خویش را
ہاتھی اپنے بچے کی خوشبو پہچانتا ہے
چوں نیابد بُوئے باطل راز من
وہ میرے باطل کی بو کو کیوں محسوس نہ کرے گی
چوں نیابد از دہان ما بخور
ہمارے منہ کی بو کیوں نہ محسوس کر لیں گے
بُوئے نیک و بد بر آید بر سما
اچھی اور بری بو آسمان پر پہنچتی ہے
می زند بر آسمان سبز فام
نیلگوں آسمان پر پہنچتی ہے

۱ اور۔ یعنی ہاتھی کو۔ شکوہ۔ خوف۔
۲۔ بر ہوا۔ ہاتھی نے ہر ایک کو ہوا میں
اچھالا اور وہ گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اے
خورندہ لب مولانا نصیحت فرماتے
ہیں۔ نبرد معرکہ جنگ۔ مال ایشاں۔
کسی کے مال کو تباہ کرنا جان کے تباہ
کرنے کے برابر ہے۔ کیفر۔ جزا
بدلہ پارہ خوار۔ رشوت خوار خصم فیل۔
یعنی ہاتھی کی جاہن سے لڑنے والا۔
۳ بُوئے۔ مکار کو اس کے کرکی بو
رسوا کر دیتی ہے۔ آنکہ آنحضرت نے
فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان
کی خوشبو آتی ہے۔ اس میں حضرت
لوہس قرنی کی طرف اشارہ ہے۔
بخور۔

۳ ہم بیابد۔ ہمارے سب
عیوب آنحضرت پر واضح ہیں لیکن پردہ
پوشی فرماتے ہیں۔

ہم رہ انفاس زشت می شود
وہ تیرے برے سانسوں کے ساتھ ہو جاتی ہے
بُوئے کبر و بُوئے خشم و بُوئے آز
تکبر کی بو، غصہ کی بو، حرص کی بو
گر خوری سو گندمن کے خوردہ ام
اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے
آں دمت سو گند غمازی گند
اس دقت قسم تیری چٹلی کھائے گی
پس ۲ دعا ہا رد شود از بُوئے آں
اس بو کی وجہ سے دعائیں مردود ہوں گی
اِحْسَنُوا آید جواب آں دعا
اس دعا کا جواب اِحْسَنُوا آتا ہے
گر حدیثے کثرت بود معنیست راست
اگر لفظ نیز ہے ہوں اور معنی سیدھے ہوں
وَر بُود معنی کثرت لفظت نگو
اور اگر معنی نیز ہے اور تیرے الفاظ اچھے ہوں

تابہ بُو گیران! گردوں می رود
یہاں تک کہ آسمان کے خوشبو گھسنے والوں تک پہنچ جاتی ہے
در سخن گفتن بیاید چوں پیاز
پیاز کی طرح بات کرنے میں محسوس ہو جاتی ہے
از پیاز و سیر تقوے کردہ ام
پیاز اور لہسن سے میں پرہیز کرتا ہوں
بَر دماغ ہمنشیناں بَر زندقہ
(اور) ساتھیوں کے دماغ سے نکڑائے گی
آں دل کثرتی نماید در زباں
وہ دل کی کچی زبان پر نمایاں ہو جاتی ہے
چوب رد باشد جزائے ہر دعا
ہر دعا بازی کا جواب ملے گا کی لاٹھی ہوتی ہے
آں کثرتی لفظ مقبول خداست
وہ لفظوں کی نیزہ اللہ کے یہاں مقبول ہے
آں نیکو لفظے نیر نزدیک تسو
وہ اچھے لفظ، دھڑی کے قابل بھی نہیں

۱۔ بُو گیران۔ دفتر شتے جو دعائوں کی
بوسنگھ لیتے ہیں۔ بُوئے کبر۔ تمام
رذائل کی بدبو پیاز کی بو کی طرح پھیلتی
ہے۔ گر خوری۔ اگر تو کھانے کا انکار
بھی کرے گا تو اس کی بدبو تیرے
خلاف گواہی دے گی۔ غمازی۔ چٹلی
کھانا۔

۲۔ بس دعا۔ گناہوں کی بو سے
دعائیں مردود ہو جاتی ہیں اور دل کی کچی
زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِحْسَنُوا۔
دور ہو جائو۔ کافروں کی پکار کے جواب
میں کہا جائے گا۔ چوب زد۔ بھگانے
کی لاٹھی۔ گر حدیثے۔ یعنی احکام
کے ساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول
بارگاہ ہیں۔ وَر بُود۔ اگر دعائیں اخلاص
نہیں ہیں تو بہتر الفاظ بھی مردود
ہیں۔ دریاں۔ دوستوں کی غلطی
بیگانوں کی اچھلتی سا چھٹی ہے
۳۔ بلال۔ اس شخص کو ﷺ کے مشہور

مؤذن جی راوی۔ یعنی لفظ حق علی الصلوٰۃ
میں حدیث کی بجائے ہائے ہتوز کا
تلفظ کرتے تھے۔ بکفند۔ منافقوں
نے کہا۔ آغاز۔ یعنی اسلامی تعلیمات
کی ابتداء ہے۔ صبح۔ یعنی ایسا مؤذن
جو ہر حرف صحیح مخرج سے لگا کر سکے
محسن۔ پڑھنے کی غلطی۔

در بیان خطائے محبان کہ بہتر از صواب بریگانگاں ست نزد محبوب
دوستوں کی اس غلطی کے بیان میں جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

آں بلال ۳ صدق در بانگ نماز
”بچے بلال“ اذان میں
تا بکفند اے پیغمبر نیست راست
یہاں تک کہ منافقوں نے کہا کہ پیغمبر مست نہیں ہے
اے نبی و اے رسول کردگار
اے اللہ کے رسول اور نبی
عیب باشد اول دین و صلاح
دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہو گا

حی راہی خواند از رُوئے نیاز
(لفظ) حی کو عاجزی سے ہی پڑھتے تھے
اِس خطا اکنوں کہ آغاز بناست
یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے
یک مؤذن کہ بُود اُفصح بیار
ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئے
محسن خواندن لفظ حی علی الفلاح
لفظ حی علی الفلاح کو غلط پڑھنا

خشم! پیغمبر بجو شید و بگفت
 پیغمبر کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے
 یک دور مزے از عنایات نہفت
 ایک دو اشارے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے
 بہتر از صد جی و قیل و قال
 شور و غل کے سینکڑوں جی اور جی سے بہتر ہے
 وانگویم ز آخرو آغاز تاں
 اول اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں
 دل و دماغ خوش در دعا
 اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے

۱ خشم۔ منافقوں کے اعتراض
 سے آنحضرت ﷺ کو غصہ آیا۔
 عنایات۔ جو حضرت بلالؓ پر تھیں۔
 ہی بلال۔ یعنی بلالؓ کا لفظ جی کی
 بجائے ہی کہنا اس جی کہنے سے بہتر
 ہے جس میں اخلاص نہ ہو۔ گزنداری
 غرض کہ دعا کی قبولیت کے لئے
 اخلاص شرط ہے اگر خود میں اخلاص نہ
 ہو تو تخلص سے دعا کرا لے۔

۲ امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بدہانے خواں
 اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اس منہ سے پکار
 مرا کہ بدہان دہان گناہ نکر دہاشی
 جس منہ سے تو نے گناہ کیا ہو

۲ امر کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ
 ہے کہ اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو
 تخلصین سے دعا کرائے کلیم۔
 حضرت موسیٰؑ اس دہان۔ یعنی وہ منہ
 جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہان
 غیر۔ اگر وہ منہ گناہ کا بھی ہے تو تم نے
 تو اس منہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔
 آنچنان۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا
 برتاؤ کرو کہ وہ دعا میں کریں۔

۳ گناہ۔ دعا کرنے کے لئے
 ایسے منہ کی ضرورت تھی جس سے تو
 نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس
 نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اس مجبوری
 کے لئے عذر خواہ ہو جائے گا۔
 یاد دہان۔ اپنے منہ سے دعا کرنی ہے تو
 اس کو یاد دہان کو پاک کر لینا چاہئے۔

بہر اس فرمود با موسیٰ خدا
 اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا
 کائے کلیم اللہ زمن میجو پناہ
 کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ
 گفت موسیٰ من ندارم آن دہان
 موسیٰ نے عرض کیا میرا وہ منہ نہیں ہے
 از دہان غیر کے کردی گناہ
 دوسرے کے منہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے
 آنچنان کن کان دہانہاں ترا
 ایسا کر کہ وہ منہ تیرے لئے
 از دہانے کہ نکردتی گناہ ۳
 اس منہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا
 یاد دہان خویشتن را پاک گن
 یا اپنے منہ کو پاک کر
 وقت حاجت خواستن اندر دعا
 دعا میں مرا مانگتے وقت
 بادہانے کہ نکردی تو گناہ
 اس منہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو
 گفت مارا از دہان غیر خواں
 فرمایا ہمیں دوسرے کے منہ سے پکار
 از دہان غیر برخواں کائے الہ
 دوسرے کے منہ سے کہہ کہ اے خدا
 در شب و در روز با آرد دعا
 رات اور دن دعا میں کریں
 آں دہان غیر باشد عذر خواہ
 وہ دوسرے کا منہ تیرا عذر خواہ ہو گا
 روح خود را چاہک و چالاک گن
 (اور) اپنی روح کو چست و چالاک بنا

ان ذکر حق پاک ست چوں پاکی رسید
 رخت بر بند و بُروں آید پلید
 اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے جب پاکی حاصل ہوئی
 ناپاکی بھر یا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے
 می گریز و ضد ہا از ضد ہا
 شب گریز و چوں برا فروز دضیا
 ضدیں ' ضدوں سے گریز کرتی ہیں
 رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے
 چوں در آید نام پاک اندر دہاں
 نے پلیدی ماندو نے آں دہاں
 جب اللہ تعالیٰ کا پاک نام منہ میں آتا ہے
 نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

در بیان آنہ اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست
 اس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا ' اللہ کا لبیک کہنا ہے

۱۔ ذکر حق۔ روح کے پاک کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ذکر کی پاکی اس میں داخل کر دو ناپاکی خود بھاگ جائے گی۔

۲۔ آں یکے اللہ می گفتے شباں ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا خداوندی کرتا تھا۔ لبیک یہ پکارنے والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ تخت۔ یعنی عرش باری۔ خضر۔ حضرت خضر کو اس وجہ سے خضر کہا گیا ہے کہ ان کی کرامت یہ ہے کہ جہاں کہیں بیٹھے جاتے ہیں بزرگ جاتا ہے۔

۳۔ لبیکم۔ یعنی لبیک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جواب نہیں آتا ہے اس سے مجھے یہ خیال ہو گیا ہے کہ میں مردود بارگاہ ہوں۔ سخن۔ مبتلا۔ گفت۔ اللہ کا اپنی یاد میں لگا لینا ہی اس کی جانب سے لبیک ہے۔

آں یکے اللہ می گفتے شباں
 تاکہ شیریں می شد از ذکرش لباں
 ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا
 یہاں تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے
 گفت شیطان خاموش اے سخت رو
 چند گوئی آخر اے بسیار گو
 شیطان نے اس سے کہا اے سخت جان! چپ رہ
 اس ہمہ اللہ گوئی از غم تو
 یہ سب تو غم سے اللہ اللہ کہتا ہے
 می نیاید یک جواب از پیش تخت
 چند اللہ می زنی بار وئے سخت
 پوش گاہ (خداوندی) سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے
 او شکستہ دل شد و بہنہاد سر
 تو سخت روئی سے کتنی بار وئے سخت
 وہ دل شکستہ ہو گیا اور لیٹ گیا
 گفت ہیں! از ذکر چوں و اماندہ
 دید در خواب او خضر را در خضر
 انہوں نے کہا ہائیں! تو ذکر سے کیوں اک گیا
 گفت لبیکم ۳ نمی آید جواب
 اس نے کہا جواب میں میرے پاس لبیک نہیں آ رہا ہے
 گفت خضرش کہ خدا گفت اس بمن
 اس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے
 گفت آں اللہ تو لبیک ماست
 وہ عاجزی اور تیرا درود سوز ہی ہمارا قاصد ہے

وہ عاجزی اور تیرا درود سوز ہی ہمارا قاصد ہے

۱ نے تڑا درکار من آوردہ ام

کیا میں نے تجھے اپنے کام میں نہیں لگا رکھا ہے

حیلہا وچارہ جو یہائے تو

تیری تدبیریں اور کوششیں

ترس و عشق تو کمند لطف ماست

تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کند ہے

جانِ جاہل زیں دُعا جزوِ دور نیست

جاہل کی جان اس دعا سے دور ہی ہے

۲ بردہاں و برداش قفلِ ست و بند

اس کے منہ اور دل پر تالا اور بند ہے

دادرِ فرعون را صد مُلک و مال

فرعون کو سینکڑوں ملک اور مال دیئے

دُرِ ہمہ عمرش ندید او دردِ سر

اپنی تمام عمر اس نے سر کا درد نہ محسوس کیا

۳ داد اورا جملہ مُلکِ ایں جہاں

اس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی

درد آمد بہتر از مُلکِ جہاں

درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے

زانکہ درد و رنج و بارِ اندھاں

اس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ

خواندنِ بے درد از افسردگی ست

بغیر درد کے پکھنا افسردگی ہے

آں کشیدن زیرِ لب آواز را

وہ ہنسنوں آواز نکالنا

آں شدہ آوازِ صافی و خویس

وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے

نے کہ من مشغولِ ذکرِ ت کردہ ام

کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے

جذبِ مابود و کشادِ ایں پائے تو

ہماری کشش سے تمہیں اور اس نے تیرے پاؤں کھولے

زیرِ ہر یاربِ تو لبیکہاست

تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں

زانکہ یاربِ گفتنش دوستور نیست

کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت نہیں ہے

تانالدا با خدا وقتِ گزند

تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے

تاکہ کرد اور دعویٰ عز و جلال

یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا

تانالدا سوئے حق آں بد گہر

تاکہ وہ باطل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے

حقِ نداش درد و رنج و لذتِ ہاں

اللہ نے اس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے

تا بخوانی مرخدا را در نہاں

تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکارت

شد نصیبِ دوستاش در جہاں

دنیا میں اس کے دوستوں کا حصہ ہے

خواندنِ با درد از دلِ بردگیست

درد کے ساتھ پکھنا لہرائی کی جہ سے ہے

یادِ کردنِ مبدؤ آغاز را

مبدؤ اور شروع کو یاد کرنا ہے

کالے خدائے مستغاثِ ولے معین

اے خدا اے مددگار اے معین!

۱ نے تڑا کسی شخص کو عبادت کی

توفیق ہونا اللہ کی جانب سے قبولیت

کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ

اپنی یاد میں لگا دے جذب۔

کشش۔ ترس۔ اللہ کا عشق اس کی

رحمتوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے

والے کا ایک بار یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی

جانب سے چند بار لبیک کہنا بن جاتا

۲ بردہاں۔ جس سے خدا ناراض

ہوتا ہے اس کو کبھی بھی دعا کا توفیق

نہیں ہوتی۔ دوسرے۔ اللہ نے اس کو درد

سرسے بھی محروم رکھا نہ دعا کا سبب

بن جاتا۔

۳ داد اور۔ یہاں جو اللہ کی طرف

رجوع کر دے اللہ کی ایک رحمت ہے

حدیث شریف ہے اللہ جب کسی

سے محبت کرتا ہے تو اس کو جلا کر دیتا

ہے تاکہ اس کی عاجزی کو پہنچے۔

اندھاں۔ اندھ کی جمع ہے غم۔

خواندن۔ بے دردی کے ساتھ دعا

افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا

عشق کا نتیجہ ہے آن کشیدن۔ گھٹ

گھٹ کر رونہا۔ مبدؤ اور آغاز کی یاد

سے ہوتا ہے آن شدہ۔ جب انسان

درد کی حالت میں اے خدا اے

مستغاث کہتا ہے تو اس کی آواز

صاف ہوتی ہے اور اس میں حزن کی

کیفیت ہوتی ہے

انالہ سگ در ریش بے جذبہ نیست

اس کے راست میں کتے کا رونا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے

چوں سگ کہنے کہ از مردار رست

اصحاب کف کے کتے کی طرح جس نے مردار سے نجات حاصل کر لی

تا قیامت می خورد او پیش غار

وہ غار کے سامنے قیامت تک پیتا ہے

اے نسا سگ پوست کو رانا م نیست

اسے غلاب بہت سے مسمول ہاں ملے ہیں جن کا ذکر بھی نہیں ہے

جال بدہ از بہر آں جام اے پسر

اے صاحبزادے! اس جام کے لئے جان دیدے

صبر کردن بہر ایں نبود خرج

اس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہے

زیں کیں بے حرم و صبرے کس نجست

اس گھات سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں بچ سکتا

حرم گن از خورد کیس زہریں گیاست

کھانے میں احتیاط برت کیونکہ یہ زہریں گی گھاس ہے

کاہ ۳ باشد کو بہر بادے جہد

گھاس ہے جو ہر ہوا سے ہلتی ہے

ہر طرف غولے ہی خواند ترا

چھٹا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے

رہنمایم ہمرہت باشم رفیق

راستہ دکھاؤں گا اور تیرا رفیق سفر رہوں گا

نے قلا و وزست و نے رہ داند او

وہ نہ راہنما ہے نہ راستہ جانتا ہے

حزم آں بد شد کہ نفریبد ترا

احتیاط ہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست

اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک رہزن کا قیدی ہے

بر سر خوان شہنشاہان نشست

شہنشاہوں کے خوان پر بیٹھ گیا

آب رحمت عارفانہ بے تغار

عارفانہ آب حیات بغیر پیالے کے

لیک اندر پردہ بے آں جام نیست

لیکن وہ پردہ وہ اس جام کے بغیر نہیں ہیں

بے جہاد و صبر کے باشد ظفر

بغیر جہاد اور صبر کے قلع کب ہوتی ہے

صبر گن کا صبر مفتاح الفرج

صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

حزم را خود صبر آمد پاؤ دست

احتیاط کیلئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے

حزم کردن زور و نور انبیاست

احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے

کوہ کے ہر بارہ اوزن نہد

پہاڑ ہر ہوا کو کب جانچتا ہے

کاے برادر راہ خوانی ہیں بیا

کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے خبردار آجا

من قلا و وزم دریں راہ دقیق

میں اس بارگ راستہ میں تیرا رہنما ہوں

یوسف کم روسوئے آں گرگ خو

اے یوسف! اس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا

چرب و نوش دا مہائے ایں سرا

اس دنیا کے پکٹے اور شیریں جل

۱۔ سالہ سگ۔ جب جذبہ الہی

طاری ہوتا ہے تب ہی انسان مرد کے

ساتھ گریہ کرتا ہے۔ چون سگ۔

اصحاب کف کے کتے میں جذب

پیدا ہو گیا تھا۔ تا قیامت۔ قطمیر۔ برابر

۲۔ وحدت پی رہا ہے۔ اے۔ بد۔

بہت سے اہل اللہ ایسے ہیں جن کو کوئی

نہیں جانتا۔

۳۔ جال بدہ۔ جام محبت کی طلب

میں صبر کے ساتھ جان دیدنی

چاہئے۔ صبر کردن مجاہد محبت میں

صبر سے کام لیتا ہے تو بخ یاب ہوتا

۴۔ اور جام محبت حاصل ہو جاتا ہے۔

کین۔ گھات۔ حزم۔ احتیاط و نیاوی

معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری

سے کام لینا ضروری ہے ذرا سی غفلت

انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی

۵۔ کاہ۔ ہر خواہش نفس کا

تالیع تنکے کی طرح ہے انسان کو کوہ

گراں ہونا چاہئے۔ ہر طرف شیطان

طرح طرح سے انسان کو دھوکے دیتا

۶۔ قلا و وز۔ راہنما۔ یوسف۔ حضرت

یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیے کا تصور عام

شاعرانہ خیال ہے حزم۔ انسان کی

پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے

فریب میں نہ آئے۔

کہ نہ چرے داردونے نوش او
 نہ ان میں چٹکی ہے نہ مٹاس
 کہ بیا مہمان ما اے روشنی
 کہ آجائے ہمارے مہمان اور گھر کی روشنی
 حوم آں باشد کہ کوئی تخمہ ام
 احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہہ دے میں بدضمی میں ہوں
 یاسرم در دست و در سر بر
 یا (کہہ دے) میرے سر میں وہ ہے جو سرور کر دے
 زانکہ یک نوشت دہد ہائشہا
 کیونکہ تجھے ایک شہد بہت سے لوگوں کے ساتھ دے گا
 زر اگر پنجاہ و گر شصت دہد
 وہ اگر پچاس یا ساٹھ اشراف تجھے دے
 گردہد خود کے دہداں پر حیل
 اگر وہ حیلہ باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہاں دیتا ہے
 زغوغ زر مغز و عقبات رابرد
 اشراف کی گھنٹہ بہت تیرے دماغ کو عقل و زائل کر دیتی ہے
 یار تو خرچین تست و کیہ ات
 تیرا دوست تیرا ناشتہ دان اور تیری تھیلی ہے
 ویسہ و معشوق تو ہم ذات تست
 تیری ویسہ اور معشوق تیری ہی ذات ہے
 حوم آں باشد کہ چوں دعوت کنند
 احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلائیں
 دعوت ایشاں صغیر مرغ داں
 ان کی دعوت کو پرندوں کی سیٹی سمجھ
 مرغ مردہ پیش بنہادہ کہ ایں
 مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ

سحر خواند می دمدر گوش او
 وہ منتر پڑھتا ہے اور تیرے کان میں پھونکتا ہے
 خانہ آن تست و تو آن منی
 گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے
 یا سقیم و خستہ ایں و خیمہ ام
 یا (کہہ دے) میں اس قبرستان کا بیمار اور زخمی ہوں
 یا مرا خواندست آں خالو پسر
 یا (کہہ دے) مجھے ماموں کے بیٹے نے بلایا ہے
 کہ بکار در تو نوش رشہا
 اس کا شہد تجھ میں بہت سے رزم پیدا کر دے گا
 ماہیا او گوشت در شستنت نہد
 اے چھل یا وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے
 جوز پوسید ست و گفتار دغل
 اس کے اخوت سزے ہوئے ہیں اور باتیں بکلی کی ہیں
 صد ہزاراں عقل را یک نشرد
 لاکھوں عقول کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے
 گرتو را مینی مجو جز ویسہ ات
 اگر تو راتین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ
 ویں برونیہا ہمہ آفات تست
 اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں
 تو نگوی مست و خواہان من اند
 تو یہ نہ کہنا وہ عاشق اور میرے خواہاں ہیں
 کہ کند صیاد در ملکمن نہاں
 جو شکاری گھات میں چھپ کر بھاتا ہے
 می کند ایں بانگ و آواز و حنین
 آواز اور فریاد اور نالہ کر رہا ہے

۱۔ اے روشنی۔ یعنی اے گھر کی روشنی۔ خدام۔ یعنی شیطان کے لالچ میں نہ آئے اور مختلف بہانے کر کے اس کے دام فریب سے بچ جائے۔
 ۲۔ زانکہ۔ شیطان کے خوشنما فریب میں سینکڑوں مغز میں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ گردیدہ اس کی عطا بھی پر فریب ہے۔ زغوغ۔ دنیا کی دولت کی جھکڑ انسان کی عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔

۳۔ یار تو۔ قدرت نے انسان کو جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرے۔ راتین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ۔ عرب کی مشہور معشوقہ کا نام۔ خرم آن۔ باشند انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ خارجی عوالم کی طرف دھیان نہ دے اور ان کو دھوکا سمجھے۔ ملکمن۔ گھات۔ حنین۔ رونے کی آواز۔

مُرغِ اپندارد کہ جنسِ اوست آں
پندے سمجھتے ہیں کہ وہ فن کا ہم جنس ہے
جُو مگر مُرغے کہ خُوش داو حق
سوائے اس پندے کے جس کو خدائے عقل دے ہی ہے
ہست بے خُوی پشیمانی یقیں
بے احتیاطی یقیناً پشیمانی ہے
زانکہ بے خُوی شقاوت برودہد
اس لئے کہ بے احتیاطی بدخمتی کا پھل دیتی ہے
بشنو ۲ ایں افسانہ را در شرحِ ایں
اس کی تشریح میں یہ قصہ سن لے
جمع آید برودِ شاں پوست آں
وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کی کھال اوچھڑ دیتا ہے
تا نگرد دیکج ازاں دانہ و مُلُوق
تاکہ اس دانہ اور خوشامد سے اجتناب نہ بنے
خُزم را ملگزار و محکم گُن تو ایں
احتیاط کو نہ چھوڑ تو اس کو مضبوط کر لے
وِیں رَو داز دست و در دِ سر دہد
دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور دوسرے پیدا کر دیتی ہے
لاشوی حازم برائے حفظِ دیں
تاکہ تو دین کی حفاظت کے لئے پختہ کار بن جائے

فریفتنِ روستائی شہری را و بد عوت

ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریفتہ کرنا اور خوشامد

خواندن بہ لالہ و احاح

اور عاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندر ماضی
اے بھائی! گزشتہ (زمانہ) میں تھا
روستائی چوں سوئے شہر آمدے
دیہاتی جب شہر میں آتا
دومہ و سہ ماہ مہمانش شدے
”تین مہینے اس کا مہمان ہوتا
ہر ۲ حواجِ راکہ بودش آں زماں
اس کی اس وقت جو ضرورتیں ہوتیں
رُو بشری کرد و گفت اے خولجہ تو
وہ (دیہاتی) شہری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب
اللہ اللہ جملہ فرزنداں بیار
خدا کے لئے تمام بچوں کو لائیے
شہری بار و ستائی آشنا
ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست
خرگو اندر کوئے آں شہری زدے
اس شہری کے کوچے میں مقیم ہوتا
بروکان او و بر خواش بدے
اس کی دکان اور اس کے دسترخوان پر رہتا
راست کردے مردِ شہری را نگاں
”شہری مفت مہیا کرتا
ہیچ می نائی سوئے وہ فرجہ جو
تفریح کے لئے آپ کبھی گاؤں میں نہیں آتے ہیں
کایں زمانِ گلشنِ ست و نو بہار
کیونکہ یہ موسم ’باغ اور نو بہار‘ کا ہے

۱۔ مُرغِ پندارد۔ شکاری مردہ جانور
سامنے رکھ کر اس کی بولیاں بولتا ہے
دوسرے پندے اس سے دھوکا کھا جاتے
ہیں۔ گنجِ احمق ملق۔ چالوسی۔

۲۔ بشنو۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور
دیہاتی کی چکنی چیزیں باتوں میں آکر
پریشان ہوا۔ لالہ۔ خوشامد۔ احاح۔
اصرار۔ ماضی۔ جو کہ گذرہ روستائی۔
دیہاتی خرگہ خیمہ بدے۔ دکان پر
ٹھہرتا اور اس کے یہاں کھانا کھاتا۔
۳۔ حواج۔ ضروریات۔ رانگاں۔
مفت۔ فوجہ تفریح۔ گلشن۔ باغ

یا بتابستان ۱ بیا وقتِ شمر
یا گرمیوں میں پھل کے وقت آئے
خیل و فرزندان و قومست را بیار
خاندان اور بچوں اور اپنی قوم کو لائے
در بہاراں خطہ وہ خوش بُود
بہار کے موسم میں گاؤں کا علاقہ اچھا ہوتا ہے
وعدہ دادے شہری اور ارفع حال
ٹانے کے لئے شہری اس سے وعدہ کر لیتا
اوبہر سالے ہمی گفتے کہ کے
وہ دیہاتی ہر سال کہتا ہے کہ کب
اوبہانہ ساختے کا مسماں ماں
وہ شہری بہانہ بنا دیتا کہ اس سالے ہمارے
سال دیگر گر تو انم وارہید
اگر آئندہ سال حجات پاؤں گا
گفت ہستند آں عیالم منتظر
اس دیہاتی نے کہا میرے ہاں بچے منتظر ہیں
باز ہر سالے چولگلک آمدے
پھر وہ ہر سال لعلق کی طرح آ جاتا
خولجہ ہر سالے زرز و مالِ خویش
خولجہ شہری ہر سال اپنا مویہ پیسہ
آخریں کرت سہ ماہ آں پہلواں
آخری مرتبہ اس خلی نے تین مہینے
از خجالت باز گفت اوبخولجہ را
اس دیہاتی نے خولجہ شہر سے شرمندگی سے کہا
گفت خولجہ جسم و جانم وصل جوست
خولجہ شہری نے کہا میرا جسم اور جان ملنے کے متمنی ہیں

تابہ بندم خدمت رامن کمر
تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاؤں
در وہ ماباش سہ ماہ و چہار
ہمارے گانوں میں تین چار مہینے رہے
کشت زار ولالہ دلکش بُود
کھیتیں اور دلکش لالہ ہوتا ہے
تا بر آمد بعد وعدہ ہشت سال
یہاں تک کے بعد ہی وعدے میں آئندہ سال گزر گئے
عزم خواہی کرد کلمہ ماہ وے
آپ ارادہ کریں گے 'خزاں کا موسم آ گیا
از فلاں خطہ بیاید ۲ میہماں
فلاں علاقے کا میہماں آئے گا
از مہمات آں طرف خواہم دوید
ضرورت سے اھر آؤں گا
بہر فرزندی تو اے اہل پر
آپ کے بچوں کے اے کرم فرما
تا مقیم قتبہ شہری شدے
شہری کے گھر مقیم ہو جاتا
خرج او کردے کشادے ہاں خویش
اس پر خرچ کرتا اپنا دل کھول دیتا
خواں نہادش با مداوان و شبان
صبح اور شام اس کے لئے دترخان بچھایا
چند وعدہ چند بفریبی مرا
آپ کتنے وعدے اور کتنا دھوکا دیں گے
لیک ہر تحویل ۳ اندر حکم اوست
لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

۱۔ تابستان۔ موسم گرما۔
۲۔ شمر۔ پھل۔ خیل۔ قبیلہ۔ گروہ۔ دفع
حال۔ دفعہ الوقتی۔ دے۔ یعنی موسم
بہار گزر کر موسم خزاں آ گیا۔
۳۔ بیاید۔ یعنی چونکہ میہماں کی آمد
کی مجبوری ہے لہذا سفر نہ کر سکوں
گا۔ میہماں۔ ضروریات پر۔ نیکی۔
لگلک۔ لعلق آئی پرندوں کی ہر ملک
میں آمد و رفت مقررہ مہینوں میں ہوتی
ہے۔ ہاں۔ بازو۔ دل۔ پہلوان۔
بہادری۔
۴۔ تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت
کرتا۔

تا کہ آرد باد را آں باد راں
دیکھو وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے
گیر فر زنداں بیابانگر نعیم
ولاد کو لہجے ' آئے ' مزے دیکھئے
کالہ اللہ زود آ ' بنائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آئے ' کوشش کیجئے
لاہبا و وعد ہائے شکریں
خوشامدیں اور شیریں وعدے
ماہ وابر و سایہ ہم دار و سفر
چاند اور ابر اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں
رجھا در کار او بس بُردہ
اس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں
وا گزار و چوں شوی تو مینہماں
ادا کرے جب آپ مہمان ہوں
کہ کشیدش سوئے وہ لائے گناں
کہ اس آپ کو خوشامد کر کے گاؤں بھیج لائیں
انق من شر من احسنت الیہ
اس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ تو نے باطن کیا ہے
ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ بیچ ستر نہ جائے
ہمچو دے در بوستان و در زروع
جیسا کہ دے کا مہینہ بارش اور کھیتوں کے لئے
زو عمارتہا و دخل بے شمار
جس سے آبادیاں اور بیشمار آمدنی ہوتی ہے
تا گریزی و شوی از بد بری
تا کہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

آدمی چوں کشتی ست و باد باں
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے
باز سوگند آں بداوش کائے کریم
اس دیہاتی نے اس شہری کو پھر قسم دی
وست او بگرفت سہ کز ت بعد
تین مرتبہ عہد کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا
بعد وہ سال و بہر سالے چنیں
دس سال بعد وہ ہر سال اسی طرح کی
کو دکانِ خولجہ گفتندے اے پدر
خولجہ شہری کے بچوں نے کہا ' اے با جان!
ہقہا ۲ بروے تو ثابت کردہ
آپ نے اس دیہاتی پر حقوق قائم کر دیئے ہیں
اُوہمی خواہد کہ بعضے حق آں
وہ چاہتا ہے کہ ان سے بعض حق
بس وصیت کروا مارا او نہاں
اس دیہاتی نے ہم سے در پردہ بہت اصرار کیا ہے
گفت حق ست ایں وکے سیدویہ
اس شہری نے کیا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیدویہ
دوستی ۲ خم دم آخر یود
دوستی آخرت وقت کا بچ ہوتی ہے
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع
ایک میل ملاپ برس نکور کی طرح ہوتا ہے
صحبتے باشد چو فصل نو بہار
ایک میل ملاپ نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے
خزم آں باشد کہ ظن بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

۱۔ بادراں۔ ہوا چلانے والا یعنی اللہ تعالیٰ کثرت۔ باز مرتبہ۔ لاہبا خوشامدین۔ ماہ وابر۔ یعنی یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔
۲۔ ہقہا۔ چونکہ تو نے اس کی بہت خدمت کی ہے وہ اس کا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ بس وصیت۔ ہم سے چپکے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشامد کر کے اس کے گاؤں میں لے آئیں۔
سیدویہ۔ مشہور نحوی گذرا ہے یہاں مطلقاً محض مذکور ہے۔
مع دوستی۔ یعنی دوستی بھان نیکوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ وحشت۔ یعنی دوستی اگر نفرت سے بدل گئی۔ صحبتے۔ یعنی میل جول و قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دوستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ دخل۔ آمدنی۔ ظن بد۔ یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل چول دوستی توڑ دے گا۔

حُزْمِ سَوِّیِ اِظْطِنِ فرمود آں رسول
 رسول ﷺ نے فرمایا ہے احتیاط بدگلی ہے
 رُوئے صحرا ہست ہموار و فراخ
 صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے
 آں بَزِ کوہی دَوْدِ کہ دام گُو
 پہاڑی بکرا دوڑتا ہے کہ جاں کہاں ہے؟
 آنکہ می گفتی کہ گُو اینک ہمیں
 تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے؟ یہ ہے دیکھ
 بے کمین و دام و صیاد اے عیار
 اے چالاک! گھات اور جاں کے بغیر
 آنکہ گُستاخ آمدند اندرز میں
 جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں
 چوں بگورستان روی اے مُرضی
 اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے
 تا بظاہر بینی آں مستان زور
 تاکہ کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ طاقت سے بدست
 چشم اگر داری تو گورا نہ میا
 اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ
 آں عَصائے حُزْمِ و استدلال را
 وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی
 و رِ عَصائے حُزْمِ و استدلال نیست
 اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے
 گام زانساں نہ کہ نابینا نہد
 پاؤں اس طرح رکھ جس طرح اندھا رکھتا ہے

ہر قدم را دام می واں اے فضول
 اے فضول! ہر قدم کو جاں سمجھ
 ہر قدم دامے ست کم راں گوستاں
 لیکن ہر قدم پر جاں ہے بے پروائی سے نہ چل
 چوں بتازد دامن اُفتد در گلو
 جب دوڑتا ہے جاں اس کے گلے میں پھس جاتا ہے
 دشت میدیدی نمایدی کمیں
 تو نے جنگل دیکھا، گھات کو نہ دیکھا
 دُنَبہ کے باشد میانِ رکشت زار
 کھیت میں دُنَبہ کب ہوتا ہے
 استخوان و گلہا شاں راہیں
 ان کی ہڈیاں اور جڑے دیکھ
 استخوان شاں راہِ رس از ماضی
 ان کی ہڈیوں سے گزشتہ واقعات پوچھ لے
 چوں فرور فتنہ در چاہ غرور
 دھوکے کے کنویں میں کس طرح گرے ہیں
 ورننداری چشم دست آور عصا
 اگر آنکھیں نہیں ہیں تو لکڑی ہاتھ میں لے
 چوں نداری دیدہ می گن پیشوا
 جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ کو پیشوا بننا لے
 بے عصا کش در سر ہر رہ مایست
 لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو
 تا کہ پائے از سنگ و از چہ و اربہد
 تاکہ پاؤں پتھر اور کنویں سے نجات پا جائے

۱۔ سوء اظنن۔ بدگلی۔ گوستاں۔
 گستاخ، بے پرواہی، کلام کو بکرا زبان
 حال سے کہتا ہے عیار۔ ہوشیار
 دُنَبہ چکدی بچاؤ خاص قسم کا بکرا جس
 کے چکدی ہوتی ہے۔
 ۲۔ آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے
 حُزْم سے کام نہ لیا۔ ان سرکشوں کا
 انجام ان کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں سے
 معلوم کر لو۔ مُرضی۔ پسندیدہ۔
 ماضی۔ گزشتہ۔ تا بظاہر۔ قبرستان جا
 کر کھلم کھلا، غرور کے نشہ سے مست
 لوگوں کا انجام دیکھ لو گے۔
 ۳۔ چشم اگر داری۔ غلطی سے بچنے
 کی چٹائی صورت تو یہ ہے کہ عقل کے
 ذریعہ غلطی سے بچے۔ عصا۔ دھری
 صورت یہ ہے کہ تجربہ کے ذریعہ غلطی
 سے بچا جائے۔ دیدہ می گن۔ تیسری
 صورت یہ ہے کہ کسی دیدہ ور کے
 ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گام۔
 اندھا چلنے میں احتیاط کرتا ہے ٹھوکر اور
 گڑھے سے بچ جاتا ہے۔



گور لرزاں و بترس و احتیاط می نہد پاتا نفیقد در خُباط
اندھا لرزتے ہوئے اور ڈر اور احتیاط سے پاؤں رکھتا ہے تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے
اے از دودے حسہ در نارے شدہ لقمہ جُستہ لقمہ مارے شدہ
اے وہ جو یوں سے بھاگا آگ میں گرا لقمہ ڈھونڈا ساپ کا لقمہ بن گیا

قصہ اہل سبا و طاعی کردن نعمت ایشان اور سیدن
اہل سبا کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی
بشوی طغیان و کفران دریاں و بیان فضیلت شکر و نعمت حق
بدختی کا آپہ پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو بخواندی قصہ اہل سبا یا بخواندی وندیدی جز صدا
کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟ یا تو نے پڑھا ہے اور اس کو صدائے بازگشت سمجھا ہے
از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست سوئے معنی ہوش گہ را راہ نیست
صدا سے خود پہاڑ واقف نہیں ہے حقیقت کی جانب پہاڑ کے ہوش کے لئے راستہ نہیں ہے
اُوہمی بانگے گند بے گوش و ہوش چوں تمش گردی تو اُوہم شد خموش
وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز نکالتا ہے جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا
۲ داو حق اہل سبا را بس فراغ صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ
اللہ نے اہل سبا کو بہت فراغ الہابی بخشی لاکھوں قلعے اور محلات اور باغ
حق آں نگذار دنداں بدرگاں در وفا بودند کمتر از سگاں
ان دنداؤں نے اس کا حق نہ ادا کیا وہ وفا والی میں کتوں سے کم تھے
مر سگے را لقمہ نانے زور چوں رسد بر درہمی بند و کمر
کسی کتے کو کسی دروازے سے روٹی کا لقمہ جب مل جاتا ہے وہ اس در پر کمر بستہ ہو جاتا ہے
پاسبان و حارس درمی شود گرچہ بردے بخور و سختی می رود
دروازے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے خواہ اس پر ظلم اور سختی ہو
ہم برماں درباشش و قرار کفر داند کرد غیرے اختیار
اسی دروازے پر اس کی بود و باش ہو جاتی ہے غیر کو اختیار کرنا وہ کفر سمجھتا ہے
۳ در سگے آید غریبے روز و شب آں سگانش می کنند آں دم ادب
اگر کوئی اجنبی کتا آ جاتا ہے رات یا دن میں وہ کتے اس کو فوراً تنبیہ کرتے ہیں

اے از دودے انسان خود غلطی کر
بیٹھتا ہے ایک غلطی سے بچتا ہے اور
اس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا
ہے اہل سبا کے قصے سے اسی بات کو
واضح کیا ہے۔ جز۔ صدا۔ یعنی اس
قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا۔ از صدا۔
صدا کی حقیقت پہاڑ بھی نہیں سمجھتا
ہے۔
۲ داو حق۔ اہل سبا کی فراغ الہابی
اور ان کی باخبرانی کا قصہ قرآن پاک
میں مذکور ہے۔ حق آں۔ یعنی ان
نعمتوں کا شکریہ خالص۔ نگہبان۔
باش۔ قیام۔
۳ در سگے۔ اجنبی کتے پر مقامی
کتوں کا بھونکنا گویا کہ اس کو تنبیہ کرنا
ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو
چھوڑ کر کیوں آیا ہے۔

حق آں نعمت گردگانِ دل ست

اس نعمت کا حق دل کو گروی کئے ہوئے ہیں

حق آں نعمت فرو مگذار پیش

اس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر

چند نوشیدی وہ اشد چشمہات

تو نے کئی بار پیلا ہے اور اس کے چشمے جاری ہوئے ہیں

از درِ اہل دلاں بر جاں زدی

دل والوں کے دھڑکے سے تو نے جان کو دی ہے

گردِ ہر دکانِ ہمی گردی ز حرص

حرص سے ہر دکان کا چکر کانتا ہے

میدوی بہرِ خریدِ اے مردہ ریگ

اے ناچیز! خرید کے لئے تو دھڑا پھرتا ہے

کارِ نائیدِ آنجا بہ شود

مایوس کا معاملہ وہاں دوست ہو جاتا ہے

ہاں وہاں اے مبتلا اس درِ مہل

خبردار! خبردار! اے بیمار اس در کو نہ چھوڑ

کہ برو آنجا کہ اول منزل ست

کہ وہاں جا ' جہنم پہلا گھر ہے

می گزندش کہ برو بر جائے خویش

وہ اس کو کانتے ہیں کہ اپنی جگہ جا

از درِ دل و اہل دل آبِ حیات

دل اور صاحب دل کے در سے آبِ حیات

بس ۲ غذائے سُکر و وجد و بخودی

شکر اور وجد اور بے خودی کی غذا

بازاں درِ رہا کر دی ز حرص

پھر تو نے لالچ کی وجہ سے اس دھڑکے کو چھوڑ دیا

بر درِ آں مُنعمانِ چربِ دیگ

چکنی دیگ والے دہشتوں کے در پر

۳ چربش آنجا وال کہ جاں فریبہ شود

چکنی غذا وہاں سمجھ کہ روح موتی ہوتی ہے

صومعہ عیسیٰ ست خوانِ اہل دل

اہل دل کا دسترخوانِ حضرت عیسیٰ کا گرجا گھر ہے

جمع آمدنِ اہلِ آفت ہر صبا ہے بر درِ صومعہ حضرت عیسیٰ

معیشت زدوں کا حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر پر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل

علیہ السلام جہتِ طلبِ شفا بدِ عائے او

کرنے کے لئے جمع ہونا

جمع گشتندے زہرِ اطرافِ خلق

مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

بر درِ آں صومعہ عیسیٰ صباح

صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے دھڑکے پر

اوپو گشتے فارغ از اوراِ خویش

جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

از ضریر و لنگ و شل و اہلِ دلق

اندھے اور لنگڑے اور لاپنج پور گدزی والے

تا بدمِ شاں و رہا اندازِ جناح

تا کہ دم کر کے ان کو تکلیف سے نجات دیں

چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش

وہ نیک عادت چاشت کے وقت باہر آتے

۱۔ گردگان۔ گردی۔ از درِ دل۔ جس طرح کتے کا پہلے مکان کو چھوڑتا ہے وہاں سے اسی طرح بزرگوں کے در سے مستفید ہو کر اس کو چھوڑتا ہے وہاں آدگا۔

۲۔ بس۔ غذا۔ مرید شیخ کے در سے بہت سی روحانی غذا میں حاصل کرتا ہے۔ منعمان چرب دیگ۔ وہ مالدار جن کے یہاں لذیذ کھانے تیار ہوتے ہیں۔ خرید۔ شوز بہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ مردہ ریگ۔ فریبہ کہیں

۳۔ چربش۔ لذیذ اور چکنی غذا وہ ہے جو روح کی پرورش کرے نہ کہ جسم کی۔ صومعہ۔ گرجا گھر۔ حضرت عیسیٰ کا گرجا روحانی و جسمانی امراض کا شفاخانہ تھا۔ ضریر۔ نابینا۔ لنگ۔ لنگڑا۔ شل۔ لاپنج۔ دلق۔ گدزی۔ جناح۔ گناہ، یعنی باطن امراض۔ اوراد۔ انسان کے معمولات اور وظائف عبادات۔

شستہ بردار در اُمید و انتظار
امید اور انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہوئے
حاجب و مقصود جملہ شد روا
تمام ضرورت مندوں کی حاجب پوری ہو گئی ہے
حاجتِ اس جملگاں تال شد روا
تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے
سوئے غفاری و اکرام خدا
اللہ کی خطا بخشی اور عزت افزائی کی طرف
کہ کشائی زانوئے ایشاں برائے
جن کے زانو کو تو نے تدبیر سے کھول دیا ہو
از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں
نوراً حضرت عیسیٰ کے جان بخشے والے دم کرنے سے
زمر حق و از دم نیک جلیل
خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے
ار دُعائے او شدند پادواں
ان کی دعا سے لڑتے چلے جاتے
تندرست و شادمان و محترم
تندرست اور خوش اور قابل عزت
از دم میمون آل صاحبِ قراں
اس صاحبِ قرآن کے مبارک دم کرنے سے
یافتی صحت ازیں شاہانِ کیش
مذہب کے شہنشاہوں سے تو صحت یابہ ہوا ہے
چند جانت بے غم و آزادِ رشد
کتنی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہو گئی ہے
تاز خود ہم گم نگر دی اے لوند
تاکاے خودمے اتواپنے آپ سے بھی گم نہ ہو جائے

۱۔ جوق جوق مبتلا دیدے نزار
وہ کمزور پہلوں کے غول کے غول دیکھتے
پس دعا کر دے وگفتے از خدا
تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے
گفتے اے اصحابِ آفت از خدا
فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے
ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے
جملگاں ۲۔ چوں اشتران بستہ پائے
سب پاؤں بندھے انہوں کی طرح
جملہ صحت یا فتنہ و شد رواں
سب صحت مند ہو گئے اور روانہ ہو گئے
شد رواں حاجت و شد رواں
سب مریضوں کی حاجت روائی ہو جاتی
۳۔ بے توقف جملہ شاداں درماں
سب اطمینان سے خوش خوش بلا توقف
جملہ بے درود الم بے رنج و غم
سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے
سوئے خانہ خویش گشتند رواں
اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے
آز مودی تو بے آفات خویش
تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزلیا ہے
چند آں لنگی تور ہوا رشد
کتنی مرتبہ تیرا لنگڑا پن تیز رفتار بنا ہے
اے معقل رشتہ برپائے بند
اے بیوقوف! پاؤں پر رکی باندھ لے

۱۔ جوق جوق۔ گروہ گروہ۔ مبتلا
مریض۔ شستہ۔ نشست۔ گفتے۔
حضرت عیسیٰ دعا کے بعد فرمادیتے
اللہ نے تم سب کو شفا عطا فرمادی
ہے
۲۔ جملگاں۔ تمام مریض مریضوں
کی گرفت سے ایسے آزاد ہو جاتے
تھے جیسا کہ لونت زانو بند کھولنے
سے آزاد ہوتا ہے
۳۔ بے توقف۔ فوراً۔ پادواں۔
لڑتے ہوئے۔ دم میمون۔ بابرکت
پھونک۔ صاحبِ قرآن۔ وہ بچہ جس کی
ولادت کے وقت۔ زل اور لور مشتری
ستارے کا ملاپ ہو جائے ایسا بچہ
بہت صاحبِ نصیب کہلاتا ہے
آز مودی جبکہ بزرگوں کے د سے
فیض حاصل ہوا ہے اس کو چھوڑنا
حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر سے منہ
مورنا ہے۔ معقل۔ بیوقوف۔ لوند۔
رند

ناسپای و فراموشی تو تیری ناشکری اور احسان فراموشی نے لا جرم آں راہ بر تو بستہ شد لا محالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا زود شاں دریاب و استغفار گن جلد ان کے پاس پہنچ جا اور توبہ کر لے تا گلستاں شاں سوئے تو بشکفد تاکہ ان کا باغ تیری جانب کھلے ہم براں در گرد و کم از سگ مباش اسی مہ کا چکر کاٹ کتے سے کم نہ ہو چوں سگان ہم مر سگان را ناصح اند کتے کتوں کے لئے ناصح ہیں آں درِ اول کو خوردی استخوان وہ پہلا دروازہ جب پر تو نے ہڈی کھائی ہے می گزندش کز ادب آنجا رود وہ اس کو کانٹے ہیں تاکہ تہذیب سے وہیں چلا جائے می گزندش کاے سگ طاعنی برو اس کو کانٹے ہیں کہ اسے سرکش کتے جا بر ہماں در ہچو حلقہ بستہ باش سی مہ پر حلقہ کی طرح بندھا رہ صورت نقص وفائے مامباش ہادی بے وفائی کی صورت نہ بن مر سگان را چوں وفا آمد شعار فا داری جبکہ کتوں کا شعار ہے یوفائی چوں سگان را عار بود بد یوفائی کتوں کے لئے ذلت ہے

یاد نا ورد آں عسک! نوشی تو تجھے شہد پینے کو یاد نہ دلایا چوں دل اہل دل از تو خستہ شد جبکہ اہل دل کا دل تجھ سے زخمی ہوا ہچو ابرے گریہائے زار گن ابر کی طرح عاجزی کا رونا رو میوہائے پختہ بر خود وا گفد بکے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں باسگ کہف ار شدتی خولجہ تاش اگرچہ تو اصحاب کہف کے کتے کا ساتھی ہو گیا ہے کہ دل اندر خانہ اول بہ بند کہ پہلے گھر سے دل لگا سخت گیر و حق گزاری را ممان سخت پکڑ لے اور حق گزاری سے نہ رک وز مقام اولیں مفلح شود اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے باولی نعمت باغی مشو اپنے محسن سے باغی نہ بن پاسبان و چابک و برجستہ باش محافظ اور پست اور آلودہ بنا رہ یوفائی را مکن بیہودہ فاش یوفائی کو خولہ مخولہ ظاہر نہ کر روسگان را نگ ر بدنامی میار جا کتوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر یوفائی چوں روا داری نمود تو نے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

۱۔ غسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا فیض۔ دریاب۔ حاصل کر لے۔ گفد۔ کہفیدن۔ بمعنی پھٹنا کا فعل مضارع ہے۔ باسگ کہف یعنی اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا ہے تب بھی اس کو نہ چھوڑ ممان۔ بندک ۲۔ می گزندش۔ دوسرے کتوں کا اس کتے کو نکاشنا اسی لئے ہے کہ وہ پہلے پالک کے پاس چلا جائے۔ ۳۔ طاعنی۔ سرکش۔ صورت۔ کتوں کی وفاداری مشہور ہے لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔ بیوفائی بے وفائی کتوں کے لئے عار و ذلت ہے تو نے اپنے لئے اس کو کیوں پسند کیا ہے۔

حق تعالیٰ ۱۔ فخر آورد از وفا

اللہ تعالیٰ نے وفا داری پر فخر فرمایا ہے

بیوفائی وال وفا بارو حق

اللہ کے مردود کے ساتھ وفا کرنا خدا کے ساتھ بیوفائی سمجھ

نور راہم نور شو بانار نار

نور کے لئے نور بن ' آگ کے لئے آگ

حق ۲۔ مادر بعد از ازاں شد کاں کریم

ماں کا حق اس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے

صورتے کردن درون جسم او

اس کے جسم میں تیری صورت پیدا کی

ہمچو جزو متصل دید او ترا

اس نے تجھے اپنا ملا ہوا جزو سمجھا

حق ہزاراں صنعت و فن ساخت

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے

پس ۳۔ حق حق سابق از مادر بود

تو اللہ کا حق ماں سے پہلے ہوا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اور پستان اور دودھ پیدا کیا

اے خداوند اے قائم احسان تو

اے اللہ اے وہ ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے

تو بفرمودی کہ حق را یاد گن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر

یاد گن لطفے کہ کرم آں صبح

تو نے فرمایا اس مہربانی کو یاد کر جو اس صبح کو میں نے کی

اصل و اجداد شمار آں زماں

اس وقت تمہاری اصل اور باوا دادا کو

گفت من اوفی بعہد غیرنا

فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟

بر حقوق حق ندارد کس سبق

اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

جائے گل گل باش و جائے خار خار

پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

کرد اور از جنین تو غریم

تیرے جنم کا اس کو مقروض بنایا

دا دور حملش ترا آرام و خو

اور اس کے حمل میں تجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

متصل را کرد تدبیرش جدا

اس اللہ کی تدبیر نے جڑے ہوئے کو جدا کر دیا

تا کہ مادر بر تو مہر انداخت

اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

ہر کہ ان حق راند اندر بود

جو اس حق کو نہں پہنچاتا گدھا ہے

با پدر گردش قریں آں خود گیر

اس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

آنکہ و انم و آنکہ نے ہم آن تو

جو میرے علم میں ہے جو میرے علم میں نہیں۔ تیری ملکیت ہے

زانکہ حق من نمکیرد و گہن

کیونکہ میرا حق پرانا نہیں ہوتا ہے

باشما از حفظ در کشتی نوح

تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

دام از طوفان از موحش اماں

میں نے طوفان اور اس کی موج سے امن دی

۱۔ حق تعالیٰ۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ حق۔ جو لوگ مردود بارگاہ الہی ہیں ان سے بیوفائی عین وفا ہے۔ نور۔ اچھوں نے اچھائی اور بروں سے برائی کرنی چاہیے۔

۲۔ حق نادر۔ ماں کا بڑا حق ہے لیکن اللہ کا حق اس سے مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فعل سے ثابت ہوا ہے صورتے کردن۔ ماں کے پیٹ میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔ جدا یعنی تیری تیری پیدائش ہوئی۔ حق ہزاراں۔ ماں کی محبت سے کل اللہ کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

۳۔ پس حق حق۔ اللہ کا حق ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم ہوا۔ اے خداوند۔ مولانا نے اللہ کے احسانات کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد گن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اس احسان کو یاد کرو کہ نوح کی کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

آب آتش خُوز میں بگرفتہ بود
آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی
حفظِ کرم من نہ کرمِ ردِ تال
میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں مردود نہ بنایا
چوں شدی سرپشتِ پایت چوں زخم
جب تو سرد ہو گیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟
چوں فدائے بیوفایاں می شوی
تو بیوفائوں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟
من ۲ زہو و بیوفایہا بری
میں بھول اور بے وفائی ہے کیا ہوں
ایں گمانِ بد برانجا بر کہ تو
یہ بدگمانی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو
بس گرفتِ یار و ہمراہانِ زفت
تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے
یارِ نیکت رفت بر چرخِ بریں
تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا
تو بماندی درمیانہ آنچناں
تو درمیان میں رہ گیا اسی طرح
دامن ۳ او گیراے یارِ دلیر
اے بہادر دوست! تو اس کا دامن پکڑ لے
نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شود
نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے
با تو باشد در مکان و امکان
وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہو گا
اوپر آرد از کدور تھا صفا
وہ کدورتوں سے جفائی نکال لیتا ہے

موج او ہر اوج کہ را می رُبود
اس کی موج پہلا کی ہر چوٹی کو اڑائے لے جا رہی تھی
در وجودِ جَدِ جَدِ تال
تمہارے دادا 'پر دادا' سگو دادا کے وجود میں
کار گاہِ خویش ضائع چوں گنم
اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کروں؟
از گمانِ بدِ بدایاں سومی روی
بدگمانی کی وجہ سے اس جانب جا رہا ہے
سوئے من آئی گمانِ بدِ بری
تو میری جانب آتا ہے تو بدگمانی کرتا ہے
میشوی در پیش ہچموں خود و تو
اپنے جیسے کے سامنے دہرا ہوتا ہے
گر ترا پرسم کہ گو گوئی کہ رفت
اگر میں تجھ سے پوچھوں کہ کہل ہیں تو تو کب کا چلے گئے
یارِ فسقت رفت در قعرِ زمیں
تیرا بدکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا
بے مدد چوں آتشے از کارواں
بے مدد جیسے کہ قافلہ کی روانگی کے بعد آگ
کو منزہ باشد از بالا وزیر
جو اوپر نیچے سے پاک ہو
نے چو قاروں در زمیں اندر رُود
نہ قاروں کی طرح زمین کے اندر چلا جائے
چوں بمانی از سر او از دُکال
جب تو گھر اور مکان سے اکیلا رہ جائے گا
مر جفا ہائے ترا گیرد وفا
تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

۱۔ آب آتش۔ یعنی پانی آگ کی
طرح تباہی کر رہا تھا اور اس کی موجیں
پہاڑوں کی چوٹیوں کو برباد کر رہی
تھیں۔ چوں شدی جب انسان کو
اشرف المخلوقات بنایا تو اس کو جلا نہ
کرے گا۔ چوں فدائے اس قدر
احسانات کے باوجود تو میرے ساتھ
وفانہ کرنے والوں پر کیوں فدا ہوتا
ہے۔

۲۔ من زہو۔ اللہ ہر قسم کی بھول
اور بے وفائی سے پاک ہے۔ اس
گمانِ بد۔ بے وفائی کی بدگمانی انسان
سے کی جا سکتی ہے۔ بس گرفتِ یار
انسانوں سے دوستی کرتا ہے حالانکہ
دوستی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی یار
نیکت۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ
دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے۔ چون
آتشے۔ قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ
کو چھوڑ کر چل دیتا ہے۔

۳۔ دامن او۔ اس ذات سے تعلق
پیدا کرو جو بالا و پر سے پاک ہے۔ نہ
تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ
چھوڑ کر بالا معنی آسمان پر چلا جائے نہ
قارون کی طرح زیر زمین چلاے
جائے۔ یا تو باشند۔ جب تک تو
جسمانی زندگی کی گزرے وہ تیرے
ساتھ ہو جب تو روحانی زندگی
گزرے اور لامکان میں ہو وہ
تیرے ساتھ رہے۔ لور آورد۔ خدائی
کی ذات ہے جو انسان کی برائیوں کو
بھلائیوں سے تبدیل کر دیتی ہے۔

چوں اے بجا آری فرستد گوشال

جب تو ظلم کرتا ہے وہ سزا بھیجتا ہے

چوں تو وردے ترک کردی درروش

جب تو گل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے

آں ادب کردن بود یعنی ممکن

وہ ادب سکھانا ہوتا ہے یعنی نہ کر

پیش از ازاں کایں قبض زنجیرے شود

اس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے

رنج معقولت شود محسوس و فاش

تراہنی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا

در معاصی قبضہا لگیر شد

گناہوں میں قبض لگیر بنتا ہے

نُعْطُ مَنْ اَعْرَضَ هُنَا عَنْ ذِكْرِنَا

جس شخص نے یہاں ہمارے ذکر سے غرض کیا ہم اس کو کچکے

دُزد چوں مال کساں رامی برد

چھ جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے

اوہمی گوید عجب ایں قبض چیست

وہ کہتا ہے تعجب ہے یہ قبض کیا ہے

چوں بدیں قبض التفاتے کم گند

جب وہ اس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے

قبض دل قبض عواں شد لا جرم

۱۱ محالہ دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا

قبضہا زنداں شد ست و چار میخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے

نیخ پنہاں بود ہم شد آشکار

جڑ چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی

۱ چوں بجا۔ جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تنبیہ فرما کر برائی سے نکال کر بھلائی کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے۔ وردے اگر انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان میں ایک انقباضی کیفیت پیدا فرما دیتا ہے اور یہ تنبیہ ہوتی ہے کہ انسان اپنا معمول نہ چھوڑے۔

۲ پیش از ازاں۔ ترک عبادت پر انقباضی کیفیت آخرت میں زنجیر بن جائے گی۔ رنج معقول یعنی انقباضی کیفیت جو ایک ذہنی چیز ہے آخرت میں یہی کیفیت بشکل زنجیر ہو جائے گی لہذا۔ یعنی ترک عبادت پر انقباضی کیفیت جو ذہنی وعدہ آخرت میں اندھا پن اختیار کر لے گی۔

۳ دُزد گناہ پر ایک دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور وہ اس معصیت کا اثر ہوتا ہے۔ چوں جب انسان اس گناہ پر اصرار کرتا ہے تو نتیجہ میں وہی دلچسپی ظاہری گرفت بن جاتی ہے۔ قبضہا۔ گناہوں پر یہی انقباضی کیفیت آخرت میں قید خانہ اور سزا کی صورت اختیار کر لے گی۔ نیخ پنہاں۔ یعنی گناہ پر انقباضی کیفیت اور نیکی پر انشراح کیفیت۔

تاز نقصاں وار وی سوئے کماں

تاکہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

بر تو قبضے آید از رنج و تپش

رنج اور غصہ سے تجھ پر قبض طاری ہو جاتا ہے

ہیج تحویلے ازاں عہد کہن

پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

ایں کہ لگیر ست۔ یا گیرے شود

جو آج لگیر ہے وہ پاکیر بن جائے

تاگیری ایں اشارت راہ لاش

خبردار! اس اشارے کو معدوم نہ سمجھنا

قبضہا بعد از اجل زنجیر شد

موت کے بعد انقباضی۔ کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہے

عِيشَةُ ضَنَگَا وَ نَحْشُرُ بِالْعَمٰی

نیک زندگی اور قیامت میں اندھا اٹھائیں گے

قبض و دلچسپی دیش رامی خلد

قبض اور دلچسپی اس کے دل میں کھٹکتی ہے

قبض آں مظلوم کز شررت گریست

یہ قبض اس مظلوم کی دعا کا اثر ہے جو تیرے شر سے گزرباہوں

باد اصرار آتشش را دم گند

اصرار کی ہوا اس کی آگ کو بجڑکاٹی رہے

گشت محسوس آں معانی زد علم

وہ محسوس بن گیا، معنی نے نشان قائم کر دیا

قبض نیخ ست و برآرد شاخ نیخ

قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ اتار دیتی ہے

قبض و بسط خویش را نیخ شمار

اپنے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

چونکہ شیخ بدو درویش بگن

جب جز بڑی ہو اس کو جلد اکھاڑ دے

قبض دیدی چاہے آں قبض گن

تو نے قبض دیکھ لیا اس قبض کی تدبیر کر

بسط دیدی بسط خود را آب دہ

تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو سیراب کر

باز گرد و قصہ اہل سبا

پلٹ لو سبا والوں کا قصہ

تانہ روید زشت خارے در چمن

تاکہ کوئی برا کاٹا چمن میں نہ آگے

زانکہ سربا جملہ می روید زبن

کیونکہ شیخ سب جز سے اگتی ہیں

چوں بر آید میوہ با اصحاب دہ

جب پھل آ جائے تو ساتھیوں کو دے

باز گو تا باز گویم مرجبا

پھر کہہ تاکہ میں مرجبا پھر کہوں

باقی	قصہ	اہل	سبا
لل	سبا	باقی	قصہ

آں سبا اہل صبا بود ند خام

وہ اہل سبا من جملہ بچوں کے بے عقل تھے

باشد آں کفران نعمت در مثال

مثلاً کفران نعمت یہ ہوتا ہے

کہ نمی باید مرا ایں نیکوئی

کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہئے

لطف گن ایں نیکوئی را دور گن

مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دور کر دے

پس سبا گفتند بَاعِدْ یٰنَا

تو اہل سبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے

مانی خواہیم ایں ایوان و باغ

ہم یہ قلعے اور باغ نہیں چاہتے ہیں

شہر ہا نزدیک ہمدیگر بدست

ایک دوسرے سے قریب شہر برے ہیں

س یَطْلُبُ الْإِنْسَانُ فِي الصَّيْفِ الشِّتَاءَ

انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے

کارِ شاں کفران نعمت با کرام

ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا

کہ گنی با محسن خود تو جدال

کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے

من برنجم زیں چہ رنجہ میشوی

تو کیا رنجیدہ ہوتا ہے میں اس تیری بھلائی سے خود رنجیدہ ہوں

من نخوا ہم چشم زودم کور گن

میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں مجھے جلد اندھا کر دے

شَيْنَا خَيْرٌ لَّنَا خُذْ زَيْنَا

ہمارا عیب ہمارے لئے اچھا ہے ہمدیگر لذت لے لے

نے زمان خوب نے اس و فراغ

نہ اچھا وقت نہ اس نہ قدرغ البالی

آں بیابان ست خوش کا نجا دوست

وہ جنگل اچھا ہے جہاں ہمدے ہوں

فَإِذَا جَاءَ الشِّتَاءُ انْكَرًا

جب جاڑا آتا ہے اس کو برا سمجھتا ہے

۱۔ قبض دیدی۔ گناہ پر انتہائی

کیفیت طاری ہو تو اس کا علاج کر

کے ارادہ کر لینا چاہئے بسط دیدی۔

نگی بر انشراح کی گئی پیدا ہو تو اس میں

اضافہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ چوں

برآید انشراح کیفیت میں پھل پیدا

ہوں تو اصحاب کو اس سے قبض

پہنچائے۔ زقل صل۔ یعنی وہ بچوں

کی طرح ناقص عقل کے تھے۔

کفری۔ کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی

ہے کہ حسن کے ساتھ دشمنی کی جائے۔

مع کئی باید لل سبائے کفران

کی یہ صورت اختیار کی کہ ان نعمتوں کو

نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اس کے

خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔

پس سبا۔ اہل سبا پر یہ کرم تھا کہ ان کی

آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی

مشقت سے بچیں چاروں طرف

سرسبز باغات تھے تاکہ ان سے فائدہ

اٹھا میں لیکن انہوں نے ان دونوں

چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اس کے

خلاف تمنا میں شروع کر دی۔

س یَطْلُبُ۔ انسانی نفس کی یہ

خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر

راستی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں

گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے

کی تمنا شروع کر دیتا ہے

فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ أَبَدًا

وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے

قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ

انسان غارت ہو، کس قدر ظمکر ہے

نَفْسٌ أَرَى نِسَانَ سَتِ زَالٍ شَدِّ كَشْتَنِ

نفس ایسا ہی ہے اس جہ سے وہ گردن زدنی ہے

خَارِسَ پَهْلُوسَتِ ہر سُوکشِ نُبِی

یہ گوکھرد ہے اس کو جس جانب سے بھی رکھے گا

آتشِ ۲ ترک ہوا در خار زن

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے

چوں زحد بُردند اصحابِ سَبَا

جب سہا والے حد سے تجاوز کر گئے

ناصحاں شال در نصیحت آمدند

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

قصدِ ۳ خونِ ناصحان می داشتند

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

چوں قضا آید شود تنگ ۴ پنہاں

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے

گفت اذا جاء القضا ضاق القضا

فرمایا جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے

چشمِ بستبر می شود وقتِ قضا

قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

مکر آں فارس چو انگیزید گرد

اس شہسود اللہ کی تدبیر نے جب گرد اڑائی

سوئے فارس روم و سوئے غبار

شہسود کی طرف جا غبار کی جانب نہ جا

لَا بِضِيقٍ لَا بَعِيشٍ رَغَدًا

نہ تنگی میں نہ وسیع عیش میں

كَلَّمَا نَالَ الْهَدْيُ انْكَرَهُ

جب ہدایت پالیتا ہے اس کا انکار کرتا ہے

اَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ گفت آں سنی

تم اپنے نفسوں کو قتل کرو اس بزرگ نے فرمایا

در خلد واز زخمِ او تو کے جہی

وہ چبے گا اس کے زخم سے تو کب بچے گا

دست اندر یارِ نیکو کار زن

نیکو کار دوست کو پکڑ لے

کہ بہ پیشِ ماوِبا بہ از صبا

کہ ہمارے لئے دبا صبا سے بہتر ہے

از فسوق و کفر منع می شدند

بد معاش اور کفر سے انہوں نے روکا

نخمِ فسق و کافری می کاشتند

بد معاشی اور کفر کا بیج بوتے تھے

از قضا حلوا شود رنجِ وہاں

قضا سے حلوا منہ کی کلفت بن جاتا ہے

تُحَجَّبُ الْأَبْصَارُ إِذَا جَاءَ الْقَضَا

اور آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

تمانہ بیند چشمِ کل چشمِ را

تا کہ آنکھ آنکھ کے سرمہ کو نہ دیکھے

آں غبالات زاستعانتِ دُور کرد

اور اس غبار نے تجھے مدد حاصل کرنے سے دور کر دیا

ورن بر تو کو بدآں مکرِ سوار

ورن سوار کا دلاں تجھے کچل دے گا

۱۔ نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ آں سنی۔ یعنی حضرت موسیٰ خدرس پہلو۔ نفس کی مثال گوکھرد کی سی ہے جو کسی کروٹ میں نہیں لیندیتا۔

۲۔ آتش۔ نفس کے خار کو پھونکنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کرے۔ واپ۔ یعنی اہل سہا نے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ دبا کو نسیم حری سے اچھا کہنے لگے۔ از فسوق۔ صحت کرنے والوں نے کفر اور فسق کرنے والوں نے کفر اور فسق سے روکنا چاہا۔

۳۔ قصد۔ اہل سہا، نصیحت کرنے والوں کی جان کے مہرے دئے اور کفر و فسق سے باز نہ آئے۔ ۴۔ قضا۔ قضاء خداوندی کے سامنے سان مجبور ہو جاتا ہے۔ چشم۔ سرمہ۔ آنکھ کے لئے مفید ہے اس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے۔ مکر۔ تدبیر۔ رس۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ سوئے فارس۔ رقت اللہ سے مدد مانگی چاہئے۔

گفت حق آنرا کس ایں گرش بخورد
جس کو اس بھیڑیے نے کھالیا اس کو خدا نے فرمایا
اُنمید انت گردِ گرگ را
وہ بھیڑیے کے غبد کو نہ پہچان سکا
گو سفندان بوئے گرگ باگزند
بکریاں ' تکلیف رساں بھیڑیے کی بو
مغر حیوانت بوئے شیر را
حیوانات کا دماغ شیر کی بو کو
بوئے شیر خشم دیدی بازگرد
اللہ کے غصہ کے شیر کی بوتونے سگھ لی واپس ہو جا
وانکشند آں گروہ از گردِ گرگ
وہ لوگ بھیڑیے کی گرد کی جہ سے نہ لوٹے
بر وریداں گو سفنداں را بخشم
اس نے غصہ سے ان بکریوں کو پھاڑ ڈالا
چند چوپاں شاں بخواندونا مند
گذریے نے ان کو بہت بلایا ' وہ نہ آئے
کہ بروما از تو خود چوپاں ترمیم
کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھالے ہیں
طعمہ گرگیم و آن یار نے
ہمیں بھیڑیے کا طعمہ نہ منظور ہے دوست کی ملک ہونا نہیں
حمیت بد جاہلیت در دماغ
حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی
۳ بہر مظلوماں ہی گندند چاہ
انہوں نے مظلوموں کے لئے کنواں کھوا
پوستین یوسفال بشگا فتند
انہوں نے یوسفوں کی پوستیں پھاڑیں

دید گردِ گرگ چوں زاری نکرد
جب اس نے بھیڑیے کی گرد دیکھی فریاد کیوں نہ کی
باچنین دلاش چرا کرد او چرا
اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چرتا رہا
می بد اندو بہر سوئی خوند
پہچان لیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں
می بداند ترک می گیرد چرا
جاننا ہے ' چراگاہ چھوڑ دیتا ہے
با مناجات وحد را نیاز گرد
دعا اور بچاؤ کا ساتھی بن جا
گرگ محنت بعد گرد آمد شرک
گرد کے بعد محنت کا مٹا بھیڑیا آگیا
کہ ز چوپاں خرد بستند چشم
جنہوں نے عقل کے گذریے سے آنکھیں بند کر لی تھیں
خاک غم در چشم چوپاں میز وند
گذریے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی
چوں تبع گردیم ہر یک سروریم
ہم تابع کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سردار ہے
ہیزم ناریم و آن عارنے
ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے مملوک نہیں ہیں
بانگ شومی بر دمن شاں گردزاغ
ان کی کڑی پرکوس نے بدبختی کی آواز لگائی
در چہ افتاد ندومی گفتند آہ
وہ کنویر میں گرے اور ہیں بھرس
آنچه می کردند یک یا فتند
انہوں نے جو کچھ ایک ایک کا بدلہ پایا

۱ گفت۔ زاری کرنے سے
انسان قضا سے بچ جاتا ہے۔ اُنمید
انت۔ بکری چرنے میں مشغول
رہتی ہے اور بھیڑیے کی گرد کو نہیں
دیکھتی۔ گو سفند بکری اور حیوانات اپنی
تباہی کے اسباب دیکھ کر بچنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ بوئے۔ جب
خدا کے غضب کے آثار پیدا ہو
جائیں تو دعائیں کرنی چاہئیں۔
وانکشند۔ غضب کے آثار کو دیکھ کر
بھی جو ہوش میں نہ آ پادہ مصائب و
مصائب میں گرفتار ہوگا۔

۲ چند چوپاں۔ نصیحت کرنے
والوں نے ان کو نیکی کی دعوت دی
لیکن انہوں نے نہ مانا اور ان کو تکلیف
کیا۔ کہ برو نصیحت کرنے والوں سے
کہا ہم خود اپنی بھلائی کو سمجھتے ہیں
تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے
ہم خود سردار ہیں کسی کے تابع نہیں بن
سکتے۔ طعمہ گرگیم۔ ہمیں ہلاک ہونا
منظور ہے تمہاری دوستی کی ہمیں
ضرورت نہیں ہے۔ ہیزم۔ ہلاک
ہونا منظور ہے۔ لیکن تمہاری اطاعت نہ
کریں گے تمہارے۔ ان کے دماغ میں
جاہلیت تھی ہونی اور ان پر ابوبول رہا
تھا۔

۳ بہر مظلوماں وہ مظلوموں پر ظلم
کرتے تھے خود اس ظلم میں شخص ملے
پوستین۔ نصیحت کرنے والوں کو
نیکل کیا اور اس کی سزا انہوں نے
بھگائی۔

کیست یوسف آل دل حق جوئے تو

یوسف کون ہے؟ تیرا حق کا جویاں دل

جبریلے را براستن بستہ

تو نے جبرائیل کو ستون سے باندھا ہے

پیش او گوسالہ بریاں آوری

تو اس کے سامنے بھنا ہوا بچھڑا لٹا ہے

کہ بخور انیست مارا لوت پوت

کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے

زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا

وہ مصیبت زدہ اس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے

کائے خدا افغاں از یں گرگ کہن

کہ اے خدا اس بوڑھے بھینرے سے فریاد ہے

داد تو واخو اہم از ہر بخبر

میں ہر جہل سے تیرا بدلے لوں گا

۲ اوہمی گوید کہ صبرم شد فنا

وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہو گیا

احمد در ماندہ در دست یہود

میں احمد ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں

اے سعادت بخش جان انبیا

اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشنے والے

بافراقت ۲ کافراں را تاب نیست

تیرے فراق کی کافروں میں بھی تاب نہیں ہے

کافراں گویند در وقت عذاب

عذاب کے وقت کافر کہیں گے

حال او انیست کو خود زان سوست

جو اس جانب کا ہے اس کا یہ حال ہے

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو

جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے

پرو بالش را بصد جا خستہ

اس کے بال و پر کھوئے سینکڑوں جگہ سے زخمی کر دیا ہے

گہ کشی اورا بگہداں آوری

کبھی اس کو کھینچتا ہے اور چرے کے پاس لٹا ہے

نیست اورا جزء لقاء اللہ قوت

حالات اس کی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے

میکند از تو شکایت با خدا

خدا سے تیری شکایت کرتا ہے

گودیش نک وقت آمد صبر گن

وہ اس سے کہتا ہے اب وقت آ گیا ہے صبر کر

داد کہ دہد جزو خدائے دادگر

سوائے مصنف خدا کے انصاف کون کرتا ہے

در فراق روئے تو یا رستا

اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں

صالحم افتادہ در حبس شمود

میں صالح ہوں جو شمود کی قید میں پڑا ہوں

یا بلکش یا باز خوانم یا بیا

یا مد ذل یا مجھے واپس بلا لے یا تو آ جا

کایں فراق اندر خور اصحاب نیست

یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے

ہر یکے یا لیتنی کُنتُ تراب

ہر ایک کا ش میں مٹی ہوتا

چوں بُود بے تو کسے کان تو ست

تیرے بغیر اس کا کیا حال ہو گا جو تیرا ہے

۱ کیست۔ اہل سہا کے لئے
یوسف خود اس کا وہ دل تھا جو طالب حق
تھا۔ چون اسیرے اس دل کا انہوں
نے نفسِ لہو کا قیدی بنا دیا تھا۔
جبریلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون
سے باندھ دیا ہے اور اس کو زخمی کر دیا
ہے۔ پیش لو۔ اس روح کو مادی غذا
میں کھلانا چاہتا ہے کہ بخور۔ روح
کی غذا مادی نہیں ہے اس کی غذا ذکر
اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زیں شکنجہ۔ روح
انسانی انسان کے ہاں ظلم و ستم کی خدا
سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ کہن
انسان کا نفسِ لہو۔ گودیش خدا اس
روح سے فرماتا ہے۔

۲ اوہمی گوید۔ خدا کے صبر
دلانے پر روح کہتی ہے کہ اب مجھے
جلد اپنے پاس بلا لے احمد۔ یعنی
روح کہتی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں
مادی تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی
ہیں جو آنحضرت ﷺ کو یہود کے
ہاتھوں اور حضرت صالح کو شمود کے
ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔
یا بالکش۔ روح کہتی ہے اب فراق کی
برداشت نہیں ہے یا مجھے فنا کر دے یا
مجھے اپنے پاس بلا لے یا تو میرے
پاس آ جا۔

۳ بافراقت۔ خدا سے جدائی کی
صورت کافر بھی برداشت نہ کر سکیں
گے چہ جائیکہ مومن برداشت کرے۔
یا لیتنی۔ یعنی فراق کو وقت کافر اپنے
فنا ہونے کی تمنا کریں گے۔ حال
او۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال
ہے تو انہوں کا کیا حال ہوگا۔

حق ہی گوید کہ اے نرہ! اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل صبح نزدیک ست خامش دم مزین صبح قریب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے صبح نزدیک ست خامش کم خروش صبح نزدیک ہے چپ ہو جا شہ نہ کر کوشش من بہ کہ کوششہائے تو تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے ہیں تحمل کن برو خاموش شو ہاں برداشت کر جا چپ ہو جا شدہ حد ہیں باز گرد اے یار گرد بات حد سے گزر گئی اے بہلہ یار واپس چل قصہ اہل سبایک گوشہ نہ سب دالوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے

لیک بشنو صبر اور صبر بہ لیکن بن صبر کر صبر اچھا ہے کاندرا آمد وقت بیرون آمدن کہ باہر نکلنے کا وقت آ پہنچتا ہے من ہی کوشم پے تو تو مکوش میں تیرے لئے کوشا ہوں تو کوش نہ کر داروئے خم یہ از حلوائے تو تیرے حلوائے سے میری کڑوی دوا بہتر ہے کمترک جُنبایا زباں روگوش شو زبان نہ چلا جا کان بن جا روستائی خولجہ را در خانہ برد دیہاتی خولجہ کو گھر لے گیا آں بگو کاں خولجہ چوں آمد بدہ وہ بتا کہ خولجہ کس طرح گاؤں میں آیا

قصہ قصہ رفتن خولجہ بد عوت روستائی بدہ دیہاتی کی دعوت پر خولجہ کے گاؤں جانے کے قصہ کا بقیہ

روستائی در تملق شیوہ کرد دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا از پیام اندر پیام او خیرہ شد وہ پیغام د پیغام سے حیران ہو گیا ہم ازینجا کوو کانش در پسند ساتھ ہی اھر سے اس کے بچے خوشی میں ہچمو یوسف کش ز تقدیر عجب حضرت یوسف کی طرح جن کو عجب تقدیر کی وجہ سے آں نہ بازی بلکہ جانبازیست آں یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیل ہے

تا کہ حزم خولجہ را کا لیوہ کرد کہ خولجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا تا زلال حزم خولجہ تیرہ شد یہاں تک کہ خولجہ کی احتیاط کا صاف پانی گدلا ہو گیا نرتع ۲ و نلعب بشادی می روند ہم کھائے گے ہم کھیلیں گے کا شادیانہ بجاتے تھے نرتع و نلعب بہ برداز ظن اب ہم کھائے گے ہم کھیلیں گے نہاپ کے سایہ سے محروم کر دیا حیلہ و مکر و دغا سازیت آں یہ حیلہ اور مکر اور دغا بازی ہے

۱۔ نرہ منزہ بزرگوار صبح نزدیک کست۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت جبرائیل نے حضرت لوط کی تسلی کے لئے کہا تھا اب صبح قریب ہے ان پر کاروں سے تیرا بدلہ لے لیا جائے گا تملق۔ خوشامد چالوسی۔ شیوہ۔ طریقہ عادت کا لیوہ۔ احسن دیوانہ خیرہ۔ حیران۔

۲۔ نرتع و نلعب۔ ہم کھائے گے ہم کھیلیں گے۔ یہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے سازش کرتے وقت حضرت یعقوب سے کہا تھا۔ ظن۔ اب۔ انہی جملوں نے حضرت یوسف کو حضرت یعقوب کے سایہ پداری سے محروم کر دیا تھا۔

۳۔ آں نہ بازی۔ یہ کھیل کی دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف کی جانب لینے کی بازی تھی حیلہ اور مکر اور دغا بازی تھی۔

ہر چہ از یرت جدا انداز دال
جو چہ دست سے دور پھینک دے
گر بوداں سود صد در صد مکیر
اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہو تب بھی نہ لے
ایں شنو کہ چند یزداں زجر کرد
یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی
زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ
کیونکہ تنگی کے ایک سال میں نقدے کی آواز پر
تانباید دیگران ارزاں خرد
تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے سستا خرید لیں
ماند پیغمبر بخلوت در نماز
پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے
کوفت طبل لہو بازار گلے
ایک تاجر نے تفریح کا نقدہ چننا
قَدْ فَضَضْتُمْ نَحْوَ قَمَحِ هَائِمَا
تم لوٹ پڑے گیسوں کی جانب دیوانہ وار
بہر گندم تخم باطل کا شتید
گیسوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا
صحبت اُوخیر من لبوست و ماں
اس کی صحبت باطل نہ کھال کہ سے بہت سے
خود نشد حرص شمارا ایں یقین
تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا
آنکہ گندم راز خود روزی دہد
جو گیسوں کو بھی خود روزی دیا ہے
از پے گندم جدا گشتی ازاں
تو گیسوں کے لئے اس سے جدا ہو گیا

۱۔ ہر چہ جو بات بھی دوست کی
جدلی کا سبب بنے اس کو نہ سنا
چاہئے۔ مگر بود۔ معمول فائدے کے
لئے بڑا نقصان نہ گھرا کرنا چاہئے۔
ایں شنو۔ سورہ جمعہ میں اس قصہ کی
طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں
گیسوں کا آنا فروخت کرنے والا قافلہ
آیا اس وقت آنحضرت نماز جمعہ پڑھا
رہے تھے صحابہ آنا خریدنے کے
شوق میں آنحضرت کو نماز پڑھاتے چھوڑ
کر چلے گئے۔ اس پر صحابہ
مور و متاب بنے انہوں نے حضورؐ سے
فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور
آنحضرتؐ کو ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء
کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ
نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران پر قصہ
ہوا تھا۔

۲۔ جمعہ در یعنی نماز جمعہ بہترین
ہے کہ اس سے خطبہ جمعہ مرقوم
جائے۔ جلب۔ تجارت کا مال جو کسی
دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔
دوس۔ دس بارہ صحابہ سے زیادہ موجود
رہے تھے۔ ربانی۔ یعنی آنحضرتؐ
بہر گندم۔ قافلہ کے طبل پر گیسوں کا آنا
خریدنے چلے گئے تھے۔ چشمے
بمال۔ آنکھ مل کر غور سے دیکھو۔ خود
نشد۔ اپنے رزق کے لئے خود روز
پڑے حالانکہ مذاق میں ہوں۔
۳۔ آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو
بھی رزق دیتا ہے۔ ازاں۔ نبی سے
جدا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا۔

مثنوآں را کاں زیاں دار وزیاں
اس کو حسن کیونکہ برہادی ہے برہادی
بہر زر مکسل ز گنجور اے فقیر
اے فقیر! سونے کے لئے خزانچی سے تعلق نہ توڑ
گفت اصحاب نبیؐ را گرم و سرد
نبیؐ کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا
جمعہ را کردند باطل بے درنگ
بلا توقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی
زاں جلب صرفہ زما ایشاں برند
اس سودے کا فائدہ وہ ہم سے زیادہ اٹھا لیں
با دوسرہ درویش ثابت پُر نیاز
ان دو تین غریبوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے
چونتاں برید از ربانی
تم کیوں ربانی رسول سے کئے
ثُمَّ خَلِيتُمْ نَبِيًّا قَائِمًا
پھر تم نے نبیؐ کو کھڑا چھوڑ دیا
واں رسول حق را بگذاشتید
اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا
ہیں کہ ابگذاشتی چشمے ببال
خدا کس کو چھوڑا ہے، آنکھ مل
کہ منم رزاق خیر المرزاقین
کس مدق مذق دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں
کے تو کلمات را ضالع گند
وہ تیرے توکلوں کو کب ضائع کرے گا
کہ فرستادست گندم ز آسماں
جس نے گیسوں آسمان سے بھیجا ہے

۲ کمتر از بَطّ نیستی آخر در آب گو دہد مَر باز داعی را جواب
آخر تو پانی کی بَطّ سے کم نہیں ہے جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کر دن باز بَطّال را از آب بصرہ و جواب بَطّال
باز کا بطنوں کو پانی سے جنگل کی دعوت دینا اور بطنوں کا جواب

باز گوید بَطّ را کز آب خیز تابہ بنی و شتہارا قدریز
باز بَطّ سے کہتا ہے کہ پانی سے نکل تاکہ تو جنگلوں کو شکر بکھیرنے والا دیکھے
بَطّ عاقل گویدش کائے باز دور آب مارا حصن امن ست و سرور
بطن عاقل اس سے کہتی ہے کہ اے باز جا پانی ہمارے لئے امن اور خوشی کا قلعہ ہے
عقلند بَطّ اس سے کہتی ہے کہ اے باز جا
دیو چوں باز آمد اے بَطّال شتاب ہیں بہ بیروں کم روید از حصن آب
اے بَطّ وہ شیطان کی مثال باز کی سی ہے جلدی کرو خبردار! پانی کے قلعہ سے باہر نہ نکلتا
۲ باز را گوید رو رو باز گرد از سر مادست دار سے پائرد
باز سے کہہ دو جا جا واپ ہو جا اب مددگار! ہمارے سر سے دست بردار ہو جا
مابری از دعوت دعوت ثرا مانہ نوشیم ایندم تو کافرا
ہم تیری دعوت سے بری ہیں تیری دعوت تجھے مہلک ہو اے کافر ہم تیرا یہ سکر نہ قبول کریں گے
حصن مارا قندو قندستان ثرا مانخواہیم ہدیہ ات بستان ترا
قلعہ ہم کو اور قندو قندستان تجھے مہلک ہو ہم تیرے ہدیہ کے خواہشمند نہیں ہیں باغ تجھے مہلک ہو
چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم چونکہ لشکر ہست کم ناید علم
جب جان ہے روزی کی کمی نہ ہو گی جبکہ لشکر ہے مجھڈے کم نہ ہوں گے

رجوع حکایت خولجہ و رستائی

خولجہ و رہائی کے قصہ کی طرف واپسی

خولجہ حازم بے عذر آوریہ بس بہانہ کرد با دیو ۳ مرید
پختہ کار خولجہ نے بہت عذر کئے سرکش شیطان سے بہت بہانہ کئے
گفت ایں دم کارہا دارم مہم گرسہ بایم آں نگردد منتظم
کہا اس وقت میں بہت ضروری کام رکھتا ہوں اگر میں چلا جاؤں گا ان کا انتظام نہ ہو سکے گا
شاہ کار ناز کم فرمودہ است ز انتظارم شاہ شب نغزوہ است
بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سویام ہے

۱. کمتر از بَطّ۔ بطنوں نے باز کی دعوت پر بڑے فائدے کو نہ چھوڑا انسان تھوڑے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ باز۔ باز جنگلی کارندہ ہے اور بطنیں آبی ہیں باز بطنوں کو جنگل کی دعوت دی۔ اشتباہ۔ جنگلوں میں عمدہ خوراک ہے دیو۔ شیطان انسان کے لئے ایسا ہے جیسا کہ باز بطنوں کے لئے تھا۔

۲. باز را۔ جب شیطان لالچ دلائے اس کو دھوکا دے۔ ایندم تو۔ یہ تیرا دھوکا ہے ہم اس میں نہ بھٹکیں گے۔ چونکہ روزی کے بارے میں انسان کو توکل سے کام لینا چاہیے۔ علم۔ جھنڈل حازم۔ پختہ کار۔ ہوشیار۔ ۳. دیو مرید۔ سرکش۔ شیطان۔ یعنی دیہالی۔ کار نازک۔ نازک کام۔

من نیارم ترک ہر شاہ کرد
میں بادشاہ کے حاکم کو نہیں چھوڑ سکتا

ہر صبح و ہر مسافر ہنگِ خاص
ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی

تو روا داری کہ آیم سوئے وہ
تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آ جاؤں

بعد ازاں درمانِ شمش چوں گنم
اس کے بعد اس کے غصہ کا کیا علاج کروں؟

زیں نمط اوصد بہانہ باز گفت
اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے

گر شود ذراتِ عالم حیلہ پیچ
اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گری کریں

چوں گریز دایں زمیں از آسماں
یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے

ہر چہ آید از آسماں سوئے زمیں
جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے

آتش از خور شیدی بارد برد
سورج سے اس پر آگ برتی ہے

درہمی طوفان کند باران برو
وہ اگر اس پر بارش کا طوفان برسائے

اوشدہ تسلیم او لیوب وار
وہ حضرت یوب کی طرح اپنے آپ کو ہارنے کے ہوئے ہے

اے کہ جو وایں زمینی سر مکش
اے وہ کہ تو اس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر

چوں خلقنا گم شنیدی من تراب
جبکہ تو نے ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے من لیا ہے

من نتانم شد برشہ روئے ازرد
میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا

میر سدا ز من ہی جوید مناص
آتا ہے اور مجھ سے خلاصی چاہتا ہے

تادر ابرو افگند سلطان گرہ
یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے

زندہ خود رازیں مگر مدفون گنم
ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ دفن کروں

حیلہا با حکم حق نفتاد بخت
لیکن حیلہ حکمِ خداوندی کے مطابق نہ ہو سکے

باقضائے آسماں پیچ ست پیچ
آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں

چوں کند او خویش را زوئے نہاں
یہ اپنے آپ کو اس سے کیسے چھپائے

نے مفرد ارو نہ چارہ نے کمیں
اس سے نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ

او بہ پیش آتشش بنہادہ رو
وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں

شہر ہارا میکند ویراں برو
اس پر شہروں کو ویران کرے

کہ اسیرم ہر چہ می خوانی بیار
کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر

چونکہ بنی حکم یزداں در مکش
جب تو خدا کا حکم آتا دیکھے دروازہ نہ بند کر

خاک باشی جُست از تو رو متاب
اس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے روگردانی نہ کر

۱۔ روئے ازرد۔ یعنی بادشاہ کا کام نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہو گی۔
مناص۔ چھٹکارے کی جگہ۔ گرہ۔ یعنی بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدفون۔ یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ درگور کر دے گا۔ بخت۔ یعنی اس کے بہانے تقدیرِ خداوندی کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس کو گاؤں جانا پڑا۔ گر شود۔ قضا کے بالقابل۔ انسان مجبور ہے۔ آتش۔ زمین سورج کی تپش برداشت کرنے پر مجبور ہے اسی طرح انسان قضا کے مقابلہ میں لاچار ہے۔ ایوب و۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے۔ اے کہ جو۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔

۲۔ خلقنا گم۔ قرآن پاک میں ہے اے انسانوں! ہم نے تمہیں مٹی کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں ہم لوٹا دیں گے۔

بنی کہ اندر خاک نخے کاشتم

دیکھ لے میں نے مٹی میں بیج بویا

حملہ دیگر تو خاکی پیشہ گیر

دوسری بار تو خاکی ہونا اختیار کر

آب از بالا بہ پستی در رود

پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے

گندم ۲ از بالا بزیر خاک شد

گیہوں بلندی سے مٹی کے نیچے گیا

دانہ ہر میوں چوں گردود و فیں

ہر پھل کا دانہ جب گرتا ہے

اصل نعمتہا ز گردوں تابخاک

تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے مٹی تک

از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر

تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا

پس صفات آدمی شد آں جہاد

تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے محض ہو گیا

کز جہان ۳ زندہ اول آدمیم

ہم پہلے زندہ جہان سے آئے

جملہ اجزا اور تحرک در سکون

تمام اجزاء حرکت اور سکون میں

ذکر و تسبیحات اجزائے نہاں

پیشہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے

چوں قضا آہنگ نارنجات کرد

جب قضا نے طسم کرنے کا ارادہ کیا

باہر اراں خرم خولجہ مات شد

بازاروں احتیاطوں سے باوجود خولجہ مات ہو گیا

گرد خاکی و منش افرا شتم

دھ خاکی بنا اور میں نے اس کو بلند کیا

تا کنم بر جملہ میرانت امیر

تاکہ میں تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دوں

آنگہ از پستی ببالا بر رود

تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے

بعد ازاں او خوشہ چالاک شد

اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا

بعد ازاں سر ہا برآرد از زمیں

اس کے بعد زمین سے سر اٹھاتا ہے

زیر آمد شد غذائے جان پاک

نیچے آئی ، تو پاک جان کی غذا بنی

گشت جزو آدمی حی دلیر

تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا

بر فراز عرش پرآں گشت شاد

خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر اڑ گیا

باز از پستی سوے بالا شدیم

پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے

نطقاں کہ اتا الیہ راجعون

کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

غلغلے افگند اندر آسماں

آسمان میں غلغلہ ڈال دیا

روستائی شہری رامت کرد

دیہاتی نے شہری کو مات دے دی

زاں سفر در معرض آفات شد

وہ اس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

۱۔ بنی۔ خاک اری کے بعد سرخوئی حاصل ہوتی ہے بیج مٹی میں مل کر نشوونما پاتا ہے حملہ دیگر۔ انسانی خاکی پیکر اختیار کیا وہ بارہ وہ خاکی بنے گا تو بڑے مراتب حاصل کرنے لگے۔ بالا۔ پانی پھر بھاپ بن کر بلندی کی طرف جاتا ہے یا کنوئیں سے لوہر نکالا جاتا ہے پھر انسان کا جزو بنتا ہے۔

۲۔ گندم۔ گیہوں کا دانہ مٹی میں ملتا ہے پھر ہر بھرا خوشہ بن کر ابھرتا ہے۔ اصل نعمتہا۔ پانی آسمان سے برسا پھر زمین سے نکل کر انسان کا جزو بنا اور انسانی صفات اختیار کر کے عرش تک پہنچا۔

۳۔ جہان زندہ۔ یعنی عالم ارواح۔ سوئے بالا۔ عالم ارواح۔ ذکر و تسبیحات۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔

اعتمادش بر ثبات خویش بود
اگرچہ بدینم سیاش در ربود
اس کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا
اگرچہ پہاڑ تھا اس کو آدھا سیلاب بہا لے گیا
چوں قصا بیروں گند از چرخ سر
عاقلاں گردند جملہ کوزو گر
قضا جب آسمان سے سر نکالتی ہے
سب عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں
ماہیاں اُٹھند از دریا بُروں
مُریغ پڑاں گردواز دالے زبوں
مچھلیاں دریا سے باہر نکل پڑتی ہیں
اڑنے والا پرندہ ایک جال سے عاجز آ جاتا ہے
تلپری و دیو در شیشہ شود
بلکہ ہاروتے ببابل در رود
یہاں تک کہ دیو اور پری بوتل میں بند ہو جاتے ہیں
جو کسے کاند ر قضا اندر گریخت
خون اُورا ہیچ تربیعہ نریخت
سوئے اس کے جو قصا کی پٹلا میں آ گیا
بلکہ ہدوت باہل میں چلا جاتا ہے
غیر آنکہ در گریزی در قضا
کئی تربیعہ اس کا خون نہ بہا سکی
سوئے اس کے کہ تو قضا کی طرف بھاگے
ہیچ حیلہ نہ ہدوت ازوے رہا
کئی تدبیر تجھے رہائی نہیں دلا سکتی

اعتمادش۔ شہری کو اپنی عقل پر
گھمنہ تھا۔ در شیشہ۔ جن اور پری
بوتل میں بند کر لینے کا ایک شاعرانہ اور
عامیانه خیال ہے جو کسے ایک موقع
پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ نَخْنُ نَخْرُ
مِنْ قَلْبِ اللَّهِ إِلَى قَلْبِ اللَّهِ ہم اللہ کی
قضا سے اللہ ہی کی قضا کی طرف فرار
اختیار کرتے ہیں۔ تربیعہ۔ کسی شخص
کے طالع کے دستاروں کا اس طرح
جمع ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار
سے جو تھے خانے میں ہوا یہ صورت
اس شخص پر منحوس اثرات ذاتی ہے۔
۲۔ ضرور۔ لیکن میں صنعا کے
قریب ایک گاؤں ہے اس کے
باشندے کا یہ قصہ قرآن میں مذکور
ہے۔ حیلہ گردند۔ فقرا کو محرم کرنے کی
تدبیر سوچی۔ خفیہ آہستہ سرگوشی اس
لئے کر رہے تھے کہ خدا ان کی سازش کو
نہن سکے۔
۳۔ گل۔ کبھل۔ کبھل کرنے
والے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ
ہاتھ دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا ہے۔

قصہ اصحاب ضروران ۳ حیلہ گردن ایشاں تابے زحمت
ضروران والوں کا قصہ اور ان کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے
فقیراں باغبار اقطاف کنند

بچ کر وہ باغوں کے پھل توڑ لیں

قصہ اصحاب ضروران خواندہ
تو نے ضروران والوں کا قصہ پڑھا ہے
حیلہ می گردند کثرم نیش چند
چند بچھوں جیسے ذنک دالے تدبیر کرتے تھے
شب ہمہ شب می سرگالید ند کر
تمام رات نمر لور حیلے سوچتے رہے
خفیہ می گفتند سر ہاآں بدال
ان بالا قول نے راز خفی طور پر کہے
بدگل اند ایندہ اسگلید گل ۳
نہگل نے کبھل کرنے والے کے خلاف سوچا؟
پس چرا در حیلہ جوئی ماندہ
پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟
کہ برنداز روزی درویش چند
کہ چند فقیروں کی روزی مار لیں
رُوئے در رُو کردہ چندیں عمر و بکر
آمنے سامنے ہو کر بہت سے عمر و بکر
تانبا یدکہ خدا دریا بدآں
تاکہ خدا ان کو نہ جان لے
دست کارے می گند پنہار زول
ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کر رہا ہے

۱۔ کَيْفَ لَا يَعْلَمُ هَوَاكَ مَنْ خَلَقَ

تیری خواہش کو کیسے نہ جانے گا جس نے پیدا کیا

کَيْفَ يَهْجُلُ عَنْ ظَفِينٍ ۲۔ رَعْدًا

خوشی عیش ہودج نشین سے وہ کیسے نادانف ہوگا

أَيْنَمَا قَدْ هَبَّ طَاوُ صَعْبًا

کہیں وہ خیب میں اتری کہیں اونچائی پر چڑھی

گوشِ گنِ اکنوں حدیثِ خواجہ را

اب خواجہ کی بات سن

گوشِ را اکنوں ز غفلتِ پاکِ گن

اب کان کو غفلت سے پاک کرے

تا چہا دیدارِ بلا و از عزا

اس نے کس قدر بلا اور مشقت دکھی

آں زکاتے داں کہ غمگیں را دہی

اس کو ایک زکوۃ سمجھ جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے

بشنوی غمہائے رُودانِ دل

دل کے پہاڑوں کا غم سن لے

خانہ پر دُودِ دارِ دِ پر فنی

صاحبِ ہنر کا گھر دل دھوئیں سے بھرا ہوا ہے

گوشِ تو اُورا چوراہِ دم شود

جب تیرا کان اس کے سانس لینے کا راستہ بن جائے

غمگساریِ گنِ تو باما اے روی

اے میرا! ہماری غمگساری کر

اِس تَرْد و حبس و زندانی بُود

یہ ترہ قید اور قیدی ہے

اِس بدیں سواں بدالِ سومی کشد

یہ اس جانب وہ اس جانب کھینچتا ہے

۱۔ اِنْ فِي نَجْوَاكَ صِلَقًا اَمْ عَلَقُ

تیری خفیہ باتوں میں سچائی ہے یا جھوٹ

مَنْ يُعَايِنُ اَيْنَ مَشَوَاهُ عِلَا

جو دیکھ رہا ہے کہ گل کو اس کا ٹھکانا کہیں ہے

قَدْ تَوَلَّاهُ وَ احْصَى عِلْدًا

وہ اس کا گمراہ ہے اور اس نے شد کر لیا ہے

کو سوئے وہ چوں شد و دید او جزا

کہ وہ شہر کی جانب کیسے گیا اور اس نے سزا بھگتی

استماعِ ہجر آں غمناکِ گن

اس غمناک کی ہجرت کا قصہ سن

درہ وہ چوں شد از شہر او جدا

گاؤں کے راستہ میں جب وہ شہر سے جدا ہوا

گوشِ را چوں پیشِ دستاںش ۳۔ نہی

جب تو کان اس کی داستان پر دھرے

فاقہ جانِ شریف از آبِ و گل

آبِ گل میں چھننے سے شریف جان کا فاقہ ہے

مَرُورًا بکشازِ اصغَا روزِ نَی

اس کی بات سننے کے لئے کان کے سوراخ کھول دے

دُودِ تلخ از خانہ او کم شود

کڑا دھواں اس کے گھر میں سے کم ہو جائے

گر بُوئے رَبِّ اعلیٰ می رَوی

اگر تو ربِ اعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

کو نہ بگذارد کہ جاں سوئے رَوَد

نہ نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ہر یکے گوید منم راہِ رشد

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

۱۔ کیف۔ قرآن پاک میں ہے

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ

الفخیر۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے ان کو

جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان

اور باخبر ہے

۲۔ ظفین۔ ہودج نشین سولہ

مخوی۔ ٹھکانا۔ عینا۔ مشقت آن

زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سن

لینا اس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے

اس کے دل کا گم ہلکا ہو جاتا ہے

۳۔ دستاں۔ داستان۔ خانہ اس کا

دل غم کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا

ہے تیرا سنا گویا ایک سوراخ ہے

جس کے ذریعہ اس کے دل کا دھواں

خارج ہوتا ہے۔ روی۔ میرا۔ یعنی

جبکہ تیرا سلوکِ راجح پر ہے اور عروج

حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا

شرف بخش دے

اے ٹنک اسٹکس کہ پایش مطلق ست
وہ شخص قابل مہر کہا ہے جس کا پیر آرا ہے
رہ نمیدانی بجوگا مش کجاست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے جاں کا نشان قدم معلوم کر لے
تاری از گام آ ہوتا بناف
تا کہ تو ہرن کے نشان قدم سے بناف تک پہنچ جائے
اے برادر گر بر آذر می روی
اے بھائی! اگر تو آگ پر چل رہا ہے
چوں شنیدی تو خطاب لاتخف
جب تو نے "نہ ڈر" کا خطاب سن لیا ہے
ناں فرستد چوں فرستادت طبق
وہ روٹی بھیج دے گا جبکہ اس نے تجھے طبق دیا ہے
غصہ اسٹکس را کش اینجا طوف نیست
غم اس کے لئے ہے جس کو یہاں طوف کا موقع نہیں ہے

ایں ترڈو! عقبہ راہ حق ست
یہ ترڈو! اللہ کے راستہ کی گھاٹی ہے
بے ترڈومی رَوَد در راہ راست
وہ سیدھے راستہ پر بغیر ترڈو جا رہا ہے
گام آہو را بگیر و معاف
تو ہرن کے نشان قدم پکڑ لے اور عافیت سے چل دے
زیں روش براوج انور می روی
اس رفقا سے تو روشن بلندی پر جا رہا ہے
نے زدریا ترس دے از موج و کف
نہ دیا سے ڈر نہ موج سے نہ جھاگ سے
لاتخف دال چونکہ خوفت دال حق
جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا ہے تو اپنے آپ کو لاتخف کا مصداق سمجھ
خوف اسٹکس راست گورا خوف نیست
ڈر اس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

۱۔ خزڈو۔ ترڈو کی کیفیت عروج کے لئے معطر ہے۔ عقبہ۔ گھاٹی جس سے عبور و شوار ہوتا ہے۔ پایش۔ یعنی ترڈو کی کیفیت اس کو سلوک سے مانع نہیں ہے اس کا اتباع کر لے۔ گام۔ ہرن کا ناز حاصل کرنا ہے تو اس کے نقش قدم پکڑ کر چلنے سے بالآخر اس کا ناز حاصل ہو جائے گا۔ آچار سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔ برآزر۔ یعنی مجلدات کی سختی۔ لاتخف۔ جبکہ اللہ کی جانب سے بشارت حاصل ہو گئی ہے تو راہ کی شہادت سے نہ ڈرنا چاہئے۔

۲۔ خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ علامت ہے کہ لاتخف کا مقام حاصل ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے یہ اس کی محرومی کی دلیل ہے۔ برے۔ یعنی قسم قسم کے پھل۔ مودہ۔ خوشخبری۔ ۳۔ چراگاہ خوش۔ دلکش بہرہ زار۔ بار۔ یعنی دعوت دینے والا دیہاتی۔ غرس۔ پودا۔

رواں شدن خولجہ بسوئے دہبا عیالان

• خولجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کو روانہ ہونا

مُرغ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت
اس کے ارادہ کا پرندہ جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا
رخت را برگاو عزم اندا ختند
سلمان ارلوے کے بتل پر لاد دیا
کہ برے خوردیم از دہ مودہ دہ
کہ ہم نے گاؤں کے پھل کھائے ہیں خوشخبری سنا
یار ما آنجا کریم و دلش ست
اس جگہ ہمارا دوست نخی لود دلتا ہے
بہر ما غرس گرم بنشانده است
اس نے ہمارے لئے سخاوت کا پودا لگایا ہے

خولجہ درکار آمد و تجھیز ساخت
خولجہ کام میں آگاہ اور سلمان تیار کیا
اہل و فرزنداں سفر را ساختند
اہل اور لالہ نے سفر کی تیاری کر لی
شاد مانان وشتاباں سوئے دہ
خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب
مقصد مارا چراگاہ خوش ست
ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے
باہراراں آرزو ماں خوانده است
اس نے ہمیں ہزاروں تمناؤں سے بلایا ہے

۱۔ مازخیرہ وہ زمستانِ دراز
ہم دس لپے جاڑوں کے لئے سالن
بلکہ باغِ ایثار راہِ ماگند
بلکہ وہ باغِ ہمارے لئے قربان کر دے گا
عَجَلُوا أَصْحَابَنَا کے تَرْبَحُوا
ہمارے ساتھیو! جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ

مِنْ رِبَاحِ اللَّهِ كُونُوا رَاحِیْنَ
اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے بنو
اِفْرَحُوا هَوْنًا بِمَا آتَاكُمْ
اس پر ہلکے سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے
شاد از وے شو مشوا از غیر وے
اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو

ہر چہ غیر اوست استدراج تست
جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے
شاد از غم شو کہ غم دامِ لقاست
غم سے خوش ہوا کیونکہ وہ لقا (خداوندی) کا ذریعہ ہے

غم یکے گنجِ ست ورنج تو چوکاں
غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہیں
کو دکاں ۳ چوں نام بازی بشنوند
بچے جب کھیل کا نام سنتے ہیں

اے خراماں گور ایں سودا مہاست
اے ٹہلنے والے گور! اس طرح جاں ہیں
تیرہا پنہاں نشد لیکن کماں
تیرا پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان

تیرہا پڑاں کماں پنہان و غیب
تیرا چل رہے ہیں کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے

از بر او سوئے شہرِ آریم باز
اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے
درمیانِ جانِ خود ماں جاگند
اپنی جان میں ہماری جگہ بنائے گا
عقل می گفت از دروں لَا تَفْرَحُوا
اند سے عقل کہتی تھی 'خوش نہ ہو

اِنَّ رَبِّي لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ
بیشک میرا خدا خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے
كُلُّ آتٍ مُّشْغِلٌ الْهَآكُمُ
ہر آنے والی خبر مشغول کرنے والی ہے جس نے تمہیں غافل بنایا

گو بہارست و دگرہا ماہِ دے
کیونکہ وہ موسم بہار ہے 'دوسرے ماگہ کا مہینہ
گر چہ تخت و ملک تست وتاج تست
خوہ وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو

اندریں رہ سوئے پستی ارتقا ست
اس راستہ میں پستی کی جانب (جانا) بلند ہوتا ہے
لیک کے درگیر ایں در کو دکاں
سب گور کے ہم رفتار ہوتے ہیں

جملہ باخر گور ہم تک می دوند
سب گور کے ہم رفتار ہوتے ہیں
درمیں ایں سوئے خوں آشامہاست
اس جانب گھات میں خون پینے والی (بلائیں) ہیں

گشت پنہاں از دو چشمِ مرد ماں
انسانوں کو 'دو آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے
بر جوانے میر سد صد تیر شیب
ایک جوان پر بڑھاپے کے سو تیر پہنچتے ہیں

۱۔ مازخیرہ۔ یعنی اس گاؤں سے
جاڑوں کے لئے بہت سے نفع
لے کر لوں گے۔ عقل۔ چونکہ گاؤں
پہنچ کر محرومی اور مایوسی ہوگی۔ افرحوا۔
یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب
نہ ہوتی چاہئیں۔

۲۔ دگرہا۔ دنیاوی خوشیاں فانی
ہیں۔ استدراج۔ ڈھیل یعنی دنیا کی
مغروبات آزمائش کے لئے ہوتی
ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانہ ہے بہا
ہے۔

۳۔ کو دکاں۔ جن کی عقل پختہ
نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کی طرف
دور پڑتے ہیں۔ ایں سو۔ یعنی دنیاوی
مغصبتیں۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے قصے
شیب۔ یعنی بڑھاپے کے مصائب۔

زانکہ در صحرائے گل نبود گشاد
اس لئے کہ مٹی کے جنگل جسم میں وسعت نہیں ہے
حصن محکم موضع امن و امان
مضبوط قلعہ ہے امن و امان کی جگہ ہے
چشمہا و گلستاں در گلستاں
چشمے ہیں اور باغ و گلستاں ہیں
فِيهِ اشجارٌ وَعَيْنٌ جَارِيَةٌ
اس میں درخت اور جاری چشمہ ہے
عقل را بے نور و بے رونق گند
عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے
اس نمیداند کہ روزی دہد
یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے
گور عقل آمد وطن در روستا
گاؤں کا وطن عقل کی قبر ہے
تاہما ہے عقل اونا ید بجا
اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی
تاہما ہے عقل او نبود تمام
ایک مہینہ تک اس کی عقل مکمل نہیں ہوگی
از خیش دہ جو نہ نہاچہ رود
گاؤں کی گھاس سے اس کے علاوہ اور کیا ہوگا
روز گارے باشدش جہل و عی
اس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی
دست در تقلید و در حجت زودہ
جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے
چوں خراں چشم بستہ در خراس
آنکھیں پر پٹی بندھے ہوئے کلموں کی طرح ہیں

گام در صحرائے دل باید نہاد
دل کے جنگل میں قدم رکھنا چاہئے
ایمن آبادست دل اے مرد مال
ایمن لوگو! دل امن آباد ہے
گلشن خرم بکام دوستاں
دوستوں کے سب مراد تیرہ گلشن ہے
عَجَّ إِلَى الْقَلْبِ وَ سِرِّيَا سَارِيَةً
قلب کی طرف اوت اور چل دے چلنے والے
دہ مرو دہ مرو را احمق گند
گاؤں میں نہ جانا گاؤں انسان کو احمق بنا دیتا ہے
خوبہ پندارد کہ روزی دہد
خوبہ سمجھتا ہے کہ گاؤں روزی دیتا ہے
قول ۲ پیغمبر شنو اے مجتبی
اب برگزیدہ پیغمبر کا قول سن لے
ہر کہ روزے باشد اندر روستا
جو گاؤں میں ایک دن رہے گا
ہر کہ در روستا گند روزے و شام
جو شخص ایک دن اور شام گاؤں میں گزار دے گا
تاہما ہے احمق با او بود
ایک مہینہ تک حماقت اس کے ساتھ ہوگی
ہر کہ ماہے باشد اندر روستا
جو ایک مہینہ تک گاؤں میں رہے گا
دہ چہ باشد شیخ کامل ناشد
گاؤں گیا ہے پیغمبر ناقص شیخ
پیش شہر عقل گئی اس کو اس
کلی عقل کے شہر سے سامنے یہ حواس

۱۔ صحرائے گل۔ دنیا۔ کشاد۔
وسعت۔ ایمن آباد۔ دل کی دنیا۔
مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح طرح
کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ وہ قلب کی
دنیا منزل شہر اور خارجی دنیا منزل گاؤں
کے ہے۔ نیز مولانا نے آگے فرمایا
ہے کہ گاؤں سے مراد شیخ ناقص ہے۔
۲۔ قول پیغمبر۔ حدیث سے منقول
مسکن البادية خفي جس نے
دیہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت
دل بنا۔ تاہما ہے گاؤں میں ایک دن
گزارنے سے انسان ایک مہینہ کے
لئے بے عقل ہو جاتا ہے اور اگر ایک
مہینہ گاؤں رہ لیا تو تمام عمر بے عقل
رہے گا۔

۳۔ دہ چہ باشد۔ یہاں گاؤں سے
مراد ناقص شیخ ہے جو صرف مشائخ کی
نقل اتارتا ہے پیش شہر۔ شیخ کامل
کے اعتبار سے یہ شیخ ناقص کلمہ کا تیل
ہے۔

ایں رہا گن صورتِ افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صورت اختیار کر
گر بہ دُورہ نیست ہیں بُرمی ستاں
اگر مثنوی کی طرف دست نہیں ہے خبر وہ گہوں لے لے
ظاہر ش گیر ارچہ ظاہر کثر بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر ٹیڑھا ہو
اول ہر آدمی خود صورت است
آدمی کی ابتدا خود صورت ہے
اول ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتدا سوائے صورت کے کیا ہے
۲ اولاً خرگاہ سازند و خرنند
پہلے خیمہ تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں
صورتِ خرگاہ و آں معنی ست ترک
تیری صورت خیمہ ہے اور معنی سردار ہیں

رو بہ بل دُر داند گندم دانہ گیر
جا مثنوی کو چھوڑ دے گیہوں کا دانہ لے لے
گر بدایں سونیست رہ ایں سو براں
اگر اس طرف راستہ نہیں ہے اس طرف چل پڑ
عاقبت ظاہر سُوئے باطن برو
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے
بعد ازاں جاں کو جمالِ سیرست
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حسن ہے
بعد ازاں لذت کہ معنی ویست
اس کے بعد لذت ہے جو اس کے معنی ہیں
ترک رازاں پس بہماں آورند
اس کے بعد سردار کو مہمان بنا کر لاتے ہیں
معنیتِ ملاح و آں صورت چو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشتی جیسی ہے

رفتنِ خولجہ قوش سُوئے دہ

خولجہ اور اس کی قوم ۵۵۵ھ تک طائفہ بنات

بہر حق ایں را رہا گن یک نفس
خدا کے لئے اب بات کو تھوڑی دیر کے لئے پھور دے
خولجہ و پچگاں جہازے ساختند
خولجہ اور بچوں نے سلمان تیار کیا
شادمانہ سُوئے صحرا راندند
خوشی خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے
کز سفر بایندہ کنخسر و شود
سفر کی وجہ سے یام کنخسر بن جاتا ہے
از سفر بیدق شود فرزین راو
پیادہ سفر کر کے عکلمند فرزین بن جاتا ہے

تاخیر خولجہ بکبباند جرس
تاخیر خولجہ بکبباند جرس
برستوراں جانب وہ تاختند
جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے
سافروا کے تغنمو ابر خواندند
سفر کرنا تاکہ قیمت حاصل کر دے پڑھنے لگے
بے سفر ہا ماہ کے کُسر ۳ و شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بنتا ہے
از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے حضرت یوسف نے سینکڑوں مرادیں پائیں

۱۔ دُر دانہ یعنی حکمت کی باتیں
گر بہ بدر اگر حقیقت حاصل نہ ہو
سکے تو صورت کو اختیار کر لینا چاہئے
صورت سیرت کا وسیلہ ہے مشہور
مقولات المجاز قطرة الخليفة
مجاز حقیقت تک پہنچنے کا پل ہے
اول۔ ہر انسان پہلے پتلا بنا پھر اس
میں روح آتی ہے بعد ازاں
لذت۔ ابتدا پھل کی صورت بنتی ہے
پھر اس میں لذت آتی ہے
۲۔ اولاً خرگاہ اسباب و ذرائع پہلے
حاصل کرنے پڑتے ہیں تب مقصود
حاصل ہوتا ہے جرس۔ وہ گھنٹی جو
مادی کی موت میں بجاتی ہے
۳۔ جہاز۔ سامان۔ ستوراں۔ ستور
لی مع ہے پتلا بنا کر
مقولات السفر و بیللق الظفر
سفرہ پتلا بنا کر
ایران کا مشہور شہنشاہ لڑا ہے
۳۔ کُسر۔ حانہ ابتدا مال ہوتا
ہے پھر بدر مال بنتا ہے اور سر
شترج کی تروں میں سے پیادہ جب
چند خانے ملے کر جاتا ہے تو فرزین
بن جاتا ہے جو شاہ کے بعد سب سے
زیادہ فوجی مہر مانتا جاتا ہے

روزِ اِروی از تاب خور می سوختند

دن میں سورج کی گرمی سے منہ جلاتے تھے

خوب گشتہ پیش ایشاں راہِ زشت

بڑا راستہ ان کے لئے اچھا بن گیا تھا

تلخ از شیریں لبان خوش می شود

شیریں لب والوں سے لڑوا بھلا ہو جاتا ہے

حفظ از معشوق خرمای شود

معشوق کی جانب سے اندر رائے چھوڑا بن جاتی ہے

اے بسا از ناز نیناں خارکش

بہت سے نازوں کے پالے کانٹے چننے والے ہیں

اے بسا کمال گشتہ پشت ریش

بہت سے بوجھ اٹھانے والے زخمی کر ہیں

کردہ آہنگر جمالِ خود سیاہ

لوہہ نے اپنا حسن کالا کیا

خوبیۃ ۱ تا شب بردگانے چارمخ

خوبیۃ رات تک دکان پر قیدی ہے

تاجرے دریا و خشکی میرود

ایک تاجر دریا اور خشکی میں جاتا ہے

ہر کربا مرده سودائے بُود

جو کسی بے جان کا عاشق ہوتا ہے

آں ۲ در و گروئے آورده بچوب

وہ بڑھی لکڑی کی طرف متوجہ ہے

بر امید زندہ گن اجتہاد

زندہ کی امید پر کوشش کر

مونسے مگزیں جسے را از خسی

کینہ پن سے کینہ کو دوست نہ بنا

شب ز اختر راہ می آموختند

رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے

از نشاط دہ شدہ رہ چوں بہشت

گاؤں کی خوشی میں راستہ بہشت جیسا ہو گیا تھا

خار از گلزار دلکش می شود

چمن کی جہ سے کاٹا دلکش ہو جاتا ہے

خانہ از ہمخانہ صحرا می شود

گھریبی کی جہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے

بر امید گلزارے ماہ و ش

گلاب جیسے خداد چاند جیسے چہرے والے معشوق کی امید پر

از برائے لبرِ مہ روئے خویش

اپنے چاند جیسے کھڑے والے معشوق کے لئے

تا کہ شب آید بوسد روئے ماہ

تا کہ رات آئے تو چاند جیسے منہ والی کا بوسہ لے

زانکہ سروے دردش کردست تیخ

اس لئے کہ ایک سرفرد نے اس کدل میں جڑ کر لی ہے

آں بہ مہر خانہ شینے می دود

وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی جہ سے دوزخ ہے

بر امید زندہ سیمائے بُود

وہ زندہ چہرے والے کی امید پر ہوتا ہے

بر امید خدمت مہ روئے خوب

خوبصورت ما رو کی خدمت کی امید پر

گوئگر دو بعد روزے دو جماد

جو دو روز کے بعد جماد نے بنے

عاریت باشد دروآں مونس

اس میں وہ محبت ماضی ہے

۱۔ روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں

دھوپ برداشت کرتے تھے رات کو

ستاروں کی پہچان سے سفر طے کرتے

تھے۔ تلخ۔ مولانا چند مثالیں دے کر

سمجھاتے ہیں کہ محبوب مقصود کی جہ

سے راہ کی سختیاں خوشگوار بن جاتی

ہیں۔ حفظ۔ اندر رائے مشہور ایک کڑوا

پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے

نازک بدن محبوب کی امید پر سختیاں

برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔

لوہا اپنا چہرہ کالا کرتا ہے۔

۲۔ خوبیۃ۔ انسان محبوب بیوی کی

خاطر دن بھر کمالی میں لگا رہتا ہے۔

خانہ ششے۔ خانہ نشین۔ ہر کمال۔

انسان اپنی دستکاریوں میں مردہ

چیزوں کو بالکل زئی وغیرہ سے جو محبت

کرتا ہے اور ان کو بناتا ہے وہ کسی

محبوب یعنی لولہ دیا بیوی وغیرہ کی جہ

سے کرتا ہے۔

۳۔ آں دروگر۔ بڑھی اور لوہا کی

محبت فانی محبوب کے لئے ہے۔

جماد۔ یعنی مکر مئی بن جانا۔ عاریت

فانی اشیاء کی محبت ماضی ہے۔

اُنس! تو با مادر و بابا گجاست
 ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہیں ہے
 اُنس تو بادا یہ ولا لاچہ شد
 تیری محبت دلیہ اور خادم کے ساتھ کیا ہوئی
 اُنس تو باشیر و بالستان نماںد
 دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی
 آں شعاعے بُود بر دیوارِ شال
 ان کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی
 برہر آں چیزے کہ افتد آں شعاع
 جس چیز پر وہ کہیں جاے
 عشق تو برہر چہ آں موجود بُود
 جس موجود پر تیرا عشق تھا
 چوں اُذرے باصل رفت و مس بماند
 جب سونا اصل کی طرف چلا گیا تابا رہ گیا
 طبع سیر آمد طلاق او براند
 طبیعت بھر گئی تو اس کے طلاق دے دی
 از راند و فصاحتش پاکش
 اس کی صفات سے طبع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹا لے
 کاں خوشی در قلبہا عاریتی ست
 اس لئے کہ کھونے سکوں میں حسن عارضی ہے
 زر زروئے قلب در کاں می رود
 سونا، کھونے سکے پر سے کان میں چلا جاتا ہے
 نور از دیوار تا خور می رود
 نور دیوار سے سورج کی طرف چلا جاتا ہے
 زیں سپس بستاں تو آب از آسماں
 اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے

گر بجز حق مونسانت را و فاست
 اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنے والوں میں وفا ہے
 گر گسے شاید بغیر حق غصہ
 اگر کوئی اللہ کے سوا قوت بازو ہونے کے لائق ہے
 نفرت تو از دبیر ستاں نماںد
 مکتب سے تیری نفرت نہ رہی
 جانب خورشید وارفست آں نشاں
 وہ نشانی سورج کی جانب لوٹ گئی
 تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع
 اے بہادر! تو بھی اس کا عاشق ہو جائیگا
 آں ز وصف حق چوز راند و دود
 وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے ملمع شدہ تھی
 وز زری خویشتن مفلس بماند
 اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا
 پشت بروے کرد و دست ازوئے فشانند
 اس کی طرف پیٹھ کر لی اس سے ہاتھ اٹھا لیا
 از جہالت قلب را کم گوئی خوش
 نادانی سے کھونے سکے کو کھرا نہ کہہ
 زیر زینت مایہ بے زینتی ست
 سجاوٹ کے نیچے بھدے پن کا سر مایہ ہے
 سوئے کاں رو تو ہم کاں می رود
 تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے
 تو بد اں خور روکہ در خور می رود
 تو اس سورج کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے
 چوں ندیدی تو وفا از ناوداں
 جب تو نے پہننے سے وفا نہ دیکھی

۱۔ اُنس تو۔ ماں باپ کی محبت
 دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی
 اور چند روزہ ہے نفرت تو بچے کی
 مکتب سے نفرت بھی عارضی ہے۔
 آں شعاع۔ مجازی محبوب پر حقیقی
 محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اس لئے وہ
 محبوب بن جاتا ہے تو محبت کے لائق
 حقیقی محبوب بنی ہے۔ عشق
 تو کائنات کا حسن عارضی ہے وہ محض
 اس بناء پر حسین ہیں کہ ان پر اللہ کے
 حسن کا پرتو پڑ گیا ہے۔
 ۲۔ چوں زرے۔ ایک وقت آتا
 ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف
 لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسن جاتا
 رہتا ہے۔ طبع۔ جب عارضی حسن
 جاتا رہتا ہے تو اس محبوب سے نفرت
 پیدا ہو جاتی ہے۔ زراں دود۔ دنیا کی
 جن چیزوں پر ذات باری کے پرتو
 سے عارضی حسن ہے ان پر فریفتہ نہ
 ہونا چاہئے۔
 ۳۔ کاں خوشی۔ کان کا حسن
 عارضی ہے عارض کے رفع ہو جانے
 پر ان کی بد صورتی واضح ہو جاتی ہے۔
 کاں۔ ذات باری۔ نور۔ دیوار پر
 عارضی چمک ہے لہذا سورج سے تعلق
 پیدا کرنا چاہئے۔ زیں سپس۔ پانی کا
 منبع آسمان ہے پرنالہ سے وقتی طور پر
 پانی حاصل ہوتا ہے۔

معدنِ اُذنبہ نبا شد دامِ گرگ کے شناسد معدنِ آں گرگِ سترگ

دنب کی کان بھیڑیے کا جل نہیں ہوتی ہے وہ دنیا بھیڑیا کان کو کہاں پہنچتا ہے؟
زر گماں بُردند بستہ در گرہ می شتابیدند مغر و راں بدہ
سوئے آں دولاب چرخے می زوند ہوئے میں مبتلا گاؤں کی طرف دوڑ رہے تھے
ہمچنین خنداں و رقصال می شدند اسی طرح سے خوشی خوشی اور تپتے ہوئے جا رہے تھے

چوں ہمی دیدند مرغی می پرید جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اڑا جا رہا ہے
ہر نیسے کز سوئے دہ می و زید ہر نیسے کز سوئے دہ می و زید
جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی

ہر کہ می آمد زدہ از سوئے او ہر کہ می آمد زدہ از سوئے او
جو گاؤں سے اس طرف آتا تھا جو گاؤں سے اس طرف آتا تھا
کو تو روئے یار مارا دیدہ کو تو روئے یار مارا دیدہ
کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے

نواختن ۲ مجنوں آں مگ را کہ مقیم کوئے لیلیٰ بود
مجنوں کا اس کتے کو نوازنا جو لیلیٰ کے کوچہ میں رہتا تھا

ہمچو مجنوں کو سگے رامی نواخت ہمچو مجنوں کو سگے رامی نواخت
مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا
گردِ اوی گشت خاضع در طواف گردِ اوی گشت خاضع در طواف
عاجزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا عاجزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا

کہ سرو پایش ہمی بوسید و ناف کہ بھی اس کے سر اور پیر اور ناف کو چومتا تھا
بھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا بھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا

بوالفضولے گفت کاے مجنونِ خام ایک بیہوش نے کہا اے ناقص پاگل
پوزِ سگ دائمِ پلیدی می خورد کتے کی تھوٹی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے
مقعد خود را بلب می استرد اپنی مقعد کو ہونٹوں سے چاتی ہے

۱۔ معدنِ ذنبہ۔ حقیقی لذتوں کا مرکز یعنی ذات باری۔ گرگ۔ یعنی دنیا دار انسان۔ در۔ خوب اور اس کی لولہ گاؤں کی طرف جا رہے تھے اور یہ خیال لئے ہوئے تھے کہ مقصود ان کے ہاتھ آچکا ہے۔ دولاب۔ یعنی گاؤں پہنچ کر لطف اٹھائے گئے طلسم۔ چرخ زدن۔ قلابازیاں کھانا۔ ہر کہ گاؤں کی طرف سے آنے والے سے بھی محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ دیہاتی جس نے دعوت دی تھی۔

۲۔ نواختن۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ محبوب کے در کا کتا بھی محبوب ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ گاؤں سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار کرتے تھے۔ گردِ اوی۔ مجنوں کتے کا اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح حاجی کعبہ کا طواف کرتا ہے۔

۳۔ جلاب۔ گلاب یعنی اس کو تھو گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

عیبہائے سگ بے اوی شمر د
 "کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا
 گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن
 مجنوں نے کہا تو مجسم نقش اور صورت ہے
 کایں طلسم بستہ مولیٰ بخت ایں
 کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے
 ہمتش بین دل و جان و شناخت
 اس کی ہمت اور دل اور جان اور پہچان کو دیکھ
 اوسک فرخ رُخ کہف من ست
 "میرے غار کا مہلک روکتا ہے
 آں سگے کہ گشت در کوشِشِ مقیم
 "کتا جو اس کے کوچہ میں مقیم ہے
 آں سگے کہ باشد اندر گویئے او
 "کتا جو اس کے کوچہ میں ہو
 آنکہ شیراں مرغ گانش را غلام
 "ذات کہ شیر اس کے کتے کے غلام ہیں
 گرز صورت بگذرید اے دوستاں
 اے دوستو! اگر تم صورت سے گزر جاؤ گے
 صورت خود چوں شکستی سوختی
 جب تو نے اپنی صورت توڑ دی (اور) جلا دی
 بعد ازاں ۳ ہر صورتے را بشکنی
 اس کے بعد تو ہر صورت کو توڑ دے گا
 سغیہ صورت شیداں خولجہ سلیم
 "بھولا خولجہ صورت پر فریقت ہو گیا
 سوئے دام آں تملق شاد ماں
 خوشلہ کے اس جال کی جانب خوشی خوشی

عبدال! از غیدال بوئے نبرد
 عیب جاننے والے غیب جاننے والے کا راز نہ پاسکا
 اندر آو بنگرش از چشم من
 اندر آ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ
 پاسبان کوچہ لیلیٰ ست ایں
 یہ لیلیٰ کے کوچہ کا محافظ ہے
 گو گجا بگزیدو مسکن گاہ ساخت
 کہ اس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانہ بنایا ہے
 بلکہ اوہم درد وہم لہف من ست
 بلکہ وہ میرا ہمدرد اور غم خود ہے
 خاک پایش بہ ز شیران عظیم
 بڑے شیروں سے اس کے پیروں کی خاک بہتر ہے
 من بشیراں کے وہم یک موئے او
 میں شیروں کے بدلے میں اس کا ایک بال کب سے لے سکتا ہوں
 گفت لعلک نیست خاش و اسلام
 بیان کرنا ممکن نہیں ہے چپ ہو جا و اسلام
 جنت ست و گلستاں در گلستاں
 جنت ہے اور باغ و باغ ہیں
 صورت گل را شکست آموختی
 (تو) سب کی صورت کو توڑتا سیکھ لیا
 ہچو حیدر باب خیر بر کنی
 حیدر کی طرح خیر کے دھارے کو اکھاڑ دے گا
 کو بدہ می شد بگفتارِ سقیم
 جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا
 ہچو مرغ غے سوئے دانہ امتحاں
 جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

۱۔ عیدال۔ یعنی ملامت کرنے
 و لاغیدال۔ یعنی مجنوں جو لیلیٰ کے
 کتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ از
 چشم من۔ یعنی لیلیٰ یا چشم مجنوں
 بایدید۔ کایں طلسم یعنی یہ
 کتا ہمتش۔ کتے کے ظاہر کو نہ دیکھ
 اس کے ان اوصاف پر نظر کر۔ ہم
 کہف۔ غار۔ خولجہ۔ من بشیراں۔
 یعنی اس کتے کا بال دیکر بھی شیروں کو
 نہیں خریا جاسکتا۔

۲۔ آنکہ۔ جب مجازی محبوب
 کے کتے کے ساتھ یہ تعلق ہوتا ہے تو
 محبوب حقیقی سے متعلق چیزوں
 سے کس قدر محبت ہونی چاہیے۔ گرز
 صورت۔ اگر انسان صورت پرستی
 سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی
 جنت کی سیر کر سکتا ہے۔ صورت کل۔
 اگر انسان اپنا بت توڑ دے تو پھر وہ بت
 شکنی کر سکتا ہے۔

۳۔ بعد ازاں۔ خوری کو ختم کر کے
 حیدری قوت حاصل ہو سکی ہے۔
 سغیہ۔ خولجہ اور اس کی لولاد صورت
 پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی لئے
 دیہانی کی چکنی چڑی باتوں میں
 پھنسی۔ سوئے دام۔ اس دیہانی کی
 باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کہ جال کا
 دانہ۔

دانه را بادام لیکن خُده محیص ۱

دانه کو جال کے ساتھ لیکن بچاؤ کا موقع جانا رہا
غلبت حرص ست نے جو وعطا
لیکن یہ تو انتہائی لالچ ہے نہ کہ بخشش اور عطا

سوئے آل ترور پر آن و دَوّال

اس مکر کی جانب اڑ اور دوز رہے تھے
ترسم اے رہرو کہ بیگاہت کُنم
اے رہرو میں ڈرتا ہوں کہ تیراقت بیکار کروں گا

خون نبود آل وہ دیگر گزید

یہ وہ گاؤں نہ تھا دھرا گاؤں تھا

زانکہ راہ وہ نکوشتا خند

کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو اچھی طرح نہ جانتے تھے

ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

دو دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا

ہمچو ایں سرکشتگاں گردو ذلیل

وہ ان حیرانوں کی طرح ذلیل ہو گا

ریشندے شد بشہر و روستا

وہ گاؤں اور شہر میں مضحکہ بنتا ہے

کاہی سر بر زند بے والدیں

کہ بغیر ماں باپ کے آدمی پیدا ہو

نادرے باشد کہ برگنج زند

ناہ ہوتا ہے کہ خزائن مل جائے

تا کہ حماں عِلْم القرآن یو

تا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھا دے

واسطہ افراشت در بذل و کرم

واسطہ بنایا جو د عطا میں

از کرم دانست آل مرغ حریص

اس لالچی پرند نے منجملہ سخاوت جانا

از کرم دانست مرغ آل دانه را

پرند اس دانه کو منجملہ سخاوت اُجانا

مرغکاں در طمع دانه شاد ماں

پرندہ دانه کے لالچ میں خوشی خوشی

گزرز شادی ہاش آگاہت کُنم

اگر میں تجھے ان کی خوشیوں سے باخبر کروں

مختصر کر دم چو آمد وہ پدید

میں نے مختصر کر دیا جو گاؤں نظر آیا

قرب ماہے وہ بدہ می تاخند

تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں در گاؤں بھاگے پھرے

ہر کہ در رہ بے قلاؤ وزے رود

جو بغیر رہبر کے راستہ پر چلے گا

ہر کہ تاز و سوئے کعبہ بے دلیل

جو کعبہ کی جانب بغیر راہبر کے روانہ ہو گا

ہر کہ گیر دپیشہ بے اوستا

جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشا اختیار کرتا ہے

زانکہ نا در باشد اندر خافقیں

شرق و مغرب میں یہ بات ناہ ہو گی

مال س او یابد کہ کسے می گند

مال وہ پاتا ہے جو کماتا ہے

مصطفائے کو کہ جسمش جاں یود

مصطفیٰ کہیں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا

اہل تن را جملہ عِلْم بالقلم

تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا کا

۱۔ محیص۔ بچاؤ کی جگہ۔ از کرم۔ دیہالی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔ ترور۔ فریب۔ شادی ہاش۔ خلیجہ کو اس دیہالی کی باتوں سے کس قدر خوشی تھی۔ خود نبود۔ جس گاؤں میں پہنچ گئے وہ اس دھوت دینے والے دیہالی کا گاؤں نہ تھا۔

۲۔ ہر کہ۔ جو استاد اور شیخ کی رہبری کے بغیر چلے گا اس کا یہی حال ہو گا جو اس خلیجہ اور اس کے ہال بچوں کا ہوا۔ ریشند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہو گا اور وہ مضحکہ بن جائے گا۔ (زانکہ۔) اسباب ظاہر کے بغیر مقصد کو پہنچنا بالکل ماں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہونا۔

۳۔ مال۔ معروف طریقہ پر محنت کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ مصطفیٰ۔ یہ آنحضرتؐ کی خصوصیت تھی کہ استاد کے بغیر براہ راست ذاتِ خداوندی سے ان کو علم حاصل ہوئے۔ اہل تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی تعلیم دیہالی ہے۔

ہر حریصے ہست محروم اے پسر
اے بیٹا! ہر لالچی محروم ہے
چوں حریصاں تگ مرو آہستہ تر
لاچیوں کی طرح نہ دھڑ بہت آہستہ (چل)
چوں عذاب مرغِ خاکِ اندر آب
جیسا کہ خشکی کے پرندے کی تکلیف پانی میں
و شکر ریزی چناں نا اوستا
لور ایسے بے استلاے کی میٹھی باتوں سے

رسیدنِ خولجہ و قوش بدہ ونا دیدہ ونا شناخت آوردن
خولجہ لور اس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا لور دیہاتی کا ان کو اجنبی

روستائی ایشانرا

لور نا آشنا ٹھہرنا

۱۔ اندر آب وند گاؤں کے راستہ میں
خولجہ لور اس کی لولا کو بہت سی تکلیف
کا سامنا کرنا پڑا۔ سیر گشت۔ اس
دیہاتی لور گاؤں سے ان کو نفرت
ہونے لگی۔ بعد ما ہے چونکہ گاؤں کی
تلاش میں مدے مدے پھرے لہذا
ایک ملا صرف ہو گیا۔

۲۔ اللعینا واللہی۔ چناں چیں
اگر گھرا دے۔ وہ دیہاتی دن میں
چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اس کے
مہمان نہ بن سکیں۔ پوز۔ منہ
آنچناں۔ یہ مولانا کا اپنا مقول ہے
کہ ایسے علاقے کا مسلمانوں سے منہ
چھپائے رکھنا بہتر ہے۔

۳۔ حرس۔ وہ شیطان اس کی دیکھ
بھال کرتے ہیں کہ کبھی کا کام نہ کر
لے۔ نسفعا قرآن پاک میں
ہو جہل کے متعلق ہے نسفعا ہانا
صیہ ہم ضرور اس کی پیشانی پکڑ کر
ٹھٹھکیں گے۔

بعد ما ہے چوں رسیدن آں طرف
جب وہ اس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے
روستائی میں کہ از بدینتی
دیہاتی کو دیکھ کہ بدینتی سے
روئے پنہاں می گند زایشاں بروز
ان سے دن میں منہ چھپاتا ہے
آنچناں رو کہ ہمہ زرق و شرست
ایسا چہرہ جو جسم مکر لور شرارت ہے
رویہا باشد کہ دیواں چوں مگس
بہترے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین کبھی کی طرح
چوں بہ بنی روئے شاں در توفند
جب تو ان کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے چٹیں گے
در چناں روئے خبیث علیہ
ایسے ہی خبیث تاغریب چہرے کے بارے میں
چوں پر سیدند و خاش یافتند
جب انہوں نے معلومات کیں لور اس کا گھر پایا
بہنو ایشاں ستوراں بے علف
وہ بے سر سامان لور چوپائے بغیر گھاس کے تھے
می گند بعد التیا ۲ والستی
چناں چیں کے بعد کرتا ہے
تا سوئے باغش نہ بکشایند پوز
تاکہ وہ اس کے باغ کی جانب منہ نہ کھولیں
از مسلماناں نہاں اولیٰ ترست
مسلمانوں سے چھپا رہنا بہتر ہے
بر سرش بنشستہ باشد چوں حرس ۳
(لور) پہرہ ہلکی طرح ان کے سر پر بٹھتے ہوتے ہیں
یا مبیس شاں چوں بدیدی خوش مخند
یا تو ان کو نہ دیکھ پا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس
گفت یزداں نسفعا بالناصیہ
خدا نے فرمایا ہیں ہم پیشانی پکڑ کر ٹھٹھکیں گے
ہچوں خویشاں سوئے در بشتا فند
انہوں کی طرح دھڑے کی طرف دھڑے

خوبه اشد زیں کجروی دیوانہ و ش

خوبہ اس بد تیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا

چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود

تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا فائدہ

شب بسر ما روز خود خورشید سوز

رات جائے میں اور دن خود جلانے والے سہج والا

لیکن بود از اضطراب و بے زری

لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا

شیر مردارے خور داز جوع زار

بھوک سے لاکھ شیر مردار کھا لیتا ہے

کہ فلانم مر مرا نیست نام

کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

یا پلیدی یا قرین پا کی

تو ناپاک ہے یا پاک سے مصروف ہے

ہیچکو نہ نیستم پروائے تو

مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے

نیست از ہستی سر مویم اثر

میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے

در دل و جانم بجز اللہ نیست

میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

تا برادر شد یفر من آخیه

کہ بھائی اپنے بھائی سے بھاگنے لگا

تو تھا خوردی زخوان من دو تو

میرے دہترخوان سے خوب لذت کھانے کھائے ہیں

کل سرجا وز الاتین شاع

جو روز سے آگے بڑھا شائع ہو گیا

درفر و بستند اہل خانہ اش

اس کے گھر والوں نے ہوازدہ بند کر لیا

لیک ہنگام دُشتی ہم نبود

لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا

برودش مانند ایشاں پنجر وز

وہ اس کے ہوازدہ پر پانچ روز پڑے رہے

نے ز غفلت بود مانند نے خری

پڑا رہنا غفلت کی وجہ سے تھا نہ حماقت کی وجہ سے

بالیمناں بستہ نیکاں ز اضطراب

مجبوری سے بھٹے کینوں سے وابستہ ہو گئے

اوہمی دیدش ہی گردش سلام

وہ شہری اس دیہاتی کو دیکھتا سلام کرتا

گفت باشد من چہ دانم تو کئی

اس دیہاتی نے کہا ہو گا میں کیا جانوں تو کون ہے

واہم روز و شب اندر صنع ہو

میں دن رات اللہ تعالیٰ کی کارگیری کا شیدا ہوں

از خودی خود ندارم ہم خبر

مجھے خود اپنا پتہ نہیں ہے

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست

میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے

گفت ۳ ایں دم با قیامت شد شبیہ

اس شہری نے کہا تو یہ وقت قیامت سے مشابہ ہو گیا

شرح می گردش کہ من آنم کہ تو

وہ شہری اس دیہاتی کے لئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں تو نے

آں فلاں روزت خریدم آن متاع

فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

۱۔ خوبہ یعنی شہری۔ زیں۔ یعنی گھر والوں کے ہوازدہ بند کر لینے سے۔ شب۔ بسر۔ یعنی رات جائے میں گزرتی اور دن سہج کی گرمی میں بسر ہوتا۔ نے ز غفلت۔ چونکہ ان کے پاس روپیہ پیسہ ختم ہو چکا مجبور ہوازدے پر پڑے۔ ۲۔ سلام یعنی سلام رکے اپنا تعارف کرانا۔ گفت باشد یعنی دیہاتی نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ واہم۔ وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بھگانے لگا اور نہ اسے بے تعلقی اور اللہ اور دنیا سے بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ سے وابہانہ محبت بنانے لگا۔

۳۔ گفت۔ شہری خوبہ نے کہا پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ اس دن بھائی بھائی کو نہ پہچانے لگا۔ لوتہا۔ لوت کی جمع ہے لذت و غذا میں۔ متاع۔ سامان۔ یعنی وہ سامان جو میں نے تجھے خرید کر دیا۔ کل۔ سر۔ اب یہ روز رات نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

نے کہ بودی ماہبا مہمان من
 کیا تو مہیوں میرا مہمان نہیں رہا
 سرِ مہر ما شنید ستند خلق
 ہادی محبت کے راہ لوگوں نے سنے ہیں
 اُدھی گفتش چہ گوئی ترہات
 وہ دہاتی اس سے کہتا کیا کہوں بکنا ہے
 پنجمیں شب ابرو بارانے گرفت
 پانچویں رات ایسا اور اور بارش آئی
 چوں رسیدش کارواندہ استخوان
 جب چھری اس کی ہڈی تک پہنچ گئی
 چوں بصد الحاح آمد سوئے در
 جب سینکڑوں خوشامدوں سے وہ دواہ پر آیا
 گفت من آں ہتھا بگذاشتم
 خولجہ نے کہا میں نے سب حق چھوڑے
 پنج سالہ رنج دید ایں پنج روز
 ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا
 یک جفا از خویش و از یار و تار
 اپنے عزیز اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم
 زانکہ دل نہاد بر جور و جفاش
 کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا
 ہرچہ بر مردم بلا و شدت ست
 انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے
 گفت اے خورشید مہرت در زوال
 خولجہ نے کہا سہ کہ تیری محبت کا سحر تو دل پذیر ہے
 امشب از باران بمادہ گوشہ
 آج کی رات بارش کی وجہ سے ہمیں یک گوشہ دیدے

نے رسیدت بے کراں احسان من
 کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے
 شرم! دارد روچو نعمت خورد خلق
 جب خلق نعمت کھاتا ہے تو منہ شرماتا ہے
 نے ترا دانم نہ نام تو نہ جات
 نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام
 کا سماں از بارشش شد در شکفت
 جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا
 حلقہ زد خولجہ کہ مہتر! را بخوال
 خولجہ نے کھنڈی بجائی کہ چوہری کو بلا
 گفت آخر چیست اے جان پدر
 بولا بابا! آخر کیا ہے؟
 ترک کردم آنچه می پنداشتم
 جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا
 جان مسکینم دریں سرما و سوز
 میری عاجز جان نے اجازت لے کر تکلیف میں
 در گرانی ہست چوں سہ صد ہزار
 شدت میں تیس لاکھ سے زیادہ ہے
 جانش خوگر بود با مہر و وفاش
 جان اس کی محبت اور وفاداری کی عادی تھی
 ایں یقین دان کن خلاف عادت
 یقین کر خلاف عادت ہونے کی وجہ سے ہے
 گر تو خونم ریختی کردم حلال
 اگر تو مجھے مد بھی ڈالے تو میں نے تجھے معاف کیا
 تابایی در قیامت توشہ
 تاکہ تو قیامت میں توشہ پائے

۱۔ شرم دلہ لڑو کی مثل ہے منہ
 کھائے آنکھ تجائے ترہات۔ خرافات
 بیہودہ باتیں جات۔ جائے تو۔
 شکفت۔ تعجب۔ کارواندہ
 استخوان۔ انتہائی تکلیف حلقہ زد۔ کواڑ
 کی کھنڈی بجائی۔

۲۔ مہتر۔ چوہری یعنی وہ دہاتی
 جس نے دعوت دی تھی الحاح۔ خوشامد
 - گفت۔ خولجہ شہری نے کہا۔ پنج
 سالہ۔ یعنی یہ مصیبت ناک ایک دن
 ایک سال کے برابر تھا۔ تبار۔
 خاندان۔

۳۔ خلاف عادت۔ عادت کے
 خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس سے
 تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی
 عادت ہو تو پھر وہ تکلیف وہ نہیں رہتا
 ہے۔ گوشہ۔ یعنی کوئی ایسی جگہ جس
 میں ہم بارش سے بچ کر لیٹ
 جائیں۔

ہست آنجا گرگ را او پاسباں
وہاں وہ بھڑیے کا محافظ ہے
تا زند گر آید آں گرگ سترگ
تاکہ اگر وہ مونا بھڑیا آئے تو وہ اس کو مارے
ورنہ جائے دیگرے فرمائے جست
ورنہ کوئی دھری جگہ تلاش کر لے
واں کمان و تیر درد ستم بنہ
وہ تیر و کمان میرے ہاتھ میں دے دے
گر بر آرد گرگ سر تیرش زخم
اگر بھڑیا سر نکالے گا اس پر تیر چلاؤں گا
آب باراں بر سر و در زیر گل
باش سر پر ہے اور کچھ نیچے ہے
رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال
اس جگہ چلا گیا جو تنگ جگہ تھی اور گنجائش کی نہ تھی
از نہیب سیل اندر بج غار
خدا کے کونے میں باش کے خوف سے
ہیں سزائے ما سزائے ما سزائے
یہی ہمدی سزا ہے یہی سزا ہمدے لائق ہے
یا کسی کردار برائے ناگساں
یا اس نے کینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو
ترک گوید خدمت خاک کرام
شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو
بہتر از عام ورز و گلزار شاں
بہتر ہے عوام اور ان کے آگے اور باغ سے
بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ

گفت یک گوشہ است آن باغبان
دہلی نے کہا باغبان کی ایک جگہ ہے
در کفش تیر و کماں از بہر گرگ
اس کے ہاتھ میں بھڑیے کے لئے تیر و کمان رہتا ہے
گر تو آں خدمت کنی جا آن تست
اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے
گفت صد خدمت کنم تو جائے وہ
اس خواجہ نے کہا میں سو خدمتیں کروں گا تو جگہ دیے
من نخیم حارس رز گنم
میں نہ سوؤں گا آگہ کی حفاظت کروں گا
بہر حق مکذرم امشب اے دودل
اے شکی! خدا کے لئے آج رات مجھے اس جگہ نہ چھوڑ
گوشہ خالی بدو او باحیال
گوشہ خالی تھا اور وہ مع بال بچوں کے
چوں رخ بر ہمد گر گشتہ سوار
وہ نڈیوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے
شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا
ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا
ایں سزائے آنکہ شد یارِ خساں
یہی اس کا سزا ہے جو کینوں کا دوست بنا ہو
ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
یہی اس کی سزا ہے جس نے بیہودہ لالچ میں
خاک پاکاں لیس و دیوار شاں
بھلوں کی دیوار اور مٹی چائنا
بندہ یک مرور و شندل شوی
کسی روشن دل انسان کا خام ہونا

۱۔ باغبان۔ یعنی مال کی نگہری ہے جس میں وہ رات کو رہ کر بھڑیے سے حفاظت کرتا ہے۔ خدمت۔ یعنی بھڑیے کی دیکھ بھال۔ حارس۔ نگہبانی۔ رز۔ آگہ کی تیل۔ دودل۔ مترادف۔ شکی۔ چون رخ۔ نڈی دل میں شندلیاں تہ بہ تہ دلی ہیں۔ نہیب خوف کچ۔ گوشہ۔

۲۔ سزا بدلہ۔ سزا۔ لائق۔ کسی شرافت، انسانیت۔ ایں سزا جو بزرگوں کی صحبت چھوڑ کر دنیا دار کی طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا جیسا کہ یہ خواجہ شہری۔ ۳۔ خاک۔ بزرگوں کی صحبت میں تکلیف اٹھانا دنیا داروں کی لطف اندوزیوں سے بہتر ہے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔

از مُلُوکِ خاک جو بانگِ دُہل
دنیا کے بادشاہوں سے سوائے نقدے کی آواز کے
شہریاں خود رہنماں نسبتِ بروج
روح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں
ایں سزائے آنکہ بے تدبیر عقل
یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر
چوں پشیمانی ز دل شد تا ۲ شفاف
جب شرمندگی دل سے اس کی = میں پہنچ گئی
چوں پشیمانی گشت از دل آنچہ کرد
جب اپنے کئے پر دل سے شرمندہ ہو گیا
آں کمان و تیر اندر دست او
تیر و کمان اس کے ہاتھ میں
گرگِ خود بروے مسلط چوں شرر
بھینزا خود چنگاریوں کی طرح اس پر مسلط تھا
ہر پشہ ہر کیک چوں گرگے شدہ
ہر چمچہ ہر پشو بھینڑیے کی طرح بن گیا تھا
فرصت ۳ آں پشہ راندن ہم نبود
اس کو ان چمچروں کو اڑانے کی بھی فرصت نہ تھی
تانیاید گرگِ آسپے زند
تاکہ بھڑیا نہ آ جائے (اور) نقصان پہنچائے
آتچنین دنداں زناں تانیم شب
اسی طرح آجی رات تک لڑتے ہوئے
ناگہاں تمثالِ گرگِ ہشتیہ
اجانک ایک آواز بھینڑیے کی صحت نے
تیر را بکشد آں خولجہ ز شست
اس خولجہ نے تیر چٹکی سے چھوڑا

تو نخواہی یافت اے پیکِ اسبل
تو کچھ نہ پاسکے گا اس راستوں پر چلنے والے
روستائی کیست تیج بے فتوح
دیہاتی کیا ہے بے فیض کھے وقف
بانگِ غولے آمدش بگزید نقل
اس کو چلاوے کی آواز آئی اور اس نے نقل اتاری
زاں سپس سودے ندارد اعتراف
اس کے بعد غلطی کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے
بعد از اں سودش ندارد آہ سرد
اس کے بعد ٹھنڈی آہ اس کے لئے مفید نہیں ہے
گرگِ را جویاں ہمہ شب سوبسو
پھر پھر تمام رات بھینڑیے کو دھونڈتا رہا
گرگِ جویاں وز گرگِ او بیخبر
وہ بھینڑیے کو تلاش کرتا تھا اور بھینڑیے سے بیخبر تھا
اندر اں ویرانہ شاں زخمی زدہ
جو اس دیہانہ میں ان کو کاٹ رہا تھا
از نہیبِ حملہ گرگِ عنود
کہنے "بھینڑیے کے حملے کے ذر سے
روستائی ریشِ خولجہ برگند
(اور) دیہاتی خولجہ کی ڈاڑھی نوچے
جان شاں از ناف می آمد بلب
ان کی جان ناف سے لبوں تک آ رہی تھی
سر برآور داز فرازِ پُشتہ
نیلے کے پیچھے سے سرا اٹھا
زد براں حیواں کہ تا افتاد پست
اس جانور کو ملا تو وہ گر پڑا

۱۔ پیکِ اسبل۔ مختلف راستوں کا
قاصد شہریاں۔ یعنی وہ لوگ جو
ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔
روح۔ یعنی سالکِ دل۔
روستائی۔ دیہاتی۔ گج۔ احمق پریشان
دارغ بے فتوح۔ بے فیض۔ چوں۔
انتہائی شرمناک کام کرنے کے بعد
شرمندگی سے کیا فائدہ۔
۲۔ شفاف۔ وہ پردہ جس میں دل
لپٹا ہوا ہے دل کے اندر کا سیاہ نقطہ۔
اعتراف۔ اقرار۔ گرگ۔ یعنی ہر چمچہ
اور پشہ اس کے لئے بھینڑیا تھا لیکن وہ
ان کی پروا کئے بغیر بھینڑیے کی تلاش
میں تھا۔ کیک۔ پشو۔
۳۔ فرصت۔ بھینڑیے کے خوف
سے بھینڑیے کی جستجو میں اس قدر لگا
ہوا تھا کہ چمچہ اور پشو اڑانے کی بھی
فرصت نہ تھی۔ تمثال۔ تصویر ہشتیہ۔
چھوٹا ہوا آواز۔ پشہ۔ ٹیلا۔

اندر اُفتادن ز حیواں بادِ جست ۱
 کرنے سے حیوان کا گھز خلدج ہوا
 نا جواہر وا کہ خرگڑہ من ست
 اے نالوا میرے گدھے کا بچہ ہے
 اندر و اشکال گرگی ظاہر ست
 ان میں بھیڑیے پن کی صحت واضح ہے
 گفت نے ہلے کہ جست از فرجِ جوے
 اس دیہاتی نے کہا نہیں جوگزراں کی شرمگاہ سے خلدج ہوا ہے
 گشتہ خرگڑہ ام را در ریاض
 تو نے کہتوں میں میرے گدھے کا بچہ مار ڈالا
 گفت نیکوتر تفحص کن شب ست
 اس خولجہ نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے
 شب غلط بنماید و مُبدل بے
 رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے
 ہم شب وہم ابرہم بارانِ ثرف
 رات بھی لور ابر بھی لور گہری بارش بھی
 گفت ایس برمن چوروز روشن ست
 اس دیہاتی نے کہا یہ مجھ پر روز روشن کی طرح ہے
 درمیان بست باداں بادا
 بیسوں ہواؤں میں اس ہوا کو
 خولجہ بر جست و بیامنا شگفت ۲
 خولجہ اچھل پڑا لور بے صبر ہو گیا
 کلہ طرا رشید آورده
 کہ بیوقوف گرہ کٹ تو نے کر کیا ہے
 درسہ تاریکی شناسی بادِ خر
 تین اندھیریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے

۱ بادِ جست اس کے پیٹ کی ہوا
 خارج ہوئی۔ خرگڑہ پھیرا ابرمن۔
 دیو شیطان۔ خیر۔ خبر دینے والا۔
 فرج۔ شرمگاہ۔ ریاض۔ روضہ کی جمع
 جگہیں۔
 ۲ بطل۔ کشادگی۔ انقباض۔ تنگی۔
 تفحص۔ جستجو۔ محب۔ محبوب۔ مخفی۔
 گفت۔ دیہاتی نے کہا۔ زاد۔ مسافر
 کاوش۔
 ۳ شگفت۔ صبر۔ لہلہ۔ بیوقوف
 طرا۔ جیب تراش۔ رشید۔ کمر۔
 بنگ۔ بھنگ۔ خیرہ۔ دیوانہ

روستائے ہائے کرد و کوفت دست
 دیہاتی نے ہائے کی لور ہاتھ سر پر ملا
 گفت نے ایس گرگ چوں آہرمن ست
 (خولجہ نے) کہا نہیں یہ دیو پکڑ بھڑیا ہے
 شکل اواز گرگی او مخبر ست
 اس کی شکل اس کے بھڑیا ہونے کو بتا رہی ہے
 می شناسم پنچناں کا بے زے
 میں اس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شرب سے
 کہ مبادت بسط ۲ ہرگز ز انقباض
 (خدا کرے) تجھے تنگی سے فراخی کبھی نصیب نہ ہو
 شخصہا در شب زناظر محجب ست
 رات میں صحتیں آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں
 دید صائب شب ندارو ہر کسے
 رات میں ہر شخص ٹھیک ٹھک نہیں رکھتا ہے
 ایں سہ تاریکی غلط آرد شگرف
 یہ تین اندھیریاں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں
 من شناسم بادِ خرگڑہ من ست
 میں پہچانتا ہوں یہ میرے گدھے کا بچہ کا گھز ہے
 می شناسم چوں مسافر زادرا
 میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر توشہ کو
 روستائی را گریبان گرفت
 دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا
 بنگ و لفیوں ہر دو باہم خوردہ
 بنگ لور لفیوں دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں
 چوں ندانی مر مرا اے خیرہ سر
 اے دیوانے! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

آنکہ داند نیم شب گو سالہ را
جو آہی رات میں پھڑے کو پہچان لے
خویش را عارف و ولہ کنی
اپنے آپ کو باخدا اور عاشق بناتا ہے
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے
انچہ دی خورم از انم یاد نیست
میں نے جو کل کھلایا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے
عقل و مجنون ہنم یا دآر
مجھے اللہ کا عقل اور دیوانہ سمجھ
آنکہ مردارے خورد یعنی بنید
جو شخص حرام یعنی بنید پی لیتا ہے
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست
مست و بھگ پینے والے طلاق اور بیع معتبر نہیں ہے
مستی کا یز بُوئے شاہ فرد
وہ مستی جو یکساں شاہ کی خوشبو سے پیدا ہو
پس بر او تکلیف چوں باشد روا
اس کو تکلف بنانا کیسے جائز ہو گا؟
با ربر گیند چوں آمد عرج
جب لنگڑا پن آ جاتا ہے بوجھ ہٹا لیتے ہیں
نہیں لیس علی الاعرج عرج
اسی طرح لنگڑے پر گناہ نہیں ہے
بارکہ نہد در جہاں خرگڑہ را
گدھے کے بچے پر بوجھ کون لاتا ہے؟
سوئے خود اعمی شدم از حق بصیر
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں

چوں نداند ہمرہ دہ سالہ را
وہ دس سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟
خاک در چشم مروت می زنی
مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے
در لم گنجا بجز اللہ نیست
میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی خواہش نہیں ہے
ایں دل از غیر تحیر شاد نیست
یہ دل مقام حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے
در چنین بیخوشیم معذور دار
اس طرح کی مدہوشی میں مجھے معذور سمجھ
شرح او را سوئے معذورال کشید
شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے
ہمچو طفل ست او معاف و مطلقے ست
وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے
صد خم مے در سر و مغز آں نکرد
شراب کے سونکے بھی سر اور دماغ میں وہ نہیں کر سکتے
اس ساقط گشت و شد بدست و پا
گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے
گفت حق لیس علی الاعمی عرج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر گناہ نہیں ہے
نہیں رنجے چوں اعمی و چوں عرج
اندھے پن لنگڑے پن کی طرح کئی مصیبت نہیں ہے
درس کہ دہد یاری بومرہ را
فاری کا سبق شیطان کو کون پڑھاتا ہے؟
پس معانم از قلیل و از کثیر
تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

۱۔ عارف - خدا کی معرفت وہ
۲۔ فریفتہ - عاشق - انچہ - یہ بھی
۳۔ دیہانی کا مقولہ ہے - تحیر - حیرانی
۴۔ عاقل - یہ بھی دیہانی کا قول ہے
بنید - یعنی وہ شراب جس کا پینا حرام

۵۔ طلاق - امام شافعی کے نزدیک
شراب سے مدہوشی کی طلاق اور بیع
واقع نہیں ہوتی ہے - مطلق - یعنی
تکالیف سے آزاد شافعی و اللہ تعالیٰ
۶۔ اس ساقط گرے ہوئے گھوڑے
سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے - عرج - لنگڑا

۷۔ عرج - تنگی - گناہ - عرج - لنگڑا
۸۔ بومرہ - شیطان کی کنیت ہے - سوئے
خود یعنی میں اللہ کے معاملہ میں ہوش
میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر
ہوں - معاف - بخشا ہوا - گزر کیا ہوا

لافِ درویشی زنی و بخودی ہائے و ہوئے عاشقانِ ایز دی
تو درویشی ہووے خودی کی دیکھیں ملتا ہے اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے وہو کرتا ہے
کہ زمیں را من ندانم ز آسمان امتحانت اے کرد غیرت امتحان
کہ میں آسمان اور زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہوں غیرتِ خلوندی نے تیرا خوب امتحان کیا
بادِ خرکرہ چنیں رسوات کرد ہستی نفی ترا اثبات کرد
گدھے کے بچے کے گدھے نے تجھے رسوا کر دیا تیری ہستی کی نفی کے جھوٹ کا اثبات کر دیا
آچنیں رسوا کند حق شید را آچنیں گیدو رمیدہ صید را
اللہ تعالیٰ مگر کو اسی طرح رسوا کرتا ہے بھاگے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے
صد ہزاراں امتحانست اے پدر ہر کہ می گوید من شدم سرہنگ در
ہزاروں آزمائشیں ہیں اس کے لئے جو یہ کہے میں اللہ کے در کا سپاہی ہوں
گر نداند علمہ اُورا امتحان خنوخان را جو یندش نشان
اگرچہ عوام اس کو امتحان نہیں سمجھتے لیکن راجہ کے پندے کار اس کا پتہ لگا لیتے ہیں

اشارات در شناختن مدعی کمال را صاحب کمال
مدعی کمال کو صاحب کمال اور عوام کی جانب سے غلط بکواس کو
وگزارف غلط از عوام
پہچاننے کے بارے میں اشارہ

۱۔ امتحانت۔ یعنی تیرے دعووں کا
اللہ نے امتحان لیا۔ نفی۔ یعنی تو مقامِ اہلنا
میں پہنچنے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے
ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے۔
۲۔ صد ہزار۔ جب کوئی عشقِ الہی
کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں
شروع ہو جاتی ہیں۔ نچوگان۔
خاصانِ خدا دعوے کی حقیقت کو
پہچان لیتے ہیں۔ خیاطی۔ ہڈی
پہن۔
۳۔ مجلس۔ ایک دشمن کپڑا
ہے۔ غلطاق۔ قبا۔ دو شاخ۔ دعوے
کے دونوں پہلو یعنی ان کا سچ یا غلط
ہونا۔ چون۔ بیند۔ زخم لگنے پر ہتھیار
ڈالا دیتا ہے اور اپنے آپ کو قیدی بنا
دیتا ہے۔ دور۔ پچھوا ہوا۔

چوں گند دعویٰ خیاطی کے افگند در پیش اوشہ طلے س
جب کوئی ہڈی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے بادشاہ اس کے سامنے اٹس ڈال دے دیتا ہے
کہ برائیں را بنفلاق فراخ ز امتحان پیدا شود اُورا دو شاخ
کی اس کی چوڑی قبا تراش دے (اور) امتحان سے اس کے بیٹوں پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں
گر نبودے امتحان ہر بدے ہر خنٹ در وعا رستم بدے
اگر ہر برے کے امتحان کا طریقہ نہ ہوتا جنگ میں ہر بیجوا رستم ہوتا
خود خنٹ راز رہ پوشیدہ گیر چوں بہ بیند زخم او گرد و اسیر
بیجواے کو زندہ پوش فرض کر جب اس کے زخم لگے گا قیدی بن جائے گا
مست مے ہشار چوں شد از دبور مست حق ناید بخود از نفخ صور
پچھوا ہوا سے شراب کا مست کیسے ہوشیار ہو گیا اللہ کا مست صور پھکنے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

بادۂ حق راست باشد نے دروغ
 اللہ کی شراب پکی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹی
 ساختی خود را جُدید و بایزید
 تو نے اپنے آپ کو جنید اور بایزید بنایا
 بد رگی و مہلبی و حرص و آرز
 بد ذاتی، اور کالی اور حرص اور لالچ کو
 خویش را منصورِ حلاجی گئی
 اپنے آپ کو منصورِ حلاج بناتا ہے
 کہ نہ بشناسم عمر از بولہب
 کہ میں عمر اور بولہب میں فرق نہیں کرتا ہوں
 اے خرے کایں از تو خرابا و رگند
 اے گدھے تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر سکتا ہے
 خویش را از رہرواں کمتر شمر
 اپنے آپ کو سالکوں سے کم تر سمجھ
 باز پر از شید و سُوئے عقل تاز
 مکاری سے ہٹ اور عقل کی طرف دوڑ
 خویشتن را عاشقِ حق ساختی
 تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بنایا ہے
 عاشق و معشوق را در رستخیز
 قیامت میں عاشق اور معشوق کو
 توچہ خود را گنج و بیخود کردہ
 تو نے اپنے آپ کو دیوانہ اور مدہوش کیا ہے
 رو کہ شناسم سہ ترا از من بچہ
 جا میں تجھے نہیں پہنچاتا ہوں میرے پاس سے بھاگ
 تو تو ہم می گئی از قربِ حق
 تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا گمن کرتا ہے

دوغِ اخوردی دروغِ خوردی دوغِ دوغ
 تو نے چھاپہ بی جتنے چھاپہ بی ہے چھاپہ چھاپہ
 رو کہ شناسم تبر را از کلید
 کہتا ہے جامیں کلہاڑے کئی میں متیاز نہیں کرتا ہوں
 چوں کئی پنہاں بہ شیدائے مکر ساز
 اے مکار! تو مکر سے کیسے چھپا لے گا
 آتش در پنبہ یاراں زنی
 دوستوں کی روٹی میں آگ لگاتا ہے
 بادِ خر گزہ شناسم نیم شب
 گدھے کے بچے کا گزہ آدھی رات میں پہنچا لیتا ہوں
 خویش را بہر تو کور و گر گند
 جو تیری خاطر اپنے آپ کو اندھا بہرا بنالے
 تو حریفِ رہزنانی گہ مخور
 تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا
 کے پرد بر آسمان پڑ مجاز
 نقلی پر آسمان پر کب اڑتا ہے؟
 عشق بادِ یوسیا ہے باختی
 لیکن دوستی کالے شیطان سے کی ہے
 دو بدو بند ندو پیش آرند تیز
 اکٹھا باندھیں گے اور فوراً پیش کریں گے
 خون رز کو خون مارا خوردہ
 انگو کا خون کہیں؟ تو نے ہمارا پیا ہے
 عارفِ بیخویشم و بہلول دہ
 میں عارف (باللہ) مدہوش ہوں اور گاؤں کا بہلول ہوں
 کہ طبق گرد و رنبد از طبق
 کہ طبق بنانے والے طبق سے دور نہیں ہوتا ہے

۱۔ دوغ۔ چھاپہ۔ رو۔ یعنی تو کہتا
 ہے جاؤ مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ مہلبی۔
 سستی۔ کالی۔ منصور۔ یہ بزرگ دہلی
 دھنے کا پیشہ کرتے تھے سای لے
 حلاج کہلاتے تھے۔ پنبہ یا ریں۔
 یعنی دوستوں کے حقوق۔ کور و گر۔ یعنی
 بغیر سنے اور دیکھے تیری تصدیق کرتا
 رہے۔

۲۔ رہرواں۔ سالکین۔ حریف ہم
 پیشہ۔ کہ مخور۔ بکواس نہ کر۔ ہمارے۔
 مصنوعی پر۔ عاشق و معشوق۔ یعنی
 شیطان اور اس کے پجاری۔ گنج۔
 دیوانہ۔ احمق۔ خون رز۔ انگو کا خون
 یعنی شراب۔

۳۔ رو کہ شناسم۔ یہ بھی اسی بہلولی
 کا قول ہے۔ بہلول۔ مشہور بزرگ
 گزرے ہیں۔ کہ طبق۔ یعنی اللہ
 خالق ہے تو مخلوق کو احاطہ اس سے
 قرب حاصل ہے۔

صد کرامت داردو کارو کیا ۱
 سینکڑوں کراتیں لہ شان و شوکت رکھتا ہے
 موم دروستت چو آہن می بود
 تیرے ہاتھوں میں موم لہا ہوتا ہے
 قرب وحی عشق دارند ایں کرام
 یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں
 میزند خورشید بر گہسارو زر
 سوج پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی
 کہ ازاں نبود خبر مر بیدرا
 کہ بید کے دخت کو اس کی خبر بھی نہیں ہے
 آفتاب از ہر دو کے دار و حجاب
 سوج دونوں تائب بندہ رکھتا ہے
 کہ شمار یختہ از دے می خوری
 کہ تو اس کے کے پھل کھاتا ہے
 غیر زو تر خشک گشتن گویاب
 اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو اور کیا پائے
 غیر خشکی می برد چیزے دگر
 سوائے خشکی کے اور کوئی چیز حاصل کی؟
 کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد
 کہ ہوش میں آئے تو شر مندی اٹھائے
 عقلہائے پختہ حسرت می برند
 پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں
 گرتوزاں مے شیر گیری شیر گیر
 اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ
 ہچو مستان حقائق بر پیچ
 حقائق کے مستوں کی طرح نہ بٹھ

اس نمی بنی کہ قرب اولیا
 تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیا کا قرب
 آہن از داود مومے می شود
 حضرت داؤد کے ہاتھ ہے لہا موم ہو جاتا ہے
 قرب حق و رزق بر جملہ بست عام
 اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے
 قرب بر انواع باشد اے پدر
 بابا! قرب کی قسمیں ہوتی ہیں
 لیک قربے ہست باز رشید را ۲
 لیکن سونے کے ساتھ سوج کا قرب ہے
 شاخ خشک و تر قریب آفتاب
 تر اور خشک شاخ آفتاب کے قریب ہے
 لیک کواں قربت شاخ طری
 لیکن کہہ دو تر شاخ کی قربت ہے
 شاخ خشک از قربت آں آفتاب
 اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو
 بنگراں کال شاخ خشک از قرب خود
 یہ دیکھ کر سوج کے قرب سے اس خشک شاخ کو
 آنچناں مستے مباش اے بے خرد
 اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن
 بلکہ ذال مستال کہ چوں مے میخورند
 بلکہ مستوں میں سے (بن) کہ جب شراب پیتے ہیں
 اے گرفتہ ہچو گر بہ موش پیر
 اے وہ کہ جس نے لمبی کی طرح بوندھا چوہا پکڑا ہے
 اے نخوردہ از خیال جام پیچ
 اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ بھی نہیں پیا

۱ کارو کیا۔ شان و شوکت یعنی اولیاء کا قرب محض خالق و مخلوق والا قرب نہیں ہے وہ خاص قرب ہے۔ آہن حضرت داؤد کو جو قرب الہی حاصل تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے ہاتھ میں لہا موم بن جاتا تھا، محض خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔ قرب حق۔ اللہ ہر انسان کی شدہ گ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے اور اپنی رزاقیت کے اعتبار سے بھی سب سے قریب ہے۔ یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے۔ کرام۔ جو اللہ کے دربار کے مقرب ہیں۔ ان کو عشق کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۲ رشید۔ خورشید کا مخفف ہے۔ بید۔ بے پھل دخت سے دوسرے دختوں کے پھل سوج کے قرب سے پکتے ہیں۔ بید کواں قرب سے کوئی فائدہ نہیں ہے کہ شمار تر شاخ پر سوج کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور پکتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ کو سوج کا قرب اور خشک کر دے گا۔ آنچناں مستے۔ یہ غیر واقعی مستی کا اظہار شرمندگی کی وجہ ہوگا۔ بلکہ۔ کامین کی دیوانگی عقل مندوں کے لئے باعث خشک ہے۔ موش پیر یعنی دنیا کی ناقص دولت۔ مے۔ یعنی عشق۔ شیر کہ۔ گیر۔ یعنی معارف الہیہ۔ اے نخوردہ۔ جام حقیقت پینا تو وہ کنڈاس کا تصور بھی نہیں حاصل ہوا۔

می فتنی آنسو وایں سو مست دار
تو مستوں کی طرح ابرہ کو گرتا ہے
گر بدایں سو راہ یابی بعد ازاں
اگر اس کے بعد تو اس طرف رو یاب ہو جائے
جملہ ایں سوئی ازاں سو گپ مزین
تو بالکیہ اس جانب کاہ ہے اس جانب کی گپ نہ بد
آں خضر جاں کنز اجل نہر اسد او
وہ خضر کی جان والا جزیت سے نہ گھبرائے
کام از ذوق تو ہم خوش گنی
وہی ذوق سے تو خلق کو خوش کر رہا ہے
پس بیک سوزن ہی گردی زباد
تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا
کوزہ سازی ز برف اندر شتا
تو جلاڑوں میں برف سے پالے بناتا ہے

اے تو ایں اسو نیستت آنسو گزار
اور تو ابرہ کا ہے تیرا ابرہ گزرا بھی نہیں ہے
کہ بدیں سو گہ بدایں سو سر فشال
کبھی ابرہ کو کبھی ابرہ کا سر جھک
چوں نداری موت ہرزہ جاں ممکن
جب تجھے موت نہیں آ رہی ہے تو خلوک و نزع طاری نہ کر
شاید ار مخلوق را شناسد او
اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے
دردی در خیک خود پریش گنی
تو اپنی مشک میں پھونک بھر رہا ہے اور اس کو پر کر رہا ہے
آچنیں قربہ تن لاغر مباد
کنزہ بدن والا اس طرح کا قربہ نے بنے
کے گند چوں تاب بیند آں وفا
وہ جب گری دیکھے گا وفاداری کب کرے گا۔

۱۔ ایں سو۔ عالم ناسوت۔ آنسو۔
عالم ملکوت۔ گردیاں سو۔ اگر انسان
حقیقت تک پہنچ جائے تو پھر شوق
سے وجد کرے چوں نداری۔ جب
موت کا وقت نہیں ہے تو خلوک و نزع
اپنے اوپر نزع طاری کرتا حماقت
ہے۔ آں خضر جاں۔ یعنی فنا فی اللہ
کے مقام پر پہنچ کر انسان مخلوق کو نہ
پہچانے تو کوئی مضاقت نہیں ہے۔

۲۔ خیک۔ مشک۔ پس۔ مست
حق کسی تکلیف سے نہیں گھبراتا فرضی
شیخ کی حقیقت معمولی تکلیف واضح
کر دیتی ہے کوزہ۔ برفانی ملکوں
میں موسم سرما میں بچے برف کے
کھولنے بتا لیتے ہیں۔

۳۔ دغال۔ گیند۔ اس حکایت کا
مقصود یہ ہے کہ فرضی شیخ کی مثال اس
گیند کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر
مہر ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ رنگ۔
تاخیر طاووس۔ مہر۔ علیین۔ جنت۔
بہر۔ لال۔

افادین شغال ۳ درخیم رنگ و رنگیں شدن وے ود عوائے
گیند کا رنگ کے منکے میں گر جانا اور اس کا رنگین ہو جانا اور
طاووسی نمودن در میان شغالات دیگر
گیندوں میں نمودنے کا دعویٰ کرنا

آں شغالک رفت اندر خم رنگ
وہ ذلیل گیند رنگ کے منکے میں (گر) گیا
پس برآمد پوستش رنگیں شدہ
پھر نکلا تو اس کی کھل رنگین ہو گئی تھی
پشم رنگیں رونق خوش یافتہ
رنگیا ہوں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی
دید خود را سرخ و سبز و بود وزرد
اس نے اپنے آپ کو سرخ اور سبز اور لال اور پیلا دیکھا
اندر اں خم کر دیک ساعت درنگ
وہ اس منکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا
کہ منم طاووس غلتین شدہ
اس نے کہا کہ میں تو جنت کا مہر ہو گیا ہوں
آفتاب آں رنگہا بر تافتہ
سورج نے ان رنگوں کو چکا دیا تھا
خوشتن را بر شغالات عرضه کرد
اپنے آپ کو گیندوں پر پیش کیا

جملہ گفتند شغال کحل چست
کہ ترا در سر نشاط ملوئیست
سب نے کہا اے حقیر گیندا تیرے کیا حال ہے؟
از نشاط ازما کرا نہ کردہ
مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے
یک شغالے پیش اوشد کافل
ایک گیندا اس کے سامنے گیا کہ لو فلاں
شید کر دی تاجہ منبر برجہی
تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے
بس بکوش یدی ندیدی گرمیے ۲
تو نے بہت کوشش کی لیکن گرمی نہ دیکھی
صدق و گرمی خود شعار اولیاست
سچائی اور گرمی اولیاء کا شعار ہے
کالتفات خلق سوئے خود کشند
تاکہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں
کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت رنجیدہ ہیں

چرب کردن مرد لانی لب و سبالت خود را ہر بامداد
ایک بخنی خودے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دنب کے چڑے سے چکنا
پوست دُنب و برواں آمدن میان حریفان کہ چنیں و چناں خورده ام
کنا اور دوستوں میں باہر آنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھلایا ہے

دُنب ۳ پارہ یافت شخصے مستہاں
ایک ذیل فحل نے دنب کی کھل کا ٹکڑا پا لیا
در میان مُنعماں رفتے کہ من
مائدوں میں جاتا کہ میں نے
دست بر سبالت نہادے در نوید
خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے
کایں گواہ صدق گفتار من ست
کہ یہ میری بات کے سچ گواہ ہیں

۱۔ مثنوی۔ لپٹنے والا۔ کرنا۔ کنا۔
تاجہ منبر۔ چونکہ مولانا نے گیندا سے
بتولی شیخ مراد لیا ہے لہذا اس کے لئے
منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔
۲۔ گرمیے۔ یعنی حقیقی عشق کی
گرمی۔ شعار۔ علامت نشان۔
چرب کردن۔ مولا نے بتولی شیخ
کی حالت کو اس بخنی خودے کی
حکایت سے سمجھایا ہے جس کا باطن
خالی ہے۔ ظاہر چکنا چڑا ہے۔
۳۔ دنب۔ چمکی۔ مُستہاں۔
ذلیل۔ سبالتاں۔ دونوں مونچھیں۔
منعماں۔ مائدہ لوگ۔ لوت چربے
چمکی غذا رمز۔ یعنی مونچھوں پر ہاتھ
پھیر کر اشارہ کرتا تھا کہ ان کی چمکنائی
میری گواہ ہے۔

اشکمش گفتے جواب بے طنین

اس کا پیٹ بلا آواز جواب دیتا

لاف تو مارا برآتش بر نہاد

تیری گنجی نے ہمیں انگڑوں پر رکھ دیا ہے

گر نبودے لاف زشتت اے گدا

اے بھکاری! اگر تیری بری گنجی نہ ہوتی

راست گر گفتمی و کج کم باختی

اگر تو ج بولتا اور کج گوئی کا کھیل نہ کھیلتا

وَر نمودی عیب و کم کر دی بجا

اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا

گفت بحق کہ کج مجاہا گوش و دم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کان اور دم کو ٹیڑھا ہلا

کہف اندر کثر تحسپ اے قلم

اے بے غلط! قلم کے اندر ٹیڑھا رہ

وَر نگوئی عیب خود بارے خمس

اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہ

برسبال ۳ چرب خود تکیہ ممکن

اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کر

گرتو نقدے یافتی مکشاد ہاں

اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو لب کشائی نہ کر

سنگہائے امتحاں رانیز پیش

آزمائش کے پتھروں کے لئے بھی مد پیش ہیں

گفت یزداں از ولادت تا نحسین

خدا نے فرمایا ہے کہ پیدائش سے موت تک

امتحاں بر امتحانست اے پدر

ہوا آزمائش پر آزمائش ہے

کہ اَبَادَ اللّٰہُ کَیْدَ الْکَافِرِیْنَ

کہ اللہ کافروں کے مکر کو برباد کرے

کاں سبال چرب تو برگندہ باد

خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اکھڑیں

یک کریمے رحم آوردے ہما

تو کوئی گنجی ہم پر رحم کرتا

یک طبیبے داروئے ما ساختی

تو ہمارے علاج کے لئے ایک طبیبہ پیدا کر دیتا

ہم بدے مہملی یک آشنا

کسی آشنا کی جانب سے مہملی ہو جاتی

یَنْفَعَنَّ الصَّادِقِیْنَ صَلَافُہُمْ

بچوں کو ان کا ج ضرور فائدہ دے گا

انچہ داری وَا نَمَا و فَلَستَقِم

جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دیے پھر سیدھا چل

از نمائش وز غل خود را ملکش

رہا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلا کہ نہ کر

زانکہ گر بہ بُرد دُنْبہ بے سخن

اس لئے کہ لمبی بلاشبہ چکدی لے گئی ہے

ہست درہ سنگہائے امتحاں

راست میں آزمائش کے بہت سے پتھر ہیں

امتحانہا ہست در احوال خویش

اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

یُفْتَنُونَ فِی کُلِّ عِلْمٍ مَرَّتَیْنِ

اور ہر سال میں ہر مرتبہ آزمائے جاتے ہیں

ہیں بکتر امتحاں خود را مخر

خبردار کتر آزمائش پر خود پسندی نہ کر

۱ اشکمش۔ اس کا پیٹ لاؤ تو مونچھوں کی چکنی اور گنجی کی وجہ سے سب اعضاء بھوکے رہے تو انہوں نے مونچھوں کو بد دعا دی۔ سبال۔ سہلت کی جمع، مونچھیں۔ راست۔ اگر بھوکا اظہار کرتا تو کوئی گنجی کھانا کھلا دیتا۔

۲ گفت حق۔ بہت سی باتوں کا مفہوم ہے کہ انسان کو غلط بیانی نہ کرنی چاہئے بچوں کو ان کی سچائی اور اصلاح مفید ہوتی ہے کہف۔ برائی کو چھپانا چاہیے اس کا اظہار کر کے علاج کرنا چاہیے ورنہ کوئی۔ اگر انسان کا باطن برا ہے تو کم از کم بھلائی کی سعی تو نہ کرے۔

۳ برسبال۔ مصنوعی نیکی پریشانی دہانی چاہیے وہ زائل ہوگی تو رسوائی ہوگی جیسا کہ گنجی خورے کے واقعہ میں بیان ہوا کہ چکدی کو ملی لے گئی تو وہ رسوا ہوا۔ گرتو۔ اگر انسان کو مکمل کا کوئی مقام حاصل ہو تو اس کا فخر یہ اظہار نہ کرنا پھرے سنگہائے امتحان۔ یعنی لولہاء اللہ جو کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتے ہیں پھر یہ لولہاء جو امتحان کی کسوٹی ہیں خود ان کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ حین۔ موت۔ یفتنون۔ یہ آیت اگرچہ منافقین کے بارے میں ہے لیکن اس طرح کی آزمائشیں مومنین کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحاں۔ ایک آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی ہے کسی کوئی آزمائش میں پورا اترنے کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ آتی چاہئے۔

ز امتحانات قضا ایمن مباش
ہیں زر رسوائی بتس اے خولجہ تاش
تقدیر خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو
اے حیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودن بلعم باغور کہ امتحان کرد حضرت عزت
بلعم باغور کا مطمئن ہو جانا کہ خدا نے اس کا امتحان کر لیا ہے
اور اواز انہار و آمدہ بود
اور اس سے ثابت ہوا تھا؟

بلعم باغور و ہلیس لعیس
بلعم باغور اور ملعون شیطان
ز امتحان آخریں گشتہ مہیں
آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے
کامتحانہا رفت اندر ماضی
کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں
این شنیدہ باشی از اخبار شال
تو نے ان کی خبروں میں یہ بات سنی ہو گی
معدہ ۱ اش نفرین سبالت میکند
اس کا معدہ مونچھ پر لعنت بھیج رہا ہے
سوخت مارا اے خدا رسواش کن
اے خدا اس نے ہمیں جلا ڈالا اس کو رسوا کر دے
کر ز بہارے لافد ایشاں در دیند
موسم بہار کی شنی ملتا ہے وہ موسم خزاں میں ہیں
شاخ رحمت راز بن برمی کند
رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے
وانگہاں رحمت بہین و نوش کن
جب رحمت کو دیکھ لو حاصل کر
دست پنہاں در دُعا اندرز وہ
چھپے ہاتھوں دعا میں لگ گیا
تا کجبد سُوئے ما رحم کرام
تاکہ بھلوں کا رحم ہمارے لئے حرکت میں آئے

۱۔ خولجہ تاش۔ یعنی حیر بھائی۔
ایمن بودن۔ بلعم اور شیطان دونوں
ابتدائی کامیابیوں پر مغرور ہو گئے اور
تہہ ہوئے۔ لعیس۔ ذلیل، حقیر۔
ماضی۔ گزشتہ زمانہ۔ بود غوی۔ نصیحتیں
کرنے کے بعد پھر اب نئی خورے
کا قصہ شروع کیا ہے۔
۲۔ معدہ ۱۔ چونکہ مونچھوں کی
چب سے معدہ بھوکا رہا اس لئے
مونچھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ
معدے کی یہ دعا ہے۔ در دیند۔ یعنی
در زمانہ ماہ و ستارہ دے خزاں کا مہینہ
ہے۔
۳۔ لاف۔ انسان کی شنی،
انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے
منافی ہوتی ہے۔ سہل۔ مونچھیں۔
لحام۔ لکیم کی جگہ۔ کہیند۔

مُستجاب آمد دعائے آں شکم
اس پیٹ کی دعا مقبول ہوئی
گفت حق گر فاسقی و اہل صنم
خدا نے فرمایا خولہ تو فاسق ہے اور بت پرست
تو دعا راخت گیروی شخول
تو خوب دعا کر اور رو
سوزش حاجت بزد بیروں علم
محتاجی کی جلن نے جھنڈا بھارا
چوں مرا خوانی اجاہتا گم
جب تو مجھے پکڑے گا میں قبول کروں گا
تو مشوہچ از دُعا کردن ملول
تو دعا کرنے سے کبھی نہ تھک

بُردنِ گربہ دُنبہ را و رسوا شدن پہلوان
بلی کا دنبہ (کی کھل) کو لے بھاگنا اور پہلوان کا رسوا ہونا

۱۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ شخول۔

اس کا صیغہ ہے شخولیدن۔ دونا چلانا۔

۲۔ حضرت۔ دربارِ خداوندی۔

رنگ ریخت۔ یعنی لڑکا بلی کے پیچھے

بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے

ڈر سے اس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن۔

یعنی وہی مجمع جہاں وہ شخی بگھلاتا تھا۔

لانی۔ شخی بگھلانے والا۔ پکی۔ گفت

یعنی بچے نے اپنی سادگی سے سدا قصہ

پیان کر دیا جس سے شخی خودے کا

تجھوت کھل گیا۔

۳۔ پہلوان۔ یعنی وہی شخی خورد۔

اس قصہ یعنی یہ بات کہ بچے نے

مجلس میں جا کر راز کھدیا ہے۔ رحمہا۔

یعنی ان کو اس کے افلاس پر رحم آنے

لگا۔

چوں شکم خود را بخضرت ۲ در سپرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا
از پسِ گربہ دوید اومی گریخت
بلی کے پیچھے دوڑا وہ بھاگ گئی
آمد اندر انجمن آں طفل خورد
وہ چھوٹا بچہ مجمع میں آیا
گفت آں دُنبہ کہ ہر صبحی بدال
کہنے لگا کہ وہ دنبہ کی کھل جس سے ہر صبح کو
گربہ آمدنا گہانش در ربود
بلی آئی اور اچانک اس کو لے بھاگی
پہلوان ۳ در لاف گرم و ذوقناک
پہلوان نے شخی کی گرمی اور ذوق میں
منفعیل شد در میان انجمن
مجمعہ میں شرمندہ ہو گیا

خندہ آمد حاضراں را از شگفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی
دعوتش کردند و سیرش داشتند
انہوں نے اس کی دعوت کی اور اس کا پیٹ بھر دیا
چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک
جب یہ قصہ سنا رنج سے ہلاک ہو گیا
سرفرو برد و خمش گشت از خن
سرجھکا لیا اور بات سے خاموش ہو گیا
رحمہا شاں باز جبیدن گرفت
ان کا رحم پھر حرکت کرنے لگا
نخم رحمت درز مینش کا شتند
مہربانی کا جھج اس کی زمین میں بویا

اوپو ذوقِ راتی دید از کرام
بے تکبر راتی راشد غلام
جب اس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا
بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا
راتی را پیشہ خود گن مدام
تا شوی در ہر دو عالم نیکنام
سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنا لے
تاکہ تو دونوں جہان میں نیکنام ہے

دعویٰ طاووسی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتاده بود
اس گیند کا مور ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے منسلکے میں گر گیا تھا

آں شغال رنگ رنگ اندر نہفت
اس رنگ برنگ کے گیند نے آہستہ سے
بگر آخر درمن و در رنگ من
آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ
چوں گلستاں گشتہ ام صدر رنگ و خوش
چوں باغ کی طرح سورتوں والا اور حسین ہو گیا ہوں
کر فخر و آب و تاب و رنگ ہیں
شان و شوکت، رونق اور چمک اور رنگ دیکھ
مظہر لطفِ خدائی گشتہ ام
میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں
اے شغالاں ہیں خوانیدم شغال
اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو
آں شغالاں آمدند آنجا بجمع
وہاں سب گیند جمع ہو گئے
پس چہ خویمت بگوائے جوہری
تو اے جوہری بتا ہم تجھے کیا کہا کریں؟
پس بگفتندش کہ طاووسانِ جال
تو انہوں نے اس سے کہا کہ راجوں کے مور
تو چناں جلوہ گنی گفتا کہ نے
تو ایسا جلوہ دکھائے گا اس نے کہا نہیں
بر بنا گوشِ ملامت گر بگفت
ملا مت گر کے کان کی لو کے پاس جا کر کہا
یک صنم چوں من ندارد خود شمن
پجاری بھی ایسا ایک بت نہیں رکھتا ہے
مر مرا سجدہ گن از من سر ملکش
مجھے سجدہ کر، مجھ سے سرکشی نہ کر
فخر دنیا خواں مرا و رکن دیں
بے دنیا کا فخر اور دین کا ستون کہہ
لوح سے شرح گبرائی گشتہ ام
اللہ کی بڑائی کی شرح کی تختی بن گیا ہوں
کے شغالے را بود چندیں جمال
کسی گیند میں اس قدر حسن کہا ہوتا ہے؟
ہمچو پروانہ بگردا گرد شمع
جیسے شمع کے چاروں طرف پروانے
گفت طاووس نری چوں مشتری
اس نے کہا: طاووس جو مشتری (ستارہ) کی طرح ہے
جلوہا دارند اندر گلستاں
باغ عالم ملکوت میں جلوے دکھاتے ہیں
بادیہ نارفتہ چوں گوید منے
جو کسی جنگل میں نہ گیا ہو وہ مٹی کی کیا بات کرے

۱۔ ذوقِ راتی۔ یعنی سچی بات کو شرفاً پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا۔
۲۔ صباغ۔ رنگریز۔ بنا گوشِ کان کی لو۔ شمن۔ بتوں کا پجاری۔ مظہر۔ چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اس کی کبریائی کی شرح کی تختی ہوں۔
۳۔ لوح۔ یعنی میرے وجود سے اس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ جوہری۔ وہ گیند جو زمین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے۔ جلوہ۔ طاووس کا رقص مشہور ہے۔

بانگِ طاووساں گنی گفتا کہ لا پس نہ طاووس خواجه بوالعلا
 تو مہوں کی بولی بول سکتا ہے اس نے کہا نہیں تو اے بڑائیوں والے خواجه تو سوہ نہیں ہے
 خلعتِ طاووس آید آسمان کے ری از رنگ دعویہا بدال
 طاووس کا لباس آسمان سے اترتا ہے دعویوں کی رنگینی سے تو اس تک کب پہنچ سکتا ہے
 ورتو دعوی می گنی معنی بیار گہ مخور ورنہ پس گردن مخار
 اگر تو دعوی کرتا ہے 'حقیقت پیش کر' بکواس نہ کر ورنہ کہ پھر گردن نہ کھانا

دعویٰ گردنِ فرعون الوہیتِ راتشبہ گردنِ اورا

فرعون کا خدائی کا دعویٰ کرنا اور اس کو اس گیند کے مشابہ

بدالِ شغال کہ دعویٰ طاوسی می نمود

بتانا جس نے سوہ ہونے کا دعویٰ کیا

ہمچو فرعون مرضِ کردہ ریش برتر از موسیٰ پریدہ از خریش ۲
 فرعون کی طرح جس نے داڑھی کو جزا کر کے اپنے گندے پن سے (حضرت موسیٰ سے بلند پرہیزی کی
 اوہم از نسلِ شغالِ مادہ زاد در خمِ مالے و جاے اوفتاد
 وہ بھی گیند ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا در خم مالے کے جاے اوفتاد
 ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرد مال اور مرتبہ کے خم میں گر گیا تھا
 جس نے اس کا مال اور مرتبہ دیکھا سامنے اس کو سجدہ کیا سجدہ افسوسیاں را او بخورد
 گشت مستک آں گدائے ژندہ دلق از سجود و از تحیر ہائے خلق
 وہ پھٹی گزری والا فقیر مست ہو گیا لوگوں کے سجدوں اور حیرانوں سے
 مالِ ۳ مار آمد کہ دروے زہر ہاست وال قبول و سجدہ خلق اژدہا ست
 مالِ ۳ مار آمد کہ دروے زہر ہاست لوگوں میں مقبولیت اور ان کا سجدہ کرنا اژدہا ہے
 ہائے اے فرعون ناموسی ملکن تو شغالی ہیچ طاوسی ملکن
 افسوس اے فرعون! معزز نہ بن تو گیند رہے سوہ پن نہ جتا
 سوئے طاووساں اگر پیدا شوی عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
 اگر تو مہوں کے سامنے آئے گا عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
 موسیٰ وہاروں چو طاووساں بدند ۲ جلوہ برسر و رویت زدند
 حضرت موسیٰ اور ہارون چونکہ سوہ تھے انہوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

۱ بانگ۔ موسیٰ کوک بھی بھلی ہوئی ہے۔ خلعت، سوہ کو جو حسیں لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے۔ گردن خنجر۔ انسان شرمندگی میں گردن کھانے لگتا ہے۔ مرض۔ فرعون نے اپنی داڑھی میں قیمتی موتی پرو رکھے تھے۔ برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰ سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

۲ خریش۔ خریش۔ وہ فرعون اسی گندڑی کی نسل سے تھا جو عارضی رنگ کی بچہ سے اپنے آپ کو سوہ کہلانا چاہتی تھی۔ مالے۔ اس فرعون پر مال و جاہ کا عارضی رنگ تھا۔ افسوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے بہت سے وہ جو حضرات مذاق اور دل لگی کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ مستک۔ میں کافی تحقیر کے لئے ہے۔ گدا۔ فرعون کو گدا اس لئے کہا ہے کہ وہ حقیقت سے تہی دست تھا۔

۳ مال۔ دولت انسان کو اس طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ ہلاک کرتا ہے۔ ناموسی۔ معزز پن۔ طاووساں۔ جو حقائق کے مالک ہیں۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ اور ہارون نے معجزوں کے ذریعہ اس کو رسوا کر دیا۔

سَرنگوں اُفتادی از بالائیت
تو اپنی بلندی سے اوندھا گرا
نقش شیرِ اُرفت و پیدائشت کلب
تیرے شیر ہونے کی صحت چل گئی اور کتا ظاہر ہوا
پوستین شیرِ رابر خود میوش
شیر کی کھال اپنے لوہر نہ پہن
نقش شیرِ وانگہ اخلاق سگاں
شیر کی صحت اور پھر کتوں کے اخلاق
ہیچ بر خود ظن طاوسی مبر
اپنے لوہر مود ہونے کا گمان ہرگز نہ کر
خوار و بے رونق بمائی درمیاں
تو درمیان میں ذلیل اور بے آہود رہ جائے گا

زشتیت پیدا شد و رسوائیت
تیرا بھدا پن اور رسوائی واضح ہو گئی
چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب
جب تو نے کسوٹی دکھی کھونے سکے کی طرح سیاہ پڑ گیا
اے سب گرگین زشت از حرص و جوش
اے بھدے گرگ نما کتے حرص اور جوش میں
غزہ شیرت بخوابد امتحان
شیر کی گرج تیرا امتحان لے لے گی
اے شغالِ بے جمال و بے ہنر
اے بدصورت بے ہنر گیدڑ
زانکہ طاووساں کنندت امتحان
کیونکہ مود تجھے آزمائیں گے

تفسیر و تَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ در بیان امتحان منافقان

”اور تم ان کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے“ کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

یک نشان سہل ترز اہل نفاق
منافقوں کی ایک آسان پہچان
واشناسی مرورا در لحن و قول
تم اس کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے
امتحانے می گنی اے مشتری
اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے
تاشناسی از طنین سہ اشکتہ را
تاکہ تو آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لے
بانگ چاؤش ست پیشش می رود
آوازِ نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے
ہمچو مصدر فعل تصریفش کند
جیسا کہ مصدر ہے فعل اس میں تغیر کر دیتا ہے

گفت یزداں مرنبی را در مساق
نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے سابق میں بتا دی
گر منافق زفت باشد غزو ہول
خولہ منافق مونا خوبصورت اور بارعب ہو
چوں سفالین کوزہا را میخری
جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے
می زنی دستے براں کوزہ چرا
تو اس کوزے پر ہاتھ کیوں ملتا ہے؟
بانگ اشکتہ دگر گوں می شود
ٹوٹے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے
بانگ می آمید کہ تصریفش کند
آواز آتی ہے تاکہ اس کی پہچان کر دے

۱ نقش شیر۔ جھوٹی خدائی باطل
مہو گئی اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اے
سب۔ فرعون کو خطاب ہے۔ غرہ
شیر نے پر امتحان ہو گا کہ شیر کی سی
دورک بھی ہے یا نہیں۔

۲ مساق۔ یعنی سیاق کلام اللہ
بعض نسخوں میں لفظ مشاق ہے جس
کے معنی ہیں عہد کی جگہ اس سے بھی
مراد قرآن پاک ہے۔ گر منافق۔
اگر منافقوں کی ظاہری صحت بھی
معلوم ہوگی لیکن ان کی آواز ان کی
حقیقت کھل جائے گا۔ چوں
سفالین۔ یہ اس کی مثال ہے کہ آواز
سے حقیقت کھل جاتی ہے۔

۳ طنین۔ بھنبھناہٹ۔ چاؤش
نقیب جو بادشہ کے آگے چلتا ہے
آواز بھی حقیقت کے لئے پیشرو
ہے۔ ہمچو مصدر۔ فعل پر نظر کر لی
جائے اگر اس میں تعلیل ہوتی ہے تو
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصدر بھی
معلوم ہے جیسا کہ قام اور قیاما ہے
قام میں واو الف سے بدلا ہے تو قیاما
میں واو یا سے بدلا، اول۔

چوں حدیث امتحان! رہی نمود
جب امتحان کی بات سامنے آئی
پیش ازین زانِ گفتہ بودم اندکے
اس سے پہلے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا تھا
خواتم گفتن درآں تحقیقہا
میں اس میں کچھ تحقیقیں بیان کرنا چاہتا تھا
جملہ دیگرز بسیارِ قلیل
اس کے بہت سے میں سے کچھ تھوڑا سا دوسرا جملہ
گوش گن ہاروت و ماروت را
گوش لے ہاروت اور ماروت کے بارے میں

یا دم آمد قصہ ہاروت زود
مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا
خود چہ گویم از ہزارش یکے
میں کیا کہوں اس کے ہزاروں میں سے ایک
تاکنوں و ماندن از تعویقہا
لیکن رکاوٹوں کی وجہ سے اب تک رکا رہا
گفتہ آید شرح! یک عضوے ز پیل
کہہ دیا جائے جو ہاتھی کے ایک عضو کی شرح ہوگی
اے غلام و چاکراں ماروت را
اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور خادم ہیں

۱۔ امتحان۔ آزمائش سے رسوائی کی بات پر ہاروت و ماروت کا قصہ یاد آگیا چونکہ وہ بھی امتحان کی وجہ سے رسوا ہو ڈیل ہوئے ہیں۔ از ہزاروں۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار میں سے بہت تھوڑا بیان کیا تھا۔ خوااتم۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن موع پیش آگئے تھے۔

۲۔ شرح یک عضو۔ صرت اس قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاتھی کے کسی ایک عضو کی تشریح کر دی جائے۔ زود نہوئے۔ تو۔ اسرار یا خدائی راز۔ استدراج۔ وہ کشف و کلمات جن میں پھنس کر لوہر جن سے مغرور ہو کر سارے تباہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ معراج حق۔ جبکہ استدراج کی مستیاں بھی اس قدر ہیں تو پھر حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانہ ہے۔ دانہ دامن۔ یعنی استدراج کی مستیاں۔ مست بودند۔ ہاروت و ماروت استدراج کی مستیوں میں۔ مدہوش ہو گئے تھے۔ صرصرش۔ امتحان کی آمدگی بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

قصہ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر ان کی دلیری

تا گویم باتو از اسرار یار
تاکہ میں تجھ سے دوست کے کچھ راز بیان کروں
وز عجبہائے استدراج شاہ
اور شاہ اللہ کے عجائب کی ڈھیل سے
تاچہ مستیہا دہد معراج حق
تو اللہ تعالیٰ کی جانب عروج کیا مستیاں دیتا ہوگا؟
خوان انعامش چہاد اند کشود
اس کے انعام کا خون کس قدر مستیاں پیدا کرنا جانتا ہوں گا
ہای و ہوئے عاشقانہ می زوند
عاشقوں کی طرح ہائے دہوا کے نعرے لگاتے تھے
صرصرش چوں کاہ گہ رمی ربود
جس کی آمدگی پہاڑ کو تنکے کی طرح لے اڑی
کے بود سرمست رازینہا خبر
مست کو اس کی کب خبر ہوئی ہے؟

گوش دل را یک نفس ایں سوبدار
تھوڑی دیر کے لئے کان کو اس طرف متوجہ کر
مست بودند از تماشائے الہ
وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے
آچنیں مستی ست ز استدراج حق
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈھیل میں ایسی مستی ہوتی ہے
دانہ دامن چنیں مستی نمود
اس کے جال کے دانہ نے ایسی مستی دکھائی
مست بودند در ہیدہ از کمند
وہ مست تھے اور پھندے سے آزاد تھے
یک کمین و امتحان در راہ بود
ایک گھات اور امتحان راستہ میں تھا
امتحان میکرد شاں زیر و زبر
امتحان ان کو الٹ پلٹ کر رہا تھا

خندق امیدان بہ پیش او یکے ست چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے ست

خندق اور میدان اس کے سامنے یکساں ہیں کنواں اور خندق اس کے سامنے اچھا راستہ ہیں

مستی بُز از دیدن بز مادہ و جستن او بکوه مقابل

بکری کو دیکھ کر بکری کی مستی اور اس کا بالقابل پہاڑ پر کودنا

آں بُزے کو ہی براں کوہ بلند بردود از بہر خوردی ۳ بے گزند

پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر خوراک کے لئے بے مشقت دھڑتا ہے

تکلف چند بہ بیندنا کہاں بازی دیگرز حکم آسمان

تاکہ گھاس چکے لیکن وہ اچانک دیکھتا ہے آسمان کے حکم سے ایک دھرا کھیل

برگے دیگر برانداز و نظر مادہ بُز بیند برآں کوہ دگر

دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے اس دوسرے پہاڑ سے اس پہاڑ پر نود پڑتا ہے

چشم او تاریک گردد درزماں برجہد سرمست زیں کہ تابدان

نور اس کی آنکھوں میں اندھیرا اچھا جاتا ہے مست ہو کر اس پہاڑ سے اس پہاڑی پر کود پڑتا ہے

آچنناں نزدیک بنماید ورا کہ دویدن گرد بالوعہ سرا

وہ اس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے جیسا کہ گھر کے چو بچے کے چاروں طرف دھڑتا

آں ہزاراں گز دو گز بنمایدش تاز مستی میل جستن آیدش

وہ ہزاروں گز کا فاصلہ اس کو دو گز نظر آتا ہے یہاں تک کہ سستی کا جسے اس کا دل نہ کھنے کی خوشی ملتی ہے

چونکہ بچہ در فتاند زماں در میان ہر دو کوہ بے اماں

جب کودتا ہے نوراً گر جاتا ہے دونوں بے پنہ و پہاڑوں کے درمیان

وز صیاداں بہ گہ بگریختہ خود پناہش خون اورار یختہ

وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگا تھا پنہ نے اسی اس کا خون بہا دیا

شستہ صیاداں میان آں دو کوہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان شکلی بیٹھے تھے

باشد ۳ اغلب صید ایں برہنجین ورنہ چالاک ست و جست و خصم بین

بکری کا شکار عموماً ایسے ہی ہو جاتا ہے ورنہ چالاک اور جست ہے اور دشمن کو دیکھ لینے والا ہے

رستم ارچہ با سرو سہلت بود دام پاگیرش یقین شہوت بود

رستم خولہ مع سر اور مونچھوں کے ہوا یقیناً شہوت اس کے پاؤں کا جال ہوتی ہے

۱ خندق۔ مست گڑھے اور ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر چل پڑتا ہے مستی بُز۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

۲ خوردی۔ خوراک۔ علف۔ گھاس۔ چشم لو۔ یعنی مستی میں وہ اندھا ہو جاتا ہے بالوعہ۔ چو بچہ۔ سر مکان۔ کوہ بے لہاں۔ چونکہ وہ دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شست۔ نشست کا مختلف ہے۔ شکوہ۔ شان و شوکت ڈوب۔

۳ باشد۔ پہاڑی بکرا ہی طرح شکار ہو جاتا ہے ورنہ بہت چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے خصم بین۔ دشمن کو پہچان جانے والا۔ با سرو سہلت۔ یعنی سر میں عقل اور بہادری کے باوجود۔

ہمچو من از مستی شہوت بر
میری طرح شہوت کی مستی سے جدا ہو جا
بازاں مستی شہوت در جہاں
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی
مستی آں مستی ایں بشکند
اس کی مستی اس کی مستی کو فنا دیتی ہے
آب شریں تاخوردی آب شور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھادی پانی
قطرہ از باد ہائے آسماں
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ
تاچہ مستیہا بود املاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں
کہ بہوئے دل دریاں سے بستہ اند
کہ انہوں نے خوشبو کے بدلے شراب سے وابستہ کر لیا ہے
جو مگر آتہا کہ نومیدند و دور
سوئے ان کے جو مایوس ہو رہے ہیں
نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند
وہ دونوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں

مستی شہوت بہیں اندر شتر
شہوت کی مستی لونٹ میں دیکھ لے
پیش مستی ملک داں مستہاں
فرشتے کی مستی کے سامنے سچ سمجھ
او بشہوت التفاتے کے گند
وہ شہوت کی طرف کب توجہ کرتا ہے؟
خوش نماید چوں درون دیدہ نور
ایسا عمدہ لگتا ہے جیسا کہ آنکھوں میں روشنی
برگند جاں را ز مے وز ساقیاں
جان کو دنیا کی شراب اور ساقیوں سے برگشتہ کر دیتا ہے
وز جلالت روحانے پاک را
پاک روحوں میں بڑائی کی وجہ سے
ختم بادہ ایں جہاں بشکستہ اند
انہوں نے اس جہان کے خم توڑ ڈالے ہیں
ہمچو کفارے نہفتہ در قبور
قبوروں میں چھپے ہوئے کافروں کی طرح
خارہائے بے نہایت رکشتہ اند
انہوں نے لا انتہا کاٹنے ہوئے ہیں

۱۔ قدر رشتہ لونٹ کی مستی مشہور
ہے۔ ملک فرشتوں کو قرب الہی سے
جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی
اس کے سامنے سچ ہے۔ مستی آں۔
جس شخص کو قرب الہی کی مستی حاصل
ہو جاتی ہے پھر اس پر دنیا کی مستی
طاری نہیں ہوتی۔ آب شیریں۔
خدائی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال
شیریں پانی اور کھادی پانی ہے۔

۲۔ تاچہ فرشتوں اور روحوں کو
قرب الہی کی ایسی مستی حاصل مہوتی
ہے کہ ان کے دل اس سے وابستہ ہو
جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے سبب
کو وہ ختم کر دیتے ہیں۔ جو مگر کفار کی
روحیں قرب الہی کی مستی سے محروم
ہیں۔ تمنا کر دین۔ قرب الہی سے جو
مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات
استدراج ہوتا ہے اس سے ہوشیار ہونا
چاہیے اس مستی میں کوئی غلط قدم نہ
اٹھانا چاہیے۔

۳۔ پس رشتہ بادہ و
بادت نے مستی میں غلط قدم اٹھایا
جس کا بد انجام بھگتنا پڑا۔
گستریدے۔ انسانوں نے دنیا میں
ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہوتے
تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر
دیتے۔

تمنا کردن ہادوت و مادوت مقام بشریت را و غیرت حق تعالیٰ
ہادوت و مادوت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس رشتہ بادہ بگفتند اے دروغ
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا ہائے انوس
گستریدے دریں بیداو جا
ہم اس کی ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے
ایں بگفتند و قضای گفت ایست
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی ٹھہر جا
برز میں باراں بدا دیے چوینغ
ہم زمین پر ابر کی طرح انصاف کی بارش برسا دیتے
عدل و انصاف و عبادات و وفا
عدل اور انصاف اور عبادت اور وفا
پیش پاتاں دام ناپیدا بے ست
تمہدے پاؤں کے تگے بہت سے چھپے ہوئے جل ہیں

۱۔ ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزمائش میں نہ ڈالنا چاہیے اور ایسے مقام پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے کہ زموی۔ آزمائش کے راستہ میں بہت سی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغِ قہر۔ خدا کا غضب نازل ہوا تو وہ قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکسپدی سے چلتے ہیں۔

۲۔ پرہیزگار۔ نیک بندے احسان کی راہ میں سوچ سمجھ کر وقفہ وقفہ سے قدم اٹھاتے ہیں۔ اس قضا۔ قضا ہارت مارت کو سمجھا رہی تھی لیکن انہیں نے کان بند کر لئے تھے۔ جزمر آہل۔ جن لوگوں نے خودی کو مٹا دیا ہے ان کے ہی کان کھلے ہوئے ہیں۔ جو عنایت۔ عنایت خداوندی ہی آنکھیں کھولتی ہے اور اللہ کی محبت ہی غضبِ الہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہد بے توفیق۔ جب تک توفیق خداوندی میسر نہ آئے کوشش بیکار ہوتی ہے۔

۳۔ اذن۔ ایک غلہ ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اسکو چینا کہا جاتا ہے۔ خواب دیدن۔ توفیق خداوندی چونکہ فرعون کے شامل حال نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ کی پیدائش کو روکنے کی اس کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ تحقیق۔ پھاڑنا۔ جدا کرنا۔

ہیں! مرو گستاخ در دشتِ بالا
خبردار! مصیبت کے جنگل میں لاپرواہی سے نہ جا

کہ موی و استخوانِ ہالکاں
کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اور ہڈیوں سے
جملہ رہ استخوان و موی و پے
سارے راستہ میں ہڈیاں، بال اور پٹھے ہیں

گفت حق کہ بندگانِ بختِ عون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد الہی کے ساتھی بندے

پا برہنہ چوں رود در خار زار
کانوں کے جنگل میں، ننگے پاؤں کیسے چلے

ایں قصای گفت لیکن گوشِ شاں
قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان

چشمہا و گوشہارا بستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں

جو عنایت کہ کشاید چشم را
خدا کی مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھول سکتا ہے

جہد بے توفیق جاں گندن بود
بے توفیق خدا کوشش جان کو فنا کرنا ہے

جہد بے توفیق خود کس رامباد
خدا کرے کسی کی کوشش، بے توفیق نہ ہو

ہیں مرو کورا نہ اندر کربلا
خبردار! کربلا میں اندھوں کی طرح نہ جا

می نیابد راہ پائے سالکاں
چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے
بسکہ تیغِ قہر لاشی کردشی
کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا ہے

برز میں آہستہ می رانند ہون
خاکسپدی سے آہستہ چلتے ہیں

جو بہل و فکرتے پرہیزگار
پرہیزگار سوائے وقفہ اور سوچ سمجھ کے

بستہ بود اندر حجابِ جوشِ شاں
ان کے جوش کے پردے میں بند تھے

جو مر آہنہارا کہ از خود رستہ اند
سوائے ان کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں

جو محبت کہ نشاندِ خشم را
غصہ کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟

زار زنی سے کم گرچہ صدرِ خرمن بود
اگرچہ وہ کوشش سوکھلیان ہو ایک پینے سے کم ہے

در جہاں واللہ اعلم بالصواب
دنیا میں، اور خدا بہتر جانتا ہے

خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را و تدارکِ آل
خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اس کو روکنے کی تدبیر کرنا

جہد فرعون نے چو بے توفیق بود
فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی

ہر چہ اومی دُختِ آلِ تفتیق بود
جو کچھ سیتا تھا، وہ پھاڑنا تھا



از منجم ۱۔ بُود در حکمش ہزار
اس کے حکم میں ہزاروں نجوی تھے
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب
حضرت موسیٰ کی تشری آمدی ان کو خواب میں دکھائی گئی
بامعبر گفت وبا اہل نجوم
اس نے تعبیر دینے والوں اور نجومیوں سے کہا
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم
سب نے کہا ہم ایسی تدبیر کریں گے
تار سیدآں شب کہ مولد بوداں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو حمل ٹھہرنے کی تھی
کہ بروں آرنداں روز از پگاہ
کہ اس روز صبح سے باہر لگا دیں
پس بفر مووند در شہر آشکار
پھر انہوں نے حکم دیا کہ شہر میں علانیہ
اصلاً ۲۔ اے جملہ اسرائیلیاں
کہ اے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے
تا شمار را رُو نماید بے نقاب
تاکہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدار کرائے
کاں اسیراں راجز دوری نبود
کیونکہ قیدیوں اسرائیلیوں کے لئے دوری کے ساتھ کچھ نہ تھا
گر خُداوندے برہ در پیش او
وہ اگر راستہ میں اس کے سامنے آ جاتے
یاسہ ۳۔ آل بُد کہ نہ بیند چچ اسیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی اسرائیلی نہ دیکھے
بانگ چاوشان چوں در زہ بشنوند
جب راستہ میں قیدیوں کی آواز سنے

وز معبر نیز و ساحر بے شمار
تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے
کہ گند فرعون و مُلکش را خراب
کہ وہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دیئے
چوں بُود دفع خیال و خواب شوم
مخوس خیال اور خواب کا دفعیہ کیسے ہوا
راہ زادن را چو رہزن می زینم
ڈاکو کی طرح اس کی پیدائش کا راستہ روک دیں گے
ری ایں دیدنداں فرعونیاں
ان فرعون والوں کی یہ رائے ہوئی
سُوئے میداں بزم و تخت بادشاہ
میدان میں تخت شاہی اور صدارت
کہ مناد یہاں کنند از شہر یار
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں
شاہ می خواند شمار ازاں مکاں
بادشاہ تمہیں اس جگہ بلاتا ہے
بر شما احساں گند بہر ثواب
نیک کی غرض سے تم پر احسان کرے
دیدن فرعون دستوری نبود
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا
بہر آں یاسہ بیفتندے برو
اس قانون کے مطابق وہ لوندھے لیٹ جاتے
در گہ و بے گہ لقائے آل امیر
وقت بے وقت اس امیر فرعون کا دیدار
تانہ بینند رُو بدیوارے کنند
منہ دیوار کی طرف کر لیں تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں

۱۔ منجم۔ ستاروں کی گردش سے
آنے والے حالات کو بتانے والا۔
معر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔
مقدم۔ آنا۔ جملہ سب منجموں اور
معرروں نے کہا ہم اس بچہ یعنی موسیٰ
کی پیدائش کا راستہ بند کر دیں گے اور
ایسی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی
عورت اس رات کو حاملہ نہ بن سکے
مولد۔ یعنی استقرار حمل۔ فرعونیاں۔
منجم اور معبر۔ پگاہ۔ صبح۔ شہر یار۔
بادشاہ۔

۲۔ اصلاً۔ کھانے یا آگ تپانے کا
اعلان۔ اسیران۔ قیدی یعنی بنی
اسرائیل چونکہ ان سے قطعی طور پر فرعون
ہر طرح کی بیگاری لیتے تھے۔ یار۔
قانون رسم۔

۳۔ یاسہ۔ اسرائیلیوں کے لئے یہ
قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر
سکیں۔ اسیر۔ یعنی اسرائیلی۔ لقائے۔
دیدار۔ چاوشان۔ چاؤش کی جمع
ہے۔ نقیب۔ زود دیوار۔ یعنی اس
کار فرعون کی طرف سے۔

ورنہ بیند روئے او مجرم بود انچہ بدتر بر سرِ اوآں رَوَد
اگر اس کا منہ دیکھ لے گا تو تصور وار ہو گا جو بدتر و سزا ہو گی اس کو وہ دی جائے گی
بودشال حرص لقاے ممتنع چوں حریص ست آدمی فیما منع
منوع دیدار کی ان کو تمنا تھی کیونکہ جس چیز سے سزا کا جائے وہ اس کا حریص ہو جاتا ہے

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون
منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام
کافی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد مُنادی در محلتہا رَواں بانگ میز و گوبکُو شادی کنال
منادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہو گیا خوشی خوشی گلی و گلی اعلان کرتا تھا
کائے اسیراں سوئے میداں گہرِ وید کز شہنشاہ دیدن وجودِ ست اُمید
اے قیدیو (اسرائیلوں) میدان کی طرف چلو کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے
چوں شنیدند مُردہ اسرائیلیاں تشنگاں بودند و بس مشتاقِ آل
جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی پیاسے تھے لہذا اس کے بہت مشتاق تھے
حیلہ را خوروند آل سوتا ختند خویشتن را بہر جلوہ ۲ ساختند
چکہ کھا گئے اور اس طرف دوڑ پڑے انہوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کر لیا
از غرض غافل بُدند و بے خبر وز طمع رفتند بیروں سر بسر
مقصد سے غافل ' اور بے خبر تھے سب کے سب لالچ کی وجہ سے باہر نکل آئے

حکایت در تمثیل

مثلاً ایک حکایت

ہچناں کا بنجا مُغول ۳ حیلہ داں گفت می جویم کسے از مصریاں
ایسے ہی یہاں ایک حیلہ گر مغل نے کہا میں مصریوں میں سے ایک کی تلاش میں ہوں
مصریاں را جمع آرید ایں طرف تاور آپد آنکہ می جویم بکف
اس طرف مصریوں کو جمع کر لو تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آ جائے
ہر کجا بُد مصریئے جمع آمدند در برآں میریک یک می شدند
جہاں بھی کما مصری تھا سب جمع ہو گئے ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آ گئے

۱ بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دیکھ لیتا تھا اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ گز۔ یعنی فرعون کا دیدار بھی میسر آئے گا اور فرعون بخشش بھی کریگا۔
۲ جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔
۳ مغول۔ داؤ کا خفا کے ساتھ پڑھا جائے۔ بوزن عنق اسی لئے اس کو مغل بھی لکھتے ہیں ایران و توران کی ایک قوم ہے۔ بر۔ بغل، آغوش

ہر کہ می آمد بگفتانہست این
جو بھی آتا اس کے بارے میں کہتا یہ نہیں ہے
تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے
شومی! آنکہ سوئے بانگ نماز
ایک بد قسمتی یہ تھی کہ اذان کی جانب
دعوت مکارشاں ندر کشید
مکار کی دعوت نے ان کو اندر کھینچ لیا
بانگ درویشاں و محتاجاں نیوش
فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے
گر گدایاں! طمع اندوز شت خو
فقیر خولہ لالچی اور بدعات ہوں
در تک دریا گہر با سنگہاست
دیا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں
پس بجو شیدیند اسرائیلیاں
اسرائیلی لوٹ پڑے
چوں! بحیلت شاں بمیدان برداو
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
کرد ولداری و بخششہا بداد
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
بعد ازاں گفت از برائے جان تاں
اس کے بعد ان سے کہا اپنی روح کی تفریح کے لئے
پاخش دادند کہ خدمت کنیم
انہوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کریں گے

ہیں در آ خولہ دواں گوشہ نشین
خولہ! اس گوشے میں بیٹھ جا
گرون ایشاں بدیں حیلہ زند
انہوں نے اس تدبیر سے ان سب کی گردن اڑا دی
داعی اللہ را نبر دندے نیاز
اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے
اخذ را زمکر شیطاناے رشید
اے ہدایت پر چلنے والے شیطان کے مکر سے بچ
تا نگیر د بانگ محتالیت گوش
تاکہ کن حیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے
در شکم خواراں تو صاحب دل بجو
خولہ! تو صاحب دل کی جستجو کر
فخر ہا اندر میان نتگہاست
فخر کی باتیں عار کی باتوں کے درمیان ہیں
از پگہ تا جانب میداں دواں
صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے
رہی خود بنمودہ شاں بس تازہ رو
تو انہیں اپنا خوشنا چہرہ دکھایا
ہم عطا ہم وعدہا کرداں قباو
تو انہیں اپنا خوشنا چہرہ دکھایا
جملہ در میداں بخشید لشباں
آج کی رات س میدان میں سو جاؤ
گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم
اگر آپ چاہیں گے، ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

۱ شومی۔ مصریوں کا یہ قول عام اس لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔
داعی اللہ مؤذن۔ مکار۔ یعنی وہی مغل۔ بانگ درویشاں۔ عذاب الہی سے نجات کا باعث جس طرح مؤذن کی پکار کو قبول کرنا ہے اسی طرح فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا بھی ہے۔ محتال۔ فریبی حیلہ کر۔

۲ گر گدایاں۔ انہی دنیا دار فقیروں میں کوئی صاحب دل بھی ہوگا لہذا سب کی خدمت کرو۔ گہر با سنگہا۔ دیا کی تہ میں سنگ بڑے بھی ہوتے ہیں اور پتھر بھی۔ پگہ۔ پگھ۔

۳ چوں۔ اسرائیلیوں کے جمع ہونے کے بعد فرعون نے ان کو اپنا دیدار کر لیا۔ قباو۔ نوشیرواں کے باپ اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہا جانے لگا۔ جان تاں یعنی تفریح طبع۔ مہ۔ ایک ماہ مخفف۔



باز کشتن فرعون از میدان بشہر شادماں از تفریق
حمل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو ان کی عورتوں سے جدا کر دینے پر
بنی اسرائیل از زنانِ شاں در شبِ حمل
فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا

شہرِ شبانگہ باز آمد شادماں
بادشاہ خوشی، خوشی رات کو واپس لوٹا
خارشِ عمراں بد اندر خدمتش
اس کا خزانچی عمران اس کی خدمت میں تھا
گفت اے عمراں بریں در حُص تو
اس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دواڑے پر سو جا
گفت چسپم ہم بریں در گاہ تو
اس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا
بود عمراں ہم ز اسرائیلیاں
عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا
کہ گماں بردے کہ او عصیاں گند
وہ (فرعون) کیسے گند کرتا کہ وہ (عمران) نا فرمائی کریگا
ایمن از عمراں بدو افعال او
وہ (فرعون) عمران اور اس کے کاموں سے مطمئن تھا
خود کجا در خاطرِ فرعون بود
خود فرعون کے خیال میں بھی کہہ تھی

جمع آمدنِ عمران بمادرِ موسیٰ و حاملہ شدنِ مادرِ موسیٰ علیہ السلام
عمران کا موسیٰ کی ماں کے ساتھ مجامعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

شہِ برفت و اوبرآں در گاہِ خفت
بادشاہ چلا گیا اور وہ عمران اس درگاہ پر سو گیا
زن برو افتاد بوسید آں لبش
عمران پر لپٹ گئی اور اس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا
نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ جفت
آدھی رات کو اس سوئے ہوئے کے پاس بیوی آگئی
برجہا نیدش ز خواب اندر شبش
اس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

۱۔ شہِ شبانگہ۔ بادشاہ تمام
اسرائیلیوں کو میدان میں سلا کر بہت
مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا
کہ میرے ملک کو زیر و زبر کرنے
والے لڑچکا آج رات حمل قرار پانا تھا تو
اب جبکہ اسرائیلی مرد عورتوں سے جدا
ہیں حمل نہ قرار پاسکے گا۔ خان۔
خزانچی۔ عمران۔ حضرت موسیٰ کے
والد جو اسرائیلی تھے قرین۔ سامی۔
بریں۔ یعنی فرعون کا دواڑہ۔ زن۔
بیوی۔

۲۔ دل بود و جاں۔ یعنی عمران سے
فرعون کو بہت زیادہ تعلق تھا۔
عصیاں۔ نا فرمائی۔ انجہ۔ یعنی اپنی
بیوی سے صحبت فرعون کی جان اور
سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔

۳۔ آنچیں۔ فرعون کو یہ خیال نہ تھا
کہ اس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور
بربادی ہے جو قوم عاد و ثمود کے لئے
مقرر تھی۔ جفت۔ یعنی عمران کی
بیوی۔

گشت بیدار او وزن را دید خوش! وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا
 گفت عمر ایں زماں چوں آمدی عمرن نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟
 در کشیدش در کنا راز مہر مرد مرد نے محبت سے اس کو پہلو میں دبا لیا
 بخت شد با او لمانت را سپرد اس کے ساتھ محبت کی اور لمانت سپرد کر دی
 آنے برسنگ زد زاد آتشے لوبا پتھر سے ٹکرایا، آ۔ پیدا ہو گئی
 من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پوتا ہے
 مات و برد از شاہ می داں اے عروس مات و برد از شاہ می داں اے عروس
 اے بیوی! ہد اور جیت شاہ کی جانب سے سمجھ اے بیوی! ہد اور جیت شاہ کی جانب سے سمجھ
 انچہ ایں فرعون می ترسید ازو انچہ ایں فرعون می ترسید ازو
 وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا

وصیت کردن عمران بخت را بعد از مجامعت ۳ کہ مراندیدہ باشی وصیت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا
 محبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا

وا مگرداں ہیچ زہنہا دم مزن تاکہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ ٹوٹ پڑیں
 چوں علامتہا رسد اے نازنین اے نازنین! جب علامتیں سامنے آئیں گی
 می رسید از خلق و می شد بر ہوا لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے
 یا برہنہ کایں چہ غلغلہاست ہاں ننگے پاؤں کے ہاں یہ شور و غل کیا ہے؟
 عاقبت پیدا شود آثار ایں انجام کار اس کے آثار ظاہر ہوں گے
 در زماں از سوائے میدان نعرہا اسی وقت میدان سے بہت سے نعرے
 شہ از اں ہیبت برون خست آل زماں شہ از اں ہیبت برون خست آل زماں
 شہ فورا اس خوف سے باہر آیا شہ فورا اس خوف سے باہر آیا

۱۔ خوش۔ خوبصورت۔ لبش۔ یعنی بیوی کے ہونٹ۔ برنیلہ۔ یعنی عمران اپنے اوپر قابو نہ پاسکے اور بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو گئے۔ لمانت۔ یعنی حضرت موسیٰ کا حمل۔ ایں کار۔ یعنی حضرت موسیٰ سے حاملہ ہو جانا۔ آتشے۔ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جو فرعون کی تباہی کا سبب ہوگی۔ ۲۔ کیوں کش۔ بدلہ لینے والا۔ برد۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب مہرے پٹ جائیں یہ آدمی مات ہوتی ہے۔ مات۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہو جائے۔ فسوس۔ فسوس۔ ۳۔ مجامعت۔ ہمبستری۔ زہنہا۔ یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں۔ یعنی حمل کی علامتیں۔ ہ۔ زماں۔ یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

از سوائے میدان چہ بانگ دست غریو
میدان کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟
گفت اے عمر اے شاہ مارا عمر باد
عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر مارا ہو
از عطائے شاہ شادی می کنند
بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں
کز نہیش می رمد جنتی و دیو
کہ اس کے ذریعے جن اور بھوت بھاگ رہے ہیں
قوم اسرائیلیاں از تو شاد
اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے
رقص می آرند و کفہای زنند
ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

فرعون کا شور و غل اور غوغا سنا

گفت باشد کایں بود لقا و لیک
اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ہو، لیکن
اس صدا حال مرا تغیر کرد
اس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے
پیش می آمد سپس می رفت شه
بادشاہ آگے آتا پھر واپس ہو جاتا
بر زماں می گفت اے عمر اے عمر اے
ہر لمحہ گہتا ' اے عمران! مجھے
زہرہ ۲ نے عمران مسکین را کہ تا
عمران بیچارے کا دل گرہ نہ تھا کہ
چوں زن عمران بمر اے د خزید
جب عمران کی بیوی عمران سے چچی
ہر پیغمبر ۳ کا ند آید در رحم
ہر پیغمبر جو رحم (ماہ) میں آتا ہے
وہم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک
وہم و دنگن مجھ میں سیل بہت بھر گیا ہے
از غم و اند وہ خم پیر کرد
غم اور کڑوے فکر سے مجھے بوڑھا کر دیا ہے
جملہ شب او ہنچو حال وقت زہ
تمامات وہ بچنے کے وقت حاملہ (عورت) کی طرح رہا
سخت از جا بردہ است اس نعرہا
ان نعروں نے بہت بے چین کر دیا ہے
باز گوید اختلاط بخت را
بیوی سے ملنے کے بارے میں کہتا
تا کہ شد استارہ موسیٰ یدید
پہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا
بحکم اوبر چرخ گرد و نجم
اس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے

پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو منجمان در میدان

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں نجومیوں کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں ستارہ اش
آسمان پر ان موسیٰ کا ستارہ نمودار ہوا
کوئی فرعون و مکر و چارہ اش
فرعون اور اس کے مکر و تدبیر کے خلاف

۱ گفت عمران۔ عمران نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر ناچ گا رہے ہیں۔ گفت فرعون نے عمران سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ شور کی دہی وجہ ہو جو تو نے بتائی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ پیش آمد۔ بادشاہ فکر میں تمام رات نند باہر آتا جاتا رہا۔

۲ زہرہ عمران کی یہ بہت تو نہ تھی کہ شور و غل کا اصل سبب جو کہ حضرت موسیٰ کے حمل کا قہر پانا تھا اور بتا دیتا۔ چوں ز عمران۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تھی فوراً حضرت موسیٰ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔

۳ ہر پیغمبر۔ جب بھی کوئی نبی ماں کے پیٹ میں ہوا ہے اس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے کہی۔ اندھا پن یعنی مقصد کے خلاف۔

روز شد گفتش کہ اے عمرال برو
 دن ہوا (فرعون نے) اس (عمران) سے کہاے عمران اجا
 راندے عمرال جانب میدان و گفت
 عمران نے میدان کی جانب سولی ہانگی اور کہا
 ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک
 ہر نجوی ننگے سر کپڑے پٹھے ہوئے
 ہچمو اصحاب عزا آوازِ شاں
 ماتم کرنے والوں کی طرح ان کی آواز
 ریش و مو برگندہ رو بد رید گاں
 داری اور بال اکھائے ہوئے منہ نوچے ہوئے
 گفت خیرست نہ چہ آشوب ست و جل
 اس (عمران) نے کہا خیر ہے یہ کیا کہرام اور حال ہے
 عذر آور دند و گفتند اے امیر
 انہوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر!
 انہمہ کر دیم و دولت تیرہ شد
 ہم نے یہ سب کچھ کیا اور اقبل دولت تاریک ہو گیا
 شب ۲ ستارہ آل پسر آمد عیاں
 رات اس بچہ کا ستارہ نمودار ہو گیا
 زد ستارہ آل پیمبر بر سما
 اس پیغمبر کا ستارہ پر نمودار ہوا
 بادل خوش شاد عمرال و زلفاق
 عمران خوش دلی کے ساتھ زلفاق سے
 کرد عمرال خویش پر خشم و ترش
 عمران نے اپنے آپ کو ترش رو اور غضبناک بنایا
 خویشتن را انجمنی کرد و براند
 اپنے آپ کو نادان بنایا اور چل دیا

واقف! آل غلغل و آل بانگ شو
 اس شور اور آواز کے بارے میں دریافت کر
 ایں چہ غلغل بود شہنشہ نخفت
 یہ کیا شور تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا
 ہچمو اصحاب عزا بر فرق خاک
 ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)
 بد گرفته از فغان و سازِ شاں
 چلانے رندہ گئی اور ساز (طرب) خاموش تھے
 خاک بر سر کرد پر خوں دیدگاں
 سر پر خاک ڈالے ہوئے آنکھیں پر خون
 بد نشانی می دہد منخوس سال
 منخوس سال بری علامت دکھا رہا ہے
 کرد ما را دست تقدیرش اسیر
 ہمیں اس (اللہ) کے دست قدرت نے قیدی بنالیا
 دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
 بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب آ گیا
 کوئی ما بر زمین آسمان
 آسمان کی پیشانی پر ہماری نظر نگہوں میں حول جھونک کر
 ما ستارہ بار بکشتیم از بکا
 ہم نے رو رو کر ستارے آنسو برسائے
 دست بر سر می بز دکاہ الفراق ۳
 سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"
 رفت چوں دیوانگان بے عقل و دُش
 دیوانوں کی طرح بے عقل و حواس واپس ہو گیا
 گفتہائے بس نشن بر جمع خواند
 جمع کو بہت سخت باتیں کہیں

۱ واقف۔ باخبر۔ راند عمرال۔
 عمران نے میدان میں جا کر منجموں
 سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔
 غزا۔ ماتم۔ سوگ میں لوگ کپڑے
 پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں
 اور چیخ و پکار سے ان کی آوازیں بچھ
 جاتی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ۔ پریشانی۔
 کردار۔ یعنی ہمیں قدرت نے عاجز
 کر دیا اور ہم بچہ کی پیدائش کو نہ روک
 سکا اور بچہ جو دیش آ گیا۔

۲ شب۔ رات کو بچہ کی پیدائش
 کا ستارہ نمودار ہو گیا ہے۔ کوئی ما۔ یعنی
 ہماری فحاش کے خلاف۔ ستارہ بار۔ یعنی
 ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے
 ہیں۔ بکا۔ رونہ۔ بادل خوش۔ عمران
 بچہ کی پیدائش سے خوش تھے لیکن
 بظاہر غم کا اظہار کر رہے تھے۔

۳ انفراق۔ یعنی اب سلطنت
 و ہم برہم ہو جائے گی۔ کرد عمران۔
 عمران نے اپنے اوپر ظاہری غم و غصہ
 طاری کیا منجموں کو برا بھلا کہا اور وہ
 میدان سے واپس لوٹ آئے۔

خویشترن راتر ش و غمگین ساخت او

اس نے اپنے آپ کو ترش رو اور غمگین بنایا

گفت ۱ شاں شاہ مرا بفر یفتید

بولاتم نے میرے بادشاہ کو فخر پہنچا دیا

سوئے میدان شاہ را آیتخید

تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے

دست بر سینہ نہا دید از ضمناں

دھم دھم کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا

عاقبت ز رہا تلف شد کار خام

آخر کار روپیہ برباد ہوا ' کام اٹھوا رہا

چوں شنید از غصہ رویش شد سیاہ

جب اس نے سنا غصہ سے اس کا منہ کالا پڑ گیا

گفت ۲ ایشاں را کہ ہیں اے خائناں

شلہ نے ان منجھوں سے کہا کہ ہاں اے خائن!

خویش را در مضحکہ اندا ختم

ہم نے اپنی مذاق از دلی

تا کہ امشب جملہ اسرائیلیاں

حتی کہ آج کی رات سب اسرائیلی

مال رفت و آبرو و کار خام

مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام اٹھوا رہا

سالہا ادرار ۳ خلعت می برید

تم سالوں سے عطایا اور خلعت لئے جاتے ہو

از برائے آنکہ در روز چنیں

اسی لئے کہ اس طرح کے دن

رائے تال ایں بود و فرہنگ و نجوم

تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا؟

نرد ہائے باز گو نہ باخت او

اس نے اٹی چال چل

از خیانت وز طمع نشکینفتد

خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے

آبروئے شاہ مارا رختید

تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی

شاہ راما فارغ آریم از غمناں

کہ ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کر دیں گے

شد بر فرعون و بر خواندش تمام

فرعون کے پاس گیا اور اس کو سب قصہ سنا دیا

خواند ایشاں را ز خشم آں روتباہ

ان کو اس رو تباہ نے غصہ سے بلایا

من بر آویزم شمارا بے اماں

میں تمہیں معافی کے بغیر سولی پر لٹکا دوں گا

مالہا باد شمنناں دربا ختم

مال کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا

دور مانند از ملاقات زناں

بیویوں کی ملاقات سے دور رہے

ایں بود یاری و افعال کرام

کیا یہ دوستی اور شریفوں کے کام ہوتے ہیں؟

مملکتہا را مسلم می خورید

پوری سلطنت کھائے جاتے ہو

فہم گرد آرید و گرد یدم معیں

سمجھ کو کام میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے

طبل خوارانید و مکارید و شوم

تم بچو ' اور مکار اور بدبخت ہو

۱ گفت شاں۔ عمران نے منجھوں سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو ذلیل کیا جھوٹے وعدے کئے اور مال و دولت برباد کر لیا۔ شد بر فرعون۔ فرعون کے پاس آکر تمام صورت حال بیان کر دی۔

۲ گفت یعنی بادشاہ نے انہیں پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ مالہا۔ جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا تھا۔ تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے بھی علیحدہ رکھا پھر بھی تم مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

۳ اور۔ مسلسل بخشش کرنا۔ معین۔ مددگار۔ فرہنگ۔ عقل و ادب۔ لغت کی کتاب۔ طبل خوار۔ بچو۔

مرشدا بر درم آتش زخم

میں تمہارے نکلے کر دوں گا پھونک دوں گا عیش رفتہ باشمانا خوش کنم

میں تمہارے پہلے عیش کو بد مزہ کر دوں گا سجدہ ہا کر دند و گفتندے خدیوے

انہوں نے سجدے کئے اور کہا اے شہنشاہ! سالہا دفع بلا ہا کردہ ایم ہم نے سالوں میں بیتیں ملی ہیں

فوت شد از ما و حملش شد پدید وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اس کا حمل نمودار ہو گیا

لیک استغفار ایں روز ولاد لیکن اس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی

روز میلادش رصد بندیم ما اس کی پیدائش کی دن ہم رصد بندی کریں گے

گر ۳ نداریم ایں نگہ مارا بکش اگر ہم اس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مار ڈالنا

تابہ نہ می شمرد او روز روز وہ نو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا

چوں مکان بر لا مکان حملہ برد جب مکان والا لامکان پر حملہ کرتا ہے

برقضا ہر گو شیخوں آورد قضا (خداوندی) پر جو شیخوں ملتا ہے

چوں زمیں با آسماں خصمی کند جب زمین آسمان سے دشمنی کرے

نقش ۱ بانقاش چوں پنچہ زند جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

گوش و بینی و لبایں تاں برکنم

تمہارے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دوں گا من شمارا ہیزم آتش کنم

میں تمہیں آگ کا ایندھن بنا دوں گا گر کیے کرت زما چر بید دیو

اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آ گیا وہم حیراں زانچہ مابا کردہ ایم جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر عقل حیران ہے

نطفہ اش بر جست و رحم اندر خزید اس کا نطفہ کونا اور رحم میں گھس گیا

مانگہداریم اے شاہ قباو اے شہنشاہ! ہم حفاظت کریں گے

تا نگر و فوت و نچہد ایں قضا تاکہ وہ بچ کر نہ نکلے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو

اے غلام رائے تو افکار و ہمش اے وہ! کہ عقلیں اور ہوش تیری بارے کے غلام ہیں

تا پیر د تیر حکم خصم دوز تاکہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے

خون خود ریز و بلا ہا را خرد اپنا خون کرتا ہے مصیبتیں خریدتا ہے

سرنگوں آید ز خون خود خورد لوندھا گرتا ہے اور اپنا خون پیتا ہے

شور گردد سرز مرگے برزند بجر بن جاتی ہے موت سے ٹکراتی ہے

سبستان درویش خود برمی کند اپنی موچیں اور داہمی اکھاڑتا ہے

۱۔ خدیو۔ خداوند آقا۔ کرت۔ مرتبہ۔ ہادی۔ چر بید۔ غالب آ گیا۔ وہم۔ یعنی ایسے کارنامے کئے جن پر عقل حیران ہے۔

۲۔ حملش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا حمل۔ استغفار۔ یعنی اس غلطی کی مکافات ہم موسیٰ کی ولادت کے دن کریں گے۔ قباو۔ ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے۔ ہر بڑے بادشاہ کو قباو کہہ دیا جاتا ہے۔ رصد۔ انتظار۔ وہ عمل جو کسی بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر منہج صحیح کر ستاروں کی گردش کے احوال معلوم کریں ہیں۔ یعنی ہم رصد گاہ میں بیٹھ کر اس کا یوم ولادت معلوم کریں گے۔

۳۔ گر۔ یعنی اگر ہم ولادت کے وقت اس بچہ کا تدارک نہ کر سکیں تو ہمیں قتل کر دینا ہے۔ نہ۔ نو۔ مہینے جو حمل کی مدت ہے تیر حکم۔ یعنی موسیٰ کی ولادت جو جانی کا سبب ہے۔ مکان۔ یعنی مخلوق۔ لامکان۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ قضا۔ قضائے خداوندی کا مقابلہ کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔ چوں زمیں۔ قضائے خداوندی کا مقابلہ کرنے والے کی مثل ہے۔ زمین آسمان سے دشمنی مولے کی تو خود کو پہلے کرے گی۔

۱۔ نقش۔ اگر مخلوق خالق سے نزاع کرے تو خود مخلوق کی بربادی ہے۔

خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند
فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکلائی سے میدان کی طرف
سوئے میدان بہ مکر
بلانا جن کے حال میں بچے ہوئے تھے

۱۔ بعد نہ مذ۔ یعنی جبکہ متوقع
ولادت کا زمانہ گزر گیا۔ دہر۔
زمانہ۔ بہر۔ حصہ تاز دلو۔ منادی
کرنے والے بادشاہ کے اس قول کا
اعلان کر رہے تھے۔ پار۔ لڑشت۔
۲۔ اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی
نصیب دہی کا سال ہے۔ حلیت۔
زیور۔ ہر کہو۔ یعنی جس عورت کے
اس مہینہ بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ
ملے گا۔ خیمہ۔ یعنی وہ شاہی خیمہ جس
میں تخت بچھا ہوا تھا۔ نوزادہ۔ یعنی
جس کے حال ہی میں بچہ ہوا تھا۔
دستاں۔ مکر یعنی اس بہانہ سے قتل
کرنے کا ارادہ۔

۳۔ آں نہ۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں
سے لڑکوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ
دیا۔ تخاب۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں
میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰ کے
ماں کے پیٹ میں آجانے سے پیدا
ہوا ہے اس میں اور اضافہ ہو۔

بعد نہ مہاشہ بروں آورد تخت
نویسنے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا
بار دیگر شد منادی سوئے شہر
دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا
کے زناں با طفلگان میداں روید
کہ اسے عورتوں بچوں کو لے کر میدان میں پہنچا
آنچنانکہ پار مرداں را رسید
جس طرح کہ پارسا مردوں کو ملا
ہیں زناں امسال اقبال ۲ شماست
آگاہ! عورتوں اس سال تمہارا نصیب ہے
مرزناں را خلعت و حلیت دہند
عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے
ہر کہ او اس ماہ زائیدست ہیں
آگاہ! جس نے اس سال بچہ جنا ہے
آں زناں با طفلگان بیروں شدند
اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں
ہر زنے نوزادہ بیروں شدند شہر
ہر نئے بچہ والی عورت شہر سے باہر نکل آئی
چوں زناں جملہ بد و گرد آمدند
جب سب عورتیں اس کے گرد آ گئیں
سر بریدنش کہ انیست احتیاط
اس کا سر قلم کر دیا کہ یہ احتیاط ہے
سوئے میدان و منادی کرد سخت
میدان کی جانب اور سخت اعلان کر دیا
کے زناں از دہری یابید بہر
کہ اس عورتوں زمانے سے حصہ حاصل کر لو
تاز داد و بخشش شاداں شوید
تاکہ تم میری عطا اور بخشش سے خوش ہو
خلعت و ہر کس ازیشاں زر کشید
شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے روپیہ حاصل کیا
تا بید بدہر یکے چیز یکہ خواست
تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے
کو د کاں را ہم کلاہ زر نہند
بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے
گنجا گیر و زن بے شک یقین
یقیناً بلا شک مجھ سے خزانے حاصل کر لے گی
شاداں تاخیمہ شہ آمدند
خوش خوشی یہاں تک کہ بادشاہ کے خیمہ کے پاس آ گئیں
سوئے میداں غافل از دستان قہر
میدان کی جانب، ظلم کے مکر سے غافل ہو کر
ہر چہ بود آں فر زما در بستند
جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا
تا نزاید خصم و نفرزاید تخاب
تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانگی نہ بڑھے

بوجو آمدن موسیٰ علیہ السلام و آمدن عوانان ۱ بخانہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا
عمران و وحی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در تنور
اور حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس وحی آتا کہ ان کو آگ کے تنور میں ڈال دے
آتشش اندازد کہ من اورا نگاہ دارم

کیونکہ میں اس کی حفاظت کروں گا

خود زن عمران کہ موسیٰ زادہ بد
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو جنا تھا
بعد از آن دستل کہ آں سگ بازناں
اس کے بعد وہ مکر جو اس کتے نے عمران سے
آں زنان قابلہ در خانہا
دائیں کو گھروں میں
غمز کر دندش کہ اینجا کود کیست
انہوں نے اس کو اشارہ کر دیا کہ یہاں ایک بچہ ہے
اندریں کو چہ یکے زیبار نے ست
اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے
پس عوانان آمدند او طفل را
تو سپاہی پہنچ گئے اس نے بچہ کو
وحی آمد سوئے زن از دادگر
عورت کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی
در تنور انداز موسیٰ را تو زود
تو موسیٰ کو فوراً تنور میں ڈال دے
عصمت یانا ۳ رگونی باردًا
اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا کی حفاظت کی جہ سے
زن بوجی انداخت او را در شرر
عورت نے وحی کی جہ سے اس کو انگوٹوں میں پھینک دیا

دامن اندر چید ز آل آشوب زود
اس نے اس فتنہ سے جلدن دامن بچا لیا
کرد دیگر میں چہ آور دآں زماں
کیا پھر دیکھ اس نے اس وقت کیا کیا
بہر جاسوسی فرستا دآں دعا
اس مجسم دعا نے جاسوسی کے لئے روانہ کر دیا
نامد او میداں کہ در وہم ۲ و شکلیست
جو میدان میں نہیں آیا کیونکہ اس کی مدد ہمہ شک میں ہے
کود کے دارد و لیکن پر فتنے ست
جس کے ایک بچہ ہے لیکن وہ عورت بڑی چالاک ہے

در تنور انداخت از امر خدا
خدا کے حکم سے تنور میں ڈال دیا
کہ نسل آں خلیل ست اس پر
کہ یہ بچہ (ابراہیم) خلیل اللہ کی نسل سے ہے
تا نگہدار یکش اندر نار و دود
تاکہ آگ اور دھوئیں میں اس کی حفاظت کروں
لا تَکُونُ النَّارُ حَرًّا شَارِدًا
آگ گرم اور سرکش نہ ہو گی
برتن موسیٰ نکرد آتش اثر
آگ نے موسیٰ کے جسم پر اثر نہ کیا

۱۔ عوان۔ سپاہی۔ آشوب۔ فتنہ
یعنی وہ فتنہ جو فرعون نے بچوں کے قتل
کا پیدا کیا تھا۔ دستل۔ مکر۔ سگ۔
یعنی فرعون۔ قابلہ۔ بچہ۔ جنا۔ دالی
عورت۔ دس دعا۔ یعنی فرعون۔ غمز۔
چنگی لینا اشارہ کرنا۔

۲۔ وہم۔ یعنی اس کو شک ہو گیا
سے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی خرابی
پیدا کریں گا۔ زیبار۔ یعنی عمران
کی بیوی۔ پر فتنے۔ چونکہ اس نے بچہ
کو احتیاطاً میدان میں نہیں بھیجا تھا۔
کہ نسل۔ حضرت ابراہیم پر آگ کو
ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنادیا گیا تھا
لہذا ان کی نسل کے اس بچہ کو اسی حکم
سے آگ سے نجات دے دی جائے
گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم کو
دی گئی تھی۔

۳۔ یانا۔ یہ اسی آیت کا خلاصہ
ہے جس میں آگ کو ٹھنڈا دیا گیا تھا کہ
وہ ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا
ذریعہ بن جائے۔ شارد۔ سرکش۔
شرر۔ یعنی تنور کے انگوٹے۔

پس عواناں خانہ را جستند زود
سپاہیوں نے فوراً گھر کی تلاشی لی
پس عواناں بے مراد آں سُوشدند
سپاہی ناکام واپس ہو گئے
باعتواناں ماجر ابرد اشتند
سپاہیوں سے قصہ چھیڑا
کائے عواناں باز گردید آں طرف
کہ اے سپاہیو! اس طرف پھر جاؤ
باز گشتند آں عواناں جملگاں
وہ سارے سپاہی واپس لوٹے
تا کہ موسیٰ را بجویند آں زماں
تا کہ فوراً موسیٰ کو تلاش کریں

باز و جی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آبش فلن الْقِيَه فِي الْيَمِّ
”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر و جی آنا کہ اس کو پانی میں ڈال دے اسکو دیا میں ڈال“

باز و جی آمد کہ در آبش فلن
پھر و جی آئی اس کو پانی میں ڈال دے
در فلن در نیلش ۲ و گن اعتمید
اس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر
مادرش انداخت اندر رو دنیل
ماں نے اس کو دیائے نیل میں ڈال دیا
ایں سخن پایاں ندارد مگر ہاش
اس بات کی انتہا نہیں ہے اور اس کے مگر
صد ہزاراں طفل می کشت از بروں
وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا
از جنوں می گشت ہر جلد جنیں
جس جگہ کوئی پیت کا پانی ہو اس کو پاگل پن سے ملد آنا
اژدہا بد مگر فرعون عنود
سرکش فرعون کا مگر اژدہا تھا
روی در امید دار و مؤملکن
امید رکھ اور پریشان نہ ہو
من ورا باتور سانم رُو سفید
میں عزت سے اسے تیرے پاس پہنچا دوں گا
کار را بگذاشت بانعم الوکیل
معاملہ بہترین وکیل کے سپرد کر دیا
جملہ پیچیدہ ہم در ساق و پاش
سب اس کی پنڈلی اور پیروں میں لپٹ گئے
خصم ۳ اندر صدر خانہ در دروں
اور دشمن بیچ مکان میں درپردہ موجود تھا
از حیل آں کور چشم دوریں
تدبیروں سے ’ وہ دورین ’ اندھا
مگر شاہان جہاں را خورده بود
جو دنیا کے بادشاہوں کے مگر کو نگل گیا تھا

۱۔ نبود۔ چونکہ بچہ کو تنور میں ڈالا گیا تھا۔ غدا۔ پختلور۔ غُرف۔ غُرفہ کی جمع ہے کونجی بالا خانہ۔ در آبش یعنی موسیٰ کو دیا۔ ئے نیل کے پانی میں ڈال دے۔

۲۔ نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا ہے۔ سفید۔ بالہ۔ بعم الوکیل۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس سخن۔ یعنی اللہ کے کرم و رحمت کی باتیں۔

۳۔ خصم۔ یعنی حضرت موسیٰ خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔ کور چشم۔ اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے میں۔ دور ہیں۔ یعنی دنیا داری کے مکر و فریب میں۔

لیک ازاں فرعون اترے آمد پدید
لیکن اس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا
اژدہا بُود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا اور لاٹھی اژدہا بنی
دست شد بالائے دست اس تاکجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک
کاں کیے دریاست نے غور و کراں
کیونکہ وہ ایک بے تھا اور بے سائل دیا ہے
حیلہا ۲ و چارہا گر اژدہا ست
حیلے اور تدبیریں اگرچہ اژدہا کی طرح ہوں
چوں رسید اینجا بیانم سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا
انجہ در فرعون بُود اندر تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے
اے دروغ اس جملہ احوال تو ہست
ہائے نفوس یہ سب تیرے احوال ہیں
انجہ گفتم جملگی احوال تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں
گرز تو سہ گویند وحشت زایدت
اگر تیرے احوال بیان کریں تو تو گھبراتا ہے
چوں خرابت می کند نفس لعین
لمعون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے
اس جراحہا ہمہ از نفس تست
یہ بڑے احوال کے سارے ذم تیرے نفس کی وجہ ہے
آتش راہیزم فرعون نیست
تیری (نفسانی خواہش کی) آگ کے لئے فرعون ہی نہیں ہے

ہم ورا ہم مکر اُورا در کشید
جس نے اس کو اور اس کے مکر کو نکل لیا
اس بخورداں را بتوفیق خدا
اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نکل لیا
تابہ یزداں کہ اِلَیْہِ الْمُنتَہٰی
خدا تک کیونکہ اسی پر انتہا ہے
جملہ دریا ہا چو جوئے پیش آں
سارے دریا اس کے سامنے نہر جیسے ہیں
پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست
لا اللہ کے بالمقابل وہ معدوم ہیں
مُحَمَّدٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ
فنا ہو گیا اور خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے
لیک اژدہات مجبوس چہ است
لیکن تیرے اژدھے کنوئیں میں قید ہیں
تو براں فرعون بر خواہش بست
تو اند کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے
خود نہ گفتم صد کیے زانہا درست
میں نے ان میں سے ایک فیصدی بھی نہ بیان نہیں کیا ہے
ورز دیگر چوں فسانہ آیدت
اور اگر دوسرے سے متعلق بیان کریں تو تجھے کہانی معلوم ہوتی ہے
دورمی اندازد ت سخت اس قریں
ساتھی تجھے (راہ ہدایت سے) بہت دور لے جا رہا ہے
لیک مغربی ز جہل اے سخت مُست
اے سخت کاہل! تو جہل سے مغلوب ہے
ورنہ چوں فرعون اَوْ شعلہ ز نیست
ورنہ فرعون کی آگ کی طرح بڑک رہی ہے

۱ فرعون تر۔ فرعون سے بالاتر
حضرت موسیٰ جنہوں نے فرعون اور
اس کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا بود۔
یعنی فرعون اور اس کا مکر ایک اژدہا تھا۔
عصا۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی۔
دست شد بالائے دست۔ یعنی ہر
طاقت سے بالا ایک دوسری طاقت
ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی
طاقت ہے۔ کاں کیے۔ خدا کی
طاقت لاحقہ و سمند ہے دوسری
طاقتوں کے دریا اس کے مقابلہ میں
ایک نہر ہیں۔

۲ حیلہا۔ ساری دنیاوی تدبیریں
صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے
سامنے معدوم ہیں۔ اینجا۔ یعنی اللہ کی
طاقت کا بیان۔ انجہ۔ یعنی فرعون کی
جس قدر بری خصلتیں تھیں وہ ہر
انسان کے نفسِ مادہ میں موجود ہیں۔
اژدہا۔ یعنی نفسانی عیوب۔ چہ۔ یعنی
مجبوری اور موقع نہ ملنا۔ خود گفتم۔ جو
برائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفس
لادہ کی برائیوں کا ایک فیصدی ہے اور
اس کا بیان بھی مکمل نہیں کیا جا سکا
ہے۔

۳ گرز تو۔ خود نفسِ انسانی میں جو
فرعونی خصلتیں ہیں اگر وہ خصلتیں
خود کسی انسان کو سنائی جائیں تو وہ گھبرا
جاتا ہے دوسرے کی بیان کی جائیں تو
ایک قصہ اور کہانی کے طور پر سنتا ہے
دور۔ یعنی رُک ہدایت سے دور۔
جراحہا۔ انسان کی بری خصلتیں۔
ز جہل۔ لیکن انسان اپنی خصلتوں
سے جاہل اور ناواقف رہتا ہے۔
آتش۔ ہر انسان کو برائی کرنے کا
موقع نہیں ملتا ورنہ وہی کام کرے جو
فرعون نے کئے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست ورنہ چوں فرعون نارِ قاہرِ یست
تیرے نفس کی آگ کے لئے کوا کرکٹ نہیں ہے ورنہ فرعون کی آگ کی طرح تہرہ اٹھانے والی آگ ہے
ایک حکایت بشنو از تاریخ گو تاہری زیں رازِ سر پوشیدہ بو
تاریخ گو سے ایک قصہ سن لے تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت ۱ مار گیرے کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت
اس پیڑے کا قصہ جس نے ٹھٹھڑے ہوئے سانپ کو مردہ سمجھا
و در سنبہاستہ و پیچیدہ بغداد آوردہ
اور سیو میں باندھ کر یورپ لٹ کر بغداد میں لایا

مار گیرے رفت سوئے کہسار تا بگیر و او با فسو نہاش مار
ایک پیڑے ایک پیڑے کی جانب گیا تاکہ وہ اپنے منتر سے سانپ پکڑے
گر گراں و گرشتا بندہ بود آنکہ جو یندست یا بندہ بود
خولہ وہ ست ہو یا چست ہو جو تلاش کرتا ہے وہ پا لیتا ہے
در طلب زن دائماً تو ہر دو دست کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
تو ہمیشہ جستجو میں رہاں ہر دو منہاں رہے کیونکہ جستجو راستہ کے لئے بہتر رہنما ہے

لنگ و لوک ۲ و خفتہ شکل و بے ادب سوئے اومی غو و اومی طلب
(تو خولہ) انگڑا اور لولا اور سوتی صورت اور بے ادب ہو اسی کی طرف کھٹک اور اسی کو طلب کر
گہ بگفت و گہ نجا موشی و گہ بگفت و گہ نجا موشی و گہ
بھی بھل کر اور کبھی خاموشی سے اور کبھی گفت آں یعقوب با اولاد خویش
حضرت یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا

ہر جس ۳ خود را دریں جستن بجد ہر طرف رانید شکل مستعد
اس جگہ میں کوشش سے اپنے ہر جس کو مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو
گفت از روح خدا لا یتأسوا ہچو گم کردہ پسر رو سو بسو
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو بنے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ
از رہ حس دہاں پر سال شوید رہی جانناں را بجاں جویاں شوید
من کی حس کے ذریعہ دریافت کرو

۱۔ حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اس پیڑے کا اژدہا سمجھو جو بظاہر مردہ تھا۔ افسوسہا۔ پیڑے۔ کچھ منتر پڑھ کر سانپ پکڑے ہیں۔ گر گراں۔ اگر طلب ہے تو مطلوب ضرور حاصل ہوگا خواہ طالب ست ہو یا چست ہو۔

۲۔ لوک۔ کھنوں کے بل چلنے والا۔ می غویا انسان کو چاہیے اپنی معذوریوں کو نظر انداز کر کے طلب میں لگ جائے۔ گہ بگفت۔ یعنی طلب کرنے کے جس قدر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا ہے۔

۳۔ ہر جس۔ یعنی یوسف کی تلاش و طلب میں اپنے ہر جس کو کام میں لاؤ۔ گفت۔ حضرت یعقوب نے فرمایا تھا لا یتأسوا من روح اللہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا یعنی یوسف کی طلب و جستجو میں بھی مایوس نہ ہونا۔ حس دہاں۔ قوت گوہانی۔

۱۔ مودگانی۔ اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جہاں بھی دینی پڑے تو آمادہ ہو جانا چاہیے۔ چار راہ۔ چوراہہ۔ یعنی ہر سمت تلاش کرنا۔ آں سر۔ یعنی جس محبوب کی تلاش میں لگے ہو۔ ہر کجا۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے انسان کی صافست اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور ان صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

۲۔ زشتہائے۔ جس طرح خوبیاں راہنما ہیں اسی طرح انسان کی برائیاں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر برائی کا انجام کوئی نہ کوئی بھلائی ہے انسان کی بے سرو سامانی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے۔ طوبی۔ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہو گئی جس سے وہ خوش ہو اور پھل حاصل کرے۔ جتنا بے لڑائیاں صلح کا پیش خیمہ ہیں کبھی لڑائی صلح پر ختم ہوتی ہے کبھی مقصود پورا ہوتا ہے تو گویا مقصود سے صلح ہوئی کبھی انسان لڑائیوں سے گھبرا کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صلح ہوئی۔ دام راحت۔ انسان تکلیفیں اٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے۔ چشمہائے۔ غصہ کبھی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ والدین کا اولاد پر غصہ کی برائی دیکھ کر انسان شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے کبھی مخلوق کا بے حس غصہ شفقت خداوندی کا سبب بن جاتا ہے محبوب کی جفا کے نتیجہ میں وفا نمودار ہو جاتی ہے۔

۳۔ ہر گفہ شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ بوئے۔ جس طرح بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بناتا ہے اس طرح ہر برائی کو بھی راہنما بنالے۔ چوں عصا۔

گوش را بر چار راہ آں نہید
کان کو اس کے چوہے پر لگا
سوئے آں سر کاشائے آں سرید
اس راہ کا جس سے تم واقف ہو
سوئے اصل لطف رہ یابی بے
(اس سے) اصل خوبی کی جانب تو بہت رہنمائی حاصل کریگا
جزو را بگذار و بر کل دار طرف
جزو کو چھوڑ دو کل پر نگاہ رکھ
برگ بے برگی نشان طوبی است
بے سامانی کا سامان طوبی کا نشان ہے
دام راحت دانما بے راحتی است
تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جال ہے
وز جفائے خلق امید و فاست
مخلوق کے ظلم سے وفا کی امید ہے
ہر ۳ گلہ از شکر آگہ می گند
ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے
بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم
اے فانا! ضد سے ضد کا سراغ لگا
جملہ عالم را بدیں سالی شمار
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ
مارگیر از بہر بازی مار جست
پنیر نے تماشے کے لئے سانپ تلاش کیا

پرس پر ساں مودگانی! جاں دہید
پوچھتے پوچھتے جان کی انعام بخشی کر
ہر کجا بوئے خوش آید بو برید
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اس کا سراغ لگاؤ
ہر کجا لطف ہے بینی از کے
جہاں نہیں کسی کی تو خوبی دیکھے
۴۔ نہمہ جوہار دریائست ژرف
یہ تمام نہیں ایک گہرے دریا کی ہیں
زشتہائے ۲ خلق بہر خوبی است
مخلوق کی برائیاں بھلائی کے لئے ہیں
جنگہائے خلق بہر آشتی است
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لئے ہیں
نشمہائے خلق بہر مہر خاست
مخلوق کی ہرائیاں محبت کے لئے پیدا ہوئی ہیں
ہر زدن بہر نوازش را بود
ہر مار پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے
بوئے بر از جزو تا گل اے کریم
اے بھلے آدمی! جزو سے گل کا سراغ لگا
چوں عصا و دست موی گشت مار
جیسا کہ لٹھی حضرت موی کے چھو میں سانپ بنی
جنگہائے آشتی آرد درست
لڑائیاں صلح پیدا کر دیتی ہے



برائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالقابل چیز سے دوسری بالقابل چیز کا سراغ لگانا ہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موی کا عصا سانپ بنا حالانکہ دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھ لے۔ مارگیر۔ پنیر نے سانپ تماشے کے لئے پکڑا حالانکہ سانپ سبب ہلاکت ہے جو تراشے کی ضد ہے۔

۱۔ لای۔ وہ پیڑا جڑوں کے موسم میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ تلاش کر رہا تھا۔ مارگیر پیڑے نے سانپ اس لئے پکڑا کہ لوگوں کو دکھا کر حیرانی میں ڈالے لوگوں کا سانپ کو دیکھ کر حیرانی میں پڑنا کی ناپائی ہے۔
 ۲۔ آدمی کہہ است۔ جس طرح پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود انسان میں برے اخلاق کے اژدہے موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا کیوں مشتاق بنتا ہے اپنے اند کے سانپ دیکھ لے انسان کی سانپ پر حیرانی لگی ہی ہے جسے کہ پہاڑ۔ سانپ پر حیران ہو۔ خوشن۔ انسان نے اپنی رفعت اور بلندی کو نہیں سمجھا اشرف مخلوقات پیدا کیا گیا تھا اور دل مخلوقات بن گیا۔
 ۳۔ نودا طلسم۔ انسان برصیا چیز سے گھٹیا بن گیا۔ صد ہزاروں کائنات انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے لٹی مخلوقات کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ دانگنہ۔ چند جو چند مسافر سفر کے اخراجات کے لئے باہمی جمع کریں گھر کا سدا و سلن۔ نیک نیک۔ اچھی طرح۔

بہر بازی مار جوید آدمی
 انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے
 اوہمی اُبستہ یکے مار شگرف
 وہ ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا
 اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم
 اس نے وہاں ایک مردہ بڑا اژدہا دیکھا
 مارگیر اندر زمستانِ شدید
 پیڑا سخت جائے میں
 مارگیر از بہر حیرانی خلق
 لوگوں کے تعجب کے لئے پیڑا
 آدمی ۲ کہہ است چوں مفتوں شود
 آدمی پہاڑ ہے کیوں فرقت ہوتا ہے؟
 خوشن نشناخت مسکین آدمی
 آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا
 خوشن را آدمی ارزاں فروخت
 آدمی نے اپنے آپ کو سستا بیچا۔
 صد ہزاراں مار و گہ حیران اوست
 لاکھوں سانپ اور پہاڑ اس پر حیران ہیں
 مارگیر آں اژدہا را بر گرفت
 پیڑے نے اس سانپ کو پکڑ لیا
 اژدہائے چوں ستونِ خانہ
 ایک اژدہا گھر کے ستون جیسا (مونا)
 کاژدہائے مُردہ آورده ام
 کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں
 اوہمی مُردہ گماں بُردش و لیک
 وہ اس کو مردہ سمجھ رہا تھا، لیکن

غم خورد بہر امید بے غمی
 بے غمی کے لئے غم برداشت کرتا ہے
 گردِ کوہستان در لیم برف
 پہاڑوں کے چاروں طرف برف کے زمانہ میں
 کہ دلش از شکل او شد پر زہیم
 کہ اس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا
 ماری بُست اژدہائے مُردہ دید
 سانپ تلاش کرتا تھا اس نے ایک مرا ہوا اژدہا دیکھا
 مارگیر دانیت نادانی خلق
 سانپ پکڑتا ہے مخلوق کی ناپائی تعجب ہے
 کوہ اندر مار خیراں چوں شود
 پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟
 از فرونی آمد و شد در کمی
 بڑائی سے آیا اور کمی میں مبتلا ہو گیا
 بود ۳ طلسم خویش را بر دلق دوخت
 طلسم تھا اپنے آگ کو گدڑی پر سی دیا
 اوچر اجیراں شد دست و مار دوست
 وہ خود کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا؟
 سوئے بغداد آمد از بہر شگفت
 تعجب میں ڈالنے کے لئے بغداد میں آیا
 می کشیدش از پے دانگاہ
 روضی کے لئے وہ اس کو کھینچ رہا تھا
 درشکارش من جگر ہا خوردہ ام
 اس کے شکار میں میں نے خون جگر پیا ہے
 زندہ بود و اوندیش نیک نیک
 وہ زندہ تھا اس نے اس کو اچھی طرح نہ دیکھا

اوز سرماہا و برف افسردہ بود
وہ جاڑے اور برف سے ٹھہر گیا تھا
اے عالم افسردہ است و نام او جماد
عالم ٹھہرا ہوا ہے اور اس کا نام جماد ہے
باش تا خورشید حشر آید عیاں
ٹھہر جا کہ حشر کا سورج نمودار ہو
چوں عصائے موسیٰ اینجا مارشد
جبکہ حضرت موسیٰ کی لٹھی اس عالم میں سانپ بن گئی
پارہ ۲ خاک کی تراچوں زندہ ساخت
تو خاک کا ٹکڑا ہے تجھے جس طرح زندہ بنایا
مردہ زیں سویند و زال سورندہ اند
وہ اس جانب مردہ ہیں اور اس جانب زندہ ہیں
چوں ازاں سوشاں فرستد سوئے ما
جب وہاں چیزیں کو اس جانب سے ہماری جانب بھیجتا ہے
کوہہا ہم کن داؤ دی گند
پہاڑ بھی داؤدی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں
باد کمال سلیمانے شود
ہوا ایک سلمان کو اٹھالی جانے والی بن جاتی ہے
ماہ با احمد اشارت ہیں شود
چاند حضرت احمدؑ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے
خاک قاروں را چومارے در کشد
زمین قاروں کو اڑھے کی طرح نکل لیتی ہے
سنگ بر احمد سلاے می گند
پتھر حضرت احمدؑ کو سلام کرتا ہے

زندہ بود و شکل مردہ می نمود
زندہ تھا اور بظاہر مردہ نظر آتا تھا
جلد افسردہ بود اے استاد
اے استاد! جلد ٹھہر ہوا ہوتا ہے
تابہ بنی جنبش جسم جہاں
تا کہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھ لے
عقل را از ساکنات اخبار شد
عقل کو جمادات کے بارے میں علم ہو گیا
خاکہا را جملگی باید شناخت
تو تمام خاکوں کو اسی طرح بے پہچان لینا چاہیے
خامش اینجا و آل طرف گویندہ اند
اس جگہ چپ ہیں اس جانب بولنے والی ہیں
آں عَصَا گر دو سوئے ما اژدہا
وہ لٹھی ہماری جانب آ کر اژدہا بن جاتی ہے
جوہر آہن بکف مؤے شود
لوہے کا جو ہر ہاتھ میں موم بن جاتا ہے
بحر سہ موسیٰ سخندانے شود
سمندر موسیٰ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے
نارا ابراہیم را نرسں شود
آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے نرس بن جاتی ہے
استن حنا نہ آید در رشد
حنا نہ ستون ہوش میں آ جاتا ہے
کوہ یچی را پیامے می گند
پہاڑ حضرت یحییٰؑ کو پیغام دیتا ہے



۱۔ عالم۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا میں
جن چیزوں کو بے حس اور اک جماد مانا
جاتا ہے وہ بھی ٹھہری ہوئی ہیں اور
بظاہر جماد ہیں حشر میں جب صحن
پر پڑیگا تو ان کا ٹھہرا پن ختم ہو جائے گا
اور ان کا جس اور اک نمودار ہو جائے گا
جیسا کہ اس اڑدے کا معاملہ تھا۔
جماد۔ اور جلد کے لغوی معنی ٹھہرے
ہوئے کے ہیں۔ چوں عصا۔ حضرت
موسیٰ کی لٹھی جو بے حس و حرکت تھی
جب اس دنیا میں سانپ بن گئی تو
عقل سمجھ گئی کہ ان جمادات میں بھی
حرکت نمودار ہو سکتی ہے۔

۲۔ پارہ۔ خاک کی انسان بھی مٹی کا بنام
ہوا ہے اور پھر اس میں حس و حرکت آ
گئی۔ اسی طرح دوسرے جمادات کو
سمجھوان میں بھی حس و حرکت آ سکتی
ہے۔ مردہ اس سو۔ جمادات عالم دنیا
کے اعتبار سے مردہ اور عالم آخرت کے
اعتبار سے زندہ ہیں۔ چوں۔ جب اللہ
تعالیٰ ان کے عالم آخرت والے رخ کو
ہماری طرف مٹھ دیتا ہے تو ان کی زندگی
ظاہر ہو جاتی ہے۔ کوہا۔ پہاڑ جو
جمادات میں سے ہے حضرت داؤد کا
نفس اختیار کر لیتا ہے۔ جوہر آہن۔ اپنا
رخ بدلنے سے لوہا حضرت داؤد کے
ہاتھ میں موم بن جاتا ہے۔ باد۔ ہوا جو
بے حس و حال ہے حضرت سلیمان
کے لئے حوالی کام کرنے لگتی ہے۔

۳۔ بحر۔ دیائے نیل نے حضرت
موسیٰ کی بات کو سمجھ لیا ان کے ہر دشمن
فرعون کو غرق کر دیا اور ان کو پلانا دیا۔
بلد اسخضوے شق لہقر کا پتھر ہوا
اور چاند حضرت یحییٰؑ کے اشارے کو سمجھ
گیا۔ نرسں۔ گل میوئی۔ خاک۔
زمین نے قاروں کو اڑدے کی طرز
نکل لیا۔ استن۔ مسجد نبوی کا وہ ستون
جس کے سہارے حضورؐ ٹھہر دیا کرتے

تھے جب مہر تیار ہو جانے پر اس کا سہارا نہ لیا تو پڑا سنگ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر ہر پتھر اور ہر خست نے
آنحضرتؐ کو سلام کیا کہ حضرت یحییٰؑ کو پہاڑ نے پہلائی تھی۔

جملہ ذرات عالم در نہاں

دنیا کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر
ماستعیم و بصیریم و خوشیم

ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں
چوں شامائے جمادی می روید

جبکہ تم پتھر پن کی طرف جا رہے ہو
از جمادی عالم جاہا روید

پتھر پن سے جانوروں کے عالم میں جاؤ
فاش سبح جمادات آیدت

جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی
چوں ندارد جان تو قندیلہا

چونکہ تیری جان میں قندیلے نہیں ہیں
کہ غرض تسبیح ظاہر کے شود

کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟
بلکہ ہر بینندہ را دیدار آں

بلکہ ہر دیکھنے والے کو ان کا دیکھنا
پس چو از تسبیح یادت می دہد

تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں
اس بود تاویل اہل اعتزال

معتزل کی یہ تاویل ہوتی ہے
چوں ز حس بیروں نیاید آدمی

انسان جب حواس (ظاہری) سے باہر نہ نکلے
اس سخن پایاں ندارد مارگیر

اس بات کی انتہا نہیں ہے ' سپیرا
تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ

یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بغداد میں آ گیا

باتومی گویند روزان و شبان

تجھ سے شب و روز کبتر ہیں

باشمانا محرمان ماخا مشیم

تم ہمارے محرموں کے ساتھ ہم خاموش ہیں

محرّم جان جماداں چو شوید

تو جمادات کی جان کے محرم کہے ہو سکتے ہیں

غلغل اجزائے عالم بشنوید

اجزائے عالم کا شور سن لو

وسوسہ تاویلہا بر بایدت

تجھ میں سے تاویلوں کا وسوسہ

بہر بینش کردہ تاویلہا

تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے

دعوی دیدن خیال و غمی شود

دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

وقت عبرت می کند تسبیح خواں

عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بنا دیتا ہے

اس دلالت ہمچو گفتن می بود

یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے

وائے آں کس گوندارد نور حال

اس پر اسوں جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

باشد از تصویر غیبی انجمنی

تو وہ غیبی تصویر سے متاثر ہوتا ہے

می کشید آں مار ربا صد زحیر

بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو کھینچ رہا تھا

تا نہد ہنگامہ بر چار راہ

تاکہ چھاپے پر مجمع لگائے

۱۔ جملہ ذرات کائنات کا ہر ذرہ
دالات حل سے اپنے سننے اور دیکھنے
کی کیفیت کو بتاتا ہے۔ چوں شد
جب انسان اپنا احساس کھو بیٹھے تو وہ
جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔
اور جمادی اگر اپنی جمادیت ختم کر کے
روحانیت حاصل کر لے تو کائنات کی
تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ وسوسہ
کائنات کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو متزلزل
کرتے ہیں ان کا وسوسہ بھی دل میں نہ
آئے گا۔

۲۔ قندیلہا۔ یعنی باطنی نورانی
رہنمائی۔ کہ غرض قرآن پاک میں
ہے ان من شی الا تسبیح بحمدہ
ولیکن لا تفہمون تسبیحہم ہرچہ اللہ
کی تسبیح پڑھتی ہے مین تم ان کی تسبیح
کو نہیں سمجھتے ہو معتزل یہ تاویل کرتے
ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح
ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ
کائنات کا مشاہدہ کرنے والا تسبیح خواں
بن جاتا ہے۔ جب کائنات اس کی تسبیح
کا سبب ہو رہی ہے تو گویا وہ کائنات تسبیح
خواں بنی۔ لذل علی الخیر کلعلہ
خیر پر دلالت کرنے والا خود خیر کا کرنے
والا ہے۔

۳۔ اس سخن۔ یہ دو جہانی باتیں بہت
ملا ہیں لہذا سپیرے کا قصہ شروع کیا
جاتا ہے۔ زحیر۔ پتیش۔ پیچ و تاب۔
چارلہ چھاپ۔

بر لبِ آبِ شطِ مرد ہنگامہ نہاد
 دجلہ کے کنارے پر اس نے مجمع لگایا
 مار گیرے اژدہا آوردہ است
 (ک) ایک سپیرا اژدہا لایا ہے
 جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
 لاکھوں بے ذوق جمع ہو گئے
 منتظر ایشاں و او ہم منتظر
 وہ اس کے منتظر تھے وہ بھی (ان کا) منتظر
 مردم ہنگامہ افزوں تر شود
 مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں
 جمع آمد صد ہزاراں ژاژخا
 لاکھوں بکواسی جمع ہو گئے
 حلقہ گرد او چورز گرد عریش
 اس کے چاروں طرف یہاں حلقہ جیسا کہ ٹکڑی کی تل چھپر پر
 مرد را از زن خبر نے زا ازدحام
 ہجوم کی وجہ سے مرد کو عورت کا پتہ نہیں
 چوں ہی حراقہ جنیانید او
 جب "چوتھوے" سر کاٹا
 اژدہا کرز مہر یے افسردہ بود
 وہ اژدہا جو ٹھنڈک سے ٹھنڈ ہوا تھا
 بستہ بودش بار سنہائے غلیظ
 اس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا
 در درنگ و اتفاق و انتظار
 آخر میں جمع ہونے میں انتظار
 وز غلو خلق و ملک و طمطراق
 لوگوں کی کثرت اور ٹکاؤ اور کفر سے

غلغلہ در شہر بغداد افتاد
 بغداد شہر میں شور مچ گیا
 یو اعجب نادر شکارے کردہ است
 اس نے عجیب نامہ شکار کیا ہے
 صید اوشد ہر یک آنجا از خریش
 اس جگہ ہر ایک اپنے گدھے پر سے اس کا شکار بن گیا
 تاکہ جمع آیند خلق منتشر
 تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں
 گدیہ و توزیع نیکو تر رود
 بھیک اور چندہ (کا کام) خوب چلے
 حلقہ کردہ پشت، پابر پشت پا
 کمر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے
 ہچمناں کہ بت پرستیاں بر کنیش
 جیسا کہ بتوں کے پجاری بت خانہ پر
 رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام
 قیامت کی طرح خاص و عام غلط ملط تھے
 می کشیدند اہل ہنگامہ گلو
 مجمع والے گا پھاڑتے
 زیر صد گونہ پلاں و پردہ بود
 سینکڑوں قسم کے ٹاٹ اور پردوں میں تھا
 احتیاطے کردہ بودش آل حفیظ
 اس ٹکھانہ نے اس کے لئے بڑی احتیاط رکھی تھی
 وز ہیا ہوی و افعان بے شمار
 ہائے و ہو اور بے شمار چیخوں سے
 تافت برآں مار خورشید عراق
 اس اژدہے پر عراق کا سورج چمکنے لگا

۱۔ لبِ شط۔ بغداد جگہ کے دونوں
 کناروں پر آباد ہے۔ خام ریش۔
 بیوقوف۔ خریش۔ خریش۔ گدیہ۔
 بھیک۔ توزیع۔ تقسیم۔ بخشش۔ ژاژخا۔
 بکواسی۔ حلقہ کردہ پشت۔ کمر جھکائے
 ہوئے۔

۲۔ عریش۔ چھپر۔ کنیش۔ بت
 خانہ۔ مرد۔ مجمع کی کثرت میں خواہش و
 عوام اور مہملوں کا اختلاط ہو جاتا ہے۔
 حراقہ۔ چھپرے جو آگ سلگانے
 کے آتے ہیں۔ پلاں۔ ٹاٹ۔

۳۔ حفیظ۔ محافظ۔ ٹکھانہ۔ د
 درنگ۔ یعنی یہ چیزیں اور سورج کی گرمی
 اس اژدہے کے حرکت میں آنے کا
 سبب بن گئیں۔ عراق۔ وہاں کی گرمی
 مشہور ہے۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد

تیز رفت سوج نے اس کو گرما دیا

مردہ بود و زندہ گشت او از شکفت

وہ مردہ تھا اور حیرت انگیز طہ پر زندہ ہو گیا

خلق را از جنبش آں مردہ مار

مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے مخلوق کی

با تحیر نعرہا انلیخند

حیرانی سے انہوں نے نعرے لگائے

می شکست او بند زان بانگ بلند

وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا

بندہا بکست و بیروں شد ز زیر

بندش ٹوٹ گئیں وہ نیچے سے نکل آیا

در ہزیمت بس خلاق کشتہ شد

پہاں میں بہت سے لوگ مدے گئے

مار گیر از ترس برجا خشک گشت

پنیرا خوف سے اپنی جگہ خشک ہو گیا

گرگ را بیدار کرد آں کورمیش

اس اندھی بھیڑنے بھیڑے کو جگا دیا

اژدہا یک لقمہ کرد آں گنج ۲ را

اس احمق کو اژدہ نے ایک لقمہ بتلایا

خویش را بر اُستے پیچیدہ و بست

اس (اژدہ) نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا

شہر خالی گشت و اژدہا براند

شہر خالی ہو گیا اور اژدہا روانہ ہوا

نفس اژدہا ست او کے مردہ است

تیرا نفس اژدہا ہے وہ مردہ کہاں ہے

۱۔ اخلاط۔ یعنی اژدہ کے بدن کی رطوبتیں۔ مردہ ہوا۔ یعنی وہ اژدہا جس کو لوگ مرا ہوا سمجھ رہے تھے۔ می شکست۔ اژدہا رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چاقا چاق۔ رسیوں کے ٹوٹنے کی آواز۔ غراں۔ ڈر و کتا ہول ہزیمت۔ مجمع کی دایہ۔ گرگ۔ پنیرے اور اژدہ کے کی مثل ایسی ہی ہے جیسے کہ بھیڑ سوئے ہوئے بھیڑے کو خود بیدار کر دے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔

۲۔ گنج۔ احمق۔ شیخ۔ حجاج کا لہجہ ہے حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروانی کے دور کا مشہور ظالم گور ہے جس نے لاکھوں کا خون بہلایا۔ خویش را اژدہا۔ جانور یا انسان کو نگل کر اس کی ہڈیاں توڑنے کے لئے اسی طرح کی حرکت کرتا ہے۔

۳۔ گرفتار شدن از بیابان۔ تیزی سے بیابان میں چلنا۔ نفس۔ مولانا دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو اسی قسم کا اژدہا سمجھنا چاہئے۔ بے آلتی۔ ذرا کھ کا نہ ہونا۔

رفت از اعضائے او اخلاط ۱۔ سرد

اس کے اعضاء سے ٹھنڈی رطوبات جلتی رہیں

اژدہا بر خویش جنبدن گرفت

اژدہ نے بل کھانے شروع کر دیے

گشت شاں از یک تحیر صد ہزار

ایک حیرانی لاکھوں حیرتیاں بن گئیں

جملگاں از جنبشش بگریختند

اس کے ہلنے سے سب بھاگ پڑے

ہر طرف می رفت چاقا چاق بند

ہر طرف بندش کی ترخ پڑخ (کی آواز) پہنچ رہی تھی

اژدہائے زشت غراں ہچمو شیر

بھیانک اژدہا شیر کی طرح ڈر و کتا ہوا

از فتادہ و کشتگاں صد پُشتہ شد

مرے اور گئے لوگوں کے سینکڑوں ڈھیر لگ گئے

کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت

کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیا لے آیا

رفت ناداں سوئے عزرائیل خویش

بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا

سہل باشد خون خوری شیخ را

حجاج کے لئے خون پینا آسان ہوتا ہے

آتخوان خورده را در ہم شکست

کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا

سوئے گہ گرد ۳ از بیاباں برفشاند

پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو اڑایا

از غم بے آلتی افسردہ است

ذرائع نہ ہونے کے غم میں ٹھنڈا ہوا ہے

گربیا بد آلت ل فرعون او
 اگر وہ فرعون کے ذرائع پا لے
 آنگہ او بنیاد فرعون کند
 اس وقت وہ فرعون بنیاد بنائے گا
 کرکست ست آل اژدہا از دست فقر
 وہ اژدہا افلاس کے ہاتھوں حقیر کپڑا ہے
 اژدہا رادار در برف فراق
 اژدہ کو محرومی کے برف میں رکھ
 تافسردہ می بوداں اژدہات
 تاکہ تیرا اژدہا ٹھنرا ہوا رہے
 مات گن اورا و ایمن شوزمات
 اس کو ہرا دے اور ہارنے سے بچنے ہو جا
 کاں تف خورشید شہوت سرزند
 کیونکہ جب شہوت کے سورج کی گرمی منور ہوگی
 می کش اورا در جہاد و قتال
 اس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا
 چونکہ آل مرد اژدہا را آورید
 چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا
 لاجرم آل فتنہا کرد اے عزیز
 اے پیادے اللہ اس نے وہ فتنے برپا کر دیئے
 تو طمع س داری کہ اورا بے بخفا
 تو امید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے
 ہر خسے را ایں تمنا کے رسد
 ہر کینے کی یہ تمنا کہل پوری ہوتی ہے
 صد ہزاراں خلق ز اژدہ ہائے او
 لاکھوں لوگ اس کے اژدہے سے

کہ باہر او ہی رفت آب جو
 جس کے حکم سے صیائے نیل کا پانی چلتا تھا
 راہ صد موسیٰ و صد ہاروں زند
 سینکڑوں موسیٰ و ہاروں کی راہ زنی کرے گا
 پشے گرد زجاہ و مال صقر
 چرخ چاہے وہ مال نہ ہونے سے پھر بن جاتا ہے
 ہیں مکش اورا بخورشید عراق
 خبردار اس کو عراق کے سورج نہ لے جا
 لقمہ اوئی چو او یابد نجات
 جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے
 رحم گن نیست اوز اہل صلات
 رحم نہ کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے
 آل خفاش مردہ ریکت پرزند
 وہ تیری ناچیز چکاڑ اڑنے لگے گی
 مردوار اللہ یجزیک الوصال
 مردانہ وار اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائے گا
 در ہوائے گرم خوش شدآں مرید
 گرم ہوا میں وہ سرکش چاند چوبند ہو گیا
 بلکہ صد چنداں گہ ما کفیم نیز
 بلکہ اس سینکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے
 بست داری در وقار و وفا
 وقار اور وفا میں باندھ لے گا
 موسیٰ باید کہ اژدہا کشد
 موسیٰ چاہیے جو اژدہے کو مدے
 در ہزیمت گشتہ شد از رائے او
 ہزیمت کی مدے گئے اس کی رائے کی وجہ سے

۱۔ آلت فرعون۔ یعنی اسباب
 ذرائع جو فرعون کو حاصل تھے کہ
 باہر۔ فرعون کے حکم سے نیل میں
 سیلاب آگیا تھا فرعون کے لئے اللہ
 کی جانب سے استدراج تھا۔ کر
 مکہ۔ حقیر کپڑا۔ پشے گرد۔ یعنی
 اسباب میسر نہ آنے سے قوی ضعیف
 بن جاتا ہے۔ صقر۔ چرخ جو شکرے
 کی ایک قسم ہے۔ فراق۔ یعنی ذرائع
 اور اسباب مہیا نہ ہونے کا غم۔ لقمہ
 اوئی۔ شیرافس سب سے پہلے تجھے
 ہلاک کرے گا۔

۲۔ مات گن۔ نفس کو شکست
 دیدے۔ اہل صلات۔ یعنی قابل رحم
 نہیں ہے۔ خفاش۔ یعنی نفس
 انسانی۔ می مکش۔ نفس کو مردانہ وار
 مشقوں میں مبتلا رکھ اللہ کا وصل
 حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ پیڑے
 نے اس اژدہے کو گرمی سے آرام
 پہنچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکش
 ہو کر اژدہے نے جو فتنے پکائے وہ
 میرے بیان سے سینکڑوں گنا زیادہ
 تھے۔

۳۔ تو طمع۔ انسان کی غلط فہمی ہے
 کہ وہ نفس کو آرام پہنچا کر اس سے وفا
 اور وقار کی امید کرے ہر خسے۔ نفس
 کشی ہر انسان سے ممکن نہیں ہے اس
 کے لئے موسیٰ جیسی اولیاء معزی
 چاہیے۔ صد ہزاراں۔ یہ شعر پھر
 پیڑے سے متعلق ہے۔

وز اطمع ہم خویشتن رباباد داد گفته شدوالله اعلم بالسداد

لائی سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا قصہ کہہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ راستہ دہی کو خوب جانتا ہے

تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دہمکانا

خلق را کشتی و افگندی ز نیم

ذر سے لوگوں کو مار ڈالا اور گرا دیا؟

در ہزیمت شستہ شد مردم ز زلق

الے بھاگنے میں پھسلنے کی وجہ سے لوگ مارے گئے

کین تو در سینه مرد وزن گفت

مردوں اور عورتوں کے سینہ میں تیری طرف سے کین پیدا ہو گیا

از خلافت مرد ماں رانیست بد

لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ چاہ نہیں ہے

در مکافات تو دیگے می پریم

تجھ سے بدلہ لینے کے لئے دیگ بکار رہا ہوں

یا بجڑنے پس روے گرد و ترا

یا سلیہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو ہو گا

در دل خلقاں ہر اس انداختی

لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے

خوار گردی ضحکہ غوغا شوی

ذلیل ہو گا عوام کے لئے مسخکہ بنے گا

عاقبت در مصر ما رسوا شدند

انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم

فرعون نے ان موسیٰ سے کہا اے کلیم اللہ تے نے کیوں

در تردد از تو افتادند خلق

تیری وجہ سے لوگو تردد میں مبتلا ہو گئے

لا جرم ہر کس ترا دشمن گرفت

لا محالہ ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی

خلق را می خواندی برعکس شد

تو لوگوں کو بلاتا تھا (معاملہ) برعکس ہو گیا

من ہم از شر تر اگر پس می خوم

میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں

دل از یں برگن کہ بفریبی مرا

یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے

تو بدال غرہ مشکوئیں ساختی

تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے

صد چنیں آری وہم رسوا شوی

اس جیسے سینکڑوں بجزے تو لائے گا پھر بھی رسوا ہو گا

ہمچو تو سألوس بسیاراں بدند

تجھ جیسے بہت سے مکار تھے

۱۔ اطمع۔ تماشا دکھا کر پیسے وصول

کرنے کے لالچ نے سپیرے کو بھی

برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفت۔

فرعونش۔ یہاں سے مولانا حضرت

موسیٰ کے واقعہ کی طرف منتقل ہو گئے

ہیں۔ حضرت موسیٰ کی لالچی کا اثر دہانتا

دیکھ کر بھی تماشاخیوں کا مجمع بھاگا تھا

اور اس بھگدڑ میں بہت سے آدمی مار

گئے تھے اس پر فرعون نے حضرت

موسیٰ سے یہ گفتگو کی تھی۔

۲۔ تردد۔ یعنی دین کے بارے

میں شک و شبہ۔ ہزیمت یعنی

خوف کھا کر مجمع کے منتشر ہونے

میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی

طرف بلایا۔ خلافت۔ خلاف تو۔ من

ہم۔ یعنی اگرچہ میں سرورست تیرا

مقابلہ نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے

کی فکر میں ہوں۔

۳۔ بجڑنی۔ یعنی تیرے سلیہ کے

علاوہ تیرا کوئی پیرو نہ بنے گا۔ کیس یعنی

اپنی لالچی کا اثر دہانتا۔ ضحکہ۔ ہستی کے

قابل۔ غوغا۔ عوام۔

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را

حضرت موسیٰ کا اس دہمکی کا جواب دینا جو

در تہدید یکہ با اومی نمود

فرعون نے ان کو دی

گفت ابا امرہ قم اشراک نیست
حضرت موسیٰ نے فرمایا اللہ کے معاملہ میں میری شرکت نہیں ہے
راضم من شا کر من اے حریف
اے دشمن میں راضی ہوں میں شکر گزار ہوں
پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند
مخلوق کے سامنے رسوا ذلیل اور لائق مضحکہ بنوں
از خن می گویم ایں ورنہ خدا
یہ بات میں کہنے کو کہتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ
عزت آں اوست و آن بندگانش
عزت کی ملکیت ہے اور اس کے غلاموں کی ملکیت ہے
شرح حق پیاں ندارد ہچو حق
اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے

گر بریزد خونم امش باک نیست
اگر اس کا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے
ایں طرف رسوا و پیش حق شریف
کہ اس طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے باعزت ہوں
پیش حق مطلوب و محبوب و پسند
لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطلوبہ و محبوب اور پسندیدہ ہوں
از سیہ رویاں کند فردا ترا
تجھے کل کو سیاہ رو کرے گا
ز آدم و ابلیس بری خواں نشانش
حضرت آدم اور ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کر لے
ہیں وہاں بر بند و برگرداں ورق
خبردار! منہ بند کر لے اور ورق پلٹ دے

۱۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اپنے معاملہ کا مختار ہے
میری اس میں شرکت نہیں ہے۔ را
ضمیم۔ دنیا کی رسوائی جس میں خدا کی
رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از خن۔
یعنی اپنی رسوائی کی بات میں نے
کہنے کو کہہ دی ہے ورنہ اللہ کی رحمت
سے یقین ہے کہ میں رسوا نہ ہوں گا تو
ہی رسوا ہوگا۔

۲۔ عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور
اس کے غلاموں کے لئے ہے اسی
لئے آدم باعزت بنے اور شیطان
ذلیل ہوا۔ پارخ۔ جواب۔ گفت
فرعوش۔ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے کہا کاغذ اور قلمدان اور حکم میرا
ہے۔

۳۔ اہل جہاں۔ جبکہ تمام لوگ
مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے
زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا
ہے۔ خود خریدی۔ خود پسند کر دی۔
شہر۔ مصر۔ تموز۔ یعنی موسم گرما۔

پلخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰ سے چالیس
تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام

روز کی مہلت مانگنا

گفت فرعوش ورق در حکم ماست
فرعون نے ان موسیٰ سے کہا کاغذ میرے حکم میں ہے
مر مرا بخریده اندر اہل جہاں
مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے
موسیا خود را خریدی ہیں برو
اے موسیٰ تو نے خود اپنے آپ کو پسند کیا ہے خبردار چلا جا
جمع آرم ساحران دہرا
میں دنیا بھر کے جادوگروں کو جمع کروں گا
ایں نخواہد شد بروزے و دو روز
یہ ایک دن میں نہ ہو سکے گا

دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست
دفتر اور کچھری اور حکم اس وقت میرا ہے
از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں
اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے
خویشتن کم ہیں بخود غرہ مشو
خود بینی نہ کر اپنے اوپر گھمنہ نہ کر
تا کہ جہل تو نمایم شہرا
تاکہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں
مہلتم وہ تا چہل روز تموز
مجھے گرمی کے چالیس روز کی مہلت دے

جواب موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را

حضرت موسیٰ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد استور نیست
موسیٰ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے
گر تو چیری و مرا خود یار نیست
اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے
می زخم باتو بجہ تازندہ ام
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑوں گا
می زخم تادر رسد حکم خدا
جب تک اللہ کا حکم ہو گا میں مقابلہ کروں گا

بندہ ام امہال تو مامور نیست
میں اللہ کا غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے
بندہ فرمانم بدانم کار نیست
میں تو حکم کا غلام ہوں مجھ سے کوئی سرور نہیں ہے
من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام
مجھے مدد کا کیا کرتا ہے میں تو غلام ہوں
کا فلند ہر خصم از خصمی جدا
وہی ہر لڑنے والے کو لڑائی سے جدا کرتا ہے

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را وئی آمدن بموسیٰ علیہ السلام
حضرت موسیٰ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰ کے پاس وحی آنا

گفت ۱ نے نے مہلتے باید نہاد
اس فرعون نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیے
حق تعالیٰ وحی کر دے در زماں
فوراً اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
اس ۲ چہل روزش بدہ مہلت بطوع
خوشی سے اس کو چالیس روز کی مہلت دیدے
تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام
تاکہ وہ کوشش کر لے کیونکہ میں بھی سوتو نہیں رہا ہوں
حیلہاشاں را ہمہ برہم زخم
ان کی سب تدبیروں کو دہم برہم کر دوں گا
آب را آرند من آتش زخم
وہ پانی لائیں گے میں آگ لگا دوں گا
مہر پیوند ندمن ویراں کنم
وہ دوستیاں جوڑیں گے میں تباہ کر دوں گا

عشو ہاکم وہ تو کم پپائے باد
تو فریب نہ دے فضول باتیں نہ بنا
مہلتے دہ مرورا مہر اس ازاں
اس کو مہلت دیدے اس سے نہ گھبرا
تارگالد مکرہا او نوع نوع
تاکہ وہ قسم قسم کی مکاری سوچ لے
تیز رو گویش رہ بگرفتہ ام
اس سے کہہ دے تیز چلے میں نے بھی راستہ دکھایا ہے
وانچہ افز ایند من برکم زخم
وہ جو کچھ بڑھائیں گے اس کو کمی پر شیخ دوں گا
نوش خوش گیرند من نا خوش کنم
وہ اچھا شہد پئیں گے میں اس کو بد مزہ کر دوں گا
آنکہ اندر وہم ناید آں کنم
جو خیال میں بھی نہ آئے میں وہ کروں گا

۱ دستور حکم طریقہ امہال۔
مہلت دنیا۔ چیر۔ غالب۔ بدانم کار۔
بکس مرا کار۔ جد کوشش۔ من چہ کارہ۔
یعنی مجھ سے بحث نہیں ہے کہ
میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی۔

۲ گفت نے نے۔ فرعون نے
کہا۔ عشو۔ مکر۔ باد پیوند۔ فضول
باتیں کرنا۔ مہر اس۔ خوفزدہ نہ ہو۔

۳ اس چہل۔ فرعون نے
چالیس روز کی مہلت مانگی بھی فرمایا گیا
کہ اس کو مہلت دے دو اس کو مکر کی
تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں
اس کی تمام تدبیروں کا بیکار کر دوں گا۔

تو مترس و مہلتے اش وہ دراز گوسپہ گرد آرو صد حیلست بساز
تو نہ ڈر اور اس کو لمبی مہلت دیدے کہہ دے لشکر جمع کر لے اور سو تدبیریں کر لے

مہلت دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون راتا ساحراں
فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے
راجع از مدائن آگند
جلاد گروں کو جمع کر لے

۱۔ مدائن۔ مدنیہ کی جمع ہے شہر۔
خُدم۔ یعنی میں روانہ ہوا۔ رستی تھے فی
الحال نجات مل گئی ہے۔ ہی شد۔ یعنی
حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ
ہوئے۔ م۔ کتابت میں م ہلاتا
ہے۔ سنگ۔ یعنی پتھروں کا چبا کر
ریت بنا دیتا تھا۔ بدم۔ اڑدہا اپنے
سانس سے چیزوں کو اپنے منہ میں
کھینچ لیتا ہے۔

۲۔ خُرد۔ یعنی لوہے کو چبا کر ریزہ
ریزہ کر رہا تھا۔ بُرج۔ یعنی سرکود منزلہ
مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔
گر حستان کے کہنے والے کُف۔
اس کے منہ سے لوہے کی طرح
جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اس قدر
زہریلے تھے کہ جس پر قطرہ پڑ جاتا وہ
کوڑھی بن جاتا۔ زُغورغ۔ دانت
پسینے کی آواز۔ شیران۔ کالا شیر
بہت خوفناک ہوتا ہے۔ جتنی۔ منتخب
یعنی حضرت موسیٰ شدق۔ ہاتھ لہوں
کا گوش۔

۳۔ خورشید۔ یعنی یہ سانپ کا معجزہ
ہمارے لئے خورشید راہدایت ہے اور
دشمنوں کے لئے تاریک رات ہے
جس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔
اے عجیب۔ فرعون کے لشکر میں اس کی
پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ
رہے ہیں اور اس روشن معجزے کے
قائل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

گفت امر آمد برو مہلت ترا
فرمایا حکم آگیا، جا تجھے مہلت ہے
او ہی شد اڑدہا اندر عقب
وہ جا رہے تھے اڑدہا پیچھے پیچھے تھا
چوں سگ صیاد و جُباں کردہ دُم
شکاری کے کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا
سنگ و آہن را بدم درمی کشید
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا
در ہوا می کرد خود بالائے بُرج
فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا
کُفک می انداخت چوں اشتر ز کام
منہ سے لوہے کی طرح جھاگ پھینکتا تھا
زُغورغ دندان او دل می شکست
اس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل پھاڑ رہی تھی
چوں بقوم خود رسید آں مجتبیٰ
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے
تکیہ بروے کردوی گفت اے عجب
انہوں نے اس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے
اے عجب چوں می نہ بیند آں سپاہ
تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے

جان شیران سیہ می شد ز دست
کالے شیروں کی جان ہاتھ سے نکلی جاتی تھی
شدق او بگرفت و باز او شد عصا
اس کی باجھ پکڑی وہ پھر لٹھ بن گیا
پیش ما خورشید و پیش خصم شب
یہ معجزہ ہمارے لئے سورج اور دشمن کے لئے رات ہے

علکے پر آفتاب چاشتگاہ
دنیا کو جو چاشت کے وقت کے سورج سے بھی ہوئی ہے

۱ چشم باز۔ ان کے حواس اور ذہانت موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر بندی کر دی ہے۔ من از ایشان۔ فرعون حضرت موسیٰ کے معاملہ سے حیران تھی۔ من۔ چنبیلی کا پھول۔ جام۔ ریحق۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ۔ یعنی وہ شراب ان کے پینے کے قابل نہ رہی۔ دستہ گل۔ میں ان کے سامنے ہدایت کے گلدستے پیش کرتا ہوں مگر وہ پھول ان کے لئے کاٹنے بن جاتے ہیں۔

۲ آل۔ ہدایت کے جام ان کا حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے ہوں۔ خفتہ بیدار۔ یعنی وہ شیخ جو دنیا سے خفتہ ہو اور آخرت کے عالم میں بیدار ہو۔ تائب بیداری۔ خواب میں جو عالم بالا کی چیزیں نظر آتی ہیں اس کو عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔ دشمن۔ جو لوگ دنیوی افکار میں مبتلا ہیں وہ ان خوابوں سے محروم ہیں۔ خلق۔ یعنی معارف کے نگلنے سے حیرتے باید۔ مقام حیرت میں پہنچ کر سالک نہ اللہ کے ذکر پر قادر رہتا ہے نہ دنیوی فکر پر۔ ہر کہ کامل۔ جو لوگ دنیوی معاملات میں ہنر مند ہیں وہ بظاہر دوسروں سے آگے ہیں لیکن حقیقتہً پیچھے ہیں۔

۳ راجعون۔ قرین باب میں ہے۔ **فَاللّٰهُ وَفَا لَیْہِ رَاجِعُونَ** ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں واپسی کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریوڑ جو جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹنے۔ ورود۔ چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر جانا پس فتنہ۔ جو بکری جانے میں گدے میں سب سے پیچھے ہو گی واپسی میں وہ آگے ہو جائے گی۔ پیش افتد۔ گدے کے پلٹنے کے وقت جو

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت من از ایشان خیرہ ایشان ہم زمن میں ان سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں پیش شاں بردم بے جام ریحق میں ان کے سامنے صاف شراب کے بہت سے جام لے گیا دستہ گل بستم و بردم بہ پیش میں نے پھولوں کا گلدستہ بنایا اور سامنے لے گیا

آل نصیب جان بخویشاں بود وہ جام بے خودی کی جان کا حصہ ہوتا ہے خفتہ بیدار رباید پیش ما ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہونا چاہیے دشمن ایں خواب خوش شد فکر خلق لوگوں کو فکر دنیوی اس اچھی خواب کا دشمن بن گیا حیرتے باید کہ روبد فکر را حیرت دکھا رہے تاکہ فکر کا صفایا کر دے ہر کہ کامل ثر بود او در ہنر جو دنیا کے ہنر میں زیادہ کامل ہوتا ہے

راجعون گفت و رجوع اینسان بود اللہ تعالیٰ نے واپس ہونے والے میں فرمایا اور واپس ہونا ہے چونکہ واگردید گلہ از ورود جب روڑو گھاٹ سے واپس لوٹا ہے پیش افتد آں بز لنگ پس چھلی۔ لنگری بکری آگے ہو جاتی ہے

خیرہ ام در چشم بندی خدا میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں از بہارے خدا ایشان من من خدا کی بہد سے وہ کاٹنے ہیں میں پھول ہوں سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق اس فریق کے سامنے اس کا پانی پتھر بن گیا ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش ہر پھول کاٹنا بن گیا اور شہد ذنک بن گیا چونکہ با خویشند پیدا کے شود چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے تلبہ بیداری بہ بیند خوابہا تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے تاخشد فکرش بستہ است خلق جب تک کہ اس کا فکر نہ ہو جائے خلق بند ہے خورد حیرت فکر را و ذکر را حیرت نے فکر اور ذکر کو نگل لیا ہے او بمعنی پس بصورت پیشتر وہ حقیقتاً پیچھے بظاہر آگے ہے کہ گلہ واگرد دوخانہ رود کہ ریوڑ واپس ہو اور گھر جائے پس قند آں بز کہ پیش آہنگ بود تو وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلنے والا تھا اضحک الرجعی وجوہ العالیین واپسی نے منبتائے ہوئے لوگوں کے چہروں کو ہنسیلا ہے

اگلے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ اٹھک پیچھنے کی وجہ سے ان کو رخ نما واپسی میں جب وہ آگے ہو جائے گئے تو خوشی ہوں گے

از گزافہ کے شدند ایں قوم لنگ
یہ قوم خواہ مخواہ لنگڑی کب ہوتی ہے
پاشکتہ می روند اینان
وہ حج کو شکستہ پا جاتے ہیں
دل زوانشہا بشستند ایں فریق
اس فریق نے دل سے عقلوں کو دھو ڈالا ہے
دانشتے باید کہ اصلش زان سرست
وہ عقل چاہیے جس کی اصل اس جانب کی ہے
ہر پرے بر عرض دریا کے پرد
ہر بازو دیا کی چوڑائی تک کب پہنچا کر سکتا ہے
پس چرا علمے بیا موزی بمرود
تو کسی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے
پس مجو پیشی ازیں سر لنگ باش
تو اس طرف کی پیش روی نہ چاہ لنگڑا بن جا
اخرون السابقون باشاے ظریف
اے خن حراج آخر میں آئے دلوں اور بڑھ جانے دلوں میں سے بن
گرچہ میوہ آخر آید در وجود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے
چوں ملائک گوئی لا علم لنا
تو فرشتوں کی طرح کہہ دے ہمارے لئے علم نہیں ہے
گہ دریں مکتب ندانی تو ہجا
اگر تو اس مکتب میں بچے نہیں جانتا ہے
گرنباشی نامدار اندر بلاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہو گا

فخر را دادند و بخريد ندنگ
انہوں نے فخر کو دیدیا ہے اور ذلت کو خریدا ہے
از خرج رہیست پنہاں تا فرج
نگلی سے کشادگی کی طرف چھپا ہوا راستہ ہے
زانکہ ایں دانش ندانداں طریق
کیونکہ یہ عقل اس راستہ کو نہیں جانتی ہے
زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست
کیونکہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف راہنما ہے
تلدن ۲ علم لدنی می برد
اللہ کے قرب تک علم لدنی لے جاتا ہے
کش ببايد سينہ را زان پاک کرد
کہ اس سے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیے
وقت واکشتن تو پیش آہنگ باش
واپسی کے وقت تو پیشرو بن
بر شجر سابق بود میوہ لطیف
عمدہ میں درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے
اول ست او زانکہ او مقصود بود
لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہذا وہ پہلے ہے
تا بگیرد دست تو علمتنا
تاکہ تو نے ہمیں تیری دھگیری کہے
ہمچو احمد پری از نور جی
تو عقل کے نور سے (حضرت) احمد کی طرح پرواز کریگا
گم نہ واللہ اعلم بالرشاد
تو کھویا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

۱۔ از گزافہ اولیاء دنیوی معاملات
میں اپنے آپ کو جان بوجھ کر پیچھے
رکھتے ہیں۔ پاشکتہ۔ بے سرو سامانی
میں عبادت گزاری کرتے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ مشقتیں برداشت
کرنے سے ہی آخری راجتیں میسر
آئیں گی۔ دل زوانشہا۔

(شعر)

آزمودم عقل وہ اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خریش را
دانشی۔ عالم آخرت کی عقل دھکا دے
وہی عالم آخرت کی رہنمائی کر سکتی
ہے۔ دریا۔ دیانے حقیقت۔

۲۔ تلدن۔ یعنی قرب حق۔ علم
لدنی۔ وہ علم جو برہ راست ذات باری
سے حاصل ہوا ہو۔ علمے۔ یعنی وہ علم
جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا
ہو۔ کتاب و سنت سے اس کا تعلق نہ

ہو۔ پس۔ دنیاوی مشاغل میں
پسماندگی بہتر ہے واپسی میں سبقت
حاصل ہو جائے گی۔ اخرون۔

حدیث شریفہ عن الانحرون
السابقون۔ ہم دنیا میں تمام امتوں
سے بعد میں ہیں قیامت میں سب
سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود
زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر
شرافت کا تقدم حاصل ہے۔

۳۔ چوں ملائک۔ فرشتوں نے
امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لا
علم لنا الا ما علمتنا ہمیں صرف وہ

علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا
ہے لہذا اگر انسان بھی دنیا کے مکر و
فریب کے علم سے خالی ہو گا اس کو
علمتنا یعنی علم خداوندی حاصل ہو
جائے گا۔ گردیں مکتب۔ آنحضرت
ﷺ ای تھے دنیا کے کسی کتب میں
تعلیم نہ پائی تھی۔ جی۔ عقل۔



از برائے حفظ گنجینہ زریست
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے
زیں قبل آمد فرج در زیر رنج
اسی طرح یہ ہے کہ کشادگی رنج کے کیچے ہے
بکسلہ اشکال را استور نیک
عمدہ گھوڑا پچھاڑی کو توڑ ڈالتا ہے
ہر خیالے را بر و بد نور روز
دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے
کایں سوال آمد ازاں سو مرترا
کیونکہ یہ سوال اصرار سے تیرے پاس آیا ہے
تاب لا شرقی ولا غرب از مہے ست
نہ شرقی نہ مغربی کی روشنی ایک عظیم پائندگی جانب سے ہے
اے کے معنی چہ می جوئی صدا
اے وہ کہ تو خود معنی ہے گونج کو کیا دھونڈتا ہے؟
می شوی در ذکر یا ری و تو
یا ربی کے ذکر میں ہرا ہوتا ہے
چونکہ دردت رفت چونی انجی
جب تیرا درد رفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے؟
چونکہ محنت رفت گوئی راہ گو
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے؟
چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتا ہے

اندال اویراں کہ آں معرفت نیست
اس درانہ میں جو مشہور نہیں ہے
موضع معروف کے بنہند گنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں
خاطر آرد بس شکل اینجا و لیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن
ہست عشقش آتش اشکال سوز
اس کا عشق اشکالات کو پھونکنے والی آگ ہے
ہم ازاں سو جو جواب اے مرتضیٰ
اے برگزیدہ! اس ہی جانب سے جواب تلاش کر
گوشہ بے گوشہ دل شہ رہے ست
دل کی بے گوشہ غلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے
تو ازیں سود ازاں سو چوں گدا
تو اصرار سے اور اصرار سے فقیر کی طرح ہے
ہم ازاں سو جو کہ وقت درد تو
یہ بھی اسی جانب تلاش کر جس طرف کہ درد کے وقت
وقت مرگ و درداں سو می خمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب جھکتا ہے
وقت محنت می بری ز اللہ بو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے
در زمان درد و غم یادش کنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے

۱۔ اندال۔ خزانہ غیر مشہور درانہ
میں دفن کیا جاتا ہے اسی طرح
حضرت حق اپنی امانت ایسے شخص کے
دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی
زیادہ شہرت نہ ہو۔ ذی قبل جس طرح
خزانہ غیر معروف درانہ میں ہوتا ہے
اسی طرح خوشی غم میں مخفی ہوتی ہے اور
سہولت تنگی کے ساتھ ہوتی ہے۔
۲۔ خاطر آرد۔ یہاں طبیعت میں
یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء اور بہت
سے اولیاء مشہور تصفیہ میں ہیں تو پھر یہ
کہنا کہ خزانہ غیر معروف درانہ میں
ہوتا ہے کیسے صحیح ہو گا۔ بکسلہ۔ اسی
طرح ذہن انسان اس اشکال کا
جواب دے دیکھا کہ اگر شہرت مقصود
بن جائے تو مضرب ہے اور اگر فقر
و مسکنت کے باوجود منجانب اللہ ہو تو وہ
قبولیت کے منافی نہیں ہے۔
ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب
سوچنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ عشق
کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر
طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی
ہے۔ ہم ازاں سو۔ جو اشکال دل میں
پیدا ہوں اس کا جواب بھی دل ہی میں
تلاش کرنا چاہیے۔ گوشہ۔ دل کے
گوشہ میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ حق
کی عطا ہے۔ تو ازیں سو۔ انسان
اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس
پاس را کھلتے ہیں۔

۳۔ ہم ازاں سو۔ درد کے وقت
انسان یاری کرتا ہوا خدا کی طرف متوجہ
ہوتا ہے اسی طرح اشکال جواب بھی
اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیے۔
وقت مرگ۔ قرآن پاک میں ہے
اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ
نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو
اِلَيْهِ جِبَانًا كَلْبَصَانَ اَلَمْ يَكُنْ يَدْعُو
وَاللّٰهُ يَكْفُرُ مَا كَانَ يَدْعُو



کرتے ہوئے یہ پھر وہ اس کو نصرت عطا کرتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے اس کو جو کہ اس سے مانگتا تھا۔ اگلی۔ یعنی اس طرح اب
نہیں کرتا ہے جس طرح کہ غم کے وقت یاد کرتا تھا۔

ایں ازاں آمد کہ حق را بے گماں
یہ اس جہ سے ہے کہ حق کو یقین کے ساتھ
وانکہ در عقل و گماں ہستش حجب
اور وہ شخص جس کی عقل اور گمان پر پردہ ہے
عقل جُروی گاہ چہرہ گہ نگوں
دنوی عقل کبھی غالب ہے کبھی سرگوں ہے
عقل بفروش و ہنر حیرت بخز
عقل اور ہنر کو بیچ دے حیرت کو خرید لے
تا بخارائے دگر بنی دروں
تاکہ تو اپنے اندر دھرا بخلا دیکھے
ماچو خوردا اور سخن ہشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو باتوں میں اس قدر آلودہ کیا ہے
من عدم و افسانہ گرم در حنین
میں گریہ داری میں معدوم اور افسانہ بنا ہوں
ایں حکایت نیست پیش مرد کار
کام کے آدمی کے سامنے یہ کہانی نہیں ہے
آں اساطیر اولیں کہ گفت عاق
نا فرمان نے جو اگلے لوگوں کے قصے کہا
لامکانے ۳ کا اندراں نور خداست
وہ لامکان جس میں خدا کا نور
ماضی و مستقبل نسبت بہ دوست
اس کی ماضی اور مستقبل تیرے اعتبار سے ہے

ہر کہ بشنا سد بُود دائم برال
جو شخص پہچان لیتا ہے ہمیشہ اس پر قائم رہتا ہے
گاہ پوشیدہ است گہ بدریدہ حیب
کبھی پوشیدہ اس کے لئے پوشیدہ ہے کبھی گریبان چاک کرتا ہے
عقل کلی ایمن از رب المُنون
کامل عقل زمانہ کے حواث سے محفوظ ہے
رو بخواری نے بخارا اے پسر
اے بیٹا! خواری کی طرف چل نہ کہ بخدا کی طرف
ساکنان محفلش لا یفقهون ۲
اس (بخدا) کی محفل کے لوگ نہیں سمجھتے ہیں
کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم
کہ قصوں کی جہ سے ہم افسانہ بن گئے ہیں
تا تقلب یا ہم اندر ساجدین
تاکہ میں مجہد کرنے والوں میں اشت و ریاضت حاصل کروں
وصف حال ست و حضور یار غار
حالت کا بیان ہے اور دوست کی دربار داری ہے
حرف قرآن را بُد آثارِ نفاق
قرآن کے حرف کو (یہ) نفاق کے آثار تھے
ماضی و مستقبل و حال از کجاست
اس میں ماضی اور مستقبل اور حال کہاں ہے؟
ہر دو یک چیز اند و پنداری کہ دوست
وہ دونوں ایک چیز ہیں تو سمجھتا ہے کہ وہ ہیں

قرآن کو بھی محض پچھلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا ہے اور ان قصوں کا جو مقصد تھا اس کو نہ سمجھا ہی طرح میری کتاب کا حال ہے.....

۳ لامکان۔ قرآن ایک صفت خداوندی ہے جو زمان مکان سے بالاتر ہے وہاں ماضی و مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ماضی و مستقبل۔ قرآن کے اعتبار سے ماضی و مستقبل دو چیزیں نہیں ہیں تو ان کو وہ سمجھتا ہے اور تیرے اعتبار سے وہ دو چیزیں ہیں نسبت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک کی نسبت سے باپ ہے وہی شخص دوسرے کے اعتبار سے بیٹا ہے چھت کسی کے اعتبار سے نیچے ہے کسی کے اعتبار سے اوپر ہے۔

۱۔ ایں ازاں۔ یعنی یہ کیفیت اس لئے ہے کہ خدا پر پورا یقین نہیں ہے ورنہ اس کا رجوع الی اللہ دائم ہوتا۔ وانکہ جس کے دل اور عقل پر پردہ ہوتا ہے کبھی ذات باری اس کے لئے پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ اس کے راستہ سے بھی خبر ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی یاد میں گریبان چاک کرتا ہے عقل مجروری۔ دنیاوی عقل۔ عقل کلی۔ وہ عقل جو منجاب اللہ عطا ہو جائے۔ رَبُّ الْمُنُون۔ حواث زمانہ حیرت۔ سالک کے لئے ایک ایسا مقام آتا ہے کہ انوار تجلیات کی فرلوائی سے وہ مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کو نہ ذکر کا خیال رہتا ہے نہ فکر کا۔ خواری۔ یعنی فناء ہستی موہوم۔ بخدا۔ مولانا کے دور میں بخدا شہر تمدنی ترقیات کا گہوارہ تھا اور علماء و اطہار کا وہاں مجمع تھا۔ بخدائے دگر۔ مجاہدات کے بعد انسان کا قلب معارف و سرا کا گنجین بن جاتا ہے۔

۲ لا یفقهون۔ وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ محفلش۔ ضمیرش کو مترجمین نے بخدائے دگر جو کہ قریب ہے کہ طرف لٹایا ہے اور لا یفقهون۔ کا ترجمہ فرمایا ہے کہ انہیں ظاہری اور قالی تقفہ نہیں ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ عموماً کہ باطن لوگوں کے لئے بولا گیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شعر کے بخدا کی طرف ضمیر لٹائی جائے اور یہ مطلب لیا جائے کہ ان ظاہری علماء میں دین کی حقانیت نہیں رہی ہے اس حکایت میں جو قصے سنا رہا ہوں یہ گزشتہ لوگوں کے قصے نہیں ہیں بلکہ تمہارے اور اے احوال کا بیان کر رہا ہوں اور ان کا مقصد رجوع الی اللہ ہے ان کو وہ علوم نہ سمجھنا جس سے میں روک رہا ہوں۔ آں۔ منافقوں نے

بام زیر زید و بر عمر وآں زیر
بالا خانہ زید کے نیچے ہے اور وہ عمر کے اوپر ہے
سقف سوئے خویش یک چیزست ولس
چھت اپنے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے
قاصر از معنی نو حرف گہن
نئے نکتے سے پرانے الفاظ کو تاہ ہیں
بے لب و ساحل بدست ایں بحر قد
بے شکر کا دیا بے کنڈا اور بے ساحل ہے
سوئے فرعون مدّ مخ تاجہ کرد
متکبر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

یک تنے اُورا پدر مارا پسر
ایک شخص اس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے
نسبت زیر و زبر شد زان دو کس
دو شخصوں کے اعتبار سے اونچے نیچے کی نسبت بنی
نیست مثل آل مثل ستایں سخن
اس کا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے
چوں لب جو نیست مشک لب بہ بند
چونکہ دیا کا کنڈا نہیں ہے اے مشک لب بند کر لے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

فرستادن فرعون بدمائسن در طلب ساحراں

فرعون کا جادو گروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف (لوگوں کو) روانہ کرنا

اہل رای و مشورت را پیش خواند
تو رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا
ہر کسے کردند عرض فکر و رائے
ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی
رائے پیش آورد و گردش رہنمویں
رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی
ساحراں را جمع باید کرد زود
جادو گروں کو جلد جمع کرنا چاہیے
ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
ہر ایک جادو میں یکساں اور پیشوا ہے

جمع آرد شاہ شہ و صراف مصر
بادشاہ اور مصر کا منتظم ان کو جمع کر لے
ہر نواحی بہر جمع جادو دان
ہر جانب جادو گروں کو جمع کرنے کے لئے

چونکہ موسیٰ باز گشت و او بماند
جب موسیٰ واپس ہو گئے اور وہ رہ گیا
مجمع گشتند و بفشردند ۲ پائے
وہ جمع ہو گئے اور انہوں نے پاؤں جما لیے
عاقبت ہامان بے سامان و دُون
بالآخر ہامان بے سامان اور ذلیل نے
کالے ۳ شہ شاہ ظفر چوں غم فزد
اے بادشاہ فتح مند کے شاہ! چونکہ فکر بڑھ گیا ہے
در ممالک ساحراں داریم ما
ہمارے ممالک میں جادو گر ہیں

مصلحت آست کز اطراف مصر
مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے
اُو بے مردم فرستاد آں زماں
اس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کر دیئے

۱۔ نیست۔ خدا کی ذات و صفات
کو مثالوں سے سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ
لیس کیمظہ شئیء۔ جو۔ یعنی اسرار
خداوندی۔ مشکا۔ اے مشک۔ بحر
قد۔ خدائی اسرار۔ بازگشت۔ یعنی
فرعون کی مجلس سے۔
۲۔ بفشردند پای۔ یعنی اطمینان
سے کھڑے ہو گئے۔ ہامان۔ فرعون کا
مشہور وزیر تھا۔

۳۔ کالے شہ قرآن پاک میں
یَقَالَ لِلْمَلَائِكَةِ خُوفُهُ اِنْ هَذَا
لَسَاحِرٌ عَظِيمٌ یُرِیدُ اَنْ یُوجِہَکُمْ
مِنْ اَرْضِکُمْ بِسَحرِهِ فَمَافَا
تَصْرُؤْنَ قَالُوْا رُجِعْ وَاَخَاہُ وَتَبَعَتْ
فِی الْمَلٰئِکِیْنِ خَاشِعَتِیْنِ یَتَوَکَّرُ
بِکُلِّ سَحرٍ عَلَیْہِ۔ یعنی فرعون نے
اپنے درباریوں سے جو اس کے
چاروں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں
شک نہیں کہ یہ کوئی۔ بڑا ماہر جادو گر
ہے چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور
سے تم کو ہمارے ملک سے نکال باہر
کرے تم لوگ کیا صلاح دیتے
ہو۔ درباریوں نے عرض کیا۔ موسیٰ اور
اس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز
ملوثی رکھیں اور شہروں میں جادو گروں
کو جمع کرنے کے لئے ہر کارے
روانہ کر دیں وہ لوگ آپ کے پاس ہر
بڑے ماہر جادو گر کو لائیں۔

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار
جس طرف بھی کئی مشہور جادوگر تھا
دو جوان بودند ساحر مُشْتہر
دو جوان مشہور جادوگر تھے
شیر دو شیدہ ز شیرانِ شکار
شکاری شیروں سے انہوں نے دودھ لیا تھا
شکل کر پاسے نمودہ ماہتابؒ
چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے
سیم بُردہ مُشتری آگہ شدہ
لنا ہوا خرید حقیقت سے آگاہ ہو کر
صد ہزاراں ہم چتیں درجا دوی
اس طرح لاکھوں جادوگری میں
صد ہزاراں جادوئیاں جنسِ اس
اس طرح کی لاکھوں جادو گریاں تھیں
چوں بدیشاں آمد آں پیغام شاہ
جب ان کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا
ازپئے آں کہ دو درویش آمدند
اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں
نیست با ایشاں بغیر یک عصا
ان کے پاس سوائے ایک لاٹھی کے کچھ نہیں ہے
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
بادشاہ اور فوج سب عاجز آ گئے ہیں
چارہ جویاں بندہ را پیش شما
مدیر کا طالب بن کر خادم کو تمہارے پاس
چارہ سازید اندر دفعِ شال
ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

کرد پڑاں سُوئے او دو پیکؒ کار
اس کی جانب دو کارآمد قاصد روانہ کر دیئے
سحر ایشاں دردل مہ مستمر
ان کی جادوگری چاند میں بھی جلدی تھی
در سفر ہارفتہ برعختے سوار
وہ منکے پر سوار ہو کر سفر میں گئے تھے
آں بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب
اس کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیتے
دست از حسرت بُرخبا بر زدہ
انہوں نے منہ پھینکا
بودہ منشیؒ و نبودہ چوں روی
وہ موجود تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے
بودہ ایشاں راہمہ دیدہ مبیں
اور ان کو سب نے کھلم کھلا دیکھا تھا
کز شما شاہ است اکنوں چارہ خواہ
کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خواہاں ہے
برشہ وبر قصر او موکب زدند
انہوں نے بادشاہ اور اس کے قلعہ پر ذریعہ جمایا ہے
کہ ہمگیر دو بامرش اژدہا
جو ان کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے
زیں و وکس جملہ بافغاں آمدند
ان دونوں سے سب نالاں ہیں
شاہ ازاں ار سال فرمودست تا
بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ
گنجہا بخشد عوض شہ بیکراں
بادشاہ بدلے میں لاتعداد خزانہ بخش دے گا

۱۔ پیک۔ قاصد۔ دردل مہ۔ سحر کا
اثر عموماً غلیظیات پر پڑتا ہے غلیظیات
متاثر نہیں ہوتی ہیں لیکن ان کا کمال
تھا کہ غلیظیات کو بھی جادو سے متاثر کر
دیتے تھے۔ شہر۔ یعنی وہ دونوں اس
قدر ماہر جادوگر تھے کہ جادو کے
ذریعے شیروں کا دودھ دودھ کر دیتے
تھے اور منکے پر سوار ہو کر سفر طے کر لیتے
تھے۔

۲۔ ماہتاب۔ چاند کی چاندنی کا
کپڑا بنا کر اس کو فروخت کر دیتے
خریدار جب گھر پہنچتا تو کچھ نہ ہوتا اور
وہ حسرت سے منہ پھینکا۔ روی۔ قافیہ کا
اصلی حرف یہاں قافیہ مراد ہے قافیہ
پہلے مصرع کے آخری حروف کے تابع
ہوتا ہے لہذا تابع کے معنی میں ہے
یعنی وہ دونوں جادوگری میں مجتہد تھے
کسی کے مقلد نہ تھے۔

۳۔ منشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے
دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔
دو درویش۔ یعنی حضرت موسیٰ و
ہارون۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوں
شاہی لشکر۔ افغان۔ افغان۔ فریاد۔
عبوس۔ یعنی اگر تم نے اس کو ہرا دیا تو
بادشاہ بہت انعام دے گا۔

چارہ می باید اندر سحاری
جادو گری میں کوئی تدبیر چاہیے
تا بود کہ زیں دوسا حرجاں بری
تا کہ ان دھنوں جادو گروں سے جاں بری ہو
ترس! و مہری در دل ہر دو فتاد
خوف اور محبت دھنوں کے دل میں آئی
سَر بزانو بر نہاد دند از شکفت
تعب سے دھنوں سوچ میں پڑ گئے
حل مشکل را دو زانو جادو ست
مشکل کو حل کرنے کے لئے زانو جادو ہے
چونکہ صوفی کا مکتب زانو ہے

۱۔ ترس۔ خوف۔ ان دھنوں پر خوف
اس بناء پر طاری ہوا کہ جب ان دو
فقیروں نے بادشاہ اور پورے لشکر کو
خوفزدہ کر دیا ہے تو کس قدر طاقت ہو
گی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ
باجو اس طاقت کے جب وہ ظاہری
شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے
نیک بندے ہونگے۔

۲۔ عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم
جنس ہونا۔ ہم پیشہ ہونا۔ دھنوں بھی
جادو کرتے تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون
نے بھی ان کی جادو گری کی طرح کا
معجزہ پیش کیا تھا۔ سَر بزانو نہ ہوں۔
غور و فکر کرنا۔ دبیرستان۔ مکتب
مدرسہ۔ رواں روح۔ بہر شاہ۔ بادشاہ
کے معاملہ میں ان کو روزے رکھنے
پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت
موسیٰ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔

۳۔ زچہ۔ خوف۔ دو مرد۔ یعنی
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔ شور
و شر۔ کیونکہ اس لاشی نے اڑدیا
بن کر سب کو ڈرا دیا تھا۔ جہان
راستاں۔ عالم آخرت۔ خاک۔ یعنی
قبر۔ و خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰ کی
لاشی کا اڑدیا بننا مناجاب اللہ کوئی معجزہ
ہے تو بھی بتا دے تاکہ ہم اس کی تعظیم
کریں۔

استفسار کردن ہر دو سحر از مادر گور پدر را و پرسیدن از
دھنوں جادو گروں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور ان کا اس کی
روان او حقیقت موسیٰ را
روح سے حضرت موسیٰ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا ماں! آ جا
برد شاں بر گور او بنمودہ راہ
وہ ان کو اس کی قبر پر لے گئے رات دکھایا
بعد ازاں گفتند اے بابا بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا اے بابا ہمیں
کہ دو مرد او را بہ تنگ آورده اند
کہ دو شخصوں نے اس کو تنگ کر دیا ہے
نیست با ایشاں سلاح و لشکرے
ان کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے
تو جہان راستاں در رفتہ
تو جہوں کے عالم میں چلا گیا ہے
آں اگر سحرست مارا دہ خبر
اگر وہ جادو ہے تو ہمیں بتا دے
گور بابا کو تو مارا رہنما
بادا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کر دے
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ
پھر انہوں نے بادشاہ کی خاطر تین روز رکھے
شاہ پیغامے فرستاد از و جا
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے
آبرویش پیش لشکر بردہ اند
لشکر کے دو ہزار اس کی آبرو ریزی کر دی ہے
جو عصا و در عصا شور و شرے
لاشی کے علاوہ اور لاشی میں شور و شر ہے
گرچہ در صورت بخا کے خفتہ
اگرچہ بظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے
ور خدائی باشد اے جان پدر
اور اگر خدائی بات ہے اے با جان!

ہم خبر دہ تاکہ ما سجدہ کنیم
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں
تا اُمید انیم اُمیدے رسد
ہم مایوس ہیں ' امید پیدا ہو جائے
از ضلال آئیم در راہِ رُشد
ہم گمراہی سے راہ ہدایت پر آجائیں
خویش را بر کیمیائے برز نیم
اپنے آپ کو کیمیا سے وابستہ کر دیں
در شبِ دیگجور خورشیدے رسد
اندھیری رات میں سورج نکل آئے
راند گانیم و گرم مارا گشد
ہم مردود ہیں ' اور گرم ہمیں کھینچ لے
ہم گمراہی سے راہ ہدایت پر آجائیں

جواب گفتن ساحرِ مردہ با فرزند ان خود

مردہ جادوگر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفت ۱ شال در خواب کاے اولاد من
اس نے ان سے خواب میں کہا ' اے میرے بچو!
بانگِ زداے جان و فرزند ان من
اس نے پکارا اے میری جان اور بچو
فاش و مطلق گفتنم دستور نیست
کھلم کھلا اور صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے
لیک بنایم شمارا آتے
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں
یک نشانی و انمایم باشما
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں
نورِ چشمانم چو آن جاگہ روید
میرے نورِ چشمو! جب تم وہاں جاؤ
آں ۳ زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم
جب وہ دانا سویا ہوا ہو (۴)
گر بذرِ دیدش عصا او سدا حست
اگر تم نے اس کی لاشی چلی تو وہ جادوگر ہے
ورنہ بتوانند ہاں آں ایز دیست
اگر تم نہ اٹھا سکو تو خبردار! وہ خدائی ہے

نیست ممکن ظہرِ ایں رادم زدن
اس میں کھل کر بات کرنا ممکن نہیں ہے
نیست پیدا گفتن ایں رامر تہن
اس کو صاف صاف بتانا قابو میں نہیں ہے
لیک راز از پیش چشمِ دور نیست
لیکن راز میری آنکھوں سے دور نہیں ہے
تا شود آگہ ز سرِ گنیتے
تاکہ تم پوشیدہ بات کے راز سے باخبر ہو جاؤ
تا شود پیدا شمارا ایں خفا
تاکہ یہ پوشیدگی تم پر کھل جائے
از مقامِ خفتنش آگہ شوید
اس کے سونے کی جگہ معلوم کر لو
آں عصا گیرید و بگذا رید بیم
وہ لاشی لے لے لے اور خوف کو چھوڑ دو
چارہ سحر شمارا حاضر ست
جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے
او رسولِ ذوالجلال و مہدیست
وہ اللہ کا رسول اور ہدایت پانت ہے

۱۔ کیمیا۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
اتجار۔ ناامیدیم۔ یعنی اس وقت ہم
جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ
کارناموں کی وجہ سے مایوس ہیں۔
ہمارے لئے آفتاب ہدایت طلوع ہو
جائے۔

۲۔ گفت شال۔ ان کے مردہ
باپ کی روح نے خواب کی حالت
میں کہا کہ اس بارے میں صاف
صاف بتانا ممکن نہیں ہے۔ یہ پوشیدہ
بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی
اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے
دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ
جادو ہے یا معجزہ۔ کنیت۔ پوشیدہ
بات۔

۳۔ آں زماں۔ بحر اور معجزہ میں یہ
فرق ہے کہ بحر کا تعلق محض ساحر کی توجہ
اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی
کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ
خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا
ہے لہذا جادوگر کی غفلت کے وقت بحر
کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی نیند اور
غفلت سے معجزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا
ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے
ساحر ست۔ کیونکہ اسی کی نیند نے بحر
کے اثر کو مائل کر دیا اور چود کو چرانے پر
قدرت ہو گئی۔

سَرنگوں آید خدا را گاہِ حَرْبِ

لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے لوندھا ہو جائے گا

بَرَنو لیسَ اللہُ اَعْلَمُ بالصَّوَابِ

لکھ لے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

سحر و مکرش را نباشد رہبرے

اس کے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا

چونکہ خُفت اُو جہد اُو ساکن شود

جب وہ سو گیا اس کی کوشش ٹھہر گئی

گرگ را آبخا اُمید ورہ کجاست

بھینرے کو وہاں امید در راستہ کہاں ہے؟

جادوئی خواندن مرآں حق را خطاست

اس صحیح بات کو جادو کہنا ہی غلطی ہے

گر بمیرے دینز خُش رافع ست

اگر وہ مر بھی جائے تو خدا اس کو بلند کرنے والا ہے

گر جہاں افرعون گیر دشرق و غرب

اگر فرعون مشرق اور مغرب پورا جہان حاصل کر لے

ایں نشانِ راست دادم جانِ باب

باپ کی جان! میں نے یہ سچی نشانی دیدی

جانِ بابا چوں بخشد ساحرے

جان پیدا جب کوئی جادوگر سو جاتا ہے

چونکہ چوپاں خُفت گرگ ایمن شود

جب گڈریا سو گیا، بھینرے مطمئن ہو جاتا ہے

لیک حیوانے کہ چوپاں خُفت خداست

لیکن وہ جانور جس کا خدا نگہبان ہے

جادوی کہ حق کند حق ست و راست

جو جادو خدا کرے وہ حق اور درست ہے

جان بابا ایں نشانِ قاطع ست

جان پیدا یہ قطعی ملامت ہے

۱۔ اگر جہاں۔ اگر معجزہ سے تو فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا بلکہ ذلیل ہو گا۔ چونکہ گڈریا بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب سو جاتا ہے تو اس کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے۔ خداست۔ معجزہ کا تعلق خدا سے ہے وہاں غفلت کا کوئی تصور نہیں ہے لہذا اس کی حفاظت مکمل ہے۔

۲۔ گر بمیرے۔ موت سے نیند مراد لی جائے ورنہ عموماً انبیاء کے معجزات کا تعلق بھی ان کی حیات سے ہے۔ تشبیہ قرآن کو عصائے موسیٰ اور حضورؐ کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے اور قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں کو ان دو جادوگروں سے مشابہ سمجھو۔

۳۔ بمیرے۔ اللہ نے قرآن میں قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَقَالَتْ لِحَافِلُونَ ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

تشبیہ کردن قرآن مجید راعصائے موسیٰ و وفاتِ

قرآن مجید کو عصائے موسیٰ تشبیہ دینا اور آنحضور ﷺ

مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخوابِ موسیٰ وقاصدان

کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے

تغییر قرآن را باں دو ساحر بچہ کہ قصد بُردنِ عصائے موسیٰ

والوں کو ان دو جادوگر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنہوں نے حضرت موسیٰ کی

کرد و بد و دند چوں موسیٰ را خفتہ یافتند

انہی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سویا ہوا پایا

گر بمیری تو نمیرد ۳ ایں سبق

اگر تمہاری وفات ہو گئی تب بھی تو یہ سبق فنا نہ ہو گا

بیش و کم گن راز قرآں را فِضم

میں قرآن میں زیادتی اور کمی کرنے والوں کا مخالف ہوں

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطافِ حق

اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے

من کتاب و معجزت را جا فِظم

میں تیری کتاب اور معجزے کا نگہبان ہوں

من تراور هر دو عالم را فعم
 میں تجھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں
 کس نیارد بیش و کم کردن درو
 اس میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں ہو کر سکتا
 رونقت را روز روز افزوں کنم
 میں تیری رونق دن بدن بڑھاؤں گا
 منبر و حراب سازم بہر تو
 میں تیرے لئے منبر اور محراب بنائوں گا
 نام تو از ترس پنہاں می کنند
 وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں
 خفیہ می گویند نعت را کنوں
 وہ اب چھپ کر نہرا نام لیتے ہیں
 از ہراس و ترس کفار لعین
 ملعون کافروں کے ڈر و خوف سے
 من منارہ برکنم آفاق را
 میں دنیا کو دین سے روشن کر دوں گا
 چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ
 تیرے خلام شہر اور مرتبہ حاصل کر لیں گے
 تا قیامت ۳ باقیش داریم ما
 ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے
 اے رسول ما تو جادو نیستی
 اے ہمارے رسول! تم جادو نہیں ہو
 ہست قرآن مر ترا ہچوں عصا
 قرآن تمہارے لئے (حضرت موسیٰ) کی لٹاکی کی طرح ہے
 تو اگر در زیر خاک خفتہ
 تم اگرچہ مٹی میں خوابیدہ ہو

طاغیاں را از حدشت دا فعم
 سرکشوں کو تیری حدیث سے دفع کرنے والا ہوں
 توبہ از من حافظے دیگر مجو
 توجھ سے بہتر محافظہ کی جستجو نہ کر
 نام تو بر زرو برنقرہ زخم
 تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا
 در محبت قہر من شد قہر تو
 محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے
 چوں نماز آرند پنہاں می شوند
 جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں
 خفیہ ہم بانگ نماز اے ذوفنون
 اے ہنرمند! نواز بھی چھپ کر (دیتے ہیں)
 دینت پنہاں می شود زیر زمیں
 تیرا دین زمین چھپا جاتا ہے
 کور گردانم دو چشم عاق را
 میں ناظران کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دوں گا
 دین تو گیرد زما ہی تا بمانہ
 تیرا مذہب پھلنے سے چاند تک پھیل جائے گا
 تو مترس از نسخ دیں اے مصطفیٰ
 اے مصطفیٰ! تم دین کے مٹنے سے نہ ڈرو
 صادقی ہم خرقہ موسیٰ
 تم سچے ہو، موسیٰ کے پیر بھائی ہو
 کفر ہارا در گشد چوں اژدہا
 جو اژدہ کی طرح کفر کو نگل جائے گا
 چوں عصایش داں تو انچہ گفتہ
 جو کچھ تم نے کہا ہے اس کو (موسیٰ) کی لٹاکی کی طرح سمجھو

۱۔ اے فعم۔ قرآن پاک میں ہے
 وَدَلَفْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ہم نے
 تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ کس
 نیارد۔ قرآن پاک میں ہے
 لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَةٍ اس کے کلمات کو
 کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔
 قہر من رسول کی ناراضی خدا کی
 ناراضی ہے۔

۲۔ نام تو۔ مسکیت ابتدائی زندگی میں
 صحابہ خصوصاً سائے غفلت کو چھپاتے
 تھے اور نمازیں بھی چھپ کر پڑھتے
 تھے۔ منارہ۔ دین سے تمام عالم کو
 منور کر دوں گا اور مخالفوں کی آنکھیں
 چکا چوند ہو جائیں گے۔ چاکرانت۔
 صحابہ کرام نے قیصر و کسریٰ کی
 حکومتوں پر قبضہ کیا۔ ماہی ایک
 عامیاند تصور ہے کہ زمین پھلنے کی
 پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے
 آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے
 گا۔

۳۔ تا قیامت۔ قیامت تک
 کوئی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم
 خرقہ۔ وہ بزرگ جو ایک شیخ کے
 خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰ اور
 آغوشِ موسیٰ ایک ہی شریعت کے علم
 بردار اور پیغامبر ہیں ہست قرآن
 جس طرح حضرت موسیٰ کی لٹاکی نے
 جادو گروں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا
 قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی
 قرآن پاک۔

گرچہ باشی خفته تو در زیر خاک

اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو

قاصداں را در عصایت دست نے

ارادہ کرنے والوں کو تمہاری لاٹھی پر قابو نہیں ہے

تو بخفته نور تو بر آسماں

تم سوئے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے

فلسفی ۲ وانچہ پوزش می کند

فلسفی اور اس کا منہ جو کچھ کرتا ہے

آنجناں کرد و ازاں افزوں کہ گفت

انہ تعالیٰ نے وہ کیا جو کہا اور اس سے بھی زیادہ

جان بابا چونکہ ساحر خواب شد

جان پیدا جب جادوگر سو گیا

ہر دوس از گورش رواں گشتند و رفت

دونوں (جادوگر) اس (باپ) کی قبر سے فوراً روانہ ہو گئے

چوں بمصر از بہرآں کار آمدند

جب اس کام کے لئے مصر میں پہنچے

اتفاق افتاد کاں روز و رود

یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن

پس نشاں دادند شاں مردم بدو

لوگوں نے ان کو ان کا پتہ بتایا

چوں بیامد دید در خرما بُناں

جب وہ پہنچا تو کھجوروں میں دیکھا

بہر نازش بستہ او دو چشم سر

تار میں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے

اے بسا بیدار چشم و خفته دل

بہت سے بیدار آنکھ لڑوئے ہوئے دل ہالے ہیں

۱۔ چون عصا۔ حضرت موسیٰ کی نیند کے باوجود جادوگران کی لاٹھی نہ چرا سکے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی مخالفین قرآن میں گڑبڑ نہ کر سکیں گے۔

۲۔ فلسفی۔ محمد بن فلاسفہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کرتے ہیں نور محمدی ان کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ آنجناں۔ اللہ تعالیٰ نے جو وجود سے کہ ان کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ ان سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شد۔ جادوگر کی غفلت کے وقت اس کے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ ہر دو۔ یعنی دونوں جادوگر۔ گورش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے۔ رود۔ آمد خرما بنوں۔ کھجور کے درخت۔ خود چہ بیند۔ دل کی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں جو جسم کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

چوں عصا آگہ بوداں گفت پاک

(موسیٰ کے) عصا کی طرح وہ پاک کلام باخبر رہے گا

تو بخشب اے شہ مبارک خفتنے

اے شہ! تم سو جاؤ تمہارا سو جانا مبارک ہے

بہر پیکار توزہ کردہ کماں

تمہارے (دشمن سے) لڑنے کے لئے کمان پر چلائے ہوئے ہیں

قوس نور تیر دوزش می کند

تیرے نور کی کمان اس کو چھیر ڈالتی ہے

اُو خفت و بخت و اقبالش خفت

وہ (مصطفیٰ) سو گئے اور ان کا نصیب اور اقبال نہ سویا

کار او بے رونق و بے آب شد

تو اس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا

تا بمصر از بہرآں پیکار زنت

بخت جنگ کے لئے مصر کی جانب

طالب موسیٰ و جائے او شدند

حضرت موسیٰ اور ان کی قیام گاہ کے طلبکار بنے

موسیٰ اندر زیر فخلے خفته بود

(حضرت موسیٰ کھجور کے درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے)

کہ بروزاں سوئے نخلستان بجو

کہ جا اس نخلستان کی جانب تلاش کر

خفته کو بود بیدار جہاں

اس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا

عرش و فرش جملہ در زیر نظر

عرش اور فرش سب اس کی نگاہ میں

خود چہ بیند چشم اہل آب و گل

آب گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
جو شخص بیدار دل رکھتا ہے، سر کی آنکھ
گر تو اہل دل نہ بیدار باش
اگر تو صاحب دل نہیں ہے، جاگتا رہ
ورلٹ بیدار شدی تحسپ خوش
اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے، آرام سے سو جا
گفت پیغمبر کہ تحسپ چشم من
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سوتی ہے
شاہ بیدارست و جاہلر خفتہ گیر
شاہ بیدار ہے، مجاہد سو بھی گیا ہو
وصف بیداری دل اے معنوی
اے معنی کو سمجھنے والے! دل کی بیداری کا وصف
چوں بدیدندش کہ خفت سست اودراز
جب انہوں نے ان کو پیر پھیلائے سوتے دیکھا
ساحراں قصد عصا کردند زود
جادوگروں نے فوراً لٹھی کا قصد کیا
اند کے چوں پیشتر کردند ساز
جب آگے بڑھنے کا تمہوڑا سا قصد کیا
آچنناں بر خود بلر زیدآں عصا
لٹھی نے خود بخود اس طرح جھرجھری لی
بعد ازاں شد اژدہا و حملہ کرد
اس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اس نے حملہ کر دیا
رو در افتادن گرفتند از نہیب
خوف سے انہوں نے منہ کے بل گنا شروع کر دیا
پس یقین شال شد کہ ہست از آسمان
تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ طاقت آسمانی ہے

گزنخسپ بر کشاید صد بصر
اگر سو جائے سو بینائیں کھل جاتی ہیں
طالب دل باش و در پیکر باش
دل کا طالب بن اور نفس سے لڑتا رہ
نیست غائب ناظر تازہفت و شش
سات (آسمانوں کو چھ) جہتوں سے تیری نگہ غائب نہیں ہے
لیک کے تحسپ ولم اندر وسن
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے
جاں فدائے خفتگان دل بصیر
بیدار دل، سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے
می نگنجد در ہزاراں مثنوی
ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں مل سکتا
بہر دزدی عصا کردند ساز
انہوں نے لٹھی چمانے کی تیزی کی
کز پیش باید شدن وال را ربود
کہ پیچھے سے جاتا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے
اندر آمد آل عصا در اہتر از
وہ لٹھی حرکت میں آ گئی
کاں دو بر جا خشک گشتند از و جا
کہ وہ دونوں خوف سے اپنی جگہ پر خشک ہو گئے
ہر دوآں بگریختند و روی زرد
دونوں بھاگے اور ان کا چہرہ زرد (تھا)
غلط غلطاں منہزم در ہر نشیب
لوٹے پونٹے ہر گڑھے میں پسا ہوتے ہوئے
زانکہ می دیدند حد سلاہاں
اس لئے کہ انہوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

۱۔ در پیکر۔ یعنی دل کی آنکھیں
حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔
مفتدش۔ یعنی ساتوں آسمان اور چھ
جانبیں شلو بیدار۔ اگر شلو بیدار ہے تو
چوکیدار کے سو جانے سے کوئی نقصان
نہیں پہنچ سکتا۔ دل بمنزلہ شلو کے
ہے۔

۲۔ خفتگان۔ یعنی جن کی آنکھیں
سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے
آنحضرت نے فرمایا میری آنکھیں سوتی
ہیں دل بیدار رہتا ہے۔ معنوی۔ وہ
شخص جو معنی اور حقیقت کا طالب
ہو۔

۳۔ بدیدناش۔ ان دونوں
جادوگروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا۔
اہتر از۔ متحرک ہو جانا۔ وجہ خوف۔
حد۔ یعنی وہ لٹھی نہیب۔ خوف۔
منہزم۔ پسا۔

نیست ممنوع و حرام و ممتنع
 ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے
 سحر کردن شد حرام اے مرد دوست
 اے دوست! جلا کرنا حرام ہے
 کارِ شاں تا نزع و جاں گندن رسید
 ان کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا
 سوئے موسیٰ از برائے عذرِ آل
 (حضرت) موسیٰ کے پاس اس کی معذرت کے لئے
 امتحان تو اگر نبود حسد
 آپ کے آزمائے کا اگر حسد نہ ہوتا
 اے تو خاص الخاص درگاہِ الہ
 آپ خدا کی بارگاہ کے خاص الخاص ہیں
 اے ترا الطاف و فضل بے عدد
 اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بزرگی بے شمار ہے
 پیش موسیٰ برز میں سمری زوند
 (حضرت) موسیٰ کے سامنے سر جھٹکتے تھے
 گشت بر دوزخ تن و جاں تاں حرام
 تمہارا جسم اور روح دوزخ پر حرام ہو گئی ہے
 اجمی سازید خورا ز اعتذار
 عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بناؤ
 درنبرد آسید پیش بادشاہ
 بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آ جاؤ
 جمع آرید از دون و از بروں
 اللہ اور باہر سے اکٹھے کر لو

پس! ازیں رو علم سحر آموختن
 لہذا اس حیثیت سے جلا کا علم سیکھنا
 بہر تمیز حق از باطل نکوست
 حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے اچھا ہے
 بعد ازاں اطلاق و تپ شاں شد پدید
 اس کے بعد ان کو دست آئے اور بخدا آ گیا
 پس فرستاد مردے در زمان
 تو انہوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا
 کا امتحان کر دیم ملا کے رسد
 کہ ہم نے آزمایا ہمیں کب حق تھا
 مجرم ۲ شاہیم و ملا عذر خواہ
 ہم شاہی مجرم ہیں ہمدی عذر خواہی کر دیجئے
 درگذر ازما کہ ما کر دیم بد
 ہم نے برا کیا ہمیں معاف کر دیجئے
 عفو کرد و در زمان نیکو شدند
 انہوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے
 گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام
 (حضرت) موسیٰ نے فرمایا اے شریفو! میں نے معاف کیا
 من ۳ شمار اخوند پدم اے دیار
 اے دوستو! (گویا) میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں
 ہچماں بیگانہ شکل و آشنا
 اسی طرح (بظاہر) اجنبی صحت اور (باطن) دوست
 انچہ باشد مرثلا از فنون
 تمہارے پاس جو بھی کرب ہوں

پس۔ اگر کوئی شخص جلا اس غرض سے دیکھے کہ وہ سحر اور معجزہ میں فرق کر سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو یہ جائز ہے لیکن جلا کرنا مطلقاً بہر صورت ناجائز اور حرام ہے۔ اطلاق۔ دستوں کا جلدی ہو جانا۔ کا امتحان۔ ہم نے آزمایا چاہا تھا اور وہ بھی حسد کی بناء پر تھا۔

۲ مجرم شاہیم۔ چونکہ ہم نے اللہ کے رسول کا جرم کیا ہے لہذا ہم نے اللہ کا ہی جرم کیا ہے۔ نیکو خدمت۔ یعنی ان کا بخدا اور دستوں کی بیماری زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم ایمان لائے ہو۔

۳ من شام۔ حضرت موسیٰ نے ان دونوں جادوؤں سے فرمایا کہ فرعون سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل اجنبی بن کر فرعون کے سامنے میرے مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کرب کرنا۔ بیگانہ شکل۔ یعنی بظاہر اجنبی بنے رہنا اور آشنائی کو پردے میں رکھنا۔



جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا ازوے
شہروں سے فرعون کے سامنے جاو گروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے غلٹیں پانا اور اس
یافتن و دست بر سینہ در قہر خصم او کہ اس کار را دفع بر ما نویس
ان کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ ملانا کہ اس کام کی مدافعت ہمارے ذمہ لکھ لے

۱۔ تشریفہا۔ غلٹیں۔ در قہر خصم
اور۔ یعنی حضرت موسیٰ پر غالب آنے
کے بارے میں۔ خدند۔ یعنی وہ
حضرت موسیٰ کے پاس سے روانہ ہو
گئے۔ انتظار۔ یعنی وہ منتظر تھے کہ کوئی
وقت آئے تو ہم حضرت موسیٰ پر ایمان
کا اظہار کریں۔ سابقا۔ بازی لے
جانے والے۔

۲۔ فرزند آئید۔ یعنی اگر تم حضرت
موسیٰ پر غالب آ جاؤ گے کہ بدو۔
یعنی اس قدر دلوں کا جوحد سے بڑھا ہوا
ہو گا۔ کارش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
کام۔ صفدیم۔ یعنی ہم صف شکن
ہیں۔ پائے۔ ہمارا رتبہ ذکر موسیٰ۔
حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصے سے
دکھی پیدا ہو رہی ہے لیکن مقصود محض
قصہ گس کرنا نہیں ہے قصہ تو پرانا ہے
سچ ذکر موسیٰ اس قصہ کے ماتحت
جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ تو محض
آڑ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصود
اسلیٰ وہ نور ہے جو حضرت موسیٰ کو عطا
کیا گیا تھا۔ تاقیامت۔ ہر نبی کا نور
امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا
ہے اور جس صفت خاص کا کوئی نبی
مربوب ہوتا ہے اسی صفت کا کوئی ولی
بھی مربوب ہوتا ہے۔

پس زمیں را بوسہ دلند و شدند
پھر انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہو گئے
تا بفرعون آمدند آل ساحراں
وہ جاوگر فرعون کے پاس آئے
وعدہا شال گرد و پیشین ہم بدو
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیے
بعد ازاں شال گفت ہیں لے سابقا
اس کے بعد اس نے کہا آگاہا اے ماہرہا
برفشتم بر شما چندیں عطا
تم پر اس قدر عطا نثار کروں گا
پس بگفتندش باقبل تو شاہ
تو انہوں نے کہا کہ اے شاہ آپ کے اقبل سے
ماہریں فن صفدریم و پہلواں
ہم اس فن میں صف شکن اور پہلوان ہیں
ذکر سہ موسیٰ بند خاطر ہاشدست
موسیٰ کا ذکر دکھی کا موجب بن گیا ہے
ذکر موسیٰ بہر روپوش ست و لیک
موسیٰ کا تذکرہ منہ چھپانے کے لئے ہے لیکن
موسیٰ و فرعون در ہستی تست
موسیٰ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں
تاقیامت ہست از موسیٰ نتاج
موسیٰ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے

انتظار وقت فرصت می بند
فرصت کے وقت کے منتظر تھے
داد شال تشریفہاے بیکراں
ان کو اس نے لاتعداد غلٹیں دیں
بندگاں و اسپان و نقد و جنس و زاد
غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ
گرفزوں آئید اندر امتحاں
اگر تم امتحان میں بازی لے گئے
کہ بدرد پردہ جود و سخا
کہ بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائے گا
غالب آئیم و شود کارش تباہ
ہم جیتیں گے اور اس موسیٰ کا کام تباہ ہو گا
کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کوئی نہیں ہے
کایں حکم تہاست کہ پیشین بدست
کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں
نور موسیٰ نقد تست اے مرد نیک
اے بھلے آدمی! موسیٰ کا نور تیرا مقصود ہے
باید ایں دو خصم را اور خویش جست
ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تاش کرنا چاہیے
نور دیگر نیست دیگر شد سراج
روشنی دوسری نہیں ہے چراغ دوسرا ہے

از نظر گہ گفت شل شد مختلف
ان کی بات نقطہ نظر کی جہ سے مختلف ہو گئی
وَر کف ہر یک اگر شمعے بدے
ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی
چشمِ حسن پہچوں کف دست و نس
جس کی آنکھ صرف ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے
جسم دریا دیگرست و کف و گر
دیا کا وجود لود ہے لود جھاگ لود ہیں
جہش کفہاز دریا روز و شب
شب و روز جھاگوں کی حرکت دیا کی جہ سے ہے
ماچو کشتیا ۳ بہم بڑی زینم
ہم کشتیوں کی طرح آپس میں ٹکراتے ہیں
اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب
اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے
آب را آہست کو میراندش
پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اس کو ہلاتا ہے
موی و عیسی کجلد کا قلاب
حضرت موی و عیسیٰ کہیں تھے جبکہ سرج نے
آدم و حوا کجا بدآں زماں
اس وقت حضرت آدم لود حوا کہیں تھے
ایں خن ہم ناقص ست و اترست
یہ بات بھی ناقص لود اٹھری ہے
گر گویم زماں بلغزد پائے تو
اگر میں اس کے بارے میں کہوں تو تیرے ہی پھسل جائے گے

آں یکے داش لقب دادا ایں الف
ہی ایک نے اس کو دل کا لقب دیا اس نے الف کا
اختلاف گفت شل سیر دل شدے
تو ان کی باتوں سے اختلاف لود ہو جاتا
نیست کف رابر کل او دسترس
ہتھیلی کی اس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے
کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
جھاگ کو چھوڑ لود آنکھ سے دیا کو دیکھ
کف ہی بینی و دریا نے عجب
عجب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے لود دیا کو نہیں
تیر کشیم و در آب رو شمیم
ہم اندی آنکھوں والے ہیں لود صاف دیا میں ہیں
آب را دیدی نگر در آب آب
تو نے پانی کو دیکھ لیا، پانی کے پانی کو دیکھ
روح را روحے ست کو میخواندش
روح کی ایک روح ہے جو اس کو بلاتی ہے
کشت موجودات را می داد آب
موجودات کی کھیتی کو پانی دیا
کہ خدا افگند ایں زہ در کماں
جبکہ خدا نے کمان پر یہ چلہ چڑھایا
آں خن کہ نیست ناقص دل سرست
جو بات ناقص نہیں ہے، وہ اٹھری کی ہے
ورگویم ہیچ ازاں اے وائے تو
لو اگر میں اس سے کچھ بھی نہ کہوں تو تجھ پر غصوں ہے

۱۔ آں یکے چونکہ ہاتھ کا تصور
سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس
لئے انہوں نے اس کو مختلف عبارتوں
سے تعبیر کیا کسی نے مثلاً اس کو دل
کہا تو کسی نے اس کو الف کہا۔
۲۔ چشم جس انسان کی جی آنکھ
ان لوگوں کی ہتھیلی کی طرح ہے جیسے
ان کی ہتھیلی کی دست میں پوئے ہاتھ
پر بھی اسی طرح ظاہری آنکھ کی چیز
کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔
کف و گر مولانا کف دست سے
کف دیا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں
لود مقصود وہی ہے کہ حقیقت شناسی
ہونی چاہیے نہ کہ ظاہر پرستی۔ جسم دیا۔
یعنی وجودِ شمع۔ کف۔ یعنی جسمِ عنصری
۔ جہش کہنا انسانی اجسام روح کی جہ
سے متحرک ہیں لیکن غصوں کہ انسان
تن پوری کرتا رہتا ہے لود روح سے
غفلت رہتا ہے۔
۳۔ ماچو کشتیا اجسام کو پہلے کف
دیا سے تعبیر کیا تھا بلکہ کشتیوں
سے تعبیر کیا ہے آب روشن۔ روح۔
اے تو اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہو
گیا ہے تو اس کو آگے قدم بڑھا کر
ذات حق کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ آب
آب۔ روح اللہ روح ذات حق۔
آہست۔ یعنی روح کے لئے افاضہ
حیات کرنے والی ذات۔ موی و عیسیٰ
افاضہ حیات کرنے والی ذات کی
قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم
ہے کہ خدا تعالیٰ کائنات کو حیات بخشی
تھی۔ ایں خن۔ یعنی ذات حق کی جو
تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ آں خن۔
خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو
تعبیرات فرمائی ہیں تو وہ صحیح ہیں۔
گر گویم لود اگر مثالوں سے اس کی
ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اسی
مثال پر دل جھالو گے بالکل ذکر نہ کیا
جائے تو یہ بھی غصوں کہ بات ہے۔



۱۔ بستہ پائی۔ عوام تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے برہنہ پر یقین کے بغیر یقین کے اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر ہلانے لگتے ہیں۔ ایک۔ عوام تقلید سے تحقیق کی طرف منتقل ہونے کے لئے پیش قدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔ چوں گئی۔ جبکہ انسان سفلی زندگی کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۲۔ چوں حیات۔ اگر انسان اس سفلی زندگی کو خیر باد کہہ دے تو وہ دل کی دنیا میں پہنچ کر اسرار وحدت حاصل کر سکتا ہے۔ شیر خواہ بچہ کو جب تک لذیذ غذا میں نہیں ملتی ہیں دل کو چپنا رہتا ہے جب غذا میں ملنے لگتی ہیں تو دلیہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تک..... عالم سفلی سے چپنا ہوا ہے اسرار کی لذت سے بے خبر ہے جب وہ لذت حاصل ہونے لگے گی تو عالم سفلی کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھے گا۔

۳۔ بستہ۔ تاج زمین سے غذا حاصل کرتا ہے اسی طرح انسان عالم سفلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی ہو گیا حالانکہ اس کی اصلی غذا وہ ہے جو دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت سے حاصل ہوتی ہے۔ قوت حکمت۔ تو دل کی غذا حکمت اور چند موعظت سے حاصل کر لے اس کے الفاظ میں وہ نور پوشیدہ ہے جو اصل غذا ہے پھر استعداد پیدا ہو جانے پر براہ راست اسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تاہم جین رفتہ رفتہ ہوا استعداد پیدا ہو جائے گی جس سے شہد الحق حاصل ہو جائے گا۔ چوں ستارہ پھر عالم ملکوت کی سیر حاصل ہو جائے گی۔ عالم

وہ بگویم در مثال صورتے

اگر میں کسی صورت کی مثال میں اس کی صفات بتاؤں

بستہ پائی چوں گیاه اندر زمیں

تو گھاس کی طرح زمین میں پائستہ ہے

لیک پایت نیست تا نقلے گئی

لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو منتقل ہو جائے

چوں کنی پارا حیات زیں رگل سست

تو پاؤں کیسے نکل سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے

چوں حیات از حق بگیری اے روی

اے سیراب! جب تو اللہ تعالیٰ سے زندگی حاصل کرے گا

فارغ و مستغنی از رگل سوئے دل

مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف

شیر خواہ چوں ز دلیہ بگسلد

دودھ پیتا بچہ جب دلیہ سے تعلق توڑتا ہے

بستہ شیر زمینی چوں خوب

نبیوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے

قوت حکمت خور کہ شد نور سیر

دلتائی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چھپا ہوا نور ہے

تا پذیر اگر دی اے جاں نور را

اے جان تاکہ تو نور کو قبول کرنے والا بن جائے

چوں ستارہ سیر برگردوں گئی

تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے

آں چنل کز نیست در مست آمدی

اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

بر ہماں صورت یکپسی اے فتنے

اے نوجوان! تو اس ہی صورت پر چپک جائے گا

سر بکبنانی ببادے بے یقین

بغیر یقین کے سوا سے سرا ہلاتا ہے

یا مگر پارا ازیں رگل بر کنی

یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے

اس حیات داروش پس مشکل سست

تیری اس زندگی کے لئے راہی بہت مشکل ہے

پس غنی گردی ز رگل در دل روی

تو مٹی سے بے نیاز ہو جائے گا دل کی دنیا میں پہنچ جائے گا

می روی بے قید خراز اہل رگل

بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑے گا

لوت خواہ شد مر او را می ہلد

غذا خود بن جاتا ہے اور اس دلیہ کو چھوڑ دیتا ہے

جو فطام خویش از قوت المقلوب

دلوں کی خوراک کے ذریعہ اس دودھ کو چھڑنے کی کوشش کر

اے تو نور بے حجب رانا پذیر

اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کر سکنے والا ہے

تاہم بنی بے حجب مستور را

تاکہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پردوں کے دیکھ لے

بلکہ برگردوں سفر بے چوں گئی

بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے

ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی

ہیں بتا کیسے آیا ہے؟ تو بے ہوش آیا ہے

ملکوت کی طرف تہدار اروجی سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس علم کی طرف نزول سفر ہو لیکن یہ سفر چونکہ تہدار مدہوشی میں ہوا ہے اس لئے نہیں نہ وہ سفر یاد ہے اور نہ اس سفر کے طے کرنے کے واسطے یاد ہیں۔

۱۔ ہوش را بگذارد اگر تم اس آنے کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہے ہو تو جسمانی اور مادی ہوش کو ختم کر کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان جسمانی کانوں کو بند کر لے اور ان کان کھول لو پھر تمہیں باتیں یاد آ جائیں گے اور عہد اُلت کی آواز سن لو گے۔ گویم میں نے تمہیں بتا دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا کی بہادر دھمکی ہے مجاہدات کی گری نہیں سمجھی ہے۔

۲۔ ایں جہاں انسان اور دنیا کی مثال درخت اور پھل کی سی ہے پھل جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اس کا جوڑا مضبوط ہے اور سخت ہوتا ہے چوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اس کا تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے اسی طرح خام انسان دنیا کو چننا رہتا ہے اگر اس میں پختگی آ جاتی ہے تو دنیا سے تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔ تا حین کا پیٹ کا بچہ جب تک پیٹ سے چننا ہوا ہے اس کی غذا خون ہے جب وہ باہر آ جاتا ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا سے چننا ہوا ہے اس کی غذا خون کی جیسی نجس چیز رہتی ہے۔

۳۔ چیز دیگر۔ کچھ اسرار تو میں نے بتا دیئے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح القدس بتا گا۔ روح القدس سے مراد یہاں جبرئیل نہیں ہیں کیونکہ ان کا کہنا اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے بلکہ حظیرۃ القدس کے دوسرے ملائکہ مراد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ باتیں نہ میں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہو گا کہ تو خود اپنے آپ کو بتائے گا اسے ہم تو من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ

لیک رمزے بر تو بر خواہیم خواند
لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں
گوش را بر بندو آنگہ گوشدار
کان کو بند کر لے پھر کان لگا
در بہاری و ندیدستی تموز
تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے
ماہر و چوں میو ہائے نیم خام
اور ہم اس پر آدھ کچے پھل کی طرح ہیں
زانکہ در خامی نشاید کاخ را
کیونکہ کچے پن میں شاہی محل کے لائق نہیں ہوتا ہے
سُست گیرد شاخہارا بعد از ازل
اس کے بعد شاخوں سے گرفت ڈھیلی کر لیتا ہے
سرد شد بر آدمی مُلکِ جہاں
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہو جاتا ہے
تا حینی کار خوں آشامی ست
جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے تیرا کام خون پینا ہے
باتو روح القدس گوید نے منش
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں
بے من و بے غیر من اے ہم تو من
میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہ میں ہے
توز پیش خود بہ پیش خود شوی
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے



را بہائے آمدن یلوت نماند
تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے
ہوش را بگذارد وانگہ ہوشدار
ہوش کو چھوڑ دے پھر ہوشدار بن جا
نے گویم زانکہ تو خامی ہنوز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے
ایں اچھل پھول درخت ستلے کرام
اے بزرگوار یہ دنیا درخت کی طرح ہے
سخت گیر دغا مہاجر شاخ را
کچوں کی گرفت شاخ پر سخت ہوتی ہے
چونکہ پخت و گشت شیریں لب گزراں
جب پک گیا اور ہنوز کو چپکانے والا شیریں بن گیا
چوں ازل اقبال شیریں شد دہل
جب اس خوش نصیبی کی وجہ سے منہ میٹھا ہو جاتا ہے
سخت گیری و تعصب خامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا سر پن ہے
چیز دیگر ۳۔ ماند لما گفتنش
دوسری چیز یہ تھی لیکن اس کا بتانا میرا کام نہیں ہے
نے تو گوئی ہم بگوش خوشتن
نہیں تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا
ہمچو آں وقتے کہ خواب اندر روی
جیسا کہ جب تو سو جاتا ہے

من و تو کا امتیاز ختم ہو گیا ہے۔ یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر اسرار خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود سننے والا..... بن جاتا ہے اس کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

بشنوی! از خویش و پنداری فلاں

تو اپنی طرف سے سنتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ فلاں نے

تو کیلئے تو نیستی اے خوش رفیق

اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے

آں توئی زلفت کہ آں نہ صد تو ست

وہ تیری موتی شخصیت جو تیرا نو سو گنا ہے

خود چہ جائے حد بیداری و خواب

بیداری اور نید کا خود کیا ٹھکانا ہے

دم مزن تابشنوی از دم زناں

دم نہ ملتا کہ تو دم ملنے والوں سے سن لے

دم مزن تابشنوی زان آفتاب

دم مت ملتا کہ تو اس آفتاب سے سن لے

دم مزن تابشنوی زان مہ لقا

دم مت ملتا کہ تو سن لے اس مہ رخ سے

دم مزن تابشنوی اسرارِ حال

دم مت ملتا کہ تو حالت کے اسرار سن لے

دم مزن تلام زند بہر تو روح

دم نہ ملتا کہ تیرے لئے روح کہے

ہمچو گنعال کا شنای کرد او

کنعان کی طرح نہ بن کہ وہ تیرا تھا

باتواندر خواب گفتست آں نہاں

وہ پوشیدہ راز خواب میں تجھ سے کہا ہے

بلکہ گرونی و دریائے عمیق

بلکہ تو آسمان ہے، اور گہرا سمندر ہے

قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو ست

سمندر ہے اور تیری سو شخصیتوں کی ڈوب جانے کی جگہ ہے

دم مزن واللہ اعلم بالصواب

خاموش ہو جا، اور اللہ بہتر جانتا ہے

انچہ ناید در بیان و در زباں

وہ جو بیان اور زبان میں نہیں سہا سکتا ہے

انچہ ناید در کتاب و در خطاب

وہ جو لکھنے اور بیان کرنے میں نہیں آ سکتا

اصلاً اے پاکبازاں اصلاً

او اے پاکبازو! او

از زبان بے زباں کہ قم تعال

بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو، آجا

آشنا سہ بگزار در کشتی نوح

تیرا چھوڑ دے نوح کی کشتی میں آ جا

کہ نخواہم کشتی نوح عدد

کہ میں دشمن نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوں

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسرا و سر کشیدن او کہ

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلاتا ہے اور اس کی سرکشی کرتا کہ میں

کہ بر سر کوہ روم و چارہ گنم و منت تو شکشم

پہاڑ پر چڑھ چلوں گا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیار کشتی بلا نشیں

تاگردی غرق طوفاں اے مہمیں

خبردار آ جا بابا کی کشتی میں بیٹھ جا اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے

۱۔ بشنوی۔ انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی دوسرا نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خود سن رہا ہے آں توئی۔ آنے جانے کے مختلف مقامات، مخاطب اور متکلم کا امتیاز یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے انسان بظاہر عالم صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالم کبیر ہے انسان کی شخصیت سینکڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر ہے

۲۔ خود۔ انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک لاکھ و شخصیت ہے۔ دم مزن۔ ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرمادے۔ آنچ۔ یہ اسرار تحریر و تقریر میں نہیں لکھ سکتے۔ قم تعالیٰ۔ کھڑا ہوا آ جا۔ جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آ جائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی مرشد

۳۔ آشنا بگزار۔ یعنی اپنے دعوے ترک کر دے اور مرشد کا سہارا لے لے۔ ہمچو کنعال۔ حضرت نوح کے لڑکے کنعان نے سہارا پسند نہ کیا تو جہاں ہوں۔ بابا۔ یعنی حضرت نوحؑ مہمیں۔ ذلیل

گفت نے من آشنا! مہوتم
اس نے کہا نہیں، میں نے تیرنا سیکھا ہے
ہیں ملکن کاس موج طوفان بلاست
خبردار ایسا نہ کر، کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے
بادِ قہرست و بلائے شمع کش
یہ قہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے
گفت نے رتم برآں کوہ بلند
اس نے کہا نہیں اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
ہیں ملکن کہ کوہ کاہ ست ایں زماں
خبردار یہ نہ کر اس وقت پہاڑ تنکا ہے
گفت من کے پند تو بشنودہ ام
اس نے کہا میں نے تیری فصاحت کب سنی ہے؟
خوش نیلہ گفت تو ہرگز مرا
تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی
ہیں ملکن بابا کہ روز ناز نیست
خبردار بابا یہ نہ کر، یہ ناز کا دن نہیں ہے
تا کنوں کر دی وایں دم ناز کیست
تو نے اب تک ناز کیا اور یہ نازک وقت ہے
لَمْ يَلِدْ لَمْ يُولَدْ ست او از قدم
ناس کے بیٹا پیدا ہونے سے پہلے ہی ہلاک ہو چکا ہے
نازِ فرزنداں کجا خولہ کشید
وہ لولہ (سا) ناز کہیں برداشت کریگا؟
نیستم مولود پیرا کم بناز
خدا فرمایا کہ میں بیٹا نہیں ہوں اے بوڑھے ناز نہ کر
نیستم شوہر نیم من شہوتی
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

من بجز شمع تو شمع فرو ختم
میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کر لی ہے
دست و پا را آشنا امروز لاست
آج تیرنے کے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں
جز کہ شمع حق نمی پاید خمش
اللہ تعالیٰ کی شمع کے علاوہ کوئی شمع نہ ٹھہری گی چپ ہو جا
عاصم ست آل کہ مرا از ہر گزند
وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے
جز حبیب خویش رندہ اماں
وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پنہ نہ دیگا
کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں
من بری ام از تو در ہر دوسرا
میں تجھ سے دلوں جہاں میں بیزار ہوں
مرخدا خونیشی و انباز نیست
خدا کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے
اندریں درگاہ کسے رانا ز کیست
اس صبا میں کسی کو ناز کا حق کب ہے؟
نے پدر دارو نہ فرزند و نہ عم
نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا
رازِ بابا یاں کجا خواہد شنید
باپوں کا راز کہیں سنے گا؟
نیستم والد جوانا کم گراز
میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ
ناز را بگذار اینجا اے سستی
اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

۱۔ آشنا۔ شاہی تیرا کی۔ شمع یعنی تدبیر۔ شمع فرو ختم۔ یعنی میں نے بچنے کی تدبیر سوچی ہے کہ تیروں کا۔ ل۔ معدوم۔ خمش۔ چپ ہو جا۔

۲۔ کوہ بلند۔ قرآن پاک میں کنعان کا مقلد کہ ہے سلوئی الی جَلَّ بِصُفْحِي مِنَ الْمَاءِ میں پہاڑ پر پنہ گزین ہو جاؤں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ ندہاں۔ یعنی خدا اسن نہ دے گا۔ دودہ۔ خاندان۔ مرخدا۔ ناز کی بنیاد رشتہ داری اور شرکت وغیرہ ہوتی ہے۔ ناز کیست پہلے مصرع میں بمعنی ناز کی است ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی ناز کی است ہے۔

۳۔ ناز فرزنداں۔ جبکہ لَمْ يَلِدْ اور لَمْ يُولَدْ ہے تو اس کی جناب میں نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ باپوں کے ناز کی گنجائش ہے۔ پیرا۔ اے بوڑھے۔ گراز۔ گرازدن۔ اکڑ کر چلنا۔ شہوتی۔ مردانہ خواہش کی بنیاد پر مردانہ شہوت کی ناز برداری کرتا ہے سستی۔ عورت بیوی۔

اندریں حضرت ندا رد اعتبار
اس مہا میں کسی کا اعتبار نہیں ہے
باز میگویی کجیل آشفته
پھر کہتے ہو 'نادانی سے بہک رہے ہو
تا جوابِ سرود بشنودی بے
حتی کہ بہت سے بے مردی کے جواب سے ہیں
خلصہ اکنوں کہ شدم دانا و زفت
خصوصاً اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں
بشنوی یک بار تو پند پدر
ایک بار تو باب کی نصیحت مان لے گا
ہچناں می گفت اُو دفع عذیف
وہ اسی طہ پر سختی سے اٹھ کر رہا
نے دے در گوش آل ادبیر شد
ذ کوئی بات اس بدبخت کے کان میں پڑی
برسر کنعال زد و شد ریز ریز
کنعان کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا
مر مرا خرم دو سیلت برد بار
میرا گدھا مرا اور تیرا سیلاب سلمان بہا لے گیا
کہ بیابد اہلت از طوفاں رہا
کہ تیرے اہل طوفان سے نجات پائیں گے
پس چرا بر بود سیل از من کلیم
پھر طوفان میری کھسلی کیوں بہا لے گیا؟
خودنیدی تو سفیدی از گبود
تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا
نیست دندان بر کنش اے اوستاد
وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑ دے

جوا خضوع و بندگی و اضطراب
سوائے عاجزی اور غلامی اور بیچارگی کے
گفت بابا سالہا اس گفتہ
اس نے کہا 'باتم نے یہ سالہا کہا ہے
چند از نہا گفتہ باہر کسے
تم نے ہر شخص سے یہ باتیں کہی ہیں
اس دم سر د تو در گوشم زفت
تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی
گفت باباچہ زیاں دار داگر
حضرت نوح نے فرمایا بابا کیا حرج ہوگا اگر
ہچنین میداد اُو پند لطیف
وہ اسی طرح ہشفقانہ نصیحت کرتے رہے
نے پدر از نصیح کنعال سیر شد
نہ تو باپ کا کنعان کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا
اندریں گفتن بدند و موج تیز
وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے
نوح گفت اے بادشاہ برد بار
نوح نے عرض کیا 'اے حلیم بادشاہ!
وعدہ کر دی مر مرا تو بارہا
تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا
دل نہام بر اُمیدت من سلیم
مجھ بھوئے نے تیری امید پر بھروسہ کیا
گفت اواز اہل و خویشان نہ بود
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تیرے اہل اور انہوں میں سے نہ تھا
چونکہ در دندان تو کرم اوفتاو
جب تیرے دانت میں کیزا لگ گیا

۱۔ جز۔ اللہ کے دربار میں صرف
عاجزی اور زاری کام دیتی ہے۔ گفت
بابا۔ یعنی کنعان نے حضرت نوح
سے کہا جوابِ سرود۔ یعنی تلخ جواب۔
دم سرود۔ بے اثر بات۔ دانا۔ یعنی
جبکہ بچپن میں جو کہ کمزوری اور نادانی کا
وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب
طاقت اور عقل کی وقت کیسے مان سکتا
ہوں۔ زیاں۔ نقصان۔
۲۔ ادبیر۔ بدبخت۔ موج تیز۔
قرآن پاک میں ہے وَخَالَ يَتِيمًا
الْفَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُضْرَقِينَ اور حال
ہوئی ان دونوں کنعان اور حضرت نوح
کے درمیان موج اور وہ دُوب گیا۔
خرم۔ یہ محاورہ پوری جہاں اور بربادی
کے وقت بولا جاتا ہے۔
۳۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ کلیم۔
کملی۔ کلیم۔ بردن۔ لوٹ لینا۔
گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک
میں ہے يَسْفُوحُ فَمَا يُسَمِّنُ
فَعَلِيكَ فِئَةً عَمَلٍ غَيْرَ صَالِحٍ۔
اے نوح وہ تمہارا بیٹا تمہارے اہل
میں سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے
نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو بیکار
ہو جائے تو اس کو جدا کر دینا ضروری ہو
جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات
پڑتے ہیں۔

تاکہ باقی تن نگرود زار ازو
تاکہ باقی جسم اس سے کزود نہ بنے
گفت! بیزارم ز غیر ذات تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بزار ہوں
تو ہمیدانی کہ چو نم با تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے
زندہ از تو شاد از تو عاکلے
میں تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج ہوں
متصل نے منفصل نے اے کمال
اے خداوند کمال وہ نہ جزا ہوا ہے نہ جدا
ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم مچھلیاں ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے
تو گنجی ۲ در کنارِ فکر تے
تو عقل کے پہلو میں نہیں سنا ہے
پیش ازیں طوفان و بعد ایں مرا
اس طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میرے لئے
باتومی گفتم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ ان سے
نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟
روی ۳ در اطلال کردہ ظاہرا
بظاہر کھنڈوں کی طرف رخ کر کے
شکر طوفان را کُنوں بگماشتی
شکر ہے اب تو نے طوفان مسلط کر دیا
زانکہ اطلال ولیم و بد بدند
کیونکہ وہ کھنڈ اور کہینے اور بد تھے

گرچہ بود آن تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اس سے بیزار ہو جا
غیر نبود آنکہ باشد ذات تو
جو تجھ میں فنا ہو گیا وہ غیر نہ ہو گا
ہست چندا نم کہ باباراں چمن
اس سے ہیں گناہ ہے جو چمن کو بارش سے ہے
مُغذی بے واسطہ بے حاکلے
بغیر کسی واسطہ اور بغیر کسی حاکلے کے تجھ سے غذی پانے والا ہوں
بلکہ بیچون و چگونہ و اعتزال
بلکہ اس کا مجھے تعلق ہے مثل ہر بے کیفی ہر بے علت ہے
زندہ ایم از لطف اے نیکو صفات
اے اچھی منتوں والے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں
نے بمعلولی قریں چوں علتے
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کسی علت سے وابستہ ہے
تو مخاطب بودہ در ماجرا
ہر قصہ میں تو مخاطب ہے
اے سخن بخش نوو آن گہن
اے آنے والے اور گزرنے والے زمانہ میں بات کی طاقت عطا کرنے والے
گاہ با اطلال و گاہے باد من
کبھی کھنڈوں اور کبھی کوڑی سے
او کرامی گوید آں مدحت کرا
وہ کس سے کہتا ہے اور کس کی تعریف کرتا ہے؟
واسطہ اطلال را بر داشتی
کھنڈوں کا واسطہ اٹھا دیا
نے ندائے نے صدائے می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

۱۔ گفت بیزارم۔ حضرت نوح پر
حقیقت واضح ہوئی تو بیٹے کی بربادی
کا شکوہ ختم ہو گیا اور انہوں نے
معذرت شروع کر دی۔ چمن۔ چمن
بارش کا محتاج ہے۔ عاکلے۔ عیالدار
مغفل۔ مغذی۔ غذا حاصل کرنے
والا۔ متصل نے۔ حضرت نوح چونکہ
ذات باری میں فنا ہو چکے تھے تو ان کو
ذات باری سے متصل بھی نہیں کہا جا
سکتا ہے کیونکہ اتصال دوئی کو چاہتا
ہے اور متصل بھی نہیں کہا جا سکتا۔
بلکہ۔ وصول الی اللہ کی کیفیت ناقابل

بیان ہے۔
۲۔ تو گنجی۔ ذات باری فکر و خیال
سے بالاتر ہے۔ نے بمعلولی۔ ذات
باری کسی علت کی معلول نہیں ہے۔
پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان
کے بعد۔ تو ہی میرا مخاطب ہے اور
تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق
عطا کرنے والا ہے۔ نیک عاشق۔
عاشق عموماً محبوب کے کھنڈرات اور
نشانات سے گفتگو کیا کرتے ہیں
لیکن اصل روئے سخن محبوب کی
طرف ہوتا ہے اسی طرح دوسروں
سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے
سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔
۳۔ روی۔ عاشق کا رخ گو محبوبہ
کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا
ہے لیکن مقصود محبوبہ کا ذکر ہوتا ہے۔
اطلال۔ طلل کی جمع ہے نیلے شکر تیرا
شکر ہے کباب تو نے ان اشخاص کو ہی
ختم کر دیا ہے جو باتیں کرنے میں
درمیان واسطہ منزل ٹیلوں کے تھے نے
نہائے۔ وہ اشخاص ایسے تھے کہ نہ خود
صحیح بات کرتے تھے نہ میری بات کا
صحیح جواب دیتے تھے۔

مَنْ اِجْنَالِ اَطْلَالِ خَوَاهِمِ دَرِ خَطَابِ
میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈ چاہتا ہوں
تا مَشْنِی بِشْنُوم مَنْ نَامِ تو
تاکہ میں تیرا نام مکر سنوں
ہر نبی زانِ دوست واردِ کوہِ را
ہر نبی پہاڑ کو اسی لئے دست رکھتا ہے
آں گہ پستِ مثالِ سَدِ گِراخِ
وہ پست پہاڑ جو پتھری زمین جیسا ہے
مَنْ بگویم اُو نگرِ دیارِ مَنْ
میں بولتا ہوں وہ میرا یار نہیں بنتا ہے
باز میں آں بہ کہ ہموارشِ گنی
یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کر دے
گفت اے نوحِ ارتو خواہی جملہ را
فرمایا ہے اے نوح اگر تو چاہے تو سب کو
بہرِ کنعانِ سِ دل تو نشکنم
ایک کنعان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا
گفت نے نے راضیم کہ تو مرا
عرض کیا نہیں نہیں میں راضی ہوں کہ تو مجھے
ہر زمانہم غرقہ می گن من خوشم
تو مجھے ہر وقت ڈبٹا رہا میں خوش ہوں
ننگرم کس را و گر ہم بنگرم
میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی
عاشقِ صنَعِ تو ام درِ شکر و صبر
میں مبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں

کز صدا چوں کوہِ وا گوید جواب
جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں
عاشقِ برنامِ جاں آرام تو
میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں
تا مَشْنِی بِشْنُودِ نَامِ ترا
تاکہ تیرے نام کو مکر سنے
موشِ را شاید نہ مارا درِ منارِ ۲
پزلو کے لئے چوہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے
بے صدا ماند دم گفتارِ مَنْ
میرے بولنے کے تحت بغیر صدائے بازگشت کے نہ جاتا ہے
نیست ہمد با عدم یارشِ کنی
وہ ساتھی نہیں اس کو عدم کا یار بنا دے
حشر گردانم بر آرم از ثری
از سر نو زندہ کر دوں مٹی سے نکال لوں
لیکت از احوالِ آگاہ می گنم
لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں
ہم گنی غرقہ اگر باید ترا
بھی ڈبو دے اگر تیری مرضی ہو
حکم تو جان و ست چوں جاں می کشم
تیرا حکم جان ہے ہمد میں جان کی طرح اس کو بھشت کرتا ہوں
اُو بہانہ باشد و تو منظرِ م
وہ بہانہ ہو گا اور تو میرے پیشِ نظر ہو گا
عاشقِ مصنوع کے باشم چو گبر
میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں

۱۔ مَنْ چنل۔ مجھ ایسے مخاطبوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تا مَشْنِی۔ میں تیرا ذکر کروں وہ بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکر سنوں گا۔

۲۔ منار۔ پزلو۔ ٹھکانا۔ مَنْ بگویم۔ دنیا داروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخودہ جاتے ہیں ایسے لوگ صلحا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں۔ ایسے پست فطرت لوگوں کا زیرِ زمین ہو جانا بہتر ہے۔ گفت۔ حضرت نوح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کنعان کو ہی نہیں میں سب کو زندہ کر دوں۔ ثری۔ مٹی۔

۳۔ بہر کنعان۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا تیرے بیٹے کنعان کے معاملے میں میں تیری دشمنی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ گفت۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ اب میں کنعان کی نجات کا خواہش نہیں ہوں تیری مرضی پر راضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی غرق کر دے۔ حکم تو۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیدا ہے۔ ننگرم۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی منظور نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظور نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے۔ عاشق۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں۔ گبر۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔



عاشق صنّع خدا بافر بُود عاشق مصنوع او کافر بُود
 اللہ کے فعل کا عاشق ہازت ہوتا ہے اس کی بے ہوشی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے
 درمیانِ ایں دو فرقے بس خفیت خود شناسد آنکہ در رویت صفت
 ان دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے وہ پہچانتا ہے جو تازے میں مبتلا ہے

توفیق میانِ ایں دو حدیث کہ الرضا بالكفر کفر و حدیث
 ان دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضا مندی کفر ہے اور دوسری
 دیگر کہ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَائِي وَلَمْ يَصْبِرْ عَلَيَّ بِلَائِي
 حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری طرف سے نازل شدہ بلا پر صبر نہ کرے

فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سِوَانِي

اس کو چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کر لے

دی سوالے کرد سداں مر مرا کل ایک سوال کرنے والے نے مجھ سے سوال کیا
 زانکہ ۲ عاشق بُود اوبر ماجرا گفت نکتہ الرضا بالكفر کفر
 کیونکہ ۲ بحث کا عاشق تھا اس نے کہا کفر پر رضا مندی کفر ہے نکتہ ہے
 ایں پیمبر گفت و گفت اوست مہر ہاز فرمود او کہ اندر ہر قضا
 یہ پیغمبر نے فرمایا ہے اور ان کا فرمانا مہر ہے پھر انہوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر
 مر مسلمان را رضا باید رضا نے قضائے حق بود کفر و نفاق
 مسلمان کو راضی ہونا چاہیے کیا کفر اور نفاق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نہیں ہے
 گر بدیں راضی شوم گردد شقاق در نیم راضی بوداں ہم زباں
 اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں گمراہی ہو گی اور اگر میں راضی ہو جاؤں تو گمراہی ہے۔ در نیم
 پس چه چارہ باشدم اندر میاں یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو
 تو اس میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟ دوسری حدیث کا مخالف ہوں گا۔
 ہست آثار قضا ایں کفر راست حق مقضی نے قضا کفر مخلوق اور
 فی الواقع یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے قضاے خداوندی سے پیدا شدہ چیز
 تا شکالت دفع گردد در زماں ہے اللہ کا فعل اور قضا نہیں ہے! کفر
 تاکہ فوراً تیرا اشکل دفع ہو جائے قضا خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے
 کب سے انسان میں ظاہر ہوتا ہے

۱۔ درمیان۔ یعنی خالق کو رب بنانے اور مخلوق کو رب قرار دینے میں۔
 صفی۔ منتخب، ممتاز۔ توفیق۔ دونوں حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اس اشکل کا جواب پہلے اشعار پر مبنی ہے پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ کے صنّع اور فعل کا عاشق مومن ہے اور مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے اب سمجھنا چاہیے کہ قضا کفر جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس پر رضا ضروری ہے اور یہ عین ایمان ہے اور کفر مقضی اور مخلوق ہے اس سے محبت کرنا کفر ہے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

۲۔ زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر۔ یعنی قول رسول حجت اور دلیل ہے۔ نے۔ قضائے حق۔ یعنی کفر اور نفاق بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں تو گمراہی ہے۔ در نیم۔ یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو دوسری حدیث کا مخالف ہوں گا۔

۳۔ حق مقضی نے قضا کفر مخلوق اور قضاے خداوندی سے پیدا شدہ چیز ہے اللہ کا فعل اور قضا نہیں ہے! کفر قضا خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے کب سے انسان میں ظاہر ہوتا ہے



نے ازاں رو کہ نزاع و جہت ماست
نہ کہ اس اعتبار سے کہ خدا سے جھگڑا اور ہمدی خباثت ہے
حق را کافر محواں اینجا مایست
اللہ تعالیٰ کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ٹھہر
ہر دو یک کے باشد آخر خلم و حلم
آخر بردباری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں
بلکہ ازوے زشت را نمودنیست
بلکہ اس کی جانب سے بھدے پن کی نمائش ہے
ہم تو اندزشت کردن ہم نگو
وہ بھیانک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی
تا سوال و تا جواب آید دراز
تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے
نقش خدمت نقش دیگری شود
اور خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

را ضمیمہ ۱ بر کفر ز ازاں رو کہ قضا است
میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے
کفر از روئے قضا خود کفر نیست
قضا کے اعتبار سے کفر کفر نہیں ہے
کفر جہل ست و قضائے کفر علم
کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے
زشتی ۲ خط زشتی نقاش نیست
خط کا بھدا پن نقاش کی برائی نہیں ہے
قوت نقاش باشد آنکہ او
تو نقاش کی مہارت ہو گی کہ وہ
گر کشایم بحث ایں را من بساز
اگر میں ساز و سامان کے ساتھ اس بحث کو کھلوں
ذوق نکتہ عشق از من میرود
عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ سے جاتا رہے گا

۱۔ راضیم۔ بحیثیت فعل خداوندی
کے کفر پر راضی ہونا عین ایمان ہے اور
اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے کسب
سے قیاس میں آتا ہے اس پر رضا کفر
ہے۔ کفر۔ یہاں سے مولانا نے
اشکال کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا
ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضا کفر
کفر نہیں ہے لہذا قضا کفر پر رضا
نہیں ہے قضائی کفر کو اگر کفر قرار دیا
جائے گا تو نعوذ باللہ خدا پر کفر کا اطلاق
ماننا ہو گا اس لئے کہ قضا فعل خداوندی
ہے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل
قائم ہوتا ہے اس پر فاعل کا اطلاق ہوتا
ہے کفر جہل ست۔ یہ اشکال کا تیسرا
جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
قضا کفر اور کفر دونوں دو جداگانہ
چیزیں ہیں۔ قضا کفر از قبل علم ہے اور
کفر از قبل جہل ہے لہذا دونوں
حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے ان میں
کوئی تعارض نہیں ہے۔ قضا کفر کا
علم ہوتا یا تو اس طور پر ہے کہ قضا
خداوندی علم خداوندی پر مبنی ہے یا اس
اعتبار سے کہ بندہ کے علم پر یہ بات
مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالق کفر مانتا ہے
اور کفر لامحالہ صفات خداوندی سے
جہل پر مبنی ہے۔

۲۔ زشتی خط۔ یا اشکال کا چوتھا حل
ہے کفر بری چیز ہے اس پر رضامندی
کفر ہے لیکن قضا کفر اور خلق کفر اللہ
کے اعتبار سے صفت کمال ہے اس پر
راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ عین ایمان
ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک
بھدی تحریر پر بھی قادر ہوا ایک مصور
میاں تک تصویر کے بنانے پر بھی قادر
تو وہ بھدی تحریر اور بھانک تصویر
بری چیز ہے لیکن اس کا لکھنا اور بنانا
خوشنویس اور مصور کا کمال ہے اگر
کشایم۔ علم کلام کی بحیثیت ذوق عشق

مثل ۳ در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است
اس بیان میں ایک مثال کہ حیرت اور فکر سے مانع ہے

آں یکے مرد دو مو آمد شتاب
ایک کچھڑی بالوں والا شخص تیزی سے آیا
گفت از ریشم سفیدی گن جدا
کہا میری داڑھی سے سفیدی کو ہٹا دے
ریش او برید و گل پیشش نہاد
اس نے اس کی داڑھی کاٹی اور اس کے سامنے رکھ دی
پیش یک آئینہ دار مستطاب
ایک بھلے آئینہ والے نائی کے پاس
کہ عروس نو گزیدم اے فتنی
کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے
گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد
کہا تو چن لے، مجھے ایک کام نکل آیا



کے منافی ہیں۔ نقش دیگر۔ علم کلام کی نکتہ آفرینیاں علماء عموماً اپنے علمی کمال کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں
۳۔ مثل۔ اہل حال اور اہل قال میں فرق واضح کرنے کے لئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح جام فضول فرمائش میں نہ لگا
اسی طرح اہل حال بحث و مباحثہ میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مو۔ یعنی وہ شخص جس کے بال کچھڑی تھے
مستطاب بزرگ پاکیزہ عروس۔ لیکن۔ دولہا

ایں سوال و ایں جواب ستائے گزین
اے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے
آں یکے زد سیلے مر زید را
ایک شخص نے زید کے طمانچہ ملا
گفت سیلی زن سوا لت می کنم
طمانچہ ملنے والے نے کہا میں تجھ سے ایک سال کرتا ہوں
برقفاے ۲ تو زدم آمد طراق
میں نے تیری گدھی پر دیا تو ترنخ کی آواز آئی
ایں طراق از دست من بود ست یا
یہ ترنخ کی آواز میرے ہاتھ کی تھی یا
گفت از درد آں فراغت نیستم
اس نے کہا مجھے اس کے درد سے چھٹکارا نہیں ہے
تو کہ بیدردی ہی اندیش ایں
تو چونکہ درد سے خالی ہے یہ سوچ
درد منداں رانبا شد فکر غیر
درد مندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے
غفلت ۳ و بیدردیت فکر آورد
تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے
جو غم دیں نیست صاحب درد را
درد مند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے
حکم حق را بر سر و روی نہد
اللہ تعالیٰ کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے

کہ سر لہ نہا ندارد مرد دیں
کیونکہ بندہ شخص اس قسم کی باتوں کو حیا میں نہیں لاتا ہے
حملہ کرد او ہم برائے کید را
اس نے بھی اس پر انتقام میں حملہ کر دیا
پس جوابم گوی وانگہ میزنم
اس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار لینا
یک سوالے دارم اینجا در وفاق
اس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے
از قفا گاہ تو اے فخر کیا
اے بزرگوں کے فخر! تیری گدھی کی تھی
کاندریں فکر و تفکر پیستم
کہ میں اس غور و فکر میں لگوں
نیست صاحب درد را اس فکر ہیں
خبردار! درد مند کے لئے اس غور اور فکر کا وقت نہیں ہے
خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
خواہ تو مسجد میں جائے بابت خانے میں
در خیالت نگتہ بکر آورد
تیرے خیال میں نئے نئے نکتے پیدا کرتی ہے
می شناسد مرد را و گرد را
وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے
حفظ و فکر خویش یکسوی نہد
اپنے خیالات اور نگہداشت کو یک طرف رکھ دیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بدے حافظ کے
صحابہ میں کوئی حفظ کم ہوتا ہے
گرچہ شوقے بود جان شاں را بے
اگرچہ ان کی جان کو بہت شوق تھا

۱۔ ایں سوال۔ یعنی ایسی فضول
فرمائش کا یہی جواب مناسب تھا۔
آں یکے اس قصہ سے بھی یہ ظاہر
کرتا ہے کہ صاحب عشق تو اپنی لگن
میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اس
کے پاس وقت نہیں ہوتا جس کے
طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اس کو
طمانچہ مارنے والے کی لغو بحث کی
فرصت کہاں تھی۔ سیلی زن۔ طمانچہ
ملنے والا۔

۲۔ برقفا۔ گدھی پر۔ طراق۔ طمانچہ
کی آواز۔ وفاق۔ مناسبت، اتفاق
گفت جس کے طمانچہ لگا تھا اس نے
کہا۔ پیستم۔ ہائستہم۔ تو کہ تو چونکہ
درد سے خالی ہے اس لئے اس طرح
کی بحثیں تیرے دماغ میں آ رہی
ہیں۔ خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
بازل۔ چرست وہ اپنی دہن میں لگا رہتا
ہے۔ وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا
ہے۔

۳۔ غفلت۔ جو دین سے غافل
اور درد عشق سے خالی ہے وہ لا یعنی
منطقی بحثیں کرتا ہے حکم حق۔
درد مند تو اللہ کے احکام بجالانے میں
منہمک رہتا ہے۔ حکایت۔ صحابہ
کرام چونکہ درد حق میں مبتلا رہتے تھے
اس لئے ان کو قرآن کے حفظ کا وقت
نہ ملتا تھا۔ در صحابہ صحابہ میں حافظ
قرآن کم تھے ایک ایک سورت کے
معانی میں تفکر کے اندر ان کا سب
وقت لگتا تھا۔ مشہور صحابہ میں صرف
چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب، معاذ بن
جبل، زید بن ثابت، ابو بکر۔

گفت اگرداں خود صنادیق اندر
کسی نے کہا ہاں مجھے خود میرے ہوئے صندوق ہیں
باز صندوقے پر از قرآن بہ است
پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے
باز صندوقے کہ خالی شدہ بار
پھر وہ صندوق جو بوجھ سے خالی ہے
حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے
چوں بمطلوبت رسید، اے ملیح
اے خوبصورت! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا
چوں شدی بر بامہائے آسمان
جب تو آسمان کے بالاخانوں پر پہنچ گیا
جو برائے یاری و تعلیم غیر
سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی
جو روشن آئینہ صاف اور جلی ہو گیا
پیش سلطان خوش نشسته در قبول
بادشاہ کے سامنے خوش اور عزت کے ساتھ بیٹھ کر

از حروف مصحف و ذکر و نذر
قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے
زانکہ صندوقے بود خالی بدست
اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو
بہ صندوقے کہ پر موش ست و مار
اس صندوق سے بہتر ہے جو چوہاں اور سانپوں سے بھرا ہو
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد
تو اس دھن کے لئے رضائی کرنے والا ہے حقیقت ہے
شد طلبگاری علم اکنوں قبیح
تو اب راستہ کی جانکاری کی طلب بری ہے
سرد باشد جستجوئے فرد باں
تو سیرمی کی جستجو بے وقعت ہو گئی
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر
بھلائی حاصل ہونے کے بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے
جہل باشد بر نہاد صیقلی
اس کو صیقل پرک رکھنا نااہلی ہو گی
زشت باشد جستن نامہ و رسول
خط اور قاصد کو تلاش کرنا برا ہو گا

۱۔ گفت۔ کہنے والے نے کہا جو
لوگ قرآن کے اسرار اور معانی سے
بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رٹتے
ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی
آیتوں کے پر شدہ صندوق ہیں۔
۲۔ باز۔ جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے
حافظ ہیں وہ بھی ان سے بہتر ہیں جو
الفاظ سے بھی محروم ہیں۔

۳۔ کہہ۔ موش۔ وہ لوگ جن کے
سینے قرآن کے الفاظ سے بھی خالی
ہیں ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کے
سینے خیالات فاسدہ اور باطل عقائد
سے بھرے ہوئے ہیں۔ حاصل۔
غرضیکہ جو لوگ حاصل بحق ہیں ان کو
کسی راہنما کی ضرورت نہیں ہے۔
چوں۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو
اس کائنات پر معلوم کرنا لغویات ہے۔
۴۔ چوں شدی۔ جو شخص بالاخانہ
پر پہنچ گیا اس کے لئے سیرمی کو تلاش
کرنا بیکار ہے۔ جز۔ ماضی تک اگر
اللہ سے قرب کے سبب اور ذرا کمال کا
ذکر کرے تو دوسروں کی تعلیم کے لئے
کرے آئینہ۔ جب آئینہ خود صاف
تو اس کو صیقل کرنا لغو کام ہے۔ پیش
سلطان۔ جب محبوب تک رسائی ہو
جائے تو پھر قاصد اور نامہ پر اس کی جستجو
بیکار بات ہے۔

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ و خواندن و
ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے
مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق خویش و معشوق آنرا
سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اس کو ناپسند کرنا کیونکہ مدلل
ناپسند داشتن کہ طلب اللیل عند حضور المملول قبیح
کی موجودگی میں راہنما کی طلب بری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے
و لا اشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم
بعد علم میں مشغول ہونا برا ہے

آں اے یکے را یار پیش خود نشانند

ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھا لیا

بیہتا در نامہ و مدح و ثنا

خط میں اشعار تھے اور تعریف و توصیف تھی

گریہ و افغان و خون و درد خویش

رونا اور فریاد، اور غم، اور اپنا درد

دوری و رنجوری از ہجران دوست

دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری

ہچکچاہٹیں می خواند با معشوق خود

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا

گفت معشوق ایں اگر بہر من ست

معشوق نے کہا اگر یہ (رہنا ہوتا) میری وجہ سے ہے

من بہ پشت حاضر و تو قصہ خواں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو قصے پڑھتا ہے

گفت اینجا حاضری تما ولیک

اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن

انچہ میدیدم ز تو پارینہ سال

میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام

میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے

چشمہ می بینم ولیکن آب س نے

میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے

گفت پس من نیستم معشوق تو

اس نے کہا کہ میں تیرا معشوق نہیں ہوں

عاشقی تو بر من و بر حالتی

تو مجھ پر اور میری ایک حالت پر عاشق ہے

نغمہ بیروں کرد و پیش یار خواند

اس نے خط اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا

زاری و مسکینی و بس لایہا

عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشامدیں تھیں

خواری و بیزاری با اہل و خویش

دل، اور لال، اور لہنوں سے بیزاری تھی

ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست

پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا تذکرہ

تا کہ بیروں شد ز حصر و حد و عد

حتی کہ احاطہ اور حد اور شد سے تجاوز کر گیا

گاہ وصل ایں عمر ضائع کردن ست

تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے

نیست ایں بارے نشان عاشقان

یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے

من نمی یابم نصیب خویش نیک

میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں

نیست ایں دم گرچہ می بینم وصال

وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں

دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام

میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے

راہ آہم را مگر ز و رہرنے

میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہے

من بہ بلغار و مرادت در قوتو

میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود تو میں ہے

حالت اندر دست نبودانے فتنے

اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

۱۔ آں یکے معشوق کے پاس

بیٹھ کر اس کے لئے لکھے ہوئے خطوط

پڑھنا معشوق کی ناگہری کا سبب ہوتا

ہے۔ پیچھا۔ معشوق کو جو اس نے خط

میں لکھا اس میں یہ بیانات تھے جو اس

نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے

شروع کر دیئے۔ گفت۔ معشوق۔

معشوق نے سدا مضمون سن کر کہا اگر

یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت

میں اس کا پڑھنا عمر کھضائع کرنا ہے۔

۲۔ من بہ پشت۔ معشوق کی

حضور میں خط پڑھنے کی مصروفیت

اور شکوے شکایت عشق سے خالی

ہونے کی علامت ہونے کی۔ شق۔ تو

محدود ہو کر سب کچھ بھول جاتا

ہے۔ گفت۔ عاشق نے معشوق سے

کہا تو حاضر ہے لیکن تیرا شباب و جل

گیا ہے پہلے لطف صحبت تھا اب وہ

مجھے حاصل نہیں ہے زلال۔ صاف

پانی۔

تو حال دل پر سی فن از روح تو حیران

خادم کہ سخن گویم آواز ہوں تازہ

۳۔ آب نے۔ یعنی تیرا وہ پہلا

رنگ و بون نہیں ہے۔ بلغار۔ اس شہر

اور قوتو شہر میں بہت فاصلہ

ہے۔ عاشقی۔ تو میری ذلت اور اس کی

ایک حالت پر عاشق ہے احوال میں

تبدیلی ہوئی رہتی ہے۔

پس انیم گلی مطلوب تو من
تو میں بالکیہ تیرا مطلوب نہیں ہوں
خانہ معشوقہ ام معشوق نے
میں معشوق نہیں ہوں، معشوق کا گھر ہوں
ہست معشوق آنکہ او یک تو بود
معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو
چوں بیابی اش نمائی منظر
جب تو اس کو پالے و منظر نہ رہ
میر۱۲ احوال ست نے موقوف حال
وہ حالات پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ حالات کا محکوم
چوں بگوید حال را فرماں گند
جب وہ حالات کو حکم دے وہ تابعی رہی
منتہی نبود کہ موقوف بست او
جو موقوف ہے وہ منتہی نہیں ہے
کیسائے حال باشد دست او
اس کا ہاتھ حال کی کیسا ہوتا ہے
گر بخوابد مرگ ہم شیریں شود
اگر وہ چاہے تو موت بھی میٹھی ہو جائے
اوس بود سلطان حال اندر روش
وہ سلوک میں حال پر حاکم ہوتا ہے
آنکہ او موقوف حال است آدمی ست
جو حال کا محکوم ہے وہ صرف آدمی ہے

جزو مقصودم ترا اندر ز من
میں زمانہ میں تیرے مطلوب کا جزو ہوں
عشق بر نقدست و بر صندوق نے
عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے
مبتدا و متہایت او بود
تیرا مبتدا اور متہایت وہ ہو
ہم ہویدا او بود ہم نیز سر
ظاہر میں بھی وہی معشوق ہو اور باطن میں بھی
بندہ آں ماہ باشد ماہ و سال
مہینے اور سال اسی چاند کے غلام ہیں
چوں بخوابد جسمہا را جاں کند
جب وہ چاہے جسموں کو روح بنا دے
منظر بنشتہ باشد حال جو
وہ حال غلام منتظر بیٹھا ہوا ہے
چوں منتہی مس مست او
جب صاف ہوا سے مست ہوتا ہے
خار و نشتر و نرس شود
کانٹا اور نشتر جی اور نرس بن جائے
نے چو تو محروم از حال و کشش
تیری طرح حال اور کشش سے محروم نہیں ہوتا ہے
کہ گہ افزون و گاہے در کمی ست
کہ کبھی بڑھوتری میں ہے اور کبھی کمی میں ہے

۱۔ پس انیم۔ یعنی میری پوری ذات
تیری معشوق نہیں ہے بلکہ میری
ذات تیرے معشوق کا جزو ہے۔
خانہ۔ یعنی میں تیرا معشوق نہ ہوا بلکہ
وہ جوانی معشوق تھی جو میری ذات
میں تھی لہذا میں صندوق تھا اور جوانی
اس کے اندر کی نقدی کی طرح تھی تو
عشق صندوق سے نہیں ہوتا بلکہ نقدی
سے ہوتا ہے۔ ہست۔ یہ مولانا کا
مقولہ ہے کہ عارضی حسن معشوق بنا
نے کے قابل نہیں ہے عشق اسی
ذات سے ہونا چاہیے جو لازول
ہے۔ انسان کی ابتدا بھی وہی ہے اور
منتہی بھی وہی ہے۔ لَکَلَّہُ یَتْلُوہُ الْخَلْقُ
ثُمَّ یُعِیْنُہُ ثُمَّ یَکُونُ جُجُودًا۔ اللہ ہی
شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ
پیدا کرے گا پھر تم اس کے پاس لوٹ
کر جاؤ گے۔ چوں بیابی۔ اللہ کے
وصل کے بعد پھر کسی معشوق کا
منتظر نہ بن وہی ظاہر ہے وہی
باطن ہے۔ هُوَ الظَّاهِرُ وَ هُوَ الْبَاطِنُ
۲۔ میرا احوال ست۔ عاشق خدا
احوال پر حاکم ہوتا ہے احوال کا محکوم
نہیں ہوتا زمانہ اس عاشق کا محکوم ہوتا
ہے وہ احوال پر حکمرانی کرتا ہے اور
جسموں کو روح بنا دیتا ہے، حال
اصطلاح میں وہ کیفیت ہے جو قلب
پر بغیر کسی تکلف اور کوشش کے محض
خود بخود عنایت سے وارد ہوتی ہے
جیسے قبض وسط اور ذوق و شوق وغیرہ
اور یہ کیفیت کسی نفسانی صفت کے
ظہور کے وقت ذائل ہو جاتی ہے لیکن
جس کو عشق الہی میں فناء الفنا کا درجہ
حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا محکوم
نہیں رہتا بلکہ ان پر حاکم برز جاتا
ہے۔ منتہی نبود۔ جو شخص احوال کے
تابع ہے وہ کامل نہیں ہے۔ کیسائے۔

حال۔ فناء الفنا کے درجہ پر پہنچ کر احوال اس عاشق کے تابع ہو جاتے ہیں جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائے گا وہ
چاہے تو موت جیسی سخت چیز بھی شیریں بن جاتی ہے در کائنات پھول بن جاتے ہیں غرض کہ وہ صاحب تصرفات ہوتا
ہے۔
۳۔ لویو۔ یعنی فناء الفنا کے درجہ پر پہنچ کر احوال پر پورا قابو ہو جاتا ہے۔ آنکہ۔ جو احوال کا محکوم ہوتا ہے اس میں قوی
بشری کا غلبہ ہوتا ہے اس کو کبھی عروج چھوڑ کبھی نزول کی کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

۱۔ ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو احوال اور تجلیات پر قابو نہ پاسکے اور اس سے خلاق اور کلمات کا خطرہ ظہور ہونے لگے۔ صافی۔ اس سے مراد ابوالوقت اور صاحب مقام ہے۔ یہ وہ سالک ہوتا ہے جس کو احوال پر قابو ہوتا ہے اور اس کو دیر و نفس پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے اس سے کلمات کا ظہور نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ان باتوں کو سنت اللہ کے خلاف سمجھتا ہے، ابوالوقت کو ابن الوقت پر بہت فوقیت ہے۔ عاشق حالی۔ اب پھر معشوق کا مقولہ شروع ہوا۔ یعنی معشوق نے عاشق سے کہا تو میری ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔

۲۔ آنکہ۔ جو خفیہ ہو جانے والی چیز ہے۔ معشوق اور معبود بنانے کے قابل نہیں ہے لاجب الہی۔ حضرت ابراہیم نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان زوہل پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ آنکہ۔ جن چیزوں کا حسن اور کمال زوہل پذیر ہے ان کو صفات باری کا صرف مظہر سمجھو حقیقی محبوب نہ بنائے۔ صوفی صافی۔ یعنی ابن الوقت سالک۔ صافی۔ یعنی ابوالوقت صاحب مقام سالک۔

۳۔ غرق نور۔ ابوالوقت تجلیات رب میں غرق رہتا ہے جو بادی اور دماغی ہیں۔ وہ جس عشقے۔ لم یزل اور لایزال سے عشق کر۔ وقت مختلف۔ یعنی قابل تغیر مظاہر۔ مگر انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب میں مانع نہ آتی چاہے اس کو ہر وقت عشق اور معشوق حقیقی کو پیش نظر رکھ کر جدوجہد جلدی رہنی چاہیے۔ (شعرا) تو مگر بار لہو شہ بار نیست بر کریمان کا دہا دشوار نیست

صوفی ابن الوقت باشد در مثال
صوفی مثلاً ابن الوقت ہوتا ہے
حالیہا مقوف عزم و رائے او
احوال اس کے ارادے اور رائے کے تابع ہیں
عاشق حالی نہ عاشق برمنی
تو میرے حال کا عاشق ہے نہ کہ مجھ پر
آنکہ گریہ ناقص گہے کامل بود
”جو کبھی ناقص“ کبھی کامل ہو
وانکہ آغل باشد وگہ آن وایں
وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی ویسا
آنکہ اوگاے خوش وگہ ناخوش ست
”جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے
برج مہ باشد و لیکن ماہ نے
”چاند کا برج ہو گا لیکن چاند نہیں ہے
ہست صوفی صفا چوں ابن وقت
باصفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے
ہست صافی غرق عشق ذوالجلال
صوفی صافی اللہ ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے
غرق نورے کہ او لم یولد ست
وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے
رو چنین عشقے بخوگر زندہ
اگر تو زندہ ہے جا ایسا عشق تلاش کر
منگر اندر نقش خوب و زشت خویش
اپنے اچھے برے نقش کو نہ دیکھ

لیک صافی فارغ ست از وقت و حال
لیکن کل منافقت اور حل سے بے نیاز ہوتا ہے
زندہ از فتح مسیح آسائے او
اس کی مسیح جیسی پھونک سے زندہ ہیں
بر امید حال برمنی می تنی
تو حال کی امید مجھ پر جھکا ہے
نیست معبود خلیل آغل بود
”خلیل (اللہ) کا معبود نہیں سے غروب ہو جا۔ نہ ولا ہے
نیست دلبر لا احب الافرئیس
”معشوق نہیں ہے جس غروب کر جانے والوں سے محبت نہیں کرتا ہوں
یک زمانے آب و یکدم آتش ست
ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے
نقش بت باشد و لے آگاہ نے
”بت کا نقش ہے لیکن باشعور نہیں ہے
وقت را ہچوں پدر بگرفتہ سخت
”مضبوطی سے وقت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے
ابن کس نے فارغ از اوقات و حال
وہ کسی کا ابن نہیں ہے۔ اوقات اور حل سے بے نیاز ہے
لم یلد لم یولد آن یز دست
نہ اس نے جنا نہ وہ جنمایا گیا اللہ تعالیٰ کی شان ہے
ورنہ وقت مختلف را بندہ
ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے
بنگر اندر عشق و بر مطلوب خویش
عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھ



منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور
تو بہرہ حالے کہ باشی می طلب
تو جس حالت میں ہو طلب جاری رکھ
کاں لب خشکت گواہی می دہد
کیونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں
خشکی لب ہست پیغامے ز آب
ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیام ہے
کایں طلبگاری مبارک جنبشے ست
کہ یہ طلب بابرکت حرکت ہے
ایں طلب مفتاح مطلوبات تست
یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے
ایں طلب ہچموں خرو سے در صیاح
یہ طلب مرنی کی طرح چیخنے میں ہے
گرچہ آلت نیست تو می طلب
خولہ و سائل نہ ہوں ' تو طلب کر
ہر کر اپنی طلبگار اے پسر
اے بیٹا! تو جس کو طلب گار دیکھے
کز ۳ جوار طالبان طالب شوی
طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائے گا
گر یکے مورے سلیمانے بجست
اگر ایک چوٹی سلیمان ک جستجو کرے
ہر چہ داری تو زماں و پیشہ
جو کچھ بھی تو مل اور ہنر رکھتا ہے
گر یکے گنجے بیابد ناو رست
اگر کوئی خزانہ اچانک پالے تو یہ ناہ ہے

بنگر اندر ہمت خود اے شریف
اے بھلا اپنی ہمت کو دیکھ
آب می جود ہما اے خشک لب
اے خشک ہونٹوں والے! ہمیشہ پانی تلاش کر
کو باخر برسر منبع رسد
کہ وہ بالآخر چشمے پر پہنچ جائیں گے
کہ ہمت آرد یقیں اس اضطراب
کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا
ایں طلب در راہ حق مانع گشے ست
حق کے راستے میں یہ طلب مانع کو ختم کر دینے والی ہے
ایں سپاہ نصرت و روائت تست
یہ طلب تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں
میزند نعرہ کہ می آید صباح
اور نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے
نیست آلت حاجت اندر راہ رب
اللہ کے راستے میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے
یار او شو پیش او انداز سر
اس کا دوست بن جا اور اس کے سامنے سر رکھ دے
وز ظلال غالبان غالب شوی
اور انفس پر غالب لوگوں کے سایہ میں غالب بن جائے گا
منگر اندر جستجو اوست سست
تو اس کی جستجو کو حقارت سے نہ دیکھ
نے طلب بود اول و اندیشہ
کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا
ور باستد از طلب ہم قاصر ست
اگر وہ طلب سے رک جائے تو کتنا ہی کرنے والا ہے

۱۔ تو بہرہ حالے خولہ طالب نکمیا
کمزور ہو وہ طلب پیدا کر لے
کاں۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب
تکد ہما بن جائے گی۔ خشکی لب۔
طلب کا اضطراب اور بے قراری
لا حول مطلوب تک پہنچا دیتی ہے اس
طلب۔ طلب اور جستجو کامیابی کی
ضامن ہے۔ اس طلب جس طرح
مغرب کی اذان صبح کی آمد کی علامت
ہے اسی طرح جستجو مقصود تک پہنچنے کی
علامت ہے۔

۲۔ گرچہ (شعر)

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد دوست
ہر کر مانی۔ اگر طالب نہیں ہے تو
طلب گاروں کے ساتھ لگ جانا
چاہیے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

۳۔ کز جوار نیکیوں کی صحبت
تا شمر سے خالی نہیں رہتی ہے۔
گر یکے اگر کوئی ضعیف اور کمزور
طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔ ہر
چہ داری۔ دنیاوی دولت بھی طلب اور
فکر و تدبیر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔
گر یکے گنجے اگر کسی بزرگ کی
صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو
وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور
جستجو ختم کر دی تو وہ بھی ضائع ہو
جائے گی۔

ہر کہ چیز کے احسٹ بیشک یافت او
جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو ملی ہے
چوں نہادی در طلب پا اے پسر
اے بیٹا! جبکہ تو نے جستجو میں قدم رکھا
ہیں مہاش اے خولجہ یکدم بے طلب
اے خولجہ! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ
عاقبت جو بندہ یا بندہ بود
جستجو کرنے والا بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے
در طلب چالاک شوز اس فتح باب
طلب میں تیز رو بن ' اس سے فتح باب
چوں بجد اندر طلب بشتافت او
جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑا ہے
یافتی وشد میسر بے خطر
تو نے مطلوب پا لیا اور وہ بلا خطرہ کے مل گیا
تابیابی ہر چہ خواہی بے تعب
اس خیال سے کہ تو چاہے گا بغیر مشقت کے پا لے گا
چونکہ در خدمت شتا بندہ بود
چونکہ مطلوب کی خدمت میں پہنچنے کے لئے وہ غلام ہوتا ہے
می طلبو اللہ اعلم بالصواب
طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

۱۔ ہر کہ چیز ہے۔ عربی کا مشہور
مقولہ من جئتو جذا جس نے کوشش
کی اس نے پایا ہیں۔ مہاش۔ انسان
کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بلا محنت
اور مشقت کے کچھ حاصل ہو سکے گا۔
عاقبت۔ جو شخص محبوب کی طلب میں
دوڑتا ہے وہ لامحالہ مطلوب کو پا لیتا
ہے۔ فتح باب۔ یعنی قرب حق کے
دروازے کی کشادگی۔

۲۔ حکایت۔ اس حکایت کا
خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہر حال اپنی
تمنا میں پوری کرنے کی دھن میں لگا
تھلا محالہ اس کا مقصود پورا ہوا۔ بار۔
بزرگ۔ معظم آں یکے۔ یہ شخص جبکہ
جبکہ یہ دعا کرتا پھرتا تھا کہ اس کو بغیر
محنت دولت مل جائے۔ دائم۔ ہمیشہ
ثروت۔ مالدار۔

۳۔ چوں مراد یعنی میں جس
اہلیت کا ہوں مجھ سے وہی کام لے
مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ
ڈال۔ زخم خوار۔ نپٹے والا۔ سست
جب کہ زخم پر پہلو والا منبل۔ ناکارہ۔
غلی۔ غنی۔ مالدار۔ سایہ جسم۔ سایہ میں
سونا راحت طلبی کی علامت ہے۔
در جود۔ یعنی جب سے پیدا ہوا ہوں۔

حکایت ۲۔ آں مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دعا و تضرع
اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دعا اور عاجزی
می کرد کہ بار خدایا مرا روزی حلال بدہ بے رنج کسب
کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کمالی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آں یکے در عہد داؤد نبی
ایک شخص داؤد نبی کے زمانہ میں
اس دعا می کرد دائم کاے خدا
ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا
چوں ۳۔ مرا تو آفریدی کاہلے
جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے
بر خران پشت ریش نا مراد
ہمارو زخمی کر گدھوں پر
کاہلم چوں آفریدی اے ملی
اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے
کاہلم من سایہ جسم در وجود
میں کاہل زندگی بھر سایہ میں سویا ہوں

نزد ہر دانا و پیش ہر غمی
ہر عقلمند کے پاس اور ہر نبی کے سامنے
ثروت بے رنج روزی گن مرا
بغیر محنت کے مجھے مالدار عطا فرما دے
زخم خوارے سست جینے منبلے
اور مار کھانے والا کمزور پہلو والا ناکارہ
بار اسپاں و اشتراں نتواں نہاد
گھوڑوں اور اونٹنوں کا بوجھ نہیں لادا جا سکتا
روزیم وہ ہم ز راہ کاہلی
مجھے روزی بھی کاہلی کے راستہ سے عطا فرما
خستم اندر سایہ افضال وجود
مہربانوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

کاہلان و سایہ خُسیاں را مگر
کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید
ہر کرا پائیت جوید روزیئے
جس کے پاؤں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے
رزق را میراں بسوئے آلِ خویش
اس غمگین کی طرف روزی بھیج
چوں زمیں راپا نباشد، جو دِ تو
چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری سخوت
طُفل ۲! راجوں پاناشد مادرش
بچہ کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے اس لئے اس کی ماں
روزی خواہم بنا گہ بے تعب
بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں
مَدّتے بسیار می کرد ایں دُعا
بہت مدت تک یہ دعا کرتا رہا
خَلق می خندید بر گفتارِ او
اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے
اں کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے
کہ چنی گوید عجب ایں سُست ریش
کہ تعجب ہے یہ یہ بیوقوف کیا کہتا ہے
راہ روزی کسب و رنجِ سُست و تعب
روزی کا راستہ کتنا تکلیف برداشت کرنا اور ٹھکانا ہے
ہر کسے را پیشہ داد و طلب
اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے
اُطْلُبُوا الْأَرْزَاقَ مِنْ أَسْبَابِهَا
رزقوں کو ان کے اسباب سے طلب کرو
شاه و سلطان و رسول حق گنوں
شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب

روزی بنوشتہ نوعے ۱! دگر
تو نے دوسری ہی طرح کے روزی مقد کی ہے
ہر کرا پائیت گن دسوزیئے
جس کے پاؤں نہیں ہیں اس پر رحم فرما
اُبر رومی کش بسوئے ہر زمیں
ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا
اُبر را راند بسوئے او دوقو
اُبر کو تہ بہ تہ اس کی طرف لے جاتی ہے
آید وریزد وظیفہ بر سرش
آتی ہے اور غداء اس کے سر پر بہتی ہے
کہ ندارم من ز کوشش جو طلب
اس لئے کہ ملے طلب کے میرے پاس اور کئی کوشش نہیں ہے
روز تا شب شب ہمہ شب تا صُحی
دن رات تک تمام رات بلکہ چاشت کے وقت تک
بر طمعِ خالے و بر پیکارِ او
اس کے بیکار لالچ اور اس کے ہٹ پر
یا کسے دادست بنگ بیہشیش
کیا کسی نے اس کو بے ہوشی کی بھنگ پلا دی ہے
ہرگز ایں ۳! نادر نشد و رشد عجب
یہ انوکھی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے
از رہ کسب و تعب بارج و تب
کئی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستہ سے
وَادْخُلُوا الْأَوْطَانَ مِنْ أَبْوَابِهَا
وطنوں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو
ہست داودِ نعتی ذو فُتوں
صاحب ہنر داود نبی ہیں

۱! نوعہ دگر۔ یعنی کاہلوں کی روزی
بغیر کمائے مقد ہے۔ ہر کرا۔ یعنی
جس میں کمانے کی طاقت ہے۔
پائیت۔ یعنی جو کاہل ہے اور اس
کمانے کی صلاحیت نہیں ہے ابرا۔
یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں
ہیں اور تو اس کی غذا ابر کو بھیج کر پہنچاتا
ہے اسی طرح میرا رزق بغیر محنت کے
میرے پاس پہنچاؤ۔

۲! طفل۔ بچہ میں چلنے کی
طاقت نہیں ہوتی تو اس کی ماں کے
ذریعہ اس کی غذا اس کے پاس پہنچا دیتا
ہے کہ ندارم۔ مجھ میں محض طلب
ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی
طاقت نہیں ہے۔ سُست ریش۔
بیوقوف۔ بنگ۔ بھنگ۔

۳! ایں نامہ۔ یعنی بغیر کمائے
روزی حاصل ہونا۔ شاد۔ یعنی حضرت
داؤد کو اس قدر فضائل کے باوجود زہ
بنانے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا تب روزی
ملتی تھی۔

ہست در فرمان او از وحش و طیر

دشمن جانور اور پرندے ان کے علم میں ہیں

باچناں عزتے و نازے کا ندر دست

اس عزت اور ناز کے باوجود جو ان میں ہے

معجز آتش بے شمار و بے عدد

ان کے معجزے بے شمار اور ان گنت

ہیچکس را خود ز آدم تا کنوں

کسی شخص کی آدم سے اب تک

کہ بہر وعظے بمیراند و نیست

کہ ہر وعظہ میں وہ دو سو کو مار ڈالتے

شیر و آہو جمع گرد واک زماں

اس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے

کوہ ۲ و صحرا ہم رساں بادشاہ

یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے

این و صد چنداں مراورا معجزات

یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے

باہمہ تمکین خدا روزی او

تمام عزتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کی روزی

بے زرہ ۳ بانی ورنجے روزیش

زرہ بنانے اور تکلیف اٹھانے کے بغیر ان کی روزی

آتچنیں مخذول و ولپس ماندہ

ایسا ذلیل اور ٹھیکڑا ہوا

آتچنیں مدبر ہی خواہد کہ او

ایسا بدبخت بھی چاہتا ہے کہ وہ

زاققی خواہد کے بہ رجیش زود

حیثیت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے فوراً

در ہمہ روئے زمیں او راست سیر

تمام روئے زمین پر ان کا دورہ ہے

کہ گزید ستنش عنایتہائے دوست

کہ ان کو دوست خدا کی عنایتوں نے منتخب کر لیا ہے

موج بخشایش مدد اندر مدد

ان پر بخشش کی موجیں پے در پے ہیں

کے بدست آواز ہچکوں ارغنون

آواز ارغنون باجا کی طرح کب ہوئی ہے

آدمی را صوت خوبش کرد نیست

انسان کو ان کی حسین آواز فنا کر دیتی

سوئے تذکیرش مغفل این ازاں

ان کے وعظہ میں اور یہ اس سے غافل

ہر دو اندر وقت دعوت محرش

دونوں دعوت دینے کے وقت ان کے ہمراز تھے

نور رویش بے جہات و در جہات

ان کے چہرے کا نور بے جہت اور تمام جہتوں میں تھا

کردہ باشد بستہ اندر جستجو

جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی

می نیاید باہمہ فیروزیش

باوجود تمام نیک بختیوں کے حاصل نہیں ہوتی تھی

خانہ گندہ دواں و گردوں رندہ

خانہ ویران، کمینہ اور آسمان کا پھنکارا ہوا

گنج یابد تارود پایش فرد

خزانہ پالے یہاں تک کہ اس میں اس کا پاؤں دھنے

بے تجارت پر گند دامن ز سود

اور بغیر کا دہار کے نفع سے دامن بھر لے

۱۔ ہست۔ حضرت داؤد کے نفع
پر چند پرند جمع ہو جاتے
تھے۔ ہیچکس۔ مچن اور نفع کا معجزہ صرف
حضرت داؤد کو ملتا تھا۔ ارغنون۔ مشہور
باجا ہے۔ کہ بہر وعظے۔ حضرت داؤد
جب وعظہ میں خوش الحانی سے زبور
پڑھتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آ
کر بیہوش اور جاں بحق ہو جاتے
تھے۔ شیر آہو۔ نغمہ گوئن کر شیر اور ہرن
جمع ہو جاتے تھے اور وجد کے عالم میں
ایک دوسرے سے بے خبر رہتا تھا۔

۲۔ کوہ۔ حضرت داؤد کے نفع سے
پہاڑ اور جنگل کی گونج ان کی ہم آواز ہو
جاتی تھی۔ رساں۔ شرکار۔ بے
جہات۔ یعنی حضرت داؤد کے
چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی
تھا۔

۳۔ بے زرہ۔ حضرت داؤد کو ہر
زرہیں بنا کر اپنی روزی کماتے تھے۔
مخذول۔ رسوا، ذلیل۔ مدبر۔
بدبخت۔ پایش فرد۔ یعنی چلتے
پھرتے اس کو خزانہ مل جائے اور اس
میں اس کا پاؤں دھنس جائے۔ سود۔
نفع۔

آچنیں لے گئے نیامد در جہاں
ایسا کوئی اہم دنیا میں نہیں ہوا جو کہے
اس ہمی گفتش بتسرنک بگیر
کوئی اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے
اس ہمی خندید مارا ہم بدہ
کوئی ہنستا کہ ہمیں بھی دنیا
او ازیں تشنیع مردم ویں فسوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے
تا کہ شد در شہر معروف و شہیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہو گیا
شد مثل در خام طمعی آل گدا
وہ فقیر بیکار لالچ میں ضرب اٹل بن گیا
کم نمی کرد از دعا و اہتال
اس نے دعا اور زاری ختم نہ کی

دویدن گاؤ در خانہ آں دعا کنندہ بالحاح قال النبی صلی اللہ
اس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دوڑ کر آنا۔ آنحضور ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُلِحِّينَ فِي الدُّعَاءِ زبیرا کہ عین
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ
خواست حق سبحانہ و تعالیٰ ست والحاح خواہندہ را بہ است از
عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کے لئے عاجزی اس سے بھی
اُنچہ میخواید ازوے و عذر مع گفتن نظم کنندہ و مدد خواستن
زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگتا ہے اور نظم کا عذر کرنا اور مدد چاہتا

تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اچانک
ناگہاں در خانہ اش گاؤے دوید
اچانک اس کے گھر میں ایک گائے دوڑ آئی
اس دعا می کرد بازاری و آہ
وہ یہ دعا زاری اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا
شاخ زد بشکست در بند و کلید
اس نے سینگ مارا کنڈی اور کھٹکا توڑ ڈالا

۱۔ آچنیں۔ یعنی اچانک خزانہ مل جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی آسمان پر بغیر بیڑی کے چڑھ جانے کی تمنا کرے۔ اس ہمیں۔ کوئی مذاق میں کہتا کہ زوی آگئی کوئی کہتا کہ اس میں سے ہمیں بھی دینا۔ بغیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالار۔ وہ گاؤں کا سردار۔ چوہری۔ شہیر۔ مشہور۔ انبان۔ تھیلا۔
۲۔ خند مثل۔ یعنی یہ فقیر اپنے بیکار لالچ کی ضرب اٹل بن گیا۔ مستعان۔ وہ جس سے مدد طلب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ الحاح۔ زاری و عاجزی۔ مع۔ زاری کرنے والا۔
۳۔ عذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں مولانا نے اپنی تنوی کے اتمام کی دعا شروع کی ہے۔ در بند۔ بند کندہ۔

۱۔ قوائم۔ پاؤں لہاب۔ چڑا کھال۔ اے تقاضہ چونکہ پہلے اشعار میں روزی صلب کرنے والے کی دعا کی مقبولیت کا ذکر تھا اس لئے اس قصہ کو چھوڑ کر مثنوی کی تکمیل کے لئے دعا شروع کر دی ہے جنین۔ پیٹ کا بچہ یعنی جس طرح پیٹ میں بچہ چھپا ہوا ہے اس طرح باطن میں خدا کی جانب سے کاموں کی تکمیل کا تقاضا چھپا ہوا ہے برامہ۔ یعنی مجھ پر مثنوی کے اتمام کا بار نہ ڈال۔ چوں زہن فلس۔ یعنی مجھے مثنوی کے معانی اور قوائی عنایت فرما دے۔ بے تو۔ تیری مدد کے بغیر صبح و شام یعنی زمانہ کی کیا طاقت ہے کہ وہ کسی سے شعر کہلا سکے تجنیس۔ دو لفظوں کا لفظی یا معنوی اعتبار سے باہمی مشابہت ہونا۔

۲۔ چوں صبح۔ پہلے اشعار میں چونکہ نظم قوائی کو اللہ کے حکم کا غلام قرار دیا تھا اب مولانا فیروزی روح چیزوں کے تابع فرمان الہی ہونے کی بیان کرتے ہیں۔ ہر کے دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے تسبیح کرنے کا طریقہ جدا گانہ ہے۔

۳۔ آدمی۔ انسان جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھتا اس لئے وہ ان کی تسبیح خوئی کا انکار کر دیتا ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ دنیا میں مذہبی ۳ فرقے ہیں جن میں سے ۲ گروہ ہیں ایک فرقہ درست ہے۔ ہر فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتا ہے دوسرے لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے ہیں۔ چوں دو ناطق۔ دو انسان جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے جدا ہیں جبکہ وہ باہمی ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔

گاد گستاخ اندراں خانہ بجست گائے بے باکی سے گھر میں کھس آئی پس گلوئی گابو برید آں زماں فوراً گائے کو ذبح کر دیا

چوں سرش برید شد سوائے قصاب جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا اے تقاضا گردروں ہچوں جنیں اے پیٹ کے بچہ کی طرح باطن میں تقاضا کرنے والے

سہل گرداں رہ نما توفیق وہ آسان فرما دے راہنمائی کر دے توفیق عطا فرما چوں زہن فلس زر تقاضہ میکنی جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے

بے تو نظم و قافیہ شام و صبح تیری مدد کے بغیر نظم اور قافیہ صبح و شام نظم و تجنیس و قوائی اے علیم اے دانائے نظم اور تجنیس اور قافیہ

چوں ۲ صبح کردہ ہر چیز را جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خواں بنایا ہے ہر کے تسبیح بر نوع دگر ہر ایک ایک دوسرے قسم کی تسبیح

آدمی ۳ منکر ز تسبیح جماد جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے بلکہ ہفتا دو دو ملت ہر یک بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک چوں دو ناطق راز حال ہمدگر جبکہ دو بولنے والے ایک دوسرے کے حال سے

مرد برجست و قوائم ہاش بست وہ شخص لپکا اور اس نے اس کے پاؤں باندھ دیئے بے توقف بے تامل بے اماں بغیر توقف بے تامل اس نے دیئے بغیر

تاہا لبش بر کند در دم شتاب تاکہ وہ فوراً اس کی کھال اتار دے چوں تقاضا میکنی اتمام اس جبکہ تو اس مثنوی کی تکمیل کا تقاضہ کر رہا ہے

یا تقاضا را بھل برما منہ یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ زر بخشش در سر اے شاہ غنی اے شاہ بے نیاز و پردہ اس کو روپیہ بخش دے

زہرہ کے دارد کہ آید در نظر کب طاقت رکھتے ہیں کہ وہ نظم قوائی جلوہ گر ہوں بندہ اہر تو انداز ترس و بیم ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں

ذات بے تمیز و با تمیز را باشعور اور بے شعور ذات کو گوید و از حال آں یں بنخبر کرتا ہے اور یہ اس کے حال سے بے خبر ہے

واں جماد اندر عبادت استاد حالانکہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں بے خبر از یک دگر و اندر شکے ایک دوسرے سے بنخبر ہے اور شک میں ہے نیست آگہ چوں بود دیوار و در آگاہ نہیں ہیں تو وہ دیوار کے بارے میں آگاہی کی خبر ہو

چوں من از تسبیح ناطق غافل
جب میں بولنے والے کی تسبیح سے غافل ہوں
ہست سنی را یکے تسبیح خاص
ہستی کی ایک خاص تسبیح ہے
سنی از تسبیح جبری بے خبر
سنی جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے
ایں ہمی گوید کہ آں ضاں ست دم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے
واں ہمی گوید کہ ایں راچہ خبر
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ
گوہر ہر یک ہوید امی کند
ہر ایک کی اہل کو ظاہر کر رہا ہے
قہر ۲ را از لطف داند ہر کسے
قہر کو مہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے
لیک لطفے قہر در پنہاں شدہ
لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے
کم کسے داند مگر ربانے
اس کو سوائے اس با خدا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے
باقیاں ۳ زیں دو گمانے می بُرند
باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں

چوں بداند سُبْح صلت لم
تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھے؟
ہست جبری را ضد آں در مناص
نجات پانے میں جبری کی تسبیح اس کے خلاف ہے
جبری از تسبیح سنی بے اثر
جبری سنی کی تسبیح سے بے نشان ہے
بے خبر از حال او وز امر قم
اس کے حال سے اور قم کے حکم سے بے خبر ہے
بجگن شاں افگندیز واں از قدر
اللہ تعالیٰ نے تقدیر سے ان میں جنگ پیدا فرمادی ہے
جنس از نا جنس پیدا می کند
جنس کو نا جنس سے واضح کر رہا ہے
خواہ دانا خواہ ناداں یا حسے
خواہ وہ دان ہو خواہ نادان یا کمینہ
یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ
یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے
کش بود در دل محک جلیے
جس کے دل میں روح کی کسوٹی ہو
سوئے لاند خود بیک پرمی پرند
اپنے آشیانہ کی جانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

در بیان آنکہ علم را دو پر و گمان را یک پرست
اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

علم را دو پر گمان را یک پرست
علم کے دو بازو میں شک کا ایک بازو ہے
مرغ ایک پرزو دافتد سرنگوں
ایک بازو کا پرندہ، جلد لوٹھا گرتا ہے
ناقص آمد ظن پر واز اترست
شک اڑنے میں ناقص ہے اور دم کٹتا ہے
باز بر پردے دو گامے یا فزوں
پھر دو قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

۱ ناطق۔ بولنے والا صامت۔
خاموش نہ بولنے والا۔ ہست سنی۔ سنی
فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی
پاکی بیان کرتا ہے تو جبری فرقہ اپنے
اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان
کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو
نہیں سمجھتے ہیں۔ ایں ہمی۔ یہ جبری
کہتا ہے کہ سنی گمراہ ہے۔ امیر قم۔
جہاں جہاں قرین میں انسان کو قم کا
عظم ہوا ہے جس کے معنی ہیں تو کھڑا
ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعل
انسانی انسان کی قدرت میں ہے ورنہ
اس کو یہ حکم نہ دیا جاتا۔ جبری عقیدہ
کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس
دلیل سے بے خبر ہے۔ قدر۔ ازل
میں یہ اختلافات مقدر کر دیئے گئے
تھے کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو سکے۔
۲ قہر از لطف۔ بعض خالص قہر
اور خالص مہر ہیں ایسے قہر اور مہر کو ہر
فخص سمجھ لیتا ہے۔ لیک۔ بعض وہ
مہر میں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں
جیسا کہ باپ کا بچہ پر تعلیم کے لئے
نکستی کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی
مرض میں مبتلا کرنا اس طرح بعض قہر
وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کے
لئے دنیاوی نعمتوں میں فراخی پیدا کرنا
اس کو کھرف خاصان خدا سمجھتے ہیں۔
۳ باقیاں۔ عام لوگ مہر میں
پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے
بارے میں دو طرح کا خیال کرتے
ہیں۔ یعنی اس کی حقیقت میں مشکوک
ہوتے ہیں۔ علم۔ یعنی حقائق تک
پہنچنے میں۔ یعنی کی پرواز مکمل ہے اور
ظن اور شک کی پرواز ناقص اتر۔ دم
کٹنا جس پرند کی دم کٹی ہوئی ہوتی ہے
اس کی پرواز ختم نہیں ہوتی۔

۱۔ اُفت و خیزاں۔ شک و گمان۔
حقیقت تک پہنچنے کے لئے گرتا پڑتا
چلتا ہے۔ آشیان گھونسل۔ یعنی
مقصد۔ چوں زطن۔ یعنی جب
انسان مرتبہ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو
پھر اس کی پرواز دست ہوتی ہے۔
بعد ازاں۔ یعنی یقین کا مرتبہ حاصل
ہو جانے کے بعد سیدھی اور سچی آزاں
ہوتی ہے انسان ٹھوکر نہیں کھاتا
ہے۔ باد پر۔ انسان کو معرفت حقیقی
حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز
جبریل کی طرح ہوتی ہے۔

۲۔ گرم۔ انسان کو جب علم کا
اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو لوگوں
کی مدح اور قدح سے بے نیاز ہو جاتا
ہے۔ نہ مدح اس میں موثر ہوتی ہے نہ
قدح۔ کوہ پنداری۔ خود اگوہ پنداری۔
برگ کہی۔ برگ کاہ ہستی۔ طعن۔
طعن زنی نیز بازی۔ پیچ یک ذرہ۔
کامل یقین خوشامدیوں اور حاسدوں
کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا

۳۔ مطمئن۔ علم کے اعلیٰ مراتب
حاصل ہو جانے پر انسان بہر حال
مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں
کی مدح اور قدح تو ہر حال میں جلدی
ہی رہتی ہے۔ رنجور شدن۔ اس
حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم و
یقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کچے
ہوتے ہیں اور مدح و قدح سے متاثر
ہوتے ہیں۔

با یکے پر برآمد آشیان

ایک بازو سے آشیانہ کی امید پر
شد دو پرآں مرغ و پرہا بر کشود
اب وہ پرندہ دو بازو کا ہو گیا اور بازو کھول دیئے

نہ علی وجہ مکباً او سقیم

نہ اپنے چہرے کے بل لوندھا پا بیمار
بے گمان بے فکر و بے قائل و قیل
بغیر گمان، بغیر فکر، اور بغیر چناں و چنیں کے

برہ یزدان و دین مستوی

خدائی راستہ اور سیدھے دین پر ہے

جان طاق او نگر در جفت شاں

اس کی یکتا روح ان کی ساتھی نہیں بنتی ہے

کوہ پنداری و تو برگ کہی

خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گھاس کا تنکا ہے

او نگر دو درمند از طعن شاں

ان کی طعنہ زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے

گویش با گمرہی گشتی تو جفت

اس سے کہیں تو گمراہی کا ساتھی ہے

نے بطعن طاعناں رنجور حال

نہ طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے

کاچنیں باشد مگر در گل حال

شاید ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہو گا

اُفت و خیزاں می رود مرغ گمان

گمان کا پرندہ گرتا پڑتا روانہ ہوتا ہے

چوں زطن و راست علمش رُو نمود

جب وہ گمان سے نجات پا گیا اس کا علم رونما ہوا

بعد ازاں بَمَشی سَوِیا مُسْتَقِیم

اس کے بعد ٹھیک، سیدھا روانہ ہوتا ہے

بادو پر برمی پرد چوں جبریل

جبریل کی طرح دو بازوؤں سے لونچا اڑتا ہو

گر ہمہ عالم بگویندش توئی

اگر تمام دنیا اس سے کہے کہ تو ہی

او نگر دو گر مک تر از گفت شاں

وہ ان کی باتوں سے جوش میں نہیں آتا

ور ہمہ گویند اورا گمرہی

اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گمراہ ہے

او نیفتد در گمان از طعن شاں

ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت

بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں

پیچ یک ذرہ نیفتد در خیال

وہ ایک ذرہ بھی گمان میں مبتلا نہیں ہوتا

مطمئن و موقن و بے احتیال

مطمئن اور صاحب یقین اور بے حیلہ ہو گا

مثال رنجور شدن آدمی بونہم تعظیم خلق و رغبت

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور معتقدین کی اس کی طرف رغبت کے وہم سے

• مشتریاں بوئے و حکایت معلم کودکاں •

بیمار چڑانا اور بچوں کے استاد کا قصہ

کودکانِ مکتبے از استاد

ایک کتب کے بچے استاد کی جانب سے
مشورت کردند در تعویقِ کار

کام کو ٹالنے کے لئے انہوں نے مشورہ کیا
اس کو کوئی بہاری کیوں نہیں لگتی؟

تارہیم از جس واز تنگیِ کار

تاکہ ہم قید اور کام کی دشواری سے چھوٹ جائیں

آں یکے زیرک تر ایں تدبیر کرد

ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی
خیر باشد رنگ تو بر جائے نیست

اللہ خیر کرے آپ کی رنگ ٹھیک نہیں ہے
اند کے اندر خیال اُفتد ازیں

اس سے وہ تھوڑا سا دہم میں پڑے گا
چوں در آئی از درِ مکتبِ بگو

جب تو دروازہ سے مکتب میں داخل ہو کہنا
آں خیالش اند کے افزوں شود

اس کا وہ دہم تھوڑا بڑھے گا
آں سوم وال چارم و پنجم چنین

تیسرا اور چوتھا اور ایسے ہی پانچواں
تا چوبیس کودک پیاپے ایں خبر

جب اس بات کو تمیں بچے پے پے
ہر یکے گفتش کہ شبلاش اے ذکی

پر بچے نے اس سے کہا اے ذہین! شبلاش ہے
محقق گشتند در عہدِ وثیق

مضبوط عہد میں سب متفق ہو گئے

رنج دیدند از ملال و اجتهاد

تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئے
تا معلم در فتد در اضطراب

تاکہ استاد پریشانی میں مبتلا ہو جائے
کہ بگیرد چند روز او دوریے

کہ وہ چند دن دور رہے
ہست اوچوں سنگِ خار ابر قرار

وہ تو سنگِ خدا کی طرح جما ہوا ہے
کہ بگوید اوستا چونی تو زرد

کہ وہ کہے گا استاد آپ زرد کیوں ہیں؟
ایں اثریا از ہو یا از تپے ست

یہ اثر ہو یا بخد کی وجہ سے ہے
تو برادر ہم مدد گن ایں چنین

بھائی تو بھی اسی طرح مدد کرنا
خیر باشد اوستا احوال تو

اللہ خیر کرے استاد آپ کے مزاج کیسے ہیں؟
کز خیالے عاقلے مجنوں شود

دہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے
در پے مانم نمایند و حنین

ہمارے بعد ہم کا اظہد کرے نور روئے
محقق گویند یا بد مستقر

بالا اتفاق کہیں گے تو وہ جم جائے گی
بادِ بخت بر عنایتِ متکی

خدا کرے تیرے نصیب کا اللہ کی مہربانی پڑ نکاو ہو
کہ نگرود اند سخنِ رایک رفیق

کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

۱۔ اجتهاد۔ محنت کرنا۔ مشقت

برداشت کرنا۔ تعویق کار یعنی استاد

کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا۔

چوں نمی آید۔ چونکہ وہ قدرتی طور پر

بیمار نہیں ہوتا ہے اور مکتب میں برابر

حاضر ہوتا ہے لہذا ہمیں کوئی فرضی

کارروائی کرنی چاہیے۔ برقرار۔ یعنی

استاد پتھر کی طرح مکتب میں جما ہوا

ہے۔

۲۔ آں یکے۔ سب سے ذہین

بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ وہ استاد سے

جا کر کہیں گے کہ آپ کا رنگ پیلا کیوں

ہو رہا ہے شاید آپ کو بخار ہو گیا ہے

اس سے استاد کو کچھ دہم پیدا ہوگا پھر

دوسرا بچہ بھی یہی کہے تو استاد کی بیمار کا

خیال اور بڑھے گا۔ اسی طرح مسلسل

دوسرے بچے کہیں گے اور استاد کو اپنی

بیماری کا یقین ہو جائے گا۔ لوستا۔

لوسٹا کا مخفف ہے۔

۳۔ تا چوبیس۔ میں بچے مسلسل

استاد کے رنگ کے زرد ہو جانے کو

کہیں گے تو یہ بات استاد کے دل

میں جم جائے گی۔ ہر یکے اس تدبیر

پر ہر بچے نے اس ذہین بچے کو شبلاش

کہا اور دعا دی۔ عہد وثیق۔ مضبوط

عہد۔ کہ گردانند۔ یعنی سب یہی بات

کہیں کوئی بچہ اس بات میں تبدیلی نہ

کرے۔

بعد ازاں سو گند دادا و جملہ را تاکہ غمازے نگوید ماجرا
اس کے بعد اس نے سب کو قسم دی تاکہ کوئی جھگڑا نہ بتائے
رائے آل کو دک بخر بیدار ہمہ عقل اور پیش می رفت از رمہ
اس بچے کی رائے سب سے بڑھ گئی اس کی عقل گد سے آگے چلتی تھی
آل تفاوت بہست در عقل بشر کہ میان شاہداں اندز صور
انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ معشوقوں کی صورتوں میں

۱۔ غماز۔ جھگڑا۔ ماجرا۔ قصہ
یعنی یہ کہ ہم نے فرضی طور پر یہ سازش
کی ہے (رمہ۔ یعنی بچوں کی
جماعت۔ آل تفاوت۔ جس طرح
اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں
فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل
میں فرق ہے جیسا کہ سب انسانوں کا
باہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی
بساں نہیں ہیں۔ نزد معتزلہ
معتزلہ۔ تمام انسانوں کی عقل کو اصل
فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور
فرق محض تجربہ اور تعلیم کی بنیاد پر مانتے
ہیں۔

در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت و نزد معتزلہ
اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک
متساویست و تفاوت عقول بسبب تجربہ و تحصیل علم است
سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کر لینے کی وجہ سے ہے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَالُ الرَّجُلِ فَصَاحَةُ لِسَانِهِ
آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

۲۔ در زبان۔ حدیث میں ہو
الْمَرْءُ يُخْفِي نَحْتِ لِسَانِهِ
انسان کی خوبی اس کی زبان میں چھپی
ہوتی ہے۔ اعتدال۔ یکسانیت۔ علم
زیادہ جاننے والا۔

زیں قبل فرمود احمد در مقالہ در ۲ زبان پنہاں بود حسن رجال
اسی سلسلہ میں آنحضرت نے گفتگو میں فرمایا
اختلاف عقولہا در اصل بود۔ بر وفاق سنیاں باید شنود
عقلوں کا فرق اصل سے تھا
بر خلاف قول اہل اعتزال کہ عقول از اصل دارند اعتدال
معتزلہ کے اس قول کے خلاف
تجربہ و تعلیم بیش و کم گند تا یکے را از یکے اعظم گند
تجربہ اور تعلیم گھٹا تھے اور بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنادیتے ہیں
باطل است اس زانکہ رہی کوہ کے کہ ندارد تجربہ در مسلکے
یہ غلط ہے کیونکہ بچے کی رائے
بگذرد ز اندیشہ مردان کار عاجز آمد کارِ شاں در خطر ار
تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے ان لوگوں کا کام پریشانی میں عاجز آ جاتا ہے
برومید اندیشہ زان طفل خرد پیر باصد تجربہ بوئے نبرد
اس چھوٹے بچے سے وہ خیال ظاہر ہوا جس کی سو تجربہ والے بوڑھے کو خوشبو بھی نہ آئی

۳۔ باطل است۔ مولانا فرماتے
ہیں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے
بگذرد۔ وہ بچہ جس کو نہ کوئی تجربہ ہے
نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار
لوگوں سے بڑھ جاتی ہے تو معلوم
ہوا کہ عقلوں کا تفاوت فطری ہے طفل
خرد وہی کتب کا زین بچہ۔

خود افزوں آں بہ کہ آں از فطرت ست عقل کی وہ زیادتی جو فطرت کی طرف سے ہے بہتر ہے
 باز افزوں گوز جہد و فکر ت ست پھر وہ زیادتی ہے جو کوشش اور فکر کی وجہ سے ہے
 تو بگو دادہ خدا بہتر بود یا کہ لنگے را ہوارا نہ رود
 تو بتا ' اللہ کا دیا ہوا بہتر ہوتا ہے یا وہ لنگڑا جو تیز رو گھوڑے کی طرح چلے

در وہم افگندن کودکاں اُستاد را بمکر

مکاری نے بچوں کا استاد کو وہم میں ڈال دینا

روز گشت و آمد آں کودکاں بر ہمیں ۲ فکر ت سویی مکتب رواں
 دن اٹکا ' اور وہ بچے آئے اسی تدبیر کے مطابق مکتب کی جانب روانہ ہوئے
 جملہ استادند بیروں منظر تار آید اول آں یار مکر تاکہ وہ مکار دست پہلے اند جائے
 سب باہر منتظر کھڑے ہو گئے سر امام آمد ہمیشہ پائے را
 زانکہ منبع او بدست ایں رائے را سر ہمیشہ پاؤں کا پیشوا ہوتا ہے
 اس لئے کہ اس تدبیر کا وہی سرچشمہ تھا کو بود منبع ز نور آسماں
 اے مقلد تو مجو بیشی براں جو آسمانی نور کا سرچشمہ ہے
 اے پیچھے چلنے والے تو اس سے آگے نہ بڑھ اور آمد گفت اُستاد اسلام
 وہ آیا بولا استاد کو سلام ہے گفت اُستانیست رنجے مرما
 استاد نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے تو برو بنشین مگو یا وہ ۳ ہلا
 نفی کرو لما عُبَارِ وہم بد تو جا بیٹھ جا ' خبردار! بک بک نہ کر
 انکار کر دیا لیکن برے خیال کا وہم اندر آمد دیگرے گفت آتخنیں
 اندر اندر آیا اس نے بھی ایسا ہی کہا اس پر تھوڑا سا وہ وہم بڑسا
 ہم چنیں تا وہم او قوت گرفت ماند اندر حال خود بس در شگفت
 اسی طریقہ پڑ یہاں تک کہ وہم نے قوت پکڑی وہ استاد اپنے معاملہ میں حیرانی میں پڑ گیا

رنجور شیدن فرعون بوہم از تعظیم خلقاں

فرعون کا لوگوں کی تعظیم کے وہم سے بیمار ہونا

۱۔ خود افزوں۔ عقل کی وہ زیادتی جو فطری ہے وہ اس سے بہتر ہے جو کوشش اور تعلیم سے حاصل ہو۔
 ۲۔ ہمیں فکر ت سویی مکتب رواں۔ تو بگو۔ ظاہر ہے کہ اللہ کا عطیہ بہتر ہے۔ پاک عقل کی فوقیت اگر فطری نہ ہو بلکہ کسی ہوتو اس کی مثل یہ ہے کہ لنگڑا گھوڑا تیز روی اختیار کرنے۔

۳۔ ہمیں فکر ت۔ استاد کو فریب دینے کی تدبیر۔ بیروں مکتب سے باہر۔ یار مکر۔ وہی ذہین لڑکا۔ اے مقلد۔ یہ مولانا کی مرید کو نصیحت ہے۔ گو۔ یعنی شیخ۔

۴۔ یا وہ۔ کہو اس۔ ہلا۔ حرف تنبیہ ہے۔ نفی کرو۔ یعنی استاد کے بیمار ہونے کا انکار کر دیا۔

سجدہ خلق از زن و از طفل و مرد
عورتوں اور بچوں اور مردوں کے سجدوں نے
گفتن ہر یک خداوند و ملک
ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے
کہ بد عولی الہی شد دلیر
کہ خدائی کے دعوے پر دلیر بن گیا
عقل جزوی سختش وہم ست و ظن
وہم اور گمان ناقص عقل کے لئے مصیبت ہے
بر زمیں ۲ گر نیم گزرا ہے بود
زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو
بر سر دیوار عالی گر روی
اگر تو اونچی دیوار پر چلے
بلکہ می افقی زلزلہ دل بوہم
بلکہ وہم کی وجہ سے دل کے لرزنے سے تو گر پڑے گا

۱۔ زد۔ یعنی اڑ کر۔ رنجور کر۔ یعنی
فرعون کو خدائی کے وہم کی بیماری میں
جٹا کر دیا۔ اڑ دیا۔ یعنی فرعون اقتدار
نکٹے میں اڑ دیا پھر بھی اس کا پیٹ نہ
بھرا۔ عقل جزوی۔ عقل ناقص عقل
انسانی اس کے بالمقابل عقل کلی ہے
جس سے جبرئیل یا حقیقت محمدیہ مراد
لیتے ہیں۔

۲۔ بر زمین۔ وہم کو خلاق مانا جاتا
ہے انسان زمین پر تیزی سے بھاگا
چلا جاتا ہے اور کبھی نہیں گرتا زمین پر
بھاگنے میں جس قدر زمین ان کے
استعمال میں آتی ہے مگر اس سے دو گنا
راستہ کی بلند دیوار پر ہو تو اس پر کبھی
نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کو وہم ہوتا
ہے کہ وہ گر جائے گا اور اس وقت وہ ہمہ
کی بناء پر وہ گر پڑتا ہے۔ خشمگیں۔
استاد گھر جاتے فوت یہ باتیں سوچ
رہا تھا۔

۳۔ ننگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے
کہ مری جاؤں تو اس کو مجھ سے نجات
ملے۔ بام من۔ طشت از بام افتادن
محلہ ہے جس کے معنی ہیں بات کا
مشہور ہو جانا۔

رنجور شدن استاد معلّم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے استاد کا بیمار پڑنا

گشت استاخت سست از وہم و ہم
وہم اور ذر سے استاد بہت سست ہو گیا
خشمگیں بازن کہ مہر لوست سست
بیوی پر غصہ تھا کہ اس کو محبت کم ہے
خود مرا آگہ نہ کرد از زنگ من
اس نے مجھے میری رنگت سے آگاہ نہ کیا
اُو نخسن و جلوہ خود مست گشت
وہ اپنے حسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے
آمد و در راہ سُندی وا گشاد
گھر آیا اور سختی سے دروازہ کھولا
بر جہد و می کشانید او گلیم
اٹھا اور اس نے کسلی کھینچی
من بدیں حالم پر سید اُو نخست
میں اس حالت میں ہوں اور اس نے پہلے نہ پوچھا
قصہ دارد تا رہد از رنگ من
اس کا تو لہجہ ہے کہ میری ذلت سے نجات پالے
بیخبر کز بام من افتاد طشت
اس سے بے خبر کہ طشت میرے ہلال خان سے گرا ہے
کودکاں اندر پئے آل استاد
بچے اس استاد کے پیچھے تھے

گفت زن خیرست چوں زود آمدی
بیوی نے کہا خیر ہے آپ جلد کیوں آ گئے

گفت گوری رنگ و حال من بہیں
اس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگ اور حالت دیکھ

تو درون خانہ از بغض و نفاق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے

گفت زن اے خولجہ رنجہ نیستت
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی پتہ نہیں ہے

گفت اے غر تو ہنوزی در لجاج
اس شوہر نے کہا اے بیوقوف تو بھی جھگڑے میں ہے

گر تو کور و کر شدی مارا چہ جرم
اگر تو اندھی اور بہری ہو گئی ہے تو تھلا کیا قصور ہے

گفت اے خولجہ بیارم آئینہ
اس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں

گفت رو روچہ توچہ آئینہ ذات
اس نے کہا جا جاؤ کیا تیرا آئینہ کیا

جانہ خواب مرا زو گستران
جلد میرا بستر بچھا دے

زن توقف کرد و مردش بانگ زد
بیوی نے دیر کی اور مرد اس پر چیخا

کہ مبادا ذات نیکت را بدی
خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے

از غم بریگانگاں! اندر حنین
میرے غم میں دوسرے نہ رہے ہیں

می نہ بنی حال من در احتراق
جلنے میں میری حالت نہیں دیکھتی ہے

وہم وطن و فکر بے معنیستت
آپ کا وہم اور فکر بلا وجہ ہے

می نہ بنی اس تغیر وار تجاج
اس تغیر اور کچھ کو نہیں دیکھ رہی ہے

مادرین زنجیم و در اندوہ و گرم
ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں

تبادلانی کہ ندارم من گنہ
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کوئی خطا نہیں ہے

دائماً در بغض و کینہی و عننت
تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے

تا کچسم کہ سر من شد گراں
تاکہ میں سو جاؤ مجھے سر گرانی ہے

کالے عدوز و ترا ایں می سزد
کالے دشمن جلدی کر تیرے لئے یہ مناسب ہے

۱۔ بریگانگاں۔ یعنی بچے جو غیر ہیں
وہ دور ہے ہیں۔ احتراق۔ جلنا، بخلا۔
غر۔ غم کے کسرہ کے ساتھ نا تجربہ۔
کار، فین کے فتح کے ساتھ زن
فاحشہ۔ ارتجاج۔ لرزہ۔ کچھ۔
۲۔ گرم۔ کاف کے ضمہ کے
ساتھ آئینہ، غم۔ تبادلانی۔ آئینہ دیکھ کر
تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم بہانہ نہیں
ہو اور میرا کہنا درست ہے۔ عننت۔
فساد ہلاکت۔
۳۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔
می سزد۔ یہ تاخیر تیرے لئے مناسب
ہے۔ عجز۔ بوہمی یعنی استلا کی
بیوی۔ گفت امکان نے۔ یعنی بیوی
کا ہونا ممکن نہ تھا اور نہ اور بڑے بھلے مثنوی
لیکن غلط بات پر اس کا دل جل رہا
تھا۔ جد شود۔ یعنی یہ ذمی بیماری حقیقی
بیماری بن جائے گی۔

در جامہ خواب افتادن استاد و نالیدن او بوہم رنجوری
استاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے اس کا رونا

جامہ خواب آورد و گسترش عجز
بوہمی بستر لائی اور اس کے لئے بچھا دیا

گر بگویم متہم دارد مرا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر جہمت دھرے گا

گفت امکان نے و باطن پر زسوز
بوہمی کے لئے ہلنا ممکن نہیں اور دل میں جلن

ورنگویم جد شود اس ماجرا
اگر کچھ نہیں کہتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائے گا

فال بد رنجور گردند ہے آدمی را کہ بُود سستش غم

بری فال ، بیمار بنا دیتی ہے اس آدمی کو بھی جس کو کوئی غم نہ ہو

قول پیغمبر قبولہ یفرض قول پیغمبر ﷺ کی بات ماننا فرض کر دی گئی ہے

اگر ہمارے حکمت مریض بنو گے مریض بن جاؤ گے

گر بگویم ! او خیال بد زند فعل دار و زن کہ خلوت می کند

اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ برا خیال کرے گا کہ بیوی کو کوئی کام ہے تنہائی چاہتی ہے

مر مرا از خانہ بیروں می کند مجھے گھر سے بھگانا چاہتی ہے

جامہ خواب افگند و استاد افتاد اس نے بستر بچھایا اور استاد لیٹ گیا

کودکاں آنجا نشستند و نہاں بچے وہاں بیٹھ گئے اور آہستہ سے

کایں ۲ ہمہ کردیم وہم زندا نسیم کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں

ہیں دگر اندیشہ باید نمود خبردار دوسری تدبیر کرنی چاہیے

دوم بار در وہم افگندن کودکاں استاد را کہ اُورا از قرآن

بچوں کا استاد کو دوبارہ وہم میں مبتلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اس کو

خواندن صداع آید و در دسر افزاید خواندن صداع آید و در دسر افزاید

سر میں درد پیدا ہو جائے گا اور سر کا درد بڑھ جائے گا

گفت ۳ آل ذریک کہ اے قوم پسند اس ذہین بچے نے کہا اے دوستو!

چوں ہی خواندند گفتاے کودکاں چوں ہی پڑھا تو بولا اے بچو!

جب انہوں نے اس طرح پڑھا تو بولا اے بچو!

درد سر افزاید استاد ز بانگ درد سر افزاید استاد ز بانگ

آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے

آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے

درس خوانید و کنید آوا بلند درس خوانید و کنید آوا بلند

سبق پڑھو اور آواز بلند کرو

بانگ ما استاد را دارد زیاں بانگ ما استاد را دارد زیاں

ہلکی آواز سے استاد کو تکلیف ہوتی ہے

ار زوایں کو در دیا بدبہر دانگ ار زوایں کو در دیا بدبہر دانگ

کیلید مناسب ہے کھڑکی کے لئے اس کے سر میں درد ہوا

کیلید مناسب ہے کھڑکی کے لئے اس کے سر میں درد ہوا

۱۔ گر بگویم۔ اگر میں یہ کہتی ہوں کہ تم بیمار نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی برا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں اس کو گھر سے نکالنا چاہتی ہوں۔ باصداق نہیں۔ چونکہ اس تدبیر سے بھی انہیں چھٹی نہ ملی تھی۔

۲۔ کایں ہمہ۔ یعنی استاد کو بیمار بنانے کی بنیاد بھی ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دگر اندیشہ۔ کوئی دوسری تدبیر۔ فرح۔ خوشی۔ راحت۔ صداع۔ درد۔

۳۔ گفت۔ یعنی اسی پہلے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور زور سے سبق پڑھیں۔ آواز بلند نہ کیاں۔ نقصان۔ استاد۔ استاد۔ دانگ۔ وہم۔ کا چھنا حصہ ہر بچہ استاد کو ہر مہینہ ایک دانگ دیتا ہوگا۔

خلاصی یافتن کودکان از مکتب بدیں مگر و سوالِ مادران از ایشان

اس مکاری کی وجہ سے بچوں کو چھٹکارا حاصل کرنا اور ماؤں کا ان سے پوچھنا

گفت ۱۔ اُستار است گوید روید دردِ سرِ افزوں شدم بیروں شوید

استاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے، جاؤ میرے سر میں درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم دو ربادا از تو رنجوری و نیم

سب نے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب! خدا کرے بیماری اور ڈر آپ سے دور ہو جائے

پس بروں جستند سوئے خانہا ہچو مرغیاں در ہوائے دانہا

پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

مادرانِ شاں خشمگیں گشتند و گفت روزِ کُتاب ۲ و شما بالہو بخت

ان کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا مکتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

وقتِ تحصیلِ ست اکنون و شما می گریزید از کتاب و اوستا

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم کتاب اور استاد سے بھاگتے ہو

عذر آوردند کالے مادر تو ایست اس گناہ از ماوارِ تقصیر نیست

انہوں نے عذر کیا کہ اے ماں تو ٹھہر یہ ہماری خطا اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے

عذر آوردند ایشان در زماں گیس گنہ ازمان نبود اے مادران

انہوں نے فوراً عذر کیا اے ماؤں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

از قضائے آسماں اُستاد ما گشت رنجور و سقیم ۳ و مبتلا

آسمانی قضا سے ہمارا استاد رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

مادران گفتند مکرست و دروغ صد دروغ آرید بہر طمع دروغ

ماؤں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے چھانچ کے لالچ میں تم سو جھوٹ بول رہے ہو

مصباحِ آئیم پیشِ اوستا تابہ بنیم اصلِ اسِ مکرِ شما

ہم صبح کو استاد کے پاس جائیں گے تاکہ ہمیں تہذیب اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

کودکان گفتند بسم اللہ روید بر دروغ و صدقِ ما واقف شوید

بچوں نے کہا! بسم اللہ جاؤ ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

بچوں نے کہا! بسم اللہ جاؤ ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

رفتنِ مادرانِ کودکان بامداد بعیادتِ اُستاد

صبح کو بچوں کی ماؤں کا استاد کی حرا ج پری کے لئے جانا

۱۔ گفت۔ ذہن بچے کے کہنے پر استاد نے کہا، ہاں میرے سر میں تہذیبی آوازوں سیدہ بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ۔ درد ہاؤ۔ یعنی بچے یہ دعا دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے ہچو مرغیاں۔ یعنی جس طرح چڑیاں دانہ کی طرف ڈر جاتی ہیں۔

۲۔ کُتاب۔ مکتب۔ لہو۔ کھیل۔ کو۔ بخت۔ ساتھی۔ جوڑ۔ تحصیل۔ حاصل کرنا۔ یعنی علم حاصل کرنا۔ ایست۔ ٹھہر۔ تقصیر۔ کوتاہی۔ گناہ۔ ۳۔ سقیم۔ بیمار۔ مبتلا۔ آزمائش میں پڑا ہوا بیمار۔ دروغ۔ وہی چھانچ۔ صبح۔ صبح۔ غیادت۔ حرا ج پری

پُرسش اُستاز ہر گوشہ رواں

ہر جانب سے روانہ ہو کر استاد کی منزل پری کے لئے

دردِ سرِ راسر بہ بستہ چوں زناں

عموتوں کی طرح ہر سر کی وجہ سے سر کو باندھے ہوئے

سر بہ بستہ رُو کشیدہ در سجاف

سر کو باندھے ہوئے پردے میں منہ چھپائے ہوئے

جُمَلگاں گشتند ہم لاحول گو

سب لاحول پڑھنے لگے

جان تو مارا نبودہ زیں خبر

تیری جان کی قسم ہمیں اس کی خبر نہ تھی

آگہم ایں کو دکاں کردند ہیں

ہاں ان بچوں نے مجھے بتایا

بودہ در باطن چنیں رنجے ثقیل

اند اس قدر بھاری مرض تھا

اُو زدید رنج خود باشد عَمی

تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے

کہ ز مشغولی بشد زیشاں خُبر

کہ مشغولیت کی وجہ سے ان کو پتہ نہ چلا

روح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش

کیونکہ عاشق کی روح آگاہ دیکھتی ہے نہ پیچھا

کہ بیر دست و پایش را ضرب

کہ تلواری کی مار ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے

برگمان آنکہ ہست اُو بر قرار

اس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے

خوں از و بسیار رتہ بے خبر

بے خبری میں اس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

بامداداں آمدند آں مدارس

صبح کو مائیں پہنچ گئیں

خفتہ اُستاد ہچکو بیمار اے گراں

استاد سخت بیماری کی طرح سویا ہوا تھا

ہم عرق کردہ زبیری لطف

لغویں کی کثرت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا

آہ آہے می گند آہستہ اُو

چکے چکے آہ آہ کرتا تھا

خیر باشد اوستاد ایں دردِ سر

اے استاد! خدا خیر کرے یہ دردِ سر

گفت ۲ من ہم بخر بودم ازیں

اس نے کہا میں بھی اس سے بے خبر تھا

من بدم غافل بشغل قال و قیل

میں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا

چوں بجد مشغول باشد آدمی

جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے

از زنانِ مصر و یوسف شد سمر

مصر کی عورتوں اور یوسف کا قصہ ہے

پارہ پارہ کرد ساعد ہائے خویش

انہوں نے اپنے گئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

اے ۳ بسا مرد شجاع اندر جراب

لڑائی میں بہت سے بہادر ہوتے ہیں

اُو ہنماں دست آورد در گیر و دار

وہ پکڑ دھکڑ میں اسی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں

خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر

وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے

۱۔ بیمار گراں۔ سخت بیمار۔ عرق۔ پسینہ۔ سجاف۔ پردہ۔ جان تو۔ تیری جان کی قسم۔

۲۔ گفت۔ استاد نے کہا اپنے بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا۔ بچوں نے بتایا ہے۔ قال و قیل۔ سوال و جواب۔ غفل۔ بھاری۔ چوں بجد۔ استاد نے کہا زیادہ مسروریت میں بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ عَمی۔ اندھا۔ سر۔ قصہ۔ یعنی مشہور قصہ ہے کہ زنانِ مصر حضرت یوسف کے حسن میں ایسی محو ہو گئی تھیں کہ انہوں نے ترنج کی بجائے اپنے ہاتھ تراش لئے تھے۔ عاشق خیراں۔

۳۔ اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ اس کو ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے اور اس سے کام کر لیتا ہے۔

در بیان آنکہ تن روح را چوں لباس سے دست آستین
اس کا بیان کہ جسم روح کے لئے بھولہ لباس کے ہے اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین
دست روح و اس پائے موزہ پائے روح

ہے اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

۱۔ لپس۔ لباس۔ لباس۔ لپس۔ لباس
پہننے والا یعنی روح۔ ملیس۔ مت
چاٹ۔ لیسیدن مصدر کا صیغہ امر
ہے دیگر ست۔ یعنی روح کے ہاتھ
پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست
دیا۔ خواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں
کو دیکھتا ہے وہ اس مادی جسم کے نہیں
ہیں کیونکہ یہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں
وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے
ہیں۔ داری بدن۔ یعنی جسم مثالی۔

۲۔ روح دوم۔ روح کو جسم غصری
سے نکلنے کے بعد بہت سے
معاملات پیش آتے ہیں۔ مرغ۔
اس غصری جسم میں روح ایک پرند کی
طرح ہے جو ہجرے میں بند ہو۔
باش۔ غصری جسم سے نکلنے پر روح
بلند پرواز بن جاتی ہے۔

۳۔ حکایت۔ چونکہ مولانا یہ سمجھا
رہے تھے کہ جسم غصری کے نقصان
سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔
اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں
کہ ان بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے
باوجود بطور کرامت کام کرنے لگتا تھا۔

تابدانی کہ تن آمد چوں لپس
خبردار! تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے
روح را توحید اللہ خوشترست
روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے
دست و پا در خواب بینی و مبتلاف
تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور ان کا جوڑ دیکھتا ہے
آں توئی کہ بے بدن داری بدن
تو وہ ہے کہ اس بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے
روح ۲ دار و بے بدن بس کاروبار
روح کے بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں
باش تا مرغ از قفس آید بروں
غصہر جا کہ پرند ہجرے سے باہر آئے
یک حکایت ۳ گویمت گربشنوی
اگر تو سنے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کروں

حکایت آں درویشی کہ در کورہ خلوت کردہ بود و بیان خلوت
اس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا اور لوگوں سے جدلی
انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا
اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اس کا
جلیس من ذکر نی و انیس من استانس بی
ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اس کا دوست ہوں جو مجھ سے انیت کرے

گر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ در بے ہمہ چو بامنی با ہمہ
اگر تو سب کے ساتھ ہے جبکہ بے معنی ہے تو سب کے ساتھ ہے جبکہ بے معنی ہے

خلوت ۱ اورا بود ہم خواب و ندیم
خلوت اس کی دن رات کی ساتھی تھی
بود از انفس مردوزن ملول
وہ مرد و عورت کے سانسوں سے تنگ تھا
سہل شد ہم قوم دیگر را سفر
دوسروں کے لئے سفر بھی آسان ہے
عاشق ست آل خولجہ بر آہنگری
وہ خولجہ سردار لوہدا اپنے پر عاشق ہے
میل آزا دروش انداختند
اس کا رجحان اس کے دل میں ڈال دیا ہے
خار و خس بے آب و بادے کے زود
کھڑا کرکٹ ہوا اور پانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟
پر دولت برگشا ہچموں ہما
ہما کی طرح خوش نصیبی کے پر کھول دے
نوحہ می گن ہچ منشیں از حیں
رونے، رونے سے تھک کر کبھی نہ بیٹھ
جاہلاں آخر بسر بری زند
جاہل آخر میں سر پیتے ہیں
تانہ باشی تو پشیمان یوم دیں
تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

بود در ویشے بکھسارے مقیم
ایک دوش ایک پہاڑ میں مقیم تھا
چوں ز خالق می رسید اورا شمول
چونکہ اس تک اللہ تعالیٰ کی ہوا پہنچی تھی
ہمچنان کہ سہل شد ما را حضر
جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے
آہنچنانکہ عاشقی بر سروری
جیسا کہ تو سرداری پر عاشق ہے
ہر ۲ کسے را بہر کارے ساختند
ہر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے
دست و پا بے میل جہاں کے شود
بغیر رجحان کے ہاتھ اور پاؤں کب ملتے ہیں
گر بہ بنی میل خود سوئے سما
اگر تو اپنا رجحان آسان کی طرف دیکھے
وہ بہ بنی میل خود سوئے زمین
اگر تو اپنا رجحان زمین کی طرف دیکھے
عاقلاں ۳ خود نوحہا پیشیں کنند
عقلند پہلے سے رو لیتے ہیں
ز ابتداء کار آخر راہیں
کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے

۱ خلوت۔ یعنی گوشہ تنہائی ان کا
لوڑھنا بکھونا تھا۔ ندیم۔ ہم مجلس۔
شمول۔ شین کے زیر کے ساتھ شامی
ہوا انفس۔ نفس کی جمع ہے سانس۔
حضر۔ اقامت سردی۔ سردی۔
آہنگری۔ لوہدا پن۔

۲ ہر کسے۔ حدیث شریف میں
ہے کُل مَسْرُومٍ خَلِقٍ لَّہُ۔ ہر
شخص کے لئے وہ کام سہل ہے جس
کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ دست
و پا۔ انسان کے ہاتھ پاؤں کسی کام
میں تب ہی حرکت میں آتے ہیں
جبکہ اس کام کی دلی خواہش ہوتی
ہے۔ گر بہ بنی۔ عالم بالا کی طرف
میلان سعادت کی علامت ہے اور
نیک کاموں کے صدور کا سبب ہے۔
دنیاوی کاموں کی طرف میلان تباہی
کا سبب ہے۔

۳ عاقلاں۔ عقلند وہ ہے جو تباہی
سے بچ جانے کے اسباب کی اصلاح
کر لے۔ جاہل تباہی کے بعد رہتا
ہے جو بے سود ہوتا ہے۔ زابتداء۔
دنیاوی زندگی میں اگر آخرت کی
رسوائیوں سے نجات حاصل کر لے گا
تو حشر میں نام نہ ہوگا۔ دیدن زرگر۔
سند نے انجام پر نظر کر لی تو پریشانی
سے بچ گیا۔ غریب۔ چھلنی اس نے
سونا تولنے کا کاشا مانگا تھا سند نے
چھلنی سے انکار کیا۔ میزان وہ اس
نے دوبارہ کاشا مانگا تو سند نے کہا
میرے پاس جواز نہیں ہے۔

دیدن زرگر عاقبت کار را وخن بر وفق عاقبت گفتن با مستعیر ترازو

سند کا انجام کار کو دیکھنا اور ترازو ماننے والے سے انجام کے مطابق بات کہنا

کہ ترازو وہ کہ بر سنجم زرے
کہ ترازو دیدے میں سونا تو لوں گا
گفت میزان وہ بریں تخر مایست
اس نے کہا ترازو دے دے اس سحرے پن میں نہ پڑ

آں یکے آمد بہ پیش زرگرے
ایک صاحب ایک سند کے پاس آئے
گفت رو خولجہ مرا غریب بال نیست
اس نے کہا جناب! جانیے میرے پاس چھلنی نہیں ہے

گفت جا رو بے ندارم دُر دکان
 اس نے کہا میری دکان میں جھاڑو نہیں ہے
 مَن ترا زوئے کہ میخوایم ہم بدہ
 میں جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے
 گفت بشنوم سخن کر نیستم
 اس نے کہا میں نے بات سن لی ہے میں بہر نہیں ہوں
 ایں شنیدم لیک پیری مرتعش
 یہ میں نے سن لیا لیکن رعشہ دلا بوزحا ہے
 فہم کردم لیک پیری ناتواں
 میں سمجھ گیا لیکن تو کزور بوزحا ہے
 وال زر تو ہم قراضہ خرد و مُرد
 تیرا سونا بھی ذرہ ذرہ کترن ہے
 پس بگوئی خولجہ جا رو بے بیار
 پھر تو کہیے گا جناب! جھاڑو لا دیجئے
 چوں بروبی خاک را جمع آوری
 جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کر لے گا
 تابہ بیزم خاک وز رجویم ازاں
 تاکہ میں مٹی کو چٹانوں اور اس میں سونا تلاش کروں
 من ز اوّل دیدہ ام آخر تمام
 میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے
 ہر کہ اوّل میں بُود اُمّی بُود
 جو شروع پر نظر کرنے والا ہوا ہے اندھا ہوا ہے
 ہر کہ اوّل بنگرد پایان کار
 جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے
 حکم چوں بر عاقبت اندیشی ست
 علم چونکہ انجام بینی پر ہے

گفت بس بس ایں مضاحک را ہمال
 اس نے کہا بس بس یہ ٹھوکیں رہنے دے
 خوشستن را کرا مکن ہر سو مجھ
 اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گریز نہ کر
 تانہ پنداری کے بے معنیستم
 تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں مہمل ہوں
 دست لرزاں جسم تو نا متعش
 تیرا ہاتھ لرزتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے
 دست از ضعف ست لرزاں ہر زماں
 ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے
 دست لرزد پس بریزد زر خرد
 ہاتھ کانپے گا سونے کے ریزے گر جائیں گے
 تابجویم زر خود را در غبار
 تاکہ میں مٹی میں اپنا سونا تلاش کر لوں
 گویم غرباں خواہم ابے خری
 مجھ سے کہے گا اے بھلے میں چھلنی چاہتا ہوں
 کے بُود غربال مارا در دکان
 ہمدی دکان میں چھلنی کہیں ہو گی؟
 جائے دیگر روا زینجا و اسلام
 یہاں سے دوسری جگہ چلا جا 'والسلام'
 ہر کہ آخر میں چہ با معنی بُود
 جو انجام کو دیکھنے والا ہو نام ہے کس قدر معقول ہوتا ہے
 اندر آخر او نگرود شرمسار
 آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے
 بادشاہی بندہ درویشی ست
 شاہی 'درویشی' کی غلام ہے

۱۔ کہہ بہرا۔ سو۔ یعنی میں کانٹا
 مانگتا ہوں تو چھلنی اور جھاڑو کی بات کرتا
 ہے بے معنی۔ لا یعنی۔ بیوقوف
 مہمل۔ مرتعش۔ رعشہ کا بہار جس کی وجہ
 سے ہاتھ ہلر رہتے ہیں۔ متعش۔ گر
 کر اٹھ جانے والا۔

۲۔ فہم کردم۔ یعنی میں سمجھ گیا ہوں
 کہ تو سونا تو لے لے کے لئے کانٹا مانگ
 رہا ہے قراضہ یعنی کئی کئی کترن۔ خرد
 مرد۔ ریزہ ریزہ پس۔ یعنی جب وہ
 سونے کے ریزے گر جائیں گے تو
 ان کو سونے کے لئے جھاڑو مانگے گا
 اور چھاننے کے لئے چھلنی مانگے
 گا۔ خری۔ لائق۔

۳۔ من ز اوّل۔ میں پہلے ہی یہ
 ساری باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے
 معاملہ کا انجام مجھے نظر آ گیا ہے لہذا
 میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے
 جوابات دیئے تھے ہر کہ جو ابتدا
 کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ
 اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں
 انتہا پر نظر کرے حکم چوں۔ جبکہ مدعا
 آخر پر ہے اور بادشاہی کا انجام بھی دنیا
 سے ہمیدست جاتا ہے اور درویشی
 پہلے ہی سے دنیا سے دستبردار ہو جاتا
 ہے لہذا درویشی بادشاہی سے افضل
 ہے۔

عاقبت بیناں بوند اہل رشاد درگمروا للہ اعلم بالسداد
ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں خوب سمجھ لے ' خدایا کو خوب جانتا ہے
اس سخن پایاں ندارد راز گو قصہ آں مرد زاہد باز گو
اس بات کا اخیر نہیں ہے نہاد بتا اس زہد مرد کا قصہ پھر کہہ
گن تمام اکنوں حدیث شیخ فرد کاندراں کہسار بودش خواب او خورد
آب یکتا شیخ کی بات پوری کر جس کا رہن سہن اور کھانا پینا پہاڑ میں تھا

بقیہ قصہ آن زاہد کو ہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو ہی از درخت
پہاڑ میں رہنے والے اس عبادت گزار کا بقیہ قصہ جس نے مت مان لی تھی کہ میں
بازنگیرم و درخت رانفشانم و کسے رانگویم بصریح و کنایت
درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور
کہ بیفشال و آں را بخورم کہ باد از درخت افگندہ باشد
اشارہ میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑو دے اور اس کو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

۱۔ اشجار۔ شجر کی جمع ہے درخت۔
ثمار۔ ثمرہ کی جمع ہے پھل۔
وہما۔ ہمیشہ کچنم۔ یعنی میں درخت
سے پھل نہ توڑوں گا۔ کل صین۔ کسی
وقت۔ متعش۔ قائم کھڑا۔

۲۔ استثناء۔ وعدہ اور عہد میں لفظ
ان شاء اللہ کہنا۔ گرضہ خواہد یا انشاء
اللہ کا ترجمہ ہے۔

اندراں گہ بود اشجار و شمار سبب و امرود و انار بے شمار
اس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے بے شمار سبب ' اور امرود ' اور انار تھے
قوت آں درویش بوداں میوہا غیر آں چیزے نخور دے دہما
اس درویش کی خوراک اور پھل تھے ان کے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا
گفت آں درویش یارب باتو من عہد کردم کہ کچنم در زمن
اس درویش نے کہا ' اے اللہ! میں نے تجھ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی پھل نہ توڑوں گا
خود کچنم میوہ را در کل حصی نیز غیرے رانگویم کہ بچیں
میں کسی وقت بھی خود پھل نہ توڑوں گا دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ توڑ دے
جز ازاں میوہ کہ باد انداز دہ من کچنم از درخت متعش
اس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے میں کھڑے درخت متعش
مدتے بر نذر خود بودش وفا تا درآمد امتحانات قضا
ایک زمانہ تک یہ اپنے عہد کا پابند تھا یہاں تک کہ قضاء خدوندی سے آزمائش آگئیں
زیں سبب فرمود استثناء ۲ کدید گر خدا خواہد بہ پیماں بر زیند
اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ استثناء کر لو ' اگر خدا نے چاہا ' عہد میں لگا لو

زانکہ حکم کار در دست من است
کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے
ہر زماں دل را دگر میلے وہم
میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کر دیتا ہوں
کُلِّ اصْبَاحٍ لَنَا شَانٌ جَلِيدٌ
ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے
وَر حَدِيثُ آدَمَ كَهْلٍ بِمُخَوَّلٍ
وہ حدیث آدم کے دل پہنچوں پر ریت
حدیث شریف میں آیا ہے کہ دل پر کی طرح ہے
بادِ پَر را ہر طرف راند گزاف
ہوا پر کو خولہ خولہ ہر طرف لے جاتی ہے
وَر حَدِيثُ دِيكَرَايَا دَلَّ اِلَى اُخْتَا
دوسری حدیث میں ہے اس دل کو ایسا سمجھ
ہر زماں دل را دگر رائے بُود
ہر لمحہ دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے
پس چرا ایمن شوی بر رائے دل
تو تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے
۶ نہم ۳ از تاثیر حکم ست و قدر
یہ بھی اللہ کے حکم اور تقریر کی تاثیر کی وجہ سے ہے
نیست خود از مرغِ پَرِ اِلِ این عجب
کیا اڑنے والے پرندے سے یہ عجب کی بات نہیں ہے؟
اس عجب کہ دام بیند ہم و تد
یہ عجب ہے کہ وہ جال اور کھوٹی دیکھتا ہے
چشم باز و گوش باز و دام پیش
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال ہے

اختیارِ جملگاں پستِ اَمَن است
سب کا اختیار میرے ماتحت ہے
ہر نفس بر دل دگر داغے نہم
ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں
کُلِّ شَيْءٍ مُرَادِي لَا يَحِيدُ
کوئی چیز میرے ارادہ سے انحراف نہیں کرتی ہے
در بیا بانے اسیرِ صرِ صرِست
جو میدان میں آمدگی کا پابند ہے
گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
سینکڑوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں
کآب جو شاں ز آتش اندر قازغاں
جیسا کہ دیگ میں جوش ملتا ہوا پانی
آل نہ از وے لیک از جائے بُود
وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے
عہد بندی تا شوی آخر خجل
تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخر میں شرمندہ ہو
چاہ می بینی و نتوانی حذر
تو کنواں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے
گونہ بیند دام و افتد در عطب
کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گرتا ہے
گر بخوابد و رنخوابد می فتد
خولہ چاہے یا نہ چاہے بچس جاتا ہے
سوئے دایم می پرد با پَرِ خویش
اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے



۱ پست۔ ماتحت۔ ہر زماں۔
حدیث میں ہے إِنَّ قُلُوبَ بَنِي
آدَمَ كُلَّهَا تَيْنِ اصْبَحَيْنِ مِنْ اَصْبَحِ
الْمُرُحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يَضْرِبُهُ
كَفِّفَ نَشَاءٍ یعنی انسانوں کے سب
قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے
درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ
ایک قلب ان کو جس طرح چاہتا ہے
لٹکا پٹکتا ہے۔ کل اصباح۔ قرآن
پاک میں ہے کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِى
شَأْنٍ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان
ہے وہ حدیث آمد۔ حدیث شریف
ہے مَثَلُ الْقَلْبِ كَرُشْبَةٍ فِى فَلَاجٍ
تَغْلِبُهَا الرِّيحُ كَفِيفَ نَشَاءٍ یعنی دل
کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر
کی سی ہے جس کو ہوا میں جس طرف
کو چاہتی ہیں پلٹ دیتی ہیں۔
۲ حدیث دیگر حدیث شریف
ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اِنْشَادٌ غَلِيظٌ مِنْ
الْقَلْبِ۔ مومن کا دل ہاڈی سے بھی
زیادہ جوش کھاتا ہے یعنی ایک حال پر
نہیں رہتا کبھی اس میں لال آتا ہے
کبھی بجھاؤ آتا ہے قازخان۔ اور
کڑگان ترکی لفظ ہے کڑھائی اور
دیگ کو کہتے ہیں جائے بود۔ یعنی
قلب میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا
فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا
کسی دیگر بزرگ کا قول ہے
عَرَفْتُ رَتْبِي بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ
میں نے اپنے خدا کو اوروں کی تہد کی سے
پچھتا۔
۳ ۶ نہم۔ یعنی بغیر انشاء اللہ کے
عہد کرنا اور پھر اس کے ٹوٹنے پر
شرمندہ ہونا۔ دند۔ وہ کھوٹی جس میں
جال کا سراپا بندھتے ہیں۔ چشم باز۔
پرند کے سب ہوش و حواس درست
ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے
جال میں پھنستا ہے۔

تشبیہ ۱۔ بند دام قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا
قضائے خداوندی کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

۱۔ تشبیہ قضا خداوندی پوشیدہ ہے اور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح عشق کا معاملہ ہے۔ لائق گذری۔ بلا۔ یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق۔ نقش۔ آتش۔ قش۔ بصرہ۔ کاف کی جمع ہے گھر کا سلمان ریشین قیمتی کپڑا۔

۲۔ مریش۔ یہ لفظ شمن ضمیر سے جو کہ بہتر زادہ کی طرف لفتی ہے اور مرے جو کہ مرا کا لالہ ہے اور جھگڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس بہتر زادہ سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اس کا دل اور زخمی تھا۔ کام۔ مروا۔ مقصد۔ ادبار دار۔ بد بختانہ کیا۔ بزرگ، معظم۔ ہمت۔ بزرگوں کی روحانی توجہ۔

۳۔ دست باز۔ یعنی اس بہتر زادے کے نہ ہاتھ میں بیزی تھی نہ پاؤں میں زنجیر عشق کی ناپید بیزیوں تھیں۔ موکل مقرر کردہ شخص۔ سپاہی۔ مناس۔ بچاؤ کی جگہ۔ مخفی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ برگزیدہ۔ مومن۔ چھپنے کی جگہ۔ برتو۔ عشق کی زنجیریں لٹپٹے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت جھوٹی ہیں اور عشق کا قید خانہ عام قید خانوں سے زیادہ سخت ہے۔ لٹپٹے کی زنجیر کو لہذا کاٹ سکتا ہے اور عام قید خانوں میں کو سہل لگایا جاسکتا ہے لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

بگر اندر دلق مہتر زادہ
ایک امیر زادہ کو گذری کے اندر دیکھ
در ہوائے یک نگارے سوختہ
وہ ایک معشوق کے عشق میں تباہ ہے
خوار گشتہ درمیں قوم خویش
اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے
خان و ماں رفتہ شدہ بدنام و خوار
گھر بار جا چکا ہے وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے
زائدے بیند بگوید اے کیا
کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ!
کاندریں ادبار زشت افتادہ ام
کہ میں اس بری نحوست میں پھنسا ہوں
ہمتے تلوکہ من زیں وار ہم
توجہ دیجئے شاید میں اس نجات پا جاؤں
اس دُعا می خواہد او از عام و خاص
وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے
دست باز و پایے بازو بندنے
ہاتھ کھلے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے کوئی قید نہیں ہے
از کدا میں بندی جوئی خاص
تو کس بیزی سے خلاصی کا جویاں ہے؟
بند تقدیر و قضائے مختفی
تقدیر کی بیزی اور پوشیدہ تقدیر
گرچہ پیدا نیست آں در کمین ست
اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

سر برہنہ در بلا افلاہ
نگے سر ہے مصیبت میں پڑا ہے
آتش و املاک خود بفر و ختمہ
اپنا سلمان اور جائیداد بچ چکا ہے
مرہمش نایاب دل ریش از مریش
اور دل اس کے انکار سے زخمی اور اس کا مرہم نایاب ہے
کام دشمن می رود ادبار وار
منہوش دشمن کے مقصود کے مطابق چلن اختیار کئے ہوئے
ہمتے می دار از بہر خدا
خدا کے لئے توجہ دیجئے
مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
مال و زر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں
زیں گل تیرہ بود کہ بر جہم
ہو سکتا ہے کہ میں اس کالی کچڑ سے نکل جاؤں
تا کہ یا بدیک دے از غم خلاص
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کر لے
نے موکل بر سرش نے آہنے
نہ اس کے سر پر کوئی سپاہی ہے نہ بیزی
وز کدا میں جس میخوای مناس
اور تو کوئی قید سے چھٹکا چاہتا ہے؟
کہ نہ بینداں بجز جان صفی
جس کو برگزیدہ ہستی کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا
برتر از زندان و بند آہن ست
لیکن قید خانہ اور بیزی سے بڑھ کر ہے

زانکہ آہنگر مرآں ریشکند

کیونکہ لوہہ اس کو توڑ دیتا ہے

اے عجب ایں بند پنہل گراں

توجہ ہے یہ پوشیدہ بھاری بیزی

دیدن آں بند احمد را رسد

اس پھندے کو دیکھنے کا احمد کو حق ہے

دید برہشت عیال بلہب

انہوں نے بلہب کی بیوی کی کمر پر دیکھا

جبل و ہیزم را جز آں چشمے پدید

ری اور گھر کو اس آنکھ سے سوا کسی نے نہ دیکھا

باقیاش جملہ تاویلے ۲ کنند

ان کے سوا سب تاویل کرتے ہیں

لیک ۳ از تاثیر آں پشتش دو تو

لیکن اس کی تاثیر سے اس کی کمر دہری

کہ دُعائے ہمتے تا وارہم

کہ دعا ' توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں

آنکہ بیند ایں علامتہا پدید

جو ان علامتوں کو کھلا دیکھتا ہے

داند و پوشد بامر ذوالجلال

وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے چمپاتا ہے

ایں سخن پایاں نذر دآں فقیر

اس بات کا غاتمہ نہیں ہے وہ ہدیش

خضرہ گر ہم خشت زنداں برگند

کو میل گانے والا قید خانہ کی اینٹ اکھاڑ دیتا ہے

عاجز از تسکیر آں آہنگراں

اس کے کانٹے سے لوہہ عاجز ہیں

برگلوئے ستہ جبل من مسد

جو مونچ کی ری گلے میں بندھی ہوئی ہے

تنگ ہیزم گفت جمالہ خطب

ایندھن کا گھر ' فرمایا ' ایندھن اٹھانے والی ہے

کہ پدید آید بروہر نا پدید

بس کے لئے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے

کایں ز بیہوشیست وایشاں ہوشمند

کیونکہ یہ دید بیہوشی میں ہوتی ہے اور ہوشمند میں

گشتہ و نالالاں شدہ در پیش او

ہو رہی ہے اور وہ اس کے سامنے رو رہا ہے

تا ازیں بند نہاں بیروں جہم

تاکہ اس پوشیدہ بیزی سے میں باہر نکل آؤں

چوں نداند و شقی را از سعید

وہ بد بخت اور نیک بخت کی کیوں نہ دیکھ لے گا؟

کہ نباشد کشف راز حق حلال

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راز کھلانا جائز نہیں ہے

از مجاعت شد زبون و تن اسیر

بھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی تھا

مضطرب شدن آن فقیر نذر کنندہ بگندن امروء از درخت

اس عہد کرنے والے ہدیش کا درخت سے امروء توڑنے پر مجبور ہو جانا

و گوشال حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو

اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشالی کا پہنچنا

۱ تسکیر - توڑنا - دیدن آں بند -

یعنی مخفی بند کو آنحضرت علیہ السلام اور

ولایاؤدیکہ کہتے ہیں آنحضرت کی بیوی کی گردن

جو ام جملہ بلہب کی بیوی کی گردن

میں تھی اور اس گھر کو جو اس کی کمر پر تھا

دیکھ رہے تھے حملہ الخطب - سورہ

تبت میں بلہب کی بیوی ام جملہ

بنت حرب کے بارے میں حمله

فخطب فی حبیبہا جبل من

مسد آیا ہے - یعنی وہ لکڑیوں کا گھر

اٹھانے والی ہے اس کے گلے میں

مونچ کی ری سے مختصرین نے اس

کی مختلف تاویلیں کی ہیں مولانا

فرماتے ہیں تاویلیوں کی ضرورت نہیں

آنحضرت کو یہ چیزیں نظر آتی تھیں -

۲ تاویل - مفسرین نے گھر سے

بارگاہ یا چٹوڑی اور ری سے جہنم کا

طوق مراد لیا ہے مکان ایں - ان

چیزوں کا دیدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ

انسان دنیاوی حواس ختم کر کے خود

فراموشی اختیار کر لے - وایشاں - ان

تاویل کرنے والوں کے ظاہری ہوش

دھماں ہیں -

۳ لیک - یہاں سے پھر امیر زاہد

کا حال شروع کیا ہے - پیش اور زلمہ

کے سامنے آئے - جن کو اللہ تعالیٰ نے

نور بصیرت عطا فرمایا ہے وہ سب

علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شقی و سعید

میں فرق کر لیتے ہیں - داند - لیکن

اصحاب بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں

کرتے ہیں - مجاعت - بھوک

گوشال - سزا یعنی ان بزرگ کو عہد

مثنوی کی یہ سزا ملی کہ چھری کے الزام

میں ان کا ہاتھ کٹا۔

پنجرہ وز آں باد امرودے ز ریخت

ہوا نے پانچ دن تک کوئی امرود نہ برباد

برسر شاخِ مرودے چند دید

اس نے ایک شاخ پر کئی امرود دیکھے

باد آمد شاخ را سر زیر کرد

ہوا چلی شاخ کو نیچے جھکا دیا

جوع و ضعف و قوت جذب قضا

بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے

چونکہ از امرود بن میوہ شکست

جب امرود کے درخت سے پھل توڑا

ہم درآں دم گوشالِ حق رسید

فورا اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشال ہوئی

مخلصاں باشند دایم در خطر

مخلصین ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں

عہد راباید وفا اے جانِ من

اے جانِ من! عہد کو پورا کرنا چاہیے

یا ممکن نذرے کہ نتوانی وفا

یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے

نذر راباید وفا در راہِ حق

اللہ تعالیٰ کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیے

عہد ہا بستیم بس در کار ہا

ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے

قوتِ آں کو کہ پیاں آوریم

وہ طاقت کہیں ہے کہ ہم پورا کریں

گر نہ فصلت و سنگیر ما شود

اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

ز آتشِ جوعشِ صُوری می گریخت

اس کی بھوک کی آگ سے صبر بھانکتا تھا

باز صبرے کرد و خود را در کشید

پھر صبر کیا اور اپنے آپ کو روکا

طبع را بر خوردنِ آں چیر کرد

طبیعت کو اس کے کھانے پر غالب کر دیا

کرد زائد رازِ نذرش بیوفا

زائد کو عہد سے بے وفا بنادیا

گشت اندر نذر و عہد خویش سُست

اپنی منت اور عہد میں کمزور پڑ گیا

چشم او بکشد و گوش او کشید

جس نے اس کی آنکھیں کھولیں اور کان کھینچے

امتحان ہا ہست در راہِ اے پسر

اے صاحبزادے! راہ میں ان کے بہت امتحان ہیں

تائمانی شرمسار و ممتحن

تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو

بر خطرِ منشین و بیروںِ جہ ہلا

خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل

لیکن حق تا خود کرا بد بد سبق

لیکن دیکھا اللہ تعالیٰ کس کو سبقت کرنے کی توفیق دیتا ہے

نذر ہا کردیم در سر بار ہا

بار ہا پوشیدہ طور پر منتیں مانیں

عاجزیم و ناتوان و مضطربیم

ہم تو عاجز اور ناتواں اور مجبور ہیں

وائے برما زانکہ رسوائی بُود

ہم پر افسوس ہے کیونکہ رسوائی ہو گئی

۱۔ پنجرہ۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے ان میں صبر کی طاقت نہ رہی۔ در کشید۔ یعنی امرود توڑنے سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ طبع۔ یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہو گیا۔ بیوفا۔ ان بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کوئی پھل خود توڑ کر نہ کھائیں گے۔

۲۔ امرود بن۔ امرود کا درخت۔ بکشد۔ آنکھیں اپنی غلطی نظر آگئی۔ مخلصاں۔ مشہور مقولہ ہے نزدیکیاں را بیش جود حیرانی جو بارگاہ کے مقرب ہوتے ہیں ان کی بڑی آزمائشیں ہوتی ہیں۔ ممتحن۔ مبتلا۔

۳۔ ایک۔ عہد کی وفا ضروری ہے لیکن یہ بھی خداوندی توفیق ہی سے ہو سکتا ہے۔ مہد ہا۔ یہاں سے مولانا نے اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کر دی ہے۔ پیاں۔ یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچانا۔ مضطر۔ مجبور۔ گرنہ۔ ورنہ۔ اگر عہد پورا نہ کرے لے لے اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوگا تو لاحالہ سوائی ہوگی۔

نذر ما ربا وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جوڑ دے
باز گشتم سوئے قصہ کاں فقیر
قصہ کی طرف میں پھر پلٹا کہ اس رویش نے
غیرت حق گوشتاش داد زود
اللہ تعالیٰ نے غیرت سے فوراً اس کو سزا دی
جمعے از دُز داں بدند آنجا مگر
وہاں چوروں کا ایک گروہ تھا شاید
اتفاقاً دُزد چندے تاختند
اتفاقاً چند چور بھاگے

مُتہم کردن شیخ ربا دُز داں و بریدن دستش را
اس رویش کو چوروں کے ساتھ نہتم کرنا اور اس کا ہاتھ کاٹنا

پیست از دُز داں بدند آنجا ویش
وہاں میں اور کچھ زیادہ چور تھے
شحنہ را غماز آگہ کردہ یود
کھول کو خبر نے خبر دیدی تھی
شحنہ ۲ حالی عزم آں کہسار کرد
کھول نے فوراً اس پہاڑ کا قصد کیا
پس بفرمود از غضب جلا درا
پھر فوج سے جلا دے حکم دیا

ہم بدانجا پائے چپ و دست راست
اس جگہ بائیں پاؤں اور داہنا ہاتھ
دست زائد ہم بریدہ شد غلط ۳
غلطی سے شیخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا
در زماں آمد سوارے بس گزریں
فوراً ایک معزز سوار آیا

عہد ما را از کرم دار اُستوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کر دے
عہد چوں بشکست دردم شد اسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
زانکہ فرمودست اوفوا بالعقود
کیونکہ اس نے فرمایا عہدوں کو پورا کرو
درمیاں آورده بے مریم و زر
وہ لاتعداد اور سونا لائے تھے
واندرں کہسار مسکن ساختند
اور اس پہاڑ میں انہوں نے ٹھکانا بنا لیا

بخش می کردند مسروقات خویش
اپنی چوری کا مال بانٹ رہے تھے
مردم شحنہ در افتادند زود
مردم شکنہ کے آدمی جلد آ پہنچے
کھول کے آدمی جلد آ پہنچے
جملہ را بگرفت و بست آں شیر مرد
سب کو گرفتار کر لیا اور باندھ لیا
دست و پائی ہر یک از تن گن جدا
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے جدا کر دے

جملہ را برید و غوغائے نجاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا
پاش را می خواست ہم کردن سقط
پاؤں کو بھی اس نے بیکار کرنا چاہا
بانگ برزد بر عواں کاے سگ بسین
سپاہی پر چیخا لے گئے! دیکھ خبردار

جملہ را برید و غوغائے نجاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا
پاش را می خواست ہم کردن سقط
پاؤں کو بھی اس نے بیکار کرنا چاہا
بانگ برزد بر عواں کاے سگ بسین
سپاہی پر چیخا لے گئے! دیکھ خبردار

۱۔ آنجا۔ یعنی اس علاقہ میں۔
بے مر۔ بے حد۔ مسروقات۔ چرائی
ہوئی چیزیں۔ شحنہ کھول۔ غماز۔
چلتی و پھرتی۔

۲۔ شکنہ کھول نے سب آدمیوں
کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلا دے۔ سزاؤں کو
جلدی کرنے والا۔ ہم۔ یعنی جلا دے
فوراً ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں
کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔

۳۔ غلط۔ یعنی اس شبہ میں کہ وہ
بھی چور ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔
دستاویز۔ کوئی مرد غیب جلا دے سپاہی پر
چیخا۔

ایں فلاں شیخ ست و ابدالِ خدا

یہ فلاں بزرگ، اور خدا کے ابدال میں سے ہے

آل عوال بدرید جامہ تیز رفت

اس سپاہی نے کپڑے پھاڑے اور تیزی سے بھاگا

شحنہ آمد پا برسنہ عذر خواہ

کھول گئے پاؤں معافی مانگتے آیا

ہیں بخل گن مرمر ازیں کار زشت

اس برے کام کی مجھے ضرور معافی دیجئے

گفت ۱ می دانم سبب ایں نیش را

انہوں نے کہا میں اس زخم کا سبب جانتا ہوں

من شکستم حرمت ایمان او

میں نے اس کی قسموں کی حرمت کو توڑا

من شکستم عہد و دانستم بدست

میں نے اس کو عہد توڑا اور میں جانتا تھا یہ

دست ماہ پلّی ما و مغزو و پوست

ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغزو و پوست

قسم ۳ من بود ایں ترا کردم حلال

یہ میرا نصیب تھا میں نے تجھے معاف کیا

وانکہ او دانست او فرمانروا ست

وہ جو جانتا تھا کہ وہ حاکم ہے

اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو

بسا لوقات دانہ تلاش کرنے والے پرند کے

اے بسا مرغ ز معده و ز مغص

بسا لوقات پرندہ معدے اور آنتوں کی آغوش سے

اے بسا ماہی در آب دور دست

بسا لوقات مچھلی گہرے پانی میں

دست او راتو چرا کر دی جدا

تو نے اس کا ہاتھ کیوں جدا کیا؟

پیش شکنہ داد آگاہش تفت

کھول کے پاس اس کو فوراً مطلع کیا

کہ ندانستم خدا بر من گواہ

کہ مجھے علم نہ تھا، خدا میرا گواہ ہے

اے کریم و سرور اہل بہشت

اے بزرگ اور جنتیوں کے سرور!

می شناسم من گناہ خویش را

میں اپنے گناہ کو جانتا ہوں

پس یمنیم برودا وستان او

اس لئے اس کے ٹھکانے میں میرا رہنا ہاتھ کا دنیا

تا رسید آں شومی جرأت بدست

اس جرأت کی نخوت ہاتھ کو پہنچی

باد اے والی فدائے حکم دوست

اے حاکم! دوست کے حکم پر قربان ہیں

تو ندانستی ترا نبود و بال

تو نہ سمجھا، تجھ پر وبال نہ ہو گا

با خدا سامان پیچیدن کر است

خدا سے الجھنے کا کس کو حوصلہ ہے

کہ بریدہ خلق او ہم خلق او

خلق ہی نے اس کا گلا گلا کاٹا ہے

برکنار بام محبوب قفص

بالاخانے کے کندے پر پنجرے کا قیدی ہے

گشتہ از حرص گلو ما خود شست

خلق کی حرص کی وجہ سے کانٹے میں پھنسی ہے

۱۔ ابدال۔ لایا کی ایک خاص جماعت ہے۔ جدا۔ یعنی کاٹ کر۔ عوال۔ سپاہی۔ تفت۔ گرم۔ بخل۔ گن۔ معاف کر دے۔

۲۔ گفت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا اصل سبب میں جانتا ہوں۔ ایمان یحییٰ کی جمع ہے۔ قسم عہد۔ یحییٰ۔ دانا ہاتھ۔ بدست۔ پہلے مصرع کی آخر میں بمعنی برا ہے اور دوسرے کے آخر میں بدست بمعنی ہاتھ۔

۳۔ قسم۔ حصہ۔ فرماں روا۔ یعنی خدا تعالیٰ۔ کہ زید یعنی خلق کی خواہش گلا کٹنے کا سبب بنی ہے۔ مغص۔ پیٹ کا درد آغوش۔ قفص۔ صاف اور سین دونوں سے صحیح ہے۔ دور دست۔ دور دراز گہرے شست۔ چھلکی پڑنے کا کانا۔

شوی فرج و گلو رسوا شدہ

شرمگاہ ہر خلق کی بدبختی سے رسوا ہوئی ہے

از گلوئی رشوتے او زرد رو

رشوت خور، خلق کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے

وقت باز آمد شدہ او یار فسق

واپسی کے وقت، فسق و فجور کا ساتھی بنا ہے

از عروج چرخ شال شد سد باب

آسمان پر چڑھنے سے ان کے لئے مانع بنا

دید در خود کاہلی اندر نماز

کہ انہوں نے اپنے اندر نماز میں سستی دکھی

دید علت خوردن از بسیار آب

زیادہ پانی پینے کو سب سمجھا

آچنخاں کرد و خدائش داد تاب

ایسا ہی کیا اور خدائے ان کو طاقت عطا فرمائی

گشت او سلطان و قطب العارفین

وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

مرد زائد را در شکوئی بہ بست

بزرگ انسان کے لئے شکوے کا موازنہ بند ہو گیا

صد در دیگر براؤ اشکتہ شد

اس پر دوسرے سینکڑوں موازنے کھل جاتے ہیں

کرامت شیخ قطع و زنبیل بافتن او بد و دست در خلوت

نئے شیخ کی کرامت اور تنہائی میں ان کا دلوں ہاتھوں سے جھولی بننا

شیخ قطع گشت نامش پیش خلق

لوگوں میں ان کا نام نکلا شیخ پڑ گیا

گر تو نام اولش خوانی روان

اگر تو ان کا پہلا نام لینا چاہیے

ہیں برویو اخیر تینا تیش خواں

جا ابوالخیر تینائی کہہ لے

۱۔ مستور پوشیدہ۔ جر۔ یہودی عالم ہر عالم۔ سد باب۔ دروازے کی روک ٹاک۔

۲۔ بایزید۔ بظاہر گواہ یکبار نماز میں سستی کا احساس ہوا اس کے سبب پر غور کیا تو پانی پینے کی کثرت کو سمجھا چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ پیوں گا۔ ذوالباب۔ عقلمند۔ تاب۔ طاقت۔ ایں کمینہ۔ دین کی خاطر انہوں نے یہ اپنی ہی بات کی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا کہ اگر قطب العارفین کا درجہ دے دیا۔

۳۔ چوں زید و پھر ان ہی بزرگ کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی عہد شکنی کی یہ سزا ہے لہذا انہیں کوئی شکوہ نہ ہوا۔ ایں چش۔ قدرت ایک ذریعہ بند کرنی سزا سوزیگر ذرا بے پیرا فرمادیتی ہے قطع۔ یعنی دست بردہ نکلا۔ گر تو۔ یہ بزرگ شیخ قطع کہلانے لگے تھان کا اصل نام ابوالخیر تھا اور تینات گاؤں کے ہندو لے تھے۔

در عریش اور ایک زائر بیافت

جھوپڑی میں ایک ملاقاتی نے ان کو پایا

گفت اور اکالے عدو جان خویش

انہوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن

اس چرا کر دی شتاب اندر سباق

آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی؟

پس تبسم کر دو گفت اکنون بیا

تو وہ نے اور فرمایا اب آجا

تا میرم من لگو ایں باکسے

جب تک میں نہ مردوں یہ کسی سے نہ کہنا

بعد ازاں قوم دگر از روزنش

اس کے بعد دوسرے لوگوں کے گھر کے صحن کے ذریعہ

گفت حکمت راتو دانی کردگار

انہوں نے فرمایا اے خدا تو حکمت کو جانتا ہے

آمد الہامش کہ یک چند بُدند

ان کو الہام ہوا کچھ لوگ تھے

کہ مگر سالوس بُود او در طریق

کہ شاید وہ طریقت میں مکار تھا

من سخواہم کال رَمہ کافر شوند

میں نے نہ چاہا کہ وہ جماعت مگر ہو

اس کرامت را بکر دیم آشکار

ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی

تا کہ ایں بیچارگان بد گماں

تا کہ یہ بدگماں بچارے

من ترابے ایں کرامتہا پیش

میں نے تمہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر

کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جھولی بن رہے ہیں

در عریشم آمدی سر کردہ پیش

تو منہ اٹھائے میری جھوپڑی میں چلا آیا

گفت ازا فرراط مہر و اشتیاق

اس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

لیک مخفی دار ایں ۲ راے اے کیا

لیکن اے بزرگ! اس کو پوشیدہ رکھ

نے قرینے نے چپے نے حسے

نہ سچی سے نہ دوست سے نہ کسی کینہ سے

مطلع گشتند بر با فیدش

ان کے بننے سے باخبر ہو گئے

من گنم پنہاں تو کر دی آشکار

میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا

کاندر پس غم بر تو منکری شدند

کو اس غم میں تمہارے منکر ہو گئے ہیں

کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

کہ خدا نے لوگوں میں اس کو رسوا کیا ہے

وز ضلالت در گمان بد روند

گمراہی کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہوں

کہ دیہمت دست اندر وقت کار

کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

رد نگروند از جناب آسمان

آسمانی درگاہ سے مردود نہ بنیں

خود تسلی دادہ ام از ذات خویش

اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے

۱۔ غریب۔ جھوپڑی۔ زنبیل۔
تھیلا جس میں فقراء اپنا کھانا وغیرہ
رکھتے ہیں۔ سر کردہ پیش۔ منہ اٹھائے
مشتاب۔ جلد۔ سباق۔ بڑھنا۔ فرار۔
زیادتی

۲۔ ایں۔ یعنی یہ کرامت کہ تہائی
میں دونوں ہاتھ ہو جاتے ہیں۔
بافیدش۔ یعنی تہائی میں وہ دونوں
ہاتھوں سے بنتے ہیں۔ یک چند۔
کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی ہاتھ گننے کا غم
منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر۔ سالوس۔
مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فریق۔
جماعت

۳۔ من سخواہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ
نے الہام میں فرمایا کہ ہم نے یہ پسند
نہ کیا کہ ہمارے بندے تم سے
بدگمان رہیں لہذا یہ کرامت ظاہر کر دی
ہے۔ رمہ۔ جماعت۔ دست۔ یعنی
کنا ہوا ہاتھ۔ رد۔ یعنی یہ لوگ ابر بد
گمانی کی حالت میں مرے تو ہماری
باگاہ سے مردود ہو جائیں گے۔ ان
ترا تہائی اور ضرورت کے وقت کنا ہوا
ہاتھ پیدا کرنا تمہاری تسلی کے لئے
نہیں ہے تمہیں تو ہماری ذات سے
پہلے ہی تسلی حاصل ہے

ایں کرامت بہر ایشاں دامت
میں نے تمہیں یہ کرامت ان کے لئے دی ہے
تو ازاں بگڈشتہ کز مرگ تن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے
وہم تفریق سرو پائے از تورفت
سرو پاؤں کے جدا ہونے سے تمہارا وہم ختم ہو گیا

وایں چراغ از بہر آں نہامت
لہو یہ چراغ میں نے ان کے لئے رکھا ہے
ترسی از تفریق اجزائے بدن
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو
دفع وہم اس پر رسیدت نیک زفت
وہم کے دفع کی اچھی موٹی اسپر تمہیں مل گئی ہے

سبب جرات ساحرانِ فرعون بر قطع دست و پا
فرعون کے جادو گروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ جانے پر جرات کا سبب

ساحراں رانے کہ فرعون لعین
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون نے جادو گروں کو
کہ بر دم دست و پاتاں از خلاف
کہ میں تمہارا دلیاں ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا
اُوہمی پنداشت کایشاں در ہماں
”سوچنا تھا“ کہ ”وہ اسی
کہ بُو دشاں لرزہ و تخیف و ترس
کہ ان پر لرزہ اور خوف اور ڈر ہو گا
اونی ۲ دانست کایشاں رستہ اند
”وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں
سایہ خود راز خود دانستہ اند
اپنے آپ سے اپنے سایہ کو ممتاز کر چکے ہیں
ہاون گردوں اگر صد بارشاں
اگر سو بار بھی آسمان کی ہو کمل
اصل ایں ترکیب راچوں دیدہ اند
چونکہ انہوں نے اس بناؤ کی اصل کو دیکھ لیا ہے
ایں ۳ جہاں خواہست اندر ظن مایست
یہ دنیا خواب ہے ”شک میں نہ پڑ

کرد تہدید و سیاست بر زمیں
میدان میں دمکی اور خبیثہ کی
پس در آویزم ندارم تاں معاف
پھر تمہیں لٹکا دوں گا، تمہیں معاف نہ کروں گا
وہم و تخویف اند و سواں و گماں
وہم اور ڈر اور دھوکوں اور گمان میں ہیں
از توہمہا و تہدیدیات نفس
جان کی دھمکیوں اور توہمات سے
بر در پچہ نور دل بنشستہ اند
دل کے نور کی کھڑکی پر جا بیٹھے ہیں
چابک و پُخت و کش و برجستہ اند
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں
خُرد کوہد اندریں گلزار شاں
ان کو اس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے
از فروغ وہم کم تر سیدہ اند
وہم کی زیادتی سے ”وہ کم ڈرتے ہیں
گر رودر خواب دنے باک نیست
اگر خواب میں ہاتھ کاٹ جائے کوئی پروا نہیں ہے

۱ چراغ یعنی کرامت
تو ازاں۔ یعنی تم اسی مقام سے آگے
بڑھ گئے ہو کہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو
اصل سمجھو اور ان کے فنا ہونے سے
ڈرو۔ اسپر۔ سپر۔ دھعل۔ نیک
زفت۔ خوب موٹی۔ ساحراں۔ فرعون
نے جادو گروں کی جان لینے کی دھمکی
دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان
لے آئے تھے زمیں۔ یعنی وہ میدان
جہاں وہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے
آئے تھے

۲ اونی دانست۔ جادو گروں کا دل
نور ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اس
جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے۔
سایہ نیلوی جسم اور اخروی جسم کی مثال
جسم اور سایہ کی سی ہے۔ ہاون۔ کمل
گلزار۔ اگر کاف کے زیر ہے ہے تو
خاکدان کے معنی میں ہو اور اگر کاف
کے پیش سے تو جن کے معنی میں
ہے اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ
اس جسم عسری کی اصل وہ حقیقت
روح ہے لہذا وہ اس عارضی وجود کے فنا
ہونے کے وہم سے بخوف ہیں۔

۳ ایں جہاں۔ جسم عسری کو اس
جسم سے تشبیہ کر جو انسان عالم
خواب میں دیکھتا ہے پھر یہ سمجھ لیا ہے
کہ اگر عالم خواب میں نظر آنے والے
جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے
جائیں تو اس سے اصل جسم پر کوئی ضرر
نہیں پہنچتا ہے اسی طرح جسم عسری
کے ٹکڑے ہو جانے سے اس جسم کو
کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے

۱۔ گار۔ قینچی۔ عمرت ہاڑ۔ عوام میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں اپنے آپ کو مردہ دیکھے تو اس کی تعبیر عمر کی ہاڑی ہے۔ گفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا کہ دنیا کیا ہے تو آپ نے فرمایا سونے والے کا خواب ہے پھر اس نے دریافت کیا کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے فرمایا ملک جھکنے کا بقدر فاصلہ ہے۔ ۲۔ از رو تقلید۔ عام انسان تقلیدی طور پر دنیا کی ناپائیداری تسلیم کرتا ہے اور لولیاہ آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ روزہ خوابی۔ نیند کی حالت صرف شب ہی میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی خواب ہی ہے حضور نے فرمایا ہے لوگ نیند میں ہیں جب میرے بیدار ہو جائے گے۔ سلیہ عالم دنیا اور اس کے موجودات سب وجود باری کی فرع اور سایہ ہیں۔ خواب و بیداری۔ مولانا نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو شب ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب ہے تو اس کے بعد حالت خواب کو کیا کہا جائے گا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ انسان حالت خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ بیدار تھا اور اب سویا ہے جس طرح خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اسی طرح اس عالم کی بیداری اور خواب کو سمجھو۔

۳۔ کوزہ گر۔ خدا جسم کا بنانے والا ہے اگر وہ جسم کو فنا کرتا ہے تو جب چاہتا ہے پھر بنا دیتا ہے۔ کوہ اندھا خطرات سڈٹا ہے پیابے نیاز ہوتا ہے اسی طرح جن کو چشم بصیرت حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے نہیں ڈرتے ہیں۔ مفاک۔ گڑھ۔

گر خواب اندر سرت برید گارا
اگر خواب میں پیچی تیرا سر کاٹ دے
گر بہ بنی خواب در خود را دو نیم
اگر تو خواب میں اپنے دو ٹکڑے دیکھے
حاصل اندر خواب نقصان بدن
خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں بدن کا نقصان
اس جہاں را کہ بصورت قائم ست
اس دنیا کو جو بظاہر قائم ہے
از رو تقلید تو کر دی قبول
تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے
روز در خوابی ملو کایں خواب نیست
تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہ یہ خواب نہیں ہے
خواب و بیداری تال دلای عہد
اے معتدا! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ
او گماں برودہ کہ اس دم خفته ام
وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں
کوزہ سچ گر گر کوزہ را بشکند
کہہد اگر کسی پیلہ کو توڑتا ہے
گور را ہر گام باشد ترس چاہ
اندھے کو ہر قدم پر کنویں کا ڈر ہوتا ہے
مرد بینا دید عرض راہ را
بینا انسان نے راستہ کی چوڑائی دیکھ لی ہے
پا وزا نویش نہ لرز دہر دے
اس کا پاؤں اور دن کسی وقت نہیں کپکپاتے ہیں

ہم سرت بر جاست ہم عمرت دراز
تیرا سر بھی اپنی جگہ پر ہے تیری عمر ہڈ ہے
تندرستی چونکہ خیزی بے سقیم
جب تو اٹھے گا بغیر کسی بیماری کے تندرست ہے
نیست با کے از دو صد پارہ شدن
دو سو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی پروا نہیں ہے
گفت پیغمبر کو حلم نام ست
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ سونے والے کا خواب ہے
سالکاں اس دیدہ پیدا بے رسول
سالکوں نے بغیر کسی پیغام دینے والے کے خوب دیکھ لیا ہے
سلیہ فرع ست اصل جز مہتاب نیست
سلیہ فرع ہے چاند کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے
کہ بہ بیند خفته کو در خواب شد
کہ کوئی سویا ہوا دیکھے کہ وہ سو گیا ہے
بخیخ زان کوست در خواب دوم
اس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے
چوں بخوابد باز خود قائم گند
جب چاہے گا اس کو بنا لے گا
باہنراں ترس می آید براہ
وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راستہ طے کرتا ہے
پس بدانند او مفاک و چاہ را
تو وہ گڑھے اور کنویں کو جانتا ہے
رو ترش کے دارد او از ہر غم
وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے؟



خیز! فرعون! کہ ما آں نیستیم
اے فرعون! کھڑا ہو جا کیونکہ ہم وہ نہیں ہیں
خرقہ مارا بدر دو زندہ ہست
ہماری گذری پھاڑے سینے والا موجود ہے
بے لباس ایں خواب را اندر کنار
بغیر لباس کے اس نیند کو بغل میں
خوشر از تجرید از تن وز مزج
بدن اور مزاج سے جدا ہو جانا خوشگوار

کہ بہر بانگے زغولے بیستیم
کہ چھلاوے کی ہر آواز پر ہم ٹھہریں
ورنہ مارا خود برہنہ تن بہ است
ورنہ ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے
خوش بگریم اے عدو ناکار
خوشی سے لیں گے اے تالاق دشمن!
نیست اے فرعون بے الہام گنج
نہیں ہے بغیر الہام کے اے احمق فرعون!

۱۔ خیز فرعون۔ پھر مولانا نے
جادوگروں کی بات شروع کی ہے۔
غول۔ چھلاوے کی آواز بے حقیقت
ہوتی ہے خرقہ یعنی یہ جسم غصری جو
روح کا لباس ہے۔ ورنہ اگر اللہ
تعالیٰ جسم غصری نہ عنایت فرمائے گا تو
روحانی وجود ہی بہتر ہے بے لباس۔
پہلے شعر کی ثانی مصرع کی علت ہے
یعنی ہم بغیر جسم کے روح سے بے فکر
ہو گئے۔ خوشتر۔ یعنی روحانی زندگی
ہمارے لئے الہام خداوندی کی وجہ
سے خوشتر ہو گئی ہے۔

۲۔ شکایت۔ مولانا نے فرمایا تھا
کہ جن کو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی
ہے وہ دنیاوی خطروں میں مبتلا نہیں
ہوتے ہیں۔ اب اس قصہ سے اس
کی وضاحت فرماتے ہیں۔ اُستر۔
ٹھچر۔ غوی۔ گرلو۔

۳۔ گفت۔ لوث نے جواب دیا
کہ میں پیش نبی سے کام لیتا ہوں اور
انجام پر نظر رکھتا ہوں اس لئے
ٹھوگریں نہیں کھاتا ہوں یہی صورت
ان لوگوں کی ہو جن کو چشم بصیرت
حاصل ہو جاتی ہے وہ آخرت پر نظر
رکھتے ہیں۔ حاضرم۔ یعنی میں موجود
ہوں دیکھ لے میری حالت سے
میری بات کی تصدیق ہو جائے گی۔
از بلندی۔ لوث گردن اٹھا کر دیکھ لیتا
ہے عقب پہاڑ کی گھائی۔

شکایت ۲۔ کردن اُستر پیش شتر کہ من بسیار در روئے می اُستم
لوث سے ٹھچر کا شکایت کرنا کہ میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
و تو نمی اُفتی الا بنا در و جواب گفتن آں
اور تو نہیں گرتا مگر بہت کم اور اس کا جواب دینا

گفت اُستر با شتر کاے خوش رفیق
ٹھچر نے لوث سے کہا 'اے اچھے ساتھی!
تو نیائی در سر و خوش می روی
تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے اچھی طرح چلا ہے
ایں سبب را باز گویا من ز چست
مجھے اس کا سبب بتا کہ کس وجہ سے ہے؟
گفت ۳۔ از چشم تو چشم من یقین
اس نے کہا میری آنکھ تیری آنکھ سے یقیناً
بعد ازاں ہم از بلندی ناظرم
اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں
گفت چشم من ز تو روشن ترست
اس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں سے زیادہ روشن ہیں
چوں بر آیم بر سر کوہ بلند
میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں

در فراز و شیب و در راہ دقیق
لوچے اور نیچے اور ٹنگ راستے میں
من ہی آیم بسر در چوں غوی
میں گرلو کی طرح سر کے بل گرتا ہوں
تا بدانم من کہ چوں باید بزیست
تاکہ میں جان لوں کہ کس طرح جینا چاہیے؟
بیگماں روشن ترست و تیز بین
بلاشبہ زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے
زیں سبب در رو نیفتم حاضرم
اس سبب سے میں منہ کے بل نہیں گرتا ہوں میں موجود ہوں
بعد ازاں ہم از بلندی ناظرست
اس کے علاوہ اونچائی سے دیکھنے والی ہیں
آخر عقبہ بہ بینم ہوشمند
عقلندی سے گھائی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

۱۔ عشر۔ ٹھوکر کھانا۔ دانہ یعنی تیری نظر انجام پر نہیں ہے۔ بستوی۔ تیرے لئے اچھا ہر سب یکساں ہے میں ہر چیز میں امتیاز کر لیتا ہوں۔ غرضیکہ کل اللہ اور عوام کی مثال خیر اور لوٹ کی سی ہے۔

۲۔ چوں جنین۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے جانوروں کو جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شکم ماہر میں بچہ میں یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ غذا کے اجزاء کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ تا چہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح۔ جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرما دیتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرما دے گا۔

۳۔ جامع۔ ان اجزاء بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاء بدن کو جمع فرما سکتا ہے اس زمانے۔ انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو زائل شدہ حواس فوراً لوٹ آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزاء بدن فوراً لوٹ آئیں گے۔ عداہر کا صیغہ ہے لوٹ آ۔

دیدہ ام را و نماید ہم الہ
اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے
از عشر وا وفادان وار ہم
ٹھوکر کھانے اور گرنے سے نجات پا جاتا ہوں
دانہ بنی و نہ بنی رنج دام
دانہ کو دیکھ لیتا ہے جل کی تکلیف ک نہیں دیکھتا ہے

فِي الْمَقَامِ وَالنُّزُولِ وَالْمَسِيرِ
ٹھہرنے اور اترنے اور چلنے میں

بمذب اجزا در مزاج او کند
اس کی طبیعت میں اجزاء کو جذب کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے

تار و پود جسم خود را می تند
اپنے جسم کا تار پود بنا دیتا ہے

حق حریصش کردہ باشد در نما
نشوونما میں اللہ تعالیٰ اس کو حریص کر دیتا ہے

چوں نداند جذب اجزا شاہ فرد
یکتا شاہ اجزاء کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟

بے غذا اجزات را دند رود
وہ بغیر غذا کے تیرے اجزاء کو چن لینا جانتا ہے

ہوش و حس رفتہ را خواند شتاب
وہ گئے ہوئے ہوش و حواس کو فوراً بلا لے گا

باز آید چوں بفر ماید کہ عد
وہ واپس آجائے گا جب وہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لوٹ

پس ہمہ پستی و بالائی راہ
پھر رات کی سب نچائی اور اونچائی

ہر قدم من از سر بنیش نہم
میں ہر قدم دیکھ بھال کر رکھتا ہوں

تو بہ بنی پیش خود یک دوسہ گام
تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے

يَسْئِرُ الْأَعْمَىٰ لَلْيَكْمِ وَالْبَصِيرُ
تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے

چوں جنین را در شکم حق جاں دہد
جب اللہ تعالیٰ پیٹ کے بچہ میں جان ڈالتا ہے

از خورش او جذب اجزا می کند
وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے

تا چہل سالش بمجذب جزوہا
چالیس سال تک اجزاء کی جذب کرنے کا

جذب اجزا روح را تعلیم کرد
اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم دی

جمع سے ایں ذرہا خورشید بود
ان ذروں کو جمع کرنے والا سورج تھا

آں زمانے کا ندر آئی تو ز خواب
جس وقت تو خواب سے نکل کر اپنے اند آئے گا

تا بدانی کال از و غائب نشد
حتیٰ کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے



۱۔ اجتماع قیامت میں انسان کے جسم کے بوسیدہ اجزاء اس طرح جمع ہو جائے گے جیسے کہ حضرت عزیر کے گدھے کے اجزاء جمع ہو گئے تھے عزیر ایک پیغمبر تھے جن کا ذکر سورہ بقرہ کی آیتوں میں ہے **وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ نُوْرًا** علی قرینہ اس میں ہے یا ایک دیرین بستی پر سے گزرتے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اس کو کیسے آباد کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ابرو ان کے گدھے پر فوراً موت طاری کر دی سو برس تک وہ مردہ حالت میں رہے اور پھر ان کو زندہ کر دیا اس عرصہ میں گدھا بالکل سڑ گلا تھا۔ حضرت حق نے اس کے اجزاء کو جمع کر دیا اور پھر زندہ ہو گیا تو فرمایا اسی طرح میں اسی بستی کو آباد کروں گا۔

۲۔ خرت۔ یعنی تو اپنے گدھے کو کچھ گل سڑ چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کر دیا گیا۔ دست نے۔ حضرت حق کا انسانوں کا ساتھ نہیں ہے۔ پابند لگانے والا۔ یعنی خدا تعالیٰ۔ حرز۔ سینہ دوز۔ بچن۔ حشر۔ قیامت کے میدان میں جمع ہونا۔ یوم۔ دین۔ قیامت کا دن۔

۳۔ جامعیم۔ یعنی میں قیامت میں اجزاء کو کس طرح جمع کروں گا۔ اہتمام۔ فکر میں پڑنا۔ بچنا۔ انسان جب سوتا ہے تو اس کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن انسان سونے سے نہیں ڈرتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ واپس آ جائے گے اسی طرح اگر قیامت کی زندگی کا یقین ہو جائے تو انسان موت سے خوفزدہ نہ ہوگا۔ جزع پہلے فٹائے دنیوی پر غم۔ کرنے کا بیان تھا اب اس سے متعلق ایک حکایت نقل کرتے ہیں۔

اجتماع اجزاء خیر عزیر علیہ السلام بعد بوسیدنش باذن اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسیدہ ہو جانے کے بعد عزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء
و در ہماں دم مرگب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام
کا جمع ہو جانا اور فوراً عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جڑ جانا

ہیں عزیر پر درنگر اندر خرت ۲
ہاں اے عزیر! اپنے گدھے کو دیکھ
پیش تو گرد آورم اجزائش را
میں تیرے سامنے اس کے اجزاء کو جمع کر دوں گا
دست نے و جز و برہم می نہد
ہاتھ نہیں ہے اور اجزاء کو جمع کر دیتا ہے
در نگر در صنعت پارہ زنی
در نگر لگانے والے کی کارگیری کو دیکھ
رسمان و سوزنے نے وقت خرز
سینے وقت نہ دھاگا ہے نہ سوئی
چشم بکشا حشر را پیدا بہ میں
آنکھ کھول حشر کو کھلے طور پر دیکھ لئے
تا بہ بنی جا معیم ۳ را تمام
تاکہ تو میرے جمع کرنے کو پہنچا دیکھ لے
بچناں کہ وقت خفتن ایمنی
جس طرح تو سونے کے وقت مطمئن ہے
بر خواں خود نہ لرزی وقت خواب
سوتے وقت تو حواس کے ختم ہونے پر نہیں لرزتا ہے

جوع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش
ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا
بود شیخ رہنمائے پیش ازیں آسمانی شمع بر روئے زمیں
اب سے پہلے ایک راہنما شیخ تھے جو روئے زمین پر آسمانی شمع تھے

چوں! پیغمبر در میان امتاں
آمتوں میں پیغمبر کی طرح
گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش
آنحضرت نے فرمایا کہ پیرو شیخ
یک صبا حے گفتش اہل بیت او
ان سے ان کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا
ماز ہجر و مرگِ فرزندان تو
آپ کی ولادت کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم
تو نمی گرنی نمی زار چرا
آپ کیوں گر یہ ہلاکی نہیں کرتے
چوں! ترا رجم نہ باشد در دروں
جب آپ کے اندر رجم نہیں
ما بامید تو ایم اے پیشوا
اے پیشوا ہمیں آپ سے اس ہے
چوں بیاریند روزِ حشر تحت
جب حشر کے دن تحت آراستہ کریں گے
در چنناں روز و شب بے زہ نہار
ایسے بے پناہ روز و شب میں
دست ما و دامن تست آں زماں
اس وقت ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہو گا
گفت پیغمبر کہ روزِ رستخیز
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
من شفیع عاصیان باشم بجاں
میں دل و جان سے گنہگاروں کا سفلی ہوں گا
عاصیاں و اہل کبار را بچہد
گنہگاروں اور کبیرہ گناہ والوں کو کوشش سے

در کشائے روضہ دارالجنناں
جنت کے باغ کا وہ کھولنے والے
چوں نبی باشد میان قوم خویش
اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے
سخت دل چونی بگوائے نیک خو
اے نیک عادت! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں
نوحہ می آریم با پشت دو تو
باوجود دہری کر ہو جانے کے روتے ہیں
یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا
اے بزرگ کیا آپ کے دل میں شفقت کا مادہ نہیں ہے
پس چه امیدست ماں از تو کنوں
تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے
کہ نہ بگزاری تو مارا در فنا
کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے
خود شفیع ماتونی آں روزِ سخت
تو اس سخت دن آپ اہلے سفلی کرنے والے ہوں گے
ما با اکرام تو نیم امیدوار
ہم آپ کے گرم کے امیدوار ہیں
کہ نماوند چچ مجرم را لماں
جبکہ کسی مجرم کے لئے لٹا نہ رہے گی
کے گزراں مجرم ماں را اشک ریز
میں مجرموں کو روتا کب چھوڑوں گا
تا رہاںم شاں زا شکنجہ گراں
تاکہ ان کو بھاری شکنجہ سے چھڑا دوں
دار ہانم از عتاب نقض عہد
عہد کے توڑنے کے غصہ سے نجات دلاؤں گا

۱۔ چوں پیغمبر۔ لایا اللہ بھی نبوت کے کامل اتباع کی وجہ سے امت میں نبیوں کی طرح ہوتے ہیں جو لوگوں کی بخشش کا سبب ہوتے ہیں۔
۲۔ دارالجنناں۔ جنت۔ صبح۔ صبح۔ صبح۔ بیت۔ گھر والے بیوی۔
۳۔ چوں ترا۔ جب تم میں رجم کا مادہ ہی نہیں ہے تو اب ہم آپ سے کیا توقع رکھیں۔ بیاریند۔ فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرنے لگے۔
۴۔ بے زہ نہار۔ بے لال۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقض عہد۔ ازل میں عبودیت کا عہد کیا تھا گناہوں کا ارتکاب اس عہد کو زنا ہے۔

صالحان اتم خود فارغ اند
میری امت کے نیک خود فارغ ہیں
بلکہ ایشاں راشفا عتہا بود
بلکہ خود ان کی سفارشیں ہوں گی
پنج داور وزیر غیرے برنداشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے
پنکھ بے وزیر ست شیخ ست ایجوں
اے جوان جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے
شیخ کہ بود پیر یعنی موسپید
شیخ کون ہوتا ہے بوزھا یعنی سفید بالوں والا
ہست آل موعے سیہ ہستی او
وہ کالا بال اس کی ہستی ہے
چونکہ ہستیش نماوند پیر اوست
جب اس کی ہستی نہ رہی وہ بوزھا ہے
ہست آل موعے سیہ وصف بشر
کالا بال بشری صفات میں
عیسی اندر مہد بردار و نفیر
حضرت عیسیٰ گہولے میں اعلان کرتے ہیں
چوں کیے موی سیہ کال وصف ماست
جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے
چوں بود مویش سپیدار با خود دست
جب اس کے سفید بال ہوں اگر اس میں خودی ہے

از شفا عتہائے من روز گزند
مصیبت کے دن میری سفارشوں سے
گفت شاں چوں حکم نافذ میرود
ان کد بات چالو حکم کی طرح چلے گی
من نیم و از رخدا یم بر فراشت
میں بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے بلند کر دیا ہے
در قبول حق چو اندر کف کمال
وہ اندک مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں مکمل
معنی اس موبداں اے نا امید
اے ناامید! اس بال کے معنی سمجھ لے
تاز ہستیش نماوند تار مو
تاکہ اس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے
گریہ موباشد و یا خود دو موسست
خولہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کچھڑی بالوں والا
نیست آل موی ریش و موی سر
وہ داڑھی کا بال اور سر کے بال نہیں ہے
کہ جواں ناگشتہ ماتخیم و پیر
کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں
نیست بروے شیخ و مقبول خداست
اس میں نہیں ہے وہ شیخ اور خدا کا مقبول ہے
اونہ پیرست و نہ خاص ایز دست
وہ نہ پیر ہے اور نہ خدا کا مقبول ہے



۱۔ فارغ اند۔ یعنی نیک لوگوں کو
اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ انہیں
عذاب سے بچانے کے لئے
شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت
سے ان کے مراتب بڑھیں گے۔
گفت شاں۔ یعنی جناب باری میں ان
کی عرض ضرور مقبول ہوگی۔ وازر۔
بوجھلا۔ وازر۔ بوجھ گناہ۔ مس و نیم
وازر۔ گزشتہ اشعار میں انبیاء کو رحمت
للعالمین کہا تھا اور ان کی شفاعت کا
ذکر تھا اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ
شفاعت میں تو دوسرے کی ذمہ داری
اپنے لو پر لینا ہے اور یہ آیت ولا تنزل
و لا رزقہ و لا آخری کے منافی ہے
کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کوئی بوجھ
اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا
سکتا ہے مولانا آنحضرت ﷺ کی زبانی
اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا
مفہوم تو یہ ہے کہ کوئی بوجھلا دوسرے
کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا میں تو بوجھلا نہیں
ہوں خدا نے میرا مرتبہ بلند کیا ہے لہذا
میں دوسروں کو بوجھ اٹھا لوں گا۔
اصل آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جو
مولانا نے بیان کیا یہ محض ایک نکتہ
ہے ورنہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مثلاً
زید نے گناہ کیا ہو اور عمر کو اس کی سزا
ملے یہ نہیں ہوگا۔

۲۔ اندر کف۔ جس طرح کمان
ہاتھ کی تابع ہوتی ہے اسی طرح شیخ
اللہ کی مرضی کے تابع ہے۔ ہستی او۔
یعنی شیخ اس کو کہتے ہیں جو بوزھا ہو
یعنی اس کے بال سفید ہو گئے ہوں
کالے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ
کالے بال سے سے مراد اس کا وجود
اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا
ہو۔ دمو۔ یعنی جس کے بال کالے
اور سفید ملے چلے ہوں۔

۳۔ وصف۔ بشریت نے اوصاف۔ یعنی حضرت عیسیٰ پچپن میں شیخ و پیر تھے۔ چوں بود اگر انسان میں

گر رہید از بعض اوصاف بشر
اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے
وہ سرِ موسیٰ زو صفش باقی ست
اگر اس کا ہاں برابر وصف باقی ہے
ماہمہ امیدوارانِ تو نیم
ہم سب آپ کے امیدوار ہیں
لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی
لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیوں ہیں
یا مگر خود دل نمی سوزد ترا
یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے
شیخ نبود کھل باشد اے پسر
اے صاحبزادے وہ شیخ نہ ہو گا اوجیز ہو گا
نیست از عرش و سما آفاقی ست
۵ آسمانی لہ عرش نہیں ہے دنیا لہ ہے
ریزہ چین رحم و احسان تو نیم
آپ کے رحم لہ احسان کے ریزہ چین میں ہیں
بہر فرزندان چرا بے رقتی
اولاد کے بارے میں بے رقت کیوں رہیں
باز گو اے شیخ باما ماجرا
اے شیخ! ہمیں قصہ بتائیے

۱۔ رقت۔ یعنی دل کی نرمی۔
رقت۔ یعنی گھروالی جس نے سوال کیا
تھا۔ برہمہ۔ یعنی ہمیں تو کافروں پر
بھی رحم آتا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کی
نعمتوں کے کافر ہیں۔ برسگاں۔
لوگ کتوں کو مارتے ہیں تو ہمیں
کتوں پر بھی ترس آتا ہے۔

۲۔ آں سگے۔ چونکہ کتا کاتا ہے
اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا ہے ہم دعا
کرتے ہیں کہ خدا اس کی یہ بدعات
چھڑا دے اور اس میں ایسا خیال پیدا
کر دے جس کے نتیجہ میں وہ سنگسار
نہو۔

۳۔ زان۔ انبیاء سب کے لئے
رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی
طرف ان کے فائدہ کے لئے ہلاتے
ہیں دوسری طرف اللہ سے ان کے
لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بہ مرگ فرزندان
اولاد کی موت پرک نہ رونے سے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت اورا مپندار اے رقت
شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ
برہمہ کفار مارا رحمت ست
تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے
برسگانم رحمت و بخشایش ست
میرا کتوں پر بھی رحم لہ ترس ہے
آں سگے کہ می گزد گویم دعا
وہ کتا جو کتا ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں
اس سگاں را ہم دراں اندیشہ دار
ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما
زان فرستاد انبیاء را بر زمین
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء بھیجے
خلق را خواند سوی درگاہ خاص
وہ لوگوں کو خاص دربار کی طرف ہلاتے ہیں
کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق
کہ مجھ میں رحم و محبت شفیقت کرنے کا واسطہ نہیں ہے
گرچہ جانِ جملہ کافر نعمت ست
اگرچہ سب کی جان اللہ کی نعمت کی کافر ہے
کہ چرا از سنگہا شاں مالش ست
کہ پتھروں سے کیوں ان کی پٹلی ہوتی ہے
کہ ازیں خوا رہانش اے خدا
کہ اے خدا اس عادت سے اے بچا
کہ نباشند از خلایق سنگسار
کہ لوگوں سے سنگسار نہ بنیں
تا گندشاں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِینِ
تاکہ ان کو جہاں دلوں کے لئے رحمت بنائے
حق را خواند کہ وافر کن خلاص
اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کا عام کر دے

جہد بنماید ازیں سو بہر پند
اس جانب صیحت کے لئے کوشش کرتا ہے
رحمت جزوی بود مر عام را
عام انسانوں میں جزوی رحمت ہوتی ہے
رحمت جزوش قریں گشتہ بکل
اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہو گئی ہے
رحمت جزوی بکل پیوستہ شو
تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جڑ جا
تا کہ جزوست ۲ اوند اند راہ بحر
جب تک جزوی رحمت ہے سمندر کا تو نہیں جانتی ہے
چوں نداند راہ یم کے رہ برد
جب وہ سمندر کا راستہ نہیں جانتا ہے راستہ کیسے چلے
متصل گرد دبہ بحر انگاہ او
وہ سمندر سے اس وقت وابستہ ہو گا
در گند دعوت بتقلیدے بود
اگر وہ دعویٰ کرے تو محض تقلیدی ہو گا
گفت پس چوں رحم داری برہمہ
اس نے کہا جبکہ تمہیں سب پر رحم آتا ہے
چو نداری نوحہ بر فرزند خویش
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟
چوں گواہ ۳ رحم اشک دیدہ ہاست
جبکہ رحم کے گولہ آنکھوں کے آنسو ہیں
شیخ دانا زیں عتابش گرم شد
عقند شیخ اس کے اس غمہ سے گرم گئے
رُو بزن کرد و بلفشش اے غجوز
بڑھیا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا اے بڑھی

چوں نشد گوید خدا یا در مہند
جب مفید نہیں ہوتی تو کہتا ہے خداوند خداوند نہ کر
رحمت کلی بود ہتمام را
غفور میں کلی رحمت ہوتی ہے
رحمت دریا ست ہادی سبل
دیا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنے والی ہے
رحمت کل را تو ہادی بین و رو
کلی رحمت کو تو ہادی سمجھ لو چل پڑ
ہر غدیرے را گند اشباہ بحر
ہر تالاب کو سمندر کے مشابہ بتلاوتی ہے
سوی دریا خلق را چوں آورد
دیا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟
رہ برد تا بحر ہچوں سیل و جو
جبکہ بہاؤ نہر کی طرح سمندر تک راستہ طے کرے
نز عیاں و وحی و تائیدی بود
مشاہدہ اور وحی اور تائید خداوندی سے نہ ہو گا
ہچو چو پانی بگرد اس رمہ
تم اس ریڑ کے چاروں طرف گزریہ کی طرح ہو
چونکہ فضا و اجل شاں زوبہ نیش
جبکہ موت کے فضا نے ان کے نشتر ملا ہے
دیدہ تو بے نم و گریہ چراست
آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں
در سخن یک بارہ بے آرم شد
بات کرنے میں یکہدگی بے قابو ہو گئے
خود نباشد فصل دے ہچوں تموز
موسم خزاں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

۱۔ در مہند۔ یعنی اے خدا تو توفیق کا
دوازا بند نہ کر۔ رحمت جزوی۔ ہر
انسان کے دل میں تھوڑی سی رحمت
ضرور ہوتی ہے۔ ہتمام۔ فکر مند، یعنی
شیخ جو امت کا دوسند ہوتا ہے اس
میں کلی رحمت ہوتی ہے۔ قریں گشتہ۔
رحمت کلی حاصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن
شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکلیہ اللہ
تعالیٰ سے وابستہ کر دیا ہے لہذا اس کی
رحمت بھی رحمت کلی ہے۔ بکل پیوستہ
شو۔ یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو
وابستہ کر لے۔

۲۔ تا کہ جزوست۔ جب انسان
میں جزوی رحمت سے وہ رحمت کلی کو
نہیں پہچانتا ہر کس کو اس کد رحمت کلی
سمجھ بیٹھتا ہے۔ غدیر۔ تالاب۔
سوئے دیا۔ یعنی رحمت کلی۔ دگند۔
اگر اچھے شیخ کچھ کہے گا بھی تو وہ محض
تقلید ہوگی اس کا مشاہدہ نہ ہو گا۔ وحی۔
میرانا وحی بلکہ الہام مراد لیتے ہیں۔
گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا۔ فضا۔
رگ کھولنے والا۔ اجل۔ موت۔ نیش۔
نشتر۔

۳۔ گواہ رحم۔ آنکھ کے آنسووں
سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔
عتابش۔ بیوی کے اعتراضات۔
بے آرم بے محل۔ خود نباشد یعنی
سب انسان یکساں نہیں ہیں۔

جملہ اگر مُردند ایشاں ورے اند

وہ سب لولادِ خلودِ مردہ ہوں یا زندہ

من چوینم شاں معین پیش خویش

میں جب ان کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں

گرچہ بیروں اندازِ دورِ زماں

اگرچہ وہ زمانے کے پکر سے باہر نکل گئے ہیں

گریہ از ہجر اں بُود یا از فراق

رونا تو چھوٹ جانے اور جدائی کی وجہ سے ہوتا ہے

خلق ۲ اندر خواب می بیند شاں

لوگ ان کو خواب میں دیکھتے ہیں

زس جہاں خود را دے پنہاں کنم

میں بھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر دیتا ہوں

حسن اسیر عقل باشد اے فلاں

اے فلاں! حواسِ عقل کے پابند ہیں

دست بستہ عقل را جان باز کرد

روح نے جکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا

حسبا و اندیشہ بر آب صفا

حواس اور افکار نے صاف پانی پر

دست عقل آں خس بیک سوی برو

عقل کا ہاتھ اس کوڑے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے

خس بس لبہ بود بر جوچوں حباب

نہر پر بلبلیوں کی طرح کھڑا بہت سا تھا

چونکہ دست عقل نکشاید خدا

جب تک اللہ تعالیٰ عقل کے ہاتھ نہ کھولے

آب را ہر دم گند پوشیدہ او

وہ ہر وقت پانی کو چھپائے رکھتا ہے

غلب و پنہاں ز چشم دل کے اند

دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں

از چہ رُو را کنم ہمچوں تو ریش

تو کس وجہ سے تیری طرح چہرے کو زخمی کروں؟

با من اندو گرد من بازی گناں

وہ کھیلتے ہوئے میرے پاس اور میرے چاروں طرف میں

با عزیز اتم وصال ست و عناق

میرا تو عزیزوں سے وصال اور معانقہ ہے

من بہ بیداری ہمی بنیم عیاں

میں ان کو بیداری میں اچھی طرح دیکھتا ہوں

برگِ حس را از درخت افشاں کنم

حواس کے پتوں کو درخت سے جھاڑ دیتا ہوں

عقل اسیر روح باشد ہم بداں

مجھ لے عقل روح کی پابند ہے

کار ہائے بستہ را ہم ساز کرد

الجھے ہوئے کاموں کو سلجھا دیا

ہمچو خس بگرفتہ روی آب را

تنگوں کی طرح پانی کی طرح کو گھیر لیا ہے

آب ۳ پیدا می شود پیش خرد

عقل کے سامنے پانی کھل جاتا ہے

خس چو یک سُرُفت پیدا گشت آب

کھڑا جب ہٹا پانی کھل گیا

خس فزاید از ہوا بر آب ما

ہمارے پانی پر ہواؤں کی وجہ سے کھڑا بڑھ جاتا ہے

آں ہوا خنداں و گریاں عقل تو

وہ ہوا (دوس) مسکراتی ہے اور تیری عقل روتی ہے

۱۔ اتم۔ دل کی آنکھیں مردوں اور زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چوینم میں مردوں کو بھی مجسم اپنی نگاہوں سے دیکھتا ہوں تو پھر نوچ کیسے کروں۔ گریہ رونے کی وجہ ہجر و فراق ہے جبکہ میری لولاد میرے گرد کھیل کود رہی ہے تو پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔

۲۔ خلق۔ عام لوگوں کو مردے خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری میں بھی نظر آتے ہیں۔ زس جہاں۔ نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار ہو جاتے ہیں تو مردے نظر آنے لگتے ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری حواس کو معطل کر دیتا ہوں تو وہ نظر آجاتے ہیں۔ حس۔ حواس عقل کے پابند ہیں اور عقل روح کے تابع ہے۔ عقل مقید ہوتی ہے جب روح اس سے سوانح زائل کر دیتی ہے تو پھر اس میں جلا پیدا ہو جاتی ہے روح پر جب تک دنیوی خیالات کا غلبہ ہوتا ہے وہ اور اکات سے محروم رہتی ہے جب دنیوی خیالات کے خس و خاشاک سے صاف ہو جاتی ہے تو اس کو باطنی اور اکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔ آب۔ یعنی روحانی اور اکات۔ حباب۔ بلبلہ۔ چونکہ اگر خداوندی توفیق شامل حال نہ ہو تو نفسانی خواہشات اور اکات سے مانع رہتی ہیں۔ آں ہوا۔ انسان تیار ہوتا ہے خواہشات مسکراتی ہیں اور عقل روتی ہے۔

چونکہ تقویٰ بست دو دست ہوا

جب پرہیز نگاہی نے ہوا (دوس) کے ہاں ہاتھ باندھ دیے

پس احواس چیرہ محکوم تو شد

غالب حواس تیرے محکوم بن جاتے ہیں

حسن را بے خواب خواب اندر گند

وہ عقل حواس کو بغیر نیند کے سلا دیتی ہے

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا

وہ بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

حق کشاید ہر غ دوست عقل را

اللہ تعالیٰ عقل کے دو ہاتھ کھول دیتا ہے

چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

جب عقل تیری سرور اور مخدوم بن جاتی ہے

تا کہ غیبیہا ز جاں سر برزند

یہاں تک کہ ان کی کھمباتیں روح میں سے سر اٹھاتی ہیں

ہم ز گردوں بر کشاید بابہا

آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں

۱۔ پس۔ جب انسان عقل کے تابع ہوتا ہے تو حواس ظاہری اس کے محکوم بن جاتے ہیں۔ جس انسان کو نیند کی حالت میں خواب ہی لئے نظر آتے ہیں کہ حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے پھر جب عقل کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی حواس کو معطل کر دیتی ہے اور وہ چیزیں اس کو بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں جو کہ وہ خواب میں دیکھ سکتا تھا۔

۲۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حواس ظاہری کے نہ ہوتے ہوئے بھی حواس ظاہری کے مددکات حاصل ہو جاتے ہیں۔ صبر پر ناپید۔ تمیز۔ گرمی کا مہینہ ہے۔ مصحف۔ قرآن پاک۔ راست صحیح بالکل یہ ناپید کی تاکید ہے۔

۳۔ اندیش۔ یعنی یہ خیال کہ ناپید کے گھر میں قرآن کیوں ہے آمیختہ۔ یعنی میں اس قدر گھلا ملا نہیں ہوں کہ بے تکلفی سے۔ بل کر سکوں۔ خرچ۔ تنگی۔ خرچ۔ کشادگی۔

قصہ ۲ خواندن شیخ ضریر قرآن را از مری مصحف و در

ایک نابینا شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور

وقت خواندن قرآن بینا شدن باذن اللہ تعالیٰ

قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے بینا ہو جاتا

دید در بغداد یک شیخ فقیر مصحفی در خانہ پیر ضریر

ایک فقیر شیخ نے بغداد میں ایک نابینا پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

گشت ضیفش در تموز پُرز سوز

جھلتی گرمی کے زمانے میں اس کا مہمان بن گیا

گفت اینجا ہے عجب مصحف چراست

اس نے دل میں کہا تعجب ہے یہاں قرآن کیوں ہے

اندرین اندیش ۲ تشویش فرود

اس خیال سے اس کی تشویش بڑھ گئی

اوست تنہا مصحفی آویختہ

وہ تنہا ہے قرآن آویزاں ہے

تا پرسم نے خمش صبرے کنم

کہ دریافت کروں یا خاموش رہ کر صبر کروں

صبر کردو بود چندے در خرچ

اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

مصحفی در خانہ پیر ضریر

ایک نابینا پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

ہر دو زائد جمع باہم چند روز

دونوں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے

چونکہ نابینا ست اس درویش راست

کیونکہ یہ درویش تو بالکل نابینا ہے

کہ جز او رانیست اینجا باش بود

کہ اس جگہ تو اور کسی کا رہنا ممکن ہے

من نیم گستاخ یا آ میختہ

میں شوخ یا گھلا ملا نہیں ہوں

تا صبرے بر مرا دے برز نم

تا کہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کر لوں

کشف شد کالصبر مفتاح الفرج

معاملہ کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

صبر گنج ست اے برادر صبر گن تاشفا یابی تو زیں رنج کہن
اے بھائی! صبر خزانہ ہے، صبر کر تاکہ تو اس پرانے غم سے شفا حاصل کر لے
صبر تلخ ست و بر او شکر ست صبر سونے کشف ہر تر رہبرت
صبر کڑوا ہے اس کا پھل شکر ہے صبر ہر روز کے کھلنے کا ماہر ہے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از
لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے
آہن راست میگرد از سول بایں نیت کہ صبر از سول موجب فرح و راحت ست
حلقے بنا رہے ہیں، اس نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

۱۔ صبر تلخ ست۔ صبر تلخ ست لیکن
بر شیریں دارد۔ صبر کردن۔ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمان نے
صبر کیا تو جہل میں سول پیدا ہوا تھا وہ
خود خود حل ہو گیا۔

۲۔ بلبل۔ انکار کرنے والا یعنی وہ
سخت فولاد تھا۔ دی گند۔ یعنی
حضرت داؤد ان حلقوں کو ایک
دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زرہ۔
زرہ بنانے والا۔ اس چہ یعنی یہ کیا بتایا
جدا ہے۔ زور۔ زور۔

۳۔ دہ پرسی۔ بے صبری سے کام
گزر جاتا ہے۔ تن یزد۔ خاموش رہا۔
صنعت کارگیری۔

رفت لقمان سوی داؤد نبی حلقہ می کرد او ز پولاد آبی ۲
حضرت لقمان داؤد نبی کے یہاں گئے وہ سخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے
جملہ را بایک دگر در می فگند ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
سب حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے لوہے اور فولاد سے وہ شاہ عالی
صنعت زرا و او کم دیدہ بود در تحیر ماند و سواش فروز
ان لقمان نے زرہ بننے والے کی کارگیری نہ دیکھی تھی وہ حیران رہ گئے اور دوسے بڑھ گئے
کایں چہ شاید بود واپرسم ازو کہ چی می سازد حلقہ تو بتو
کہ یہ کیا بنے گا، ان سے پوچھوں کہ وہ مسلسل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟

باز با خود گفت صبر اولی ترست صبر با مقصود زو تر رہبرست
پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب ہے صبر مقصد کا تیز راہنما ہے
چوں نہ پرسی زود تر کشف شود مرغ صبر از جملہ پر اں تر رود
اگر تو نہ پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائے گا صبر کا پرند تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے
در ۳ بہ پرسی دیر تر حاصل شود سہل از بے صبریت مشکل شود
اگر تو پوچھے گا، دیر میں حاصل ہوگا تیری بے صبری سے آسان بھی مشکل ہو جائے گا
چونکہ لقمان تن یزد ہم در زماں شد تمام از صنعت داؤد آن
چونکہ لقمان اس وقت خاموش ہو گئے وہ کام حضرت داؤد کی کارگیری سے مکمل ہو گیا
پس زرہ سا زید و در پوشید او پیش لقمان حکیم صبر خو
تب انہوں نے زرہ بٹلی اور اس کو پہنا صبر و طاقت لقمان کے سامنے

گفت عباس نیکو لباس ست اے فتی
فرمایا اے "جان" یہ اچھا لباس ہے
گفت لقمیاں صبر نیکو ہمدیست
لقمان نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے
صبر را با حق قریں کردے افلاں
اے فلاں صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے
صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کیمیائیں پیدا کی ہیں

در مصافِ خصم دفعِ زخم را
لائی کے میدان میں زخم کی روک کے لئے
کو پناہ و دفع ہر جا غمیست
کیونکہ وہ ہر مقام پر غم کی پناہ اور دفع ہے
آخر والعصر اے آگہ بخوال
ہوش سے والعصر کا آخر پڑھ لے
کیمیائے ہچو صبر آدم ندید
صبر جیسی کیمیا آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آں بنظر

نابینا اور اس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

مردِ مہماں صبر کرد و ناگہاں
مہمان شخص نے صبر کیا اور اچانک
نیم شب آوازِ قرآن را شنید
اچھی رات کو قرآن کی آواز سنی
کہ ۲ مصحف کو رمی خواند درست
کہ نابینا قرآن کو دیکھ کر صحیح پڑھ رہے ہیں
گفت چوں کھری عجب بے چشم و نور
کہا جبکہ آپ نابینا ہیں، بغیر آنکھ اور روشنی کے
انجھ می خوانی برآں افتادہ
جو کچھ آپ پڑھتے ہیں، اسی پر ہوتے ہیں
صبغت در سیر پیدا می کند
رفتہ میں آپ کی آنکھ ظاہر کرتی ہیں
گفت اے گشتہ زجہل تن جدا
انہوں نے کہا کہ جو مسکین جہالت سے جدا ہو گیا ہے
من زحق در خواستم کاے مستعالم
میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے مددگار

کشف گشتش حالِ مشکل در زماں
اس پرک مشکل کا حال فوراً کھل گیا
بست از خواب آں عجائب را بدید
یہ نیند سے اٹھا اور عجائب دیکھے
گشت بے صبر و از آں حال جست
بے صبر ہو گیا اور ان سے اس حال کی جستجو کی
چوں ہی خوانی و می بینی سطور
آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطریں دیکھتے ہیں؟
دست را بر حرفِ آں بہادہ
ہاتھ کو اس کے حروف پر رکھتے ہیں
کہ نظر بر حرف داری مستند
کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں
ایں عجب داری توازِ صنّع خدا
تو اللہ تعالیٰ کی کادگری پر تعجب کرتا ہے
بر قرأت من حریمِ ہچو جاں
مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی برابر محبت ہے

۱۔ والعصر۔ اس سورہ کا آخر
میں وتواصوا بالحق وتواصوا
بالصبر آیا ہے انہوں نے باہمی حق
کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی یعنی
اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت
ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی
نگہداشت ضروری ہے کیمیا۔ کیمیا
تابنے کی حقیقت کو بدل دیتی ہے
طرح صبر مصائب کو راحتوں میں
تبدیل کر دیتا ہے۔
۲۔ کہ مصحف۔ وہ نابینا دیکھ
کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت
پڑھتے تھے اس پر صحیح انگلی رکھتے
ہوئے پڑھتے تھے۔ صبغت مدیر۔
ناظرہ خواں عوام پڑھنے میں آیتوں پر
انگلی رکھتے چلے جاتے ہیں۔
۳۔ زجہل تن جدل یعنی مادی جسم
کی جہالتیں تجھ سے دور ہو چکی ہیں
پھر خدا کی اس قدرت سے تجھے کیا
پریشانی ہے مستعالم۔ وہ جس سے
مدد چاہی جائے۔

در دو دیدہ وقت خواندن بے گره
 دہوں آنکوں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت
 کہ بگیرم مصحف و خوانم عیاں
 جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھو کر پڑھوں
 اے بہر رنجے بما اُمید وار
 اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے امیدوار ہے
 کہ ترا گوید بہر دم بر خرا
 جو تجھ سے کہتی ہے کہ ہر سانس میں تری کر
 یاز مصحفہا قرأت بایت
 یا قرآنوں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہیے گا
 تا فر و خوانی معظم ۲ جوہرا
 تاکہ تو خوب پڑھ لے اے بڑے جوہرا
 واکشایم مصحف اندر خواندان
 پڑھنے میں قرآن کھلتا ہوں
 آں گرامی بادشاہ کرد گار
 وہ عزیز کردگار بادشاہ
 در زماں ہچموں چراغ شب نور
 نورانی کی کو پیٹ دینے والے چراغ جیسی
 ہر چہ بستاند فرستد اعتیاض
 کیونکہ جو کچھ وہ لیتا ہے بدلہ بھیج دیتا ہے
 در میان ماتے سوبے دہد
 رنج کے دوران خوشی بے دیتا ہے
 کان غمبارا دل مستے دہد
 غموں کی کان کو مست دل دیدتا ہے
 چوں عوض می آید از مفقود زفت
 جبکہ گم شدہ کا بھاری بدلہ آ جاتا ہے

نیستم حفظ مرا نورے بدہ
 میں حافظ نہیں ہوں مجھے روشنی عطا کر دے
 باز وہ دو دیدہ ام را آل زماں
 اس وقت میری دہوں آنکھیں مجھے لونا دے
 آمد از حضرت ندا کاے مرد کارا
 بارگاہ خلونڈی سے آواز آئی اے بائبل
 حسن ظن ست و امیدے خوش ترا
 یہ تیرا حسن ظن ہے اور اچھی امید
 ہر زماں کہ قصد خواندن باشدت
 جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہو گا
 من در اں دم واد ہم چشمت ترا
 میں اس وقت تیری آنکھیں لونا دوں گا
 ہچناں کرد و ہر آنگا ہے کہ من
 اس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور جبکہ میں
 آں خبیرے کو نشد غافل زکار
 تو وہ خبیر جو کام سے غافل نہیں ہے
 باز بخشد بینشم آں شاہ فرد
 وہ یکساں شاہ میری بینائی دوبارہ عنایت کر دیتا ہے
 زیں سبب نبود ولی را اعتراض
 اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے
 گر بسوزد باغمت انگورے دہد
 اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے انگور دیدتا ہے
 آل شل بے دست رادستے دہد
 وہ ہاتھ کئے نننے کو ہاتھ دے دیتا ہے
 لا نسلم ۳ و اعتراض از ما برفت
 ہم نہیں مانتے ہیں کہ ہمارا اعتراض ہم سے رخصت ہو گیا ہے

۱۔ مردکار بائبل انسان۔ حسن ظن۔ حدیث قدسی ہے قسا عند ظن غلبی بنی یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا ہے اگر اللہ کے ساتھ اچھا لگن ہوگا تو خیر حاصل ہوگی برا لگن ہوگا تو شر حاصل ہوگا۔

۲۔ معظم جوہرا۔ اس سے بعض صاحبان نے ان نایابا کی ذات مراد لی ہے بعض نے اس کو خوانی کا مفعول سمجھ کر قرآن کریم مراد لیا ہے۔ کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کریم معنی فعل اور گار معنی صاحب ہے۔ اعتیاض۔ عوض لینا۔ اللہ تعالیٰ عوض ضرور عنایت فرمادیتا ہے خولہ وہ تمہاری نشا کے مطابق نہ ہو۔ گر بسوزد۔ مولانا نے اس شعر میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس عوض کا اس کی جنس سے ہونا ضروری نہیں جو تم نے لی ہے۔ ماتہ۔ مجلس۔ فم۔ نور۔ محفل شادی۔ دل مستے۔ دل کی مستی میں انسان غم کو بھول جاتا ہے۔

۳۔ لا نسلم۔ یہ جملہ مومنا مباحثہ میں فریق ثانی کی بات کے انکار کے وقت بولا جاتا ہے۔ مفقود۔ گم شدہ۔ زفت۔ مونا بھاری۔

چونکہ اے آتش مرا گرمی رسد
جب کہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے
چونکہ اے چشمے بہ بخشد دیدنے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرما دیتا ہے
بے چراغے چوں دلد او روشنی
جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرما دیتا ہے
راضیم گر آتش مارا گشد
میں راضی ہوں اگر وہ ہماری آگ بجھا دے
اتچنیں گوریست چشم روشن
ایسا اندھا پن روشن آنکھ ہے
گر چراغت شد چہ افغاں میکنی
اگر تیرا چراغ بجھ جائے تو کیوں شکایت کرتا ہے

۱۔ چونکہ ہمیں مقصد کی طلب
ہے خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ چشم
روشنے۔ آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو تو آنکھ
نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا

۲۔ بشنو۔ اب تک یہ سمجھایا تھا کہ
بعض اولیاء دوائے ہیں کہ مقصود جب
حاصل ہوتا ہے تو سبب کے موجود نہ
ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ

بتاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ
وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں
کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف
دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ
یہ حالت مغلوب والہال اولیاء کی ہوتی
ہے ورنہ انبیاء دعا میں نہ کرتے۔
اصل کمال یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے
ہوئے دعا کی جائے۔ رام۔ معمول۔

۳۔ در قضا۔ مصائب کو مرضی خدا
سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے
ہیں فخر نہ۔ احسب۔ نذیب۔
معشوق کی ملامت کشش ہے ان کا مقولہ
ہوتا ہے۔ عزاء مافی لباس کالا ہوتا
ہے۔ آب حیواں یعنی ہر تکلیف ان
کے لئے باعث راحت بن جاتی
ہے۔

صفت بعض اولیاء کہ راضی اند با حکام الہی ولا بہ نکلند
بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اصرار
نہیں کرتے ہیں کہ اسے خدایہ حکم لوٹالے

بشنو ۲ انوں قصہ آل رہر وال
اب ان راہنماؤں کا قصہ سن
زاویا اہل دعا خود دیگرند
دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں
قوم دیگر می شناسم زاویا
میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں
از رضا کہ ہست رام آل کرام
چونکہ رضا ان بھلوں کا معمول ہے
در قضا ۳ ذوقے ہی بنیند خاص
وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں
حسن ظننے بر دل ایشان کشود
ان کے دل میں حسن ظن ایسا طاری ہو گیا ہے
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود
جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے
زہر در حلقوم شاں شکر بود
ان کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے
کہ ندارند اعتراضی در جہاں
جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں
کہ ہمی دو زند و گاہے می درند
جو کبھی پیٹتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں
کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا
جن کا من دعا سے بند رہتا ہے
جستین دفع قضا شاں شد حرام
قضا کے فیصلہ کو روکنے کی جستجو ان پر حرام ہے
کفر شاں آید طلب کردن خلاص
خلاصی چاہنا ان کو کفر محسوس ہوتا ہے
کہ نہ پوشند از عزا جامہ کبود
کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں
آب حیواں گردد از آتش بود
اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے
سنگ اندر راہ شاں گوہر بود
ان کے راستہ کا پتھر جو ہر ہو جاتا ہے

جملگی یکساں بود شاں نیک ابد از چہ باشد این ز حسن ظن خود
 ان کے لئے اچھا برا سب یکساں ہوتا ہے یہ کیوں ہوتا ہے اپنے حسن ظن سے ہوتا ہے
 گفر باشد نزد شاں کردن دُعا کلمے الہ از ما بگرداں ایں قضا
 دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے کہ اے خدا اس قضا کو ہم سے لٹا دے

سوال کردن بہلول آں درویش ولی را

حضرت بہلول کا اس ولی درویش سے دریافت کرنا

گفت بہلول آں یکے درویش را چونی اے درویش واقف گن مرا
 حضرت بہلول نے اس درویش سے کہا اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے
 گفت چوں باشد کسیکہ جاوداں اس نے کہا وہ شخص کیسا ہو گا کہ ہمیشہ
 سیل و جوبا بر مراد او روند سیلاب اور نہریں اس کے ارادہ کے مطابق جاری ہوں
 زندگی و مرگ سر ہنگام او زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں
 ہر کجا خواہد فرستد تعزیت وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے
 سالکان ۳ راہ ہم برگام او راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں
 ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے
 بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ
 اس کی منشاء کے بغیر کوئی پتا نہ جھڑے
 بے مراد او بخنجد ہی رگ اس کے ارادہ کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے
 گفت اے شہ راست گفستی چمنیں حضرت بہلول نے کہا اے شہ راستم نے سچ کہا ایسا ہی
 چونی اے درویش واقف گن مرا اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے
 چوں باشد کسیکہ جاوداں اس نے کہا وہ شخص کیسا ہو گا کہ ہمیشہ
 سیل و جوبا بر مراد او روند سیلاب اور نہریں اس کے ارادہ کے مطابق جاری ہوں
 زندگی و مرگ سر ہنگام او زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں
 ہر کجا خواہد فرستد تعزیت وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے
 سالکان ۳ راہ ہم برگام او راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں
 ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے
 بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ
 اس کی منشاء کے بغیر کوئی پتا نہ جھڑے
 بے مراد او بخنجد ہی رگ اس کے ارادہ کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے
 گفت اے شہ راست گفستی چمنیں حضرت بہلول نے کہا اے شہ راستم نے سچ کہا ایسا ہی

۱۔ نیک دہ بد دو سمجھتے ہیں کہ ہرچہ از دوست می رسد نیکوست دوست کی جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے۔ سوال کردن۔ حضرت بہلول نے ایسے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے جو راضی بقضاء خداوندی تھے اور کوئی دعا کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ چونی۔ آپ کے کیسے مزاج ہیں۔

۲۔ گفت اس دلی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ جس شخص کی منشاء کے مطابق ساری دنیا کا کاہل چل رہا ہو اور کوئی چیز اس کی منشاء کے خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے مزاج دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے زندگی۔ یعنی لوگوں کی موت (حیات) اس کی مراد کے مطابق ہو۔ تعزیت۔ میت کا ریسہ۔ تہنیت۔ مبارکبادی۔

۳۔ سالکان۔ راستہ چلنے والے مسافر اس کے نقش قدم پر چلیں۔ منزل تک نہ پہنچنے والے اسی کے ارادہ سے منزل سے محروم ہوں۔ ہیچ ہر شخص کی خوشی اس کے حکم سے ہے۔ بے مراد۔ دنیا کی ہر حرکت اور سکون اس کے ارادہ سے ہے۔ گفت۔ حضرت بہلول نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ ضرور درست ہے لیکن مجھے ذرا تفصیل سے سمجھائیے تاکہ میں پورا مطلب سمجھ جاؤں۔

این صد چند نی اے صادق ولیک
اے بچے! آپ ایسے ہی ہوں سے سنگڑوں گناہیں لیکن
آپنجان کہ فاضل و مردِ فضول
ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جاہل
آپنجان ش شرح گن اندر کلام
گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے
ناطق کامل چو خواں باشے بود
کامل مقرر جب خون دلا ہوتا ہے
تامناند ہیچ مہماں بینوا
تاکہ کوئی مہمان بے سہلا نہ رہے
ہچو قرآن کو بمعنی ہفت توست
جیسا کہ قرآن پاک جو معنی کے اعتبار سے سات تہوں والا ہے
گفت ایں بارے یقین شد پیش عام
انہوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے
ہچ برگے در نیفتد از درخت
درخت سے کوئی ہٹا نہیں جھڑتا
از وہاں لقمہ نشد سوئے گلو
لقمہ نہ سے گلے میں نہیں جاتا
میل و رغبت کاں زماں آدمی ست
میلان اور رغبت جو آدمی کب ہاگ ہے
در زمینہا و آسمانہا ذرہ
کوئی ذرہ زمینوں اور آسمانوں میں
جو بفرمان قدیم نافذ
بغیر اس کے جلدی ہونے والی آدمی حکم کے
کہ اشرد برگ درختاں را تمام
درختوں کے سب پتوں کو کھن گن سکتا ہے؟

شرح گواں را بیاں گن نیک نیک
اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کر دیجئے
از دل واز جاں گند اُورا قبول
اس کو دل و جان سے قبول کر لے
کہ ازاں ہم بہر یابد عقل عام
کہ اس سے عوام کی عقل بھی حصہ حاصل کر لے
بر سر خواش زہر آشے بود
اس کے خون پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے
ہر کے یا بد غذائے خود جدا
ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کر لے
خاص را و عام را مطعم دروست
اس میں خاص اور عام کی غذا ہے
کہ جہاں در امر یزدان ست رام
کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے
بے قضا و حکم آل سلطان تخت
بغیر عرش کے اس شاہ کے فیصلے اور حکم کے
تا نگوید لقمہ را حق کاڈ خلو
جب تک اللہ تعالیٰ نے فرما دے داخل ہو جا
جنہش آل رام امر آں غنی ست
اس کی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرمانبرداری ہے
پر نجباند نگرود پردہ
پر نہیں ملتا کوئی نکا گردش نہیں کرتا
شرح نتواں کرد و جلدی نیست خوش
جس کی شرح نہیں کی جاسکتی اور ہمت کرنا اچھا نہیں
بے نہایت کے شود در نطق رام
لاحود گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے؟

۱۔ مرد فضول۔ ناقابل شخص۔
ناطق کامل۔ اچھے مقرر کا یہ کمال ہوتا
ہے کہ اس کی تقریر سے عوام و خواص
دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔ ہچو
قرآن۔ قرآن کی معانی اور مطالب
سے ہر شخص اپنی فہم کے مطابق پورا
فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہفت۔ ممکن ہے
مولانا نے قزل قرآن علی سبغۃ
اُخبرف کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس
میں سات معنی ہیں۔

۲۔ گفت۔ ان دلی نے حضرت
بہلول کو جواب دیا کہ یہ سب مانتے
ہیں کہ دنیا کے ذرے بذرے برائے نیک
عمر کرنا ہے اور کائنات کی ہر حرکت و
سکون اس کے حکم سے ہے تو جب
بندہ بالکل راضی بقضائے الہی ہو
جائے تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فعل اس کی
مراد بن جائے گا اور یہ سمجھ جائے گا کہ
عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس
بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا
ہے۔

۳۔ رام۔ فرمانبرداری۔ سلطان
تخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ میل و رغبت۔
انسان کی خواہش اور رغبت انسان
سے اپنے مطابق کام کرتی ہے
جلدی۔ بہادری، ہمت۔ کہ اشرد۔
درختوں کے سب جو تنہا ہی ہیں ان کی
شدائے ممکن ہے تو غیر تنہائی کی تفصیل
کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

ایں قدر بشنو کہ چوں گلی کار

اتنا سن لے کہ جب تمام کام

چوں اقصائے حق رضائے بندہ شد

جب اللہ تعالیٰ کا حکم بندہ کی رضا مندی بن گیا

بے تکلف نے پے مزد و ثواب

بغیر کسی تکلف کے نہ کہ بدلہ اور ثواب کے لئے

زندگی خود بخود بہر خود

وہ اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا

ہر کجاہر مقدم را مسلکے ست

جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے

بہر یزداں می زید نے بہر گنج

وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کے لئے

ہست ایمانش برائے خواہ او

اس کا ایمان اس اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے

ترک کفرش ہم برائے حق بود

اس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے

آچنیں آمد زاصل آں خوی او

یہ اس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے

آنکہاں خند کہ او بیند رضا

وہ اس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا حق دیکھتا ہے

بندہ کش خودی و خلقت این بود

وہ بندہ جس کی عادت اور خصلت یہ ہو

پس چرا لا بہ کنذا ویا دعا

تو وہ کیوں خوشامد اور دعا کرے

مرگ او و مرگ فرزندان او

اس کی موت اور اس کی اولاد کی موت

می نگردد جو بہر کردگار

بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے

حکم او را بندہ خواہندہ شد

بندہ اس کے حکم کا چاہنے والا بن گیا

بلکہ طبع او راں شد مستطاب

بلکہ اس کی طبیعت اس پر خوش ہو گئی

بلکہ خواہد از پے حکم احد

بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے

زندگی و مردگی پیشش یکے ست

اس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے

بہر یزداں می مردن خوف ورنج

وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے

نے برائے جنت و اشجار و جو

نہ کہ جنت اور جنت کے درختوں اور نہروں کے لئے

نے زیم آنکہ در آتش رود

نہ کہ اس ڈر سے کہ وہ جہنم میں جائے گا

بے ریاضت نے بجست و جوی او

بغیر کسی مجاہدے کہ نہ کہ اس کی کوشش سے

ہمچو حلوا و شکر او را قضا

اللہ کا حکم اس کے لئے حلوائے شکر کی طرح ہے

نے جہاں بر امر و فرمانش رود

کیا جہاں اس کے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا

کہ بگرداں اے خداوند اس قضا

کہ اے اللہ اس حکم کو واپس لے لے

بہر حق پیشش چو حلوا در گلو

اللہ کے لئے اس کے نزدیک اس کے جسا کر منہ میں حلوا

۱۔ چوں: جب اللہ کے تمام فیصلوں اور احکام پر بندہ راضی ہو گیا ہے تو اللہ کے تمام احکام اس کا مطلوب بن گئے ہیں بے تکلف۔ یعنی یہ رضا اس کی طبیعتی بات بن گئی ہے اس میں کوئی اجراء و ثواب بھی اس کے مد نظر نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم سبھی سے اعلیٰ ہو جائے۔ یعنی جو بھی خدا کا لای حکم ہے وہی راستہ اس کو پسند ہے خواہ وہ زندگی ہو یا موت۔ ہست ایمانش۔ اس کا ایمان بھی محض مولا کی رضا مندی کے لئے ہے نہ کہ جنت کے لالچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی رضا مولا کی وجہ سے ہے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے ہمچو حلوا۔ اللہ کا ہر حکم اس کو ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہوتا ہے۔

۲۔ بندہ کش۔ جب احکام خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہو تو یقیناً یہ کہا جائے گا کہ دنیا کے سب کام اس بندہ کے حکم سے چل رہے ہیں۔

نزع فرزندائِ برآں با وفا
اس وفادار کے لئے ولاد کا نزع
پس اچرا گوید دعا لا مگر
تو وہ کیوں دعا کرے ' ہاں اگر
آں شفاعت والِ دُعا نزر رحم خود
وہ سفارش اور وہ دعا اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں
رحم خود را او ہماں دم سوختست
اپنے رحم کو اس نے اپنی وقت پھونک دیا ہے
دوزخ اوصاف او عشق است و او
عشق اس کے اوصاف کی دوزخ ہے اور اس نے
ہر طرقتی اس فروتے کے شناخت
ہر سالک اس فرق کو کب سمجھتا ہے

چوں قطائف پیش شیخ بینوا
ایسا ہے جیسے مفلس بوڑھے کے چھل
در دُعا بیند رضائے داو گر
وہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی دیکھ لے
می گند آں بندہ صاحب رشد
رہتا ہے وہ ہدایت یافتہ بندہ
کہ چراغ عشق حق از فروختست
جبکہ اس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے
سوخت مر اوصاف خود را مو بمو
اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے
چوں دقوتی گو دریں دولت شناخت
جیسا کہ قوتی جو اس دولت میں نہ دوڑے

قصہ قوتی و کرامت

قوتی اور ان کی کرامت کا قصہ

آں قوتی داشت خوش دیلبہ
قوتی ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے
بر زمیں می شد چومہ بر آسمان
زمین پر وہ اس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر
در مقامی مسکن کم ساختہ
وہ ایک جگہ کم ٹھہرتے
گفت در یک خانہ گرباشم دو روز
انہوں نے کہا اگر میں دو روز ایک گھر میں رہوں گا
عِزَّةُ الْمَسْكِنُ أَحَا ذِرْهَا أَنَا
میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں

عاشق و صاحب کرامت خولجہ
عاشق اور کرامت والے خولجہ تھے
شب رواں را گشتہ زو روشن رواں
تاریکی میں چلنے لگنے کی بجائے روشنی میں چلنے لگے
کم دو روز اندر دے انداختہ
ایک گاؤں میں دو روز سے کم ڈیرہ ڈالتے
عشق آں مسکن گند در من فروز
اس گھر کی محبت مجھ میں رشن ہو جائے گی
أَنْقُلِي يَا نَفْسُ سَافِرٌ لِلْعَنَا
اے نفس! منتقل ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر

لَا أَعُوذُ خُلُقِ قَلْبِي بِالْمَكَانِ
میں اپنے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا ہوں

کے یگوں خالصی الامتحان
تاکہ آزمائش میں خالص بن جائے

۱۔ پس چرا۔ جب دنیا کے سب کا
اس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور
خوشامد بے معنی چیز ہے۔ قطائف۔
چنے ہوئے پھل۔ دعا۔ یہ شخص دعا
بھی جب ہی کرتا ہے جب اس کو یہ
معلوم ہو کہ مولانا کی مرضی یہی ہے۔
۲۔ آں شفاعت۔ ایسا انسان کی
دعا بھی اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں
ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل
کرنے کے لئے ہوتی ہے وہ اپنے
رحم سے اسی وقت دستبردار ہو گیا تھا
جبکہ اس نے عشق خداوندی کا دم بھرا
تھا۔ دوزخ۔ ایسا انسان اپنے تمام
اوصاف اور ذلتی خواہشیں عشق کی
بھٹی میں پھونک چکتا ہے۔ ہر
طرقتی۔ اس فرق کو کہ دعا بھی اگر ہو تو
محض اللہ کی مرضی کو پورا کرنے کے
لئے ہوائی ذلتی غرض کے لئے نہ ہو
ہر سالک نہیں سمجھ سکتا۔ قوتی جیسے
بزرگ بھی اس کو نہ سمجھ سکے۔ دیلبہ۔
چہرہ بزمیں۔ جس طرح لوگ چاند
سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتے
ہیں اسی طرح قوتی سے حاصل کرتے
تھے۔
۳۔ در مقامی۔ قوتی اس خیال
سے کہ کسی مقام اور مسکن سے کوجبت
پیدا نہ ہو ہمیشہ سفر میں رہتے تھے۔
غزاة المسکن انسان وطن میں عزیز ہوتا
ہے سفر میں اجنبی ہونے کی وجہ سے
مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ عانا
مشقت تکلیف فی الامتحان یعنی
آزمائش کے وقت قلب میں صرف
اللہ تعالیٰ کی محبت تھابت ہو۔

چشم اندہ شاہ باز او ہچو باز
آنکہ شاہ کے دیدار میں کلی ہوئی وہ باز کی طرح تھے
مُنفرد از مردوزن نے از دوئی
مردوزن سے اکیلے تھے مفارقت کی وجہ سے نہیں
خود شفیع بد دعائیش مستجاب
وہ خود سفلی لہ ان کی دعا مقبول تھی
بہتر از مادر شہی تراز پدر
میں سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے
چوں پدر ہستم شفیق و مہربان
میں تمہارے لئے باپ کی طرح مشفق اور مہربان ہوں
جُود را از کل چرا برمی کفید
جود کو کل سے کیوں جدا کرتے ہو
عضو از تن قطع شد مردار شد
عضو بدن سے کٹا ، تو مردہ ہو گیا
مردہ باشد نبویش از جاں خبر
مردہ رہتا ہے اس کو جان کا پتہ نہیں رہتا
عضو نو بریدہ ہم جنبش کند
نیا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے
ایں نہ آں کل ست گوناقص شود
یہ وہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے
چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال
مثال کے لئے ایک بات کہہ دی گئی ہے
شیر مثل او نبا شد گرچہ راند
شیر ان جیسا نہیں ہوتا اگرچہ یہ مثل جلدی ہو گئی ہے

روز اندہ سیر بد شب دَر نماز
دن کو سفر میں رات کو نماز میں
مُنقطع از خلق نے از بد خوئی
خلق سے جدا تھے بد مزاجی کی وجہ سے نہیں
مُشفق بر خلق و نفع ہچو آب
خلق پر مہربان اور پانی کی طرح نفع رسا تھے
نیک و بد را مہربان و مُستقر
بھلے اور برے کے لئے مہربان اور ٹھکانا تھے
گفت پیغمبر شمارا اے مہاں
پیغمبر نے فرمایا اے سرور!
زاں سب کہ جملہ اجزائے منید
کیونکہ تم سب میرے اجزاء ہو
جُود و از کل قطع شد بریکار شد
جود کل سے کٹا ، تو بیکار ہو گیا
تانہ پیوند بہ کل بارِ دیگر
جب تک وہ عضو دوبارہ کل سے نہ جڑے
وہ بجنبد نیست آں را خود سند
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے
جزو ایں سب کل گر برد یکسو رود
اس کل کا جزو اگر کٹے ایک طرف چلا جائے
قطع و وصل او نیاید در مقال
اس سے جدا ہونا اور جڑنا بیان نہیں کیا جاسکتا
مر علی را بر مثال شیر خواند
حضرت علی کو شیر کی مانند کہا

۱ چشم ان کے مد نظر ذات ہادی
یعنی محمدی اور وہ باز کی طرح معاف و
اسرار الہی کا شکار کرتے تھے۔ منقطع
وہ صرف اللہ کے لئے خلوت کو پسند
کرتے تھے ہند نہ بد مزاج تھے نہ
ان میں لوگوں سے مفارقت تھی۔
مُشفق تمام انسانوں سے ان کا محبت
اور شفقت کا معاملہ تھا۔ مستجاب
قبول شدہ مُستقر ٹھکانا۔ شہی۔
مرغوب۔

۲ گفت۔ چونکہ پیغمبر کے پیرو
تھے اور پیغمبر نے امت کو مخاطب کر
کے فرمایا تھا کہ میں تم پر باپ کی طرح
مہربان ہوں۔ جملہ اجزاء۔ چونکہ
امت کی حیات اور بقا انہی سے وابستہ
ہوتی ہے۔ جود۔ جود کل سے کٹ کر
بیکار ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کٹ
کر مردہ ہو جاتا ہے۔ در بجنبد۔ اگر
نی سے کٹ کر کچھ اور حیات بھی
اس میں نظر آئیں تو اس کو حیات نہ
سمجھو اس کی وہ حرکات نہ ہوتی ہیں
جانور کا عضو کٹ کر بھی کچھ دیر تک
تڑپتا رہتا ہے۔

۳ جزو ایں کل۔ نبی سے جو کچھ
وہ خود اپنا نقصان کرے گا نبی میں اس
کے جدا ہونے سے کوئی نقص نہ پیدا
ہوگا۔ قطع و وصل۔ نبی سے جڑنے اور
کٹنے کی یہ ایک باتیں مثال ہم نے
دی ہے۔ وہ اس حقیقت کو بیان کرنا
ممکن نہیں ہے۔ مر علی۔ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے
یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے
لیکن ان میں اور شیر میں بہت فرق
ہے۔ مثال اور مثل۔ میں بالکلیہ
مشابہت نہیں ہوتی ہے اسی طرح
آنحضرت کے کل اور امتوں کے اجزاء
ہونے کی یہ مثال بھی ایسی ہی ہے۔



باز گشتن بقصہ دقوتی علیہ الرحمۃ دقوتی رحمۃ اللہ کے قصہ کی طرف رجوع

از مثال و مثل و فرق آں براں
مثل اور مثل اور اس کے فرق سے آگے بڑھ
آنکہ اور فتویٰ امام خُلق بُود
وہ (دقوتی) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے
آنکہ اندر سیرمہ رلمات کرد
وہ جنہوں نے چلنے میں چاند کو ہرا دیا
باچنیں تقویٰ و او را دو قیام
باوجود ایسے تقویٰ اور وظائف اور نماز کے
در اسفر معظم مرداش آں بدے
سفر میں ان کی بڑی مراد یہ ہوتی
ایں ہی گفتے چوئی رفتے براہ
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے
یا رب آنہا را کہ بشنا سدوم
اے خدا جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے
وانکہ نشاسم تو اے یزدان جاں
اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے مالک
حضرتش گفتے کہ اے صدر مہیں
وہ بار خداوندی من سے کہتا اے صدر اعظم!
مہر س من داری چہ می جوئی دگر
تم میری محبت کچھ ہو سہرے کی محبت کیوں تلاش کرتے ہوں
او میگفتے یا رب اے دانائے راز
وہ جواب دیتے اے خدا اے راز کو جاننے والے!
در میان بحر اگر بنشستہ ام
اگرچہ میں سمندر میں بیٹھا ہوں

جانب قصہ دقوتی اے جواں
اے جوان! دقوتی کے قصہ کی جانب
گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود
تقویٰ میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے
ہم ز دینداری اودیں رشک خورد
جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا
طلب خاصان حق بودے مدام
وہ ہمیشہ خاصان خدا کے طالب رہتے تھے
کہ دے بر بندہ خاصی زدے
کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں
گن قرین خلصگانم اے اللہ
اے خدا مجھے مخصوص بندوں کا ساتھی بنا دے
بندہ و بستہ میاں چوں محمل
ان کے لئے میں غلام کر بستہ اور کواہ کی طرح ہوں
بر من محبوب شاں گن مہرباں
ان کو مجھ نادانف پر مہربان کر دے
ایں چہ عشق ست وچہ استقا ست ایں
یہ کیا عشق اور کیسی پیاس ہے؟
چوں خدا باتست چوں جوئی بشر
جبکہ خدا تمہارے ساتھ ہے فسان کی کیوں کی تلاش کرتے ہو
تو کشودی درلم راہ نیاز
تو نے میرے دل میں نیاز مندی کا راستہ کھل دیا ہے
طمع در آب سبو ہم بستہ ام
گھریا کے پانی سے بھی میں نے لالچ و وابستہ کیا ہے

۱۔ آنکہ۔ یعنی وہ علوم ظاہری میں
بھی لادقت تھے اور نیکی میں فرشتوں
سے بڑھے ہوئے تھے۔ سیر۔ یعنی
سیرتِ اللہ۔ ہم ز دینداری۔ یعنی
انتہائی دیندار تھے۔ اودا۔ یعنی
وظائف۔ قیام۔ یعنی نوافل نماز۔
مدام۔ ہمیشہ

۲۔ سفر۔ باوجود تمام بزرگوں کی
جستجو اور ملاقات کے مستغنی رہتے
تھے۔ ہی گفتے۔ یعنی یہ دعا کرتے
تھے۔ یارب۔ یعنی جن بزرگوں کو میں
جان لوں گا ان کا تو خادم ہوں جو
بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور ان کی
جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے
وقت ان کو بھی مجھ پر مہربان کر دینا۔
استقا۔ پیاس پانی کی طلب

۳۔ مہر من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے
اور کیا چاہتا ہے کہ تجھے حق کی معیت
میسر ہے دوسرے کی معیت کی کیا
ضرورت ہے۔ راز۔ یعنی جھ
بزرگوں سے ملنے کی مجھے تمنا ہے ان
بزرگوں کے لئے نیاز مندی۔ بحر۔
یعنی ذاتِ باری۔ سبو۔ یعنی وہ بزرگ
جن سے ملنے کی تمنا ہے

۱۔ داؤد۔ غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤد کی نوے بیویاں تھیں پھر بھی ان کو سپاہی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرمادیا ہے۔ حرص۔ یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے پیشی۔ یعنی جو روئے سلوک کے مرد ہیں ان کی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص برے افعال کی طرف ہوتی ہے۔ مردوں۔ وہ سلوک کے مرد۔ نمونہ۔ یعنی دنیا دار۔ انصاح۔ رسوائی۔

۲۔ آہ۔ حضرت قوتی کی دوسرے سولہا سے ملاقات کی تمنا ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کے لئے سرگروہاں بنے۔ مستقی۔ استقا کی بیماری کا مریض جس کو پانی سے بھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ مایست۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس میں جو مقام بھی حاصل ہواں سے اونچے مقام کی طلب جلدی ہونی چاہیے۔

۳۔ صدر۔ غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صدر سمجھ رہا ہو تو وہ صدر مقام نہیں ہے وہ تو راہ کی ایک منال ہے۔ کلیم۔ بات کرنے والا چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر بغیر واسطہ حضرت حق نے گفتگو کی اس لئے ان کا لقب کلیم اللہ پڑ گیا۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ جبکہ حضرت خضر کی تلاش میں چلے تو ان کی قوم نے یہ باتیں ان سے کہیں۔ نیکو پے۔ یعنی حضرت خضر۔

ہمچو! داؤد نود نچہ مراست
حضرت داؤد کی طرح میرے پاس نوے بھیڑیں ہیں
حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ
تیرے عشق میں لالچ فخر اور مرتبہ ہے
شہوت و حرص نراں پیشی بود
مردوں کی شہوت اور لالچ بڑھاؤ ہوتا ہے
حرص مرداں از رہ پیشی بود
مردوں کی حرص آگے کے راستہ سے ہوتی ہے
آں یکے حرص از کمالِ مردی ست
وہ ایک حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے
آہ! سرے ہست اینجا بس نہاں
آہ! یہاں ایک راہ پوشیدہ ہے
ہمچو مستقی کز آبلش سیر نیست
استقاء کے پہر کی طرح جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی
چوں گشتی زان دگر نوتر رسد
جب تو اس سے آگے بڑھے گا دوسری نئی چیز آئے گی
بے نہایت حضرتت ایں بارگاہ
بارگاہ الاحدود ہمارا ہے

طمع در نچہ حریم ہم بجاست
ساتھی کی بھیڑ کا لالچ بھی مناسب ہے
حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ
تیرے غیر میں لالچ ذلت اور تباہی ہے
وآن حیزاں ننگ و بد کیشی بود
لہجڑوں کی خواہش ذات اور بد فعلی ہوتی ہے
در محنت حرص سوئے پس رَوَد
بھجڑے کی حرص بچھلی جانب ہوتی ہے
وآن دگر حرص انصاح و سردی ست
دوسری حرص رسوائی اور سستی سے
کہ سوئے خضرے شود موسیٰ دواں
کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کی طرف بھاگتے ہوئے رہنے لگے
برہر آنچہ یافتی باللہ مایست
خدا کی قسم جو تو نے حاصل کر لیا ہے اس پر نہ ٹھہر
آں یکے بالا ترازوئے در رسد
اس سے اونچی اور چیز ملے گی
صدر! را بگذار صدرِ تست راہ
صدر کو چھوڑ، تیرا صدر راستہ ہے

سیر طلب کردن موسیٰ علیہا السلام با کمالِ نبوت و قربت
قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰ کا حضرت خضر کو تلاش کرنے کا راہ

ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم
آگاہ! کلیم شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟
طالب خضر ز خود بینی بری
میں خضر کا طالب ہوں خود پسندی سے بری ہوں
در پے نیکو پے سر گشتہ
ایک نیک خصلت کے بھجے حیران ہو

از کلیم حق بیا موز اے کریم
اے بھلا! کلیم اللہ سے کیجھ لے
باچنیں جاہ و چنیں پیغمبری
ایسے رہتے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے
موسیا تو قوم خود راشتہ
اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے

کیقبادی رستہ از خوف اور رجا
تم شاد ہو امید بیم سے آزاد ہو

آن تو بائست و تو واقف بریں
تمہارا مطلوب تمہارے پاس ہے تم اس سے واقف ہو

گفت موسیٰ ایں ملامت کم کنید
حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ ملامت نہ کرو

میر دم تا مجمع البحرین من
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا

اجعل الخضر لا مری سبیا
میں حضرت خضر کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا

ساہبا پر دم بہ پرو بالہا
میں پروبال کے ساتھ سالوں اڑتا رہوں گا

میر دم یعنی نمی ار زد بداں
میں چلتا رہوں گا یعنی یہ چلنا اس محبوب کی برابر نہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اس پیچھے اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

چند گردی چند جوئی تاکجا
کب تک گھومو گے کب تک جستجو کرو گے کہاں تک

آسمنا چند پیمائی زمین
اے آسمان! کب تک زمین کی پیماش کرو گے

آفتاب و ماہ رہ کم زنید
سورج اور چاند کا راستہ نہ روکو

تا شوم مضروب سلطان زمین
تاکہ شامہ زمانہ کا ساتھی بنوں

ذلک أو لمضی و اسری حقا
یہ ہو یا ایک عرصہ وار تک چلتا اور پھرتا رہوں گا

سالہا چہ بود ہزاراں سالہا
چند سال کیا ہوتے ہیں ہزاروں سال

عشق جانناں کم نداں از عشق ناں
محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھ

داستان آں دقوی باز گو
ان دقوی کی بات پھر بتا

باز گشتن بقصہ دقوی علیہ الرحمۃ

دقوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

گفت سافرت مدی فی فقیہ
فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا سفر کیا

بیخبر از راہ و حیراں در الہ
راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ تعالیٰ میں محو تھا

زانکہ حیرانم و بیخویش و دنگ
کیونکہ میں محو اور بے خود اور حیران تھا

زانکہ بر دل میرود عاشق یقیں
کیونکہ عاشق واقعہ دل کے بل پر چلتا ہے

آں دقوی رحمۃ اللہ علیہ
دقوی رحمۃ اللہ علیہ نے

سال و مہ رستم سفر از عشق ماہ
چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں نے سفر کیا

پا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ
پاں برہنہ رفتا ام در خاک و سنگ

تو مبیں ۳ ایں پا یہارا برز میں
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ

۱۔ خوف ورجہ۔ حضرت موسیٰ کو قرب الہی کا وہ رتبہ حاصل تھا جس میں امید و بیم کا وجہ ختم ہو جاتا ہے۔ آن تو۔ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے آسمان۔ یعنی اے موسیٰ تم مرتبہ کے اعتبار سے آسمان ہو۔ زمین۔ ہیومن۔ پریشان ہونا۔ آفتاب و ماہ۔ یعنی میری اور خضر کی ملاقات قرآن اسعدین ہے۔ مجمع البحرین۔ قرآن کریم میں ہے واذ قال موسیٰ لقصۃ لا یبرخ حتیٰ یبلغ مخرج البحرین اذ لمضی حقا۔ جب کہا موسیٰ نے اپنے اپنے جہاں کو میں نہ پیوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں وہ دیا یا چلا جاؤں قرآن۔ بھانڈا منہ ہزار۔

۲۔ می روم۔ یعنی جستجو کی یہ مشقت اس مطلق کے بالقابل پہنچے۔ عشق میں۔ روٹی کمانے کے لئے آدمی مالداد پھرتا ہے خائفین۔ مغرب و مشرق۔ ملا۔ یعنی ذات خداوندی۔ حیراں یعنی مقام تحیر۔

۳۔ تو مبیں۔ عاشق کی سیر ایک وجہ میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ روحانی ہوتی ہے۔

از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز
دل اچہ داند گوست مست لہواز
راستہ اور منزل اور نزدیک اور دور کو
دل کیا جانے کیونکہ وہ لہواز کامست ہے
ایں دراز و کوتاہ اوصاف تن ست
رفتن ارواح دیگر رفتن ست
لبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں
روحوں کا چلنا دھرا چلنا ہے
تو سفر کر دی ز نطفہ تا عقل
نے بگائے بود منزل نے بنقل
تو نے طغ سے عقل تک سفر کیا
سیر جاں نیپوں بود در دور و دیر
یہ منزل نہ قدم سے ملے ہوئی نہ نخل ہونے سے
روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے
سیر جاں ہر کس نہ بیند جان من
لیک سیر جسم باشد بر علن
اے جان من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے
سیر جسم جسمانہ رہا کرد او کنوں
ہاں جسم کی سیر علی الاعلان ہوتی ہے
جسم نے جسمانی سیر چھوڑ دی وہ اب
گفت روزے می خدم مشتاق وار
میر و نیپوں نہاں در شکل چوں
پوشیدہ طور پر کیف کی شکل میں بے کیف چلتا ہے
تابہ ینم روزے می خدم مشتاق وار
تا کہ کسی انسان میں یاد کے انوار دیکھوں
تا کہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں

نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل

ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آتا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل بگام
جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا
بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گویمیت
اس کے بعد اچانک میں نے کیوں کچھ میں تجھے بتاتا ہوں
ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں
میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں
نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
ان میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ
بود بے گہ گشتہ روز و وقت شام
دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا
تابدانی سیر آں افزویمیت
تا کہ تو اس کارزار جان لے میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں
اندر اں ساحل شتابیدم بداں
ان کی وجہ سے میں اس ساحل کی طرف لپکا
بر شدہ خوش تا عنان آسماں
آسمان کی فضا تک نہایت اونچا تھا

۱۔ اہل چہاندہ دل کی سیر میں قریب و بعید کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ تو سفر جس طرح انسان کی سیر نطفہ سے لے کر عقل آنے کے زمانے تک کی ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ اس میں ٹھکن ہوتی ہے نہ دوری منزل کا تصور آتا ہے۔

۲۔ جسم مانع عاشقوں کی سیر واصل روحانی ہے جسمانی سیر نفس اس کے تابع ہے لہذا جسمانی سیر کے عوارض ان پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیر جاں روحانی سیر کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب دیکھ لیتے ہیں۔

۳۔ سیر جسمانہ عاشق کی سیر اگرچہ شکل جسمانی ہوتی ہے لیکن وہ حقیقت وہ روحانی سیر کرتا ہے جو کہ بے کیف ہوتی ہے۔ تابہ ینم۔ تاکہ دریائے وحدت کو جسم انسانی میں مشاہدہ کروں اور آفتاب کو ذرہ میں دیکھوں۔ گام قدم۔ عنان۔ فضا۔

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت
میں حیرن وہ گیا حیرانی بھی حیرن ہو گئی
موج حیرت عقل را از سر گذشت
حیرت کی موج عقل کے نوپر سے گزر گئی
کایں! چگونہ شمعہا افروختہ است
کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟
خلق جویان چراغے گشته بود
خلق چراغ کی جستجو میں تھی
چشم بندی بد عجب بر دیدہا
آنکھوں پر عجیب چشم بندی تھی
بندِ شاں میگرد یھدی من یشیا
ان کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے

شدن آں ہفت شمع بر مثال یک شمع

ان سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

باز میدیدم کہ شد آں ہفت یک
پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات اشعیں ایک ہو گئیں
می شگافد نور او جیب ۲ فلک
اس کا نور آسمان کا گریبان پھاڑ رہا تھا
مستی و حیرانی من زفت شد
میری مستی اور حیرانی سخت ہو گئی
تہ ایک دوبارہ سات ہو گئی
اتصالاتے میان شمعہا
شمعوں کے درمیان
آںکہ یک دیدن گند ادراک آں
ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے
آنکہ یکدم ۳ بینش ادراک و ہوش
جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے
چونکہ پایا نے ندارد رو الیک
چونکہ یہ بات لاحدود ہے جا پرے ہٹ
پیشتر رتم دواں کال شمعہا
میں دڑتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں
می خدم بیہوش و بخولش و خراب
میں بے ہوش اور بے خود اور خستہ ہو گیا

سالہا نتواں نمودن از زباں
زبان سے اس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا
سالہا نتواں شنیدن آں بگوش
اس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جاسکتا
زانکہ لا اُحصی ثناء ما علیک
اس لئے کہ تمہاری تعریف کا گہری ترے لئے لفظ نہیں کر سکتا
تاچہ چیزست از نشان کبریا
اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے کیا چیز ہیں؟
تا بیفتام ز تعجیل و شتاب
یہاں تک کہ میں غلت اور جلدی میں گر پڑا

۱۔ کایں چگونہ دراصل وہ سات شمعیں ان سات لولیاں کا نور تھا جس کو صاحب باطن ہی دیکھ سکتا تھا عوام گودہ نظر نہ آتا تھا۔ یھدی من یشاء۔ یعنی ذات خداوندی۔

۲۔ جیب۔ گریبان۔ اتصالاتے۔ ان شمعوں کے باہمی اتصال کی کیفیت ناقابل بیان ہے آنکہ یہ ان کا باہمی اتصال محض دیدنی ہے بیان نہیں کیا جاسکتا۔
۳۔ یکدم۔ علم و ہوش میں چیز کو تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا ہے اس کو سالوں میں بھی سننا ممکن نہیں ہے۔
لا اُحصی ان بزرگوں کا نور تجلیات رب تمہیں ان کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ تعجیل۔ غلت۔

ساعتے بیہوش و بے عقل اندریں اوفتادم بر سر خاک زمیں
تھوڑی دیر بیہوش اور بے عقل اس حالت میں میں زمین کی خاک پر پڑا رہا
باز آئے باہوش آدم برخاتم در روش گوئی نہ سرنے پاتم
پھر میں ہوش میں آیا اٹھا رفتار میں گویا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودن آل شمعہا در نظر آل شخفت مرد

ان کیج کی نظر میں ان شمعوں کا سات مرد ظاہر ہونا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد نور شاں می شد بسقف لاجورد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے ان کا نور نیلگوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا
پیش آں انوار نور روز درد از صلابت نورہا را می سترد
ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا شدت کی وجہ سے اور نوروں کا صفایا کر رہا تھا
باز ۲ حیراں گشتم اندر ضلع رب کاچنیں چوں شد چگونہ ستلے عجب
میں پھر خدا کی کارگیری میں حیران ہو گیا تعجب ہے کہ یہ کیسے ہوا کیسے ہے؟
پیشتر رتم کہ نیکو بنگرم تاچہ حال ست اینکہ میگردو سرم
میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر پکڑ رہا ہے؟

باز شدن آل شمعہا ہفت درخت

ان شمعوں کا پھر سات درخت بن جاتا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت چشم از سبزی ایشاں نیکیخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی
زانہی برگ پیدا نیست شاخ برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
توں کی کثرت سے شاخ نظر نہیں آتی میوے کی کثرت سے پتے بھی گم ہو گئے تھے
ہر درخت شاخ برسدہ زدہ سدرہ ۳ چہ بود از خلا بیروں شدہ
ہر درخت نے شاخ سدرہ تک پہنچائی ہے سدرہ کیا ہوتا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے
نخ ہر یک رفتہ در قعر زمیں زیر تر از گاو و ما ہی بد یقیں
ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی جو یقیناً مچھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی
شخ شاں از شاخ خنداں روئے تر عقل ازاں اشکال شاں زیر و زبر
ان کی جڑ شاں سے بھی زیادہ پر رونق اور تروتازہ تھی ان کی شکلوں سے عقل ازاں ہر ہم برہم تھی

۱۔ باز۔ یعنی ہوش میں آکر میں ان شمعوں کی طرف بے تحاشا بھاگا۔
لاجورد۔ نیلا۔ یعنی آسمان۔ درد۔ گدلا۔
از صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ دوسرے نور اس کے بالمقابل چمچ تھے۔

۲۔ باز حیراں میں حیران تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کیا کارگیری ہے کہ وہ شمعیں انسانی صورت اختیار کر رہی ہیں۔ چشم۔ یعنی آنکھوں کی سبزی اس قدر دیدہ زیب تھی جو آنکھوں کے لئے ایک نعمت تھی۔ زانہی۔ ہے اس قدر تھکے تھے کہ شاخ نظر نہ آتی تھی چل اس قدر زیادہ تھے کہ ان میں پتے چھپ گئے تھے۔

۳۔ سدرہ۔ سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان پر ایک پیری کے درخت جیسا درخت ہے جو حضرت جبریل کی پرواز اور مخلوق کے علم کی انتہا ہے۔ خلا۔ یعنی سدرۃ المنتہی سے بالائی حصہ۔ گاو و ماہی۔ مولانا نے عوام کے عقیدہ کے مطابق یہ شعر فرمادیا ہے عوام میں یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگ پر قائم ہے اور وہ گائے مچھلی کی پشت پر کھڑی ہے۔ نخ شاں۔ جڑ میں تری وارگی نہیں ہوتی لیکن ان درختوں کی جڑ بھی پر رونق اور تروتازہ تھی۔

میوہ! کہ برشگا فیدے ز زور ہنچو آب از میوہ جستے برق نور
زور میں آکر جو پھل پھٹتا تھا پانی کی طرح نور کے کوندے پھل سے ٹپکتے تھے

مخفی بودن آں درختاں از چشم خلق

ان درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

۱۔ میوہ۔ پھل خوب پک کر پھٹنے لگتا ہے۔ اس عجب۔ لاکھوں انسان وہاں سے گزر رہے تھے لیکن وہ ان درختوں کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ ز آرزو۔ یہ بھی نہیں تھا کہ ان لوگوں کو سایہ کی ضرورت نہ ہو۔

۲۔ ختم کردہ۔ ان لوگوں کے ان درختوں کو کوند کچھ سکنے کی وجہ یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نگاہوں پر مہر لگا دیں تھیں۔ نہاد۔ بنات آفتش کا ایک چھوٹا سا ستارہ ہے یعنی وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس قدر منور چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیک۔ یعنی یہ لوگ اولیاء سے ملنے کی جدوجہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے مہر زائل کرنے کی تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خلو خواہ امیدوار بھی ہیں۔ سب بوسیدہ۔ یعنی علوم و اسرار خداوندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دنیاوی علوم کے حصول میں دست و گریباں ہیں۔

۳۔ گفت۔ اس نور کا ہر حصہ اس کی تمنا کرتا تھا کہ کاش قوم اس کو پہچان لے اور ان کے ذریعہ نجات پر پہنچے۔ بانگ۔ اس نور کی پکار پر غیرت خداوندی کی طرف سے آواز آئی کہ ان کو دعوت نہ دے ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی گئی ان کے لئے اب کوئی جائے باہ نہیں ہے مستعد۔ سعادت حاصل کرنے والا۔

صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت

جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان

از گلیمے سائبال می ساختند

کپڑوں کے سائبال بناتے تھے

صد تفو بر دیدہائے پیچ پیچ

ایسی کج آنکھوں پر سوار تف ہے

کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا

کہ چاند کو نہ دیکھیں سہا کو دیکھ لیں

لیک از لطف و کرم نومیدنے

لیکن لطف اور کرم سے نا امید بھی نہیں

پختہ می ریز دچہ سحرست اے خدا

کے گر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیسا جاودہ ہے

درہم افتادہ بہ یغما خشک خلق

لوٹ مار میں پیاسے باہم لڑ رہے تھے

و مبدیہ یالیت قوم می یعلمون

ہر وقت کاش میری قوم جان لیتی

سوئے ما آسید خلق شور بخت

بدبخت لوگو! ہلکی طرف آؤ

چشم شال بستیم کلا لاوژر

ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں ہر گڑبھ کا نہیں ہے

تا ازیں اشجار مستعد شوید

تاکہ تم ان درختوں سے منتفع ہو

اس عجب تر کہ برایشاں می گذشت

یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ ان پر گزرتے

ز آرزوئے سایہ جاں می باختند

سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے

سایہ آں را نمی دیدند پیچ

وہ ان درختوں کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے

ختم کردہ قبر حق بر دیدہا

اللہ تعالیٰ کے قبر نے آنکھوں پر مہر لگا دی تھی

ذرہ را بیند و خورشید نے

ذرہ کو دیکھ لیں اور سورج کو نہ دیکھیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا

قافلے مفلس اور یہ پھل

سیب بوسیدہ ہی چیدند خلق

لوگ سڑے ہوئے سیب چن رہے تھے

گفت ہر برگ و شکوفہ آں غصون

ان شاخوں کا ہر پتہ اور کلی کہہ رہی تھی

بانگ می آمدز سوئے ہر درخت

ہر درخت کی جان سے آواز آ رہی تھی

بانگ می آمدز غیرت بر شجر

درخت کو غیرت خداوندی کی جانب سے آواز آئی

گر کسی گفت شال زیں سوروید

اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ

جملہ امیگفتند کایں مسکین مست

سب کہتے تھے کہ یہ بیچارہ مدہوش

مغر ایں مسکین ز سودائے دراز

اس بیچارے کا دماغ طویل وہم سے

اوعجب می ماند یارب حال چیست

وہ تعجب میں رہ جاتا اے خدا! یہ کیا حال ہے؟

خلق گونا گوں بصد رائے و عقل

مختلف قسم کے لوگ ہنگاموں کے عقل کے ہوتے ہوئے

عاقدان و زیر کاں شاں ز اتفاق

ان میں سے کبھار اور ذہین بلا اتفاق

یا منم ۱ دیوانہ و حیراں شدہ

یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من

میں ہر دم آنکھیں ملا ہوں کہ میں

خواب ۲ چہ بود بر درختاں میروم

خواب کیا ہوتا ہے میں درختوں پر گھم رہا ہوں

باز چوں من بنگرم در منکراں

پھر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں

باکمال احتیاج و اختصار

پوری احتیاج اور ضرورت کے باوجود

ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت

درخت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں

در ہریمت زیں درخت وزیں شمار

ان درختوں اور پھلوں سے پیچھے نہتے ہوئے

بازی گویم عجب من بیخوم

پھر میں کہتا ہوں کہ میں عجیب بیخوم ہوں

از قضاء اللہ دیوانہ شد ست

اللہ کے حکم سے دیوانہ ہو گیا ہے

وز ریاضت گشتہ فاسد چوں پیاز

اور مجاہدے سے پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

خلق را ایں پردہ و اضلال چیست

لوگوں کی عقل پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے

یک قدم آں سونمی آرند نقل

اس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

گشتہ منکرز آتچنین باغ و عاق

ایسے باغ کے منکر اور باغیان بن گئے

دیو چیزے مرا بر سر زدہ

شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کر دیا ہے

خواب بینم یا خیال اندر زمن

دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال محض ہے

میوہا شاں می خورم چون نگریم

میں ان کے پھل کھا رہا ہوں گرویدہ کیسے نہ ہوں؟

کہ ہمی گیرند زیں بستاں کراں

کہ وہ اس باغ سے کنادہ کر رہے ہیں

ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار

اور کچھ بچلوں کی آرزو میں جان کھوتے ہوئے

میرمند ایں بے نولیاں آہ سخت

یہ بے سہلا سخت آہیں بھر رہے ہیں

ایں خلاق صد ہزار اندر ہزار

یہ لوگ لکھو لکھو

دست در شاخ خیالی در زم

ایک خیالی شاخ کو پکڑ رہا ہوں

۱۔ جملہ دعوت الی اللہ کے جواب میں منکرین کی جانب سے داعی کو یہی جواب ملا ہے۔ ریاضت۔ چونکہ اس داعی نے مشقتیں برداشت کی ہیں اور مجاہدے کئے ہیں لہذا دماغ میں خشکی آگئی ہے۔ لہذا عجب داعی کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر واضح علامتوں کے یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقدان۔ دنیا کے معاملات میں سب عقائد ہیں لیکن اس روحانی چمنستان کے بے عقل سے منکرین مدہوش ہیں۔

۲۔ یا منم۔ منکرین کے انکار سے داعی میں خود اپنے بارے میں سو سے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

۳۔ خواب۔ وہ داعی پھر سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ میں نفس و سر میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان سے قطع اندوز ہو رہا ہوں۔ باز۔ غرضیکہ داعی کے سامنے ایک طرف حقیقتیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف منکرین کا بالاتفاق انکار تو اس کو شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ز اشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ ان چیزوں کی ان کو طلب و احتیاج نہ ہو۔

ایں احوال استیاس الرسل لے عمو
ہا لے چا بے نسل رسل پڑہ
ایں قرأت خواں کہ تخفیف کذب
یہ قرأت پڑہ کیونکہ کذب کو تخفیف سے پڑھنا
در گماں افتاد جان انبیاء
انبیاء کی جان شک میں پڑ گئی
جاء ہم بعد الشکک نصرنا
شک میں پڑ جانے کے بعد ان کے پاس ہماری مدد پہنچی
میخور و میدہ بدال کش روزی ست
کھا اور اس کو دے جس کا مقدر ہے
خلق گویا لے عجباں بانگ چست
لوگ کہتے تھے ہائے تعب یہ آواز کیسی ہے؟
کیج کشتیم از دم سو دایاں
ہم ان دیوانوں کی باتوں سے احمق بن گئے
چشم می مالیم و اینجا باغ نیست
ہم آنکھیں ملے ہیں اور اس جگہ باغ نہیں ہے
اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا
تعب ہے اس قدر طویل قصہ
من همیگویم چو ایشاں اے عجب
میں بھی ان کی طرح کہتا ہوں تعب ہے

تَا ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا
ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا
ایں بود کہ خویش بیند محجب
یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو محبوب دیکھے
ز اتفاق منکری شقیّا
بدبخت منکروں کے باہم متفق ہو جانے سے
ترک شاں گو بردخت جاں برآ
ان کو چھوڑ روح کے درخت پر آ
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی ست
ہر وقت اور ہر لحظہ عجائب کا سکھانا ہے
چونکہ صحرا از درخت و برتہی ست
جبکہ جنگل درختوں اور پھولوں سے خالی ہے
کہ نزدیک شما باغ ست و خواں
کہ تمہارے نزدیک باغ اور خواں ہے
یایا بانمست یا مشکل رہیست
یا تو جنگل ہے یا دشوار گزار راستہ ہے
چوں بود بیہودہ و ہزل و خطا
بیہودہ اور مذاق اور غلط کیسے ہو سکتا ہے؟
آچنیں مہرے چراز صنع رب
اللہ تعالیٰ کی کارگیری نے ایسی مہر کیوں لگا دی ہے؟



۱۔ ہیں۔ مولانا نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ منکروں کے انکار سے خود دماغ میں اپنے اور حقائق کے بارے میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب اس مضمون کی تائید میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں قرآن پاک میں ہے: خَلَقُوا أَنفُسَهُمْ فَذَلِكُنَّ أَصْحَابُ الْغُلُوبِ
نصرتاً اس آیت میں لفظ کذبوں میں ذکر آئیں ہیں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت ہے وہ اس لفظ کو کُذِبُوا لیل کی تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں اس قرأت پر ترجمہ یہ لگا۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو ان کے پاس ہماری مدد پہنچی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس لفظ کو کُذِبُوا پڑھتے تھے اس صحت میں ترجمہ ہوگا کہ ان رسولوں کو یہ دوسرا آنے لگا کہ ان سے مدد کا وعدہ غلط کیا گیا تھا۔ مولانا اپنے سابق مضمون کی مطابقت میں اس لفظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ محجب۔ یعنی یہ بدگلی اس وقت ہوتی ہے جب وہ دماغ اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے روکا گیا سمجھنے لگتا ہے۔

۲۔ ترک شان۔ یعنی اس داعی کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ ان منکروں سے قطع نظر کر لے اور خود ان فیسی اسرار و معارف سے فائدہ اٹھا اور ان لوگوں کو فائدہ پہنچنا جن کے مقدر میں فائدہ ہے۔ سحر آموز۔ یعنی اولیاء اللہ سے ہر وقت عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ خلق گویا۔ منکر کہتے ہیں کہ یہاں نہ باغ ہے نہ بھل یہ شخص کیوں ان کی دعوہ دے رہا ہے۔ سحر آموز۔ اور وہ منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان دیوانے داعیوں نے ہمیں دیوانہ بنا دیا۔ یہ داعی یہ کہتے رہتے ہیں۔ چشم مالیم۔ منکر کہتے ہیں ہم اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا صرف بیابان اور شکل راستہ ضرور نظر آتا ہے۔ اے عجب۔ داعی کہتے ہیں کہ اس قدر طویل واقعات اور حقائق غلط اور وہم کیسے ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے مہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے یہ اندھے بہرے ہیں نہ کچھ سکتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

زیں ! تنازعہا محمدؐ در عجب
انہیں قسم کے اختلافات سے محمدؐ تعجب میں تھے
زیں عجب تا آل عجب فرقیست ژرف
اس تعجب اور اس تعجب میں گہرا فرق ہے
اے قوتی تیز تر راں ہیں خموش
اے قوتی تیز چلا خبردار! چپ ہو جا
در تعجب نیز ماندہ بولہب
بولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا
تاچہ خواہد کرد سلطان شگرف
دیکھو! عظیم شہنشاہ کیا کرے گا
چند گوئی چند چوں قحط ست گوش
جبکہ سمجھنے والے کان کا قحط ہے کتنا کہے گا

یک درخت شدن آل ہفت درخت در نظر او

ان کی نگاہ میں ان سات درختوں کا ایک درخت بن جانا

گفت را ندم پیشتر من نیکنخت
(قوتی نے) فرمایا میں سعادت مند آگے بڑھا
ہفت ۱ می شد فردی شد ہر دے
”کبھی سات ہو جاتے“ کبھی ایک
بعد از ان دیدم درختاں در نماز
اس کے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا
یک درخت از پیش مانند امام
امام کی طرح ایک درخت آگے
آں ۳ قیام و آں رکوع و آں سجود
”قیام“ ”رکوع“ ”سجود“
یاد کردم قول حق را آں زمان
اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آیا
اس درختاں را نہ زانو نے میاں
اللہ درختوں کے نہ زانوں ہے نہ کمر
آمد الہام خدا کاے بافروز
خدا کا الہام آیا کہ سے پرور
باز شد آل ہفت جملہ یک درخت
پھر ”سب سات (درخت) ایک ہو گئے
من پساں می گشتم از حیرت ہے
میرا بھی حیرت سے ”عجب حال تھا
صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز
صف بنائے ہوئے جماعت کی طرح ساز و ملان کے ہوئے
دیگراں اندر پس او در قیام
دوسرے اس کے پیچھے قیام میں
از درختاں بس شگفتہ می نمود
درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا
گفت والنجم و شجرا یسجدان
فرمایا ہے بتلیں اور درخت سجدہ کرتے ہیں
ایں چه ترتیب نمازست آنچناں
اس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟
ایں عجب داری زکار ما ہنوز
تجھے اب تک ہدایت کام پر تعجب ہے

۱۔ زیں تنازعہا۔ اسی قسم کے جھگڑے آنحضرتؐ کے ساتھ قریش نے کئے اس طرف ان کے انکار پر آنحضرتؐ کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضرتؐ کی دعوت پر بولہب کے تعجب ہوتا تھا۔ ایں عجب۔ یعنی داعی کا قوم کے انکار پر تعجب اور مشرکین کا داعی کی دعوت پر تعجب ان دونوں میں انجام کا اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

۲۔ ہفت۔ ان سات درختوں کا بھی ایک بننا کبھی سات بن جانا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد از ان۔ اس کیفیت کے بعد ان سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور ان میں سے ایک امام بن گیا۔

۳۔ آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی والنجم والسجود یسجدان یعنی زمین وغیرہ پر پھیلنے والی بتلیں اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو۔ نماز میں کھڑا ہوا جاتے ہیں اور اتحیات میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے ان درختوں کے نہ کمر ہے کہ یہ کھڑے ہو سکیں نہ زانو ہے کہ اس کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

ہفت مرد شدن آل ہفت درخت

ان سات درختوں کا سات مرد بن جانا

بعد ا دیرے گشتہ آتہافت مرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ درخت سات مرد بن گئے
چشم می مالم کہ آں ہفت ارسلان
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)
چوں بہ نزدیکی رسیدم من زراہ
جب میں راستہ سے ان کے قریب پہنچا
قوم گفتندم جواب آں سلام
قوم نے مجھ سے اس سلام کے جواب میں کہا
گفتم آخر چوں مرا بشناختند
میں نے دل میں کہا وہ مجھے کیسے پہچان گئے؟
از ضمیر من بدستند زود
وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے
پانچم دادند کالے جان عزیز
انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اسے پیادے
برد لے گورا تحیر با خداست
اس دل پہ جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے
گفتم ار سوائے حقائق بشکفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم کلفت ہو
اس سخن چوں آماز من در خطاب
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی
گفت اگر اسے شود غیب از ولی
کہا اگر ولی سے کوئی نام غائب ہو
بعد ازاں گفتند مارا آرزو
میں نے کہا انہوں نے کہا ہماری تمنا
گفتم آرے لیک یک ساعت کہ من
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر بعد کیونکہ میں

جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے
تاکیا نندوچہ دارند از جہاں
کون ہیں اور دنیا سے کا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟
کردم ایثاں را سلام از اجتہاد
ہوش سے میں نے ان کو سلام کیا
اے دقتی مفر و تاج کرام
اے دقتی بزرگوں کے لئے باعث فخر اور تاج
پیش ازیں بر من نظر نیند اختند
اس سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے
یک دگر را بنگرید نداز فرود
پنجی نظروں سے ایک نے دھڑے کو دیکھا
چوں پوشیدہ دست لہنہا بر تو نیز
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟
کے شود پوشیدہ راز چپ و راست
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟
چوں ز حرف واسم رکی و اقفید
رکی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟
آں شہاں در حال گفتندم جواب
ان شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا
آں ز استغراق داں نز جاہلی
تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ نہ کہ لاطمی سے
ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
تیری اقتدار کو کرنے کی ہے اے حسین!
مشکلاتے دارم از دور زمن
زمانہ کے انقلاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

۱۔ بعد دیرے تھوڑی دیر کے بعد
میں نے دیکھا کہ وہ سات درخت
پھر انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں
یعنی اتحیات بینہ کر پڑھ رہے ہیں۔
ارسلان۔ شیر۔ چہ۔ دارند۔ یعنی انکا
دنیا میں کس قدر اونچا مرتبہ ہے۔
انتہا آگاہی۔ مفر۔ جائے فخر۔
۲۔ بشناختند۔ چونکہ انہوں نے نام
لیا تھا۔ فرود۔ یعنی پنجی نگاہوں سے
ایک نے دھڑے کو دیکھا۔ برو۔
جس قلب کو اللہ کے ساتھ مقام
حیرت کا قرب حاصل ہوتا ہے اس پر
سب غفلت یا تمسک شرف ہو جاتی ہیں۔
۳۔ پوشیدہ۔ میں نے ان بزرگوں
سے کہا کہ اولیاء کی حقیقتوں کی طرف
توجہ دینی ہے اور وہ صرف ان کا ادا رک
کرتے ہیں رکی نام کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے نہ ان کو اس ادا رک ہوتا
ہے تو آپ نے میرا نام دقتی کیسے
جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی
معرفت حق میں مستغرق رہتا ہے
اس لئے رکی ناموں کا ذہول ہو جاتا
ہے یہ نہیں ہے کہ ان کو بالمشائی توجہ کے
ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں
ہے۔ اقتدا نماز میں مقتدی بننا۔

تا شود آں حل بہ صحبتہائے پاک

تاک پاک صحبتوں سے وہ حل ہو جائیں
دانہ پر مغز باخاک و ذرم
پر مغز دانہ نے افسردہ منی کو
خویشستن در خاک گلی محو کرد

دانہ نے اپنے آپ کو پالکیہ منی میں ملا دیا

از پس آں محو قبض او نماند

اس کے بعد اس کا سناؤ باقی نہ رہا

پیش اصل خویش چوں بخویش شد

جب وہ اپنی اصل کے سامنے بخود ہو گیا

سر چنیں کردند ہیں فرماں تراست

انہوں نے سر اس طرح کیا ہلی جو تیرا حکم ہو

ساعتے باآں گر وہ مجھے

تھوڑی دیر کے لئے اس پر گزیدہ گروہ کیساتھ

ہمدل ساعت ز ساعت دست جاں

اسی وقت روح زمانہ سے آزاد ہو گئی

جملہ سملو نہ باز ساعت خاستست

سارے تغیرات زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں

ساعتے بیرون شواز ساعت دلا

اے دل تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جا

چوں ز ساعت ساعتے بیرون شوی

جب تو تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جائے گا

ساعت از بے ساعتی آگاہ نیست

زمانہ بے زمانہ پن سے واقف نہیں ہے

ہر نفر راہر طویلہ خاص او

ہر شخص کو اس کے خاص طویلہ

کہ بہ صحبت روید انگورے ز خاک

کیونکہ صحبت سے منی سے انگور اگتا ہے

خلوتی و صحبتی کرد از کرم

کرم سے خلوتی اور ساتھی بنایا ہے

تا نماندش رنگ و بو و سرخ و زرد

حتی کہ اس کا رنگ بو اور سرخ و زرد باقی نہ رہا

برگشاو و بسط شد مرگب براند

کھل گیا اور پھیل گیا، سولی بڑھا دی

رفت صورت جلوہ معنیش شد

صورت ختم ہو گئی اس کے باطن کا جلوہ نمودار ہو گیا

تفت دل از سر چنیں کردن بخاست

اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا

چوں مراقب گشتم و از خود جدا

جب میں مراقب اور اپنے سے جدا ہوا

زانکہ ساعت پیر گرداند جوان

کیونکہ زمانہ جوان کو بوڑھا بنا دیتا ہے

رست از تلوین کہ از ساعت برست

جس کو زمانہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا

تاز چوئی وار ہی وار چرا

تاکہ تو چون و چرا سے نجات پالے

چوں نماند محرم نیچوں شوی

چوں ختم ہو جائے گی تو بے چوں کا محرم ہلا بن جائے گا

زانکہ آں سو جزو تحیر راہ نیست

کیونکہ اس جانب تحیر کے علاوہ کسی کا راستہ نہیں ہے

بستہ اند اندر جہلی جستجو

تک و وہ کی دنیا میں ہانڈھ دیا ہے

۱۔ تا شود صحبت میں بڑی تاثیر
ہے چ منی اور پانی کی صحبت اختیار
کرتا ہے تو انگور بن کر ابھرتا ہے۔
و ذرم۔ افسردہ اندامیں۔ خوشستن۔
دانہ بالکیہ منی میں مل گیا اپنا رنگ و بو
سب ختم کر دیا۔ قبض۔ سناؤ۔ بسط۔
پھیلاؤ۔

۲۔ پیش اصل۔ یعنی دانہ نے
اپنے آپ کو منی میں ملا دیا تو اس کا
ظاہر ختم ہو گیا اور اس کے باطن نے
جلوہ گری شروع کر دی۔ سر چنیں۔
یعنی انہوں نے سر سے ایسا اشارہ کیا
جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا
مانیں گے۔ چنیں۔ منتخب۔ ہمدل۔
یعنی مراقبہ کرتے ہی میں وہ زمانہ
سے باہر نکل گیا۔

۳۔ جملہ۔ یعنی عالم کے سارے
تغیرات وہ زمانہ کی وجہ سے ہیں جو
فصل وہ زمانہ سے بالاتر ہو جائے
اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تاز چوئی۔
انسان اگر وہ زمانہ سے بالاتر ہو جائے
تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے۔
چوں نماند۔ جب انسان چوں و چرا
سے آزاد ہو جائے تو وہ خدائے نیچوں کا
ہمراز بن جاتا ہے۔ ساعت۔ جو
لوگ زمانہ میں مقید ہیں وہ لازمی
ذات باری کی طرف راہ پاب نہیں ہو
سکتے۔ ہر نفر۔ طلب و جستجو میں ہر
سالک اور غیر سالک کی ایک حد مقرر
ہے مگر ان غیب مقرر ہے کہ اس کو
اسی مقام پر رہیں۔ طویلہ۔ اصل طویل
یہاں مقام خاص مراد ہے۔

مُنْتَصِب بر هر طویلہ رانفس۱
 ہر اسٹبل پر ایک چاہک سود مقرر ہے
 از ہوس گراز طویلہ بکسلد
 اگر ہوس کی جہ سے اسٹبل سے نکلے
 در زماں آخر چیان پُست و خوش
 فوراً پست لہ ہوشید سائیں
 حافظاں را اگر نہ بنی اے عیار
 اے کمرے اگر تو نگہبانوں کو نہیں دیکھتا ہے
 اختیارے می گنی و دست و پا
 تو ایک چیز اختیار کرتا ہے اور تیرے ہاتھ پاؤں
 رُوئے در انظار حافظ برودہ
 تو نے محافظ کے انکار کا رخ کر لیا ہے
 جو بد ستوری نیاید را فضا
 اجازت کے بغیر کوئی نا فرمان باہر نہیں آ سکتا
 در طویلہ دیگران سر برگند
 لہ دھروں کے اسٹبل میں گھسے
 گوشہ افسار او گیرند و کش
 اس کی بچاڑی کا سر پکڑتے لہ کھینچ لیتے ہیں
 اختیارت را بہ میں بے اختیار
 اپنے اختیار کم بے اختیار دیکھ لے
 بر کشادست چرا حبسی چرا
 کھلے ہوئے ہیں تو رکا ہوا کیوں ہے؟
 نام تہدیدات۲ نفس کردہ
 اس کا نام تو نے نفس کی تہدیدات رکھ لیا ہے

۱۔ رانفس۔ گھوڑے کو سدھانے والا۔ رانفس۔ نا فرمان، سرکش۔ آخر چیل۔ آخر جی، گھوڑے کا سائیں۔ افسد۔ بچاڑی۔ حافظاں۔ اگر انسان اپنے اس نگہبان نبی کو نہیں دیکھ سکتا تو اس کے جوہ کو اس سے بچھ لے گا انسان ہر چند کوشش کرتا ہے لہ ہر طرح سے کوشش کے لئے آزاد ہوتا ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی شیئی بندش ہوتی ہے۔

۲۔ نام تہدیدات۔ یعنی تم اس سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹ محافظ نبی کی وجہ سے ہے یہ کہنے لگتے ہو کہ انسان کو رکاوٹ نفس کے لہوہ کی وجہ سے پیش آ جاتی ہے۔

۳۔ اے امام۔ یعنی تم اے امام ہو جس کی باطنی چشم کھلی ہوتی ہے لہ امامت کے لئے ایسا ہی شخص مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔ د شریعت۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اندھے کہ بچے نماز مکر وہ ہے چشم روشن۔ روشن ضمیر امام بہتر ہے خواہ اس کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قدر نجاست۔

پیش رفتن دقوتی بامامت آل قوم
 دقوتی رحمت اللہ علیہ کا اس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ایں سخن پایاں نہ دارد تیز دو
 ان باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دو
 اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گذار
 اے یکتا دو رکتیں ہے ادا کر
 اے امام چشم روشن در صلوٰۃ
 اے نماز میں روشن چشم والے امام
 در شریعت ہست مگر وہ اے کیا
 اے بزرگ! شریعت میں مکر وہ ہے
 گرچہ حافظ باشد و پُست و فقیہ
 وہ اندھا اگرچہ حافظ لہ ہوشید لہ فقیہ ہو
 کور را پرہیز نبود از قدر
 اندھے کا گنگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے
 ہیں نماز آمد دقوتی پیش شو
 خبردار! نماز کا وقت آ گیا آگے ہو جا
 تلمزین گردد از تو روزگار
 تاکہ زمانہ تیری جہ سے ہادق بن جائے
 چشم روشن می باید پیشوات
 تیرا امام روشن چشم ہونا چاہیے
 در امامت پیش کردن کور را
 اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا
 چشم روشن بہ و گر باشد سفیہ
 روشن چشم والا بہتر ہے خواہ ان پڑھ ہو
 چشم باشد اصل پرہیز و حذر
 بچاؤ لہ پرہیز کی بنیاد آنکھ ہوتی ہے

۱۔ مہر گزرتا چلنا پھرنا۔ کھری باطن یا اگر انسان دل کا اندھا ہے تو وہ مجسم شر ہے۔ کھر ظاہر۔ ظاہری اندھے پر تو ظاہری نجاست ہوتی ہے جس کا ازلہ آسان ہے لیکن باطن کے اندھے میں باطنی نجاست ہے جس کا ازلہ بڑا دشوار ہے۔

۲۔ جو باب چشم ظاہری نجاست پانی سے دھو دی جاتی ہے لیکن باطنی نجاست صرف آنسوؤں سے دھلتی ہے۔ کافر۔ خدا نے کافر کو جس باطنی نجاست کی وجہ سے قرار دیا ہے اس نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدبو تھوڑی دور تک پھیلی ہے لیکن باطنی نجاست کی بدبو بہت دور تک پھیلی ہے۔ بلکہ باطنی نجاست کی بھرف دنیا ہی تک نہیں آسمانوں تک پھیلی ہے۔ رضوان۔ داروغہ جنت۔

۳۔ انچی گویم۔ میں نے جو کچھ بتائے وہ تیری عقل کی بقدر بتائے ہیں کوئی پورا سمجھ دے گا تو تفصیل بیان کروں گا مجھے اس کی تمنا ہے۔ فہم۔ انسان کے بدن اور فہم کی مثل گھڑے اور اس کے پانی کی سمجھو۔ اس سو۔ بدن کے ٹھلیاں میں حواس خمسہ بمنزلہ پانچ سوراخوں کے ہیں اگر ٹھلیاں کے سوراخ بند کئے جائیں تو ٹھلیاں میں نہ برف رہے گا جس سے پانی بنائے نہ پانی اس طرح اگر حواس خمسہ کی حفاظت نہ کی جائے گی تو فہم ضائع ہو جائے گی۔ فہم غصوا۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ بُصَارِهِمْ اِذَا بَلَغُوا مَوْجِزًا مِنْ مَكَانٍ اَوْ يَحْتَفِلُونَ فِيْ

اُو پلیدی را نہ بیند در عبور ا
وہ گزرنے میں گندی کو نہیں دیکھ سکتا ہے
کوری باطن بود کان شرور
باطن کا اندھا پن برائیوں کی کان ہے
کور ظاہر در نجاست ظاہر ست
ظاہری اندھا ظاہر نجاست میں ہے
ایں نجاست ظاہر از آبے رَوَد
یہ ظاہری نجاست پانی سے دور ہو جاتی ہے
جوز باب چشم نتوں شستن آل
اس کو آنکھ کے پانی کے سوا نہیں دھ دیا جا سکتا
چوں نجس خواندہ است کافر را خدا
جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے
ظاہر کا فرملوث نیست زیں
کافر کا ظاہر اس سے ملوث نہیں ہے

ایں نجاست بُولِش آید بیست گام
اس نجاست کی بدبو میں قدم سے آتی ہے
بلکہ بُولِش آسمانها بر رَوَد
بلکہ اس کی بدبو آسمان تک جاتی ہے
آنچه میگویم بقدر فہم تست
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر ہے
فہم آب ست و وجود تو سیو
تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھلیاں ہے
ایں سیور اینچ سور اخست ژرف
اس ٹھلیاں میں پانچ گہرے سوراخ ہیں
اَر غُضُّوا غُضَّةَ ابْصَارِکُمْ
تو نے اپنی نگاہوں کو پست رکھو کا حکم

ہیچ مومن رامبادا چشم کور
خدا کرے کسی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو
زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور
کیونکہ اس کے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے
کور باطن در نجاست سرست
باطن کا اندھا باطنی نجاستوں میں ہے
واں نجاست باطن افزوں میشود
باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے
چوں نجاست باطن شد عیاں
جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں
ایں نجاست نیست بر ظاہر دُرا
یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے
آں نجاست ہست در الخاق و دیں
وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے
واں نجاست بُولِش از رے تابشام
اس نجاست کی بدبو رے سے شام تک ہے
بر دماغ خور و رضواں بر شود
خود اور رضوان کے دماغ پر چھپا جاتی ہے
مُردم اندر حسرت فہم درست
پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا
چوں سیو بشکست ریزد آب زو
جب ٹھلیاں ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے
اندرونے آب ماند خود نہ برف
اس میں نہ پانی ٹھہرے نہ برف
ہم شنیدی راست نہادی تو ہم
بھی سنا تو نے صحیح کان نہ دھرا

از دہانت نطق فہمت را برد
تیرے منہ کی گفتگو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے
پنچنیں سور اخبائے دیگر
اسی طرح تیرے دھرمے سوراخ
گزر دیا آب را بیروں گئی
اگر تو دیا سے پانی باہر نکالے
بیگہ است ارے بگویم حال را
بے موقع ہے وہ نہ میں تجھے حل بتاتا
کال ۲ عوضها وال بدلہا بحر
وہ عوض اور وہ بدلے دیا میں
صد ہزاراں جانور زوی خورند
اس میں سے لاکھوں جانور پیتے ہیں
باز دریا آں عوضها می کشد
پھر دیا ان بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے
قصہ آغاز کردیم از شتاب
جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیے
اے ۳ ضیاء الحق حُسام الدین را
اے عقلمند ضیاء الحق حُسام الدین
تو بنا در آمدی در جان و دل
تم دل و جان میں عدت سے آئے
چند کرم مدح قوم ماضی
میں نے گزشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں
خانہ خود را شناسد خود دعا
خانہ خود کو پہچان لیتا ہے
بہر کتمان مدح ازنا محل
تعریف کو کتمان سے چھپانے کے لئے

گوش چوں ریگ آب فہمت را خورد
کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو پی جاتا ہے
می کشاند آب فہم مضمرت
تیری چھپی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھول دیتے ہیں
بے عوض آں بحر راہا مول گئی
بغیر بدلے کے اس دیا کو جنگل بنا دے
مدخل اغواض را و ابدال را
غوضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا
از کجا آید ز بعد خرچہا
خرچ کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟
ابراہیم از بُروش می برند
ابراہیم پانی اس میں سے باہر لے جاتے ہیں
از کجا دانند اصحاب رشد
کہاں سے؟ ہدایت یافتہ جانتے ہیں
ماند بے مخلص درونِ ایں کتاب
اس کتاب مثنوی کا باطن بے مقصد رہ گیا
کہ فلک و ارکان چو تو شاہے نزا
کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شاعر نہ جانا
اے دل و جان از قدم تو خجل
تمہاری تشریف آوری سے دل و جان شرمندہ ہیں
قصہ من زانہا تو بودی ز اقتضا
تقصائے طبع سے تم ہی ان سے میرا مقصود تھے
تو بنام ہر کہ خواہی گن ثنا
تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر
حق نہادست ایں حکایات و مثل
اللہ تعالیٰ نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنا دی ہیں

۱۔ از دہانت۔ یعنی یہودہ گفتگو
سے بھی فہم برباد ہوتی ہے گوش۔
کان سے غلط باتیں سنیں گاتو فہم برباد
ہوگی۔ گزر دیا۔ اولیاء کے حواس خسہ
کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھٹاؤ ہوتا ہے
لیکن وہ اس کا عوض اور بدلہ حاصل کر
لیتے ہیں۔ ایک وقت نہیں ہے نہ
میں سمجھتا کہ بولیا، کو یہ عوض اور بدلہ
کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔
۲۔ کال عوضها۔ بڑے دیاؤں کا
پانی خرچ ہوتا رہتا ہے۔ آمد بدلہ
دیاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں
سمند کا پانی بخدات میں تبدیل ہو کر
بناتا ہے۔ قصہ۔ میں نے اس کتاب
میں قصے بیان کرنا شروع کر دیے۔
۳۔ اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا
تعلق بارہویں شعر کے آخری مصرع
برنویس سے ہے درمیان میں ضیاء
الحق کی تعریف ہے۔ راہ عقلمند
بزرگ۔ ناہ۔ یعنی ضیاء الحق کی
شخصیت ناہ زمانہ ہے۔ چو کہ
میرادل تیرے شلیان شان نہیں ہے
اچھا۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ
یہی ہے کہ تیرا ذکر و حدیث دیگر
کرنا ہوں۔ بہر کتمان۔ اصل شخص کو
مخفی رکھنے کے لئے اس کو کسی مثل
ذریعہ کر کیا جاتا ہے۔

لیک پذیرد خدا جُہدِ لَمَقْل
لیکن اللہ تعالیٰ تبار کی کوشش قبول فرما لیتا ہے

کزدو دیدہ گور دو قطرہ گفاف
دو آدمی آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں

کہ سُتودم مجمل ایں خوش نام را
کہ میں نے مجمل اس پیدے نام کی تعریف کی ہے

تا خیالِش را بدنداں کم گزد
تاکہ ان کے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹیں

در وثاقِ موشِ طوطی کے غنود
چوہے کے بل میں طوطی کب سوتی ہے؟

موئے ابرو سے یست آں نے ہلال
وہ اس کی ابرو کا بال ہے نہ کہ چاند

بر نویس اکنوں دقوتی پیش رفت
اب لکھو کہ دقوتی آگے ہو گئے

گر چہ آں مدح از تو ہم آمدِ خجل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے

حق پذیرد کسرہ دار و معاف
اللہ تعالیٰ ٹکڑا قبول کر لیتا ہے زیادہ سے معاف رکھتا ہے

مُرغ و ما ہی داند آں ابہام را
اس اجمل کو پرندہ اور مچھلی سمجھتے ہیں

تا بر و آہِ حسوداں کم و زو
تاکہ حاسدوں کی آہ ان پر نہ ٹکے

خود ۲ خیالِش را کجا یابد خسود
ان کے خیال کو جہاد کب پائے گا؟

آں خیال او بود از احتیال
وہ اس کا بیلونی خیال ہے

مدح تو گویم بروں از پنج و ہفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کروں گا

پیش رفتن دقوتی با مامت آں قوم غیبی

اس غیبی قوم کی امامت کے لئے دقوتی کا آگے بڑھنا

مدح جملہ انبیاء آمدِ عجین
سب نبیوں کی تعریف گندی ہوئی ہے

گوزہا در یک لگن در ریختہ
پیالوں کو ایک طشت میں ڈال دیا

کیشہازین روئے جو یک کیش نیست
اس اعتبار سے مذاہب بھی ایک کے علاوہ نہیں ہیں

بر صُور و اشخاص عاریت بود
صورتوں اور شخصوں کے لئے عارضی ہوتی ہے

در تحیات ۳ و سلامِ صالحین
التحیات اور نیکیوں پر سلام میں

مدحہا نغد جملگی آمیختہ
سب کی ملی جلی تعریف ہو گئی

زانکہ خود ممدوح جو یک بیش نیست
اس لئے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے

وانکہ ہر مدے بنورِ حق رَوَد
سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف جلتی ہے

۱۔ گرچہ۔ میری تعریفیں تیرے مرتبہ سے کم ہیں۔ کسرہ رونی کا ٹکڑا ایک گدا سے اللہ تعالیٰ رونی کا ایک ٹکڑا بھی قبول فرما لیتا ہے اور زیادہ مقدار کے صدقہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ کزدو دیدہ۔ اللہ کے یہاں آنکھوں کے دو آنسوؤں کی وہ قدر ہے جو بڑے سے بڑے مل کی قدر نہیں ہے۔ ابہام۔ یعنی میں نے جو تعریفیں کی ہیں ان سے مقصود۔ ضیاء الحق۔ ہیں۔ تابرو۔ ضیاء الحق کا نام صراحتہ اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسدان پر حسد نہ کریں۔

۲۔ خود خیالِش۔ ضیاء الحق کا تصور حاسدوں کے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ ان کے تصور اور حاسدوں کے دماغوں کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی ہے۔ احتیال۔ ان حاسدوں کے ذہن میں۔ ضیاء الحق کا حقیقی تصور نہیں ہے بلکہ بیلونی ہے جیسا کہ بعض چاند دیکھنے والوں کو اپنی ابرو کا بال چاند کی صورت میں نظر آ جاتا ہے پنج۔ یعنی پانچوں حواسِ ہفت۔ یعنی ساتوں آسمان۔

۳۔ در تحیات۔ التحیات میں جب کوئی سلام علیا و علی عباد اللہ الصلیحین کہتا ہے تو اس میں مجملہ سب انبیاء اور نیک بندوں پر سلامتی کی دعا ہو جاتی ہے۔ ممدوح۔ حقیقی تعریف صرف خدا کی ہے۔ صُور۔ اشخاص اور صورتیں چونکہ اسی نور حق سے کسب فیض کر لیتی ہیں لہذا وہ قابلِ مدح ہو جاتی ہیں۔



مَدِّجِہا جُوْ مُسْتَحَقِّ رَا کَے کُنند
لوگِ مستحق کے علاوہ کسی کی کب تعریف کرتے ہیں؟
ہچو نورِ تافۃ بر حاکطے
جس طرح کہ نور دیوار پڑ پڑتا ہے
لا جرم چوں نورِ سُوئے اہل راند
لا محالہ جب نورِ اہل کی طرف سمت جائے
یا ز چاہے عکسِ ماہے و اُمُود
یا کسی کنویں میں چاند کا عکس نمود ہوا
در حقیقت مادیِ ماہست او
حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے
مدِجِ اومہ راست نے آں عکس را
اس کی تعریف چان کے لئے ہے نہ کہ عکس کے لئے
گزشتاوتِ گشتِ گمراں آں دلیر
کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہو گیا ہے
زیں بُتِاں خلقاں پریشاں میشوند
ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں
زانکہ شہوتِ باخیا لے راندہ است
کیونکہ شہوتِ رانی ایک خیال سے کی ہے
باخیا لے ۳ میل تو چوں پَر بُود
خیال کی جانب تیرا جھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے
چوں براندی شہوتِ تہِ رت بریخت
جب تو نے شہوتِ رانی کی تو تیرا پر جھڑ گیا
پَر نگہدار و چنین شہوتِ مراں
پر کی حفاظت کر اور ایسی شہوتِ رانی نہ کر
خلقِ پندارند عشرت می کنند
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عیش کر رہے ہیں

لیک بریند اشتِ گمراہ می شوند
لیکن فاسد گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں
حاکط آں انوار را چوں رابطے
اور دیوارِ ان نوروں کے لئے واسطہ ہے
ضال مہ گم کردوزِ استاشِ بماند
گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رک گیا
سَر بہ چہ می کردو آں را می ستود
کنویں میں سر جھکایا اور اس کی تعریف کر رہا ہے
گرچہ جہل او بعکسش کرد رُو
اگرچہ اس نے نااہلی سے عکس کی طرف منہ کر رکھا ہے
کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
جب معاملہ غلط ہو گیا کفر ہو گیا
مہ بہالا بُود او پند اشتِ زیر
چاند اوپر تھا وہ نیچے سمجھا
شہوتے راندہ پشیمان میشوند
شہوتِ پوری کر کے شرمندہ ہوتے ہیں
در حقیقت دُور تر و ماندہ است
در حقیقت اہل سے بہت دور جا پڑتے ہیں
تالداں پَر بر حقیقت بر شود
تاکہ تو اس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے
لنگ گشتی واں خیال از تو گر یخت
تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا
تلہِ میلَت بر د سُوئے جنال
سا کہ میلان کا پر تجھے جنتوں کی طرف لے جائے
بر خیالے پَر خود بر می کنند
ایک خیال پر اپنے پر اکٹا کر رہے ہیں

۱۔ گمراہ۔ اگر کوئی ان صورتوں اور
اشخاص کو اصل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے۔
ہچو نور۔ دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اس
کی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاند کی ہے۔
اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی نہ ہونے
سے چان کی تعریف چھوڑ بیٹھے تو اس
کی گمراہی ہے یا ز چاہے پانی میں
جو عکس ہے اس کی تعریف چاند کی
تعریف ہے۔ گرچہ اگر کوئی بالکل
اصل تعریف اس عکس کی کرے تو اس
کی گمراہی ہے۔

۲۔ گزشتاوت۔ تمام خوبیوں کا
منبع تو ذاتِ خداوندی ہے اگر کوئی
مخلوق کو اصل سمجھ بیٹھے تو یہ اس کی
بدبختی ہے۔ زیں بُتِاں۔ یعنی مجازی
معتشوقوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت
پرستی ہے خیالے۔ یعنی عارضی حسن
دیوار کی چاندنی جیسا ہے۔

۳۔ باخیا لے۔ خیالی معشوق سے
اگر عشق بھی ہو تو وہ حقیقت تک پہنچنے
کے لئے ہو جیسا کہ کہا گیا ہے
الْمَحَارِقُ قَطْرَةُ الْحَقِيقَةِ عشقِ مجازی
حقیقی عشق کا قطرہ۔ یہ جذبہ
عشق ایک پر ہے اس کو حقیقت تک
پرواز کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ خلق۔ لوگ
عشقِ مجازی میں شہوتِ رانی کر کے
اپنے اس پر کو حقیقت تک پرواز کا
سبب بن سکتا تھا برباد کر دیتے ہیں۔

وامہ! وار شرح ایں نکتہ شدم
میں اس نکتہ کی تشریح کا قرض وہ ہو گیا ہوں
مہلتم وہ معسر م زان تن زدم
میں مفلس ہوں مجھے مہلت دے اے لئے میں خاموش ہو گیا ہوں
باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
میں لوٹا ہوں کیونکہ قصہ طویل ہو گیا
وقت تنگ و قوم مقوف نماز
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اقتدا کردن آں قوم از پس دقوتی

اس قوم کا دقوتی کے پیچھے اقتدا کرنا

پیش در شد آں قوتی در نماز
نماز میں دقوتی آگے ہو گئے
اقتدا کر دندان شاہاں قطار
ان شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی
چونکہ باتکبیر ہا مقروں شدند
جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے
معنی تکبیر نیست اے امیم
اے امام تکبیر کے معنی یہ ہیں
وقت ذبح اللہ اکبر میکانی
ذبح کے وقت تو اللہ اکبر پڑھتا ہے
گوئی اللہ اکبر و آں شوم را
تو اللہ اکبر پڑھ اور اس بدبخت کا
تن چوں اسماعیل و حال ہچموں خلیل
جسم اسماعیل کی طرح اور روح خلیل اللہ کی طرح ہے
گشت گشتہ تن ز شہوتہا و آرز
جسم شہوتوں اور حرص سے مردہ ہو گیا
چوں قیامت پیش حق صفہا زده
قیامت کے دن کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں ہمارے ہوئے ہیں
ایستادہ پیش یزداں اشک ریز
اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گرا رہے ہیں

قوم ہچموں طلسم آمد او طراز
قوم طلسم کی طرح تھی وہ نقش و نگار جیسے
درپے آں مقتدا رائے نامدار
اس نامدار مقتدا کے پیچھے
ہچموں قریباں از جہاں بیروں و شدند
قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکل گئے
کالے خدا پیش تو ما قریباں شدند
کہ اے خدا! ہم تیرے سامنے قربان ہو گئے
ہچمنیں در ذبح نفس گشتنی
اسی طرح گھون زدنی نفس کے ذبح میں
سر بیرتا و رہد جاں از فنا
سر کاٹ دے تاکہ روح ہلاکت سے نجات پا جائے
کرد جاں تکبیر بر جسم نبیل
روح نے شاندار جسم پر تکبیر پڑھ دی
شد بہ بسم اللہ بسم اللہ در نماز
بسم اللہ کے ذریعہ نماز میں بے مل ہو گیا
در حساب و در مناجات آمدہ
حساب اور سوا و جواب میں لگے ہیں
بر مثال راست خیز رستخیز
قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

۱۔ وامہ اس نکتہ کی تفصیل پھر کسی وقت بتادی جائے گی۔ معسر۔ تنگ دست موقوف کو مہلت دی جاتی ہے۔ قوم۔ یعنی وہ عجمی قوم بمنزلہ ریشمین کہڑے کے تھی اور دقوتی اس کے نقش و نگار کی طرح تھے چونکہ جیسے ہی ان بزرگوں نے تکبیر تحریر پڑھی دنیا و مافیہا سے محال ہو گئے۔ ۲۔ ہچموں قریباں۔ قربانی کے جانور پر جب تکبیر کہہ کر چھری چلا دی جاتی ہے تو وہ اس دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے۔ معنی تکبیر۔ تکبیر تحریر کا مطلب بھی یہی ہے کہ نمازی وہ بار خداوندی میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا ہے۔ گوئی لہذا جب تم تکبیر کہو تو فوراً نفس مادہ کو ذبح کر ڈالو۔ ۳۔ تن چوں اسماعیل۔ تکبیر تحریر کے وقت روح کو بمنزلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بتاؤ اور جسم کو بمنزلہ حضرت اسماعیل ذبح اللہ کے بتاؤ۔ گشت گشتہ۔ اللہ اکبر کے ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار سے مردہ ہو جانا چاہیے اور بسم اللہ کے ذریعہ جسم کل سر بریدہ ہو جانا چاہیے۔ چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اور حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت میں حضرت حق کے ہمارے محض باندہ کر کھڑے ہو گئے اور حساب و کتاب اور دلیل و جواب ہوں گے۔ رستخیز۔ قیامت۔

حق ! ہمگیوید چه آوردی مرا
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے
 عمر خود را در چه پایاں برده
 عمر کس چیز میں ختم کی ہے؟
 گویہ دیدہ کجا فر سودہ
 آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے
 چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش
 آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں
 دست و پا و ادمت چوں بیل و کلند
 ہیں نے تجھے ہاتھ پاؤں پہاڑ سے کھائے جیسے
 چمنیں پیغامہائے در دیں
 اسی طرح کے درد ناک پیغام
 در ۲ قیام ایں گفتہا دار در جوع
 قیام کی حالت میں یہ باتیں آتی ہیں
 ایستادن را نماز قوت
 کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی
 قوت ایستادن از رخت کاند
 شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی
 باز فرماں ۳ در رسد بردار سر
 پھر حکم ہوتا ہے سر اٹھا
 سر بر آر باز رکوع او شرمسار
 وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے
 باز فرماں آیدش بردار سر
 پھر اس کو حکم ہوتا ہے ' سر اٹھا
 سر بر آر او دگر رہ شرمسار
 وہ شرمندہ وہاں سر اٹھاتا ہے

اندریں مہلت کہ دادم مرا ترا
 اس وقف میں جو میں نے تجھے دیا
 قوت و قوت در چه فانی کردہ
 روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے؟
 پنج حس را در کجا پالودہ
 پانچوں حواس کا کس جگہ صفایا کیا ہے؟
 خرچ کردی ' چه خریدی تو ز فرش
 تو نے من کو خرچ کیا ' زمین سے کیا خریدا؟
 من بہ بخشیدم ز خوداں کے شدند
 وہ میں نے دیے خود بخود کہاں ہوئے
 صد ہزاراں آید از حضرت چمنیں
 وہاں سے لاکھوں آتے ہیں
 وز خجالت شد دو تا اندر رکوع
 شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے
 در رکوع آمد ز شرم او ساعت
 وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے
 در رکوع از شرم سبجے بخواند
 شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا
 از رکوع و پلح حق بر شمر
 رکوع سے اور اللہ تعالیٰ کا جواب شمار کر
 باز اندر رو فتداں خامکار
 پھر وہ ناقص العمل منہ کے بل گر پڑتا ہے
 از سجود و وا وہ از کردہ خبر
 سجدے سے اور اپنے عمل کی بات بتا
 اندر افتد باز در رو ہچو مار
 پھر سانپ کی طرح منہ کے بل گر پڑتا ہے

۱۔ حق ہی گوید۔ اب نماز میں جب تم قیام میں ہو تو گویا اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی مہلت دی ہے اس میں تم نے میرا کیا کام کیا ہے۔ قوت قوت۔ میں نے تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کام میں صرف ہوئی ہے۔ چشم و گوش۔ حواس ختم۔ دیئے ہاتھ پاؤں میں نے ہی دیئے ان کو کس کام میں لایا ہے۔

۲۔ در قیام۔ نماز میں قیام کی حالت میں جب یہ سوالات سننا شروع رکوع میں جانا گویا شرمندگی سے جھک جاتا ہے۔ ایستادن۔ اب اس میں اتنی سکت نہیں رہتی۔ کہ کھڑا رہ سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر تسبیح پڑھنے لگتا ہے۔

۳۔ باز فرماں۔ پھر گویا اس کو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر شرمندگی سے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ باز فرماں پھر سجدہ کی حالت میں اس کو سر اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ سے سر اٹھا لیتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر دوسرے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

باز گوید سر بر آرد باز گو
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا
قوتِ پا ایستادن نبوٹش
اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے
پس نشیند قعدہ زال بارگراں
اس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے
نعمتِ وادم بگو شکرت چہ بود
میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکر یہ کیا تھا؟
چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود
چونکہ اس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع
کہ بخواہم جست از تو موبو
میں تجھ سے ذرہ ذرہ کی جستجو کروں گا
کہ خطابِ ہستے بر جاں زوش
کیونکہ ہیبتِ ناک خطاب نے اس کی جان پر حملہ کیا ہے
حضرتش گوید سخن گویا بیاں
اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے مفصل بات کہہ
وامت سرمایہ ہیں بنمائے سود
میں نے تجھے سرمایہ دیا اس کا نفع دکھا؟
شافعی خواہد کہ گوید عذر زود
اس لئے کہ سفلشی چاہتا ہوتا کہ جلدی عذر خواہی کر دے

۱۔ باز گوید۔ دوسرے جگہ میں پھر
اس کو حکم ملتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب
دے تو اس میں اتنی طاقت نہیں رہتی
کہ وہ کھڑا ہو سکے لہذا قعدہ میں بیٹھ
جاتا ہے۔ نعمت۔ قعدہ کی حالت
میں گویا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے
کہ ہم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ دیا تھا
اس سرمایہ کا نفع دکھا کہیں ہے۔ چوں
نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ نہ اس
کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر
سفلش کرنے والے کی تلاش شروع
کر دیتا ہے۔

۲۔ بیان۔ یعنی اب وہ فانی
جانبِ سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور
کرمین کا تہن سے اپنی سفلش کی
استدعا کرتا ہے۔

۳۔ یعنی۔ فانیں جانبِ سلام
کرنے سے گویا اس کا مدعا انبیاء سے
سفلش چاہتا ہے۔ انبیاء ماں کو
جواب دینے وقت نکل گیا اب کوئی
تدبیر نہیں ہے اس وقت بے موقع چیخ
اور پکار ہے زو بگر واند۔ اب وہ گویا
مایوں ہو کر جائیں جانبِ سلام کر کے
اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہش ہوتا
ہے۔

بیانِ اشارتِ سلام سوئے دست راست در قیامت از
اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کی ہیبت کی وجہ سے دائیں جانبِ سلام کا اشارہ اور
ہیبتِ محاسبہ حق تعالیٰ واز انبیاء استعانت و شفاعت خواستن
انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

زو بدستِ راست آرد در سلام
سلام میں دینی جانب کو رخ کرتا ہے
انبیاء را او سلامی می کند
وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے
یعنی ۱۔ اے شاہل شفاعت کائیں لیم
یعنی اے شاہو! شفاعت کرو! کیونکہ یہ کہینہ
انبیاء گویند روزِ چارہ رفت
انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا
مرغ بیوتی تو اے بدبخت رو
تو مرغ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا
زو بگرداند بسوئے دست چپ
وہ بائیں جانب رخ کرتا ہے
سوئے جانِ انبیاء و آل کرام
انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب
استعانت را طلب کردن مدد
استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے
سخت در گل ماندہ اش پائے و گلیم
اس کا پاؤں اور کھلی لٹل میں پھنسی ہے
چارہ آنجا بود و دست افرازی زفت
تدبیر اور کافی سامان وہیں میں تھا
ترکِ ماگو خونِ ما اندر مشو
ہمیں معاف کر ہادی جان کے دھپے نہ ہو
در تبار خویش گویندش کہ زجب
خاندان اور لہجوں میں سے اس سے کہتے ہیں کہ مگر

ہیں! جواب خویش گو با کردگار
خبردار! اپنا جواب اللہ تعالیٰ کو دے
نے ازیں سونے ازاں سو چارہ شد
جب نہ لہر سے نہ لہر سے کوئی تدبیر ہوئی
از ہمہ نومید شد مسکین کیا
وہ بھلا مسکین ہر طرف سے مایوس ہو گیا
کز ہمہ نومید گشتم اے خدا
کہ اے خدا میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں
ہست امیدے کہ عنایت در رسد
اب امید ہے کہ مہربانی ہو جائے
در نماز ایں خوش اشارتہا بہیں
نماز میں ان اچھے اشاروں کو سمجھ لے
معنی تسلیم ایں اے مقتدی
اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنی ہیں
ہر چہ فرمائی تو منقادیم ما
تو جو حکم دے ہم تابعدار ہیں
بچہ بیروں آر از بیضہ نماز
بچہ کے اٹھنے سے بچہ باہر نکل
نماز کے اٹھنے سے بچہ باہر نکل

ما کہ ایم اے خولجہ دست از مابدار
ہم کون ہوتے ہیں اے جناب ہمیں معاف کیجئے
جان آں بیچارہ دل صد پارہ شد
اس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی
پس بر آرد ہر دو دست اندر دعا
تو دعا میں دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے
بول و آخر توئی و منہجا
بول اور آخر تو ہی ہے اور تو ہی منہجا ہے
گرد او لیکن زحیل من مسد
وہ مونجھ معلوم کی رسی سے محفوظ ہو جائے
تبادلانی کایں بخواید شد یقین
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقیناً ہو گا
کہ توئی حق ہادی و ما مہندی
کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا ہم ہدایت حاصل کر لے گا
باقضائے س جرم گو شلایم ما
کہہ دے جرم کی سزا پر ہم راضی ہیں
سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز
بغیر تعظیم اور ادب کے مرغ کی طرح ٹھوکیں نہ مار

شنیدن آں قوتی در نماز افغان اہل کشتی را در غرق شدن
نماز کی حالت میں قوتی کا کشتی والوں کی ڈوبنے میں فریاد سنا

آں قوتی در لامت کرد ساز
قوتی نے لامت شروع کر دی
واں جماعت در پے او در قیام
وہ جماعت ان کے پیچھے قیام میں تھی
ناگہاں چشمش سوئے دریا فتاد
ناگہاں ان کی نگاہ دیا کی جانب پڑی
اندر آں ساحل درآمد در نماز
اسی ساحل پر انہوں نے نماز شروع کی
اینت زیبا قوم و بگزیدہ امام
زیبا اچھی قوم اور برگزیدہ امام
چوں شنید از سوئے دریا داد داد
جب دریا کی جانب سے انہوں نے فریاد فریاد سنا

۱۔ ہیں۔ رشتہ دار بھی اس کو مایوس کر دیتے ہیں نے ازیں سو۔ جب وہ دونوں جانبوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اب دل شکستہ ہو کر دربار خداوندی میں دست دعا ہلاتا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سب جگہ سے مایوس ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہے۔ ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو امید پڑتی ہے کہ خدا اس پر رحم کر دے اور اس کی گلوٹا ہی ہو جائے۔ ۲۔ معنی تسلیم لو پر کے شعاع میں غماز کے جواشارے ہیں وہ تو ہر نماز کے لئے ہیں اب جماعت میں مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ لام کے حرکات اور سکناات پر ہر تسلیم غم کرتا ہے و گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہونے کا اشارہ ہے۔ ۳۔ باقضائے جرم یہاں تک کہ وہ اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہار رضا کرتا ہے۔ بچہ ہم نے نماز کے ارکان کے جواشارے سمجھائے ان سے نتیجہ نکال اور نماز میں محض ٹھوگے نہ مار۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ اینت۔ زئے۔ یعنی مقتدی بھی بہترین تھو اور امام بھی۔ داد داد۔ یعنی کشتی والوں کی فریاد۔

در قضا و در بلا و ز شیتے
قضا میں اور بلا میں ' اور تہ میں
آن سہ تاریکی و از غرقاب بیم
تین اندھیریاں اور ڈوبنے کا ڈر
موجہا آشوفت اندر چپ دراست
جس نے جائیں اور بائیں موجیں پھلا دیں
نعرہ و وا ویلہا بر خاستہ
نعرے اور دایلا بلند کئے ہوئے
کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
کافر اور بدی دین سب مخلص ہو گئے تھے
عہدہا و نذر ہا کردہ بجا
دل و جان سے عہدیں اور منتیں مانتے تھے
روئے شاں قبلہ ندیدار پیچ پیچ
ان کے منہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا پیچ کی وجہ سے
آں زماں دیدہ دراں صد زندگی
اس وقت اس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے
دوستان و خال و عم و باب و مام
دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور ماں سے
ہمچو در ہنگام جاں گندن شقی
جیسا کہ بدبخت نزع کی حالت میں
حیلہا چوں مُرد ہنگام دُعاست
تدبیریں جب فنا ہوں ' دعا کا وقت ہے
بر فلک ز ایشاں شدہ دود سیاہ
ان کی آہوں کا کالا دھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا
بانگ زد کائے سگ پرستانِ علتین
پکارا کہ اے کتے کے پرستانو! دہرا نقصان ہے

در میان موج دید او کشتیے
انہوں نے موجوں میں کشتی دیکھی
ہم شب و ہم ابرو ہم موجِ عظیم
رات بھی اور اور بھی اور بڑی موج بھی
شند بادے ہمچو عزرائیل خاست
ملک الموت کی طرح تیز ہو اُچی
ہل کشتی از مہابت کاسترا
کشتی والے خوف سے سکرے ہوئے
دستہا در نوحہ بر سر میزدند
رونے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے
با خدا ۳ با صد تضرع آں زماں
اس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے
سر برہنہ در سجود آئنا کہ ہیج
ہنگے سر ' سجدہ میں وہ لوگ بھی اگر کبھی
گفتہ کہ بیفائدست ایں بندگی
پہلے وہ کہتے تھے یہ عبادت بیکار ہے
از ہمہ امید بہیریدہ تمام
سب سے امید منقطع کر چکے تھے
زالہ ۳ و فلق شد آں دم متقی
زالہ اور بدیکار نہ اس وقت متقی ہو گئے تھے
نے زچپ شل چاہے بود نے ز راست
ان کے لئے نہ دائیں سے کوئی تدبیر تھی نہ بائیں سے
در دُعا ایشاں و در زاری و آہ
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے
دیو آں دم از عداوت بین بین
شیطان اس وقت عداوت بین بین تھا

۱ کاست۔ یعنی دبے بچے
ہوئے کافر لحد۔ مشہور ہے۔ جب
دیارِ حق میں تو خدایا دایا قرآن
نے بھی کہا کہ ایسی حالت میں سب
مخلص بن جاتے ہیں۔

۲ با خدا۔ گروہ میں پھنس کر
سب کشتی سوار مخلص بن جاتے ہیں
اور خدا سے دعا مانگتے لگتے ہیں۔ قبلہ
ندید جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ
کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔
گفت۔ تمام عمر عبادت کو بیکار بتاتے
رہے تھے۔ دوستاں۔ دنیا کے تمام
دوست ختم ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف
رجوع کرتے ہیں۔

۳ زلہ۔ نزع کے وقت فرعون بھی
ایمان لانے لگا تھا اچھا۔ انسان کی
فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہو
جانے کے بعد خدا کی طرف رجوع
کرتا ہے دوسرا۔ آں کی آہوں کا کالا
دھواں۔ دیو۔ بدکار چوں کہ شیطان
کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے
وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان
گھبراتا ہے اور ان کو پکار کر کہتا ہے اللہ
کی طرف رجوع نہ کرو ورنہ خرابیوں
میں مبتلا ہو جاؤ گے توبہ کے بعد بد
عہدی اور گناہ۔ بین بین۔ یعنی
تذبذب بعض نسخوں میں تیز بین یعنی
شیطان ان کو گھور رہا تھا۔

مرگ و حسک اے اہل انکار و نفاق

اے انکار اور نفاق والا موت اور مدد

چشمِ تال تر باشد از بعد خلاص

خلاصی کے بعد کیا تمہاری آنکھ نم ہو گی؟

یاد تال ناید کہ روزے در خطر

تمہیں یاد بھی نہ آئے گا کہ خطرے کے دن

اے ہمیں آمدنا از دیو لیک

شیطان کی یہ آواز آ رہی تھی لیکن

راست ۳ فرمودست باما مصطفیٰ

ہم سے مصطفیٰ نے سچ فرمایا ہے

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت

کہ ناہان جو کچھ انجام پر دیکھے گا

کارہاز آغاز گر غیب ست و سر

کام کا انجام اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور راز ہے

اولش پوشیدہ باشد و آخرش

اس کے شروع میں انجام پوشیدہ ہوتا ہے اس کو آخر میں

گر نہ بنی واقعہ غیب اے عنود

اے سرکش اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے

عاقبت خواہد بدن ایں اتفاق

انجام کار اس کا اتفاق ضرور ہو گا

کہ شوید از بہر شہوت دیو خاص

کیونکہ شہوت پرستی کی وجہ سے تم خاص شیطان بن جاؤ گے

دست تال بگرفت یزداں از قدر

قدرت سے خدا نے تمہاری دھمیری کی ہے

اے سخن راستنود جز گوش نیک

اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا

قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا

جو قطب اور شاہنشاہ اور صفا کے صفا ہیں

عاقل آں بیند ز اول مرتبت

عقلند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے

عاقل اول دید و آخر آن مصر

عقلند نے شروع میں دیکھ لیا اور جہالت پر مصر نے آخر میں

عاقل و جاہل بہ بیند در عیاں

عقلند اور ناہان آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے

حزم را سیلاب کے اندر رود

تو احتیاط کو سیلاب کب بہا لے گیا ہے

۱۔ جسک جیم کے فتح ساتھ دوزخ
چشم تال۔ یعنی نجات پانے کے بعد
تم نہ کبھی روؤ گے نہ یاد کرو گے کہ
خدا نے تمہاری دھمیری کی تھی۔ عنود۔
یعنی صرف نیک لوگ سمجھ رہے تھے
کہ یہ شیطانی آواز محض نیکی سے
روکنے کے لئے ہے۔

۲۔ راست۔ اس واقعہ سے
آنحضرت کے قول کی تصدیق ہو چلی
ہے کہ جاہل کہ جو کچھ انجام کار میں کرنا
پڑتا ہے وہ عقلمند ابتداء کار میں کر گزرتا
ہے کسی ناخوش فساد نے بالآخر گرہید
زدی کی جو بولیا اللہ ابتدا میں کر لیتے
ہیں۔ کانچہ۔ مشہور ہے۔ انچہ مانا کند
کند ناہان لیک بعد از خرابی بسیار
سقر اپنی جہالت پر مصر۔ گرنہ بنی۔
اگر ایک عام آدمی غیبی پیش آنے والی
بات کو نہیں دیکھ پاتا تو حرم اور احتیاط کا
تقاضا یہی ہے کہ مصائب میں ٹھنسنے
سے ڈرتا ہے اور تو یہ واستفاد کرتا
رہے۔

۳۔ حزم۔ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے
کہ انسان کبھی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت
بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرتا
رہے۔ آنچنانکہ حزم کے معنی اس
مثیل سے سمجھ لو کہ مثلاً ایک آدمی جس
کو شیر چٹ گیا جو وہ اپنے بچاؤ کی
تدبیریں سوچتا ہے تم شیر کے حملہ سے
پہلے ہی وہ سوچ لو۔

تصویرات مرد حازم

مقتلا انسان کے خیالات

دبدم دیدن بلائے ناگہاں

لحہ بہ لحہ ناگہانی بلا دیکھنا

مرد را بر بود و در بیشہ کشید

اس نے ایک شخص کو پکڑا اور کچھاد میں سمیٹ لے گیا

تو ہماں اندیش اے استلا دیں

اے دین کے استلا تو بھی وہی سوچ

حزم ۳ چہ بود بدگمانی در جہاں

احتیاط کیا ہوتی ہے دنیا میں بدگمانی

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید

اس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا

اوپہ اندیشد دراں برودن بہیں

اس نے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے غور کر

میں! گشتِ شیرِ قضا در پیشہا
قضا کا شیر کھادوں میں تمسیت کر لے جا رہا ہے
آپنجاں کز فقری ترسند خلق
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں
گر بترسندے ازاں فقر آفریں
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے
جملہ شاں از خوفِ غم در عینِ غم
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہ غم میں مبتلا ہیں
جان ما مشغولِ کار و پیشہا
ہدی جان ' کام اور پیشوں میں لگی ہے
زیر آب شور رفتہ تلبہ خلق
گویا کہ کھادے پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں
گنجہا شاں کشفِ گشتے درز میں
توڑ میں میں گڑے ہوئے خزانے پر منکشف ہو جاتے
در پے ہستی فتادہ در عدم
ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں

دُعا و شفاعتِ دُوقی در خلاصِ آں کشتی

اس کشتی کی نجات کے لئے دُوقی کی دعا اور سفارش

چوں دُوقی آں قیامت را بدید
دُوقی نے جب اس قیامت کو دیکھا
گفت یارب منکر اندر فعلِ شاں
فرمایا اے خدا ان کے اعمال کو نہ دیکھ
خوش سلامت شاں بساحلِ باز بر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ ساحل پر لٹا دے
اے کریم والے رحیمِ سرمدی
اے کریم اور اے ہدی رحم کرنے والے
اے سیدادہ رائیگاں صد چشم و گوش
اسے کہ جس نے سینکڑوں آنکھیں ہر کان مفت دیتے ہیں
پیش ز استحقاقِ بخشیدہ عطا
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی
اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو
ناز آرز و حرص خود را سوختیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا ہے
رحم او جوشید و اشک او دَوید
ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ پڑے
دستِ شاں گیر اے شہِ نیکو نشان
اے شاہ نیک نشان! ان کی دست گیری فرما
اے رسیدہ دستِ تو در بحر و بر
اے وہ ذات کہ تیرا دست قدرت بحر و بر پر ہے
در گزار از بد سگالانِ ایں بدی
بہ عقیدہ لوگوں کی اس بدی سے ہر گزر کر
نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش
عقل و ہوش بھی رشوت سے نہیں بخشے ہیں
دیدہ از ما جملہ کفران و خطا
ہم سب کی باغریبی اور خطا کو دیکھتے ہوئے
تو توانی عفو کردن در جرمِ
جرم میں تو ہی معاف کر سکتا ہے
وہ دعا را ہم ز تو آموختیم
یہ دعا بھی ہم نے تجھ ہی سے سیکھی ہے

۱۔ یہ گشت۔ لیکن ہم غفلت
برتتے ہیں اور شیرِ قضا سے نجات کی
تدبیر نہیں کرتے۔ آپنجاں۔ لوگ فقر
سے ڈرتے ہیں اور اس قدر اس کے
خوف میں مبتلا ہیں جیسا کہ سمند
میں ڈوبتا ہوا خوف میں مبتلا ہوتا ہے
اگر فقر پیدا کرنے والے خدا سے اس
طرح ڈریں تو ان پر زمین کے خزانے
منکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال
بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاں۔
انسانوں کی سب سے عقلی ہے کہ وہ ہوم غم
کی بنا پر عین غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں
اور محتمل فقر کے غم کی وجہ سے اپنے لو پر
غم طاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی
ہے کہ کوئی شخص زندگی کی تلاش میں
اپنے لو پر موت طاری کر لے۔
۲۔ آں قیامت۔ یعنی کشتی کے
ڈوبنے کے احوال۔ شاں۔ یعنی کشتی
میں سوار گنہگار۔ ساحل۔ سمند کا
کنارہ۔ بحر و بر۔ خشکی اور تری۔
سرمدی۔ ہدی۔ بد سگالان۔ بد عقیدہ۔
سج اے بد لوہ! اللہ تعالیٰ نے
ظاہری اور باطنی حواس مفت عنایت
فرما دیئے ہیں۔ جرم و خطا۔
وہ دعا۔ اپنی خطاؤں پر ہمارا دعا
مانگنا بھی تیری تعلیم و عطا ہے۔

حُرمتِ آں کہ دُعا آموختی
 اِس کے طفیل کہ تو نے دعا سکھائی ہے
 دستگیر و رہنما توفیقِ وہ
 دستگیری فرما ' اور رہنمائی عطا فرما
 بچپن میں رفتِ بر لفظش دُعا
 دعا ان کے لافظ میں اسی طرح جلدی تھی
 اشکِ میرِفت از دو چشمش و آں دُعا
 ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جلدی تھے اور وہ دعا
 آں دُعائے بیخوداں خود دیگرست
 بیخودوں کی دعا دوسری ہی چیز ہے
 آں دُعا حق می کند چوں اوفناست
 جبکہ وہ بیخود مقامِ فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے
 واسطہ ۲ مخلوق نے اندر میان
 زمین میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے
 بندگانِ حق رحیم و برد بار
 اللہ تعالیٰ کے رحیم اور بردبار بندے
 مہربان۔ بے رشوتاں یارِ گیراں
 مہربان بغیر رشوت کے مددگار ہوتے ہیں
 از ترخم دستگیراں شافعاں
 رحم کھانے کی وجہ سے دستگیر اور سفارش ہوتے ہیں
 ہیں بچو ایں قوم را اے مُبتلا
 اے مصیبت زدہ اس قوم کو تلاش کر لے
 رست گشتی از دم آں پہلوان
 اس پہلوان کی دعا سے رست گشتی نجات پاگئی
 کہ مگر بازوئے ایشان در حذر
 کہ شاید بچاؤں میں انہیں کی بازو بنے

در چہیں ظلمتِ چراغِ افروختی
 ایسی تاریکی میں چراغ روشن کر دیا ہے
 جرمِ بخش و عفو گن بکشا گرہ
 خطا غلطیوں کو معاف کر دے اور گمراہی کو کھل دے
 آں زماں چوں مادرانِ با وفا
 اس وقت جیسا کہ با وفا مانوں کے الفاظ میں
 بیخود از وے می برآمد بر سِما
 بے خودی میں ان سے آسمان پر پہنچ رہی تھی
 آں دُعاز و نیست گفت داوِ رست
 وہ دعا ان کی نہیں ' خدا کی بات ہے
 آں دعا و آں اجابت از خداست
 وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے
 پیخبر زان لایہ کردن جسم و جان
 اس خوشلک سے جسم و جان بے خبر نہ ہوتے ہیں
 خوئے حق در اندر اصلاح کار
 معاملہ کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی خواہش قرار لیتے ہیں
 مُشفقان و مُستحقان غمخوارگاں
 مشفق اور غمزدوں کے مددگار ہوتے ہیں
 در مقامِ سخت و در روزِ گراں
 سخت جگہ اور بھاری دن میں
 ہیں غنیمت دارِ شاں پیش از بلا
 خبردار مبتلا ہونے سے پہلے ہی ان کو غنیمت سمجھ
 وابلِ کشتی را بچد خود گماں
 کشتی والوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا
 بر ہدف انداخت تیرے از قدر
 صحیح انداز سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

۱ ظلمت۔ یعنی خطر کاری۔
 چراغ۔ یعنی دعا کی تعلیم۔ بچپن۔
 جس طرح میں بچپن ہو کر بچ کے
 لئے دعا کرتی ہے قوتی کی یہی
 حالت تھی۔ بے خود۔ یعنی دعا میں
 ایسے مصروف تھے کہ ان کو اپنا ہوش نہ
 تھا۔ آں دعا۔ انسان بے خود ہو کر دعا
 کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فانی اللہ ہے
 اس لئے وہ دعا اس کی طرف منسوب
 نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔
 اجابت۔ فانی کی دعا بھی اللہ کی
 جانب سے ہے اور اس کی قبولیت بھی
 اللہ کی جانب سے ہے۔

۲ واسطہ۔ جبکہ وہ دعا کرنے والا
 فانی ہے تو زمین میں کوئی واسطہ نہیں
 ہے۔ فانی کے جسم و جان کو دعا کا
 احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگان
 حق۔ خاصانِ خدا چونکہ خدا کی اخلاق
 سے متصف ہوتے ہیں اور ان کی
 حالت بھ کی ہو جاتی ہے کہ رحمت
 حق پہنچی جوید۔

۳ از ترخم۔ وہ محض اپنی مفتِ رحم
 کی وجہ سے سفارش اور دستگیر بن
 جاتے ہیں۔ ہیں۔ لایا۔ اللہ سے دعا
 کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر
 بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے
 پہلے بھی رکھنا چاہیے۔ رست۔ رست گشتی
 رست گشتی قوتی کی دعا سے بچی رست گشتی
 والے سمجھے کہ ان کی قوت بازو سے
 جہنم سے نکلی۔

۱۔ پارہاندہ اس کی مثل یہ ہے کہ لہزی شکاری کی گرفت سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچی لیکن وہ اپنی مکاری سے بھتی ہے کہ دم کی وجہ سے بچی ہے۔ غرار۔ ہو کے میں جلا۔ کمین۔ شکاری کی گھات روہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کونجات کا اصل ذریعہ ہے اس کی حفاظت کرو۔ خیرہ سر۔ بدنامی کرام۔ یعنی ہماری نجات کا ذریعہ بندھگان دین ہیں۔ حیلہ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی نجات کی تدبیریں کرتے ہیں ان کی مثل لہزی کی دم کی سی ہے جس کو اس نے باعث نجات سمجھتا تھا۔ استدلال بکر۔ یعنی ہم اپنے استدلال اور تدبیر کو ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ ایسی تقریریں کرتے ہیں جس سے لوگ حیران ہو جائیں۔ طالب۔ یعنی انسان اپنی تدبیر اور مکاری کا بیان کر کے لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور گویا کہ ان کو مرعوب کر کے اپنی خدائی جتنا چاہتا ہے۔

۲۔ تاہانسوں۔ ان مکاریوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا کہ خود عمر کے گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ وہ گو جبکہ خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو معتقد بنا کر کیوں گڑھے میں گراتا ہے۔ چوں ہیں اگر تجھے خود کوئی اعلیٰ مقام حاصل ہے تو بیشک دوسروں کو معتقد بنا کر اس مقام پر پہنچ۔

۳۔ اے عظیم۔ جبکہ خود انسان چار عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں میں پھنسا ہوا ہے یعنی اس کی پہنچ صاف سفلیات تک ہے اور حلویات سے اس کا کوئی علاوہ نہیں ہے تو دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا کوئی انسانیت ہے۔ نغز جائے۔ یہ بطور طنز کے فرمایا ہے۔

وال زوم دانند روبا ہاں غرار
وہ ہو کے میں جلا لہزیوں دم کی وجہ سے سمجھتی ہیں
میرہاندہ جان مارا از کمین
ہماری جان کو ہلاکت سے بچایا
رقص گیرند وز شادی بر جہند
ناچتی ہیں اور خوشی سے کوئی ہیں
پا چوئود دُم چہ سودائے خیرہ سر
اگر پاؤں نہ ہو تو اے بیوقوف دم سے کیا فائدہ ہے
می رہاند ماں ز صد گواں انتقام
ہمیں سینکڑوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں
عشقہا بازیم با دُم چپ و راست
ہم دائیں بائیں سے دم سے عشق بازی کرتے ہیں
تا کہ حیران ملد از ما زید و بکر
تا کہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں
دست طمع اندر اُلوہیت زدیم
ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے
اِس نمی بینیم ما کاندہ گویم
ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم گڑھے میں ہیں
دست و دار از سبالی دیگران
دوسروں کی مونچھوں سے ہاتھ ہٹا
بعد از اں دلمان خلتاں گیر و گش
اس کے بعد لوگوں کا دامن پکڑ اور کھینچ
نغز جائے دیگران را ہم بکش
کیا اچھی جگہ ہے دوسروں کو بھی لالچ لے

پارہاندہ رو بہاں را در شکار
شکار میں لہزیوں کو پاؤں بچاتے ہیں
عشقہا با دُم خود بازند کیں
وہ دم سے محبت کرتی ہیں کہ اس نے
از ضلالت بوسہا بر دُم دہند
ناہلی سے دم کو چھتی ہیں
روہا پار انگہدار از حجر
اے لہزی! پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر
ماچور و باہیم پائے ما کرام
ہم لہزی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگ ہیں
حیلہ باریک ماچوں دُم ماست
ہماری نازک تدبیر ہماری دم کی طرح ہے
دُم بجبا نیم ز استدلال و مکر
ہم حجت بازی اور مکر کی دم بلاتے ہیں
طلب حیرانی خلتاں شدیم
ہم لوگوں کی حیرانی کے طلب گار بن گئے ہیں
تبا فسوں مالک دلہا شویم
تا کہ فریب کے ذریعہ ہم لوگوں کے مالک بن جائیں
درگوی و در چہی اے قلتباں
اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوں میں ہے
چوں بہ بُستانِ رسی زبہا و خوش
جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے
اے ۳ مقیم حبس چار و پنج و شش
اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم



اے اچو خر بندہ حریف گون خر
 اے کہ جو گدھے کی طرح گدھے کی متعکاید ہے
 چوں ندادت بندگی دوست دست
 جبکہ دست کی غلامی حیرے ہاتھ نہیں آئی ہے
 در ہوائے آنکہ گویندت زہے
 اس خواہش میں کہ لوگ تجھے وہ وہ کہیں
 رُو بہا ایں دُم حیلست را بہل
 اے لہڑی! تو اس تدبیر کی دم کو چھوڑ دے
 در ۲ پناہ شیر کم ناید کباب
 شیر کی پنہ میں کب بوں کی کمی نہیں ہوتی ہے
 تو دلا منظور حق آنکہ شوی
 اے پیدے! تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنے گا
 حق ہمیں گویہ نظر ماں بردل ست
 اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے
 تو ہمیں گوئی مرا دل نیز ہست
 تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے
 در گل تیرہ یقین ہم آب ہست
 کال کچڑ میں یقیناً پانی ہے
 زانکہ گر آب ست مغلوب گل ست
 کیونکہ اگرچہ پانی ہے لیکن مٹی کے مغلوب ہے
 آں دے کز آسمانہا بر ترست
 وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے
 پاک گشتہ آں زر گل صافی شدہ
 وہ پاک ہو گیا ہے مٹی سے صاف ہو گیا ہے

بوسہ گاہے یافتی مارا بر
 تو نے اچھی بوسہ گاہ پانی ہے ہمیں بھی لے چل
 میل شاہی از کجایت خاستت
 تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہیں سے آئی ہے؟
 بستہ در گردن جانت زہے
 تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے
 وقف گن دل بر خداوندان دل
 دل دلوں پر دل کو وقف کر دے
 رُو بہا تو سوئے جیفہ کم شتاب
 اے لہڑی! تو مردہ کی طرف نہ دوڑ
 کہ چو جزوے سوئے کل خود روی
 جبکہ تو جزو کی طرح اپنے کل کی طرف چلا جائے گا
 نیست بر صورت کلاں آب گل ست
 صورت پر نہیں کیونکہ وہ تو پانی اور مٹی ہے
 دل ۳ فراز عرش باشد نے بہ پست
 دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
 لیک ازاں آبت نشاید آب دست
 لیکن اس پانی سے وضو یا استنجا مناسب نہیں ہے
 پس دل خود را لگو کایں ہم دل ست
 تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے
 آں دل ابدال یا پیغمبر ست
 وہ ابدال کا دل یا پیغمبر کا دل ہے
 در فرونی آمدہ وانی شدہ
 ترقی میں آ کر بھرپور ہو گیا ہے



۱۔ اے چو جب تک انسان عالم
 سفلی میں پھنسا ہے اس کی مثال اس
 گدھے والے کی سی ہے جو گدھے
 کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس کو
 گدھے کی متعکاید سے قربہ ہوتا ہے
 گدھے والا اور وہ گدھے کی متعکاید
 کو بوسہ دینے کی دعوت دے تو کوئی
 اچھی بات ہے بوسہ ہے یہ بھی بطور
 طفر کے کہا گیا ہے زہے پہلے
 مصرع میں یعنی نوحب ہے دوسرے
 مصرع میں زہ یعنی کمان کا چلہ ہے
 جس کا ترجمہ ہم نے پھندے سے کیا
 ہے یعنی تانت کا پھندا۔

۲۔ پنلہ جو کچھ تو اپنی تدبیروں
 سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ لولیا کی
 دعاؤں سے بدچالوئی حاصل ہو جائے
 گا۔ جزوی۔ یعنی تیرا دل ناقص ہے کل
 یعنی لولیا کا دل۔ حق ہی گویہ۔ بیشک
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر
 رکھتے ہیں لیکن حاصل تیرا دل ہی وہ
 نہیں ہے جو منظور نظر بن سکے۔

۳۔ دل۔ بیشک دل میں یہی
 صفت ہے لیکن جبکہ حقیقتاً وہ دل ہو جو
 عالم مجردت کی چیز ہے اگر وہ آب گل
 میں مبتلا ہے تو پھر اس میں اور صورت
 میں کوئی فرق نہیں ہے اور صورت منظور
 خدا نہیں ہے گل۔ جو دل آب گل
 سے آلودہ ہے اس کی مثال اس پانی کی
 سی ہے جو کالی کچڑ میں جھوٹا اگرچہ
 پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ کا نہیں آ
 سکتا۔ اسی طرح آلودہ دل۔ دل نہیں
 ہے زانکہ کچڑ میں پانی حقیقی پانی
 نہیں ہے اسی طرح آلودہ دل نہیں
 ہے۔ آن دے جس دل کے
 بارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں
 سے بھی بالا تر ہے تو وہ لولیا اور
 پیغمبروں کا دل ہے لہذا اپنے دل کو
 منظور خدا نہ سمجھو اور لولیا سے جڑ چل

ترکِ گل۔ اولیاءِ انبیاء کے دل عام ناسوت کی آلودگی سے پاک ہیں۔ سو بحر۔ یعنی بحرِ وحدت۔ آبِ مال۔ یہاں مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ رطین۔ یعنی عالم ناسوت۔ بحرِ گوید۔ اولیاءِ عوام کے دل کو اپنی طرف متوجہ کئے جاتے ہیں لیکن عوام کی ناسبت مانع بنتی ہے۔ چننا۔ یعنی اپنے دل کی صفائی آبِ گل۔ یعنی عوام کا دل اولیاء کے دل سے وابستگی کا خولہاں ہے لیکن عالم ناسوت کی لاتین مانع بنتی ہیں۔ گرد ہاند۔ دل کو معصوفی بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ لذائذِ دنیوی سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

آل کشیدن۔ مٹی جو پانی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس کی وجہ عالم ناسوت کی لذتیں ہیں۔ ہم چنیں۔ صرف شراب کباب ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز دل کے منصفی ہونے کے لئے مانع ہے ہر یکے دنیا کی ہر چیز انسان کو بد ہوش بناتی ہے اور شراب کا کام کرتی ہے چنانچہ دنیا کی محبوب چیز حاصل نہ ہونے سے وہ آٹھن پیدا ہوتی ہے جو شرابی کو شراب نے ملنے سے ہوا کرتی ہے۔

۳۔ ایں خلد۔ لذائذِ دنیوی نہ حاصل ہونے سے بدن میں آٹھن پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس لذت میں شراب کا سا اثر تھا۔ جو بقاءِ ازلہ مناسب ہے کہ دنیا کی چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال کیا جائے ان کی کثرت نہ کی جائے۔ سر کشیدی۔ اولیاء سے وابستگی سے سر کسی شخص اس بنیاد پر ہے کہ تو اپنے آپ کو حاصل بحق سمجھے ہوئے ہیں۔

ترکِ گل کردہ سوءِ بحر آمدہ
مٹی کو چھوڑ کر سمندر کی طرف آ گیا ہے
آبِ مایوسِ گل ماندست ہیں
خبردار! ہمارا پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے
بحرِ گوید من ترا در خود کشم
سمندر بہتا ہے میں تجھے کھینچ تو لوں
لاف تو محروم میدارد ترا
تیری شنی تجھے محروم رکھتی ہے
آبِ گل خواہد کہ در دریا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمندر میں چلا جائے
گر رہا ند پائے خود از دستِ گل
اگر وہ اپنا پاؤں مٹی سے چمڑالے
آل کشیدن اچست از گل آبِ را
مٹی کا پانی کو کھینچتا کیا ہے؟
ہمچنین ہر شہوتے اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی ہر شہوت
خواہ باغ و مرکب و تیغ و جھن
خولہ باغ اور سواری اور تلواری اور ذوال
ہر یکے زہنا ترا مستی گند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے ہوش کر دیتی ہے
۳۔ خمارِ عم دلیلِ آلِ شدست
یہ غم کی آٹھن اس کی دلیل ہے
جو باندازہ ضرورت زومگیر
قدر ضرورت کے سوا اس کو نہ لے
سر کشیدی تو کہ من صاحبِ دم
تو نے اس لئے سر کشی کی کہ میں خود صاحبِ دل ہوں

رستہ از زندانِ گل بحرے شدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سمندر بن گیا ہے
بحرِ رحمت جذبِ گن مارا از طین
اے رحمت کے سمندر! ہمیں مٹی سے چوں لے
لیک می لانی کہ من آبِ خوشم
لیکن تو شنی بگھلاتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں
ترکِ آل پندار گن در من درآ
اس غرور کو چھوڑ دے میرے اندر آ جا
گل گرفتہ پائے آب و می کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکڑتی ہے اور اس کو کھینچتی ہے
گل بماند خشک و او شد مستقل
مٹی خشک رہ جائے وہ مستقل بن جائے
جذب تو نقل و شرابِ ناب را
تیرا چینا اور خالص شراب کو جذب کرنا
خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خولہ مال اور خولہ مرتبہ اور خولہ گھر اور مال
خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خولہ سلطنت اور گھر اور اولاد اور بیوی
چوں نیالی آلِ خمارت میزند
جب تجھے وہ نہیں ملتی ہے تو تجھ میں آٹھن پیدا کر دیتی ہے
کہ بدالِ مفقودِ مستی ات بدست
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں بد ہوشی تھی
تانہ گردد غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے
حلیتِ غیرے ندارم واصلم
مجھے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود حاصلِ بحق ہوں

آنچناں! کہ آب در گل سرگشد
یہ ایسا ہی ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے
دل تو اس آلودہ راہنہ شتی
تو نے اس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے
خود روا داری کہ آں دل باشد اس
کیا تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہے
لطف شیر و انگبیس عکس دل ست
دودھ اور شہد کا لطف دل کے لطف کا عکس ہے
پس ۲ بود دل جوہر و عالم عرض
تو دل جوہر ہمام ہے اور عالم عرض
آں دے کو عاشق مال ست و جاہ
وہ دل جو مال اور مرتبہ کا عاشق ہے
یا حیا لاتے کہ در ظلمات او
یا ان خیالات سے مغلوب ہے اندیرے میں
دل نباشد غیر آں دریائے نور
دل دیائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے
نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام
لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں ہوتا ہے
ریزہ دل را بہل دل را بگو
دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر
دل ۳ محیط ست اندر یں خطہ وجود
اس عالم وجود میں دل ایک سمندر ہے
از سلام حق سلامتہا نثار
اللہ تعالیٰ کی سلامتی سے سلامتیاں نچھار

کہ منم آب و چرا جویم مدد
کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں
لا جرم دل زابل دل برواشتی
اس لئے تو لاجرم صاحب دل سے دل برداشت ہے
کہ بود در عشق شیر و انگبیس
جو کہ دودھ اور شہد کے عشق میں جتا ہے
ہر خوشہ آں خوش از دل حاصل ست
ہر مزیدہ چیز کی مزیدہ دل سے حاصل ہوتی ہے
سایہ دل چوں بود دل را غرض
دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟
یا زبون اس گل و آب سیاہ
یا اس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے
می پرستد شاں برائے گفتگو
جن کو وہ پوجتا ہے ایسا دل محض کہنے کو دل ہے
دل نظر گاہ خدا و نگاہ گور
دل خدا کا رخ نظر ہو، اور پھر اندھا ہو
دریکے باشد کد امست آں کدام
کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟
تا شود آں ریزہ چوں کو ہے ازو
تاکہ ریزہ اس کی وجہ سے پہاڑ بن جائے
زر ہی افشاند از احسان وجود
احسان اور سخاوت سے چاندی بکھیرتا ہے
میکند بر اہل عالم ز اختیار
کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

۱۔ آنچناں۔ عالم ماسوت میں
سمجھنے کے باوجود اصل ہونے کا دعویٰ
تو ایسا ہی ہے جیسا کہ گچ کا پانی اپنے
آپ کو خالص پانی سمجھے۔ خود روا
داری۔ تو خود انصاف کر یہ تیرا دل دل
کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو
دنیاوی لذتوں کا عاشق ہے اور اس کو
دودھ اور شہد سے لذت حاصل ہوتی
ہے۔ لطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذت
چیز کی لذت دل کے تابع ہو اگر دل
میں لذت ہے تو اس چیز میں لذت
ہے ورنہ انہیں تو جو دل کسی چیز کی
لذت سے لذت حاصل کرے وہ دل
اصل نہیں ہے۔

۲۔ پس۔ جبکہ اصل دل کی لذت
ہے اور دوسری چیزوں میں اس سے
لذت پیدا ہوتی ہے تو دل جو ہر چار
دنیا کی لذتیں ذلتی نہیں پس تو دل کا
مقصود خود اس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو
سکتی ہے۔ آں دے۔ جو دل دنیا کی
چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور
اپنی غلط تمناؤں سے مغلوب ہو وہ
برائے گفتگو ہی ہے۔ حقیقتاً دل نہیں
ہے۔ کدام۔ حقیقی دل لولیاہ کا دل
ہے۔ ریزہ۔ تیرا دل دل نہیں ہے بل
کاریزہ ہے لولیاہ کا دل اصل دل ہے
وہ سے وابستگی کر لے تیرا ریزہ پہاڑ
بن جائے گا۔

۳۔ دل۔ یعنی لولیاہ کا دل دنیا میں
ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زر
افشانی کرتا ہے۔ از سلام۔ اللہ کی
جانب سے سلامتیاں اس کو عطا کر
دی جاتی ہیں اور وہ اپنے اختیار سے دنیا
والوں کو سلامتی تقسیم کرتا ہے۔



۱۔ ہر کرالہ دامن جو اپنا دست دامن پھیلائے گا اس کے دامن میں وہ سونا آجائے گا۔ دامن۔ یہاں دامن سے کپڑے کا دامن مراد نہیں ہے بلکہ لولیا کی جناب میں نیاز مندی اور حاضری مراد ہے۔ ہیں منہ۔ پہلے شعر میں دست دامن کہا تھا دھنگلی کا مطلب یہ ہے کہ فسخ و فحور نہ کرنا۔ بدلتی۔ لیکن عقیدت کا تعلق سمجھ کر کرنا چاہیے۔

۲۔ سنگ۔ دنیا دار اپنے دامن میں سونا چاندی بھرتا ہے۔ سونا اور چاندی بھی پتھر ہیں اور اس دنیا دار کا کام طفلانہ ہے۔ زر نبود۔ اس سونے چاندی سے دامن چاک ہوتا ہے اور غم میں اضافہ ہوتا ہے۔ کے نہایت۔ دنیا دار بھی پیر نابالغ ہے جس کو عقل نہیں ہے جس طرح بچے حقیقی پتھر دامن میں بھر کر دامن کو پھاڑ لیتے ہیں اور پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اسی طرح دنیا دار دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۳۔ پیر۔ یعنی پیر عقلمند تو وہ ہے جس میں عقل ہو۔ اگر محض بال سفید ہیں تو اس کو پیر نہیں کہا جاسکتا۔ مو۔ یعنی بزرگی اور پیری میں بالوں کا کوئی دخل نہیں ہے یکام۔ یعنی کشتی ساحل پر آگئی۔ فصیح کس پس۔ فضولی۔ ایسا کام کرنا جس کا اس کو اختیار نہ تھا وہ شخص جو ایسا کام کرے یعنی دعا جس کی وجہ سے کشتی ٹپکی۔ ہر یکے ان بزرگوں میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ ہم نے نذبان سے دعا کی ہے نہ دل سے۔

ہر کرالہ دامن درست ست و معد جس کا دامن درست اور تیار ہے دامن تو آں نیاز ست و حضور تیرا دامن ' نیاز مندی اور حاضری ہے تانہ رو دامن ز اں سنگہا تاکہ ان پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے سنگ ۲ کر دی تو دامن از جہاں تو نے دنیا میں ' دامن پتھروں سے بھر لیا آں خیال سیم و زر چوں زر نبود یہ خیالی چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا کے نماید کو دکاں را سنگ سنگ بچوں کو پتھر ' پتھر کب نظر آتا ہے پیر عقل آمد نہ آں مؤئے سفید پیر عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال

آں نثار دل بر آنکس میرسد دل کا وہ نچھاور اس کو پہنچتا ہے ہیں منہ در دامن آں سنگ فجور خرد دامن میں بیکاری کا پتھر نہ رکھتا بدانی نقد را از رنگہا خردا کھرے اور کھٹوں کو سمجھ لیتا ہم ز سنگ سیم و زر چوں کو دکاں بچوں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں سے دامن صدقت درید و غم فرود اس نے تیرا سچائی کا دامن پھاڑ دیا اور غم بڑھا دیا تا نگیر و عقل دامن شان چنگ جب تک عقل چنگل سے ان کا دامن نہ تمام لے موی گنجد دریں بحث و امید اس بحث اور امید میں بالوں کی گنجائش نہیں ہے

انکار کردن آں جماعت بر دُعا و شفاعتِ قوتی "ونا پیدا
ان لوگوں کا قوتی کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
شدن در پردہ غیب و حیران شدن قوتی "کہ ایشاں
ان کا غائب ہو جانا اور قوتی کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے
یہو ارفقند یا بزمن پنہاں شدند
گئے یا زمن میں چھپ گئے

چوں رہید آں کشتی و آمد یکام جب کشتی نجات پاگئی اور مقصود تک پہنچ گئی
فحجے افتاد شاں باہمدگر ان میں آپس میں کس کس ہوئی
ان میں آپس میں کس کس ہوئی ہر یکے با ہمدگر گفتند ہر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا

شد نماز آں جماعت ہم تمام ان لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی
کیس فضولی را کہ کرد از ماز شر کہ ثروت کی وجہ سے یہ بیکام میں سے کس نے کہا ہے
از پس پشت قوتی "مستتر قوتی کے پیچھے پوشیدہ طور پر

گفت ہر یک من نکر دستم گنوں
ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے اب
گفت مانا! کایں امام ماز درد
کہا یقیناً ہمارے اس امام نے مد کی ہے
گفت آں دیگر کہ اے یاراں یقیں
دہرنے نے کہا کسے دوستوا یقیناً
اُو فضولی بودہ اُست از انقباض
انقباض کی وجہ سے وہ فضول بنا ہے
چوں نگہ کرم سپس تا بنگرم
اس کے بعد جب میں نے نگہ ڈالی کہ دیکھو
یک از ایشان را ندیدم در مقام
موقع پر میں نے ان میں سے ایک کو بھی نہ دیکھا
نے بچپ نے راست نے بلاناںذیر
نہ بائیں نہ دائیں نہ اوپر نہ نیچے
دُرہا بُودند گوئی آب کشت
گویا موتی تھے پانی بن گئے
در قباب حق شدند آں دم ہمہ
وہ سب اس وقت اللہ کے قبول میں چلے گئے
در تحیر ماندم کایں قوم را
میں حیرانی میں پڑ گا کہ اس قوم کو
آنچنان پنہاں شدند از چشم او
وہ ان کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے
سالہا در حسرت ایشان بماند
وہ سالوں ان کی حسرت میں رہے
تو بگوئی مرد حق اند نظر
تو کہے گا مرد خدا نگہ میں

ایں دُعائے از بُروں نے از دُرُوں
یہ دعا نہ بظاہر نہ باطن
بو الفضولا نہ منا جاتے بکرو
فضولیوں کی طرح دعا کی ہے
مر مرا ہم میثماید آنچنین
مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے
گرد بر مختار مطلق اعتراض
اس نے مختار مطلق پر اعتراض کیا ہے
کہ چو میگویند ایں اہل کرم
یہ اہل کرم کیا کہہ رہے ہیں؟
رفتہ بُودند از مقام خود تمام
اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے
چشم تیز من نشد بر قوم چیر
اس قوم پر میر تیز نگہ نے قابو نہ پایا
نے نشان پائے وئے گردے بدشت
نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جنگل میں گرد تھی
در کدا میں روضہ رفتند آں رمہ
وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی
چوں پو شانید حق بر چشم ما
اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟
مثل غوطہ ماہیاں در آبجو
جیسے کہ مچھلیوں کا نہر کے پانی میں غوطہ
عمر ہمار شوق ایشان اشک راند
ایک عرصہ تک ان کے شوق میں روتے رہے
کے در آرد با خدا ذکر بشر
خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لٹا ہے

۱۔ مانا۔ تحقیقاً۔ بو الفضول۔ وہ فضول
جو غیر اختیاری کام کرے۔
منکجات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشتی
کے ڈوبنے سے اس کو دل گرہی پیدا
ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے
خلاف دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا
ہے۔

۲۔ چوں نگہ۔ یعنی ذوق نے
کہا اہل کرم۔ یعنی وہی مٹھیدی نے
بچپ۔ یعنی میں نے چاروں طرف
دیکھا ان کو کہیں نہ پایا۔ آب کشت۔
یعنی موتی تھے جو دریا میں جا کر گم ہو
گئے۔ گردے چلنے سے گرد اٹھتی
ہے۔

۳۔ در قباب یعنی اللہ تعالیٰ کے
قرب خیموں میں چلے گئے۔
آنچنان۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی وہ
بزرگ قوتی کی آنکھوں سے اس
طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں
غوطہ مار کر دریا میں چھپ جاتی ہیں۔
سالہا۔ قوتی ان کے دیدار کی حسرت
میں سالوں روتے رہے تو بگولی۔
قوتی کے ان بزرگوں کے فراق میں
رونے پر تو یہ اعتراض کریں گا کہ قوتی
جبکہ بزرگ تھے تو ان انسانوں کی یاد
میں کیوں روتے تھے۔

کہ بشر دیدی تو ایشاں را نہ جال
کہ تو نے ان کو بشر سمجھا نہ کہ جان
کہ بشر دیدی مرا ایشاں را چو عام
کہ تو نے ان کو عام انسانوں جیسا بشر سمجھا
گفت من از آتشم آدم ز طیں
کہا کہ میں آگ کا ہیں ' آدم مٹی کا ہے
چند بنی صورت آخر چند چند
صورت کو کتنا دیکھے گا آخر کتنا کتنا
ہیں مبر امید و ایشاں را بگو
خبردار مایوس نہ ہو ' لہذا ان کو تلاش کر
ہر کشادے در دل اندر بستن ست
ہر کشادگی ' دل بستگی کی وجہ سے ہے
گو و گومی گو بجاں چوں فاختہ
فاختہ کی طرح دل و جان سے کو لہڑ کو کہتا رہ
کہ دعا سے راست حق بر استجب
کہ اللہ نے استجب کو دعا سے وابستہ کیا ہے
آں دعائش می رَوَدَا ذوالجلال
اس کی دعا اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے

خرازیں امی تحسپد اینجا اے فلاں
اے فلاں اس مقام پر گدھا اس لئے سو جاتا ہے
کلاریں وریاں شد ستلے مرد خام
اے ہائیں انسان کام اسی جہ سے تیار ہوا
تو ۲ ہماں دیدی کہ ابلیس لعین
تو نے وہی دیکھا جو ملعون شیطان نے
چشم ابلیسانہ ر ایک دم بہ بند
شیطان آگ کو فوراً بند کر کے
اے قوتی باد و چشم ہمچو جو
اے قوتی! نہر جیسی دو آنکوں سے
ہیں بگو کہ رکن دولت جستن ست
خبردار! تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے
از ہمہ کار جہاں پر داختہ
دنیا کے ہر کام سے فدا ہو کر
نیک بنگر اندر اے محجب
اے محبوب! اس میں اچھی طرح غور کر
ہر کرا دل پاک باشند اعتلال
پہلی سے جس کا دل پاک ہو گیا

۱۔ قوتی تحسپدن۔ یعنی دہری
غفلت اور غلطی ہونا کہ بشر۔ یعنی
مستعرض کی غلطی وہ غلطی ہے کہ وہاں
کو صرف بشر سمجھا جاتا ہے جبکہ قابل
فی اللہ تھے وہ خواہ بشری سے معری
مرد و محض تھے۔

۲۔ توہاں۔ ہر انسان کو محض بشر
سمجھنا لہذا اس کے باطنی فضائل کی
طرف نظر نہ کرنا یہ شیطانی نظر ہے
شیطان نے آدم کی صورت ظاہری کو
دیکھا ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ
کی۔ چند بنی۔ ظاہر بنی کو چھوڑ کر
انسان کے باطن کو دیکھا کرو۔ اے
قوتی مولانا فرماتے ہیں معترض کا
اعتراض بالکل غلط۔ ہمارے قوتی تم
اس کی پروا نہ کرو لہذا ان بزرگوں کے
فراق میں خوب آنسو بہاؤ۔ اس بگو۔
تلاش اور جستجو ہر کشادگی کا سبب ہے
کو کہ بارے میں کہتی ہے کہیں
ہے کہیں ہے۔

۳۔ کہ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے اُوْعُوْنِیْ مُسْتَجِبْ لِّکُمْ بِحُجَّتِ
سے مانگو میں قبول کروں گا تمہارا جو
ان نفسانی بہاریوں سے خالی ہوتا ہے
تو اس دعا ضرور بارگاہ الہی تک پہنچتی
ہے انتقال۔ یعنی ایک جگہ سے
دوسری جگہ جانا چلنا پھرنا۔

باز شرح کردن حکایت آں طالب روزی حلال بے کسب و
حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال رزق طلب کرنے والے کی
رنج در عہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعائے او
حکایت کی وہاں تشریح لہذا اس کی دعا کا قبول ہونا

یاد آمد آں حکایت کاں فقیر
مجھے وہ قصہ یاد آیا کہ وہ فقیر
وز خدا می خواست روزی حلال
لہذا خدا سے حلال رزق مانگتا تھا
روز و شب میکرد افغان و نفیر
دن ' رات فریاد لہذا رزق کرتا تھا
بے شک و کسب و رنج و انتقال
بغیر شک و کئی لہذا تکلیف لہذا چلنے پھرنے سے

پیش ازیں گفتیم بعض احوال او
اس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیئے ہیں
ہم بگو ہمیش کجا خواہد گریخت
میں تجھ سے وہ قصہ کہوں گا وہ کہیں بچے کا
صاحب گاؤں بدید و گفت ہیں
گائے والے نے اس کو دیکھا اور کہا خبردار
ہیں چرا گشتی بگو گاؤں مرا
خبردار بتا تو نے میری گائے کیوں ماری
گفت من روزی زحق میخواستم
اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے روزی مانگتا تھا
سالہا یود ست کار من دعا
میرا کام سالوں دعا کرتا رہا ہے
چوں بدیدم گاؤں را بر خاتم
جب میں نے گائے کو کسی میں اٹھا
آں دعائے کہنہ ام شد مستجاب
وہ میری پرانی دعا قبول ہو گئی

لیکے تعویق آمد و شد پنج تو
لیکن رکاوٹ آگئی اور پنج گونی ہو گئی
چوں زابر فصل حق حکمت بریخت
جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے برابر سے دانائی فیکہ دی ہے
اے بظلمت گاؤں من گشتہ رہیں
اے وہ کہ تیرے ظلم میں گائے بھنس گئی
بلکہ طرار انصاف اندر آ
اے بیوقوف کتنھ کئے انصاف میں آ
قبلہ ۲ را از لالہ می آراستم
قبلہ کو آہ دہلی سے سجاتا تھا
تا کہ بفرستاد گاؤں را خدا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گائے بھیج دی
روزی من یود کش می خواستم
میری روزی تھی جو میں مانگتا تھا
روزی من یود گشتم نک جواب
وہ میری روزی تھی میں نے اس کو ذبح کر لیا یہ جواب ہے

۱۔ تعویق۔ رکاوٹ۔ ہم۔ یعنی میں
وہ قصہ ضرور سناؤں گا اس میں بہت سی
حکمت کی باتیں ہیں۔ اے بظلمت
یعنی جب گائے اس دعا کرنے
والے کے گھر میں کھس آئی اور اس
نے اس کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا تو مالک
نے آکر کہل۔ طرار۔ حسیب ترش۔
۲۔ قبلہ۔ یعنی قبلہ وہ ہو کر میں
بہت رویا ہوں۔ کش۔ کہ اس۔
مستجاب۔ مقبول۔ ہر دو خصم۔ یعنی دعا
کرنے والا اور گائے کا مالک۔
۳۔ لوز کشم۔ گائے کے مالک کو
فقیر کے بیان پر غصہ آیا اس نے اس کو
گریبان پکڑا اور منہ پر چند طمانچے
مارے کچ۔ احمدق۔ دعا۔ دعا باز۔
جب یار دھندلی دلیل یعنی ایسی دلیل
جو دوسرے کو ثابت نہ کر سکے اس
چہ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا
مال حلال ہو جاتا ہے۔ لوند۔ لام کے
زبر اور دائر کے ذریعے ساتھ پیاک وہ
جو خدا اللہ سے شرمائے نہ مخلوق سے۔

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
دونوں فریق کا حضرت داؤد (ہمارے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اوند ۳ چشم آمد گریبانش گرفت
وہ غصہ آیا اس کا گریبان پکڑا
می کشیدش تا بداؤد نبی
اس کو داؤد نبی کے پاس بھیج کر لے گیا
حجت بار و رہا گن اے دعا
اے دعا باز! کج جتنی جھوڑ
اس چہ میگوئی دعا چہ یود مخند
یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اڑا
پند مشتے زد برویش نا شکفت
بے تحاشا اس کے منہ پر چند کھج کے پادے
کہ بیا اے ظالم کج غمی
کہ آ اے احمق بیوقوف ظالم!
عقل در تن آور وبا خویش آ
اپنے جسم میں عقل پیدا کر اور ہوش میں آ
بر سروریش من و خویش اے لوند
اے پیاک میرے اور اپنے سر اور داڑھی کا

اندریں لائبہ بسے خود خوردہ ام
اس خوشدل میں اپنا بہت خون پیا ہے
سر بزن یرسنگ اے منکر خطاب
اے بدگوا پتھر پر سر مار
ثاثر بیدو فشار ایں مہیں
اس ذلیل کی بکواس اور ہٹ دھرمی دیکھو
حجت قاطع بگوچہ بود دعا
فیصلہ کن دلیل لا دعا کیا ہوتی ہے
چوں از آن او گند بہر خدا
کیسے اس کی ملکیت بنا دیگی خدا کے لئے
یک دعا املاک بر دندے بکیں
ایک دعا سے جبرا جاندویں مار لیتے
خستہ گشتہ بدندے و امیر
باشمت اور امیر ہو جاتے
لابہ گویاں کہ تو ماں وہ اے خدا
خوشدل نہ کہتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں دے
اے گشاندہ تو بکشا بند ایں
اے کھولنے والے اس بند کو کھول دے
جز لب نانے نیا بنداز عطا
لوہ کوئی عطار دنی کے کٹڑے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں
ویں فروشندہ دعا ہا ظلم جوست
اور یہ دعا فروش ظالم ہے
کے گشد ایں را شریعت خود بسلیک
اس کو شریعت لڑی میں کب پڑتی ہے؟
یاز جنس ایں شود ہلکے ترا
یا اس جیسی چیز سے تیری ملکیت کا سبب ہو سکتی ہے

گفت من با حق دُعا ہا کردہ ام
اس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں
من یقین دامن دُعا شد مستجاب
میں یقینی طور پر جانتا ہوں دعا قبول ہو جاتی ہے
گفت گرد آسید ہاں اے مسلمین
اس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ
اے دُعاتا چند خالی ثاثر را
اے دعا باز! کتنی بکواس کرے گا
اے مسلماناں دعا مای مرا
اے مسلمانو! دعا میرے مال کو
گر چنیں بودے ہمہ عالم بدیں
اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ اس
گر چنیں بودے گدایان ضریر
اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری
روز و شب اندر دُعا اندوشتا
وہ دن رات دعا اور تعریف میں
تا تو ۲ ند ہی ہچکس ند بد یقین
جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دے گا
مکسب کوراں بود لائبہ و دُعا
انہوں کی کمائی کا ذریعہ خوشدل اور دعا ہے
خلق گفتند ایں مسلمان راست گوست
مسلمانوں نے کہا یہ مسلمان سچ کہتا ہے
ایں ۳ دُعا کے باشد از اسباب ملک
یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟
بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
فروخت اور بخشش یا وصیت یا عطا

۱۔ مستجاب۔ مقبول۔ فشار۔ گالی۔
بیہودہ بات۔ ثاثر۔ ایک کانٹے دار
گھاس ہے۔ ثاثر خاندین۔ بکواس
کنا۔ اے مسلماناں۔ گائے والے
نے مسلمانوں کے مجمع سے کہا اس کی
دعا سے میرا مال اس کا کیسے ہو گیا۔
گر چنیں۔ اگر دعا سے کوئی دھروں
کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر
کے دھروں کے مال کی مالک بن جلیا
کرتی۔ ضریر۔ اندھے فقیر دعا کر کے
صاحب قسمت و دولت بن جلیا
کرتے۔

۲۔ تا تو۔ یعنی فقر و دعا میں یہ بھی
کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ
دیگا کوئی کچھ نہ دیگا تو وہ افلاس کے اس
بند کو کھول دے۔ مکسب۔ اندھے
فقیروں کی کمائی کا ذریعہ دعا ہے جب
انہیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔
تمام لوگوں نے سارا قصہ سن کر کہا
گائے والا سچ کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم
ہے۔

۳۔ ایں دعا۔ ایک انسان دوسرے
انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا
کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بیع۔
انسان مالک جب بنتا ہے جب کوئی
دوسرا اس کے ہاتھ اسی چیز فروخت کر
دے یا مفت دیدے یا وصیت کر
دے کہ میرے مرنے کے بعد وہ
مالک ہوگا۔ یاز جنس میں شاد و دلشت۔

در کدالین دفترست ایں شرع تو
تیری یہ شریعت کس کتب میں لکھی ہے؟
اندر آ در حبس و در زندان او
قید اور اس کے جیل خانہ میں آ جا
او بسوئے آسمان میگرد رو
وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا
مَنْ دُعایا کردہ ام زیں آرزو
میں نے اس تمنا سے دعائیں کیں
در دل من تو دُعا انداختی
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی
مَنْ نمیکردم گزافہ آں دُعا
میں وہ دعائیں خولہ مخولہ نہیں کرتا تھا
دید یوسف آفتاب و اختراں
حضرت یوسف نے سورج اور ستاروں کو دیکھا
اعتمادش بود بر خواب درُست
ان کو سچے خواب پر بھروسہ تھا
ز اعتمادِ آں نبودش هیچ غم
اس کے بھروسے ان کو کوئی غم نہ تھا
اعتمادے داشت او بر خواب خویش
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے
چوں در افکندند یوسف را بچاہ
جب انہوں نے یوسف کو کنویں میں گرا دیا
کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان
اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ کا وزیر بنے گا
قائل ایں بانگ نامہ در نظر
یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

گاؤ راتو باز وہ یا حبس رو
تو گائے واپس کر یا قید میں جا
ورنہ گاؤش را بدہ حجت ملو
ورنہ اس کی گائے دیدے حجت بازی نہ کر
کائے خداوند کریم لطف خو
کہ اے کریم خدا کریم مزاج
واقعہ مارا نداند غیر تو
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے
صد اُمید اندر دلم افراختی
تو نے میرے دل میں سینکڑوں امیدیں ابھار دیں
ہمچو یوسف دیدہ بودم خوابہا
میں نے حضرت یوسف کی طرح بہت سے خواب دیکھتے
پیش او سجدہ گناں چوں چاکراں
اپنے سامنے نوکروں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے
در چہ و زنداں جُزآں رامی نجست
کنویں اور قید خانہ اس خواب کی تعبیر کے علاوہ کچھ جتوندی
از غلامی و ز ملام بیش و کم
غلامی اور لوگوں کی کم و بیش ملامت سے
کہ چو شمع می فروزیدش ز پیش
جو ان کے سامنے شمع کی طرح روشن تھا
بانگ س آمد سَمع اورا از الہ
ان کے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی
تا بمالی ایں جفا بر رُوئے شال
یہاں تک کہ اس قلم کو ان کے منہ پر مارے گا
لیک دل بشناخت قائل راز اثر
لیکن ان نے علامت کے ذریعے کہنے والے کو پہچان لیا

۱۔ در کدالین۔ یہ مسئلہ کنویں کتاب میں لکھا ہے کہ تو اللہ سے دعا کرے اور دوسرے کے مال کا بن جائے۔ جس۔ یہ غصہ ہے جس کی سزا جیل خانہ ہے۔ اور اس فقیر نے لوگوں کی باتوں سے عاجز آ کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مناجات شروع کر دی۔

۲۔ مَنْ نمیکردم۔ یعنی میری دعا کا یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور مجھے خواب پر ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت یوسف کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ دید۔ حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کو سورج اور ستارے سجدہ کر رہے ہیں تو ان کو اس کی تعبیر سے یقین ہو گیا تھا کہ وہ لاحقہ بادشاہ وزیر بنیں گے۔ حجب۔ بھائیوں نے کنویں میں ڈالنے لگا کی وجہ سے قید خانہ بھگتا لیکن ان کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ ایک دن یقیناً برائی حاصل ہوگی لہذا یہ ساری تکالیف ان کی نگاہ میں نیچے نہیں۔

۳۔ بانگ۔ قرآن میں ہے وَأَوْخِنَا إِلَيْهِ لَتَبْنَهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ یعنی ہم نے یوسف کو وہی بھیجی کہ تو ان بھائیوں کے کہوتوں سے ان کو خبردار کرے گا وہ سمجھ نہیں رہے ہیں قائل۔ یعنی یہودی برادر راست آئی تھی اس کے آواز سے یوسف سمجھ گئے تھے کہ یہ وحی خداوندی ہے

در میانِ جاں فتادش زانِ بندے

اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا
گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل
گلشن اور محفل جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ

او بدالِ قوت بشادی می کشید

انہوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برداشت کیا
در دلِ ہر مومنے تا خسر ہست
ہر مومن کے دل میں خسر تک کے لئے ہے

نے ز امر و نہی حق شانِ انقباض

نہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی میں ان میں انقباض ہو
خارِ ریحالِ سنگِ گوہر می شود
کٹا ریحان پتھر گوہر بن جاتا ہے

گلِ شکر آں را گوارش می دہد

ذوق کا گھنڈہ اس میں خوشگوار پیدا کر دیتا ہے
لقمہ را ز انکارِ اوتے میکند
اس کے ناکار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے

مست باشد در رہ طاعات مست

وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے
بے فتور و بے گمان و بے ملال
بغیر مستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے

شد گواہِ مستی دلسوزِ او

اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں
زیرِ ثقلِ بارِ اندک خور شدہ
بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا

می نماید کوہِ پیشش تارِ مو

پہاڑ اس کو ہل نظر آتا ہے

قوت و راحت و مندے

قوت اور راحت اور سہلا

چاہ شد بروے بدالِ بانگِ جلیل

اس عظیم آواز سے ان پر کنواں بن گیا

ہر جفا کہ بعد از آتش می رسید

اس کے بعد جو ظلم ہوا

ہمچنانکہ ذوقِ آں بانگِ اَلست

جیسے کہ است کی آواز کا ذوق

تا نباشد در بلا شاں اعتراض

تاکہ آزمائش میں انہیں کوئی اعتراض نہ ہو

لقمہ تلخے چو شکر می شود

کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے

لقمہ حکمے کہ خنی می نہد

جس حکم کا لقمہ خنی پیدا کرتا ہے

گلِ شکر آں را کہ نبود مستند

حس کے لئے گھنڈہ کا سہارا نہ ہو

ہر کہ خوابے دید از روزِ اَلست

جس نے است کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے

میکشد چوں اُشترِ مستِ ایں حوال

وہ مست لوث کی طرح اس بڑے کو اٹھاتا ہے

کفک تصدیقش بگردِ پوزِ او

اس کے منہ کے گرد انکی کی تصدیق کے جھاگ

اُشترِ ز قوتِ چو شیرِ نر شدہ

طاقت کی وجہ سے لوث نر شیر بن گیا

ز آرزوئے ناقہ صد فاقہ برو

لوثی کی تمنا میں اس پر سینکڑوں فاقے ہیں

۱۔ بندے خدا کا مال ہے یعنی اس آواز سے انہیں طاقت اور سہلا حاصل ہو گیا۔ چاہ شد۔ یوسف کے لئے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم کے لئے نمرود کی آگ۔

۲۔ ہمچنانکہ۔ حضرت یوسف کے لئے وہ وحی خداوندی ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہد است کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے تمام دنیاوی مصائب آسان ہو جاتے ہیں اور احکام خداوندی بجالانے میں اس کو انقباض طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمہ۔ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان۔ خوشگوار بن جاتا ہے۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔ گلِ شکر۔ یعنی عہد است کا ذوق۔

۳۔ گلِ شکر۔ جس میں عہد است کا وہ ذوق نہ ہو گا وہ احکام خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ می کشد۔ وہ عہد است کے ذوق کی مستی میں حکم اس طرح برداشت کر لے گا جیسا کہ مست لوث بے ٹکان بڑے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ لوث کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہد است کے مست کے منہ میں اس کے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ ز آرزو۔ مستی کی حالت میں ز لوث لوثی کی تمنا میں کھانا بھی کم کر دیتا ہے اور اس میں بہت زیادہ طاقت آ جاتی ہے۔

دَر اَلْسَت آنکو چنیں خوابے ندید
جس نے است میں ایسا خواب نہیں دیکھا ہے
دَر بَشْد اندر ترؤد صد دلہ
اگر مرید بنا بھی تو تذبذب میں سو دل والا ہے
پائے پیش و پائے پس در راہ دیں
دین کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے
وام ۲ دار شرح اینم نک گرو
میں اس کی شرح کا مقروض ہوں یہ گروہی ہے
چوں ندارد شرح ایں معنی کراں
چونکہ ان معنی کی شرح کا کناہ نہیں ہے
گفت کورم خواند زین جرم آں دعا
اس نے کہا اس دعا باز نے مجھ اس جرم میں اندھا کہا
مَنْ دُعا کورانہ کے می کردہ ام
میں نے اندھا دند دعا کب کی ہے؟
کور از خلقاں طمع دارد ز جہل
اندھا نادانی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کرتا ہے
آں یکے کورم ز کوراں بشمرید
اس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا
کور پی عشق ست ایں کوری من
میرا ادھا پن عشق کا اندھا پن ہے
کورم از غیر خدا پینا بدو
میں خدا کے غیر سے ناپینا اور خدا کا پینا ہوں

اندریں دنیا نشد بندہ و مرید
وہ اس دنیا میں بندہ اور مرید نہ بنا
یک زماں شکرستش و سائلے گلہ
ایک وقت اس کے لئے شکر ہے اور ایک سال شکوہ
می نہد بصد ترؤد بے یقیں
بغیر یقین کے تردد کی حالت میں رکھتا ہے
ورشتاب ستاز اَلْمُ نَشْرَح شَنُو
اگر جلدی ہے اَلْمُ نَشْرَح سن لے
خَر بَسُوئے مُدْعٰی گاؤ راں
گائے کے مدی کی جانب گدھا ہانک دے
بس بلیسانہ قیاس ست اے خدا
اے اللہ! یہ تو شیطانی قیاس ہے
جُو بخالق گدیہ کے آوردہ ام
اللہ کے سوا میں نے کب بھیک مانگی ہے؟
مَنْ ز تو کز تست ہر دشوار سہل
میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے
اُو نیاز جان و اخلاصم ندید
اس نے میری جان کی نیاز مندگی اور خلاص نہ دیکھا
حُب یعمی و یصم ست اے حسن
اے بھلے یہ محبت اندھا اور بہرہ ناپاتی ہے کا مصدق ہے
مُقْتَضٰے عشق ایں باشد بگو
بتا عشق کا یہی مقتضا ہے

۱ مرید۔ جس شخص نے عہد
است کے معاملہ میں کوئی خواب نہ
دیکھا ہو اس میں بندگی اور اولو تنہدی کا
مادہ نہیں ہوتا ہے۔ ورنہ اسے شخص
میں کچھ اولیات مندی بھی اگر ہوتی
ہے تو وہ بھی تذبذب کے ساتھ ہوتی
ہے اس کی زبان پر بھی شکر خدا آتا
ہے جو اس سے زیادہ شکوے کرتا رہتا
ہے۔

۲ وام دار۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ عہد است کے ذوق کی مزید تشریح
میرے ذمہ قرض ہے وہ ادا کروں گا۔
فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر گروہی
رکھ لے تاکہ قرض کی ادائیگی کا
اطمینان ہو جائے۔ ورنہ شتاب۔ اگر
زیادہ جلدی ہے تو اَلْمُ نَشْرَح پڑھ
لے یعنی اَلْمُ نَشْرَح سورہ میں
آنحضرت کے شرح صدر ہو جانے کا
بیان ہے۔ شرح صدر کے بعد ہر روز
خود صل ہو جاتا ہے اللہ تبارک بھی شرح
صدر کر دے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ
میں خود آ جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ
حضور کی شرح صدر کا یہی مطلب تھا
کہ آپ میں عہد است کا پورا ذوق تھا
اسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کا بوجھ کم کر دیا
تھانور تمام احکام شرعی آپ پر آسان ہو
گئے تھے۔ گفت۔ اس فقیر نے کہا۔
آن دعا یعنی گائے کا مالک۔ بس
بلیسانہ۔ شیطان نے حضرت آدم
کے ظاہرہ کو دیکھا اور اسی بنیاد پر اپنی
افضالیت سمجھا حضرت آدم کے باطنی
لوصاف کو اس نے نہ دیکھا اسی طرح
اس شخص نے میرے ظاہر اور فقر کو دیکھ
کر مجھ اندھے فقیروں میں سے سمجھا
حالانکہ میرا فقر الی اللہ تھا۔

۳ ح من دعا۔ اندھے فقیر تو انسان
سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ
سے بھیک مانگی۔ یعنی اس



ظالم نے میرے لوصاف کو نہ دیکھا۔ یعنی چونکہ میں عشق الہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے اندھا
اور بہرہ ناپ رکھا ہے لہذا میرا دنیا ہونا دنیا کے اعتبار سے ہے نہ کہ خدا کے معاملہ میں۔

۱۔ آنچنال۔ جس طرح حضرت یوسف کو خواب پر بھر دیا تھا اور وہ ان کا سہارا بن گیا اسی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اعتماد تھا کہ ضرور دعا قبول ہو گی۔ ایں دعا۔ میری گریہ زاری کھیل کو نہ گئی یقیناً اس کو مقبول ہونا تھا۔ می نہ اند۔ لوگ اس راز سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو بکواس سمجھ رہے ہیں۔ حق شان۔ جبکہ لوگوں کو حقیقت حل معلوم نہیں تو ان کا کہنا برحق ہے۔
۲۔ خصم۔ یعنی گائے کے مالک نے کہا سچ بات کہ آسمان کی طرف مناسفانہ کر مکاری کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈینگیں کیوں مانتا ہے۔ باکدامیں۔ تیرا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کرے آں مسلمان۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا فقیر جعدہ میں گرا ہوا تھا۔ کائے خدا۔ اللہ سے جعدہ کی حالت میں عید عائمیں کر رہا تھا۔
۳۔ گردہم۔ اگر میں برا بھی ہوں تو اس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے۔ چوں فرستادی۔ جب اسے اللہ نے خود اس گائے کو میرے گھر میں بھیج دیا تو میرا ذوق کرنا غلطی نہ تھی۔

تو کہ بینائی ز کور انم مدار
اے خدا تو کہ جینا ہے مجھے ناپیدائوں میں نہ رکھ
آنچنال! کہ یوسف صدیق را
جس طرح کہ یوسف صدیق کو
مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود
مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا
می نداند خلق اسرار مرا
وگ میرے راز نہیں جانتے ہیں
حق شان ست و کہ داند راز غیب
یہ ان کے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟
خصم! گفتش حق بگو اے شد خو
اس کے مخالف نے اس سے کہا اے بدعات سچ بتا
شیدی آری غلط می افگنی
تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے
باکدامیں روئے چوں دل مردہ
جب کہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے
غلغلے در شہر افتادہ ازیں
اس سے شہر میں بڑا شور مچ گیا
کائے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
کہ اے خدا اس غلام کو رسوا نہ فرما
تو ہی دانی کہ شبہائے دراز
تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں
پیش خلق ایں را اگر خود قدر نیست
اگر مخلوق کے نزدیک اس کی قدر نہیں ہے
گاؤ می خواہند از من اے خدا
اے اللہ! وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

دارم بر گرد لطف اے مدار
اے مدار! میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں
خواب بنمودی و گشتش متکا
تو نے خواب دکھایا اور وہ ان کا سہارا بنا
ایں دعائے بخدم بازی نمود
میری یہ لاف و دعا کھیل نہ تھی
ثاثر میدانند گفتار مرا
میری گفتگو کو بکواس سمجھتے ہیں
غیر علام سر و ستار عیب
سائے راز کے جانے والے اور عیب کے چھپانے والے کے
از چہ سوئے آسمان کردی تو رو
تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟
لاف عشق و لاف قربت میزنی
عشق اور قرب الہی کی بکواس کرتا ہے
روئے سوئے آسمانہا کردہ
آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟
آں مسلمان می نہد رو بر زمیں
وہ مسلمان زمین پر منہ رکھتا تھا
گردہم! ہم سر من پیدا مکن
اگر میں برا بھی ہوں میرا راز فاش نہ کر
کہ ہی خواندم تیرا صد نیاز
میں تجھے سینکڑوں نیاز مندوں کے ساتھ پکارتا تھا
پیش تو ہچموں چراغ روشنیت
تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے
چوں فرستادی نکر دم من خطا
جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

بیروں شدن داؤد نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خصم

حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا اور دونوں فریق کی بات سنا اور

وسوال کردن از مدعی علیہ وجواب او

مدعی علیہ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

چونکہ داؤد نبی آمد بروں

جب داؤد نبی باہر آئے

مدعی گفت اے نبی اللہ داؤد

مدعی نے کہا 'اے اللہ کے نبی فریاد ہے

گشت گام را پر سش کہ چرا

اس نے میری گائے ذبح کر دیں سے پوچھئے کہ کیوں؟

گفت داؤدش بگو اے یوالمکرم

اس سے داؤد نے فرمایا اے بھلے مانس

ہیں پراگندہ مگو حجت بیار

خبردار! بیہودہ بات نہ کر دلیل بیان کر

گفت اے داؤد ہر دو ہفت سال

اس نے کہا اے داؤد! میں سات سال تک تھا

اس ہی جستم زیزداں گائے خدا

میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا کہ اے خدا!

مردوزن بر نالہ من و اقف اند

مرد عورت میری فریاد سے وقف ہیں

تو پرس از ہر کو خواہ اس خبر

آپ جس سے چاہیں یہ بات دریافت کریں

ہم ہویدا پرس وہم پنہاں زخلق

لوگوں سے علی الاطلاق اور خفیہ طور پر دریافت کر لیجئے

بعد از اس جملہ دعا و اس فغاں

اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گفت میں چونتہاں احوال چوں

فرمایا ہاں 'یہ کیا احوال ہیں؟

گاؤ من درخانہ او در فقاد

میری گائے اس کے گھر میں گھس گئی

گاؤ من گشت او بیلاں گن ماجرا

میری گائے ذبح کی وہ واقعہ بتائے

چوں تلف کردی تو ملک محترم

تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟

تا بیک سو گرد اس دعوی و کار

تاکہ یہ دعوی اور معاملہ یک سو ہو جائے

مرور و شب اندر دعا و در سوال

دن 'رات دعا اور سوال میں

روزی خواہم حلال و بے عننا

میں حلال روزی بے مشقت چاہتا ہوں

کو دکاں اس ماجرا را وصف اند

بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں

تا بگوید بے شکنجہ و بے ضرر

تاکہ وہ بغیر دہاؤ اور بغیر تکلیف کے بتا دے

کہ چہ میگفت اس گدائے ژندہ خلق

کہ یہ بھنی گدڑی ملا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟

گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں

اجانک میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

۱۔ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا
سب احوال بتاؤ۔ نو بیان کن۔ یعنی
اس کفر مایے کذبہ بیان کرے۔
۲۔ تا بیک سو۔ یعنی میں معاملہ کو
سمجھ کر فیصلہ کر سکوں۔ عننا۔ مشقت۔
مرد۔ یعنی یہ میرا قصہ عورت مرد بچے
بڑھے سب ہی کو معلوم ہے۔
۳۔ بے شکنجہ۔ یعنی بغیر کسی دہاؤ
کے ہم ہویدا۔ یعنی اس معاملہ کی
کلی اور چھپی تحقیقات کر لیجئے۔

چشم من تاریک شد نے بہر لوت ۱ شادی آں کہ قبول آمد قنوت
میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کھانے کے لئے اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی
کشم ایں راتا دہم در شکر آن کہ دُعائے من شنید آں غیب داں
میں نے اس کو ذبح کر دیا تاکہ اس شکر یہ میں ہانت ہوں کہ اس غیب کے جاننے والے نے میری دعا سن لی

حکم کردن داود علیہ السلام برگشندہ گاؤ
گائے ذبح کرنے والے کے خلاف حضرت داؤد کا فیصلہ

گفت داود ایں سخنہا را بشو ۱ حضرت داؤد نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دھوے
تو روا داری کہ من بے جتے تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے
اینکہ بخشیت خریدی وارثی یہ گائے تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو وارث ہے؟
کسب ۲ را ہچوں زراعت داں عمو اے چچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ
آنچہ کاری بدروی آں آن تست جو تو بودے کانے وہ تیری ملکیت ہے
رو بدہ مال مسلمان کو مگو جا مسلمان کا مال دے نیز ہی بات نہ کر
گفت ۳ اے شہ تو ہم ایں میگوئیم کہ ہم میگویند اصحاب ستم
اس نے کہا اے شہ! آپ بھی مجھے وہی کہہ رہے ہیں و ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داوری داود علیہ السلام نزد خدا
اس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس ز دل آہے برآورد و بگفت ۱ تو اس نے دل سے آہ نکالی اور کہا
سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے والے
اس نے سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے والے

۱ لوت۔ مرغ غزل کشتم۔ میں نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی قبولیت کے شکرانے میں اس کو غریبوں میں ہانت ہوں۔ تور دھواری۔ کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ رائج کر دیں۔ ایں۔ یہ گائے تجھے کس نے بخشی تھی تو نے خریدی تھی کیا تو نے کاشت کی تھی جو پیدا ہوا کا مالک بنے۔

۲ کسب۔ کمائی اور کھیتی ایک چیز ہے جو ہوتا ہے کھیتی اس کی ملکیت ہوتی ہے۔ ورنہ دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ زور۔ غلط باتیں نہ کر اگر تیرے پاس ہے تو اس گائے کی قیمت ادا کر دے ورنہ قرض لے لے اس کو دیدے۔

۳ گفت۔ گائے ذبح کرنے والے نے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں کرنے لگے جو سب کر رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے اس نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

دردِ لَش اے نہ اُنچہ تو اندر کِم
اس کے دل میں ڈال دے جو کہ تو نے میرے دل
اس بگفت و گریہ درُشد ہائے ہائے
یہ کہا اور ہائے ہائے کر کے رونا شروع کر دیا
گفت ہیں امروز اے خواہانِ گاؤ
فرمایا خبردار! اے گائے کے مدنی آج
تا روم من سوئے خلوت در نماز
تاکہ میں نماز میں تنہائی میں چلا جاؤں
خوئے ۲ دارم در نماز آلِ التفات
میں نماز میں اس توجہ کی عادت رکھتا ہوں
روزنِ جانم گشاوست از صفا
صفائی کی وجہ سے میری جان کا سوراخ کھلا ہوا ہے
نامہ و باران و نور از روزنم
پیغام اور بارش اور نور میرے سوراخ سے
روزنِ ۳ است آلِ خلعت کا بے روزن است
وہ گھر روزن ہے جو بے سوراخ ہے
تیشہ در ہر بیشہ کم زن بپا
ہر جھاڑی پر کھڑی نہ مار
یامی دانی کو نور آفتاب
یا تو انہیں جانتا کہ سورج کا نور
نور ایں دانی کہ حیواں دیدہ ام
تو اس کو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے

اندر اُفگندی براز اے مفصلم
میں راز ڈالا ہے اے میرے محسن
نا دل داؤد بیروں شد ز جائے
یہاں تک کہ حضرت داؤد کا دل ہڑکنے لگا
مہلتم وہ ویں دعا وی را مکاؤ
مجھے سہات دے ان دعویوں کو نہ کرید
پرسم ایں احوال از دانائے راز
رازوں کے جاننے والے سے یہ احوال دریافت کروں
معنی قُرۃ عینی فی الصلوۃ
جو معنی ہیں قُرۃ عینی فی الصلوۃ کے
میر سدبے واسطہ نامہ خدا
بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے
می قند درخانہ ام از معدنم
میری معدن سے میرے گھر میں پہنچتا ہے
اصل دیں اے بندہ روزن کردن است
اے بندے! دین کی اصل سوراخ کر ۴ ہے
تیشہ زن در کردن روزن ہلا
یہ سوراخ کرنے کے لئے کدال مد
عکس خورشید برونست از حجاب
اس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے
پس چہ کرمنا بود بر آدم
تو میرے آدمی ہونے پر کرمنا کیسے صادق ہوگا؟



اس کا ایک عکس ہے۔ نور ایں۔ اگر تیری نگاہ میں صریحی ظاہر نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لینا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ کرمنا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ نَبِيٍّ آدَمَ كُوْزَتْ نَحْشِي تُو اَکْرَ اَنَسَانِ مِیْنِ اَوْرِ جَانُوْر مِیْنِ کُوْنِیْ فَرْقِ نَحْیْسِ ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

۱۔ دردش۔ اے خدا حضرت داؤد
کے دل میں وہی بات پیدا کر دے جو
تو نے میرے دل میں پیدا کی تھی
جس سے میں اس گائے کو ذبح
کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مفصل
محسن۔ ایں بگفت۔ گائے ذبح
کرنے والے نے اس گفتگو کے بعد
آواز ماری شروع کر دی اور ایسا رویا کہ
حضرت داؤد کا دل بے چین ہو گیا۔
گفت۔ حضرت داؤد نے مدنی سے
کہا آج جاؤ کل فیصلہ ہوگا۔ تارم۔
میں تنہائی میں نماز پڑھوں گا اور اللہ
سدا کر دے گا تاکہ ازل کھل جائے۔
۲۔ خوئے دارم۔ مجھے نماز میں اللہ
تعالیٰ کی طرف وہی توجہ ہوتی ہے جس
کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا ہے
کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں
بے قُرۃ عینی فی الصلوۃ
حدیث شریف میں ہے خَلْتُ قُرۃ
عینی فی الصلوۃ میری آنکھ کی
ٹھنڈک نماز میں رہی گئی ہے
روزن۔ روح کا دریچہ کھلا ہوا ہے جس
کے ذریعہ بغیر واسطے کے میرے پاس
خدائی احکام آتے ہیں۔ باران۔ یعنی
باران رحمت۔ معدن۔ یعنی ذات
باری تعالیٰ۔

۳۔ روزن۔ جس روح کا دریچہ اللہ
تعالیٰ کی جانب کھلا ہوا نہیں ہے وہ
روح روزنی ہے۔ اصل دین کی بنیاد
تعلق مع اللہ پر ہے۔ تیشہ لکڑیاں
کانٹے کے لئے تیشہ چلانا کوئی معنی
نہیں رکھتا اصل کام مجاہدات کے تیشہ
سے روح میں دریچہ کھولنا ہے۔ دانی
دانی۔ توجہ روح کا دریچہ کھولنے کے
لئے مجاہدات نہیں کرتا ہے اس کی وجہ
سے یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور
ذات باری کا نور ہے سورج کا نور تو اس

مَن ندانم کرد خویش از نور فرق

میں اپنے آپ میں اور نور میں فرق کرنا نہیں جانتا ہوں

بہر تعلیم سب رہ مر خلق را

مخلوق کو راستہ کی تعلیم دینے کے لئے ہے

حرب خدعہ ایں بود اے پہلواں

اے بہادر! جنگ دھوکہ ہے بہکھم ہے

گرد از دریائے راز اچختے

راز کے دریا سے گرد اڑا دیتے

خواست گشتن عقل خلاق مَشرق

مخلوق کی عقل نے جل جانا چاہا

کہ ندانم درِ یکی اش من شکے

کہ میں اس کی وحدانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

مَن! چو خورشیدم درون نور غرق

میں سورج جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں

رستم سوئے نماز و آن خلا

میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جانا

کثر نہم تار است گردد ایں جہاں

میں نیز حادقہم رکھتا ہوں تاکہ مخلوق سیدھی ہو جائے

نیست ۲ دستورے و گرنہ ریتختے

اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے

بچنیں میگفت داؤد ایں نسق

اس طور پر حضرت داؤد ایسا ہی کہتے رہے

پس گریبانش کشید از پس یکے

تو ایک نے پیچھے سے ان کا گریبان کھینچا

۱۔ مَن چو خورشیدم۔ میں ذات باری میں فنا ہوں۔ آب۔ میں اپنے میں اور ذات باری میں کوئی امتیاز اور دوئی نہیں پاتا ہوں۔ رستم۔ باوجود اس اتحاد کے پھر نوافل اور خلوت میں جانا دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے۔ کثر نہم۔ عام لوگوں کی ہدایت کے لئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے لگتا ہوں اور یہاں یہی بات ہے جیسی کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات ظاہر کی جاتی ہے۔ حرب خدعہ۔ جنگ میں ایک خیر واقعی چال سے کامیابی ہو جاتی ہے۔

۲۔ نیست۔ وحدت کا راز ناش کرنے کی اجازت نہیں ورنہ حضرت

داؤد سے راز فاش کر دیتے تو رایے

اسرا بیان کر دیتے کہ دیائے اسرا

خسک ہو جاتا۔ پس۔ فوراً غیب نے

حضرت داؤد کا گریبان کھینچ کر ان کو

اسرا بیان کرنے سے روکا۔ باخود۔

یعنی حضرت داؤد کی مستی زائل ہوئی۔

محراب۔ یعنی مصلیٰ

۳۔ حق نمودش۔ اللہ تعالیٰ نے ان

کو بات واضح کر دی اور گائے ذبح

کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔

زود زد۔ یعنی گائے والے نے فوراً

۱۔ فقیر پر لعن طعن شروع کر دی۔

رهن داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود

حضرت داؤد کا تہنائی میں چلا جانا تاکہ جو صحیح بات ہے واضح ہو جائے

لب بہ بست وعزم خلوت گاہ کرد

خاموش ہو گئے اور خلوت خانہ کا قصد کیا

سوئے محرب و دعائے مستجاب

محراب اور مقبول دعا کی جانب

گشت واقف بر سزائے انتقام

وہ سزا سے واقف ہو گئے

راز پنهانے کہ حیرانی فزود

وہ پیچھے ہوئے راز جنہوں نے حیرانی بڑھا دی

پیش داؤد پیمبر صف زدند

حضرت داؤد پیغمبر کے رو برو صف بست ہو گئے

زود زد آں مدعی تشنیع زفت

اس مدعی نے جلد سخت برا بھلا کہنا شروع کرنا

با خود آمد گفت را کو تاہ کرد

حضرت سنبلیلی بات کو مختصر کیا

درفرو بست و برفت آنکہ شتاب

دروازہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے

حق ۲ نمودش اُنچہ بنمودش تمام

حق نے ان کو جو کچھ دکھایا اس میں سب کچھ دکھا دیا

دید احوالے کہ کس واقف نبود

انہوں نے وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا

روز دیگر جملہ خصمان آمدند

دوسرے دن سب فریق آئے

بچناں آں ماجرا با بار زفت

اسی طرح وہ قصد پھر چلا

زود! گاؤم را بدہ اے نابکار
از خدائے خویشتن شرے بدار
اے نابکار! میری گائے جلد دے
اپے خدا سے کچھ شرما
کاچنیں ظلم صریح نا سزا
می رَوَد در عہد پیغمبر ہلا
کہ ایسا نامناسب صاف ظلم
خبردار! پیغمبر کے دور میں ہو رہا ہے
گاؤ گشتہ خوردہ بے تر سے ونیم
در جواب افزودہ تر ویر آں لیم
اس ملائق نے جواب میں مکاری زیادہ شروع کر دی
کہ میں کتنے سال یوم در دعا
من طلب کردم زحق داو او مرا
کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں
اے رسول حق چنیں باشد روا
ملک من بدگا و چوں داوش خدا
اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟
گائے میری ملکیت تھی خدا نے اس کو کیسے دیدی؟

۱۔ زود۔ کہنے لگا کہ فوراً میری گائے
دے اور خدا سے شرم کر۔ می رَوَد۔
حضرت داؤد بنی کے دور میں ایسا ظلم
ہوا۔ تر ویر۔ یعنی خدا رسیدہ ہونے
کی باتیں۔

کہ چند ہیں۔ یعنی تو یہ کہتا ہے کہ
میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے
عنایت کر دی۔ تشیع۔ ملامت۔ گن
بہل۔ معاف کر دے۔

۲۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے
تیری پردہ پوشی کی ہے تو اب معاملہ کونہ
کریدہ نہ رہ سکتی ہوگی۔ تر پے من۔
یعنی میرے معاملہ میں آپ نئی
شریعت برت رہے ہیں۔ برسگان۔
بچے کنوں پر پتھر مارتے ہیں۔ برملا۔
علی الاعلان۔ اصولاً۔ لوگوں کو ظلم
دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر
داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا کہ گائے کے خیال
و تشیع صاحب گاؤ برداؤد علیہ السلام
سے درگزر کرے اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤد دس خمش گن رو بہل
حضرت داؤد نے اس سے فرمایا چپ جا چھوڑ
چوں خدا پوشید بر تو اے جواں
اے جواں! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی ہے
گفت واویلا چہ حکم ست ایچہ داؤ
اس نے کہا ہائے کیا کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے
رفته است آوازہ عدلت پُتال
آپ کے انصاف کا تو ایسا شہوہ ہے
برسگان کور ایں اتم ز رفت
برسگاہے کتوں پر ابھی یہ ظلم نہیں ہوا ہے
چنیں تشیع می زد بر ملا
بچنیں تشیع می زد بر ملا
وہ اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا

ایں مسلمان راز گاؤت گن بخل
اس مسلمان کو اپنی گائے معاف کر دے
رو خمش گن حق ستاری بدال
جا چپ ہو جا پردہ پوشی کے حق کو سمجھ
از پے من شرع نو خواہی نہاد
میرے لئے آپ نئی شریعت بنائیں گے
کہ معطر شد زمین و آسمان
کہ اس سے زمین اور آسمان معطر ہے
زین تعدی سنگ و گدہ شکافت تفت
اس ظلم سے پتھر اور گدہ شکافت تفت
کاصل ہنگام ظلم ست اصلا
آؤ آؤ ظلم کا وقت ہے

آپنیں ظلم و ستم بر من مکن یا نبی اللہ مگو زیناں سخن
ایسا ظلم و ستم مجھ پر نہ کیجئے اے اللہ کے نبی ایسی باتیں نہ کیجئے

حکم کردن داود بر صاحب گاؤ کہ جملہ مال خود بوی بخش
حضرت داود کا گائے والے کو حکم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داود گفتش کائے عنود
اس کے بعد حضرت داود نے اس سے کہا اے سرکش!

ورنہ کارت سخت گردد گفتمت
ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا

خاک بر سر کرد و جامہ بر درید
اس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پھاڑ لئے

یک دے دیگر بدیں تشیع راند
اس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی

گفت چوں بخت نبود اے ناصور
فرمایا اے بے صبرے چونکہ پردہ پوشی تیرا نصیب نہ تھی

دیدہ از گاہ صدر و پیشگاه
تو نے اس وقت صدر اور پیشگاہ کو

زیں سخن داود زو شد دشمناک
ان باتوں سے حضرت داود اس پر غضبناک ہو گئے

رو کہ فرزندان تو با بخت تو
جا کہ تیری اولاد مع تیری بیوی کے

سنگ بر سینہ ہی زد با دو دست
وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا

خلق ہم اندر ملامت آمدند
لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی

ظالم از مظلوم کے داند کئے
وہ شخص ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرتا ہے

۱ استمت۔ ستم تو بہ سخت۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے تو پردہ پوشی کی لیکن
تیرے نصیب میں نہ تھی اب تو رفتہ
رفتہ خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تیار ہوا ہے
اگر وہ حضرت داود کے ابتدائی فیصلے
مان لیتا تو پورا معاملہ نہ کھلتا ہر فیصلے
کے انکار سے معاملہ کھلتا چلا گیا۔
دیدہ۔ یعنی تو آرام سے تھا اور مال و
دولت سے مزین اور با تھا لیکن تو نے
اس کی قدر نہ کی اور اس کو گروہ سمجھا۔
۲ زیں سخن۔ جب وہ حضرت
داود کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور دلیلا
کرنے لگا تو حضرت داود کو ناگوار
گزرلہ وہ اب فیصلہ یہ ہے کہ صرف
گائے کی معافی اور مال بخشنا کافی
نہیں ہے بلکہ تیری اولاد اور بیوی
سب اس کے غلام ہیں۔
۳ خلق۔ جو لوگ جمع ہو گئے تھے
وہ بھی حضرت داود کے ان فیصلوں کو
ظلم سمجھتے ہوئے حضرت داود کو
لامت کرنے لگے۔ ضمیر۔ پوشیدہ
سخر۔ تاجدار

ظالم ارز مظلوم آنکس بے برد

ظالم اور مظلوم کا وہ شخص پتہ لگا لیتا ہے

ورنہ آں ظالم کہ نفس ست اندروں

ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے

سگ ہمارہ حملہ بر مسکیں کند

کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے

شرم شیراں راست نے سگ بدل

مجھ لے شرم شیروں میں رہتا ہے کہ کتے میں

عامہ مظلوم کش ظالم پرست

مظلوم کو مارنے والے ظالم پرست عوام

رُوئے در داود کر دند آں فریق

ان لوگوں نے حضرت داود کی طرف رخ کیا

ایں نشاید از تو کیس ظلم ست فاش

آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو کھلا ظلم ہے

عزم کردن داود علیہ السلام بخواندن خلق براں صحرا کہ راز را آشکارا کند

حضرت داود علیہ السلام کا لوگوں کو اس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا جہاں راز ظاہر کر دیں

گفت اے یازاں زمان آں رسید

فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آ گیا ہے

جملہ بر خیزید تا بیروں رویم

سب اٹھو تاکہ ہم باہر چلیں

مردوزن از خانہا بیروں روید

مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو

در فلاں صحرا درختے ہست زفت

فلاں جنگل میں ایک موٹا درخت ہے

سخت راسخ خیمہ گاہ و میخ او

خیمہ گاہ اور اس کا کھونا بہت مضبوط ہے

کال سر سہ مکتوم او گردو پدید

کہ اس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے

سوئے صحرا و بدال باموں شویم

جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پہنچیں

تا براں سر نہاں واقف شوید

تاکہ اس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ

شاخہایش لبہ و بسیار چھفت

اس کی شاخیں بہت گھنی اور بہت جڑی ہوئی ہیں

بُوئے خوں می آیدم از رخ او

اس کی جڑ سے مجھے خون کی بو آ رہی ہے

۱۔ ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود

ظالم ہے لہذا وہ فطری طور پر ظالم کی

حمایت کرتا ہے۔ ہاں اگر انسان اپنے

نفس کا سر قلم کر دے تو وہ ظالم اور مظلوم

میں امتیاز کر سکتا ہے۔ سگ۔ نفس

ایک کتا ہے اور کتے کی عادت ہے کہ

غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے۔

۲۔ شرم۔ حیا اور شرم شیروں میں

ہوتی ہے جو بھی اپنے ہمسایہ کا شکر

چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عامہ۔

عوام جو ظالم کی حمایت کے عادی

ہوتے ہیں کتوں کی طرح ان کے

فیصلہ کے خلاف ہو کر ان کی طرف دوڑ

پڑے۔ بلاش۔ بلائی یعنی بلااجب۔

۳۔ سر سہ مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔

باموں۔ جنگل رخت۔ مظلوم چھفت۔

یعنی شاخیں آپس میں پھٹی ہوئی

ہیں۔ سخت۔ یعنی اس درخت کی

چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور

چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو

خیمہ کی میخ کی طرح ہے بہت مضبوط

ہے۔

خون شد ست اندر بن آں خوش درخت

اس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے

مال را برداشت ست اس قلتبان

اس دیوث نے مال اڑا لیا ہے

اس جوان مر خولجہ را باشد پسر

یہ جوان آقا کا پوتا ہے

تا کنوں حلم خدا پوشید آں

اب تک اللہ کے حلم سے اس کو چھپایا

کہ عیال خولجہ را روزے ندید

کس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ بھل نہ کی

بے نوا یاں را بیک لقمہ نجست

محتاجوں کی ایک لقمہ سے دلدادی نہ کی

تا کنوں از بہر یک گاؤ اس لعین

یہاں تک یہ مردہ ایک گائے کی جھ سے

او بخود برداشت پردہ از گناہ

اس نے خود گناہ سے پردہ اٹھایا

کافر ۲ و فاسق دریں دور گزند

اس فتنہ کے زمانے میں کافر اور فاسق

ظلم مستور ۲ ست در اسرار جاں

روح کے رازوں میں ظلم چھپا ہوا ہے

کہ یہ بیندیش کشیدہ شاخہا

کہ اس ظلم کو سینک نکالے ہوئے دیکھو

خولجہ را گشت ست اس منخوس بخت

اس بد بخت نے آقا کو قتل کیا ہے

دین غلام اوست اے آزاد گال

اے آزاد لوگو! یہ اس کا غلام ہے

طفل یود و اوندادو زیں خبر

بچہ تھا اس کو اس کا پتہ نہیں

آخر از نا شکری اس قلتبان

بالآخر اس دیوث کی ناشکری سے

نے بہ نوروز و بموسمہائے عید

نہ نوروز پر اور نہ عید کے موسموں میں

یاد نا ورد او ز ہقبائے نخست

اس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا

می زند فرزند اورا بر زمیں

اس کے پوتے کو زمین پر بیٹھ رہا ہے

ورنہ می پوشید جرمش را الہ

ورنہ خدا اس کے جرم کو چھپا رہا تھا

پردہ خود را بخود برمی دارند

اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں

می نہند ظالم بہ پیش مرد ماں

ظالم اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے

گاؤ دوزخ را بہ بینید از ملا

بر ملا دوزخ کی گائے کو دیکھو

گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دُنیا

ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں اور زبان کا گواہی دینا

پس ہمیں جلاست و پایت بے گزند بر ضمیر تو گواہی میدہند

تو اسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

۱۔ قلتبان۔ دیوث۔ پسر۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقتول کو جوان کا دن بتایا ہے اس لئے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ حلم۔ بردباری۔ عیال۔ بال بچے۔ نوروز۔ ایرانیوں کی عید ہے۔ ہقبائے۔ یعنی اس پر جو اس کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

۲۔ کافر۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو پردہ داری فرماتا ہے لیکن کافر اور فاسق خود اپنی پردہ ہٹا کر دیتے ہیں۔

۳۔ مستور۔ پوشیدہ۔ شاخ یعنی سینک۔ ازکلا۔ یعنی برملا۔ علی الاعلان۔ گواہی۔ یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ ضمیر۔ پوشیدہ راز۔

چوں اِموکل می شود بر تو ضمیر
باطن تیرے اوپر موکل کی طرح ہو جاتا ہے
خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو
خصوصاً غصہ اور گفتگو کے وقت
چوں موکل می شود ظلم و جفا
ظلم اور زیادتی موکل کی طرح ہو جاتی ہے
چوں ہمی گیر و گواہ سر لگام
منہ کا گواہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے
پس ہماں کس کیس موکل میکند
تو وہی ذات جو یہ مسلط کرتی ہے
پس موکلہائے دیگر روز حشر
تو حشر کے دن دوسرے موکل
اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کین
اے وہ کہ جو دہا ہاتھوں سے ظلم اور کینہ میں لگا ہے
نیست حالت شہرہ گشتن در گزند
نقصان رسانی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے
نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار
تیرا نفس ہر وقت سیکنڈوں چنگاریاں اگل رہا ہے
جُور و نارم سوئے کل خود روم
میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں
ہچمچاں ۳ کایں ظالم حق ناشناس
جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اس ظالم نے
اُو ازیں صد گاو بردو صد شتر
وہ اس کی سو گائیں اور سو اونٹ لے بھاگا
نیز روزے با خدا زاری نکرد
اس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی

کہ بگو تو اعتقادات وا مکیر
کہ تو کہہ دے اپنے اعتقاد کو نہ چھپا
میکند ظاہر بر سر ت را موبمُو
تیرے راز کو ذرہ ذرہ ظاہر کر دیتا ہے
کہ ہوید اگن مرا اے دست و پا
کہ اے ہاتھ پاؤں مجھے ظاہر کر دے
خلصہ وقت جوش خشم و انتقام
خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت
تالوائے راز بر صحر ازند
ہاکہ راز کا جھنڈا جنگل میں گاز دے
ہم تو اند آفرید از بہر نشر
بھی راز کھولنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے
گوہر تہید است حالت نیست ۲ ایں
تیرا جوہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے
بر ضمیر آتشینت واقف اند
تیرے آتش باطن سے سب باخبر ہیں
کہ بہ بینیدم منم ز اصحاب نار
کہ مجھے دیکھو میں دوزخیوں میں سے ہوں
من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم
میں نور نہیں ہوں کہ اللہ کے دربار کی طرف جاؤں
بہر گاوے کرد چندیں التباس
ایک گائے کے لئے اس قدر مکر کے
نفس نیست اے پدر ازوے بہر
اے بدلا نفس یہی ہے اس سے قطع تعلق کر
یا رے نامدا ازو یک دم بدر
کسی وقت بھی وہ کے ساتھ اس سے یا رب نہ نکلا

۱۔ موکل۔ وہ شخص جس کے کام سپرد کر دیا گیا ہو۔ ظلم و جفا۔ مشہور ہے کہ خون سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ خاصہ انتقام کے جوش میں قاتل خود اقرار کر لیتا ہے۔ پس۔ جو ذات خود دنیا میں تمہارے اعضاء کو تم پر مسلط کر کے اقرار کر دیتی ہے وہ حشر میں دوسرے موکل پیدا فرمادے گی جو تم سے خود تمہارے جرموں کا اقرار کرائیں گے۔ بدہ دست۔ یعنی بہت سے ہاتھ، بعض نسخوں میں دوست ہے۔

۲۔ نیست۔ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو جب ہی جانا جاسکے تیری افتاد طبع سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے۔ نفس تو۔ تیرا نفس خود اپنی ظالمانہ طبیعت اور مزاج کو ظاہر کر رہا ہے۔ خود نارم۔ آتشیں مزاج، جہنم کا جزو ہے جو جہنم کی طرف جاتا ہے۔

۳۔ ہچمچاں۔ اے گائے والے نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے کیسے مکر کئے۔ او حالانکہ اس نے اسی گائے ذبح کرنے والے کا سب مال ملا تھا جو اس کو درش میں ملتا۔ نیز۔ اس نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتے تو اللہ تعالیٰ اس کے آقا سے معاف فرما دیتا۔

کائے خدا خصم مرا خوشنود گن! گرمش کردم زیاں تو سود گن
 کہ اسم خدا میرے مقابل کو خوش کر دے اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے
 گر خطا گشتم دیت بر عاقلہ است عاقلہ جانم تو بودی از اَلست
 اگر میں غلطی سے ملا ہے تو دیت عاقلہ پر ہے عاقلہ جانم تو بودی از اَلست
 سنگ میگردو باستغفار دُر ایں بود انصاف نفس اے جانِ حُر
 تو پہ کرنے سے پھر موتی بن جاتا ہے اے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

بیروں رفتن خلّاق بسوئے آں درخت

لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

چوں بروں رفتند سوئے آں درخت گفت ادشش را سپس بندید سخت
 جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو
 تا لوائے عدلی بر صحرا زخم تا گناہ و جرم او پیدا کنم
 تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں
 گفت اے سگ جد ایں را گشتہ فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دلا کو قتل کیا ہے
 خولجہ را گشتی و بردی مالی او خولجہ را گشتی و بردی مالی او
 تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا
 آں زنت اورا کنیزک بودہ است آں زنت اورا کنیزک بودہ است
 وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی
 ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ نر ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ نر
 جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا نر
 تو غلامی کسب و کار تملک اوست تو غلامی کسب و کار تملک اوست
 تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک ہے
 خولجہ را گشتی باستم زار زار خولجہ را گشتی باستم زار زار
 تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا
 کار داز اشتاب کردی زیر خاک کار داز اشتاب کردی زیر خاک
 تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی
 گفت ادشش را سپس بندید سخت فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو
 تا لوائے عدلی بر صحرا زخم تا گناہ و جرم او پیدا کنم تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں
 گفت اے سگ جد ایں را گشتہ فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دلا کو قتل کیا ہے
 خولجہ را گشتی و بردی مالی او خولجہ را گشتی و بردی مالی او تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا
 آں زنت اورا کنیزک بودہ است آں زنت اورا کنیزک بودہ است وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی
 ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ نر ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ نر جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا نر
 تو غلامی کسب و کار تملک اوست تو غلامی کسب و کار تملک اوست تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک ہے
 خولجہ را گشتی باستم زار زار خولجہ را گشتی باستم زار زار تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا
 کار داز اشتاب کردی زیر خاک کار داز اشتاب کردی زیر خاک تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی

۱ خوشنود گن۔ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کر کے حقوق عباد کو معاف کر سکتا ہے۔ خطا گشتم اگر قتل خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلہ اور دیت عاقلہ یعنی رشتہ داروں سے دلویا جاتا ہے۔ اَلست۔ عہد اَلست ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اَلست ہر نیکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں بندوں نے کہا تھا بلسی یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استغفار باہیت تبدیل کر دیتی اور سیزات خشت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ۲ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا اس کی مٹکیں کس دو۔ لود جھنڈا خدایں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والے کا دلا تو غلامی۔ تو اس مقتول کا غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی وہ اصل اس مقتول کی لونڈی تھی۔ ۳ ہرچہ۔ لونڈی کی لولا اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لونڈی مملوک ہے دلوٹ۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا۔ تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنے والے کا غلام جلتو تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت ہے ہم پر بھلا۔ یعنی تیرا آقا تجھ سے بڑا چاہ رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ کرے اشتاب۔ اشتاب جلدی۔

نیک سرش با کار در زیر زمیں
یہ اس کا سر مع چھری کے زمین میں ہے
نام اس سنگ ہم نوشتہ کار در
چھری پر اس کتے کا نام بھی لکھا ہوا ہے
ہچناں کروند و چوں بشکا فتند
انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے کھوا
دلولہ افتاد در خلق س زماں
اس وقت لوگوں میں شور مچ گیا
جملہ ۲ از داود گشتہ عذر خواہ
سب حضرت داود سے معذرت چاہنے والے بن گئے

باز کاوید ایں زمیں را ہچنیں
پھر اسی طرح اس زمین کو کھینچ
کرد با خولجہ چنیں مکر و ضرر
اس نے آقا کے ساتھ ایسی مکاری اور ضرر رسانی کی
در زمیں آں کارد باسر یافتند
زمین میں چھری مع سر کے پانی
ہر یکے زنار ببریڈ از میاں
ہر ایک نے کمر سے جینو کاٹ ڈالا
زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
اس لئے کہ وہ بدگمان اور تباہ ہو گئے تھے

قصاص فرمودن داود علیہ السلام خونی را بعد از الزام حجت برو
دیکل قائم کرنے کے بعد حضرت داود علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمایا

بعد از اں گفتش بیا اے داود خواہ
اس کے بعد انہوں نے اس کا گناہ کرنے والے سے کہا کہ فرمائیے
ہم بدال تیغش بفرمود او قصاص
اس کی اسی تلوار سے انہوں نے قصاص لینے کا حکم فرمایا
حلم حق گرچہ مواسا با گندا
اللہ تعالیٰ کی پردہ بازی اگرچہ بہت بخواری کرتی ہے
خون ۳ نخسید در فتور ہر دلے
خون نہیں سوتا ہر دل میں پیدا ہوتی ہے
اقتضائے داوری رب دیں
بدلے کے رب کے انصاف کا تقاضہ
کال فلاں چوں شد چہ شد حاش چہ گشت
کہ فلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا اس کی کیا حالت ہوئی؟
جوشش خون باشد آں و بسجھا
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جستجوئیں

داد خود بستان تو ازیں رو سیاہ
اس رو سیاہ سے اپنا بدل لے
کے گند مکرش ز حلم حق خلاص
اس کا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے کب بچا سکتا ہے؟
چونکہ از حد بگذر در سوا گند
جب معاملہ حد سے گزر جاتا ہے تو وہ رسوا کر دیتی ہے
میل جست و جوائے و کشف مشکلے
جستجو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا
سر بر آر داز ضمیر آن و ایں
اس اور اس کے دل میں سر ابھارتا ہے
ہچناں کہ جو شد از گلزار گشت
اس طرح جیسے کہ گلزار سے بویا ہوا جوش ۴ ہے
خارش دلہا و بحث و ماجرا
دلوں کی خارش اور بحث اور معاملہ

۱۔ نیک سرش مقتول کا سر اور چھری
اس زمین میں دفن ہے۔ نام۔ اس
قاتل کا نام چھری پر کندہ ہے۔ زنار۔
یعنی کافر مومن بن گیا۔

۲۔ جملہ۔ حضرت داود کے جس
قدر مقرر زمین سے تھے چونکہ وہ بدظنی کر
کے تباہ ہوئے تھے سب نے عذر
خواہی شروع کر دی۔ قصاص۔ یعنی
قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرانا۔ داو
خواہ۔ جس پر گائے والے نے دعویٰ
کہا تھا۔ بدل تیغش۔ وہی چھری
جس سے اس نے اس کے دادا کو قتل کیا
تھا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ
تھا۔

۳۔ خون نخسید۔ مشہور ہے کہ خون
نہیں چھپتا قاتل کے سر پر چھڑ کر پڑتا
ہے۔ اقتضا۔ اللہ تعالیٰ کے انصاف کا
تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول
کے بدلے میں جستجو پیدا کر دیتا ہے۔
ضمیر۔ دل باطن۔ جوشش خون۔ وہی
مقتول کا خون لوگوں کے دل میں
جوش ملتا ہے اور دل میں جستجو کا تقاضہ
پیدا کر دیتا ہے۔

چونکہ پیدا گشت سر کار او معجزہ داؤد شد فاش و دقوا

جب اس کے کارنامہ کا راز ظاہر ہو گیا حضرت داؤد کا معجزہ مشہور اور مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند تمام لوگ ننگے سر آئے

ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم ہم سب اصلی اندھے تھے

لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے میں

سنگ ۲ باتو در خن آمد شہیر پتھر نے آپ سے بات کر یہ مشہور ہے

تو اسہ سنگ و فلاخن آمدی آپ تین پتھر اور گوچھن لے کر آئے

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد آپ کے تین پتھر لاکھوں ٹکڑے بن گئے

آہن اندر دست تو چوں موم شد آپ کے ہاتھ میں لوہا موم جیسا ہو گیا

کوہا ۳ باتو رساں شد شکور پہاڑ شکر گزاری میں آپ کے ہم آواز ہو گئے

صد ہزاراں چشم دل بکشادہ شد دلوں کی لاکھوں آنکھیں کھل گئیں

واں قوی تر از ہمہ کہ دائم ست اور وہ سب سے زیادہ قوی جو دائمی ہے

جان جملہ معجزات نیست خود یہ خود تمام معجزوں کی جان ہے

گشتہ شد ظالم جہان زندہ شد ظالم قتل کیا گیا

عالم غیب۔ جب حضرت داؤد زبور پڑھتے تھے تو پہاڑاں کے ہم آواز ہو کر زبور کی تلاوت کرنے لگتے تھے۔

صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر لاکھوں کافر، مومن بنے۔ غیب۔ یعنی عالم غیب۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

عالم غیب۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو بادی حیات بخشے ہیں۔ گشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

در بیان ۱ آنکہ نفس آدمی بجائے آل خونیت کہ مدعی گاؤ
اس کے بیان کو آدمی کا نفس اس قاتل کی جگہ پر ہے ' جو ذبح شدہ گائے
کشتہ بود و آن کشندہ گاؤ عقل ست و داود حق ست یا شیخ
کا مدی بنا تھا اور گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے اور حضرت داود حضرت
کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تو اند ظالم را کشتن
حق تعالیٰ یا شیخ کی جگہ پر ہیں جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم
و تو نگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب
کو قتل کیا جاسکتا ہے اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

۱۔ در بیان۔ پہلے قصہ سے مولانا
نصیحت کے لئے کچھ نتیجہ اخذ کر کے
بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
گائے ذبح کرنے والے کی مثل
عقل سے اور گائے کا بدلہ لینے والے
کی مثل نفس ہے حضرت داود کی
مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کامل جو
اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ نفس خود۔
جس طرح گائے کے مدی کے قتل
سے عالم زندہ ہوا تو ایسے نفس کو قتل کر
عالم زندہ ہو جائے گا اس نفس نے
تیری عقل کینا کر دکھا ہے اور خود قاتل بن
بیٹھا ہے اس کو فوراً غلام بنا۔
۲۔ مدی۔ نفس نے عقل کو مارا کیا اور
خود قاتل بن بیٹھا حالانکہ وہ عقل کا غلام
تھا۔ منکر تمام لوگ ابتدا گائے ذبح
کرنے والے کے مخالف ہو گئے
تھے عقل۔ وہ نوجوان ہے جس نے
گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے
بغیر محنت روزی کا طالب بنا تھا۔
روزی۔ غذائے روح اس وقت
حاصل ہوگی جب تن کشی کرو گے جو
کہ بمنزل گائے کے ہے۔
۳۔ نفس۔ بدن نفس کے لئے
ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدی
کے لئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ جس
طرح وہ نوجوان گائے کے مدی کے
آقا کا لڑکا تھا اسی طرح نفس کے اعتبار
سے عقل کو سمجھو۔ نفس۔ نفس عقل کا
قاتل ہے۔ اذواق بنی۔ یعنی نبی کی
شریعت اور احکام۔ قربان گاؤ۔ یعنی
بدن کو قربانیاں کھانے پر قربان کرنا۔

نفس خود را گش جہان از زندہ گن
اپنے نفس کو بدلہ ' جہان کو زندہ کر
مدعی ۲ گاؤ نفس تست ہیں
خبردار! گائے کا مدی تیرا نفس ہے
آں کشندہ گاؤ عقل تست رو
وہ گائے ذبح کرنیوالا تیری عقل ہے جا
عقل اسیر ست و ہی خواہد ز حق
عقل نفس کی قیدی ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
روزی بے رنج او موقوف جنسیت
اس کی بے مشقت روزی کس چیز پر موقوف ہے؟
نفس ۳ گوید چوں گشی تو گاؤ من
نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیل ذبح کرتا ہے
خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
عقل جو آقا سے پیدا ہوئی ہے سر و سامان ہوگئی
روزی بے رنج میدانی کہ چیست
تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟
لیک موقوف ست بر قربان گاؤ
لیکن وہ گائے کی قربانی پر موقوف ہے
خواجہ راکشت ست اورا بندہ گن
اس نے آقا کو قتل کیا ہے ' اس کو غلام بنا
خوشتن را خواجہ کدوست و مہین
اس نے اپنے آپ کو آقا اور سردار بنایا ہے
بر کشندہ گاؤ تن منکر مشو
جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن
روزی بے رنج و نعمت پر طبق
بغیر مشقت روزی اور طبق بھری نعمت
آنکہ بکشد گاؤ را کاصل بدیست
یہ کہ وہ گائے کو ذبح کر دے کیونکہ وہ برائی کی جڑ ہے
زانکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
کیونکہ جسم کی صحت نفس کی گائے ہے
نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا
قوت ارواح ست و اذواق نبی ست
روحوں کی روزی ہے اور نبی کے عطا کردہ رزق ہیں
گنج قتل گاؤ داں اے گنج کاؤ
گائے کا ذبح کرنے کو خزانہ سمجھئے خزانہ کھولنے والے

۱۔ دوش۔ مئے عشق سے مدہوشی طاری ہونے لگی ہے دہن میں غذائے روح حاصل کرنے کی پوری بات بتاتا۔ افسانہ است۔ یعنی سرور کا سبب میں نے اپنا فعل بتلایا یہ محض کہنے کی بات ہے دہن ہر چیز خزانہ غیب سے آتی ہے اور اس کا سبب ذات خداوندی ہے۔ چشم بر اسباب اگرچہ ہر چیز کا حقیقی سبب ذات خداوندی ہے لیکن اسباب ظاہری اختیار کرنا میں نے انبیاء سے سیکھا ہے لہذا میں نے بھی ظاہری سبب کی طرف دھیان کر لیا تھا۔ خوش چشمان۔ یعنی انبیاء کرام ہست۔ اسباب کے علاوہ ایک ذات مسبب فلا سبب ہے۔ انبیاء۔ انبیاء نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ اسباب ظاہری کے علاوہ بھی اور اسباب ہیں۔ کیوں۔ رطل جس کی بلندی نشہور ہے۔

۲۔ بے سبب۔ بغیر کسی ظاہری سبب کے حضرت موسیٰ کے لئے دریائے نیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ کا ذخیرہ حضرت موسیٰ کے لئے من و سلوی اترتا تھا۔ ریگہا۔ حضرت ابراہیم کے لئے ریت آتا بن گیا تھا۔ پشیم۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کے لئے لون ریشم بن گیا تھا۔ جملہ قرآن۔ قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی ہمیں بغیر ظاہری اسباب کے سر ہوئی ہیں۔ مدیش۔ آنحضرت ﷺ کو بغیر ظاہری اسباب کے عزت حاصل ہوئی اور ابولہب باوجود قول کے تباہ ہوا۔

۳۔ مرغ۔ ابراہیم حبشی کا باقیہوں کا شکر لایا بیابوں کی کنکریوں سے تباہ ہوا۔ پیل۔ ہاتھی کی کنکری گر کر تھی اور اس کے بدن کو چھنی کر دیتی تھی۔ م گاؤ۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ

دوش ۱۔ چیزے خوردہ ام ورنہ تمام میں نے کل کچھ پی لیا ہے 'دہن پوری دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است کل میں نے کوئی چیز پی لی ہے یہ کہنے کی بات ہے چشم بر اسباب ازچہ دو ختم میں ن اسباب پر نظر کیوں جمائی؟ ہست بر اسباب اسباب دیگر اسباب دہنوی سے لوپر دوسرے اسباب ہیں انبیاء در قطع اسباب آمند انبیاء قطع اسباب میں ہیں

بے سبب ۲۔ بحر ریشکا فہند انہوں نے بلا سبب ظاہری کے دیا کو پھاڑا ہے ریگہا ہم آرد شد از سعی شاں ان کی کوشش سے ریت آتا بنے ہیں جملہ قرآن ہست در قطع سبب پورا قرآن قطع اسباب پر مطلق ہے مرغ ۳۔ باپیلے دوسہ سنگ افگند پند 'ہاتھی پر 'دو تین کنکریاں گراتا ہے پیل را سوراخ سوراخ افگند ہاتھی کے سوراخ سوراخ کو ڈالتی ہے دم گاؤ گشتہ بر مقتول زن زن شدہ گائے کی دم 'مقتول پر مد خلق بریدہ جہد از جائے خویش گلا کنا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا

دادے در دست فہم تو زمام باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا ہرچہ می آید ز پنہاں خانہ است دہن جو چیز آؤی ہے وہ عالم غیب سے ہے کہ زخوش چشماں کرشم آمو ختم اس لئے اچھی آنکھوں والوں سے میں نے لاسکھ لی ہے در سبب منکر دریاں افکن نظر دہنوی اسباب کو نہ دیکھ ان پر نظر ڈال معجزات خویش بر کیواں زند انہوں نے اپنے معجزے رطل پر قائم کئے ہیں بے زراعت چاش گندم یافند انہوں نے بغیر کھیتی کے گیہوں کا ڈھیر پایا ہے پشیم بڑا بریشم آمد کشکشاں بھیر کی لون لچھے در ریشم بنی ہے عز درویش و ہلاک بولہب مدیش کی عزت اور ابولہب کی ہلاکت لشکر زفت حبش را بشکند حبش کے بھاری لشکر کو شکست دے دیتا ہے سنگ مرغے کو ببالا پر زند پند کی کنکری جو لوپر کو اڑتا ہے تاشود زندہ ہماں دم در کفن تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے خون خود جوید زخوں پالائے خویش اپنے خون بہانے والے ستاپے خون کا مطالبہ کریں گا



بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے زن کر کے اس کا گوشت یام مقتول پر مدی تو اس نے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتلایا۔

ہمچنین از آغاز قرآن تا تمام
 اسی طرح قرآن کے شروع سے آخر تک
 کشف ایں نز عقل کار افزا شود
 اس کا کشف کار افزا عقل سے نہیں ہوتا ہے
 بند ۲ معقولات آمد فلسفی
 فلسفی معقولات کا پابند ہے
 عقل عقلت مغزو عقل تست پوست
 تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل چھلکا ہے
 مغز جواز پوست دارد صد ملاں
 مغز کا تلاش کرنے والا چھلکے سے نفرت کرتا ہے
 چونکہ قشر عقل صد بُرہاں دہد
 عقل کا چھلکا جبکہ سینکڑوں دلائل پیدا کر دیتا ہے
 عقل ۳ دفتر ہاگند یکسر سیاہ
 عقل دفتروں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے
 از سیاہی و سفیدی فارغ ست
 کلی عقل سیاہی اور سفیدی سے بے نیاز ہے
 ایں سیاہ و ایں سفید ارقدر یافت
 اس کا لے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پلا ہے
 قیمت ہمیان و کیسہ از زر ست
 ہمیانی اور تھیلی کی قدر سونے کی جہ سے ہے
 ہمچنان کہ قدر تن از جاں بود
 جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی جہ سے ہے
 گر بُدے جاں زندہ بے پرتو کنوں
 اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی
 ہیں بگو کہ ناطقہ جومی گند
 ہیں کہہ دے کہ قوت گویائی نہر کھو رہی ہے

رفض اسباب ست و علت و السلام
 اسباب و علت کا ترک مذکور ہے والسلام
 بندگی گن تا ترا پیدا شود
 بندگی کر تاکہ تجھ پر ظاہر ہو جائے
 شہسوار عقل عقل آمد صفی
 منتخب انسان، عقل کل کا شہسوار ہے
 معدہ حیواں ہمیشہ پوست جوست
 حیوان کا معدہ ہمیشہ چھلکے تلاش کرے والا ہے
 مغز نغز آں را حلال آمد حلال
 اچھا مغز اس کے لئے حلال ہی حلال ہے
 عقل کل کے گام بے اقبال نہد
 تو کلی عقل بغیر یقین کے کب قدم اٹھائے گی؟
 عقل عقل آفاق دارد پُرز ماہ
 کلی عقل دنیا کے اطراف کو چاند سے پر کر دیتی ہے
 نور ماہش بر دل و جاں باز غ ست
 اس کے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے
 زال شب قدر ست کا ختر و ارتافت
 تو اس شب قدر سے پلا ہوا جو ستارے کی طرح چمکتی ہے
 بے زر آں ہمیان و کیسہ ابتر ست
 وہ ہمیانی اور تھیلی بغیر سونے کے ناقص سے ہے
 قدر جاں از پرتو جانان بود
 جان کی قدر جانان کے پرتو کی جہ سے ہے
 ہیچ گفے کافراں را مٹیوں
 تو کبھی وہ خدا کافروں کو کہتا کہ وہ مردے ہیں
 تا بقدر نے بعد ما آ بے رسد
 تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اس میں پانی آئے

۱ ہمچنین۔ قرآن اس کی تعلیم دیتا ہے کہ اسباب میں تاثیر مسبب الاسباب کی وجہ سے ہے۔ کشف۔ مسبب الاسباب کا موثر ہونا دنیاوی عقل سے سمجھ میں نہ آئے گا اس کے لئے مجاہدوں کی ضرورت ہے۔
 ۲ بند۔ یعنی فلسفی محض دنیاوی عقل میں مقید ہے۔ صفی۔ برگزیدہ یعنی ولی اللہ۔ عقل عقل۔ یعنی دہن و حق جو عقل کو نور بخشتا ہے۔ معدہ حیواں۔ حیوانات عموماً چھلکے کھاتے ہیں لہذا جس پر حیوانیت کا غلبہ ہے وہ دنیاوی عقل کی طرف مائل ہوتا ہے جو کہ بمنزلہ چھلکے ہے۔ چونکہ دنیاوی عقل سینکڑوں دلائل پیش کر دیتی ہے جس سے یقین کا وجہ حاصل ہو جاتا ہے تو عقل کل بدحوالی یعنی دلائل پر عمل کرتی ہے۔
 ۳ عقل۔ یعنی عقل دنیاوی عقل عقل۔ یعنی نور حق۔ سیاہی یعنی روشنائی۔ سفیدی۔ یعنی کافند۔ نور ماہش۔ نور حق انسانوں کے دلوں پر طلوع کرتا ہے باز غ چمکنے والا۔ شب قدر۔ یعنی نور حق۔ قیمت۔ عقل کی مثال ہمیانی کی سی ہے اور نور حق کی مثال سونے کی سی ہے۔ قدر جاں۔ اگر روح پرتو خداوندی نہیں ہے تو وہ روح مردہ ہے اسی لئے قرآن نے کافروں کو مردہ قرار دیا ہے۔
 مولانا فرماتے ہیں کہ فی الحال اگر میری باتیں سمجھنے والے نہیں ہیں تو آئندہ نسلوں میں لوگ سمجھیں گے۔

گرچہ اہر کرنے سخن آرے بُود
اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہو گا
نے کہ ہم توریت و انجیل و زبور
کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی
روزی بے رنج جوئی و بے حسیب
بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر
بلکہ رزقے از خداوند بہشت
بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق ملے گا
زانکہ نفع ناں در ناں داداوست
کیونکہ اس روئی میں روئی کا نفع خدا کی دین ہے
ذوق پہناں نقش ناں چوں سفرہ ایست
نفع پوشیدہ ہے روئی کی صحت و سرخوان جیسی ہے
رزق اجالی کے بری باسعی و جست
تو رسانی رزق اپنی کوشش اور جست سے کب حاصل کر سکتا ہے
نفس چوں باشیخ بیند گام تو
نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا
صاحب ۳ آں گاؤ رام آنگاہ شد
گائے کا مدی اس وقت فرمانبردار بنا
عقل گاہے غالب آید در شکار
چنگل میں عقل اس وقت غالب آئے گی
نفس اثر در ہاست بلعد زور فن
نفس سینکڑوں مکر اور فن والا اثر دہا ہے
گر تو صاحب گاؤ را خواہی زوں
اگر تو گائے کے مدی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

۱۔ گرچہ وہ آنے والے سمجھدار
خود بھی یہ اسرار بیان کر سکیں گے لیکن
مثنوی کی باتوں سے ان کو تقویت
حاصل ہوگی۔ نے کہ۔ پہلی کتابوں
نے قرآن کی تصدیق کی اسی طرح
بعد میں آنے والوں کے اقوال کی
میری مثنوی تصدیق کر دی گئی۔ روزی۔
اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف
رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس
نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی
روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔
بلکہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہیں
بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل
ہونے لگے گا۔ زانکہ روئی میں جو نفع
نفع ہے وہ محض اللہ کی عطا ہے وہ نفع
اللہ تعالیٰ روئی کے واسطہ سے بغیر بھی
عطا فرما دیتا ہے۔ ذوق۔ لذت اور
نفع روئی میں نفعی چیز ہے اور روئی کے
لئے دسر خوان تو وہ طاقت اللہ تعالیٰ
بغیر روئی کی ظاہری شکل کے اپنے
اولیاء کو عنایت فرما دیتا ہے۔

۲۔ رزق جلی۔ یعنی روحانی رزق
شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا جیسا کہ اس
نوجوان کو حضرت داؤد کے انصاف
سے رزق حاصل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی
صحبت نفس کو رام کر دیتی ہے اور بن
دنداں۔ یعنی جبر لو قہر۔

۳۔ صاحب آں گاؤ گائے کے
مدی کی مثال نفس کی سی ہے وہ تب ہی
مطیع بنا جب اس نے حضرت داؤد کا
فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی صحبت
سے مطیع ہوگا۔ عقل۔ عقل نفس کا شکار
جب کریم کی جب شیخ یار بن جائے۔
زمرہ۔ مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ
رمد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا

لیک گفت سالفای یارے بُود
لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہدا ہوگا
شد گواہ صدق قرآن اے شکور
اے شکر گزار! قرآن کی صداقت کے گواہ بنے ہیں
کز بہشتت آورد جبرئیل سیب
تاکہ جبرئیل تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں
بے صداع باغبان بے رنج کشت
باغبان کی مدد سہی اور کھیتی کی مشقت کے بغیر
بدہت آں نفع بے توسیط پوست
تجھے وہ نفع بغیر چھلکے روئی کی وساطت کے دیگا
نان بے سفرہ ولی راہ برہ ایست
بغیر دسر خوان کی روئی ولی کا حصہ ہے
جز بعدل شیخ کو داؤد تست
شیخ کے انصاف کے بغیر جو تیرے لئے ہوا حضرت داؤد کے ہے
از بن دنداں شود او رام تو
تو مجھدا تیرا فرمانبردار ہو جائے گا
کز دم داؤد او آگاہ شد
جب وہ حضرت داؤد کے حکم سے واقف ہو گیا
برسنگ نفست کہ باشد شیخ یار
تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہو گا
روئے شیخ اورا زمرہ دیدہ گن
شیخ کے چہرہ اس کے لئے آنکھیں نکل ڈالنے کا زمرہ ہے
چوں خراں سخش کن آسواے حروں
اے سرکش اس کو گدھوں کی طرح کھینچ کر اس طرف لے جا

۱۔ تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمرہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ چوں خراں۔ نفس کو گدھے کی طرح
کھینچ کر شیخ کے پاس لے جا۔

گرتو خواہی ایمنی از اژدہا
اگر تو اژدہ سے مطمئن ہوتا چاہتا ہے
خاک شو در پیش شیخ بلصفا
خاک شو در پیش شیخ کے سامنے خاک بن جا
صد ازباں در ہر زبانش صد لغت
نفس کے سونامیں ہیں اور اس کی ہر زبان میں سو بولیاں ہیں
چوں نزدیک ولی اللہ شود
جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے
مدعی گاؤ نفس آمد فصیح
گائے کا مدعی نفس زبان ہزار ہے
شہر را بفریبہ الا شاہ را
شاہ کے علاوہ شہر کو فریب دیتا ہے
نفس را تسبیح و مصحف دریمیں
نفس کے داہنے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے
مصحف سالوس او باور مکن
اس کے مکر کے قرآن پر اعتماد نہ کر
سوئے حوضت آورد بہر وضو
وہ وضو کرانے کے لئے تجھے حوض کی جانب لاتا ہے
عقل نورانی و نیکو طالب ست
عقل نورانی اور بہترین طلبگار ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو بروں
کیونکہ وہ گھر میں ہے تیری عقل باہر ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو غریب
کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر ہے
باش تا شیراں سوئے بیشہ روند
شہر ' کہ شیر کچھار میں پہنچیں

دستش از داماں مکن یکدم رہا
کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا نہ کر
ناز خاک تو بروید کیمیا
تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو
زرق و دستاش نیاید در صفت
اس کا مکر اور حیلہ بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے
آں زبان صد گرش کو تہ شود
اس کی سو گز لمبی زبان جھوٹی ہو جاتی ہے
صد ہزاراں حجت آردنا صحیح
غلط قسم کی لاکھوں دلیلیں بیان کرتا ہے
رہ نتاند زدشہ آگاہ را
باخبر شاہ کی رو زنی نہیں کر سکتا
خنجر و شمشیر اندر آستیں
استین کے اور خنجر اور زنگولہ ہے
خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
اپنے آپ کو اس کا ہمراز اور ہم رتبہ نہ بنا
واندر انداز و ثرا در قعر او
اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے
نفس ظلمانی بروچوں غالب ست
جذریہ نفس اس پر کیوں غالب ہے
گرچہ ملک اوست لیکن شد زبوں
گھر اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے
بر در خود سگ یود شیر مہیب
اپنے ہوا سے پرکتا خوفناک شیر ہوتا ہے
ویں سگان کور آبخا بگروند
یہ اندھے کتے وہاں مطیع ہو جائیں گے

۱۔ صد زباں۔ نفس بہت ہی بہت
پنا اور مکار ہے اس کے مکروں کی
تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کوت۔ نفس کی
زبان شیخ کی صحبت میں کوتاہ ہو جاتی
ہے پھر وہ مکاری کی باتیں نہیں کر
سکتا۔ مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی
طرح ہے اس مدعی نے بہت سی
غلط دلیلیں پیش کر دیں۔ شہر۔ گائے
کے مدعی کی تقریروں سے تمام لوگ
دھوکے میں آ گئے تھے حضرت داؤد

فرب میں نہ آئے تھے۔
۲۔ نفس۔ نفس بگلا بکھٹ ہے
بظاہر نیک معلوم ہوتا ہے لیکن باطن
بہت شر ہے مصحف۔ اس کی ظاہری
حالت دیکھ کر اس کا ہمراز اور ہمدم نہ
ہوئے حوض۔ نیکی کی دعوت دیتا
ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا
ہے عقل نورانی۔ عقل جیسی شریف
چیز پر کین نفس کا غالب اس وجہ سے ہو
جاتا ہے کہ تو عقل سے بیگانہ ہو گیا
ہے اور اس کو تو نے اپنے سے دور کر دیا
اور اپنے اندر نفس کو بسا لیا ہے اب وہ
نفس کا کتا اپنے گھر پر رہ کر شیر ہو گیا
ہے اور عقل مدی مدی پھرتی ہے۔

۳۔ باش۔ عقلیں جب اپنے
اصلی مقام پر مقیم ہوگی سب ان کتوں
پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۱۔ اور نفس بھی دل کی وحی سے مغلوب ہوتا ہے جیسا کہ مدکی گاؤ حضرت داؤد کی قلبی وحی سے مغلوب ہوا اور نہ شہر والے اس کو سچا سمجھ رہے تھے۔ ہر کہ جو نفس کام چس ہوتا ہے وہ اس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ شیخ چونکہ داؤد کی طرح ہے وہ اس کے فریب میں نہیں آتا ہے۔ کو مبدل۔ شیخ کامل وہ ہے جو جسمیت کو ختم کر کے مجسم روح بن جائے اور اس طرح سے مظہر خدا بن جائے جس طرح دل مظہر خدا ہے۔

۲۔ خلق۔ عوام باطنی مریض ہیں اور بیماری بیماری کی مددگار ہوتی ہے لہذا عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ ہر جسے۔ دنیا میں بہت سے مکمل اور فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ ان کے مکر میں پھنس جاتا ہے۔ چوں۔ یہ احمق جنہیں سچے اور جھوٹے چہر کی پہچان نہیں ہے اس بیوقوف پرند کی طرح ہیں جو شکری کی سیٹی کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ لیتا ہے اور پھنستا ہے۔ نقد۔ ان احمقوں میں گھسکرے کھوٹے کی تمیز نہیں ہے ایسے احمقوں سے گریز چاہیے خواہ وہ کتنا ہی نکتہ رس اور ذہین ہو۔

۳۔ رست۔ ایسے احمقوں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، اگر ایسے احمق یقین کا دعویٰ کریں تو وہ یقیناً مفلوک ہے۔ انجمنیں۔ ایسا حق خواہ کتنا ہی ذہین ہو اس کو احمق سمجھ لو اس سے اس طرح بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا ہے گزینختن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حماقت کا مرض عذاب الہی اور لاعلاج ہے۔

مکر نفس و تن نداند عام شہر
نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں جانتے
ہر کہ جنس اوست یار او شود
جو اس کا ہم جنس ہے اس کا دوست بن جاتا ہے
کو مبدل گشت و جنس تن نماند
جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے
خلق ۲ جملہ علتی انداز کیں
تمام لوگ اند سے پیدا ہیں
ہر جسے دعویٰ داؤدی گند
ہر کینہ داؤد ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے

چوں زصیا دے شنید آواز طیر
جب شکری سے پرند کی بولی سنتا ہے
نقدرا از قلب شناسد غویست
جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے گرہ لے
رست ۳ و برستہ پیش او یکے ست
آزاد اور گرفتار اس کے نزدیک یکساں ہے
انجمنیں کس گرد کی مطلق ست
ایسا شخص خواہ پورا ذہین ہے
ہیں از و بگریز چوں آہوز شیر
خبردار! اس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

او نگر دو جزو یوحی القلب قہر
وہ دل کی وحی کے بغیر مغلوب نہیں ہوتا
جزو مگر داؤد کو شیخت بود
مگر سوائے داؤد کے جو تیرا شیخ ہے
ہر کرا حق در مقام دل نشاند
جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی جگہ نبھایا ہے
یار علت می شود علت یقین
یقیناً مرض، مرض کا مددگار ہوتا ہے
ہر کہ بے تمیز کف دروے زند
جو بے تمیز ہے اس سے وابستہ ہو جاتا ہے
مرغ ابلہ می کند آں سوئے سیر
بیوقوف پرند اس جانب اڑن بھرتا ہے
ہیں از و بگریز اگرچہ معنویست
خبردار! اس سے گریز کر خواہ وہ نکتہ رس ہو
گر یقین دعویٰ کند اور شکے ست
اگرچہ یقین کا دعویٰ کرے وہ شک میں مبتلا ہے
چوش ایں تمیز نبود احمق ست
جب اس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے
سوئے او مشاب اے داتا دلیر
اے عقلمند بھلا! اس کی جانب نہ جا

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقان و
بیوقوفوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر
شخصے درے اور فتن و سوال کردن
جاننا اور ایک شخص کا ان کے پیچھے جاننا اور سوال کرنا



عیسیٰ ا مریم بکو ہے ی گریخت
حضرت عیسیٰ (ص) مریم ایک پہلی طرف بھاگ رہے تھے
آں یکے در پے دوید و گفت خیر
ایک شخص پیچھے دڑا اور بولا خیریت ہے
باتناب او آ پنجاں میتا خت چفت
جلدی میں وہ اس طرح چست بھاگ رہے تھے
یک دو میداں در پے عیسیٰ براند
وہ ایک دو میدان حضرت عیسیٰ کے پیچھے بھاگا
کز پے مر ضات حق یک لخط ایست
کہ خدا کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر ٹھہریے
از کہ ایں سوی گریزی اے کریم
اے صاحب کرم! اور کو آپ کس سے بھاگ رہے ہیں
گفت از احمق گریز انم برو
فرمایا جا میں بیوقوفوں سے بھاگ رہا ہوں
گفت آخر آں مسیحانہ توئی
اس نے کہا آخر آپ وہی مسیح نہیں ہیں
گفت ۳ آ رہے گفت آں شہ نیستی
انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ شہ نہیں ہیں؟
چوں بخوانی آں فسوہ بر مردہ
آپ جب وہ منتر کسی مردے پر پڑھتے ہیں
گفت آ رہے آں منم گفتا کہ تو
انہوں نے فرمایا میں وہی ہوں اس نے کہا کہ آپ
برد می در وے سبک تا جاں شود
آپ اس میں آہستہ سے پھونک مارتے ہیں تو وہ زندہ ہو جاتا ہے
گفت آ رہے گفت پس اے روح پاک
انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا تو اے پاک روح

شیر گوئی خون او میخواست ریخت
گویا شیر ان کا خون بہانا چاہتا ہے
در پیت گس نیست چہ گریزی چو طیر
آپ کے پیچھے کئی نہیں ہے ہند کی طرح آپ کیل ڈھری ہیں
کز شتاب خود جواب او نگفت
کہ اپنی جلدی میں اس کو جواب نہ دیا
پس بجد جہد عیسیٰ را بخواند
پھر کوشش سے حضرت عیسیٰ کو پکارا
کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست
کیونکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے مشکل پیش ہے
نے پیت شیر و نہ خوف خصم و بیم
آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف
می رہانم خویش را بندم مشو
میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں مجھے نہ روک
کہ شو کو رو کر از تو مستوی
کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہرا تندست ہو جاتا ہے
کہ فسون غیب را ما دستی
کہ آپ غیبی منتر کے ملوی دے جا ہیں
بر جہد چوں شیر صید آوردہ
وہ مردہ شکاری شیر کی طرح کود پڑتا ہے
نے زر گل مرغیاں گنی اے خو برو
اے حسین کیا مٹی سے پرندے نہیں بنا دیتے ہیں
در ہوا اندر زماں پڑاں شود
اور فوراً ہی ہوا میں اڑنے لگتا ہے
ہر چہ خواہی میکنی از کیست باک
آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

۱ عیسیٰ۔ یعنی ابن مریم اس طرح
پہاڑ کی جانب بھاگے جا رہے تھے
جیسے کو گویا کوئی شیر ان کے خون کے
در پے ہے ایک شخص ان کے پیچھے
دڑا اور بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا لیکن
وہ اس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اس
کو جواب نہ دے سکے
۲ کز پے مر ضات اس شخص
نے بھاگ کر اور ان سے قریب ہو کر
کہا خدا کے لئے رک جائیے اور میرا
جواب دید تجھے۔ گفت۔ حضرت
عیسیٰ نے فرمایا میں ایک احمق سے
بھاگ رہا ہوں تو مجھے نہ روک۔ گفت۔
اس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے
سے تو اندھے بہرے اچھے ہو جاتے
ہیں آپ احمق کی حماقت سے اس
قدر خوفزدہ کیوں ہیں؟
۳ آ رہے۔ حضرت عیسیٰ
نے فرمایا کہ تیرا کہا درست ہے
گفت آں شہ پیچھے بھاگنے والے
نے کہا آپ تو وہی شہ ہیں جن کو ام
اعظم آتا ہے جب وہ آپ مردے پر
پڑھتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح
زندہ ہو جاتا ہے۔ گفت۔ انہوں نے
فرمایا ہاں میں وہی ہوں جو تو کہتا ہے
تو اس نے کہا آپ تو مٹی سے پرندہ بنا
کر اڑا دیتے ہیں اس میں پھونک مد
دیتے ہیں تو اڑنے لگتا ہے۔ گفت۔
آ رہے۔ انہوں نے اقرار کیا تو اس
نے پھر کہا جب آپ کے پاس ایسے
معجزات ہیں تو آپ کو کسی سے کیا ڈر
ہے

کہ نباشد مر ترا از بندگان

جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو

مُبدع تن خالق جاں در سبق

جو کہ جسم کا پیدا کرنے والا ازل میں روح کا خالق ہے

کہ بود گردوں گریباں چاک او

جس کے لئے آسمان گریبان بھاڑے ہوئے ہے

برگر و برکور خواندم شد حسن

بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہو گیا

خرقہ رابد رید بر خود تا بناف

اس نے ناف تک پیر بن بھاڑ ڈالا

بر سر لاشی بخواندم گشت شی

میں نے ناچیز پر پڑھا وہ چیز ہو گیا

صد ہزاراں بارو در مانے نشد

لاکھوں بار ' اور کوئی علاج نہ ہوا

ریگ شد کزوے نرود چچ کشت

ریت بن گیا جس سے کوئی کھیتی نہ اگے

سود کرد اینجا نبود آزا سبق

فائدہ کیا اس جگہ وہ نہ چلا

او نشد ایس را وائل راشد دوا

وہ اس کے لئے دوا نہ ہوا اور اس کے لئے دوا بن گیا؟

رنج کوری نیست قہر آں ابتلاست

اندھے پن کی بیماری عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے

احمقی رنجیست کان زخم آورد

بیوقوفی وہ بیماری ہے جو زخم پیدا کرتی ہے

رحم نبود چارہ جوئی آں شقی

اس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

باچنیں برہان کہ باشد در جہاں

ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں کون ہو گا؟

گفت عیسیٰ کہ بذات پاک حق

حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی قسم

حُرمت ذات و صفات پاک او

اس کی پاک ذات اور صفات کی قسم

کاں فسوں واسم اعظم را کہ من

کہ وہ منتر اور اسم اعظم جو میں نے

بر گہ سنگیں بخواندم شد شگاف

پتھر پر پھاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہو گیا

برتن ۲ مردہ بخواندم گشت حی

میں نے مردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہو گیا

خواندم آں را بر دل احمق بہ دو

میں نے محبت سے اس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا

سنگ خارا گشت وزاں خو برنگشت

سنگ خدا بن گیا اور اس عادت سے نہ ہٹا

گفت ۳ حکمت چیست کانسجا آم حق

اس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسم اعظم نے

آں ہماں رنجست وایں رنجے چرا

وہ بھی بیماری ہے اور یہ بھی بیماری کیوں

گفت رنج احمقی قہر خداست

فرمایا بیوقوفی کی بیماری خدا کا عذاب ہے

ابتلا رنجیست کان رحم آورد

آزمائش وہ بیماری ہے جو رحم لاتی ہے

بر سر آرد زخم رنج احمقی

بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے

۱۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے کے جواب میں فرمایا۔ مدح۔ ایجاد کرنے والا۔ سبق۔ ازل۔ گریبان چاک۔ یعنی عاشق۔ کاں۔ بیشک اس اسم اعظم کا یہی اثر ہے کہ اس سے اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ پہاڑ اس کی عظمت و ہیبت سے پھٹ جاتے ہیں۔

۲۔ برتن۔ اسم اعظم مردے پر پڑھا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لائی۔ یعنی اسم اعظم پڑھنے سے معدوم موجود ہو جاتا ہے۔ دو۔ محبت۔ سنگ خارا۔ یعنی احمق پر اسم اعظم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اثر ہوا کہ وہ اور سخت ہو گیا۔ خو۔ یعنی حماقت کی عادت۔

۳۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے نے کہا اس میں کیا راز اور حکمت ہے کہ احمق پر اسم اعظم بھی اثر نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ حماقت عذاب الہی ہے اور اندھا پن ایک آزمائش ہے آزمائش میں جو مبتلا ہوتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے اور احمق پر جوئے بڑھائے جاتے ہیں۔ احمقی۔ حماقت پر ہر شخص کو غصہ آتا ہے۔

انچہ اداغ اوست مہر او کردہ اسبت
جو اس کا داغ ہے گویا اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے
زاحمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت
بیوقوفوں سے اس طرح بھاگ جیسے حضرت عیسیٰ بھاگے
اندک اندک آب را دزد و ہوا
ہوا ' پانی کو تھوڑا تھوڑا چلتی ہے
گرمیت را دزد و سردی وہد
وہ تیری گرمی کو چراتا ہے اور سردی پیدا کرتا ہے
آں گریز عیسوی نرتیم بود
حضرت عیسیٰ کا بھاگنا خوف سے نہ تھا
ز مہریرہ پرگند آفاق را
اگر سردی ' تمام دنیا کو بھر دے
ہر کرا گرمی بود از نور حق
جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گرمی حاصل ہو

چارہ بروے نیارد برد دست
کوئی تدبیر اس پر قابو نہیں پا سکتی
صحبت احمق بے خونہا کہ ریخت
احق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں
وتجنیں دزد ہم احمق از شما
اسی طرح بیوقوف تم میں سے چراتا ہے
بچناں کو زیر خود سنگے نہد
جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے
ایمن ست او از پے ۲ تعلیم بود
وہ محفوظ تھے ' تعلیم دینے کے لئے تھا
چہ غم خورشید با اشراق را
روشن سورج کو کیا غم ہے
اوجہ غم دارد سردیہائے بق
اس گوشت ہاش کی سردی کا کیا غم ہے

۱۔ انچہ حماقت کا اثر اللہ تعالیٰ کی
ایک مہر ہے جس پر کوئی تدبیر مہر نہیں
ہوتی ہے۔ زاحمقاں۔ بیوقوفوں سے
اسی طرح بھاگو جس طرح حضرت
عیسیٰ بھاگے تھے۔ اندک۔ جس
طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چلتی رہتی
ہے اور حوض خشک ہو جاتی ہے اسی
طرح بیوقوف کی صحبت تیرے اچھے
لوصاف چلتی رہتی ہے۔ گرمیت۔
بھلائیوں کے لئے گرم جوشی کو اس کی
صحبت سردی اور کامل سے تبدیل کر
دیتی ہے۔

۲۔ تعلیم۔ حضرت عیسیٰ کا احمق
سے بھاگنا دوسروں کی تعلیم کے لئے
تھا۔ ز مہریرہ۔ اگر تمام دنیا میں سردی
پھیلی ہوئی ہو تب بھی سورج کو کوئی
نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا۔ حضرت
عیسیٰ کو نور حق کی گرمی حاصل تھی کسی
احق کی حماقتوں سے وہ متاثر نہیں ہو
سکتے تھے۔

۳۔ سب۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صبا۔
پردا ہول دبا۔ پہاڑ کو دکاں۔ بچوں کی
کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک
صحبت کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔
افسانوں میں عموماً مذاق کی باتیں ہوتی
ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے
تلاش کرنے والے کے لئے ضروری
ہے کہ ہر دریائے میں خزانہ تلاش
کرے۔

قصہ اہل سبا و حماقت ایشان واثر نا کردن پندو
اہل سبا اور ان کی بے وقوفی۔ اور انبیاء کی نصیحت کا ان
نصیحت انبیاء در ایشان
پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یادم آمد قصہ اہل سبا ۳
مجھے اہل سبا کا قصہ یاد آ گیا
آں سبا ماند شہرے بس کلاں
وہ سبا بہت بڑے شہر جیسا تھا
کودکاں افسانہا می آ ورنہ
بچے قصے بیان کرتے ہیں
ہزلہا گویند در افسانہا
افسانوں میں مذاق کی باتیں کہتے ہیں
کز دم احمق صبا شاں شدو با
اجتماع باتوں سے صبا ہوا ان کے لئے دبا بن گئی
در فسانہ بشنودی از کودکاں
تو نے بچوں سے قصہ میں سنا ہو گا
درج در افسانہ شاں صد گوئے پند
ان کے افسانوں میں سو قسم کی نصیحت درج ہوتی ہے
گنج می جو در ہمہ ویرانہا
تو ہر دریائے میں خزانے تلاش کر

۱۔ بود شہرے سہا بہت بڑا شہر تھا لیکن اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ مٹی کے پیالے سے زیادہ تھا۔ سخت رفت۔ لو پر نیچے پیاز کے چھلکوں کی طرح تھا اور اس میں آبادی تھی۔ مردم آبادی کی تعداد تو دس شہروں کی آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب لوگ اس میں گندے قسم کے تھے۔ سہ خام۔ وہ تینوں بھی عقل کے کچے اور کھانے کے کچے تھے۔

۲۔ جان نا کر دھائیے لوگ جن کی روح محبوب حقیقی سے وابستہ نہ ہو اگر لاکھوں بھی ہیں تو آدھا شخص ہیں۔ آن یکے ایک قسم تو یہ تھی کہ آخرت کے معاملہ میں اندھے اور دنیا داری میں بڑے دور بین۔ سلیمان۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں اندھے پائے سور۔ دنیا کی معمولی سے معمولی بات کے بڑے پیالے والے دگر۔ دوسری قسم وہ تھی جو نیک بات سننے میں بہری اور بری بات سن لینے میں کانوں کی بہت تیز تھی۔ گنج۔ وہ شہر سب ادنیٰ مال و دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن تنگی اور بھلائی اس میں ذرہ برابر نہ تھی۔ دس دگر۔ تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی جن کا ظاہری لباس لسا چھا لیکن تقوے کے لباس سے نکلے تھے۔

۳۔ گفت کر۔ بہرا بولا وہ جو کچھ باتیں کر رہے ہیں میں سب سن رہا ہوں۔ آن برہنہ نکلے نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے ہاں دامن نہ کاٹ لیں۔ گور گفت۔ اندھے نے کہا میں دیکھ رہا ہوں وہ بہت قریب آگئے ہیں مشغلہ شہر و غل۔ ہلہ۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔

بود شہرے بس عظیم و مہ دلے

وہ سہا بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن بس عظیم و بس فراخ و بس دراز

بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لمبا مردم وہ شہر مجموع اندرو

اس میں دس شہروں کے انسانوں کا مجموعہ تھا اندر و نوع خلاق بے شمار

اس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں جان ۲ نا کردہ بجاناں تا نقصن

جان کو جانناں کی طرف نہ کر کے دھڑنا آن یکے بس دور بین و دیدہ کور

ان میں سے ایک اندھی آنکھوں والا دور تک دیکھ لینے والا وال دگر بس تیز گوش و سخت کر

دوسرا بہت تیز کان والا، اور سخت بہرا وال دگر عور و برہنہ لاشہ تاز

دوسرا ننگا اور برہنہ، مرل ٹو ڈھانے والا گفت کور اینک سپاے میرسند

اندھے نے کہا، یہ سپاہی پہنچ رہے ہیں گفت ۳ کر آرے شنیدم ہانگ شل

بہرے نے کہا میں نے سن کی آواز سن لی آل برہنہ گفت ترساں زیں منم

ننگا بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں کور گفت اینک بنزدیک آمدند

اندھے نے کہا، اب وہ قریب آگئے ہیں گر ہی گوید کہ آرے مشغلہ

بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شہر و غل

قدر او چوں قدر سکرہ پیش نے

اس کا رتبہ سکھ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا سخت زفت و زفت اندازہ پیاز

پیاز کی طرح بہت تہ بہ تہ لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو

لیکن سب مل کر تین گندے شخص تھے لیک آں جملہ سہ خام ہختہ خوار

لیکن وہ سب تین شخص ناقص کی پکلی کھانے والے تھے گر ہزاران سب باشند نیم تن

اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا شخص ہونگے از سلیمان کور و دیدہ پائے مور

سلیمان کے ہاتھ میں اندھا اور چوٹی کا پاؤں دیکھنے والا گنج و مورے نیست یک جو سنگ زر

خزانہ اور اس میں ایک جو کے وزن کا سونا نہیں ہے لیک دا منہائے جامہ او دراز

لیکن اس کے کپڑوں کے دامن بہت لمبے من ہی بینم کہ چو قوم اندرو چند

میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کونسی قوم اور کس قدر ہیں کہ چو میگویند پیدا و نہاں

کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں کہ بیرند از درازی دا منم

کہ لمبائی کی وجہ سے میرا دامن نہ کاٹ لیں خیز بگر یزیم پیش از زخم و بند

اٹھ کہ ہم بڑکنے جانے اور پٹنے سے پہلے بھاگ جائیں می شود نزدیک تریا ران ہلہ

خبردار، اے دوستو! بہت نزدیک آ رہا ہے

آل برہنہ گفت آوہ! دامنم
 نگے نے کہا ' ہائے میرا دامن!
 شہر را ہستند آمدند
 انہوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے
 اندراں دو مرغ فرہ یقند
 انہوں نے اس گاؤں میں ایک موٹا مرغ پالا
 کوردید و آل کر آوازش شنید
 اندھے نے اس کو دیکھا اور بہرے نے اس کی آواز سن لی
 مرغ مردہ خشک از زخم کلاغ
 مرغ مردہ کوے کی ٹھوگوں سے خشک تھا
 پس طلب کردند و دیگے یقند
 انہوں نے تلاش کیا اور ایک دیگی پالی
 بر سر آتش نہا ندآں سے تن
 ان تینوں نے آگ پر رکھا
 آتشش کردند چنداں اے پسر
 اے بیٹا! انہوں نے اس قدر پکایا
 زال ہی خوردند چوں از صید شیر
 انہوں نے اس کو اس طرح کھلایا جس طرح شیر خشک کو
 ہر سے زال خوردند بس فرہ شدند
 تینوں نے اس میں سے کھلایا بہت موٹے ہو گئے
 آنچناں کز فرہی ہر یک جوان
 ایسے کہ ہر ایک جوان موٹاپے کی وجہ سے
 باچنیں گیزی ہفت اندام زفت
 ایسے موٹاپے اور ساتھیوں موٹے اعضاء کے باوجود
 راہ مرگ خلق ناپیدار ہی ست
 مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے

از طمع برزند و من نا ایمنم
 لالچ میں کاٹ لیں گے اور میں محفوظ نہیں ہوں
 وز ہزیمت در دے اندر شدند
 اور پہپائی سے وہ ایک گاؤں میں گھس گئے
 لیکا ذرہ گوشت نے بردے نرشد
 لیکن اس ذرہ برابر گوشت نہ تھا ' لاغر تھا
 عور بگرفت و بدا ماں در کشید
 عورت نے اس کو پکڑ لیا اور دامن میں چھپا لیا
 استخوانہا زار گشتہ چوں پناغ
 ہڈیاں دھلگے کی طرح لاغر تھیں
 بے سرو بے بن سبک ہشتاقتند
 جس کے نہ سر تھا نہ تکی ' جلدی دوڑے
 مرغ فرہ رابدیگ اندر زفن
 مرد نے مرغ کو دیگی میں ہنرمندی سے
 کا استخواں شد پختہ حمش بیخبر
 کہ ہڈیاں پک گئیں اس کے گوشت کو پتہ نہ ہوا
 ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر
 اس کے کھانے سے ہر ایک اسی طرح پیٹ بھر رہا ہوا
 چوں سے پیلے بس بزرگ و مہ شدند
 تین موٹے اور بڑے ہاتھیوں کی طرح ہو گئے
 در ننجیدے ز زفتی در جہاں
 بھاری پن سے دنیا میں نہ ساتا تھا
 از شکاف در بروں جستند تفت
 تیزی سے دھڑلے کے دھڑلے سے باہر نکل گئے
 در نظر ناید کہ آل بیجا رہی ست
 وہ دکھائی نہیں دیتا ' کیونکہ لامکان راستہ ہے

۱۔ آوہ۔ افسوس۔ بے یمن۔ مطمئن۔
 شہر را۔ تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک
 گاؤں میں پہنچے ہزیمت۔ پہپائی۔
 نرشد۔ لاغر۔ پرمردہ۔ زخم کلاغ۔
 کوے کا ٹھونکے ملنا پناغ کیادھا کا
 مکاری کا جلا۔ بے سرو۔ یعنی ان کو ایسی
 ہڈی ملی جس کا نہ گلا تھا نہ تکی۔
 ۲۔ بر سر آتش۔ یعنی اس مردہ مرغ
 کو ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا۔
 آتشش۔ یعنی اس کو اس طرح پکایا
 کہ ہڈی گل گئی اور گوشت کچا ہی رہا
 زال۔ اس مردہ مرغ کو انہوں نے اس
 طرح کھلایا جس طرح شیر اپنا خشک
 کھاتا ہے اور اس طرح پیٹ بھر لیا
 جیسا کہ ہاتھی پیٹ بھرتا ہے۔
 ۳۔ ہر سے۔ تینوں اس مردہ مرغ کو
 کھا کر ہاتھیوں کی طرح بن گئے۔
 آنچناں۔ ان میں سے ہر ایک ایسا
 پھولا کہ دنیا میں نہیں سارہا تھا۔ ہا
 چنیں۔ لیکن اس موٹاپے کے باوجود وہ
 کھڑوں دھڑلے سے نکل بھاگے کز۔
 فرہ۔ ہفت اندام۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔
 دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ زنگاف۔
 دھڑلے۔ دھڑلے۔ کواڑ کی دھڑ سے موت
 کا راستہ مراد ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا
 ہے۔ بیجا۔ لامکانی۔

نک پیاپے کار واپہا مقتقی! زیں شگاف در کہ ہست آں مخفی

قالے پے ہ پے آگے پیچھے جا رہے ہیں ہواے کی اس ہڈ سے جو پوشیدہ ہے

برور ار جوئی نیابی آں شگاف سخت نلیدہ وزو چندیں زفاف

اگر تو ہواے میں تلاش کریگا وہ ہڈ نہ پائے گا بالکل پوشیدہ ہے اور اس میں سے اس قدر رواگی ہے

اے ضیاء الحق حسام الدیں عیاں باز باید کرد شرح ایں بیاباں

اے ضیاء الحق حسام الدین واضح طہ پر اس بیان کی پھر شرح کرنی چاہیے

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست آشنا را رُوئے در بریگانہ نیست

اے بیٹا! ہر مختصر افسانہ نہیں ہے جاننے والے کا رخ، بیگانہ کی طرف نہیں ہے

شرح آں کور دُور بین و آں کر تیز شنو و آں برہنہ دراز دامن

اس دور تک دیکھنے والے اندھے اور اس تیز سننے والے بہرے اور اس لمبے دامن والے ننگے کی شرح

مرگ خود نشنید و نقل خود ندید کر ۲ اہل را داں کہ مرگِ ماشنید

اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے منتقل ہونے کو نہ دیکھا بہرا، امید کو سمجھ کہ اس نے ہماری موت کی خبر سنی

حس نابینا ست بیند موبمُو لاج اندھا ہے، ہاں ہاں دیکھتا ہے

عیب خلقاں او بگوید گو بگو لوگوں کو عیب کوچہ بکوچہ بیان کرتا ہے

می نہ بیند گرچہ ہست او عیب جو می نہیں دیکھتی اگرچہ وہ عیب جو ہے

دامن مرد برہنہ کے درند حالانکہ ننگے انسان کا امن کب پھاڑتے ہیں

یچ اورا نیست از دُز داش باک ہیچ اورا نیست از دُز داش باک

اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس کو چھوٹ کا کیا ڈر؟

وز غم دُزدش جگر خود میشود اور چور کے غم سے اس کا جگر خون ہوتا ہے

خندہ آید جانش رازیں ترس خویش خندہ آید جانش رازیں ترس خویش

اس کی جان کو اپنے اس خوف سے ہنسی آتی ہے

ہم ذکی داند کہ او بُد بے ہنر ہم ذکی داند کہ او بُد بے ہنر

اور ذہین بھی جان لیتا ہے کہ وہ بے ہنر تھا

وقت مرگش کہ بود صد نوحہ پیش وقت مرگش کہ بود صد نوحہ پیش

اس کے مرنے کے وقت جبکہ سینکڑوں نوے ہنگامی ہوتے ہیں

آں زماں داند غنی کش نیست زر آں زماں داند غنی کش نیست زر

اس وقت سدا جان جاتا ہے کہ اس کے پاس مل نہیں ہے

۱۔ مقتقی۔ پیچھے۔ مخفی۔ پوشیدہ

برور۔ کواڑوں کا وہ شگاف نظر نہیں آتا

ہے۔ زفاف۔ لہن کو دہلہا کے پاس

بھیجنا یعنی انسانوں کی دل آخرت کی

طرف رواگی۔ اے پسر۔ ہر قصہ مختصر

افسانہ نہیں ہوتا جو معارف کو جانتے

ہیں اس سے اچھے نتائج نکال لیتے

ہیں۔ بیگانہ۔ یعنی لیل دل کے لئے وہ

قصہ بیکار نہیں ہوتا ہے

۲۔ کہ۔ اس قصہ میں بہرے

سے انسان کی تمنائیں مراد ہیں تمنا

اور امید دوسروں کی موت کی خبر سنتی

ہے اپنی موت کی خبر سے بہری ہوئی

ہے اور دنیا سے اپنے منتقل ہونے کو

نہیں دیکھتی۔ حرص۔ اس قصہ میں

اندھے سے مراد انسان کی حرص ہے

جو اپنے عیوب سے اندھی ہے اور

دوسروں کا عیب خوب دیکھتی ہے۔

عور۔ ننگے سے مراد وہ شخص ہے جو

نیک اعمال سے خالی اور آخرت کی

دولت سے مفلس ہے

۳۔ مرد دنیا۔ دنیا دار مفلس ہے اس

لئے کہ دنیوی دولت آخرت میں کوئی

فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ اور برہنہ۔ دنیا

دار نہنگ پیدا ہوا اور تقوے کے لباس سے

ننگا کرے گا۔ وقت مرگ۔ جب اس

دنیا کی دولت کی حقیقت کھل جائے

گی جس پر چھوٹ کا خوف کھاتا تھا تو

اپنے لو پر ہنسے گا۔ آن ذماں۔ جب نہ

دنیاوی دولت کام آئے گی نہ دنیوی

ہنر تب سمجھے گا کہ وہ کس قدر مفلس اور

بے ہنر ہے

چوں کنارِ گود کے پُر ازِ سفال
جیسا کہ بچہ کی گود جو ٹھیکوں سے بڑی ہوئی ہے
گرستانی پارہ گریاں شود
اگر تو اس کا ٹھیکر لے لے تو وہ رونے لگے
چوں نباشد طفل را داش وثار
چونکہ بچے کو عقل کا لباس حاصل نہیں ہے
مختشم ۲ چوں عاریت را ملک دید
مالدار نے چونکہ مانگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا
خواب می بیند کہ اورا ہست مال
خواب دیکھتا ہے کہ اس کا مال ہے
چوں ز خوابش بر جہاند گوش کش
جب کان کھینچے والا اس کو نیند سے اٹھاتا ہے
ہچمنان لرزنی اس عالماں
اسی طرح کا ان ہنرمندوں کو خوف ہے
از پے اس عاقلان ذو فنون
انہی ہنرمند عقلمندوں کے لئے
ہر کسے تر ساں ز دزدی کسے
ہر شخص کسی کے چمالینے سے ڈرتا ہے
گوید ۳ او کہ روز گارم می برد
کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے
گوید از کارم بر آوردند خلق
کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں
عورت تر ساں کہ منم دامن کشاں
ننگا ڈرتا ہے کہ میں دامن کھینچنے والا ہوں
صد ہزاراں فضل و انداز علوم
علم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

گو براں لرزاں بود چوں رب مال
جو ان کے لئے ایسا لرزتا ہے جیسا کہ مالدار
پارہ گر بازش دہی خنداں شود
اگر تو اس کو ٹھیکرا وہ بارہ دیدے سے وہ ہنسنے لگے
گریہ و خندش ندارد اعتبار
اس کا رونا اور ہنسنا اعتبار نہیں رکھتا ہے
پس براں مال درد غیس می طپید
اس لئے اس غلط مال پر تڑپتا ہے
ترسد از خوردے کہ بر باید جوال
چہرے سے ڈرتا ہے کہ تھمیا اڑا لے جائے گا
پس ز ترس خویش تسخر آیدش
تو اپنے خوف سے اس کو ہنسی آتی ہے
کہ بود شاں علم و عقل اس جہاں
جن کو اس دنیا کا علم و عقل ہے
گفت ایزد در بے لا یعلمون
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نہیں جانتے
خویشتن را علم پندار دے
اپنا علم بہت سمجھتا ہے
خود ندارد روزگار سود مند
حالانکہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے
غرق بیکاریست جانش تا خلق
حالانکہ اس کی جان خلق تک بیکاری میں غرق ہے
چوں رہا نم دامن ز چنگال شاں
ان کے چنگل سے اپنا دامن کس طرح چھڑاؤں
جان خود را می نداند آں ظلوم
وہ ظالم اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

۱ چوں۔ کنار۔ اس دنیا دار کی
حالت اس بچہ کی سی ہے جس نے پلو
میں کنکریاں جمع کر رکھی ہوں اور ان کو
دولت سمجھ رہا ہوں ان کنکریوں کے
لٹنے سے ڈرتا ہوں اور اگر کوئی ایک کنکری
لے لے تو رونے لگے اور اس کو واپس
دید تو ہنسنے لگے۔ دثار۔ بالائی لباس۔
۲ مختشم۔ دنیا دار دولت و شہرت
والا۔ عاریت۔ دنیا کی دولت اس کے
باس عارضی ہے خواب۔ یہ دولت
لٹتی ہے جیسے کہ کوئی خواب میں
دولت کو دیکھتا ہے۔ چوں۔ جو شخص
اپنے خواب کے مال پر چھوڑ دے
ڈر رہا تھا بیدار ہونے پر اس کو اپنے نو پر
ہنسی آئے گی یہی حال آخرت میں
دنیا دار کا ہوگا۔ از پے۔ دنیا دار عقلمندوں
کو قرآن نے بے علم کہا ہے۔
ہر یکے۔ ہر دنیا دار اپنے علم کے بارے
میں چھوڑ دیتا ہے۔
۳ گوید۔ دنیا دار عالم کہتا ہے کہ
لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں
جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے
حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وقت
اس کے لئے ت۔ قطعاً غیر مفید
ہے۔ گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آکر مجھے
بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اس کی
مصرف نہیں ہیں وہ خود بیکاری کے
مراوف ہیں۔ غور۔ یہ دنیا دار علوم
آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھ رہا
ہے کہ دوسرے اس کے علوم کو برباد کر
رہے ہیں۔ صد ہزاراں۔ دنیا کے
لاکھوں علوم کا عالم ہے لیکن اپنی روح
کے بارے میں وہ ظالم و جلن ہے۔

در بیان جوہر خود چوں خرے
اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے
خود ندانی تو بکوزی یا بکوز
تو خود نہیں جانتا کہ تو بکوزی ہے یا بڑھیا
توروا یا نا روائی ہیں تو نیک
تو غور کر ' تو خود جائز ہے ' یا ناجائز
قیمت خود را ندانی احمقیست
تو اپنی قیمت نہیں جانتا ' یہ حماقت ہے
ننگری سعدی تو یا ناشستہ
تو یہ غور نہیں کرتے کہ تو سعد ہے یا میلہ
کہ بدانی من کیئم در یوم دیں
کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون ہوں
کہ بہ بخشد جملہ را جان ابد
کہ وہ سب کو ابدی جان عطا کر دے
بنگر اندر اصل خود کو ہست نیک
اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے
کہ بدانی اصل خود اے مردمہ
اے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

داندے او خاصیت ہر جوہرے
وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے
کہ ہمیں دانم بکوز ولا بکوز
کہ میں بکوز ' اور لا بکوز کو جانتا ہوں
اس رُوا آں ناروا دانی ولیک
تو یہ جانتا ہے یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن
قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست
تو ہر سودنے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے
سعد ہا ۲ و نخسہا دانستہ
تو سعادتوں اور نحوستوں کو جانتا ہے
جان جملہ علمہا نیست و ایں
تمام علوم کی جان حاصل یہی ہے
جان جملہ علمہا نیست خود
خود تمام علوم کی جان یہ ہے
آں اصول ۳ دیں بداستی تو لیک
تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن
از اصولیت اصول خویش بہ
تیرے اصول ہونے سے اپنے اصول بہتر ہیں

صفتِ حُرّی شہرِ سبا و ناشکری ایشان

سبا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

می رمیدندے ز اسباب بقا
وہ بقا کے اسباب سے بھاگتے تھے
از چپ و از راست از بہر فراغ
دامیں اور بائیں سے فراغت کے لئے

اصل شاں بد بود آں اہل سبا
ان اہل سبا کی اصل بری تھی
داو شاں چنداں ضیاع و باغ و راغ
انکو اللہ نے اس قدر جائیداد اور باغ اور چراگاہ دی

لاؤند۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت
کو سمجھتا ہے اپنے جوہر روح کے
بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا
ہے کہ ہمیں۔ دنیا دار عالم اس کا دعویٰ
کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں
جائز ہوں ناجائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی۔
یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی
ہے یا نادان بڑھیا۔ بکوزی۔ یعنی جائز
و ناجائز کا فتویٰ دینے کے قائل۔
بکوز۔ بوجہ عورت جو عموماً دلائل سے
ناواقف ہوتی ہے۔ ایں۔ یعنی فقیہان
تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ
بات ناجائز ہے۔ لیکن اس کو اپنا کچھ پتہ
نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔
قیمت۔ دوسروں کے احوال سے
واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل
ہونا حماقت ہے۔

۲ سعد ہا۔ دنیا دار عالم نجوم
ستاروں اور چیزوں کی نحوست اور
سعادت سے واقفیت رکھتا ہے لیکن
اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ
خود نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔
جان جملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے
کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم
حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس
کا کیا حال ہونا ہے۔

۳ اصول دین۔ دین کے اصول
تو جاننا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ
یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے
میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا نہیں۔
از اصولیت۔ اصول فقہ کے جانے
سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل
یعنی روح کو پہچانے۔ غری۔ خوشحالی۔
بقا۔ یعنی ابدی زندگی۔ صراع۔
جائیداد۔ راغ۔ چراگاہ۔ فراغ۔ یعنی
فارغ البالی۔



بسکہ می افتاد از پُری ۱ شمار
کثرت کی وجہ پھل بہت گرتے تھے
آں شمار میوہ رہ را می گرفت
پھلوں کی بکھیر راستہ روک دیتی تھی
سَلَمَہ بر سر در درختان شاں
ان کے ہاتھوں میں سر پر کی ٹوکی
باد آں میوہ فشاندے بے کسے
بغیر کسی شخص کے ' ہوا پھل جھاڑتی
خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ
سونے خوشے نیچے کو لٹکے ہوئے
مرد کلخن تاب از پُری زر
بھٹی جلانے والا سونے کی کثرت سے
سنگ کلیچہ ۲ کوفتے در زیر پا
کتے پاؤں کے نیچے قلعے روندتے
گشتہ ایمن و وہ از دُز دو گرگ
شہر اور گاؤں چھوڑ بھڑیئے سے محفوظ ہو گئے ہے
جامہ ایشاں اگر چرکیں شدے
اگر ان کے کپڑے میلے ہو جاتے
در تنور اند اختدے جامہ را
وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے
گر بگویم شرح نعمتہائے قوم
اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں
ملع آید از سخنہائے مہم
تو وہ ضروری باتوں سے منع بنے گی
چوں زحد بُردند ناشکری چُناں
جب انہوں نے اس طرح کی ناشکری حد سے زیادہ کی

تنگ می شد معبرہ بر رہگذار
چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا ہے
از پُری میوہ رہر و در شگفت
پھلوں کی کثرت سے سفر تعجب میں تھے
پُر شدے ناخواست از میوہ فشاں
بغیر خواہش کے پھلوں کے جھڑنے سے بھر جاتی
پُر شدے زان میوہ دا منہا بے
ان پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے
بر سر و روئے روندہ می زدہ
چلنے والے کے سر اور منہ کو لگتے
بستہ بودے بر میاں زریں کمر
کمر پر زریں بنی باندھے رہتا ہے
تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا
غذا کی کثرت سے جنگل کے بھیڑیوں کو بدنامی ہو جاتی
بُزتر سیدے ہم از گرگ سترک ۲
سونے بھیڑیئے سے بکری بھی نہ ڈرتی تھی
آتش سوزندہ شاں صابون بُدے
جلانے والی آگ ان کا صابون ہوتا
بعد یک ساعت شدے خوش باصفا
تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا
کہ زیادت می شد آں یوما فیوم
جو روز یہ روز بڑھ رہی تھیں
انبیاء بُردند ہر فاسق و فاسق
انبیاء فاسق کا حکم لے کر گئے
غیرت حق کارگر شد در زماں
اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت کام میں لگ گئی

۱ پُری۔ کثرت۔ شمار۔ شمرہ کی جمع۔ پھل۔ معبر۔ گزرگاہ۔ راستہ۔ راگذار۔ سفر۔ شمار۔ بکھیر۔ شگفت۔ تعجب۔ سَلَمَہ۔ ٹوکی۔ ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بیکسے۔ یعنی بغیر جھاڑنے والے کے۔ کلخن۔ تاب۔ حجامی۔ کمر۔ بنی۔ ۲ کلیچہ۔ قلعہ۔ تخم۔ بدنامی۔ گشتہ۔ مال و خوراک کی کثرت کی وجہ سے نہ چھوڑ چوری کی ضرورت ہی تھی نہ بھیڑیئے کو کسی کے چھاڑنے کی ۳ سترک۔ موٹا۔ چرکین۔ میلہ۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہوگی۔ انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ ان کو راستہ دی کا حکم دیں۔

آمدن پیغمبر اہل بہ نصیحت اہل سب اہل سب کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سیر دہ پیغمبر آنجا آمد

گمراہوں کے سب رہبر بنے

مرکب شکر و بخشید خر گو

اگر شکر کی سواری ہو گئی ہے اس کو چلاؤ

ورنہ بکشاید در خشم ابد

ورنہ ابدی ناراضی کا دروازہ کھل جائے گا

کز چنین نعمت بشکرے بس کند

کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے

پا بخشد شکر خواہد قعدہ

پاؤں بخشا ہے بیٹھنے کا شکر چاہتا ہے

صد ہزاراں گل ز خارے سر کند

لاکھوں پھول کانٹے سے سر ابھارتے ہیں

ما شدیم از شکر و از نعمت ملول

ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں

کہ نہ طاعت ماں خوش آیدے خطا

کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے نہ گناہ

مانی خواہیم اسباب و فراغ

ہمیں ذرائع اور فراغت کی خواہش نہیں ہے

شکر چہ گوئیم بر گوئید ہیں

کاہے کا شکر کریں ہاں بتاؤ

کہ ازاں در حق شناسی آفتے ست

کہ اس کی وجہ سے حق کے پہچانے میں نقصان ہے

طمعہ در بیمار کے قوت شود

کھانا بیمار میں قوت کب پیدا کرتا ہے

تیرا پیغمبر وہاں آئے

کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو

کہ خیر دار! نعمت بہت ہو گئی شکر کر

شکر منعم واجب آمد در خرد

عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے

ہیں کرم بینید و اس خود کس کند

ہاں کرم دیکھو، اور یہ خون کون کرتا ہے؟

سر ۲ بہ بخشد شکر خواہد سجدہ

وہ سر عنایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے

شکر نعمت نعمت افزوں تر کند

نعمت کا شکر، نعمت کو زیادہ بڑھاتا ہے

قوم گفتہ شکر مارا برد غول

قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا

ما چٹاں یژ مردہ کشتیم از عطا

ہم بخشش سے ایسے پر مردہ ہو گئے ہیں

مانی خواہیم نعمتہا و باغ

ہم نعمتیں، اور باغ نہیں چاہتے

نعمت ۳ چہ سیر شد جاں ما ازیں

نعمت کیا چیز ہے اس سے ہماری طبیعت بھر گئی

انبیاء گفتند در دل علتے ست

انبیاء نے فرمایا دل میں بیماری ہے

نعمت ازوے جملگی علت شود

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

۱ خرگو۔ یعنی تم شکر کے گھوڑے کے بیدار کر کے چلاؤ۔ درخورد عقلاً بھی انعام دینے والے کا شکر یہ ضروری ہے۔ ۲ سر۔ اللہ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس قدر نعمتوں پر محض ایک شکر کا طلب ہے۔

۳ سر۔ اللہ نے سر عطا فرمایا ہے تو اس کا شکریہ یہ ہے کہ اس سر سے اس کو سجدہ کیا جائے۔ ۲۔ اللہ نے پاؤں بخشے ہیں تو ان کا شکریہ یہ ہے کہ اس کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا جائے۔ صد ہزاراں۔ مصائب نعمتوں سے بدل جائے گے غول۔ بھوت، شیطان۔ ماشدیم۔ اہل سب نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے متکدل ہیں اور ہمارے لئے اب نہ اطاعت میں لذت رہی نہ گناہ میں۔

۳ نعمت۔ یعنی جب نعمت ہمارے لئے باعث زحمت ہے تو ہم شکر کس چیز کا ادا کریں۔ انبیاء۔ انبیاء نے اہل سب سے کہا تمہارے دل میں مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے حق شناسی کو تباہ کر دیا ہے اور تم نعمتوں کو زحمت سمجھنے لگے ہو بیمار کو اگر صحیح غذا بھی دی جاتی ہے تو وہ بیماری میں اضافہ کر دیتی ہے۔

چند خوش پیش تو آمد اے مصر
اے ضدی تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں
تو عدو اے ایں خوشیہا آمدی
تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا
ہر کہ او شد آشنا و یار تو
جو تیرا واقف اور یار بنا
ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو
انہم از تاثیر آل بیماری ست
یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے
دفع آل علت باید کرد زود
اس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے
ہر خوشی کا کاید بتونا خوش شود
جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بری ہو جاتی ہے
کیمیائے مرگ و خشک ست آل صفت
یہ صفت موت اور بے چینی کی کیمیا ہے
بس غذائے کہ زوے دل زندہ شد
بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے
بس عزیزے کہ بنائے اشکار شد
بہت سے پیدے ہیں جو لاڈ پید میں شکر ہوئے
آشنائی سے عقل با عقل از صفا
عقل کی عقل سے شناسائی غلوں سے
آشنائی نفس باہر نفس پست
نفس کی ذلیل نفس سے شناسائی
زانکہ نفسش گرد علت می تند
کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا پکر کاٹا ہے

جملہ ناخوش گشت و صاف او کدر
سب باتیں اور ان میں سے صاف مکر ہو گئیں
گشت ناخوش ہر چہ روئے کفزدی
جس چیز پر تو نے ہاتھ دھرا وہ ناگوار ہو گئی
شد حقیر و خار در دیدار تو
تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا
پیش تو اوبس مہ است و محترم
وہ تیرے لئے بہت بڑا اور با عزت ہے
زہر او در جملہ خلاقاں ساری ست
اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے
شکر با آل ہم حدت خولہ نمود
کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندی نظر آتی ہے
آب حیواں گر رسد آتش شود
اگر آب حیات آتا ہے آگ بن جاتا ہے
مرگ گردد زان حیات عاقبت
بالآخر اس کی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے
چوں بیامد در تن تو گندہ شد
وہ جب تیرے جسم میں آتی ہیں گندی ہو جاتی ہیں
چوں شکار شد بر تو خوار شد
جب تیرا شکار بن گئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے
چوں شود ہر دم فزون باشد دلا
جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ دوستی بڑھتی ہے
تو یقین می داں کہ ہر دم کمریست
تو یقین کر کہ ہر دم کھنتی ہے
معرفت را زود فاسد میکند
جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

۱۔ توعد و اسی لئے تم نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو۔ ہر کہ اسی بیماری کا پیکر ہے کہ جو تمہارے خیر خواہ ہیں وہ تمہارے نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں اور جو بیگانے ہیں وہ تمہارے پیدے ہیں۔ زہر لوہاں بیماری میں پوری قوم جتا ہے شکر با آل۔ اسی بیماری کا اثر ہے کہ تم شکر کو گندی چیز سمجھتے ہو۔

۲۔ ہر خوشی۔ اس بیماری سے ہر اچھی چیز بری بن جاتی ہے۔ آب حیات زہر کا کام کرتا ہے۔ کیمیا یہ مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس سے آخرت کی زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس۔ اس بیماری کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری محبت اور پید کی وجہ سے تمہارا شکر اور گرویدہ ہے تم اس کو ذلیل سمجھتے ہو۔

۳۔ آشنائی۔ جو دوستی عقل کی بنیاد پر ہوتی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی ہے زانکہ نفسانی دوستی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔

گر نخواہی دوست را فردا نفیر

اگر تو کل قیامت کو کسی دست کو قاتل نفیر نہیں دیکھنا چاہتا ہے

از سموم نفس چوں با علتی

چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بیمار ہے

گر بیگری گوہرے سنگے شود

اگر تو موتی لے گا وہ پتھر ہو جائے گا

ور بیگری نکتہ بکر لطیف

اگر تو نیا پاک نکتہ حاصل کریں گا

کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد

کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے پہلا ہو گیا ہے

چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر

فرض کرو کہ دوسری کوئی تازہ و نو بات کہہ ہوئی ہو

دفع ۲ علت گن چو علت خو شود

کیونکہ یہاری عادت بن جاتی ہے یہاری کو دفع کر

تا کہ از کہنہ بر آرد برگ نو

حتی کہ پرانی بات نئے پتے نکالے گی

ما طیبیانیم و شاگردان حق

ہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور طیب ہیں

آں طیبیان طبیعت دیگرند

جسمانی طیب دوسرے ہیں

ما بدل ۳ بے واسطہ خوش بنگریم

ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں

آں طیبیان غذایند و شمار

وہ غذاؤں اور بچلوں کے طیب ہیں

ما طیبیان فعالیم و مقال

ہم قولوں اور فعلوں کے طیب ہیں

دوستی با عاقل و با عقل گیر

عقلند اور عقل سے دوستی کر

ہر چہ گیری تو مرض را آلتی

تو جو بھی لے گا مرض کا آگہ کار ہے

ور بیگری مہر دل جنگے شود

اگر تو دل کی محبت اختیار کرے گا وہ دشمنی ہو جائیگی

بعد درکت گشت بے ذوق و کثیف

تیرے پالنے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائے گا

چیز دیگر بجز ایں اے عہد

اے یاد ایں کے علاوہ کچھ کہہ

باز فرد ازاں شوی سیر و نفیر

پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور متنفر ہو گا

ہر حدیث کہنہ پشت نو شود

ہر پرانی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی

بشگفاند کہنہ صد خوشہ زگو

پرانی بات گڑھے میں سے سینکڑوں خوشے کھلائے گی

بحر قلزم دید مارا فانفلق

ہمیں بحر قلزم نے دیکھا تو وہ پھٹ گیا

کہ بدل از راہ نبضے بنگرند

جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں

کز فراست ما بعالی منظریم

کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں

جان حیوان بدیشاں اُستوار

حیوانی روح ان سے ٹھیک ہوتی ہے

ماہم ما پر تو نور جلال

اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر الہام کرنے والا ہے

۱۔ اگر نخواہی۔ اگر ایسا دوست بنانا چاہتے ہو جس سے کل کو نفیر نہ ہو تو عقل کی بنیاد پر عقلند سے دوستی کرو۔ ۲۔ سموم۔ انسان جب نفسانی امراض کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اس کی بیماری میں اضافہ کریگا۔ ۳۔ بگری۔ نفسانی مریض کا علمی ذوق فنا ہو جاتا ہے عہد جسم کے علمی نکتے۔ ۴۔ جی اس کو برے لگتے ہیں۔ چیز دیگر۔ اگر اور کوئی نکتہ بھی بیان کیا جائے گا تو کل کو اس سے بھی نفیر ہو جائے گی۔ ۵۔ دفع۔ اگر قلبی بیماری کا علاج ہو جائے تو پرانی باتوں میں نئے نکتے نظر آئیں گے۔ بحر قلزم۔ حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ۶۔ طیبیان۔ طبیعت۔ یعنی انسانی مزاج کے طیب۔ نبض۔ جسمانی طیب نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔ ۷۔ ما بدل۔ انبیاء اور اولیاء بلا واسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔ ۸۔ جان حیوانی۔ جسمانی طبیب کا کام مزاج حیوانی کو ٹھیک کرنا ہے۔ ۹۔ ماہم۔ یہ انبیاء کا مقولہ ہے یعنی ہم انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا فعل اور قول مہلک ہے اور کون سا نافع ہے۔ ۱۰۔ ماہم۔ دل میں بات ڈالنے والا۔

کاچنیں فعلے ترا نفع بُود و انچنیاں فعلے زره قاطع شود

کے ایسا فعل تیرے لئے نفع ہو گا اور ایسا فعل راز حق سے جدا کرنے والا ہو گا
آچنیں! قولے ترا پیش آورد اور انچنیاں قولے ترا نیش آورد
ایسی بات تیرے آگے بڑھائے گی اور ایسی بات تیرے ذمہ مارے گی
آچنیاں و آچنیں از نیک و بد پیش تو بنہیم و بنمائیم جد
ایسا اور دیا اچھا اور برا ہم تیرے سامنے دکھاتے ہیں اور اچھی طرح دکھاتے ہیں

گر تو خواہی ایس گزیر خواہی آں زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیاں

اگر تو چاہے اس کو اختیار کر تو چاہے اس کو
واں طہیباں را بُود بوئے دلیل اور ان طہیبوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے
ان طہیبوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے
دست مزدے می نخواہیم از کسے ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں
ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں
ہیں صلا بیماری نا سور را داروئے مایک بیک رنجور را
آگہا ناسور کی بیماری کے لئے پکار ہے ہمارے دوا ہر ہر بیمار کے لئے ہے

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے ان پر سلام ہو معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی قوم نے کہا ' اے گروے مدعی

نفع رساں طب اور علم کا کون گروہ ہے؟ چوں شبابستہ ہمیں خواب و خوردید

ہمچو مابا شید و در وہ می خرید جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہے

چوں شمار دام اس آب و گلید چوں شمار دام اس پانی اور مٹی کے جل میں ہو

جبکہ تم بھی اسی پانی اور مٹی کے جل میں ہو
حُب جاہ و سروری دارد براں حُب جاہ و سروری کی محبت اس پر آمادہ کرتی ہے

ما نخواہیم اس چنیں لاف و دروغ ہم اس طرح کی شغی اور جھوٹ نہیں چاہتے

آچنیں۔ یعنی انسان کو کون سے
انفعاں و اقوال اللہ سے قریب کرتے
ہیں اور کون سے راستے روکتے ہیں۔
آچنیاں۔ انسانوں کے لئے نیکی
اور بدی کو خوب واضح کر کے بیان
کرتے ہیں۔ گرتو خواہی۔ اس کے
بعد پھر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا
راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ واں
طہیباں۔ جسمانی طہیب عقلی دلائل
سے کام لیتے ہیں ہم وحی الہی سے
راہبری حاصل کرتے ہیں۔

دست مزدے تمام انبیاء یہی
کہتے ہیں لَا تَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنَّا
أَجْرُنَا بِاللَّهِ عَلَی۔ یعنی ہم تم سے
اس کام کی مزدوری نہیں مانگتے ہیں
ہماری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے۔
ناسور۔ یعنی دھواں گزرا مرض۔ کو گولہ۔
ان لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے
دعوے پر گولہ لادو۔ چوں۔ شکر کھانے
انبیاء پر ہمیشہ اسی قسم کا اعتراض کیا
ہے۔ مَا لِهَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ
وَيَسْأَلُكُمْ فِي الْأَنْشَاقِ یعنی یہ کہے
انبیاء ہیں کہ بازاروں میں چلتے
پھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

چوں شکر۔ یعنی کھانے انبیاء
سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گلہ سے
بنے ہوئے ہو تو تم دوسروں کی کیا
اصلاح کر سکتے ہو۔ حُب جاہ کفہ
نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق
پیغمبری کا دعویٰ کراتا ہے افتاد۔ دن
بدرغ۔ یعنی گھٹیا چیزوں حاصل کرنا۔

کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے
کرون اندر گوش و افتادن بدوغ
سننا اور چھانچ میں گرنا

انبیاء گفتند کایں زالِ علتِ ست

انبیاء نے کہا یہ باتیں اسی بیماری کی وجہ سے ہیں
دعویٰ مارا شنیدید و شما
تم نے ہماری دعویٰ سن لیا اور تم
امتحان سب ایں گہرِ مرخلاق را
یہ جو ہر لوگوں کی آزمائش ہے
ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست
جو یہ کہے کہ گوا کہیں ہے اس کی بات خود گوا ہے

آفتابے در سخن آید کہ خیز
سورج کے کہے کہے
تو بگوئی آفتابا گو گواہ
تو کہے 'اے آفتاب! گواہ کہیں ہے؟'

روز ۲ روشن ہر کہ او جوید چراغ
جو شخص روشن دن میں چراغ ڈھونڈے
ور نہی بنی گمانے بردہ
اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو نے محض ایک گمان کیا ہے
کوری خود را مکن زیں گفت فاش
اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر

فصل بے علت مگر دریا بدت
شاید بے غرضِ فضل تجھے حاصل ہو جائے
ور نہ ۳ ماندی در چنیں کوری ابد
ور نہ تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہے گا
در میان روز گفتن روز کو
دن میں کہنا کہ دن کہیں ہے؟

صبر و خاموشی جذوبِ رحمتست
صبر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

مایہ گوری حجابِ رویت ست

اندھے پن کا سرمایہ دیدار کا پردہ ہے
می نہ بینید ایں گہر در دست ما
ہمارے ہاتھ میں اس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟
ماش گردا نیم گرد چشمہا
ہم اس کو آنکھوں کے گرد گھما رہے ہیں
کوئی بیند گہر، حبسِ عماست
کہ وہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے

کہ برآمد روز و برجہ کم ستیز
دن نکل آیا، اٹھا جا مخالفت نہ کر
گویدت اے کور از حق دیدہ خواہ
تجھ سے وہ کہے گا اے اندھے اللہ تعالیٰ سے آنکھ مانگ

عین جستن کوریش باشد بلاغ
یہ ڈھونڈنا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے
کہ صباح ست و تو اندر پردہ
کہ صبح ہو گئی ہے اور تو پردے میں ہے
خامش و در انتظارِ فضل باش
چپ رہ اور اللہ کے فضل کا انتظار کر

زیں شقاوت روئے دل برتابت
اس بدبختی سے تیرے دل کا رخ موڑ دے
آئینہ پنہاں شد از تو در نمد
آئینہ تجھ سے نمدے میں چھپ گیا ہے
خویش رسوا کردن ست اے شند خو
اسے بد مزاج اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے

وین نشانِ حستن نشانِ علت است
اور یہ دلیل طلب کرنا بیماری کی علامت ہے

۱۔ انبیاء انبیاء نے کافروں سے کہا
کہ تم ہماری نبوت کو نہیں دیکھتے ہو یہ
تمہارا اندھا پن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی
نبوت کا دعویٰ ایں گہر۔ یعنی نبوت
در رسالت۔ ماش۔ گردا نیم۔ یعنی اپنی
نبوت سب کو دیکھا رہے ہیں۔ ہر کہ
گوید۔ جو شخص ہماری رسالت کو نہیں
دیکھتا ہے اور گواہ طلب کرتا ہے یہ
بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا
ہے۔ آفتاب۔ اگر آفتاب کسی سے
کہے کہ میں موجود ہوں اور وہ سزا کہے
کہ اپنے وجود پر گواہ لاتو یہ اس کہنے
والے کے اندھے ہونے کی دلیل
ہے۔ آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا
ہے۔

۲۔ روز۔ جو شخص دن میں چراغ
تلاش کرے۔ درہی بنی۔ یعنی اگر کسی
کو آفتاب رسالت نظر بھی نہ آئے وہ
کم از کم اس قدر کرے کہ یہ گمان کر
لے کہ شاید وہ نکلا ہو اور میں خود
پردے میں ہوں لے مجھے نظر نہیں
آتا ہے۔ فصل بے علت۔ یعنی
فضل خداوندی۔ زیں شقاوت۔ یعنی
آفتاب رسالت کا نظر نہ آتا۔

۳۔ ورنہ۔ اگر علی الاعلان مخالفت
کرے گا تو ہمیشہ کے لئے بدبختی میں
جتنا ہو جائے گا اور اس کو آئینہ رسالت
میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ در میان۔
اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن
کہیں ہے تو وہ خود اپنے اندھے پن کو
ظاہر کر کے رسولی مول لے رہا ہے۔
جذوب۔ کھینچنے والا۔ نشان جستن۔
یعنی معجزہ طلب کرنا۔

اَنْصِتُوا بِذِرِ تَابِرِ جَانِ تُو
فَصُوْ كُو قَوْلِ كَر لے تاکہ تیری جان پر
گر نحوای نکس پیشِ اس طیب
اگر تو بھلی کی پلٹ نہیں چاہتا ہے اس طیب کے سامنے
گفت افزوں را تو بفروش و بخر
زیادہ گفتگو کر بیچ ڈال اور خرید لے
تا ثنائے تو بگوید فصلِ ہو
تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تیری ایسی تعریف کرے
چوں طیبیاں را نگہدارید دل
جب تم طیبیوں کے دل کی نگہداشت کرو گے
دفع ۱۲ ایں کوری بدستِ خلق نیست
اس اندھے پن کو دفع کرنا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے
ایں طیبیاں را بجاں بندہ شوید
ان طیبیوں کے دل سے غلام بنو

آید از جاناں جزائے اَنْصِتُوا
محبوب کی طرف سے فصو کا بدلہ آے
بر زمیں زن زود سر راے لبیب
اے ذہین سر کو جلد زمین پر رکھ دے
بذلِ جان و بذلِ جاہ و بذلِ زر
جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی
کہ حسد آرد فلک بر جاہ تو
کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے
خود بہ بینید و شوید از خود نخل
خود دیکھ لو گے اور خود شرمندہ ہو گے
لیک اکرام طیبیاں از ہدایت
لیکن طیبیوں کی عزت کا اسباب ہدایت میں سے ہے
تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
تاکہ مشک اور عنبر سے پر ہو جاؤ

مہتمم داشتن قوم انبیاء را علیہم السلام

قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند ۶ نہم زرق ست و مکر
قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے
ہر رسول شاہ باید چنس او
ہر بادشاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے
مغز خر خوردیم تا ما چوں شما
ہم نے گدھے کا بھیجا کھلایا ہے کہ ہم تم جیسے
کو ہما گو پشہ کو گل گو خدا
کہاں ہا کہاں پھر کہاں مٹی کہاں اللہ
ایں چه نسبت ایں چه پیوندی بود
یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے

کے خدا نائب کند از زید و بکر
خدا زید اور بکر کو کب قائم مقام بناتا ہے؟
آب و گل گو خالق افلاک گو
پانی اور مٹی کہاں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا کہاں؟
پشہ را داریم ہمراز ہما
پتھروں کو ہا کا ہمراہ سمجھیں
ز افتاب چرخ چه بود ذرہ را
ذرہ کو آسمان کے سونچ سے کیا واسطہ
تا کہ در عقل و دماغ در رود
تاکہ عقل اور دماغ میں آ سکے

۱۔ اَنْصِتُوا قرآن پاک میں ہے
وَاِنْ أَقْرَبَى الْقُرْآنَ فَلْتَسْمِعُوا لَهُ وَ
اَنْصِتُوا لَكُمْ تُرْحَمُونَ یعنی جب
قرآن پڑھا جائے تو تم کان لگاؤ اور
خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا
جائے۔ گر نحوای نکس۔ یعنی اگر تو
مرض کے پلٹنے کا خواہش مند نہیں
ہے طیب۔ یعنی رسول۔ گفت۔
انبیاء اور رسولوں کے سامنے زیادہ
گفتگو مناسب نہیں ہے ان کے لئے
ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے تا
ثنائے انسان کی قربانیوں پر اللہ تعالیٰ
ایسی تعریف فرمائے گا کہ آسمان کو اس
پر حسد آئے گا۔ چوں۔ جب ان اطباء
کی دلداری کی جائے گی تو انسان پر خود
اپنی حقیقت کھل جائے گی۔
۲۔ دفع۔ رسالت نظر نہ آنے کے
مرض کا ذمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
ہے اور ان لوگوں کی تو قیر کرنا اس مرض
کے ذمہ کا سبب ہے۔ قوم۔ یعنی اہل
سب کے خدا۔ بھلا انسان کو اللہ تعالیٰ
اپنا خلیفہ کب بنا سکتا ہے ہر رسول۔
شاہ اور اس کے قاصد کا ہم جنس ہونا
ضروری ہے انسان جو آب و گل سے
بنا ہے اس کو اللہ سے کیا مناسب
ہے۔
۳۔ مغز خر۔ گدھے کا مغز کھانے
سے انسان گدھا بن جاتا ہے۔ پشہ۔
یعنی انسان۔ ہما۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو
ہما۔ اللہ تعالیٰ اور انسان میں کیا
نسبت ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت۔
ایں چه کسی انسان کا اللہ تعالیٰ سے
تعلق ہونا عقل میں نہیں آ سکتا۔

تاجا! ایں گفت بیہودہ کجا
 ایں چذرق ست و چشید ست و دغا
 یہ بیہودہ گفتگو کب تک؟
 یہ کیا کر ہے ' یہ کیا فریب اور دعا ہے
 خود کجا کو آسمان گو رسیماں
 می نگیرد مغز ما ایں داستاں
 یہ خود کہیں ہے کہیں آسمان کہیں کجا دھاگا؟
 اس افسانے کو ہادی عقل قبول نہیں کرتی
 غالباً ما عقل داریم ایں قدر
 گندنا رامی شناسیم از گور
 غالب ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں
 کہ گندنے کو گاجر سے پہچان لیں

۱۔ تاجا! اہل سہانے انبیاء سے یہ
 کہہ رہے ہیں۔ پندیا کا کیا دھاگا۔
 غالب۔ ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ
 گندنے اور گاجر میں فرق کر لیں۔
 گندنا۔ عربی میں اس کو کراث کہتے
 ہیں ایک بدبودار پھلی ہے جو کھانی چالی
 ہے۔ حکایت سائل سہانے یہ قصہ عقل
 کیا کہ تمہاری تو وہی مثال ہے جیسا
 خرگوش چاند کا رسول بنا تھا۔ من
 رسول۔ خرگوش نے کہا میں چاند کا
 قاصد اور پیغامبر ہوں اور چاند کا ہرگز
 ساتھی ہوں۔

۲۔ گو۔ یہ خرگوش فرضی طور پر چاند
 کا رسول اس لئے بنا تھا کہ تمام جانور
 چشمے پر ہاتھیوں کے آنے سے تنگ
 تھے اور سب نے مل کر یہ ایک سازش
 کی تھی کہ ہاتھی اس چشمے پر آنا چھوڑ
 دیں۔ جملہ۔ جنگل کے سب جانور
 ہاتھیوں کے ڈر سے اس چشمے کے
 پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے
 میں تو کمزور تھے اس لئے انہوں نے
 یہ تدبیر سوچی تھی۔ زال۔ بڑھیا۔
 غرہ۔ پکی رات کا چاند۔

۳۔ شاہ۔ ہاتھیوں کے بادشاہ
 کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ ٹھہرے اور
 پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ما
 میگوید۔ میں چاند کی طرف سے
 پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ
 پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر
 نہ آیا کرو۔ مگر کہنا نہ مانو گے تو اندھا بنا
 دوں گا۔ ستم گفتم۔ یعنی میں نے
 تمہارا ظلم تم کو بتا دیا ہے اور اپنا فرض ادا
 کر دیا ہے۔

حکمت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیش فیل
 من خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہاتھی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا
 فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم در پیش تو کہ ازیں
 کہ تو جا کر کہہ ' کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں ' کہ تو پانی کے
 چشمہ آب حذر کن چنانچہ در کتاب گلیلہ و دمنہ آمدہ
 اس چشمے سے پرہیز کر ' جیسا کہ کلیہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

۱۔ ایں بداں ملکہ کہ خرگوشے بگفت
 یہ تو ایسا ہے کہ ایک خرگوش نے کہا
 کنز ۲۔ رمہ پیلاں ازاں چشمہ زلال
 کیونکہ ہاتھیوں کے جھنڈ سے اس صاف چشمہ پر
 جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور
 سب محروم تھے اور ڈر کی وجہ سے چشمے سے دور تھے
 از سر کہ بانگ زد خرگوش زال
 ایک بوزے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی
 شاہ ۳۔ پیلاں من رسولم پیش بایست
 اے ہاتھیوں کے بادشاہ! سامنے کھڑا ہو جائیں قاصدوں
 ماہ میگوید کہ اے پیلاں روید
 چاند کہہ رہا ہے کہ اے ہاتھیو! بھاگ جاؤ
 ورنہ من تاں کو گروانم ستم
 ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا ' ظلم
 من رسول ماہم و با ماہ بخت
 میں چاند کا قاصد ہوں اور چاند کا ساتھی
 جملہ نچیراں بُدند اندر و بال
 تمام جنگلی جانور ' مصیبت میں تھے
 حیلہ کردند چوں کم بود فور
 چونکہ طاقت کم تھی انہوں نے تدبیر کی
 سوئے پیلاں در شب غرہ ہلال
 ہاتھیوں کو چاند رات میں
 بر رسولاں بند و زجر و خشم نیست
 قاصدوں پر پابندی اور جرم کی اور قصہ مناسب نہیں ہے
 چشمہ آن ماست زیں یکسو شوید
 چشمہ ہادی ملکیت ہے اس سے ہٹ جاؤ
 گفتم از گردن برون انداختم
 میں نے بتا دیا ' اپنا فرض ادا کر دیا

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و روید
یہ چشمہ چھوڑ دو اور چلے جاؤ
نک انشاں آنست کاندہ چشمہ ماہ
دیگھو علامت یہ ہے کہ چاند پانی میں
کہ بیارابع عشر اے شاہ پیل
اے ہاتھیوں کے بادشاہ! چوہویں کو آ
آں فلاں شب حاضر آئے شاہ پیل
اے ہاتھیوں کے شاہ! فلاں رات کو آجا
چوں دو ہفتہ از مہ نو بگذیدر
جب نئے چاند پر دو ہفتے گزر گئے
چونکہ ز خرطوم پیل آں شب در آب
اس رات کو جب ہاتھی نے پانی میں سونڈ ڈالی
پیل ۲ باور کرد ازوے آں خطاب
ہاتھی نے اس کی بات کا یقین کر لیا
ترس ترساں باز گشتند آں رمہ
وہ جھنڈ خوف کھا کر واپس ہو گیا
مانہ زان پیلان گوئیم اے گروہ
اے گروہ ہم ان بیوقوف ہاتھیوں میں سے نہیں ہیں

تاز زخم تیغ من لمن شوید
تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ
مضطرب گردو ز پیل آب خواہ
پانی پینے والے ہاتھی سے پریشان ہوتا ہے
تا درون چشمہ یابی زیں دلیل
تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل حاصل کر لے
تا درون چشمہ یابی آں دلیل
تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پا لے
شاہ پیل آمد ز چشمہ می چرید
ہاتھیوں کا بادشاہ آیا چشمے سے پانی پینے لگا
مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
پانی ہلا ہلا اور چاند ہلنے لگا
چوں درون چشمہ مہ کرد اضطراب
جب پانی میں چاند ہلا ہلا
بعد ازاں نامدیکے زیشاں ہمہ
اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا
کا اضطراب ماہ آرد ماں شکوہ
کہ چاند کا ہلنا ہم پر دبدبہ قائم کرے

۱۔ نیک نشان۔ خرگوش نے کہا
میرے بچا ہونے کی علامت یہ ہے
کہ جب کوئی ہاتھی پانی پیتا ہے تو وہ
چاند پریشانی میں ہلنے لگتا ہے کہ
بیلابا گر یقین نہیں ہے تو چوہویں
شب کو آتا اور میرے اس دعوے کی
دلیل آنکھوں سے دیکھ لیگا۔ چوں دو
ہفتہ۔ جب چاند کے نکلنے پر دو ہفتے
گزرنے کو ہوئے تو ہاتھیوں کا بادشاہ
چشمہ پر پانی پینے آیا۔ خرطوم۔ ہاتھی کی
سونڈ۔

۲۔ پیل۔ جب پانی میں چاند کا
عکس ہلا تو ہاتھی کو خرگوش کی بات کا
یقین آ گیا۔ ترس ترساں۔ ڈر کر
جب ہاتھیوں کا بادشاہ بھاگا تو سارے
ہاتھی بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی
چشمہ پر نہ آیا۔ مانداں۔ یہ قصہ سنا کر
نکل سب نے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں
ہیں کہ ہاتھیوں کی طرح تمہاری
باتوں میں آجائیں۔

۳۔ انبیاء۔ ان کی اس تقریر پر انبیاء
نے ان سے کہا کہ ہماری نصیحت سے
تمہارے انکار کی بیڑیاں اور سخت ہو
گئیں۔ اور دوا نے زہر کا کام کیا۔
ظلمت۔ جب کسی پر غضب خداوندی
ہوتا ہے تو نور ہدایت اس کے لئے
مزید اندھیرے کا سبب بن جاتا
ہے۔

جواب گفتن انبیاء طعن ایشاں را و مثل آوردن ایشاں شکوں
انبیاء کا ان کے اعتراض کا جواب دینا اور ان کی ایک مثال بیان کرنا

انبیاء ۳ گفتند آوہ پند ماں
انبیاء نے فرمایا انہوں ہماری نصیحت نے
اے دریغا کہ دوا از رنج تاں
ہائے انہوں! تمہارے مرض کی وجہ سے وہ
ظلمت افزو دایں چراغ آں چشم را
یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے
سخت تر کرد اے سفیہاں بندتاں
اے بیوقوفو! تمہاری بڑی کو اور سخت کر دیا
گشت زہر جاں قہر آںج تاں
جان کا زہر، تمہارا قاتل قہر بن گیا
چوں خدا بگماشت پردہ چشم را
جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

۱۔ اچھے۔ جس کو اللہ کے قریب سے
وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی
بلند ہے وہ تمہاری سرکاری کا کیا
خواہشمند ہو سکتا ہے۔ چہ شرف۔
جس سمندر میں موتی بھرے ہوں
اس کو گوبر بھری کشتی سے کیا شرافت
حاصل ہو سکتی ہے۔ اے دریغ۔ وہ
آنکھ قابلِ انوس ہے جس کو آفتاب
ذرا نظر آئے۔ کلاسے۔ یہ شیطانی
آنکھ ہے کہ اس نے حضرت آدم کے
پتلے کی مٹی کو دیکھا اور ان کے باطنی
لوصاف کو نہ دیکھا۔

۲۔ چشم دیوانہ۔ شیطان کو شیطانی
آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھایا
حضرت آدم جو بمنزلہ بہتہ تھے اس کو
خراسان نظر آئے خود ذلیل تھا اس کی نگاہ
ذلیل چیز پر پڑی اے بسا۔ بد بختوں
کو قیمتی دولت حاصل نہیں ہوتی۔
ناشناخت۔ ناقدوں کو دولت ملتی ہے
لیکن وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔
حرماں۔ یعنی حقوق کی محرومی کا سبب
ان کی حرماں نصیبی ہے جو اللہ تعالیٰ
کے حکم سے ان پر مسلط ہے۔

۳۔ بچوں۔ انبیاء نے اکل سہاے
کہا چونکہ تم بت پرستی میں مبتلا ہو
گئے ہو اس لئے لعنت اور اندھا پن تم
پر مسلط ہو گیا ہے۔ بچوں، ہلید۔
تمہارے اندھے پن کی یہ علامت
ہے کہ تمہارے بت کو تو اللہ کا شریک
سمجھ رہے ہو لیکن عقل اور جان کو اللہ کا
ہمراز سمجھنے میں تمہیں اشکال پیش آ رہا
ہے۔ پھر مرد۔ یعنی پھر کائنات۔ مٹا۔
یعنی اللہ تعالیٰ۔ ملوک۔ اللہ تعالیٰ

کہ ریاست ماں فزون ست از سما
ہماری سرکاری تو آسمان سے بڑھی ہوئی ہے
خلصہ کشتی ز سرگیں گشتہ پر
خصوصاً اس کشتی سے جو گوبر سے بھری ہوئی ہے
کافابے اندر و ذرہ نمود
جس میں سوچ ایک ذرہ نظر آئے
دیدہ ابلیس جز طینے ندید
شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
ز اس طرف جنبید کورا خانہ بود
اسی طرف گئی جو اس کا مقام تھا
پیش بے دولت بگردو اوز ارہ
بد بخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں
پیش بد بختے نداند عشق باخت
ایک بد بخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا ہے
می نساو و گرہاں را راہ راست
گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے
وہیں مقلّب قلب راسو القضاست
اور یہ ہمارے دل کو پھرنے والی بری تقدیر ہے
لعنت و کوری شمار ظلّہ شد
لعنت اور اندھا پن تمہارا ساتھی بن گیا
چوں نشاید عقل و جاں ہمراز حق
عقل اور روح کو اللہ تعالیٰ کا ہمراز بننا کیوں نامناسب ہوا
چوں نشاید زندہ ہمراز ملوک
زندہ کا اللہ تعالیٰ کا ہمراز ہونا کیوں مناسب نہ ہوا

چہ اریسی جست خواہیم از شما
ہم تم سے کیا سرکاری چاہیں گے
چہ شرف یا بدز کشتی بحر در
موتیوں کا سمندر کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا؟
اے دریغ آں دیدہ کور و کبود
اس اندھی اور تاریک آنکھ پر انوس ہے
کادے گو بود بيشل و فرید
جیسا کہ آدم جو کہ بيشل اور یکتا تھے
چشم ۲ دیوانہ بہار ش دے نمود
شیطانی آنکھ نے موسم بہار کو خراب دکھایا
اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں
اے بسا معشوق کا یہ ناشناخت
بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان پہچان کے جانیں کیلئے
احتمال را ایں چنینی حرماں چہ راست
بیوقوفوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟
اس غلط وہ دیدہ را حرمان ماست
آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے
چوں ۳ بت سنگیں شمارا قبلہ شد
جب پتھر کا بت تمہارا قبلہ بن گیا
چوں بشاید سنگ تاں انباز حق
تمہارے پتھر کا اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا کیسے مناسب ہوا؟
پشہ مردہ ہما را شد شریک
مرا ہوا پتھر ہما کا شریک بن گیا



آل اُبتِ مُردہ ترا شیدہ شاست
وہ مردہ بت تمہارا گھڑا ہوا ہے
عاشقِ خوشند و صنعتِ کردِ خویش
وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں
نے دریاں دُمِ دولتے و نعمتے
نہ اس دم میں کوئی دولت اور نعمت ہے
گردِ سرگرداں بُودِ آلِ دُمِ مار
وہ سانپ کی دم سر کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے
آپنجاں ۲ گوید حکیم غزنوی
غزنوی دانا ایسا ہی فرماتے ہیں
کمِ فضولی کن تو در حکمِ قَدَر
تقدیر کے فیصلے میں تو بکواس نہ کر
شدِ مناسبِ عضوا وابدِ انہا
اعضاء اور بدنِ مناسبت سے بنے ہیں
وصف ۳ ہر جانے مناسبِ باشدش
ہر دور کی صفت اس کے مناسب ہوتی ہے
چوں صفتِ باجاں قرینِ کردست او
جبکہ اس نے صفت کو روح کا ساتھی بنایا ہے
شدِ مناسبِ وصفِ ہا در خوب و زشت
اچھائی اور برائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوتی ہیں
دیدہ و دلِ ہست بینِ الاصبغین
آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں
اصحِ لطفِ ست و قہرے درمیان
مہر اور قہر کی انگلی ہے درمیان میں

پشہ زندہ ترا شیدہ خداست
زندہ مجھ خدا کا بنایا ہوا ہے
دُمِ ماراں را سرِ مارست کیش
سانپوں کی دم کا مذہب سانپ کا سر ہے
نے دریاں سرِ راحتِ لذتے
نہ اس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے
لائقِ اندو در خورند آلِ ہر دو یار
وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں
در الہی نامہ گر خوش بشنوی
”الہی نامہ“ میں اگر تو اچھی طرح سنے
در خور آمدِ شخصِ خربا گوشِ خر
گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے
شدِ مناسب و صفہا با جانہا
اوصاف جانوں کے مناسب ہیں
بیگماں باجاں کہ حق بترا شدش
یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو روح کے مناسب پیدا کرتا ہے
پس مناسبِ دانشِ ہمچوں چشمِ ورو
تو اس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ
شدِ مناسبِ حرفِ ہا کہ حق نوشت
جو حروف اللہ تعالیٰ نے لکھے وہ مناسب ہیں
چوں قلمِ دروست کاتبِ اے حسین
اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم
کلکِ دلِ باقبض و بسطے زیں بنان
ان سرانشت سے دل کا قلم تنگی اور کشادگی میں ہے

۱۔ آلِ بت۔ بت جو تم نے خود
اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا
شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک
انسان جو اللہ کا بنایا ہوا ہے اللہ کا ہمراز
نہیں ہو سکتا۔ عاشق۔ تو تم دراصل
اپنے اور اپنی مصنوعات کے عاشق
ہو۔ دُمِ ماراں۔ سانپ کی دم سانپ
کے سر کی اطاعت کرتی ہے، مثل
مشہور ہے۔ جیسی روح دیے
فرشتے۔ گردِ سر۔ جس جانب منہ
جائے گا اسی جانب اس کی دم جائے
گی۔ دو یار۔ یعنی سانپ کی دم اور سر۔
۲۔ آپنجاں۔ حکیم سنائی غزنوی
نے الہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی
ہیں ان کو بیان کر کے یہ بات بتاتے
ہیں کہ کفاد کی محرومی اور ان کی عجیب
عقل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے
اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مضمر ہیں
وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کم
فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں
زیادہ باتیں بنانا بیکار ہیں اس نے ہر
کام مناسبت سے کیا ہے۔ عضوا۔
اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء
اور بدنوں میں خاص تناسب رکھا ہے
ہر روح میں اس کے مناسب اوصاف
پیدا فرمائے ہیں۔
۳۔ وصف۔ ہر جان کے اوصاف
اس کے مناسب پیدا فرماتے ہیں
جب اللہ تعالیٰ نے ایک روح کے
لئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی
صفت اس کے مناسب تھی۔ شد
مناسب۔ قلمِ تقدیر نے جو حروف
لکھے وہی اس شخص کے مناسب
تھے۔ دیدہ و دل۔ انسان کا دل اور آنکھ
قدرت کی دو انگلیوں کے قبضہ میں
ہیں وہ جس طرف چاہتی ہے ان کا
رخ موڑ دیتی ہے۔ اصح۔ بہتر۔
انگلیوں کے درمیان میں قلمِ دل ہے وہ
ایک قہر کی انگلی ہی دوسری قہر کی انگلی
ہے۔ بنان۔ بنانہ کی جمع سرانشت



۱۔ اے قلم۔ دل کو ہمیشہ اس کو مد نظر رکھنا چاہیے کہ وہ کس ذلت کے قبضہ میں ہے۔ حملہ۔ انسان کے تمام حرکات و سکنات اس انگلی کی وجہ سے ہیں انسان اور انسان میں جو فرق ہے وہ قیامت کے چوراہے پر ظاہر ہوگا۔ اس حروف۔ انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں وہ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے ہیں۔ عزم۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے۔ عَزَمْتُ رَبِّيْ بِفَسْحِ الْعَزِيْمِ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے امدادوں کے فتح ہونے سے پہچانا۔ جو نیاز۔ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے سے نجات کا راستہ صرف عاجزی اور گریہ ہے۔ تقابل۔ یعنی حالات کا تقابل۔

۲۔ قلم۔ یعنی انسان کا دل۔ اس قلم۔ کچھ لوگ اپنے دل کے احوال سے اپنی اچھائی اور برائی کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ آنحضرتؐ مولانا نے پھر۔ اگلے سہا کے قصہ کی طرف رخ کیا ہے اگلے سہا نے رسولوں اور خدا کو کیلئے دوسرے قصہ میں خرگوش اور ہاتھی سے تشبیہ دی تھی۔ اڑلی۔ یعنی اڑلی حکمت۔ جیل۔ یعنی دنیاوی حیلے۔

۳ کے رسد۔ اہل سہا کو یہ حق نہ تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں جناب باری تعالیٰ کے لئے گھڑیں۔ اس نخل۔ صحیح مثال دینی دے سکتا ہے جس کو مثال اور جس کے لئے وہ مثال ہے اس سے اس کو پوری واقفیت ہو۔ کل۔ گنج اگر زلف اور روح کی مثالیں بیان کرے تو لا محالہ غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ موسیٰ حضرت موسیٰ جیسا نبی اپنے عصا کی حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو نخل لانی سمجھے حالانکہ وہ اژدہا تھا اس نے ہونٹ چلائے تو ان

اے اے قلم بنگر گرا جلا لیتی
اے قلم! اگر تو خدائی ہے تو خیل رکھ
جملہ قصد و جنبشت زیں اصبع ست
تیرا سب ارادہ اور حرکت اس ہانگی سے ہے
اس حروفِ حالہات از نسخِ اوست
تیرے احوالے کے حروف اس کی تحریر کے ہیں
جُز نیاز و جُز تضرّع راہ نیست
دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے
اس قلم داند وَلے بر قدرِ خود
اس کو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر
انچہ در خرگوش و پیل آویختند
وہ جو کچھ خرگوش اور پیل ہاتھی کی قصہ سے متعلق ہوئے

کہ میانِ اصبعین کیستی
 کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے
 فرق تو ہر چار راہِ مجمعِ ست
 تیرا فرقِ مجمع کے چھوٹے پر ظاہر ہونے والا ہے
 عزم و فسخت ہم ز عزم و فسحِ اوست
 تیرا عزم و فسح کون کون کی طرف سے ہے
 زیں تقلب ہر قلم ۲ آگاہ نیست
 اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے
 قدرِ خود پیدا گند در نیک و بد
 اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے
 تا ازل را با حیل آمیختند
 حتی کہ حکمتِ ازل کو دنیاوی حیلوں سے ملا دیا

بیان آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خلاصہ درکارِ الہی
اس کا بیان کہ ہر شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ مثل بیان کرے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے کام کی

کے سچے رسد تا ایں مثلبا ساختن
 ان کو کیا حق تھا کہ انہوں نے یہ مثالیں گھڑیں
 آن مثل آوردن آنحضرت سست
 مثل دنیا اس جہد کا حق ہے
 تو چہ دانی سر چیزے تا توکل
 تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو گنجاب ہے
 موسیٰ آن را کہ عصا دید و بنو
 موسیٰ نے جس کو عصا اور وہ عصا نہ تھا



پر ملامت کشف ہوا تو جب حضرت موسیٰ کا علم بھی ناقص بنے تو ان نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ اصل شیطانِ داسودانہ میں کہا سمجھ سکتے ہو۔

چوں پُچھاں شاہے نداند سرِ چوب
جبکہ ایسا شاہ لکڑی کے راز کو نہ سمجھے
چوں غلط شد چشمِ موسیٰ درِ مثل
جب مثل کے معاملہ میں حضرت موسیٰ کی آنکھ غلط ہو گئی
اِسِ مثالِ راجو اژدہا گند
وہ تیری مثال کو اژدہا جیسا بنا دیتا ہے
اِسِ مثالِ آوردِ ابلیسِ لعین
لمعون شیطان یہ مثال لایا
اِسِ مثالِ آوردِ قاروں ۲ از لجاج
قارون جھگڑے سے یہ مثال لایا
اِسِ مثالِ آوردِ نمرودِ جہول
جہل نمرود یہ مثال لایا
اِسِ مثالِ آوردِ فرعون از غلط
فرعون غلطی سے یہ مثال لایا
اِسِ مثالِ اندیشِ گشتہ قوم ۳ عاد
قوم عاد یہ مثال سوچنے والی بنی
اِسِ مثالِ آوردِ ہر بدبختِ دوں
ہر بدبخت کینہ یہ مثال لایا
اِسِ مثالِ راجو زانغ و لوم داں
تو اِسِ مثال کو کا اور الو سمجھ

تو چہ دانی سرِ این دام و جوب
تو اِسِ جہل اور دانوں کے راز کو کیا سمجھے گا
چوں گندِ مویشے فضولی امدِ خل
تو فضولی چوہا اِسِ میں کیا سوراخ بنا سکتا ہے؟
تا پہلِ جز و جزوت بر گند
تاکہ جواب میں تیرے جز و جزو اکھاڑ دے
تا کہ شد ملعون حق تا یوم دیں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک کے لئے ملعون ہو گیا
تا فر و شد در زمینِ با تخت و تاج
یہاں تک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں دفن کیا گیا
تا کہ پشہ مغز سرِ خورشِ عجول
یہاں تک کہ پشہ نے جلدی سے اِسِ کے سر کا مغز کھا لیا
تا کہ اندر آبِ دریا شد سقط
یہاں تک کہ دریا کے پانی میں بیکار بن گیا
کا استخوانِ شاں خرد مر دا آمد ز باد
کہ ان کی ہڈیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں
تا کہ شد در قعرِ دوزخِ سرنگوں
یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں لوندھا ہو گیا
کہ از یشاں پست شد صد خاندان
کہ ان کی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہوئے ہیں

۱۔ فضولی۔ بغیر اختیار کے کام کرنے والا۔ مدخل۔ سوراخ سمجھنے کی جگہ۔ اِسِ مثال۔ غلط مثالیں دنیا خود مثال دینے والے کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہا۔ خَلَقْنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَ مِنْ طِينٍ اے اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اِسِ آدم کو مٹی سے عہد میں اِسِ سے افضل ہوں تو اِسِ کو جہدہ کیوں کروں۔ ۲۔ قارون۔ قارون سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اِسِ کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اِسِ نے کہا قَسَمًا اَوْتَيْتُهُ عَلَيَّ عِلْمٍ یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اِسِ میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ نمرود۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور کہا قسا اُخِجْنِي وَنُفِثْتُ یعنی لوگوں کی موت اور زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ عجول۔ جلد باز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا قَاتِلْنِي اَلَا عَسَىٰ اَنْ اَكُونَ مِنَ الْمُنْصَرِفِينَ میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔

سقط۔ بیکار چیز
۳۔ قوم عَاد۔ حضرت ہود کے ساتھ ان لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آندھی سے ہلاک ہو گئے۔ دینِ مثال۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوئی ہیں۔ تخر۔ مٹانے۔

مثلاً زدنِ قومِ نوحِ باستہزا در زمانِ کشتی ساختنِ او
قومِ نوح کا حضرت نوح کے کشتی بنانے کے وقت مذاق میں مثال بیان کرنا
نوح اندر بادِ کشتی ساخت
حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی
صد مثل گو از پے تسخرِ بتاخت
سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کے لئے دھڑے



دربیا بانے کہ چاہ و آب نیست
اس جنگل میں جہاں کنواں در پانی نہیں ہے
آن یکے میگفت ایں کشتی بتار
ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دھڑا
آں یکے میگفت دنباش کر سپت
ایک کہتا تھا کہ اس کا دنبہ میڑھا ہے
آں یکے میگفت پالانش کجاست
ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے؟
آں یکے میگفت کاس مشک تہی ست
ایک کہتا تھا کہ یہ خالی مشکیزہ ہے
آں یکے میگفت بیکاری مکر
ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
اُوہمی گفت ایں بفرمان خداست
وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

۱۔ آب نیست۔ کشتی کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں دیا ہو پہلی خشک جنگل ہے اس میں نوح کشتی پہن بند ہے ہیں۔ بتار۔ یعنی کشتی خشکی میں دھڑانے کی ہے لہذا اس کو جنگل میں دھڑا پرش اس کشتی کے پر لگا تاکہ اڑ سکے پانی تو موجود نہیں کہ اس میں چلے گی۔

۲۔ آں یکے مذاق میں کوئی حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا پچھلا حصہ میڑھا ہے کوئی کہتا کہ اس کی پشت میڑھی ہے کوئی مذاق میں کہتا کہ اس گدھے کا پالان کہاں ہے کوئی کہتا کہ اس کا پایہ میڑھا ہے مشک۔ کوئی کشتی کو مشک بتاتا کوئی اس کو گدھا قرار دیتا۔ لامی۔ حضرت نوح جواب میں فرماتے کہ یہ کشتی خدا کے حکم سے بنا رہا ہوں اور تمہارے مذاق اڑانے سے اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔

۳۔ حکایت۔ حضرت نوح نے قوم سے فرمایا تھا۔ اِن تَسْخَرُوْا مِنَّا نَسْخَرْ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ یعنی جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو آئندہ دیکھنا ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اسی مناسب سے مولانا نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ عنید۔ جھگڑا۔ خضرہ۔ گدھا۔ طقطق۔ کھٹکھٹ گفت اور اس بیکار گھروا نے چوہ سے کہا۔ خیر باشد۔ یعنی خیرت ہے آجی رات کو تو یہ کیا کام کر رہا ہے اور تو کون ہے۔ سنی۔ بزرگ۔

می کند کشتی چہ ناداں ابلہیت
وہ کشتی بنا رہا ہے کس قدر نادان اور بیوقوف ہے
واں یکے میگفت پرش ہم بساز
اور ایک کہتا تھا کہ اس کے پر بھی لگا
واں یکے میگفت پشتش کثر مرہپت
ایک کہتا تھا کہ اس کی پشت میڑھی میڑھی ہے
واں یکے میگفت یالیش گج چرہ است
ایک کہتا تھا کہ اس کا پایہ میڑھا کیوں ہے؟
واں یکے میگفت ایں خر بہر کیست
ایک کہتا تھا کہ یہ گدھا کے لئے ہے
یاشدی فروت و عقلت شد ز سر
یا تو کھوسٹ ہو گیا ہوا تیرے سر سے عقل نکل گئی ہے
ایں بکھر بکھا نخواہد گش کاست
یہ بھٹک بھٹک نہ کھٹے گی

حکایت ۳۔ آں دزد کہ پر سیدند چہ میکنی در نیم شب در زیر
اس چور کی حکایت جس سے دریافت کیا کہ تو آجی رات میں اس دیوار کے

ایں دیوار گفت دہل می زخم

پاس کیا کر رہا ہے اس نے کہا ڈھول بجا رہا ہوں

در بن دیوار خفرہ می برید
دیوار کی جڑ میں گڑھا کھود رہا تھا
طقطق آہستہ اش رامی شنود
اس کی آہستہ کھٹ کھٹ کو سن رہا تھا
گفت اُورا در چہ کاری اے پدر
اس سے کہا اے بابا! تو کس کام میں لگا ہے؟
تو کئی گفتا دہل زن اے سنی
تو کون ہے؟ اس نے کہا اے بزرگ ڈھول بجانے دلا ہوں

ایں مثل بشنو کہ شب دزد عنید
یہ مثل سن کہ رات میں ایک سرکش چور
نیم بیدارے کہ اُور بخور بود
ایک اٹھ کچری نیند دلا جو کہ بیدار تھا
رفت بر بام و فرود آویخت سر
وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکایا
خیر باشد نیم شب چہ میکنی
خیر تو ہے آجی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟

در چہ کاری گفت می کو بم دہل
اس کام میں معروف ہے اس نے کہا دھول بجا رہا ہوں
گفت فردا بشنودی اس بانگ را
اس نے کہا تو اس آواز کو کل سن لے گا
من چور فتم بشنوی بانگ دہل
میں جب چلا جاؤں گا تو دھول کی آواز سن لے گا
در غلط افتادہ اے نیم خام
اے لودہ کچرے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے
آن دروغ ست و کثر و بر ساختہ
وہ مثل چھوٹی لودہ شیروں لودہ بتلانی ہے

گفت کو بانگ دہل اے بوسل!
اس نے کہا مختلف طریقوں والے دھول کی آواز کہہ رہا ہے
نعرۃ یا حسرتاً وَا ویلتا
یا حسرتاً دلیلاً کا نعرہ
آن زماں واقف شوی بر جزو کل
اس وقت تو جزو کل سے واقف ہو جائے گا
پختہ شو در آتش حق و اسلام
اللہ کے عشق کی آگ میں پختہ بن و اسلام
سرّ آن کثر را تو ہم شناختہ
اس شیروں کے باز کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن منسل کہ منکر ان گفتند از رسالت خرگوش
خرگوش کے قاصد بننے کی مثل جو منکروں نے بیان کی اس کا جواب

سرّ آن خرگوش داں دیو فضول
اس خرگوش کا باز سمجھ کہ وہ نالائق شیطان ہے
تا کہ نفس گول را محروم کرد
یہاں تک کہ احمق نفس کو اس نے محروم کر دیا
باز گو نہ کردہ معنیش را
تو نے اس کے معنی کو الٹ دیا
اضطراب ماہ گفتی در ز لال
صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا
قصہ خرگوش و پیل آری و آب
تو خرگوش لودہ ہاتھی لودہ پانی کا قصہ بیان کرتا ہے
اس ۳۱ چہ ماند آخر اے کوران خام
اے اندھ عقل کے بچو! یہ کیا مشابہت رکھتا ہے

کہ بہ پیش ۲ نفس تو آمد رسول
جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا
ز آب حیوانے کہ ازوے خضر خورد
اس آب حیات سے جو خضر نے پیا
گفر گفتی مستعد شومیش را
تو نے کفر کیا سزا کے لئے تیار ہو جا
کہ بتر سانید پیلاں را شغال
جس سے گیند نے ہاتھیوں کو ڈر دیا
خشیت پیلان ز مہ در اضطراب
چاند کے ہٹنے سے ہاتھیوں کا ڈرنا بیان کرتا ہے
بابے کہ شد زبوش خاص و عام
اس چاند سے جس کے خاص و عام تابع ہیں

۱۔ بوسل۔ مختلف طریقوں والا
موجھوں والا۔ نعرہ۔ یعنی تیرا سب
لٹ جائے گا اور تو دلوں کا کریکا تو وہ
میرے دھول کی آواز ہوگی جو تن سن
لے گا۔ من۔ یعنی جب میں چھڑی کر
کے چلا جاؤں گا تب تجھے سب کچھ
معلوم ہو جائے گا۔ در غلط۔ یہ انبیاء کا
مقولہ ہے کہ تم لوگ غلط مثالیں دے
رہے ہو ایک غلطی تو یہ ہے کہ وہ مثال
خود فرضی ہے پھر غلطی یہ ہے کہ اس
افسانے اور فرضی قصہ کی حقیقت نہیں
سمجھے۔ جواب۔ اب مولانا اس قصہ کا
واقعی مطلب سمجھاتے ہیں۔ خرگوش۔

اس سے مراد شیطان ہے۔
۲۔ پیش نفس۔ ہاتھی سے مراد نفس
انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مراد وہ
آب حیات ہے جو خضر نے حاصل
کر لیا تھا یعنی شیطان نفس کو گرلو کر
کے آب حیات سے محروم کر دیتا ہے۔
گول۔ احمق۔ باز گو نہ کرنا۔ اہل سبائے
اس قصہ کو الٹ کر خرگوش سے انبیاء مراد
لئے۔ کفر۔ انبیاء کو بھوک باز خرگوش
سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ نیش۔ یعنی
سزا۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال۔
یعنی لیزر۔

۳۱۔ اس چہ۔ یعنی اس قصہ میں تم
نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ
دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے آسمان کا
چاند اللہ تعالیٰ سے کیا مشابہ ہو سکتا
ہے۔ جملہ مخلوقات خواجہ چاند ہو یا سورج
یا دیگر مخلوق وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو
سکتی ہیں۔ تمام جہاں اس کا مخلوم
ہے۔



چہ عقل و چہ نفوس و چہ ملک
کیا عقلیں اور کیا جانیں ' اور کیا فرشتے
چہ ملک و چہ گداچہ کیقباد
کیا بادشاہ اور کیا فقیر ' کیا شہنشاہ
چہ مہ و چہ سال و چہ لیل و نہار
کیا مہینہ ' اور کیا سال اور کیا رات ' اور دن
چہ خریف و صیف و چہ بہار
کیا جاڑا اور گرمی اور کیا خزاں ' کیا بہار
ہمچو گوئے در خم چوگان او
جیسا کہ گیند ' بے کے خم میں
اس چہ میگویم مگر ہستم بخواب
میں یہ کیا رہا ہوں؟ شاید میں نیند میں ہوں
سرنگوں کر دست اے بدگوہراں
اے بادشاہ! بوندے کر دیے ہیں
آفتابے چوں خراسے در طواف
سورج پن چکی کے گدھے کی طرح پکر میں ہ
خشم دلہا کرد عالمہا خراب
دلوں کے غصہ نے جہانوں کو تباہ کر دیا ہے
در سیاستگاہ شہرستان ٹو
لوط کے شہر کی عذاب گاہ کو
کوفتند آں پیلگاں را استخوان
ان ہاتھیوں کی - ہڈیا توڑ دیں
پیل رابد رید و نہ پذیرد رفو
ہاتھی کو ایسا پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا
یا مَصاف لشکرِ فرعون و روح
یا فرعون اور حضرت جبریل کا معرکہ

چہ مہ و چہ آفتاب و چہ فلک
کیا چاند اور کیا سورج اور کیا آسمان
چہ وحش و چہ طیور و چہ جماد
کیا وحشی جانور ' اور کیا پرندے اور کیا پتھر
چہ بلاد و چہ جبال و چہ بحار
کیا شہر ' اور کیا پہاڑ اور کیا سمندر
چہ تراب و آب و چہ باد و چہ نار
کیا مٹی اور پانی اور کیا ہوا ' اور کیا آگ
جملہ اندر حکم و در فرمان او
سب اس کے حکم اور فرمان میں ہیں
آفتاب آفتاب آفتاب
سورج کے سورج کا سورج ہے
صد ہزاراں شہر را خشم شہاں
شاہوں کے غصہ نے ' لاکھوں شہر
کوہ بر خود میثکاند صد شکاف
پہاڑ خود سینکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے
خشم مرداں ۲ خشک گرداند سحاب
مردان خدا کا غصہ ابر کو خشک کر دیتا ہے
بنگرید اے مردگان بے کھوپ
اے خوشبو نہ ملے ہوئے مرد دکھ لو
پیل ۳ خود چہ بود کہ سہ مرغِ پراں
ہاتھی خود کیا ہے کہ تین چار اڑنے والے پرندوں نے
اخصف مرغاں لبائیل ست و او
لبائیل کمزور ترین پرندہ ہے اور اس نے
کیست گونشد آں طوفانِ نوح
کون ہے جس نے طوفانِ نوح کے بارے میں نہ سنا ہو

۱۔ چہ تراب - یعنی چاندوں غصہ۔
خریف - موسم سرما۔ فصل خزاں۔
آفتاب - پہلا بمعنی آفتاب حقیقت
دوسرا بمعنی روشنی تیسرا بمعنی خوشید
فلک - ہستم بخواب - یعنی میرا ذات
حق کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی
دست نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اب
مولانا نائل سہا کی گستاخی پر ان کو تنبیہ
کرتے ہیں کہ تمہاری تو کیا حقیقت
ہے انبیاء کی ناراضی بہت سے شہروں
کی تباہی کا سبب بنی ہے اس کی وجہ
سے پہاڑ شق ہوئے ہیں سورج پن
چکی کے گدھے کی طرح ان کا طواف
کرتا ہے۔

۲۔ مرداں۔ انبیاء۔ صحاب۔ ابر۔
دلہا۔ یعنی انبیاء کے دل۔ حوط۔ ایک
مرکب خوشبو ہے جو مردے کے بدن
پر مل دی جاتی ہے۔ لوط۔ حضرت لوط
کی ناراضی سے بستیاں ویران
ہوئیں۔

۳۔ پیل خود چہ ابر سے
ہاتھیوں کا لشکر بابلوں کی کنکریوں
سے ہلاک ہوا۔ نوح۔ حضرت نوح
کی ناراضی سے قوم پر پانی کا طوفان
آیا۔ لشکرِ فرعون۔ حضرت موسیٰ کی
ناراضی سے قوم فرعون کو جبریل نے
ہیام میں غرق کر دیا۔

ذره ذرہ آبِ شال برمی گینخت

پانی کو ذرہ ذرہ کرتا تھا

وانکہ صرصر عادیں را می رُود

اور یہ کہ عاد والوں کو آندھی اچک رہی تھی

کہ بُدندے پیل کش اندر وَا

جو ہاتھیوں کو جنگ میں مار ڈالنے والے تھے

زیرِ خشم دلِ میشہ در رُجوم ۲

صاحبِ دل کے غصہ کے ماتحت ہمیشہ سنگدلی میں ہیں

میروند و نیست غوث و رحمت

جا رہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید

سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہے

چشمِ تاں را وا کشاید مرگِ نیک

موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھول دے گی

چوں روی درِ ظلمتے مانند کور

ق جبکہ تو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بستہ روزنِ باشی از ماہِ کریم

اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا روشن دان بند رہے گا

چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ

وسیع جہانوں کی کیا خطا ہے

چوں بہ بیند روئے یوسف را بگو

بتا وہ یوسف کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟

گوشِ آں سنگیں دلانش کم شنید

ان سنگدلوں کے کان نے نہ سنا

ہر زماں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ

ہر دور میں اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

روحِ شال بشکست و اندر آبِ ریخت

حضرت جبریل نے ان کو شکست دی اور پانی میں بہا دیا

کیست کوشنید احوالِ شمود ۱

کون ہے جس نے شمود کے احوال نہ سنے ہوں؟

چشمِ بارے در چنایں پیلا گشا

اب آنکھ ایسے ہاتھیوں میں کھول

آچنایں پیلان و شلمانِ ظلوم

ایسے ہاتھی اور ظالم بادشاہ

تا ابد از ظلمتے درِ ظلمتے

ہمیشہ کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں

نامِ نیک و بد مگر نشنیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سنا ہے

دیدہ رانا دیدہ می آرید ولیک

دیکھتے ہوئے کو ان تصور کر رہے ہو لیکن

گرد و عالم پر بُود خورشید و نور

اگر دونوں جہان سورج اور نور سے پر ہوں

بے نصیبِ آئی ازاں نورِ عظیم

اس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا

تو ۳ دورن چاہِ رقتی ز کاخ

تو محل سے گر کر کنوئیں میں چلا گیا ہے

جاں کہ اندر وصفِ گرگی ماند او

وہ جان جو بھیڑیے پن میں رہی

لحنِ داودی بسنگ و گہ رسید

حضرت داؤد کا نغمہ پتھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا

آفریں بر عقل و بر انصاف باد

عقل اور انصاف کو شاباش ہے

۱ شمود حضرت صالح کی نوختی کو

ذبح کرنے کی وجہ سے چچ کے غضاب

سے ہلاک ہوئے۔ عادیں۔

حضرت ہود کی نافرمانی سے تباہ

ہوئے۔ پیلاں۔ وہ کفد جو طاقتور

ہاتھیوں کی طرح تھے۔ دغا۔ جنگ۔

۲ زجوم۔ سنگدلی۔ ظلمت۔

ظلم۔ ظلمت۔ تار کی۔ غوث۔ مدد۔

دیدہ۔ یعنی تم ان تمام دیکھی بھالی

چیزوں کو ان دیکھا بنا رہے ہو۔ کشاید

نیک۔ اچھی طرح کھول دے گی۔

گرد و عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ

کو اندھا بنا لے لے تو وہ نور سے محروم رہتا

ہے۔ روزن۔ روشن دان۔

۳ تو دروں۔ اگر کوئی خود اپنے

آپ کو کنوئیں میں گرالے اور دنیا کی

وسعت سے محروم ہو جائے تو اس میں

دنیا کا کیا تصور ہے۔ کاخ۔ محل۔

وصفِ گرگی۔ یعنی نفسانی عیوب

حرصِ طمع وغیرہ۔ یوسف۔ یعنی انبیاء

وہابیہ۔ حسن و داؤدی۔ یعنی انبیاء کے

معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر

ہوئے ہیں لیکن سنگدل انسان متاثر

نہیں ہوتا۔ آفریں۔ عقل و انصاف

ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اہل

سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ

ہیں۔

صَلِّقُوا رُسُلًا كَرَامًا يَلْسَبَا

اے سب والوں شریف رسولوں کی تصدیق کرو

صَلِّقُوهُمْ هُمْ شُمُوسُ طَالِعِهِ

ان کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں

صَلِّقُوهُمْ هُمْ بُنُورُ زَاهِرِهِ

ان کی تصدیق کرو وہ روشن چاند ہیں

صَلِّقُوهُمْ هُمْ مَصَابِيحُ الدُّجَى

ان کی تصدیق کرو وہ تاریکی کے چراغ ہیں

صَلِّقُوا مَنْ لَيْسَ ۱۰ يَرْجُو خَيْرَكُمْ

اس کی تصدیق کرو جو تمہارے مال کا امیدوار نہیں ہے

پاری گویم ہیں تازی بہل

ہم فارسی بولنے والے ہیں خبردار! عربی کو رہنے دے

ہیں گواہی ہائے شاہاں بشنود

آگاہ! بادشاہوں کی شہادتیں سنو

یا بحال ۳۰ اولیناں بنگرید

یا گزشتہ لوگوں کا حل دیکھو

صَلِّقُوا رُوحًا سَبَاهًا مِّنْ سَبَا

اس روح کی تصدیق کرو جس کو قید کیا ہے جس نے بھی قید کیا ہے

يَوْمِنُوكُمْ مِّنْ مَّخَازِي الْقَارِعَةِ

وہ تمہیں قیامت کی رسوائیوں سے امن دلائیں گے

قَبْلَ أَنْ يَلْقُوَكُمْ بِالسَّاهِرَةِ

اس سے پہلے کہ وہ تم سے میدان قیامت میں ملاقات کریں

اَكْرَمُوهُمْ هُمْ مَفَاتِيحُ الرَّجَا

ان کی عزت کرو وہ امید کی کنجیں ہیں

لَا تَضِلُّوْا لَا تَضِلُّوْا غَيْرَكُمْ

گمراہ نہ بنو! اپنے غیر کو نہ روکو

ہندوی آں ترک باش اے آب گل

اے پانی لور مٹی سے بنے ہوئے اس ترک کا غلام بن جا

بگرویدند آسمانہا بگروید

آسمان ان کے گرویدہ ہیں تم بھی گرویدہ بنو

یا سُوئے آخر بخزے بر پرید

یا آخرت کی طرف احتیاط سے پرواز کرو

بیان معنی خزم و مثال مرد حازم

۱۰ خدہ کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

از دواں گیری کہ دورست از خباط

تو دواںوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

نیست آب و ہست دیگ پائے سوز

پانی نہیں ہے لور پاؤں جلانے والا ریتا ہے

کہ بہر شب چشمہ بنی رواں

کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

خزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط

پختہ کاری کیا ہوتی ہے دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

آں یکے گوید دریں رہفت روز

ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک

آں دگر گوید دروغست ایں بدال

دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے یہ سمجھ لے

۱۔ صَلِّقُوا۔ پھر مولانا اہل سب کو خطاب کرتے ہیں کہ ان شرف رسولوں کا کہنا مان لو یہ عاشقانِ خدا ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا اتباع قیامت کی رسوائیوں سے بچائے گا۔ قَبْلَ أَنْ۔ الاحوال قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کام نہ چلے گا۔

۲۔ مَنْ لَيْسَ۔ یہ رسول اس قدر مخلص ہیں کہ تم سے کسی رہنما کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہو۔ پاری۔ تم یا اعتراض کرو گے کہ ہم فارسی بولنے والے ہیں ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو لو میں عربی میں نصیحت کرنا بتا دیتا ہوں لور فارسی ہی میں نصیحت کرتا ہوں۔ ہندوی۔ ہندو بمعنی غلام۔ خرم۔ معشوق یعنی ذلت حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اس کو سنو آسمان تمکس کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

۳۔ یا بحال۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے فرمانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں پختہ کاری احتیاط لور ہوشیاری برتو۔ خزم۔ حوا کے معنی سے پختہ کاری ہوشیاری احتیاط خبط۔ خطی پن لغزش



خوم آں باشد کہ برگیری تو آب
پختہ کاری یہ ہو گی کہ تو پانی لے لے
گر بود در راہ آب ایں را بریز
اگر راست میں پانی ہو اس کو جہاں دے
اے خلیفہ! زادگاں دادے کنید
اے خلیفہ زاد! انصاف کرو
آں عدوئے کز پدرتاں کیں کشید
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی
آں شہ شطرنج دل رلمات کرد
اس نے دل کے شاہ شطرنج کو مات دیدی
چند جانبش گرفت اندر نبرد
معرکہ میں چند جگہ اس پر پٹھ ڈالا
آچنیں کردست با آں پہلوال
اس بہادر کے ساتھ یہ کیا
مادر و بابائے مارا آں خسود
اس حاسد نے مادی ماں اور باپ کا
کردشاں آبخا برہنہ خوار و زار
اس جگہ ان کو ننگا ذلیل اور بدھل کر دیا
کہ زانشک ۳ چشم او رسید نبت
کہ ان کی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اگ آئی
توقیا سے گیر طراریش را
تو اس کی چالاکی کا قیاس کر لے
اُلحذ راے گل پرستار از شرش
اے مٹی کے پھل دیوں اس کے شہر سے بچو

تار ہی از ترس او باشی بر صواب
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور توجیح راستہ پر ہو
ور نہ باشد وائے بر مرد ستیز
اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پر افسوس ہے
خوم بہر روز میعادے کنید
قیامت کے دن کے لئے پختہ کاری سے کام لو
سوئے زندانش ز علیین کشید
علیین سے اس کو قید خانہ میں کھینچ لایا
از بہشتش سحرہ آفات کرد
اس کو بہشت سے نکالا کر مصیبتوں کا پابند کر دیا
تا بکشتی در فلکندش روئے زرد
یہاں تک کہ روئے کے ساتھ اس کو کشتی میں پھنچا دیا
سست سستش منگرید اے دیگران
اے بیگانو! اس کو حقیر نہ سمجھو
تاج و پیرا یہ بچالاکي رُود
تاج اور لباس چالاکی سے اچک لیا
سالہا بگریست آدم زار زار
آدم سالوں زار زار روئے
کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
کہ کیوں اعمال نامے میں انکار لکھا ہے؟
کہ چنناں سرور گندز وریش را
کہ ایسا سرور اس کی وجہ سے داغی نوچتا ہے
تیغ لا حوالے زنید اندر سرش
اس کے سر پر لاول کی تلوار مار دو

۱۔ از ترس۔ یعنی پانی نہ ملنے کا خوف۔ گر بود۔ احتیاط اور حزم کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمال صالحہ کا گوشہ لے لے اگر نعوذ باللہ آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہے تو اعمال صالحہ کر لینے میں کوئی مضرت بہر حال نہیں ہے اور اگر آخرت کا معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمال صالحہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت حقیقتاً ہوئی اور اعمال صالحہ نہ ہوئے تو لاحالہ تباہی ہے لہذا حزم یہی ہے کہ نیک کام کر لئے جائیں یہی مضمون حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دہریہ کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔
۲۔ خلیفہ۔ یعنی حضرت آدم روز میعاد۔ روز قیامت۔ زنداں۔ یعنی دنیا۔ علیین۔ جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام ہے۔ شہ شطرنج دل۔ یعنی حضرت آدم۔ بند۔ پٹھ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلوال۔ یعنی حضرت آدم۔ مادر۔ یعنی حوا۔ بابا۔ حضرت آدم۔ مارا۔ یعنی حوا۔
۳۔ زانشک۔ یعنی حضرت آدم اپنی لغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو گرنے سے زمین پر گھاس اگ آئی۔ جریدہ۔ عین ثابت۔ یعنی وہ وجود آدم جو قبل خالق آدم علم الہی میں تھا دفتر یعنی لوح محفوظ۔ لا۔ یعنی کہنا نہ ماننا۔ لائقربا کا حکم۔ طراری۔ جیب تراشی۔ مکاری۔ سرور۔ یعنی حضرت آدم۔ ریش۔ ریش کندن۔ عم و غصہ کرنا۔ گل پرست۔ تن پرست۔



کوہمی ۱۔ بیند شمارا از کمیں کہ شما اُورا نمی بینید ہیں
 کیونکہ وہ تمہیں گھات میں سے دیکھتا ہے خبردار کہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو
 داما صیاد ریزد داناہا دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا
 شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے دانہ ظاہر، اور مکر چھپا ہوا ہوتا ہے
 ہر کجا دانہ بدیدی اُنکذر تانہ بندد دام برتو بال و ہر
 تو جہاں دانہ دیکھے فوج تاکہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے
 چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام ورنہ چوں خوردی در افتادی بدام
 اے کبوتر جب تو دانہ دیکھے، بھاگ جا ورنہ جیسے ہی تو نے کھلیا، جال میں پھنسا
 زانکہ ۲۔ ہر مرغے کہ ترک دانہ کرد دانہ از صحرائے بے تزویر خورد
 کیونکہ جس پرندے نے دانہ چھوڑا بے مکر جنگل سے دانہ چک لیا
 شاد مرغے کو بترک دانہ گفت در ریاضِ قدس بہر شگل شکفت
 وہ پرندہ بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا اور قدس کے باغوں میں اس کے لئے پھول کھلے
 ہم بدالِ قلنچ شد واز دام جست ہیچ دامے پرو بالش را نہ بست
 اسی دانہ پر کفایت کر لی اور جال سے چھوٹ گیا کسی جال نے اس کے بال و پر نہ باندھے

و خلعتِ حال آں مرغ کہ ترکِ حوم کرد از حرص و ہوا
 اس پرندے کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پختہ کاری چھوڑ دی

باز مرغِ غے فوق دیوارے نشست دیدہ سوئے دانہ و دام بہ بست
 پھر وہ پرندہ، جو ایک دیوار پر بیٹھا آنکھ دانہ اور جال پر جمادی
 یک نظر او سوئے صحرا می گند یک نظر حرص بدانہ می کشد
 وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے اور ایک نظر میں اس کو حرص دانہ کی طرف پھینچتی ہے
 ایں نظر با آں نظر چالیش کرد ناگہانی از خرد خالیش کرد
 اس نظر نے اس نظر سے مقابلہ کیا اچانک اس کو عقل سے خالی کر دیا
 رفت دانہ خورد و اندر دام ماند صائدش گشت و بخورد و کام راند
 وہ اڑا دانہ کھلیا اور جال میں پھنس گیا شکاری نے اس کو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا
 باز مرغے کاں ترود را گذاشت زان نظر برگند و بر صحرا گماشت
 پھر وہ پرندہ جس نے تردد کو چھوڑا اس نے اس سے نظر ہٹائی اور جنگل پر لگا دی

۱۔ کوہمی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہذا اس کے مدنے کے لئے صرف لالچ کی تلوار کا مہرے کتنی ہے۔ داما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے کہ نفسانی شہوات کیدانے ڈالتا ہے اور خود چھپا ہوتا ہے۔ ہر کجا۔ یہاں ممکن ہے کہ دانہ چک لور اور جال میں نہ پھنسو لہذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ جاؤ۔

۲۔ زانکہ۔ جو شیطان لذتوں سے بچنے کا، وہ جنت کے باغوں سے غذائیں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو شیطان کے دانوں سے بچ گیا۔

۳۔ باز مرغے۔ اس قصہ میں دو پرندوں کی حالت بیان کی ہے ایک تو وہ جو حرص و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اس کا انجام تو ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ میں گیا دوسرا وہ پرندہ ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہذا انسان کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہی حال ہو گا جو لالچی پرندہ کا ہوا۔ چالیش۔ چالش۔ جنگ، ناز سے چلنا۔ صائد شکاری۔

شاد پَرُو بالِ اُو بَخَالِ
اس کے بال و پر بھلے ہیں اس کے لئے خوبی ہے
ہر کہ اُورا مقتدا سازد بَرَسْت
جس نے اس کو مقتدا بنا لیا نجات پا گیا
زانکہ شاہِ حازِ ماں آمدش
کیونکہ اس کا دل پختہ کاروں کا بادشاہ ثابت ہوا
خوم زورِ اضی وادِ راضی زخوم
پختہ کاری اس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش
بارہا در دامِ حرص اُفتادہ
تو بارہا لالچ کے جال میں پھنسا ہے
بازت آں تو اب ۳ لطفِ آزاد کر
پھر تجھے اس مجسمہ پر توبہ قبول کرنے والے نے آزاد کر دیا
گفت اِنْ عَلِمْتُمْ کُنَّا عَلٰنَا کُنَّا
فرمایا اگر تم اس طرح پئے ہم اس طرح پئیں گے
چونکہ بھفتے رہے خود آورم
جبکہ ایک جوڑا والے کو اپنے پاس لانا ہوں
بھفت کر دیم ایں عملِ ربا اثر
ہم نے اس کام کا نتیجہ کے ساتھ چوڑ لگا دیا ہے
چوں ۳ ارباید غارتے از بھفت شوے
جبکہ کوئی غارتگر جوڑے میں سے زکوہ پکڑ لیتا ہے
بار دیگر سوئے ایں دامِ آمید
تم پھر اس جال کی طرف آئے
باز تالِ تو اب بکشاد آں گرہ
توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھل دی
باز چوں پروکہ نسیاں رسید
پھر جب بھول کا پہلو آیا

تا امام ۱ جملہ آزاداں شد اُو
یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا
در مقامِ امن و آزادی نشست
امن اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا
تا گلستان و چمن شد منزلش
یہاں تک کہ گلستان اور چمن اس کی منزل بنا
آتچنیں گن گر گنی تدبیر و عزم
اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر اور ارادہ کر
خلقِ خود را در بُریدن دادہ
تو نے اپنا گلا کٹنے کے لئے دے دیا ہے
توبہ پذیر رفت و شمارا شاد کرد
اس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا
نَحْنُ زَوْجِنَا الْفِعَالِ بِالْجَزَا
ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے
آید آں بھفتش دوانہ لا جرم
اس کا جوڑا لا محالہ دھڑتا ہوا آتا ہے
چوں رسد بھفتے رسد بھفتے دگر
جب جوڑے میں کا ایک آتا ہے دھڑا آ جاتا ہے
بھفت می آید پئے اوشوے جوے
ماہ اس کے پیچھے زکوہ تلاش کرتی ہوئی آتی ہے
خاک اور دیدہ توبہ زدید
تم نے توبہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی
گفت ہیں بگریز روایں سو منہ
فرمایا خبردار! بھاگ اور کا رخ نہ کر
جانِ تال را جانبِ آتش کشید
اس نے تمہاری جان کو آگ کی جانب متوجہ کیا

۱ تا امام۔ پھر یہ نجات پانے والا
پرنہ دوسرے پرندوں کا سردار بن جاتا
ہے۔ ہر کو۔ جو پرند اس ہوشیار پرندہ
کو امام بنا لے گا اس کو امن اور آزادی
حاصل ہوگی۔ زانکہ اس پرندہ کا دل
پختہ کاروں کا شاہ ثابت ہوا۔ پچھیں۔
انسان کو بھی اس محتاط پرندہ کی طرح
کام کرنا چاہیے۔

۲ توبہ۔ توبہ قبول کرنے والا اللہ
تعالیٰ۔ لطف۔ مہربانی یہ توبہ کی
صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
نَحْنُ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ساتھ
اس کے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔
بھفتے۔ زماہ میں سے اگر ایک کو بلاؤ
گے دھڑا خود تمہارے پاس آ جائے
گا۔

۳ چوں۔ اگر کوئی شخص زکوہ گرفتار
کر لے اس کی مادہ زکوہ تلاش میں
خود پہنچ جاتی ہے۔ بار دیگر۔ انسان
توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور
توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالیٰ پھر
توبہ قبول کر لیتا ہے۔

م گن اے پروانہ نسیان و شکے
اے پروانے! بھول اور شک نہ کر
چوں زہیدی شکر آن باشد کہ هیچ
جب تو بچ گیا اس کا شکر یہ ہے کہ تجھی
تاترا چوں شکر گوئی بخشد او
تا کہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے
شکر آں نعمت کہ تاں آزاد کرد
اس نعمت کے شکرے میں کہ تمہیں اس نے آزاد کر دیا
چند اندر رنجہاد در بلا
گنتی بار تکلیفوں اور مصیبت میں
تا چنیں خدمت کنم احساں کنم
تا کہ میں ایسی خدمت کروں احسان کروں
چوں خلاصی داد کھت ز امتحاں
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش سے نجات دے دی
چوں رہا کردت فرامش کردیش
جب اس نے تجھے رہائی دیدی تو نے اس کو بھلا دیا
در پر سو زیدہ بنگر تو یکے
ایک ہر اپنے جگے ہوئے پر کو دیکھ لے
سوئے آں دانہ نداری پیچ پیچ
اس دانہ کی جانب موڑ توڑ نہ کرے
روزی بے دام و بے خوف عدو
وہ روزی جو بغیر جال اور بغیر دشمن کے خواب کے ہے
نعمت حق را ببايد یاد کرد
اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرنا چاہیے
گفتی از دامن رہا گن اے خدا
تو نے کہا ہے اے خدا مجھے جلی سے چھڑا دے
خاک اندر دیدہ شیطان کنم
شیطان کی آنکھ میں دھول جھونکوں
ہیچنا نستی کو بودی ہیچناں
تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا
جان خود رست و تبش کردیش
اپنی جان کو مست اور بے ہوش کر لیا

۱۔ پروانہ پروانہ روشنی کا عاشق ہوتا ہے۔ اے پروانہ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اس کو تباہ شدہ قوموں کو دیکھ لینا چاہیے۔ چوں زہیدی۔ توبہ کا شکر یہ توبہ ہے کہ پھر کبھی معصیت کی طرف رخ نہ کیا جائے۔ تاترا۔ شکر مزید نعمت کا سبب ہے۔ نعمت۔ سزا سے رہائی کی نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔

۲۔ تا چنیں۔ انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے کہ بتا دے کہ میں عبادت کروں گا اور اس میں صفت احسان پیدا کروں گا۔ کہ بودی۔ لیکن جب مصیبت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بدکار بن جاتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت کا غشلیہ ہے کہ بدکار کی یہ عادت کتنے کی عادت کے مشابہ ہے۔

۳۔ سنگ۔ کتے جاڑے میں سردی کی تکلیف سے دبے ہو جاتے ہیں۔ کہ۔ جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ اب کی گرمی میں اپنے لئے پتھر کا گھر بنا لوں گا تاکہ آنے والے جاڑے سے محفوظ رہوں۔

حکایت نذر کردن سگاں ہر ز مستاں کہ چوں تا بستاں
حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت ماننا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم
آید خانہ بسازیم از بہر زمستاں
جاوڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ زمستاں جمع گردد استخوانش
جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں
کو بگوید کا مقدر تن کہ منم
کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں
چونکہ تابستان بیاید من بچنگ
جب گرمی آ جائے گی میں جنگل سے
زخم سرما خورد گرد اند چنانش
جاڑے کی تکلیف اس کو ایسا مختصر بنا دیتی ہے
خانہ از سنگ باید کردنم
پتھر کا گھر بنانا چاہیے
بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بنائوں گا

چونکہ! تابستان بیاید از کشاد
جب گرمی آ جاتی ہے، خوشی سے
زفت گردد پاکشد در سایہ
وہ مونا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے
گوید او چوں زفت بیند خویش را
جب اپنے آپ کو مونا دیکھتا ہے وہ کہتا ہے
گویش دل خانہ ساز اے عمود
اس کا دل کہتا ہے اے چچا! گھر بنا لے
استخوان حرص تو در وقت درد
مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں
سازم! از توبہ بگوئی خانہ
تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بناؤں گا
چوں بشد در دوشدت آل حرص زفت
جب مصیبت جاتی رہی اور تیری وہ حرص موٹی ہو گئی
شکر سم نعمت خوشتر از نعمت بود
نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست
شکر، نعمت کی روح اور نعمت کھل کی طرح ہے
نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ
نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی
نعمت شکرت کند پر چشم و میر
نعمت کا شکر تجھے بے نیاز اور بڑا بنا دیگا
سیر نوشی از طعام و نقل حق
اللہ تعالیٰ کے کھانے اور نقل سے تو پیٹ بھر کر جائے گا

استخوانہا پہن گردد پوست شاد
ہڈیاں پھیل جاتی ہیں، کھل کھل جاتی ہے
کابلے سیرے غرے خود زایہ
کابل پیٹ بھرا، غافل خود رائے ہو جاتا ہے
در کدا میں خانہ نجم اے گیا
اے بزرگ! میں کس گھر میں صلہ سکتا ہوں
گوید او در خانہ کے نجم بگو
وہ کہتا ہے بتا میں کسی گھر میں کب سا سکتا ہوں؟
در ہم آید خرد گردد در نور
در ہم براہم ہو جاتی ہیں لپٹ کر چھوٹی ہو جاتی ہیں
در زمستان باشدم کاشانہ
جو جاڑوں میں میرا گھر ہو گا
ہمچو سگ سودائے خانہ از تو رفت
کتے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا
شکر بارہ کے سوائے نعمت رود
شکر سوا عذاب کی طرف کب جاتا ہے؟
زانکہ شکر آرد ثراتا کوئے دوست
کیونکہ شکر تجھے دوست کو چہ تک لی جاتی ہے
صد نعمت گن بدام شکر شاہ
شاہ کے شکر کے جل سے نعمت کا شکار کر
تا گنی صد نعمت ایثار فقیر
تاکہ تو سینکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے
تا رود از تو شکم خواری ووق
یہاں تک کہ تجھ سے شکم پری اور سول جاتا رہے گا

۱۔ چونکہ گرمی کے زمانہ میں
جاڑے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر
ہڈیوں اور کھل میں جان پیدا ہو جاتی
ہے۔ زفت۔ گرمی کے زمانہ میں کتا
مونا ہو جاتا ہے تو سایہ میں آرام سے
سوتا ہے۔ غر۔ غافل۔ گوید۔ اب
اس کتے کے خیالات بدل جاتے
ہیں اور سونے لگتا ہے میں تو ایسا مونا
ہوں کہ کسی گھر میں نہ سا سکوں گا۔
استخوان انسان کا ہل بھی اسی کتے کا
ساجہ

۲۔ سازم۔ جب انسان مصیبت
میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ کے ذریعہ
آرام گاہ بنانے کی سوچتا ہے۔ چوں
بشد۔ لیکن مصیبت سے نجات پانے
کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا
ہے۔ شکر نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں
پر اس کا شکر نہ ادا کرنا نعمت سے بھی
زیادہ اچھا ہے۔ شکر گزار بندہ اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔
۳۔ شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی
نسبت ہے جو بدن اور روح میں
ہے۔ نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت
ہے اور شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔
صد نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَلَنِّ شُكْرُكُمْ لَا يَنْفَعُكُمْ اَكْرَمُ شُكْرٍ
کر دو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں
گے، نعمت۔ شکر۔ اللہ تعالیٰ جس کو
شکر کی نعمت عطا فرمادیتا ہے وہ بڑا اور
بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو فقروں
پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے ایسی
غذا میں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ
سے وہ تن پروری اور لوگوں کا دروازہ
کھٹکھٹانے سے مبرا ہو جاتا ہے۔
وق۔ یعنی دقیق باب دروازہ کھٹکھٹاتا۔



نعمت و ہاب را شکرے کدید تا سر منحوس خود را نشکند
 اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو تاکہ اپنے منحوس سر کو نہ پھوڑو
 شکر! جذبِ نعمت او فرگند کفر نعمت شخص را کافر کند
 شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے نعمت کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردن منکراں انبیاء را علیہم السلام از نصیحت کردن
 منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریوں
 و محبت آوردن بطریقہ جبریاں و نامعقول گفتن انبیاء علیہم السلام
 کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نصو حال بس بود قوم نے کہا 'اے نصیحت کرنے والا کافی ہوتا
 انجہ گفتید ار دریں وہ کس بود انجہ گفتید ار دریں وہ کس بود

قفل برد لہائے مابا بنہاد حق کس نداند برد بر خالق سبق
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھا دیے ہیں قفل برد لہائے مابا بنہاد حق

نقش ۲ ما ایں کرد آں تصویر گر تصویر ساز نے ہماری یہی تصویر بنائی ہے
 اس خواہ شد بگفت و گر دیگر یہ گفتگو سے نہیں بدل سکتی

سنگ را صد سال گوئی لعل شو کہنہ را صد بار گوئی باش نرو
 سنگ پر صد سال کی تصویر بن جائے تو پتھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا

خاک را گوئی صفات آگیر تو مٹی سے کہے کہ پانی کی صفات اختیار کر
 آب را گوئی غسل شویا کہ شیر تو پانی سے کہے کہ شہد یا دودھ بن جا

پشہ را گوئی کہ سوئے بادرد تو مجھ سے کہے کہ ہوا کی طرف چلا جا
 یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو یا یہ کہ اکسیر بن ! اور تیز ہو جا

آب کے گرد غسل سے ارجمند آگے بالنعیب! پانی کب شہد بنے گا؟
 آب کے گرد غسل سے ارجمند آگے بالنعیب! پانی کب شہد بنے گا؟

خالق افلاک وہم افلاکیاں آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے نے
 خالق آب و تراب و خاکیاں خالق آب و تراب و خاکیاں

پانی اور مٹی اور خاک سے پیدا ہونے والوں کے پیدا کرنے والے نے

۱۔ شکر۔ شکر مزید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بنادیتا ہے۔ جبریان۔ وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے نصوح۔ بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود۔ یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کافی تھی۔ قفل۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر پھر لگا دی ہے تو اللہ پر کون غالب آسکتا ہے۔

۲۔ نقش۔ جب خدا نے ہمیں منکر بنایا ہے تو اب ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔ سنگ۔ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے پانے سے نیا بننے کو کہے مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے کھوٹے کو خالص بننے کو کہے اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے۔

۳۔ ہیچ ازاں۔ جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق۔ اللہ نے آسمان میں گھومنے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور نشوونما کی صفت پیدا فرمائی ہے۔

آسمان را داد دوران و صفا
آسمان کو گھونٹا اور صفائی عنایت کی
کے اتواند آسمان در دی گزید
آسمان تیری کب اختیار کر سکتا ہے
قسمتے کر دست ہریک را رہے
ہر ایک کے لئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے
آب و گل را تیرہ روئی و نما
پانی اور مٹی کو گند لا پن اور نمو (عطا فرمایا)
کے تو اند آب و گل صفوت خرید
پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟
کے گہے گرد و بجمدت چوں گہے
تیری کوشش سے پہاڑ گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

جبریوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیاء گفتند کارے آفرید
انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے
وا فرید او و صفہائے عارضی
اس نے ایسے عارضی اوصاف بھی پیدا فرمائے ہیں
سنگ را گوئی کہ زر شویہدست
تو پتھر سے کہے کہ سونا بن 'بیہودہ بات ہے
ریگ را گوئی کہ گل شاماز دست
توریت سے کہے کہ پھول بن جا وہ عاجز ہے
رنجھا داورست کانرا چارہ نیست
اس نے ایسے مرض پیدا کئے جن کا کوئی علاج نہیں ہے
رنجھا داورست کانرا چارہ هست
یہ دوائیں مخالفت کرنے کے لئے بنتی ہیں
اس دواہا ساخت بہر اختلاف
کچھ مرض دیئے ہیں جن کا علاج ہے
بلکہ اغلب رنجھا را چارہ هست
بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے
وصفہائے کہ نہ تاں زان سر کشید
ایسے اوصاف کہ تم ان سے روگردانی نہیں کر سکتے
کہ گہے مبعوض میگرد رضی
کہ ناپسندیدہ کبھی پسندیدہ بن جاتا ہے
مس را گوئی کہ زر شوراه هست
تو تانبے سے کہے کہ سونا بن اس کا راستہ ہے
خاک را گوئی کہ گل شو جائز دست
تو مٹی سے کہے کہ پھول بن جا ممکن ہے
آں بمثل گنگی و فطس و عمی ست
وہ مثلاً گونگا پن 'ناک کا چپنا پن اور اندھا پن ہے
آں بمثل لقوہ و درد سرست
وہ مثلاً لقوہ اور درد سر ہے
نیست ایں درد و دواہا از گزاف
یہ درد اور دوائیں لغو نہیں ہیں
چوں بجد جوئی بیاید آں بدست
جب تو کوشش سے تلاش کرے گا ہاتھ آ جائے گا
مگر رکردن آں منکر اں جھٹھائے جبریا نہ را
منکروں کا جبریوں کی دلیلوں کو دہراتا

۱۔ کے تو اند آسمان مگر نہیں ہو سکتا
پانی اور مٹی مصفا نہیں ہو سکتے۔
قسمتے۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا
ہے اس کو وہی حاصل ہوگا تیری کوشش
سے پہاڑ کب بنے گا۔ انبیاء۔ انبیاء
نے فرمایا صفات و قسم کی ہیں ایک
میں تبدیلی ناممکن ہے اور دوسری میں
تبدیلی ممکن ہے کہ گہے ایک چیز
میں مبعوض ہونے کی صفت ہوتی
ہے پھر وہی چیز محبوب بن جاتی ہے تو
یہ اس کی صفت بدل گئی۔

۲۔ سنگ۔ پتھر اپنا پتھر پن چھوڑ کر
سونا بن جائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں
تانبہ سونا بن سکتا ہے۔ ریگ۔ ریت
میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں
ہے مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔
رنجھا۔ اسی طرح بعض امراض لا
علاج ہیں بعض امراض قابل علاج
ہیں پیدا آشی گونگا پن یا چپنی ناک یا
پیدائش اندھا پن ناقابل علاج ہے۔
چارہ هست۔ لقوہ اور درد سر کا علاج
ہو سکتا ہے۔

۳۔ ایں دواہا۔ یہ دوائیں امراض کا
ازالہ کرنی ہیں ان دواؤں اور مرض میں
ہے چوں۔ بجد۔ حدیث شریف ہے
مَا أَقْضَى اللَّهُ فَاءَ إِلَّا قَوْلَ لَكَ قَوْلُ
خدا نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی
جس کا علاج نہ ہو تلاش اور جستجو
ضروری ہے۔

قوم! گفتند اے گروہِ ایں رنجِ ما
قوم نے کہا ' اے جماعت! ہمارا یہ مرض
سالہا گفتید زیں افسون و پند
تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی
گر دوا را ایں مرض قابلِ بدے
اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوگا
سُدہ ۳ چوں شد آبِ ناید در جگر
جب سدہ پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے
لا جرم آماں گیر دوست و پا
لا محالہ ہاتھ پاؤں سوچ جاتے ہیں

باز جوابِ انبیاء علیہم السلام جبریاں را

انبیاء کا پھر جبریوں کو جواب دینا

انبیا گفتند نو مپدی بدست
انبیاء نے کہا نا امید ہی ہے
از چنیں محسن نشاید نا اُمید
ایسے محسن سے نا امید نہ ہونا چاہیے
اے ۳ بسا کاریکہ اولِ صعب گشت
بہت سے کام ہیں جو ابتداء سخت بنے
بعد نومیدی بے اُمید ہاست
ماوی کے بعد بہت سی امیدیں ہیں
خود گرفتہ کہ شامِ سنگیں شدید
میں ماننا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو
ہیچ مارا باقبولی کار نیست
تمہیں مان لینے سے سرد کار نہیں ہے

فضل و رحمتہائے باری بے حدست
اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں لا انتہا ہیں
دستِ درفتر اک ایں رحمتِ زنید
اس رحمت کے شکار بند کو دستلوڑ بنا لو
بعد از اں بکشاہ شد سختی گذشت
اس کے بعد کھل گئے سختی رفع ہو گئی
از پسِ ظلمت بے خورشید ہاست
اندھیری کے بعد بہت سے سورج ہیں
قفلہا برگوش و بردل بر زوید
تم نے کان اور دل پر قفل چھائے ہیں
کارِ ما تسلیم و فرماں برد نیست
ہمارا کام ماننا اور حکم بجا لانا ہے

قوم گفتند اہلِ سہانے کہا کیا اگر
ہم تسلیم بھی کر لیں کہ بعض اوصاف
میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج
ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض
نا قابلِ علاج ہے سالہا ہمارے
مرض کے لا علاج ہونے کی علامت
ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ
تھکتے نہیں کر رہے ہو لیکن ہمارے دل تو
اور زیادہ سخت ہوتے جا رہے ہیں اگر
یہ مرض قابلِ علاج ہوتا تو کچھ تو فائدہ
ہوتا۔

۳ سدہ جب جگر میں بند لگ
جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا
پانی پینے سے پانی اور طرف چلا جاتا
ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں
پرورم آ جاتا ہے تو پانی بجائے پیاس
بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا
ہے انبیاء گفتند انبیاء نے اہلِ سہا
سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
ناامیدی بری چیز ہے فراک۔ وہ
تھیلا جس میں شکار کر کے رکھا جاتا
ہے

۳ اے بسا بہت سے معاملے
شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر
آسان ہو جاتے ہیں ناامیدی کے
بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں
تاریکیوں کے بعد روشنیاں نمودار ہو
جاتی ہیں۔ خود گرفتہ ہمیں بھی تسلیم
ہے کہ تم سنگدل بن گئے ہو اور تم نے
دل اور کان پر قفل لگائے ہیں۔ ہیچ
لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغِ رسالت میں
ہمس تمہارے قبول کرنے اور انکار
سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ
سے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔



اُو بفر مودست ماں ایں بندگی
اں نے اں اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے
جاں اے برائے ہر اُو داریم ما
ہم اں کے حکم کے لئے جیتے ہیں
ہر ۲ حق راما گروہ بے ریا
ہم مخلص لوگ خدا کا حکم
غیر حق جان نبی ریا نیست
خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے
مزد تبلیغ ر سالاش از دوست
اں کے پیغامات کی تبلیغ کی مزدوری اں کی جانب سے ہے
ماہریں در گہ ملولاں نیستیم
ہم اں بارگاہ پر تھکے ہوئے نہیں ہیں
دل فرد بستہ و ملول آں کس بود
دل گرفتہ اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے
دلبر و مطلوب باما حاضرست
ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے
در دل مالالہ زار و گلشنی ست
ہمارے دل میں چمن اور گلشن ہے
دائما ترو جوانیم و لطیف
ہم ہمیشہ ترو و تازہ اور جوان اور پاکیزہ ہیں
پیش ماصدسل و یک ساعت یلیست
ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سو سال یکساں ہیں
آں دراز و کوتہی در جسمہاست
لبائی اور چوٹائی جسموں میں ہوتی ہے
سہ صد و نہ سال آں صحاب کہف
تین سو نو سال اصحاب کہف کے

نیست مارا از خود ایں گویندگی
ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے
گر بریکے گوید اُو کاریم ما
اگر وہ حکم دے ہم ریت میں کھیتی بوئیں گے
می رسانیم ایں رسال با شما
اور یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں
با قبول و رد خلقش کار نیست
اں کو کھلوانے کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے
زشت و دشمن ر و شدیم از بہر دوست
ہم دوست کی خاطر برے اور دشمن کے چہرے بدلے بن گئے ہیں
تاز بعد راہ ہر جا پیستیم
کہ راستہ کی دہری کی وجہ سے ہر جگہ ٹھہر جائیں
کز فراق یار در محبس بود
جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو
در نثار جمتش جاں شاکرست
اں کی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گزار ہے
پیری و پڑ مردگی را راہ نیست
بڑھاپے اور مرجھانے کے لئے اندر راستہ نہیں ہے
تازہ و شرین و خندان و ظریف
تازہ اور میٹھے اور ہنس مکھ اور خوش مزاج ہیں
کہ دراز و کوتہ از ما منفکے ست
کیونکہ لبائی اور چھوٹائی ہم سے جدا ہے
آں دراز و کوتہ اندر جاں کجاست
دازی اور کوتاہی روح میں کہاں ہے؟
پیش شاں یک روز بے اندوہ و لہف
ان کے لئے بغیر رنج اور غم کوئی کے ایک دن تھا
ان کے لئے بغیر رنج اور غم کوئی کے ایک دن تھا

۱۔ جان ما۔ ہم تو اسی لئے زندہ ہیں
کہ اں کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ
ریت میں بیج بونے کو کہے گا تو ریت
میں بیج بویں گے۔ خواہ وہ ناکے۔
۲۔ ہر حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم
ہے کہ تمہیں ہم تبلیغ کریں اں کے لئے
بغیر ریا کے تمہیں احکام پہنچا رہے
ہیں۔ با قبول۔ ہمیں اں سے سروکار
نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا
رد کرے۔ مزد۔ ہم اللہ کے لئے تبلیغ
کرتے ہیں اور اں کام کی مزدوری
اں سے لیں گے ہم تو اسی کی خاطر
لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔
ماہریں۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے
سدا رہے نہیں دے دل گرفتہ وہ ہوتا ہے
جو دوست سے مجبور ہو ہمیں ہر وقت
قرب الہی حاصل ہے۔
۳۔ دلبر۔ ہمارا محبوب جو حضرت
حق سے وہ ہمارے ساتھ ہے اں کی
رحمتیں ہم پر ہر وقت نچھاور ہوتی رہتی
ہیں۔ در دل۔ ہمارے دل اں کی
محبت سے گلزار ہیں اور ہم ہر وقت ترو
تازہ رہتے ہیں۔ پیش ما۔ جب
روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زمان و
مکان کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے جسم
زمان و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ رصد۔
اصحاب کہف پر روحانیت کا غلبہ تھا تو
ان کے لئے تین سو نو سال ایک روز
کے برابر تھے۔

وانگہے ۱ نمود شال یک روز ہم
پھر انہیں وہ ایک روز بھی نہ لگا
چوں نباشد روز و شب بامہ و سال
جبکہ دن اور رات مع مہینہ اور سال کے نہیں
در گلسانِ عدم چوں بخودی ست
عدم کے چمنستان میں چونکہ بے خودی ہے
لَمْ یَلْقَ لَمْ یَلْقَ ہر کس کو بخورد
جس نے نہ کھایا وہ نہ چکھانہ جانا کا مصداق ہے
نیست موہوم اربدے موہوم آل
وہ موہوم چیز نہیں ہے اگر وہ موہوم ہوتا
دوزخ اندر وہم چوں آرد بہشت
دوزخ بہشت کا کیسے تصور کر سکتی ہے؟
ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں
اے بڑا اپنے گلے نہ پھارو
رہائے ۳ صعب پایاں بردہ ایم
ہم نے سخت راستے طے کر لئے ہیں
ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
جو ہمارا جیرو بن گیا وہ رہائی پا گیا
وانکہ نشید از شقاوت پندما
جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی
ہیں بجوسید از نجوم سعد راہ
آگاہ! نیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو

۱ وانگہے۔ اصحاب کہف نے کا تھا
کہ ہم اس حالت میں ایک دن یا دن
کے کچھ حصے میں رہے ہیں۔ چوں۔
جبکہ روح زمان و مکان سے مقید نہیں
ہے تو اس کے لئے نہ نہ بڑھایا ہے نہ
تھکن گھٹان عدم۔ یعنی عالم
ارواح۔ مستی۔ اس عالم کی مستی قرب
اللہ کی ہے۔

۲ لَمْ یَلْقَ۔ یعنی جس نے چیز کو
نہ چکھا ہو وہ اس کا ذائقہ نہیں جان
سکتا۔ بَعْل۔ گہرہ۔ گہرہ کا کیزا۔
نیست۔ یعنی یہ مستی ذہنی نہیں ہے
ذہنی کیفیت زائل ہو جاتی ہیں۔
دوزخ۔ جس طرح دوزخ اور جنت
میں بعد سے اور دوزخ و جنت کا تصور
بھی نہیں کر سکتی اسی طرح اہل دنیا اور
اس مستی میں بعد سے دنیا اور اس مستی
کو سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ اے مہاں۔
اہل سبا کو خطاب ہے کہ اپنی جاہی
مول نہ لو ہدایت حاصل کرو۔

۳ رہائے۔ ہدایت کے حصول
میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ
انبیاء جمیل چکے ہیں قوم ان سے پلا
مجلدے کے ہدایت حاصل کرنی
ہے۔ ہر کہ انبیاء کی اطاعت کر لینے
والے نجات پاتے ہیں اور جو منکر
ہوتے ہیں وہ ابدی عذاب میں مبتلا
ہو جاتے ہیں۔ نجوم۔ انبیاء نجوم
ہدایت ہیں۔ قوم گفتند۔ انبیاء نے
اپنے آپ کو سعادت کا ستارہ قرار دیا تھا
قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت
تمہارے لئے ہوگی ہمارے لئے تو تم
خس ہو۔

مکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکرر اعتراض کرنا

قوم گفتند از شما سعد خودید
قوم نے کہا اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو
خس مائید و ضدید و مرتدید
ہمارے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

جان! ما فارغ بُد از اندیشہا
ہماری جان فکروں سے خالی تھی
ذوقِ جمیعت کو بود و اتفاق
یگانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا
طوطی نقل و شکر بودیم ما
ہم نقل اور شکر کھانے والی طوطی تھے
ہر کجا افسانہ غم گستری ست
جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے
ہر کجا اندر جہاں فالِ بدیست
جہاں کہیں دنیا میں شگون ہے
در مثال و قصہ و فالِ شماست
وہ تمہارے مثال اور قصہ اور شگون کی وجہ سے ہے
در غم انگندید مارا و عنا
تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا
شد ز فالِ زشت تاں صد افتراق
تمہاری بد شگونی سے سینکڑوں جدائیوں بن گیا
مرغِ مرگ اندیش کشتیم از شما
تمہاری وجہ سے موت کو سوچنے والا پرندہ بن گئے
ہر کجا آوازہ مُستکری ست
جہاں کہیں برائی کا شہرہ ہے
ہر کجا مسخِ نکالے ماخذیست
جہاں کہیں مسخ، عذاب جائے گرفت ہے
در غم انگیزی شما اشتہاست
غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

باز جواب گفتنِ انبیاء علیہم السلام ایشاں

انبیاء کا ان کا پھر جواب دینا

انبیاء! گفتند فالِ زشت و بد
انبیاء نے کہا اچھا اور برا شگون
گر تو جائے خفتہ باشی باخطر
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو
مہربانے مر ترا آگاہ کرد
کسی مہربان نے تجھے خبردار کر دیا
تو بگوئی فالِ بد چوں می زنی
تو کہتا ہے کہ کیوں بد شگونی کرتا ہے
از میانِ فالِ بد من خود ترا
میں تجھے بد شگونی سے
چوں نبی آگہ کنندست از نہاں
نبی کی طرح جو ان پیشدہاتوں سے خبردار کرنے والے ہیں

۱۔ جان! تمہاری نحوست یہ ہے کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے ہمیں فکر مند بنا دیا۔ ذوق۔ ہم سب متفق تھے تمہارے وجود سے ہم میں اختلاف ہو گئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر بکھلائی جانی ہے۔ نقل۔ چہینا۔ مستکری۔ برائی مسخ۔ صورت کا بدل جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت کی جگہ۔ اشتہا۔ خواہش

۲۔ انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری برائیاں جو تم نے بیان کیں ان کا سبب ہم نہیں ہیں خود ہم ہو۔ گرتو۔ بہتو۔ تمہیں اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو واقعہ تم پر نازل ہونے والا ہے۔ ہماری مثال تو اس شخص کی سی ہے جو ایسے شخص کو بیدار کر دے جس پر سانپ حملہ آور ہو رہا ہو۔

۳۔ کج۔ کوہلا۔ تو بگوئی۔ تمہاری مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سانپ حملہ آور ہے بیدار کرنے والے کو برائی دینے لگے۔ سرا۔ گھر۔ چوں۔ نبی۔ آنکھوں سے اس عذاب کو دیکھتا ہے جو منکروں پر نازل ہونے والے ہوتا ہے۔

از میانِ جانِ تال دارد مدد
تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے
اژدہا در قصد تو آیدز سر
اژدہا تیرے ارادے سے سر پر آ جائے
کہ بجہ ۳ زود آرنہ اژدہات خورد
کہ جلد بھاگ، ورنہ تجھے اژدھے نے کھلیا
فال چہ برجہ ببیں در روشنی
بد شگونی کیا ہوتی ہے، اٹھ روشنی میں دیکھ
میر ہانم می برم سوئے سرا
چھڑا رہا ہوں، گھر کی جانب لے جا رہا ہوں
کو بدید آنچہ ندید اہل جہاں
کیونکہ جو کچھ اس نے دیکھا ہے دنیا والوں نے نہیں دیکھا ہے

گر! طیبیے گویت غمہ مخور

اگر تجھ سے کوئی طیب کہے کچا انگور نہ کھا

تو بگوئی فال بد چوں میزنی

تو کہے کہ بدشگونی کیوں کرتا ہے

ور منجم گویت کا مروز ہیچ

اگر کوئی نجوی تجھ سے کہے کہ آج کوئی

تا نگر دی نام و خدیر ازاں

تا کہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محروم نہ بنے

صد رہ ۲ ار بنی دروغ اختری

اگرچہ تو سوطرغ سے نجوی کا جھوٹ دیکھتا ہے

اس نجوم مانند ہرگز خلاف

ہمارے ان ستاروں میں کبھی تحلف نہیں ہوا

آں طیب و آں منجم از گماں

وہ طیب اور نجوی گمان کے ذریعے

دود ۳ می بنیم و آتش از کراں

ہم دیکھتے ہیں کہ دھواں اور آگ ایک کنارے سے

تو ہمیں کوئی خموش گن زیں مقال

تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے جب وہ

اے کہ نصیح نصیحتان رانشنوی

اے وہ کہ تو ہاتھوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے

فیعے بر پشت تو بری رود

ایک اڑدہا تیرے پیچھے دوڑ رہا ہے

گویش خاموش ممکن مکن

تو اس کو کہتا ہے چپ رہ مجھے ممکن نہ کر

چوں زندا فعی دہاں برگرفت

جب اڑدہا تیری گردن پر منہ ملے گا

کہ چنیں رنجے بر آرد زود سر

کہ فلاں مرض جلد سر ابدارے گا

پس تو ناصح را مؤتم میکنی

تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے

آپنجاں کارے مکن اور پیچ

ویسا کام ارادہ سے نہ کرتا

زانکہ نیکو نیست روزِ امروز ہاں

کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے

یکد و بارہ راست آیدی خری

ایک دوبارہ سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے

خستش چوں ماند از تو در غلاف

ان کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟

می کنند آگاہ و ما خود از عیاں

خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے

حملہ می آرد بسوئے منکراں

منکروں پر حملہ آور ہے

کہ زیان ماست قال شوم فال

کیونکہ بدشگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے

فال بد با تست ہر جامی روی

تو جہاں جائے بدشگونی تیرے ساتھ ہے

اوز - بامے بیندش آگہ گند

وہ اس کو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہو خبردار کرتا ہے

گوید او خوش باش خود رفت اس سخن

وہ کہتا ہے خوش رہ بات ختم ہوئی

تلخ گردد جملہ شادی کرفت

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

۱۔ گر طیبے تمہاری مثال اس
مریض کی سی ہے جس کو طیب معر
چیز کھانے سے روکے اور وہ طیب
پر اگلے الزام ہرے موتم۔
گنہگار۔ در منجم تمہاری مثال اس شخص
کی سی ہے جس کو نجوی بری گھڑی
سے بچانا چاہیے اور وہ الن نجوی پر الزام
ہرے پیچ۔ قصد ارادہ۔

۲۔ ضد رہ۔ نجوی کی بات سینکڑوں
بار جھوٹی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس
احتمال سے کہ شاید یہ بات سچ ہو تم
نجوی کا کہنا مان جاتے ہو۔ اس نجوم
لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل سچ
ہوتی ہیں ان کو تم تسلیم کرنے کو تیار نہیں
ہو۔ نجوی اور طیب محض گمان سے
بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ
رہے ہیں۔

۳۔ دود۔ انبیاء نے کہا ہم تو عذاب
کا دھواں اور آگ آنکھ سے دیکھ کر بتا
رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بد
فالی سمجھ رہے ہو۔ اے کہ منکروں کا
وجود خود فال بد ہے۔ فعیے۔ تمہاری
مثال یہ ہے کہ عذاب کا اڑدہا
تمہارے درے سے ایک شخص
بالاخانہ سے اس کو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر
رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں
سانپ کی بات سنا کر ممکن نہ کر۔
گوید۔ مجبور ہو کر وہ بتانے والا یہی
کہے گا کہ اچھا بری بات کو رفت
و گذشت کرو اور تم خوش رہو۔ چوں
زند۔ جب وہ اڑدہا اس لے گا پھر
تیری ساری خوشیاں کڑوی ہو جائے
گی۔

پس ایدو گوئی ہمیں بوداے فلاں
پھر تو اس سے کہے گا اے فلاں ٹھیک تھا
یا ز بالا یم تو سنگے می زدی
یا لوپر سے تو میرے پتھر مارتا
او بگوید زان کہ می آرزو
وہ کہے گا کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا
گفت من کردم جو نردی و پند
اس نے کہا میں نے شرافت برتی اور نصیحت کی
از لکیمی حق آن شناختی
تو نے کمینہ پن سے اس ک قدر نہ کی
اس ۲ بود خوئے لئیمان دنی
کمینہ لئیموں کی یہی عادت ہوتی ہے
نفس رازیں صبری گن مخنیش
نفس کو مہر کے ذریعہ کمزور بنا
با کریمے ۳ گر گنی احسان سزد
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے
بالیمے چوں گنی قہر و جفا
کمینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا
کافراں کارند در نعمت جفا
کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں
کہ لئیمان در جفا صافی شوند
کیونکہ کہنے ظلم میں مخلص بنتے ہیں

چوں نہ بدریدی گریباں در فغاں
تو نے نالہ و فریاد سے گریبان چاک کیوں نہ کیا تھا
تا مرا آں جد نمودے ایں بدی
تاکہ وہ کوشش یہ برلی مجھے دکھا دیتی
تو بگوئی نیک شادم کردہ
تو کہے گا تو نے اب کیا مجھے خوش کر دیا ہے
تارہانم مر ترا زیں خشک بند
تاکہ میں تجھے سخت قید سے رہلی دوں
مایہ ایذا و طغیاں ساختی
اس کو ایذا اور سرکشی کا سرمایہ بنایا
بد گند باتو چو نیکوئی گنی
جب تو نیکی کرے وہ تجھ سے بدی کرتے ہیں
کہ لئیم ست و نسازد نیکویش
کیونکہ کمینہ ہے بھلائی اس کے ساتھ ساز نہیں کرتی ہے
ہر یکے را او عوض ہفصد دہد
وہ ہر ایک کا سات سو گنا بدلہ دے گا
بندہ گردد ترا بس با وفا
وہ تیرا با وفا غلام بن جائے گا
باز در دوزخ ندا شاں رہنا
پھر دوزخ میں اپنی کی پکارے ہمارے رب ہوتی ہے
چوں وفا بیند خود جانی شوند
جب وفا دیکھنے میں جفا کرتے ہیں

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں
دوزخ کو اس عالم میں اور قید خانہ کو اس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت تاکہ
عالم تا معبد منکراں گردد کہ انتیا طوعا و کرہا
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ انتیا طوعا و کرہا ہے

۱۔ پس بدو۔ پھر تو بتانے والے
سے کیجگا کہ تو میرے غم میں کپڑے
پھاڑ کر بھجے آگاہ کرتا تو میں مان لیتا یا
لوپر سے میرے پتھر مارتا تو میں آگاہ
ہو جاتا۔ لو بویہ۔ وہ جواب میں کہہ
دے گا کہ تو میری بات سے آرزو ہوتا
تھا تو وہ کہے گا کہ میں اب کونسا خوشی
ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا
کہے گا کہ میں نے تو شرافت سے کام
لیا تھا تجھے مصیبت سے بچانے کے
لئے نصیحت کی تھی۔ از لکیمی۔ لیکن تو
نے کمینہ پن برتا اس نصیحت کی قدر نہ
کی بلکہ اس نصیحت کو ایذا رسانی اور
سرکشی کا سبب بنایا۔

۲۔ ایں بود۔ کمینوں کا یہی طریق
ہے کہ تم ان سے بھلائی کرو۔ تو وہ اس
کے بدلے میں تم سے برائی کریں
گے نفس۔ انسان کا اس ایسا ہی کمینہ
ہے کہ اس کے ساتھ بھلائی کرنا اور اس
کو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اس
کو مشقتوں اور مجاہدوں سے کمزور بنانا۔

۳۔ با کریمے۔ کسی شریف سے
شرافت برتو گے تو وہ ستر گنا شرافت
برتاے۔ بالیمے۔ کمینہ پر جو جفا کرو
گے تو پھر وہ اطاعت کریگا۔
کافراں۔ کافر ایسا ہی کرتے ہیں کہ
دنیا میں ان کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر
بڑھا دوزخ کے عذاب میں خدا
مانیں گے اور پکاریں گے کہ
لئیمان۔ کمینہ ظالم کے ساتھ ٹھیک
چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔
انتیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو
حکم دیا کہ تم دونوں آؤ خولہ خوشی سے
خولہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی
سے حاضر ہیں یعنی اس آیت سے
معلوم ہوا کہ اطاعت تو لا محالہ کرنی ہو
گی خولہ خوشی سے نہ دیا مجبوری سے
کفار مجبوری سے اطاعت کریگا۔

۱۔ دوزخ۔ کافر جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوئے تو فرما ہر داری کرینگے وحشی جانور خوشی سے نہیں آتا تو جال میں پھنس کر آتا ہے۔ رخ۔ جال۔ زندان۔ جب چور جیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے تو نیکی شروع کر دیتا ہے۔ چوں۔ جن اور اس کی تخلیق کا باعث عبادت اور اطاعت سے خوشی سے نہ کرینگے تو جبراً کرنی پڑیگی مومن جنت اور دنیا میں اطاعت گزاری کریگا تو کافر دوزخ میں اطاعت کرے گا۔

۲۔ آدمی۔ انسان میں بہت سے کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اس کی تخلیق کا اصل منشاء عبادت گزاری ہے جیسا کہ اپنے میں مذکور ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی۔ انسانوں اور جنوں کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں از کتاب۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب سے آگاہ ہوں اس کا تکیہ بنائے گا تو وہ تکیہ بن جائے گی لیکن یہ تیری غلطی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کرے گا دوسرے کاموں میں لگے گا۔ تو یہاں کی غلطی ہوگی۔

۳۔ گرتو منجے۔ تلوار کا اصل مقصد اس کے ذریعہ فتح پانا ہے وہ کھونا بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اس سے کھونٹے کا کام لے گا تو بڑی حماقت ہوگی۔ معبد۔ ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادت خانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اکرمیت کا مقام ہے یعنی میں نے اس کا اکرام کیا اور لکیم کا معبد اس کا مقام ہے۔ یعنی میں نے اس کو بیمار کیا۔ شریف

مسجد و طاعاتِ شمال پس ادوزخ است
ان کی مسجد اور اطاعتوں کی جگہ دوزخ ہے
ہست زنداں صومعہ دُرد لکیم
کینے چور کا عبادت خانہ قید خانہ ہے
چوں عبادت بود مقصود از بشر
چونکہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہے

آدمی ۲۔ راہست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا خِوَالِ
اس نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو پڑھ
گرچہ مقصود از کتاب آں فن بود
اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے
لیک از مقصود این بالمش نمود
لیکن اس کا مقصد یہ تکیہ ہونا نہ تھا
گر تو منجے ۲۔ ساختی شمشیر را
اگر تو تلوار کو کھنٹ بنا لے

گرچہ مقصود از بشر علم و ہدایت
اگرچہ انسان کی تخلیق سے مقصود علم ہدایت ہے
معبد مرد کریم اکرمیتہ
شریف انسان کی عبادت گاہ مقام اکرمیت ہے
مر لکیمیاں را بزن تا سر نہند
کیمینوں کو پٹ تاکہ اطاعت کریں

لا جرم حق ہر دو مسجد آفرید
لا محالہ اللہ تعالیٰ نے دو مسجدیں بنائیں

پائے بند ز مرغ بیگانہ رخ است
بیگانہ پرندہ کے پاؤں کا پھندا جال ہے
کاند رو ذا کر شود حق را مقیم
اس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا ہوتا ہے
شد عبادت گاہ گروکش سقر
متکبر کی عبادت گاہ دوزخ بنی

لیکن از مقصود اس خدمت بدست
لیکن اس کی پیدائش سے اصلی مقصود عبادت ہے
خو عبادت نیست مقصود از جہاں
عبادت کے علاوہ دنیا میں کوئی مقصد نہیں ہے
گر تواس بالمش گنی ہم می شود
اگر تو اس کا تکیہ بنا لے تو یہ بھی ہو سکتا ہے
علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ اور ہدایت اور نفع تھا
بر گزیدی بر ظفر ابیر را
تو نے کامیابی پر بدختی کو ترجیح دی

لیک ہر یک آدمی را معبدیست
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے
معبد مرد لکیم اسقمیتہ
کیمین انسان کی عبادت گاہ اسقمیتہ ہے
مر کریمیاں را بدہ تا برد ہند
شریفوں کو انعام دے تاکہ پھل دیں

دوزخ آنہارا و لہنہارا مزید
ان کے لئے دوزخ اور ان کے لئے مزید

انعامات الہی کے وقت عبادت گزار بنتا ہے اور کمینہ مصائب میں مبتلا ہو کر مزید۔ یعنی جنت جس کے لئے فرمایا گیا وَلَنُفِئَنَّ مَرْيَدًا لَّوْرَهَارَے پس زیادتی ہے

ساخت اموی قدس در باب صغیر تافر و آرنہ سر قوم زحیر
حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ سرکش قوم سر جھکائے
زائ کہ جباراں بدند و سر فراز دوزخ آں باب صغیر ست و نیاز
کیونکہ وہ جبار اور متکبر تھے دوزخ وہی چھوٹا دروازہ اور نیاز مندی کی جگہ ہے

بیان ۲ آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن
اس بیان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت ان متکبروں کو تابع بنانے کے
جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام
لئے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
باب صغیر ساختہ بر روض قدس جہت رکوع جباران
نے بیت المقدس کے احاطے میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے متکبر آتے
بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ
وقت جھکیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطہ کہوں کا حکم تھا

آنچناں کہ حق زخم و استخوان
اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے
اہل دنیا سجدۂ ایشان کنند
دنیا دار ان کو سجدہ کرتے ہیں
ساخت سرگیں داغی محراب شاں
ان کے لئے گوبر خانے کو محراب بنایا
لائق ۳ ایں حضرت پاکی نہ اید
تم پاک دربار کے لائق نہیں ہو
آں سگاں را ایں خساں خاضع شوند
یہ کہنے ان کتوں کے تابع ہوتے ہیں
گربہ باشد شخنہ ہر موش خو
ہر موش خصلت کا کو توہل ملی ہوتی ہے

۱ ساخت۔ موسیٰ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ متکبرین اس میں جھک کر داخل ہوں اور ان کی سجدہ کی سی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی سمجھو کہ اس میں داخل ہو کر یہ متکبر عبادت گزار بن جائیں گے۔

۲ بیان۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان متکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کرینگے رخص۔ مکانات کا ماحول بکریوں کا بازو۔ اَدْخُلُوا قُرْآن پاک میں ہے اَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے۔ شاہاں۔ یہ متکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ ان کی محراب اور عبادت گاہ گوبر خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلوان کہا جاتا ہے یہ منکران کے سامنے جھکتے ہیں۔

۳ لائق۔ ان کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ ان کو جناب باری س کوئی مناسبت نہیں یہ بصورت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکیوں کی اور ان کی مثال وہی ہے جو گنے اور زکھ کی ہے آں سگاں۔ یعنی دنیا دار بادشاہ۔ ایں خساں۔ یعنی منکرین۔ شیر۔ یعنی جناب باری تعالیٰ۔ گربہ۔ چوہا ملی سے ڈرتا ہے شیر جو کس سے بدتر جہا افضل ہے اس سے نہیں ڈرتا۔



خوفِ شاں کے ز آفتابِ حق بُود

آفتابِ حق سے انہیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّ اَدْنٰی دَر خورِ ایں بلبہاں

ربِ ادنیٰ ان بیوقوفوں کے لائق ہے

بلکہ آں آہو تگانِ مُشکِ ناف

بلکہ وہ آہو قدمِ مشک کی ناف والے ڈرتے ہیں

تَشِ خداوند و ولی نعمتِ نو لیس

تو اس کو آقا اور ولی نعمت لکھ

تَشِ خداوند و ولی نعمتِ بگو

تو اس کو آقا اور ولی نعمت کہہ

خشمِ گیرِ دَمیر و ہم داند کہ ہست

حاکمِ غصہ کرے گا اور سمجھے گا کہ وہ کچھ ہے

بالنیمائِ تہنیدِ گردنِ لَئیم

کینوں کے ساتھ تاکہ کینہِ اطاعت کرے

چوں لَئیمائِ نفسِ بدِ کُفراں گُند

تو وہ بد نفس کینوں کی طرح کفران کرے گا

اہلِ نعمتِ طاغی اندو ما کرند

بلکہ سرکش اور مکار ہیں

ہستِ شاکرِ خستہ و صاحبِ عبا

خستہ حال اور گدزی والا شکر گزار ہے

شکرِ می روید ز بَلّوا و سقم

شکرِ ابلہ اور بیماری سے اکتا ہے

خوفِ ایشاں از کلابِ حق بُود

ان کو اللہ تعالیٰ کے کتوں سے خوف ہوتا ہے

رَبِّیْ الْأَعْلٰی ست و درآں مہاں

سرکاروں کا خلیفہ ربیٰ الاعلیٰ ہے

مُوش کے ترسد ز شیرانِ مَصاص

جنگ کے شیروں سے چوہا کب ڈرتا ہے

رَوَبہ پیشِ کاسہ لیسِ اَسَدِ یک لیس

اسد یک چائے والے پیالہ چائے والے کے پاس جا

دِیک لیسِ کاسہ لیسے را بَکُو

تو دیک چائے والا ہے کسی پیالہ چائے والا کو تلاش کر

بِس اَکُن اَر شَرَحے بگویم دور دست

ختم کر اگر میں بھی تفصیل کروں گا

حاصلِ ایں آمد کہ بد گن اے کریم

خلاصہ یہ نکلا کہ اے شریف! برائی کر

بالنیمِ نفسِ چوں احساں گُند

جب تو کینے نفس کے ساتھ احسان کریگا

زِیں سببِ بدِ کابلِ محنتِ شا کرند

یہی سبب تھا کہ تخی شکر گزار ہیں

ہستِ طاغی بگرِ زریں قبا

سرورِ زریں قبا والا سرکش ہے

شکرِ ۳ کے روید ز اَمّا ک و نِعم

نعمتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں اکتا ہے

۱۔ خوف۔ منکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ربیٰ الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے۔ مہاں۔ بالا و برتر خدا کو ماننا شریفیوں کا کام ہے ان منکرین کے لائق ادنیٰ رب ہے لہذا یہاں کوئی پوجتے ہیں۔ رب ادنیٰ۔ معمولی و جگہ کا خدا۔ موش۔ شیروں سے ڈرتا چوہے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیک۔ لیس۔ قیمتی روح دیے فرشتے لہذا ان منکرین کی خدائی کے لائق۔ یہی ظالم اور جابر ہیں۔

۲۔ بس گن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اب منکرین کے معبودوں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ ناراض ہو گئے اور وہ دل کی سمجھیں گے کہ ہم بھی کچھ ہیں جیسا کہ ہمارا اس قدر ذکر کیا جا رہا ہے۔ لَئیم نفس۔ نفسِ لَئیم۔ زیں سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور مالدار سرکش ہوتے ہیں۔ بگر۔ بیکار اور۔

۳۔ شکر۔ اکتا اور بیماری شکر گزار کی سبب ہے۔ قصہ۔ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور اکتا سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی تائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ سچ۔ کھنٹی۔ سفر۔ دسترخوان چرخِ زدن۔ گھومنا۔

قصہ عشقِ صوفی بر سفرۂ تہی از خورش

کھانے سے خالی دسترخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفی برتخِ روزے سفرۂ دید

ایک صوفی نے ایک دن کھنٹی پر دسترخوان دیکھا

چرخِ می ز دجا مہارامی درید

رخس کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

بانگ می زدند نوائے بے نوا
چنتا تھا یہ بے سلمان کا سلمان ہے
چونکہ در دو سوزِ او بسیار شد
جب اس کا درد اور سوش بڑھی
کھنکھنے وہائے ہوئے می زدند
قیقہ اور نعرے ملتے تھے
بولفصولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک لغو انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟
گفت رو رو نقش بے معنیستی
اس صوفی نے کہا جا جا تو بے روح تصویر ہے
عشق نال بے نال خدائے عاشق ست
عشق جو روئی نہ ہوتے ہوئے روئی دعا شق کی غذا ہے
عاشقان را کار نبود باوجود
عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے
بال ۲ نے و گردِ عالم می پرند
پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اڑتے ہیں
آں فقیرے گوز معنی بوئے یافت
وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی
عاشقان اندر عدم خیمہ زدند
عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے
شیر ۳ خوراک کے شناسد ذوق لوت
وہ پتا بچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے
آدمی کے بُو برداز بُوئے او
پدی اس خوشبو کا سراغ کب پا سکتا ہے

قحطیہا و در دہا رانک اے دوا
یہ قحطوں اور دروں کی دعا ہے
ہر کہ صوفی بود با او یار شد
جو بھی صوفی تھا اس کا ساتھی ہو گیا
تا کہ چندیس مست و بیخود می شدند
یہاں تک کہ بہت زیادہ مست و بیخود ہو جاتے تھے
سفرۂ آویختہ از نال تہی ست
لٹکا ہوا دسترخوان روئی سے خالی ہے
تو بجو ہستی کی عاشق نیستی
تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے
بند ہستی نیست ہر گو صادق ست
جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے
عاشقان را ہست بے سرمایہ سود
عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے
دست نے و گوئے زمیڈاں می برند
ہاتھ نہیں ہے اور میدان سے گیند لے جاتے ہیں
دست بریدہ ہی زنبیل بافت
ہاتھ کھٹا ہوا ہونے پر جھولی بنتا تھا
چوں عدم یک رنگ و نفس واحدند
عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں
مر پری را بُوئے باشد لوت پوت
پری کے لئے خوشبو اقسام کا کھان ہوتا ہے
چونکہ خوئے اوست ضدِ خوئے او
کیونکہ اس کی عادت اس عادت کے خلاف ہے

۱۔ تک۔ یعنی یہ دسترخوان چونکہ اس صوفی کے وجد میں آگئے۔ کھجکھج۔ دونوں کانوں کے کدھر کے ساتھ قیقہ بولافصول۔ یہ سوش بے معنی۔ یعنی بے جان بت۔ تو بجو ہستی۔ یعنی تو طالب وجود ہستی یعنی عاشق طالب عدم ہوتا ہے لہذا ہم روئی کے نہ ہونے کے طالب و عاشق ہیں اور بھوک صدیقین کا مطلوب ہوتا ہے عاشق۔ عاشق کی غذا عشق ہے جو روئی حشو نہیں ہے لیکن اس کے لئے روئی کا کام دیتا ہے عاشقان۔ عاشق ہر چیز کے فنا کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اس کو نفع پہنچتا ہے۔

۲۔ بال نے۔ جس طرح عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں آں فقیرے۔ نئے شیخ کا پہلے قصہ گزیر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہوتے ہوئے وہ زنبیل بننے لگے تھے عاشقان۔ عاشق ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے امتیاز و جہات میں ہوتا ہے عدموں میں یکسانیت ہے لہذا عاشقان خدا بھی یک رنگ ہیں۔

۳۔ شیر خوراک۔ ہر شخص اپنے سے مناسب بات کو سمجھتا ہے وہ نہ اعتراض کرتا ہے بولافصول نے صوفی پر اسی لئے اعتراض کیا کہ وہ فنا کے ذوق سے ناواقف تھا شیر خور بچہ صرف دودھ کے مزے سے واقف ہے وہ اس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔ پری کی غذا محض خوشبو ہے انسان کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو سے پیٹ بھر جانے کو نہیں سمجھ سکتا۔



یابد از بوئے آل پری بوئے کہ اش
پری اس کی خوشبو سلی راستہ حاصل کرتی ہے کہ اس کو
پیشِ اقبطی خوں بود آل آب نیل
قبطی کے لئے نیل کا پانی خون ہے
جاده باشد بحرِ اسرائیلیاں
دریا اسرائیلوں کے لئے راستہ ہوتا ہے
بادبد بر عادیان گرز و تبر
ہوا قوم عاد پر گرز اور کھاروا تھی
گلستان ۲ باشد برابر اہیم نار
آگ حضرت ابراہیم پر چمن ہوتی ہے
بر سمندر باشد آتش خاندان
سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے
نزد عاشق درد و غم حلوا بود
عاشق کے لئے درد اور غم حلوا ہوتا ہے
لیکن نبی آل ز صد من لوت خوش
تو سو من اچھی خداک سے نہیں پاسکتا ہے
آب باشد پیشِ سبطی جمیل
اچھے سبطی کے لئے پانی ہے
غرقہ گہ باشد فرعون عواں
ظالم فرعون کے لئے ڈوبنے کی جگہ ہوتا ہے
لیکن بد بر ہود و بر قومش ظفر
لیکن حضرت داؤد اور ان کی قوم کے لئے فتح تھی
لیک بر نمرود باشد زیر مار
لیکن نمرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے
لیک باشد برد گر مرغان زیاں
لیکن دوسرے پرندوں کے لئے تباہی ہوتی ہے
لیکن حلوا بر خساں بکوا بود
لیکن کینوں کے لئے حلوا مصیبت ہوتا ہے

مخصوص ۳ بود یعقوب علیہ السلام پیشینِ جام حق
حضرت یوسف کے چہرے سے خدائی پیالہ پینے اور حضرت
تعالیٰ از روئے یوسف و کشیدن بوئے حق تعالیٰ از بوئے
یوسف کی خوشبو سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوب کی
یوسف و حرمانِ برادران و غیر ہم ازیں ہر دو صفت
خصوصیت اور بھائیوں وغیرہ کا ان دونوں خوبیوں سے محروم رہنا

انچہ یعقوب از رخِ یوسف چشید
حضرت یعقوب نے جو کچھ حضرت یوسف کے رخ سے چکھا
وانچہ او از بوئے او اندر کشید
اور جو کچھ انہوں نے ان کی خوشبو سے باطن حاصل کیا
خاص او بد او با خواں کے رسید
وہ ان کی خصوصیت تھی بھائیوں کو کب حاصل ہوا؟
واں بکس از بہرا وچہ می گند
وہ کینہ دہی سے ان کے لئے کنواں کھود رہے ہیں
انچہ یعقوب از رخِ یوسف چشید
حضرت یعقوب نے جو کچھ حضرت یوسف کے رخ سے چکھا
وانچہ دروے بودا اندر وے بدید
اور جو کچھ ان یوسف کے اند تھا انہوں نے دیکھا
ایں ز عشقش خویش درچہ می گند
میں ان کے عشق سے اپنے آپ کو کنوئیں میں گر رہا ہے
لیکن نبی آل ز صد من لوت خوش
تو سو من اچھی خداک سے نہیں پاسکتا ہے
آب باشد پیشِ سبطی جمیل
اچھے سبطی کے لئے پانی ہے
غرقہ گہ باشد فرعون عواں
ظالم فرعون کے لئے ڈوبنے کی جگہ ہوتا ہے
لیکن بد بر ہود و بر قومش ظفر
لیکن حضرت داؤد اور ان کی قوم کے لئے فتح تھی
لیک بر نمرود باشد زیر مار
لیکن نمرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے
لیک باشد برد گر مرغان زیاں
لیکن دوسرے پرندوں کے لئے تباہی ہوتی ہے
لیکن حلوا بر خساں بکوا بود
لیکن کینوں کے لئے حلوا مصیبت ہوتا ہے

پیشِ قبطی۔ اشیاء کے احوال ہر
مخصوص کے اعتبار سے جداگانہ ہیں
جس شخص کے مناسب جو حاصل ہوا
اسی کو سمجھ سکتا ہے۔ قبطی۔ فرعون کی سل کا
آدی۔ سبطی۔ اسرائیلی۔ جادہ۔
دریائے نیل حضرت موسیٰ اور ان کی قوم
کے لئے راستہ بن فرعون اور اس کا لشکر
اسی میں ڈوب گیا۔ باد۔ آمدنی سے
قوم عاد بر بار ہوئی حضرت ہود اور ان
کی قوم کے لئے رخ کا سبب بنی۔
۲۔ گلستان۔ آگ حضرت ابراہیم
کے لئے گھڑا بنی۔ نمرود کے لئے
باعث ہلاکت بنی۔ سمندر۔ ایک پرندہ
ہے جو آگ میں پروش پاتا ہے۔
درد۔ درد و غم عاشقوں کی غذا ہے کہینے
حلوا بھی اس طرح کھا جاتے ہیں
جس سنان کو بد قسمتی ہو جاتی ہے۔
۳۔ مخصوص اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ چیزوں کے احوال
مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف
ہیں حضرت یوسف کا چہرہ حضرت
یعقوب کے لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا
دوسروں کے لئے اس کی تاثیر دوسری
تھی۔ انچہ۔ جو خوبیاں حضرت یوسف
میں تھیں وہ حضرت یعقوب کو نظر
آئیں بھائی نہ دیکھ سکے۔ اس۔
حضرت یعقوب یوسف کے غم میں
اپنے آپ کو ہلاک کئے دیر ہے تھے
ان کے بھائی ان کو کنوئیں میں ڈال کر
مارنے کی فکر کر رہے تھے۔

سُفْرَہٗ اَوْ پِشِ اِیْسِ اَز نَالِ تہی سَت
ان یوسف کا دسترخوان ان کے لئے روٹی ہے خالی ہے
رُوئے نَاشِستہ نہ بیند رُوئے و حُور
بن دہلا منہ حور کا منہ نہیں دیکھتا ہے
عِشْقِ بَاشد لُوت پُوتِ جَانہَا
عشق جانوں کے لئے قسم قسم کا کھانا ہے
جُوعِ یُوسُفِ بُود مَرِ یَعْقُوبِ رَا
حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی بھوک تھی
آنکھِ بَستد پیرِ مَہنِ رَا می شَتَافَت
جس نے پیر مہن حاصل کیا تھا وہ دُور رہا تھا
دَانکھِ صَدِ فَرَسَنگِ زَاں سُو بُود اُو
وہ جو اس جانب سے سینکڑوں فرسخ تھا
اے بَسَا عَالَمِ زَدَانِشِ بے نَصِیبِ
بہت سے عالم ہیں جو سمجھ سے محروم ہیں
مُسْتَمِعِ ۳ اَز وَے ہِی یَا بَدِ مَشَامِ
سننے والا اس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے
زَانکھِ پیرِ مَہنِ بَدِ سِتِشِ عَارِیہِ اسْت
کیونکہ اس کے پاس لباس عاری ہے
جَارِیہِ پِشِ نَخَاسِ سَرِ سَرِ یَسْت
غلام فروش کے لئے وہ لونڈی تھوڑی دیر کے لئے ہے
قِسْمَتِ حَقِّ سَتِ رُوزِی خَوَاہِ نِے
اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے نہ کہ روزی چاہنے والے کی
یَکِ حِیَالِے نِیکِ بَاغِ آں شُدہ
ایک اچھا خیال اس کے لئے گلزار بن گیا

پِشِ یَعْقُوبِ سَتِ پُرِ گُو مَشْتِہِیَسْت
حضرت یعقوب کے لئے بھرا ہوا ہے کیونکہ خواہشمند ہیں
لَا صَلْوۃُ کُفْتِ اِلَّا بِالْحُضُورِ
آنحضور نے فرمایا کہ نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہے
جُوعِ اَزِیْسِ رُویسْتِ قُوتِ جَانہَا
اس لئے بھوک جانوں کی غذا ہے
اِس لَے بھُوکِ جَانوں کی غذا ہے
بُوءِ نَاشِ مِی رَسِیدِ اَز دُورِ جَا
ان کو ان کی روٹی کی خوشبو دور سے پہنچ رہی تھی
بُوءِ پیرِ مَہنِ یُوسُفِ مِی نِیَافَت
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر رہا تھا
چُونکھِ بُدِ یَعْقُوبِ مِی بُوءِ سِیدِ بُو
چونکہ وہ حضرت یعقوب تھے وہ خوشبو سونگھ رہے تھے
حَافِظِ عَالَمِ سَتِ آں کَسِ نِے حَبِیبِ
وہ عالم علم کا تمکبان ہے نہ کہ محبوب
گِرِچہ بَاشدِ مُسْتَمِعِ اَز جَنَسِ عَامِ
خوہ سننے والا عوام میں سے ہو
چوں بَدِ سَتِ آں نَخَاسِی جَارِیہِ اسْت
جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لونڈی ہوتی ہے
دَر کُفِ اُو اَز بَرَاے مُشْتَرِی سَت
اس کے قبضہ میں خریدار کے لئے ہے
ہَرِ یَکِے رَا سُوئے دِیگرِ رَاہِ نِے
کسی کے لئے دھڑے کی جانب راستہ نہیں ہے
یَکِ حِیَالِے زِشْتِ رَاہِ اِیْسِ زَوَدَہ
ایک برا خیال اس کے لئے ماہزن بن گیا

۱۔ سُفْرَہٗ اُو۔ حضرت یوسف کے چہرے کا دسترخوان حضرت یعقوب کے لئے انوارِ برکات سے پر تھا بھائیوں کے لئے خالی تھا۔ روئے نَاشِستہ۔ جن لوگوں کے دل نجاست سے پر ہیں ان کو انوارِ نظر نہیں آتے ہیں اسی لئے کفار کو خدا کا دیدار نہ ہوگا نماز میں کیفیات اس شخص کو میسر آئیں گی جو قلب کو مصفی کر کے حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ جانہا۔ عاشقوں کی جانوں کے لئے عشق غذا ہے۔ جوع۔ مشہور مقولہ ہے اَلْجُوعُ طَعَاءُ الْفَاضِلِینِ بھوک صدیقوں کی غذا ہے۔

۲۔ جوع۔ حضرت یعقوب میں حضرت یوسف کی طلبِ صادق تھی اسی لئے انہیں دور سے ان کی خوشبو محسوس ہو گئی۔ آنکھِ بستہ۔ وہ شخص جو حضرت یوسف کی تمیض حضرت یعقوب کے پاس لے کر آیا وہ طلبِ صادق سے خالی تھا اس کو اس تمیض میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ دانکھ۔ حضرت یعقوب تمیض سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر تھے ان کو اس کی خوشبو محسوس ہو گئی۔ اے بَسَا۔ جو عالم بے عمل ہیں ان کی مثل حضرت یوسف کی تمیض لانے والے کی سی ہے۔

۳۔ مُسْتَمِعِ۔ عالم بے عمل کے وعظ اور علم سے وہ جاہل جن میں طلبِ صادق ہوتی ہے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ پیرِ مہن۔ بے عمل عالم کے پاس علم ایک عارضی چیز ہے اس کی مثل اس غلام فروش کی سی ہے جس کے پاس فروخت کرنے کے لئے کوئی لونڈی

ہو وہ اس سے بے بہرہ رہتا ہے خریدار اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ نَخَاسِی۔ بے فروش۔ قسمت حق۔ تمام تقسیم اللہ کی جانب سے ہے جس کا جو حصہ ہے وہ اس کو ملتا ہے طالب کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ یک خیا۔ ایک شخص کے نصیب میں وہ خیالات ہوتے ہیں جو اس کے لئے موجبِ مباحث ہوتے ہیں دھڑے کے وہ خیالات ہیں جو اس کو تباہ کرتے ہیں۔

۱۔ آں خیالے نیک خیال کے نتیجہ میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا ہے بد خیال عالم کی تباہی کا سبب بنتا ہے آں خدائے۔ یہ خیالات کی تقسیم اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ پس کہ داند انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کونسے خیالات آرام دہ ہیں اور کونسے خیالات تباہ کن ہیں۔ دیدہ ہاں۔ انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دل میں خیالات کس رولہ سے آتے ہیں۔ رکن۔ گوشہ۔

۲۔ جز مگر آں دل کہ دار دعون حق سوائے اس دل کے جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو اگر تدبیر سے اس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے کہ رسد جاسوس را آنجا قدم جاسوس کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے دامن فصلش بکف گن کور وار اندھوں کی طرف اس کی رحمت کے دامن کو پکڑ لے دامن او امر و فرمان دست حکم اور فرمان اس کا دامن ہے آں یکے در مرغزار و جوے آب ایک چمنستان اور پانی کی نہر میں ہے او عجب ماندہ کہ ذوق او ز چست وہ تعجب میں ہے کہ اس کا لطف کس چیز میں ہے ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہ است خبردار! تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں

۳۔ آن یکے اب اللہ کی تقسیم پھر ذکر شروع کیا ہے نیک بخت اور بد بخت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو باغ اور مہروں سے لطف اندوز ہے اس کے پاس ہی ایک شخص گرمی اور پیاس کی تکلیف برداشت کر رہا ہے نو عجب۔ تکلیف اٹھانے والا راحت اٹھانے والے پر متعجب ہے اور راحت اٹھانے والا تکلیف اٹھانے والے پر۔ ہیں۔ راحت پانے والا تکلیف اٹھانے والے سے کہتا ہے کہ تو بھی اھر آ جا کیوں تکلیف اٹھاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اھر نہیں آ سکتا ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔

وہ خیال نے جہاں کو تہ و بالا کر دیا
وز خیالے دوزخ و جائے گداخت
اور ایک خیال سے دوزخ اور کھلمنے کی جگہ بنا دی
پس کہ داند جائے گلشنہائے او
اس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
کز کد امیں رکن جاں آید خیال
کہ جان کے کونسے گوشے سے یہ خیال آتا ہے
کون اور انیست کردہ کون حق
اللہ تعالیٰ کے وجود نے اس کے وجود کو فنا کر دیا ہے
بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال
تو ہر برے خیال کا راستہ بند کر دیتا
کہ بود مرصا دو در بند عدم
جو عدم میں محفوظ اور گھلت کی جگہ ہو
قبض اعلیٰ اس بود اے شہریار
اے شاہ! اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے
نیکیں جنت کہ تقی جان دست
وہ نیک بخت ہے جس کی جان متقی ہے
واں یکے پہلوئے او اندر عذاب
اور ایک اس کی پہلو میں عذاب میں ہے
واں عجب ماندہ کہ اس در حبس کیست
اور وہ تعجب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے
ہیں چرا زردی کہ اینجا صد دواست
خبردار تو کیوں پیلا ہے یہاں سینکڑوں دوائیں ہیں



ہمنشینا ہیں! بیا اندر چمن

اے ساتھی! خبردار چمن میں آجا

ہیں بیا جاناں کہ پایت بستہ نیست

خبردار سلامت! آجا کیونکہ تیرے پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہیں

یک مثل آمد دریں معنی بگفت

اس سلسلہ میں ایک کہوت کہی گئی ہے

اندر اس معنی بگویم قصہ

اس سلسلہ میں میں ایک قصہ سناتا ہوں

گوید اے جاں من نیام آمدن

وہ کہتا اے دوست! میں نہیں آ سکتا

گویدش نے نے نیتا نم تو باہر است

وہ اس سے کہتا ہے نہیں نہیں مجھ میں سکت نہیں تو ٹھہر جا

بو کہ یابی زیں بیاں سر نہفت

شاید کہ تو اس بیان سے چپے ہوئے راز کو محسوس کر لے

گوش بکش تا بری زان حصہ

کان کھول لے تاکہ تو اس میں سے حصہ پا لے

حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات و نماز با حق

ایک حاکم کے اس غلام کا قصہ جو اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرگوشی سے بہت محبت رکھتا تھا

بود سُنقر نام او را یک غلام

اس کا ایک غلام سنقر نام کا تھا

بانگ زد سُنقر ہلا بردار سر

اس نے پکارا سنقر! خبردار اٹھ جا

تا بگرما بہ رویم از نا گویر

تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں

بر گرفت و رفت با او دوس بدو

لے لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلا

آمد از گوش سُنقر بر ملا

صاف طہ پر سنقر کے کان میں آئی

گفت اے میر من اے بندہ نواز

بولا اے میرے آقا! اے بندہ پرور

تا گزارم فرض و خواہم کم یکن

تاکہ میں نماز ادا کروں اور کم یکن پڑھ لوں

منتظر از بادہ پندار مست

خطر ہو کر غرور کی شراب سے مست

در زمانے بود امیرے از کرام

ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک حاکم تھا

میر شد محتاج گرما بہ سحر

صبح کو حاکم کو تمام کی ضرورت ہوئی

طاس و ایزار و گل ازارتوں بگیر

طاش اور تہ بند اور ملتان مٹی اتون سے لے لے

سُنقر آں دم طاس و ایزار نکو

سنقر نے فوراً طاش اور اچھا تہ بند

مسجدے برہ بدو بانگ صلا

راتے میں مسجد تھی اور بلاوے کی آواز

بود سُنقر سخت موع در نماز

سنقر نماز کا بہت فریفتہ تھا

تو بریں دُکاں زمانے صبر کن

آپ اس دکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں

رفت سُنقر میر در دُکاں نشست

سنقر چلا گیا آقا دکان پر بیٹھ گیا

۱۔ ہیں بہا۔ تیرے پاؤں میں
چیزی نہیں ہے چلا آ۔ اس سے کہتا
ہے کہ تو بھی اصرار نہ جائیگر جا غرضیکہ
دونوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اس
کا کہنا سنا ہے نہ وہ اس کا ہر ایک نصیحت
خداوندی کے مطابق اپنا اپنا حصہ
حاصل کر رہا ہے قصہ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں
پہنچے۔ رہا تھا اور غلام باہر نہیں نکل رہا تھا
یہی حال مومن اور کافر کا ہے۔

۲۔ سنقر۔ اس امیر کے غلام کا نام
سنقر تھا۔ محتاج۔ یعنی اس کو نہانے کی
حاجت ہو گئی۔ بردار سر۔ یعنی
بستر سے اٹھ چلا۔ طاس۔ طاشلا۔
ایزار۔ ازار۔ تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتان
مٹی جس کو مل کر نہایا جاتا تھا۔ اتون۔
زر سرخ اس امیر کی لونڈی کا نام تھا۔

۳۔ دو بدو۔ دو دوں۔ بانگ
صلا۔ دعوت کی آواز یعنی اذان۔
موع۔ فریفتہ م مین۔ یعنی سحر
البینہ۔ بادہ پندار۔ یعنی وہ اپنے غرور
میں مست تھا۔

میر از بہر دل آں زندہ جاں

آقا نے اس زندہ روح کی خاطر سے

چوں امام و قوم بیروں آمدند

جب امام اور لوگ باہر آئے

سُنقر آں جاماند تا نزدیک چاشت

سُنقر چاشت کے وقت تک وہیں رہا

گفت اے سُنقر چرنائی بروں

بولا اے سُنقر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے

صبر گن نک آدم اے روشنی

صبر کر اے روشنی! میں بھی آیا

ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد

اس نے سات بار صبر کیا اور آواز دی

پاخش ۲ ایں بُود می نگزار دم

اس کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے

گفت آخر مسجد اندر کس نمازند

بالآخر اس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا

گفت آنکہ بستہ است از بروں

اس نے کہا وہی جس نے تجھے باہر باندھا دیا ہے

آنکہ نگذارد ترا کائی دروں

جو تجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے

آنکہ نگذارد کزیر سو پائنی

وہ جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو اس طرف قدم دھرے

ماہیاں ۳ را بحر نگذارد بروں

سمند مچھلیوں کو باہر نکلنے نہیں دیتا

اصل ماہی ز آب و حیواں از گل ست

مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے

کرد یک ساعت توقف بر دکان

تھوڑی دیر دکان پر توقف کیا

از نماز و وردہا فارغ شدند

نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے

میر سنقر راز مانے چشم داشت

آقا ایک وقت تک سُنقر کا منظر رہا

گفت می نگرا روم اے ذوقنوں

اس نے کہا اے ہنرمند وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے

نیستم غافل کہ در گوش منی

میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے

تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد

حتیٰ کہ آقا اس کی ٹال منول سے عاجز آ گیا

تا بروں آیم ہنوز اے محترم

اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں

کیست و امیدارد آنجا کت نشاند

کون روکتا ہے وہیں تجھے کس نے بٹھا دیا ہے؟

بستہ است اوہم مرا از اندرون

اسی نے مجھے اندر باندھا ہے

می نہ بگذار مرا کاہم بروں

وہ مجھے نہیں دیتا ہے کہ میں باہر نکلوں

او بدیں سو بست پائے ایں رہی

اسی نے اس جانب اس غلام کو پابستہ کر دیا ہے

خاکیاں را بحر نگذارد دروں

سمند مچھلی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے

حیلہ و تدبیر اینجا بطل ست

اس جگہ کوئی حیلہ اور تدبیر بیکار ہے

۱۔ زندہ جاں۔ یعنی سُنقر۔ وردہا۔ یعنی وہ اور اور وظائف جو نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ چشم داشت۔ منظر رہا۔ در گوش منی۔ یعنی میں تیری آواز سن رہا ہوں۔ تیباش۔ ٹال منول۔ انتظار۔

۲۔ پاخش۔ یعنی سُنقر ہر مرتبہ حاکم سے یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی شخص نہیں رہا سب باہر آ گئے تھے کون روک رہا ہے۔ گفت۔ آنکہ۔ سُنقر نے جواب دیا جو ذات تجھے اندر آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے باہر نکلنے سے روک رہی ہے۔ غلام۔

۳۔ ماہیاں۔ ایک ہی سمند سے جو مچھلیوں کو باہر نکلنے سے روکتا ہے اور خشکی کے جانوروں کو اندر آنے سے روکتا ہے۔ اصل۔ ہر چیز اپنی جنس کو چھٹی ہے غیر جنس کو دفع کرتی ہے۔ رہا اور مچھلی ایک جنس ہے لہذا وہی مچھلی کو کھینچتا ہے خشکی کے جانوروں کی اصل مٹی ہے پانی مٹی کو غیر جنس ہونے کی وجہ سے دفع کرتا ہے۔

قفل ازفت ست و گشایندہ خدا
قفل بھاری ہے اور کھولنے والا اللہ تعالیٰ ہے
دَرّہ دَرّہ گر شود مفتاحہا
ایک ایک ذرہ اگر کنجیں بن جائیں
چوں فراموش شود تدبیر خویش
جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے
چوں فراموش خودی یا دت کنند
جب تو خودی کو فراموش کر دے گا وہ تجھے یاد کریں گے
گر تو خواہی حُزی و دل زندگی
اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے
از ۲ خودی بگذر کہ تالیابی خدا
خودی سے گزر جاتا کہ تو خدا کو پالے
گر ترا باید وصال راتیں
اگر تجھے بچوں کا وصال دکھ ہے

دست در تسلیم زن و اندر رضا
تسلیم اور رضا پر دستگاہ حاصل کرو
ایں کشایش نیش از جو کبریا
یہ کشاویگی بجز خدا کے ممکن نہیں ہے
بخت یابی اے جواں از پیر خویش
اے جوان! تو اپنے پیر سے نصیب حاصل کر لے گا
بندہ گشتی دانگہ آرادت کنند
تو غلام بن جائے گا تو وہ تجھے آزاد کریں گے
بندگی گن بندگی گن بندگی
غلامی کر غلامی کر غلامی
فانی حق شو کہ تالیابی بقا
حق میں فنا ہو جا تا کہ تو بقا حاصل کرے
مُحْشُو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْیَقِیْنِ
تو مت جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قولہ تعالیٰ حتی اذا استیأس الرُّسُلُ
انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قول اور پذیرائی سے ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کا قول ہے یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے

انبیاء گفتند در خاطر کہ چند
انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا
چند ۳ کوہیم آہن سردے زغے
گرہی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کوئیں؟
وَمُخْر پیودن آخر تا چند
گدھے کی دم ٹانہا آخر کب تک
جَبْش خلق از قضا و وعدہ است
حلق کی حرکت قضا اور وعدہ الہی سے ہے

میدہیم این را و آنرا وعظ و پند
ہم اس اور اس کو وعظ اور نصیحت کریں؟
درد میدان در قفس ہیں تاجکے
ہاں بنجرے میں پھونک بھرنا کب تک؟
چوں نیفزاید جوئے جو ریشخند
جبکہ سوائے مذاق کے اس میں ایک جو کا فائدہ نہیں ہے
تیزی دندان ز سوزِ معدہ است
دانتوں کی تیزی معدہ کی سوزش سے ہے

۱ قفل۔ جس مغفرت کا قفل
بہت سخت ہوتا ہے یہ صرف اللہ کے
فضل سے کھلتا ہے لہذا تم راضی برضا
خداوندی ہو جاؤ تب یہ قفل کھلے گا ورنہ
یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی وجہ کی
طرف کشش ہو سکے چوں انسان
جب اپنی تدبیر سے یہ قفل نہ کھول
سکے تو شیخ کی طرف رجوع کرے
مرید کو جب خود فراموشی حاصل ہو
جاتی ہے تب شیخ اس کو یاد کرتا ہے
جب مرید شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو
شیخ اس کو علائق دنیوی سے آزادی عطا
کر دیتا ہے گر تو خوئی۔ اگر تمہیں
آزادی کی تمنا ہے اور دل کی زندگی
چاہے ہو تو عبادت اور اطاعت اختیار
کر۔

۲ از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فانی
اللہ حاصل کرنے پر بقاء و دام حاصل
ہوتا ہے۔ گر تر صد یقین سے
وصال اس وقت حاصل ہو گا جب
انسان اپنے آپ کو فنا کر ڈالے گا۔ نومید
شدن اب مولانا نے انبیاء اور منکرین
کا تذکرہ پھر شروع کیا ہے۔ انبیاء
منکرین کے انکار سے انبیاء ان کی
اصلاح سے مایوس ہو جاتے تھے۔

۳ چند۔ انبیاء نے مایوس ہو کر یہ
سوچا کہ ان منکروں کو نصیحت کرنا تو ایسا
بی کار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو
کوشا یا سوزاں اور بنجرے میں پھونک
بھرنا۔ دم۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا
بی کار اور مذاق اڑانے کا سبب ہے۔
جَبْش۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی
قضا و قدر سے ہے جب تک اللہ سے
کشش نہ ہوں ان کی عبادت ناممکن ہو
بوگ لگتی ہے تو دانت چلتے ہیں۔



۱۔ نفس اول۔ ان میں اللہ کی ذات حکمراں ہے جو کچھ ہے ک عالم بالائی طرف سے ہے۔ ایک۔ لیکن تضاد قدر کے پیش نظر عمل دوسری ترک نہیں کی جاسکتی ہے ہمیں تو پیغام پہنچانے کا حکم ہے خود وہ مفید ہو یا نہ ہو۔ بنی جیستی۔ یعنی یہ تو مرنے کے بعد پتہ طے گا کہ انسان جتنی بھی ہے یا جتنی لیکن زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا چاہیے۔ چوں کہ دنیا کے تمام کاروبار توقع اور امید پر مبنی ہیں تاجر درباری سفر کرتا ہے تو نفع مومہ کی امید پر کرتا ہے۔

۲۔ تو نمیدانی۔ تاجر سمندری سفر کرتا ہے تو اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ڈوبے گا یا پار ہو جائے گا۔ من خواہم۔ اگر کوئی تاجر یہ کہے کہ جب تک مجھے پہنچنے کا یقین نہ ہو جائے تو میں تجارت کے لئے سمندری سفر نہ کروں گا۔ امید خشک۔ یعنی مومہ امید۔

۳۔ پہنچ۔ اس طرح کا تاجر کبھی تجارت نہیں کر سکتا۔ دھڑا۔ یعنی ڈوبنا اور پار ہونا۔ تاجر ترسندہ اس طرح کا ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ نقصان۔ بل۔ پہلے مصرع میں نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان میں ہے نفع سے محروم رہنا اور ذلیل ہونا نقصان ہے۔ چونکہ جبکہ دنیا کے سارے کاروبار مومہ نفع کی بنیاد پر چلتے ہیں تو دین کا کاروبار اس کو زیادہ مستحق ہے کہ مومہ نفع کی بنیاد پر کیا جائے۔ نیست۔ عبادت رحمت اور قبولیت کی امید پر کرنا ضروری ہیں۔

نفس اول راند بر نفس دوم
پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا
لیک ہم میدان و خر میراں چوتیر
لیکن سمجھ بھی لئے اور تیر کی طرح گدھے کو ہانکنا رہ
تو نمیدانی کزیں دو کیستی
تو نہیں جانتا کہ ان دو میں تو کون ہے؟
چوں نہی بر پشت کشتی بار را
جب تو کشتی پر مال لادھتا ہے
تو نمیدانی ۲ کزیں ہر دو کئی
تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے

گر بگوئی تا ندانم من کیم
اگر تو کہے کہ جب تک میں نہ جانوں کہ میں کون ہوں
من دریں رہ ناچیم یا غرقہ ام
میں اس راستے میں پہنچنے والا ہوں یا ڈوبنے والا
من خواہم رفت ایں رہ باگماں
میں اس راستہ پر گمان کے ساتھ نہ جاؤں گا
پہنچ ۳ بازار گائیے ناید ز تو
تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی

تاجر ترسندہ طبع شیشہ جاں
ڈرنے والا نازک دل تاجر
بل زیاں دارد کہ محروم ست و خوار
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے
چونکہ بر بوک ست جملہ کارہا
چونکہ تمام کاروبار امید پر ہے
نیست دستور دین جاقرب باب
اس جگہ دوا دہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں ہے

ماہی از سر گندہ باشد نے زوم
مچھلی سر کی جانب سے سزتی ہے نہ کدم کی جانب سے
چونکہ بلغ گفت حق شد ناگزیر
چونکہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کر فرمایا لہذا ضروری ہے
جہد گن چند انکہ بنی چستی
کوشش کر حتی کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے
بر توکل می گنی آں کار را
اس کام کو تو توکل کی بناء پر کرتا ہے
غرقہ اندر سفر یا ناجی
سفر میں ڈوبنے والا ہے یا پہنچنے والا ہے
در نخواہم تاخت بر کشتی ویم
میں کشتی اور سمند پر نہ جاؤں گا
کشف گرداں کز کد امیں فرقہ ام
 واضح کر دے میں کس فرقے مس سے ہوں
بر امید خشک ہیمچوں دیگران
دوسروں کی طرح خالی امید پر
زانکہ در غیب ست سر ایں دورو
کیونکہ ان دونوں رخوں کا ملا غیب میں ہے
در طلب نے سودا رونے زیاں
طلب میں نہ نفع کما تا ہے نہ نقصان
نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو نکلنے والا ہوں
کار دیں اولیٰ کزیں یابی رہا
تو دین کا کام زیادہ مستحق ہے کہ تو اس سے سکھوش ہو جائے
جو امید اللہ اعلم بالصواب
سوائے امید کے خدا بہتر جانتا ہے

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست و رجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید و بیم میں ہے

داعی! ہر پیشہ امید ست و یوک
ہر پیشے کی محرک امید اور تمنا ہے
بامداداں چوں سوئے دکاں رَوَد
صبح کو وہ جب دکان کی جانب جاتا ہے
یوک روزی نبودت چوں میروی
تجھے روزی کی امید نہ ہو تو کیوں جانے؟
خوف حرمان ازل در کسب لوت
روٹی کمانے میں ازلی محرومی کے ڈرنے
گوئی! آئے خوف حرمان ہست پیش
تو کہتا ہے کہ ہاں محرومی کا ڈر پیش نظر ہے
ہست در کوشش امیدم پیشتر
کوشش میں مجھے زیادہ امید ہے
پس چرا درکار دیں اے بدگماں
اے بدگماں! پھر دین کے کام میں کیوں
یا ندیدی کابل ایں بازار ہا
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس بازار والے
زیں اذکاں رفتن چہ کال شال رومود
اس دکان سے جانے نے ان کو کیسی کان دکھائی
آتش آذر ارام چس خلخاں شد
ان کے لئے آگ پازیب کی طرح فرمانبردار بنی
از دم آل مردہ زندہ شدہ
ان کے پھونک مارنے سے مردہ زندہ ہوا

گرچہ گردن شازل کوشش شد چودوک
اگرچہ ان کی گردن کوشش میں تلک کی طرح ہو گئی ہے
بر اُمید و یوک روزی میرود
کمالی کی امید اور تمنا پر جاتا ہے
خوف حرمان ہست تو چونی قوی
محرومی کا ڈر ہے تو تو قوی کیوں ہے؟
چوں نکرودت سست اندر جستجو
تجھے تیری جستجو میں سست کیوں نہ کیا؟
ہست اندر کابل ایں خوف بیش
لیکن سستی میں یہ ڈر زیادہ ہے
دارم اندر کابل افزوں خطر
سستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے
دا منت می گیرد ایں خوف زیاں
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟
درچہ سودند انبیاء اولیا
انبیاء اولیاء کس قدر نفع میں ہیں
اندریں بازار چوں بستند سود
اس بازار میں انہوں نے کس قدر نفع میں ہیں
بحر ایں را رام چوں کھماں شد
سمندر بوجہ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرمانبردار ہوا
ابر آترا سہبانے آمدہ
ابر ان کے لئے سہبان بننا



داعی! انسان جو ہمیشہ کرتا ہے وہ
محض امید پر کرتا ہے اور اس میں اتنی
مضبوتیت جھیلتا ہے کہ اس کی گردن
تلک کی طرح ہو جاتی ہے۔ بامداداں
صبح سویرے نفع کی امید پر دکان
کھولتا ہے۔ یوک۔ اگر نفع کی امید
نہ ہو تو کبھی دکان نہ کھول۔ خوف
حرمان۔ یہاں بھی محرومی اور نقصان کا
لا محالہ خوف ہے لیکن انسان کی
مستعدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو
دین کے معاملہ میں محرومی کے خوف
سے سستی کیوں برتی جائے۔ لوت۔
کھانا۔ روزی۔
۲۔ گوئی۔ دنیاوی معاملات میں تو
خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو محرومی
کا خوف ہے سستی برتنے اور کام نہ
کرنے میں اس سے زیادہ محرومی کا
خوف ہے۔ ہست۔ دنیاوی
معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش
میں بہر حال امید ہے اور سستی میں تو
بہت خطرات ہیں۔ پس۔ جب
دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو
دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں
نہیں کی جاتی ہے یا ندیدی۔ دین
کے معاملات میں کوشش کر کے
کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا
میں بہت ہیں۔
۳۔ زیں۔ دکاں۔ دنیا کی دکان سے
انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کھلایا ہے کہ
جب وہ اس دکان سے لوٹے ہیں تو
ان کو وہ پیر ہی نہیں بلکہ سونے چاندی
کی کانیں ملتی ہیں۔ آتش۔ اس دنیا کی
دکان سے حضرت ابراہیم نے وہ نفع
کھلایا کہ آگ گھڑ اور زیور بن گئی۔
بحر۔ حضرت موسیٰ کی دیائے نخل
نے ممالی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰ
کے پھونک مارنے سے مردے زندہ
ہوئے۔ ابر۔ آنحضرت ﷺ پر ابرنے
سایہ کیا۔

آہن! آترا رام ہچوں موم شد
باد آترا بندہ و محکوم شد
لوہاں کے لئے موم کی طرح فرما ہوا تھا
ہوا ان کی غلام اور محکوم ہوئی
شد براں در دفع دشمن چوب مار
عکبوتے شد مراں را پردہ دار
دشمن کھنکھنے کے لئے لکڑی ان کے لئے سنبھلی
مکڑی ان کے لئے پردہ کرنے والی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ انّ للہ تعالیٰ اولیاء اخفیاء
اس کا بیان کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ ولی ہیں

قوم دیگر سخت پہنہاں میروند
کچھ دوسرے لوگ جو بہت پوشیدہ ملتے ہیں
ہمہ دارند و چشم ہیچ گس
ہمہ دارند رکھتے ہیں اور کسی کی نگاہ
ہم کرامت شاں ہم ایشاں در احرم
ان کی کرامت بھی اور وہ خود بھی حرم میں ہیں
یا نمیدانی کر مہائے خدا
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں
شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں
چوں کرے گویدت آتش در آ
جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آ جا
کوز آتش زگس و نرس گند
کیونکہ وہ آگ سے زگس اور نرس بناتا ہے
در حقیقت آتش از ہیئت چوماست
وہ حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے
اند آ زود و مگو سوزد مرا
جلد اند آ جا اور نہ کہہ کہ وہ مجھے جلا دے گی
و زمیانش غنچہا سر برزند
اس کے اند سے غنچے کھلتے ہیں
گازر دستار خوان انبیاست
وہ انبیاء کے دستار خوان کا ڈھول ہے

حکمت ۳۰ مندیل در تنور انداختن انس بن مالک و نا سوختن او
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا دھل کو تنور میں ڈالنے اور اس کے نہ جلنے کا قصہ

۱۔ آہن۔ حضرت داؤد کے لئے
لوہا موم بن۔ باد۔ حضرت سلیمان کا
تخت ہوا کاندھوں پر لئے بھرتی تھی۔
چوب۔ حضرت موسیٰ کی لکڑی اڑ رہا
بنی۔ عکبوت۔ آنحضرت کے لئے غار
ثور میں مکڑی نے جلاتا جس کی جگہ
سے آنحضرت کو دشمن نہ پکڑ سکے
بیان۔ انبیاء نے جو نفع کمائے ان کو
ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے نفعوں کا
ذکر شروع کیا ہے۔ قوم دیگر۔ اولیاء کی
ایک جماعت وہ ہے جس کو ابدال تک
نہیں پہچان سکتے تو عوام ان کو کیا
سمجھتے۔ ہمہ دارند۔ جو انبیاء کے
نفع ہیں وہ ان کو حاصل ہیں۔

۲۔ حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور ان کی
کرامتیں اللہ کے حرم میں پوشیدہ
ہیں۔ یا نمیدانی۔ دین کے بارے
میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے
یہ خبر نہیں کہ حضرت حق کی رحمتیں تجھے
اپنی طرف بلاتی ہیں۔ شش۔ یعنی
تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر
نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اعلام۔
علم کی جمع نشانی۔ چون کرے۔ شعر
عاشق مار گھاتش می پسند لطف دوست
تک چشم گر نظر بر چشمہ کوثر کنم
کو۔ وہ کریم آگ کو گلزار بنادے گا اور
اس میں پھول کھلیں گے۔ ما۔ پانی۔
گازر۔ ڈھول۔

۳۔ حکایت اس واقعہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ انبیاء و اولیاء کے حکم سے
آگ پہاڑی کا کام کر دیتی ہے۔



از انسؑ فرزند مالک آمدہ است
انسؑ مالک کے بیٹے کی بات منقول ہے
او حکایت کرد کز بعد طعام
انسؑ نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد
چرخ کن و آلودہ گفت اے خادمہ
میلا اور سنا ہوا ' فرمایا اے لونڈی!
در تنور پُرز آتش در فلند
آگ بھرے ' تنور میں ڈال دیا
جملہ مہماناں دیاں یراں شدند
سب مہمان اس معاملے میں حیران ہو گئے
بعد یک ساعت بر آورد از تنور
تھوڑی دیر کے بعد اس نے تنور سے نکالا
قوم گفتند اے صحابی عزیز
لوگوں نے کہا اے معزز صحابی!
گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں
انہوں نے کہا اس لئے کہ مصطفیٰ نے ہاتھ اور منہ
اے ۳ دل ترسندہ از نار و عذاب
اے آگ اور عذاب سے ڈرنے والے دل!
چوں جمادے را چنین تشریف داد
جب بے جان کو اس نے اتنی شرافت دیدی
مرگلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد
کعبہ کے ڈھیلے کو جب اس نے قبلہ بنا دیا
بعد ازاں گفتند با آں خادمہ
اس کے بعد انہوں نے اس خادمہ سے کہا
چوں ۳ فلندی زود آں از گفت دے
ان کے کہنے سے تو نے جلدی سے کیوں ڈال دیا

کہ بھہلنی او شخصے شدہ است
کہ ایک شخص ان کا مہمان بنا
دید انسؑ دستارِ خواں را زرد قام
حضرت انسؑ نے دسترخوان کو پیلا دیکھا
اندر فلن در تنوش یک دمہ
ایک دم اس کو تنور میں ڈال دے
آں زماں دستارِ خواں را ہوشمند
فورا دسترخوان کو اس ہوشمند نے
انتظارِ دود گندوری بُدند
دسترخوان کے دھویں کے منتظر تھے
پاک و اسپید و ازاں و ساخ دور
پاک اور سفید اور اس میل یکیل سے دور
چوں نسوزید و مُتقی گشت نیز
وہ کیوں نہ جلا اور صاف بھی ہو گیا
بس بمالید اندریں دستارِ خواں
اس دسترخوان سے بہت پونچھا ہے
باچناں دست و بے گن اقتراب
ایسے ہاتھ اور ہونٹ سے نزدیک ہو جا
جان عاشق را چہا خواہد گشاد
عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیگا؟
خاکِ مرداں باش اے جاں در نبرد
اے جان! معرکہ میں مردانِ حق کی خاک بن جا
تو گلوئی حال خود با ۴ نہمہ
یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتاتی
گیرم او بر دست در اسرارے
میں نے مانا کہ ان کو رازوں کا پتہ لگ گیا تھا

۱۔ زرد قام۔ یعنی سان کی چکنائی
وغیرہ اس پر لگی ہوئی تھی۔ یک دمہ
فورا۔ ہر تنور۔ خادمہ نے اس کو فوراً تنور
میں ڈال دیا۔ گندوری۔ زوری کے
وزن پر دسترخوان۔ لوساخ۔ دھخ کی
جمع، تمیل۔ منقی۔ صف۔ گفت۔
حضرت انسؑ نے فرمایا چونکہ اس سے
بہت سی مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ
منہ پونچھا ہے اس لئے اس کو آگ
نہیں جلا سکتی ہے۔
۲۔ اے جو آگ کے عذاب سے
ڈرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ولایا اور علماء
کی دست بوسی کر لے تاکہ آگ اس کو
نہ ستائے۔ چول جماد۔ جب بے
جان دسترخوان اس قدر فیض حاصل کر
سکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان
کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مرگلوخ۔
کعبہ کو بلا جود اینٹ پتھر ہونے کے
اس قدر عزت عطا کی گئی ہے تو انسان کو
اس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی
ہے۔ بعد ازاں اب پھر اصل قصہ کی
طرف رجوع کیا ہے۔
۳۔ چوں۔ یعنی حضرت انسؑ اس
راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی
تو نے ان کے کہنے پر بلا تامل
دسترخوان کیوں آگ میں ڈال دیا۔
گفت۔ لونڈی نے جواب دیا کہ مجھے
بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط
بات نہیں کہہ سکتے۔

آنچنین دستارِ خوانِ قیمتی چوں فلندی اندر آتشِ اے ستی

ایسا قیمتی دستارِ خوانِ

گفت دارم بر کریمیاں اعتمید

اس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے

میزرے! چہ بُود اگر اُو گویدم

تو بند کیا ہوتا ہے، اگر وہ مجھے کہیں

اندر اُفتم از کمالِ اعتقید

پکے اعتقاد کی وجہ سے اندر گھس جاؤں

سُردر اندازم نہ ایں دستارِ خوان

میں اپنا سر ڈال دوں نہ صرف یہ دستارِ خوان

اے برادرِ خود بریں اکسیر زن

اے بھائی! اپنے آپ کو اس اکسیر سے رگڑ دے

آں دلِ مردے کہ از زن کم بُود

مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو

آن دے باشد کہ کم از اشکم بُود

وہ ایسا دل ہے جو پینٹ سے کم ہے

قصد ۲ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کا روان ۳ عرب را کہ از

آنحضرت ﷺ کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصد جو پیاس سے

تشنگی و بے آبی در ماندہ بودند و دلِ بمرگ نہادہ و شتران

اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور لونٹ

وخلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ

اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اندر آں وادی گروے از عرب

اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی

درمیان آں بیاباں ماندہ

اس جنگل میں رہ گیا تھا

ناگہانے آں مُغیث ہر دو کون

اچانک دونوں جہان کے فریاد رس

خشک شد از قحطِ باراں شاں قُرب

مٹکیں بارش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھی

کارِ وانے مرگ بر خود خواندہ

وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

مصطفیٰ پیدا شد از رَہ بہرِ عون

مصطفیٰ مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہو گئے

۱۔ میز رہ۔ تہ بند از اہل اند۔ چونکہ مجھے یہاں اعتقاد ہے میں آگ میں کود پڑوں گی سر۔ یعنی دستارِ خوان تو معمولی چیز ہے میں خود آگ میں سرگھسا دوں گی اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ مردوں کا اعتقاد اس خلاصہ سے کم نہ ہونا چاہیے۔ اکسیر۔ یعنی انبیاء اور اولیاء اکمل۔ انسان کا پینٹ ذکیل حصہ ہے۔

۲۔ قصہ۔ چونکہ انبیاء اور اولیاء کی صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس کا اکسیر ہونا ثابت کریں آنحضرت ﷺ کے فیض سے اس قبشی کا رنگ اور روپ بدل گیا۔

۳۔ کارواں۔ قافلہ۔ قُرب۔ قریب۔ کی جمع ہے، مشکیزہ۔ مرگ۔ یعنی انہوں نے اپنی موت کو دعوت دے دی تھی۔ مُغیث۔ فریاد رس۔ عون۔ مدد۔

دید آنجا کاروانے بس بزرگ

انہوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا

اُشترِاں شاں را زباں آویختہ

ان کے لٹنوں کی زبانیں لگی ہوئی

رحمش آمد گفت ہیں زوتر روید

ان کو رحم آیا فرمایا ' آگاہا جلد جاو

کہ یہاں بر شتر مشک آورد

کہ ایک جشی لوت پر مشک لا رہا ہے

آں شتر بان سیہ ربا شتر

ان جشی لوت والے کو مع لوت کے

سوئے کُٹبان آمدند آں طالبان

وہ تلاش کرنے والے نیلوں کی جانب پہنچے

بندہ می شد سیہ با اُشرے

جشی غلام مع لوت کے جا رہا تھا

پس بدو گفتند می خولد ترا

انہوں نے اس سے کہا تجھے بلاتے ہیں

گفت من نشام اُورا کیست او

اس نے کہا ان کو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟

سید و سرور محمد نور جاں

سید ' اور سرور محمد جو جان کا نور ہیں

نوعہا تعریف کردندش کہ ہست

انہوں نے ان کی اس طرح کی تعریف کی جو تھی

کہ گروہے را زلوں کرد او بسحر

اس نے ایک جماعت کو جلاو سے مغلوب کر دیا ہے

گشکشان آویدند آں طرف

وہ اس کو کھینچ جان کر کے لہر لے آئے

بر تَف اریگ ورہ صعب و سترگ

ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر

خلق اندر ریگ ہر سُر بخت

لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے ہوئے

چند بارے سوئے آں کُٹبان دوید

چند بار ان نیلوں کی جانب دوڑو

سوئے میر خود بزدلی می برد

اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے

سوئے من آرید با فرمان ۲ مر

مثنیٰ سے میرے پاس لے آؤ

بعد یک ساعت بدیدند آںچنان

تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا ہی

راویہ پر آب چوں ہدیہ برے

ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بھرے ہوئے

اس طرف فخر البشر خیر اوری

انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اس جانب

گفت او آں ماہ روئے قند خو

انہوں نے کہا وہ چاند جیسے چہرے شکر جیسی عدت والے ہیں

مہتر و بہتر شفیع حجر ماں

سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ کناہگاروں کے شفیع

گفت مانا او مگر آں ساحرست

اس نے کہا ہاں وہ شاید وہی جلاوگر ہے

من نیایم جانب او نیم شیر

میں اس کی جانب آجی بالشت نہ جاؤں گا

او فغاں برداشت در تشنّیع وقف

اس نے برا کہنے اور گرم مزاحی میں شو شروع کر دیا

۱۔ تَف۔ گرمی۔ صعب۔ سخت۔

کُٹبان۔ کٹیپ کی جمع ہے۔ ٹیلہ

سیاہ جشی۔ میرا قافلہ۔

۲۔ فرمان مر۔ تلخ حکم آنچنان۔

یعنی جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

تھا می شد می رفت۔ رولہ۔ پانی کی

پکھال۔ گفت۔ یعنی غلام نے کہا۔

گفت او۔ صحابہ نے کہا۔

۳۔ نو بہا۔ یعنی صحابہ نے وہ

تعریف کی جو نفس الامری

تھی۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ وہ

وہی شخص ہے جو جلاوگر کہلاتا ہے کہ

گرد ہے اس جلاوگر نے اپنے جلاو

سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا

لیا ہے۔ شیر۔ بالشت۔ تشنّیع۔ برا بھلا

کہنا۔ تَف۔ گرمی

گفت نوشید آب و بردارید نیز
 انہوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو
 اشتران و ہر کسے زالاں آب خورد
 لونوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا
 ابر گردوں خیرہ شد از رشک او
 آسمان کا ابر اس کے رشک سے حیران رہ گیا
 سرد گردو سو چندیں ہاویہ
 اتنی دھڑوں کی سوش ٹھنڈی ہو جائے
 گشت چندیں مشک پر بے خطر اب
 بغیر پریشان ہے اتنی مشکیں بھر جائیں
 می رسید از ہر او از بحر صل
 اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل سمندر سے پہنچ رہی تھی
 واں ہوا گردو ز سردی آبہا
 ہوا ٹھنڈک سے پانی بن جاتی ہے
 آب رویانید تگوس از عدم
 اللہ کی ایجاد نے عدم سے پانی پیدا کر دیا
 در سبب از جہل بر چھیدہ
 تو نادانی سے سب سے چٹ گیا ہے
 سوئے ایں روپوشہا زالاں مالکی
 اس وجہ سے تو ان آڑوں کی طرف مالک ہے
 ربنا وربنا ہامی کنی
 اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے
 چوں ز صنعم یاد کردی اے اعجب
 تعجب ہے تو نے میری کارگیری کو کیسے یاد کیا؟
 ننگرم سوئے سبب واں خدعتہ
 سبب اور اس فریب کی جانب کروں گا

چوں گشیدندش بہ پیش آل عزیز
 جب وہ اس کو ان معزز کے سامنے کھینچ لائے
 جملہ رازاں مشک او سیراب کرد
 انہوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا
 راویہ پر کرد و مشک از مشک او
 راویہ پر کرد و مشک سے بھر لی
 اس کے دیدست کز یک راویہ
 یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک پکھال ہے
 اس کے دیدست کز یک مشک آب
 یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے
 مشک خود و پوش بود و موج فضل
 مشک آڑ تھی اور اللہ کے فضل کے موج
 آب از جوش ہمگیرد ہوا
 پانی اس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے
 بلکہ بے اسباب و بیروں زیں حکم
 بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ
 توز طفلی چوں سبہا دیدہ
 چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے
 باسبہا ۳ از مسبب غافل
 تو اسباب کی وجہ سے سبب پیدا کرنے والے سے غافل ہے
 چوں سبہا رفت بر سمری زنی
 جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو پتیتا ہے
 رب میگوید برو سوئے سبب
 اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے سبب کی طرف جا
 گفت زیں پس من ترا بنم ہمہ
 بندہ کہتا ہے اس کے بعد صرف تجھ پر نظر رکھوں گا

۱۔ گفت نوشید آب و بردارید نیز
 پیاؤں سے کہل بردارید۔ برتنوں میں
 بھی پانی بھراؤ۔ ابر۔ آنحضرت ﷺ کی
 برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ابر کو
 مشکیزہ پر رشک آنے لگا۔ اس کے
 رشک کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ غیر معمولی
 تھا۔

۲۔ مشک خود۔ مہل یہ پانی
 مشک کا تھا۔ مشک تو ایک آڑ اور پردہ
 تھی مہل پانی نہیں چشمہ سے آ رہا تھا
 اور اس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا
 تھا۔ آب۔ اس کی قدرت کا یہ حل
 ہے کہ پانی کو ہوا میں اور ہوا کو پانی میں
 تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بلکہ اس کی
 قدرت تو بغیر اسباب کے اشیاء کو عدم
 سے وجود میں لے آتی ہے۔ تو طفلی۔
 چونکہ انسان بچپن سے اشیاء کے وجود
 کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اس
 لئے مشک کو آڑ اور سبب نادیا گیا۔

۳۔ باسبہا۔ چونکہ ہم مسبب
 الاسباب یعنی ذات خداوندی سے
 غافل ہیں اس لئے اسباب کی طرف
 مائل ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب سبب
 اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب
 انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور
 اس کو پکارتا ہے۔ رب میگوید۔ جب
 اسباب سے ہاویں ہو کر خدا کی طرف
 رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب
 نہ کیاں کیوں میری طرف متوجہ ہو رہا
 ہے۔ گفت۔ بندہ کہتا ہے میری توجہ
 ہے میں اب اسباب پر سہارا نہ کروں
 گا۔

گویش! رِثْوَالِ عَفْوَا کَرِ ثُت

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا رِثْوَالِ عَفْوَا تیرا کام ہے

لیک من آل ننگرم رحمت گنم

لیکن میں اس کا خیال نہیں کرتا رحمت کرتا ہوں

ننگرم عہد بدت بدہم عطا

میں تیرے بڑے عہد کو نہیں دیکھتا، بخشش کرتا ہوں

از من آید جملہ احسان و وفا

میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے

حاصل ۲ آنکہ در سبب پیچیدہ

خلاصہ یہ ہے کہ تو سبب میں الجھا ہے

قافلہ حیراں شدند از کارِ او

ان کے کارنامے سے قافلہ حیران ہو گیا

کردہ رُو پوش مشک خردا

آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بنایا

اے تو اندر توبہ و میثاق سُست

اے وہ کہ تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے

رحمت پرست بر رحمت تنم

میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

از کرم ایں دم چو میخوانی مرا

کرم کی وجہ سے جبکہ تو مجھے پکارتا ہے

وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا

تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

لیکن معذوری ہمیں را دیدہ

لیکن تو معذور ہے تو نے ہی دیکھا ہے

یا محمد چیست ایں اے بحرِ خو

اے محمد اے دریا خصلت! یہ کیا ہے؟

غرقہ کردی ہم عرب ہم گردا

آپ نے عربوں کو بھی اور گردوں کو بھی اس میں ڈبو دیا

مشک آل غلام پر شدن از غیب بمعجزہ رسول خدا

آنحضرت ﷺ کے معجزے سے اس غلام کی مشک کا بھرا جانا

و سفید شدن آل غلام سیاہ باذن اللہ تعالیٰ

اور خدا کے حکم سے اس غلام کا سفید ہو جانا

اے غلام! کنوں تو پر میں مشک خود

اے غلام اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے

آں سیہ حیراں شد از برہان او

وہ جیٹی ان کے معجزے سے حیران ہو گیا

چشمہ دید از ہوا ریزاں شدہ

اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا

زاں نظر رو پوشہا ہم بر درید

اس نے اس نظر سے پروں کو چاک کر دیا

تاگوئی در شکایت نیک و بد

تاکہ تو شکایت میں برا بھلا نہ کہے

می دمید از لا مکان ایمان او

غیب سے اس کا ایمان اگنے لگا

مشک او رُو پوش فیض آل شدہ

اس کی مشک اس کی آڑ بن گئی تھی

تا معین چشمہ غیبی بدید

یہاں تک کہ اس نے غیبی چشمہ کا جلدی پانی دیکھ لیا

۱ گویش۔ اس توبہ کرنے

والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم

جانتے ہیں انسان عہد میں بہت

کمزور ہے توبہ کر کے پھر وہی کرنے

لگتا ہے جس سے توبہ کی تھی۔ رِثْوَا

لِعَفْوَا لقرآن پاک میں ہے جہنمی

کہیں گے کہ سب ہمیں دنیا میں

لوٹا دے تو ہم نیک کام کریں گے۔ اللہ

تعالیٰ فرمائے گا۔ اگر وہ لوٹا دیے

جائیں پھر پلٹ جائیں گے۔ تو

من۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہمارا کام احسان

اور وفا ہے خولہ بندہ بد عہدی اور گناہ

کرے

۲ حاصل۔ بات کا خلاصہ یہ ہے

کہ انسان نے چونکہ اصل ذات کا

مشاہدہ نہیں کیا لہذا اس کی اسباب

سے واسطی قابل معافی ہے۔ قافلہ

مشکیزے کے پانی کی کثرت کو دیکھ

کر قافلہ حیران ہو گیا۔ غرقہ کردی

آپ نے قافلہ والوں کو خولہ وہ عربی

تھپیا کردی سب کو سیراب کر دیا۔

۳ اے غلام۔ سب کو سیراب

کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے

غلام سے کہہ دیا۔ معجزہ

میدمید۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے

دل میں ایمانی کیفی پیدا فرما دی۔

چشمہ اب اس کی باطنی آنکھیں

روشن ہو گئی تھیں۔ زواں نظر۔ اس جیٹی

کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی

حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ معین۔

جلدی

شد فراموش ز خولجہ وز مقام
اس سے ٹھکانا اور آقا فراموش ہو گیا
زلزلہ افگند در جانش الہ
خدا نے اس کی حالت میں ہلچل پیدا کر دی
کہ بخویش آ باز رواے مستفید
کہ اے طالب فیض ہوش میں آ جا اور واپس جا
ایں زماں در رہ در آچالاک و چست
اب ہوشیاری اور چستی سے رہ ہدایت پر آ جا
بوسہائے عاشقانہ بس بداد
بہت سے عاشقانہ بو سے دیے
آں زماں مالید و کردا اوفرخش
اس وقت ملے اور اس کو بابرکت بنایا
ہمچو بد رو روز روشن شد شبش
جو دھویں کے چاند کی طرح اور اس کی رات روشن دن بن گئی
گفتش اکنوں روبدہ واگوئے حال
انہوں نے اس سے فرمایا اب گاؤں چلا جا حال بیان کر دے

پائے می شناخت در رفتن زوست
چلنے میں ہاتھ پاؤں میں امتیاز نہ کرتا تھا
سوئے خولجہ از نواجی کارواں
قافلہ کی جانب سے آقا کی جانب
کاں غلامش دیر می آمدنہ زود
کیونکہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام
اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا
دست و پایش ماند از رفتن براہ
اس کے ہاتھ پاؤں راست چلنے سے در ماندہ ہو گئے
باز بہر مصلحت باز کشید
آنحضورؐ نے پھر اس کو مصلحت کھینچا
وقت حیرت نیست حیرت پیش تست
یہ حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت پیش آنے والی ہے
دستہائے ۲ مصطفیٰ بر رو نہاد
اس نے مصطفیٰ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے
مصطفیٰ دست مبارک بر رخس
مصطفیٰ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر
شد سپید آں زنگی و پور حبش
وہ زندگی حبش کی لولاد سفید ہو گیا
یوسف شد در جمال و درد لال
حسن اور ناز و انداز میں یوسف بن گیا

لایمی شد بے سرو بے پایے دست
وہ اندھا دھن اور مست روانہ ہو گیا
پس بیامد با دو مشک پر رواں
وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا
خولجہ برزہ منتظر بنشتہ بود
آقا راستے پر منتظر بیٹھا تھا

۱۔ چشمہا۔ اس غلام کی آنکھوں میں
آنسو آگئے اور اس کو آقا اور گھر فراموش
ہو گیا۔ ماند۔ چونکہ مقام تحریر میں پہنچ
گیا تھا۔ باز کشید۔ آنحضورؐ اس کو
مقام حیرت سے مقام حشر میں
لائے۔ پیش تست۔ جبکہ اور مقامات
طے ہو گئے۔

۲۔ دستہائے اس نے حضور ﷺ
کا دست مبارک پکڑ کر اپنے چہرے
پر ملا اور دست بوی کی۔ فرخ۔ مبارک
زیبا صحت۔ پور۔ بوزن نور۔ پسر۔
بد۔ جو دھویں کا چاند شبش۔ یعنی
اس کا رنگ جو رات کی طرح سیاہ تھا
دن کی طرح منور ہو گیا۔

۳۔ لایمی شد۔ وہ خوشی کی مستی میں
اس طرح روانہ ہوا کہ اس کو اپنے تن
من کی خبر نہ تھی۔ نواجی۔ ناحیہ کی جمع
ہے۔ طرف کندہ۔ دیر آمد۔ چونکہ
قافلہ میں گیا تھا اس لئے تاخیر سے
واپس آ رہا تھا۔

دیدن خولجہ غلام خود را سفید رو و شناختن کہ اوست و با غلام
آقا کا اپنے غلام کو سفید چہرے ملا دیکھنا اور نہ پہچانتا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے
گفتن کہ تو غلام مرا کشتہ و خون اوترا گرفته و خدا تر لبد ست من انداخت
غلام کو قتل کیا ہے اور اس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں ڈال دیا ہے

خواجه از دُورِش بدید و خیرہ ماند
آتا نے اس کو دور سے دیکھا اور حیران رہ گیا
راویہ ما اشتر ما ہست ایں
یہ ہماری پکھال اور ہمارا ہی لونٹ ہے
آں یکے بد رست م آیدز دور
وہ ایک چوڑھویں کا چاند ہے جو دور سے آرہا ہے
گو غلام ما مگر سر گشتہ شد
ہمارا غلام کہیں ہے شاید آوارہ ہو گیا ہے
یا مگر ۲ اورا بکشت ایں بد گھر
یا شاید اس بد ذات نے اس کو قتل کیا
چوں بیاد پیش گفتش کیستی
جب وہ سامنے آیا اس سے کہا تو کون ہے؟
تو غلام راچہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا
گفت گر گشتم بتو چوں آدم
اس نے کہا اگر میں نے قتل کیا چلو میں تیرے پاس کیل آیا ہوں
گفت نے نے در نگیر دبا منت
اس نے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے دت نہیں لگتی
گو غلام من بگفت اینک منم
میرا غلام کہتا ہے اس نے کہا یہ میں ہوں
دیدہ ام صدرے و بدے گشتہ ام
میں نے صدہ کا دید کیا ہے اور میں بدہ بن گیا ہوں
ہی چہ میگوئی غلام من کجاست
خبردار! کیا کہتا ہے میرا غلام کہیں ہے؟
گفت ۳ اسرار تریا آں غلام
اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے ملا

از تحیر اہل آں دہ را بخواند
حیرانی سے اس گاؤں والوں کو بلایا
پس کجا شد بندہ زنگی جہیں
تو کالے چہرے والا غلام کہیں گیا؟
میزند بر نور روز از روش نور
اس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے
یا بدو گر گے رسید و گشتہ شد
یا اس کو بھیڑنا ملا اور ملا گیا
اشترش آورد اینجا از قدر
اور تقدیر سے اس کو لونٹ یہاں لے آیا
از یمن زادی ویا تر کیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا ترک ہے؟
گر بکشتی و انما حیلست جو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہہ دے حیل نہ ڈھونڈ
چوں پائے خود دریں خوں آدم
اپنے پاؤں سے خوں خوں کے محل میں کیل حاضر ہو گیا ہوں؟
راست باید گفت سر دست ایں فنت
سچ کہنا چاہیے یہ تیرا مکر بیکار ہے
کرد دست فصل یزداں روشنم
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منور کر دیا ہے
صاحب فضل و قدرے گشتہ ام
مرتبہ اور بزرگی والا بن گیا ہوں
ہیں نخواہی رست از من جو براست
خبردار! تو سوائے سچی بات کے میرا ہاتھ سے نہیں بچ سکتا
جملہ وا گویم یکا یک من تمام
میں سب ایک ایک پورے بیان کئے دیتا ہوں

۱۔ خیرہ۔ حیران۔ رلویہ۔ مشکیزہ
پکھال۔ رنگی جہیں۔ کالے رنگ
والا۔ میزند اس کے چہرے کا نور دن
کی روشنی پر غالب آ رہا ہے سرگشتہ۔
آوارہ۔

۲۔ یا مگر۔ شاید اس نے اس غلام کو
ملا ڈالا ہے اور تقریر خدو لندی سے اس کو
لونٹ یہاں لے آیا ہے از یمن۔
ترکی اور یمنی لوگ گھر بے رنگ کے
ہوتے ہیں۔ دریں خوں۔ قتل کر کے
خود آتا تو اپنا خون کر لیتا ہے۔ سر
دست۔ یعنی حالا کی نہ چلگئی۔ صدر۔
یعنی اس شخص سے مل گیا۔

۳۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ
اگر وہ تمام سہار کی باتیں تجھے سناؤں جو
کہ میرے خریدنے کے بعد سے
تیرے اور میرے درمیان ہوئیں تو
تجھ کو یقین آ جائے گا کہ میں تیرا وہی
غلام ہوں۔

ز ال زمانے کہ خریدی تو مرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے
تا بکوں باز گویم ماجرا
تا تک کا قصہ دہرائے دیتا ہوں
گرچہ از شبدیزا من صبحے کشود
اگرچہ میری سیاحی سے صبح نمودار ہو گئی ہے
فارغ از رنگ سب و از ارکان خاک
عنصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے
آب نوشاں ترک مشک و خم کنند
پانی پینے والے مشک اور مٹکے کو چھوڑ دیتے ہیں
غرقہ سوریائے نیکوند و پختہ
وہ بے مثل اور لا محدود دنیا میں غرق ہیں
یار بنیش شونہ فرزند قیاس
مشا کا یار بن گمں کا پابند نہ ہو
بہر فحمت را دو صورت گشتہ اند
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں
در پے ہم ہنجو دُنبال و سر اند
م اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
وہ خرد بگذاشت پَر و فر گرفت
اس عقل نے پروں کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی
ہر دو خوش رُو پشت ہمدیگر شدند
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے رو پشت بن گئے
ہر دو آدم را معین و ساجدے
لہذا دونوں آدم کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں

ز ال زمانے کہ خریدی تو مرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے
تا بکوں باز گویم ماجرا
تا تک کا قصہ دہرائے دیتا ہوں
گرچہ از شبدیزا من صبحے کشود
اگرچہ میری سیاحی سے صبح نمودار ہو گئی ہے
فارغ از رنگ سب و از ارکان خاک
عنصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے
آب نوشاں ترک مشک و خم کنند
پانی پینے والے مشک اور مٹکے کو چھوڑ دیتے ہیں
غرقہ سوریائے نیکوند و پختہ
وہ بے مثل اور لا محدود دنیا میں غرق ہیں
یار بنیش شونہ فرزند قیاس
مشا کا یار بن گمں کا پابند نہ ہو
بہر فحمت را دو صورت گشتہ اند
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں
در پے ہم ہنجو دُنبال و سر اند
م اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
وہ خرد بگذاشت پَر و فر گرفت
اس عقل نے پروں کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی
ہر دو خوش رُو پشت ہمدیگر شدند
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے رو پشت بن گئے
ہر دو آدم را معین و ساجدے
لہذا دونوں آدم کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں

۱۔ شبدیز۔ تاریک رات یعنی کالا رنگ۔ صبح۔ یعنی میرا رنگ گہرا ہو گیا۔ رنگ۔ رنگت بدل جانے سے روح اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا روح رنگ وغیرہ سے مبرا ہے۔ تن شناساں۔ اب مولانا نے یہ مضمون شروع فرمادیا کہ جس طرح اس غلام کے آقا کی نظر محض جسم و رنگ پر تھی اس لئے وہ اس کو نہیں پہچان رہا تھا اسی طرح جو ظاہر بن اور جسم شناس ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس کو پہاس ہوتی ہے وہ مٹکے اور مشک پر نظر نہیں کرتا۔ ۲۔ جاں شناساں۔ جو جان کو پہچانتے ہیں وہ تعدد اور شخص سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ دیائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جاں شویہ۔ روح کی پہچان۔ روح کے ذریعہ ہوتی لہذا اپنی روح کے ذریعہ اولیاء کو شناخت کروان کو اپنا دوست سمجھو اور اس آقا کی طرح نہ بنو جس نے اپنے غلام کو گمں سے غیر سمجھا۔ چوں۔ اپنی روح کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھو دونوں روحوں میں وحدت ہے محض ان کے قرا لگو کی وجہ سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ حقیقت ملکیہ اور حقیقت عقل ایک سے دونوں کو جداگانہ صورتیں عطا کر دینے میں کچھ حاکمیتیں ہیں۔ آل ملک۔ حقیقت ملکیہ نے بال و پر اختیار کر لئے لہذا اس میں پرواز کی قوت آگئی عقل نے نداک حقائق کی شان و شوکت حاصل کر لی۔ ۳۔ لا جرم۔ چونکہ فرشتے اور عقل

میں حقیقی وحدت ہے لہذا ایک دوسرے کا مددگار ہے اور ان دونوں میں اس طرح کا اتحاد ہے جیسا کہ

ایک چیز کی رو اور پشت میں اتحاد ہوتا ہے ہم ملک۔ اسی اتحاد کی وجہ سے دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں متحد ہیں اور دونوں کے لئے مددگار اور سجدہ کن بن گئے۔

۱۔ نفس و شیطان جس طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اسی طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے اسی لئے دونوں آدم کے دشمن اور حامد بنے۔ آنک۔ نفس اور شیطان نے حضرت آدم کا صرف جسم دیکھا تو سجدے سے انکار کر دیا عقل اور فرشتے نے ان کے نور باطنی کو دیکھا تو ان کے سامنے جھک گئے۔ آں دو دید۔ عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اس نور سے روشن ہو گئیں نفس اور شیطان کی آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی۔ اس بیان۔ یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ تم اس کے سمجھنے کے اہل نہیں ہو۔ چوں نشاید تمہارے سامنے اس بیان کی تشریح ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے حضرت عمرؓ کے فضائل کا بیان یا بہرے کے سامنے سادگی بجا نا۔

۲۔ ایک۔ کسی میں اہلیت ہے تو اسی مجمل بیان سے شرح و تفصیل سمجھ جائے گا جو مجمل باتیں میں نے کہہ دی ہیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔ مستحق و تفصیل اور تشریح کا مستحق اور اہل ہوتا ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو دیکھ کر ان سے حقائق کا ادراک کر لیتا ہے اصل چیز استحقاق اور طلب و حاجت ہے اگر وہ موجود ہے تو خود تفصیل ہو جاتی ہے آگے مولانا نے اسی مضمون کو واضح کیا ہے۔

۳۔ آں نیاز۔ حضرت مریم کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ نے بچہ کو ذریعہ تشریح کر دی اور حضرت عیسیٰؑ کو وہ میں ان کی پاکدامنی کے شہد بن گئے۔ مجرولو۔ جس طرح عیسیٰ

بود آدم را عدو و حامدے
آدم کے دشمن اور حامد تھے
وانکہ نور مومن دید او خمید
جس نے لالت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا
وہ دو را دیدہ ندیدہ غیر طیں
ان دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سوا کچھ نہ دیکھا
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند
چونکہ یہودی کو انجیل نہیں سنائی جا سکتی
کے توان بر بطن زدن در پیش کر
وہ بہرے کے آگے سادگی کہیں بجائی جا سکتی ہے؟
ہائے وہوئے کہ بر آدم بس ست
جو میں نے ہائے اور ہوئی وہ بہت ہے
نطقے گردد مشرح بار سوخ
اچھی طرح تشریح کرنے والا گویا بن جاتا ہے

نفس اشیطان بود از اول واحدے
نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے
آنکہ آدم را بدن دید او رمید
جس نے آدم کو محض جسم سمجھا وہ بدک گیا
آں دو دیدہ روشناں بودہ ازیں
وہ دونوں آنکھیں اس سے روشن ہو گئیں
اس بیان انکوں چو خر برتخ بماند
اب یہ بیان برف پر گدھے کی طرح رہ گیا
کے توان باشیعہ گفتن از عمر
شیعہ سے حضرت عمرؓ کی بات کب کہی جا سکتی ہے؟
لیک ۲۔ گرد درہ بگوشہ یک کس ست
لیکن اگر گاوں کے گوشہ میں ایک شخص بھی ہے
مستحق شرح را سنگ و گلوخ
شرح کے لائق کے لئے پتھر اور ڈھیل

در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ داد و آفرید از سموات و ارض و احمیان و
اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور
اعراض ہمہ را با استدعا و حاجت آفرید و خود را محتاج چیزے دیگر باید
عرض سب درخواست اور حاجت کی بناء پر کئے ہیں اور اپنے آپ کو دوسری چیزوں کا محتاج بنانا
کردن تالبد بد کہ اھن تجیب المضطر اذا دعا و اضطرار گواہ استحقاق ست
چاہیے تاکہ وہ عطا کرے کیونکہ اس نے فرمایا کون ہے جو مجبور کی دعا سے جب کہ وہ اس کو پکارے اور مجبور کی کو اس نے مستحق ہونے کا گواہ بنایا ہے

آں ۳۔ نیاز مریمی بود دست و درد
وہ حضرت مریم کی نیاز مندی اور درد تھا
جزو او بے او برائے او بگفت
ان کے جزو نے بغیر ان کے کہان کے لئے گفتگو کی
تیرا ہر جزو پیشہ طہر پر بولنے والا ہے



مریم کے خرد بدن تھی اور گواہ بنے اسی طرح تمہارا ہر جزو تمہارا گواہ ہے قیامت میں تمہارے اعضاء تمہارے افعال کی گواہی دیں گے۔

اور نباشی۔ اگر تو تشریح کا مستحق نہیں ہے تو بڑے سے بڑا مقرر بھی ست پڑ جائے گا اور تشریح نہ کرے گا۔ ہرچہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ مخلوق کی ضرورت پوری کرنے کے لئے بنایا ہے۔ حق تعالیٰ۔ آسمانوں کی تخلیق بھی مخلوق کی ضرورت اور احتیاج کی وجہ سے ہے۔ ہر کہ جبکہ تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ سے ہو جو بھی محتاج ہو گا اور اس میں طلب ہو گی وہ ضرور مقصود حاصل کر لے گا۔ مایہ اش۔ رحمت کی اصل اور سرمایہ انسان کا دود ہے۔ ہر کجا۔ جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی چیز پہنچ جاتی ہے دود ہو تو وہ حاصل ہو جاتی ہے فقیر ہو تو سامان مل جاتا ہے جواب اشکل کے پاس پہنچ جاتا ہے اور پانی کھیتی کے پاس پہنچتا ہے۔

۲۔ آب کم جو۔ پانی کی تلاش نہ کر پاس پیدا کر پانی خود بخود تیرے پاس پہنچ جائے گا۔ تانہ اید۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے دود اس کو دودھ کی ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اس کی ماں کے پستان میں دودھ پیدا فرما دیتی ہے۔

۳۔ رو۔ تو بھی بھاگ دوڑ کر پاس اور بدن میں گرمی پیدا کر۔ بعد ازاں۔ جب ضرورت پیدا کرے گا غیب سے پانی کی آواز آنے لگی گی غرضکہ مطلوب کی فکر میں نہ پڑو اس کی حاجت پیدا کر۔ مطلوب خود حاصل ہو جائے گا۔ حاجت تو گھاس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود اس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم حاجت پیدا کر لو خود قدرت مطلوب کو تم تک پہنچا دے گی۔

منکری را چند دست و پا نہی
تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا
ناطقہ ناطق تراوید و بخت
بولنے والے کی قوت ناطقہ نے تجھے دیکھا اور وہ سوئی
تا بیابد طالبے چیزے کہ جست
تاکہ طلبگار ہر وہ چیز پالے جس کو وہ دھونڈے
از برائے دفع حاجات آفرید
حاجتیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا
مایہ اش در دست واصل مرحمت
اس کا سرمایہ دود رحم کی جڑ دود ہے
ہر گجا فقرے نوا آسجا رود
جہاں فقر ہوتا ہے سلمان وہاں پہنچتا ہے
ہر گجا کشتے ست آب آسجا رود
جہاں کھیتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے
تا بخوشد آبت از بالا و پست
تاکہ تیرے اوپر دود نیچے سے پانی جوش مارے
کے رواں گرد زبستان شیر او
اس کا دودھ پستان سے کہاں جلدی ہوتا ہے؟
تا شوی تشنه و حرارت را گرو
تاکہ تو پیاسا بنے اور حرارت میں پھنسے
بانگ آب جو نیوشی اے گیا
اے معزز! تو نہر کے پانی کی آواز سنے گا
آب را گیری سوائے اومی کشیش
تو پانی لیتا ہے اور اس کو اس کی جانب لے جاتا ہے

دست و پا شاہد شونت اے رہی
اے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں گولہ بنیں گے
ورائے نباشی مستحق شرح و گفت
اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے
ہرچہ روید از پے محتاج رُست
جو کچھ اگا ہے محتاج کے لئے اگا ہے
حق تعالیٰ کایں سموات آفرید
حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا
ہر کہ جو یا شد بیابد عاقبت
جو جستجو کرتا ہے بالآخر پا لیتا ہے
ہر گجا دودے دوا آسجا رود
جہاں دود ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے
ہر گجا مشکل جواب آسجا رود
جہاں اشکل ہوتا ہے جواب وہاں جاتا ہے
آب کم جو تشنگی آور بدست
پانی کی تلاش نہ کر پاس پیدا کر
تانہ زاید طفلک نازک گلو
جب تک نرم گئے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا
رو ۳ بدیں بالا و پستیہا بدو
جا اس نشیب و فراز میں دود
بعد ازاں از بانگ زبور ہوا
اس کے بعد ہوا کی بھڑ کی آواز سے
حاجت تو کم نباشد از کشیش
تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہونی چاہیے



گوش گیری آب را تو می گشی
تو پانی کا کان پکڑتا ہے اور اس کو تو کھینچتا ہے

سُوے زرع خشک تیا بد خوشی
خشک کھیتی کی جانب تاکہ وہ تازگی حاصل کرے

زَرعِ اچال را کش جواہر مُضمرست
جان کی کھیتی کے لئے جس میں جواہر چھپے ہوئے ہیں

اَبَرِ رحمت پُرز آبِ کُثرست
رحمت کا بادل کثر کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تاسَقاھُم رَبُّھُم آید خطاب
تاکران کو ان کدب نے سب اب کیا کی بشارت آئے

تَشَنُّہُ بِأَشِ اللّٰہُ اَعْلَمَ بالصَّواب
پیارا بن ' اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدن زنی کافره با طفل شیر خواره نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک کافر عورت کا وہ بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا

وناطق شدن عیسیٰ وار بمعجزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور وہ اس کا حضرت عیسیٰ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بولنا

ہم ازالا ۲ وہ یک زنی از کافراں
اسی گاؤں سے ایک عورت کافروں میں سے

سوئے پیغمبر دواں شد از امتحان
امتحان کے لئے پیغمبر کی طرف دوڑی

پیش پیغمبر در آمد با خمار
اور جہنی لوزہ کر پیغمبر کے سامنے آئی

کود کے دو ماہہ زن را در کنار
دو مہینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

گفت کودک سَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْکَ
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

یا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ جِئْنَا اِلَیْکَ
اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آئے ہیں

مادرش از خشم گفتای خموش
اس کی ماں غصہ سے بولی خبردار! چپ

کیت افگند ایں شہادت ۳ را بگوش
یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی

اے ننھے بچے یہ تجھے کس نے سکھایا
گفت حق آموخت اے طفل صغیر

کہ زبانت گشت در طفلی جریر
کہ تیری زبان بچپن میں تیز بن گئی

اس نے کہا وہ کہیں ہے کہا تیرے سر پر
ایستادہ بر سر تو جبرئیل

در بیاں با جبرئیل من رسل
میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم زبان ہوں

گفت کو گفتا کہ بالائے سرت
اس نے کہا وہ کہیں ہے کہا تیرے سر پر

می نہ بنی گن بکلا منظرت
تو نہیں دیکھ رہی ہے اپنی نگاہ اوپر کر

مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
میرے لئے سینکڑوں طریقے صدائے نام ہیں

میرے لئے سینکڑوں طریقے صدائے نام ہیں

۱ زرع۔ دھوں کی کھیتی کے لئے

۱ زرع۔ دھوں کی کھیتی کے لئے

۲ ہم ازالا۔ وہ ایک زنی از کافراں

۲ ہم ازالا۔ وہ ایک زنی از کافراں

۳ کیت افگند ایں شہادت را بگوش

۳ کیت افگند ایں شہادت را بگوش

بر سرت تباں چو بدرِ کاملے

تیرے سر پر مکمل چوہوں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں

زائے اعلوٰ م می رہاند زیں سفلو

اس بلندی کے ذریعہ وہ مجھے پستی سے چھڑا رہے ہیں

چسیت نلمت باز گود شو مطیع

صاف بتا تیرا کیا نام ہے اور فرمانبردار بن

عبدِ عزّی پیش حق عبدالعزیز

ان چند نالائقوں کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے

حق آنکہ وادت ایں پیغمبری

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری دی ہے

درس بلغ گفت چوں اصحابِ صدر

صد نقشبوں کی طرح پوری تقریر کی

تا دماغ طفل و ما در بوشید

یہاں تک کہ بچہ اور ماں نے خوشبو سونگھی

جاں سپرون بہ بریں بوئے خوط

اس خوط کی خوشبو پر جان دے دینا بہتر ہے

جامد و نامیش صد مروق زند

بے جان و جاندار اس پر سنکڑوں شادیانے بجاتے ہیں

جامد و نامیش صد صدق زند

بے جان اور جاندار اس کی سنکڑوں تصدیق کرتے ہیں

مرغ و ماہی مرد ار حارس شود

پرندہ اور مچھلی اس کے پہرے دار ہوتے ہیں

گفت می بنی تو گفتا کہ بلے

اس نے کہا تو دیکھ رہا ہے کہا کہ ہاں

می بیا موز و مرا وصفِ رسول

وہ مجھے رسول کی صفات بتا رہے ہیں

پس رسولش گفت اے طفلِ رضيع

پھر رسول نے اس سے فرمایا اے دودھ پیتے بچے

گفت نام پیش حق عبدالعزیز

اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے

من زعزّی پاک بیزار و بری

میں عزّی سے پاک، بیزار اور بری ہوں

کودک دو ماہہ ہچموں ماہ بدر

چوہوں رات کے چاند جیسے دو مہینے کے بچہ نے

پس خوط آں دم زحمت در رسید

پھر اسی وقت جنت سے خوط آئی

ہر دو می گفتند کز خوفِ سقوط

دونوں خوشبو کے زوال کے ڈر سے کہہ رہے تھے

آنکہ تعریفش شہنشاہ خود کند

وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے

آں کسے راکش معرف حق بود

وہ جس کی تعریف کرنے والا، اللہ تعالیٰ ہو

آں کسے راکش خدا حافظ بود

وہ جس کا خدا نگہبان ہو

۱۔ اعلوٰ۔ بلندی۔ سفلو۔ پستی۔

رضیع۔ دودھ پیتا بچہ۔ حیز۔ نامرد۔
درس بلغ یعنی آنحضرتؐ کی صفت کا مکمل بیان۔ صاحب صد یعنی صدر نقشبند۔

۲۔ خوط۔ ایک مرکب خوشبو ہے۔
جاں سپرون۔ یعنی ان کو خوشبو اس قدر پسند آئی کہ اس کے ختم ہو جانے کے ڈر سے جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔
شہنشاہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مروق۔ خوشی کا آگ۔

۳۔ آں کسے۔ جس ذات کی خدا تعریف فرمائے دینا کی ہر چیز اس کی تعریف کی تصدیق کرتی ہے۔ جلد۔ بے جان۔ نامی۔ جاندار۔ صدق۔ اس نے سچ بولا۔ حارس۔ محافظ۔

ربودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام را و بردن بہو او

باز کا آنحضرتؐ کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور

نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن

اوندھا کرنا اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا

اندریں بودند کا وارِ اِ صلا
لوگ اسی انتظار میں تھے کہ اذان کی آواز
خواست آئے و وضو را تازہ کرد
پانی مانگا اور تازہ وضو کیا
ہر دو پاشست و بموزہ کرد رائے
دونوں پاؤں دھوئے اور موزے کا ارادہ کیا
دست سوئے موزہ برداں خوش خطاب
اس خوش خطاب نے موزے کی جانب ہاتھ کیا
موزہ را اندر ہوا برد او چوباد
وہ موزے کو ہوا کی طرح فضا میں لئے اڑا
درفاد از موزہ یک مارِ سیاہ
موزے سے ایک کالا سانپ گرا
پس عقاب آں موزہ را آورد باز
پھر باز اس موزے کو واپس لایا
از ضرورت کردم ایں گستاخیے
میں نے یہ گستاخی مجبوراً کی
وائے کو گستاخ پائے می نہد
انہوں اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکھے
پس رسولش شکر یہ گفت و گفت ما
پھر رسول نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ہم
موزہ بر بودی و من در ہم شدم
تو موزہ اچک لے گیا اور میں بگڑا
گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے
گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست
اس نے کہا بات آپ سے بعد ہے کیکآپ غفلت سے مبرا ہیں

مصطفیٰ بشنید از راہِ علّا
لوہنجائی سے مصطفیٰ نے سنی
دست و زور اُشست اوزاں آبِ سرد
اس ٹھنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھویا
موزہ را بر بودیک موزہ ربائے
ایک موزہ نے اڑنے والا موزہ لے اڑا
موزہ را بر بود از دستش عقاب
باز ان کے ہاتھ سے موزہ اچک لے گیا
پس نگوں کرد او ازاں مارے فتاد
پھر اس کو اس نے لوندھا کیا اس میں سے سانپ گرا
زاں عنایت اشد عقابش نیک خواہ
اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیر خواہ بنا
گفت ہیں بستان و رسوئے نماز
بولا ہیں لے لیجئے اور نماز کو جایئے
از ادب دارم شکستہ تاخیئے
میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھنا ہوں
بے ضرورت کش ہوا فتویٰ دہد
بغیر ضرورت کے جب کس کو خواہش نفسانی فتویٰ دیدے
ایں ۳ جفا دیدیم و بود آں خود وفا
یہ ظلم سمجھے اور وہ وفا داری تھی
تو غم بر دی و من در غم شدم
تو نے غم بنایا اور میں غمگین ہوا
دل در اں لحظہ بخود مشغول بود
لیکن دل اس وقت اپنے مشغول تھا
دیدم آں غیب را ہم عکس تست
میرا غیب کو دیکھ لینا بھی آپ کا پر تو ہے

۱۔ آواز صلا۔ یعنی حضور کے دل
میں نماز کے لئے الہام ہوا موزن کی
اذان کی رائے۔ یعنی موزہ پہننے کا ارادہ
کیا۔ موزہ ربائے۔ یعنی عقاب۔
۲۔ عنایت۔ یعنی عقاب کا موزہ
اچک لے جانا۔ شکستہ۔ یعنی اس
گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر مرجھا
گیا ہوں جیسے ٹوٹی ہوئی شاخ مرجھا
جانی ہے وائے۔ ضرورت کے
وقت گستاخی قابلِ گرفت نہیں ہے۔
نفسانی خواہش سے گستاخی
فسوسناک ہے۔
۳۔ ایں۔ یعنی موزہ لے اڑانا۔
در ہم شدم۔ میں بگڑا غم۔ یعنی سانپ
گفت۔ یعنی آنحضرت کی غفلت خود
بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ تنزل
اختیاری کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ مجھ پر
موزے میں سانپ کے ہونے کا
انکشاف آپ کے کشف کا عکس اور پر
تو ہے۔

مار در موزه بہ بینم در ہوا
عکس نورانی ہمہ روشن بود
عکس نورانی بہ تو پورا روشن ہوتا ہے
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود
اللہ کے نیک بندے کا ہر تو بالکل نور ہوتا ہے
عکس ہر کس را بداں اے جاں میں
ہر شخص کے ہر تو کو سمجھ لے اے جان دیکھ لے

نیست از من عکس است اے مصطفیٰ
میرا کام نہیں ہے اے مصطفیٰ ہر آپ کا ہر تو ہے
عکس ظلمانی ہمہ کلخن بود
ظلمانی پر تو بالکل بخنی ہوتا ہے
عکس بیگانہ ہمہ گوری بود
بگانے کا ہر تو بالکل اندھا پن ہوتا ہے
پہلوئے جنسے کہ میخوای نشیں
تو کس جس کے پہل میں بیٹھنا چاہ رہا ہے

۱۔ عکس۔ اولیاء اللہ کی صحبت سے کشف باطنی حاصل ہوتا ہے تاریک دل لوگوں کی صحبت دل کو لئے نور بنا دیتی ہے۔ عکس۔ اللہ کے نیک بندوں کا ہر تو نورانی ہوتا ہے اور خدا سے بیگانوں کا ہر تو ظلمانی ہوتا ہے۔

۲۔ جب موزے کے واقعہ سے یہ نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ انسان کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے تاکہ اچانک جو حادثہ پیش آئے اس سے اللہ کے ساتھ بدگلی چاہیے دیگر۔ عام لوگوں کے لئے جو واقعہ پریشانی کا سبب بنے اس کو بھی تو خنداں پیشانی سے قبول کر۔ زانک۔ اگر پھول کی پتیاں علیحدہ علیحدہ بھی کر دی جائیں تو اس کی مسکراہٹ ختم نہ ہو گی۔

۳۔ گوید۔ پھول بھی سمجھتا ہے کہ میری ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے لہذا کسی جزو کے عدم کی طرف لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں ہے۔ خار۔ یعنی مصیبت عدم۔ یادو۔ گم۔ یعنی کسی چیز کے فوت و جانے کو کسی مصیبت سے نجات کا سبب سمجھو۔ باتصوف۔ تصوف کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات کا عادی و جائے ہرچ از دوست می رسد نیکوست و فرح۔ خوش۔ ترچ۔ رنج۔

جب عبرت گرفتن از ای حکایت و یقین داشتن
ان حکایت سے عبرت کرنے کا پہلو اور یقینی طہ پر جاننا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

عبرت تست ای قصہ اے جاں مر ترا
اے جان! تیرے لئے یہ قصہ باعث عبرت ہے
تاکہ زیرک باشی و نیکو گماں
تاکہ تو ہوشیار اور نیک گمان بن جائے
دیگراں گردند زر و از نیم آں
دوسرے اس کے زر سے پہلے پڑ جائیں
زانکہ از گل گر تو برگش می گنی
کیونکہ اگر تو پھول کی چپاں کر دے
گوید ۳ از خارے چرا افتم بغم
وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں؟
ہرچہ از تو یا وہ گردد از قضا
قضا کی وجہ سے جو چیز تجھ سے گم ہو جائے
ما الصوف قال وجدان الفرح
تصوف کیا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا
آں عقابش را عقابے داں کہ او
اس سزا کو وہ باز سمجھ لے جو
تاشوی راضی تو در حکم خدا
تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے
چوں بہ بنی واقعہ بد ناگہاں
جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے
تو چو گل خنداں گہ سود و زیاں
تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح کھلے
خندہ نگذارد نگرود مثنی
وہ مسکراتا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مرجھائے گا
خندہ را من خود زخار آورده ام
میں نے اپنی مسکراہٹ کانٹے سے لی ہے
تو ع یقین داں کہ خریدت از بلا
تو یقین کر لے کہ اس نے تجھے مصیبت سے نجات دی ہے
فی الفواد عند راتیان الترح
دل میں رنج آنے کے وقت
در ربود آں موزہ را زان نیک خو
ان نیک خصلت سے موزہ اڑا لے گیا

تارہاند پاش را از زخم مار
تا کہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے زخم سے بجائے
گفت لَا تَأْسُوا عَلَی مَا فَاتَكُمْ
فرمایا جو غم سے جانا رہے اس پر غم نہ کرو
گفت ہر چہ آں فوت شد عملیں مشو
فرمایا جو چیز فوت ہو جائے اس پر عملیں نہ بن
گر بلا آید ترا لدہ مبر
اگر تجھ پر مصیبت آئے غم نہ کر
کاں ۲ بلا دفع بلاہائے بزرگ
کیونکہ وہ مصیبت بڑی مصیبتوں کے لئے دفع ہے
راحت جاں آمد اے جاں فوت مال
اے عزیز! مال کا فوت ہونا جانا کی حفاظت ہے

استدعائے آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہائم و
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چوپایوں اور پرندوں کی زبان سیکھنے کی درخواست
طیور و قبول کردن موسیٰ با امر حق
اور ان کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کو قبول کر لینا

گفت موسیٰ رایکے مرد جوان
ایک نوجوان نے حضرت موسیٰ سے غرض کیا
تا بود سحر کز بانگ حیوانات وود
ہو سکتا ہے کہ حیوانات اور درندوں کی آواز سے
چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
چونکہ تمام لواد آدم کی زبانیں
بو کہ حیوانات را وود وگر
ہو سکتا ہے کہ حیوانات کا کوئی دھوا معمول
گفت موسیٰ رو گذر گن زیں ہوس
حضرت موسیٰ نے فرمایا جاں ہوس سے ہر گزر کر

کہ بیا موزم زبان جانوراں
کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے
عبرتے حاصل کنم در دین حق
اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کر لوں
در پئے آبست و نان و دمدہ
روٹی، پانی اور مکر کے لئے ہیں
باشد از تدبیر ہنگام گذر
ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا
کایں خطر دارد بے در پیش و پس
کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے رکھتا ہے

۱۔ اے خنک۔ یعنی عقل قابل
مہر کہا ہے جو قضا پر راضی دلوں اس پر
شکوہ و شبہات کا غبد بالکل ن
رہے۔ گفت۔ قرآن میں فرمایا گیا
کے کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو۔ ان
آئی۔ اس کا تعلق قرآنی آیت سے
نہیں ہے۔ سرحان۔ بھیڑیا۔

۲۔ کاں بلا۔ انسان کی ایک
مصیبت بت سی بڑی مصیبتوں سے
نجات کا سبب بنتی ہے۔ راحت
جاں۔ مال کی تباہی جان کی راحت کا
سبب بن جاتی ہے۔ استدعا۔ اس
قص سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال تبا
ہونے سے جان بچی ورنہ جان کی
لاکت ہوتی۔

۳۔ ملود۔ جانوروں کی زبان سیکھنے
والے لہذا کہا کہ انسانوں کی تمام باتیں تو
دنیا داری کی ہیں شاید جانوروں کی
باتیں آرت سے متعلق ہوں تو میں
ان سے عبرت حاصل کر لوں گا۔ وود۔
عہادت کا معمول۔ ہنگام گذر۔ موت
کا وقت۔

نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب

نہ کتاب اور گفتگو اور حرف اور نون سے

گرم تر گرد وہمی از منع مرد

روکنے سے انسان اور مصر ہو جاتا ہے

ہر چ چیزے بود از تو چیز یافت

جو کچھ بھی تھا اس نے آپ سے کچھ پایا

لائق لطف نباشد اے جواد

اے نئی! آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے

یاس باشد ک مرا منع شوی

اگر آپ مجھے منع کریں گے تو مایوسی ہوگی

سخرہ کرد سستش مگر دیو رجم

شاید ملعون شیطان نے اس کو بہکایا ہے

ورنیا موزم دش بد می شود

اگر نہیں سکھاتا تو اس کا دل برا ہوگا

رد نہ کر دیم از کرم ہرگز دعا

کرم سے ہرگز دعا رد نہیں کی ہے

دست خاید جاہلہا ابر درو

ہاتھ چبائے گا کپڑے پھاڑے گا

عجز بہتر مایہ پرہیزگار

عاجزی 'پرہیزگار' کے لئے بہت اچھا سرمایہ ہے

کہ بتقوئے ماند دست نارساں

نا رسا ہاتھ پرہیزگاری میں رہتا ہے

کہ ز قدرت صیر ہا پدرو شد

کہ قدرت کثرت بہت سے صبر رخصت ہو جاتے ہیں

از بلائے نفس پر حرص و غماں

حرص اور غموں سے کبھرے نفس کی مصیبت سے

عبرت او بیداری از یزداں طلب

عبرت اور آگاہی خدا سے مانگ

گرم تر شد اوز آں منعش کہ کرد

وہ اس روکنے سے اور زیادہ سرگرم ہو گیا

گفت اے موسیٰ چونور تو بتافت

اس نے کہا اے موسیٰ جب سے آپ کا نور نمودار ہوا ہے

مر مرا محروم کردن زیں مراد

اس مقصد سے مجھے محروم کرنا

ایں زماں قایم مقام حق توئی

اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں

گفت ۲ موسیٰ یارب ایں مرد سلیم

حضرت موسیٰ نے فرمایا اے خدا اس بھولے انسان کو

گر بیا موزم زیاں کارش بود

اگر میں سکھا دوں وہ اس کے لئے نقصان نہ ہوگا

گفت اے موسیٰ بیا موزش کہ ما

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کو سکھا دے کیونکہ ہم نے

گفت یا رب او پشیمانی خورد

موسیٰ نے فرمایا اے خدا وہ شرمندہ ہوگا

نیست ۳ قدرت ہر کسے راسازوار

قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے

فقر زیں رو فخر آمد جا و داں

اسی لئے فقر ہمیشہ فخر سے

زاں غنا و زان غنی مردود شد

اسی لئے مالداری اور مالدار مردود ہوا ہے

آدی را عجز و فقر آمد آماں

آدی کے لئے عجز اور فقر باعث امن ہے

۱۔ عبرت کتاب اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتی خدا کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔ گرم۔ حضرت موسیٰ کے انکار سے اس کا اصرار اور بڑھ گیا اس لئے کہ یہی انسان مزاج ہے۔ گفت۔ وہ حضرت موسیٰ سے اصرار میں یہ باتیں کہنے لگا۔

۲۔ گفت۔ اس کے اصرار سے عاجز آ کر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو سکھا دو۔ گفت یارب۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر اس کو سکھا دوں گا تو وہ اس کے نتائج سے شرمندہ ہوگا اور افسوس کرے گا۔

۳۔ نیست۔ باختیار اور با قدرت ہونا ہر شخص کے لئے بغیر نہیں ہوتا ہے قدرت کا نہ ہونا انسان کو پہرہ زگار بناتا ہے فقر میں انسان کو بہت سے گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اسی لئے وہ باعث فخر ہے مالدار اپنی مالداری کے ذریعہ بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اس لئے مردود ہو جاتا ہے۔

آل غم آیدز آروز ہائے فضول

بیچارہ آرزوؤں سے غم پیدا ہوتا ہے

آرزوئے گل بود گل خوارہ را

مٹی کھانے والے کو مٹی کی تمنا ہوتی ہے

کہ بدال خو کردہ است آل صید غول

جن کی اس شیطان کے قیدی نے عادت ڈال لی ہے

گل شکر نگوار دآں بیچارہ را

اس بے چارے کو گلشن گولہ نہیں ہوتا ہے

وہی آمدن از حق تعالیٰ بموی علیہ السلام کہ بیا موزش

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت موی علیہ السلام کو وحی آتا کہ اس کو کچھ

چیزے کہ استدعا می کند بعضے را ازال

تھوڑا سا سکھا دو جس کی وہ درخواست کرتا ہے

گفت یزدال تو بدہ است او

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس کی مراد پوری کر دے

اختیار آمد عبادت را نمک

اختیار عبادت کا نمک ہے

گردش اوردانہ اجرو نے عتاب

اس کی گردش کا نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے

جملہ ۲ عالم خود مسیح آمدن

تمام عالم خود مسیح پڑھنے والے ہیں

تیغ درد ستش نہ از عجزش بکن

اس کے ہاتھ میں تلوار دیدے اس کا بجز ختم کر دے

زانکہ سہ گز مناشد آدم ز اختیار

اختیار کی وجہ سے بنی آدم کرنا کا مصداق بنا

مومنال کان غسل ز نبور وار

مومن شہد کی کھمی کی طرح شہد کی کان ہیں

زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات

کیونکہ مومن نے اچھے پونے کھائے ہیں

بر گشادر اختیار آل دست او

اختیار میں اس کا ہاتھ کھول دے

ورنہ می گردد بنا خواہ اس فلک

ورنہ بغیر ارادہ کے یہ آسمان بھی طواف کر رہا ہے

کا اختیار آمد ہنر وقت حساب

کیونکہ حساب کے وقت اختیار معیار ہے

نیست آل تسبیح جبری مزدمند

لیکن وہ جبری تسبیح اجر کا سبب نہیں ہے

تا کہ غازی گردد او یارا ہزن

تا کہ وہ غازی بنے یا ڈاکو

نیم زنبور غسل نیمیش مار

اس کا نصف شہد کی کھمی نصف سانپ ہے

کافراں خود کان زہرے ہچکو مار

کافر زہر کی کان میں سانپ کی طرح ہیں

تا چونکلے گشت سبق او حیات

یہاں تک کہ شہد کی کھمی کی طرح اس کا عذاب حیات بنا ہے

۱۔ آل غم۔ مالدار میں غلط قسم کی

تمنا میں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے وہ

فکر میں مبتلا رہتا ہے اور اس کی عادت

ایسی بگڑ جاتی ہے کہ کچھ چیز اس کو مافی

عی نہیں آتی۔ بایست۔ خواہش۔

اختیار۔ یعنی اب تو وہ جانوروں کی

باتیں سمجھنے سے عاجز ہے اس کو

قدرت اور اختیار عطا کر دے۔

اختیار انسان کا اختیار ہی اس کو جزا اور

سزا کا مستحق بناتا ہے مضطر کے فعل کا

کوئی اعتبار نہیں ہے عبادت میں

چونکہ بندہ کے اختیار کو دخل ہے اس

لئے اس میں خوبی ہے آسمان کی

گردش اضطراری ہے لہذا نہ اس پر

ثواب کا ترجہ ہے نہ لعاب کا۔

حساب۔ اللہ تعالیٰ جس وقت محاسبہ

کرے گا تو انسان کے اختیاری

افعال کا محاسبہ ہوگا۔

۲۔ جملہ۔ کائنات میں سے ہر چیز

اللہ کی تسبیح خواں ہے لیکن یہ ان کی

اضطراری تسبیح ہے لہذا اس پر ان کو کوئی

ثواب نہ ملے گا۔ مزدمند۔ مزدوری

کے قائل۔ تیغ۔ جب تک انسان

کے پاس تلوار نہ ہو وہ نغازی بن سکتا

ہے نہ ڈاکوؤں کا مل جائے تو پھر غازی

ہونے کا ثواب یا ڈاکو ہونے کا عذاب

مرتب ہوگا۔

۳۔ زانکہ۔ انسان کو کرامت کی

فضیلت اسی لئے حاصل ہوئی ہے

کہ اس میں برائی کی بھی قدرت

ہے اور بھلائی کی بھی۔ کرنا۔

قرآن قاک میں مذکور ہے کہ م

نے بنی آدم کو عزت بخشی

مومنوں۔ نیک عمل کرنے والے

دوسروں کے لئے بھی راحت کا

سبب ہیں۔ کافراں۔ کافر دوسروں

کے لئے بھی مصیبت ہیں۔



باز کافر خورد شربت از صدید
ہم ز قوتش زہر شد دروے پدید
پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا
اس کی غذا سے بھی اس میں زہر پیدا ہو گیا
اہل الہام خدا عین الحیات
اہل تسویل ہوا سُم الحیات
خدا کے الہام کے آب حیات کا چشم ہیں
خواہش نفسانی کے طمع والے موت کا زہر ہیں
در جہاں ایں مدح و شہابش وز ہے
ز اختیارست و حفاظ و آگے
دنیا میں یہ تعریف اور شہابش اور وہ وہ
مجملہ زنداں چونکہ در زنداں روند
اختیار اور مروت اور آگاہی کی جہ سے ہے
تمام لوباش جب قید خانے میں جائیں گے
مستقی و زاہد و حق خوان شوند
چونکہ قدرت رفت کسبہ خد عمل
مستقی اور پرہیزگار اور اللہ کو پکارنے والے بن جائے گے
چونکہ قدرت جاتی رہی عمل کھٹا ہو گیا
ہیں کہ تا سرمایہ نستاند اجل
قدرت موت سرمایہ کو نہ چھین لے
قدرت قدرت سودست ہیں
خبردار! موت سرمایہ کو نہ چھین لے
آگاہ! نفع کا سرمایہ تیری قدرت ہے
وقت قدرت رانگہدار و بہیں
قدرت کے وقت کی نگہداشت کر اور دیکھ لے
آدمی برزخک ۲ کر مٹنا سوار
در کف در کش عنان اختیار
انسان کر مٹنا کے گھوڑے پر سوار ہے
باز موسے داد پند اورا بمہر
اس کی عقل کے ہاتھ میں اخید کی باگ ہے
حضرت موسیٰ نے محبت سے پھر اسے نصیحت کی
ترک ایں سودا بگو و زحق تبرس
کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر
اس جنون کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر
اس جنون کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر
ہیں برو در بر خود کم طلب
کیونکہ یہ تیری مراد ہے کہ تیرے
خبردار! اپنا مدد نہ مول لے

۱۔ جہاں۔ دنیا میں جس قدر
تعریفیں ہیں وہ انسان کے اختیاری
افعل پر ہیں۔ مجملہ زنداں۔ دوزخ
میں جا کر دوزخی عبادت کرے لیکن وہ
ان کی اضطرابی عبادت ہوگی جو غیر
معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اس وقت
کی قدر کرنی چاہیے جس میں اس کو
اختیار حاصل ہے وہی اس کے نفع کا
سرمایہ ہے جب قدرت باقی نہ رہے
گی اس وقت کی تنگی بیکار ہے۔
۲۔ بزخک۔ سفید گھوڑا سفید۔
دک۔ اداک عقل۔ عنان۔
بانگ۔ کہ مرادت۔ یعنی اگر تو
جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہو
گا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جانتا
تیرے لئے مدد سر بنے گا۔ تعب۔
مشقت۔
۳۔ قانع۔ پہلے وہ مصرتھا کہ سب
جانوروں کی بولی جان جائے اب اس
پر راضی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے
مرغ اور کتے کی بولی جان لے

قلع ۳ شدن آل مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و

اس طالب انسان کا گھریلو مرغ اور کتے کی زبان سیکھنے پر قانع

سگ واجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اورا

ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مان جانا

گفت ہارے نطق سگ کو بردست نطق مرغ خانگی کاہل پرست

اس نے کا کہ لاکم کتے کی بولی جو حادہ پر ہے گھریلو مرغ کی بولی جو پرہ سے

گفت موسیٰ ہیں تو دانی زورسید

حضرت موسیٰ نے فرمایا تو جان لے گا اس اللہ سے اجازت آگئی

بامداداں از برائے امتحان

صبح کو آزمائش کے لئے

خادمہ سفرہ بیفشاند و فقاد

خادمہ نے دسترخوان جھانا اور گرا

در ربود آثر اُخرو سے چوں گرو

مرغ اس کو گروی چیز کی طرح اچک لے گیا

دانہ گندم ۲ توانی خورد و من

تو گیہوں کا دانہ کھا سکتا ہے اور میں

گندم و جو را و باقی خوب

گیہوں اور جو اور باقی دانے

اس لب نانے کہ قسم ماست آں

یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہمارا حصہ ہے

نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید

ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی

ایستاد او منتظر بر آستان

وہ چوکت پر منتظر گھڑا ہو گیا

پارہ نان بیات آثار زاد

پای روٹی کا ٹکڑا کھانے کا بقیہ

گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو

کتے نے کہا جا ' تو نے ہم پر ظلم کیا

عاجزم از دانہ خوردن در وطن

وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں

می توانی خورد و من نے اے طروب

اے مست! تو کھا سکتا ہے اور میں نے کھا سکتا

می ربائی ایں قدر را از سگاں

اتنے کو بھی تو کتوں سے اچک لیتا ہے

جواب خروس سگ را

مرغ کا کتے کو جواب

پس خروش گفت تن زن غم مخور

پھر مرغ نے اس کو چپ ہو جا غم نہ کر

اسپ ایں خواجه سقط خواهد شدن

اس آقا کا گھوڑا مر جائے گا

مر سگاں را عید باشد مرگ اسپ

گھوڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے

اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد

مرد نے جب سنا ' گھوڑا فروخت کر دیا

روز دیگر ہمچنان ناں را رُود

دوسرے دن بھی اسی طرح سے روٹی لے اڑا

کہ خدا بد بد عوض زیں بہ دگر

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دھرا بدلہ دے گا

روز فرد اسیر خور کم کن خون

کل کو پیٹ بھر کر کھانا غم نہ کر

روزی وافر ۳ بود بے جہد و کسب

بغیر محنت اور کمائی کے بہت خوراک ہوتی ہے

پیش سگ شد آں خرومک دوائے زرد

وہ پیچاڑہ مرغ کتے کے آگے شرمندہ ہوا

آں خروس و سگ برو لب بر کشود

وہ مرغ ' اور کتے نے اس پر لب کشائی کی

۱۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے

فرمایا کہ اللہ کی جانب سے مجھے اس

کے سکھانے کی اجازت آگئی ہے تو

اب جان جائے گا۔ امتحان۔ اس

آزمائش کے لئے کہ بولی سمجھنا لگا ہے

یا نہیں۔ نان بیات۔ پای روٹی۔

چوں گرو۔ یعنی جس طرح رہن دیکھے

والا رہن کی چیز پر قبضہ کرتا ہے۔

۲۔ دانہ گندم۔ کتے نے کہا تو نے

مجھے پر ظلم کیا۔ روٹی میرا حصہ تھی تو دانہ

چک سکتا ہے میں صرف روٹی کھا سکتا

ہوں۔ در وطن۔ جنگل میں کتا ہر چیز

کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خوب۔

دانے۔ طروب۔ مست۔ لب نان۔

روٹی کا کنارہ۔ سقط۔ قاف کے سکون

کے ساتھ۔ چوپایہ کا مرنا۔ حزن غم۔

۳۔ وافر۔ بھرپور۔ دوائے زرد۔

چونکہ مرغ کی پیشگوئی کے مطابق

کتے کو مرہ گھوڑا کھانے کا ملا تو مرغ

شرمندہ ہوا۔

ظالمی و کا ذبی وبے فروغ

تو ظالم ہے اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

کور اختر گوئی محرومی ز راست

تو اندھا نجومی ہے، سچائی سے محروم ہے

کہ سقط شد اسپ او جائے دگر

کہ اس کا گھوڑا دھڑکی جگہ مر گیا ہے

آں زیاں انداخت او بر دیگران

ان نے وہ نقصان دہروں پر ڈال دیا

مر سگاں را باشد آں نعمت فقط

وہ صرف کتوں کے لئے نعمت ہو گا

یافت از غم و ز زیاں آں دم محیص

اس وقت بھی وہ رنج اور نقصان سے نجات پا گیا

اے امیر کا ذباں باطل و گوس

اے نقابے اور گھٹنے کے ساتھ جھوٹوں کے سردار

دوغی اے نااہل دوغی دوغ دوغ

اے نااہل! تو چھاپچھاپ ہے تو چھاپچھاپ ہے چھاپچھاپ

لیکن فرد ایش غلام آید مَصَاب

لیکن کل کو اس غلام بیمار پڑے گا

بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا

کتوں اور مانگنے والوں سے اس کے رشتہ دار بھیانگے

رست از خسران و رخ ۳ را بر فروخت

نقصان سے بچ گیا اور چہرے کو روشن کر لیا

رستم ارز سہ واقعہ اندر زمن

زمانے میں تین حادثوں سے بچ گیا

دیدہ سوء لقطا را دو ختم

بری قضا کی آنکھ سی دی ہے

کائے خروں عشوہ اوہ چندیں دُرُوع

کہ اے مرغ! مکار اس قدر جھوٹ

اسپ کش گفתי سقط گرد و گجاست

وگھوڑا جس کے بدن میں تو نے کہا تھا کہ ادرے گا کہل ہے

گفت اُورا آں خروں باخبر

اس باخبر مرغ نے اس سے کہا

اسپ را بفروخت بخت است او از زیاں

گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا

لیک فردا استرش ۲ گرد سقط

لیکن کل کو اس کا خچر مرے گا

زود استر را فروشید آں حریص

ال لاپچی نے فوراً خچر بیچ ڈالا

روز ثالث گفت سگ ہا آں خروں

تیسرے دن کہنے نے اس مرغ سے کہا

تا بکے گوئی دروغے بے فروغ

تو نہ چلنے والا جھوٹ کب تک بونے گا

گفت او بفروخت استر را شتاب

کہا اس نے خچر جلدی سے بیچ دیا

چوں غلام او بمیرد نانہا

جب اس کا غلام مرے گا روٹیاں

ایں شنید آں غلامش را فروخت

سنا اور اس نے اس غلام کو بیچ ڈالا

شکر بامی کرد و شادیہا کہ من

شکریے ادا کرتا تھا اور خوشیاں کہ میں

تا زبان مرغ و سگ آمو ختم

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے

۱۔ عشوہ۔ مکر فریب۔ اختر گو۔ ستاروں کی باتیں کرنے والا نجومی اگر اندھا ہو تو وہ ستاروں کے فائدہ نہیں دیکھ سکتا اس لئے اس کی پیش گوئیاں غلط ہوتی۔

۲۔ استر۔ خچر۔ فقط۔ چونکہ مرغ اس کو نہ کھا سکے گا۔ محض۔ چھٹکارا نجات باطل۔ یعنی ڈنکے کی چوٹ جھوٹ بولنے والا۔ دروغ۔ چھاپچھاپ المصائب بیمار۔

۳۔ رخ۔ یعنی نقصان سے بچنے پر سرخود ہو گیا۔ واقعہ۔ گھوڑے خچر اور غلام کا نقصان۔ دیدہ۔ یعنی اب بری تقدیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

نخل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سه وعده
تین وعدوں کے جھوٹے ہو جانے سے مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روز دیگر آں سگ محروم گفت
دوسرے دن اس محروم کتے نے کہا
چند چند آخر دروغ و مکر تو
تیرا مکر اور جھوٹ آخر کس قدر
گفت حاشا از من و از جنس من
اس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بعید ہے
ماخروساں چوں مؤذن راست گو
ہم مرغ مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں
پاسبان آتائیم از دروں
ہم اند سے سورج کے نگہبان ہیں
پاسبان آفتاب انداولیا
اولیاء سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں
اصل ما را حق پے بانگ و نماز
ہماری نسل اللہ تعالیٰ نے نماز کی نذر کے لئے
گربنا ہنگام سہو ماں - رَوَد
اگر بے وقت ہم سے بھول ہو جائے
گفت ناہنگام حسی علی الفلاح
بے وقت حسی علی الفلاح کہنا
آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط
وہ جو بے گناہ اور غلطی سے پاک ہے
آں غلامش مرد پیش مشتری
اس کا وہ غلام خرید کے پاس مر گیا
او گریزانید ماش را ولیک
اس نے اپنا مال بچلایا لیکن

کائے خروش نثار خا کو طاق او بخت
اے بکواس مرغ! اکہرا اور دہرا کہیں ہے؟
خود نہ پڑ و جز دروغ از و کر تو
تیرے گھونسلے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ملتا ہے
کہ بگردیم از دورغی سخن
کہ ہم کسی جھوٹ میں مبتلا ہوں
ہم رقیب آفتاب و وقت جو
ہم سورج پر نظر رکھنے والے وقت کی جستجو کرنے والے ہیں
گر گنی بالائے ماطشے نگوں
اگر تو ہم پر طشت لوندھا کر دے
در بشر واقف ز اسرار خدا
انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں
داد ہدیہ آدمی را در جہاز
سلمان میں آدمی کو ہدیہ میں دی ہے
در ازاں آں مقتل مامی شود
اذان میں وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے
خون ما را می گند خوار و مباح
ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے
آں خروس و جی جاں آمد فقط
وہ صرف روح کی وجہ کا مرغ ہے
شد زیان مشتری آں یکسری
وہ بالکل خرید کا نقصان بنا
خون خود را یخت آں دریاب نیک
اس نے اپنا خون بہلایا اس کو خوب سمجھ لے

۱۔ طاق و بخت۔ وہ بہت سی پیشگوئیاں جو تونے کی تھیں۔ وکر۔ پرند کا گھونسلہ۔ سخن۔ آزمائش میں بڑا ہول۔ ماخروساں۔ مرغ صبح صادق کے وقت بولتا ہے۔ پاسبان۔ مکر۔ اگر تیریک کھری میں بھی ہوتا اس کو صبح صادق کا احساس ہو جاتا ہے۔ اولیاء۔ جس طرح مرغ آسمانی سورج کا پاسبان ہے اسی طرح اولیاء حق تعالیٰ کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو اسرار خداوندی ہیں ان کو پہچان لیتے ہیں۔

۲۔ جہاز۔ سلمان یا حضرت نوح کی کشتی یعنی مرغوں کو خدا نے صبح کے نماز کے وقت کی۔ اطلاع دینے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ گربنا ہنگام۔ جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ معصوم۔ مرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم صرف انبیاء ہیں باجبرئیل جو وحی لاتے تھے۔

۳۔ آں غلامش۔ مالک نے مرغ سے غلام کے مرنے کی پیشگوئی سن کر اس غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خریدار کے پاس جا کر مر گیا۔ لو۔ اس مالک نے اپنا مال بچالیا اور نقصانات سے بچ گیا لیکن نتیجہ میں اس کی جان ہلاک ہوئی۔

جسم و مال ماست جانہارا فدے

ہمارا جسم اور مال جانوں کا فدیہ ہے

مید ہی تو مال و سر رامی خری

تو مال دے دیتا ہے اور سر بچا لیتا ہے

می گریزدانی زواور مال را

اللہ تعالیٰ سے تو مال کو چھپاتا ہے

آں زیانے نیست سود تو بود

وہ نقصان نہیں ہے تیرا نفع ہوتا ہے

یک ازیاں دفع زیانہامی شدے

ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفعیہ ہو جاتا

پیش شلہاں در سیاست گستری

پادشاہوں کے دربار 'انصاف کرنے میں

اجمی ۲ چوں گشتہ اندر قضا

چونکہ قضا خداوندی کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے

زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود

کیونکہ تیرا مال اگر تجھ پر قربان ہو جائے

خبر دادن	خروس	از	مرگ	آں	خولجہ
مرغ کا	آقا کے	مرنے کی	خبر دینا		

گاؤ خواہد کشت وارث در حنین

اس کے غم میں وارث گائے ذبح کرے گا

روز فردا نک رسیدت لوت زفت

کل کو تجھے ضرور چکنی غذا ملے گی

در میان کوئے پابد خاص و عام

ہر خاص و عام نگلی میں پائے گا

برسگان و سائلان ریز و سبک

کتنوں اور بھکاریوں پر بہائے گا

بد قضا گردان ایں مغرور خام

اس متکبر 'نا تجربہ کار کی قضا کو لوٹانے والا تھا

مال افزوں کرد و خون خویش ریخت ۳

اس نے مال بڑھا لیا اور اپنا خون بہلایا

کاں بلا برتن بقائے جہانہاست

اس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بقا ہے

چوں کند تن را سقیم و ہالکے

تو جسم کو بیمار اور فنا کیوں کرے

لیک فرد اخواید او مردن یقین

لیکن وہ کل کو یقیناً مرے گا

صاحب خان بخواید مردورفت

گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا

پار ہائے نان ولا انگ و طعام

روٹی کے ٹکڑے اور لنگر اور کھانا

گا و قربانی و نانہائے تنک

قربان کی گائے اور ہلکی چپاتی

مرگ اسپ و استر و مرگ غلام

گھوڑے اور خچر کا مرنا اور غلام کا مرنا

از زیاں مال و درد آں گریخت

یہ مال کے نقصان اور اس کی تکلیف سے بھاگا

ایں ریاضتہائے درویشاں چراست

یہ درویشوں کے مجاہدے کیوں ہیں؟

تا بقائے خود نہ بیند سالکے

جب تک سالک اپنی بقا نہ سمجھے

۱۔ ایک زیاں۔ ایک نقصان قضا قدر

میں بہت سے نقصانوں کا دفعیہ ہوتا

۲۔ پیش شلہاں۔ دنیاوی عدالتوں

میں انسان مال خرچ کر کے جان

بچاتا ہے

۳۔ اجمی۔ بیگانہ چینی۔ حنین۔ دینا۔

لوت زفت۔ قیمتی غذا لانگ۔ لنگر

خام۔ نا تجربہ کار۔

۴۔ ریخت۔ اگر مال ضائع ہو جاتا تو

جان بچ جاتی۔ ریاضتہائے۔ یعنی

مجاہدوں کی محنت۔ سالک۔ سلوک

معرفت سے کرنے والا چونکہ فنا جسم

میں بقائے روح سمجھتا ہے اسی لئے

ریاضتوں میں بدن کو گھلاتا ہے۔

دست اے کے جذبہ بایثار و عمل
ایثار اور عمل میں ہاتھ کب ہے
آنکہ بدہد بے امید و سودا
جو بغیر امید اور نفع کے دیتا ہے
یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت
باللہ کا دست جس نے اللہ کے اخلاق حاصل کر لئے ہیں
کو غنی ست و جز او جملہ فقیر
کیونکہ بے نیاز سے اور اس کے علاوہ سب محتاج ہے
تاناہ بیند کوو کے کہ سیب ہست
جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے
۱۔ ہنمہ بازار بھر ایں غرض
یہ تمام بازار والے ہی غرض سے
صد متاع ۲ خوب عرضہ می کنند
سینکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں
یک سلائے نشوئی اے مرد دیں
اے دیندار! تو ایک سلام بھی نہ سنے گا
بے طمع نشنیدہ ام از خاص و عام
میں نے کسی خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا ہے
جز سلام حق تو ہیں آں راہجو
سوائے اللہ تعالیٰ کے سلام کے تو ضرور اس کی جستجو کر
از دہان ۳ آدمی خوش مشام
صحیح انداز آدمی کے منہ سے
وین سلام باقیان بر بوئے آں
بقیہ لوگوں کا سلام بھی اسی کی خوشبو کی وجہ سے
زاں سلام او سلام حق شد دست
اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

تاناہ بیند داوہ را جانش بدل
جب تک کہ دیئے ہوئے کا بدلہ جان کے لئے نہ سمجھ لے
آں خدایت آں خدایت آں خدا
وہ تو خدا ہے، وہ خدا ہے، وہ خدا ہے
نور گشت و تابش مطلق گرفت
جو نور بن گیا ہے اور مطلق چمک حاصل کر لی ہے
کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر
محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے
او پیاز گندہ راندہد زدست
وہ بدوہ پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے
برو کاہنا شستہ بر بوئے عوض
بدلے کی امید پر دکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں
واندرون دل عوضہای متند
اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں
کہ نگیر و آخرت آں استیں
جو بالآخر تیری استیں نہ پکڑے
من سلائے اے برادر و السلام
ایک سلام بھی اے بھائی و السلام
خانہ خانہ جا بجا و کوہکو
گھر گھر، جگہ جگہ، اور کوہ کوہ کوہ
ہم پیام حق شنودم ہم سلام
میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام بھی اور سلام بھی
من ہی نوشم بدل خوشتر ز جاں
میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے
کاتش اندر دود مان خود زدست
کیونکہ اس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

۱۔ دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ
عوض اور بدلہ کے لالچ میں کرتا ہے۔
آنکہ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی
صفت ہے یا ولی۔ چونکہ بولیا، اللہ
اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں
لہذا ان کے کام بھی غرض سے خالی
ہوتے ہیں۔ کوئی۔ اللہ کے کام بغیر
غرض کے اس لئے ہیں کہ وہ بے نیاز
ہوں انسان کے کام غرض پر اس لئے
مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تاناہ
بیند۔ بچہ بھی جب تک اچھا عوض نہیں
دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے۔
۱۔ ہنمہ۔ دنیا کے سارے کاہن
بدلے غرض کے بنیاد پر چلتے ہیں۔
۲۔ صد متاع۔ سامان تاجر اپنے عمدہ قسم
کے سامان کا ہر کو بدلے کے لالچ
میں دکھاتے ہیں۔ یک سلائے۔ دنیا
میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا
ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے
کے لئے ہاتھ پکڑتا ہے۔ نحو۔ اللہ کی
جانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض
سے خالی ہوتا ہے۔

۳۔ از دہان۔ میں نے اللہ کی
زبان سے اللہ کا پیام و سلام سنا ہے
میں اسی سلام کی توقع پر عوام کا سلام
دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں
کہ شاید ان میں کوئی اس طرح کا
سلام ہو۔ زن سلام۔ اہل اللہ کا
سلام اللہ کا سلام اس وجہ سے ہو گیا
ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو فنا کر دیا
سباب و وفائی فی اللہ اور بانی باللہ ہیں
اس لئے ان کی زبانوں پر اسرار
خداوندی ہوتے ہیں۔

مردہ است از خود شدہ زندہ برب
 فانی بالذات ہے باقی با اللہ ہے
 مردن اتن در ریاضت زندگی ست
 ریاضت میں جسم کا مرنا زندگی سے
 گوش بہنہادہ بد آں مرد خبیث
 د خبیث انسان کان لگائے ہوئے تھا
 زال بود اسرار حقش در دو لب
 اسی لئے اس کے لبوں ہونوں میں خدائی اسرار ہوتے ہیں
 رنج ایں تن روح را پائندگی ست
 اس جسم کی تکلیف روح کی استواری ہے
 می شنید او از خروش ایں حدیث
 یہ بات وہ اپنے مرغ سے سن رہا تھا

دیدن آں شخص بسوئے موسیٰ
 اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف پناہ کے لئے
 بزنہار چوں خبر مرگ خود بشنید
 ہونا جبکہ اس نے اپنی موت کی خبر سنی

چوں شنید نہنہار واں شد و تیز تفت
 جب اس نے یہ سنا تیزی اور تندگی سے ہوتا
 روہمی تالید بر خاک اوز نیم
 وہ خوف سے زمین پر چہرہ رگڑ رہا تھا
 گفت رو بفروش خود را و برہ
 گفت رو بفروش خود را و برہ
 فرمایا جا اپنے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا پالے
 بر مسلماناں ۲ زیاں انداز تو
 تو مسلمانوں کو نقصان پہنچا دے
 من درون خشت دیدم ایں قضا
 میں نے اس قضا کو اینٹ میں سے دیکھ لیا ہے
 عاقل اول بیند آخر را بدل
 عقلمند شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا ہے
 باز زاری کرد کاے نیکو خصال ۳
 وہ پھر رویا کہ اے نیک عادت!
 از من آں آمد کہ بودم نا سزا
 مجھ سے دی ہوا کیونکہ میں نالائق تھا
 مجھ سے دی ہوا کیونکہ میں نالائق تھا
 گفت تیرے جست ازشت لے پسر
 فرمایا اے بیٹا تیرے کمان سے نکل گیا
 بردر موسیٰ کلیم اللہ رفت
 حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ہاتھ سے چلا گیا
 کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم
 کہ اے کلیم! اس معاملے میں میری مدد کیجئے
 چونکہ استا گشتہ برج زچہ
 چونکہ تو ماہر بن گیا ہے کنویں سے کوہ نقل
 کیسہ وہما نہارا کن دو تو
 ہمایوں اور تھیلی کو دو گنا کر لے
 کہ در آئینہ عیاں شد مر ترا
 جو آئینہ میں تجھ پر ظاہر وہی ہے
 اندر آخر بیند از دانش مقل
 عقل کا کواہ آخر میں دیکھتا ہے
 مرد مرا بر سر مزین بر رو ممال
 میرے سر پر نہ مادیے منہ پر نہ ملیئے
 تا سزایم را تو وہ حسن الجزا
 مجھ کو تالاق کو آپ اچھا بدلہ دے دیجئے
 نیست سنت کاید آں واپس بسر
 سنت الہی نہیں ہے کہ وہ دوبار واپس آئے
 سنت الہی نہیں ہے کہ وہ دوبار واپس آئے

۱۔ مردن اتن۔ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ اور قوی ہوتی ہے اہل اللہ کو یہ بھلائی لئے حاصل ہوتا ہے گوش۔ جانوروں کی بولی سیکھ لینے والے نے مرغ سے جب اپنی موت کی خبر سنی تو گھبرا کر حضرت موسیٰ کے پاس بھاگ کر گیا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کا لقب ہے کیونکہ وہ طور پر ان کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ہوئی تھی۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے طنز فرمایا کہ دوسری چیزوں کو فروخت کر کے جس طرح تو نقصان سے بچا ہی طرح اپنے آپ کو بھی فروخت کر دے۔ ۲۔ بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں دوسروں کے ہاتھ فروخت کر کے تو نے ان کو نقصان پہنچایا اور اپنی تھیلی بھری۔ من دھوں۔ یہ باتیں جبکہ بالکل پردہ خفا میں تھیں میں اسی وقت سمجھ گیا تو اپنے برے انجام کو اب سمجھا ہے مقل۔ نالاقہ۔ ۳۔ خصلت کی جمع ہے عادت مرمر۔ یعنی مجھے اب زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔ من۔ میں تو نالائق تھا مجھ سے نالائقی سرزد ہوئی۔ آپ مجھ نالائق کو اچھا بدل عطا کر دیں۔ نیست سنت۔ یعنی عام طور پر سنت الہی یہی ہے کہ قضا و قدر نہیں ملتی ہے۔

لیک در خواہم ز نیکو داوری
ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کروں گا
چونکہ ایماں بردہ باشی زندہ
جب تو ایمان کو ساتھ لے جائے گا تو زندہ ہے
ہم در اندام حال بر خولجہ بکشت
اسی وقت آقا کا حال دُرگوں ہو گیا
شورش مرگ ست نے ہیضہ طعام
موت کی مٹی ہے نہ کہ کھانے کی بد ہضمی
چار کس برزند تا سوئے و ثاق
اس کو چار آدمی گھر تک لے گئے
پند موی ۲ نشوی شوخی کین
تو حضرت موی کی فصیح نہیں سنتا ہے گستاخی کرتا ہے
شرم ناید تیغ راز از جان تو
تیری جان لینے سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے

تا کہ ایماں آں زماں با خود بری
تا کہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے
چونکہ با ایماں روی پائندہ
جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا ٹھیک رہے گا
تاوش شورید آوردند طشت
یہاں تک کہ اس کا دل متلایا، لوگ طشت لائے
تے چہ سوت دارد اے بد بخت خام
اے بد بخت ناقص! تے تیرے لئے کیا مفید ہے
ساق می مالید او بر پشت ساق
وہ پنڈلی پر پنڈلی رگڑتا تھا
خوشتن بر تیغ پولادی زنی
اپنے آپ کو ولاد کی تلوار پر ملتا ہے
آن تست ایں اے برابر آن تو
اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے تیرا حصہ ہے

دعا کردن موی علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص
حضرت موی علیہ السلام کا اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرنا

گفت موی در مناجات آں سحر
اس صبح کو حضرت موی نے دعا میں عرض کیا
بادشاہی کن بروبخشا کہ او
شاہی برت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے
گفتش ۳ ایں علم نے در خور دست
میں نے اس سے کہا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے
دست رابر اژدہا آں کس زند
اژدہے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے
سر غیب آں را سزد آموختین
غیب کا راز سیکھنا اس کے لئے مناسب ہے

کاے خدا ایماں از و مستال مبر
کہ اے خدا اس کا ایمان نہ لے، نہ چھین
سہو کرد و خیر روئی و غلو
غلطی ہو شوخی ہو زیادتی کی ہے
دفع پیندا رید گفتیم را و ست
میری بات کو اس نے بال منول ہو کمزہ سمجھا
کہ عصارا دستش اژدہا کند
جس کا ہاتھ لائھی کو اژدہا بنا دے
کہ تواند لب ز گفتن دو ختن
جو بولنے سے ہونٹ سی سکے

۱۔ دھوری۔ انصاف تاکہ۔ یعنی تو مومن
مرے تیرا مومن مرنے ہی اصل زندگی
حاصل کرنا ہے ہم ہاں دم۔
حضرت موی اس سے یہ باتیں کر
رہے تھے کہ اس کو مٹی شروع ہو گئی۔
طشت۔ تاکہ وہ طشت میں تے
کرے فرش خراب نہ ہو۔ شورش۔
موت کی تے سے آرام حاصل نہیں
ہوتا بد ہضمی کی تے باعث سکون ہوتی
ہے۔ چار کس۔ یعنی چار پائی پر ڈال کر
چار آدمی اٹھا کر لے گئے۔ ساق۔
پنڈلی سے پنڈلی رگڑنا نزع کی
کیفیت سے کنایا ہے۔

۲۔ پند موی۔ مولانا کا مقولہ ہے کہ قضا
و قدر سے نکلنا اپنی موت مول لینا
ہے۔ آن تست۔ ایسے لوگوں کو یہی
انجام ہوتا ہے۔ مناجات۔ یعنی اللہ
تعالیٰ سے دعا۔ بادشاہی۔ یعنی اس
گنہگار کی خطا پر اس کی گرفت نہ فرما
اپنی شہشاہی کا مظاہرہ فرما کر اس کو
معاف کر دے۔

۳۔ گفتش۔ مناجات میں حضرت
موی نے عرض کیا۔ دفع۔ میری بات
کو اس نے ٹالنے پر محمول کیا۔
دست۔ یعنی خطرے میں پڑنا۔ شخص کا
کام نہیں ہے۔ سانپ پر حضرت موی
جیسا شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے خدا کی
راہوں سے وہ واقفیت حاصل کرے
جس میں ضبط کی طاقت ہو اور ہونٹ
نہ ہلائے۔

در خور دریا نشد جز مرغ آب فہم کن واللہ اعلم بالصواب
 دیانی پرند کے سوا دیا کے لائق نہیں ہے سمجھ جا ' اور اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے
 او بد ریا رفت و مرغابی نبود گشت غرقہ دست گیرش اے وودو
 وہ دیا میں گھس گیا اور دیانی پرندہ نہ تھا ڈوب گیا اے خدا اس کی دیکھری فرما

اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو ' اللہ تعالیٰ کا قبول فرما لینا

گفت بخشیدم بدو ایماں نعم ورتو خواہی ایں زماں زندش کنم
 فرمایا میں نے اس کو ایمان بخشا اگر تو چاہے تو میں اس کو ابھی زندہ کر دوں
 بلکہ جملہ مردگان خاک را ایں زماں زند کنم بہر تو ما
 بلکہ زمین کے تمام مردوں کو ایں زمانہ زند کر دوں
 گفت موسیٰ ایں جہان مردن ست ہم تیرے لئے ابھی زندہ کر دیں
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے آں جہاں انگیز کا نجا روشن ست
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے ایں فنا جا چوں جہان بود نیست
 یہ فنا کی جگہ چونکہ ہمیشہ رہنے کا جہان نہیں ہے
 رحمتے افشاں برایشاں ہم کنون ان پر اب رحمت نازل فرما
 تابدانی کہ زیان جسم و مال تابدانی کہ زیان جسم و مال
 خبردار سمجھ جا کہ جسم اور مال کا نقصان پس ریاضت را بجاں شو مشتری
 پس مجاہدے کو دل و جان سے اختیار کر دو ریاضت آیت بے اختیار
 اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہو جائے چوں حقت داداں ریاضت شکر کن
 جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر یہ ادا کر
 سربنہ کشران وہ اے کامیاب
 اے کامیاب اطاعت کر شکر ادا کر
 تو نکر دی او کشیت زامر کن
 تو نے خود نہیں کی اسنے تجھے کن کے حکم کذریہ کھینچا ہے

۱۔ در خور۔ پانی میں گھسنا آبی جانور کا کام ہے۔ لودریا۔ یہ شخص لال نہ تھا اور راز سے واقفیت حاصل کر کے جتا ہوا وودو۔ بہت محبت کرنے والا خدا کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے اس کو ایمان عطا کیا اگر تم چاہو تو ہم اس کو دوبارہ زندگی بخش دیں۔ بلکہ اور صرف اسے ہی نہیں ہم تمام مردوں کو تمہاری دعا سے زندگی بخش دیں۔

۲۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ دنیا تو فنا کی جگہ ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی زندہ کریں تو آخر فنا ہے عالم آخرت کی زندگی دائمی ہے وہ اس کو بخش دیجئے اور دوسرے مردوں پر جو عدم کے تہ خانے میں ہیں آپ کے ہمارے حاضر ہیں ان پر ہم فرما دیجئے۔ لہذا قرآن پاک میں مردوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے وَاِنْ نُّحِلْ لَمَّا جَمِيعُ الْاَنْفُسُ مَحْضُرُونَ۔ یقیناً تمام مخلوق ہمارے سامنے حاضر شدے۔ تابدانی۔ مولانا اس قصہ کے نتیجہ میں فرماتے ہیں یہ سمجھ لو کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع اور وہاں سے رہائی کا سبب بنتا ہے۔ پس انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدے کر کے جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا بڑھلا حاصل ہو۔

۳۔ در ریاضت۔ جس طرح عمارت مجاہدے کر کے جسم کو گھٹانے کا نتیجہ روح کی بلیدگی ہے اسی طرح انسان کو قدرتی طور پر جسمانی تکالیف پہنچتی ہیں وہ بھی اختیاری مجاہدوں کا کام کرتی ہیں ان پر انسان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ لہذا مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

بگم خود ندی پہنچے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے مجاہدے میں لگا دیا ہے لہذا مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

زاں تجلی آں ضعیف از دست شد

اں تجلی ہے وہ کمزور عورت مدہوش ہو گئی

آن خود دانستش آں محبوب کیش

اں نیک اطوار نے اں کو اپنا جانا

کو بجا نیازی بجز صادق خواست

جس نے جانبازی سے سوائے خدا کے کچھ نہ چاہا ہو

مر ترا تا بر خوری زیں چاشت خورد

تا کہ تو اں ناشتہ سے فائدہ حاصل کرے

آں مصیبتہا عوض دادت خدا

خدا نے اں کے بدلے میں تجھے وہ مصیبتیں دے دی ہیں

ایں چنینم وہ بریز از من تو خوں

مجھے اسی طرح مصیبتیں دے میرا خون بہا دے

دید دروے جملہ فرزندان خویش

اں نے اں میں اپنے سب بچے دیکھے

بے دو چشم غیب کس مردم نشد

غیب کی دھنوں آنکھوں کے بغیر کوئی انسان نہ بنا

خون افروز تاز تپ جانت رہید

بڑھا ہوا دن حتی کہ تیری جان بخدا سے بچ گئی

پوست دال تن را و مغز آں دوستش

جسم کو چھلکا سمجھ لہ اں کے دوست کو مغز سمجھ

یکدمے آں را طلب گرز آں دی

تھوڑی دیر کے لئے اں کی طلب کرا کر تو اں خون کا ہے

حاصل آں را دید آں زن مست شد

خلاصہ یہ ہے اں عورت نے اں کو دیکھا عورت مست ہو گئی

دید در قصرے انبشتہ نام خویش

اں نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا

بعد از اں گفتند کایں نعمت و راست

اں کے بعد انہوں نے اں سے کہا کہ یہ نعمت اس کی ہے

خدمت بسیار می بالیست کرد

بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے

چوں تو کابل بودی اندر التجا

چونکہ تو دہلا کرنے میں ست تھی

گفت یارب تا بعد سال و فزوں

اں نے عرض کیا اے خدا! سو سال اور زیادہ تک

اندر اں باغ اوچو آمد پیش بیش

اں باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی

گت از من گم شد از تو گم نشد

اں نے عرض کیا مجھ سے گم ہوئے تجھ سے گم نہ ہوئے

تو نکر دی ۱ فصد واز بنی دوید

تو نے فصد نہ کر لی اور ناک سے نکالا

مغز ر میوہ بہ است از پوستش

ہر پھل کا مغز اں کے چھلکے سے بہتر ہے

مغز نگرے دارد آخر آدمی

آخر آدمی بھی عمو مغز رکھتا ہے

۱ قصر محل۔ صادق۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

خدمت۔ یہ بھی ہائف عیسیٰ کا مقولہ

ہے کہ اں مکان کے حاصل کرنے

کے لئے بہت زیادہ عبادت کی

ضرورت ہے۔ چوں۔ یہ مکان تجھے

ملیگا تھا اور چونکہ تو عبادت میں ذرا کامل

تھی خدا نے تیرے لئے مصیبتیں

مقرر کر دی ہیں تاکہ وہ عبادت کے

قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم۔

یعنی جب تک سر رو بھی کی دیکھنے والی

آنکھیں میسر نہ آجائیں انسان انسان

نہیں بنتا۔

۲ تو نکر دی۔ جس قدر مصائب ہیں

اں میں حکمتیں ہیں اور وہ مصائب بسا

اوقات انسان کے لے فائدہ کے لئے

نازل کئے جاتے ہیں۔ اں طرح

سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی

تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلوا رہا تھا

قدرت نے اں کی تسکیر جلدی کر دی

جس سے وہ بخدا سے بچ گیا۔

۳ مغز۔ ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو

چھلکے سے افضل ہے اسی طرح انسان

میں ایک مغز ہے جو روح ہے اور ا

چھلکا ہے جو جسم ہے اگر انسان آدم

کی ولادہ ہے تو اں کو اپنے باپ کی

طرح روح کا مربی اور طالب بننا

چاہیے۔ مآمن اں حکایت سے یہ

بتاتا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم

نہیں۔ عم۔ چچا۔ خدام۔ ہمیشہ۔ دعا۔

جنگ

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام اندر دعا

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

در آمن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آتا

باز رہ می شد مدام

اندر آخر چونکہ در غز و آمدے
آخر عمر میں جب وہ جہاد میں آتے
اندر آخر حمزہ چوں در صف شدے
آخر عمر میں جب حضرت حمزہ صف میں آتے
سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش
سینہ کھلا ہوا ' جسم برہنہ آگے آگے
خلق پر سید کاے غم رسول
لوگوں نے دریافت کیا کہ اے رسول کے چچا!
نے تو لا تلقوا بایدیکم الی
کیا آپ نے "نہ ڈالو تم اپنے آپ کو
پس چرا تو خویش را در تہلکہ
پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں
چوں جواں بودی وزفت و سخت زہ
جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے
چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی ۲
جب آپ بوڑھے اور کمزور اور کھڑے ہو گئے
لا ابالی وار باتیغ و سناں
بے پرواہی کے ساتھ کمزور اور نیزہ لے کر
تیغ حرمت می ندارد پیر را
کمزور بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے
کے روا باشد کہ شیرے ہچو تو
کب مناسب ہو گا کہ آپ جیسا شیر
زیں نسق غمخور گان بے خبر
بے خبر ' ہمدرد اس طرح کی

بے زہ خود را بصفہا برز دے
بغیر زہ کے اپنے آپ کو صفوں سے بھڑا دیتے
بے زہ سر مست در غز و آمدے
جہاد میں بغیر زہ کے مست ہو کر آتے
در فگندے در صف شمشیر خویش
اپنے آپ کو کمزوروں کی صف میں ڈال دیتے
اے ہر بر صف شکن شاہ فحول
اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادروں کے بادشاہ
تہلکہ خواندی ز پیغام خدا
ہلاکت میں "اللہ کے پیغام میں نہیں پڑھا ہے؟
می در اندازی چنین در معرکہ
ڈالتے ہیں اس طرح میدان جنگ میں؟
تو نمی رفتی سوئے صف بے زہ
تو آپ صف کی جانب بغیر زہ کے نہیں جاتے تھے
پردہائے لا ابالی می زنی
تو بے پرواہی کا راگ لا پتے ہیں
می نمائی دار و گیر و امتحان
جنگ ' اور زہ آزمائی کرتے ہیں
کے بود تمیز تیغ تیرا
کمزور ' اور تیر کو تمیز کہتی ہے
کشتہ گرد و زار بردست عدو
دشمن کے ہاتھ سے بری طرح قتل ہوا؟
پند میداند اور از عبر ۳
عبرتوں سے ان کو نصیحت کرتے تھے

۱۔ بصفہائے یعنی دشمن کی صفوں۔
۲۔ ہر بر بھڑانے والا شیر۔ فحول۔ فحل کی جمع ہے زہ۔ لا تلقوا بعض مفسرین نے اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ بعض مفسرین نے تہلکہ کے معنی ترک جہاد کے لئے ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت بتاتی ہے اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہ نہ کرو۔
۳۔ منحنی۔ کھڑے پشت۔ لا ابالی۔ بے پروا۔ انسان۔ بھلا۔ تیغ۔ یعنی کمزور کاٹنے میں بڑے چھوٹے میں فرق نہیں کرتی ہیں۔
۴۔ اور عمر۔ عبرت کی باتوں سے نصیحت کرتے تھے۔

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مراں خلق را
ان لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

۱ مرگ۔ یعنی آنحضورؐ کے فیض سے قبل میں اس موت کو موت سمجھتا تھا اب اس موت کو ابتدائی زندگی کا سبب سمجھتا ہوں۔ دل سے رخصت کرتا۔ شہر فانی دنیا یعنی اب دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ بڑی ہوں جس۔ اب عالم غیب کا میدان دیکھتا ہوں جس میں خیمہ خیمہ اللہ کے نور کے سپاہی مقیم ہیں۔ شکر۔ میں آنحضورؐ کی ذلت کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے مجھے یہ عالم غیب کے اسرار نظر آتے ہیں۔

۲ آنکہ۔ جو شخص شہادت اور موت کو ہلاکت سمجھتا ہوں کے لئے لَاحِقُوا کا حکم ہے آنکہ مردن۔ جو شخص موت اور شہادت کو اسرار میں کا مٹا دہ کرکھتا سمجھتا ہے اس کے لئے سَلَوْا کا حکم ہے۔ سَلَوْا الٰہی مَغْفِرَةً مِّن رَّبِّکُمْ قرآن پاک میں ہے وَسَلِّوْا عَلٰی مَغْفِرَةً مِّن رَّبِّکُمْ اور تم جلدی کرو اپنے رب کی جانب سے مغفرت کی طرف لُفْلُا۔ یعنی یہ موت خود ان نعمت کی طرف دعوت بن لوگوں کے لئے جو اس کو اللہ کی مہربانی سمجھتے ہیں۔ لَیْلًا جو لوگ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ بلا ہے۔

۳ ہرک۔ جو موت کو یوسفؑ کی طرف محبوب سمجھتا ہے وہ اس پر جان قربان کر دیتا ہے جو اس کو بھیڑنا سمجھتا ہے وہ بھاگتا ہے اور گر لو ہوتا ہے۔ مرگ۔ موت ہر شخص سے وہی معاملہ کرتی ہے جس کی وہ موت سے توقع رکھتا ہے جو اس کو دوست رکھتا ہے اس کے ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اس کو دشمن سمجھتا ہے اس کے ساتھ وہ دشمن کا معاملہ کرتی ہے۔ پیش۔ ترک۔ موت کی مثال آئینہ کی ہے

گفت حمزہ چونک بود من جواں
حضرت حمزہؓ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا سوئے مردن کس بر غبت کے رو
موت کی طرف رغبت سے کون جاتا ہے؟
لیک از نور محمد من کنوں
لیکن اب محمدؐ کے نور سے
از برون حس ز لشکر گاہ شاہ
وہاں سے بالاتر، شاہ کی لشکر گاہ کو

خیم در خیم طناب اندر طناب
خیمے ہی خیمے، طنابیں ہیں ہی طنابیں ہیں
آنکہ مردن پیش کشمش تہلکہ است
جس کی جگہ میں مرنا ہلاکت ہے
آنکہ مردن پیش اوشد فحباب
جس کے لئے مرنا باب رحمت کا کھلنا بن گیا ہے
الْحَزَن اے مرگ بیناں سار عُوا
دُور اے موت سمجھنے والو، بازی لے جاؤ
الصَّلَا اے لطف بیناں افرحُوا
دعوت ہے اے مہربانی سمجھنے والو، خوش ہو جاؤ

ہر کہ یوسف دید جاں گردش فدا
جس نے یوسفؑ سمجھا اس نے جان قربان کی
مرگ ہر یکاے پسر ہر رنگ دوست
اے بینا! ہر شخص کی موت اس کے ہر رنگ ہے
پیش ترک آئینہ را خوش رنگی است
ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

مرگ اے دیدم وداع ایں جہاں
اس دنیا کو چھوڑنا موت سمجھتا تھا
پیش اژدہا برہنہ کے شود
اژدہوں کے آگے کون ننگا ہوتا ہے؟
نیستم ایں شہر فانی را زبوں
میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں
پر ہی ینم ز نور حق سپاہ
اللہ کے نور کے سپاہیوں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں
شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
اس کا شکر یہ جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا ہے
امر لا تَلْقُوا بکیر واد بدست
”نہ ڈالو“ کا حکم ہاتھ میں تھامے
سار عُوا آیدم اورا در خطاب
اس کے لئے خاص جلد کرو کا خطاب آیا ہے
الْجَل اے حشر بیناں سار عُوا
جلدی کرو، اے حشر سمجھنے والوں پھرتی کرو
الْبَلَا اے قہر بیناں اتر حُوا
مصیبت ہے، اے قہر سمجھنے والو، غم کرو
ہر کہ گر گشت دید برگشت از ہدا
جس نے اس کو بھیڑنا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا
پیش دشمن دشمن و بردوست دوست
دشمن کے سامنے دشمن دوست کے لئے دوست ہے
پیش زنگی آئینہ ہم زنگی است
جنگی کے سامنے آئینہ بھی جنگی ہے

انسان جیسا خود سے بدلیں اس کے لئے آئینہ ہے اگر ترک دشمن ہے تو آئینہ بھی اس کے لئے حسین ہے اگر جنگی ہے تو آئینہ اس کے لئے کالہ ہے۔

آنکے امی ترسی زمرگ اندر فرار
تر جو بھاگنے میں موت سے ڈرتا ہے
زشت روئے تست نے رخسار مرگ
تیرا چہرہ بھدا ہے نہ کہ موت کا رخسار
از تورستست ارنگویست ار بدست
وہ تجھ سے اگی ہے خولہ اچھی ہے خولہ بری ہے
گر بخارے خستہ خود کشتہ
اگر تو کانٹے سے زخمی ہوا ہے تو نے خود بویا ہے
لیک نبود فعل ہمرنگ جزا
لیکن عمل جزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے
مزد ۲ مزدوراں نمی ماند بکار
مزدوروں کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے
آں ہمہ سختی وز درست و عرق
وہ سب سختی اور طاقت اور پسینہ ہے
گر ترا آید ز جائے تہمت
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے
تو ہی ۳ گوئی کہ من آزادہ ام
تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں
تو گنا ہے کردہ شکل و گز
تو نے دوسری صحت کا گناہ کیا ہے
اوزنا کرد و جزا صد چوب بود
اس نے زنا کیا اور سزا سو دے ہوئے
نے جزائے آں زنا بود ایں بلا
کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟

ترست از خویش ستلے جاں ہوشدار
اے جان سمجھ لے تیرا ڈر خود اپنے آپ سے ہے
جان تو ہیمچوں درخت و مرگ برگ
تیری جان درخت کی مانند ہے اور موت پتا ہے
ناخوش و خوش بر ضمیرت از خود دست
تیرے دل پر بری اور اچھی تیری وجہ سے ہے
ور حریر و قزوری خود رشتہ
اور اگر تو دشمن اور دشمن کے کپڑے میں ہوتے خود کا تا ہے
ہیچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
کوئی خدمت گزاری بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے
کاں عرض ویں جوہرست و پائدار
کیونکہ وہ عرض ہے اور یہ پائیدار جوہر ہے
ویں ہمہ سیم ست و ز رست و طبق
یہ سب چاندی ہے اور سونا ہے اور طبق ہے
کرد مظلومت دعا در محنت
مظلوم نے مصیبت میں تیرے لئے بدعا کی ہے
برکے من تہمت نہادہ ام
میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے
وانہ کشتی دانہ کے ماند بر
وہ دانہ بویا ہے دانہ پھل کے مشابہ کب ہوتا ہے
گوید او من کے زدن کس را بعود
وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے دے کب مدے ہیں
چوب کے ماند زنا را در جزا
دے زنا سے سزا میں کہاں مشابہ ہیں؟

آنک۔ جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ
مسل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے
زشت۔ اگر انسان خود بھیا تک سے تو
موت اس کو بھیا تک نظر آئے گی
انسان اور موت کی مثال درخت اور
پتوں کی سی ہے جیسا درخت ہوگا ویسے
ہی پتے ہونگے۔ از تو۔ موت کی
اچھائی اور برائی خود انسان کی اچھائی میں
اور برائی پر موقوف ہے۔ گز بخارے۔
موت ہی نہیں بلکہ جو برائی اور بھلائی
انسان کو پیش آتی ہے وہ خود اس کی
کاشت اور پرورش ہوتی ہے۔ لیکن انسان
کے افعال کی جزا اور سزا صحت کے
اعتبار سے افعال سے مشابہ نہیں ہوتی

۲۔ مزدور دنیا میں انسان کا کام کی جو
اجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ
نہیں ہوتی ہے اس کا عمل عرض ہوتا
ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت
اور مشقت ہوتا ہے مزدوری مدد پسینہ
ہوتی ہے۔ گزراں۔ اگر انسان دنیا میں
کسی بڑائے سے مجسم ہوتا ہے تو وہ کسی
ایسے مظلوم کی بدعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس
پر اس نے ظلم کیا ہو تو۔ ہی گولی۔ اگر تو
یہ کہنے لگے کہ میں نے تو کسی پر تہمت
نہیں دہری تھی مجھے سزا بھت تہمت
کیوں ملی تو یہ تیری غلطی ہے تو دانہ پھل
سے اور اس کا پھل پاتا ہے تو دانہ اور
پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں
ہے۔ اوزنا کرد۔ زنا کی سزا سو دے
ہے تو زنا اور سوروں میں کوئی مشابہت
نہیں ہے



۱۔ اے کے مانند ایک چیز جو دھری چیز پر مرتب ہوتی ہے ان میں ظاہری مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت موسیٰ کے عصا کا نتیجہ سانپ ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ ص ۵۵۔ وہ پردہ کا ترتیب ہے ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ یار شد۔ انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی یار شد کا ہوتا ہے۔ بھی سانپ کی طرح موزی تو جب نطفہ سے سانپ بن سکتا ہے تو لاٹھی سے سانپ بننے میں کیا تعجب ہے۔ ۲۔ ہیج۔ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چوں۔ چھوٹے انسان کی عبادت کا ثمرہ اور نتیجہ بہشت ہے۔ حمد حق۔ انسان اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہے وہ بندوں کی شکل میں جنت میں اس کے لئے ہوں گی۔ حمد۔ حمد اور ہیج جو جنت میں شکل پرندہ بنیں اگرچہ ان میں اس قدر مناسبت ہے کہ حمد و ہیج بھی ہوتی چیز ہے اور پرندے کے نطفہ پر بھی بادلوں ہوا کا غلبہ ہے لیکن دونوں میں صحت کوئی مشابہت نہیں ہے۔ چوں۔ زست۔ انسان جو کد خیر کرتا ہے وہ جنت میں درختوں کی صورت میں نمودار ہوگا۔

۳۔ آب۔ انسان کے صبر کا پانی پانی کی نہر کی صورت اور انسان کا جذبہ محبت وودھ کی نہر کی شکل کرے گا۔ ذوق۔ عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشق الہی کی مستی اور شوق شراب کی نہر بنے گا۔ ایں سببہاں۔ انہیوں کے سبب ان نہروں کے مشابہ نہیں ہیں۔ ایں سبب۔ ان چاروں نہروں کے سبب جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے یہ ۴۔ یوں نہریں بھی جنتی کے اختیار میں ہو گئی جس طرف جائے گا وہیں ہو جائے گی۔

درد کے مانند دوا را اے حکیم
اے حکیم! درد دوا کے مشابہ کہیں ہے
چوں بیفکندی شد آں شخصے سنی
جب ڈالا تو وہ خوبصورت انسان بنا
زاں عصا چونست ایں اعجاب تو
پھر تیرا یہ تعجب لاٹھی پر کیوں ہے؟
ہیج ماند نیشکر مر قدرا
گنا، شکر سے کوئی سے شہادت رکھتا ہے؟
شد وراں عالم سجود او بہشت
اس جہاں میں اس کا سجدہ بہشت بن گیا
مرغ جنت ساختش رب الفلق
رب الفلق نے اس کو جنت کا پرندہ بنا دیا
گرچہ نطفہ مرغ بادست و ہوا
اگرچہ پرندہ کا نطفہ باد اور ہوا ہے
کشت ایں دست آں طرف نخل نبات
اس ہاتھ نے اس طرف کچھ اور پوتا بو دیا
جوئے شیر خلد مہر تست و ود
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوستی ہے
مستی و شوق تو جوئے خمر ہیں
اپنی مستی اور شوق کو شراب کی نہر سمجھ
کس نداند چوںش جائے آں نشاند
کوئی نہیں جانتا کہ ان کو ان کی جگہ کیوں بٹھا دیا ہے
چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
چاروں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی

مار کے اے مانند عصا را اے کلیم
اے کلیم! سانپ لاٹھی سے مشابہ کہیں ہے؟
تو بجائے آں عصا آب منی
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا نطفہ
یار شد یا ما رشد آں آب تو
تیرا وہ نطفہ یار بنا یا سانپ بنا
ہیج ۲۔ ماند آب آں فرزند را
نطفہ اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟
چوں سجودے یار کوئے مرد کشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع بویا
چونک پرید از دہانش حمد حق
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکلی
حمد و تسبیح نہماند مرغ را
تیری حمد اور تسبیح پرندے کے مشابہ نہیں ہے
چوں زست رست ایثار و زکات
جب ایثار اور زکات تیرے ہاتھ سے اگی
آب ۳۔ صبرت آب جوئے خلد شد
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے
ذوق طاعت گشت جوئے اکبیں
عبادت کا ذوق شہد کی نہر بنا
ایں سببہاں آں اثر ہا را نہماند
یہ اسباب ان نتیجوں کے مشابہ نہیں ہیں
ایں سببہاں چوں بہ فرمان تو بود
یہ اسباب چونکہ تیرے حکم میں تھے



ہر طرف خواہی روانش میکنی
جس طرح تو چاہے ان کو جلدی کرتا ہے
چوں! منی تو کہ در فرمان تست
جگہ تیری منی تیرے حکم میں ہے
می دود بر امر تو فرزندہ تو
تیرا لڑکا تیرے حکم پر دوتا ہے
آں صفت در امر تو بوداں جہاں
اس دنیا میں یہ سب تیرے حکم میں تھا
آں درختاں مر ترا فرماں برند
وہ درخت تیرا حکم بجا لائیں گے
چوں بامر تست اینجا ایں صفات
چونکہ اس جگہ یہ صفات تیرے حکم میں ہیں
چوں ز دست زخم بر مظلوم رست
جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر رجم لگا
چوں ز خشم آتش تو در دلہا زوی
چونکہ تو نے دلوں میں غصہ سے آگ لگائی
آتش ۳ اینجا چو آدم سوز بود
اس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانے والی تھی
آتش تو قصد مردم میکند
تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے
آں سخہائے چو مارو کز دست
وہ تیری باتیں 'سانپ' اور بچھو جی
اولیاء را داشتی در انتظار
تو نے دوستوں کو انتظار میں رکھا

آں صفت چوں بد چنانش میکنی
وہ صفت جی طرح بھی ویسا ہی تو ان سے کرتا ہے
نسل آں در امر تو آیند چست
اس کی نسل تیرے حکم میں چست ہے
ک منم جزوت کہ کردیش گرو
کہ میں تیرا جزد ہوں 'جو تو نے گروی رکھا تھا
ہم در امر تست آں جوہا رواں
وہ جلدی نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں
کاں درختاں از صفات با برند
کیونکہ وہ درخت تیری صفتوں کی وجہ سے پھلدار ہیں
پس در امر تست آنجا آں جزات
تو تیرے وہ بدلے اس جگہ تیرے حکم میں ہیں
آں درختے گشت ذال ز قوم رست
وہ درخت بنا اس سے ٹھوہر اگا
مایہ نار جہنم آمدی
تو جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا
انچہ ازوے زاد مروا فروز بود
جو کچھ اس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانے والا تھا
نار کردے زاد بر مردم زند
جو آگ اس سے پیدا ہوئی انسانوں پر بھڑکتی ہے
مارو کز دم گشت و میکیر دوست
سانپ اور بچھو نہیں اور تیرا دم گھومتی ہیں
انتظار رستخیزت گشت بار
قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

۱۔ چوں منی۔ انسان کو اپنے نطفہ پر
اختیار ہے اسی طرح اس کا شرہ یعنی
لولہ بھی حکم کے تابع ہوتی ہے
دود۔ لولہ دباب کے حکم کے مطابق عمل
کرتی ہے اور بچھوتی ہے کہ ہم پاپ کے
جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اس نے
رحمہا میں رکھا تھا۔

۲۔ آں صفت۔ جن صفات سے وہ
نہریں بنیں چونکہ وہ اختیاری تھیں لہذا
نہریں پر بھی حکمتی کو اختیار حاصل ہوگا۔
درختاں۔ جنت کے درخت بھی چونکہ
انسان کی اختیاری صفتوں سے بنے
ہیں لہذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔
چوں ز دست۔ جس طرح جنت کی
اشیا انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اسی
طرح دوزخ کے عذاب انسان کے
گناہوں سے بنتے ہیں۔ ز قوم۔ تھوہر کا
پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔
ز خشم۔ غصہ جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا
ہے۔

۳۔ آتش۔ انسان کے غصہ کی آگ
انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ
بھی انسانوں کو جلائے گی سخہائے۔
انسان کی وہ باتیں جو دوسروں کے لئے
سانپ اور بچھو کا کام کرتی تھیں دوزخ
کے سانپ اور بچھو بنیں گی۔ اولیاء
انسان دنیا میں دوستوں کو دے دے
کر منتظر بناتا تھا تو اس انتظار سے اس
کے لئے مشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو
فیصلہ کی تاخیر سے اس کے لئے انتہائی
پریشانی کا سبب ہوگا۔



۱۔ وعدہ دوستوں سے جھوٹے وعدے کر کے ان کو انتظار کی تکلیف میں مبتلا کرتا تھا تو حساب کے انتظار میں خود پریشان ہو گا۔ آفتاب سورج سوا نیزہ کی بلندی پر اس کے سر پر ہو گا۔ کاسماں عبادت کے جھوٹے وعدے کر کے آسمان والوں کو منتظر بناتا تھا۔ رہ رزم۔ یعنی رلو ہدایت پر چلوں گا۔ خشم۔ انسان کا غصہ دوزخ کا جج ہے اور انسان کے لئے ہلاکت کا جیل ہے۔ جیل۔

۲۔ کشمکش۔ انسان غصہ کی آگ کو دین کے نور سے بجھا سکتا ہے۔ نور۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب پل صراط پر سے گزرنے کا تو جہنم کہے گی اے مومن تو جلد گزر جا تیر نور نے میری آگ بجھادی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گزار ہیں کہ اے مرشد تیرے نور دین نے ہمارے غصے کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ گرتو۔ اگر کوئی شخص اپنی طبعی بے مبادی سے غصے کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ راکھ میں دب جائے گی بالکل نہ بچے گی۔ رہ فاش۔ چونکہ وہ بالکل نہیں بچھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے گی۔ نور دین۔ دین کے نور کو اس آگ کو بجھانے کا پانی سمجھا کر وہ حاصل مہو جائے تو پھر یک سے خطر نہیں ہے۔ ۳۔ آب۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے اسی لئے اس کی پیدل کو جلا دیتی ہے۔ فرزندان۔ یعنی نباتات۔ مرغابیوں۔ یعنی وہ اہل اللہ جو دین کے نور میں غرق ہیں۔ مرغ خاکی۔ لیکن یہ سمجھو کہ حقیقی قل اللہ اور بونی بظاہر یکساں ہیں لیکن دونوں متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا تیل جو آگ کو پھیلا دیتا ہے۔

وعدہ ۱۔ فردا۔ وپس فردائے تو تیرا کل۔ اور پسوں کا وعدہ منتظر مانی دریاں روز دراز اس لیے دن میں تو منتظر رہے گا کاسماں را منتظر می داشتی اس لیے تو آسمان کو منتظر رکھا خشم تو ختم سعیر و دوزخ ست حیرا غصہ آگ اور دوزخ کا جج ہے کشتن ۲۔ ایں نار نبود جز بنور اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا گر تو بے نور آوری حلے بدست اگر تو بغیر نور کے بد بادی اختیار کرے گا آں تکلف باشد و روپوش ہیں خبردار! وہ تکلف اور ڈھکن ہو گا تانہ بنی نور دیں ایمین مباش جب تک تو دین کا نور نہ دیکھ لے مطمئن نہ ہو نور آ بے دان وہم بر آب چفس نور کو پانی سمجھ۔ اور پانی سے وابستہ ہو جا آب ۳۔ آتش راکشد کاش بخو پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ آگ عادتاً سوئے آں مرغابیاں رو روز چند کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا مرغ خاکی مرغ آبی ہم تن اند خاکی اور آبی پرندے یکساں جسم کے ہیں

انتظار حشرت آمد وائے تو تیرا حشر کا انتظار بنا تجھ پر انہوں ہے در حساب و آفتاب جاں گداز حساب اور جان کو پگھلانے والے سورج میں ختم فردا رہ روم می کاشتی تو نے کل کو روم ہی اختیار کر لیا گا کا بیج بویا ہیں بکشی ایں دوزخ را کایں نخست آگاہ اپنی اس دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جیل ہے نورک اطلاقاً نلر نآنحن الشکور تیرے نور نے ہماری آگ بجھادی ہم شکر گزار ہیں آتشت زندہ ست و در خا کستر ست تیری آگ زندہ ہے اور راکھ میں دبی ہے نار رانکشد بغیر نور دیں آگ کو دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا کاش پنہاں شود یک روز فاش کیونکہ دبی ہوئی آگ ایک دن کھل جائے گی چونکہ داری آب از آتش مترس جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر می بسوز و نسل و فرزندان او اس کی نسل، اور اولاد کو جلا دیتی ہے تا ترا در آب حیوانی کشند تاکہ وہ تجھے آب حیات میں لے جائیں لین ضد اند و آب و روغن اند لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں اور پانی اور تیل ہیں



ہر یکے ابر اصل خود را نندہ اند
ہر ایک اپنی اصلیت پر چلانے والا ہے
ہمچنان کہ دوسرے و وحی اُست
جیسا کہ دوسرے اور است کا الہام
ہر دو دلا لان بازار ضمیر
دونوں دل کے بازار کے دلال ہیں
گرتو صراف دلی فکر ت شناس
اگر تو دل کا صرف ہے اپنے فکر کو پہچان
وَر ندانی ایں دو تفکر از گماں
اگر تو ان سے انہماک کو نہ سمجھ سکے
تا نماند در تفکر جان تو
تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

احتیاطے گن بہم ملندہ اند
احتیاط کر ' دونوں باہمی مشابہ ہیں
ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست
دونوں عقلی ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے
رختہا رومی ستایندے اے امیر
اے امیر! دونوں سامان کی تعریف کر رہے ہیں
فرق گن سر د و فکر ت چونخاس
برہنہ روش کی طرح اپنے دونوں فکروں کے بھید میں فرق کر
لا خلابہ گوئی و مشابہ و مراں
دھوکا نہ ہو کہہ دے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا
غبن ناید بر تو و بر خان تو
تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹوٹا نہ آئے

حیلہ دفع مغبون ۲ شدن در بیخ و شری
خرید و فروخت میں دھوکا کھا جانے کے ذبیحہ کی تدبیر

آں یکے بارے پیسبر را بگفت
ایک صحابی نے پیسبر سے عرض کیا
مگر ہر کس گو فروشد یا خرد
جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری
گفت در بیعے کہ ترسی از غرار
فرمایا کہ جس معاملہ میں تو دھوکے سے ڈرے
کہ تانی ۳ ہست از رخن یقیں
کیونکہ آستہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے
پیش سگ چوں لقمہ ناں افگنی
تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے

کہ منم در بیعہا باغبن جفت
کہ میں معاملات میں ٹوٹے سے دو چار ہوتا ہوں
ہمچو سحرست وز راہم می برد
جادو کی طرح ہے اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے
شرط گن سہ روز خود را اختیار
تین دن کے لئے اپنے خد کی شرط کر لے
ہست تعجیل ز شیطان لعین
تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے
بو گند آنکہ آخورد اے مقننی
اے خوش چین! وہ سوگھتا ہے پھر کھتا ہے

۱ ہر یکے حقیقی شیخ اور مہر شیخ
اپنے اپنے راستے پر چلاتے ہیں۔
ہمچنان۔ دونوں کی مثال دوسرے اور
الہام ہے دونوں عقلی اور غیر محسوس
چیزیں ہیں لیکن دونوں میں بہت بڑا
فرق ہے وحی۔ یعنی الہام ہست۔
یعنی عہد اُست کی قسم کا الہام ہر دو۔
دوسرے اور الہام دونوں دل کے بازار
میں آکر اپنے اپنے سامان کی تعریف
کرتے ہیں تاکہ انسان ان کی طرف
راغب ہو جائے۔ نخاس۔ غلام
فروش۔ لالچاہ۔ دھوکا نہ ہو۔ یہ جملہ
خریدار اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی
اچھائی برائی کا فوری فیصلہ نہ کر سکا اور
اپنے لئے اختیار لے لے کہ تین دن
تک مجھے اختیار ہے کہ میں اس
معاملہ کو باقی رکھوں یا نہ کروں۔

۲ مغبون۔ وہ شخص جو معاملے
میں نقصان میں ہو۔ یارے۔
حدیث شریف میں ہے کہ مقد بن
حسان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
ﷺ سے عرض کیا کہ میں کاروباری
ہوں اور معاملے میں دھوکا کھا جاتا
ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم
معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لا
خلائیة والی الخیار ثلاثة ايام دھوکا نہ
ہو مجھے تین دن تک کا اختیار ہے۔
غرار۔ دھوکا۔

۳ تانی۔ توقف جلد بازی نہ
کرنا۔ حدیث شریف میں ہے
الثانی من الرخصن والعجلة من
الشیطان یعنی توقف کرنا اللہ کی
جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان
کی جانب سے ہے پیش سگ۔
کتے کو لقمہ ڈالو تو وہ جلدی سے نہیں
کھاتا بلکہ اس کو ٹھکھتا ہے۔



اَو اے بہ مینی بُوکند ما با خرد
 "یاک سے سگھتا ہے م عقل سے
 باتانی گشت موجود از خدا
 خدا کی جانب سے آہنگی کے ساتھ موجود ہوئے
 ورنہ قادر بود کز کُن فیکون
 ورنہ "قادر تھا کُن فیکون کے ذریعہ
 آدمی را اندک اندک آل ہمام
 "شہنشاہ آدمی کو رفتہ رفتہ
 گرچہ قادر بود کاندیک نفس
 اگرچہ "قادر تھا کہ ایک دم میں
 بود عیسے را دے کز یک دُعا
 حضرت عیسیٰ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دعا سے
 خلق عیسے نہ بتواند کہ او
 کیا حضرت عیسیٰ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ
 ایں تانی از بے تعلیم تُست
 یہ آہستہ روی تیری تعلیم کے لئے ہے
 بُوکے کو چک کہ دائم می رود
 "چھوٹی سے نہر جو ہمیشہ جاری رہتی ہے
 زیں تانی زاید اقبال و سرور
 یہ آہستہ روی اقبال مندی اور خوشی پیدا کرتی ہے
 مرغ ۳ کے ماند بہ بیضہ اے عنید
 اے سرکش! پرندہ انڈے سے کب مشابہ ہے؟
 باش تا اجزائے تو چوں
 ٹھہر کہ تیرے اجزاء انڈوں کی طرح
 بیضہ مار ارچہ ماند در شبہ
 سانپ کا انڈا اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

رو بُولش خوش بعقل من منتقد
 جاں کو پرکھی ہوئی عقل سے اچھی طرح سگھ لے
 تانشش روز ایں زمین و چرخہا
 چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
 صد زمین و چرخ آوردے بروں
 سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
 تا چہل سالش کند مرد تمام
 اس کے چالیس سال میں پچھارہ مرد بناتا ہے
 از عدم پرداں کند خجاء کس
 عدم سے پچاس شخص رونہ کر دے
 بے توقف زندہ کر دے مردہ را
 مردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے
 بے توقف مردم آرد تو بتو
 بے توقف تہ بہ تہ انسان پیدا کر دے؟
 کہ طلب آہستہ باید بے شکست
 اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیے
 نے نجس گردونہ گندہ می شود
 "نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ
 ایں تانی بیضہ دولت چوں طُیور
 یہ آہستہ روی انڈا ہے اور دولت پرندوں کی طرح ہے
 گرچہ از بیضہ ہی آید پدید
 اگرچہ "انڈے سے پیدا ہوتا ہے
 مرغہا زانید اندر انتہا
 آخر میں پرندہ جنیں
 بیضہ کنجشک را دورست رہ
 چڑیا کے انڈے سے لیکن دونوں میں بہت فرق ہے

۱۔ لو۔ جس طرح کتناک سے
 سگھتا ہے ہمیں عقل کے ذریعہ اس
 بات کو پرکھنا چاہیے۔ منتقد۔ پرکھی
 ہوئی۔ باتانی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و
 آسمان کو چھ روز میں آہستہ آہستہ بنایا
 ہے۔ کن۔ یعنی امر خداوندی جس
 سے چرخہا وجود میں آ جاتی ہے۔
 ۲۔ آدمی۔ انسان کے قوی چالیس
 سال میں مکمل ہوتے ہیں۔ گرچہ۔ خدا
 کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں
 سینکڑوں مکمل انسان پیدا کر دے۔
 بود عیسیٰ۔ ایک پھونک سے مکمل
 انسان کو زندہ کر دیتے تھے۔ ایں تانی۔
 اللہ کے عمل میں آہنگی انسانوں کی
 تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں
 میں یہی طریق اختیار کریں۔ بے
 شکست۔ مشکل۔ جو یک۔ چھوٹی
 سی نہر جو آہستہ آہستہ مسلسل جاری
 رہتی ہے۔ بھی نجس اور گندہ نہیں
 ہوتی۔ زیں۔ آہستہ روی سے اقبال
 اور سرور حاصل ہوتا ہے اور نیک نیتی کی
 دولت حاصل ہوتی ہے۔
 ۳۔ مرغ۔ آہستہ روی سے نیک
 نیتی کی دولت پیدا ہوتی ہے یہ ایسا ہی
 ہے جیسا کہ انڈے سے پرندہ پیدا
 ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صورتی
 مشابہت نہیں ہے۔ بیضہ۔ مار۔ جس
 طرح عمل اور اس کے نتیجہ میں
 مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح
 یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر دو مکمل
 صورت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن
 ان کے نتائج مختلف ہوتے ہیں جیسا
 کہ سانپ اور چڑیا کا انڈا۔

دانی اے عاقل کہ ماند سین ابہ شین
اے فقہ تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے
دانہ آبی بدانہ سبب نیز
بہی کا بیج بھی سبب کے بیج سے
برگہا ہمرنگ باشد در نظر
بچے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں
برگہائے جسمہا مانند اند
بچے یعنی جسم باہمی مشابہ ہیں
خلق در بازار یکساں میرویم
لوگ بازار میں یکساں جاتے ہیں
ہچمچاں در مرگ یکساں میرویم
اسی طرح موت کے بازار میں م یکساں جاتے ہیں
ایں سخن پیاں ندارد باز گو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ

در نوشتن لیک در نقطہ بہین
لکھنے میں ' لیکن نقطہ پر غور کر لے
گرچہ ماند فرقہا داں اے عزیز
اگرچہ مشابہ ہے لیکن اے عزیز! بہت فرق سمجھ
میوہا ہر یک بود نوع دیگر
ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے
لیکن ہر جانے بریعی زندہ اند
لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے
آں یکے در ذوق و دیگر درو مند
لیکن ان میں سے ایک شوق سے دوسرا تکلیف سے
نیم در خسران و نیم خسر ویم
ہم میں سے نصف ٹوٹنے میں ہیں اور نصف شاہ ہیں
از بلال و از ہلاک و کار او
حضرت بلال اور ہلال اور ان کے کارنامے کی بات

۱۔ سین اور شین۔ یہی کا بیج اور سبب
کا بیج بظاہر یکساں ہیں لیکن نیچے
مختلف ہیں۔ برگہا۔ بظاہر درختوں
کے بیج یکساں نظر آتے ہیں۔ لیکن
ان پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا۔
اسی طرح انسانوں کے جسم یکساں
ہیں لیکن اعمال کے نتائج روح پر
مختلف مرتب ہوتے ہیں۔

۲۔ ہچمچاں۔ اسی طرح نیک اور بد
کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن
موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف
مرتب ہوتے ہیں بچوں ہلال۔ یعنی
پہلی رات کے چاند کی طرح زرد اور
کمزور ہو گئے۔ رنگ مرگ۔ موت
کے آثار۔

۳۔ جفت۔ بیوی۔ و احرب۔ یعنی
میں لٹ گئی۔ و اطرب۔ یعنی خوشی کا
وقت ہے۔ زریست۔ زندگی
مصائب کا سبب تھی موت عیش و
عشرت کا سبب ہے۔ اس ہی
گفت۔ یعنی حضرت بلالؓ کے
حالات ان کی بات کی گواہی دے
رہے تھے اور موت کے بہترین آثار
ان پر مرتب ہو رہے تھے۔

وفات یاخنین بلال رضی اللہ عنہ باشادی و طرب
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور مستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلال ارضعف شد ہچمچوں ہلال
جب حضرت بلالؓ کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے
جفت او دیدش بگفتا و احرب
ان کی بیوی ان کو دیکھا کہا ہائے لٹ گئے
تا کنوں اندر حرب بوزم زریست
اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا
اس ہی گفت درخش در عین گفت
وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان ان کا چہرہ
تاب رو و چشم پر انوار او
چہرے کی رونق اور ان کی پر نور آنکھیں

رنگ مرگ افتاد بر روئے بلالؓ
حضرت بلالؓ کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے
پس بلاش گفت نے نے و اطرب
تو حضرت بلالؓ نے ان سے کہا نہیں خوشی ہے
توچہ دانی مرگ چہ عیش ست و چست
تو کیا جانے موت میں کس قدر عیش ہے اور کیا چیز ہے؟
زگس و گلبرگ و لالہ می شکفت
زگس اور گلاب کی پتیوں اور لالہ کی طرح کھل رہا تھا
می گواہی داد بر گفتار او
ان کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے بلال گویا
رودیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
اس کی حقارت کی دلیل نہیں ہے آنکھ
کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی فضیلت
ظاہر ہے اندھا دوسیاہ ہے اور پتلی والا
جانک کا آئینہ ہے خودک یعنی بلال گو
آنکھ کی پتلی جیسا افضل وہی ذات
گراں سمجھ سکتی تھی جس کو خود تمام
انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو
آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں حاصل
ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام۔
چوں۔ حضرت بلالؓ کے حقیقی
اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ سمجھ
سکتے

۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ
کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح
مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے
صرف تقلیدی طور پر ان کو جانتے
ہیں۔ خصال۔ خصلت کی جمع ہے
عادت۔ فصا۔ جدائی یعنی موت۔
۳۔ غریبے۔ یعنی آپؐ عنہا
رخصت ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔
تبار۔ خاندان۔ غریبی دنیا مسافرت کی
جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
ہے حلقہ۔ مومنین کے بارے میں
فرمایا گیا ہے فَمِنْ قَبْلِ صَلَاحِ خَلْقٍ
مَلِکٌ مُّقْتَدِرٌ۔ یعنی وہ مقتصد
شہنشاہ کے پاس سچائی کی جگہ میں
ہو گئے۔ حلقہ۔ وہ مقام جس میں
مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
ہے اگر وہ اپنی نظر بلند رکھے اور پستی کی
طرف نہ دیکھے اندر۔ اس حلقہ
میں اللہ کی خاص تجلی ہوگی۔

ہر سیاہ دل خود سیاہ دیدے دُرا
ہر سیاہ دل ان کا کالا دیکھا
مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
ناہینا انسان رو سیاہ ہوئے
خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
جبکہ ان بلالؓ کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
پس ۲۔ جز او جملہ مقلد آمدند
ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
گفت خفتش اُفراق اے خوش نصال
ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
گفت خفتش امشب غریبے ۳۔ میروی
بیوی نے کہا آج کی رات مسافر بن کر رہے ہو
گفت نے نے بلکہ امشب جان من
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
گفت اے جان و لم و اُخسر تا
انہوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل افسوس ہے
گفت رُوسیت را گجا بینیم ما
انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
حلقہ خاص بتو پیوستہ است
اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
اندر اں حلقہ ز رب العالمین
اس حلقہ میں رب العالمین کا

مردم دیدہ سیاہ آمد چرا
آنکھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوئی ہے؟
مردم دیدہ بود مرآت ماہ
آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
در جہاں جز مردم دیدہ فزا
دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
پس بغیر او کہ در نگش رسید
تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون ان جلال کے رنگ کو پہنچ سکتا ہے
در صفات مردم دیدہ بلند
بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
گفت نے نے اوصال ستاں فصا
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے
از تبار و خویش غائب میشوی
خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو
میرسد خود از غریبی در وطن
خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے
گفت نے جان من یا دوتاہ
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
گفت اندر حلقہ خاص خدا
فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
گر نظر بالا گئی نے سوئے پست
اگر تو لوہر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
نوری تابد چور حلقہ نکس
نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ گنہی کے حلقہ میں گنہ



گفت ویران گشت این خانہ دروغ گفت اندر مہ نگر منکر بمیغ

انہوں نے عرض کیا افسوس ہے یہ گھر ویران ہو گیا فرمایا چاند کو دیکھ ابر کو نہ دیکھ

حکمت ویران گشتن تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا گند معمور تر

ویران کیا تاکہ زیادہ آباد کرے

من چو آدم بودم اول حبس کرب

میں شروع میں حضرت آدم کی طرح بے چینی میں تھا

من گدا بودم دریں خانہ چو چاہ

میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا

قصر ہا خود مر شہاں رامانس ست

قلعہ شاہوں کے لئے مانوس ہیں

انبیاء راتنگ آمد ایں جہاں بنمود فر

انبیاء کے لئے یہ جان تنگ ہو گیا

مردگان را ایں جہاں بنمود فر

مردوں کو اس جہان نے شان و شوکت دکھائی

گر نبودے تنگ ایں افغان ز حیست

اگر وہ تنگ ہو ہوتا تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟

در زمان خواب چوں آزاد شد

نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے

ظالم از ظلم طبیعت باز رست

ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا

ایں زمین و آسمان بس فراخ

یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دیکھتا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

یہ دیکھتا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

قوم اجبہ بود و خانہ مختصر

لوگ زیادہ تھے اور گھر مختصر تھا

پر شد اکنوں نسل جانم شرق و غرب

اب میری جان کی نسل سے مشرق و مغرب بھر گئی

شام گشتم قصر باید بہر شاہ

میں شاہ ہو گیا بادشاہ کے لئے قلعہ چاہیے

مردہ را خانہ و مکاں گورے بس ست

مردے کے لئے ایک قبر گھر اور مکان کافی ہے

چوں شہاں رفتند اندر لامکاں

تو شاہوں کی طرح لامکان میں چلے گئے

ظاہر ز فتن و بمعنی تنگ تر

جس کا ظاہر وسیع ہے اور حقیقتاً بہت تنگ ہے

چوں دو تاشد ہر کہ دوے بیش زیست

جو اس میں زیادہ جیتا ہے دھرا کیوں ہو جاتا ہے؟

زاں مکاں بنگر کہ جاں چوں شاد شد

اس مکان سے دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہے

مرد زندانی ز فکر حبس جست

قیدی قید کی فکر سے نکل گیا

سخت تنگ آمد بہنگام مناخ

ذیرہ ڈالنے کے وقت بہت تنگ نکلے

خندہ او گریہ فخرش جملہ تنگ

اس کی ہنسی رونا اس کا فخر ذلت ہے

اس کی ہنسی رونا اس کا فخر ذلت ہے

۱ خانہ یعنی جسم۔ مہ یعنی

روح۔ میغ ابر یعنی جسم ویراں۔ ویرانی

کے بعد نئی تعمیر ہوتی ہے۔ قوم یعنی

میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن

گیا تھا اس جسم میں اس کی گنجائش نہ

تھی۔ چو آدم حضرت آدم تہائی سے

گھبرائے تب حضرت ہوا اور اس کی

پیدائش ہوئی۔ نسل جانم یعنی روح

کے ثمرات۔ خانہ چو چاہ جسم

اندھیرے کنویں کی طرح ہے۔

۲ قصر ہا میں جب تک گدا تھا

اس حقیر جسم میں میری روح رہ سکتی تھی

اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے

شاہ بن گیا ہوں تو قصر بلند کی ضرورت

ہے۔ انبیاء انبیاء بھی اسی وجہ سے دنیا

کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ

ہو جاتے ہیں۔ مردگان جو مردہ دل

ہیں ان کے لئے یہ دنیا شان و شوکت

والی ہے نہ دنیا اہل دنیا کے لئے وسیع

اور اہل باطن کے لئے بہت تنگ

۳ گر نبودے اگر دنیا تنگ

نہیں ہے تو پھر اس کے باشندوں

میں شور و غل کیوں ہے اور یہ

بڑھاپے میں کیوں جھکے جاتے ہیں

جھکنے اور مکان کی تنگی سے ہوتا ہے اس

دنیا کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا

ہے جب انسان سوتا ہے اور اس کی

روح آزاد ہو جاتی ہے۔ چشم بند دنیا

جو حقیقتاً تنگ ہے محض نظر بندی کی

وجہ سے وسیع معلوم ہوتی ہے اس کی

مستریں اور فخر سب بالعکس ہیں۔

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ
دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع ' اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ
خلاصی ست از تنگی
وہ تنگی سے نجات ہے

ہمچو گرما بہ دنیا کو وسیع بھی اور
تنگ بھی بتایا اب اس کو مثالوں سے
سمجھاتے ہیں حمام جو گرم ہوتا ہے تو
باوجود وسعت کے وہاں طبیعت
تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور
تنگ بھی تھکیدہ۔ تھکیدن اور تھکیدن
گرم ہونا تھکیدہ۔ تھکیدن ' پرمردہ
ہونا۔ پاک۔ وسیع جنگل میں اگر کوئی
تنگ جوتہ پہن کر چلے تو وہ جنگل وسیع
بھی ہے اور اس کے لئے تنگ بھی
ہے یہی حال دنیا کا ہے کہ وسعت
کے باوجود تنگ ہے۔

۲ ہر کہ وسیع جنگل میں تنگ
جوتے والے کو جوتہ کیسے سمجھا کہ
بہت آرام سے ہے حالانکہ وہ یہ نہیں
جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو
بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر ان کی روح
رہ و فعل کرنی ہے۔ خواب۔ انسان
جب نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے
پاؤں سے تنگ جوتہ اتر جاتا ہے۔
اولیاء۔ اولیاء کی روح حالت بیداری
میں اس طرح آزاد رہتی ہے جس
طرح عوام کی روح نیند کی حالت میں
ان کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے
جو دنیا کے لحاظ سے نیند میں تھے اور
آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔

۳ خواب۔ اولیاء حالت بیداری
میں خواب دیکھتے ہیں اور ملک عدم کی
سیر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی
دوازہ نہیں ہے۔ خانہ تنگ۔ حضرت
بلالؓ نے فرمایا زندگی کی حالت میں
روح اس جسم میں نیز جی میڑھے
رہتی ہے۔ چنگلوک۔ وہ شخص جس
کے ہاتھ پاؤں میڑھے میڑھے ہوں
دھا کا لپیٹنے کا لہیرن۔

اندرا آئی جانت بخسیدہ بود
تو اند آئے تیری جان پرمردہ ہوتی ہے
زال پیش تنگ آیدت جان و کلیل
اس گرمی سے تیری جان تنگ اور عاجز آ جاتی ہے
پس چہ پر سود آمد فراخی منزلت
تو جگہ کی وسعت سے تجھے کیا فائدہ ہے؟
در بیابان فراخی می روی
اور وسیع جنگل میں تو چلے
بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت
وہ جنگل اور میدان تیرے لئے قید خانہ ہو گا
گو دریاں صحرا چولالہ بر شگفت
وہ اس جنگل میں لائے کی طرح کھلا ہے
از بروں در کلشنی ' جاں در فغاں
باہر سے چمن میں ہے ' جان فریاد میں ہے
کہ زمانے جانت آزاد از تن سست
کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے
ہمچوں آں اصحاب کہف اندر جہاں
جس طرح دنیا میں اصحاب کہف
در عدم در می روند و باب نے
وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے
کرد ویراں تا کند قصر ملوک
اس کو ویران کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

ہمچو گرما بہ کہ تھکیدہ بود
حمام کی طرح جو گرم ہو
گرچہ گرما بہ عریض ست و طویل
اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے
تا بروں نائی نہ بکشاید دلت
جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں کھتا
یا کہ کفش تنگ پوشی اے غوی
یا کہ اے گرہ تو تنگ جوتہ پہنے
آں فراخی بیاباں تنگ گشت
جنگت کی وہ وسعت تنگ ہو جائے گی
ہر کہ ۲ دید اور ترا از دور گفت
جس نے تجھے وہ سے دیکھا کہا
او نمیداند کہ تو چوں ظالماں
وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح
خواب تو مآں کفش بیروں کروست
تیری نیند اس جوتے جسم کو اتار دینا ہے
اولیاء اور خواب ملک ستاے فلاں
اے فلاں! اولیاء کے لئے خند سلطنت ہے
خواب ۳ می بیند و پنجا خواب نے
وہ خواب دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے
خانہ تنگ و دروں جاں چنگلوک
گھر تنگ ہے اور اند جاں امیرن ہے

چنگلو کم چوں جنین اندر رحم
میں افزن ہوں جیسا کہ رحم میں تھ
گر بنا شد درد زہ برما دم
اگر پری ماں کو درد زہ نہ ہوتا
مادر طبعم زرد مرگ خویش
میری مادر طبیعت اپنی موت کے درد سے
تلخ درد آں برہ در صحرائے سبز
تاکہ وہ بھیڑ کا بچہ 'سرہز میدان' میں چلے
درد زہ ۲ گر رنج آبستاں بود
درد زہ اگرچہ حاملہ کے لئے موجب تکلیف ہوتا ہے
حاملہ گریاں زہ کاین المانص
حاملہ درد زہ سے روتی کہ بچہ کی جگہ کاں ہے
ہر چہ زیر چرخ ستند اُمہات
جو مائیں آسمان کے نیچے ہیں
ہر یکے ۳ از درد غیرے غافل اند
ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے
انچہ کوسہ داند از خان کساں
جو چچی داری والا لوگوں کے گھر کے بارے میں جانتا ہے
انچہ صاحب دل بداند حال تو
صاحب دل جو کچھ تیرے حال کے بارے میں جانتا ہے
انچہ بیند در جہنت اہل دل
صاحب دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

نہ مہ گشتم شد ایں نقلاں مہم
مجھے نو مینے دگئے ہیں کہ انتقال ضروری ہے
من دریں زنداں میل آذر م
میں اس قید خان میں آگ میں ہوتا
می گندزہ تا رہد برہ زمیش
زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا بچہ بھیڑ سے نکل آئے
ہیں رحم بکشا کہ گشت آں برہ گبز
ہاں رحم کو کھول کیونکہ وہ بھیڑ کا بچہ فرہ ہو گیا ہے
بر جنیں اشکستن زنداں بود
بچے کے لئے قید خان کا ٹوٹنا ہوتا ہے
وال جنیں خنداں کہ پیش آمد خلاص
اور وہ بچہ ہنستا ہے کہ چھٹکارا در پیش ہے
از جما دواز بہیمہ وز نبات
جہادات اور حیوانات اور نباتات سے
جز کسانے ک نبی و عاقل اند
سوائے ان کے جو خبردار اور عقلمند ہیں
بلم از خان خودش کے داند آں
بسی داری والا اپنے گھر کے بارے میں بھی کب جانتا ہے؟
توز حال خود ندانی اے عمو
اے چچا! تو خود ویسا اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے
کے ب بنی در خود اے از خود نخل
اس اپنے آپ سے شرمندہ تو خود اپنے بارے میں کب جانتا ہے

۱ جنیں۔ بچہ ماں کے پیٹ میں
نیز حامیڑھا رہتا ہے نہ۔ یہ
موت کی تکلیف ایسی ہی ہے جس
طرح بچہ پیدا ہونے میں ماں کو درد
کی تکلیف ہوتی ہے۔ آذر۔ آگ
برہ۔ بھیڑ کا بچہ یعنی روح۔ پیش۔
بھیڑ یعنی جسم ان برہ موت کے بعد
روح ملامتی کی سیر کرتی ہے۔
۲ درد زہ۔ موت کی تکلیف جسم کو
ہوتی ہے روح اس کی وجہ سے قید سے
آزاد ہوتی ہے۔ المانص۔ بچہ کی
جگہ۔ اُمہات۔ یعنی جہادات اور
حیوانات اور نباتات میں سے چلنے
والی مائیں۔
۳ ہر ایک۔ ہر انسان اپنے درد
میں مبتلا ہے اور اسی سے ناخبر ہے۔
نبی۔ کوسہ۔ مختصر داری والا جو عموماً
ذہن ہوتا ہے یعنی لولیا باللہ۔ بسی
داری والا جو عموماً بے قوف ہوتا
ہے۔ انچہ۔ لولیا۔ اللہ دوسروں کے
احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں
کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا
واقف نہیں ہوتا۔ انچہ۔ لولیا۔ ماں کے
پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی
واقف ہوتے ہیں۔

بیان آنک ہر چہ غفلت و کالی و تاریکی ست ہمہ از
اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ
تن ست کہ ارضی و سفلی ست
سے ہے کیونکہ ماضی اور ماضی ہے

۱ غفلت انسان کی سب غفلتیں
مادی بدن کی وجہ سے ہیں۔ چوں۔
چونکہ زمین فلک کے درمیان میں
ہے لہذا اس کے جس حصہ پہ سورج
پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے ورنہ رات
اب اگر زمین اس دائرہ سے خارج ہو
جائے اسی طرح اگر مجاہدات کے
ذریعہ جسمانی حجاب رفع کر دیا جائے
تو روح ہمیشہ منور رہے اور اس پر
غفلت کے آثار طاری نہ ہوں۔
۲ ذلک۔ سورج کا زوال۔ وہم۔ وہوں
کثیف جسم لکڑی سے پیدا ہوتا ہے
اس طرح کذبات جسم سے پیدا ہوتی
ہیں روح ان کا مخزن نہیں ہے۔
مستلزم۔ روشن کرنے والا۔

۳ وہم۔ وہم وہوں کی مانند ہے
جو غلطی میں پڑتا ہے عقل نور محض
ہے۔ روی۔ خون چہرے کی سرخی کا
سبب صفر از روی کا سبب بلغم سفیدی کا
سبب سویریاہی کا سبب ہے تو جس
طرح چہرے کے یہ حالات اسباب
کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں
کدورتیں اسباب کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہیں ورنہ وہ سویریاہی ہے۔

۴ حقیقت۔ آثار کی تخلیق بھی
خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بین
فلسفی اس کو علت اور سبب کا نتیجہ قرار
دیتا ہے مغز۔ وہ علم جو استدلالی ہے
اس میں غلطی واقع ہوتی ہے علم کشفی
اور الہامی غلطی سے ہر اے۔ وہم بار۔
پیدا ہونے کی بعد جب انسان
مجاہدات کے ذریعہ بارہا اس سیات
حاصل کر لیتا ہے تو اسباب پر لات مد
دیتا ہے سبب الاسباب ہی کو سبب
حقیقی سمجھتا ہے علت کوئی فلاسفہ خدا
کو علت قرار دیتے ہیں متکلمین اور
اہل مذہب خدا کو قائل مختار مانتے ہیں

بہند او اسرار رابے ہیچ بد
وہ یعنی طور پر اسرار کو دیکھتا ہے
نے شبہ نے سلیہ باشد نے دلگ
نہ رات ہو گی اور نہ سلیہ اور نہ زوال
از زمین باشد نہ از افلاک و مہ
وہ زمین کی وجہ سے نہ آسمانوں اور چاند سے
نے ز آتشہائے مستحجم بود
نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے
عقل باشد در اصابہا فقط
درگی میں صرف عقل ہوتی ہے
جاں ز خفت جملہ در پردہ یدن ست
جان ہلکے پن سے پوری ازان میں ہے
رؤے زرد از جہش صفر بود
زرد چہرہ صفر کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے
باشد از سودا کہ رو او ہم بود
سودا کی وجہ سے ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے
لیکن جز علت نہ بہند اہل پوست
لیکن کمال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں
از طبیب و علت اور اچارہ نیست
طبیب اور پیدہ سے اس کو مفر نہیں ہے
پائے خود بر فرق علتہا نہاد
اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھا دیا ہے
علت آخری ندار و کین او
آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

غفلت از تن بود چوں تن روح شد
غفلت جسم کی وجہ سے تھی جب جسم روح بنا
چوں زمین بر خاست از جو فلک
جب زمین آسمان کی فضا سے نکل جائے
ہر گجا سالیہ ست و شب یا سالیگہ
جہاں کہیں سالیہ اور رات یا سائے کی جگہ ہے
دود پیوستہ ہم از ہیزم بود
دھواں ایندھن سے وابستہ ہوتا ہے
وہم ۲ افتد در خطا و در غلط
وہم خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے
ہر گرانی و کسل خود از تن ست
ہر گرانی اور سستی کی جسم کی وجہ سے ہے
رؤے سرخ از کثرت خونہا بود
سرخ چہرہ خونوں کی کثرت سے ہوتا ہے
رو سفید از قوت بلغم بود
سفید چہرہ بلغم کی قوت سے ہوتا ہے
در حقیقت ۳ خلق آثار اوست
در حقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے
مفر کو از پوستہا آوارہ نیست
مفر جو چمکوں سے جدا نہیں ہے
چوں دُوم بار آدمی زادہ بزاد
جب انسان بارہا پیدا ہوا
علت اولیٰ نباشد دین او
پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی

علت سے معلول کا صدور مفروض ہوتا ہے علت آخری ظاہری سبب کہ کچھ کہ اس کو سبب حقیقی سے غفلت نہیں ہوتی ہے

۱۔ اندر سافل۔ دنیا میں جو آثار قدرت
ہیں وہ فانی ہیں۔ وانکہ جس کا وصول
ذات تک ہو جائے گا وہ وہاں کی نور میں
مستغرق رہے گا۔ نے سحابش۔ اب
۲۔ اس کی جسمانی کتابیں نور سے مانع
ہوں گی مظاہر قدرت کا فنا ہونا اس
کے لئے فراق کی سیکنے کو بی کا سبب
بنے گا۔ آنچنین۔ ایسا شخص وہی ہوگا
جو لاہوتی ہو گا یا اگر وہ ناسوتی ہے تو اس
نے مجاہدوں کے ذریعے اپنے ناسوتی
ہونے کو ختم کر دیا ہے وانکہ خاکی اور
ناسوتی ذات کی شعاعوں کی تاب
نہیں لاتا اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر
سورج زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ
برداشت نہ کرے گی اور اس میں
اگانے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔
۳۔ دائم۔ مچھلی چونکہ آبی چیز ہے وہ
داکی طور پر پانی کو برداشت کر سکتی
ہے سانپ مچھلی کی چیز ہے وہ ہمیشہ
سمندر میں نہیں رہ سکتا ہے اس طرح
لاہوتی اور ناسوتی کو سمجھو۔ مکر شاں۔
کبھی ناسوتی لاہوتی بننے کی کوشش
کرتے ہیں لیکن بحر وحدت ان کو رسوا
کر دیتا ہے۔
۴۔ دائرہ ریں یم یہاں ایسے لاہوتی
انسان ہیں جو ناسوتیوں کو لاہوتی بنا
دیتے ہیں۔ گرتو۔ اگر تو ناسوتی ہے تو
لاہوتیوں کی صحبت اختیار کر وہ تجھے
دیائے وحدت میں تیرا سکھا دیں
گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی لولیاں جلاو
کرتے ہیں جس سے ماہیت تبدیل
ہو جاتی ہے لیکن ان کا جلاو حلال جلاو
ہے۔

نیست دائم روز و شب او آفلست
مستقل نہیں ہے وہ شب و روز و شب کر جائے فلا ہے
غرقہ آں نہ باشد و انما
وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے
وارید او از فراق سینہ کوب
وہ سینہ پینے والی جدائی سے نجات پا گیا
یا مبدل گشت گر از خاک بود
اگر وہ خاک سے تھا تو تبدیل ہو گیا ہے
کہ زند بروئے شعاعش جاو وال
کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے
آنچنان سوزد کہ ناید زوثر
ایسی جل جائے کہ اس سے پھل نہ پیدا ہو
مار رابا او کجا ہمرا ہی ست
سانپ کی اس کے ساتھ ہمرا ہی کہیں ہو سکتی ہے
اندریں یم ماہیاں رامی کشند
جو اس سمندر میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں
ہم ز دریا تاسہ شاں رسوا کنند
لیکن دیار سے ان کی گمراہی ان کو رسوا کرتی ہے
مارا را از سحر ماہی میکند
جو سانپ کو تمیز سے مچھلی بنا دیتی ہیں
تاشوی چوں ماہیا دریم رواں
تاکہ مچھلیوں کی طرح سمندر میں چلے
بحر شاں آموختہ بحر حلال
کہ سمندر نے ان کو حلال جلاو سکھا دیا ہے

زانکہ اس نورے کہ اندر اسافل ست
اس لئے کہ یہ نور جو عالم سفل میں ہے
وانکہ اندر قرص دارد باش و جا
وہ جو نکیہ میں قیام اور جگہ رکھتا ہے
نے سحابش رہ زند نے خود غروب
نہ اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود ڈوبتا
آنچنین گس اصلش از افلاک بود
ایسے شخص کی اصل آسمانوں سے ہوتی ہے
زانکہ خاکی را نباشد تاب آں
کیونکہ خاکی میں اس کی طاقت نہیں ہوتی ہے
گر زند بر خاک دائم تاب خور
اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے
دائم ۲۔ اندر آب کار ماہی ست
ہمیشہ پانی میں رہتا اور مچھلی کا کام ہے
لیک در گہ مارہائے پرفن اند
لیکن پہاڑوں میں بہت سے پرفن سانپ ہیں
مکر شاں گر خلق را شید اگند
ان کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے
واندریں ۳۔ یم ماہیاں تو سن اند
اس سمندر میں قوی مچھلیاں ہیں
گرتو ماری شو قرین ماہیاں
اگر تو سانپ ہے مچھلی کا ساتھی بن جا
ماہیاں قعر دریائے جلال
دیائے جلال کی گہرائی کی مچھلیاں



بس اجمال از تاب ایشاں حال شد

بہت سے محل ان کی طاقت سے واقعہ بن گئے ہیں

زہر آنجا رفت و شکر شد یقین

وہاں زہر گیا ہے اور یقیناً شکر بن گیا ہے

خاک زر شد سنگ گوہر پائے سر

خاک سونا پتھر جوہر پاؤں سر ہو گیا ہے

تا قیامت ۲ گر بگویم زین کلیم

اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں

خس آنجا رفت و نیکو فال شد

منہوں وہاں پہنچا ہے اور نیک بخت بن گیا ہے

سنگ آنجا رفت گوہر شد شمشین

وہاں پتھر گیا ہے اور قیمتی جوہر بن گیا ہے

می نہ بیند جز بشر چشم بشر

انسان آنکھ ان کو سوائے بشر کے کچھ نہیں دیکھتی ہے

صل و قیامت بگذرد ویں نا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی اور یہ نا تمام رہے گی

آداب المستمعین والمرسلین عند فیض الحکمة من لسان الشیخ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مرسلوں کے آداب

برملولان ایں مکرز کردن ست

تنگدلوں پر یہ مکرز کرنا ہے

شمع از برق مکرز بر شود

شمع مکرز نور سے لوہی ہوتی ہے

گر ہزاراں طالب اندو یک ملول

اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک رنجیدہ

ایں ۳ رسولان ضمیر وراز گو

یہ دل کے پیغام رساں اسرار بیان کرنے والے

نخوتے دارند و کبرے پوچوں شہاں

وہ شاہوں کی سی نخوت اور برائی رکھتے ہیں

تا ادبہا شاں بجا گہ ناوری

جب تک تو ان کے ادب بجا نہ لائے

کے رسانند آں لمانت را بتو

تجھے وہ لمانت کب پہنچائیں گے؟

نزد من عمرے مکرز بردن ست

میرے نزدیک وہ بار زندگی حاصل کرنا ہے

خاک از تاب مکرز زر شود

مٹی مکرز گرمی سے سونا بن جاتی ہے

از رسالت بازمی ماند رسول

پیغام پہنچانے سے رسول رک جاتا ہے

مستمع خواہند اسرافیل خو

حضرت اسرافیل کی عادت دلا سننے والا چاہتے ہیں

چاکری خواہند از اہل جہاں

دنیا داروں سے خدمت گاری چاہتے ہیں

از رسالت شکاں چگونہ بر خوری

ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اٹھائے گا؟

تا نباشی پیش شاں رابع دو تو

جب تک کہ ان کے سامنے رکوع میں دھرانہ ہو جائے

۱۔ بس محال۔ بہت سی ناممکن باتوں کو اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیتے ہیں۔ زہر۔ ان کی صحبت میں برے اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ می نہ بیند۔ لیکن منکرین ان کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

۲۔ تا قیامت۔ ان اہل اللہ کی صحبت کی تاثیر کا اثر میں قیامت تک بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوگا۔ برملولان۔ جو لوگ میری اس طرح کی باتوں سے ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مکرز بیکار مضمون ہے لیکن انہی مضامین کا اعادہ مجھے نئی زندگی بخشتا ہے۔ شمع۔ روشنی کی شکار جمع کوئی زندگی بخشی ہے۔ خاک۔ سورت کی شعاعوں کے مکرز ہونے سے زمین میں سونے کی کان پیدا ہو جاتی ہے۔ گر ہزاراں۔ ہزاروں کی محفل ایک مکدر سے مکدر ہو جاتی ہے اور مضامین عالیہ کی آمد نہ ہو جاتی ہے۔ رسول۔ یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا بزرگ۔

۳۔ ایں۔ یعنی اولیاء اللہ لوگوں کو پیغام دیتے ہیں اور اسرار الہی سناتے ہیں۔ اسرافیل خود حضرت اسرافیل ہر وقت صبر پھونکنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر نعمت سننے کے لئے منتظر ہیں۔ نخوت۔ ان اولیاء کا شہانہ مزاج ہوتا ہے اور مریدوں کی اصلاح کے لئے ان سے خدمت گزاری کے خواہش رہتے ہیں۔ تا۔ مرید کے لئے اس ذرا فکر کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجالانا بھی ضروری ہے۔ کے۔ شیخ کی پوری اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت کی لمانت مرید کے سپرد کرتا ہے۔



ہر سیمہ دل خود سیمہ دیدے ورا
 ہر سیمہ دل ان کا کالا دیکتا
 مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
 مردم دیدہ بود مرآت ماہ
 نابینا انسان رو سیاہ ہوئے
 آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
 خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
 در جہاں جز مردم دیدہ فزا
 آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
 چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
 دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
 جبکہ ان بال کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
 پس ۲ جز او جملہ مقلد آمدند
 پس بغیر او کہ در نگش رسید
 ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
 ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصل
 گفت جفتش المراقبے خوش خصل
 ان کی بیوی نے کہا آج کی رات مسفر بن کر جا رہے ہو
 گفت جفت اشب غریبے ۳ میروی
 گفت نے نے بلکہ اشب جان من
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 گفت اے جان و لم و احسرتا
 انہوں نے عرض کیا اے میری جان لہو دل افسوس ہے
 گفت رویت را کجا بینیم ما
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 حلقہ خاصش بتو پیوستہ است
 حلقہ خاص کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اندراں حلقہ ز رب العالَمین
 اس حلقہ میں رب العالمین کا
 مردم دیدہ سیمہ آمد چرا
 آنکھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوتی ہے؟
 مردم دیدہ بود مرآت ماہ
 آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
 در جہاں جز مردم دیدہ فزا
 دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
 پس بغیر او کہ در نگش رسید
 تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون ان جلال کے تک لکچھ سکتا ہے
 در صفات مردم دیدہ بلند
 بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
 گفت نے نے المصال ستاں فصل
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے
 از تبار و خویش غائب میشوی
 خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو
 میرسد خود از غریبی در وطن
 خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے
 گفت نے جان من یا دولتاہ
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
 گفت اندر حلقہ خاص خدا
 فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
 گر نظر بالا کئی نے سوئے پست
 اگر تو اوپر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
 نوری تابد چوہ حلقہ نکس
 نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ کھنٹی کے حلقہ میں گمبہ

لہ جن کا دل سیاہ ہے؟ بلال کو سیاہ رو
 دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
 اس کی قدرت کی دلیل نہیں ہے
 آنکھوں کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی
 فضیلت ظاہر ہے مانند حاد سیاہ سے اور
 پتلی والا چاند کا آئینہ ہے خود کہ یعنی
 بال کو آنکھ کی پتلی جیسا افضل
 وہی ذات گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود
 تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل
 ہے جو آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں
 حاصل ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 کرام۔ چوں۔ حضرت بلالؓ کے
 حقیقی اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 سمجھ سکے

۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے
 علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح مرتبہ کو
 حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف
 تقلیدی طور پر ان کو جانتے ہیں۔
 خصل۔ عصلت کی جمع ہے
 عادت۔ فصال۔ جدائی یعنی موت۔
 ۳۔ فریے۔ یعنی آپ عنہا رخصت
 ہو کر مسفر بن رہے ہیں۔ تبار۔
 خاندان۔ غریبی۔ دنیا مسافرت کی
 جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
 ہے۔ حلقہ۔ مومنین کے بارے میں
 فرمایا گیا ہے فِی قَعْدِ صَلْبِ
 عِنْدَ مَلِکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ یعنی وہ
 مقصد رہنمائی کے پاس سچائی کی جگہ
 میں ہونگے۔ حلقہ وہ مقام جس میں
 مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
 ہے اگر وہ اپنی نظر بند کھلے پستی کی
 رف نہ دیکھے اندراں۔ اس حلقہ
 میں ہند کی خاص جگہ ہوگی۔



اَسپ داند بانگ و بُوئے شیر را
گھوڑا شیر کی آواز اور بُو کو جانتا ہے
بَل عَدُوّ خویش را ہر جانور
بلکہ ہر جانور اپنے دشمن کو
روز خُفاشک نیارد بر پرید
چگاڑ دن میں نہیں اڑ سکتی ہے
از ہمہ محروم تر خُفاش بُود
از ہمہ زیادہ محروم چگاڑ ہے
نہ تواند مصافح زخم خورد
نہ تو میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے
آنگہ آں خورشید از احسان وجود
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے
آفتابے کے بگرداند قُفاش
سورج اپنا رخ کب مڑتا ہے؟
عَلَتِ لُطف و کمال او بُود
اس کا انتہائی کرم اور کمال ہے
دشمن ار گیری بحدّ خویش گیر
اگر تو دشمن بنائے تو اپنے رتبہ کے اعتبار سے بنا
قطرہ ۳ باقلمزم چو استیزہ گند
قطرہ جب سمندر سے دشمنی کرے
حیلتِ اوازِ سبّالش نکذرد
اس کی تدبیر اس کی موچوں سے آگے نہیں بڑھتی ہے
با عَدُوّ آفتاب ایں بُد خطاب
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی
اے عَدُوّ آفتابے کز فرش
اے اس سورج کے دشمن جس کی شان و شوکت سے

گرچہ حیوان ست لا نادرا
اگرچہ جانور ہے مگر بہت کم
خود بداند از نشان واز اثر
خود علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے
شب بَرول آید چو دُر دان جرید
رات کو اکیلے چھوٹوں کی طرح نکلتی ہے
کہ عَدُوّ آفتاب فاش بُود
کیونکہ وہ روشن سورج کی دشمنی ہے
نہ بنفیریں تاندش مقہور کرد
نہ نفرت کی وجہ سے اس کو مغلوب کر سکتی ہے
برن دَر اندز قہرش تار و پود
غصہ سے اس کا تانا بانا نہیں پھاڑتا ہے
از برائے غصہ وہ قہر خُفاش
چگاڑ کے غصہ اور غضب کی وجہ سے
ورنہ خُفاش کجا منع شود
ورنہ چگاڑ کہاں اس کو روک سکتی ہے؟
تلّود ممکن کہ گردانی اسیر
تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اس کو قابو میں کر لے
اَبَلہ است اوریش خود برمی گند
”بیوقوف ہے“ اپنی داہمی نوچتا ہے
حجر و خلقِ قمر چوں بر درو
چاند کا گلا“ اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟
اے عَدُوّ آفتاب آفتاب
اے سورج کے سورج کے دشمن!
می بلرزد آفتاب و اخترش
سورج اور اس کے ستارے لرزتے ہیں

۱۔ الانا۔ بہت کم ہے کہ گھوڑا شیر کی بو
کو نہ پہچانے۔ بلکہ ہر جانور اپنے
دشمن کو پہچان جاتا ہے۔ جو یہ تھا۔
خُفاش۔ چگاڑ سب سے زیادہ
بدبخت ہے کہ سورج سے اس کی دشمنی
ہے حالانکہ اس سے اس کو کوئی مفرت نہیں
اسی طرح سب سے زیادہ بدبخت وہ
ہے جو حقیقی آفتاب یعنی دلی سے دشمنی
ہے۔ برتے۔ مصافح۔ میدان جنگ۔
مقہور۔ مغلوب۔

۲۔ آنگہ۔ سورج کا کرم ہے کہ وہ
اس چگاڑ کو خاکستر نہیں بناتا جیسا
طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ منکرین کا
تجلا و برپا نہیں کرتے ہیں۔ قفا۔ یعنی
رخ۔ دشمن۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں
کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی بری ہے۔
دشمنی اگر کی جائے تو ایسے شخص
سے کی جائے جس کو انسان مغلوب
کر سکے۔

۳۔ قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ عام انسان
کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ سمندر
سے دشمنی کرے جو محض اس کی حماقت
ہے۔ حیلت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو
کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر۔
یعنی دلی کامل۔ باعد۔ چگاڑ جو
آسمانی سورج کی دشمنی ہے اس کی
بات تو ہم نے بتا دی دلی کا دشمن تو
آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے۔
آفتاب آفتاب۔ دلی آفتاب حقیقی
یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

۱۔ تو عدو۔ ولی کا دشمن اللہ کا دشمن عدو
یہ دشمنی خود اس کی اپنے ساتھ دشمنی
ہے اے عجب۔ اللہ تعالیٰ سے انسان
کی دشمنی اللہ میں کوئی نقصان نہیں پیدا
کر سکتی۔ رجحش۔ جس طرح اللہ کا
جلال بے پایاں ہے اسی طرح اس کی
رحمت بھی خالص رحمت ہے۔ کہ
مزان۔ انسان کا رحم غم سے ملا جلا ہوتا
ہے کسی مجبور کو دیکھ کر انسان پر غم طاری
ہوتا ہے پھر اس کی رحمت ابھرتی
ہے۔

۲۔ رحمت مخلوق۔ انسانوں کی رحمت و
شفقت غصہ سے ملی جلی ہے اللہ تعالیٰ
کی رحمت ان تمام باتوں سے پاک
ہے۔ رحمت بے چوں۔ جس طرح
اللہ کی ذات کی حقیقت تک رسائی
ناممکن ہے اسی طرح اس کی صفات
بھی عقل سے بالاتر ہیں صرف ان
صفوتوں کو ان کے اثرات سے سمجھا جا
سکتا ہے۔
۳۔ فرق۔ کسی چیز کو مثال اور آثار سے
جاننا اور بات سے اور حقیقت و مابیت
کو جاننا اور بات سے۔ اوصاف
کمال۔ حضرت حق تعالیٰ کی صفات
کمال۔ غفل۔ ہماری عقلوں میں
ان صفات کی حقیقت کو سمجھنے کی
صلاحیت نہیں ہے جس طرح بچہ
جماع کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔
طمث۔ حیض۔ جماع۔ جو کہ کوئی
بچہ کو جماع کی حقیقت اس طرح
تعمیلی جانتی ہے کہ اس سے کہا
جائے کہ وہ ایسا مزیدار ہے جسا کہ حلوا
کے بود۔ لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی
حقیقت اور کچھ ہے اور حلوے کی
حقیقت کچھ اور ہے۔

تو عدو او نہ خصم خودی
تو اس کا دشمن نہیں ہے، اپنا دشمن ہے
اے عجب از سوزشت او کم شود
تعب ہے اگر تیرے جلنے سے وہ کم ہو جائے
رحمتش نے رحمت آدم بود
اس کی رحمت انسان کی رحمت نہیں ہے
رحمت ۲ مخلوق باشد غصہ ناک
مخلوق کی رحمت، غصہ سے ملی ہوتی ہے
رحمت بچوں چنیں داں اے پسر
اے بیٹا! بے مثال کی رحمت کو یوں سمجھ

فرق ۳ میان داستان چیزے بمثال و تقلید و میان داستان مابیت آل چیز
کسی چیز کو مثال، اور علم تقلیدی سے جاننے میں اور اس چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

ظاہرست آثار میوه رحمتش
اس کی رحمت سے پھل کے آثار ظاہر ہیں
ہیج مایات او صاف کمال
کمالی اوصاف کی مایاتیں
طفل مابیت نداند طمٹ را
بچہ جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے
طفل را بود زوطی زن خبر
بچہ کو عورت سے جماع کرنے کی لذت کی خبر نہیں ہے
کے بود مابیت ذوق جماع
جماع کی لذت کی حقیقت کب ہوتی ہے؟
لیکن نسبت کرد از روئے خوشی
لیکن لذت کی حیثیت سے نسبت دیدی

لبک کہ داند جز او مایتش
لیکن اس کی حقیقت سوائے اس کے اور کون جانتا ہے
کس نداند جز باآثار و مثال
کوئی شخص سوائے نشانات اور مثال کے نہیں جانتا ہے
جز کہ گوئی ہست چوں حلوا ترا
سوائے اس کے کہ تو کہدے کہ تیرے لئے حلوا جیسا ہے
جز کہ گوئی ہست آں خوش چوں شکر
سوائے اس کے تو کہدے وہ شکر جیسا خوش ذائقہ ہے
مثل مایات حلوا اے مطاع
اے جناب! حلوے کی مایاتوں جیسی
ہاتو آں عاقل کہ تو کو دک وشی
اس عقلمند نے تیرے لئے چند تو بچہ کی طرح ہے



تا بدانند کُودک آں را از مثال
تا کہ بچہ آں کو مثال سے سمجھ لے
پس اگر گوئی بدنام دُور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے
گر کہے گوید کہ دانی نوح را
اگر کوئی کہے کہ تو نوح کو جانتا ہے
گر بگوئی چوں ندانم کال قمر
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ چاند ہیں
کود کال خرد در کُتا بہا
چھوٹے بچے مکتبوں میں
نام او خوانند در قرآن صریح
ان کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں
راست کُودانیش تو از رُوی وصف
سچ ہے کہ تو ان کو اوصاف کے اعتبار سے جانتا ہے
ور بگوئی من چه دانم نوح را
اگر تو کہے کہ میں حضرت نوح کو کیا جانوں؟
من سجد گجاء استن او از گجا
میں رکھوں اور ان کا جانا کہیں
مور لنگم من چه دانم فیل را
میں ٹکڑی چوٹی ہوں میں ہاتھی کو کیا جانوں؟
ایں سخن ہم راست ست از رُوی آں
یہ بات بھی صحیح ہے اس لئے کہ
عجز از ادراکِ مہیت عمو
اے چچا! مہیتوں کے ادراک سے عجز
زانکہ مہیات و سرِ سرِ آں
کیونکہ مہیتیں اور ان کے سر کا راز

گرداند مہیت باعین حال
اگر اس کی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے
در بگوئی کہ ندانم زور نیست
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی جھوٹ نہیں ہے
واں رسول حق و نور روح را
اس اللہ کے رسول اور روح کے نور کو
ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں
واں اماں جملہ در محرابہا
اور تمام لام محرابوں میں
قصہ اش گویند از ماضی فصیح
ان کا گذشتہ قصہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں
گرچہ مہیت نشد از نوح کشف
اگرچہ حضرت نوح کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے
آں گزیدہ حق و محض روح را
اس اللہ کے برگزیدہ اور خالص روح کو
ہمچو اوئے داند اُورا اے فتی
اے نوجوان! ان کو جیسا ہی جان سکتا ہے
پشہ کے داند اسرائیل را
پھر حضرت اسرائیل کو کیا جانے؟
کہ بمہیت ندانیش اے فلاں
اس فلاں کی حقیقت کے اعتبار سے تو ان کو نہیں جانتا ہے
حالت عامہ بود دریاب تو
عوام کی حالت ہوتی ہے تو حاصل کر لے
پیش چشم کالماں باشد عیاں
کالموں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

۱۔ تا بدانند۔ جب حقیقت کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے تو اس چیز کو مثالوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس۔ یہ علم جو مثال سے حاصل ہوا ہے اس کو آگ چیز کا علم بھی کہا جاسکتا ہے چونکہ مثال سے بہر حال کچھ علم حاصل ہوا ہے اور اس چیز کا جہل بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم ہے۔

۲۔ گر کہے۔ اگر کسی کو حضرت نوح کا علم ان کی بعض صفات سے حاصل ہے اور کما حقہ ان کی حقیقت معلوم نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ میں حضرت نوح کو جانتا ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں ان سے واقف نہیں ہوں۔ قمر۔ یعنی حضرت نوح۔ کتاب۔ مکتب مدرسہ۔ کشف۔ مکشوف، معلوم۔ گزیدہ۔ برگزیدہ۔

۳۔ من گجا۔ یعنی میں اس قابل کہیں کہ ان کی حقیقت سے ناواقف ہو سکوں۔ عجز۔ اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ حقیقت سے ناواقفیت عوام کے شلیان شان ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ چیزوں کی حقیقت معلوم کر سکے۔ زانکہ۔ کامل لوگ مہیتوں اور ان کے راز کے راز سے بھی واقف ہوتے ہیں مہیات سے اعیان ثابتہ مراد ہیں اور سر مہیات سے مراد اسالیبی ہیں اور سر مہیات کے سر سے مراد حقیقت الہیہ ہے۔

۱۔ وجود اللہ کی ذات اور اس کی صفات عقل اور سمجھ سے دور تر ہیں پھر بھی کامل اولیاء میں سے واقف ہوتے ہیں۔ ذات دو صفت۔ جبکہ اولیاء ذات و صفات احدیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات ان پر کیسے غنی رہ سکتی ہے۔
۲۔ عقل۔ بحث۔ یعنی فلسفی کی عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات کے بارے میں جو الفاظ ہیں وہ حقیقی معنی پر محمول ہونا محال ہیں لہذا انہیں تاویل کی جائے گی اور ان کو تاویل معنی میں سمجھنا ضروری ہے۔ قطب۔ ولی جو واقف حال سے وہ کہتا ہے کہ چونکہ یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں لہذا اس کو محال نظر آتی ہیں۔ واقعات۔ فلسفی کی عقل کا حال تو یہ ہے کہ جب تک چیز وقوع میں نہ آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب اس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا ہے۔ زمین کے کت کو محال سمجھ جاتا تھا اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب زمین کو متحرک مان لیا گیا ہے۔

۳۔ چوں۔ رہبانیت۔ جب انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور کشف و شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تب وہ میدان تھا جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں رہے۔ چوں خلاصی۔ جب اللہ کے کرم نے سینکڑوں مصیبتیں نال دیں تو افلاس اور فقر کی مصیبت کو بھی ڈال دے گا جب وہاں اور حواس سے آزادی مل گئی تو کشف و شہود بھی میسر آ جائے گا۔ بحث خویش۔ یعنی نفی اور اثبات کی بحث۔ اس سخن۔ یعنی باتوں کے

دو جود۔ از سر حق و ذات اُو
اللہ تعالیٰ اور اس کی ذات کے راز سے وجود میں چونکہ آل مخفی نماند از محر ماں
جبکہ محرموں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا عقل ۲۔ بخشی گوید ایں دورست و کو
بحث کرنے والی عقل کہتی ہے یہ بعید ہے اور کہاں ہے؟ قطب گوید مرتراے سست حال
قطب تجھے کہتا ہے کہ اے ست حال واقعات کہ کنونت بر کشود
وہ واقعات جو تجھ پر اب کھلے ہیں چوں ۳۔ رہبانیت زدہ زنداں کرم
جب تجھے کرم خداوندی نے وہ قید خانوں سے آزاد کر دیا ہے چوں خلاصی یافتی از صد بلا
جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے سہل گیرش تا نگرود مشکلت
اس کو آسان سمجھ تا کہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے سوئے بحث خویش تازاے بواحسن
اے اہل حسن! اپنی بحث کی جانب آ نسبت اثبات بانفی از نخست
اثبات اور نفی کی نسبت کا شروع سے

دور تر از فہم و استبصار کو
فہم و بصیرت سے زیادہ دور اور کوئی چیز نہیں ہے ذات و وصفے چیست کاں ملکہ نہاں
تو کس کی ذات اور صفت ہے جو پوشیدہ رہے گی؟ بے زتا ویلے محالے کم شفو
کسی ناممکن کو بغیر تاویل کے نہ سن انچہ فوق حال تست آید محال
جو تیری حالت سے بالا ہے تجھے محال نظر آتا ہے نے کہ اول ہم محالیت می نمود
کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے محال نظر آتے تھے؟ تہہ رابر خود ممکن جس ستم
ظلم کر کے تہ کو اپنے لئے قید خانہ نہ بنا فقر رابر خود ممکن رنج و عنا
فقر کو اپنے اوپر رنج و مشقت نہ بنا ورنہ شد شکر چوز ہر قاتلت
وہ نہ شکر تیرے لئے قاتل نہ رہے گی کایں سخن پایاں ندارد جان من
اے جان من! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے گریانش می گنی برگو درست
اگر تو بیان کرتا ہے تو ٹھیک بیان کر

جمع و تفریق میان نفی و اثبات یک چیز از روئے نسبت و اختلاف جہت

ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے



حاکم کی بحث۔ بواحسن۔ اس سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخاطب مراد ہے جمع و تفریق نفی اور اثبات ایک جگہ جمع بھی دجائے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز جہاں ایک حیثیت اور جہت سے معلوم ہو جہاں دوسری حیثیت اور جہت سے معلوم ہو۔

نفی آل یک چیز و اثبات رِواست
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے
مَلَمِيتٍ اِذْ رَمِيتٍ اِنْ سَبْتِ اسْت
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نہ پھینکا نسبت کے اعتبار سے
آل تو افگندی چو بروست تو بود
تو نے پھینکا چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا
زورِ آدم زادہ را حدے بود
انسان کی طاقت کی ایک حد ہے
مُشْتِ مُشْتِ تَسْتِ وَا فُلْکَنْدَنْ زِمَاسْت
مٹھی تو تیری مٹھی ہے اور پھینکنا ہمارا ہے

يَعْرِفُونَ الْاَنْبِيَاءَ اضْلاذْهُمْ
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں
ہمچوں فرزند ان خود دانند شال
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں
لیک از رشک و حسد نہاں کنند
لیکن رشک اور حسد سے چھپا جاتے ہیں
پس جو یَعْرِفِ گفت چوں جائے دگر
پس جبکہ وہ پہچانتا ہے، فرمایا دوسری جگہ کیوں
اَنْهُمْ تَحْتَ قُبَانِي كَلِهْنُون
وہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں
ہم سب بہ نسبت گیر اس مثنوح را
اس کلی ہوئی بات کو بھی تو نسبت کی وجہ سے سمجھ لے
زیرِ نمط بسیار آمد در خبر
اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے

چوں جہت شد مختلف نسبت و رواست
جب جہت بدل گئی نسبتیں وہ ہو گئیں
نفی و اثبات ست ہر دو مثبت است
نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں
تو نیفگندی کہ قوت حق نمود
تو نے نہیں پھینکا چونکہ طاقت اللہ نے دی ہے
مُشْتِ خَاکِ اِشْکِستِ لَشْکَرِ کَشُود
مٹشت خاک لشکر کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے
ایک مٹھی مٹھی ایک لشکر کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے
زیرِ دو نسبت نفی و اثبات رِواست
ان دو نسبتوں کی وجہ سے اس کی نفی اور اثبات درست ہے

مِثْلَ مَا لَا يَشْتَبِهْ اَوْلَادُهُمْ
اس طرح جس طرح کہ ان کو اپنی اولاد میں شبہ نہیں ہوتا ہے
مُنْکَرِاں بِلْصَدِّ دِلِیلِ و صَدِّ نِشَالِ
منکر لوگ دلیلوں اور سینکڑوں علامتوں سے
خویشتن را برندانم می زنند
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے، کا مصداق بتاتے ہیں
گفت لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي فَلَرُ
ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس رہنے دے فرمایا
جُزْ کہ یزداں شال ندانند آرموں
ان کو خدا کے سوا آزمائش سے کوئی نہیں جانتا ہے
کہ بدانی و فدانی نوح را
کہ تو نوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے
کال بہ نسبت باشد اے جاں معتبر
اے جان! کہ وہ نسبت کی وجہ سے خبر ہوتی ہے

۱۔ مار مٹھ۔ جنگ بدر میں
آنحضرتؐ نے ایک مٹھی مٹی دشمنوں کی
طرف پھینکی جس سے داندھے اور
شکست یاب ہو گئے چونکہ آنحضرتؐ
نے اپنے ہاتھ سے وہ مٹی پھینکی تو
پھینکنے کی نسبت آنحضرتؐ کی طرف کی
گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا
جو آنحضرتؐ کا ذاتی نہ تھا اس لئے پھینکنے
کی آنحضرتؐ سے نفی کر دی گئی۔

۲۔ یَعْرِفُونَ۔ انبیاء کے بارے
میں فرمایا گیا ہے جو انبیاء پر بھی صادق
ہے کہ منکرین ان کو ایسا ہی جانتے
ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں
پھر فرمایا گیا ہے کہ اولیاء میرے دامن
میں چھپے ہوئے ہیں ان کو میرے سوا
کوئی نہیں جانتا ہے۔ چونکہ جاننا اور
نہ جاننا ہے چونکہ جانتا اور نہ جانتا وہ
حیثیتوں سے ہے لہذا دونوں باتیں
درست ہیں۔

۳۔ ہم سب نسبت۔ حضرت نوحؑ
کو جاننا اور نہ جاننا بھی اسی اعتبار سے
سمجھ لے زیرِ نمط۔ حیثیت اور
جہت بدل جانے سے دو متضاد حکم
بہت سی چیزوں پر لگائے گئے ہیں۔
مسئل۔ کسی کی فنا و بقا کا مسئلہ بھی اسی
نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے
اعتبار سے اس کو فانی اور باقی کہا جاتا
ہے۔

مسئلہ فنا و بقائے درویشِ کامل

کمال درویش کی فنا اور بقا کا معاملہ

۱۔ در بود۔ یعنی اگر وہ موجود ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہے اور اس کو بقا اللہ حاصل ہے۔ چون زبانہ دن میں سورج کے سامنے اگر شمع روشن کرو تو اس پر متضاد حکم لگ سکتے ہیں چونکہ آفتاب کی روشنی کے سامنے اس کی روشنی ماند پڑ گئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ روشن نہیں ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کی لو پر روشنی رکھو وہ جل جائے گی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ شمع روشن ہے۔

۲۔ در و صد۔ اگر وہ سو من شہد میں ایک سیر سرکہ ملا دو تو کہہ سکتے ہو کہ سرکہ معدوم ہے چونکہ اس کا کوئی مزہ چکھنے میں معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سرکہ موجود ہے اس لئے کہ وزن کرو گے تو وہ دس سو من ایک سیر ہو گا۔ لہذا قیاس در ہم کا وزن ہمزہ کو حذف کر کے قیہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۳۔ پیش۔ ہرن جب شیر کے سامنے ہوش ہو گیا تو وہ فانی بھی ہے اور باقی بھی ہے۔ اس قیاس۔ فنا و بقا میں یہ مثالیں جودی گئی ہیں وہ حضرت حق کی شایان شان نہیں ہیں لیکن ان کا بیان کرنا عشق و محبت کے جوش میں ہوا ہے ترک ادب مقصود نہیں ہے نبض عاشق۔ عشق الہی کا دعویٰ ایک وجہ میں برابری کا دعویٰ ہے اس لئے کہ عاشق و معشوق میں لاحالہ کوئی نسبت ہوتی ہے اور ممکن واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بے ادب۔ عاشق و عشق کی مستی میں گستاخانہ باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف ہو لیکن چونکہ اس کو فنا کا وجہ حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہذا وہ گستاخی نہیں ہے۔

گفت قائل در جاں درویش نیست
ایک کھنے والے نے کا دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے
ہست از روئے بقائے ذات او
اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ
چوں زبانہ شمع پیش آفتاب
جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالمقابل
ہست باشد ذات اوتا تو اگر
اس کی ذات موجود ہوتی ہے کہ حتیٰ کہ اگر تو
نیست باشد روشنی نبد ترا
معدوم ہوتا ہے تجھے روشنی نہیں دیتا ہے
دروا و صد من شہید یک و قیہ زخل
دو سو من شہد میں ایک لوقیہ سرکہ
نیست باشد طعم خل چوں می پشی
جب تو چکھے گا سرکہ کا مزہ معدوم ہو گا
پیش شیرے آہوئے بیہوش شد
ایک ہرن شیر کے سامنے بے ہوش ہو گیا
اس قیاس ناقصاں بر کار رب
اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس
نبض عاشق بے ادب برمی جہد
عاشق کی نبض بلا لحاظ ادب تڑپتی ہے
بے ادب تر نیست زو کس در جہاں
دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے

در بود درویش آل درویش نیست
اور اگر درویش ہو گا تو وہ درویش نہیں ہے
نیست گشتہ وصف او در وصف ہو
اس کا وصف الہی کے وصف میں نیست ہو گا
نیست باشد ہست باشد در حساب
نہیں ہے ہوتا ہے لیکن حساب میں ہے ہوتا ہے
بر نہی پنبہ بسوزد زان شرر
روٹی رکھ دے وہ اس شعلہ سے جل جائے گی
کردہ باشد آفتاب اورا فنا
سورج نے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے
چوں در آ فگندی و دروے گشت حل
جب تو نے ذال دیا اور وہ اس میں حل ہو گیا
ہست یک و قیہ فزوں چوں میکشی
جب تو وزن کرے گا ایک لوقیہ بڑھا ہوا ہے
ہستیش در ہست اورو پوش شد
اس کی ہستی اس کی ہستی میں چھپ گئی
جوشش عشق ست ز ترک ادب
ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نہیں عشق کا جوش ہے
خویش را در کفہ شہ می نہد
اپنے آپ کو شاہ کے پلڑے میں رکھتی ہے
با ادب تر نیست زو کس در نہاں
وہ پر وہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے



ہم بہ نسبت اداں دفاق اے منتخب
اے برگزید جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ

بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
جب تو دیکھے گا وہ بظاہر بے ادب ہو گا

چوں بہا طن بنگری دعویٰ کجاست
جب تو حقیقت کو دیکھے گا دعویٰ کہاں ہے؟

مات ۲ زید زید اگر فاعل بود
”زید مر گیا“ زید اگرچہ فاعل ہے

او زوئے لفظ نحوی فاعل ست
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے

فاعلیٰ چہ کو چناں مقہور شد
وہ فاعل نہیں کیا دایا مغلوب ہے

ایں دو ضد با ادب با بے ادب
با ادب ’ اور بے ادب ان دو ضدوں کا

کہ بود دعویٰ عشقش ہمسری
کیونکہ اس کا عشق کا دعویٰ برابری ہے

اوو دعویٰ پیش آں سلطان فناست
وہ اور اس کا دعویٰ شاہ کے سامنے معدوم ہیں

لیک فاعل نیست کو عاقل بود
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے ’ کیونکہ وہ بیکار ہے

ورنہ او مفعول و موش قاتل ست
ورنہ وہ مفعول ہے ’ اور موت اس کی قاتل ہے

فاعلیہا جملہ ازوے دور شد
تمام فاعل اس سے دور ہو گئی ہے

۱ ہم بہ نسبت اس کا با ادب ہونا
اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے
اختلاف سے صحیح ہے اگر وہ باتیں اس
کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو
بے ادب ہے ’ اگر ذات باری کی
طرف ہوں تو یہ با ادب ہے۔ چوں
بہا طن۔ چونکہ اس کو فنا فی الذات کا
مرتبہ حاصل ہو گیا ہے لہذا اس کا اپنانہ
کوئی دعویٰ ہے نہ کوئی ذات۔

۲ مات زید۔ نحوی ترکیب کے
اعتبار سے مات فاعل ہے اور زید اس کا
فاعل ہے یہ محض لفظی بات ہے ورنہ
زید میں موت کی حالت میں فاعلیت
اور کرنے کی صلاحیت کہاں ہے وہ
مات مفعول اور مقتول ہے۔ موت
اس کی قاتل ہے۔ فاعلیٰ فنا کے
بعد فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی
نہیں ہے لہذا فاعل کی اس کی طرف
نسبت نہیں کی جاسکتی۔

۳ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ وہ دلیل اپنی جان سے
قطع نظر کر کے بادشاہ کے سامنے
پیش ہوا اسی طرح عاش اپنی ذات و
صفات سے قطع نظر کر لیتا ہے۔
صدرش۔ یعنی وہ غلام صدر جہاں کے
ہر بار سے روپوش ہو گیا۔ کہستان۔
ایک شہر کا نام ہے۔ خلاعت۔ مرض یا
فراق سے رونا۔

قصہ ۳ وکیل صدر جاں کہ متہم شد و از بخارا گریختہ از
صدر جہاں کے وکیل کا قصہ جو متہم ہو گیا تھا ’ اور جان کے ڈر سے بخارا سے بھاگ گیا

بیم جاں ’ باز عشقش گریباں گرفت کہ کار جاں بہر
تھا پھر عشق نے اس کا گریباں پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ

جاناں سہل باشد عاشقاں را

عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

متہم شد گشت از صدرش نہاں
متہم دگیا ’ اس کے ہر بار سے غائب ہو گیا

کہ خراسان گہ کہستان گاہ دشت
کبھی خراسان میں کبھی کہستان میں ’ کبھی جنگل میں

گشت بے طاقت ز یام فراق
جدائی کے زمانہ سے ’ بے بس ہو گیا

صبر کے داند خلاعت را نشاند
صبر ’ فراق کے ڈر کو کہیں فرد کر سکتا ہے؟

در بخارا بندہ صدر جہاں
بخارا میں ’ صدر جہاں کا ایک غلام

مدت وہ سال سرگرداں بکشت
۱۵ سال تک لانا لانا پھرا

از پس وہ سال او از اشتیاق
۱۵ سال کے بعد و عشق کی وجہ سے

گفت تاب فرتم زیں یس نمائد
اس نے کہا اس کے بعد جدائی کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے

از اِ فراقِ ایں خاکہا شوره شود
فراق سے یہ زمینیں شور بن جاتی ہے
باوِ جاں افزا و خمِ کرد و با
روح پرور ہوا، ناموافق و با بن جاتی ہے
باغِ چوں بخت شود دارا لمرض
جنت جیسا باغ بیلہی کا گھر بن جاتا ہے
عقلِ دراک از فراق دوستان
دوستوں کی جدائی ہے، 'حس عقل

دوزخ ۲ از فرقت چنل سوزاں شدہ است
دوزخ فراق سے اس قدر جلانے والی بن گئی ہے
گر بگویم از فراق چوں شرار
اگر میں چنگاریوں جیسے فراق کے متعلق کہوں
پس ز شرح سوز او کم زن نفس
لہذا اس کی سوزش کی تشریح نہ کر
ہر چہ ۳ ازوے شاد گردی در جہاں
تو دنیا میں جس چیز سے خوش ہو
ز انچہ گشتی شاد بس گس شاد شد
جس چیز سے خوش ہوا ہے بہت سے خوش ہو چکے ہیں
از تو ہم بچہد تو دل بروے منہ
وہ تجھ سے بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا
ہمچو مریم گوئی پیش از فوت ملک
ملک کفوت ہونے سے پہلے ہی حضرت مریم کی طرح کہے

آخرا زوے جست و بچوں باد شد
بالآخر اس سے و چیز چلی گئی اور ہوا جیسی ہو گئی
پیش از اس کو بچہد از تو تو بچہ
اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگ جا
نفس را کاعوذ بالرحمن منک
نفس سے ہیں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہے

۱۔ از فراق۔ زمین پانی کی جدائی
سے بنجر بن جاتی ہے اور پانی روٹی کی
جدائی ہے گدلا اور گندہ بن جاتا ہے
باد۔ ہوا صفائی کی جدائی سے ناموافق
اور دبا بن جاتی ہے آتش آگ
ایندھن کی جدائی سے راکھ بن جاتی
ہے باغ۔ موسم بہار کی جدائی باغ کو
مرض کا گھر بناتی ہے اور مرض کی وجہ
سے اس کے پتے زرد ہو کر گرے
لگتے ہیں۔ عقل۔ دوستوں کی جدائی
عقل کو ایسا مہبوت کر دیتی ہے جس
طرح تیر انداز کمان ٹوٹ جانے سے
مہبوت بن جاتا ہے۔

۲۔ دوزخ۔ خدا کی رحمت کی جدائی
میں جہنم پر سوز بنی ہوئی ہے بید کا
درخت طاقت کے فراق سے لرزتا
ہے گر بگویم۔ فراق کے اثرات کا
بیان قیامت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔
پس۔ فراق کے اثرات کی تفصیل میں
پڑنے کی بجائے الامان الامان کہنا
چاہیے۔

۳۔ ہر چہ دنیا کی خوش کن چیز فراق
کا داغ دینے والی ہے زانچہ۔ دنیا کی
خوش کن چیزوں نے بہت سوں کو فراق
میں مبتلا کیا ہے۔ پیش از اس چیز
کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو اپنا
دل اس سے ہٹالے گا تو فراق کی
تکلیف نہ ہوگی۔ ہمچو مریم۔ جس
طرح مریم نے خدا کی پناہ حاصل کی
تھی تو بھی دنیا کی خوش کن چیزوں سے
خدا کی پناہ حاصل کر لے اور ان کے
فوت ہونے سے قبل ہی خدا کی
طرف رجوع کر لے

پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت
حضرت جبریل کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت
غسل و برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالیٰ
مریم کے سامنے رونما ہوتا اور ان کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

دید مریم صورتے بس جانفزا
حضرت مریم نے ایک روح پر صہت دیکھی
پیش او بر رُست از روئے زمین
ان کے سامنے زمین سے نکل آئے
از زمین بر رُست خوبے بے نقاب
ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا
لرزہ ۲ بر اعضائے مریم او فقاد
حضرت مریم کے اعضاء پر کچلی طاری ہو گئی
صورتے کہ یوسف اردیدے عیاں
وہ ایسی صہت تھی کہ اگر حضرت یوسف اس کو دیکھ لیتے
ہمچو گل پیشش بروید او ز گل
وہ زمین سے پھول کی طرح ان کے سامنے آگئے
گشت مریم بیخود و در بیخودی
حضرت مریم بے اختیار ہو گئیں اور بیخودی میں
زانکہ سعادت کردہ و دال پاک جیت
کیونکہ ان پاکدامن نے عادت ڈال رکھی تھی
چوں جہاں را دید ملکہ بیقرار
چونکہ انہوں نے دنیا کو بے نکاو ملک سمجھ لیا تھا
تا بگاہ مرگ حصے باشدش
تاکہ موت کے وقت وہ ان کا قلعہ بنے
از پناہ حق حصارے بہ ندید
انہوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں دیکھا
چوں بدید آں غم زبائے عقل سوز
جب انہوں نے وہ عقل سوز لائیں دیکھیں
شاہ و لشکر خلقہ در گوشش شدہ
شاہ اور لشکر اس کے حلقہ بہ گوش بن گئے تھے

جانفزائے لربائے در خلا
خلوت میں جو بڑی روح پرورد لربا تھی
چوں مہ و خورشید آں روح الالیں
جبرئیل چاند اور سورج جیسے
آنچناں کز شرق روید آفتاب
جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے
کو برہنہ بود ترسید از فساد
کیونکہ وہ ننگی تھیں اور خرابی سے ڈریں
دست از حیرت بریدے چوں زناں
عورتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے
چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل
جس طرح خیال دل سے سر اجمادات ہے
گفت بیکم در پناہ ایزدی
فرمایا میں خدا کی پناہ میں آتی ہوں
ہریمت دخت بر دل سوئے غیب
ماجری میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی
حازمانہ ساخت زان حضرت حصار
پختہ کاری سے اس دہار کو قلعہ بنا لیا تھا
کہ نیابد خصم راہ مقصدش
تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے
یورتگہ نزدیک آں دژ برگزید
اس قلعہ کے نزدیک انہوں نے قیامگاہ منتخب کی
کہ از وی شد جگر ہاتیر دوز
جنس سے جگر زخمی ہوتے تھے
خسروان ہوش بیہوش شدہ
عقل کے شہنشاہ بیہوش ہو گئے تھے

۱۔ در خلا۔ حضرت مریم نے لوگوں سے گوشہ تہائی اختیار کر لیا تھا۔ روح الالیں۔ حضرت جبرئیل زمین سے نمودار ہوئے تھے بے نقاب۔ حضرت جبرئیل بے حجاب اس طرح نمودار ہوئے جس طرح مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے۔

۲۔ لرزہ۔ حضرت جبرائیل کے نمودار ہونے سے حضرت مریم گھبرا گئیں برہنہ تھیں سمجھیں کوئی خرابی پیش نہ آجائے۔ صہت۔ حضرت جبرئیل ایسی حسین صورت میں نمودار ہوئے کہ اگر حضرت یوسف ان کو دیکھتے تو ان کے حسن سے بہوت ہو کر اسی طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس طرح ان کے حسن سے بہوت ہو کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ گفت۔ حضرت مریم نے گھبرا کر فرمایا تھا۔ قی ائعوذ باللہ من۔ میں خدا کی پناہ پزنی ہوں۔

۳۔ زانکہ۔ حضرت مریم کی یہ عادت تھی کہ ہر پریشانی میں وہ خدا کی پناہ چاہ لیتی تھیں۔ بے قرار۔ ناپائیدار۔ حازمانہ۔ پختہ کاری۔ حصار۔ قلعہ۔ یورتگہ۔ قیام کی جگہ۔ دژ۔ قلعہ۔ غمزہ۔ یعنی حضرت جبرئیل کے ناز و ادا شاہ و لشکر۔ یہاں حضرت جبرئیل کی تعریف میں ہیں۔

صد ہزاراں شاہ مملوکش برق لے
لاکھوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اس کے مملوک ہو گئے تھے
زہرہ نے مر زہرہ را تا دم زند
زہرہ کے پتہ نہیں کہ دم مدے
من چہ گویم چوں مرا بروخت است
میں کیا بتاؤں جبکہ اس نے مجھے چھلپی کر دیا ہے
دود آں نارم دلیم من برو
میں اس آگ کا دھواں ہوں میں اس کی نشانی ہوں
خود نباشد آفتابے را دلیل
سورج کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی
سایہ کہ بود تا دلیل او بود
سایہ کیا ہوتا ہے جو اس کی دلیل بنے
ایں جلالت در ذلالت صادق ست
یہ بڑی اپنی دولت میں سچی ہے
جملہ ۳ ادراکات بر خربائے لنگ
تمام ادراکات لنگڑے گدھوں پر سوار ہیں
گر گریز دس نیابد گردشہ
اگر شاہ بھاگے کوئی اس کی گرد نہیں پا سکتا
جملہ ادراکات را آرام نے
جملہ ادراکات کو سکون نہیں ہے
آں یکے وہے چو بازے می پرد
ایک خیال باز کی طرح اڑتا ہے
واں دگر چوں کشتی بابا دباں
اور دوسرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے

صد ہزاراں بدر را دادہ بدق
لاکھوں چوہویں کے چاندوں کو اس نے گھٹاؤ میں مبتلا کر دیا تھا
عقل گلش چوں بہ بیند کم زند
جب اس کو عقل کل دیکھ لے کا وہاں چھوڑ دے
و ملہم را د مگہ او سوخت است
اس کے مظاہر نے میرا گلا جلا دیا ہے
دورازاں شہ باطل ما عبروا
اس شاہ سدھ ہے لوگوں نے جو تعبیر کی ہے وہ باطل ہے
جو کہ نور آفتاب مستطیل
سورج کے لیے نور کے سوا
ایں بستش کہ ذلیل او بود
اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اس کا تابع ہو
جملہ ادراکات پس او سابق ست
تمام ادراکات پیچھے ہیں وہ آگے ہے
او سولہ باد پرآں چوں خدنگ
وہ تیر کی طرح اڑنے والی ہوا پر سوار ہے
ور گریزند او بگیرد پیش رہ
اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ شاہ آگے کا راستہ روک دے
وقت میدانست وقت جام نے
میدان کا وقت ہے جام کا وقت نہیں ہے
واں یکے چوں تیر مغفری درو
اور ایک تیر کی طرح خود کو پھلاتا ہے
واں دگر اندر ترا جمع ہر زماں
اور دوسرا ہر وقت تردد میں ہے



۱۔ برق۔ غلامی۔ دق۔ گھٹاؤ۔
کمزوری۔ زہرہ مذاکذہر سے پتہ
زا کے پیش سے ستارے کا نام ہے۔
عقل کل۔ عقل لول۔ من چہ گویم۔
یہاں سے مولانا نے حضرت جبریل
کی حسن کے ذکر سے اللہ کے جمال
کی طرف گریز کیا ہے۔ مگہ۔ گلا
صنعت۔ دور۔ یعنی میں اور تمام مخلوق
اس کے آثار ہیں اور اثر موثر کے وجود
کی دلیل ہوتا ہے لہذا میں اس کے
وجود دلیل ہوں اس کے علاوہ ذات
باری کی جو تعبیرات ہیں وہ صحیح تعبیریں
نہیں ہیں۔

۲۔ خود۔ سورج کا وجود کسی دلیل کا
محتاج نہیں ہے۔ آفتاب آمد دلیل
آفتاب سایہ مولانا نے اپنے آپ کو
دھواں فرادے کر خود کو دلیل کہا تھا اب
فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے
سایہ کی کیا حقیقت ہے کہ وہ سورج کی
دلیل بن سکے جملہ ادراکات۔ یعنی وہ
تمام ادراکات سے جدا اور ہے۔

۳۔ جملہ ادراکات۔ ہمارے دلیل
اور ادراک کی وجود باری سے ہی نسبت
ہے جو خرب لنگ اور ہوا پر سوار کی نسبت۔
خرب لنگ اس کو کبھی نہیں پکڑ سکتا۔
گر گریزند ذات حق انسان سے
قریب بھی ہے اور اس کے ادراک
سے بعید بھی ہے۔ جملہ ادراکات۔
انسان کے جس قدر ادراکات ہیں وہ
کوئی بھی اس کی حقیقت تک پہنچ کر
مطمئن نہیں ہے پھر بھی جستجو جلدی
ذنی ضروری ہے۔ آں یکے انسان
کے ادراکات مختلف ہیں کسی کا ادراک
تیز ہے اور کسی کا ادراک موہن
اور حجابات کو دور کرنے اور ہٹانے والا
ہے۔ دگر۔ ایک کے ہم خیال کی
روانی کشتی کی سی ہے۔ ترا جمع۔ تردد

چوں شکارے امی نماید شاں ز دور
جب ان کو کوئی شکار سے نظر آتا ہے
چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند
جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں
منتظر چشمے بہم یک چشم باز
اس طہر پر منتظر کہ ایک آنکھ کھلی ہوئی ایک آنکھ بند
چوں بماند دیر گویند از ملال
جب وہ دیر تک غمگین رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں
مصلحت ۲ آنست تا یک ساعت
مصلحت یہ ہے کہ تھوڑی دیر
گر نبودے شب ہمہ خلاقاں ز آرز
اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے
از ہوس و حرص سوداوند و فتن
ہوس اور نفع کمانے کے حرص سے
شب پدید آید چون رخ رجمت
رحمت کے خزانے کی طرح رات ہو جاتی ہے
چونکہ ۳ قبضے آیدت اے راہرو
اے سالک! جب تجھ پر قبض طاری ہو
زانکہ در خرجی وراں بسط و کشاد
کیونکہ تو اس قبض وسط میں صرف کرنے میں ہے
گر ہمارہ فصل تابستان بدے
اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہو
مبتیش را سوختے از بنخ و بن
اس کی کیدیں کو جل اور بنیاد سے ایسا جلا دیتی
گر تر شروست آں وے مشفق ست
اگر وہ خزاں تر شرو ہے تو مہربان بھی ہے

جملہ جملہ می فزایند آں طیور
وہ سب پرند حملہ کرتے ہیں
ہمچو پندہاں سوئے ہر ویراں شوند
ادوس کی طرح ہر دیرانے میں چلے جاتے ہیں
تا کہ پیدا گردد آں صید نیاز
تا کہ وہ نیاز مندی کا شکار نظر آ جائے
صد بود آں خود عجب یا خود خیال
تعب ہے وہ شکار تھا یا خود خیال تھا
قوتے گریند و زور از راحت
آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کر لیں
خوشتن را سوختندے زا ہنراز
بھاگ دوڑ میں اپنے آپ کو جلا ڈالتے
ہر کسے داداے بدن راستوختن
ہر شخص جسم کو پھونک ڈالتا
تا رہند از حرص خود یک ساعت
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے حرص سے نجات پا جائیں
آں صلاح تست آس دل مشو
وہ تیری بھلائی ہے مایوس دل نہ بن
خرج را دخلے بباید ز اعتدال
خرج کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیے
سوزش خورشید در بستان زدے
سوزج کی گرمی باغ کو پھونک دیتی
کہ دگر تاز لکشتے آں گہن
کہ وہ پرانا کبھی تر و تازہ نہ بننا
صیف خندانست و لما حرق ست
گرمی کا موسم مسکرانے والا ہے لیکن جلانے والا ہے

۱۔ شکار۔ کوئی چلی۔ آں طیور۔
یعنی حواسِ پندہاں۔ یعنی اس چلی کے
ادراک سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے
ہیں۔ منتظر۔ انسان شکار پر تیر وغیرہ
چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتا
ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے۔
کلید۔ یعنی کھلی۔ چوں۔ مایوس میں
سوئے لگتا ہے کہ کوئی چلی بھی یا محض
غیر واقعی خیال تھا۔

۲۔ مصلحت۔ ان حالات میں
سالک اور مجاہد کے لئے مناسب ہے
کہ وہ آرام کرے تاکہ اس میں طاقت
پیدا ہو جائے۔ گر نبودے۔ اللہ تعالیٰ
نے رات کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ
انسان اس میں آرام کر لے اور محنت
دور کر لے۔ ہنراز۔ حرکت کرنا۔ از
ہوس۔ اگر رات نہ ہوتی تو کمالی کے
لاچ میں ہر وقت مصروف کار رہ کر
بدن کو تباہ کر لیتا۔ شب۔ رات کا وجود
انسانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔
۳۔ چونکہ۔ قبض کی حالت میں
وہ تمام قوائے باطنی جمع ہو جاتے ہیں
جو وسط کی حالت میں خرج ہو رہے
تھے۔ آس۔ مایوس۔ دخل۔ آمدنی۔
اعتدال۔ جمع کرنا۔ گر ہمارہ۔ موسمی
تغیرات رحمت خداوندی ہیں۔
مبتیش۔ کھیت کیاری۔ دے۔ خزاں کا
موسم اگر چہ ناگوار ہے لیکن اس میں
بھی خوبی ہے۔ صیف۔ موسم گرما میں
اگر چہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن
پھول بھی کھلتے ہیں۔

چونکہ قبض آمد تو دروے بسط ہیں

جب قبض طاری ہو تو اس میں بسط کا مشاہدہ کر

کو دکاں خندان و دانایاں ترش

بچے خوش ہیں اور عقلمند غمگین ہیں

چشم کودک ہمو خور در آخر ست

بچے کی نظر گدھے کی طرح آخور پر ہے

او در آخر چرب می بیند علف

وہ آخور میں لذیذ گھاس دیکھتا ہے

آں بھلف تلخ ست کیس قصاب دا

جو گھاس قصاب نے دی ہے وہ کڑوی ہے

روز حکمت خور علف کاں را خدا

چا دانائی کی گھاس کھا جو خدا نے

فہم ناں کردی نہ حکمت اے رہی

اے بندے! تو رونی سمجھا نہ کہ حکمت

رزق حکمت بہ بود در مرتبت

رجے میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے

ایں ۳ وہاں بستی دہانے باز شد

تو نے یہ منہ بند کیا تو ایسا منہ کھلا

گرز شیر ایں دیوتن را و ابری

اگر تو اس جسم کے شیطان کو دودھ پٹالے گا

حرک جو شے کردہ ام من نیم خام

میں نے وہ کچرے کو جوش نہیں دیا ہے

در الہی نامہ گوید شرح ایں

اس کی شرح الہی نامہ میں بیان کی ہے

غم خور و نان غم افزایاں مخور

غم کھالے اور غم بڑھانے والوں کی روٹی نہ کھا

غم کھالے اور غم بڑھانے والوں کی روٹی نہ کھا

۱۔ چونکہ قبض۔ اگر سالک پر قبض

کی کیفیت طاری ہو تو اس سے بھی

غمگین نہ ہونا چاہیے اس کو مفید سمجھے۔

کو دکاں۔ بسط کی کیفیت بھی ایک

ظہانہ حرکت ہے اس کے زیادہ

خواہشمند نہ بنو۔ چشم کودک۔ بچہ

عارضی خوشیوں سے خوش رہتا ہے۔

چشم عاقل۔ عقلمند کے پیش نظر

آخرت رہتی ہے تو وہ اس کے حساب

و کتاب سے متغوم ہوتا ہے۔

۲۔ آں علف۔ دنیاوی لذتوں کو

قصاب کی گھاس سمجھو۔ اصل خوراک

دین کا تقاضہ اور اہل یقین کا طریقہ

ہے کھانا اس رزق سے مراد حکمت ہے نہ

کہ دنیاوی غذا میں۔ رزق

حکمت۔ یہ رزق ایسا ہے جس پر کوئی

اخری مواخذہ نہیں ہے۔

۳۔ ایں وہاں۔ حضرت سعدی

نے فرمایا ہے شعر

اندروں از طعام خالی در

تا مرد نور معرفت بینی

گر دنیوی لذتیں ترک کرنے سے

اسرار خداوندی کا رزق حاصل ہونے

لگے گا۔ ترک۔ میں نے یہ مضمون پورا

نہیں سمجھایا اگر پورا سمجھنا ہو تو الہی نامہ

پڑھ لو جو حکیم سنائی غزنوی رحمت اللہ

علیہ کی تصنیف ہے غم خور۔ انسان کو

آخرت کی فکر کرنی چاہیے شکر کھانا

ظہانہ حرکت ہے۔

تازہ باش و چیں میفکن بر جبین

تازہ رو پیشانی پر شکن نہ ڈال

غم جگر را باشد و شادی ز شش

غم جگر کے لئے ہے اور خوشی پیچھے دے سے ہے

چشم عاقل در حساب آخر ست

عقلمند کی نظر آخرت کے حساب پر ہے

وین ز قصاب آخرش بیند تلف

اور یہ قصاب سے بالآخر اپنی ہلاکت دیکھتا ہے

بہر لحم ما ترازوے نہہاد

اس نے ہمارے گوشت کیلئے ترازو تیار کر لی ہے

بے عوض دادست و از محض عطا

مفت عنایت کی ہے اور خاص عطیہ ہے

چونکہ حق گفت کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ

جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ

کاں گلو گیرت نباشد عاقبت

اس لئے کہ انجام میں وہ تیرا لگا پکڑنے والا نہ ہوگا

کو خورندہ لقمہائے راز شد

جو اسرار کے لقمے کھانے والا بنا

در فطام او بے نعمت خوری

اس کا دودھ پھرانے میں بہت سی نعمتیں کھائے گا

از حکیم غزنوی بشنو تمام

حکیم غزنوی سے مکمل سن لے

آں حکیم غیب و فخر العارفین

اس اسرار کے داند اور عارفوں کے فخر نے

زانکہ عاقل غم خور و کودک شکر

کیونکہ عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

کیونکہ عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

کیونکہ عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

کیونکہ عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

قند شادی! میوہ باغ غم ست
خوشی کی شکر غم کے باغ کا میوہ ہے
غم چو بنی در کنارش کش بعشق
تو جب غم دیکھے اس کو محبت سے بغل میں لے لے
عاقل از انگورے بیند ہی
عقلند اور میں شراب دیکھتا ہے
جنگ میگردند حمالاں پریر
پرسوں ' بوجھ اٹھانے والے بھگڑ رہے تھے
زانکہ زان رنجش ہی دیدند سود
کیونکہ انہوں نے اس تکلیف کو مفید سمجھا تھا
مزد حق ۲ کو مزد آں بے مایہ کو
کہیں اللہ تعالیٰ کی مزہدی کہیں اس مفلس کی مزہدی
رنج زرے کہ چو خنسی زیر ریگ
سونے کا ایسا خزانہ کہ جب تو مٹی کے نیچے سوئے گا
پیش پیش آں جنات میرود
وہ تیرے جنازے کے آگے آگے چلے گا
بہر ۳ روز مرگ اس دم مردہ باش
موت کے دن کے لئے اس وقت مردہ بن جا
صبر می بیند ز پردہ احتہاد
صبر مجاہدے کے پردے میں سے دیکھتا ہے
غم چو آمینہ ست پیش مجتہد
مجاہدہ کرنے والے کے لئے غم آمینہ جیسا ہے
بعد ضد رنج آں ضد دگر
مقابل رنج کے بعد دھرا مقابل

ایں فرح زخم ست و آں غم مرہم ست
یہ خوشی زخم ہے اور غم مرہم ہے
از سر زوہ نظر گن در دمشق
دمشق کو نیلے سے دیکھ
عاشق از معدوم شی بیند ہی
عاشق ' معدوم میں موجود کو دیکھتا ہے
تو ملکش تا من گشم حملش چو شیر
تو نہ اٹھا تا کہ میں شیر کی طرح اس کا بوجھ اٹھا لوں
حمل را ہر یک زدگیری زود
اس لئے بوجھ کو ایک دوسرے سے اچکتا تھا
ایں وہ گنجیت مزدو آں تسو
یہ تجھے مزہدی میں خزانہ دے گا وہ کوڑی
باتو باشد آں نباشد مردہ ریگ
وہ تیرے پاس ہو گا وہ موٹی مٹی نہ ہو گا
مونس گور و غیر بی می شود
مسرت اور قبر میں غم خود ہو گا
تاشوی با عشق سرمد خولجہ تابلش
تا کہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے
رؤے چوں گلزار و زلفین مراد
مقصود کا گلزار جیسا چہرہ اور دو زلفیں
کاندراں ضد می نماید رؤے ضد
کہ اس ضد میں اس کی ضد کا چہرہ نظر آتا ہے
رؤ دہد یعنی کشادہ کر و فر
نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

۱۔ قند شادی! آخرت کا غم خوشی کی قند
عنایت کرے گاندیا کی خوشی تو زخم ہے
دمشق۔ ملک شام کا مشہور شہر ہے
رہو نیلا ایک خاص نیلا ہے جو دمشق
کے قریب ہے جو شخص دمشق کے حسن کا
قابل نہیں ہوتا تھا اس کو کہا جاتا تھا کہ اس
نیلے پر چڑھ کر دمشق کا منظر دیکھ لے تو
حسن کا قابل ہو جائے گا۔ عاقل۔ عقلند
انسان ہر چیز کے آغاز سے انجام کو دیکھ
لیتا ہے غم بھی غم ہر طرف سے سر فراز کو
دیکھ لو۔ حمالاں۔ مزہد بوجھ کی مصیبت
انجام یعنی مزہدی کے لالچ میں
برداشت کرتا ہے۔

۲۔ مزد حق۔ جب بے مایہ انسان
سے مزہدی حاصل کرنے کے لئے
مشقت اٹھاتی جاتی ہے تو اللہ کی جانب
سے جو مزہدی ملے گی اس کے لئے
کہیں نہ مشقت برداشت کی جائے۔
تسو۔ چارو کے ذن کا سکہ تھا۔ غنہ۔ وہ
ایسا خزانہ ہو گا جو قبر میں کام آئے گا۔ مرد
ریگ۔ وراثت کا مٹی۔ پیش نیکیاں
مردے سے پہلے ہی راحت رسائی
کے لئے قبر میں چھائی جاتی ہیں۔

۳۔ بہر روز مرگ۔ حکم ہے مومنو!
قبل ان تم مومنو! یعنی موت سے قبل
ہی دنیا اور اس کی لذتوں کو خیر باد کہہ
دو۔ خولجہ تابلش۔ ایک آقا کے دو
غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا
خولجہ تابلش کہلاتا ہے۔ گلزار۔ انار کی
درخت کی ایک قسم ہے جس پر پھل
نہیں آتا۔ صرف پھولوں سے لہو
جاتا ہے۔ غم۔ مجاہدہ کرنے والا غم میں
خوشی دیکھتا ہے۔ ضد رنج۔ رنج اور
خوشی دونوں ایک دوسرے کی ضد نہیں
جب ایک ضد یعنی رنج نمودار ہوتا ہے
تو اس کے بعد کشادگی اور خوشی نمودار ہو
جاتی ہے ان مع العسر یسرا۔ بیشک
تجھے کے ساتھ فراخی ہے۔



ایں دو وصف از پنچہ دست بہ میں
ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنچے سے سمجھ لے
پنچہ را گر قبض باشد دایما
اگر مٹھی ہمیشہ بند رہے
زیں دو وصفش کار و ملکب منظم
اس کے ان دونوں وصفوں سے کاروبار باقاعدہ ہے
بعد قبض مشت بسط آید یقین
مٹھی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے
یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا
یا ہمہ وقت کھلی رہے اور مصیبت میں رہے گا
چوں پر مرغ ایں دو حال او را مہم
جس طرح پرندے کے بازوؤں کے لئے پٹیوں باتیں ضروری ہیں

۱۔ ایں دو وصف۔ یعنی تنگی کے بعد کشادگی آنے کو اپنے ہاتھ کی مٹھی سے سمجھ لو ہاتھ کی مٹھی بند رکھو گے تو فارغ البالی اور کشادگی میسر آئے گی۔ پنچہ ہاتھ کی مٹھی کا نہ ہمیشہ کھلا رہنا چاہیے نہ بند رہنا۔ زیں دو وصف۔ مٹھی کا نہ ہر وقت بند رکھنا مناسب ہے اور نہ ہر وقت کھلنا جس طرح کہ پرندہ کی پرواز اسی وقت صحیح رہتی ہے جبکہ بازو ہر وقت کھلیں اور ہر وقت بند ہوں۔

۲۔ چونکہ حضرت مریم حضرت جبرئیل کے اچانک رونما ہو جانے سے ایسی تڑپیں جیسا کہ مچھلی خشکی پر تڑپتی ہے امین۔ حضرت جبرئیل کو روح الامین کہا جاتا ہے۔ حضرت۔ وہ بار خداوندی۔ مرم۔ نہ بھاگ۔ سر۔ انفراد۔ با عزت۔ موبالہ۔ چراغ کی جلی۔ ساک۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔ عدم۔ عالم آخرت۔

۳۔ بنہ و بنگاہ۔ بنہ۔ سالن۔ بنگاہ۔ سالن رکھنے کی جگہ۔ سنی۔ معزز عورت۔ ہم ہلالم۔ یعنی میرا شہودی وجود بھی ہے اور مثالی وجود بھی ہے۔ خود مثالی مثل خیال کے ہے خیال سے انسان بھاگ کر نہیں بچ سکتا۔

گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام کہ من رسول
حضرت جبرئیل کا حضرت مریم سے کہنا ان دونوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ
ہم آشفته و پنہاں از من مشو
کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہ ہم مریم مضطر بشد یکذماں
جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریم تڑپیں
بانگ بروے زد نمودار کرم
کرم خداوندی کے جلوے نے انہیں پکارا
از سر افرازان عزت سر ملکش
بانگ عزت کے معززین سے سر نہ پھیرے
ایں ہی گفت و ذبالہ نور پاک
وہ یہ کہہ رہے تھے اور پاک نور کی شعاع
از وجود می گریزی در عدم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟
خود بنسب و بنگاہ من در نیستی ست
میرا سالن اور گھر ملک عدم میں ہے
مریم! بنگر کہ نقش مشکم
اے مریم! دیکھ میں ایک مشکل نقش ہوں
چوں خیالے در ولت آمد نشست
خیال جب تمہارے دل میں آیا بیٹھ گیا
ہچنماں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جیسے کہ خشکی پر مچھلیاں
کہ امین حضرت تم از من مرم
کہ میں خدا کا امین ہوں مجھ سے نہ بھاگیے
از چنین خوش حرماں دم در ملکش
اتنے بہترین راز داروں سے سراپہ نہ ہو
از لبش می شد پیاپے بر سماک
ان کے ہونٹوں سے پے پے ساک ستارہ پر پہنچ رہی تھی
در عدم من شاہم و صاحب علم
میں آخرت کا شاہ اور علمبردار ہوں
یک سوارہ نقش من پیش سستی ست
تھوڑی دیر کے لئے میری صورت جناب کے سامنے ہے
ہم ہلا لم ہم خیال اندر لم
میں چاند بھی ہوں اور میں دل کے اندر خیال بھی ہوں
ہر گجا کہ میگریزی باتو ہست
جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ہے

جو خیالے عارضی باطلے
سوائے عارضی باطل خیال کے
من چو صبح صادق از نور رب
میں اللہ تعالیٰ کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں
ہیں ممکن لاحول عمراں زادہ ام
اے عمران کی بیٹی! مجھ پر لاحول نہ پڑو
مر مرا اصل و غذا لاکول بود
میری اصل اور غذا لاحول ہے
تو ہی گیری پناہ از من بحق
آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہ رہی ہیں
آں پناہم من کہ مخلصات بود
میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے
آفتے نبود بتر از نا شناخت
نہ پہچاننے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے
یارا را اغیار پنداری ہی
تو معشوق کو غیر سمجھ رہا ہے
اس چنیں لطفے کہ دارد یار ما
اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ہمارا یار رکھتا ہے
اس چنیں نخلے کہ لطف یار ماست
مجھ کا ایسا درخت جو ہمارے یار کی مہربانی ہے
اس چنیں مشکیں کہ لطف میر ماست
ایسی خوشبو دار چیزیں جو کہ ہمارے آقا کی رائیں ہیں
اس چنیں لطفے چونیلے میرود
ایسی مہربانی جو نیل دیا کی طرح جلدی ہے
خون ہی گوید من آبم ہیں مرز
خون کہتا ہے کہ میں پانی ہوں خبردار! مجھے نہ بہا

گو بود چوں صبح کاذب آفلے
جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے
کہ نگرود گرد روزم ہیچ شب
کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے
کہ زلا حول ایں طرف افتادہ ام
میں لاحول سے ہی اس طرف آیا ہوں
نور لاکولے کہ پیش از قول بود
اس لاحول کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے
من نگاریدہ پناہم در سبق
میں ازل میں اسی کی پناہ کی تحریر ہوں
تو اعوذ آری ومن خود آں اعوذ
آپ اعوذ پڑھتی ہیں میں خود ہی اعوذ ہوں
تو بر یاری ندانی عشق باخت
تو معشوق کے پاس ہے اور عشق بازی نہیں جانتا
شادی را نام بہادی غمی
تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے
تو گریزانی ازو اے بیوفا
اے بے وفا بتر اس سے بھاگتا ہے
چونکہ مازدیم خلش دار ماست
جبکہ ہم چھ نہیں اس کا مجھ کا درخت ہمارے لئے سول بنے
چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست
جبکہ ہم بے عقلی کریں وہ ہماری بیڑیاں ہیں
چونکہ فرعونیم چوں خوں می شور
جبکہ ہم فرعون ہیں خون جیسی ہو جاتی ہے
یوسف ہم گزرگ از تو ام اے پدستیز
میں یوسف ہوں اے جھگڑاوا تیری جد سے بھینریا ہوا

۱۔ جو خیالے عارضی باطل خیال
سے جدائی ممکن ہے صبح کاذب۔ یہ
صبح نمودار ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔
صبح صادق یہ صبح نمودار ہو کر غائب
نہیں ہوتی ہیں۔ ممکن۔ لاحول کے
معنی ہیں کہ طاقت صرف اللہ کی ہے تو
جو چیز خود اللہ کی طاقت سے نمودار ہوتی
ہو اس پر لاحول پڑھنا بیکار ہے۔
۲۔ لاکول۔ یعنی خدائی طاقت
قول۔ یعنی لاحول پڑھنے والے کا
تلفظ۔ نگاریدہ اللہ کی پناہ کی تحریر سے
پناہ پڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔
آں پناہم۔ جبکہ میں خود تمہاری پناہ اور
بیجاؤ کی جگہ ہوں اور اعوذ سے وہی چیز
تمہا نگد ہی ہو تو پھر مجھ پر اعوذ
پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ بود۔ وہ
مجھ سے سمجھائی میں جا میں۔
۳۔ آفتے۔ مولانا حضرت
جبرئیل کو نہ پہچاننے کا بیان کر رہے
تخلیب یہاں سے خدا کو نہ پہچاننے کا
مضمون شروع فرما دیا ہے۔ فرماتے
ہیں کہ نہ پہچانا سب سے بڑی
مصیبت ہے اے مخاطب تیرا محبوب
حقیقی تیرے پاس ہے تو اس کو نہیں
پہچانتا ہے نہ اس سے محبت کرتا ہے۔
یار۔ خدا کے ساتھ تیرا معاملہ غیروں کا
سامعہ ہے۔ ایں چنیں۔ خدا کی
اس قدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے
اس سے گریز بڑی بیوفائی ہے۔ ایں
چنیں۔ یعنی اللہ کی رحمت کے سبب
ہماری نافرمانی کی جد سے رحمت کے
اسباب بن گئے ہیں۔ مشکیں خوشبو
دار چیز۔ سیر۔ آقا۔ زنجیر۔ زلف۔ یعنی
نعتیں زینتیں بن جاتی ہیں۔ خوں۔
جو پانی بن گیا تھا وہ کہتا ہے مجھے ضائع
نہ کر اور پانی بنا کر مجھ سے فائدہ اٹھا
لے

تو نمی آ بینی کہ یار بُرد بار چونکہ با اُو ضد شدی گردو چو مار
تو نہیں دیکھتا ہے کہ بردبار دوست جب تو اس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بن جاتا ہے
لحم اُو و لحم اُو دیگر نشد برقرار اولست آنساں کہ بُد
اس کا گوشت اور چربی نہیں بدلی پہلے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کردن آل وکیل از عشق کہ رُجوع کند بہ بخارا لا اُبابی وار
محبت کی وجہ سے اس وکیل کا ارادہ کر لینا کہ لاپرواہ ہو کر بخارا میں واپس آ جائے گا

سمع مریمؑ را بہل افروختہ کہ بخارا میروداں سوختہ
حضرت مریمؑ کی شمع جلتی چھوڑ کہ بخارا میروداں سوختہ
سخت بے صبر و در آتشدان تیز کیونکہ وہ دل جلا بخارا کو جا رہا ہے
سخت بے صبری اور تیز بجہنی میں رُوسوئے صدر جہاں گن می گریز
کہتا تھا صدر جہاں کا رخ کر بھاگ بس بخارا نیست ہر کاش بُود
جو اس طرح کا ہو وہ بخاری ہے

پیش ۲ شنی در بخارا اندری شیخ کے سامنے تو بخارا میں ہے
تا بخواری در بخارا ننگری راہ ندید جزو و مدہ مشکلش
بخارا کو ذلت سے ہرگز نہ دیکھنا اس کی مشکلات کا مدوجز راستہ نہیں دیتا ہے

اے خنک آں را کہ ذلت نفسہ خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرمانبردار ہو گیا ہے
واے آں کس را کہ یُردی رفسہ اس شخص پر حسرت ہے جس کی دہلیاں اس کو ہلاک کرتی ہے
پارہ پارہ کردہ بُود ارکان اُو فرقت صدر جہاں در جان اُو
اس نے اس کا عضاء کو پارہ پارہ کر دیا تھا صدر جہاں کی جدائی جو اس کی جان میں تھی

کافر ار گشتم و گر رہ بگردم اگر میں کافر ہو گیا ہوں تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں

پیش آل صدر نکواندیش اُو وارم آنجا بیفتم پیش اُو
اس عاشق کی بھلائی سوچنے والے صدر کے سامنے اس نے کہا میں اُمتا ہوں اسی جگہ واپس ہوں

اس عاشق کی بھلائی سوچنے والے صدر کے سامنے اسی جگہ واپس جاتا ہوں اس کے سامنے گتا ہوں

گویم ا فگندم بہ پشت جان خویش گویم ا فگندم بہ پشت جان خویش
میں کہوں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے لا ڈالی ہے

زندہ گن یا سر بیر مارا چو میش زندہ کرے یا بھیڑ کی طرح ہمارا سر قلم کر دے

۱۔ ٹوٹی۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے دوستی نہ ہو تو وہ دشمنی پر اتر آتا ہے۔ لحم۔ یعنی اس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے۔ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری نازیبا حرکات کی وجہ سے اس کے مزاج میں تغیر آیا ہے۔ لا اُبابی۔ لاپرواہ۔ آل سوختہ۔ یعنی وکیل۔ بخارا۔ یہ بخارا ہے بنا ہے جو جمع علوم کے معنی میں ہے۔ شمع۔ چشمہ دانش۔ علم و عقل۔ بخارائی۔ بخارائی۔ لہذا بخارائی اور بخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم و دانش ہوگی۔

۲۔ پیش شنی۔ شیخ کا دل بھی ان معنی کے اعتبار سے بخارا ہے لہذا اس کی عزت کرو۔ بخاری۔ شیخ کے دل میں اس وقت جگہ پاؤ گے جبکہ خوری اور ذلت اختیار کرو گے۔ رفتہ۔ یعنی اس کی گستاخی رفتہ یعنی شہوت۔ انگیزاتیں۔ اعضاء۔

۳۔ گفت۔ یعنی وکیل نے کہا۔ ہانجا۔ یعنی بخارا۔ نکواندیش۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے بارے میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ میش۔ بھیڑ۔

گشتی و مُردہ بہ پشت اے قمر

اے چاند تیرے سامنے مقتول اور مردہ ہونا

آز مودم من ہزاراں بار پیش

میں نے لاکھوں بار پہلے آزما لیا

غَنِّ لِي يَا مُنْتَبِي لَحْنُ النُّشُورِ

اے میری تمنا! میرے دوبارہ زندہ ہونے کا گانا گا

اِبْلَعِي يَا اَرْضُ دَمْعِي قَدْ كَفَى

اے زمین میرے آنسو نگل جا جو کافی ہیں

عُدَّتْ يَا عَيْلِي الْيَنَامُ رَجَا

اے میری عیلا! ہماری طرف لوٹ آئی ہے 'مرحبا

گفت اے یاراں رواں گشتم و دواع

اس نے کہا اے دوستو! میں چلا اوداع

و مبدم در سوز بریاں می شوم

میں طہم سوز میں بھن رہا ہوں

گر چہ دل چوں سنگِ خدا میکند

اگر وہ اپنا دل سنگِ خدا کی طرح بنا رہا ہے

مَسْكَنِ يَارِست و شہرِ شاہِ من

وہ میرے یار کا وطن اور میرے شاہ کا شہر ہے

بہ کہ شاہِ زندگاں جائے دگر

دوسری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے

بے تو شیریں می نہ بینم عیشِ خویش

میں تیرے بغیر اپنی زندگی میٹھی نہیں سمجھتا ہوں

اُبْرُكِي يَا نَاقَتِي تَمَعِ السُّرُورِ

اے میری لونٹی بیٹھ جا 'سرور ملن ہو گیا ہے

اِشْرَبِي يَا نَفْسُ وُدًا قَدْ صَفَا

اے نفس! وہ دوستی پی لے جو صاف ہو گئی ہے

نِعْمَ مَا رَوْحَتِ يَارِيخِ الصَّبَا

اے بادِ صبا بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکائی ہے

سُوئے آلِ صَدْرِیکَ میرِست و مطاع

اس صدر کی جانب جو سردار اور واجبِ اطاعت ہے

ہرچہ بادا بادِ آنجا می روم

جو کچھ ہوتا ہے ہو 'میں وہاں جاتا ہوں

جانِ من عَزَمِ بَخَارِا می گند

میری جان بخدا کا قصد کر رہی ہے

پیشِ عاشقِ ایں بُودُ حُبِ الوطن

عاشق کے لئے یہی وطن کی دوستی ہے

پُرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہر ہا کدام بہتر است

ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کرنا کونسا شہر بہتر ہے

و انبوه ترو پر نعمت ترو دلکشا تر و جواب دادنِ عاشق اورا

اور زیادہ آباد اور زیادہ نعمتوں سے پر اور زیادہ دلکشا اور اس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے فتی

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان!

پس کد ایں شہر زانہا خوشتر است

ان میں سے کونسا شہر بہتر ہے

گفت آلِ شہرے کہ وہاں بہتر است

اس نے کہا وہ شہر جس میں معشوق ہے

۱۔ گشت۔ معشوق کے

قدموں میں مر جانا دوسری جگہ کی

شہنشاہ سے بہتر ہے غنی۔ تو گا۔

منبتی۔ میری تمنا۔ النشور۔ دوبارہ زندہ

ہونا۔ تم اسرور۔ سرور مکمل ہو گیا ہے

یعنی سفر کے لہذا سے سرور مکمل ہو گیا

لہذا میرے لوت تو بیٹھ جاتا کہ میں

تیرے اوپر بیٹھ کر معشوق کی طرف

کوچ کروں۔

۲۔ ابلعی۔ یعنی اے زمین فراق

میں جو میرے آنسو بہہ رہے ہیں تو

ان کو نگل لے۔ وہ دوستی۔ گفت۔

وکیل نے کہا۔ و دواع۔ رخصت

مطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے۔

آنجا۔ یعنی بخدا۔

۳۔ میکند۔ یعنی صدر جہاں نے

اگرچہ دل اپنا دل سنگِ خدا کی طرف

بنالیا ہے۔ حُب الوطن۔ عاشق کے

نزدیک وطن کی محبت کے یہ معنی ہیں

کہ جہاں اس کا محبوب ہو اس شہر سے

محبت کرے۔ غربت۔ مسافرت۔

ہر کجا باشد شہ مارا بساط لے
جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرا ہو
ہر کجا کہ یوسفی باشد چو ماہ
جہاں چاند جیسا یوسف ہو
باتو ۲ دوزخ خست ست اے جاں فزا
اسد پر ہوا تیرے ہوتے ہوئے دوزخ خست ہے
شد جہنم باتو رضوان و نعیم
تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی
ہر کجا تو باہمی من خوشدل
جہاں تو میرے ساتھ ہیں خوش دل ہو
خوشر از ہر دو جہاں آنجا بود
دونوں جہاں سے زیادہ اچھی وہ جگہ ہے
بس درازست ایس سخن از انتظار
ی بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے

۱۔ بساط۔ بستر یعنی محبوب کے پرانے کی جگہ۔ ہست صحرا یعنی وہ جگہ خلوہ کتنی ہی تنگ ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع صحرا ہے۔ سم الخياط۔ سوئی کا سوراخ۔ ہر کجا۔ اگر معشوق کنویں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

۲۔ باتو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف وہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ شد۔ جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں دوزخ بھی جنت ہے۔ اور محبوب کے فراق کی حالت میں جہنم بھی دوزخ ہے۔ کہ ترا یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ اور۔ یعنی وکیل کو۔ ہنر۔ لیاقت۔ درنگ۔ یعنی حالات کا جائزہ لے لے

۳۔ چوں۔ ہم نے چوں کو استفہام کا قیام دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اس کو شرط مانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخدا کو جا رہا ہے تو تو دیوانہ ہے۔ ہست چشم۔ یعنی تیز نگاہ بہت سے جاسوس کی آنکھ

منع کردن دستاں اُورا از مراجعت بہ بخارا و تہدید کردن والا اُبابی
دوستوں کا اس کو بخدا واپس ہونے سے منع کرنا اور ڈرانا اور اس کا کہنا
گفتن او

کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت او را نصیحت کاے بنجر
اس سے ایک نصیحت کرنے والے نے کہا ہے بنجر!
در نگر پس را بعقل و پیش را
عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے
چوں ۳ بخارا می روی دیوانہ
بخدا کو کیوں جاتا ہے تو دیوانہ ہے
او ز تو آہن ہمی خالید ز خشم
وہ تجھ سے فہم میں لوہا چبا رہا ہے

عاقبت اندیش اگر داری ہنر
اگر تو لیاقت رکھتا ہے ' انجام سوچ لے
ہچو پروانہ مسوزاں خویش را
اپنے آپ کو پھانے کی طرح نہ جلا
لائق زنجیر و زنداں خانہ
قید خانہ اور ہیزی کے لائق ہے
او ہمی جوید ترلہا بیست چشم
وہ تجھے ہمیں آنکھوں سے تلاش کر رہا ہے

میکند او تیز از بہر تو کاروا
وہ تیرے لئے چہری تیز کر رہا ہے
چوں رہیدی و خدایت راہ داد
جبکہ تو بچ گیا اور خدا نے تجھے موقع دیا
بر تو گردہ گول موکل آمدے
اگر تیرے پاس وہ قسم کے سپاہی پہنچے
چوں موکل نیست بر تو ہیچ کس
جب کہ تجھ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہے
عشق پنہاں کردہ بود اورا اسیر
خفی عشق نے اس کو چھپا لیا تھا
ہر موکل را موکل خفی ست
ہر سپاہی پر ایک چھپا ہوا سپاہی ہے
خشم شاہ ۲ عاشق بر جانش نشست
شاہ عشق کا غصہ اس کی جان پر نازل ہوا ہے
می زند او را کہ ہیں اورا بزن
وہ اس کو مارتا ہے کہ ہاں اس کو بد
ہر کہ بنی در زیانے می رود
جس کو تو دیکھے کسی تباہی میں جا رہا ہے
گراز و واقف بدے افغان زوے
اگر وہ اس سے واقف ہوتا فریاد کرتا
ریختے بر سر بہ پیش شاہ خاک
شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا
میر ۳ دیدی خویش را اے کم زور
اے چوٹی سے کم تو نے اپنے آپ کو سرد سمجھا ہے
غزہ گشتی زیں درد غیں پڑ و بال
تو معنوی پڑ و بال سے مغرور بن گیا ہے

او سگ قحطست و تو انبان آرد
وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آنے کی بھڑی ہے
سوئے زنداں میر وی چونت فقاد
تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا پڑی ہے
عقل بایستہ کز ایشاں کم زدے
عقل کا تقاضہ ہے کہ تو ان سے نہ ملتا
از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
تیرا اگل پیچھا کیوں بندھ گیا؟
آں موکل رانی دید آں نذیر
وہ ڈرانے والا اس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا
ورنہ او در بند سگ طبعی ز چیست
ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟
بر عوانی وسیہ رویش بست
اس کو سپاہ گری اور رو سپاہی سے وابستہ کر دیا ہے
زاں عوانی نہاں افغان من
ان خفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے
گرچہ تنہا با عوانے میرود
اگرچہ وہ اکیلا ہے کسی سپاہی کے ساتھ جا رہا ہے
پیش آں سلطان سلطاناں شدے
شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا
تا اماں دیدے ز دیو سہمناک
یہاں تک کہ خوفناک شیطان امن پا جاتا
زاں ندیدی آں موکل را تو کور
اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے
پڑ و بالے گو کشد سوئے و بال
وہ پڑ و بال جو تجھے مصیبت کی طرف کھینچ رہے ہیں

۱۔ کاد۔ چہری۔ انبان۔ تھیلا۔
آرد۔ آتا۔ وہ گول۔ وہ طرح۔
موکل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے۔ عقل کا
تقاضہ تھا کہ تو ان سپاہیوں سے گریز
کرتا۔ چوں موکل۔ یعنی تو بغیر سپاہی
کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق مولانا
فرماتے ہیں کہ اس وکیل کو عشق نے
قید کر رکھا تھا جس کو ڈرانے والا نہیں
دیکھ رہا تھا۔ ہر موکل۔ مولانا فرماتے
ہیں جس طرح اس وکیل پر ایک غیبی
موکل مسلط تھا اسی طرح سے ہر سپاہی
پر ایک غیبی سپاہی مسلط ہوتا ہے جو
اس کو کتے کی طرح کنگھٹا دیتا ہے۔
۲۔ شاہ عشق۔ یعنی اللہ تعالیٰ عوانی۔
سپاہی پن۔ زان۔ مولانا ان غیبی
سپاہیوں سے پناہ چاہتے ہیں۔ ہر
کے انسان اپنی تباہی اسی خفی سپاہی
کی وجہ سے کرتا ہے۔ گر۔ انسان اس
برباد کرنے والے سپاہی سے غافل
ہے ورنہ وہ اللہ سے دعا کرتا اور اپنی
نجات چاہتا۔
۳۔ میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد
سمجھتا ہے اسی لئے اس غیبی سپاہی کو
نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غرور۔ انسان
زوال پذیر دولت اور رتبے سے
دھوکے میں پڑتا ہے اور وہی دولت اور
رتبہ اس کو تباہ کرتا ہے۔

۱۔ ہر سبک۔ اگر انسان دولت اور غرور سے نجات پا جائے تو وہ عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتا ہے۔ گوشت۔ گوش۔ تو۔ عاذل۔ ملائکہ۔ قفس۔ یہ قفس کی تخفیف ہے یونانی لفظ ہے ایک پرندہ کا نام ہے اسی کو فارسی میں آتش زن کہتے ہیں اس پرندہ کی چونچ میں بہت سے سوراخ ہیں جب یہ بولتا ہے تو ہر سوراخ سے ایک سرور پیدا ہوتا ہے حکماء نے موسیقی کا فن اسی پرندے سے لیا ہے اس کی عمر ایک ہزار سال کی ہوتی ہے اور اس میں ز باد نہیں ہوتا ہے جب یہ پرندہ اپنی عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو لکڑیاں جمع کر کے اپنے چاروں طرف جمالیتا ہے اور پیک راگ شروع کر دیتا ہے جس سے ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ پرندہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس راکھ سے اٹھ اٹھاتی ہے اور اس میں سے پھر یہ پرندہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ حنیف۔ لام ابو حنیفہ اور لام شافعی کامل عاشق تھے اور دوس کے بھی ماہر تھے لیکن درد عشق کا انہوں نے بھی دوس نہیں دیا تو معلوم ہوا یہ کیفیت کتنی نہیں ہے تو ممکن۔ عاشقوں کو موت سے نہیں ڈرایا جاسکتا وہ خود اپنی موت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ عاشق۔ عاشقوں کی صرف وہی موت نہیں ہے جو زندگی ختم ہونے پر آتی ہے بلکہ ان کی موت کی بہت سی قسمیں ہیں سرخ موت ہے جو نفس کشی سے حاصل ہوتی ہے سبز موت ہے جو پیوند لگی گری سے حاصل ہوتی ہے ایک سیاہ موت ہے جو مخلوق کی لذت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے فرمایا گیا ہے مَمُوتُوا اَبْلَ لَنْ مَمُوتُوا۔ یعنی مرے پہلے مر جاؤ۔

پَر سَبکِ ۱ دارد رَہِ بالا گُند
بلکہ پَر رکھتا ہے لو پر جاتا ہے
جہدِ گُنِ پَر را کُلِ آلودہ ممکن
کوشش کر پوں کو مٹی میں نہ سان
پَند داد اَلْقَصَہ عاشق را سَے
القصہ عاشق کو بہت نصیحت کی
چوں کُلِ آلودش گر لہ نہا گُند
جب مٹی میں سن جاتے ہیں بھاری پن دکھاتے ہیں
لیکن گوشت گر شد و پندم کہن
لیکن تر سکان بہرے ہو گئے ہیں بھری نصیحت پرانی ہو گئی ہے
عاذِل بید ردِ بچوں قفسے
قفس جسے بیدار ملامت کرنے

لا اُبالی گفتن عاشق ناصح و عاذِل را از سرِ عشق
عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور ملامت کر کو جواب دینا

گفت اے ناصح تمش گن چند چند
اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جا اس قدر
سخت تر شد بندِ من از پند تو
تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے
آں طرف کہ عشق می افزود درد
جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے
تو ممکن تہدید از گشتن کہ من
تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں
عاشقاں را ہر زمانے مُرد نیست
عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے
اوس دو صد جاں دارد از جانِ ہدی
وہ نور ہدایت سے دو سو جانیں رکھتا ہے
ہر یکے جاں راستاند وہ بہا
ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے
گر بریز و خونِ من آں دوست رو
وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے
پند کم وہ زانکہ بس سخت ست بُند
نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے
عشق را شناخت دانشمند تو
اے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے
بو حنیفہ ۲ و شافعی درد سے نکر دو
ابو حنیفہ اور شافعی نے سبق نہیں پڑھایا
تشنہ زارم بخون خویشستن
اپنے دن کا بہت پیاسا ہوں
مردنِ عشاق خود یک نوع نیست
عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے
واں دو صد رامی کند ہر دم فدا
اور ان دو سو کو ہر وقت قربان کرتا ہے
از بُنے بر خواں تو عشر امثالہا
اس کے دس گناہ قرآن میں پڑھ لے
پائے کو باں جاں بر افشانم برو
میں ناچتا ہوں اس پر جان نثار کر دوں

۳۔ عاشق سینکڑوں جانیں رکھتا ہے اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اس کو ہر جان قربان کرنے پر دس جانیں حاصل ہوتی ہیں۔ حشر۔ قرآن میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْخَبْرَةِ لَئِنْ عَشَرَ مِثْلِهَا یعنی جس نے ایک نکی کی اس کو دس جیسی دس حاصل ہوتی ہیں۔ گر بریزد اگر محبوب عاشق کو قتل کر دے تو عیاں کے لئے انتہائی خوشی کا موقع ہے۔

آزمودم امرگ من در زندگی ست

میں نے آزما لیا میری موت زندگی میں ہے

اُقْتُلُونِي اُقْتُلُونِي يَا ثِقَات

اے معتد! مجھے قتل کر دے مجھے قتل کر دے

يَا مُنِيرَ الْخَلْدِ يَا رُوحَ الْبَقَاءِ

اے روشن روا اے بقا کی جان!

لِي حَبِيبٌ حُبُّهُ يَشْوِي الْحَشَا

میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت باطن کو جلائے ذاتی ہے

پاری گو گرچہ تازی خوشترست

فاری میں کہہ اگرچہ عربی بہتر ہے

بُوئے آل دلبر چوپڑاں می شود

جب اس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے

بس کنم دلبر در آمد در خطاب

میں ختم کرتا ہوں دلبر نے بات شروع کر دی

چونکہ عاشق توبہ کردا کنوں بترس

چونکہ اب ڈر سے عاشق نے توبہ کر لی

گرچہ ۳ ایں عاشق بخارا میرود

اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے

عاشقال را شد مدّ رس حسن دوست

محبوب کا حسن عاشقوں کا مدد بن گیا ہے

خامش اندو نعرہ تکرارِ شاں

وہ چپ ہیں اور ان کی تکرار کی آواز

درسِ شاں آشوب و چرخ و زلزله

ان کا سبق شور اور رقص اور جوش ہے

چوں رہم زیں زندگی پابندگی ست

جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو ہمیشگی ہے

اِنَّ فِي قَتْلِي حَيَاتًا فِي حَيَات

ہمیشگی میرے قتل میں زندگی و زندگی ہے

اجْتَذِبْ رُوحِي وَ جُدْلِي بِاللِّقَا

میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے

لَوْ يَشَاءُ يَمْشِي عَلَى عَيْنِي مَشَا

اگر وہ میری آنکھوں پر چلتا چاہے چلے

عشق را خود صد زبان دیگرست

خود عشق کی دھری سینکڑوں زبانیں ہیں

ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں

گوش شو واللہ اعلم بالصواب

کان بن جا اور اللہ دست بات زیادہ جانتا ہے

گو چو عیاراں گند بردار درس

وہ مکاروں کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھائے گا

نے بدرس و نے باستا میرود

لیکن سبق اور استاد کے لئے نہیں جا رہا ہے

دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست

ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہے

میرود تا عرش و تخت یارِ شاں

عرش اور ان کے دوست کے تخت تک جا رہی ہے

نے زیادات ست و باب و سلسلہ

نہ کہ زیادات اور باب اور سلسلہ

۱۔ آزمودم۔ عاشق کی یہ زندگی

در اصل موت ہے اور موت ہی حقیقی

زندگی ہے۔ ثقات۔ ثقہ کی جمع ہے

یعنی معتد علیہ خذ۔ رخسارہ۔ حشا۔

باطن۔ پاری۔ چونکہ اہل وطن فارسی

داں ہیں لہذا فارسی میں اظہار خیال کر

اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی

زبان بڑھی ہوئی ہے عشق۔ داستان

عشق کے اظہار کے لئے سینکڑوں

زبانیں ہیں لیکن ان کو سمجھنے والے کم

ہیں۔

۲۔ بُوئے۔ معشوق کی صفات کا

بیان کسی زبان سے بھی مکمل نہیں ہو

سکتا۔ بس کنم۔ اب میں اپنی تقریر

ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان سے

عشق کی داستان سنو۔ چونکہ عاشق

اگر داستان عشق بیان کرنے سے کسی

مجبوری سے توبہ بھی کر لے تو اس کا

اعتبار نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا

جس اور سولی پر داستان عشق بیان کرنی

شروع کر دیتا ہے عیاراں۔ دھوکے

بار۔

۳۔ گرچہ اس عاشق کی بخارا کی

طرف روانگی۔ درس۔ سبق اور استاد

کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان

کرنے جا رہا ہے۔ عاشقال۔ عاشق

کا استاد تو حسن دوست ہے اور اس کی

کتاب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے۔

تکرار۔ سبق کا پھرانا۔ آشوب۔ شور

غوغا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ امام

محمد کی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

باب۔ کتاب کا نام ہے فقہ کے

اواب۔ سلسلہ۔ کتاب کا نام ہے لا

انتہا چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف

ہو کر موجود ہونا سلسلہ حدیث۔



۱۔ بعد۔ ٹنگریا لے بال۔ وہ کسی چیز کا اپنے آپ پر مقوف ہونا ایک چیز کا کسی چیز پر مقوف ہونا جو خود اس چیز پر مقوف ہو۔ کیس۔ تحصیل یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ عقلی کو لانت میں رکھتے وقت عقلی کی رقم گن کر نہ دی جی واپسی کے وقت کسی کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے لگے تو لانت رکھنے والا ذمہ دار ہو گا یا نہیں۔ گو۔ یعنی مسائل فقیر دریافت کرنے والے کو گول مول جواب دینے کہ اللہ کے خزانے عقلی میں نہیں ماسکتے ہیں اور اس کو ٹال دے۔ خلع۔ عورت کا اپنے شوہر سے مل کے عوض میں جدلی کا مطالبہ کرنا۔ مبارزہ۔ مبارزات یعنی بیوی اور شوہر کی باہمی تاجانی کی وجہ سے جدلی۔ بدبین۔ یعنی اگر فقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو بھی اس کو روحانی احوال پر محمول کر لے میاں بیوی کی جدلی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدلی کے معنی پہنا لے

۲۔ ذکر ہر چیز سے۔ یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک مابیت رکھتی ہے اور اس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے تلوایا کے قصے مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے مشہور ہے بکواز دلاب مستی کفہ یعنی رہت کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جی۔ جہ۔ بخدا۔ بخدا میں بہت سے علوم، ہنر ہیں جو تم سیکھ سکتے ہو لیکن مکمل جب ہو گے کہ خدای جو لوہم

سلسلہ اس قوم بعد ا مشکبار
اس قوم کا سلسلہ مشک برسانے والے ٹنگریا لے بال ہیں
مسئلہ کیس اور پرسد کس ترا
اگر کوئی تجھ سے عقلی کا مسئلہ پوچھے
گردم خلع و مبارا میرود
اگر خلع اور مہدات کی بات چل رہی ہے
ذکر ۲ ہر چیز سے دہد خاصیت
ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے
در بخارا در ہنر ہا با لغی
تو بخدا میں بہت سے ہنروں کو پہنچنے والا ہے
آں بخاری غصہ دانش نداشت
اس بخدا کو جانے والے کو علم کا اچھو نہ لگا تھا
ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ
جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پایا
با جمال ۳ جاں چو شد ہم کلسہ
جو روح کے حسن کا ہم پیلا بن گیا
دید بر دانش بود غالب فرا
آنکھوں سے دیکھ لیتا عقل پر غالب ہوتا ہے
زانکہ دنیا راہمی بیند عین
کیونکہ وہ دنیا کو اصل اور حقیقت سمجھنے ہیں



مسئلہ دُورست لیکن دُور یار
وہ کا مسئلہ ہے لیکن محبوب کے دور کا
گو نکلند گنج حق در کیسہا
کہدے اللہ تعالیٰ کا خزانہ عقلیوں میں نہیں جاتا ہے
بد مبیں ذکر بخارا می رود
بما نہ سمجھ وہ بھی بخدا کی بات چل رہی ہے
زانکہ دارد ہر صفت مابیت
کیونکہ ہر صفت ایک مابیت رکھتی ہے
پوں بخواری رُونہی زو فارغی
جب خدای کے ساتھ رہ کر سکاتوں کا فائدہ تحصیل ہے گا
چشم بر خورشید بینش می گماشت
اس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمالی تھی
او زد انشہا بخوید دستگاہ
وہ علوم میں مہدات کا طلب گار نہیں ہوتا ہے
باشدش ز اخبار و دانش تلسہ
اس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے
زاں ہی دُنیا پُچر بد علہ را
اسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے
واں جہانے راہمی دانند دین
اور اس عالم کو واحد سمجھتے ہیں

عشق میں سے بے اختیار کرو۔ غصہ۔ گلے کا اچھو غم، یعنی اس وکیل کو صرف علم الباقین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین الباقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ در خلوت جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ محض ذکر اسامہ صفات کا متنی نہیں رہتا ہے بلکہ باجمل۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل بیکار ہو جاتے ہیں۔ دید خبر کی بہ نسبت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم قوی ہوتا ہے اس وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم محض خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ وں جہانے۔ یعنی عالم آخرت۔ دین۔ واحد۔

باز رو سوئے حدیثِ آں جواں کز غمِ صدرِ جہاں شد ناتواں
اس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہے

رُوئے نہادِ نِ آں عاشقِ بسوئے بخارا

اس عاشق کا بخارا کی جانب رخ کرنا

رُو نہادِ آں عاشقِ خونباہِ ریز
اس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا
ریگِ ہاموں پیش او ہچموں حریر
جنگلِ کادیت اس کے لئے ریشمیں کپڑے کی طرح تھا
آں بیلباں پیش او چوں گلستاں
وہ جنگل اس کے سامنے جن کی طرح تھا
درِ سمرِ قندست قندِ آئنا لبش
قد اگرچہ اسرِ قند میں ہے لیکن اس کے ہونٹوں نے
اے بخارا عقل افزا بودہ
اے بخارا تو عقل بڑھانے والا تھا
بدرِ می جویم از انم چوں ہلال
میں جو میری ملت کے پہلوؤں میں آں جیسے ہلال جیسے ہوں

چوں سواۓ آں بخارا را بدید
جب اس نے اس بخارا کے اطراف کو دیکھا
ساعتِ افتادِ بہوش و دراز
تھوڑی دیر وہ لبا لہو ہے ہوش پڑا رہا
بر سرِ رویشِ گلابِ میزدند
لوگوں نے اس کے منہ پر سر پر عرقِ گلاب چھڑکا
او گلستانِ نہانی دیدہ بود
اس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا
تو فردہ سے درِ خورِ ایندم نہ
تو غمخوار ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے

دلِ طپاں سوئے بخارا گرم و تیز
جلتے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیزی سے
آبِ جیموں پیش او چوں آبِ بکیر
جیموں کا پانی اس کے سامنے تالاب کی طرح تھا
می فناد از خندہ او چوں گلستاں
وہ مسرت سے پھول چنے والے کی طرح گرتا تھا
از بخارا یافت واں شد مذہبش
بخارا سے حاصل کی وہی اس کا مذہب ہو گیا
لیک از من عقل و دیں بر بودہ
لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا
صدرِ می جویم دریں صفِ نعال
ان جوتیوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں
درِ سواۓ غمِ بیاضے شد پدید
غم کی سیاہی میں سفیدی نمودار ہو گئی
عقل او پرید در بستانِ راز
اس کی عقل اسرار کے باغچے میں پرواز کر گئی
از گلابِ عشق او غافل بدند
وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے
عارتِ عشقش ز خود بربیدہ بود
عشق کی عادت گری نے اس کو اپنے آپ سے جدا کر دیا تھا
باشکرِ مَقْرُوں نہ گرچہ نئی
تو شکر سے ثابت نہیں ہے اگرچہ تو گناہ ہے

۱۔ ہاموں۔ صحر۔ جنگل۔ حریر۔
ریشمیں کپڑے جیموں۔ دریا کا نام
آبِ بکیر۔ تالاب۔ گلستاں۔
پھول چنے والا۔ مذہب۔ یعنی اس کو
بخارا کے قدیم عادت ہو گئی تھی۔
بخارا۔ وہ عاشق بخارا کو خطاب کرتا
ہے۔ بدر۔ چوہو میں کا چاند۔ ہلال۔
پہلی رات کا چاند جو کمزوری میں
ضربِ اشل ہے۔ صفِ نعال۔ یعنی
میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور
صدرِ جہاں کا مقام بلند ہے تو وصال
کی نیت مشکل ہے۔

۲۔ سواۓ۔ شہر کے اطراف گلابے
بہوش کر ہوش میں لانے کے لئے
عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ غافل۔
لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی
بے ہوشی تھیں ہے بلکہ عشق کی بہوشی
ہے۔ یہ بہوشی تو معشوق کی خوشبو سے
رفع ہوئی ہے۔ کہ عرقِ گلاب سے
عارت۔ یعنی اس کو عشق کے حملہ نے
بہوش بنایا تھا۔

۳۔ تو فردہ۔ مولانا مخاطب کو
خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بہوشی
کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں
ہے تو بظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں
اس کا مادہ نہیں ہے۔

رخت اعقلت با تو ہست و عاقلی کز جنودا لَم تروھا غافل
عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور تو صاحب عقل ہے کیونکہ تو ان لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا غافل ہے
ایں سخن پایاں ندارد تیز راں تا رود سوئے بخارا آں جوان
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل تاکہ وہ جوان بخارا کی جانب روانہ ہو

در آمدن آں عاشق لا ابالی در بخارا و تخدیر کردن دوستاں اور از پیداشدن
اس بے نیاز عاشق کا بخارا میں آنا اور دوستوں کا اس کو نمودار ہونے سے ڈرنا

اندرد آمد در بخارا شادماں شہر معشوق خود و دارالامان
وہ خوش خوش بخارا میں آ گیا اپنے معشوق کے شہر اور دارالامن میں
ہمچوں آں مستے کہ پرد بر اثیر مہ کنارش گیرد گوید کہ گیر
اس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے چاند اس سے بغل گیر ہو لو کہے کہ تو بھی بغل گیر ہو
ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز پیش از پیداشدن منشیں گریز
جس نے بھی اس کو بخارا میں دیکھا کیا اٹھ جا ظاہر ہونے سے پہلے مت بیٹھ بھاگ جا
کہ ترائی جوید آں شہر خشمگین تا گشد از جان تو وہ سالہ کیں
کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تھے تلاش کر رہا ہے تاکہ تیری جان سے وہ سالہ انتقام لے
اللہ درمیا در خون خویش تکیہ کم گن بر دم افسون خویش
خدا کے لئے اپنے خون کے دہے نہ ہو اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر
شعہ صدر جہاں بودی و راد تو معتمد بودی مہندس اوستاد
تو صدر جہاں کا کو تو دل تھا اور عقلمند تھا تو معتمد تھا استاد انجینئر تھا
ہم مشیرش بودی وہم محترم گشتی از بہر گناہے متہم
تو اس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا گشتی از بہر گناہے متہم
غدر کردی وز جزا بگریختی ایک قصہ میں تو متہم ہو گیا
تو نے غداری کی اور سزا بے بھاگ گیا رستہ بودی باز چوں آدینختی
از بلا بگریختی بلصد حیل تو بچ گیا تھا پھر کیوں آ پھنسا
تو سودیروں سے مصیبت سے بھاگ نکلا تھا ابھی آدورت ہنجا یا اجل
اے کہ عقلت بر عطار و دق کند تجھے یہاں بے قونی یا موت لائی ہے
اے وہ کہ تیری عقل عطار پر نکتہ چینی کرتی ہے عقل و عاقل را قضا احمق کند
عقل اور عقلمند کو قضا احمق بنا دیتی ہے

۱ رخت۔ تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہے عوام اس غیبی سے غافل ہے قرآن پاک میں ہے و قزل جنودا لَم تروھا اور اس نے وہ لشکر اتارا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے۔ یہ اگرچہ فرشتوں کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا ہے لیکن مولانا نے اس سے لشکر عشق مراد لیا ہے۔ تخدیر۔ ڈرانا۔ دارالامان۔ امن کی جگہ۔ اثیر۔ آسمان۔ گیر۔ یعنی معشوق سے کہے کہ بغل گیر ہو جا پیدا ہون۔ یعنی یہ ظاہر ہونے سے پہلے کہ تو بخارا میں آ گیا جہہ سالہ کیں۔ اس سالہ دشمنی۔

۲ اللہ اللہ۔ یعنی خدا کے لئے تکیہ۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تجھے بچا لیں گے نہ یہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے بچ سکے گا۔ شخ۔ کٹواں مہندس انجینئر۔ بگریختی۔ یعنی سزا سے بچ کر تو بھاگ گیا۔

۳ از بلا۔ یعنی سزا سے بچ کر بھاگ گیا تھا اب تجھے بیوقوفی یا موت بچا لائی ہے۔ عطار۔ دیر فلک۔

نخس! خرگوشی کہ باشد شیر جو
تو وہ نخس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے
ہست صد چندیں فسوہائے قضا
قضا کے سینکڑوں حیلے ہیں
صدرہ و مخلص بود از چپ و راست
دائیں بائیں سینکڑوں راستے تھو بھلا کی جگہیں ہوتی ہیں

زیر کی و عقل و چالاکیست گو
تیری زہانت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟
گفت اذا جاء القضا ضاق القضا
فرمایا: جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے
از قضا بستہ شود گر اثر دہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے خولہ اثر دہا ہو

۱۔ نخس۔ جو خرگوش شیر کی جستجو کرے تو وہ اپنی موت کو تلاش کرتا ہے۔ اذ۔ یہ حدیث نہیں ہے کسی کا مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں رہتا قضا تنگ ہو جاتی ہے از قضا۔ اثر دہا ہے کی جب موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔ عاذلاں۔ عاذل کی جمع ہے ملائکہ۔ مستقی۔ استقاء کا مریض جس کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کشد۔ پانی پینا اس کے لئے سخت مسخر ہوتا ہے۔ کند۔ یعنی وہ پانی اس کو تباہ کرتا ہے اور مرض میں اضافہ کر دیتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول جاتے ہیں۔

۲۔ گویم۔ اس مریض سے اگر باطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا کرے گا کاش پیٹ میں دیاجلدی ہوتا۔ بطون۔ اندرون۔ خیک۔ مشک۔ مشتطاب۔ پاکیزہ۔

۳۔ دست۔ استقاء کی بیماری میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے ہیں۔ ذیل۔ ڈھول۔ گل۔ پھول کی تروتازگی پانی سے ہے تو گویا وہ پانی کا عاشق ہے روح الامین۔ اس سے مراد حضرت جبریلؑ ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب صدر جہاں مراد ہے چوں۔ زمین۔ زمین اور پیٹ کا بچہ خون پیتا ہے عاشق بھی خون جگر پیتا ہے۔

جواب گفتن عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را
عاشق کا ملامت گروں اور ڈرانے والوں کو جواب دینا

گفت من مستقیم آبم گشد
اس نے کہا میں استقاء کا بیمار ہوں پانی مجھے کھینچتا ہے
ہیچ مستقی نہ بگریزد از آب
کوئی استقاء کا بیمار پانی سے نہیں بھاگتا ہے
گریبا ملد مرادست و شکم
اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں
گویم ۲۔ انگہ کہ پرسند از بطون
جب اندرون کے بارے میں مجھ سے پوچھے گے تو میں کہوں گا
خیک اشکم گو بدر از موج آب
میرے پیٹ کی مشک کو کھد کہ پانی کی موج سے پھٹ جائے
من بہر جائے کہ ینم آب جو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں
دست ۳۔ چوں دف و شکم ہچوں ذیل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ ڈھول کی طرح ہے
گر بریزد خونم آں روح لا میں
اگر وہ روح الامین میرا خون بہا دے
چوں زمین و چوں جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پینے والا ہوں

گرچہ میدانم کہ ہم آبم گشد
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے ملامت لے گا
گر دو صد بارش کند مات و خراب
اگرچہ وہ اس کو دو سو بار مسموم کرے
عشق آب از من نخواہد گشت کم
پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہو گا
کاشکے بحر رواں بوی دوروں
کاش میرے اندر سمندر جلدی ہوتا
گر بحیرم هست مرگم مشتطاب
اگر میں مر گیا تو میری پاکیزہ موت ہو گی
ر شکم آید بودے من جائے او
مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا
طبل عشق آب می کویم چو گل
میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا ڈھول پیندہ ہوں
جرعہ جرعہ خوں خورم ہچوں زمیں
میں زمین کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاؤں
تا کہ عاشق گشتہ ام ایں کارہ ام
جب سے میں عاشق بنا ہوں میرا یہی کام ہے

۱۔ من پشیمانم میں اپنے محبوب
صدر جہاں سے بھاگ جانے پر شرمندہ
ہوں۔ گو محبوب سے کہہ دو کہ میرے بل پر
اپنا غصہ ادا کر لے گاؤ میٹھ۔ بھینس۔
گاؤ گائے کا خوب دھو سب عید قرباں
میں قرباں ہونے کے لئے ہوتا ہے گاؤ
موسیٰ قرآن پاک کس قصہ کی طرف
اشادہ ہے کہ موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر
کے اس کا کچھ حصہ مقتول پر ملا تھا تو وہ
مقتول زندہ ہو گیا تھا لہذا میرے مرنے کو
موت نہ سمجھو تو دھروں کی زندگی ہے
جزو اسی طرح میں مقتول ہو کر ہر عاشق
کی حیات کا سبب بن گا۔ ہنس رہا ہوں
قرآن میں ہے فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِعَصَايَا
یعنی ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ
مقتول کو اس گائے کے بعض سلا
یا کراہی۔ عاشق تعلیم دیتا ہے
کرم جہم کو جو عزت لگائے کے ہے جملہات
کے ذریعہ فدا کر دیتا ہے تہلہ نظری دھیں جو
حواس کے ذریعہ غیر محسوس ہیں۔ زندہ ہو
جائے گا۔ دھوئی عاشق جسم کے تغیرات
بتا کر اس کا کلی ہوا بتاتے کہ اس سہل سمجھاتا
ہے کہ فانی کی فنا سے گھبراؤ الغولت ہے
انسانی جسم کے تغیرات یہ ہیں کہ اس کی
ساخت اس طرح ہوتی ہے کہ نباتات پانی
غذا و حرارت سے حاصل کرتی ہے تو وہ جزو
اپنی حرارت چھوڑ کر نباتیت اختیار کر لیتے
ہیں پھر جن پانی غذا نباتات سے حاصل
کرتا ہے تو وہ جزو نباتات پانی نباتیت چھوڑ
کر حیاتیات اختیار کر لیتے ہیں پھر انسان
اپنی غذا اجزاء حیوانی سے حاصل کرتا ہے
اجزاء حیوانی اپنی حیاتیات چھوڑ کر جسم انسانی
بن جاتے ہیں۔

۲۔ خندہ دیگر جب انسان مرتا ہے تو یہ
ملکی جسم سمیٹ کر بن جاتا ہے اور انسان
ملک کی صف میں آ جاتا ہے۔ فر ملک
پھر مجھے ملکیت کو بھی ختم کرتا ہے کیونکہ
بھی فانی ہے اور عدم انسانی اختیار کر کے
بحر وحدت میں شامل ہو جاتا ہے۔

شب ہی جو شتم در آتش ہمجو دیک
میں رات کو آگ میں دیک کی طرح جوش مچا ہوں
من پشیمانم ۱ کہ مکر استختم
میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر برپا کیا
گو براں برجان مستم خشم خویش
کہ دے میری مست جان پر اپنا غصہ جلدی کر دے
گاؤ اگر خسید و گر چیزے خورد
گائے اگر سوتی ہے اور اگر کوئی چیز کھاتی ہے
گاؤ موسیٰ داں مرا جان دادہ
مجھے حضرت موسیٰ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی
گاؤ موسیٰ بود قرباں گشتہ
حضرت موسیٰ کی گائے قربانی شدہ تھی
برجہید آں گشتہ ز اسپیش زجا
اس کی چوٹ سے مردہ جگہ سے اٹھ گیا
یا کرہی ۲ اذبحوا ہذا البقر
اے میرے بزرگوا اس گائے کو ذبح کر ۱۱
از جمادی مردم و ندی شدم
پیش جمادیت سے مرا اور ندی بن گیا
مردم از حیوانی و آدم شدم
میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا
حملہ ۳ دیگر بمیرم از بشر
دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہو جاؤں گا
وز ملک ہم بایدیم جستن زجو
فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کھنا چاہیے
بار دیگر از ملک قرباں شوم
دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا

روز تاشب خوں خورم مانند ریگ
دن سے رات تک ریت کی طرح خون چٹا ہوں
از مراد و خشم او بگر ختم
میں نے اس کے غصہ اور مقصد سے گزر کیا
عید قرباں اوست عاشق گاؤیش
وہ عید قرباں ہے اور عاشق بھینس ہے
بہر عید و ذبح او می پر ورد
عید اور ذبح کے لئے وہ پرورش پاتی ہے
جزو جزم حشر ہر آزا دہ
میرا جزو جزو ہر ہر آزلا کا حشر ہے
کمتریں جروش حیات گشتہ
اس کا معمولی جزو مقتول کی زندگی تھی
در خطاب اضربوہ بعضہا
اس کو اس کے بعض سے مارو کے حکم کے مطابق
ان ارفتم حشر ارواح النظر
اگر تم نظری دھوں کی زندگی چاہتے ہو
وز نما مردم کیواں سرزوم
اور نباتیت سے مرا حیوان بن گیا
پس چہ رسم کے زمر دن کم شدم
تو میں کیا ڈھوں میں مرنے سے کب گھٹا؟
تا بر آرم از ملائک بال و ہر
تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں
کل شیء ہالک الا وجہہ
کیونکہ ہر اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
آنچہ اندر وہم ناید آل شوم
وہ جو عقل نہیں آ سکتا وہ ہو جاؤں گا

پس عدم گرم عدم چوں ارغنون!

پھر عدم بن جاؤں گا عدم ارغنون باجے کی طرح

مرگِ داں آں کا اتفاق اُمتِ ست

موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے

ہمچو نیلوفر بروزیں طرفِ جو

نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر آگ جا

مرگِ او آبست و او جویائے آب

اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جویاں ہے

اے فُسرده عاشقِ ممکنیں نمد

اے بھیجے ہوئے نمدے والے گھنصرے ہوئے عاشق!

سوئے تیغِ عشقش اے سنگِ زماں

سنگ کے لئے ہاشمِ ذات اس کے عشق کی تلوار کی جانب

جوئے دیدی کوزہ اندر جوئے ریز

تو نے نہر دیکھ لی 'پیلہ نہر میں بہا دے

آبِ کوزہ چوں در آبِ جو شود

پیلے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے

وصفِ او فانی شود ذائقِ بقا

اس کا وصف فانی اور اس کی ذات باقی بن جاتی ہے

گویدم کہ اِنَّا إِلَیْهِ رَاجِعُونَ

مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب اس کی طرح لوٹنے والے ہیں

کاب حیوانی نہاں در ظلمتِ ست

کہ آبِ حیات 'تاریکی میں پوشیدہ ہے

ہمچو مستسقی حریص و آبِ جو

استقامت کے مریض کی طرح پانی کا حریص اور تلاش کرنے والا

می خورَد وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

اس کو پتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جاننے والا ہے

گوزِ نیمِ جاں ز جاناں می رمد

کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھگتا ہے

صد ہزاراں جاں نگر در ستکِ زماں

لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ

آبِ را از جوئے کے باشد گریز

پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے؟

محو گردد دروے و چوں او شود

اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے

زیں سپس نے کم شود نے بدِ لقا

اس کے بعد نہ وہ گھٹتا ہے نہ بدِ صحت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشت

عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھو لئے

عذر آں را کہ از و بگر تسم

اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا

جانبِ آں صدر شد با چشمِ تر

پرم آنکھوں کے ساتھ اس صدر جہاں کی طرف دھنسا ہوا گیا

رفت آں بیدل سوئے صدرِ جہاں

وہ بیدل 'صدر جہاں کی جانب چلا

خویش را بر نخلِ او آو تسم

میں نے اپنے آپ کو اس کے کھجور کے درخت پر لٹکا دیا

ہمچو گوئے سجدہ گن برزوئے و سر

سر اور چہرے کے مل سجدے کرتا ہوا گیند کی طرح

بر رُخِ چوں زعفرانِ لبکِ رواں

زعفرانی چہرے پر آنسو بہاتا ہوا

۱۔ ارغنون۔ ایک بلبہ کا نام ہے

جس کا موجد افلاطون ہے۔ مرگ۔

موت۔ بمنزل اس تاریکی کے ہے جس

کو عیو کر کے آبِ حیات حاصل ہوتا

ہے۔ نیلوفر۔ گھاس دھیا کے کنارے

پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت

حریص ہوتی ہے۔ مرگ۔ اور استقامت

کا مریض پانی کا حریص ہوتا ہے اور

وہی پانی اس کی موت کا سبب بنتا

ہے۔ اے فُسرده عاشق تو عشق کا

ڈھونڈ کرتا ہے اور پھر جان کے ڈر سے

محبوب سے بھاگتا ہے یہ نہیں دیکھتا

کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں خوشی

میں اس کی تیغِ عشق کے سامنے

تالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی

مشتاق ہیں۔

۲۔ جوئے۔ جب دھیائے

احدیت نظر آجائے اپنے فطرۂ حیات

کو اس میں ذل دے تو اس کا اپنا

تخصّص ختم ہو جائے گا اور وہ باقی بہ

بقائے حق ہو جائے گا پھر اس میں نہ

کمی آئے گی نہ کوئی اخیر پیدا ہوگا۔

۳۔ نخل۔ چونکہ میں اس سے

بھاگا تھا اب اس کے قد پر قربان ہو

جاؤں گا۔ ہمچو وہ گیند کی طرح لڑھکتا

ہو رہا ہوا صدرِ جہاں کی جانب روانہ

ہو رہا زعفران۔ فراق میں اس کے

چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

ہم کفن لہم تیغ اندر دست او
کفن کبھی لہر تلوار بھی اس کے ہاتھ میں
جملہ خَلْقِاں مُنْتَظِرِ سَرِ در ہوا
تمام لوگ سروں کو لوہے کھئے ہوئے منتظر تھے
ایں زماں ایں احمق یک لخت را
اب اس پورے احمق کے ساتھ
ہمچو پروانہ شرر را نور دید
اس نے پروانے کی طرح چمکدیلوں کو نور سمجھا
لیک شمع عشق چوں آں شمع نیست
لیکن عشق کی شمع اس شمع کی طرح نہیں ہے
او بعکس شمعہائے آتشی ست
وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے

صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود و آں عاشق مرگ
اس مسجد کی بات جو مہمان کو مدد داتی تھی لہر اس لاپرواہ موت
جوئے لا ابالی کہ در آں مسجد مہمان شد
کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش گن اے نیک پے
ایک نیک فصلت! ایک قصہ سن
ہیچکس دروے نختے شب زبیم
کئی شخص رات کو اس میں نہ سوتا کہ ذکر کی وجہ سے
ہر کہ دروے بیخبر چوں کور رفت
جو بے خبر اندھے کی طرح اس میں چلا گیا
خویشترن را نیک ازیں آگاہ گن
اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کر لے
ہر کسے گفتے کہ پر یائند شند
ہر شخص کہتا کہ بد مزاج پریاں ہیں

۱۔ ہم کفن۔ یعنی مرنے کی پوری تیاری کر لی تھی۔ سرور ہوا۔ یعنی سر ابھارے ہوئے۔ کش۔ یعنی صدر جہاں اس کو کس قسم کی سزا دے گا۔ اس زماں۔ اب اس کو لڑکی سزا ملے گی جو زمانہ کسی بد بخت کو دیتا ہے۔ ہمچو۔ تمثالی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی پروانہ کی طرح تار کٹور سمجھا۔
۲۔ لیکن۔ لیکن ان کا یہ سمجھنا غلط تھا وہ شمع عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے جس کی تار نور نظر آتی ہے۔ معمولی شمع پر قربان ہونے سے سوزش پڑا ہوتی ہے اس شمع پر قربان ہونا مجسم خوشی ہے۔ مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا سمجھاتے ہیں کہ عوام جس چیز کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ کاسیہیل کا سبب ہوتی ہے۔
۳۔ رے۔ یہ وہی شہر ہے جس کی طرف منسوب ہو کر لام فخر الدین رازی کہلاتے ہیں۔ یتیم ہو جاتے۔ آخر میں۔ صبح ستموں کی موت ہے۔ خویشترن۔ مخاطب کو نصیحت ہے کہ اس کہانی سے عبرت حاصل کر لے صبح قیامت نزدیک ہے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ یعنی بد مزاج۔ پریاں تکلف سے کر داتی ہیں۔

مسجدے بد بر کنار شہر رے
رے شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی
کہ نہ فرزندش شدے آں شب یتیم
اس رات میں اس کے بچے یتیم نہ ہو جاتے
صمد چوں اختر آں در گور رفت
صبح ہوتے وہ ستموں کی طرح قبر میں چلا گیا
صبح آمد خواب را کوتاہ گن
صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر
اندر و مہماں کشاں با تیغ گند
اس میں مہمان کو کند تلوار سے مدد ڈالنے والی

آں دگر گفتے کہ سحرست او طلسم
کوئی کہتا ہے کہ جادو، اور طلسم ہے
آں دگر گفتے کہ بر نہ نقشِ فاش
دورا کہتا، کہ کھلا اعلان لگا دے
شبِ حُشپ اینجا اگر جاں بایدت
اگر تو جان بچانی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سونا
واں یکے گفتے کہ شبِ قفلے نہید
ایک کہتا کہ رات کو تالا نہ دے

کہ رصد باشد عذوّ جان و جسم
جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح گھات میں رہتا ہے
بر درش کالے مہماں اینجا مباش
اس کے دروازے پر کہ اے مہمان! یہاں نہ ٹھہر
ورنہ مرگ اینجا کمیں بکشايدت
ورنہ اس جگہ موت تجھ پر گھات لگائے گی
غافلے کايد شماره کم دہید
کوئی اینجا آئے تو تم داخل نہ ہونے دو

۱۔ سحر۔ کوئی کہتا مسجد میں کوئی جادو
ہے جو ماؤ ڈالتا ہے۔ گفتے۔ یعنی مسجد
کے متولی کہ کہتا ہے کہ اس مسجد پر
رات کو سونے کی ممانعت کا اعلان لگا
دے۔ واں یکے کسی کی یہ رائے
ہوتی کہ مسجد پر تالا ڈال دو۔ صیت۔
شہرت۔ گفت۔ اس مہمان نے دل
میں یہ سوچا کہ اگر مر بھی گیا تو صرف
اتنا نقصان ہے جیسا کہ خزانہ میں
سے ایک حبضائع ہو جائے انسان کا
جسم مجموعہ میں محض لہجہ کے ہے۔

۲۔ صورت۔ اگر جسم ہلاک بھی ہو
جائے گا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو
روح ہے جو باقی رہے گی۔ تخت۔
قرآن میں فرمایا گیا ہے وَتَفْخُثُ فِيهِ
مِنْ رُوحِي یعنی آدم میں میں نے
اپنی روح پھونک دی تو اگر جسم فنا بھی
ہو گیا تو اللہ کی پھونک باقی رہے گی۔
تہیختہ۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر
صرف حق رہوں گا جب تک کہ
اس کے صور کا حق اس عالم میں نہ آئے
گا جب حق صمد ہو گا تب پھر وہ حق
حق میرے نائے تن ہے وابستہ ہو
جائے گا۔ تارید۔ میں حق کو تن
سے اس لئے جدا رکھنا چاہتا ہوں
کیونکہ اس گوہر حق کے لئے یہ
صدف جسم تنگ ہے۔

۳۔ چوں۔ قرآن پاک میں یہود کو
خطاب کر کے فرمایا گیا قَسَمُوا
أَنَّهُمْ لَنَكُونَنَّ صَافِقِينَ "تم
موت کی تمنا کرو اگرچے ہو یہود
چونکہ دعوے میں جموئے تھے اس
لئے انہوں نے تمنا نہ کی میں اللہ کی
محبت اور ولایت میں سچا ہوں لہذا
موت کا متنبی ہوں۔ تہدید۔ دھمکی
دینا۔

آمدن مہمان در اں مسجد

ایک مہمان کا مسجد میں آنا

کُو شنیہ بود آں صیتِ عجب
جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی
زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
کیونکہ وہ بہت بہادر اور جاں باز تھا
روزِ گیر از گنجِ جاں یکِ حَبّہ
فرض کر لے خزانہ سے ایک حبضائع ہو گیا
نقشِ کم ناید چو من بایستم
صورت کی کمی نہ ہو گی جب میں باقی ہوں
نفعِ حق باشم زنائے تن جدا
میں اللہ تعالیٰ کی پھونک ہوں گادین کی بانسری سے علیحدہ
تار ہداں گوہر از تنگیں صدف
حتی کہ وہ جو ہر تنگ سیپ سے رہائی پائے
صافم جاں راہر افشام بریں
میں سچا ہوں اس فرمان پر جان غدا کروں گا

تایکے مہماں در آمد وقتِ شب
حتی کہ ایک مہمان رات کو آ گیا
از برائے آزمونِ می آز مود
امتحان کے لئے وہ آزما رہا تھا
گفت کم گیرم سر و اشکبہ
اس نے کہا میں سر اور معہ کو کبہ بچھتا ہوں
صورتِ ۲ تن گو برو من کیسنم
جسم کی صورت کو کہہ دے چلی جائے اور میں کون ہوں
چوں نفخت بُوم از لطفِ خدا
جب میں اللہ تعالیٰ کے مہربانی سے نفخت تھا
تہیختہ بانگِ بخش ایں طرف
جب تک کہ اس کے صور کی آواز اس طرف نہ آئے
چلے تا مَوَلَوْتُ گفت صافم
جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کر دے چھا

ملاست اہل مسجد مہمان عاشق را از شبِ خفتن در آنجا و تہدید کردن

مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں ملاست کرنا اور ڈرانا

تاکو بدجا نستانت ہچو کسب لے
تاکہ جان نکالنے والا تجھے کلی کی طرح نہ کوئے
کاندیس جاہر کہ خفت آمد زوال
کہ اس جگہ جو سویا ہے اس پر زوال آیا ہے
دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی
دیکھا ہے کہ سب عقلمندوں نے
نیم شب مرگ ہلاہل آمدش
اس کو آدھی رات میں قاتل موت آئی ہے
نے بہ تقلید از کسے بشیدہ ام
نہ کہ تقلید ہم نے کسی سے سنا ہے
آں نصیحت در لغت ضد غلول
خیر خواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے
در غلولی خائن و سگ پوستی
خود غرضی میں خیانت اور کتا پن ہے
می نمایمت مگر و از عقل و داد
ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے دو گردانی نہ کر

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا محسب
لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سونا
کہ غریبی و نمیدانی تو حال
اس لئے کہ تو مسافر ہے اور طو حالت نہیں جانتا ہے
اتفاقے نیست ایں مابا رہا
اتفاقا نہیں ہے یہ ہم نے بہت سی مرتبہ
ہر کہ آں مسجد شے مسکن شدش
”مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے
از یکے تا یا نصداں را دیدہ ام
ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے
گفت اللین النصیحة آں رسول
رسول ﷺ نے دین خیر خواہی ہے فرمایا ہے
ایں نصیحت راتی در دوستی
یہ خیر خواہی دوستی میں سچائی ہے
بے خیانت ایں نصیحت از و داد
یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوستی کی وجہ سے

۱۔ کسب۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ کلی۔ نمی۔ نہیہ کی جمع ہے عقل

۲۔ ہلاہل۔ چین میں ایک پہاڑ ہے جس میں ایک گھاس اٹنی ہے جو قاتل ذہر ہے پھر ہلاہل مطلقاً قاتل زہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا ہے۔ ایں۔ یعنی اس مسجد میں سونے والے کا مرنا۔ انصوحیہ۔ خلوص۔ غلول۔ خیانت۔ و داد۔ دوستی۔ و داد انصاف

۳۔ مذم۔ ندامت۔ منہل۔ ست۔ بے حس برگ۔ ساز و سلان۔ پول۔ نقدی۔ لڑیں ہل۔ یعنی دنیا طلبی۔

جواب گفتن عاشق ناصحاں و ملامت گویاں را
عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامت گروں کو جواب دینا

از جہان زندگی سیر آدم
زندگی کی دنیا سے بیت بھر چکا ہوں
عافیت کم جوئے از منہل براہ
میں بے حس آدمی سے دلو زندگی میں عافیت کی تمنا نہ کر
منہلے ام لا ابالی مرگ جو
میں وہ بے حس ہوں جو لا پرا موت کا تلاش کرنے والا ہے
عاشق بر زخمیا برمی تنم
میں عاشق ہوں زخموں کے چکر کاٹا ہوں
منہلے چس کزیں پل بگذرد
”بے حس چلاک ہوں جو اس پل سے گذر جائے

گفت او اے ناصحاں من بے مذم
اس نے کہا اے نصیحت کرنے والو! میں بغیر کسی ندامت کے
منہلے ام زخم جو و زخم خواہ
میں بے حس زخم کو تلاش کرنے والا اور زخم کا خواہشمند ہوں
منہلے نے کو بود خود برگ جو
میں ”بے حس نہیں ہوں جو سلان تلاش کرے
منہلم بے زخم نلساید تنم
میں وہ بے حس ہوں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آہ نہیں پاتا ہے
منہلے نے کو بکف پول آورد
میں ”بے حس نہیں ہوں جو منہلی میں دو پیچ کر لے

آں نہ کو برہر فکانے برزند
نہ وہ کہ جوہر نکان پر ملا پھر سے
مرگ شیریں گشت و تقلم زیں سرا
اس ہرے سے نقل معصوم میرے لئے شیریں ہوگی ہے
آں قفص کو ہست عین باغ در
وہ پنجرہ جو عین باغ میں ہے
جو قمرغاں از بروں گرد قفص
پندوں کا جھنڈ باہر پنجرے کے چاروں طرف
مرغ را اندر قفص زان سبزہ زار
پنجرے کے اندر پند کے لئے سبزہ زار کی جگہ سے
سر زہر سوراخ بیروں می کند
وہ ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے
چوں دل و جان چنیں بیروں بود
جب اس کا دل اور جان اس طرح باہر کی مشتاق ہو
نے چتاں مرغ قفص در اند ہاں
وہ پنجرے کے کس پند کی طرح نہیں ہے جو میں میں ہو
کے بود اورا دیں خوف و حزن
اس کو اس در اور رنج میں کب ہو گی
او ہی خواہد کزیں ناخوش حفص
وہ چاہے گا کہ اس ناگوار ذلیل کی بجائے

بل جہد از گون وکانے ابرزند
بلکہ دنیا کو کدو جائے اور کان پر پہنچ جائے
چوں قفص ہشتن پریدن مرغ را
جیسا کہ پندے کے لئے پنجرہ چھوڑنا اور اڑ جانا
مرغ می بیند گلستان و شجر
پند باغ اور ہشت دیکھ رہا ہے
خوش ہمی خوانند ازادی قفص
آزادی کے قصے خوشی سے پند رہے ہیں
نے خورش مانند ست و نے صبر و قرار
نہ بھوک رہی اور نہ صبر و قرار رہا
تا بود کایں بند از پا برگند
کہ شاید اس بیزی کو پاؤں سے نکل دے
آں قفص را در کشائی چوں بود
اس پنجرے کا دروازہ کھلتا کیسا ہو گا؟
گرد بر گردش بخلقہ گر بگاں
اور اس کے ارد گرد بلیں حلقہ کئے ہوں
آرزوئے از قفص بیروں شدن
پنجرے سے باہر نکلنے کی آواز
صد قفص باشد بگرد اس قفص
اس پنجرے کے چاروں طرف سو پنجرے ہوں

۱۔ کانے۔ یعنی معرفت خداوندی
کی کان۔ تقلم۔ یعنی اس دنیا سے
نقل ہونا۔ چو قفص۔ یعنی جس طرح
سے پند کو پنجرہ چھوڑ کے اڑ جانا
شیریں ہوتا ہے۔ باغ۔ یعنی وہ
باغ
۲۔ قفص۔ قصے کی جمع ہے
نے خورش۔ پند کو پنجرے میں زندہ
اچھا لگتا ہے اور نہ اس کو صبر و قرار ہوتا
ہے۔ چوں۔ جب پند کا حال ہوتا
پنجرے کا دروازہ کھلنے سے اس کو کس
قدر خوش ہوگی۔
۳۔ نے چناں۔ البتہ وہ پند جو
پنجرے کے چاروں طرف بلیاں
دیکھے تو وہ بیشک پنجرے ہی میں بند
رہنا پسند کرے گا۔ قفص۔ فاسکون
کے ساتھ ذلیل، جھولا ضرورت۔
شعری کی جگہ سے فاء پر زبردے دیا
گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور
حکیم ہے چونکہ وہ محض علوم عقلیہ
سے واقف تھا اور آخرت کا اس کو کوئی
علم نہ تھا لہذا وہ دنیا میں جینے کا مثنوی
تھا۔

بیان آنکہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود کہ فن او
اس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اس دنیاوی زندگی پر اس جگہ سے
ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نور زیدہ است کہ در آن بازار
تھا کہ اس کا فن اس جگہ کام آتا تھا اور اس نے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا
بکار آید آنجا خور ابوہام یکساں می بیند والامر یومئذ للہ
جو اس بازار میں کام آئے وہی وہ اپنے آپ کو عوام کے برابر سمجھتا تھا اور علم اس دن خدا کے لئے ہے

آنچنان کہ گفت جالینوس راد۱
 جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا
 راضیم کرمن بماند نیم جال
 کہ میں راضی ہوں اگر آدمی جان بھی رہے
 گربہ می بیند بگرد خود قطار
 قطار میں اپنے چاروں طرف بلایا دیکھتا ہے
 یا عدم دیدست غیر ایں جہاں
 یا اس نے اس جہان کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے
 چوں چنین۲ کش میکشد بیرون کرم
 جیسا کہ پیٹ کا بچہ کہ اس کو کرم خود کو کھینچتا ہے
 لطف رویش سوئے مصدر میکند
 مہربانی اس کا رخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے
 کہ اگر بیرون نیم زیں شہر گام
 کہ میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھوں گا
 یا درے بودے دریں شہر و خم
 یا اس گندے شہر میں بکڑی ہوئی
 یا چو چشم سوزنے را ہم بدے
 یا سوئیں کے نکوے کی برابر میرے لئے راستہ ہوتا
 آنچنین ہم غفل ست از عالمے
 ”بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے
 او نداند گور طوباتے کہ ہست
 ”نہیں سمجھتا کہ ”رطوبتیں جو ہیں
 آنچنان کہ چار عنصر در جہاں
 جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر
 آب ودانہ در قفس گریافتہ است
 اگر بنجرے میں پانی اور دانہ موجود ہے
 از ہوائے ایں جہاں و از مراد
 اس دنیا کی محبت اور مراد میں
 کہ زگون استرے بینم جہاں
 تاکہ بنجر کی دیر سے دنیا کو دیکھوں
 مرغش آئیں گشتہ بودست از مطار
 اس کا پرندہ روح پرواز سے مایوس ہو گیا ہے
 در عدم نا دیدہ او کشر نہاں
 اس نے عدم میں چھپا ہوا کشر نہیں دیکھا ہے
 می گریزد او سپس سوئے شکم
 ”پیٹ کی جانب پیچھے کو بھاگتا ہے
 او مقدر پشت مادر می کند
 ”میں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے
 اے عجب دیگر نہ بینم ایں مقام
 ہائے عجب! پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا
 کہ نظارہ کردے اندر رحم
 کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا
 کہ زیرون رحم دیدہ شدے
 کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی
 ہچوں جالینوس اونا محرمے۳
 ”جالینوس کی طرح ناواقف ہے
 آل مدد از عالم بیرونی است
 ”بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں
 صد مدد دارد ز شہر لامکان
 لامکان کے شہر سے سینکڑوں مددیں پاتے ہیں
 آل زباغ و عرصہ در تافتہ است
 ”باغ اور میدان سے لٹکا ہوا ہے

۱۔ راد۔ عقلمند۔ ہول خواہش۔
 محبت۔ کون استرے۔ یعنی ذلیل
 مقام۔ آئیں۔ مایوس مطار۔ اڑنے کی
 جگہ اڑان

۲۔ جنیں۔ میں کے پیٹ کا بچہ
 سپس۔ واپس۔ مصدر۔ نکلنے کی جگہ
 مقدر۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ خم۔
 ناموافق۔ مقام۔ چشم سوزن۔ سوئیں
 کا کول۔

۳۔ نا محرم۔ ناواقف۔ راز۔
 رطوبات۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا
 جو رطوبتیں ہیں وہ اس کی فن غذاؤں
 سے حاصل ہوتی ہیں جو باہر سے
 اسے حاصل ہوتی ہیں۔ لامکان۔
 عالم اسما عالم ملکوت

جانہائے انبیاء بیند باغ
انبیاء کی جانیں باغ کی دھتھی ہیں
پس ز جالینوس و عالم فارغند
اس نے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں
ورز جالینوس اس گفت افتریست
اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے
اس جواب اسٹکس آمد کاس بگفت
پھر یہ اس کے لئے جواب ہے جس نے یہ کہا ہے
مرغ ۲ جانش موش شد سوراخ جو
اس کی جان کا پند سوراخ دھونڈنے والا چوہا بن گیا
زاں سبب جانش وطن دید و قرار
اس لئے اس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا
ہمدیس سوراخ بتائی گرفت
اسی سوراخ میں اس نے تعمیر سازی کی
پیشہمائے کہ مرا ورا در مزید
وہ پیشے جو اس کے لئے اضافے میں
زانکہ دل برگند از بیروں شدن
کیونکہ اس نے باہر نکلنے سے دل پھیر لیا
عنکبوت ۳ ار طبع عنقاد اشته
کڑی اگر عفا کا حزن رکھتی
گز بہ کردہ چنگ خود اندر قفص
لی نے اپنا بچہ بچرے میں ڈال دیا
حب و قونج و مالخولیا
چیک اور قونج اور مالخولیا

زس قفص در وقت نفلان و فراغ
اس بچرے سے نفل اور فارغ ہونے کے وقت
بچو ماہ اندر فلکھا بازغ اند
وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں
پس جوابم بہر جالینوس نیست
تو میرا جواب جالینوس کے لئے نہیں ہے
کہ نبودنش دلے با نور جفت
کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے
چوں شنید از گزربگاں او عز جو
جب اس نے بلیوں سے گھیر لو سنا
اندریں سوراخ دنیا موش وار
چوہے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں
در خور سوراخ دانائی گرفت
سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی
اندریں سوراخ کار آید گزید
اس سوراخ میں کام آئیں اس نے اختیار کئے
بستہ شد راہ رہیدن از بدن
اور بدن سے نجات کا راستہ بند ہو گیا ہے
از لعابے خیمہ کے افراشته
لعاب سے خیمہ کب بلند کرتی
نام چکش صرع و سرسام و مغص
اس کے بچہ کا نام مرگی سرسام اور پیچش ہے
سکتہ و سُدہ و جذام و ما شرا
سکتہ اور سُدہ اور کُڑھ اور منہ کا دم ہے

۱۔ جانہائے انبیاء اور اولیاء دنیا
میں مدہتے ہوئے آخرت کے باغات
کی سیر کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی
خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ
البال ہیں۔ آخرے یعنی جو بات میں
نے جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ
جھوٹ ہے تو میرا کلام جالینوس کے
لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے
جو اس عقیدے کا ہے اور اس کا دل نور
سے منور نہیں ہے۔

۲۔ مرغ جانش۔ جس کے دل
میں نور نہیں وہ ایسا چوہا ہے جس نے
بلیوں کی آواز سن لی اور بھٹ کی جستجو
کرے زان۔ اسی لئے وہ اس دنیا کو
پسند کرتا ہے جو چوہے کے بھٹ کی
طرح ہے۔ ہمدیس۔ وہ اس دنیا میں
دنیا کے ہنر سیکھنے پر اور دنیا کو سونپنے
پر اکتفاء کرتا ہے۔ پیشہمائے۔ وہ وہی
پیشے اختیار کرتا ہے جو اس کی دنیا
بتائیں۔ زانکہ۔ چونکہ اس کو عالم
آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے۔

۳۔ عنکبوت۔ اس کی مثل کمزری
کی ہی ہے جو اپنے لئے ایک کمرہ جلا
تختی ہے۔ گز بہ۔ موت اپنے بچے
بصورت امراض اس سے وابستہ کرتی
ہے۔ صرع۔ مرگی۔ سرسام۔ وہ مرض
ہے جس میں دماغ پرورم آ جاتا ہے اور
مریض ہلکی ہلکی باتیں کرتا ہے۔
مغص۔ پیچش۔ صعب۔ کسر قونج۔

آنتوں کا درد جو سُدہ منہ جانے سے
ہوتا ہے۔ مالخولیا۔ دیوانگی کی ایک قسم
ہے۔ سکتہ۔ دماغی مرض ہے جس میں
مریض بالکل مردے کی طرح ہو جاتا
ہے۔ سُدہ۔ آنتوں میں کسی چیز کا جم
جانا۔ جذام۔ کُڑھ۔ ماسر۔ چہرے کا
دم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا



میزند بر مرغ قہر و بالِ او

جو وہ پرند اور اس کے بال دپر پر چلاتی ہے

مرگ چوں قاضی و ر بجوری گوا

موت قاضی کی طرح ہے اور مرض گوا ہے

کہ ہی خولہ خراتا حکم گاہ

کہ وہ تجھے عدالت میں بلاتا ہے

گر پذیر شد و گرنہ گفت خیز

اگر اس نے مان لیا تو وہ مہلت ملی ورنہ کہے گا اٹھ جا

کہ زنی بر خرقہ تن پارہا

تاکہ تو جسم کے چھتروں کو بچند لگا لے

چند باشد مہلت آخر شرم دار

آخر مہلت کتنی ہو گی ، شرم کر

پیش از انکہ آںچنان روزے رسد

اس سے قبل کہ ایسا دن آئے

برگند زان نور دل یکبارگی

اس نور سے یک لخت دل کو ہناتا ہے

کاں گوا سوئے قضا میخواندش

کیونکہ وہ گواہ اس کو موت کی طرف بلاتا ہے

کش کشاں تا پیش قاضی شرمسار

شرمندگی کی حالت میں قاضی کے سامنے کھجے لجاؤں گے

کو بہ مسجد آمد آں شب میہماں

جو اس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا

گر پہا مرگ ست مرض بترگالِ او

موت بلی ہے اور مرض اس کا بچہ ہے

گوشہ گوشہ می دود سوئے دوا

وہ دوا کی جانب بھر بھر دھرتا ہے

چوں پیادہ قاضی آمد اس گواہ

یہ گواہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے

مہلتے خواہی تو از وے دگریز

تو بچاؤ کے لئے اس سے مہلت مانگتا ہے

بُستینِ مہلت دوا و چارہا

مہلت طلب کرنا دوا اور تدبیریں ہیں

عاقبت آید صبا حے خشم وار

بالآخر وہ کسی صبح کو غضبناک ہو کر آتا ہے

عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد

اے حاسد! بادشاہ سے عذر خواہی کر لے

وانکہ در ظلمت براند بارگی

اور جو اندھیرے میں گھوڑا دھرتا ہے

میگریزد از گواہ و مقصدش

وہ گواہ اور اس کے مقصد سے بھاگتا ہے

ناگہاں گیرند اورا خوار و زار

اس کو ذلیل اور عاجز بنا کر اچانک پکڑیں گے

زیں گذرگن چاہ آں شخص راں

اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل

۱۔ مرگ۔ موت بلی ہے اور یہ
مرض اس کے بچے ہیں۔ مرگ۔
موت فیصلہ کرتی ہے رنجوری۔
بہتری کی نوعیت پر فیصلہ ہوتا ہے۔
پیادہ۔ موت امراض کے ذریعہ اپنی
طرف بلاتی ہے حکم گواہ۔ عدالت
محکمہ۔ مہلتے۔ تو دوا کرنے کے لئے
مہلت چاہتا ہے اگر مرض نے
مہلت دیدی تو دوا کے ذریعے بچنے
کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس نے
مہلت نہ دی تو وہ فوراً موت کے سپرد
کر دیتا ہے نیز۔ یعنی اٹھ اور موت کی
جانب چل۔ کہ زنی۔ مرض کی وجہ
سے جو تیرے بدن کو نقصان پہنچا ہے
تو دوا کے ذریعہ اس کو درست کرنا چاہتا
ہے

۲۔ عاقبت۔ انجام کا مرض کا پیادہ
آئے گا اور پھر وہ مہلت نہ دے گا۔
عذر۔ لہذا مناسب ہے کہ اس دہیار
میں حاضری کے لئے قبل از وقت
تیاری کرنی چاہیے۔ ظلمت۔ یعنی
خواہشات نفسانی کی ظلمت۔ بارگی۔
گھوڑا۔ برگند۔ خواہشات کا انہماک
نور خداوندی سے جدا کر دیتا ہے۔
گواہ۔ یعنی مرض۔ مقصدش۔ مرض کا
مقصود موت ہے۔

۳۔ ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار
ممکن نہیں ہے۔ قاضی۔ یعنی موت۔
زیں۔ اب دوبارہ اس مسجد کے مہمان
کا قصہ شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔
بہلہ دی گئی۔ یعنی موت کے ہاتھوں
گروی۔

ملائت کردن اہل مسجد مہمان را از شب خفتن دراں مسجد

مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملامت کرنا

قوم گفتندش ملکن جلدی برو

لوگوں نے اس سے کہا بہلہ دی نہ دکھا چلایا

تا نگرود جامہ و جانت رگرو

تاکہ تیری جان اور کیز نہ گروی نہ ہو جائیں

آں از دُور آساں نماید بہ نگر
وہ دور سے آساں نظر آتا ہے اچھی طرح دیکھ لے
بس گساں کا ویخت خود را از نخست
بہت سنان میں جنہوں نے شروع میں اپنے آپ کو لگا دیا
پیشتر از واقعہ آساں بُود
واقعہ سے پہلے آساں ہوتا ہے
چوں در آید اندرون کارزار
جب میدان جنگ میں آ جاتا ہے
چوں نہ شیری ہیر منہ تو بایں پیش
جبکہ تو شیر نہیں ہے برا! اُکے قدم نہ رکھ
وراز ابدالی ۲ و میش شیر شد
اگر تو ابدال میں سے ہے اور تیری بھیڑ شیر ہو گئی ہے
کیست ابدال آنکہ او مُبدل شود
ابدال کون ہے؟ وہ جو تبدیل ہو جائے
لیک مست شیر گیری وز گماں
لیکن تو نیم مست ہے اور گمان سے
گفت حق زاہلِ نفاق ناسدید
اللہ تعالیٰ نے گمراہ منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے
در میان ہمدگر مردانہ اند
ایک دوسرے کے لئے بہادری ہیں
گفت ۳ پیغمبر سپہدارِ غیوب
غیب کے سپہ سالار پیغمبرؐ نے فرمایا
وقت لافِ غر و مستان کف زنند
جہاد کی کٹنی بگھلاتے وقت مستوں کی طرح سیدھے ٹوکتے ہیں
وقت ذکرِ غر و شمشیرش دراز
جہاد کے ذکر کے وقت اس کی تلوار صاف ہے

کہ باخر سخت باشد رہگذر
کہ انجام کار راستہ دشوار ہو گا
وقت پیچا پیچ دستاویزِ جست
پہچیدگی کے وقت سہلا دھونڈا
در دلِ مردم خیالِ نیک و بد
انسانوں کے دل میں اچھے برے کا خیال
آں زماں گردو برآں کس کارزار
اس وقت اس شخص پر کام دشوار ہو جاتا ہے
کال اجل گر گست و جان تست پیش
کیونکہ موت بھیڑتا ہے اور تیری جان بھیڑ ہے
ایمن آ کہ مرگ تو سر ز پر شد
مطمئن ہو کر آ کیونکہ تیری موت سرنگوں ہو گئی ہے
خمرش از تبدیل یزداں خل شود
اللہ تعالیٰ کے تبدیل کرنے سے اس کی شراب سرک ہو جائے
شیر پنداری تو خود راہیں مراں
اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے، خبردار! آگے نہ بڑھ
بأسُہم ما بینہم بأسُ شدید
ان کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے
در غزا چوں عورتلِ خانہ اند
جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں
لا شجاعۃ یافنی قبل الحروب
اے نوجوان! لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے
وقت جوش و جنگ چوں کف می خند
جوش اور جنگ کے وقت جھاگ کی طرح گر پڑتے ہیں
وقت گزرفِ تیغش چوں پیاز
گزر کے وقت اس کی تلوار پیاز کی طرح

۱۔ آں۔ یعنی مسجد کا سونا۔ بس
کساں۔ ناخبر بہ کار مصیبت میں
پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو
دشوار ہوتی ہے۔ پیشتر۔ مصیبت کے
آنے سے پہلے اچھا برا سوچا جاسکتا
ہے۔ چوں۔ ناخبر بہ کار مصیبت میں
پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چوں نہ
شیری۔ موت بھیڑتا ہے۔ اگر تو شیر ہے
تو اس کا مقابلہ کر سکتا ہے اگر تو بھیڑ
ہے تو وہ پھاڑ کھائے گا۔

۲۔ دراز ابدال۔ اولیاء اللہ، موت
سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔
ابدال۔ اولیاء اللہ ہیں جن کی بری
صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو
چکی ہیں۔ خمر۔ یعنی بری صفات سرکہ
یعنی اچھی صفات مست شیر گیری۔ وہ
مست جس کا نشہ اٹھو اور ہو۔ باسہم۔
قرآن پاک میں منافقوں کے
بارے میں فرمایا گیا ہے بَأْسُہُمْ
شَدِیدٌ تَخْشَیْہُمْ جَبِیْئًا وَ قُلُوبُہُمْ
شَدِیدٌ آپس میں ان میں بڑی دھماک
ہے تو ان کو اکٹھا سمجھتا ہے اور ان کے
دل متفرق ہیں۔ غزا۔ جنگ۔ جہاد۔

۳۔ گفت۔ یہ حدیث کتابوں
میں منقول نہیں ہے۔ لا شجاعۃ۔
شجاعت کا یہ میدان جنگ میں چلا
ہے۔ کف۔ زنند۔ یعنی سیدھے ٹھونک کر
بہادری جتاتے ہیں۔ کف۔ جھاگ
دوسرے مصرعے میں۔ گزرفِ تیغ
بڑھ کر حملہ کرنا۔ فر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ
کرنا۔ چوں پیاز۔ یعنی نرم۔

پس ایک سوزن تہی شدِ حیک او
پھر ایک سوئیں سے اس کی مٹک خالی ہو گئی
گورمہ در وقت صیقل از جفا
جو صیقل کے وقت تکلیف سے بھاگ جائے
چوں گواہت نیست شد دعویٰ تباہ
جب تیرے پاس گولہ نہیں ہے تو دعویٰ برباد ہے
بوسہ وہ بر مار تابی تو گنج
سانپ کو چوم لے تاکہ تو خزانہ پائے
بلکہ با وصف بدی اندر تو در
بلکہ اس بری صفت پر ہے جو تیرے اندر ہے
بر نمد آں را نزد بر گرد زد
وہ نمدے پر نہیں مادی ' گرد پر مادی ہے
آں نزد بر آسپ زد بر سسکسکش
اس نے گھوڑے کو نہیں ملا اس کی ست رفتاری کو ملا
شیرہ را زنداں گنی تائے شود
تو شیرہ کو قید کرتا ہے تاکہ شراب بن جائے

قند بود آں لیک بنمودہ چوز ہر
وہ شکر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا
آمد و بگرفت زووش در کنار
کہ وہ آیا اور فوراً اس کو بغل میں لے لیا
چوں نتر سیدی ز قہر ایزدی
تو خدا کے قہر سے کیوں نہ ڈرا
من براں دیوے زدم گواندروست
میں نے اس شیطان کو ملا ہے جو اس کے اندر ہے
مرگ آں خو خواہد و مرگ فساد
تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

وقت اندیشہ دل او غزو جو
خیال کے وقت اس کا دل جنگجو ہے
من عجب دارم ز جویائے صفا
مجھے صفائی کے اس طالب پر تعجب ہے
عشق چوں دعویٰ جفا دیدن گواہ
عشق دعویٰ ہے تکلیف برداشت کرنا گواہ ہے
چوں گواہت خواہد ایں قاضی مرنج
جب یہ قاضی گولہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو
آں جفا باتو نباشد اے پسر
اے صاحبزادے! وہ سختی تجھ پر نہیں ہے
بر نمد چوبے کہ آں را مرد زد
اس شخص نے نمدے پر جو لکڑی مادی
گر بزہر آسپ را آں کینہ کش
اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو ملا
تاز سسکسک وارد خوش پے شود
تاکہ ست رفتاری سے نجات پا جائے خوش رفتاری ہو جائے

آں یکے میزد یتیم را قہر
ایک شخص غصہ سے ایک یتیم کو ملتا تھا
دید مردے آںچنانش زار زار
ایک شخص نے اس کو ایسا زار زار دیکھا
گفت چنداں آں یتیمک رازدی
اس نے کہا تو نے اس یتیم بچے کو اتنا ملا
گفت اورا کزد مے جان دوست
اس نے کہا اے پیارے! میں نے اس کو کب ملا ہے
مادر گوید ترا مرگ تو باد
اگر تجھے مل کہے ' خدا کرے تو مرے

۱۔ پس۔ پھونک بھری ہوئی مٹک
میں ایک سوئیں چھوڑ دی جائے تو ہوا
خارج ہو جاتی ہے یعنی ادنیٰ تکلیف کو
برداشت نہیں کرتے ہیں۔ من
عجب۔ جو شخص صفا، قلب چاہتا ہے
اس کے لئے مجاہدے ضروری ہیں۔
عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک
دعویٰ ہے اور مجاہد اس کا گولہ ہے۔ دعویٰ
بغیر گولہ کے ناقابل اعتبار ہے۔
بوسہ۔ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے اس کو
مانوس کر کے خزانہ تک پہنچا جاسکتا
ہے۔ آں جفا۔ مجاہدے کی جفا واصل
اس برائی پر ہے جس کے ازالہ کے
لئے مجاہدہ کر لیا جاتا ہے۔
۲۔ بر نمد۔ محسوسات میں اس کی
مثال یہ ہے کہ کابل جہاز نے کے
لئے اس پر لکڑی مادی چلتی ہے تو وہ
واصل کابل پر نہیں بلکہ گرد پر مادی
چلتی ہے۔ گرد۔ ست گھوڑے پر
ہنر ملا جاتا ہے تو واصل اس کی سستی
پر ملا جاتا ہے۔ سسکسک۔ ست۔
رفتاری۔ شیرہ۔ انگور کے شیرہ کو مٹکے
میں اسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اس
سے شراب بنے۔ آں یکے استاد بچہ
کو ملتا ہے تو بظاہر ظلم ہے حقیقتاً اس
میں اس کی اصلاح اور خوبی ہے۔
۳۔ گفت۔ اس شخص نے استاد کو
ڈانٹا تو استاد نے یہی کہا کہ مقصد اس
بچہ کو ملنا نہیں ہے بلکہ اس شیطان کو
ملنا ہے جو اس میں گھسا بیٹھا ہے۔
مادر۔ ماں بچہ کو مٹی ہے اور مرنے کی
بد عادت ہے تو اس کا مقصد اس کی
بری عادت کی موت ہوتی ہے۔

آل گرد ہے کز ادب بگرے تختند
وہ لوگ جو ادب حاصل کرنے سے بھاگے
عاذِ لاں شاں ازوغا وا راندند
علامت کرنے والوں نے انہیں جنگ سے باز رکھا
لاف و غرہ تراژ خاراکم شنو
بکواس کرنے والے کی شنی اور گھمنڈ کو نہ سن
زانکم زافوکم خبالا گفت حق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں زیادہ خلیاں ڈالت ہیں فرمایا ہے
کہ گرایشان باشما ہمرہ شوند
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے
خویشتن ۲ ربا شمام صف کنند
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے
پس سپاہے اند کے بے اس نفر
تو تھوڑے سپاہی اس جماعت کے بغیر
ہست بادام کم خوش بیختہ
خوش ذائقہ تھوڑے بادام چنے ہوئے
تلخ و شیریں گر بصورت دیکشی اند
کڑوا اور میٹھا اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں
گبر ۳ ترساں دل بودگو ازگماں
کافر خوفزدہ دل دلا ہوتا ہے کیونکہ وہ گمان
میرود درہ نداند منزلی
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے
چوں نداند رہ مسافر چوں رود
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے راستہ چلے

آبِ مردی و آبِ مرداں ریختند
انہوں نے انسانیت اور انسانوں کی آمیز ریزی
تاختیں حیز و تخت ماندند
یہاں تک کہ وہ ایسے نامرد اور مخت رہ گئے
باچنہا در صف ہیجا مرد
ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی صف میں نہ جا
کز رفاق سست برگرداں ورق
تاکہ تو ست ساتھیوں سے حق پلٹ دے
غازیاں نیمغز ہچچوں کہ شوند
غازی تنکے کی طرح بیکار ہو جائیں گے
پس گریزند و دل صف بشکند
پھر بھاگیں گے اور صف کا دل توڑ دیں گے
بہ کہ باہل نفاق آید خشر
بہتر ہیں نسبت اس کے کہ منافقوں کے ساتھ اجتماع ہو
بہ زبیرے ریح آمیختہ
بہت سے کڑوے ملے ہوؤں سے بہتر ہیں
نقص از اں افتاد کہ ہمدل نے اند
خرابی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ باہن میں یکدل نہیں ہیں
می زید در شک ز حال آنجہاں
میں جی رہا ہے اس جہان کے حال کے شک میں
گام ترساں می نہدا عمی دلے
اندھے دل دلا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے
باترودہا و دل پرخوں رود
مشکوٰۃ اور پر خون دل کے ساتھ چلتا ہے

آل گرد ہے جو لوگ مجاہدیت
کی تختی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو
تجہ کرتے ہیں۔ عاذِ لاں۔ ان
منافقوں کو ان کے دوستوں نے جہاد
میں شریک ہونے سے روکا تو یہ لوگ
نامرد بن کر رہ گئے آئندہ اشعل میں
مولانا ان لوگوں کی مصاحبت اور ہمراہی
سے روکتے ہیں۔ غرہ گھمنڈ۔ ذا
افوکم خبالا۔ قرآن پاک میں ان
منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خَرُوْا فَاِیْکُمْ مِّمَّنْ اَفُوْکُمْ
اَلَا خَبٰلًا سَاکِرُوْہُمْ فَاِیْہُمْ لَکُمْ مَّرْکَبٌ
زِیَادَہ فرمایا ڈالتے رفاق۔ دوست کی جمع
ہے سفر کا ساگی۔ گریں حق۔ یعنی ان
کی بات ہی نہ کریں سے قطع نظر کرلو۔
غازیاں۔ یعنی ان کی بزدلی مجاہدوں کو
بھی ناکام رہنے لگی۔

خویشتن۔ منافق جب صفوں
میں سے بھاگیں گے بہادروں کے
دل ٹوٹیں گے۔ پس۔ تھوڑے بہادر
بزدلوں کے مجمع سے بہتر ہیں۔
ہست۔ اگر چنے گئے تھوڑے سے
میٹھے بادام ہوں تو وہ زیادہ باداموں
سے جن میں ریح بھی ہوں بہتر ہیں۔
نقص۔ کڑوے اور شیریں بادام
اگرچہ صحت میں یکساں ہیں لیکن
ان کے باطن میں بہت فرق ہے یہی
حال مومنوں اور منافقوں کا ہے۔
گبر۔ چونکہ کافروں کو اگر
زندگی کے بارے میں شکوک و شبہات
ہیں اس لئے ان کے دل ہمیشہ خوفزدہ
رہتے ہیں۔ میرود۔ چونکہ یہ آخرت
کے بارے میں اندھے ہیں لہذا
آخرت کی راہ طے کرنے میں سست
ہیں اندھا ڈرتے ڈرتے قدم بڑھاتا
ہے۔ چوں نداند۔ جو شخص راستہ سے
ناواقف ہوتا ہے وہ تیزی سے منزل
طے نہیں کر سکتا معمولی سے اندیشہ
سے ٹھہر جاتا ہے۔



او گند از بیم آنجا وقف و ایست
وہ اسی جگہ خوف سے توقف کر دکھاتا ہے
کے رَوَد ہر ہائے و ہود گوش او
تو ہر ہائے و ہواں کے کان میں کہیں پہنچتی ہے
زانکہ وقت ضیق و بیم اند آفلاں
کیونکہ تنگی اور خوف کے وقت غائب ہو جانے والے ہیں
گرچہ اندر لاف سحر بابل اند
اگرچہ وہ شنی مدنے میں بابل کا جلا ہیں
توز طاووساں مجو صید و شکار
تو مہروں سے صید و شکار کا طالب نہ بن
م دہد از تا مقامت برگند
وہ فریب دیتی ہے تاکہ تجھے بلند مقام سے ہٹا دے

ہر کہ گوید ہائے ایں سوراہ نیست
جو کوئی کہہ دے کہ ہائے اس طرف راستہ نہیں ہے
در بداند! رہ دل باہوش او
اگر اس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے
پس مشو ہمراہ ایں اشتر دلاں
تو ان لوٹ کے دل والوں کا ہمراہی نہ بن
پس گریزند و ترا تنہا ہلند
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دیں گے
تو زر عنایاں مجو ہیں کار زار
خبردار! تو تار نیوں سے جنگ کی توقع نہ رکھ
طبع طاووسیت و سواست گند
تیری مہر والی طبیعت تیرے اندر دوسے ذاتی ہیں

۱۔ در بداند! رہ دل باہوش او
شبہ ڈالنے سے ست نہیں پڑتا ہے
پس مشو۔ لہذا ان منافقوں کو شریک
سفر نہ کرنا چاہیے۔ اشتر دلاں۔ لوٹ
ڈر پوک ہوتا ہے آفلاں۔ اُفل کی
جمع ہے غائب ہو جانے والا۔ سحر
بابل۔ بابل کے جلاؤ کی تاثیر سخت بانی
جلاں ہے۔ رعنا۔ نازک اندام۔ طبع
طاووسیت۔ انسان کی طبیعت کی رنگینی
انسان میں شکوک و شبہات پیدا کرتی
ہے اور اس کو بلند مقام سے نیچے گرا
دیتی ہے۔
۲۔ گفتن۔ جنگ بد کے موقع پر
شیطان نے سراقہ نجدی کی صورت
میں ظاہر ہو کر اوجھل و غیرہ کو دغلا یا
تھکا۔ جیش۔ یعنی جنگ بد کے لئے
لنگر جمع کر لو۔ صدیکم۔ یعنی سو پر ایک
کا اضافہ۔ منتر۔

۳۔ جَلَّوْا لَكُمْ۔ قرآن پاک میں
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا
أَعْيُنَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ
لَهُمْ مِنْ نَفْسٍ وَقِيَ جَلَّوْا لَكُمْ فَلَمَّا
أَنزَلَتْ الْبُحْبُورُ نَكَبَ عَلَى
عَقْبِهِ وَقَالَ فِي بُرَى مِنْكُمْ فِي
لَوْى مَا لَا تَرَوْنَ فِي اتَّخَذَ اللَّهُ
اور جب شیطان نے ان کی حرکتوں کو
ان کو اچھا کر کے رکھ لیا اور کہا آج
لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر
غالب آ سکے اور میں تمہارا پشت پناہ
ہوں پھر جب دونوں جماعتیں آمنے
سامنے آئیں تو وہ اپنے پاؤں چلنا بنا
اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔
میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں
دیکھتے ہو میں غندے سے ڈرتا ہوں۔

گفتن ۲ شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید کہ
شیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کے لئے کہنا کہ آؤ میں مددیں کروں گا
من یاریہا کنم و قبیلہ خود را بیاری خوانم و گریختن او در ملاقات صفیں
اور اپنے کنبہ کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دونوں صفوں کی ٹڈ بھینز کے وقت اس کا بھاگ جانا

دم دمید و گفت گرد آرید جیش
منتر پھونکا اور کہا لنگر جمع کر لو
بیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم
زمین سے اس کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دیں
خواند افسوں گفنی جَلَّوْا لَكُمْ
اس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں
کرد با ایشاں بحیلت گفتگو
تو ان سے چالاکی سے گفتگو کی

پھجو شیطان کز و سادیں بر قریش
شیطان کی طرح جس نے قریش پر دھوکے دے دیے
تاکہ در احمد ہزیمت اقلنیم
تاکہ احمد کی صفوں میں ہم شکست ڈال دیں
چونکہ شیطان در سپہ شد صدیکم
جب شیطان سپاہیوں میں ایک سو ایک وہ بن گیا
چوں سپہ گرد آمدند از گفت او
جب اس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے



کہ بیارم من قبیلہ خویش را
کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا
من شمارا عون دیار یہا کنم
میں تمہاری مدد اور اعانتیں کروں گا
چوں قریش از گفت او حاضر شدند
قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہو گئے
دید شیطان از ملائک اسپے
شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا
آل جنودا لم تروها صف زده
اس لشکر نے جس کو تم نے نہ دیکھا
پائے خود واپس کشیدہ می گرفت
اپنے پاؤں واپس کھینچ کے روکتا تھا
کہ اخاف اللہ مالی منه عون
میں اللہ تعالیٰ سے ڈاتا ہوں میری اس کی جانب سے کلمہ نہیں ہے
گفت ۲ حارث اے سراقہ شکل ہیں
حارث نے کہا اے سراقہ کی شکل والے ہائیں!
گفت ایں دم من ہم یکنم حرب
اس شیطان نے کہا اب میں ختی دیکھ رہا ہوں
می نہ بنی غیر ایں لیک اے تو شنگ
اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اے شوخ
دی ہم یگفتے کہ پابند ایں خدم
کل تو کہتا تھا کہ میں ذمہ دار ہوں
دی ز عیم ایش بودی اے لعین
اے ملعون! کل تو لشکر کا سرور تھا
تا بخوردیم آل دم تو و آمدیم
یہاں تک کہ ہم تیرا جھانسا کھا گئے اور ہم آ گئے

تا کہ در ہجاء بود پشت شما
تا کہ جنگ میں تمہاری طاقت ہو
تا سپاہ دشمنان تال بشکنم
تا کہ تمہارے دشمنوں کے لشکر کو شکست دیدوں
ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
اور دونوں لشکروں میں مدد بھیڑ ہوئی
سوئے صف مؤمنان اندر رہے
مومنوں کی صف کی جانب آتا ہوا راستہ میں
گشت جان او ز نیم آتشکدہ
اس کی جان خوف سے بجنی بن گئی
کہ ہم یکنم سپاہ بس شگفت
کہ میں عجیب فوج دیکھ رہا ہوں
اذ ہبوا انسی اری مالا ترون
بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو
دی چرا تو می نلفتی آچنین
کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟
گفت می بنی جعائیش عرب
اس حارث نے کہا تو عرب کے غریبوں کو دیکھ رہا ہے
آل زمان لاف بود ایں وقت جنگ
وہ شخی کا وقت تھا یہ جنگ کا وقت ہے
کہ بود تال فتح و نصرت دمدم
کہ تمہیں دم بدم فتح اور نصرت ہو گی
وین زماں نامرد و ناچیز و مہیں
اب نامرد اور ناچیز اور ذلیل ہے
تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تو بجنی میں گیا اور ہم ایندھن بن گئے

۱۔ ہجاء۔ جنگ۔ عون۔ مدد۔
چوں قریش۔ جنگ بدر میں جب
دونوں صفیں ہاتھ ملاتی ہوئی تھیں تو
یہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے۔
زانکہ کی جماعت نازل ہوئی تھی۔
جنودا لم تروها۔ قرآن پاک میں
جو قہر و جبروت نہ تروھا اور
اترے ایسے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا
یہ آیت اگرچہ غزوہ خندق کے سلسلہ
میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوہ
بدر کے بارے میں استعمال فرمایا
ہے۔

۲۔ گفت۔ حارث۔ شیطان
نے حارث بن ہشام کو سراقہ کی شکل
میں آکر بھوکا تھا۔ حرب۔ راہ کے فوج
سے ختی۔ جعائیش۔ جھوٹوں کی جمع
ہے گدا فقیر۔ شنگ۔ شریر شوخ۔

۳۔ پابند خدم۔ میں ذمہ دار
ہوں۔ ز عیم ایش۔ لشکر کا سرور۔
تا بخوردیم ہم تیرے کمر میں پھنس کر
میدان بدر میں آ گئے۔ توں۔ بجنی۔
حما۔ ہیزم۔ ایندھن

از عتابش خشمگین شد آں لعین!

وہ ملعون اس کے غصہ سے غضبناک ہو گیا

چوں زگفت اوش درد دل رسید

چونکہ اس کی گفت گو سے اس کو دل کا درد ہوا

خون آں بیچارگاں زیں مکر ریخت

اس مکاری سے ان بیچاروں کا خون بہا دیا

پس بگفت اِنِّیْ بَرِّیْ مِنْکُمْ

تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

پس گریزاں شد چو ہیبت تا خفتش

پھر بھاگ گیا جبکہ اس پر ہیبت طاری ہو گئی

در دو صورت خویش را نمودہ اند

انہوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا ہے

بہر حکمتہاں دو صورت شدند

اس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہو گئے ہیں

منع عقل ست و حصم جان و کیش

جو عقل کے لئے مانع اور جان و حصم کا دشمن ہے

پس بسورائے گریزد در فرار

پھر بھاگتا ہوا سورخ میں گھس جاتا ہے

سر زہر سورخ می آرد بروں

اور ہر سورخ سے سر باہر نکالتا ہے

واندراں سورخ رفتن شد نحوس

اور سورخوں میں گھس جانے سے نحوس ہو گیا ہے

چوں سر قنفذ را آمد شد ست

سی کی طرح اس کی آمد و رفت ہے

کو سر آں خار پشتک را بماند

کیونکہ وہ سی کی سر کی مانند ہے

چونکہ حارث با سراقہ گفت اس

جب حارث نے سراقہ سے یہ بات کہی

وست خود خشمیں زدست او کشید

غصہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت

شیطان نے اس کے سینہ پر دو ہتھ مارا اور بھاگ گیا

چونکہ وریاں کرد چندیں عالم او

جب اس نے اتنی دنیا دیران کر دی

کوفت اندر سینہ و انداختش

اس کی چھاتی پٹی اور اس کو گرا دیا

نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند

نفس اور شیطان دونوں ایک تھے

چوں فرشتہ و عقل کایشاں یک بند

جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے

دشمن داری چنین در سر خویش

تو اپنے اند ایسا دشمن رکھتا ہے

یک نفس حملہ کند چوں سوسمار

وہ گھ کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے

در دل او سوراخاں دار و گنوں

دل میں گنوں کے گڑبگڑ سے سوراخ بن گئے ہیں

نام نہاں گشتن دیوار نفوس

شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے

کہ نحوش چوں نحوس قنفذ ست

اس کا گھس جانا سی کی گھسنے کی طرح ہے

کہ خدا آں دیوار نحاس خواہد

اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو نحاس کو خناس کہا ہے

۱۔ لعین یعنی شیطان جو بصورت سراقہ تھا۔ خشمیں۔ خشمگین۔ چونکہ جب بد میں ان کو تباہ کر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تباہی کیا واسطہ ہے۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کا ہونا دینا شیطان ہی کا ہونا دینا ہے۔

۲۔ چوں۔ فرشتہ اور عقل بھی اصل ایک چیز ہے۔ نام علیحدہ علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے ان کو دو صورتوں میں نمودار فرمایا ہے۔ دشمن جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سنایا ایسا ہی دشمن خود تیرے اندر نفس موجود ہے۔ ایک نفس۔ وہ دشمن یکبارگی گھ کی طرح حملہ کر کے بھٹ میں گھس جاتا ہے۔ در دل انسان کے دل میں اس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

۳۔ نام نہاں۔ چونکہ شیطان کا کام ہونا دے کر گھس جانا اور چھپ جانا ہے اسی لئے قرآن میں اس کو خناس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہیں۔ قنفذ۔ سی کی جوبلی سے چھوٹا ایک جنگلی جانور ہے اس کے بدن پر لمبے لمبے خد ہوتے ہیں خطرے کے وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا منہ اندر کو گھس لیتا ہے خار خشک۔ اسی قنفذ کو کہا جاتا ہے۔

می نہاں گرد و سر آں خلد پشت

اس سبکی کا سر چھپ جاتا ہے

ناچو فرصت یافت سر آرد بروں

جب اس نے موقع پلا سر باہر نکلا

گر نہ نفس از اندروں راہت زدے

تو نفس اللہ سے تیری راہزنی نہ کرتا

زال عوان مقتضی کہ شہوت ست

اس تقاضہ کرنے والے سپاہی کی وجہ سے جو کہ شہوت ہے

زال عوان سر شدی دُز دو تباہ

اس پوشیدہ سپاہی کی وجہ سے تو چوہہ اور تباہ بنا

در خبر ۲ بشنو تو ایں پند نکو

حدیث میں تو اس نیک نصیحت کو سن لے

طمطراق ایں غدو مشو گریز

اس دشمن کی شان و شوکت کی باتیں نہ سن بھاگ جا

بر تو او از بہر دنیا و نبرد

تجھ پر اس نے دنیا اور دشمنی کی خاطر

چہ عجب ۳ گر مرگ را آساں کند

کیا عجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے

سحر کا ہے را بصنعت کہ کند

جادو کارگیری سے تنکے کو پہاڑ بنا دیتا ہے

زشتہا را تغر گردود بفسن

فریب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے

آدمی را خر نماید ساعے

ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

دمدم از بیم صیاد دُرشت

فورا سخت شکلی کے ڈر سے

زیں چنین مکرے شود بارش زوں

ایسے مکر سے اس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے

رہزناں را بر تو دستے کے بدے

رہزنیوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا

دل اسیر حرص و آرز و آفت ست

دل حرص اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے

تا عواناں را بقیہر تست راہ

یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے لوہے پر ظلم کا موقع ملا

بین جنیکم لکم أعدا عدو

کہ تمہارا بے پروا دشمن تمہارے دشمنوں پہلوں میں ہے

کو چو ابلیس ست درج و ستیز

کیونکہ وہ جھگڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے

آں عذاب سرمدی را سہل کرد

اس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے

اوز سحر خویش صد چنداں کند

وہ اپنے جادو سے اس سے سو گناہ کر دیتا ہے

باز کوے را چو کاہے می تند

پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے

نغر ہلا زشت گرداند بظن

بد گمانی سے بھلائیوں کو برا بنا دیتا ہے

آدمی ساز و خرے راز آیتے

فن سے گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

۱۔ صیاد۔ شکاری۔ تاجو۔ سبکی موقع پا کر حملہ کرتا ہے اور ایسا مکر کرتا ہے کہ سانپ بھی اس سے عاجز آ جاتا ہے۔ گرنہ انسانی بری نفسانی خواہش کی وجہ سے ہی اس پر برے لوگ غالب آ جاتے ہیں۔ زل عوان۔ انسان کے اندر جو سپاہی ہے جس کو شہوت کہا جاتا ہے وہ انسان کو برائیوں پر مجبور کرتا ہے وہ چوری کرتا ہے تب ہی چوری سپاہیوں کو اس پر ظلم کرنے کا موقع ملتا ہے۔

۲۔ در خبر۔ حدیث شریف میں ہے۔ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں کے نہ جج میں ہے۔ طمطراق۔ نفس اور شیطان ایک ہی چیز ہیں ان کی شان و شوکت پر توجہ نہ کر۔ دونوں بڑے جھگڑاؤں میں۔ برفو۔ یہ دنیا کے لالچ میں پھنسا کر انسان کو ویسا گمراہ کرتے ہیں کہ وہ آخرت پر دائمی عذاب کو سہل سمجھنے لگتا ہے۔

۳۔ چہ عجب۔ اس نفس سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے اس کی ابدی موت کو آسان کر دے وہ اپنے جادو سے اس طرح کے سیکڑوں کام کر جاتا ہے۔ سحر۔ جادو تنکے کو پہاڑ اور پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اسی طرح شیطان تھوڑی عبادت کو بہت زیادہ اور بہت سے گناہوں کو بہت تھوڑا کر کے دکھا دیتا ہے زشتہا۔ شیطانی فریب میں انسان بھلائیوں کو برائی اور برائیوں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔ آدمی شیطان نیکیوں کو بد اور بد کو مفاصلہ میں ڈال کر نیک ظاہر کہہ دیتا ہے۔



ہر نفس قلب حقائق می کند

ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

إِنَّ فِي الْوَسْوَاسِ سُحْرًا مُسْتَمِرًّا

یشک دوسوں میں مستقل جادو ہے

سلاہاں ہستند جادوئے گشا

وہاں جادو کا توڑ کرنے والے جادوگر بھی ہیں

نیز رویدست تریاق اے پسر

اے صاحبزادے! وہاں تریاق بھی آگاہ ہے

کہ زہر ہرم من ہو نزدیک تر

کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت من سحرست و دفع سحر او

میری باتیں جادو ہیں اور اس کے جادو کا توڑ ہیں

سحرا حق گفت آں خوش پہلواں

جادو ہے ' اس اچھے سردار نے صحیح فرمایا

مایہ تریاک باشد در جہاں

اور دنیا میں تریاق کا سرمایہ ہوتا ہے

کز ہمہ اغراض نفسانی جداست

جو تمام نفسانی غرضوں سے جدا ہے

نوش گن تریاق مرشد چست و تیز

چستی اور تیزی سے مرشد کا تریاق پی لے

سوئے پنج پیر کامل نقب زن

کمال شیخ کے خزانے کی طرف سداغ کرے

جلب مہمان و مسجد بازاراں

مہمان اور مسجد کی طرف پھر چل

قصہ مہمان بگوو آں ماجرا

مہمان کا قصہ اور وہ سرگذشت بیان کر

کارا سحر نیست گو دم میزند

جادو کا یہ کام ہے کہ وہ پھونک مارتا ہے

آنچنین سحر درون تست سر

ایسا جادوگر تیرے اندر پوشیدہ ہے

اندر اں عالم کہ ہست ایں سحر ہا

جس دنیا میں یہ جادو ہیں

اندر اں صحرا کہ رست ایں زہر تر

جس جنگل میں یہ تازہ زہر آگاہ ہے

گویدت تریاق از من جو سپر

تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے لے

گفت او سحرست ویرینی تو

اس کی گفتگو جادو ہے اور تیری تباہی ہے

گفت پیغمبر کہ ان فی الیساں

پیغمبر نے فرمایا ہے شک بیان میں

لیک سحرے دفع سحر سلاہاں

لیکن وہ جادو جو جادوگروں کے جادو کا توڑ ہے

آں بیان اولیاء و اصفیاء

وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

حاصل آں کز زہر نفس دوں گریز

خلاصہ یہ ہے کہ کمینہ نفس کے زہر سے بھاگ

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن

نفس کے جادو کے اس طلسم کو توڑ دے

بس درازست ایں سوئے آغازاں

یہ بہت لمبی بات ہے ' شروع کی طرف چل

زیں گذر گن باز تا مسجد بیا

اس کو چھوڑ پھر مسجد کی طرف آ

۱۔ کار سحر۔ جس طرح جادو بظاہر تبدیل حقائق کرتا ہے اسی طرح شیطان حقائق کو نفس الامر میں بدل ڈالتا ہے۔ آنچنین۔ نفس اللہ دوسے ذیل کرنا نشان میں جادو گری کرتا ہے۔ اندر اں۔ نفس کی اس جادو گری کا یہ علاج ہے کہ بزرگوں سے تعلق پیدا کر لے اندر اں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مرض پیدا فرمایا ہے اس کا تریاق بھی پیدا فرما دیا ہے۔

۲۔ گویدت۔ وہ اولیاء اللہ تجھے اپنی طرف ہمارے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نفس کی باتیں جادو اور ویرانی ہیں ہماری باتیں نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضرت نے گفتگو کو جادو سے تعبیر فرمایا ہے۔

۳۔ لیک۔ بیان بھی جادو ہے لیکن اصل جادو وہ ہے جو جادوگروں کے جادو کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی دراصل تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ تریاق اولیاء اور بزرگان دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ پنج پیر۔ یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کر لے۔

مکرر کردن عاذلاں پندرا براں مہمل مسجد مہاں گش
مہمان کو مد ڈالنے والی مسجد کے مہمان کو ملامت گروں گا مکر نصیحت کرنا

ہیں ملکن جلدی! برواے بوالکرم
خبردار اے بھلے آدمی! بہادی نہ دکھا
گر بگوید دشمنی از دشمنی
اگر دشمنی سے کوئی دشمن کہہ دے گا

کہ بتا سانید اُورا طلبے
کہ اس کا کسی ظالم نے گھلا گھوٹا ہے
تا بہانہ قتل بر مسجد نہد
تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے

تہمتے بر ملنہ اے سخت جاں
اے جفاکش! ہم پر تہمت نہ رکھ
ہیں برو جلدی ملکن سود امیز
خبردار! بہادی نہ کر خیالی پلاؤ نہ پکا

چوں تو بسیاراں بلا فیدہ ز بخت
تجھ جیسے بہت سوں نے نصیب دی کی شنی مادی ہے
ہیں برو کوتاہ گن ایں قیل ۲ و قال
خبردار! چلا جا اس بحث و مباحثہ کو مختصر کر

جواب گفتن مہماں ایشاں را و مثل آوردن بدفع حارس
مہمان کا ان کو جواب دینا اور مثال دینا کھیتی کے رکھ والے کی
رکشت بہانگ دُف از رکشت آں اُشرے را کہ کوس
دھول کی آواز سے اس لوث کو کھیتی سے بھاگانے کی جس کی پشت پر

محمودی بر پشت اُوزدندے

رکھ کر محمودی نقارے کو بجاتے تھے

گفت اے یاراں ازاں دیواں نیم
اس نے کہا: ستوا میں بھٹوں میں سے نہیں ہوں
کہ ز للاحولے ضعیف آید نیم
کہ ایک لاحول سے میرا قدم کمزور پڑے

۱۔ جلدی۔ بہادی بگوید۔ یعنی
قاضی کے یہاں شکایت کر دے گا۔
۲۔ ملکن۔ تاسانید۔ تاسانیدن۔ گھا
کھوٹا۔ یہ شعر اور اگلا شعر چغل خور کا
مقولہ ہے۔

۳۔ کہناں۔ جس طرح آسمان
کی گزروں سے پیش کرنا بیہودہ
خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں
سونے کا خیال بیہودہ ہے۔ چوں تو
نصیحت کرنے والوں نے مہمان
سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی
خوش نصیبی کی شنی مادی ہے اور پھر
شرمندہ ہوئے ہیں۔

۴۔ قیل و قال۔ بحث و مباحثہ۔
حارس۔ نگہبان۔ رکھوالا۔ کوس محمودی۔
یعنی سلطان محمود غزنوی کا نقارہ۔ نیم۔
پائے ام۔

کود کے کو حارس کشتے ابدے

ایک بچہ جو کھیتی کا رکھلا تھا

تارمیدے مرغلاں طبلک ز کشت

حتی کہ پرند اس ذلی سے کھیتی سے اڑ جاتے

چونکہ سلطان شاہ محمود کریم

جب شاہ سلطان محمود کریم

با سپاہے ہیمجو استارہ اشیر

اپے لشکر کے ساتھ جو آسمان کے ستاروں کی طرح تھا

اشترے بد کو بدے کمال کوس

ایک لوث تھا جو نقادہ اٹھانے والا تھا

بانگ کوس و طبل بروے روز و شب

رات دن نقادہ اور دھول اس پر

اندرائ مزرع در آمد آں شتر

وہ لوث اس کھیت میں آ گیا

عاقلے گفتن مزین طبلک کہ او

ایک عقلمند نے اس سے کہا ذلی نہ بجا کیونکہ وہ

پیش اوچہ بود تبوراک تو طفل

اس کے سامنے تجھ لڑکے کی ذلی کیا ہے

عاقلم من کشتہ و قربان لا

میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں

خود تبوراک سب اس تہدید ہا

یہ ذلولے ذلی ہیں

اے حریفان من از انہا نیستم

اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں

من چو اسمعیلیا نم بے حذر

میں اسمعیلیوں کی طرح غدر ہوں

طبلکے در دفع مرغلاں میزدے

پرندوں کو اڑانے کے لئے ایک ذلی بجاتا تھا

کشت از مرغلاں بد بخوف گشت

کھیتی شریر پرندوں سے بے خوف ہو جاتی

برگذر ز داں طرف خیمہ عظیم

گذرا وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا

اُبہ و فیروز صفدر مُلک گیر

دیکھا اور کھایا بھول کو چاک کرنے والا ملک کو فتح کرنے والا

بخشی بد پیشتر و ہیمچوں خروس

آگے چلے والا بخیتی نسل کا تھا مرغ کی طرح

می زدند اندر رجوع و در طلب

بجاتے تھے روانگی اور واپسی پر

کودک آں طبلک بزد در حفظ بر

دیکھیں کی حفاظت کے لئے بچے نے وہ ذلی بچائی

بخشی طبل ست وبا آنت خو

نقادے کا لوث ہے اور اس کو اس کی عادت ہے

کہ گشد او طبل سلطان بیست کفل

کیونکہ وہ بادشاہ کا بیس گنا نقادہ اٹھاتا ہے

جان من نوسگہ طبل بلا

میری جانب مصیبت کے نقادہ کی نقادہ خانہ ہے

پیش انچہ دیدہ است ایں دیدہا

اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے

کز خیالاتے دریں رہ بیستم

کہ خیالات کی وجہ سے اس راستہ سے باز رہوں

بل چو اسماعیل آزادم ز سر

بلکہ حضرت اسماعیل کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

۱۔ کشت۔ کھیتی۔ طبلک۔ چھوٹا
طبل۔ ذلی۔ اشیر۔ اجرام فلکیہ
آسمان۔ صفدر۔ صف شکن۔ بخیتی۔
اس نسل کا لوث جو بخت نصیر نے عربی
لوثی اور مخمی لوث سے بنائی تھی یہ سرخ
رنگ کا عظیم الجثہ لوث ہوتا ہے۔
کمال۔ اٹھانے والا۔ مزرع۔ کھیت۔
بر۔ گےہوں

۲۔ عاقلے۔ ایک عقلمند نے بچہ کو
سمجھایا کہ اس لوث کے بھاگنے کے
لئے ذلی بجاتا پیکار ہے۔ نقادے کا
لوث ہے اور نقادہ سننا اس کی عادت
ہے۔ تبوراک۔ کھٹکھٹا جو باغ میں
چڑیوں کو اڑانے کے لئے باندھا جاتا
ہے۔ ذلی۔ کفل۔ حصہ۔ عاقلم۔ یہ
عاشق کا مقولہ ہے۔ لا۔ یعنی عدم۔
نوسگہ۔ نقادہ خانہ

۳۔ خود۔ یعنی تہمداری یہ دھمکیاں
جو مسجد میں سونے پر مجھ دے دے
ہوں مصائب کے مقابلہ میں دجو
میں جھیل چکا ہوں شاہی نقادہ کے
مقابلہ میں ذلی جیسی ہیں۔ کز۔
خیالاتے۔ مسجد کے سونے میں جو
خیالات تم پیش کر رہے ہو۔
اسماعیلیاں۔ یعنی وہ عاشقان خدا جو راہ
خدا میں حضرت اسماعیل کی طرح
جان دیدنے سے لطف نہ کریں۔

فار غم از طمطراق ۱ واز ریا
 میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں
 گفت پیغمبر کہ جادفی السلف
 پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا قرض
 ہر کہ بیند مر عطارا صد عوض
 جو دینے میں سو بدلے دیکھتا ہے
 مج ملے در بازار زان گشتند بند
 تمام لوگ بازار میں اسی لئے پھنسے ہیں
 زر در انبا نہا نشسته منتظر
 ہر شخص وہیہ تھیلوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے
 چوں بہ بیند کالہ در رخ بیش
 جب کسی سلمان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے
 گرم زان ماندست با آں گوندید
 ہر گرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا
 چمنیں ۳ علم و ہنر ہائے و حرف
 یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے
 تا بہ از جاں نیست جان باشد عزیز
 جب تک وہ جان سے زیادہ پیادے نہ ہوں جان پر لای ہوتی ہے
 لعبت مردہ بود جاں طفل را
 مردہ گزیا بچے کی جان ہوتی ہے
 ایں تصور ویں تخیل لعبت ست
 یہ تصور اور یہ تخیل گزیا ہے
 چوں طفلی رست جاں شد در وصال
 جب جان بچھن سے نجات پا گئی مائل ہو گئی

قُلْ تَعَالَوْا گفتم جانم رابیا
 اس نے قُلْ تَعَالَوْا میری جان کے لئے کہا ہے کہ آ جا
 بِالْعَطِيَّةِ مَنْ تَيَقَّنْ بِالْخَلْفِ
 دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا
 زود در بازو عطار ازیں غرض
 اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے
 تلخو سود افتاد مال خود و مند
 تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں
 تاکہ سود آید ببدل آید مقرر
 خرچ کر دینے پر مصر ہے تاکہ نفع آئے
 سن زد گردد عشقش از کالائے خویش
 اپنے سلمان سے اس کا عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے
 کالہائے خویش را رخ و مزید
 اپنے سلمان کا نفع اور بڑھاؤ
 چوں ندید افزوں از انہا در شرف
 جبکہ اس نے فضیلت میں ان سے زیادہ کچھ نہ دیکھا
 چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز
 جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچیز ہو جاتا ہے
 تا نکشت او در بزرگی طفل را
 جب تک کہ وہ بڑائی میں بچہ پیدا کرنے طماندن جائے
 تا تو طفلی پس بدانت حاجت ست
 جب تک تو بچہ ہے اس کی تجھے ضرورت ہے
 فارغ از حس ست و تصویر و خیال
 حس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

۱ طمطراق۔ شان و شوکت۔ قُلْ
 تَعَالَوْا آپ کہہ دیجئے آ جاؤ۔ یہ آیت
 قرآن میں گئی جگہ آئی ہے اور برگہ آ
 جاؤ کا خطاب مختلف لوگوں کے لئے
 ہے لیکن اس عاشق نے اپنے لئے
 قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب
 میری جان کے لئے ہے کہ تو آ جاؤ
 جاؤ۔ انسان جو کچھ کسی غریب کو بتاؤ
 بسا اوقات اس کے دینے میں اس
 کے پیش نظر صرف اس غریب کی
 حاجت کو رفع کرنا ہوتا ہے اور بسا
 اوقات اس کے پیش نظر یہ بھی ہوتا
 ہے کہ خدا مجھے اس کا عوض اور بدلہ
 آخرت میں عطا فرمائے گا یہ دوسری
 صورت پہلی صورت سے بہتر ہے
 حدیث شریف میں ہے جَوُودُ
 بِالْسَلْفِ مَنْ تَيَقَّنْ بِالْخَلْفِ یعنی
 قرض دینے میں اس شخص نے جو د
 کرم کیا جس نے آخرت کے اجر کا
 یقین کر کے قرض دیا۔ ہر کہ جس
 شخص کو اجر اخروی پر یقین ہوتا ہے وہ
 بہت جلد عطا بخش کرتا ہے۔
 ۲ جملہ دنیاوی کاموں میں بھی نفع
 کی خاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے
 ہیں۔ زہر تاجر تھیل میں دھوپ بھرے
 ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنے کا
 خطرہ رہتا ہے چوں بہ بیند کالہ
 آدمی کو جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا سرمایہ
 خرچ کرنے میں اس کو کوئی مائل نہیں
 رہتا ہے گرم۔ اپنا مال جمع کرنے میں
 اس وقت تک ہر گرم ہے جب تک کہ
 اس نفع کی امید نہیں ہے۔
 ۳ چمنیں۔ علم و ہنر میں جب
 انسان کو شرف نظر آتی ہے تو انسان جان
 پر کھیل کر اگر حاصل کرتا ہے لیز۔ بلع
 ہے یعنی چھ لعلیف۔ کھلنا گزیا۔ تانہ
 گشت۔ یعنی انسان جب مائل چیز

سے بچ رہتا ہے تو اپنی چیز پر اتنا فکر لیتا ہے طفل ذرا بچہ کو جتنے دلا اس تصور۔ یہ تصورات کی دنیا جب تک ہی پیدای ہے
 جب تک مصل حاصل نہیں ہے مصل کے بعد یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

۱۔ نیست۔ یہ خالق محمد ہادی کی سمجھ میں آسکتے ہیں جس کا فقدان ہے۔ وفات۔ یعنی وہ لوگ جو میرے اس بیان کے موافق ہوں۔ مال و تن۔ یہ پھر اس عاشق مہمان کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اللہ قرآن پاک میں ہے **إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** **أَنفُسَهُمْ** اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔ برفہا۔ یعنی انسان کو اپنی جان اور مال اس وقت تک بیدار ہے جب تک اس کو ان کی اس قسمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

۲۔ ویں عجیب۔ حقیقی چیز کے بارے میں گمان ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے لیکن بعض انسان صرف اجر اخروی کے بارے میں گمان کے درجہ پر رہتے ہیں اور ان کو یقین کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ حالانکہ دنیاوی امور میں ہر گمان ترقی کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے۔ چوں کہ رسد۔ مولانا کی تحقیق کے مطابق ابتدا کی چیز کا ظن حاصل ہوتا ہے پھر وہ ترقی کر کے علم بنتا ہے پھر علم ترقی کے لئے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ مفتن آدم۔ علم۔ کسی چیز کے وقوع اور لا وقوع میں سے کسی ایک جانب کو عقلاً ترجیح حاصل ہو جائے تو ظن کہا جاتا ہے علم سے مراد وہ جازم اعتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو یقین اس علم ثابت کو کہیں گے جس کے ازالہ کی کوئی راہ باقی نہ رہے عیاں مشاہدے کو کہا جاتا ہے تو ابتدائی درجہ ظن ہے کا ہے پھر علم کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور یقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔

نیست! محرم تا بگویم بے نفاق
محرم نہیں ہے تاکہ بغیر تصنع کہہ دوں
مال و تن برف اند ریزان فنا
مال اور جسم برف ہیں جو فنا ہے پگھل رہے ہیں
برفہا زان از شمن اولیست
تیرے لئے برف عوض سے زیادہ بہتر ہے
ویں عجیب ظن ستہ تلویں
اے ذلیل! تجھ میں یہ عجیب ظن ہے
ہر گمان تہنہ یقین ست اے پسر
اے بیٹا! ہر گمان یقین کا پیاسا ہے
چوں رسد در علم پس بر پا شود
جب وہ علم کے درجہ میں پہنچتا ہے قائم ہو جاتا ہے
زانکہ ہست اندر طریق مفتن
چونکہ آزمائے ہوئے طریقے میں
علم جو یائے یقین باشد بدال
سمجھ نے علم یقین کا طالب ہوتا ہے
اند **س** **الہکم** بخوایں راگون
سوہ **الہکم** میں اس کو تلاش کر لے
می کشد دانش بہ بنیش اے علیم
اے علم والے! علم مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے
دید زاید از یقین بے امتہال
مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے

تن زدم واللہ اعلم بالوفاق
میں خاموش ہو گیا اور خدا سمجھت کر نبواہل کو زیادہ جانتا ہے
حق خریدارش کہ اللہ اشتروی
اللہ تعالیٰ ان کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے
کہ توئی در شک یقینے نیست
کیونکہ تو شک میں ہے تجھے یقین نہیں ہے
کہ نمی پرد بہ بستان یقین
جو یقین کے باغ کی طرف پرواز نہیں کرتا ہے
می زند اندر تزئید بال و پر
جو بڑھاؤ کی طرف بال و پر پھڑ پھڑاتا ہے
مر یقین را علم اوپو یا شود
اس کا علم یقین کی طرف دوڑتا ہے
علم کمتر از یقین و فوق ظن
علم یقین سے کم اور ظن سے اوپر ہے
واں یقین جو یائے دیدست و عیاں
اور یقین دید اور مشاہدے کا طالب ہے
از پس کلا پس لو تعلمون
کلا کے پیچھے لو تعلمون کے پیچھے
گر یقین بودے بدیدندے حکیم
اگر ان میں یقین ہوتا تو وہ دوزخ کا مشاہدہ کر لیتے
آنچناں کر ظن ہی زاید خیال
جس طرح ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے

س **الہکم** بخوایں راگون۔ سوہ نکاح میں فرمایا ہے **کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَسَوْفَ أَعَذِّبُكُمْ ثُمَّ لَسَوْفَ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ**۔ تم ضرور جان لو گے پھر تم ضرور جان لو گے کہ تم یقینی طور پر جان لو گے تو ضرور دوزخ کو دیکھ لو گے پھر تم عین یقین سے اس کو دیکھ لو گے اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ شک اور ظن کے بعد علم کا درجہ آتا ہے اور علم کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور علم یقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔ **کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ**۔ یعنی **کَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ**۔

چوں بند زدم چوں حفیظ مخزن اوست
میں کیسے چما سکتا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے
ہر کہ از خورشید باشد پشت گرم
جو سورج کی وجہ سے گرم کر دلا ہو
ہمچو رُوئے آفتاب بخذر
نذر سورج کے چہرے کی طرح
ہر پیہر سخت رُو بد در جہاں
دنیا میں ہر پیہر بہاد ہوا ہے
رُو نگر و انید از ترس و غم
اس نے کسی غم اور ڈر سے منہ نہیں موڑا ہے
سنگ باشد سخت رُو چشم شوخ
پتھر سخت رو ' اور نذر ہوتا ہے
کال کلون از رخت زن یک لخت شد
ڈھیلا اینٹ پاتھنے والے سے مجسم ہوتا ہے
گوسفنداں اگر بروں انداز حساب
بکریاں اگرچہ شد سے باہر ہوں
کُلکُم راع نبی چوں داعی است
تم سب روز ہو گئی گاہ بان کی طرح ہے
از رَمہ چوپاں نترسد در نبرد
مقابلے میں گڈریہ ریوڑ سے نہیں ڈرتا ہے
گرزند ۳ بانگے ز قہر او بر رَمہ
اگر وہ غصہ سے ریوڑ پر چلتا ہے
ہر زماں گوید بگوشت بخت نو
نئی خوشی ہر وقت میرے کان میں کہتی ہے
من ترا غمگین و گریاں زماں گنم
میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے بتاتی ہوں
تا کہ تیرے غمگینوں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

۱۔ چوں بند زدم۔ جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہے تو اب مجھ میں نہ خوف ہے نہ کسی کا ڈر ہے۔ ہر پیہر۔ انبیاء کو چونکہ قرب الہی حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ نذر ہوتے ہیں شاہوں کے لشکروں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ سنگ۔ انبیاء پتھر کی طرح ہیں اور مخالفین و ذیلیوں کی طرح ہیں۔ کلون۔ ڈھیلے کی تختی انسان کی۔ کارگیری ہے پتھر کی تختی خدا کی کارگیری ہے۔
۲۔ گوسفنداں۔ مخالفین۔ بکریاں ہیں اور انبیاء۔ بمنزلہ قصاب کے قلم۔ نبی بمنزلہ حمولہ کے ہے جو بکریوں کی حفاظت کرتا ہے صرف سرکشی کے وقت وہ قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے یہی حال ہر ذمہ دار کا ہے۔ لارمہ۔ اگر بکریاں سرکشی کریں تو فصلی ان سے خوف نہیں کھاتا۔
۳۔ گرزند۔ اگر نبی قوم پر ناراض بھی ہوتا ہے تو اس کا سبب قوم کی محبت ہوتی ہے ہر زبلی۔ یہاں سے مولانا نے پھر عاشق کا مقولہ شروع کیا ہے کہ مجھے اللہ بشارت دیتا ہے کہ غم سے غمگین نہ ہوں اس میں تیرے مفاد مضمر ہیں تاکہ۔ تاکہ تیرا

تلخ گردانم زغمہا خوئے تو
غموں کی جہ سے میں تجھے بد مزاج بنتی ہوں
نے! تو صیادی نہ جو یائے منی
کیا تو میرا شکلی اور میرا طالب نہیں ہے
حیلہ اندیشی کہ درمن در ری
تو تدبیر سوچتا ہے کہ مجھ تک پہنچے
چارہ می جوید پئے من درد تو
تیرا درد میرے وصل کی تدبیر تلاش کرتا ہے
من تو انم ہم کہ بے ایں انتظار
میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے
تا ازیں گردابِ دُوراں دارھی
تاکہ تو زمانے کے اس بھنور سے نکل جائے
لیک ۲ شیرینی و لذات مقر
لیکن منزل کی مٹاس اور لذتیں
ہرچہ آساں یافتی آساں وہی
تو جو آسانی سے پاتا ہے آسانی سے دے دیتا ہے
آنگہ از شہر وز خویشاں بر خوری
انہوں اور شہر سے تو اس وقت فائدہ اٹھائے گا
وز بلاہا رُو مگرداں اے جواں
اے جواں! مصیبتوں سے منہ نہ موڑ

تا بگرد چشم بد از رُوے تو
تاکہ نظر بہ کو تیرے چہرے سے واپس کر دوں
بندہ و افگندہ رائے منی
تو میرا بندہ اور میری رائے کا تابع نہیں ہے؟
در فراق و جستن من بیگسی
تو میری جدائی اور جستجو میں بیکس ہے
می شوم دوش آہ سرد تو
میں کل رات تیری شغلی آہ سن رہا تھا
رہ دہم بنمایمت راہ گزار
راست دیدم تجھے آنے کا راستہ دکھا دوں
بر سر رنج و صالم پانہی
میرے وصل کے خزانے پر قدم رکھ دے
ہست بر اندازہ رنج سفر
سفر کی تکلیف کے اندازے کے مطابق ہیں
درد مشکل یاب را بر جاں نہی
مشکل سے حاصل ہونے والی چیز کا مدد مل پرکھتا ہے
کز غریبی رنج و محسجا بری
جبکہ مسافت کی تکلیف اور مشقتیں اٹھالے گا
بشنو ایں تمثیل و قدر خود بدال
یہ مثال سن لے اور اپنا مرتبہ پہچان لے

۱ نے تو عاشق کہتا ہے کہ خدا مجھ
سے فرماتا ہے کہ جب تو میرا عاشق
ہے تو تجھے میری مرضی پر راضی رہنا
ہے حیلہ۔ تو میرے وصل کی تدبیر
میں کرتا ہے اور وصل کے لئے
تکلیف میں مبتلا ہو کر غمخیزی آہیں
بھرتا ہے من تو انم۔ میں یہ بھی کر سکتا
ہوں کہ تکلیف اٹھائے بغیر تجھے اپنا
وصل عطا کر دوں۔

۲ لیک۔ تجھے جو تکلیف پہنچ رہی
ہیں وہ تیرے نفع کے لئے ہیں۔ سفر
میں انسان زیادہ تھکتا ہے تو آقامت کی
لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہرچہ جو
مقصد بلاغت حاصل ہوتا ہے اس کی
انسان قدر نہیں کرتا۔ آنگہ۔ ظن اور
عزیزوں کی لذت سفر کی تکلیفوں سے
پرہیزتی ہے۔ وز بلاہا۔ لہذا وصل کے
حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ
مصائب برداشت کرے گا اسی قدر
وصل کی لذت میں اضافہ ہوگا۔

۳ تمثیل۔ اس مثال سے یہ
سمجھنا مقصود ہے کہ مصائب اور
مجاہدات سے ہی تکمیل ہوتی ہے
کدبانو۔ گھر کی مالک۔

تمثیل ۳ گر تختن مومن و تعجیل و بے صبری او در بلا باضطراب
مصیبت میں مومن کے بھاگنے اور اس کی عجلت اور بے صبری کی مثال دینا چاہئے
و بیقراری نخود دیگر حوانج در جوش دیگ و بر دیگ بر دویدن
اور دھری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ اور دیگ کے لوہے کو بھاگنے
تا بیروں جہد و منع کردن کدبانو اورا
کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی بی کے اس کو روکنے کے ساتھ

در نخود بنگر کہ اندر دیگ پُوں

چنے کو دیکھ کر ' وہ دیگ میں کیسا

ہر زمانے می برآید وقت جُوش

جوش کے وقت ہر وقت باہر کو نکلتا ہے

کہ چرا آتش بمن درمی زنی

کہ تو کیوں مجھ میں آگ لگائی ہے

می زند کفلیز کدبانو کہ نے

بی بی کفلیز چلائی ہے ' کہ نہیں

زاں نچو شام کہ مکروہ منی

میں تجھے اس لئے جوش نہیں دے رہی ہوں کہ تو مجھے پسند ہے

تا غذا گردی پیامیزی بجاں

تاکہ تو غذا بنے ' جان میں گھل مل جائے

آب می خوردی بہ بستاں سبز وتر

تو سبز و تر رہ کر باغ میں پانی پیتا تھا

رحمتش سابق بدست از قہر زاں

اس کی رحمت قہر سے اسی لئے پہلے ہے

رحمتش بر قہر زاں سابق شد دست

اس کی رحمت اس کے قہر سے اسی لئے پہلے ہے

زانکہ بے لذت نرود لحم و پوست

کیونکہ گوشت و پوست بغیر لذت کے پیدا نہیں ہوتا ہے

زاں ۳ تقاضہ گر بیاید قہر ہا

اگر اس عشق کے تقاضے سے مصیبتیں آئیں

باز لطف آید برائے عذر او

پھر اس کی غدر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے

باخود گوید چریدی در بہار

وہ چنے سے کہتی ہے تو نے موسم بہار میں خوب چما ہے

می جہد بالا چو شد ز آتش زبوں ۱

لوپر کو اچھلتا ہے جب آگ سے عاجز آ جاتا ہے

بر سر دیگ و بر آرد صد خروش

دیگ پر ' اور سینکڑوں جھپٹیں مارتا ہے

پُوں خریدی پُوں نگوں میکنی

جبکہ تو نے مجھے خریدا ہے کیس مجھے لوندا کرتی ہے

خُوش بخُوش و بر مجہ ز آتش گئے

خوب جوش کھا اور آگ چلانے والے سے نہ بھاگ

بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی

بلکہ اس لئے کہ تجھ میں ذائقہ اور لذت پیدا ہو جائے

بہر خواری نیستت ایں امتحاں

یہ آزمائش تیرے ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہے

بہر ایں آتش بدست آل آمخور

وہ پانی پیتا ہی آگ کے لئے تھا

تا ز رحمت گردد اہل امتحاں

تاکہ رحمت کے ذریعہ وہ آزمائش کے قابل بن جائے

تاکہ سرمایہ وجود آید بدست

تاکہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے

چوں نرود چہ گداز و عشق دوست

جبکہ نہ پیدا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو پکھلائے گا

تا گنی ایشار آل سرمایہ را

تاکہ تو اس سرمایہ کو قربان کر دے

کہ بکردی غسل و بزجستی زجو

کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہر کو کو دیا ہے

رنج مہمان تو شد نیکوش دار

رنج ' تیرا مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر

۱۔ زبوں۔ یعنی آگ کی گرمی سے

عاجز ہو کر اچھلتا ہے۔ ضد خروش۔

ہانڈی میں کھدا بھر کی آدایں آتی

ہیں۔ کہ چل۔ گویا زبان حال سے

بالکے سے کہتا ہے کہ تو مجھے خرید کر لائی

تھی اب تو مجھے ذلیل کر رہی ہے۔

کفلیز۔ کفلیر۔ آتش گن۔ آگ

چلانے والا۔ زال۔ یعنی میں تیرے

بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی

ہوں۔ تاغدا۔ تجھے اس لئے جوش

دے رہی ہوں کہ تو انسان کی غذا بن

کر انسان کی جان بن جائے۔

۲۔ آب۔ یعنی تجھے اس مقصد

کے لئے اگایا گیا تھا۔ رحمتش۔

حدیث قدسی ہے۔ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ

غَضَبِيْ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ میری رحمت میرے غضب سے

پہلے ہے تو رحمت غضب سے اسی

لئے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ

سے اس کی پرورش ہو کر وہ امتحان کے

قابل بن جائے۔ تاکہ رحمت ہی

کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل

ہوتی ہے۔ زانکہ رحمت کے ذریعہ

جو گوشت و پوست بنا ہے ہمارا گروہ نہ ہو تو

عشق کس چیز کو پکھلائے گا۔

۳۔ زاں۔ اگر عشق کی بنیاد پر

انسان پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ان

مصائب میں ثابت قدم اور امتحان

میں پورا اترتا ہے تو پھر خدا کی مہربانی

اس سے غدر خواہی کرتی ہے اور اس کو

قرب و وصال کی بشارت دیتی ہے۔

باخو۔ گھر کی مالکہ چنے سے کہتی ہے

کہ تو نے رحمت خداوندی سے فیض

حاصل کیا ہے تو رنج بھی بخوشی

برداشت کر۔

تا کہ اہمہمان باز گردو شکر ساز
تا کہ مہمان شکر یہ ادا کہتا ہوا لوٹے
تا بجائے نعمت منعم رسد
تا کہ تیرے پاس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا آجائے
من خلیل تو پسر پیش بچک
من خلیل اللہ ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے
سر بہ پیش قہر نہ دل برقرار
اہمیان قلب کے ساتھ تکلیف کے سامنے رکھتے
سر بزم لیک ایں سراں سر یست
میں سر کاٹ رہی ہوں لیکن یہ سرور سر ہے
لیک ۲ مقصودم ازاں تعلیم تست
لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے
اے نخود می جوش اندر ابتلا
اے چنے! آزمائش میں جوش کھا
اندر اں بستاں اگر خندیدہ
اگر تو اس باغ میں مسکریا ہے
گر جدا ۳ از باغ آب و گل شدی
اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے
شو غذا و قوت اندہ شہا
خیالات کی غذا اور لذیذ بن جا
از صفاتش رستہ واللہ نخست
خدا کی قسم تو پہلے اس کی صفات کے ذریعہ سے آگاہ ہے
زابر و خودشید وز گردوں آمدی
اب اور سوج اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے

پیش شہ گوید ز ایثار تو باز
بادشاہ کے سامنے تیرے ایثار کو کھل کر بیان کرے
جملہ نعمتہا بر د بر تو حسد
اور تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں
سر بہ ایں اراں اذ بحک
سر رکھنے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں
تا بزم خلقت اسماعیل وار
تا کہ اسماعیل کی طرح میں تیرا گلا کاٹ دوں
کز بریدہ گشتن و گشتن بر یست
جو کتنے اور مرنے سے بڑی ہے
اے مسلمان بایست تسلیم جست
اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیے
تانہ ہستی و نہ خود ماند ترا
تا کہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی باقی نہ رہے
تو گل بستان جان و دیدہ
اب تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے
لقمہ گشتی و اندر احیا آمدی
تو لقمہ بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آ گیا ہے
شیر بودی شیر شودر پیشہا
تو دودھ تھا اب کچھلوں کا شیر بن جا
در صفاتش باز و چالاک و جست
پھر تیزی اور چستی سے اس کی صفات کی طرف لوٹ جا
پس شدی اوصاف و گردوں بر شدی
پھر تو اوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان بالا ہو گیا

۱ تا کہ۔ رنج بھی لذت کا بھجنا۔
مہمان ہے۔ اس کے ہاتھ اندر۔
قربانی کی جائے گی تو وہ شاہ کے دربار
میں جا کر تعریف کر سکے گا۔ تا بجائے۔
رنج پر شکر گزاری سے نعمتوں ہی سے
نہیں۔ منعم سے وصال ہو گا اور یہ اتنی
بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اس
کے مقابلے میں پہنچ ہیں۔ من خلیل۔
بی بی کہتی ہے کہ جب تو میرا ہے تو
میری طرح ہر حالت میں شکر گزاری
کر حضرت اسماعیل نے حضرت
ابراہیم کی اطاعت کی تھی۔ قہر۔ قرآن
پاک میں حضرت ابراہیم کا مقولہ
منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اے
اسماعیل! میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر
حضرت اسماعیل نے فرمایا تھا کہ جو
آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے اور
وہ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو
گئے تھے۔ سر بزم۔ میں تجھے فنا کر
رہی ہوں لیکن یہ بظاہر فنا ہے اور
حقیقت بقا ہے۔

۲ لیکن۔ یہ سر اگرچہ نفس الامر
میں کٹ نہیں رہا ہے۔ ہا۔ نہہرہ۔
ظاہری طور پر سر کاٹنے سے روضہ
تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اے
نخود۔ اس ابتلا کے نتیجہ میں تیری اپنی
ہستی اور وجود ختم ہو جائے گا پھر بقا
باللہ حاصل ہو گا۔ اندر۔ چنے کی پکڑا
حالت اگرچہ اس کے لئے خوشنکھ بھی
لیکن ابتلا کے بعد کی حالت اس سے
بدتر جہاں بہتر ہے غذا بن جانے کے
بعد وہ انسانی جان و دل کے باغ کا
گل ہو جائے گا۔

۳ گر جدا لب چناتری کر کے
نباتات سے حیوانات میں داخل ہو گیا
کیونکہ جز حیوان بن گیا ہے۔ شلب

غذا انسانی بن کر انسانی افکار کی غذا بن جا۔ شو خدا۔ چنا پک کر انسانی افکار کی غذا بن جاتا ہے
انسانی جزو ہو جانے کی وجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفاتش۔ چنا
انسانوں کی صفات کی پیداوار تھا غذا بن جانے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔
زابر۔ نباتات کی پیداوار میں ان تینوں چیزوں کے اثرات ہیں۔

۱۔ صفات مستطاب۔ عمدہ صفات
یعنی انسانی صفات۔ ہستی حیوان۔
حیوان نباتات سے خواہاں حاصل کر
لیتا ہے لہذا نباتات کی موت ان کی
ترقی کا سبب بنتی ہے قتلونہی۔ یہ
منصور علاج کا قول ہے انہوں نے
فرمایا کہ اے یاد مجھے قتل کر دو کہ
میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی
ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ موت ترقی کا
سبب ہے لہذا ان کا قول صحیح ثابت
ہوا۔ بڑا شطرنج کی وہ بازی جس
میں مقابل کے سب مہرے پٹ
جائیں صرف شلہ باقی رہ جائے یہ
نصف مات ہے۔ مات۔ بازی میں
شلہ شطرنج کا اس طرح گھر جانا کہ وہ
زنج ہو جائے یہ پوری ہل ہے۔ راست
آمد۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت
کے بعد اہل زندگی ہے تو ثابت ہو گیا
کہ قتل ہی میں زندگی مضمر ہے۔
۲۔ فعل وقول۔ سچا فعل وقول
فرشتے کی غذا ان کی بلندی حاصل کر
لیتا ہے۔ آپناں۔ اسی طرح نباتات
انسان کا جزو بن کر بلندی حاصل کر
لتی ہے۔ ایں سخن۔ یعنی یہ کنوئے لونی
فنا کے بعد اہل مقام حاصل کر لیتی
ہے۔ کلاویں۔ انسانی رگوں کے
قافلے عالم بالا سے دنیا میں کلابار
کے لئے آتے ہیں اور نفع نقصان کما
کر واپس جاتے ہیں تو اصل مقام
عالم بالا ہے۔ پس۔ جب دنیا سے
جاتا ہی ہے تو خوشی ہے سرخو ہو کر جا۔
۳۔ زل۔ بلی نے نے سے یہ
بھی کہا کہ میں تجھے نکالتا ہوں اس
لئے کہتی ہوں تاکہ تیری خلی ہو
جائے۔ زآب۔ جب آگ کا دھت
افسردہ ہو جاتا ہے تو ٹھنڈا پانی اس کو دیا
جاتا ہے اس میں جوش آ جاتا
ہے۔ افسردگی افسردگی سردی ختم ہو

آمدی در صورت باران و تاب
تو بادشہ در وہپ کی صحت میں آیا
جزو شمس و ابر و انجم ہا بیدی
تو سحر اور اور اور ستاروں کا جزو تھا
ہستی حیوان شد از مرگ نبات
نباتات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے
پچوں چنین بر دیست مارا بعد مات
جبکہ ہادی ہل کے بعد اس طرح کی جیت ہے
فعل وقول بصدق شد قوت ملک
سچا قول فعل فرشتے کی غذای بنا
آپناں کاں طمعہ شد قوت بشر
اسی طرح کہ وہ لقمہ جو انسان کی غذا بنا
اس سخن را ترجمہ پہنا ورے
اس بات کا مفصل بیان
کارواں دائم ز گردوں می رسد
قافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے
پس بڑو شیریں و خوش با اختیار
پس تو اپنے عقیدے سے عمدگی اور خوشی سے جا
زاں ۳ حدیث تلخ میگویم ترا
میں تجھے کڑی بات اس لئے کہتی ہوں
زآب سرد انگور افسردہ زہد
ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا ہوا انگور جوش مہلے لگتا ہے
تو زخمی چونکہ دل پر خون شوی
تو چونکہ کڑواہٹ سے پر خون دل والا ہوتا ہے

می روی اندر صفات مستطاب
پ تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے
نفس و فعل وقول و فکر تھا خدی
روح اور فعل اور قول اور فکر بن گیا
راست آمد اقتلونی یا قاتل
سچ ثابت ہوا اے معتمد لوگو! مجھے قتل کر دو
راست آمد ان فی قتل حیات
سچ ثابت ہوا چونکہ میرے قتل میں زندگی ہے
تا بدیں معراج شد سوئے فلک
یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر پہنچا
از جمادی بر شد و شد جانور
جمادیت سے بلند ہو گیا اور جانمہ بن گیا
گفتہ آید در مقام دیگرے
دوسرے مقام پر کیا جائے گا
تا تجارت میکند وای رود
تاکہ تجارت کرے اور واپس جائے
نے تلخی و کراہت دزد وار
نہ کہ چھپوں کی طرح کڑواہٹ اور ناگہلی سے
تاز تلخیہا فرو شویم ترا
تاکہ تجھ سے کڑواہٹیں دو دوں
سردی و افسردگی بیروں نہد
پھر سردی اور ٹھنڈے کو باہر نکال دیتا ہے
پس ز تلخیہا ہمہ بیروں شوی
پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائے گا



جاتی ہے تو زخمی لہذا تیرے لئے تلخ باتیں تیری تلخیوں سے کہہ رہی۔

ہر کس او اندر بلا صابر نشد
مقبِل ایں درگہ فلاخ نشد
جو مصیبت میں صابر نہ بنا
اس قابل فخر نگاہ میں مقبول نہ بنا
فارغ آئی گر بٹو ریزند خل
آں زماں شیریں شوی ہچوں عسل
اگر تجھ پر سر کہ ڈالیں اور تو بے فکر رہے
اس وقت تو شہد کی طرح بیٹھا ہو گا
سنگ شکنی نیست اور اطوق نیست
خام و نا جوشیدہ جز بے ذوق نیست
جس کے گلے میں پٹنیں ہے وہ شکنی کتا نہیں ہے
کیا اور جوش نہ دیا ہوا سوائے بے ذائقہ کے کچھ نہیں ہے

سمیل صابر دُردن، مومن چوں او بر سرِ بلا واقف شود
مومن کے صابر ہونے کی مثل جبکہ وہ مصیبت کے مار سے واقف ہو جائے

آں انخود گفت چنیں ستلے ستی
اس چنے نے کہا اے بی بی! اگر ایسا ہے
تو دریں جوش چو معمار منی
چونکہ تو اس جوش دینے میں میری تعمیر کرنے والی ہے
ہچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ
میں ہاتھی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ
تا کہ ۳ خود را درد ہم در جوش من
تاکہ میں اپنے جوش کھانے میں خودی کو دیدوں
زانکہ انساں در غنا طاشی شود
کیونکہ انسان بے فکری میں سرکش بن جاتا ہے
پیل چوں در خواب بیند ہندرا
جب ہاتھی خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے

عذر گفتن کد باو بانخود و حکمت در جوش داشتن کد بانو نخود را
بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

آں سستی گوید و را کہ پیش ازیں
وہ بی بی اس سے کہتی ہے کہ اس سے پہلے
چوں پوشیدم جہاز آذری
جب میں نے آتش لباس پہنا
من چو تو بوم ز اجزائے زمیں
میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی
پس پذیرا گشتم و اندر خوری
تب میں مقبول اور لائق بنی

۱۔ ہر کہ مصائب پر صبر مقبولیت کا سبب ہے۔ فارغ انسان میں جب یہ برداشت پیدا ہو جائے کہ ہاتھوں سے اس میں کئی پیدا نہ ہو تو وہ شہد کی طرح شیریں بن جاتا ہے۔ سنگ۔ کتا۔ بے کی مصیبت جھیل کر شکنی بناتا ہے انسان مصائب کے ذریعہ پختہ ہو کر خوش ذائقہ بنتا ہے۔

۲۔ آں نخود۔ جب چنے کو یہ احساس ہو گیا کہ مصائب جمیل کا ذریعہ ہیں تو وہ مصائب برداشت کرنے پر خندہ پیشانی سے راضی ہو گیا۔ تو دریں۔ تیری تکلیف رسائی میری تکمیل کا سبب ہے تیری ایذا رسائی اب میرے لئے راحت کا سبب ہے۔ ہچو۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں پہنچ کر جب وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو مست ہو کر سرکش ہو جاتا ہے پھر اس کو لہذاست پر لاتا ہے۔ ۳۔ تاکہ۔ یعنی ان مصائب اور مجاہدوں کے ذریعے سے میں آغوش رحمت میں راہیاب ہو جاؤں۔ آں سستی۔ اس بی بی نے چنے سے کہا کہ میں بھی نبلی اجزاء سے بنی ہوں۔ چوں۔ میں نے تکالیف اور مصائب برداشت کئے تب کچھ بنی ہوں۔

مُدّتے! جوشیدہ اُم اندر زَمَن مُدّتے دیگر درون دیگ تن

ایک مدت تک میں نے زمنے میں جوش کھلایا ہے
زیر دو جوشش قوتِ حسہا شدم
ان دو جوشوں سے میں حسوں کی طاقت بنی ہوں
درِ جمادی گفتے ز ایں می روی
میں جمادی نے کی حالت میں کہتی تھی کہ اس سے غفل ہو رہی ہے

چوں شدی تو روح پس بارِ دگر
جب تو روح ہو گئی پھر دوبارہ
از خدا ۲ می خواہ تازیں نلجہا
خدا سے دعا کر تاکہ ان ملکوتوں سے
زانکہ از قرآن بے گمرہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوتے ہیں

مرسن رانیست جرے اے عنود
اے سرکش! ری کا کوئی قصور نہیں ہے
جانب آں عاشق بخویش راں
اس بے خود عاشق کی جانب چلا

باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان گش و شبّات و صدقِ عزم او
اس مہمان کو مدد ڈالنے والی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے ملاو کی سچائی اور جماد کا قصہ

آں ۳ غریبے شہرِ سرِ بالا طلب
اس شہر کے پردیسی عالم بالا کے طالب نے
مسجدِ اگر کر بلائے من شوی
اے مسجد! اگر تو میری کر بلا بنے گی
ہیں مرا بگذار اے بگزیدہ یار
اے منتخب دوست! خبردار! مجھے اجازت دے
گر شدید اندر نصیحت جبرئیل
اگر تم نصیحت کرنے کی جبرئیل ہو

۱ مدّتے۔ ایک عرصہ تک خلدی
مصائب اٹھائے اور بدنی مجاہدے
کئے ہیں۔ دایں۔ ان مصائب کے
بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے
ہیں اور میں صاحبِ روح بن کر تیری
استاد بنی ہوں۔ در جمادی۔ یعنی میں
جب جمادیت سے ترقی کر رہی تھی تو
کہتی تھی کہ یہ ترقی اس لئے ہے کہ
میں انسان کا علم و صفت بنوں۔
معنوی۔ یعنی انسان۔ چوں شدی۔
اب جبکہ روح بن گئی ہوں تو روح
حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا
چاہیے۔

۲ از خدا۔ ترقیوں کے اس ذکر
سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ
کے ساتھ اتحاد ذاتی تک ترقی نہ سمجھ لی
جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا
سے دعا کرنا کہ تو حج مطلب سمجھ سکے
اور گمراہ نہ ہو جائے اللہ کے ساتھ اتحاد
ذاتی کا عقیدہ گمراہی ہے۔ زانکہ جس
طرح قرآن نے کچھ کچھ فہم گمراہ
ہوتے ہیں مثنوی سے بھی ہو سکتے
ہیں۔ مرسن۔ اس میں قرآن کا قصور
نہیں بلکہ ان کی کوء باطنی کا قصور
ہے۔

۳ آں۔ وہ مہمان اس شہر میں
مسافر تھا اور عالم آخرت کا طالب تھا۔
کر بلا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ
عنه کا مشہد ہے۔ حاجت روا چونکہ اس
کا صل مقصد فنا فی الذات تھا۔
منصور۔ حضرت حلاج کو سولی دی
گئی۔ گر شد۔ ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ
حضرت ابراہیم کو جب نمرود نے
آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیل نے
آکر مدد کرنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

جبریل! رو کہ من آفر وختہ
اے جبریل! جا کہ میں جلا ہوا
جبریل! گرچہ یاری میکنی
اے جبریل! اگرچہ تو مدد کر رہا ہے
اے برادر من بر آذر چاہکم
اے بھائی! میں آگ پر تیز رہا ہوں
جان حیوانی فزاید از علف
حیوانی جان جو چارے سے بڑھتی ہے
گر نکشتے ۲ ہیزم او مٹم بدے
اگر وہ ایندھن نہ بنتی تو پھلتی
باد سوزان ست ایں آتش بداں
سمجھ لے یہ آگ مشتعل ہوا ہے
عین آتش در اشیر آمد یقین
اصل آگ یقیناً کہ آتش میں ہے
لا جرم پر تو نپایذ اضطراب
لامحالہ پر تو بے چینی کی وجہ سے ناپائیدار ہے
قلمت ۳ تو برقرار آمد بساز
تیسرا قند سکون کی وجہ سے برقرار ہے
زانکہ در پر تو شاید کس ثبات
اس لئے کہ سایہ میں کوئی نقص لگاؤ نہیں پاتا ہے
ہیں وہاں بر بند فتنہ لب گشاد
خبر دہ منہ بند کر لے فتنہ نے لب کشائی کی ہے
فتنہ زادو کرد عالم را خراب
فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اس نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے
چوں مراتب گرد دلبہا تنگ شد
جب حقیقی باتوں کے چاروں طرف تنگ ہو گئی ہیں

بہترم چوں اعود و عنبر سوختہ
بہتر ہوں جیسا کہ جلا ہوا عود اور عنبر
چوں برادر پاسداری میکنی
اور بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے
من نہ آں جانم کہ گرد و بیش و کم
میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے
آتشے بود اوچو ہیزم شد تکلف
آگ ہے وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے
تا ابد معمور وہم علمر بدے
بد تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی
پر تو آتش بودنے عین آں
آگ کا پر تو ہے نہ کہ بعینہ آگ
پر تو و سایہ قدست اندر زمیں
زمین میں اس کا پر تو اور سایہ ہے
سوئے معدن باز میگردد شتاب
جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے
سایہ ات کوتہ دے یک دم دراز
تیسرا سایہ کبھی چھوٹا ہے کبھی ہلکا ہے
عکسها واگشت سوئے اُمہات
عکس اصلوں کی طرف لوٹ جاتا ہے
خُشک آر اللہ اعلم بالرشاد
تفائل برت خدا راسی کو زیادہ جانتا ہے
شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
مشرق اور مغرب بے چینی میں مبتلا ہو گئے ہیں
ہر یکے بادِ مگرے در جنگ شد
ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

۱۔ چوں عود اگر اور عنبر کے جلنے
پر خوشبو مچکتی ہے جبریل!۔ جبریل
سے اس جان کو نصیحت کرنے والے
مراد ہیں اور عین سے مراد خود وہ مہمان
ہے اے برادر۔ مہمان نصیحت
کرنے والے سے کہتا ہے کہ میری
روح حیوانی روح نہیں ہے جس میں
نکھٹوا اور بڑھاؤ ہوتا ہے۔ جان
حیوانی۔ حیوانی روح غذا سے بڑھتی
سے اور صرف ایک شعلہ ہے جو
ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ گر نکشتے اگر انسانی جان آتش
شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو
وہ خوب پھلے پھولے خود بھی منور بنے
اور دوسروں کو بھی منور بنائے۔ باب
مولانا آتش غضب و شہوت کے فانی
ہونے کو حسی آتش کے فانی ہونے
سے سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ
کہ آتش کا پر تو ہے پر تو اور سایہ
ناپائیدار ہوتا ہے۔ معدن۔ یعنی کرۃ
آتش۔

۳۔ قلمت۔ تو اس دنیا کی آگ کا
آتش کہہ کا پر تو اور ناپائیدار ہونا اسی
طرح سمجھو جیسا کہ انسان کا قند اور اس
کا سایہ عکسها۔ پر تو اور سایہ اصل کی
طرف لوٹ جاتے ہیں۔ مولانا کی
مثنوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات
کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف
رخ کرتے ہیں۔ فتنہ۔ اعتراضات
کا فتنہ۔ چوں مراتب۔ مثنوی کے
عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی
نہیں ہے اس لئے جنگ و جدل میں
جبتا ہو گئے ہیں۔

گفتگو بسیار شد خاش خُدم مسئلہ تسلیم کرم تن زوم
 بیان بہت ہو گیا میں چپ ہو گیا میں نے بات مان لی میں خاموش ہو گیا
 ورتو گوئی موجب فتنہ چہ بود باز گویم گوش گن پچوں غم فروود
 اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا چونکہ غم بڑھا ہوا ہے پھر بتاتا ہوں سن

ذکر خیال بد اندیشی قاصر فہماں

رکم سمجھ لوگوں کی بد اندیشی سے خیال کا ذکر

پیش از اں کایں قصہ تا تخلص رسد دود و گندے آمد از اہل حسد
 اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خاتمے تک پہنچے حاسدوں کی جانب سے دھواں اور بد بویوں پیدا ہو گئی
 من نمی رنجم از ین لیک اس لکد خاطر سادہ دلے رپے گند
 میں اس سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دوست کسی سادہ دل کی طبیعت کا پیچھا کرے گی
 خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی بہر مجوہاں مثال معنوی
 اس غزنوی ملتا نے بہت اچھی بات کہی ہے مجوہاں مثال معنوی
 کہ زقرآں گرنہ بیند غیر قال اس عجب نبود از اصحاب ضلال
 کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں تو گمراہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے
 کز شعاع آفتاب پُر نور غیر گرمی می نیابد چشم کور
 کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی
 خر بلے ۳ ناگاہ ار خر خانہ سر برؤں آورد چوں طلعانہ
 گدھوں کے طویلے سے ایک احمق نے اچانک طلعانہ باز کی طرح سر اٹھا دیا
 کایں سخن پست ست یعنی مثنوی قصہ پیغمبرست و پیروی
 یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے پیغمبر اور ان کی پیروی کا قصہ ہے
 نیست ذکر و بحث اسرار بلند کہ دو اند اولیا زان سو سمند
 بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے کہ دو اند اولیاء اس طرف گھڑا ہوا میں
 از مقامات تبذل تا فنا پایہ پایہ تا ملاقات خدا
 خلوت سے فنا تک کے مقامات حجب بلجہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک
 شرح وحد ہر مقام و منزله کہ بہ پرزود بر پرد صاحب دلے
 ہر مقام اور ہر منزل کی شرح اور حد ہوتی تاکہ پڑوں کے ذریعہ صاحب دل اس سے پرواز کرتا

۱۔ گفتگو۔ یعنی اغراضات اور جوابات۔ غم فروود۔ چونکہ مجھ طبعاً بہت خوس ہے اس لئے فتنہ کا سبب بیان کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاموشی اختیار کر لیتا۔ کایں قصہ۔ یعنی مسجد کے مہمان کا قصہ۔

۲۔ من نمی رنجم۔ مجھے متضرعین پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہذا میں جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر جواب نہ دوں گا تو متضرعین کی دہشتیں سادہ دل لوگوں کو گمراہ کر دیں گی۔ حکیم غزنوی۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ مجوہاں۔ وہ لوگ جو نور معرفت سے محروم ہیں۔ کہ زقرآں۔ یعنی گمراہوں کی پہنچ محض قرآن کے لفظوں تک ہے۔ کز شعاع۔ ان کی مثال چمکاؤ کی سی ہے جو سورج کے نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا احساس کرتی ہے۔

۳۔ خر بلے۔ بڑی تلخ۔ احمق۔ طلعانہ یعنی طعن کرنے والا۔ کہ دو اند۔ اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی کوئی چیز نہیں ہے از مقامات۔ یعنی مثنوی میں ہر باب اور فصل قائم کر کے تصوف کے مراتب کا ذکر ہونا چاہیے تھا اور سالک کے لئے ہر منزل اور مقام کی نشاندہی ہونی چاہیے تھی۔ تبذل۔ لوگوں سے اھٹار۔ خلوت۔

جملہ اسرار تاسر فسانہ است و فسوں
 سب سراسر افسانہ اور گو کہ جتنا ہے
 چوں کتاب اللہ بیاد ہم براں
 جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی
 کی اساطیرست و افسانہ نرشد
 کہ پرانی کہانیاں اور افسانہ ہے
 کو دکان خرد ہمیش می کنند
 اس کو چھوٹے بچے سمجھتے لیتے ہیں
 ذکر آدم گندم و ابلیس و مار
 آدم گئیوں شیطان اور سناپ کا ذکر ہے
 ذکر نوح و کشتی و طوفان تن
 نوح کشتی اور جسم کے طوفان کا ذکر ہے
 ذکر اسمعیل ذبح جبریل
 اسمعیل ذبح اور جبریل کا ذکر ہے
 ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش
 یوسف کا ذکر ہے ان کی بل کھائی ہوئی زلف کا ذکر ہے
 ذکر بلقیس و سلیمان و سبا
 بلقیس اور سلیمان اور سبا کا ذکر ہے
 ذکر طالوت و شعیب و صوم او
 طالوت اور شعیب اور اس کے بھائی کا ذکر ہے
 ذکر حمل مریم و نخل و مخاض
 مریم کے حمل کعبہ اور ہود زہ کا ذکر ہے
 ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب
 صالح ان کی ٹوٹی ہوئی پانی کی تقسیم کا ذکر ہے
 ذکر الیاس و عزیر و موت او
 الیاس اور عزیر اور ان کی موت کا ذکر ہے

کو دکانہ قصہ بیرون و دروں
 اللہ اور باہر سے بچکانہ قصہ
 اس چنیں طعنہ زنداں کافراں
 ان کافروں نے اس طرح کے طعنے دیے
 نیست تحقیق و تعمق بلند
 کوئی تحقیق اور بلند گہرائی نہیں ہے
 نیست جو امر پسند و ناپسند
 اس میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ نہیں ہے
 ذکر ہود و باد و ابراہیم و نار
 ہود اور ہوا اور ابراہیم اور آگ کا ذکر ہے
 ذکر کنعان و سر از خط تافتن
 کنعان اور حکم سے منہ موڑنے کا ذکر ہے
 ذکر قصد کعبہ و اصحاب فیل
 کعبہ کے ارادے اور ہاتھی والوں کا ذکر ہے
 ذکر یعقوب و زلیخا و غمش
 یعقوب اور زلیخا اور اس کے غم کا ذکر ہے
 ذکر داؤد و زبور و اوریہ
 داؤد اور زبور اور اوریہ کا ذکر ہے
 ذکر یونس ذکر لوط و قوم او
 یونس کا ذکر ہے لوط اور ان کی قوم کا ذکر ہے
 ذکر زکریا و یحییٰ و ریاض
 زکریا اور یحییٰ اور باغوں کا ذکر ہے
 ذکر ادریس و مناجات و جواب
 ادریس اور ان کی سرگوشی اور جواب کا ذکر ہے
 ذکر قارون و زمیں رفتن فرو
 قارون اور زمین میں ڈھنسنے کا ذکر ہے

۱۔ جملہ۔ معترضین نے کہا کہ اس
 مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں
 ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار
 سے طفلانہ قصوں سے لبریز ہے۔
 چوں کتاب اللہ معترضین نے قرآن
 پر بھی اسی طرح کے اعتراضات کئے
 تھے کہ وہ محض پہلے قصے ہیں اس میں
 کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔
 ۲۔ امر پسند۔ یعنی حلال و حرام۔
 تافتن۔ یعنی ان کی حکم عدولی کا بیان۔
 ذکر۔ یعنی قرآن میں ان چیزوں کا ذکر
 ہے جو آئینہ تیرہ شعروں میں مذکور
 ہیں۔

ذکرِ یُوبَ و صُورِی و رَ بَلَا
یوب اور مصیبت میں ان کے صبر کرنے کا ذکر ہے
ذکرِ موسیٰ و شجرِ طُور و عَصَا
موسیٰ اور درخت طور اور عصا کا ذکر ہے
ذکرِ عیسیٰ و عُروِش بر سَمَا
عیسیٰ اور ان کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے
ذکرِ فصلِ اَہْمَد و خُلُقِ عَظِیم
اہمہ کی فضیلت اور اس کے بلند اخلاق کا ذکر ہے
ظاہرِ ستار و ہر کسے پے می بُرد
یہ سب ظاہر ہے اور ہر شخص جانتا ہے
گفت اگر آساں نماید اِس بُو
فرمایا اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے
چَٹِیان و اِنسیان و اہل کار
جن اور انسان اور کام کے لوگ
ذکرِ اِسرائیلیاں و رَ تِیہ لَ
غیر تہ میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے
خَلعِ تَعْلِین و خِطابات و عطا
جوتے اتارنے اور خطابات اور بخشش کا ذکر ہے
ذکرِ ذوالقرنین و خُضر و اَرَمِیا
ذوالقرنین اور خضر اور ارمیا کا ذکر ہے
کہ قمر از مُعْجَازِش شَد دو نِیم
کہ چاند ان کے معجزے سے دو ٹکڑے ہو گیا
کُو بیاں کو کہ شُود دروے خرد
وہ بیان کہیں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں؟
اِچُنِیں یک سورہ گواے سَخت گُو
اے بھاری بات کرنے والے ایس ایک سورت
گُو یکے آیت ازیں آساں بیار
کہ دے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں

۱۔ ظاہر ست۔ یہ ساری باتیں سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ مضامین کہیں ہیں جن سے عقلیں دنگ ہو جائیں۔ گفت۔ معترضوں کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ اگر قرآن تمہیں ایسا ہی آسان نظر آتا ہے تو تمہارا جن واس اور دیگر مددگار کرا ایک آیت قرآن جیسی بتلاؤ۔
۲۔ اِنَّ لِلْقُرْآنِ۔ قرآن کا ایک تو لفظی ترجمہ اور معنی ہیں پھر ان معنی میں معنی ہیں اسی طرح تہ و تہ سات معنی تک یہ سلسلہ ہے ان معانی کے کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے نقول کے اعتبار سے مجتہدین اور علماء کی پہنچ ہے اور کچھ مراتب سے صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے کہ اس رو حکم کے بیان میں وہی معنی معتبر ہونگے جو الفاظ قرآن اور ظاہر کے خلاف نہ ہوں۔

۳۔ خیرہ گرد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اے سرور تک پہنچ جاتے تھے کہ دوسرے صحابہ ان میں حیران ہو جاتے تھے۔ بطنِ نوم۔ معانی کی اس تہ میں سب کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔ بطنِ چہارم۔ معانی کی چوتھی منزل تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

تفسیرِ حدیث اِنَّ لِلْقُرْآنِ ۲ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ لَبَطْنَهُ

اس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ

باطن ہے سات باطنوں تک

حرفِ قرآن را بداں کہ ظاہرِ ست
سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ اس کا ظاہر ہیں
زیرِ آں باطن یکے بطنِ دگر
اس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے
زیرِ آں باطن یکے بطنِ سُوْم
اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے
بطنِ چارم از بُے خود کس ندید
قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا
زیرِ ظاہرِ باطنے بس قہرِ ست
اور ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے
خیرہ ۳ گرد و اندر و فکر و نظر
جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے
کہ درو گرد و خرد ہا جملہ گم
کہ اس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں
جو خدائے بے نظیر و بے ندید
لا مثل اور لا شریک خدا کے سوا

۱۔ حدیث مختصم۔ یہی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو غلطی سے محفوظ ہے تو قرآن۔ قرآن محض الفاظ کہ نہ سمجھو بلکہ قرآن ان تہ بہ تہ معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ دیو محض ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے ظاہر قرآن۔ قرآن کے الفاظ اور ان میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اس کے باطنی اور روحانی اوصاف کی سی سمجھو۔ مراد۔ ایک انسان خواہ وہ تمہارا کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اس کے باطنی اوصاف سے غافل رہتے ہو۔

۲۔ بیان۔ مولانا نے یہ سمجھایا کہ باوجود قرب کے انسان کے باطنی احوال عوام سے مخفی ہیں تو اب اس خیال کی تقلید کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنگلوں اور پہاڑیوں میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خلوت یعنی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے ان کے اوصاف تو بہر حال عوام پر چھپے رہتے ہیں بلکہ لوگوں کو ترک دنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

۳۔ کہ۔ کہ پہاڑ۔ فراصد۔ یعنی اولیاء عوام میں رہتے ہوئے بھی ان سے سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں ان کے اوصاف تک عوام کی پہنچ نہیں ہے۔ پس۔ جبکہ ان میں اور عوام میں سینکڑوں پہاڑوں اور دیواروں کی دھڑکی جتوؤں کو چھپنے کی ضرورت ہے۔ کز پیش۔ ان کے بلند مقام تک تو آسمان کی تک پہنچ بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ خیال ہے کہ آسمان نے کالانیا لباس ہی تم میں پہنا ہے کہ اولیاء کے مراتب تک نہ پہنچ سکا۔

می شمر تو زیں حدیث ۱ مختصم
تو اس محفوظ حدیث سے گن لے
دیو آدم را نہ بیند جو کہ طیس
شیطان نے آدم کو سوائے منی کے کچھ نہ دیکھا
کہ نقوشش ظاہر و جانش بھی ست
کہ اس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے
یک سر موئے نہ بیند حال او
اس کی حالت کا بال برابر نہیں دیکھ سکتے ہیں

پنچیں تافت بطن اے ذوالکرم
اے بھلے اسی طرح سات باطن تک
توز قرآن اے پسر ظاہر مبیں
اے بیٹا! تو قرآن کے صرف ظاہر کو نہ دیکھ
ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست
قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے
مرد را صد سال عم و خالی او
سو سال تک انسان کے چچا اور ماموں

بیان ۲ آنکہ رفیق انبیاء و اولیاء علیہم السلام بکوشہا و غارہا
اس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا اپنے
جہت پنہاں کردن خویش نیست و جہت خوف و تشویش خلق نہ بلکہ
آپ کو پوشیدہ کرنے کے لئے ہے اور نہ مخلوق کے پریشان کرنے اور ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ دنیا سے
جہت ارشاد خلق ست و راہ نمودن و تحریض انقطاع از دنیا بقدر ممکن
بقدر امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور براہیختہ کرنے کے لئے ہے

تاز چشم مرد ماں و نہاں شوند
تاکہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں
گام خود بر چرخ ہفتم می نہند
اپنا قدم ساتویں آسمان پر رکھتے ہیں
کوز صد دریا و گہ آل سو بود
۱۱ جو سو دریاؤں اور پہاڑوں سے لھر ہو
کز پیش گزہ فلک صد فعل ریخت
جس کے پیچھے مائیں آسمان کے پیرے سے سیکڑوں فلک لڑے ہیں
تعزیت جامعہ پوشیدہ آں زماں
اس وقت اس نے مائی لباس پہن لیا

آنکہ گویند اولیاء در گہ ۳ بوند
لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء پہاڑوں میں ہوتے ہیں
پیش خلق ایشاں فرا صد گہ اند
مخلوق کے سامنے ہے ہوئے بھی سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں
پس چرا پنہاں شود گہ جو بود
تو کیوں چپے پہاڑیوں کو کیوں تلاش کرے
حاجتش نبود بسوئے گہ گریخت
اس کو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
چرخ گردید و ندید او گرد جاں
آسمان گھوما اور اس نے روح کی گرد کو بھی نہ دیکھا



گر بظاہر آل پری پنہاں بُود
آدمی پنہاں ترا ز پریاں بُود
آرچہ بظاہر پری پوشیدہ ہوتی ہے
آدمی پریوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے
نزدِ عاقل ز آل پری کہ مضمرست
آدمی صد بار خود پنہاں ترست
عقلند کے نزدیک اس پری سے جو پوشیدہ ہے
آدمی سو گناہ زیادہ پوشیدہ ہے
آدمی نزدیکِ عاقل چوں خفیست
چوں بُود آدم کہ درغیب اوصفیست
جبکہ عقلند کے نزدیک آدمی پوشیدہ ہے
تو ان آدم کا کیا حال ہوگا جو عالم غیب کے برگزیدہ ہیں

تشبیہ ۲ صورتِ اولیاء و صورتِ کلامِ اولیاء بصورتِ عصائے
اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰ
موسیٰ صورتِ فسون عیسیٰ
کے عصا اور حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی صورت سے

آدمی ہچمو عصائے موسیٰ ست
آدمی ہچمو فسون عیسیٰ ست
آدمی حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہے
آدمی حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی طرح ہے
درِ کف حق بہر داد و بہر زین
عطا اور زینت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
ظاہر چوبے و لیکن پیش او
اس کا ظاہر لکڑی ہے، لیکن اس کے سامنے
تو میں ز فسون عیسے حرف و صوت
حضرت عیسیٰ کے دم کرنے میں تو حرف اور آواز کو دیکھ
تو میں ز فسونش آل لہجاست
ان کے دم کرنے میں تو دیکھ لہجہ کو نہ دیکھ
تو میں مراں عصا را سہل یافت
تو اس عصا کو آسانی سے حاصل ہو جانے والا نہ دیکھ
توز دوری دیدہ چتر سیاہ
تو نے وہ سے سیاہ چتر دیکھا ہے
توز دوری می نہ بینی جو کہ گرد
تو دوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں دیکھتا ہے
آدمی ہچمو عصائے موسیٰ ست
آدمی ہچمو فسون عیسیٰ ست
آدمی حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہے
آدمی حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی طرح ہے
قلب مومن ہست بین الاصبغین
مومن کا دل دو انگلیوں کے درمیان ہے
گون یک لقمہ چو بکشاید گلو
جب وہ منہ کھولے عالم ایک لقمہ ہے
آں بہیں کزوے گریز گشت موت
یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگ گئی ہے
آں نگر کہ مردہ بر خست و نشست
یہ دیکھ کہ مردہ کھڑا اور بیٹھ گیا
آں بہیں کہ بحرِ اخضر را شگافت
یہ دیکھ کہ اس نے بحرِ اخضر کو چر دیا
یک قدم یا پیش نہ بنگر سیاہ
ایک قدم آگے رکھ لنگر کو دیکھ
اند کے پیش آہیں در گرد مرد
تھوڑا سا آگے آ گرد میں مرد کو دیکھ

۱۔ گر بظاہر۔ پری تو ظاہر میں بھی
انسانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے تو اس
کے لوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر
تعجب خیز نہیں ہے جس قدر انسانوں
کے لوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ
نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں۔
آدمی۔ جب عام آدمیوں کے
لوصاف تک پہنچنا دشوار ہے تو
حضرت آدم کے لوصاف تک کیسے
پہنچا جاسکتا ہے۔

۲۔ تشبیہ اولیاء اور اولیاء کے کلام کو
حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت عیسیٰ
کا پھونک بارنا سمجھ جو بظاہر معمولی
چیزیں تھیں لیکن ان کے باطنی کمال و
لوصاف حیرت انگیز تھے۔ در کف
حق۔ حدیث شریف ہے اِنَّ قُلُوبَ
بَنِي اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اَصْبَغَيْنِ مِنْ
اَصْبَغِ الْمَوْحِنِ كَقَلْبِ وَاحِدٍ
يَضْرِبُهُ كَيْفَ يَشَاءُ۔ یعنی تمام بنی
آدم کے قلوب ایک قلب کی طرح
اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان
ہیں ان کو جس طرح چاہتا ہے پلٹاتا
ہے یعنی جس طرح عصا موسیٰ اور دم
عیسیٰ میں حضرت حق تعالیٰ کے خاص
تصرفات ہیں اس طرح مومن کے
دل پر بھی حضرت حق تعالیٰ کے
خصوصی تصرفات ہیں۔

۳۔ موت۔ حضرت عیسیٰ کے
پھونکنے سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔
سہل یافت۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ معمولی
لکڑی ہے آسانی سے حاصل ہو
جائے گی۔ شگافت۔ حضرت موسیٰ
کے عصا کی ضرب سے نخل و کھجور
میں بٹ گیا تو ز دھڑی۔ تو نے وہ
سے صرف کالا چھتر دیکھا ہے اند
میں کر دیکھ کس قدر لشکر موجود ہے
گرد تو نے وہ سے صرف گرد دیکھا
سے قریب جا تو اس میں مرد کو بھی
دیکھ۔ یعنی تیری نظر صرف لوصاف
ظاہری پر ہے باطنی لوصاف کو دیکھ۔

دیدہا را گردِ او روشن گند
اس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے

کوہہا را مردی او بر گند
اس کی بھلہی پہاڑوں کو اکھاڑ دیتی ہے

چوں برآمد موی از اقصائے دشت
جب حضرت موی جگل کے آخر سے برآمد ہوئے

ان کی تشریف آوری سے کہ طہر رقص کرنے لگا

تفسیر قولہ تعالیٰ یاجبال اویسی معہ والطیر

اللہ تعالیٰ کے قول اے پہاڑ اور پرندہ اس کے ساتھ جوہلی بنو کی تفسیر

رُوئے داؤد از فرشِ تاباں شدہ
حضرت داؤد کا چہرہ اس اللہ کی شان سے روشن ہوا

کوہ با داؤد گشتہ ہمز ہے
پہاڑ حضرت داؤد کے ساتھی بنے

یاجبال اویسی امر آمدہ
اے پہاڑ! جوہلی بنو کا حکم آیا

گفت داؤد تو ہجرت دیدہ
اللہ نے فرمایا اے داؤد تو نے ہجر دیکھا ہے

اے غریب فرد بے مؤنس شدہ
اے اکیلے مسافر! تو بے یار بنا ہے

مطرباں خواہی و قوال و ندیم
تو گویے اور قول اور ہم مجلس چاہتا ہے

تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

تا کہ سب تیرے لئے قوال اور شہنائی بجائیں

تا بدانی نالہ چوں گہ را رواست
تا کہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے

نغمہ اجزائے آل صافی جسد
اس صاف جسم کے اجزاء کا نغمہ

ہمنشینان نشو و او بشو و
ہمنشین نہیں بنتے " شتا ہے

بے لب و دندان ولی رانا لہاست
تو ولی کے نالے بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں

ہر شے در گوشِ حش میرسد
ہر بات کو اس کے حس کے کان میں پہنچتا ہے

اے تحک جاں کو بغیرش بگرود
"جان قائل" بلا کہ ہے جو اس کی ندیم باتوں کی گویا ہو

۱۔ دیدہ۔ ان کے باطنی بوصاف
ایسے ہیں کہ ان کی گرد بھی آنکھوں کو
روشن کر دیتی ہے اور ان کی ہمت مردانہ
پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے۔ موی حضرت
موسیٰ کے قدم میں منت لڑنے سے کہ
طہر رقص کرنے لگا تھا۔ یا جبل۔
حضرت داؤد کے بارے میں
پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ
ان کے ہر نغمہ بنیں۔

۲۔ ہمز۔ حضرت داؤد اور پہاڑ اللہ
کے عشق میں ہم نغمہ بن گئے تھے
پردہ ہٹا کر۔ گفت۔ حضرت داؤد
نے فرمایا تھا تو میرے رفیق میں جتلا
جہاد ستوں سے جدا ہے۔

۳۔ مطرباں۔ فریق کا نمونہ کرنے
کے لئے محفل اور قوالی کی ضرورت ہے لہذا
میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کئے
دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سونائی۔ یعنی خوشی
کی نغمہ شہنائی۔ باو پیائی۔ چونکہ
مضامیر میں پھونک سے آواز پیدا
ہوتی ہے لہذا اس کے بجائے کو باو
پیائی کہا جاتا ہے۔ تابانی۔ پہاڑوں کو
نالے میں جتلا کرنے میں یہ بھی
حکمت ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ بے لب و
دندان بھی نغمہ دیتا ہے جو لایا سکے
کے نالوں کو ان کے کان سنتے ہیں تم
نہیں سن سکتے لیکن ان کی اس کیفیت
پر یقین کرنا سمجھادی سعادت ہے۔

بنگروں! در نفس خود صد گفتگو
وہ اپنے نفس میں سینکڑوں گفتگوئیں دیکھتا ہے
ہمنشین او نبرہہ پیچ بو
اور اس کے ہمنشین کو کچھ پتہ نہیں ہے
صد سوال و صد جواب اندر دلت
تیرے دل میں سینکڑوں سوال اور سینکڑوں جواب
بشنوی تو نشود زان گوشہا
تو سنتا ہے وہ ان کانوں سے نہیں سنتا
گیرم اے کر خود تو آں را نشنوی
اے بہرے میں مانتا ہوں تو اس کو نہیں سنتا ہے

جواب طعنہ زندہ بر مثنوی از قصور فہم خود
اپنی سمجھ کی کتابی کی جہ سے مثنوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سگ طاعن تو عموماً میکنی
اے طعنہ دینے والے کتے! تو بھوں بھوں کرتا ہے
ایں نہ آں شیرست کزوے جانبری
یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بچا سکے
تا قیامت میزند قرآن خدا
قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے
مر مرا افسانہ می پنداشتید
تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا
خود بدیدید آنکہ طعنہ می زوید
تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا
من کلام حق و قائم بذات
میں اللہ کا کلام اور اللہ کی ذات سے قائم ہوں
نور خورشیدم فتادہ بر شما
میں سورج کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے
نک منم یبوع آں آب حیات
یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں

۱۔ بنگروں! اولیاء کے روحانی مکالمات جاری رہتے ہیں۔ پاس بیٹھنے والے ان سے بے خبر رہتے ہیں۔ لامکاں۔ عالم غیب۔ زان گوشہا۔ روحانی مکالمہ جس کانوں سے نہیں سنا جاسکتا۔ گیرم۔ عوام بہرے ہیں جو ان کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ مختلف کرکات دیکھ چکے ہیں تو ان کو ان کا معتقد ہو جانا چاہیے۔

۲۔ عموماً۔ کتے کے بھونکے کی آواز۔ طعن قرآن۔ یعنی مثنوی جو کہ بزبان پہلوی قرآن ہے اس پر اعتراض حاصل قرآن پر اعتراض ہے لیکن براہ راست قرآن پر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں اس لئے بھونکے کی یہ صحت اختیار کی گئی ہے کہ مثنوی پر اعتراضات کئے جائیں۔ ہوں شو۔ غلط۔ گریز لگھ۔ ایں۔ لیکن قرآن پر اعتراض کرنا آسان بات نہیں ہے یہ صریحی کفر ہے۔ تا قیامت۔ قیامت تک یعنی قرآن کا اعلان ہے کہ قرآن کو افسانہ اور اساطیر کہنے والے خود تباہ و برباد ہوں گے اور ان کا جو خود افسانہ بن کر رہ جائے گا۔ ۳۔ من۔ کلام اللہ کی ذاتی صفت ہے جو ذات باری کے ساتھ قائم ہے۔ نور خورشید۔ ذات خداوندی بمنزلہ سورج کے اور صفات بمنزلہ نور کے ہیں جو سورج کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ یبوع۔ چشمہ یعنی قرآن آب حیات کا ایسا سرچشمہ ہے کہ جو اس سے سیراب ہو جائے گا۔ اس کو ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔

گر چہ ناں! گند آری تاں تنگختے جُرمِ بر گورتاں حق رتختے

اگر تمہاری حرص ایسی گندگی نہ اچھاتی
اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر ایک گھونٹ پھا دیتا
نے بگیرم گفت و بند آں حکیم
دل نگر دانم بہر طعنِ سقیم
نہیں میں اس دانا کا قول اور نصیحت اختیار کرتا ہو
ہر کمرہ طعن کی وجہ سے دل نہیں پھیرتا ہوں

مثل زدن در رمیدن گزہ اسپ از خوردن آب بسبب
سایسوں کے سینے بجانے سے گھوٹے کے پچھیرے کے پانی

شخولیدن سائیسوں

سے بھرنے کی مثال دینا

آنکہ فرمودست او اندر خطاب جو گفتگو میں انہوں نے فرمایا

می شخولیدند ہر دم آں نفر وہ جماعت ہر وقت سینی بجا رہی تھی

آں شخولیدن بکرہ می رسید وہ سینی بجاتا پچھیرے کو پہنچتا تھا

مادرش پرسید کالے گزہ چرا اس کی ماں نے دریافت کیا اے پچھیرے! کیوں

گفت گزہ می شخولند ایں گروہ گفت گزہ میں شخولند ایں گروہ

پچھیرے نے کہا یہ لوگ سینی بجاتے ہیں

پس دم می لرزد از جامی رود تو میرا دل لڑتا ہے بے قابو ہو جاتا ہے

گفت مادر تاجہاں بودست ایں ماں نے کہا جب سے یہ دنیا بچی ہے

ہیں تو کار خویش گن اے از جہند اے اہل ہند! خبردار! تو اپنا کام کر

وقت تنگ و میرود آب فراخ وقت تنگ ہے اور پانی تیزی سے جا رہا ہے

گزہ سچ مادر ہی خور وند آب

پچھیرا اور ماں پانی پی رہے تھے

بہر اسپاں کہ ہلازیں آب خور

گھوڑوں کے لئے کہ پانی کی طرف متوجہ رہو

سرہمی برداشت وز خود می رمید وہ سر اٹھا لیتا تھا اور خود بخود بھاگتا تھا

می رمی ہر ساعت زیں استقا

تو پانی پینے سے ہر وقت بھاگتا ہے؟

ز اتفاق بانگ شاں دارم شکوہ

مجھے ان کی آواز کے اکٹھا ہونے سے ڈر لگتا ہے

ز اتفاق نعرہ خوم می رسد

ان کے نعروں کے ملنے سے مجھے ڈر لگتا ہے

کار سچ افزایاں بدند اندر زمیں

فصل کام کرنے والے زمین میں ہوئے ہیں

ز دو کایشاں ریش خود برمی کنند

عقربہ وہ خود اپنی داہی نوچیں گے

پیش از اں کز ہجر گردی شاخ شاخ

اس سے پہلے کہ فراق میں تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے

۱۔ گر چہ ناں! اگر مکرین قرآن پر
اعتراض نہ کرتے تو ان کی قبروں پر بھی
رحمت کا زہل ہوتا۔ نے اب مولانا
فرماتے ہیں کہ معترضین کے
اعتراضات سے میں مثنوی لکھنا بند
نہ کروں گا اور اعتراضات کی طرف توجہ
نہ دوں گا۔ مثل۔ پچھیرے کو اس کی ماں
لے سمایا تھا کہ سیلٹیوں سے نہ بدک
پانی پینے میں مشغول رہ اسی طرح
میں اعتراضات سے قطع نظر کر کے
اپنے کام میں لگا رہوں گا۔ ۲۔ یعنی
حکیم شکی غزنوی۔

۳۔ گزہ۔ پچھیرا جس پر سولی نہ
کی جاتی ہو۔ شخولیدن سینی بجاتا۔ بہر
اسپاں۔ سائیس گھوڑوں کو پانی پلاتے
وقت سینی بجاتے ہیں تاکہ وہ پانی
پینے میں مشغول رہیں۔ آں۔ یعنی
سینی بجانے سے پچھیرا چونک کر پانی
سے بھاگتا تھا۔ استقا۔ سیرابی
حاصل کرنا۔

۴۔ کار افزاں کام کو پھیلا دے میں
ڈالنے والے بیکار کام کرنے والے۔
ریش گندن۔ اپنا نقصان کرنا۔
شرمندہ ہونا۔ آب فراغ۔ یعنی زندگی
کی نہر۔ ہجر۔ یعنی موت کی وجہ سے
تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے۔

شہرہ کاریز کے استبر آب حیات

آب حیات سے بھری مشہور نہر ہے

آب خضر از جوئے نطق اولیا

ولایہ کی گفتگو کی نہر سے خضر والا پانی

گرنہ بنی آب کورانہ بفسن

اگر تاندھے پن سے پانی کو نہیں دیکھتا تدبیر کے ساتھ

چوں شنیدی کاندریں جو آب ہست

جب تو نے سن لیا کہ اس نہر میں پانی ہے

جو فرو بر مشک آب اندیش را

پانی میں مشک کرنے والی مشک کو نہر میں ڈبو دے

چوں گراں دیدی شوی تو مستدل

جب تو بھاری دیکھ لے گا تو صاحب دلیل بن جائے گا

گرنہ ۲ بیند کور آب جو عیاں

اگر چہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے

کہ ز جو لدر سیو آبے برفت

کیونکہ نہر سے، ٹھیلیں میں پانی بہتچ گیا

زانکہ ہر بادے مراد می رود

کیونکہ ہر ہوا مجھے پھسلا دیتی تھی

مر سفیہاں را رباید ہر ہوا

بیوقوفوں کو ہر ہوا پھسلا دیتی ہے

کشتی ۳ بے لنگر آمد مرد شر

شرے آدمی بے لنگر کی کشتی ہے

لنگر عقل ست عاقل را لماں

عقل کے لئے عقل کا لنگر باعث امن ہے

او مدد ہائے خرد چوں در رود

جب وہ عقل کی مددیں حاصل کر لیتا ہے

۱۔ کلریز۔ بوزن فالیز پانی کی نالی کو کہتے ہیں جو اس طرح بنی جلی تھی کہ زمیں میں سے پانی اس کے ذریعہ سے سطح زمین پر بہنے لگتا تھا اور باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا یہاں کلریز سے شیخ اور بزرگ مراد ہے۔ آب خضر۔ یعنی آب حیات۔ گرنہ بنی۔ اگر تجھے اس دلی کی کوئی کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے دیکھے ہی تعلق پیدا کر لے پھر تجھے اس کی بزرگی کا یقین آجائے گا۔ اگر اندھے کو نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو چاہیے کہ اس نہر میں ٹھیلیاں ڈبو کر دیکھے پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے ہونے کا یقین آجائے گا۔ از تقلید۔ پہلے تو اس کا فعل محض دیکھا دیکھی تھا اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو جائے گا۔

۲۔ گرنہ بیند۔ اندھے کو ٹھیلیاں بھر جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔ زانکہ اس کو اپنا بھاری پن اور اپنی مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہو گا جب وہ دیکھے گا کہ نفسانی ہوا اس کو نہیں آزا سکتی اور وہ بھاری بھر کم بن گیا۔ مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف ہیں اور بزرگوں سے فیضیاب نہیں ہیں ان کی ٹھیلیاں ہلکی ہوتی ہے خواہش کی ہوا ان کو آزائے پھرتی ہے۔ ۳۔ کشتی۔ شے کا تعلق کشتی کے لنگر کی طرح ہے جو کشتی کو باد مخالف کے ساتھ ہو جانے سے روکتا ہے۔ عاقلان۔ چونکہ تجھ میں عقل کو لنگر نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل سے نہ لنگر حاصل کر لے اور خزینہ یعنی شیخ کا لقب۔

آب گش تا بردہد از تو نبات

پانی ڈال تاکہ تیرے پودے پھل دیں

می خوریم اے تشنہ غافل بیا

ہم پیتے ہیں اے غافل پیاسے آ جا

سوئے جو آور سبودر جوئے زن

ٹھیلیں نہر کی جانب لا اور نہر ڈبو دے

کور را تقلید باید کار بست

اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیے

تا گراں بنی تو مشک خویش را

تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے

رست از تقلید خشک آ نگاہ دل

اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائے گا

لیک داند چوں سیو بیند گراں

لیکن سمجھ لیتا ہے جب ٹھیلیاں کو بھاری دیکھتا ہے

کایں سبک بود گراں شد ز آب ذفت

اس لئے کہ یہ ہلکی تھی بھاری پانی سے بھاری ہو گئی

بادی زبا یدم تقلم فرود

اب ہوا مجھے نہیں پھسلاتی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا

زانکہ نبود شاں گرانی و قوی

کیونکہ ان میں بھاری پن اور قوتیں نہیں ہوتی ہیں

کہ زباو کر نیابد او حذر

کہ مخالف ہوا سے اس کا بچاؤ نہیں ہوتا ہے

لنگرے در یوزہ گن از عاقلان

عقل مندوں سے لنگر مانگ لے

از خزینہ در آں دریائے جود

اس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے سے

زیں اپنیں لدا دل پُرفن شود
اس طرح کی مد سے دل صاحب تدبیر ہو جاتا ہے
زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست
کیونکہ نور دل سے ان آنکھوں میں آتا ہے
دل چو بر انوارِ عقلی برزند
جب دل عقلی نوروں پر قابو پا لیتا ہے
پس بدال کا بے مبارک ز آسمان
پھر جان لے کہ آسمان سے بابرکت پانی
ماچواں گزہ ہم آب جو خوریم
ہم بھی اس پتھر کے کی طرح نہر کا پانی پئیں گے
پیرو ۲ پیغمبرانی رہ سپر
تو پیغمبروں کا پیرو ہے رات طے کر
آں خداوندان کہ رہ طے کردہ اند
جن آقاؤں نے رات طے کیا ہے
باز گویاں باکباز و شیر مرد
پھر بتا اس پاکباز شیر مرد کو

بجھد از دل چشم ہم روشن شود
دل سے آگے بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں
تا چو دل شد دیدہ تو عدل ست
جب دل ضائع ہو گیا تیری آنکھ بیکہ ہے
زاں نصیبی ہم بدو دیدہ دہد
وہ دونوں آنکھوں کو بھی اس سے حصہ دے دیتا ہے
وہی دلہا باشد و صدق بیاں
دلوں کی وہی نور بیان کی سچائی بنتا ہے
سوئے آں دواں طاعن ننگریم
اس طعنہ دینے والوں کے دھوکے کی طرف نظر نہ کریں گے
طعنہ خُلقاں ہمہ بادی شمر
لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ
گوش بابانگ سگاں کے کردہ اند
انہوں نے کتوں کے بھونکے پر کب کان ہرا ہے؟
اندر اں مسجد چہ بنمودش چہ کرد
اس مسجد میں اس کو کیا نظر آیا اس نے کیا کیا؟

بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنے والی مسجد کے قصے کا بقیہ

خفتہ ۳ در مسجد خود اورا خواب کو
” مسجد میں لیٹ گیا اس کو نیند کہیں
خواب مرغ دلایاں باشد ہمے
پہلوں پر مچلیوں کی نیند ہوتی ہے
نیم شب آواز با بہولے رسید
اُسی رات کو خوفناک آواز آئی
پنج گزرت ایں چنیں آواز سخت
اس طرح کہ سخت آواز پانچ مرتبہ

مرد غرقہ گشتہ چوں خسد بگو
ڈوبا ہوا انسان نہر میں کیسے سوتے؟
عاشقاں را زیر غرقاب غمے
عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں
کایم آیم بر سرت اے مستفید
اے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے سر پر
می رسید و دل ہی شد تخت تخت
آئی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا

۱۔ زیں چنیں۔ یہ مد پہلے دل کو حاصل ہوتی ہے پھر اس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔ زانکہ نور حسی اور نور باطنی کا اصلہ لعل دل سے ہوتا ہے اس سے آنکھ میں منتقل ہوتا ہے اس لئے جب حرکت قلب بند ہو جاتی ہے تو آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پس بدال۔ تجلیات۔ رب کا نزول دل پر ہوتا ہے۔ ماچو۔ جبکہ آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو ہمیں اس پتھر کے کی طرح پانی پینے میں لگا رہنا چاہیے۔ اور معر ترخیں کی سیڑیوں سے نہ بد کرنا چاہیے۔

۲۔ پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو ہے تو جس طرح پیغمبروں نے طعنہ زنی کی وجہ سے اپنا کام نہیں چھوڑا سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے۔ بانگ سگاں۔ یعنی مخالفوں کے اعتراضات۔

۳۔ خفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں لیٹ گیا لیکن اس کو نیند نہ آئی اس لئے کہ وہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔ عاشق کی نیند تو اسی طرح کی ہے جیسے اڑتے پرندے کی یا تیرتی چھلی کی۔ مستفید۔ فائدہ اٹھانے والا۔

تفسیر آیہ وَاجْلِبْ عَلَيْهِم بِخِلِكَ وَرَجَلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي

اس آیت کی تفسیر اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا اور ان کے ساتھ ساجھا لگا

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدَّتْهُمْ وَمَا يَعِدُهُم الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدہ کر اور نہیں وعدہ کرتا ہے ان سے شیطان مگر دھوکے کا

۱۔ تفسیر۔ نبی آواز نے اس مہمان کو صرف ڈر لیا اور اس کا ڈرانا غیر واقعی تھا اسی طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے آئندہ اشعار میں اس کی تفصیل ہوگی۔ تو چو۔ جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اس کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے۔ بیوا۔ دین کے کاموں میں لگے گا تو کمائی سے محروم ہو کر مفلس بن جائے گا۔ مفلس کا نہ کوئی دوست رہتا ہے اور نہ کوئی مددگار وہ پشیمان اور ذلیل بن جاتا ہے۔

۲۔ واگریزی۔ دینداری کا ارادہ کرنے والا گمراہی کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے کہ ہلا۔ اور دل میں سوچنے لگتا ہے کہ چکی کرنے کا بہت وقت ہے آئندہ نیکی کر لوں گا مرگ۔ پڑی کی موت سے کچھ تنبیہ ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف دوڑتا ہے اور علم و حکمت سے کام لے کر کہتا ہے کہ میں فقر کے خوف سے دین سے منہ موڑوں گا۔

۳۔ باز۔ شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے۔ باز بگریزی۔ انسان پھر اس کے دھوکے میں آکر دین سے منہ موڑتا ہے۔ سالہا۔ سالہا سال انسان اسی گفتگو میں گزار دیتا ہے اور معصیت کی تارکی میں بسر کرتا ہے۔

دیو بانگت برزند قدر نہاد

جسم کے اندر شیطان، تجھے آواز دیتا ہے

کہ اسیر رنج و درویشی شوی

کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا

خوار گردی و پشیمانی خوری

ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اٹھائے گا

واگریزی ۲ در ضلالت از یقین

یقین سے گمراہی میں لوٹ جاتا ہے

راہ دیں پویم کہ مہلت پیش ماست

دین کے راستہ پر پھڑپھڑوں گا کیونکہ مہلت امداد سے ملے گی

می گشد ہمسایہ راتا بانگ خاست

پڑی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوئی

مردہ سازی خویشتن رایک زماں

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیتا ہے

کہ من از خوف نیارم پائے کم

کہ میں ڈر کی وجہ سے ست رفتار نہ رہوں گا

کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر

کہ افلاس کی تلوار سے ڈر اور باز آ جا

آں سلاح علم فن را بفگنی

علم اور فن کے ہتھیار پھینک دیتا ہے

در چنیں ظلمت نمد افگندہ

ایسی تاریکی میں تو متیم ہے

تو چو عزم دیں کنی با اجتہاد

جب تو کوشش سے دین کا غصہ کرتا ہے

کہ مر و زال سو بیندیش اے غوی

کہ اے گمراہ! اس طرف نہ جا، سوچ لے

بینوا گردی زیاراں وا بری

تو مفلس بن جائے گا یادوں سے چھوٹ جائے گا

تو زیم بانگ آں دیو لعین

تو اس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے

کہ ہلا فرد او پس فردا مر است

کہ ہاں کل اور پرسوں میرے لئے ہے

مرگ را بنی کہ اواز چپ و راست

تو موت کو دیکھتا ہے کہ وہ بائیں دائیں سے

باز عزم دیں کنی از نیم جاں

جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حکم

پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار باندھتا ہے

باز ۳ بانگے برزند بر تو زکر

وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے

باز بگریزی زراہ روشنی

پھر تو نور کے راستہ سے واپس بھاگ پڑتا ہے

سالہا اُورا بپانگے بندہ

تو آواز کی وجہ سے سالوں سے اس کا غلام بنا ہوا ہے

بیت۔ شیطانی آواز نہ دین کی
رہ پر چلنے دیتی ہے نہ غذا روحانی
کھانے دیتی ہے۔ تلخ تھاک۔ ان کی
روحوں پر ایسی ہی مایوسی طاری ہے
جیسی کی کافروں کی روحوں پر مرنے
کے بعد طاری ہو گی۔ ایں۔ شیطانی
آواز کے جب یہ اثرات میں تو خدائی
آواز کے اثرات اس سے بہت
بڑھے ہوئے ہونگے۔ بیت۔ خدائی
آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی
ہوئی ہے لیکن تم پر اس کے اثرات اس
لئے مرتب نہیں ہوتے کہ تم اس کے
اثر نہیں ہو جس طرح کہ باز کی آواز
کی ہیئت لاجملہ مکڑی کی آواز کی ہیئت
سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اس سے کبھی
متاثر نہیں ہے۔

۲ زانگہ اگر تم خدائی آواز کے
اثر ہوتے تو محالہ اس سے متاثر
ہوتے جس طرح کہ کبک اس کی آواز
سے متاثر ہوتی ہے۔ کبھی چونکہ باز کا
شکار نہیں ہے لہذا وہ متاثر نہیں ہوتی
ہے۔ عنکبوت۔ تم خود بمنزلہ کبھی کے
ہو اس لئے مکڑی شیطان کی آواز تم پر
اثر انداز ہے۔ بانگ شیطان۔ خدائی
آواز کے اثر لولیا، بلند ہیں لہذا ان پر
وہ اثر انداز ہے، مکڑی شیطان کی آواز کا
ان پر کوئی اثر نہیں ہے اسی لئے قرآن
میں شیطان کو خطاب کر کے فرما دیا
گیا ہے اِنْ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بِشَيْءٍ مِّمَّ
يَعْمَلُونَ پر تیرا کوئی دبدبہ نہیں ہے۔
تانیازمزد۔ یہ امتیاز اسی لئے رکھا گیا
ہے کہ لولیا، بلند اور غیر لولیا، بلند باہمی
ممتاثر ہیں۔

۳ رسیدن۔ خدائی اور شیطانی
آواز کے اثرات کے بعد اب اس آواز
کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد
میں سنی اس آواز نے اس کو خوفزدہ نہ

بند کردست و گرفتہ خلق را
بانگہ دیا ہے اور گلا دبا دیا ہے
کہ روان کافراں ز اہل قبور
جس طرح کہ مردہ کافروں کی جان
بیت بانگ خدائی چوں بود
تو خدائی آواز کی ہیئت کیا ہو گی؟
مرگس را نیست ز اہل بیت نصیب
اس ہیئت میں کبھی کا حصہ نہیں ہے
عنکبوتوں می گس گیرند و بس
مکڑیاں صرف کبھی پکڑتی ہیں

کرد فرد اردنہ بر گبک و عقاب
دبدبہ رکھتی ہے نہ کہ چکور اور شاہین پر
بانگ سلطان پاسبان اولیاست
شاہ کی آواز، اولیاء کی محافظ ہے
قطرہ از بحر خوش با بحر شور
مینے سمندر کا قطرہ کھلے سمندر سے

رسیدن ۳ بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدھی رات میں جادو کی آواز کا پہنچنا

کہ زلفت از جالداں آں نیک بخت
اس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا
تا دہل ترسد کہ زخم اُورا رسید
ڈھول ڈرے، کیونکہ چوٹ اس پر پڑی ہے
قسمتوں از عید جاں شد زخم چوب
جان کی عید میں سے تمہارا حصہ لکڑی کی چوٹ سے

بشوقا کنوں قصہ آں بانگ سخت
اب اس سخت آواز کا قصہ سن
گفت چوں ترسم چو ہست ایں طبل عید
اس نے کہا میں کیوں ڈھول جبکہ یہ عید کا نقارہ ہے
اے دہلہائے تہی بے قلوب
اے خالی ڈھولو، بے دلو

کیا۔ طبل۔ عید۔ موت کی علامات اہل اللہ کے لئے خوشی کا سبب ہیں۔ ڈھول۔ یعنی اہل دنیا جو نور باطنی سے خالی
ہیں۔ عید جاں۔ یعنی موت جو اہل اللہ کی خوشی کا باعث ہے وہ اہل دنیا کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

شد قیامت عید و بیدیناں دُہل

قیامت عید ہے اور بے دین دُہل ہیں

بشنو اکنون ایں دُہل چوں بانگ زرد

اب سن! اس دُہل نے جب آواز دی

چونکہ بشنود آں دُہل آں مرد دید

جب اس دُہل کو اس دیدہ دہنے سنا

گفت باخود ہیں ملرزاں دل کزیں

اس نے اپنے آپ سے کہا خبر ملاں کونہ لڑا کیونکہ اس سے

وقت آں آمد کہ حیدر وار من

وہ وقت آ گیا ہے کہ میں حیدر کی طرح

بر جہید و بانگ برزد کاے کیا

وہ کون اور چیخا اے پہلوان!

دَر زماں ۲ شکست ز آواز آں طلسم

وہ طلسم آواز سے فوراً ٹوٹ گیا

ریخت چنداں زَر کہ ترسید آں پسر

اس قدر سوتا بہا کہ وہ لڑکا ڈرا

پُر شد آں مسجد زَر ہر جا نگاہ

ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی

بعد ازاں برخاست آں شیر عنید

اس کے بعد وہ بہادر شیر اٹھا

دُفن میکرد دُہی آمد بزر

دُفن کرتا اور سوتا نکلا

گنجہا بنہاد آں جانباز ازاں

اس سے اس بہادر نے خزانے بھرے

ایں زَر ظہر بخاطر آمدست

یہ ظاہری سونا دل میں آیا ہے

ماچو اہل عید! خنداں ہچو گل

ہم چونکہ عید والے ہیں پھول کی طرح مسکرا رہے ہیں

دیگ دولت باچگو نہ می پزد

دولت کے شوبے کی دیگ کس طرح پکتی ہے

گفت چوں ترسد لم از طبل عید

اس نے کہا میرا دل عید کے نغدے سے کیوں ڈرے

مرد جان بدلان بے یقین

بے یقین، بدلوں کی جان مری ہے

ملک گیرم یا پرد ازم بدن

ملک فتح کروں یا جسم کو خالی کر دوں

حاضرم اینک اگر مردی بیا

میں حاضر ہوں اگر تو بہادر ہے آ جا

زَر ہی ریزید ہر سو قسم قسم

طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا

تا نگیرد زَر ز پُری راہ در

کہ سونا کثرت کی وجہ سے ہڈیوں کے راستہ بند نہ کرے

مرد حیراں شدز تقدیر الہ

اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مرد حیران ہو گیا

تا سحر گہ زَر بہ بیروں می کشید

اور صبح تک سونا باہر نکالتا رہا

باہوال س و تو برہ بار دگر

تخلیے اور توبرے سے دوبارہ

کورسی و ترسانی واپس خزاں

واپس بھاگنے والوں کے اندھے پن اور خوف کے لئے

دردل ہر کور دون زَر پرست

ہر کینے زر پرست اندھے کے دل میں

۱۔ اہل عید۔ عید کا نغادہ بچتا ہے تو عید منانے والے خوش ہوتے ہیں۔ بشنو۔ اس طلسم کے دھول نے جب خونگ آواز دی تو اس دلی کو کس قدر فائدہ پہنچا۔ دیگ دولت۔ یعنی دیگ دولت شوبہ۔ چگونہ۔ یعنی اہل عید کے لئے کس قسم کے کھانے تیار کرتی ہے۔ حیدر۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے حیدر وار یعنی بہادرانہ کیا۔ پہلوان۔

۲۔ دَر زماں۔ اسی مہمان کی آواز سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زر پاشی شروع ہو گئی۔ ریخت۔ اتنا سونا بر ما کر اس کو دھڑلے کا راستہ بند ہو جانے کا خیال پیدا ہو گیا۔ عید۔ اگر تاسے ہے تو بمعنی حاضر اور مہیا ہے اور اگر نون سے عید ہے تو سرکش اور باہر کے معنی میں ہے۔

۳۔ باہوال۔ بھرا جس میں سامان بھر کر لوٹ پر لا دھا جاتا ہے۔ توبرہ۔ وہ تھیلا جس میں دانہ بھر کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے۔ کوری۔ یعنی بہر کوری۔ اس میں قصہ میں جو سونا برسنے کی بات آئی ہے اس سے اہل ظاہر اور دنیا دار زر پرست دنیاوی سونا سمجھے گا۔ حالانکہ اس سے مراد انوار و برکات خداوندی ہیں۔

کودکاں اے اَسفاہا را بشکند
بچے ٹھیکوں کو توڑتے ہیں
اندریں بازی چہ گوئی نام زر
اس کھیل کو میں جب تو سونے کا پیام لے گا
بیل زرِ مضروبِ ضربِ ایزدی
بلکہ خدائی نکسل کا ڈھلا ہوا سک
آں زرے کیس زر از ایں زرتاب یافت
وہ سونا کہ اس سونے نے اس سے رونق حاصل کی ہے
آں زرے کہ دل از و گرد غنی
وہ سونا کہ دل اس کی جہ سے غنی ہے
شمع ۲ بود آں مسجد و پروانہ او
وہ مسجد شمع تھی اور وہ پروانہ تھا
سوخت پرش را ولیکن ساختش
اس نے اس کے پر جلائے لیکن اس کو بنا دیا
ہمچو موی بود آں مسعود بخت
وہ نیک بخت حضرت موی کی طرح تھا
چوں ۳ عنایتہا برو موفور بود
چونکہ ان پر خدائی عنایتیں بھر پور تھیں
مرد حق را چوں بہ بنی اے پسر
اے بیٹا جب تو مرد خدا کو دیکھتا ہے
تو ز خود می آئی داں در تو است
تو اپنے لوہے جاتا ہے اور وہ تجھ میں ہے
او درخت موی ست و پر ضیا
وہ حضرت موی کا درخت ہے اور پر نور ہے

نام زر بہند و در دامن کنند
سونا کہتے ہیں اور دامن میں کر لیتے ہیں
آں گند در خاطرِ گودک گذر
بچے کے خیال میں وہی آئے گا
گو نگرود کسب آمد سرمدی
جو کھانا نہیں ہوتا ہے ، دائمی ہے
گوہر و تابندگی و آب یافت
جوہر اور چمک اور رونق پائی ہے
غالب آید بر قمر در روشنی
روشنی میں چاند پر غالب آ جائے
خوشتن در باخت آں پروانہ خو
وہ پروانہ مزاج اپنی جان پر ٹھیل گیا
بس مبارک آمد آں انداختش
اس کا جان پر کھینا بہت مبارک ہوا
کالتش دید او بسوئے آں درخت
کہ انہوں نے اس درخت کی جانب آگے دیکھی
نارمی پنداشت آں خود نور بود
وہ آگ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ خود نور تھا
تو گماں داری برو نارِ بشر
تو اس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے
نار و خار و ظن و باطل ایں سوست
آگ اور کانٹا اور گمان اور باطل اسی جانب ہے
نور خواں نارِش خواں بارے بیا
نور کہہ اس کو نار نہ کہہ ، اب آ جا

۱۔ گودکاں۔ جس طرح بچے
ٹھیکروں کو سونا سمجھتے ہیں اسی طرح
اہل دنیا اس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکرا
ہے سونا سمجھتے ہیں۔ اندھاں۔ بچوں
کے سامنے جب سونے کا ذکر کرو
گے تو وہ ٹھیکرے مولا لے گے اسی
طرح دنیا والوں کے سامنے سونے کا
ذکر کرو گے تو وہ دنیاوی سونا سمجھیں
گے۔ بل زر۔ اس سونے سے مراد
تجلیات رب ہیں۔ مضروب۔ ٹھپکا
ہوا۔ ضرب۔ نکسل۔ دل۔ دل اس
چاندی سونے سے اور حریف بناتا ہے
جب اس پر رب کی گنجی پڑتی ہے تب
اس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔
۲۔ شمع۔ اس مہمان کے لئے
مسجد بمنزل شمع کے ہوئی اور یہ اس کا
پروانہ تھا۔ سوخت پرش۔ ابتدا اس
ظلم کی آواز سے دہشت ہوئی تھی۔
انداختش۔ لیکن جب اس نے جاں
فدا کی سے کام لیا تو اس پر تجلیات کا
نزدول ہوا۔ ہمچو موی۔ اس مہمان کے
لئے یہ آواز ایسی ہی ثابت ہوئی جیسی
کہ حضرت موی کے لئے وہ آگ تھی
جو درخت کے پاس انہیں نظر آئی تھی
وہ آگ نہ تھی نور تھا۔

۳۔ چوں۔ حضرت موی پر اللہ تعالیٰ
کی بھرپور عنایتیں تھیں ان کو آگ کی
ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور بہ شکل
نارِ نمودار فرمایا کہ رغبت سے لہر متوجہ
ہوں۔ مرد حق۔ جب کوئی عام انسان
کسی دلی کو دیکھتا ہے تو اس کو اس میں
صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔
تو ز خود۔ اس دلی میں اوصاف بشری کا
نظر آتا خود اس کی طبیعت کا عکس ہے
چونکہ وہ خود صرف انہی اوصاف سے
متصف ہے لہذا اس کو صرف وہی
نظر آتے ہیں حالانکہ وہ دلی

ان سے پاک و صاف ہوتا ہے اور درخت موی کو حضرت موی پر بظاہر آگ تھی۔ لیکن وہ اصل نور
تھا۔ بارے۔ یہ اس دلی سے اتصال پیدا کرتا تھا جس پر اس کی حقیقت کھل گئی۔

۱۔ نے فطام۔ ایک چیز کا بظاہر نار
اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی
تجسّم کو سالک کو ترک دینا نار معلوم
ہوتی ہے لیکن جب وہ راہ سلوک پر
چل پڑتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ
ترک دنیا حاصل نور ہے۔ پس
بدانگہ شمع دین یعنی عشق روشن ہوتا
ہے لیکن وہ دوسری آگ کی طرح
نہیں ہے دوسری آگیں بظاہر نور ہیں
لیکن قریب ہوں تو جلا ڈالتی ہیں اور
عشق کی آگ دور سے آگ ہے لیکن
عاشقوں کے لئے پھول ہے۔

۲۔ اس چسا زندہ دنیا کی آگ
بظاہر پھلی ہے لیکن جلانے والی ہے وہ
آگ جب حاصل ہو جاتی ہے تو دل
روشن ہو جاتا ہے شکل فعلہ۔ عشق
کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت
کے موافق پاک نور ہے۔ جو قریب آتا
ہے اس پر یہ حقیقت کھلتی ہے۔

۳۔ آن بخاری۔ جس طرح ہے
مسجد کے مہمان نے اپنے آپ کو شمع
عشق پر قربان کرنے کی ٹھان لی تھی
اس طرح صدر جہاں کے اس عاشق
نے بھی اپنے آپ کو شمع عشق کا پروانہ
بنادیا تھا۔ کہ۔ محنت مشقت۔ آہ۔
صدر۔ جہاں کے عشق میں جوہ جلی
ہوئی آئیں بھرتا تھا وہ صدر جہاں کے
دل میں محبت کا سبب بن گئیں۔
گفت۔ صدر جہاں نے اپنے دل
میں خدا سے کہہ لو گناہ۔ اس نے
اپنی خطا کی طرف دھیان کیا ہادی
رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ذکر
بھاگ گیا۔ خاطر مجرم۔ خطا اور اپنے
دل کے چور کی وجہ سے ہم سے ڈرتا
ہے لیکن اس کے خوف میں بھی
سینکڑوں امیدیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔
من بترسانم۔ ہم غمزدوں کو ڈراتے
ہیں جو خود ڈر رہا ہے کیا ڈرائیں۔
وہ بے شرم۔ یا نہ۔ یہ وہ

نے فطام! ایں جہاں نارے نمود
کیا اس دنیا کا چھوڑنا نار نظر نہیں آتا
پس بدانکہ شمع دیں برمی شود
بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے
اس نماید نور و سُوزد یار را
یہ دنیاوی شمع نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی ہے

۲۔ ایں چو ساز زندہ دے سو زندہ
یہ بظاہر سازگار جیسی ہے لیکن جلانے والی ہے
شکل شعلہ نور پاک ساز دار
شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے
اس سخن را نیست پیاںے پدید
اس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے

سایکاں رفتند آں خود نور بود
سایک چل پڑے وہ نور تھا
ایں نہ ہیمچوں دیگر آتشہا بود
یہ دوسری آگ کی طرح نہیں ہوتی ہے
واں بصورت ناروں گل زوّار را
وہ بظاہر نار ہے اور زیادت کرنے والوں کیلئے پھول ہے
واں گہ وصلت دل افزو زندہ
اور وہ مل جانے پر دل کو روشن کرنے والی ہے
حاضراں رانور و دُوراں را چو نار
پاس والوں کیلئے نور ہے اور دور والوں کیلئے آگ جیسی ہے
گو حدیث عاشق و صدر مجید
عاشق اور بزرگ صدر کی بات کر

ملاقاتِ آں عاشقِ بصدِ جہاں

اس عاشق کا صدر جہاں سے ملنا

گشتہ بود از عشق آساں آں کبد
وہ مشقت عشق کی وجہ سے آسان ہو گئی تھی
در دلِ صدرِ جہاں مہر آمدہ
صدر جہاں کے دل میں محبت آ گئی تھی
حالِ آں آوارہ ماچوں بود
اس ہمارے آوارہ کا کیا حال ہو گا؟
رحمت مارا نمیدانست نیک
وہ اچھی طرح ہادی رحمت کو نہ جانتا
لیک صدر امید در ترش بود
لیکن اس کے خوف میں سینکڑوں امیدیں ہوتی ہیں
آنکہ ترسد من چہ ترسانم ورا
جو خود ڈرے میں اس کو کیا ڈرائوں؟

آں بخاری نیز خود بر شمع زد
اس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے بجزادیا
آہ سوزاش سُوئے گردوں شدہ
اس کی گرم آہ آسان پر پہنچ گئی تھی
گفت باخود در سحر گہ کائے احد
اس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا اے خدا!
او گناہ ہے کرد و ماویدیم لیک
اس نے قصور کیا اور ہم نے دیکھ لیا لیکن
خاطر مجرم زما ترساں شود
خطا ور کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے
من بترسانم و توح دیا وہ را
میں بے شرم اور لغو آدمی کو ڈراتا ہوں

بہر دیگ اے سرد آذر می رود
 ٹھنڈی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے
 لیمنان را من بتر سائیم بخلم
 میں بتر لوگوں کو غصہ سے ڈراتا ہوں
 پارہ دوزم پارہ در موضع نہم
 پیوند سیٹا ہوں پیوند جگہ پر لگاتا ہوں
 ہست سر مرد چوں شیخ درخت
 انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے
 در خور آں شیخ رستہ برگہا
 اس جڑ کے مناسب پتے آگے ہیں
 ۲ بر فلک برہاست ز اشجار وفا
 وفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں
 چوں برست از عشق بربر آسمان
 جبکہ آسمان پر عشق کا پھل اگا ہے
 موج می زد در دلش عفو گنہ
 خطا کی معافی اس کے دل میں موجیں مارتی تھی
 کہ ز دل تا دل یقیں روزن بود
 دل سے دل تک یقینا روا ہوتی ہے
 متصل نبود سفال دو چراغ
 دو چراغوں کے دیوے ملے ہوئے نہیں ہوتے ہیں
 ۳ علق خود نباشد وصل جو
 تنہا عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا؟
 لیک عشق علقاں تن زہ گند
 لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لافز بناتا ہے

نئے بدال کہ جوشش از سر میرود
 نہ کہ اس کیلئے جس کا ہال اوپر سے نکلے
 خائفان را ترس بردارم ز حلم
 ڈرنے والوں کا بردباری کے ذریعہ خوف دور کرتا ہوں
 ہر کسے را شربت اندر خورد ہم
 ہر کسی کے لئے مناسب شربت دیتا ہوں
 ز آل بر دید برگہاں از چوب سخت
 اس سے اس کے پتے آگے ہیں جس طرح سخت لکڑی سے
 در درخت و در نفوس و در نہا
 درختوں میں اور نفوس میں اور عقلوں میں
 اصلہا ثابت و فرغہا فی السماء
 ان کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں
 چوں نروید در دل صدر جہاں
 تو صدر ہی کے دل میں کیوں نہ آگے گا؟
 زانکہ از دل تا دل آمد روز نہ
 کیونکہ دل سے دل تک سوراخ ہے
 نے جدا و دور چوں دوتن بود
 نہ کہ دو جسموں کی طرح دور دور جدا ہوتے ہیں
 نور شاں مزوج باشد در مساع
 ان کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہیں
 کہ نہ معشوقش بود جویائے او
 جب تک کہ اس کا معشوق اس کا طالب نہ ہو
 عشق معشوقاں خوش فر بہ گند
 معشوقوں کا عشق ان کو مونا تازہ بناتا ہے

۱۔ بہر دیگ۔ سرد۔ ٹھنڈی ہلائی
 کے نیچے چمک جلائی جلتی ہے جو
 ہانڈی خود جوش مار رہی ہو اس کے
 نیچے سے تو آگ کھینچ لی جاتی ہے۔
 قائم۔ غصہ۔ حلم۔ بردباری۔ پارہ
 دوزم۔ جہاں جیسی ضرورت ہوتی ہے
 ویسا ہی عمل کرتا ہوں۔ سر مرد۔ انسان
 کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے
 جس طرح کی جڑ ہوتی ہے ویسے ہی
 پتے نکلتے ہیں درختوں اور نفوس اور
 عقلوں کی یہی صورت ہے جیسی
 جڑیں ہوں گی ویسے ہی پتے نکلیں
 گے۔ نہا۔ نہیہ کی جمع ہے عقل۔
 ۲۔ بر فلک۔ جن دلوں میں وفا کے
 درخت کی جڑیں ان کے پھل آسمان
 پر ہیں اس لئے کہ وہ ان درختوں میں
 سے۔ جہاں کی جڑ تو زمین پر قائم ہے
 اور شاخیں آسمان پر پہنچی ہوئی ہیں۔
 چوں۔ جبکہ عشق کا پھل آسمان پر پیدا
 ہوتا ہے تو صدر۔ جہاں کے دل میں
 کیوں نہ پیدا ہوگا۔ زانکہ۔ دل سے
 دل تک روا ہوتی ہے۔ نے جدا۔ دو
 جسموں کی طرح بالکل جدا نہیں
 ہوتے ہیں۔ دن میں باہمی اتصال ہوتا
 ہے۔ متصل۔ جسموں کی جدائی اور
 دلوں کے اتصال کی مثال یہ ہے کہ دو
 چراغوں کے دیوے علیحدہ علیحدہ
 ہوتے ہیں لیکن ان کے نور میں باہمی
 اتصال ہے۔
 ۳۔ علق۔ عاشق ہم نے یہ بتایا تھا
 کہ صدر جہاں کے دل کی محبت اس
 وکیل کے دل کی محبت کا اثر تھا تو سر
 سری بات تھی غور کیا جائے تو حقیقت
 یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت
 معشوق کے دل کی محبت کا اثر اور اثر
 ہے عاشق کے دل میں محبت جب
 ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ پہلے معشوق
 کے دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو۔
 لیک۔ بہر حال

عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دونوں پر جدا گانہ ہیں عشق
 عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو تر و تازہ بناتا ہے تو اس سے شبہ ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں
 عشق نہیں ہے۔

۱۔ دل تو اسے بھی سمجھ لو کہ بندے
کدیل میں عشق آگئی کا ظہور اس محبت
کا اثر ہے جو اس بندے کی خدا تعالیٰ
میں ہے۔ آج۔ تالی ہمیشہ دونوں
ہاتھوں سے بچتی ہے۔ تشبہ پیاسا اگر
پانی کا غالب ہے تو پانی بھی پینے
والے کا غالب ہے۔
۲۔ جذب۔ پیاسے کی پیاس پانی کے
دل کے جذبہ کا اثر ہے۔ حق۔
حکمت۔ جس طرح خالق و مخلوق
میں باہمی محبت و عشق کا رشتہ ہے اسی
طرح کائنات میں آپس میں بھی
جذبہ و عشق ہے۔ جملہ اجزاء دنیا کی
اشیا جزا جزا ہیں اور ہر ایک اپنے
جوڑے کا عاشق ہے۔ کہہ رہا۔ ایک
پتھر ہے جو گھاس کے تنکے کو اپنی
طرف کھینچتا ہے۔ آسمان۔ اسی طرح
آسمان اور زمین میں باہمی عشق و
محبت ہے۔ آہن۔ مقناطیس اور
لوہے میں باہمی کشش ہے۔
۳۔ آسمان۔ آسمان اور زمین میں زن
و شوہر کا عاشق و جذب ہے۔ آسمان
بمزلہ شوہر اور زمین بمزلہ بیوی کے
ہے۔ آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا
ہے زمین اس کی جان کی طرح پرورش
کرتی ہے۔ آسمان ہی زمین کو گرمی آتری
اور نہی پہنچاتا ہے۔ برج خاکی۔ آسمان
کے مختلف حصہ زمین کو مختلف قسم کے
فائدے پہنچاتے ہیں۔ آسمان کا خاکی
کی برج زمین کو خاک عنایت کرتا
ہے۔ آبی برج پانی عطا کرتا ہے۔ ہوائی
برج ہوا کو بھیجتا ہے۔ مٹی کی برج مٹی
کے ذریعہ زمین کو گراتا ہے۔

اندر اس دل دوستی میدان کہ ہست
سمجھ لے کہ اس دل میں بھی محبت ہے
ہست حق را بے گماں مرے بتو
یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے
از یکے دست تو بے دست دگر
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر
آب ہم نالد کہ کوآں آبخوار
پانی بھی نہ رہا ہے کہ پینے والا کہیں ہے
ما از آن او و او ہم زان ما
ہم اس کے ہیں ' اور وہ بھی ہمارا ہے
کردہ مارا عاشقان ہمدگر
ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے
جُفت جُفت و عاشقان جُفت خویش
جوڑ جوڑ ہیں اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں
راست ہچوں کُہر با و برگ کاہ
بالکل اسی طرح جیسے کہہ رہا اور گھاس کا تنکا
باتوام چوں آہن و آہن رُبا
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور مقناطیس
ہرچہ او انداخت ایں می پرورد
جو ' وہ ڈالتا ہے ' یہ پاتی ہے
چوں نماوند تری و نم بدہد او
جب تری اور نمی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے
بُرج آبی تریش اندر دہد
آبی برج ' اس میں تیری پیدا کرتا ہے
تا بخارات و خم را برگشد
یہاں تک کہ ناموافق بخارات کو کھینچ لیتا ہے

چوں دس دل برق مہر دوست جست
جب اس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کوئی
درا دل تو مہر حق چوں شد دو تو
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت دوگنی ہو گئی
ہچ بانگ کف زدن آید بد
جھیلی بجانے کی آواز کبھی باہر آتی ہے
تشنہ می نالد کہ اے آب گوار
پیاسا رہا ہے ' کہ ہائے خوشنود پانی
جذب آب ست ایں عطش در جان ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے
حق حکمت در قضا و در قدر
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے
جملہ اجزائے جہاں زان حکم پیش
اس لڑی حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء
ہست ہر جزوے بعالم جُفت خواہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے
آسمان سے گوید زمیں را مرجبا
آسمان ' زمین کو کہتا ہے ' خوش آمدید
آسمان مرد و زمیں زن در خرد
عقل آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے
چوں نماوند گرمیش بفرستد او
جب اس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے
بُرج خاکی خاک ارضی را مدد
خاکی برج ' زمین کی خاک کے لئے مدد ہے
بُرج بادی ابر سوئے او برد
بادی سرج اس کے جانب ابر لے جاتا ہے

بُرج آتش گرمی خورشید ازو
 آتشی برج کی سوچ کی گرمی اس سے ہے
 ہست اس سرگرداں فلک اندر زمن
 زمانے میں آسمان سرگراں ہے
 دیں زمین کدبانو یہاں گند
 اور یہ زمین بیگم پن کرتی ہے
 پس زمین و چرخ را داں ہوشمند
 پس زمین اور آسمان کو ہوشمند سمجھ
 گرنے ۲ از ہم اس دو دبیر می مزند
 اگر یہ دونوں دبیر ایک دوسرے سے مزا نہیں اڑا ہے
 بے زمیں کے گل بر وید و ارغواں
 زمین کے بغیر گل اور ارغواں کب اگتا ہے
 بہر آں میل ست در مادہ زَر
 اسی لئے مادہ میں نہ کی جانب جھکاؤ ہے
 میل اندر مرد وزن حق زان نہاد
 مرد اور عورت میں اللہ تعالیٰ نے اس لئے میلان دکھا ہے
 میل ۳ ہر جزوے بجزوے ہم نہد
 ہر جزو میں دوسرے جزو کی طرف میلان رکھا ہے
 شب چنیں بار و زاند اعتناق
 گلے لگانے میں رات دن کے ساتھ اس سے طرح ہے
 روز و شب ظاہر و ضد و دشمن اند
 بظاہر رات اور دن دو مخالف اور دشمن ہیں
 ہر یکے خولہاں دگر را ہچو خویش
 ہر ایک دوسرے کو اپنی جان کی طرح چاہتا ہے
 زانکہ بے شب خل نبود طبع را
 کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے

ہچو تابہ سُرخ ز آتش پیش و رُو
 توے کی طرح آگ سے اس کی دودھ پشت سرخ ہے
 ہچو مَر داں گرد و مکسب بہر زن
 شوہروں کی طرح بیوی کے لئے کمائی کے گرد
 بر ولادات و رضا عیش می تند
 بننے اور اس کو دودھ پلانے میں لگی ہے
 چونکہ کار ہوشمنداں می کفند
 کیونکہ وہ ہوشمندوں سے کام کرتے ہیں
 پس چرا چوں جفت در ہم می خزند
 تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں گھستے ہیں؟
 پس چہ زاید ز آب و تاب آسماں
 آسمان کی آب و تاب سے کیا اگتا ہے
 تلود تکمیل کار ہمدگر
 تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے
 تا بقایا بد جہاں زیں اتحاد
 تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقا حاصل کر لے
 ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
 دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے
 مختلف در صورت لَمَّا اِتِّفَاق
 بظاہر مختلف ہیں لیکن باہمی اتفاق ہے
 لیکن ہر دو یک حقیقت می تند
 لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں
 از بے تکمیل فعل و کار خویش
 اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے
 پس چہ اند خرج آرد و زہا
 تو دن میں کیا خرچ کریں گے؟

۱ ہست سرگراں۔ جس طرح شوہر
 بیوی کے لئے کمائی میں سرگراں رہتا
 ہے اسی طرح آسمان زمین کے لئے
 سرگراں ہے۔ دیں زمین۔ یہ زمین
 آسمان کے لئے وہی کام کرتی ہے جو
 بیوی شوہر کے لئے کرتی ہے۔ بچہ
 چشتی ہے اس کو دودھ پلاتی ہے۔ پس
 زمین اور آسمان چونکہ فی حد
 چیزوں کی طرح عمل کرتے ہیں ان کو
 بھی حساس سمجھو۔

۲ گرنے ایک دوسرے سے لطف
 اندر نہیں ہے آپس میں کیوں گھستے
 رہتے ہیں۔ بے زمیں۔ جیسا کہ
 بیوی کے بغیر شوہر لا ولد ہوتا ہے اسی
 طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان
 پیداوار سے محروم ہوتا۔ بہر آں۔ نہ مادہ
 میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور
 جھکاؤ اسی لئے ہے کہ ہر ایک کے کام
 کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں
 ہے۔ اتحاد۔ بقاء عالم عورت اور مرد
 کے اتحاد سے ہے۔

۳ میل ہر جزوے۔ عالم کے اجزا
 میں باہمی میلان تو اہم کا سبب ہے۔
 شب۔ رات اور دن بظاہر دو مختلف
 چیزیں نظر آتی ہیں لیکن ان میں باہمی
 اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنی
 کاموں کی تکمیل میں دن کی محتاج اور
 دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا
 محتاج ہے۔ زانکہ انسان رات کو سوتا
 ہے تو اس کے قویٰ مجتمع ہوتے ہیں
 جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اگر
 رات کی آمدنی نہ ہو تو دن کا خرچ کیسے
 چلے۔

جذبِ اہر عنصرے جنسِ خود را کہ در ترکیبِ آدمی مختبس شدہ بغیر جنس
ہر عنصر کا اپنی اس جنس کو کھینچتا جو دہری جنس کے ساتھ آدمی کے بدن میں پھنسی ہوئی ہے

۱۔ جذب۔ حیوانی جسم چار عنصروں
خاک آب ہوا آتش سے مرکب ملتا
جاتا ہے ان عنصروں میں سے ہر ایک
کا کرہ ہے جو ان کا مخزن اور معدن
ہے انسان کے جسم کے چاروں عنصر
ہر وقت اپنے اپنے کرہ کی طرف لوٹنا
چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا
موت ہے زندگی کیا ہے عنصر میں
ظہور ترغیب موت کیا ہے انہی اجزا کا
پریشاں ہونا۔ (چکبست)

خاک گوید۔ کرہ خاکی انسان کے
خاکی اجزا کو اپنی طرف آ جانے کی
دعوت دیتا ہے۔

۲۔ گوید۔ انسانی بدن کا خاکی عنصر
اس خاکی کرہ کو جواب دیتا ہے کہ
اگرچہ مجھ پر مرکز سے جدا رہنا دو مجھ کو
رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی
جسم کا پابند ہوں ہے۔ اشیر۔ یعنی کرہ
نار۔ زکشا۔ یعنی ان چاروں
عنصروں کی باہمی کشش۔ رس۔
ری۔ علت۔ بیماری عناصر کی جدائی کا
سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو
جاتی ہے۔

۳۔ چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی
میں پابستہ پندوں کی طرح ہیں
موت اور بیماری ان کے پاؤں کھول
دیتی ہے اور یہ عناصر اپنے مراکز کی
طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اہلبہ۔
یعنی چاروں کرے فرمہا۔ بدن کے
چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی
پرواز کے لئے حکمت خداوندی موت
کے وقت تک مانع نہیں رہتی ہے۔

ترکِ جاں گو سُوئے ما آہمچو گرد
جان کو چھوڑ دے گرد کی طرح ہماری جانب آ جا
بہ کہ زان تن وار ہی زیں سو پری
بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب از آ
گرچہ ہمچوں تو ز ہجرانِ خستہ ام
اگرچہ تیری طرح فراق سے غمگین ہوں
کالے تری باز از غربت سُوئے ما
کہ اے تری مسرت سے ہماری جانب لوٹ آ
کہ زناری راہ اصل خویش گیر
کہ تو آگ سے ہے اپنی اصل کا راستہ اختیار کر
از کششہائے عناصر بے رسن
عنصروں کی بغیر ری کی کھینچ تان کی وجہ سے
تا عنصر ہمد گرد را و اہلد
تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے
مرگ در نجواری و علت پاکشا
موت اور بیماری اور تکلیف پاؤں کھولنے والی ہے
مرغ ہر عنصر یقیناً پرواز کر د
ہر عنصر کا پندہ یقیناً از جائے گا
ہر دے رنجے نہد در جسم ما
ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے
مرغ ہر جزوے باصل خود پرد
ہر جزو کا پاندہ اصل کی جانب از جائے
جمع شال دار و بصحت تا اجل
موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد
جس کی مٹی کو مٹی کہتی ہے واپس آ جا
جنس مائی پیش ما اولی تری
تو ہماری جنس ہے تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے
گوید ۲۔ آرے لیک من پابستہ ام
وہ کہتی ہے میں لیکن میں پابند ہوں
تری تن را بخویند آہیا
پانی جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں
گرمی تن را ہمی خواند اشیر
کرہ نار بھی جسم کی گرمی کو پکارتا ہے
ہست ہفتا دو دو علت در بدن
بدن میں بہتر بیماریاں ہیں
علت آید تا بدن را بکسلد
بیماری آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے
چار مرغ اند اس عناصر بستہ پا
یہ عناصر چار پاؤں بندھے پند ہیں
پائے شال از ہمد گرد چوں باز کرد
جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا
جذبہ ایں اصلہا و فرعہا
ان اصولوں اور فرعوں کی کشش
تاکہ ایں ترکیبہا را بر درد
تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے
حکمت حق مانع آید زیں عمل
اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے مانع رہتی ہے

گوید اے اجزا اجل مشہود نیست

وہ حکمت کہتی ہے اے اجزا موت معلوم نہیں ہے

چونکہ جزوے بجوید ار تفاق

جبکہ ہر جزو رفاقت چاہتا ہے

پرزدن پیش از اجل تاں سود نیست

موت سے پہلے تمہارا بھڑ پھڑانا مفید نہیں ہے

چوں بود جان غریب اندر فراق

تو مسافر جان کا فراق میں کیا حال ہو گا؟

مُنَجِّدِ بَشَدَنِ جَاں نِیز بَعَالِمِ اَرْوَاحِ

جان کا بھی عالم ارواح کی جانب کھینچنا

گوید اے اجزائے پست فرشتیم

وہ کہتی ہے کہ اے میرے زمینی پست اجزاء

میل تن در سبزہ و آب رواں

جسم کا میلان سبزے اور بہتے پانی کی جانب

میل جاں اندر حیات و درجی ست

جان کا میلان زندگی اور حی و قدوم کی جانب ہے

میل جاں در حکمت ست و در علوم

جان کا میلان اور علوم کی جانب ہے

میل جاں اندر ترقی و شرف

جان کا میلان ترقی اور شرافت کی طرف ہے

میل و عشق آل شرف ہم سوئے جاں

شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے

گر بگویم شرح ایں بیحد شود

اگر میں اس کی شرح کروں لا محدود ہو جائے گی

حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود

خلاصہ یہ ہے کہ جو طالب ہو گا

آدمی حیواں نباتی و جماد

آدمی حیوان نباتات اور جماد

بے مرادوں بر مرادے می تنند

نامراد عاشق محبوب کا چکر کاٹتے ہیں

غربت من تلخ تر من عریشم

میری مسافت زیادہ کڑی ہے میں عرش ہوں

زاں بود کہ اصل او آمد از ازل

اسی لئے ہے کہ اس کی اصل وہاں سے آئی ہے

زانکہ جان لامکاں اصل وے ست

کیونکہ اس کی اصل لامکانی جان ہے

میل تن در باغ باغ ست و کرم

جسم کا میلان باغ چمن اور گہر کی بیلوں کی جانب ہے

میل تن در کسب اسباب علف

جسم کا میلان چارے کے اسباب حاصل کرنے کی طرف ہے

زیں تحب را و تحبون را بدال

اس کو وہ محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں سے سمجھ لے

مثنوی ہشاد من کاغذ شود

مثنوی اسی سیر کاغذ ہو جائے گی

جان مطلوبش بر و راغب بود

مطلوب کی جان کی طرف راغب ہو گی

ہر مرادے عاشق ہر بے مراد

ہر معشوق ہر نامراد عاشق کا عاشق ہے

واں مرادوں جذب ایشاں میکند

وہ محبوب ان کو کھینچتے ہیں

گوید اللہ نے قیامت کے وقت کا

علم لئے لئے مخصوص فرما دیا ہے۔

لطف اللہ یعنی ہر عنصر اپنے کردار کی رفاقت

چاہتا ہے۔ چلے ہو جبکہ عناصر اپنی

اصل کے لئے بے چین ہیں تو روح جو

کہ حساس بھی ہے اپنی اصل سے علیحدہ

رہنے میں کس قدر بے چین ہو گی۔

گوید روح جسم کے اجزا غصہ سے

کہتی ہے کہ میں عرش ہوں تو تم فرشتی ہو

مجھ سے مرکز سے جدا ہونا سخت ناگوار

ہے میل تن۔ چونکہ جسم فرشتی اجزاء سے

بنایا ہے لہذا اس کا میلان فرشتی چیزوں کی

طرف ہوتا ہے۔

۲ میل جاں۔ روح انسان کی اصل

روح اعظم ہے لہذا روح کا میلان

ابدی زندگی اور حی و قدوم کی طرف ہے

روح کا میلان ترقی اور شرف کی

طرف ہے اور جسم کا میلان صرف

کھانے پینے کی طرف ہے۔ میل۔

جس طرح روح شرف کی طرف میل

ہے اسی طرح شرف روح کی طرف

میل ہے۔ بے محبت۔ قرآن پاک

میں مومنوں کے بارے میں فرمایا گیا

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَہ یعنی خدا ان

سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت

کرتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ جس

طرح روح روح اعظم کی طرف میل

ہے اسی طرح روح اعظم بھی روح کی

طرف میل ہے۔

۳ گر بگویم۔ یعنی اگر اس روح اور

روح اعظم کے اتحاد کی بات کروں گا تو

۱۔ لیک۔ دونوں عشقوں کا اثر لگا ہے
عاشق کا عشق اس کو لاغر اور کمزور بناتا ہے
معتوق کا عشق اس میں حسن کا
اضافہ کرتا ہے معتوق کا عشق اس کے
رخساروں کو گلند بناتا ہے عاشق کا
عشق اس کو جاتا ہے۔ کہریا۔ کہریا
میں بھی عشق ہے لیکن بے نیازی
کے ساتھ لہذا وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی
ہے تنگے میں بھی عشق ہے جو اس کو
کہریا کی طرف کھینچ کر لاتا ہے
۲۔ اس۔ یعنی کائنات کے باہمی عشق
کے ذکر کو چھوڑ کر صدر جہاں کے
عاشق کا ذکر کر دے اس کے عشق کا اثر
صدر جہاں پر پڑے گا اس عاشق کی
آہوں کا اثر صدر جہاں پر ہو اور وہ اس
پر مہربان ہو گیا۔ لیک۔ لیکن صدر
جہاں کے عشق کے لئے اس کی
عزت و آبرو معتوق کی تلاش میں مانع
نہی۔ رحمتش۔ صدر جہاں کی رحمت تو
اس کی مشتاق تھی لیکن اس کی سلطنت
عشق کے لئے مانع بن رہی تھی۔
۳۔ عقل حیران۔ کشش دونوں میں
تھی لیکن کسی کی کشش دوسرے کی
کشش کا اثر تھی اس میں عقل حیران
ہے۔ جلدی۔ بھلائی۔ ناواقفی۔ یعنی
ناواقف ہستی تو ناواقف ہے۔ لب۔
بہ بندم۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی
محبوبیت کے اظہار کے لئے
عاشقوں میں جذبہ عشق پیدا کرتا ہے
لیکن یہ ایک تقریر ہے کہ عوام اسی سے
اللہ تعالیٰ کی احتیاج اور ضرورت کا نتیجہ
نکل میں گئے لہذا اس کا بیان
مناسب نہیں ہے۔ وہاں کشندہ۔
حضرت حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا
ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے
کیست مجھے اس لہذا سے دو کئے عالی
وہی ذات ہے جو انسان کے پنجہ عزم
کو کدتی ہے۔

لیک۔ ۱۔ میل عاشقان لاغر گند

لیکن عاشقوں کا عشق ان کو لاغر کرتا ہے

عشق معشوقاں دو رخ افروختہ

معتوقوں کے عشق نے دونوں رخساروں کو دھند کر دیئے ہیں

کھر با عاشق بشکل بے نیاز

کہریا لاہری کے ساتھ عاشق ہے

۲۔ رہا گن عشق آل تشہ دہاں

اس کو چھوڑ اس پائے کا عشق

دوواں عشق و غم آتشکدہ

اس عشق کا دھواں اور بجھتی کا غم

لیک از ناموس و بوش و آبرو

لیکن عزت اور فخر اور آبرو کی وجہ سے

رحمتش مشتاق آل مسکین شدہ

اس کی رحمت اس مسکین کی مشتاق ہو گئی

عقل ۳۔ حیراں کایں عجب اور کشید

عقل حیران ہے تعجب ہے کہ یہ اس کو کھینچ رہا ہے

ترک جلدی گن کزین ناواقفی

بھلائی چھوڑ کیونکہ تو اس سے ناواقف ہے

لب بہ بندم ہر دمے زینساں سخن

میں اسی طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند کرتا ہوں

کایں سخن را بعد ازین مدفون کنم

کہ اس بات کو میں اس کے بعد دفن کر دوں گا

کیست آں کت میکشدے منتہنی

اے ذخیرہ اندوز! وہ کون ہے جو تجھے کھینچتا ہے؟

میل معشوقاں خوش و بافر گند

معتوقوں کا عشق ان کو حسین اور باشکست بناتا ہے

عشق عاشق جان او را سوختہ

عاشق کے عشق نے اس کی جان جلا ڈالی ہے

کاہ می کوشد دریاں راہ دراز

تھا اس عشق میں ہزار راستے طے کرتا ہے

تافت اندر سینہ صدر جہاں

صدر جہاں کے سینے میں چمک اٹھا

رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ

مخدوم کو پہنچا وہ مہربان ہو گیا

شرم می آید کہ وا جوید ازو

اس کو شرم آئی تھی کہ وہ اس کی جستجو کرے

سلطنت زین لطف مانع آمدہ

سلطان اس مہربانی سے مانع بنی

یا کشش زان سو بدیں جانب سید

یا کشش اس جانب سے اس جانب پہنچی ہے

لب یہ بند واللہ اعلم بالخفی

ہونٹ بند کر لے اور اللہ راز کو زیادہ جانتا ہے

توبہ آرم ہر زماں صد بار من

ہر وقت سو بار توبہ کرتا ہوں

واں کشندہ میکشد من چوں گنم

وہ کھینچنے والا کھینچتا ہے میں کیا کروں؟

آنکہ می نکذاردت کہ دم زنی

وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم مارے



صد عزیمت! میکنی بہر سفر

تو سفر کے لئے سو پختہ ارادے کرتا ہے

زائ بگرداند بہر سواں لگام

وہ لگام کو ہر جانب اس لئے موڑ دیتا ہے

اسپ زیرک سار زائ نیکو پے ست

سمجھد گھوڑا اس لئے عمدہ رفتار پر ہے

او دلت را بر دو صد سودا بہ بست

اس نے تیرے دل کو دو سو خیالات سے وابستہ کر دیا

چوں شکست او بال آں رائے نخست

جب اس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا

چوں قضائش جبل تدبیرت شکست

جب اس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی ری توڑ دی

می کشاند مر ترا جائے دگر

وہ تجھے دھری جگہ کھینچ لے جاتا ہے

تا خبر یا بدز فارس اسپ خام

تاکہ تا خبر یہ کار گھوڑا سولہ کو جان جائے

کوہمی داند کہ فارس بروے ست

کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر سولہ موجود ہے

بے مرادت کرد و پس دل را شکست

تجھے نامراد کیا اور پھر دل کو توڑ دیا

چوں نشد ہستی بال اشکن درست

تو باز توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوئی؟

چوں نشد بر تو قضائے او درست

تو اس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوا؟

۱۔ صد عزیمت۔ انسان سیکڑوں پختہ ارادے کرتا ہے لیکن پھر اس ارادے کو پورا نہیں کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص ذات ہے۔ زائ۔ اللہ تعالیٰ ان عزائم کو اس لئے کھینچ کر لے کر لوگوں کو اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔ مشہور قول ہے: عرفت دینی بفسخ العزم میں نے اپنے خدا کو ارادوں کے کھینچ ہونے سے سمجھا ہے۔ او۔ اللہ تعالیٰ دل میں سو ارادے پیدا فرماتا ہے پھر ان میں ناکام بھی بنا دیتا ہے۔

۲۔ چوں شکست۔ جب پہلا ارادہ کھینچا جاتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی ذات کھینچ کرنے والی ہے۔ چوں قضائے۔ جب انسان کی تدبیر ناکام ہوتی ہے تو اس کو قضاء خداوندی اور خدا کی وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ عزائم۔

عزمۃ کی جمع ہے پختہ ارادہ۔ سچ عزیمت۔ یعنی کبھی ارادے کی تکمیل ہو جاتی ہے وہ اس لئے کہ انسان بالکل مایوس نہ ہو جائے اور ارادہ نہ نیت کو بالکل نہ چھوڑ بیٹھے۔ دیکھاریدے اگر بالکل ارادہ کرنا چھوڑ دیا تو ارادے کے کھینچ ہونے سے جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہوگی۔

فسخ عزائم و نسخا چہیت با خبر کردن آدمی را از انکہ مالک و

ارادوں کا نسخ کرنا اور ان کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کے لئے ہے کہ مالک اور

قلبر اوست و گاہ عزم اورا فسخ نا کردن و نافذ داشتن تا

ظاہر موجود ہے اور کبھی کبھی اس کے ارادے کو نہ توڑنا اور جاری رکھنا اس لئے ہے کہ

طبع اورا بر عزم کردن دارد تا تابا ز عزمش بشکند تا تنبیہ بر تنبیہ بود

اس کی طبیعت کو ارادہ کرنے کا عادی بنائے تاکہ پھر اس کے ارادے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزمہا سچ و قصدہا درما جرا

معاملے میں ارادے اور قصد

تا بطمع آں دلت نیت گند

تاکہ اس کے لالچ میں تیرا دل ارادہ کرے

ور بگلی بے مرادت داشتے

اگر وہ تجھے لکھ نامراد رکھنا

ورزکا ریدے امل ار غوریش

اگر وہ اپنے اندھے پن سے امید کا ج نہ بنا

گاہ گاہ راست می آید ترا

کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں

بار دیگر نیت را بشکند

دوبارہ وہ تیرے ارادے کو توڑ دیتا ہے

دل شدے نو امید امل کے کاشتے

دل ہامید ہو جاتا امید کا ج کب ہوتا؟

کے شدے پیدا برو مقہوریش

تو اس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا؟

۱۔ عاقلان۔ اہل عقل باوجود اہلے کی چٹکی کے پھر محرومی سے ذات خداوندی کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مقصد سے محرومی بہشت کی راہ پر ہوتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے خُفْتُ لِحُجَّةٍ بِالْمَكْرِهِ جنت کو ناپسند یہ گویں سے گھیر دیا گیا ہے نہ یعنی جنت میں جانے کے وہ اسباب ہیں جو انسان کو ناگوار گزرتے ہیں۔ پس۔ اپنی محرومی سے انسان اس ذات کو پہچانتا ہے جس کے اہلے سے مراد محملہ حاصل ہوتی ہے یعنی ذات خداوندی۔ پس۔ اہل عقل کی نامرادی چری اور خطراری عاشقان حق کی کسر کسی اور نامرادی اختیار ہے۔

۲۔ عاقلان۔ اہل عقل مجبوری کے بندے ہیں عاشقان خدا اس محرومی میں وصل حق کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ لہذا۔ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ لَمْ يَسْئَلْنِي لِشَاءٍ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ لِيَأْكُلَا طُوعًا وَكَرْهًا یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ آسمان پر مستوی ہوا اور وہ ایک دیووں تھا پھر اس سے اور زمین سے کہا تم دونوں فرما رہی کرو خوشی سے یا جبراً کُؤُہَا کی مصداق ہے اور عاشقوں کی اطاعت طوعاً کی مصداق ہے۔

۳۔ نظر کردن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کچھ لوگ اطاعت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جیسے کہ کفار جو جنگ میں قید ہو کر آئے اور پھر اسلام لا کر اطاعت خداوندی میں لگے۔ جوق۔ جماعت۔ نفیر۔ آہ و آکا۔ آگاہ شیر۔ آنحضرت ﷺ۔ زیر۔ یعنی وہ قیدی آنحضرت کو زندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تاہمی۔ وہ لوگ آنحضرت پر غضبناک تھے۔

عاقلان از بے مرادی یہائے خویش
سجھدار لوگ اپنی نامرادی کی وجہ سے
بے مرادی شد قلاؤ وز بہشت
نامرادی بہشت کا پیشرو بنی ہے
چوں مرادات ہمہ اشکستہ پاست
جبکہ سب انسانوں کے مقاصد شکستہ پا ہیں
پس شدند اشکستہ پاش ایں صادقان
پس یہ سچے انسان اس کی وجہ سے شکستہ پا ہوئے ہیں
عاقلان اشکستہ اش از اضطراب
اہل عقل مجبوری سے اس کے شکستہ پا ہیں
عاقلانش ۲ بندگان بندی اند
عقلند اس کے قیدی غلام ہیں
ایتیا گورہ مہار عاقلان
تم دونوں جبراً آہ اہل عقل کی مہد ہے

نظر کردن ۳ پیغمبر علیہ السلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ
آنحضرت ﷺ کا قیدیوں کو دیکھنا اور مسکراتا اور فرماتا کہ مجھے اس قوم پر
عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ يُجْرُونَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ
تعجب آتا ہے جو جنت کی جانب بیڑوں اور طنپوں کے ذریعہ پہنچی جاتی ہے

دید پیغمبر کے جوق اسیر
پیغمبر نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی
دید شال در بند آں آگاہ شیر
اس بیدار شیر نے ان کو قید میں دیکھا
تاہمی خائید ہریک از غضب
حتی کہ ہر ایک غصے سے چبا رہا تھا
کہ ہمیں بزدلند وایشال در نفیر
کہ وہ ان کو لے جا رہے ہیں اور وہ در رہے ہیں
می نظر کردند دروے زیر زیر
وہ قیدی نیچی نظروں سے ان آنحضرت کو دیکھ رہی تھی
بر رسول صدق دندانہا و لب
دانت اور ہونٹ سچے رسول پر



زہرہ نے با آں غضب کہ دم زند
 باوجود اس غصہ کے کسی کی طاقت نہ تھی کہ دم بدے
 میں گشاند شاں موکل اسوئے شہر
 سپاہی ان کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا
 نے فدائے می ستاند نے زرے
 وہ فدیہ لیتا ہے نہ دوسرے
 رحمت عالم ہی گویند و او
 اس کو رحمت عالم کہتے ہیں ' اور وہ
 باہزار انکار می رفتند راہ
 وہ ہزار انکار کے ساتھ راست طے کر رہے تھے
 چارہاۓ کریم و اینجا چارہ نیست
 ہم نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہے
 ما ہزاراں مرد کار الپ ارسلان
 ہم ہزاروں بہادر شیر
 آتچنین در ماندہ ایم از کجرو نیست
 ہم ایسے عاجز میں یہ ہمارا نیز چاہتا ہے
 تخت ما را بر درید آں تخت او
 ہمارے نصیب کو اس کے نصیب نے چاک کر دیا
 کار او۳ از جادوئی گر گشت زفت
 اگر اس کا معاملہ جادو گری کی وجہ سے بھاری پڑ گیا ہے

زانکہ در زنجیر قہر وہ من اند
 کیونکہ وہ قہر کی دس سیر دہنی زنجیر میں تھے
 می بردار کافرستان شان قہر
 ان کو کافرستان سے جبراً لے جا رہا تھا
 نے شفاعت میر سدا سرورے
 نہ کسی سرور کی سفارش آتی ہے
 عالمے را می برد خلق و گلو
 ایک جہان کا گلا اور خلق کاٹتا ہے
 زیر لب طعنہ زناں بر کار شاہ
 شاہ کے کام پر چپکے چپکے طعنہ زنی کرتے ہوئے
 خود دل اس مردم از خارہ نیست
 خود اس شخص کو دل ' پتھر سے کم نہیں ہے
 بادوسہ غریاں و سست و نیم جاں
 وہ تین گلوں ' ست اور کمزوروں کے ساتھ ہیں
 یاز اختر ہاست یا خود جادوئی ست
 یا ستاروں کی وجہ سے یا جادو گری ہے
 تخت ماشد سرنگوں از تخت او
 ہمارا تخت اس کے تخت سے لوندھا ہو گیا
 جادوئی کر دیم ما ہم چوں زرفت
 ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟

۱۔ موکل۔ سپاہی۔ کافرستان۔ یعنی
 ان کا وطن۔ نے فدائے۔ آنحضرت
 قیدیوں کا نذریہ قبول کر رہے تھے اور
 نہ روپیہ پیسہ اور نہ آنحضرت کے پاس
 کوئی سفارش پہنچ سکتی تھی۔
 رحمت عالم۔ وہ قیدی دل میں یہ بھی
 کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمت
 عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گلا
 کاٹ رہے ہیں۔ باہزار انکار۔ وہ دل
 دل میں آنحضرت پر طعنہ زنی کر رہے
 تھے۔

۲۔ چارہاۓ۔ ہم نے اپنی کامیابی کی
 بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر
 کارگر نہیں ہوئی۔ خارہ۔ ایک قسم کا پتھر
 ہے جو بہت سخت ہوتا ہے۔ مرد کار
 بہادر۔ الپ ارسلان۔ الپ بہادر
 ارسلان دودھ شیر۔ بادوسہ۔ یعنی چند
 بے سرد سلمان کمزور لوگوں سے
 شکست کھا کر قیدی بنے ہوئے جا
 رہے ہیں۔ آتچنین۔ اس کی وجہ
 بھاری غلط روی ہے یا ہم پر ستاروں کی
 نحوست ہے یا جادو ہوا ہے۔

۳۔ کارلو۔ پھر دل میں کہتے تھے
 کہ اگر ان کا جادو چلائے تو ہم نے بھی
 جادو کیا وہ کیوں نہ چلا۔ اِنْ تَسْتَبِحوْا
 فَقَدْ جَاءَ کُمْ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهِوْا
 فَجَبْرٌ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاِنْ تَعُوْذُوْا نَعُوْذْ وَلَنْ
 نَّغْنِبَیْ عَنْکُمْ فَتَکُمْ شِیْئًا وَّلَوْ
 کُنْتُمْ وَاَنْ اللّٰہُ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
 "یعنی اسے مکہ والو! تم فتح مانتے تھے
 کہتے تھے کہ جو حق پر اس کو فتح ہو تو
 فتح آگئی اب اگر تم باز رہ گئے تو
 تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم ملے
 سے اور اگر تم ملے تو ہم بھی پلٹیں گے
 اور تمہارا جھنڈا ہمیں فائدہ نہ پہنچا سکے
 کا خوف وہ کتنا ہی زیادہ ہو اور بیشک اللہ
 مومنوں کے ساتھ ہے۔"

تفسیر اس آیت اِنْ تَسْتَبِحوْا فَقَدْ جَاءَ کُمْ الْفَتْحُ طاعناں میگفتند
 اس آیت کی تفسیر اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گی ' معترضین کہتے تھے
 کہ از ما و محمد آنکہ برحق ست فتح و نصر تشن بدہ و اس خن بدہاں میگفتند کہ
 کہ ہم میں اور محمد میں جو حق پر ہے اس کی فتح اور مدد کر ' اور وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے
 گماں داشتند خود برحق اند و طلب حق بے غرض اکون محمد منصور شد
 کہ ان کا گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں اور اب حق کا بے غرض طلب گار محمد فاتح بن گیا

کہ بکن مارا اگر نارا ستیم
 کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں جڑ سے اکھاڑ دے
 نصرتش وہ نصرت او را بجو
 اس کی مدد کر، اس کا مددگار بن
 پیش لات و پیش عزیزی و منات
 لات کے آگے عزیزی اور منات کے آگے
 گر بنا شد حق زبون ماش گن
 اور اگر وہ حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کر دے
 مایمہ ظلمت بدیم او نور بود
 اور ہم سب تاریکی تھے، وہ نور تھا
 گشت پیدا کہ شما نار استید
 واضح ہو گیا کہ تم غلط ہو
 کوری کردند دفع از ذکر خویش
 بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے
 کہ صواب او شود در دل درست
 تاکہ ان کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے
 ہر کسے را غالب آرد روزگار
 زمانہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے
 بارہا بروے منظر آمدیم
 کئی بار اس پر فتح مند ہوئے ہیں
 چوں شکست یابود اوزرشت و پست
 وہ ہماری شکست کی طرح بری اور ذلیل نہ تھی
 داد صد شادی پنہاں زیر دست
 سو پشیدہ خوشیں قبضے میں دیدیں
 کہ نہ عم بودش دراں نے پیچ پیچ
 کیونکہ اس کو اس میں نہ کوئی غم ہوا نہ پریشانی

از بُتاں! واز خدا در خواستیم
 ہم نے بتوں اور خدا سے درخواست کی
 وانکہ حق و راست ست از ماو او
 ہم میں اور اس میں سے جو حق اور سچائی پر ہے
 ایں دعا بسیار کر دیم و صلوات
 ہم نے یہ دعا دود بہت کیے
 کہ اگر حق ست او پیداش گن
 کہ اگر وہ برحق ہے اس کو نمایاں کر دے
 چونکہ وا دیدیم او منصور بود
 جبکہ ہم نے کھلا دیکھ لیا، کہ وہ فاتح رہا
 ایں جواب ماست کا نچہ خواستید
 یہ ہمارے لئے جواب ہے کہ جو تم نے چاہا
 باز ایں اندیشہ را از فکر خویش
 وہ پھر اس خیال کو اپنے فکر سے
 کایں تفکر ماہم از ادبار رُست
 کہ ہمارا یہ خیال بھی بدبختی سے پیدا ہوا ہے
 خود چہ شد گر غالب آمد چند بار
 اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیوں ہوا؟
 ماہم از یام بخت آور شدیم
 ہم بھی زمانے سے نصیبہ در ہوئے ہیں
 باز می گفتند اگر چہ او شکست
 وہ پھر کہتے کہ اگر اس نے شکست کھائی ہے
 زانکہ بخت نیک او را در شکست
 کیونکہ نیک نصیبے نے اس کو شکست میں
 کو با شکستہ نمی مانست هیچ
 وہ کبھی شکست خوردہ کی طرح نہیں بنا

۱۔ از بتاں۔ کفار کہتے تھے کہ ہم
 نے بتوں اور خدا سے دعائیں مانگی
 تھیں کہ جو حق پر ہو اس کو فتح دے
 دے۔ پیش۔ لات اور منات اور عزیزی
 بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ اب جبکہ
 مسلمانوں کو فتح ہو رہی ہے تو یقیناً یہ
 لوگ حق پر ہیں۔

۲۔ ایں۔ مسلمانوں کی فتح مندی
 ہماری دعاؤں کی قبولیت ہے۔ باز۔
 پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے
 کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت
 کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب آ
 چکے ہیں۔

۳۔ ہاں گفتند۔ پھر اپنے اس خیال
 کی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہماری
 شکست اور مسلمانوں کی شکست میں
 بہت فرق ہے، ہم شکست سے پست
 ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی شکست کھا
 کر اور ابھرتے ہیں۔ زانکہ۔ مسلمان
 شکست سے پست ہمت نہیں بنے
 ہیں بلکہ ان میں قوت ایمانی اور بڑھ
 چلی ہے۔ کہ۔ آنحضرتؐ شکست سے
 کبھی شکستہ خاطر نہیں ہوئے۔

چوں نشانِ مومنوں مغلوبی ست
چنگ مومنوں کی پہچان مغلوب ہوتا ہے
گر تو مُشک و عنبرے را بشکنی
اگر تو مُشک اور عنبر کو توڑے گا
در شکستی ناگہاں سرگینِ خر
اگر تو اچانک گدھے کی لید کو توڑے گا
کہ گند خود مُشک با سرگیں قیاس
مُشک کو لید پر کوئی قیاس کرے گا؟

لیک در اشکست مومن خوبی ست
لیکن مومن کی شکست میں بھلائی ہے
علیٰ از شیخ رتکال پر کنی
ایک جہان کو خوشبو کی مہک سے بھر دے گا
خانہا پر گند گردد سر بسر
سارے مکانات بدبو سے بھر جائیں گے
آب ربا بول و اطلس باپلاس
پانی کو پیشاب پر اور اطلس کو ناٹ پر کوئی قیاس کرے گا

سر آنکہ بے مراد باز کشتنِ رسول علیہ اسلام از حدیبیہ حق تعالیٰ
اس کا راز کہ بغیر مقصد پورا کئے ہوئے آنحضرتؐ کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ
لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا بصورت غلق بود
نے فتح کا لقب دیا کہ بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی بظاہر بندش تھی اور
و بمعنی فتح چنانچہ شکستنِ مُشک بظاہر شکستنِ ست و بمعنی
حقیقتاً فتح چسے کہ مُشک کی شکست بظاہر شکست ہے اور حقیقتاً اس کے
درست کردنِ ست مُشکی اُورا و تکمیل فوائد اُو ست
مُشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقتِ برکشتِ حدیبیہ رسول
حدیبیہ سے واپسی پر رسول
ناگہاں ۳ اندر حق شمعِ رسل
رسول کی شمع کے حق میں اچانک
آمدش پیغام از دولت کہ رو
دولت کی جانب سے ان کو پیغام آیا کہ چلے جائیے
کاندریں خواری بنقدت فتحہاست
اس ذلت میں آپ کی فوری فتوحات ہیں

در تفکر بود و غمگین و ملول
فکر میں تھے اور غمگین اور ملول تھے
دولت اِنَّا فَتَحْنَا زِدْ دُہل
دولت نے اِنَّا فَتَحْنَا کا دھول بجا دیا
توز منع اس ظفر غمگین مشو
آپ اس فتح کے رکنے سے غمگین نہ ہوں
نک فلاں قلعہ فلاں بقعہ تراست
یہ فلاں قلعہ فلاں علاقہ آپ کا ہے

۱۔ چوں نشان۔ مسلمان کی بے سرو
سالمی اس کے ایمان کی علامت ہے
اور مومن کی شکست اس کے اعمال و
اخلاق کی اصلاح کر دیتی ہے۔ گرتو۔
مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضمر
خوبی کو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں
کہ مُشک و عنبر کی ذلی کو اگر توڑ دیا جائے
تو اس کی خوشبو زیادہ مہکے لگتی ہے۔
فتح۔ مہک لپٹ۔ سرگیں۔ کافروں
کی شکست کی مثال یہ ہے کہ گدھے
کی لید کو اگر کرید دیا جائے تو اس کی
بدبو اور پھیل جاتی ہے۔ کہ گند۔
مسلمانوں کی شکست اور کافروں کی
شکست کو ایک سمجھنا چاہیے جیسے کہ
کوئی لید اور مُشک کو پانی اور پیشاب کو
یا اطلس اور ناٹ کو ایک سمجھے۔

۲۔ اِنَّا فَتَحْنَا۔ مسلمانوں کی
شکست چونکہ مزید تقویت کا باعث
ہے اسی لئے قرآن نے حدیبیہ کی
ناکامی کو فتح قرار دیا تھا۔ حدیبیہ
آنحضرتؐ اور صحابہؓ کی جماعت مدینہ
سے عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ سے
لئے روانہ ہوئی۔ مکہ کے قریب
حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔
مکہ کے کفار مکہ میں داخلہ سے منع
آئے تو حضور صلی علیہ وسلم کے بغیر عمرہ کئے
واپس آگئے تھے یہ صلح بظاہر مسلمانوں
کی شکست تھی لیکن حقیقتاً یہ فتح تھی
جیسے کہ آئندہ کے واقعات نے ثابت
کر دیا تھا۔

۳۔ ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناکام
واپسی کو قرآن نے فتح مبینہ سے تعبیر
کیا ہے آمدش۔ حضور کو حکم ہوا کہ عمرہ
کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناکامی
سے نچھیندو نہ ہو۔ کاندریں۔ یہ ناکامی
بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔

بقعد۔ تین دن کا علاقہ۔



۱۔ بنگر۔ بنی قریظہ اور بنی انصیر یہود کے دو قبیلے تھے جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھے ان کی معاہدہ شکنی کی وجہ سے آنحضرتؐ ان کو حدیبیہ کے واقعہ سے پہلے ہی جلاوطن کر چکے تھے بنی انصیر ۲۳ء میں اور بنی قریظہ ۵۰ء میں غزوہ خندق کے فوراً بعد جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ حدیبیہ کا واقعہ ۶ء کا ہے البتہ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور خیبر میں آج ہولاب اگر مولانا کی مراد بخیر ہے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی کتب کے مطابق ہے ورنہ مخالف ہے۔

۲۔ در باشند۔ اگر فتوحات اور غنیمتیں نہ بھی ہوں تب بھی یہ جماعت وہ ہے جس کو رضا کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے جس طرح خوشی حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا کہ سالک کو رضا کا مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم بن اس کے لئے ایسا ہی خوشگوار ہو جیسا کہ خوشی۔ بہرغم۔ یعنی غم ان کو اس لئے خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا پیش خیمہ ہے۔ قمر چاندِ ذلت ان کو اس قدر پیدائی ہوئی ہے کہ اس کے زوال اور تخت شای حاصل ہو جانے سے ڈرتے ہیں۔ در فقیری۔ یہ لوگ فقر میں شہنشاہی اور خزاں میں باد کے لطف اٹھا۔ تہ ہیں۔ ہر کجا۔ جبکہ کنویں کی گہرائی میں ان کو میت حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔

۳۔ تفسیر۔ اس حدیث کی تفسیر سے مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیت حق ہے اور نیچائی نیچائی میں خود کوئی فضیلت اور بڑائی نہیں ہے۔ معراج یونسؑ۔ حضرت یونسؑ کو چھلی

بنگر! آخر چونکہ وا گردید تفت دیکھ جب وہ جلدی سے واپس آ گئے قلعہ ہام گرداں دو بقعہ ہا ان دونوں کے علاقوں کے آس پاس کے قلعے بھی ورنہ باشند! آں تو بنگر کایں فریق اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ زہر خواری را چو شکر می خوردند وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں بہر عین غم نہ از بہر فرج صرف غم کے لئے نہ کہ خوشی کے لئے آنچناں شاداند اندر قعر چاہ وہ کنویں کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں در فقیری ہر یکے صد شہر یار ہر ایک فقیری میں سینکڑوں شاہوں کی طرح ہے ہر کجا دلبر بود خود ہم نشین جہاں کہیں محبوب خود ساھی ہو

بر قریظہ بر نصیر ازوے چہ رفت ان کی جانب سے قریظہ اور نصیر پر کیا گزری شد مسلم وز غنائم نفعہا فتح ہو گئے اور غنیمتوں کے سبب نفع ہوئے برغم و رنج اند مفتون و عشیق رنج و غم کے شیدا اور فریفتہ ہیں خار غمہارا چو اُشتری چرند غموں کے کانٹے کو لذت کی طرح چرتے ہیں ایں تسافل پیش ایشاں چوں درج یہ تنزل ان کے لئے مراتب کی طرح ہے کہ ہی ترسند از تخت و گاہ کہ تخت و تاج کے حاصل ہونے سے ڈرتے ہیں در خزان فاقہ صد ہچو بہار فاقے کی خزاں میں سینکڑوں بہاروں کی طرح ہے فوق گردون ست نے زیر زمیں وہ آسمان پر ہے نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر ۳۔ حدیث آنحضرت ﷺ کہ لَا تَفْضَلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى

آنحضرت ﷺ کی تفسیر کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو

گفت پیغمبر کہ معراج مرا پیغمبر نے فرمایا کہ میری معراج آن من بر چرخ و آن اوشیب حالانکہ میرا مقام آسمان پر اور ان کا مقام پستی میں ہے قرب نے بالا نہ پستی رفتن ست قرب نہ اوپر جانا ہے نہ نیچے جانا ہے نیست بر معراج یونس اجتبا یونسؑ کی معراج سے پسندیدہ نہیں ہے زانکہ قرب حق بر و نست از حسیب کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کا قرب اس حساب سے بالاتر ہے قرب حق از حبس ہستی رستن ست اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹا ہے

کے پیٹ میں سمندر کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی۔ آن من۔ حضورؐ کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی۔ قرب حق۔ قرب حق حاصل ہوتے ہوئے اونچائی نیچائی کوئی چیز نہیں ہے۔ قرب۔ اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور پستی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترک ہستی سے ہوتا ہے۔

نیست اراجہ جائے بالا یست وزیر
 فنایت کے لئے کیا اونچائی کیا نیچائی
 کارگاہِ رنج حق در غیسی ست
 اللہ کے خزانہ کا کارخانہ فنایت میں ہے
 حاصل ایں اشکست ایشاں اے کیا
 غلام یہ ہے اے بزرگ! ان کی شکست
 آنچناں شاداند در ذل و تکلف
 وہ ذلت اور جہاں میں اس طرح خوش ہیں
 برگ بے برگ کی نہ ازباع اوست
 پھری بے سرو سامانی کا سامان اس کی جاگیر ہے
 آل یکے گفت ارجحان ست آل فرید
 ایک نے کہا ' اگر وہ یکساں ہے
 چونکہ او مبدل شد ست و شادیش
 جبکہ اس کی تبدیلی ہو چکی ہے اور اس کی خوشی
 پس بقیہ دشمنان چوں شاد شد
 تو وہ دشمنوں کے مغلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا ہے؟
 شاد شد جس جانش کہ بر شیران نر
 اس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر
 پس بدستیم کو آزاد نیست
 تو ہم جان گئے کہ وہ آزاد نہیں ہے
 ورنہ چوں خند کہ اہل آن جہاں
 ورنہ کیوں ہنستا جبکہ اس جہان والے
 ایں ہی گفتند در زیر زباں
 وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے
 تا موکل نشود در ما جہد
 تاکہ سپاہی نہ سن لے اور ہم پر کھ پڑے

نیست رانے زود نے دور ست و دیر
 فنایت کے لئے نہ جلدی ہے نہ دور اور دیر ہے
 غرہ ہستی چہ دانی نیست چیست
 تو ہستی کے حوکے میں چلو کیا سمجھے کہ فنایت کیا ہے؟
 می نماند هیچ با اشکست ما
 ہماری شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے
 ہچو ما در وقت اقبال و شرف
 جس طرح ہم اقبال مندی اور بڑائی میں
 فقر و خواری اختیار ست و علو ست
 فقر اور ذلت ' فقر اور بڑائی ہے
 چوں بخندید او چو مارا بستہ دید
 تو وہ کیوں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟
 نیست زیں زندان وزیں آزادیش
 اس قید اور اس آزادی سے متعلق نہیں ہے
 چوں ازیں فتح و ظفر پر باد شد
 اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟
 یافت آساں نصرت و دست و ظفر
 آسانی سے فتح اور قابو اور ظفر پالی
 جز بد نیاد خوش و دل شاد نیست
 دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دلی اور مسرور نہیں ہے
 بر بد و نیک اند مشفق مہر باں
 اچھے اور برے پر مشفق اور مہربان ہیں
 آل اسیراں با ہم اندر بحث آل
 وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں
 ایں سخن در گوش آل سلطان نہد
 یہ بات اس بادشاہ کے کان میں رکھ دے

۱۔ نیست۔ جب مقام فنا
 حاصل ہو جائے تو زمان مکان کی کوئی
 رنج سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔
 کارگاہ۔ فائنات۔ کے بعد اسرار
 خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص
 ہستی میں پھنسا ہے وہ فنایت کو نہیں
 سمجھ سکتا۔ حاصل۔ یہاں سے پھر ان
 قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے انہوں
 نے کہا ہماری اور مسلمانوں کی شکست
 میں بہت فرق ہے۔ آنچناں۔ وہ
 شکست میں بھی اس قدر خوش ہوتے
 ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔
 برگ۔ بے سرو سامانی ان کا سامان
 ہے فقر اور ذلت میں فقر سمجھتے ہیں۔
 ۲۔ آل یکے۔ آنحضرت کی فنایت
 پر اس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان
 کو مقام فنایت حاصل ہے اور وہ اللہ
 کے مقرب ہیں تو ہماری جہاں پر کیوں
 خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں بالکل
 تبدیلی آگئی ہے اور ان کی خوشی ہماری
 قید اور اپنی آزادی سے متعلق نہیں ہے
 تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں غم
 اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔
 ۳۔ شاد شد۔ یقیناً ان کی خوشی اسی
 بنا پر ہے کہ ہم جیسے شیروں پر انہوں
 نے رخ پائی ہے۔ پس۔ اس بات
 سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے
 آزاد نہیں ہیں اور وہ ایک دنیا دار ہیں۔
 اہل آن جہاں۔ اللہ والے تو سب
 انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ
 انسان بھلے ہوں یا برے ہوں۔
 ایں۔ یہ باتیں وہ قیدی آہستہ آہستہ
 آپس میں کر رہے تھے تاکہ سپاہی نہ
 سن پائے۔

آگاہ! شدن پیغمبر علیہ السلام از طعنِ ایشاں بر شِماتِ او
خوشی پر ان کی طعن زنی سے آنحضور ﷺ کا واقف ہو جانا

رفت در گوشے کہ بد آں من لدن
اس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا
آنکہ حلقظ بود یعقوبش شنید
اس نے جو محافظ تھا اس کو یعقوب نے محسوس کیا
نشوند آں سرّ لوحِ غیبِ داں
غیب کے جاننے والے کی لوح کے راز کو نہیں سنتے ہیں
آمدہ سرّ گردِ او گرداں شدہ
راز آیا اور اس نے ان کے گرد پکڑ لگائے
آں نہ کانگشتانِ او باشد دراز
نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں
کہ بہل دزدی ز احمد سرستار
کہ چھٹی چھوڑ احمد سے راز حاصل کر
ہیں بمسجدِ رو بجو رزقِ ماز الہ
خبردار! مسجد میں جا، اللہ سے روزی مانگ

گرچہ نشید آں موکلِ ایں سخن
اگرچہ اس سپاہی نے یہ بات نہ سنی
بُوئے پیراہانِ یوسف را ندید
حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو نہ محسوس کی
آں شیاطین بر عنانِ آسمان
وہ شیاطین آسمان کی بلندی پر
آں محمد خفته و تکیہ زدہ
محمدؐ سوئے ہوئے اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں
آں خورِ دحلوا کہ روزیش ست باز
جلوا وہ کھانا ہے جس کی روزی کشادہ ہو
نجمِ ثاقب گشتہ حارِسِ دیوراں
نوشے والا ستارہ نگہبان اور شیطان کو بھاگنے والا بن گیا
اے دویدہ سوئے دُکّاں از پگاہ
اے صبح سے دکان کی جانب دوڑے ہوئے

فہم کردنِ رسول علیہ السلام ضمیرِ آں اسیراں را

آنحضور علیہ السلام کا ان قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

گفت آں خندہ نبوم از نبرد
فرمایا وہ میرا ہنسنا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا
مردہ کشتن نیست مردی پیش ما
مردے کو ملنا ہمارے نزدیک بہاوی نہیں ہے
چونکہ من پا بفشرم اندر مَصاف
جب میں میدانِ جنگ میں قدم جما لوں
من شمارا بستہ می دیدم چہیں
میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

پس رسول آں گفت شاں را فہم کرد
پس رسول ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے
مردہ اندایشاں و بوسیدہ فنا
وہ مردہ ہیں اور فنا سے گلے ہوئے ہیں
خود کیند ایشاں کہ مہ گردِ شرکاف
وہ کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے
انگہے کا زادِ بُوید و مکیں
جس وقت کہ تم ازاد اور مقیم تھے

۱۔ آگاہ! آنحضورؐ نے ان کی یہ خفیہ باتیں سن لیں اس لئے کہ آپ کے کان اس جہان کے کان نہ تھے بلکہ وہ خدائی کان تھے جن کے لئے آہستہ بات اور بلند آواز کی بات یکساں ہے۔ بُوئے جن لوگوں کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ صفات حق سے متصف ہو جاتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو اس محافظ کو نہ پہنچی جو قمیص لئے جا رہا تھا باوجود روزی ہونے کے حضرت یعقوبؑ کو پہنچ گئی۔ آں شیاطین۔ لوح محفوظ کے سرِ شیاطین آسمانوں پر پہنچ کر بھی نہیں سن پاتے ہیں آنحضورؐ اپنی جگہ رہتے ہوئے سن لیتے تھے۔

۲۔ آں خور۔ یعنی حلوا درست ہزاری سے نہیں ملتا ہے مقدس ملتا ہے یہی حال امرِ خداوندی کا ہے۔ نجمِ ثاقب۔ جب شیاطین آسمانی راز معلوم کرنے کے لئے آسمان پر چڑھتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹتے ہیں اور وہ ان کو بھاگ دیتے ہیں۔ زاحم۔ امرِ خداوندی حضورؐ سے حاصل کرو۔ اے دویدہ۔ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ جس دکان نہیں پہنچتا اس سے روزی مانگو۔

۳۔ فہم کرو۔ یعنی آنحضورؐ کو بطور وحی کے ان کی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد۔ یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں مسکرا رہا تھا۔ مردہ۔ یعنی یہ کفارہ وہ حقیقت مردہ ہیں اور مردے کو ملنا کوئی بہاوی ہے کہ اس پر خوشی کی کا کا زلو۔ یعنی جبکہ وہ جنگی قیدی نہ تھے اور اپنے وطنوں میں مقیم تھے۔

اے بناریدہ بملک و خاندان
اے وہ جو سلطنت اور خاندان پر نازاں ہیں
نقشِ تن راتا فدا از بامِ طشت
جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے
فنگرم در غورہ می بینم عیاں
میں انگور کا کچا خوشہ دیکھتا ہوں تو شراب دیکھ لیتا ہوں
فنگرم سرِ عالمے بینم نہاں
میں عالمِ غیب کو دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہاں دیکھ لیتا ہوں
من شمارا وقتِ ذراتِ الست
میں نے تمہیں الست کی چیونٹیوں کے وقت
از حدوثِ آسمان بے عمد
بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں
من شمارا سرنگوں می دیدہ ام
میں نے تمہیں لوندھا دیکھا ہے
نوندیدم تا کنم شادی بداں
میں نے نئی بات نہیں کہی کہ اس پر خوشی مناؤں
بستہ ۳ قہرِ بھی وانگہ چہ قہر
خفی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیا؟
ایں چنیں قندے پر از زہر اعدو
اگر دشمن زہر سے بھری ہوئی لکی شکر
بانشاط آں زہر می کردید نوش
تم خوشی سے وہ زہر پی رہے تھے
من نمی کردم غزا از بہرِ آں
میں اس لئے جہاد نہیں کرتا
کایں جہاں حیفہ است و مردارِ حیص
یہ دنیا مراد ہے اور سستا مراد

نزدِ عاقل اُشرے برِ نردِ باں
یہ عقلمند کے نزدیک سیزگی پر لوث ہے
پیشِ چشمِ گلِ آتِ آت گشت
ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے
فنگرم در نیست شی بینم عیاں
میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں
آدم و حوا نرستہ از جہاں
جبکہ آدم اور حوا دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے
دیدہ ام پاستہ و منکوس و پست
پابزنجیر ' اور لوندھا اور ذلیل دیکھا ہے
اُنچہ دانستہ بدم افزوں نشد
جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا
پیشِ ازاں کز آب و گل پالیدہ ام
اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی ہے
ایں ہی دیدم دراں اقبالِ تاں
یہ تو میں تمہارے مقدمہ میں دیکھ رہا تھا
قندمی خوردید دروئے درجِ زہر
تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا
خوش بنوشید چتِ حسدِ آید برو
خوشی سے کھائے تو اس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟
مرگِ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
تمہاری موت نے مخفی طور پر دونوں کان بند کر دیئے تھے
تا ظفرِ یابم فرو گیرم جہاں
کہ فتح مند دنیا پر قبضہ کروں
بر چنیں مردارِ چوں باشم حریص
ایسے مردار پر میں کیسے لالچی بن سکتا ہوں؟

۱۔ اے خاندان اور سلطنت پر ناز
کرتا ایسا ہی تلخیدار ہے جس طرح
کہ لوث کا سیزگی پر نکاؤ۔ نقشِ تن
جب سے کہ میں جسم کی مادیت سے
آزاد ہو گیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو
اس طرح دیکھ لیتا ہوں جیسے کہ وہ
میرے سامنے ہے۔ فنگرم بطور سے
بننے والی شراب کو اس کے کچے خوشہ
میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے
معدم ہونے کی حالت میں اس کے
وجود کو دیکھ لیتا ہوں۔

۲۔ فنگرم پہلے اشعار میں ہونے
والی باتوں کے بارے میں علم کی
وسعت کا بیان تھا اس شعر میں گزشتہ
واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے
یعنی ازلی واقعات پر بھی میرا علم محیط
ہے۔ من شہلا ازل میں جبکہ حضرت
آدم کی پست سے ان کی ولاد کو
چیونٹیوں کی شکل میں نکال کر ان سے
عہد الست لیا گیا تھا میں نے اس
وقت تمہیں لوندھا دیکھ لیا تھا۔ از
حدوث۔ کائنات کے بارے میں جو
علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا
کائنات کے وجود کے بعد اس میں
کوئی اضافہ نہیں ہوا من شہلا میں نے
اپنے عالمِ ناسوت میں آنے سے قبل
ہی تمہیں لوندھا دیکھا تھا۔ نوندیدم۔
تمہاری شکست میرے لئے کوئی نئی
بات نہیں ہے جس پر میں ہنسوں۔

۳۔ بستہ۔ میں نے ازل ہی میں
تمہیں قہر الہی میں مبتلا دیکھا تھا اور قہر
بھی ایسا جس کو تم مہر سمجھتے ہو۔ ایں
چنیں۔ اگر کسی کا دشمن وہ وہ شکر کھائے
جس میں زہر ہو تو اس پر حسد کا کوئی
موقع نہیں ہے۔ مرگ۔ تمہاری
روحانی موت ہے تمہارے کان
بہرے کر دیئے ہیں۔ من نمی کردم میرا
جہاد ملک گیری کے لئے نہیں ہے۔
کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثل
سڑے ہوئے مردار کی ہی ہے۔

سنگ لے نیم تا پرچم مردہ کنم
میں گتا نہیں ہوں کہ مرد کی دم کے بل نوچوں
زائے ہمیں کردم صفوف جنگ چاک
میں نے جنگ کے صفوں کو اس لئے چاک کیا ہے
زائے نمی بزم گلوہائے بشر
میں انسانوں کے گلے اس لئے نہیں کاٹتا ہوں
زائے ہمیں بزم گلوئے چند تا
میں چند انسانوں کا گلا اس لئے کاٹتا ہوں تاکہ
گرشما ۲ پروانہ وار از جہل خویش
اگر تم نے اپنی نادانی سے پروانوں کی طرح
من ہمیں رانم شمارا ہچمو مست
میں مست کی طرح تمہیں ہناتا ہوں
آنکہ خود را فتحا پند اشتید
جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا
یکد گر راجد جد می خواندید
تم ایک دوسرے کو بڑے اصرار سے بلاتے تھے
قہر ۳ می کردید و اندر عین قہر
تم ظلم کرتے تھے اور عین ظلم میں

بیان آنکہ طاعی در عین قہری مقہورست و در عین منصوری ماسور
اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ میں مغلوب ہے اور عین فتح مندی میں قیدی ہے

دُزد قہر خولجہ کرو و زر کشید
چور نے خولجہ کو مغلوب کیا اور سونا اکٹھا کیا
گر ز خولجہ آں زماں بگریختے
اگر وہ اس وقت خولجہ کے پاس سے بھاگ جاتا
اُو دراں مشغول خود والی رسید
وہ اس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آ گیا
کے برو والی کشر اٹلختے
تو حاکم اس پر کب قیامت برپا کرتا؟



اس سے ملنے آ گیا۔ بگریختے۔ اگر وہ چور خولجہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا تو حاکم کی مزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

۱۔ سنگ نیم۔ کتا مردہ کھاتا ہے۔
پرچم۔ دم کے بال۔ عیسیٰ۔ میرا کام
لوگوں کو حیات ابدی عطا کرنا ہے۔
زائے۔ میرا جنگ کرنا بھی عالم سے
فساد کو رفع کرنے کے لئے ہے۔
تاہر۔ میں اپنی شان و شوکت کے
لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گلوئے
چند۔ مفسدین کو ختم کر کے عالم میں
امن پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

۲۔ گرشما۔ حدیث شریف ہے
مَنْ لِي كَمَنْ رَجُلٍ مَنَعَهُ قَدْ نَارًا
فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ
لِفِرَاشِ رَهْلِهِ الثَّوَابَ الَّذِي نَفَعَ
بِالْأَنْفِ بَقْنِ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجَرُ
مَنْ وَيَغْلِبُهُ فَيَقْضِي فِيهَا فَقَا
أَخَذَ كُمْ بِحَجَرٍ كُمْ عَنِ النَّارِ وَتَمَّ
فَيَحْمُونَ فِيهَا۔ یعنی میری مثال اس
فحش کی سی ہے جس نے آگ روشن
کی پس جب آگ نے اپنا ماحول
روشن کر دیا تو پروانوں اور ان جانوروں
نے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں
گرتا شروع کر دیا اور آگ روشن
کرنے والے نے ان کو روکنا شروع
کر دیا اور وہ اس پر غالب آتے ہیں
پھر آگ میں جا گرتے ہیں۔ پس
میں تمہاری کمر پکڑتا ہوں کہ تم کو آگ
سے بچاؤں اور تم اس میں گھے پڑتے
ہو جاؤ گے۔ جس کو تم اپنی فتح سمجھتے ہو۔
یہی تمہاری نخوست ہے تم ایک
دوسرے کو دھوکے میں جانے
کی دعوت دیتے ہو۔

۳۔ قہری۔ کردید۔ یعنی تمہارا ظلم
خود اپنے اوپر ظلم تھا اور تم خود اس سے
مغلوب ہو۔ بیان اس مثال سے یہ
سمجھایا ہے کہ چور خولجہ کو مغلوب کر رہا
تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت
تھی۔ ماسور۔ قیدی۔ والی۔ یعنی حاکم

قاہری ۱ دُز و مقہوریش بُود
چہ کا غلبہ اس کی مغلوبیت تھی
غالبی بر خولجہ دام او شود
خولجہ پر غلبہ اس کا جل بن جاتا ہے
اے کہ تو بر خلق چیرہ گشتہ
اے کہ تو مخلوق پر غالب آ گیا ہے
آں بقاصد منہزم کردست شال
اس نے قصداً ان کو ہپا کیا ہے
ہیں ۲ عنال درکش پے ایں منہزم
اس ہپا کا پیچھا کرنے سے باگ تمام
چوں کشانندت بدیں شیوہ بدام
جب تجھے اس طریقہ پر جل میں کھینچ لائیں گے
عقل ازیں غالب شدن کے گشت شلا
اس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟
تیز چشم آمد خرد بینائے پیش
پیش بین عقل تیز آنکھوں والی ہے
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون
پیغمبر نے فرمایا حکمتوں کی وجہ سے ہیں
از کمال ۳ حزم و سوء نظن خویش
پوری ہوشیاری اور اپنے ساتھ بدگمانی کی وجہ سے ہے
در فرہ دادن شنیدہ در کمون
غلبہ دینے کے بارے میں وہ پردہ سنے ہوئے تھے

زانکہ قہر او سر او را ربود
اس لئے کہ اس کے غلبہ نے اس کا سر اڑیا
تارسد والی و بستاند قود
حتی کہ حاکم آپہنچے اور قصاص لے لے
در نبرد و غالبی ہشتہ
جگہ اور غلبے میں ڈبا ہوا ہے
تا ترا در حلقہ می آرد گشاں
تاکہ تجھے حلقے میں کھینچ لائے
در مراں تا تو نگر دی منخرم
نہ چلا تاکہ تو نکلا نہ بن جائے
حملہ بینی بعد ازاں اندر زحام
اس کے بعد مجمع میں تو اپنے اوپر حملہ دیکھے گا
چوں دریں غالب شدن دید افساد
جبکہ اس غالب آنے میں اس نے تباہی دیکھ لی ہے
کہ خدائش سر مہ کرد از کل خویش
کیونکہ خدا نے اپنے سرے سے اس کے سر مٹا لیا ہے
اہل جنت در خصوص ہتا زبوں
جنتی جگڑوں میں مغلوب
نے ز نقص و بد دلی وضع کیش
نہ عقلی نقصان اور بزدلی اور مذہب کی کمزوری کی وجہ سے
حکمت لولا رجال مؤمنون
لولا رجال مؤمنون کی حکمت

۱ قاہری۔ چہر کا خولجہ پر غالب آنا
ہی اس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔
سر لو۔ چہ نے خولجہ کو کل کیا تھا اس
کے بدلے میں حاکم نے اس کو کل کرا
دیا۔ قود۔ قصاص جان کے بدلے
میں جان لینا۔ اے کہ۔ اللہ تعالیٰ
قصداً کفار کو غلبہ عطا فرماتا ہے تاکہ
وہ غلبے کے غرور میں مبتلا ہو کر جل میں
آپھنسیں۔ چہرہ غلبہ قاصد۔ یعنی
قصداً منہزم۔ ہپا۔

۲ ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور تباہی کا
سبب بناتا ہے تو اس غرور میں مبتلا ہو کر
ہپا کا پیچھا نہ کرنا چاہیے۔ منخرم۔
سرخوں تک کٹا ہوا۔ جب غلبہ
کا دھوکہ دے کر تجھے میدان میں لے
آئے گے تو پھر تجھے سخت حملہ ہوگا۔
عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں
ہے۔ کل۔ سر۔ فنون۔ ہنرمندیاں
۔ زبوں۔ حدیث شریف ہے۔ الا
خیرکم بغل الجحۃ کل ضعیف
مُتَضَعِفٌ لِّوَالِقَتِہِمْ عَلٰی اللہ
لَا یُزۃ یعنی کیا تمہیں ضعیفوں کا پتہ نہ
بتاؤں؟ ہر وہ کمر ہے جس نے کمزوری
اختیار کی ہو وہ اللہ کے بھروسے سم
کہاے تو اللہ اس کی قسم ضرور پوری کر
دے گا۔

۳ از کمال۔ اہل جنت کی کمزوری
کمال ہوشیاری اور اپنے افعال سے
پرکھنے کی بنا پر ہوتی ہے۔ کمزوری
بھی عقل کی کمی سے آتی ہے بھی
بزدلی کی وجہ سے بھی مذہب پر یقین
نہ ہونے سے اہل جنت کی کمزوری
ان وجوہ سے نہیں ہے۔ در فرہ
حدیبیہ کے موقع پر مومنوں کی ظاہری
مغلوبیت اور کفار مکہ کے غلبہ کی
حکمت قرآن پاک میں بیان کی
فرمائی گئی ہے۔ وَلَوْلَا رِجَالُ
الْمُؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ لَمَ
تَلَمَّوْهُمْ اِنْ تَوَلَّوْهُمْ فَصَبَّحْتَہُمْ مِنْہُمْ

مَقْرَۃٌ بَغَیْرِ عَلَیْمٍ لِّذَہْلِ اللہِ فِی رَحْمَۃِہِ مَنْ یُّشَآءُ لَوْ تَرٰ یُلَوِّا الْعَلْبَنَ الْبَیِّنَ کَفَرُوا مِنْہُمْ عَذَابًا اَلِیًّا اور اگر
شہر مکہ میں کچھ مسلمانوں مرد اور مسلمانوں عورتیں نہ ہوتیں تو ان کے حمل سے واقف نہ تھے اور تم ان کو پامال کر ڈالتے اور
تو ان سے تم کو ان کی طرف سے نقصان پہنچ جاتا تھا بھی معاملہ یکسو کر دیا جاتا مگر خدا نے صلح حدیبیہ کے وقت اس حکمت سے
اڑائی نہ دے دی کہ خدا اس عرصہ میں جس کو چاہتا تھا اپنی رحمت اسلام میں داخل کرے اگر کہہ کہ خدا نے مسلمان کہیں
کوئل گئے ہوتے تو اہل مکہ کو جس جس نے کفر کیا سب کو ہی ہذاک عذاب کی سزا دیتے۔ کمون۔ پردہ کھینچنے کی جگہ۔

کو دکان را می بری مکتب بزور
تو بچوں کو کتب میں جبراً لے جاتا ہے
چوں شود واقف بمکتب می دود
جب وہ جان جاتا ہے کتب میں دودھا جاتا ہے
می رود کو دک بمکتب پیچ پیچ
بچہ کتب میں پیچ و تاب سے جاتا ہے
چوں گند در کیسہ دانگے دست مزد
جب ایک دانگ مزدی تھیلی میں ڈال لیتا ہے
جہد کن تا مزد طاعت در رسد
کوشش کرتا کہ بندگی کی مزدی مل جائے
ایتیا گره مقلد گشته را
مقلدوں کے لئے تم دونوں جبراً آؤ ہے
ایں محبت حق زہر ۲ علتے
یہ خدا کا دوست کسی فرض سے ہے
ایں محبت دایہ لیک از بہر شیر
یہ لانا کا عشق ہے لیکن دودھ کی خاطر
طفل را از حسن او آگاہ نے
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے
واں دگر خود عاشق دایہ بود
دوسرا خود لانا کا عاشق ہوتا ہے
پس ۳ محبت حق باتید و بترس
لاٹھ لہر ڈر سے اللہ کا دوست
واں محبت حق زہر حق کجاست
وہ اللہ کے کئے اللہ کا دوست کہاں ہے؟
گر چہ جس و گر چہ چل طالب ست
خولہ ایسا ہے خولہ دیا ہے جبکہ وہ طلب گار ہے

زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں
جانش از رفتن شکفتہ می شود
اس کی روح جانے سے کھلتی ہے
چوں ندید از مزد کار خویش پیچ
کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی پلندہ نہیں دیکھا ہے
انگہے بخواب گردد شب چو دزد
تب چھ کی طرح رات کو جاگتا ہے
بر مطعیاں انگہت آید حسد
تب تجھے فرماہیروں پر حسد ہو گا
ایتیا طوعاً صفا بسرشتہ را
غلطوں کی سرشت میں کے لئے طوعاً و صفا ہندسی ہے
واں دگر را بے غرض خود خلعت
اس دوسرے کی خود بے غرض دوستی ہے
واں دگر دل دادہ بہر ایں ستیر
وہ دوسرا اس پرندہ نشین کا دلدادہ ہے
غیر شیر اُورا از و دلخواہ نے
اس کے دودھ کے علاوہ اس کو کچھ مرغوب نہیں ہے
بے غرض در عشق یک رایہ بود
بلا کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا ہے
فتر تقلید می خواند بدرس
تقلید کی کتب کو دس کے ساتھ پڑھ رہا ہے
کہ ز اغراض وز علتہا جد است
جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے
جذب حق اور اسوئے حق جاذب ست
اللہ تعالیٰ کی کشش اس کو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

۱ کو دکان۔ مقلد۔ بچوں کی طرح
ہیں جن کو اپنے عمل کی مزدی نظر
نہیں آتی ہے۔ چوں شود۔ بچہ کو جب
کتب جانے پر انعام ملے تو کتب
کے جانے کی خوشی میں اس کی رات
کی نیند اڑ جاتی ہے۔ تا مزد۔ اگر عمل کا
ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے تو
پھر عبادت گزروں کو دیکھ کر رشک
آنے لگتا ہے۔ ایتیا۔ مقلد کی اطاعت
جبری ہے۔ اہل صفا کی اطاعت دل و
جان سے ہے۔

۲ زہر علتے۔ مقلد کی عبادت
اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔
اہل اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر
ہوتی ہے۔ ایں محبت۔ عام انسان کی
مثال اس بچے کی سی ہے جو اتنا سے
دودھ کے لالچ میں محبت کرتا ہے۔
واں دگر۔ بالغ مرد و عورت کے عشق کی
بنیاد پر گرویدہ ہوتا ہے۔ یہ اہل اللہ کی
مثال ہے۔

۳ پس۔ جو لوگ جنت کے لالچ
یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق
ہیں وہ تقلیدی سنی بڑھ رہے ہیں۔
واں۔ ایسے عاشق جو محض ذات کی وجہ
سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے
عشق میں کوئی غرض نہ ہو بہت نادر
ہیں۔ گر چہ جس۔ عاشق خولہ مقلد ہو یا
مخدور دل والا اللہ ہی کی کشش اس کو
اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

گر محب الحق یُود لِغَیْرِہِ کَرۡ یَنَالَ دَائِمًا مِّنْ خَیْرِہِ

خود ماسوائے اللہ کے لئے اللہ کا دوست ہے تاکہ ہمیشہ اس کی خیر حاصل کرے

یا محب حق یُود لِغَیْرِہِ لَا سِوَاہِ خَالِفًا مِّنْ یَّیْنِہِ

یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے وہ اس کے سوائے خالصاً مِّنْ یَّیْنِہِ

ہر دو را ایں جستجو ہا ز ایں سَرست

دونوں کی جستجوئیں کی جانب سے ہیں ایں گرفتاری دل ز ایں دلبرست

یہ دل کی مجبوری اس کی دلبر کی جانب سے ہے

جذب ۲ معشوق عاشق را مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُہُ الْعَاشِقُ وَلَا یَرْجُوہُ

معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اسکی امید رکھتا ہے

وَلَا یَخْطُرُ بِبَالِہِ وَلَا یَظْہَرُ مِّنْ ذَٰلِکَ الْجَذْبُ اَثَرُ فِی الْعَاشِقِ

اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

اِلَّا الْخَوْفُ الْمَمْزُوجُ بِالْیَاسِ مَعَ دَوَامِ الطَّلَبِ

سوائے خوف سے ملی ہوئی یاس کے مع طلب کی بیگنی کے

آمدیم اینجا کہ در صدرِ جہاں

ہم یہاں آ گئے کہ صدر جہاں میں

ناشیکبا کے بدے او از فراق

وہ جدائی سے بے صبر کب ہوتا

میل ۳ معشوقاں نہانست و ستر

معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے

یک حکایت ہست اینجا ز اعتبار

عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے

ترکِ آں کردیم کو در جستجو ست

ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے

تا زہد از مرگ و یا بد او نجات

تاکہ موت سے چھٹکارا لے اور نجات حاصل کر لے

ہر کہ دید او نباشد دفعِ مرگ

جس کا دیدار موت کا ذوق نہ ہو

وہ دوست نہ ہو کہ نہ میوشتش نہ برگ

وہ دوست نہ ہوگا کیونکہ نہ اس پر پھل ہیں نہ پتے

۱۔ گر خود وہ عشق میں مقلد ہے

اور اس کی جنت کا امیدوار بن کر اس کا

عاشق بناتا ہے خود اس کی ذات کا عشق

ہے اور وہ صرف ہجر سے ڈرتا ہے اور

صرف وصال کا طالب ہے دونوں کی

طلب منجانب اللہ ہے اور دونوں کا

عشق خدا کا پیدا کردہ ہے

۲۔ جذب معشوق۔ معشوق کی

کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ

محسوس نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں

اس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے

آمدیم۔ جبکہ معشوق عاشق کی کشش

کرتا ہے تو بے سنوں۔ بخدا کی

لئے اگر قصد جہاں معشوق کی طرف

سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخدا عاشق

کیسے سزا کی طرف کھینچتا۔

۳۔ میل معشوقاں۔ میلان

دونوں طرف ہوتا ہے لیکن معشوق کا

پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا کھلم

کھلا ہوتا ہے۔ یک حکایت۔ اس

موقع پر ایک اور قصہ سناتا چاہتا تھا

لیکن بخدا عاشق کو کب تک منتظر

رکھوں اس کی خواہش ہے کہ موت

سے پہلے معشوق کا چہرہ دیکھ لے

تا رہد معشوق۔ کا دیدار آبِ حیات

ہے اس کے بعد موت نہیں آسکتی۔

ہرک جس معشوق کا دیدار موت کا

دافع نہ ہو وہ حاصل معشوق ہی نہیں

کلے آں کلاست لے مشتاقِ مست
اے مست مشتاق! کام تو حاصل دہ ہے
شُد نشانِ صدقِ ایمان اے جواں
اے جواں! ایمان کی سچائی کی علامت ہے
گر نشد ایمان تو اے جاں چنیں
اے جان! اگر تیرا ایمان ایسا نہیں ہے
ہر کہ اندر کار تو شد مرگِ دوست
جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو
چوں اگر بہت رفت آں خود مرگ نیست
جب ناگہری ختم ہو گئی تو وہ موت ہی نہیں ہے
چوں کراہت رفت مردن دفع شد
جب ناگہری جاتی رہی موت مفید ہوئی
دوست حق ست کسے و کش گفت او
دوست اللہ ہے اور وہ جس کو اس اللہ نے کہہ دیا ہے
گوش دارا کنوں کہ عاشق میرسد
اس سن ' کہ عاشق پہنچتا ہے

کانداں کلا رسد مرگت خوش ست
کو اس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو
آنکہ آید خوش تر امرگ اندراں
کہ تجھے اس میں مر جانا اچھا لگے
نیست کامل رو بجو اکمال دیں
تو دہ کمال نہیں ' جا ایمان کی تکمیل چاہ
بر دل تو بے کراہت دوست دوست
کسی ناگہری کے بغیر وہ تیرا دوست ہے
صورت مرگ ست و قلاں کرف نیست
بظاہر موت ہے اور حقیقتاً نکل ہوتا ہے
پس درست آمد کہ مردن دفع شد
تو ثابت ہو گیا ' کہ موت دفع ہو گئی
کہ توئی آن من و من آن تو
کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں
بستہ عاشق اورا بحبلِ من مسد
عشق نے اس کو مونج کی رسی سے باندھا ہے

۱۔ کارِ عشق کا صحیح کارنامہ تو یہی ہے کہ اس میں موت آجائے۔ شد۔ صحیح ایمان کی علامت یہی ہے کہ اس میں قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔ گر نشد۔ مگر ایمان میں یہ کیفیت نہیں ہے تو وہ ناقص ایمان ہے اس کی تکمیل کرنی چاہیے۔ ہر کہ۔ تم اپنا صحیح دوست اسی کو سمجھو گے جو تمہارے لئے جان دیدے۔

۲۔ چوں کراہت۔ جبکہ وصال کے شوق میں مرنا آسان ہو جائے تو پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے محض ایک نقل مکانی ہے۔ مردن دفع شد۔ موت تو ایک ناگہر چیز ہے جب ناگہری ختم ہو گئی تو موت موت نہ رہی۔ دوست۔ صحیح معنی میں تو دوست اللہ کا ہے اور دنیا میں وہ دوست دوست ہے جو اللہ والا ہو۔ بحبلِ من مسد۔ مونج کی رسی۔

۳۔ چوں بدید۔ جب اس بخاری عاشق نے صدر جہاں کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہو گیا اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر گر پڑا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہرچہ۔ ہوش میں لانے کی سب تدبیریں بے کار ہوئیں۔ کارناہ۔ عاشق تو بوئے معشوق سے ہوش میں آتا ہے۔

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدر جہاں

عاشق بخاری کا صدر جہاں کی خدمت میں پہنچنا

گوینا پزیدش از تن مرغِ جاں
گویا اس کے جسم سے مرغِ جاں پروڑ کر گیا
سر دشد از فرقِ سر تانا خنش
سر کی مانگ سے اس کے ناخن تک ٹھنڈے پڑ گئے
نے بجنبد و نے آمد در خطاب
" نہ حرکت میں آیا نہ بولا
جو کہ بوئے آں شہِ بلر و نور
اس پر شوکت اور منور شہ کی خوشبو کے علاوہ

چوں بدید او چہرہ صدرِ جہاں
جب اس نے صدر جہاں کا چہرہ دیکھا
ہچو چوب خشک افتاد آں تنش
اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا
ہرچہ کردند از بخور و از گلاب
انہوں نے جو کچھ بھی دھوئی اور گلاب بھینچا
کار نادید در بخارا ہر بخور
بخارا میں کوئی دھوئی کارآمد نہ ہوئی

شاہ اچوں دید آں مژعفر رُوئے او

بادشاہ نے جب اس کا زعفرانی چہرہ دیکھا

گفت عاشق دوست جوید تیز و تفت

بولا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمجوشی سے تلاش کرتا ہے

عاشق تھی وَحَقِ آنست کو

تو اللہ کا عاشق ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ

صد چو تو فانی ست پیش آں نظر

اس کی نگاہ کے سامنے تجھ جیسے سیکندروں فانی ہیں

سایہ ۲ و عاشقی بر آفتاب

تو سایہ ہے اور سورج ہے عاشق

چونکہ سر بر زرد مشرق قرص خور

جبکہ سورج کی نکیانے مشرق سے سر نکالا

از در دل چونکہ عاشق آید دُروں

دن کے دروازے سے جب عشق اند آ جاتا ہے

ہمچو شیرے خورد با آہو دو چار

جیسے کہ شیر ہرن کے آنے سامنے ہوا

ہمچو زور پشہ پیش شند باد

جیسے کہ مچھر کی طاقت تیز ہوا کے بالقابل

۳ خواستن پشہ از دست باد حضرت سلیمان علیہ السلام

مچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمار میں ہوا کی فریاد کرنا

پشہ آمد از حدیقہ وز گیناہ

بارگ اور گھاں سے مچھر آیا

کالے سلیمان معدلت می گستری

کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں

مرغ و ماہی در پناہ عدل تست

پرند اور مچھلیں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں

پس فرود آمد ز مرکب سوئے او

تو اس کی جانب سولی سے اتر آیا

چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت

جب معشوق آیا ، وہ عاشق چلا گیا

چوں بیاید از تو نبود تارِ مو

جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے

عاشقی بر نفی خود خواجه مگر

اے خواہا شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے

شمس آید سایہ لا گر دو شتاب

سورج نکلا ہے تو سایہ فوراً فنا ہو جاتا ہے

روز ستارہ ملد و نر شب اثر

نہ کسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا

عقل رخت خویش انداز و بروں

عقل اپنا بادیہ بستر باہر لا ڈالتی ہے

گشت آہو بیخبر افتاد زار

تو ہر بہوش ہو کر بحالت زار گرا

فہم کن واللہ اعلم بالسداد

سمجھ لے ، اور اللہ ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

۴ سلیمان گشت پشہ داد خواہ

اور مچھر نے حضرت سلیمان سے انصاف چاہا

بر شیطین و آدمی زاد و پری

شیطانوں اور انسانوں ، اور پریوں کا

کیست آں گم گشتہ کش فہلت نجست

وہ کونسا گمراہ ہے جس کو آپ کی عنایت نے تلاش نہیں کیا

۱۔ شاہ صفد جہاں نے جب اس کی یہ حالت اور اس کا زرد چہرہ دیکھا تو سولی سے اتر کر اس کے پاس آ گیا۔ گفت۔ صد جہاں نے کہا عشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو ڈھونڈتا ہے اور اس کے سامنے آنے پر فنا ہو جاتا ہے۔ عاشق حقی۔ خدا کے عاشق کا بھی یہی حال ہونا چاہیے کہ عاشق کو فنا کا حصہ حاصل ہو۔ صد چلتا۔ اپنی اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھتا ہوں ہزاروں فانی ہیں۔

۲۔ سایہ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہوا وہ سورج پر عاشق ہو تو سورج کے نمودار ہوتے ہی سایہ غائب ہو جائے گا۔ چونکہ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے نمودار ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اصل۔ عشق کا تقاضہ ہے جنون جنون اور عقل میں میر ہے ہمچو شیر۔ عشق شیر ہے اور عقل ہرن ہے۔ ہمچو زور۔ عشق تیز آمدی ہے اور عقل مچھر ہے۔

۳۔ داد اس قصہ سے مچھر کی ہوا کے مقابلہ میں بے بسی کو ظاہر کرنا ہے۔ حدیقہ بارگ۔ سلیمان۔ حضرت سلیمان کی جن و انس پر حکومت تھی اور وہ بھی ان کے حکم کے تابع تھی۔ کیست۔ تفصیل مشکل ہے مختصر یہ کہ ہر چیز آپ کے فضل کی طالب ہے۔

داد وہ! مارا کہ بس زاریم ما
ہمارا انصاف کیجئے کیونکہ ہم عاجز ہیں
مشکلات ہر ضعیفے از تو حل
ہر کمزور کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں
شہرہ مادرِ ضعف و اشکتہ پری
ہماری شہرت کمزوری اور نونے ہوئے پروں میں ہے
اے تو در اطباقِ قدرت منتہی
اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں
داد وہ مارا از غم گن جدا
ہمارا انصاف کیجئے غم سے جدا کر دیجئے
پس سلیمان گفت لے انصاف جو
تو حضرت سلیمان نے فرمایا اے انصاف کے طالب!
کیست آں ظالم کہ از بادِ بروت
وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غرہ سے
اے عجب در عہدِ ما ظالم کجاست
تعب ہے! ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے
چونکہ مازادیم ظلم آں روزِ مرد
جب ہم پیدا ہوئے اس دن ظلم مر گیا
چوں آمد نورِ ظلمت نیست شد
جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی
نک شیطاں کسب و خدمت می کنند
یہ شیطاں کسب و خدمت کر رہے ہیں
اصلِ ظلم ظالماں از دیو بود
ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی
ملک زان دادست مارا گن فکان
خدا کی قدرت کن فکان نے ہمیں ملک ہی لئے دیا ہے

بے نصیب از باغ و گلزاریم ما
ہم باغ اور چمن سے بے نصیب ہیں
پشہ باشد در ضعیفی خود مثل
پتھر خود کمزوری میں ضرب المثل ہے
شہرہ تو در لطف و مسکین پردری
آپ کی شہرت مہربانی اور غریب پردی میں ہے
منتہی ما در کمی و گمراہی
ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں
دستگیر اے! دست تو دستِ خدا
اسے کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہماری دستگیری کیجئے
داد و انصاف از کہ میخوانی بگو
بتا تو کس سے فریاد اور انصاف چاہتا ہے؟
ظلم کروست و خراشیدہ است روت
ظلم کیا ہے اور تیرا چہ زخمی کیا ہے؟
کونہ اندر جس و در زنجیر ماست
جو ہماری قید اور زنجیر میں کہیں ہے؟
پس بعہدِ ما کہ ظلمے پیش بُرد
تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟
ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
ظلم کی اصل اور بازو، تاریکی ہے
دیگراں بستہ باصفادند و بند
دوسرے بیڑیوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں
دیو در بندست استم چوں نمود
شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟
تا نالہ خلق سوئے آسمان
تاکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

۱۔ داد۔ پتھر نے ہوا کے ظلم کی یہ
تفصیل کی کہ وہ ہی باغ و گلزار میں
نہیں گھرنے دیتی۔ اطباق۔ طبق کی
جمع سے مرتبہ یعنی آپ کو ہر چیز پر اعلیٰ
سے اعلیٰ اقتدار حاصل ہے اور ہماری
کمزوری اور عقارت پر ب المثل
ہے۔

۲۔ اسے دست تو۔ نبی کا ہاتھ خدا کا
ہاتھ ہے۔ بادِ بروت۔ غرہ نکمر۔ کونہ
حضرت سلیمان نے سرکش شیطانوں
کو قید کر دیا تھا۔

۳۔ چوں۔ عدل نور ہے اور ظلم
تاریکی ہے۔ نک۔ شیطاں اور جن
حضرت سلیمان کی خدمت گہری
کرتے تھے۔ دیگران۔ جو سرکش
ہے۔ قیدی ہیں اسفلا صند کی جمع ہے
بیڑی۔ اس ظلم کا سرچشمہ شیطاں ہیں
اور وہ مقید ہیں۔ کن فکان۔ یعنی ہمار
خداوندی۔

تا ببالا بر نیاید دودھا لے تاکہ دھویں لوہ نہ جائیں
 تانہ لرزد عرش از نلہ یتیم تاکہ یتیم کی فریاد سے عرش نہ لرزے
 زان نہادیم از ممالک مذہبے اسی لئے ہم نے ممالک میں ایک قانون بنایا ہے
 منکر اے مظلوم سوئے آسمان اے مظلوم تو آسمان کی طرف نہ دیکھ
 گفت پشہ داد من از دست باد چھرنے کہا میری فریاد ہوا کے ہاتھوں سے ہے
 ماز ظلم او بہ تنگی اندریم ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں
 ظلم او بر ما صریح ست و عیاں اس کا ظلم ہم پر صاف اور کھلا ہوا ہے
 داو ما و انصاف مستان ازو اس سے ہمارا عدل اور انصاف کیجئے

۱۔ دودھا۔ یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تاکہ وہ مظلوم کی آہ سے ملا ہوا اعلیٰ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش۔ مظلوم کی آہ عرش کو لرزادیتی ہے۔ مذہب۔ یعنی قانون انصاف۔ یاربے۔ یعنی مظلوم کو فریاد میں یارب کہنا۔ آسمانی شہد شہد بحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

۲۔ گفت۔ چھرنے کہا ہوانے ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خون جگر پیچے ہیں۔ صریح۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ متظلم۔ ظلم سننے والا۔ فریادی۔ دیوان۔ کچھری۔ دوی۔ جھمنہاٹ۔ مشو۔ یعنی مدعی کا بیان۔ مدعیہ کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ ستانیاد۔ مدعی اور مدعیہ دونوں کی یہ بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ مظلوم ۳ را
 مظلوم چھر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدعی علیہ کو
 باحضر خصم بدیوان حکم
 کچھری میں حاضر کرے

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی پھر حضرت سلیمان نے فرمایا اچھی جھمنہاٹ ملے
 حق بمن گفت ست ہاں اے دادور حق بمن گفت ست ہاں اے دادور
 اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبردار اے منصف
 تانیاید ہر دو خصم اندر حضور تانیاید ہر دو خصم اندر حضور
 جب تک دونوں فریق کچھری میں نہ آجائیں
 امر حق باید کہ از جاں دشوی تجھے اللہ کا حکم دل و جان سے سننا چاہیے
 مشو از خصمے تو بے خصمے دگر مشو از خصمے تو بے خصمے دگر
 کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات نہ سننا
 حق نیاید پیش حاکم در ظہور حاکم کے لئے حق ظاہر نہیں ہوتا ہے

خصم! تنہا گر بر آرد صد نفیر
 ایک فریق اگر سو چچ پکد کرے
 من نیارم روز فرماں تافتن
 میں اللہ کے حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا
 گفت قول تست برہان درست
 اس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے
 بانگ زد آں شہ کہ اے بادِ صبا
 ان شہ نے آواز دی اے بادِ صبا!
 ہیں مقابل شوخصمت روبرو
 خبردار اپنے مدی کے روبرو مقابل ہو جا
 بادِ چوں بشنید آمد تیز تیز
 ہوا نے جب سنا وہ بہت تیز آئی
 پس سلیمان گفت اے پشہ کجا
 حضرت سلیمان نے فرمایا تو مجھ کہاں جاتا ہے
 گفت لے شہ مرگ من از دواوست
 اس نے کہا لے شہ اس کے وجود سے میری موت ہے
 او چو آمد من کجایا بم قرار
 ہرچہ وہ آگئی میں کہاں ٹھہروں؟
 چنیں جویائے درگاہِ خدا
 چنیں جو یائے درگاہِ خدا
 اسی طرح اللہ کے صبار کی جستجو کرنے والا
 گرچہ وصل بقا اندر بقا است
 اگرچہ تیرا وہ وصل بقا وہ بقا ہے
 سایہائے کہ بود جویائے نور
 وہ سائے جو نور کے جویاں ہوں
 عقل کے ماند چو باشد سرده او
 عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو جو میں لانے والا موجود ہو

ہاں وہاں بے خصم قول او مکیر
 خبردار خبردار! بغیر دوسرے فریق کے اس کی بات نہ مان
 خصم خود را رویا و رسوئے من
 مجھ اپنے مدی علیہ کو میرے پاس لا
 خصم من بادست و اودر حکم تست
 میرا مدی علیہ ہوا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے
 پشہ افعال کرد از ظلمت بیا
 پشہ نے تیرے حکم کی شکایت کی ہے؟
 پاش گوو بکن دفع عدو
 اس کا جواب دے اور دشمن کی ممانعت کر
 پشہ بگرفت آں زما راہ گریز
 اس وقت مجھ نے راہ فرار اختیار کی
 باش تاہر ہر دورانم من قضا
 ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں
 خود سیاہ ایں روز من از دواوست
 میرا یہ دن اس کے دھوئیں سے کالا ہے
 کوبر آرد از نہاد من دمار
 کیونکہ وہ مجھے مدد ذاتی ہے
 چوں خدا آید شود جویندہ لا
 جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے
 لیک ز اول آں بقا اندر بقا است
 لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے
 نیست گردد چوں کند نورش ظہور
 فنا ہو جاتے ہیں جب اس کا نور ظاہر ہوتا ہے
 کل شیء ہالک الا وجہہ
 اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

۱۔ خصم۔ مدعالیہ کی غیر حاضری
 میں مدی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جا
 سکتا۔ من نیارم۔ چونکہ فریقین کی
 موجودگی ضروری ہے تو مدعالیہ کو حاضری
 کر۔ گفت۔ مجھ نے حضرت
 سلیمان کی بات تسلیم کرتے ہوئے
 عرض کیا کہ مدعالیہ آپ کے زیر فرمان
 ہے اس کو حاضری کا حکم دیدیتے
 ہوں۔ بانگ زد۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو
 طلب کر لیا۔ راہ گریز۔ جب
 ہوا تیزی سے چلی مجھ بھاگ نکلا۔
 ۲۔ پس سلیمان۔ حضرت سلیمان
 نے مجھ سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ
 دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جا
 سکے۔ بودان۔ اس کا وجود و دلو۔
 یعنی اس کا ظہور نہاد۔ بنیاد اصل۔
 دمار۔ ہلاکت۔ چنیں۔ جس طرح ہوا
 کا وجود مجھ کی فنا ہے اسی طرح وصل
 حق و اصل کی فنا ہے۔
 ۳۔ گرچہ وصل۔ اگرچہ بقا
 باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے
 پہلے مقام فنا طے کرنا پڑتا ہے۔
 سایہائے۔ ممکن کا وجود ظل اور سایہ
 ہے ذات باری نور ہے نور کے ظہور
 کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے۔
 سرده۔ جو میں لانے والا۔ کُل۔
 شے۔ ذات باری کے علاوہ ہر شے
 فنا ہے۔

ہالک آمد پیش و چشم ہست نیست ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اس کی ذلت کے سامنے یہ فانی فانی اور باقی ہے
اندریں محضر خرد ہا شد زدست
اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں
چوں قلم اینجا رسیدہ شد شکست
جب قلم اس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش باز آید
معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آ جائے

باز گرم جاپ صدر جہاں در نوازش عاشق خود را نہاں

میں پھر صدر جہاں کی طرف پلٹتا ہوں
بر رخس می کرد اشک تر نثار
اس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا
انک اندک از کرم صدر جہاں
صدر جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کر کے
زر نثار آرد دست دامن کشا
میں تیرے لیے پور نچھاور کرنے کو سونالایا ہوں دامن پھیلا

می کشید از تنہشی اش در بیاں
اس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا
بانگ ۳ زد در گوش اوشہ کاے گدا
شلہ نے اس کے کان میں کہا ' اے فقیر!

جان تو کاندہ فرام می طہید
تیری جان جو میری جدائی میں تڑپ رہی تھی
اے بدیدہ در فرام گرم و سرد
اے وہ کہ جس نے میرے فراق میں گرم و سرد دیکھے

مرغ ۳ خانہ اشترے را بے خرد
گھریلو مرغ بے عقلی سے ایک لونٹ
چوں بخانہ مرغ اشتر پانہاد
جب مرغ کے ڈب پر لونٹ نے پاؤں رکھا

خانہ مرغ ست عقل و ہوش ما
ہماری عقل اور ہوش مرغ کا ذربہ ہے
چوں مہمانش بخانہ می برد
مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے
خانہ ویراں گشت و سقف اندر فتاد
ڈب بہ ٹوٹ گیا اور حجت اندر گر گئی
ہوش صالح طالب ناقہ خدا
ہوش حضرت صالح ہے جو اللہ کی ٹونٹی کا طالب ہے

ہالک آمد۔ فانی فی اللہ موجود بھی ہے
معدوم بھی وہ اپنی ذلت کے اعتبار سے
معدوم ہے اور چونکہ اس کو بقایا اللہ حاصل ہے اس لئے موجود ہے اس
ہالک میں ہستی اور نیستی کا اجتماع غیر ان
کن ہے اندر میں محضر۔ یعنی وجود
و عدم کا اجتماع اور عظمت باری کا بیان۔
در نوازش۔ صدر جہاں پر ہوش اس پر
عنایت کر رہا تھا۔ بر رخس۔ اس بیہوش
کے جذباتوں پر صدر جہاں کے آنسو
گر رہے تھے۔ می کشید۔ اس کو بے
ہوشی سے ہوش میں لا رہا تھا تاکہ وہ
باتیں کرنے لگے۔
۳ بانگ زد۔ صدر جہاں نے اس
کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلوب
زر لایا ہوں دامن پھیلا۔ جان تو فراق
میں تیری جان بے چین تھی اب جبکہ
میں مدد کو آیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی
ہے۔
۳ مرغ۔ مولانا اب اس قصہ
سے نتیجہ نکالتے ہیں اور اس سے پہلے
سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشق
خداوندی میں مبتلا ہونے کی یہ مثال
ہے کہ یا مرغ لونٹ کو اپنا مہمان بنالایا
جب اس لونٹ نے اس کے گھر میں
قدم رکھا تو گھر پر باد ہو گیا اور بیٹھ گیا۔
یہی حال انسان اور عشق الہی کا ہے کہ
جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو خانہ
مرغ جو عقل و ہوش میں ہیں وہ ختم اور
فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوش صالح۔ ہوش
یا مثال حضرت صالح کی سی ہے
جس نے اللہ کی ناقہ طلب کی اور عشق
یا مثال نافرمان کی ہے جس نے قوم
کا گھاس پانی سب ختم کر دیا تھا۔



اے خود ما بخودتی و مستیت

اے! ہمارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے

باتو بے لب این زماں من نو بنو

میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونوں کے تازہ تازہ

زاں کہ آں لبہا ازیں دم می رمد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں

گوش بے گوش دریں دم برگشا

بے گوش کے گوش اس بات میں کھول

چوں صلّائے وصل بشیدن گرفت

جب وصل کی دعوت سنی شروع کی

نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا

وہ مٹی سے گیا گز نہیں ہے کہ باد صبا کے تازہ انداز سے

کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب

وہ نطفہ سے کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے

کم ز بادے نے کہ شد از امر گن

وہ ہوا سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی

کم ز نارے نیست کز امر سلام

وہ آگ سے کم نہیں کہ سلامتی کے حکم سے

کم ز چوبے نیست در دفع عدو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کے لئے

کم ز سنگ کوہ نبود کزو لاد

وہ پہاڑ کے پتھر سے کم نہیں جن سلاطین کے طریقہ پر

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مادہ نے

بر جہید و بر طہید و شاد شاد

وہ کوہ اور اچھل پڑا اور خوش خوش

اے خود ما بخود تیری مستی اور بیہوشی

ہماری جگہ سے ہے اور تیری ہستی ہماری

ہستی سے قائم ہے۔ باتو۔ اب میں

تجھے اسرار کی تعلیم دیتا ہوں۔ زانکہ

لیکن یہ اسرار مادی ہونوں سے نہیں

سنائے جاتے ہیں یہ باطنی اسرار

ہیں۔

۱۔ گوش۔ اب تو وہ کان کھول جو

ان کانوں کے علاوہ ہیں۔ بفعل۔

یعنی مشیت خداوندی کے اسرار۔

جہیزدن۔ یعنی یہ خوشخبری سن کر مردے

میں جان پڑنے لگی۔ نے کم۔

بہر حال یہ مدحوش عاشق مٹی سے تو

گیا گزرا نہ تھا جبکہ باد صبا کے کرشموں

سے اس میں جان پڑ جاتی ہے تو اس

میں معشوق کے غمزوں سے جان

کیوں نہ پڑتی۔ کم ز آب نطفہ نطفہ

منی، حکم خداوندی سے حسین ترین

بچے پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ کم ز بادے۔ مشہور ہے کہ

پرنسپل میں مذکر کی ہوا مونٹ کے رحم

میں پختی ہے جس سے اٹھ اٹھتا ہے

کم ز نارے۔ آگ غیبی آواز سے

حضرت ابراہیمؑ پر گھرا بنی۔ کم ز

چوبے۔ ایک کرشمہ سے حضرت موسیٰؑ

کا عصا اڑ رہا تھا۔ کم ز سنگ۔ کرشمہ

اے زہست ما ہمارہ ہستیت

اے تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی سے ہے

راز ہائے کہنہ میگویم شنو

پرانے راز کہتا ہوں سن

بر لب جوئے نہاں برمی دمد

وہ بات مخفی نہر کے کنارے پر آگئی ہے

بہر راز یفعل اللہ مایشا

اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

اندک اندک مردہ جہیزدن گرفت

مردے نے تھوڑا تھوڑا بننا شروع کر دیا

سبزہ پوشد سر برآرد از فنا

سبزہ پہن لیتی ہے عدم سے سر اٹھاتی ہے

یوسفال ز ایند رخ چوں آفتاب

آفتاب جیسے چہرے والے یوسفوں کو جلتا ہے

در رحم طاووس و مرغ خوش سخن

رحم میں مور خوش الحان بہند

گلستاں شد بر خلیل خوش کلام

خوش کلام خلیل اللہ پر گلستان بن گئی

گشت از درد ہائے منکر ز امر ہو

اللہ کے حکم سے وہ خوفناک اڑ رہا بن گئی

ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاد زاد

اس نوشی کو جتا جس نے نوشی کو جتا

علی زاد و بزیاید دمہدم

عالم کو نہیں جتا اور دمہدم جن رہی ہے

یکدو چرخے زد سجود اندر فتاد

اس نے ایک دہار قیص کیا اور سجدے میں گر پڑا

بشکفید از رُوئے او و شاد شد در وصال از بند ہجر آزاد شد
وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کل گیا اور خوش ہو گیا دل میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخویش آمدن عاشق بیہوش و رُوئے باز آوردن
بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا اور معشوق کی تعریف
یہ ثنا و شکر معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

۱۔ گفت اس مدہوش نے ہوش
میں آ کر صدر جہاں کو خطاب کیا اور کہا
آپ کی ذات میرے لئے عنقاء ہو گئی
تھی خدا کا شکر ہے کہ وہ کوہ قاف سے
واپس آ گئی۔ طواف۔ طواف کی جگہ۔
اے تو۔ آپ پر عشق عاشق ہے اور
آپ عشق کے محبوب ہیں۔ خلعت۔
شاہی عطیہ کا لباس۔ انعام۔ روزن۔
یعنی منہ کا سوراخ صفوت۔ یعنی قلب
کی صفائی۔ ز آرزو۔ یعنی اس آرزو
میں بیہوش ہوا ہوں کہ آپ کے کان کو
اپنا درد غم سنا سکوں۔

۲۔ آں سمعی۔ کان کے شوق میں
مدہوشی اس لئے طاری ہوئی تھی کہ
آپ کے کان کی مہربانیاں یاد آتی تھیں
اصفا۔ اے کان دھرنا۔ توجہ کرنا۔ عشوہ۔
میری ناقص جان جو مکر کرتی تھی وہ
میں آپ سے کہتا تھا اور آپ اس کو سن
لیتے تھے۔

۳۔ قلبہائے۔ مصنوعی احوال
آپ کو سنا تا تھا آپ ان کو صحیح احوال کی
طرح قبول کر لیتے تھے۔ حلمہا۔ میری
بنیادی حالت پر آپ ایسی بردباری
برتتے تھے کہ اس پر سینکڑوں
بردباریاں قربان ہیں۔ اول۔
بجائے صدر جہاں سے اپنے احوال
بیان کرتا ہے۔ اول۔ یعنی میں اپنے
انجام و آغاز سے بے خبر ہو گیا۔

شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف
شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آ گیا
اے تو عشق عشق و اے لخواہ عشق
اے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے
گوش خواہم کہ نہی بر روز نم
میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان رکھ دیں
بندہ پرور گوش گن اقوال من
بندہ پرور یا میری باتیں بھی سن لیجئے
ز آرزوئے گوش تو ہوشم پرید
آپ کے کان کی آرزو میں میرے ہوش اڑے ہیں
داں تبسمہائے جاں افزائے تو
وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکرائشیں
عشوہ جان بد اندیش مرا
میری بداندیش جان کے مکر کو سنا

پس پذیرفتی تو چوں نقد درست
کمرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے ہیں
حلمہا در پیش حلمت ذرہ
بہت سی بردباریاں آپ کی بردباری کے سامنے ایک ذرہ ہیں
اول و آخر بہ پیش من بجست
تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

گفتے عنقائے حق جل جلالہ
بولے اے خدائی عنقاء۔ جان کی طواف گاہ ہے
اے سرافیل نیامت گاہ عشق
اے عشق کے میدان حشر کے اسرائیل
اولیں خلعت کہ خواہی دادم
سب اس پہلی خلعت جو آپ مجھے دیں
گرچہ میدان بیصفوت حال من
اگرچہ جان کی صفائی کی وجہ سے آپ میرا حل جانتے ہیں
صد ہزاراں بار اے صدر فرید
اے یکتا صدرا لاکھوں بار
آں سمعی ۲ تو واک اصفائے تو
وہ آپ کا سنا اور آپ کا کان دھرنا
آں نیوشیدن کم و بیش مرا
وہ میرے کم و بیش کو سنا

قلبہائے من کہ آں معلوم تست
میرے کھولنے سکے جو آپ جانتے تھے
بہر گستان و شوخ غرہ
ایک گستان اور شوخ بے ہوئے کے لئے
اولاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست
اولاً سنئے کہ جب میں کند سے نکل گیا

تانیا بشنو تو اے صدرِ وُدود! ۱
 دھڑے سینے ' اے محبوبِ صد
 ثلاثاً تا از تو بیرون رفته ام
 گویا کہ میں تین میں سے تیرے کا قاتل ہو گیا ہوں
 رابعاً چوں سوخت ما را مزرعہ
 چوتھے ' جب میرا کھیت جل گیا
 خامساً در ہجرت اے صدرِ جہاں
 پانچویں ' اے صدرِ جہاں! تیرے فراق میں
 سادماً از شش جہت بے رُوئے تو
 چھٹے ' تیرے چہرے کے بغیر چھ جانبوں سے
 سبع از ثامن ندانم ضالہ ۲ ام
 مجھے ساتویں آنکھوں میں تمیز نہ رہی میں گمشدہ ہوں
 ہر کجایی تو خوں بر خاکہا
 زمینوں پر جہاں بھی آپ خون پائیں گے
 گفت رعدست وایں بانگ و حنین
 میری گفتگو اور یہ آواز اور دنا ' کڑک ہے
 من میان گفت و گریہ می تنم
 میں بولنے اور رونے کے درمیان گفتگو میں ہوں
 گر بگویم فوت می گردد بُکا
 اگر بولتا ہوں ' دنا چھوٹا ہے
 می ۳ فتد از دیدہ خون دل شہا
 اے شہا! آنکھوں سے دل کا خون بہ رہا ہے
 ایں بکفت و گریہ در شد آں نحیف
 یہ کہا اور وہ لاغر رونے لگا
 از دلش چنداں بر آمد ہائے و هو
 اس کے دل سے ایسی ہائے و ہوا نکلی
 کہ بے جستم ترا ثانی نبود
 کہ میں نے بہت ڈھونڈا آپ کا کوئی ثانی نہ تھا
 گویا ثلاث ثلاثہ گفتہ ام
 گویا کہ میں تین میں سے تیرے کا قاتل ہو گیا ہوں
 می ندانم خامسہ از رابعہ
 میں پانچویں کو چوتھے سے متاثر نہیں کر سکتا
 از حواسِ خمسہ بوم در زیاں
 میں پانچوں حواس سے ' نقصان میں تھا
 گویا بارید بر من غم دو تو
 گویا مجھ پر دہرا غم برسا
 خوں ہی گرید فلک از نالہ ام
 میرے رونے سے آسمان خون کے آنسو روتا ہے
 پے بری باشد یقیں از چشم ما
 کھوج لگا لیجئے وہ یقیناً ہماری آنکھ کا ہو گا
 زابر خواهد تلبارد بر زمیں
 وہ ابر سے چاہتا ہے کہ زمین پر برسے
 یا بگریم یا بگویم چوں گنم
 روؤں یا بات کروں کیا کروں
 و ر بگویم چوں گنم شکر و شہا
 اگر روؤں شکر یہ اور تعریف کیسے کروں
 میں چہ افتادست از دیدہ مرا
 دیکھ آنکھوں سے مجھ پر کیا افتاد پڑی ہے
 کہ بزد و بگریست ہم دوں ہم شریف
 کہ اس پر بزدل بھی اور شریف بھی رونے لگا
 حلقہ کرد لیل بخارا گرد او
 کہ بخدا والوں نے اس کے گرد حلقہ کر لیا

۱ وُدود۔ دوست۔ ثلاث ثلاثہ
 یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں
 مبتلا ہو گیا۔ مزرعہ۔ یعنی اعلیٰ کی
 کھیتی۔ خامسہ۔ یعنی اپنے حواس کھو
 بیٹھا۔

۲ ضالہ۔ بھٹکا ہوا۔ گفت۔ اس
 نے کہا کہ میری بات اور آواز کا بھڑولہ
 کڑک کے ہے جو میری آنکھوں کے
 ابر سے آنسو بہانا چاہتی ہے۔ من
 میں۔ میں دنا ہوں تو زبانی شکرے
 سے محروم ہو جاتا ہوں شکوہ کرتا ہوں تو
 پھر روئیں سکتا۔

۳ می فتد۔ دیکھئے اب میری
 آنکھوں سے خون کے میری آنکھوں
 سے خون کے آنسو گرنے شروع ہو
 گئے ہیں۔ نحیف۔ لاغر۔ دوں۔ کہیں۔

خیرہ اگویاں خیرہ گریاں خیرہ خندہ
بہت بولتے ہوئے بہت دلتے ہوئے بہت ہستے ہوئے
شہر ہم ہمرنگ اوشد اشک ریز
شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اس جیسا ہو گیا
آسمان میگفت آل دم باز میں
اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا
عقل حیراں کہ چہ عشقت و چہ حال
عقل حیراں تھی کہ عجب عشق ہے عجب حال ہے
چرخ ۲ بر خواندہ قیامت نلمہ را
آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے
با دو عالم عشق را بیگانگی
عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے
تخت پنهان ست و پیدا حیرتش
و ایک تخت پوشیدہ چیز ہے اس کی حیرانی کھلی ہوئی ہے
غیر ہفتادو دو ملت کیش او
بہتر ملتوں کے علاوہ اس کا مذہب ہے
مطرب ۳ عشق ایں زند وقت سماع
عشق کا گویا 'سماع' کے وقت یہ بجاتا ہے
پس چہ باشد عشق دریائے عدم
تو عشق کیا ہے؟ فنا کا دیا ہے
بندگی و سلطنت معلوم شد
غلامی اور حکومت اگر محسوس ہوئی

مردوزن خرد و کلاں حیراں شدند
مرد و عورت چھوٹے اور بڑے حیراں ہو گئے
مردوزن در ہم شدہ چوں رستخیز
قیامت کی طرف مرد و عورت گزند ہو گئے
گر قیامت راندیدی بہ میں
اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے
کہ فراق او عجب تریا وصال
کہ اس میں ہجر زیادہ عجب خیر ہے یا وصل
تا حجرہ بر دریدہ جلمہ را
کھکشاں نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں
اندر و ہفتاد و دو دیوانگی
اس میں بہتر دیوانگیاں ہیں
جان سلطانان جاں در خسرش
جان کے شہنشاہوں کی جان اس کی حسرت میں ہے
تخت شاہاں تختہ بندی پیش او
اس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کا ہے
بندگی بند و خداوندی صداع
غلامی قید اور آقا کی حریت ہے
در شکستہ عقل را آنجا قدم
وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں
زیں دو پردہ عاشقی مکتوم شد
ان دونوں پردوں میں عاشقی چھپ گئی



۱۔ خیرہ اب اس کی یہ حالت تھی
کبھی شکوے کرتا کبھی رشتا کبھی ہنستا
ان جوانانہ حرکات پر سب حیراں تھے۔
شہر۔ اس کی یہ حالت زار دیکھ کر پورا
شہر رونے لگا۔ ذخیر۔ قیامت کے
میدان میں مردوزن سب باہم غلط
ہو جائیں گے۔ آسمان۔ آسمان زمین
سے کہتا تھا کہ اگر قیامت نہ دیکھی ہو
تو۔ اس کا نمونہ ہے دیکھ لے کہ
فراق۔ یعنی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس
عاشق کا ہجر زیادہ صفاک ہے یا
وصل زیادہ صفاک ہے۔

۲۔ چرخ۔ آسمان قیامت کا بیان
پڑھ کر اس حالت پر اس کو مطمئن کر رہا
تھا۔ حجرہ۔ کھکشاں۔ باوجود عالم۔ یہاں
سے مولانا نے عشق کے صفات بیان
کرنے شروع کئے ہیں۔ یعنی عشق کے
احوال دونوں جہان کے احوال سے جدا
ہیں۔ اندو۔ دنیا کے ہر پاگل میں
ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں
بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ تخت۔ عشق
خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے
آجور بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں
انبیا مباد جو اپنی بلند یوں کے اس کی تمنا
کرتے رہے۔ غیر ہفتاد۔ عشق کا
مسئلہ مذہب دنیا کے تمام مسلکوں
اور مذہبوں سے جداگانہ ہے یہ شاہی
تخت کو پاؤں کی بڑی خیل کرتا ہے۔
تختہ بندی۔ پہلے زمانے میں قیدی کا
پاؤں کاٹ میں پھسلا جاتا تھا۔

۳۔ مطرب۔ عشق عشق کی یہ صدا
ہے کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور
آقا کی اس کے لئے حریت ہے۔
پس۔ ہم نے جو حال بیان کیا ہے تو
عشق مجازی کی کیفیات میں اب اگر
عاشق خداوندی ہو تو اس کی صفات کو
اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے معاملے

میں عقل کام نہیں کرتی ہے لہذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی۔ کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تخت سلطنت پسند کرتا
ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پردہ حجاب میں عشق ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

تاز مَستاں پردہا بر داشتے
تا کہ عاشقوں کے پردے اٹھا دیتا
پردہ دیگر برو بستی پداں
سمجھ لے اس پر ایک دھرا پردہ تو نے ڈال دیا
خون بخوں شستن محالست و محال
خون کو خون سے دھونا محال و محال ہے
روز و شب اندر قفص درمی دم
دن رات پنجرے میں پھونک بھر رہا ہوں
دوش ایجاں برجہ پہلو خفتہ
اے جان! تو کل رات کس پہلو پر سوئی تھی؟
اولاً برجہ طلب گن محرمے
پہلے اٹھ کسی محرم راز کو تلاش کر
اللہ اللہ اُشرے برزرد باں
اللہ اللہ گویا میزگی پر لٹ ہے
یا جمیل اُستر خواند آسماں
آسمان پکارتا ہے اے عمدہ پردہ پوشی کرنے والے
تاہمی پوشیش او پیدا ترست
کہ تو اس کو چھپاتا ہے وہ زیادہ ظاہر ہوتا ہے
سر برآرد چوں علم کاینک منم
وہ عشق جھنڈے کی طرح سر اٹھاتا ہے کہ میں رہوں
کائے مدد مخ چوںش می پوشی بیوش
اے بددعا! تو اس کو کیسے چھپاتا ہے چھپا

کاشکے! مستی زبانی داشتے
کاش عشق زبان رکھتا
ہرچہ گوئی ایدم ہستی ازاں
اے انسانی وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے
آفت ادراک آں قال ست و حال
اس عشق کے علم کے لئے قول اور حال بتاتی ہے
من ۲ چوبا سودا یانش محرم
میں چونکہ اس عشق کے سودا یوں کا محرم راز ہوں
سخت و مست و بیخود و آشفہ
تو بہت ست اور مدہوش اور پریشان ہے
ہاں وہاں ہمدار بر ناری دے
خبردار! خبردار! سانس نہ لے
عاشق و مستی و بکشاہ زباں
تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولے ہوئے ہے
چوں ۳ زراز و ناز او گوید زباں
جب زبان اس عشق کا راز اور انداز بیان کرتی ہے
سترچہ در پیشم و پنبہ آذرست
پردہ پوشی کیسی! لون اور روئی میں آگ ہے
چوں بکوشم تا سرش پنہاں کنم
میں جب کوشش کرتا ہوں کہ اس عشق کے قدوں کی چھپوں
غم انغم گیر دم ناگہ دو گوش
وہ عشق میری دھڑکی کے لئے میرے قدوں کا پکڑتا ہے

۱۔ کاشکے۔ کوئی دھرا عشق کی حقیقت نہیں بیان کر سکتا اگر عشق کے خود زبان ہوتی تو وہ اپنا اور عاشقوں کا حل بیان کر سکتا ہرچہ گوئی۔ انسان عشق کے جو لوصاف گناتا ہے اس سے اس کی معرفت کی بجائے اور جہالت پیدا ہوتی ہے۔ آفت۔ انسان کا قول و فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں مانع ہے لہذا اس کے ذریعہ اس کی حقیقت کو واضح کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی خون کو خون کے ذریعہ دھوئے۔

۲۔ من چوبہ۔ مولانا فرماتے ہیں چونکہ میں عاشقوں کا محرم راز ہوں لہذا عشق کی حقیقت سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ کوشش ایسی رازگاہاں ہے جس طرح پنجرے میں پھونک بھرنا رازگاہاں ہوتا ہے سخت۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو بیان کرنے کا دعویٰ تیرے پرانگندہ خیال ہے جو شب کی بے چینی کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہاں سائے آپ کو تعبیر کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کے بیان کو چھوڑ پہلے کوئی محرم تلاش کر بھر اس سے بات کرنا۔ ہرگز نہ آئی بعض کسوں میں ناہدے ہے۔ عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں کہ تو عاشق اور مست ہے اور پھر زبان چلاتا ہے یہ تو اس قدر حیرت انگیز بات ہے جیسے کہ لٹ میزگی پر چڑھے۔

۳۔ چوں۔ جب میری زبان عشق کے تاز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو آسمان خدا کو پکارا کہ ان رازوں کے کھلی رہنے کی دعا کرتا ہے۔ جمیل اُستر۔ بہترین پردہ پوش۔ ستر۔ عشق کے راز کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی چمکری گوردی میں چھپائے۔ چوں



بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر اٹھاتا ہے اور مجھ کو لیل کرنے کے لئے میرے قدوں کا پکڑ کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھو کیسے چھپا سکتا ہے۔ غم انف۔ ناک کا خاک آلودہ ہونا ذلیل ہونا۔

گویمش! رو گرچہ بر جو شیدہ
میں اس سے کہتا ہوں جا' تو اگرچہ جوش میں ہے
گوید او محبوسِ خُشب ست اس تنم
وہ کہتا ہے کہ میرا یہ جسم مٹنے میں مقید ہے
گویمش زال پیش کہ گردی گرد
میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ تو گردی ہو چھپ جا
گوید از جام لطیف آشام من
وہ کہتا ہے کہ میں لطیف آشام جام کے ذریعہ
چوں بیاید شام و دُرد جام من
جب شام ہو جائے گی اور وہ میرا جام چمائے گی
زال عَرَب بہاد نام مے مدام
اسی لئے عربوں نے شراب کا نام مدام رکھا ہے
عشق جوشد بادہ تحقیق را
عشق تحقیق کی شراب کو جوش دیتا ہے
چوں بجوئی تو بتوفیق حسن
جب تو اچھی توفیق کے ذریعہ تھک کرے گا
چوں بیفزایدے توفیق را
جب وہ عشق توفیق کی شراب کو بڑھاتا ہے
آب گردد ساقی دہم مست آب
پانی ساقی بن جاتا ہے اور پانی ہی مست بن جاتا ہے

ہچو جاں پیدائی و پوشیدہ
تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے
چوں مے اندر بزم خبک میز نم
شراب کی طرح میں مجلس میں ہتھیلیں بجاتا ہوں
تا نیاید آفت مستی برد
تاکہ اس پر مستی کی مصیبت نہ آجائے
یارِ روزم تا نمازِ شام من
دن کا شام کی نماز تک تیرا ساتھی ہوں
گویمش دادہ کہ نامہ شام من
میں اس سے کہوں گا واپس دیدے کیونکہ میری شام نہیں ہوئی ہے
زانکہ سیری نیست مے خور رلہد ام
کیونکہ شراب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے
او بود ساقی نہاں صدیق را
وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے
بادہ آب جاں بودا بریق تن
تو شراب دہن کے لئے آب حیات اور جسم جام بن جائے گا
قوت مے بشکند ابریق را
شراب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے
خود بگو اللہ اعلم بالصواب
خود کہہ دے اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے



اب مولانا نے پھر عشق کے لوصاف بیان کرنے شروع کر دیے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ
عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے۔ چوں بخوئی اگر تو اللہ کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری مدد کے لئے آب
حیات کا کام کرنے لگا اور تیرا بدن اس کے لئے جام بن جائے گا۔
۳ چوں بیفزاید۔ جب عشق توفیق کی شراب کو جوش دے دیتا ہے تو پھر ابریق بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ علائق جسمانی
سے آزاد ہو جاتا ہے آب گردد اب یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و معشوق میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست
ایک ہو جائیں گے خود گویا اگر تیری سمجھ میں یا اتحاد آئے تو تردید نہ کر اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔

۱ گویمش۔ میں اس عشق سے
کہتا ہوں کہ آپ کو جوش آ گیا ہے
آپ اس وقت چلے جائے اور خود
آپ نے آپ کو پوشیدہ کر لیجئے آپ
تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور
ظاہر بھی۔ گوید وہ عشق کہتا ہے کہ میرا
اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں
ہے میری مثال اس شراب کی سی ہے
جو مٹنے میں مقید ہے اور اس کے آثار
سر محفل نہیں ہیں میں بھی روح میں
مقید ہوں لیکن آثار کھلے ہوئے
ہیں۔ خبک۔ غم۔ گولش میں اس
عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں
پھسلنے سے پہلے چھپ جا ورنہ میری
ہستی کوئی ظلم ڈھائے گی اور مجھ پر
مصیبت آ جائے گی اور وہ میری
مصیبت تیری مصیبت ہے۔ گوید۔
تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو
میرے لطیف جام سے سیراب ہو
میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا تمہارے
ذریعہ میری رسوائی نہ ہوگی تم کم ظرف
نہیں ہو کہ پی کر بہک جاؤ۔ روز یعنی
زندگی۔ شام۔ یعنی موت کا وقت۔

۲ چوں بیاید۔ عشق نے شام تک
ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو
گویا وہ شام کے بعد جدا ہو جائے گا
اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت
جب جام عشق کو مجھ سے جدا کرنے
لگے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ ابھی
شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جام نہ
چلے زال عرب۔ شراب کو عربی زبان
میں مدام کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ شرابی اس سے سیر نہیں ہوتا ہے اور
اس کی بھٹکی کا خواہشمند رہتا ہے تو
جب شراب ظاہری کی یہ صورت ہے
تو شراب عشق سے کیسے سیری ہو سکتی
ہے مدام۔ ہمیشہ۔ عشق جوشد۔

پرتو اساقی ست کاند شیرہ رفت
شیرہ بر جوشید رقصاں گشت تفت
ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں پہنچا
شیرہ جوش مدنے لگا تیز ناچنے لگا
اندیس معنی پرس آل خیرہ را
کہ چنیں کے دیدہ بودی شیرہ را
اس بیہوش سے یہ بات صیانت کر
تو نے شیرے کو ایسا بھی دیکھا تھا
بے تفکر پیش ہر داندہ ہست
آنکہ باگر دندہ گرداندہ ہست
بغیر سوچے ہر جانے والے کے پیش نظر ہے
کہ گھونے والے کے لئے کوئی گھمانے والا ہے

حکایت آل عاشق دراز ہجر بسیار امتحاں

لے ہجر والے بہت امتحان میں مبتلا عاشق کا قصہ

یک جوانے برز نے مجنوں بدست
روز و شب بیخواب و بیخور آمدست
ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا تھا
شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا
بیدل شو ریدہ ہم مجنون دست
می نداش روزگار وصل دست
بے دل اور پریشان تیز دیوانہ اور مست
صل کا زمانہ اس کے ہاتھ نہ آتا تھا
بس شکنجہ کرد عشقش برز میں
خود چرا دا روز اول عشق کیں
اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا
عشق از اول چرا خونی بود
خود چرا دا روز اول عشق کیں
عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟
چوں فرستادے رسولے پیش زن
جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا
وَر بوسے زن نبشتے کا تبش
وَر صبا ۳ را پیک کردے در وفا
اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بناتا
رُقعہ گر بر پر مرغے دُوختے
اگر وہ خط پند کے پھول پر بیٹھا

۱۔ پرتو گھر کے شیرے کے تمام
خواں ساقی کا پرتو ہیں ساندیں ساگر
کوئی انکار کرے تو اس سے صیانت
کر کہ گھر کے شیرے میں یہ خواں
کہیں سے آئے ہیں ہیں۔ بے
تفکر۔ ہر انسان کھلے طور پر جانتا ہے
کہ کوئی کام کام کرنے والے کے
بغیر وجود میں نہیں آتا تو لامحلہ ایک
ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں
متصرف ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات
ہے حکایت اس قصہ سے بھی یہ بتاتا
ہے کہ اسباب میں ہیبت بھی اللہ
تعالیٰ کے تصرف سے ہے ورنہ
اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک
جوانے ایک عورت پر عاشق
ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح وصل میسر
نہ آتا تھا۔ بس شکنجہ عشق نے اس کو
طرح طرح کی ہزا میں دی۔
۲۔ خود چرا۔ عشق عاشق کس لئے
ستاتا ہے تاکہ ہر بولابول حسن پرستی کو
شعلہ نہ بنالے اور نا اہل اس میدان کو
چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں
فرستادے وہ عاشق کسی کو قاصد بناتا
تو وہ قاصد اس کا رقیب بن جاتا۔ ورنہ
گر وہ پیام محبت تحریر کر کر بھیجتا تو اس
معتوق کا شہ اس کو غلطی پڑھ کر سناتا۔
۳۔ صبا اگر وہ صبا کے ذریعہ
پیغام بھیجتا تو وہ صبا اگر آلودہ ہو جاتی اور
صحیح پیغام نہ پہنچتی۔ رقعہ اگر کوئی
کے پھول سے باندھ کر خط بھیجتا تو
سوش سے کپڑے پر جل جاتے۔



لاہمائے اچارہ را غیرت بہ بست
 تدبیر کے راستے غیرت نے بند کر دیے
 بُودِ اوّل مونسِ غم انتظار
 پہلے انتظار غم کا نمکد تھا
 گاہ گفتے کایں بلائے بے دواست
 کبھی وہ کہتا کہ یہ لا علاج مرض ہے
 گاہ ہستی ۲ زو بر آوردے سرے
 کبھی ہستی اس میں سر ابداتی
 گاہ فریادش بگردوں بر خدے
 کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی
 چونکہ بروے سر دکشتے اس نہاد
 جب یہ مزاج اس پر غنڈا پڑ جاتا
 چونکہ بابے برگِ غربت بساخت
 جبکہ مسافت کی بے سرو سامانی سے اس نے ساز کیا
 خوشہائے فکرش بریکاہ شد
 اس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے
 اے ۳ بسا طوطی گویائے خموش
 بہت سے طوطی کی طرح چپکے والے خاموش ہیں
 رو بگور ستاں دے خاموش نشیں
 تھوڑی د کے لئے قبرستان میں جا خاموشی سے بیٹھ
 لیک اگر یگرنگ بنی خاکِ شاں
 لیکن اگر تو ان کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے
 شحم و لحم زندگاں یکساں بُود
 زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے

لشکر اندیشہ را رایت شکست
 سوچ کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا
 آخرش بشکست کہ ہم انتظار
 آخر میں وہ ہم پر ہم ہو گیا کون انتظار بھی
 گاہ گفتے نے حیاتِ جانِ ماست
 کبھی کہتا نہیں ہماری جان کی زندگی ہے
 گاہ او از نیستی خوردے برے
 کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا
 گہ خیالِ دلبرش ہمدم بُدے
 کبھی معشوق کا خیال اس کا ساتھی ہوتا
 جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد
 اتحاد کا گرم چشمہ جوش ملتا
 برگِ بے برگِ بسوئے او بتاخت
 بے سرو سامانی کا سلمان اس کی طرف بڑھا
 شہرِ داں را رہنما چوں ماہ شد
 وہ رات کے مسافروں کا چاند کی طرح رہنما ہو گیا
 اے بسا شیریں روانِ رو ترش
 بہت سے خوش و دلی نمکین ہیں
 آں خموشانِ سخن گورا بہیں
 ان بولنے والے خاموشوں کو دیکھ
 نیست یکساں حالتِ چالاکِ شاں
 ان کی چالاک حالت یکساں نہیں ہے
 آں یکے غمگین و گر شاداں بُود
 لیکن ایک غمگین اور خوش ہوتا ہے

۱۔ لاہمائے غرضیکہ کوئی سب اور
 تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغامِ رسائی
 کے جس قدر اسباب تھے وہ سب
 ناکارہ ہو گئے تھے۔ پھر پہلے اس کے
 لئے معشوق کا انتظار غم کا مونس بننا ہوا
 تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور
 اس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ
 گفتے۔ کبھی وہ عشق کو بلائے بے
 دواں سمجھتا کبھی کہتا کہ یہی تو مدار
 زندگی ہے۔

۲۔ گاہ ہستی۔ کبھی اس پر خودی کا
 غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتیں کبھی
 بالکل فنا کا عجز اختیار کرتا اور اپنے وجود کو
 بھلا بیٹھتا۔ گاہ بھی تہائی کی وحشت
 میں گریہ و زاری کرتا کبھی محبوب کے
 خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ کبھی
 اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب
 سے اتحاد کا چشمہ جو شہد نے لگا۔
 چونکہ اب بے سرو سامانی اس کے
 لئے موجب راحت بن گئی تھی۔
 خوشہائے جبکہ اس کا عشق خواہشات
 کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو
 وہ عاشقوں کا رہنما بن گیا۔

۳۔ اے بسا۔ مولانا لعل اللہ اور
 مدعیانِ ولایت کا فرق سمجھاتے ہیں
 بہت سے وہ لوگ بظاہر طوطی کی طرح
 خوش بیان ہیں لیکن ان کا باطن بالکل
 خاموش ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی
 روح خوش و تر و تازہ ہے بظاہر ترشو
 ہیں۔ حقیقی دلی اور بھلوی کا
 ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح
 کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور
 حقیقت میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ
 مردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت
 جداگانہ ہے۔ شحم۔ مردوں میں کیا
 زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے
 لیکن اندول حالات مختلف ہیں۔



تو چہ! دانی تانوشی قالِ شال

تو کیا سمجھے جب تک ان کی بات نہ سن لے

بشنوی از قالِ ہائے و ہوے را

تو زبان سے ہائے وہو کو سن لیتا ہے

نقش ما یکساں بحد ہا متصف

پہلی صورتیں یکساں ہیں متضامینات سے متصف ہیں

چنین یکساں بود آواز ہا

اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں

بانگِ ۲ اسپاں بشنوی اندر مضاف

میدانِ جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک دشمنی سے ہے ' اور دوسری تعلق کی

ہر کہ دور از حلتِ ایشاں بود

جو ان کے احوال سے دور ہو

آں درختِ جُنبَد از زخمِ تبر

ایک درخت کھڑے کی چوٹ سے ہلتا ہے

بس غلطِ گشتم زدیکِ مُردہ ریگ

میں بہت سی مرتبہ بیکار دیگ سے غلطی میں پڑ گیا

جوشِ ۳ و نوشِ ہر گست گوید بیا

تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آ جا

گرنداری دید ہائے رُو شناس

اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے

آں دماغِ کہ براں گلشنِ تند

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

زانکہ چنہاں ست بر تو حالِ شال

کیوں کہ تجھ پر ان کی حالت غنی ہے

کے بہ بنی حلتِ صد توے را

تو سینکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے

خاک ہم یکساں رواں شالِ مختلف

مٹی بھی یکساں ہیں ان کی رو میں مختلف ہیں

آں یکے پر درد و آں پر ناز ہا

ایک درد سے بھری ہے اور ایک نازوں سے بھری ہے

بانگِ مرغاں بشنوی اندر مطاف

چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک رنج سے ہوتی ہے دوسری خوشی سے

پیشش آں آواز ہا یکساں بود

اس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں

واں درختِ دیگر از بادِ سحر

دوسرا درخت صبح کی ہوا سے

زانکہ سر پوشیدہ میجو شیدِ دیگ

کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوش مار رہی تھی

جوشِ صدق و جوشِ تزویر و ریا

سچائی کا جوش اور طمع سازی اور ریا کا جوش

رُو دماغِ دستِ آورِ بُو شناس

جا کوئی خوشبو پہچاننے والا دماغ حاصل کر

چشمِ یعقوبانِ ہمو روشن گند

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

۱۔ تو چہ دانی۔ انسان اور انسان میں فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا ہے بشنوی۔ بولنے سے بھی پوری حقیقت واضح نہیں ہوتی ہے اصل حالت کا یہ لگانا مشکل ہے نقش۔ انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں۔ لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم یکساں ہیں رو میں مختلف ہیں۔ چنیں۔ آوازیں۔ بھی یکساں معلوم ہوں گی لیکن ان آوازوں میں محض درد اور ناز کی وجہ سے فرق ہے۔

۲۔ بانگ۔ گھوڑوں اور چندوں کی آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے لیکن ان آوازوں کی باطن کی کیفیات میں فرق ہے ہر کہ جو شخص اصل حالت سے واقف نہ ہو گا وہ آوازوں کو یکساں سمجھے گا۔ آں درختِ درختوں کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے ہلنے کا سبب کھڑے کی چوٹ ہے اور دوسرے کے ہلنے کا سبب بادِ صبا ہے۔ بس غلط۔ سر پوش سے دھکی ہوئی دیگ کے جوش مارنے سے دھکا ہوتا ہے۔

۳۔ جوش۔ ہر انسان کا جوش و خروش تجھے دعوت دیتا ہے۔ گرنداری۔ اگر انسان میں خود اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے تو کسی صاحب بصیرت سے مشورہ کر لے۔ آں دماغ۔ پہچاننے کے لئے اس آدمی کا سہارا لے ل جو اس گلشن کا دماغ رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نور دیدہ ہو۔ یعقوبان۔ عاشقان۔



ہیں! بگو احوالِ آں خستہ جگر کز بخاری دور ماندیم اے پسر
خبردار! اس خستہ جگر کے احوال بنا کیونکہ اے لڑکے! ہم بخدی سے دور جا پڑے

یا ہن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جویندہ یا پندہ
عاشق کا معشوق کو پالینا ، اور اس کا بیان کو جستجو کرنے والا
بُود کہ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَ وَجَدَ صَدَقَ رَسُولُ
پانے والا ہوتا ہے جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اس نے اس کو
اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
پا لیا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے ، جو شخص ایک ذرہ کے وزن
خَيْرًا یَرَهُ وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهُ
کی نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر شر کرے گا وہ اس کو دیکھے گا

۱۔ ہیں۔ اس قصہ کی وجہ سے ہم
بخدی کے قصہ سے دور بہ پڑ سب
اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ یا ہن۔ اس
قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق
تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی
مقصد پورا فرما دیتا ہے اور عالم اسباب
میں سمیت پیدا کرنے والا حق تعالیٰ
یہ ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے
اور انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جلی
ہے۔ چوں خیال۔ یعنی اس کا وجود
ایک خیالی چیز بن گیا تھا۔ عاقبت۔
انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جلی
ہے۔

۲۔ چوں۔ محبوب کی جستجو میں جب
تم اس کے کوچے پر پھر نادیدہ گئے تو
ضرور اس کا دیدار کر لو گے۔ چاہیں۔
مٹی کھودتے رہو گے تو کنویں سے
ضرور پانی نکل آئے گا۔ جملہ تمام
دنیا کا یہ عقیدہ ہے خواہ تو انکار کرے کہ
کھیتی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو پھل
جہد کا ملتا ہے۔

۳۔ سنگ۔ لوہے پر پتھر مارو گے تو
سنت اللہ ہے کہ اس سے آگ پیدا ہو
جائے گی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے
خلاف بہت کم ہوتا ہے۔ آنک۔ جو
بد بخت ہوتے ہیں وہ سنت الہی کو
پیش نظر نہیں رکھتے تاہم اللہ تعالیٰ باتوں
کی طرف حسیان کرتے ہیں۔

کالِ جَوَالِ در جستجو بد مفت سال
وہ جوان سات سال تلاش میں رہا
سایہ حق بر سر بندہ بُود
بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے
گفت پیغمبر کہ چوں کوئی درے
پیغمبر نے فرمایا! جب تو صراطِ مستقیم کا
چوں ۲ نشینی بر سر کی کئے
اگر تو کسی کے کوچے سے سرے پر بیٹھے گا
چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک
جب تو کنویں سے روز مٹی نکالے گا
جملہ داند ایں اگر تو نگروی
سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے
سنگ ۳ آہن زردی آتش بجست
تو نے لوہے پر پتھر مارا آگ نکل
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات
جس کا مقصد نصیب اور نجات نہیں ہے

از خیال وصل گشتہ چوں خیال
وصل کے خیال سے خیال کی طرح ہو گیا
عاقبت جویندہ یا پندہ بُود
انجام کار تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے
عاقبت زان در بروں آید سرے
انجام کار اس صراط سے سر باہر نکلے گا
عاقبت بنی تو ہم رُہی کئے
انجام کار کسی کا چہرہ دیکھ لے گا
عاقبت اندر سی در آب پاک
انجام کار پاک پانی میں پہنچ جائے گا
ہر چہ می کاریش روزے بدروی
جو تو بوئے گا ، ایک دن کاٹے گا
ایں باشد در نہ باشد نادرست
یہ ہو گا ، اگر نہ ہو تو تاہ ہے
نگر و عقلش مگر درنا درات
اس کی عقل تاہ کے سامنے نہیں دھکتی ہے

وال صدف بر دھنداشت

وہ سیپ لے گیا اور سیپ میں موتی نہ تھا
سود ناند شاں عبادتہا و دیں
ان کو عبادتیں اور دین مفید نہ پڑا
ناید اندر خاطر آں بد گماں
اس بدگمان کے دل میں نہ آئے

درویش ادبار جز ایں کے نہند
بد نصیبی اس کے دل میں اس کے علاوہ کیا رکھے؟
مرگ او گرود بگیرد در گلو
وہ انسان کی موت بنتی ہے اور ان کا گلا پکڑتی ہے
تا نیفتی ہچمو او در شور و شر
تاکہ اس کی طرح شور و شر میں مبتلا نہ ہو

زور می یابند و جاں می پرورند
طاقت حاصل کرتے ہیں اور جان کی پرورش کرتے ہیں
گر نہ محرومی و ابلہ زادہ
اگر تو محروم اور بے قوف کا بچہ نہیں ہے
تو بہشتہ سر فرد بردہ بچاہ
تو سر کا لٹکائے ہوئے کنویں میں گھسا ہے
سر زچہ بردار و بنگر اے دنی
اے کینہ کنویں سے سر اٹھا اور دیکھ

تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت
جب تک تو کنویں میں ہے وہ تجھ پر نہ چمکے گا
کم ستیز اینجا بداں گانج شوم
یہاں کج بحثی نہ کر سمجھ لے چنانچہ پن بختی ہے
در فلاں سال و ملخ کشتش بخورد
فلاں سال میں وہ ٹنڈی اس کی کھیتی کھا گئی

کال افلاں گس کشت کردور نداشت

کہ اس فلاں نے کھیتی کی اور پھل نہ پلا
بلعم باعور و ابلیس لعین
بلعم باعور اور ملعون شیطان
صد ہزاراں انبیاء ور ہبراں
لاکھوں نبی اور راہبر

اس دو راگیرد کہ تاریکی دہد
ان دو کو اس نے کجرا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں
بس کسا کہ ناں خورد دل شاد او
بہت سے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں
پس تو اے ادبار رو ہم ناں مخور
تو اے منہوں صحت تو بھی روٹی نہ کھا

صد ہزاراں خلق نا نہامی خورند
لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں
تو بداں ملہ کما افتادہ
تو اس ناہ میں کیوں مکس گیا
اس جہاں پر آفتاب و نور ماہ
یہ دنیا دھوپ اور چاند کی روشنی سے بھری ہوئی ہے
کہ اگر حق ست پس کو روشنی
کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہیں ہے؟

جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت
شرق اور مغرب میں تمام جہان نے نور محسوس کیا
چہ رہا گن رو با یوان و کرم
کنویں کو چھوڑ مملات اور باغات میں جا
ہیں مگو کاینک فلاں نے کشت کرد
خبردار! یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی

۱۔ کال۔ ناہ باتوں کی یہ مثالیں ان کے پیش نظر ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے کھیتی کی وہ حل کی اس کو کچھ ملا اس نے صیا میں غوطہ لگایا سیپ نکالا اس میں موتی نہ نکلا بلعم اور شیطان نے عبادتیں کیں ان کی کھیتی فاکٹ نہ ہو

۲۔ صد ہزاراں۔ وہ بد بخت لاکھوں انبیاء اور اولیاء کو نہیں دیکھتا کہ عبادت سے ان کو کتنے بڑے رتے ملے۔ اس دو۔ بلعم اور شیطان کو پکڑے ہوئے ہے یہ اس کی بد بختی کی علامت ہے بس کسا۔ ناہ اور اتفاقات کی مثالیں لاکر عبادتوں سے گریز کرتا ہے اگر ناہ ہی دلیل ہے تو اتفاق یہ بھی ہوا ہے کہ روٹی کھانے سے انسان مرے تو روٹی کھانا کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔

۳۔ تو بدیں۔ ناہ الوقوع حادثوں کو پیش رکھنا بڑی بد بختی ہے اس جہاں۔ ناہ چیزوں سے استدلال کرنے والے کی مثال یہ ہے کہ عالم میں دھوپ اور چاندنی پھیلی ہوئی ہو اور ایک شخص کنویں میں منہ جھکائے ان کا انکار کرتا رہے۔ جملہ عالم۔ اس کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم تو نور سے بھرا ہے خود اس سے محروم ہے۔ ملخ۔ شوم۔ کج بحثی اور ٹھکرالوپان بد بختی کی دلیل ہے۔

پس چرا کارم کہ اینجا خوف هست
تو میں کھیتی کیوں کروں کہ یہاں خوف ہے
ہیں! ممکن استیزہ رَوَد کار گن
خبر دلا جھگڑا نہ کر جا جا کام کر
ہر کہ استیزہ گند بر سر خند
جو کج بخشی کرتا ہے سر کے بل گرتا ہے
وانکہ اُو نگداشت کشت و کار را
اور جس نے کھیتی اور کام کو نہ چھوڑا
زیں بیاں بگذر زمانے باز راں
تھوڑی دیر کے لئے اس بیان سے گذر جا پھر چل
چوں درے میگوشت اُو از سلوتے
جب وہ لا پہلے سے مہوارہ کھٹکتا رہا
بست لگ نیم عس اوشب بباغ
وہ رات کو کتول کے ڈر سے باغ میں گھس گیا
گفت! سازندہ سبب را آل نفس
اس وقت اس نے سبب لاسبب سے کہا
اشناسا تو سہیہا کردہ
نامعلوم کو تو نے سبب بنا دیا
بہر آں کر دی سبب ایں کار را
تو نے اس لئے اس کو اس کام کا سبب بنایا
در شکست پائے بخشد حق پرے
اللہ تعالیٰ پاؤں ٹونے کے بدلے میں پر عنایت کر دیتا ہے
ہر چہ آں بر تو کرہایت بود
وہ چیز جو تجھے ناگاہ ہوتی ہے

پس چرا افشانم ایں گندم زد دست
میں پاہ سے اس کیپوں کو کیوں بکھیروں؟
باتو گل کشت گن بشنو سخن
تو گل کے ساتھ کھیتی کر بات سن لے
آچنناں کو بر نخیز دتا ابد
اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا
پر گند کورسی تو انبار را
وہ تیرے اندھے پن پر ابد بھر لے گا
جلب احوال آں عاشق جواں
اس جوان عاشق کے احوال کی جانب
عاقبت دریافت روزے خلوتے
انجام کار اس نے ایک روز محبوب کی خلوت حاصل کر لی
یار خود رایافت باشمع و چراغ
اس نے اپنے یار کو شمع اور چراغ کے ساتھ پایا
اے خدا تو رَحمت گن بر عس
اے خدا! کتول پر رحمت نازل فرما
از در دوزخ بہشتم برودہ
تو دوزخ کے مہوارے سے مجھے بہشت میں لے گیا
تا اندام خوار من یک خار را
تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں
ہم زقر چاہ بکشاید درے
کنویں کے اندر بھی وہ مہوارہ کھول دیتا ہے
چوں حقیقت بنگری رحمت بود
جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

۱۔ ہیں۔ انسان کو کج بخشی چھوڑ کر
مل میں لگ جانا چاہئے اور اللہ کے
بھروسے پر عمل کرنا چاہئے یقیناً وہ اس
کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کج
بخشی کرنے والا اس طرح کوندھے منہ
گرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھالتا
ہے۔ زیں ہیں۔ یعنی انسان کو اس
کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے۔
سلوتے۔ بنیئے بے فکری خلوت۔
یعنی محبوب کے ساتھ تنہائی۔
عس۔ کتول یعنی وہ عاشق کتول
کے ڈر سے باغ میں چھپنے کے لئے
گھس گیا وہاں اس کی تجویز مع شمع
کے موجود تھی۔

۲۔ گفت۔ چونکہ کتول وصال کا
سبب بنا اس لئے اس نے کتول کو
دعا میں دیں۔ سازندہ سبب۔ سبب
بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناسا۔ غیر
معروف نامعلوم۔ دوزخ۔ یعنی
فرق۔ بہشت۔ یعنی وصال۔
بہر آں۔ کتول کو سبب وصال بنا کر تو
نے یہ تنبیہ کی ہے کہ کسی چیز کو انسان
ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید
ہو سکتی ہے۔

۳۔ در شکست۔ جب اللہ کا کرم
ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا پر حاصل ہو
جانے کا سبب بن جاتا ہے یعنی اللہ
تعالیٰ ایک ضد کو دوسری ضد کے حصول
کا سبب بنا دیتا ہے کنویں کی گہرائی
نحلت کا سبب بن جاتی ہے ہر چہ
قرآن پاک میں ہے عسی ان نکو
ہوا شینا و هو خیر لکم یعنی بسا
اوقات تم ایک چیز کا ناپسند کرتے ہو اور
وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔



اے تو میں! کہ بر درختی یا بچاہ
تو مراہیں کہ منم فلاح راہ
یہ نہ دیکھ کہ تو درخت پر یا کنویں میں ہے
تو مجھے دیکھ میں راستے کی کجی ہوں
گر تو خواہی باقی اس گفتگو
اے انہی در دفتر چارم بگو
اگر تو اس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے
اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کر لے

اے تو میں! یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ منم۔ تمام راستوں کی کشادگی کا ذریعہ اور سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ گر تو خواہی اس عاشق کا بقیہ قصہ دفتر چہارم میں مذکور ہوگا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دفتر چہارم

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۶۰۲۲۳۵

فہرست مثنوی مولانا روم دفتر چہارم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	مقدمہ	۶	۱۹۔	شرح اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ	۵۵
۲۔	آغاز مثنوی	۱۷	۲۰۔	قصہ قصہ بنای مسجد اقصیٰ	۶۰
۳۔	تمامی حکایت آل عاشق کہ از عس بگریخت	۲۰	۲۱۔	قصہ آغاز خلافت عثمان	۶۲
۴۔	حکایت آل واعظ	۲۴	۲۲۔	در بیان آنکہ حکمای طبعی گویند	۶۵
۵۔	سوال کردن شخص از عیسیٰ	۲۷	۲۳۔	تفسیر ایں حدیث کہ مَثَلُ اُنْتَنِی	۶۷
۶۔	قصہ خیانت کردن عاشق	۲۷	۲۴۔	قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس	۶۹
۷۔	قصہ صوفیہ کہ بخانا آمد	۳۱	۲۵۔	کرامات نورشیرین عبداللہ	۷۲
۸۔	حکایت بر سبیل تمثیل	۳۱	۲۶۔	باز گردانیدن سلیمان رسولان بلقیس را	۷۴
۹۔	معشوق راز بر چادر نہاں کردن	۳۳	۲۷۔	قصہ عطارے کہ سنگ تر از وئے او	۷۵
۱۰۔	گفتن زن کہ او در بند جہاز نیست	۳۵	۲۸۔	دلداداری کردن و نواختن سلیمان مرآں رسولان را	۷۷
۱۱۔	بیان آنکہ غرض از بصیر و سبع و عظیم گفتن	۳۶	۲۹۔	دیدن دردیشی جماعت مشائخ را	۸۰
۱۲۔	مثل آنکہ دنیا کلشن و تقویٰ حمام	۳۸	۳۰۔	نیست کردن او کہ ایں زر بدین ہیزم	۸۱
۱۳۔	قصہ آل دباغ کہ در بازار عطاران	۴۰	۳۱۔	تخریض کردن سلیمان رسولان را	۸۳
۱۴۔	معالجه کردن برادر دباغ دباغ را	۴۳	۳۲۔	سبب ہجرت سلطان ابراہیم	۸۴
۱۵۔	عذر خواستن عاشق گناہ خود را	۴۵	۳۳۔	حکایت آل مردقشہ	۸۶
۱۶۔	رد کردن معشوق عذر عاشق را	۴۶	۳۴۔	در بیان نائے کہ از مقعدش	۸۸
۱۷۔	گفتن جہودے امیر المؤمنین علی را	۴۹	۳۵۔	در بیان تحمل کردن از ہر بے ادبی	۸۹
۱۸۔	قصہ مسجد اقصیٰ و خروب زستن	۵۳	۳۶۔	تہد ہدیہ فرستادن سلیمان پیش بلقیس	۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۷	پیدا کردن سلمان بلقیس را	۹۲	۵۸	بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ	۱۴۷
۳۸	بقیہ قصہ سلطان ابراہیم	۹۳	۵۹	بیان تفسیر آیہ شریفہ	۱۴۹
۳۹	بقیہ قصہ اہل سبا و نصیحت وارثا و سلیمان مرآں بلقیس را	۹۵	۶۰	در بیان آنکہ ترک الجواب جواب	۱۵۲
۴۰	آزاد شدن بلقیس از مملکت و مست شدن	۹۷	۶۱	در تفسیر ایں حدیث نبوی	۱۵۳
۴۱	چارہ کردن سلیمان در احضار تخت	۱۰۱	۶۲	چالش عقل با نفس	۱۵۷
۴۲	قصہ یاری خواستن حلیمہ از بتاں	۱۰۲	۶۳	بنشستن آن غلام قصہ شکایت	۱۵۹
۴۳	حکایت آن پیر عرب کہ ولادت کرد	۱۰۴	۶۴	حکایت آن فقیہ بادرستار بزرگ	۱۶۱
۴۴	خبر یافتن جد مصطفیٰ عبدالمطلب از گم کردن حلیمہ مصطفیٰ را	۱۰۷	۶۵	نصیحت دنیا مر اہل دنیا را	۱۶۲
۴۵	نشان خواستن عبدالمطلب	۱۱۱	۶۶	بیان آنکہ عارف را غذا نیست	۱۶۶
۴۶	بقیہ قصہ دعوت سلیمان بلقیس را با یمان	۱۱۲	۶۷	خطاب با مغروران دنیا گرفتاران نفس	۱۶۷
۴۷	مثل قانع شدن آدمی بدینا	۱۱۳	۶۸	تفسیر آیہ فَأَوْجَسَ فِیْ نَفْسِیْہِ	۱۶۹
۴۸	بقیہ دعوت سلیمان بلقیس را	۱۱۷	۶۹	زجر کردن مدعی را از دعوی و امر کردن	۱۷۱
۴۹	بقیہ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را	۱۱۹	۷۰	بقیہ قصہ آن نوشتن غلام رقد را	۱۷۳
۵۰	قصہ شاعر و صلہ دادن	۱۲۳	۷۱	حکایت اس مداح کہ از جہت ناموس	۱۷۵
۵۱	باز آمدن شاعر بعد چنان سال	۱۲۴	۷۲	در یافتن طہیمان الہی امراض دل	۱۸۰
۵۲	ماستن بدرائی ایں وزیر دون	۱۳۰	۷۳	مژدہ دادن بایزید قدس سرہ	۱۸۱
۵۳	نشستن دیو بر مقام سلیمان	۱۳۲	۷۴	جواب سلطان بایزید قدس سرہ	۱۸۳
۵۴	در آمدن ہر روز سلیمان در مسجد اقصیٰ	۱۳۴	۷۵	زادن شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ	۱۸۵
۵۵	آموختن پیشہ گورکنی قاتیل از زراغ	۱۳۶	۷۶	رجوع بحکایت کی اجرائے آن غلام	۱۸۶
۵۶	قصہ صوفی کہ در میان گلستان شریز انونہادہ	۱۴۱	۷۷	آشفتن آن غلام از نارسیدن جواب نامہ	۱۸۹
۵۷	قصہ رستن خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ	۱۴۲	۷۸	کژو زیدن باد بر تخت سلیمانہ	۱۸۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۹۔	شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزید را	۱۹۲	۱۰۱۔	نهی کردن موسیٰ جادوئی و سحر را از خود	۲۳۲
۸۰۔	رقعه دیگر نوشتن آں غلام	۱۹۳	۱۰۲۔	بیان آنکه ہر حس مدرک را از آدمی	۲۳۴
۸۱۔	ستودن پیغمبر عاقل را	۱۹۳	۱۰۳۔	حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بردن	۲۳۹
۸۲۔	قصہ تشکیک با شخصے مشورت می کرد	۱۹۶	۱۰۴۔	بیان آنکہ خاکی آدمی زاد	۲۴۱
۸۳۔	امیر گردانیدن رسول جوان ہذیلی را	۱۹۸	۱۰۵۔	باز گفتن موسیٰ اسرار فرعون را	۲۴۳
۸۴۔	اعتراض کردن معترضے بر رسول	۲۰۱	۱۰۶۔	در بیان آنکہ در توبہ واستغفار باز ست	۲۴۴
۸۵۔	جواب گفتن پیغمبر آں اعتراض کنندہ را	۲۰۶	۱۰۷۔	گفتن موسیٰ مرفر فرعون را	۲۴۵
۸۶۔	قصہ سُبْحَانِیْ نَا اَعْظَمُ شَانِیْ گفتن	۲۰۸	۱۰۸۔	شرح کردن موسیٰ آں چار فضیلت را	۲۴۷
۸۷۔	سبب فصاحت و بسیار گفتن	۲۱۲	۱۰۹۔	تفسیر کُنْتُ کُنْزًا مَخْفِیًّا فَاحِیْتُ اَنْ اُعْرِفَ	۲۴۸
۸۸۔	بیان کردن رسول سبب تفصیل و اختیار کردن	۲۱۳	۱۱۰۔	غره شدن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش	۲۵۰
۸۹۔	علامت عاقل تمام و نیم عاقل	۲۱۵	۱۱۱۔	تمامی شرح کردن موسیٰ با فرعون فضیلت چہارگانہ	۲۵۱
۹۰۔	قصہ آگیر و صیادان و آں سہ مای	۲۱۷	۱۱۲۔	بیان ایں خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلٰی قُلُوْبِ عُقُولِهِمْ	۲۵۲
۹۱۔	سرحدیث حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ	۲۱۸	۱۱۳۔	معنی حدیث مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوجِ الصَّفْرِ	۲۵۳
۹۲۔	واقف شدن آں مای عاقل و سفر پیش رفتن	۲۲۰	۱۱۴۔	مشورت کردن فرعون با آسیہ خاتون	۲۵۴
۹۳۔	قصہ آں مرغ گرفته کی وصیت کرد	۲۲۱	۱۱۵۔	قصہ باز پادشاہ و کم ہیز زن	۲۵۷
۹۴۔	چارہ اندیشیدن آں مای	۲۲۳	۱۱۶۔	قصہ آں زن کہ طفل او بر نادان غویہ بود	۲۶۰
۹۵۔	بیان آنکہ عہد کردن احق	۲۲۵	۱۱۷۔	صدیق حدیث رسول جَزَا مُؤْمِنٍ لَّانْ نُؤْذَكَ بِحَقِّهِ نَارِي	۲۶۴
۹۶۔	در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست	۲۲۶	۱۱۸۔	مشورت کردن فرعون با وزیرش	۲۶۵
۹۷۔	مجادبات موسیٰ کہ صاحب عقل بود	۲۲۷	۱۱۹۔	تزییف سخن ہامان با فرعون	۲۶۶
۹۸۔	بیان آنکہ عمارت درد دیرانی است	۲۳۰	۱۲۰۔	نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون	۲۶۹
۹۹۔	جواب دادن موسیٰ فرعون را	۲۳۱	۱۲۱۔	منازعت کردن امیران عرب	۲۷۰
۱۰۰۔	جواب فرعون موسیٰ را	۲۳۱	۱۲۲۔	سیل آمدن و قضیب انداختن امرا و غالب شدن مصطفیٰ بر امیران	۲۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۳-	در تہامی حدیث موسیٰ و قریح و قریح فرعون	۲۷۲	۱۲۲-	در تفسیر حدیث انی لا استغفر اللہ	۳۱۸
۱۲۴-	در بیان آنکہ شناسائے قدرت حق تعالیٰ نہ پرسد	۲۷۳	۱۲۳-	بیان آنکہ عقل جزوی تا بگور پیش نہ بیند	۳۱۹
۱۲۵-	بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری	۲۷۵	۱۲۲-	بیان آیہ یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ لَا تُقَدِّمُوْا	۳۲۲
۱۲۶-	تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ	۲۸۰	۱۲۵-	قصہ شکایت استر با شتر	۳۲۵
۱۲۷-	وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰ	۲۸۳	۱۲۶-	تصدیق کردن استر جوابہائے شتر را	۳۲۸
۱۲۸-	خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود	۲۸۵	۱۲۷-	لا بہ کردن قطبی مرسل را	۳۳۰
۱۲۹-	گفتن جبرئیل خلیل را	۲۸۸	۱۲۸-	در خواستن قطبی دعائے خیر و ہدایت از سہلی	۳۳۵
۱۳۰-	مطالبت کردن موسیٰ - حضرت عزت	۲۹۱	۱۲۹-	حکایت آں زن پلید کار	۳۴۰
۱۳۱-	بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی	۲۹۳	۱۳۰-	باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۴۲
۱۳۲-	مثال دیگر ہمدریں معنی	۲۹۵	۱۳۱-	سخت شدن کار بر قبطیاں	۳۴۴
۱۳۳-	حکایت آں پادشاہزادہ کہ بادشاہی حقیقی بوسعدی نمود	۲۹۸	۱۳۲-	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و ہیز شدن	۳۴۶
۱۳۴-	عروس خواستین پادشاہ از بہر پسر	۳۰۱	۱۳۳-	بیان اطوار و منازل خلقت آدمی	۳۴۸
۱۳۵-	اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را	۳۰۳	۱۳۴-	بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند	۳۵۱
۱۳۶-	جادوئی کردن کیمیر کا ملی شاہزادہ را	۳۰۴	۱۳۵-	رفتن ذوالقرنین بکوبہ قاف	۳۵۴
۱۳۷-	مستجاب شدن دعای پادشاہ در خلاص پسر	۳۰۶	۱۳۶-	بیان آنکہ مور کے بر کاغذ میرفت	۳۵۵
۱۳۸-	در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است	۳۰۸	۱۳۷-	باز التماس کردن ذوالقرنین از کوبہ قاف	۳۵۶
۱۳۹-	حکایت آں زاہدے کہ در سال قحط خندن و شاد	۳۱۳	۱۳۸-	نمودن جبرئیل خود را بمصطفیٰ	۳۵۸
۱۴۰-	در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل است	۳۱۴	۱۳۹-	در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ	۳۶۵
۱۴۱-	قصہ فرزندان عزیر				



قونیہ کا سفر:

۱۴ دسمبر ۱۹۷۱ء سے مولانا نے رومؒ پر ایک سہ روزہ سیمینار کی حکومت قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت مجھے موصول ہوا ہے میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمدورفت کے مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کانکٹ بن کر میرے پاس آ گیا۔

میں ۱۰ کی صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ کا پورا دن بمبئی میں گزار کر ۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جا اترا۔ ۱۱ کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف شوش، رے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گزرا۔ شب ایک انٹر کونٹیننٹل ہوٹل میں گزار کر ۱۲ کی صبح کو ۴ بجے کے جہاز سے استنبول کیلئے روانہ ہو گیا۔ ۱۲ کو استنبول کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔

حضرت ابوالیواب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جہاز قونیہ کے ہوائی اڈے پر جا اترا۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمینار کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا قیام درگاہ ہوٹل میں کرا دیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سڑکیں اور چمن زار تھے اور ان کے دوسری

جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس تھا اور مزار اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

میں ۱۳ کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمنا ۱۵ کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے ۱۴ کو آرام کیا اور ۱۵ سے سیمنا میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمنا تین روز مسلسل چلا اس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی تھی مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ کو اپنا مقالہ پڑھا یہ فارسی میں تھا اور اس کا موضوع روح اور بقائے عالم تھا اور اس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے مولانا روم اور ان کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام۔ سیمنا کی شرکت کے علاوہ میرا معمول مولانا رومؒ کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر رہی۔ مولانا صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تفسیر میں مصروف رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت مولانا کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے ان تمام اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولاناؒ اپنی مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولدؒ مولانا حسام الدین چلبیؒ زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولاناؒ کے میوزم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنوا ز نے چوں حکایت میکند وز جدایہا شکایت می کند

اس نسخہ میں یہ شعر اس طور پر ہے۔

بشنوا میں نے چوں شکایت میکند از جدایہا حکایت می کند

اسی طرح مثنوی کے مروج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۶ شعروں میں جو اختلافات ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشاء اللہ عنقریب رسالۃ جامعۃ میں ایک مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ میں قونیہ کے دوران قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔ خصوصاً مواویہ فرقہ کے رقص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روز قیام کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ دسمبر کو سہ پہر کے وقت میں مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامع الازہر، دیکھی اور اس کے شیخ علامہ عبدالحلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ حسین دیکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعیؒ امام لیث بن سعدؒ زابعہؒ بصریہؒ حضرت زینبؒ حضرت عائشہؒ حضرت نفیسہؒ کے مزاروں اور مسجدوں میں حاضری دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ اہرام اور ابوالہول دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳۰ دسمبر کو مصر سے روانہ ہو کر جدہ جا ترا۔ جناب محمد انعام الرحمان صاحب تدوینی فرسٹ سکرٹری انڈین امپرسی میرے منتظر تھے۔ شب میں ان کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب انعام الرحمن مجھے جدہ واپس لے آئے۔ شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم جنوری ۱۹۷۱ء کو مدینہ طیبہ کے لئے روانگی شروع کر دی ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز کے وقت میں مقام بدر میں پہنچ گیا۔ مسجد عریش میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور شہداء بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مدینہ طیبہ کا گنبد خضراء جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی آخری آرامگاہ ہے، نظر آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبت مکرم مولانا انعام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیام گاہ پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گزر چکی تھی۔

تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آ گیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضہ اطہر پر گزارنا۔ احباب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سعادتوں میں گزار کر جدہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جدہ میں قیام نہ کروں گا بلکہ سیدھا مکہ معظمہ پہنچوں گا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کی شام کو مدینہ ایرپورٹ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچا اور جدہ سے سیدھا مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیت اللہ شریف میں حاضری دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گزار کر ۱۱ کی شام کو جدہ واپس آ گیا۔ ۱۲ کی شام کو جدہ سے عراق کے لئے روانہ ہو گیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکرٹری انڈین امیسی اور امیسی کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے فیض حسینی میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے اچھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ معروف کرخیؒ، شیخ شہروردیؒ، امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑی۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مزار پر حاضری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس محراب کو بھی دیکھا جس میں آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت شکاف پڑ گیا تھا۔

مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ چند گھنٹے وہاں گزار کر بلا معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباس علمدادؑ حضرت علی اصغرؑ حضرت علی اکبرؑ اور حضرت قاسمؑ اور کر بلا کے دوسرے ۷۲ شہداء پر فاتحہ کی شعادت حاصل کی۔

۱۸ کی شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور پانچ روز عزیز مکرم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس گزار کر دہلی واپس آ گیا۔

اس سفر کی تفصیلی واقعات انشاء اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفتر سوم کے بارے میں:

خدا کے فضل و کرم سے دفتر سوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کر دیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یوم رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی اور ان انتخابات کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اس کی ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے اس کو مکمل شکست ہو گئی اور نظام حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکا کہ ۲۸ مارچ ۷۷ء کو یوم رومی منایا جاسکے اور دفتر سوم کا اجراء عمل میں آسکے مجبوراً اس کی فروختگی شروع کر دی گئی۔

اب جبکہ میں دفتر چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفتر چہارم کتابت کے مرحلہ سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے خدا سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفتر پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اس کی کتابت شروع کر رہا ہوں۔
دفتر چہارم سے متعلق:

طی الارض۔ زمین کا لپٹ جانا اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں ان کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں کعبہ اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کا جسم بسا اوقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضور کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین لپٹتی چلی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا ہے۔

دل بکعبہ می رود در ہر زماں جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے اللہ کے کرم سے جسم دل کی خاصیت حاصل کر لیتا ہے
لطائف عشرہ:

دس لطیفے صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس جزوں سے ہے جن کو وہ لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ ان دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، مخفی، اور پانچ کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفس، آگ، پانی، مٹی، ہوا، مکمل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکر الہی میں منہمک رہیں۔

تجدد امثال:

ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذات واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذات واحد سے کسب فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قویٰ اور وجود کا منبع ذات واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اس کے قویٰ اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اس ذات واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز

ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قمقمے ہر آن ایک نیا کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور ان میں ہر آن پہلا کرنٹ ختم ہو کر نیا کرنٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم سب خدا ہی کے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زباں از غیب جانے دیگرست

مولانا رومؒ نے فرمایا ۔

حاصل اندر یک زماں از آسماں

می رود می آید ایدر کارواں

مسئلہ سماع:

یعنی مزامیر اور آلات کے ساتھ گانا سننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ مولانا۔ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

نغمات کا سماع دل میں ورقت اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اس جذبہ کو ابھارتا ہے جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اس کے دل میں عشق خداوندی جاگزیں ہے تو سماع سے اس کا یہ جذبہ مزید قوت حاصل کر لیتا ہے اور آتش عشق تیز ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نا اہل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع کے بارے میں شیخ ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ مبتدی سالک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحب دل کے لئے جائز ہے۔ شیخ

اکبرؒ نے ایک دوسرے مقام پر ذکر فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے نزدیک اس سے بچا رہنا بہتر ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ب بہر حال موجود زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ:

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضور ﷺ کی معراج یہاں سے ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضور ﷺ نے ۱۶، ۱۷ مہینے اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اس اعتبار سے اس کو مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤد کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرد میں شامل ہوا۔

مسجد حرام:

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجد حرام کہلاتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانے میں اس کی کوئی خاص چہاردیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کے اندر کی آبادی کو منتقل کر کے اس کی چہاردیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیہ سعدیہ:

یہ نبو سعد قبیلہ کی خاتون ہے۔ آنحضور ﷺ کے بچپن میں انہوں نے آنحضور ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔ لہذا یہ آنحضور ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ آنحضور ﷺ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو آنحضور ﷺ نے اپنی چادر ان کے لئے بطور فرش کے بچھادی۔

بایزید بسطامیؒ:

بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کا اصل نام طیفور تھا۔ اسی لئے ان کا تصوف کا سلسلہ طیفور

یہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور تصوف کے دیگر سلسلے بھی ان تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں حضرت جبرئیلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۴ شعبان ۲۳۲ھ کو وفات پائی۔ ابو الحسن خرقانیؒ:

ان کی اگرچہ بایزید بسطامیؒ سے ملاقات نہیں ہوئی ان کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیت ان کو فیض انہیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ ان کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۲۳۴ھ کو خرقان میں ہوئی۔ شق صدر:

یعنی آنحضور ﷺ کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ آنحضورؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی آنحضورؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک روز آنحضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے منجمد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلب مبارک کو ایک سنہرے طشت میں رکھ کر دھویا اور اس کو سینہ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دوڑ کر حضرت حلیمہؓ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت حلیمہ دودھ دوتی ہوئی آنحضورؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضورؐ کو گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حلیمہؓ آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیں۔ اس واقعہ کے وقت آنحضور ﷺ کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضورؐ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔
 تیسری بار یہ واقعہ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راویہ ہیں۔
 چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ
 میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔
 حطیم:

آنحضور ﷺ کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے
 پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں مشورہ ہوا کہ بیت اللہ
 کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی صرف کی
 جائے گی اس بناء پر چندہ نا کافی ہوا تو طے ہوا بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو
 چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں پر اٹھائی گئیں اور ایک دیوار
 اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بناء ابراہیمی کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اس
 کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضورؐ کی تمنا تھی کہ اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیمؑ کی
 بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بناء پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔
 حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضورؐ کی یہ تمنا پوری کی اور حطیم کے
 حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبدالملک ابن مردانہ کے ہاتھوں شکست کھا
 کر شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا دیا اور پھر بیت اللہ کو اسی
 حالت میں کر دیا جس حالت میں آنحضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ آج بھی حطیم کا حصہ بیت
 اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل و قابیل:

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے لڑکے ہیں۔ قابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام

اقلیما تھا۔ ہابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام لبودا تھا۔ اس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیے تھی جو اتفاقاً بد صورت تھی۔ اور ہابیل کی شادی اقلیما سے ہونی چاہیے تھی جو حسین تھی۔ اس رشک و جلن میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اس کی منسوبہ سے اس کی شادی ہو جائے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو مجملاً ذکر کیا ہے۔ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہابیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اٹھاؤں گا۔ چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اس کا گناہ قاتل کے علاوہ قابیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اس دنیا میں سب سے پہلے اس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ اے ضیاء الحق حسام الدین
چلیسی مولانا کے وہی خلیفہ ہیں جو
مثنوی کی تحریر کا سبب بنے ہیں۔ کہ
گذشت۔ چاند کا نور باسما پر پڑتا
ہے۔ صحت۔ مرید کی توجہ رخ کے
معارف کی کشش کا باعث ہوتی ہے۔
مرحمتی۔ وہ شخص جس سے امید وابستہ
ہو۔ گردن۔ مثنوی کے معارف کا رخ
تو جہر چاہتا ہے اور کمونڈ دیتا ہے۔

۲۔ مثنوی۔ بظاہر مولانا احسام
الدین مثنوی کی کشش کا سبب ہیں
لیکن حقیقتاً اس کی کشش منجانب اللہ
ہے۔ مبدا۔ ظاہری سبب چونکہ
کشندہ۔ یعنی حضرت حق۔ ناپدید
جو اصحاب بصیرت ہیں وہ دیکھ رہے
ہیں کہ مثنوی کے بیانات منجانب اللہ
مولانا حسام الدین ہیں لہذا مثنوی
طلوالت انہی کی جانب سے سمجھی
جائے گی۔

۳۔ چوں چنیں۔ جبکہ فنا کے بعد
بقا اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو
بندہ کی مرضیات بعینہ اللہ کی مرضیات
بن جاتی ہیں۔ گمان اللہ۔ یعنی مقام
فنا۔ گمان اللہ۔ بقا اللہ کے بعد انسانی
فعل خدائی فعل متصف ہوتا ہے۔

کہ گذشت از مرہ بنورت مثنوی
کہ تیرے نور سے مثنوی چاند سے بڑھ گئی ہے
می گشد ایں را خدا داند گجا
خدا جانے اس کو کہیں لے جائے گی؟
می کشی آں سو کہ تو دانستہ
اس کو اس جانب کھینچ رہا ہے جس کو تو جانتا ہے
ناپدید از جا بلے کش نیست دید
پوشیدہ اس ناواقف کے لئے ہے جس کی نظر نہیں ہے
گرفزوں گردد تو آں افزودہ
اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو بڑھایا ہے
می دہد حق آرزوئے متقیں
اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی تمنا پوری کرتا ہے
تا کہ گمان اللہ لہ آمد جوا

یہاں تک کہ گمان اللہ لہ ہوا آیا

اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین! تو ہی ہے
ہمت عالی تو اے مرغی
اے ابر گوا تیری بلند ہمت
گردن ایں مثنوی را بستہ
تو نے اس مثنوی کی گردن باندھ رکھی ہے
مثنوی ۲ پویاں کشندہ ناپدید
شی دور رہی ہے کھینچنے والا پوشیدہ ہے
مثنوی را چوں تو مبدا بودہ
جبکہ مثنوی کی ابتدا تو ہے
چوں چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
تو جیسا چاہتا ہے خدا دیا چاہتا ہے
گمان لہ بودہ در ما مضی
تو پہلے گمان اللہ بنا

تو پہلے گمان اللہ بنا

در دُعا و شکر کفہا بر فراشت
دعا وہ شکرے میں ہاتھ اٹھائی تھی
فضل کرد و لطف فرمود و مزید
اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا
آنچناں کہ قُرب مَزِدِ سجدہا ست
جیسا کہ سجدوں کی اجرت اللہ سے نزدیکی ہے
قُرب جاں شدہ سجدہ ابدانِ ما
ہمارے جسموں کا سجدہ روح کے قرب کا سبب بنا
نَزِ برائے بَوش وہای و ہو بُود
نہ کہ شان و شوکت کی اور وہ وہ کی وجہ سے
حکم دادی ہیں بکُش مامی کشیم
تو نے حکم دیا کہ ہاں کھینچ ہم کھینچتے ہیں
اے امیر صبر و مفتاحِ افرج
اے مہر کے امیر اور کشمکش کی کھینچ؟
حج رُبُ الیْتِ مردانہ بُود
بیت اللہ کے مالک کا حج مردوں کا ہوتا ہے
کہ تو خورشیدی وایں دو و صفہا
کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں
تیغِ خورشید از ضیاء باشد یقیں
سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے
آن خورشید ایں فرو خواں از نُبَا
سورج کی ملکیت ہے اس کو قرآن میں پڑھ لے

مثنوی! از تو ہزاراں شکر داشت
مثنوی تیرے ہزاروں شکرے ادا کرتی تھی
وَر لَب و کُفَشِ خُدا شکر تو دید
خدا نے اس کے ہاتھ اور منہ میں تیرا شکر یہ دیکھا
زانکہ شا کر را زیادت وعدہا ست
کیونکہ شکر کرنے والے کے لئے زیادتی وعدے ہیں
گفت و لمَسْجُد و اقْرَب یزدانِ تا
ہمارے خدا نے فرمایا ہے اور سجدوں کو اور قرب ہو جا
گر زیادتِ ۲ می شود زیں رُو بُود
اگر مثنوی میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس وجہ سے ہے
باتو ما چوں رَزِ بتابستاں خویشم
ہم تجھ سے اس طرح خوش ہیں جیسا کہ گوئی تل موسم گرما میں
خوش بکُش ایں کارواں راتا نَج
اس قافلہ کو حج تک عمرگی سے لے جا
حج زیارت کردنِ خانہ بُود
حج خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
زاں ۳ ضیاء کُفتم حُسام لَدین ترا
اے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی اس لئے کہا ہے
کایں حُسام و ایں ضیا یک ست ہیں
کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے
نور از آن ماہ باشد ویں ضیا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا

۱۔ مثنوی۔ مثنوی چونکہ حسام
الدین سے فیض حاصل کر رہی ہے تو
گویا اس کے لہذا اس کے ہاتھ میں
جو شکر گزاری میں اٹھے ہوئے ہیں۔
مزید۔ شکر پر مزید احسان کا وعدہ ہے
چنانچہ فرمایا گیا۔ لَنْ يَنْفَكَنَّ
لَا رَيْبَ لَكُمْ اور اگر تم شکر کرو گے ہم
ضرور زیادہ دیں گے۔ وَلَمْ يَجِدْ
وَقَرَّبَ۔ اور سجدہ کو اور قرب حاصل
کر یعنی سجدہ قریب خداوندی کا سبب
ہے۔ قُرب جاں۔ جسمانی سجدہ
روحانی اقرب کا سبب ہے۔

۲۔ گزیرات۔ مثنوی کی طوالت
کا سبب مولانا حسام الدین کا جذب
ہے نہ کہ عوام میں اس کی پسندیدگی۔
بَوش۔ با کے زیر کے ساتھ نشان
شوکت۔ باتو۔ تابستان یعنی موسم بہار
میں تلوار کی بلیں خوب پھیلتی ہیں اسی
طرح مثنوی کے نشوونما کا سبب مولانا
حسام الدین ہیں۔ خوش بخش جس
طرح کاروں حج کے لئے جاتا ہے
اور اس کے لئے ایک امیر حج ہوتا ہے
جو اس کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح
ان معارف کا کاروں رب کعبہ کی
زیارت کے لئے رہا ہے اور مولانا
حسام الدین اس کے سالار ہیں۔
حج۔ جو قافلہ حج کو جاتا ہے اس کا
مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
لیکن اس قافلہ کا مقصد رب کعبہ کی
زیارت ہے۔

۳۔ زان ضیاء۔ ضیاء روشنی کو کہتے ہیں
اور حسام قاطع تلوار کو کہتے ہیں تہلہ کی
ذلت سورج ہے اور یہ دونوں اس کی
صفتیں ہیں۔ سورج کی تلوار روشنی کی
ہوتی ہے جس سے وہانہ میرے کاکاشا
ہے لہذا تم جس طرح حسام ہو اسی
طرح ضیاء ہو۔ نور قرآن پاک میں
ہے هُوَ الَّذِي جَعَلَ لِّلشَّمْسِ



ضیاء وَالْقَمَرَ نُورًا۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی روشنی کو نور اور سورج کی روشنی کو ضیا سے تعبیر فرمایا ہے۔
نبا۔ نئے قرآن پاک۔

شمس ارا قرآں ضیا خواندے پدر
اے بابا! سورج کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے
شمس چوں عالی تر آمد خود زماہ
چونکہ سورج کا چاند سے اونچا ہے
بس کس اندر نورِ مہ منہج ندید
بس کس سے لوگ چاند کے نور میں راستہ نہیں دیکھ پاتے ہیں
آفتاب اعراض را کامل نمود
سورج سالن کو مکمل دکھاتا ہے
تا کہ قلب و نقد نیک آید پدید
تا کہ کھٹا اور کھرا خوب ظاہر ہو جائے
نتا کہ نورش کامل آید در زمیں
یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
لیک بر قلاب مبغوض ست سخت
لیکن وہ دھوکے باز کو سخت ناپسند ہے
پس سجد و جان صراف ست قلب
تو کھٹا صراف کی جان کا دشمن ہوتا ہے
انبیا با دشمنان بری تنند
انبیاء دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں
کایں چراغے را کہ ہست اذ نور دار
کہ اس چراغ کو جو روشن ہے
دزد و قلاب است خصم نور و بس
چھ اور طمع سادہ روشنی کا دشمن ہے
روشنی بر دفتر چارم بریز
چوتھے دفتر پر روشنی ڈال

واں قمر را نور خواند ایں را نگر
اور اس چاند کو نور فرمایا ہے اس پر غور کر
پس ضیاء از نور افزوں داں بجاہ
پس مرتبہ میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ
چوں بر آمد آفتاب آں شد پدید
جب سورج نکل آتا ہے وہ راستہ نظر آ جاتا ہے
لاجرم بازار ہا در روز بود
لاحد بازار، دن میں لگتے ہیں
تلود از غبن و از حیلہ بعید
تا کہ ٹوٹے اور مکر سے بچاؤ ہو
تاجراں را رحمتہ للعالمین
تاجروں کے لئے رحمت للعالمین بن کر
زانکہ زوشد کلسد اُور نقد و رخت
کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا نقد اور سالن کھٹا ہوتا ہے
دشمن درویش کہ بود غیر کلب
دشمن کے سامنے درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟
پس ملائک ربّ سلّم می زنند
تو فرشتے خدا سلامت رکھنے کا نعرہ لگاتے ہیں
از پف و دمہائے دُرداں دُور دار
چھوٹوں کی بھونک اور سانس سے دور رکھ
زیں دو اے فریاد رس فریاد رس
اے فریاد کو پہنچنے والے ان دونوں سے فریاد کو پہنچ
کافتاب از چرخ چارم کرد خیز
کیونکہ سورج چوتھے آسمان سے طلوع کر رہا ہے

۱ شمس۔ جس طرح سورج
اضافہ میں بڑھا ہوا ہے تو تم چونکہ ضیاء
ہو لہذا تم بھی اضافہ میں بڑھے
ہوئے ہو۔ بس کس۔ چاند کی روشنی
میں بہت سے لوگوں کو راستہ نظر نہیں
آگاتا سورج کی روشنی میں نظر آ جاتا
ہے۔ منہج۔ راستہ۔ آفتاب۔ سورج
ہر حال کے کھونے اور کھرے پن کو
واضح کر دیتا ہے اسی لئے بازاروں میں
لگتے ہیں۔

۲ تا کہ۔ سورج کی روشنی میں کھٹا
کھرا نظر آ جاتا ہے اور خریدار دھوکے
سے بچ جاتا ہے رحمت۔ تاجروں کے
لئے سورج کی روشنی رحمت کامل ہے
اسی طرح مولانا حسام الدین چونکہ
ضیاء ہیں لہذا وہ بھی سالکوں کے لئے
رحمت ہیں۔ لیک۔ جس طرح
دھوکے باز سورج کی روشنی سے نفرت
کرتے ہیں اسی طرح بددلی شیوخ
مولانا حسام الدین سے نفرت کرتے
ہیں۔

۳ پس۔ کھٹا مال پر کھٹا دل کی
جان کا دشمن ہوتا ہے دشمن۔ اسی
طرح جو دنیا کے کتے ہیں وہ بزرگوں
کے دشمن ہوتے ہیں۔ انبیاء۔ انبیاء کا
مقابلہ دنیا والوں سے ہوتا ہے جو ان
کے دشمن ہوتے ہیں فرشتے ان انبیاء
کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہتے
ہیں۔ کایں۔ یعنی فرشتے دعا کرتے
ہیں کہ جو چراغ ہدایت ایسا لے کر
آئے ہیں اس کو دشمن نہ بن جائیں۔
روشنی۔ مولانا دعا فرماتے ہیں کہ اب
جبکہ خوش بیان کا آفتاب چرخ چہارم
سے طلوع کر رہا ہے تو اے خدا اس
چہارم دفتر پر انوار معرفت کی روشنی ڈال



ہیں ز چارم! نوردہ خورشید وار
ہاں چوتھے دفتر سے سورج کی طرح روشنی عطا فرما
ہر کش افسانہ بخواند افسانہ است
جس نے اس کو قصہ سمجھا وہ خود قصہ ہے
آب نیل ست و بقبیطی خوں نمود
دیہ نیل پانی ہے اور قبطی کو خون نظر آتا
دشمنِ ایں ۲ حرفِ ایں دم در نظر
اس وقت اس مثنوی کا دشمن ہماری نظر میں
اے ضیاء الحق تو دیدی حالِ او
اے ضیاء الحق تم نے اس کی حالت دیکھی ہے
دیدہ غیبت چو غیب ست اوستاد
تمہاری غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح ماہر ہے
ایں حکایت را کہ نقدِ وقت ماست
یہ حکایت جو ہمارا ماہر ہے
ناکساں را ترک گن بہر کساں
نالائقوں سے لائقوں کی خاطر قطع نظر کر لو
ایں حکایت گر نہ شد آنجا تمام
یہ قصہ اگر اس جگہ (دفتر سوم) میں مکمل نہیں ہوا ہے
تاتبا بدر بلاد و برویار
تاکہ وہ ملکوں اور شہروں پر چمک اٹھے
وانکہ دیدش نقدِ خود مردانہ است
اور جس نے اس کو اپنی دولت سمجھا وہ مرد ہے
قومِ موسیٰ را نہ خوں بود آب بود
حضرت موسیٰ کی قوم کے لئے پانی تھانہ کر خون
شد ممثل سرنگوں اندر سقر
دوزخ میں سرنگوں بنا ہوا ہے
حق نمودت پلخِ افعالِ او
اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے کارناموں کا جواب دکھادیا جائے
کم مباد ازیں جہاں ایں دید و داد
خدا کرے یہ مشاہدہ اور عطا اس دنیا سے ناپید نہ ہو
گر تماش می کنی اینجا رواست
اگر تم اس کو اس جگہ پورا کرو تو مناسب ہے
قصہ را پایاں بردِ مخلص رساں
قصہ کو پورا کرو اور انجام کو پہنچا دو
چار میں جلد ست آرش در نظام
یہ چوتھا دفتر ہے اس کو لڑی میں پورو

۱۔ ز چارم۔ یعنی دفتر چہارم سورج کو
بھی چوتھے آسمان پر ملنا جاتا
ہے۔ ہر کش۔ جو اس مثنوی کو افسانہ
سمجھے وہ خود مثنوی کو افسانہ اور مہمل
ہے۔ آب نیل۔ ایک چیز دو
فصلوں کے اعتبار سے دو جداگانہ حکم
رکھتی ہے۔ دیہ نیل حضرت موسیٰ
کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے
خون تھا۔ اسی طرح یہ مثنوی بعض
لوگوں کے لئے افسانہ ہے اور بعض
لوگوں کے لئے محبتِ معرفت ہے۔
۲۔ ایں حرف۔ یعنی مثنوی۔ سقر۔
جہنم۔ اے ضیاء الحق مولانا حسام
الدین کا کشف تھا کہ مثنوی کے منکر
ایمان سے محروم ہیں۔ پانخ۔ جواب۔
دیدہ۔ مولانا حسام الدین کے کشف
کی طرف اشارہ ہے۔ ایں۔ یعنی اس
عاشق کا قصہ جو دفتر سوم میں اوصاف
چھوڑا تھا۔ ناکساں۔ یعنی مثنوی پر
اعتراض کرنے والے۔ چار میں
جلد۔ یعنی مثنوی کا چوتھا دفتر۔

۳۔ تمہی۔ یہ عاشق رات کو
معتشوق کے فراق میں گھوم رہا تھا
راستہ میں اس نے کتوال کو دیکھا تو
اس سے ڈر کر وہ ایک باغ میں گھس گیا
وہاں دیکھا کہ اس کی معشوقہ موجود
ہے تو وہ اس کتوال کو دعائیں دینے
لگا۔ عسی۔ انسان کی چیز کو اپنے لئے
ناپسند کرتا ہے اور اسی میں اس کی
بہتری ہوتی ہے۔

تمہی ۳ حکایت آں عاشق کہ از عسّس بگریخت در باغِ مجہول
اس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجام باغ میں کتوال سے بھاگا اور
و معشوق را آں باغ یافت و عسّس را از شادی دعائے خیر میگرد
اس نے معشوق کو اس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کتوال کے لئے دعائے خیر کرتا تھا
ومی گفت کہ عسیٰ اَنْ تَکُ رَہُؤا شِیْنًا وَ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اندریں بودیم کالِ شخص از عسّس
ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کتوال کی وجہ سے
راہر اندر باغ از خوف او فرس
دور کے بارے گھوڑا باغ میں گھسا دیا

بُود اندر باغِ آلِ صاحبِ جمل
وہ حسینہ باغ میں تھی

سایہ او را نہ بود امکانِ دید
اس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا

جو یکے لقیہ کہ اول از قضا
سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں حقدار سے

بعد از ازل ۲ چند آنکہ می کوشید او
اس کے بعد اس نے جتنی بھی کوشش کی

نے بہ لایہ چارہ بُودش نے بمال
نہ خوشامد سے اس کی کوئی تدبیر تھی نہ مال سے

عاشق ہر پیشہ و ہر مطلبے
ہر مقصد اور ہر پیشے کے

چوں بدالِ آسیب در جست آمدند
جب اس معاملہ میں وہ بڑھنے لگتے ہیں

چوں در افتادند اندر جستجو
وہ جب جستجو میں لگ جاتے ہیں

چوں در افگندش جستجوئے کار
جب اس کو معاملہ کی جٹلا کر دیا

ہم ۳ براں بومی تنند و می روند
وہ اسی خوشبو کے دھپے ہوتے ہیں اور چلتے ہیں

ہر کسے را ہست امیدے برے
ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے

باز در بستندش و آل در پرست
پھر اس کا موازنہ بند کر دیتے ہیں وہ مہر کا پجاری

چوں درآمد خوش در آل باغ آنخواں
جب وہ نوجوان خوشی سے اس سے باغ میں آیا

کز غمش ایں در عنایا بد ہشت سال
جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا

ہچو عنقا وصف او را می شنید
عنقا کی طرح اس کی خوبیاں سنتا تھا

بروے افتاد و شد او را لرزا
اس سے ہو گئی تھی لرزہ اس کی لرہا ہو گئی تھی

خود مجالش می نداد آلِ شند خو
اس کو اس بد مزاج نے موقع نہ دیا

سیر چشم و بے طمع بود آل نہال
وہ بٹٹا سیر چشم اور بے طمع تھا

حق بیاورد اول کارش بے
ابتداء میں اللہ تعالیٰ اس کے ہونٹ آلودہ کر دیتے ہیں

پیش پاشاں می نہد ہر روز بند
ان کے پاؤں میں ہر روز بیڑی ڈال دیتے ہیں

بعد از ازل در بست و کاہیں جست او
اس کے بعد وہ بند کر دیتا ہے اور مہر کا مطالبہ کرتا ہے

بعد از ازل در بست کہ کاہیں بیار
اس کے بعد موازنہ بند کر دیا کہ مہر لا

ہر دے را جی و آس می شوند
ہر سانس میں امید اور ناامید ہوتے ہیں

کہ کشاندش در آل روزے درے
جی کاس معاملہ میں ایک طرف اس کے لئے موازنہ کھول دیتے ہیں

بر ہماں امید آتش پاشد دست
اسی امید پر جھج چھین ہوتا ہے

خود فرو شد پانچش ناگہاں
اچانک اس کا پاؤں خزانے میں دھنس گیا

۱۔ عنقا۔ مشقت۔ سایہ۔ محبوبہ کا
وجود تو نہ کنایہ اس کا سایہ بھی نہ کچھ
سکد ہا تھا۔ عنقا۔ لوگوں نے عنقا کی
صرف خوبیاں سنی ہیں کسی نے اس کو
دیکھا نہیں ہے۔ لقیہ۔ ملاقات۔
کے بعد آٹھ سال تک ملاقات کا کوئی
موقع نہ ملا۔ شند خو۔ یعنی محبوبہ۔ لایہ۔
خوشامد۔ بہل۔ یعنی معشوقہ۔
عاشق۔ عاشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے وہ
ابتداء پھنساتا ہے پھر ترپاتا ہے۔
در بست۔ یعنی وصال کا موازنہ بند ہو
جاتا ہے۔ کاہیں۔ مہر یعنی عشق کے
مصائب جھیلنا۔

۲۔ ہم ہاں۔ ابتداء ہونٹوں کو جو
چسکا لگا ہے اس کی وجہ سے امید و نیم
میں جٹلا رہے ہیں۔ مالکی۔ امیدوار۔
آس۔ مایوس۔ ہر کسے۔ ہر شخص
مقصود حاصل کرنے کی فکر میں آتش
زیر پا رہتا ہے۔ چوں۔ جب وہ
عاشق کو قوال کے ذریعے بھاگ کر
باغ میں گھسا تو اس کو محبوبہ کا دیدار ہو
گیا۔ فرو شد۔ یعنی محبوبہ کا دیدار حاصل
ہو گیا۔

مرعس را ساخته یزداں سبب

اللہ تعالیٰ نے کقول کو سبب بنا دیا

بند را آں معشوقہ را او با چراغ

وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لئے

پس قریں میگرد از ذوق آں نفس

اس وقت وہ ذوق و شوق سے بولتا تھا

گریاں کردم عس را از گریز

اگر میں نے بھاگ کر کقول کا نقصان کیا ہے

از عوانی مر ورا آزاد گن

اس کو سپاہی پن سے آزاد کر دے

سعد دانش ایں جہان و آں جہاں

اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنادے

گرچہ خوی آں عواں ہست اے خدا

اے خدا اگرچہ اس کقول کی عادت ہے

گر خبر آید کہ شہ جرے نہاد

اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا

ور خبر آید کہ شہ رحمت نمود

اور اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا

مانی در جان او افتد ازاں

اس سے اس کی جان غم میں مبتلا ہو جاتی ہے

صد چہنیں ادبار ہاں دارد عواں

سپاہی اس طرح کی سیکڑوں خریاں رکھتا ہے

او عواں را در دعا در می کشید

وہ کقول کو دعا میں شل کر رہا تھا

برہمہ زہر و بر او تریاق بود

وہ کقول سب پر زہر اس کے تریاق تھا

تاز نیم او دود در باغ شب

تاکہ اس کے ذرے رات کو باغ میں دھڑ جائے

طلب انگشتی در بجوی باغ

باغ کی ٹہنہ میں انگلی تلاش کر رہی ہے

بنا شائے حق دُعائے آں عس

اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ کقول کے لئے دعا کو

بیست چنداں سیم و زر بروے بریز

بیس گنا سونا اور چاندی اس بے بہا دے

آپنجاں کہ شام اورا شاد گن

جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے

از عوانی و سگی اش وار ہاں

سپاہی پن اور کتے پن سے اس کو نجات دیدے

کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا

کہ ہمیشہ مخلوق کی مصیبت کی تمنا کرتا ہے

بر مسلماناں شود او زفت و شاد

مسلمانوں پر وہ پھولتا اور خوش ہوتا ہے

از مسلماناں فگند او را بخود

مسلمانوں سے کسی پر بخشش و عطا کی

گیرش قونج زیں غم در زماں

فورا اس غم سے اس کے دھڑ قونج ہو جاتا ہے

زیں بلا فریاد رس اے مستعالم

اے مہکار! اس مصیبت سے فریاد رہی کر

کز عواں اورا چنناں راحت دسید

کیونکہ کقول سے اس کو ایسی راحت ملی تھی

آں عواں پیوند آں مشتاق بود

وہ کقول اس عاشق کا دوست تھا

۱۔ بندہ وہ اپنی معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لئے ہوئے نہریں اپنی انگلی تلاش کر رہی ہے۔ قریں۔ ساگی۔ باشند یعنی اللہ کی تعریف کے ساتھ کقول کو دعائیں دینے لگا۔ گریز۔ گریز یا گریز کرنا۔ عوانی۔ پولیس کے آدمیوں میں ظلم و ستم کا مادہ ہوتا ہے۔ سگی۔ سپاہیوں میں کتوں کی سی ہوتی ہوئی ہے کہ ہمارے پولیس کو خواہش ہوتی ہے کہ لوگ جرائم میں مبتلا ہوں تاکہ ان سے منافع حاصل کر سکے۔

۲۔ گر خبر آید۔ اگر پولیس کو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کسی قوم کو مجرم قرار دیا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اور بادشاہ سے معاف کرنے سے پولیس رنجیدہ ہوتی ہے۔ فگند۔ یعنی وہ جرم معاف کر دیا ہے۔

۳۔ ادبار۔ بھلائی سے دو گریز یا دو عواں۔ چونکہ کقول کی وجہ سے اس کو محبوب کا دیدار میسر آیا تھا اس لئے اس کو دعائیں دے رہا تھا۔ برہمہ۔ کقول وہ لوگوں کے لئے باعث مصیبت تھا لیکن اس کے لئے باعث راحت بنا۔ پیوند۔ عزیز اقرباں دوست۔

پس ابد مطلق نباشد در جہاں
پس دنیا میں بالکلیہ کوئی برا نہیں ہے
در زمانہ ہیچ زہر و قند نیست
زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے
مریکے را پا دگر را پائے بند
مریکے کے لئے پاؤں ہے دوسرے کے لئے پاؤں کی پیزی
زہر مارے آل مار را باشد حیات
سائگ کا زہر سانپ کی زندگی ہے
خلق آبی را بود دریا چو باغ
پہیائی مخلوق کے لئے نہیا باغ جیسا ہے
پنچنین بری شمر اے مرد کار
اے کام کے آدمی! اسی طرح شد کر لے
زید اندر حق آل شیطان بود
زید اس کے حق میں شیطان ہے
آں بگوید زید صدیق و سنی ست
وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے
زید یک ذات است برآں یک جہاں
زید ایک ذات ہے جو ایک پر بہشت ہے
گر سچ تو خواہی کو ترا باشد شکر
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے لئے شکر ہو
منگر از چشم خودت آں خوب را
اس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو
اس اچھی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے
بلکہ زو گن عاریت چشم و نظر
بلکہ آنکھ اور نگاہ اس سے مانگ لے

بد بہ نسبت باشند اس را ہم بدال
برا نسبت سے ہوتا ہے اس کو بھی سمجھ لے
کہ یکے را پا دگر را بند نیست
کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے قید نہیں ہے
مریکے را زہر و دیگر را چو قند
ایک کے لئے زہر ہے اور دوسرے کے لئے شکر ہے
نسبتش با آدمی باشد ممات
اس کی آدمی کے ساتھ نسبت موت ہے
خلق خاکی را بود آں مرگ و داغ
خسکی کی مخلوق کے لئے وہ موت اور باغ ہے
نسبت اس را زیک تلحد ہزار
اس کی نسبت ایک سے لاکھ تک
در حق شخص دگر سلطان بود
دوسرے کے حق میں شاہ ہے
دیں بگوید زید گبر و گشتنی ست
اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گردن زونی ہے
او بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں
اور وہ دوسرے کے لئے مجسم رنج اور بربادی ہے
پس و را از چشم عشاقش نگر
تو اس کو اس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ
میں چشم طالبان مطلوب را
مشتوق کو عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ
عاریت گن چشم از عشاق او
اس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے
پس ز چشم او بروی او نگر
پھر اس کی آنکھ سے اس کے چہرے کو دیکھ

۱۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بری چیز یہ ہمد و جود بری نہیں ہے کسی خاص نسبت سے اس میں برائی ہوتی ہے۔ زہر و قند۔ یہ دونوں چیزیں بھی مفید اور مضر خاص خاص نسبت سے ہیں۔

۲۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے باعث زندگی ہے انسان کی موت کا سبب ہے خلق۔ پانی، آبی جانور کی زندگی ہے خاکی گھر کے لئے موت ہے۔ ہم پنچنین۔ کسی چیز کا نسبت کے اعتبار سے صرف مفید اور مضر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نسبت کے اعتبار سے اس کے مفید اور مضر ہونے کے ہزاروں مدارج ہیں۔ زید۔ زید کسی کے اعتبار سے سلطان ہے۔ آں۔ جس کے لئے زید سلطان ہے وہ زید کی تعریفیں کرے گا جس کے لئے وہ شیطان ہے وہ اس کا کافر اور گردن زونی کہے گا۔

۳۔ گر۔ اگر تو زید کو اپنے لئے شکر بنانا چاہتا ہے تو اس کے عاشقوں کی نظر سے اس کو دیکھ پھر تجھے اس سے کوئی شکوہ نہ رہے گا۔ منگر۔ مٹا کر یا چشم مجنون باید دید۔ چشم خود۔ محبوب کو اپنی نگاہ سے نہ دیکھ اس کے عاشقوں کی نگاہ سے دیکھ بلکہ محبوب کا عاشقوں کی نگاہ سے بھی نہیں بلکہ خود اس کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

گفت كَانَ اللّٰهُ لَهُ زِيْسٌ ذُو الْكِبَالِ

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اس کا ہو گیا
تاہم از مُد بریہا مقبلش

تا کہ اس کی نثر نصیبی بد نصیبوں سے نجات پا جائے
سوی محبوبت حبیب ست و خلیل

تیرے محبوب کی جانب وہ محبوب اور دوست ہے

مثنوی! ایمن زسیری و ملال

تا کہ تو نفرت اور انتہاس سے محفوظ ہو جائے
چشم او من باشم و دست دولش

میں اس کی آنکھ اور ہاتھ اور اس کا دل ہو جاتا ہوں
ہر چہ مکروہ است چوں اوشد دلیل

میرا پسندیدہ ہے جب وہ راہنما ہوتا ہے

۱۔ مثنوی۔ جب انسان محبوب کو
محبوب کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ مخلوق
باخلاق اللہ ہو جائے گا اور اپنے
احساس کو فنا کر دے گا تو اس کو کان اللہ
لہ کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اس
میں بقا باللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے
گی۔ چشم لو حدیث میں ہے۔ فَاذَا
اَجَبْتُمْ كُنْتُمْ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ
وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ۔ یعنی جب
میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں
تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس
سے وہ سنتا ہے اور جس سے وہ سنتا
ہے اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں
جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہر چہ
نا پسندیدہ چیز جب کسی مرغوب چیز کا
ذریعہ بن جات ہے تو وہ بھی مرغوب
ہو جاتی ہے کو تو اس معشوقہ کے
وصال کا ذریعہ تھا لہذا وہ محبوب ہو گیا۔

۲۔ واعظ۔ منقول ہے کہ یہ واعظ
ایک تاجر تھا ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹا
تو اس نے خدا سے دعائیں اور گریہ و
زاری شروع کر دی اس پر اس کو ہاتف
غیبی نے کہا مال کے لٹ جانے پر تو
اس قدر گریہ و زاری کرتا ہے اور عمر کے
برباد ہونے کا کوئی خیال نہیں۔ اس
تنبیہ سے یہ تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف
متوجہ ہو گیا تھا۔ قاطعان راہ۔ ڈاکو۔
دست۔ چونکہ یہ ڈاکو اللہ تک پہنچنے کا
سبب بنے تو وہ اس کو محبوب ہو گئے
تھیں اور وہ ان کا دعا گو ہو گیا تھا۔

۳۔ برہمہ۔ یعنی دینا کے برے
انسانوں کے لئے دعا خیر کرتا تھا اور
نیکوں کے لئے دعا نہ کرتا تھا۔ مردار۔
لوگوں نے اعتراض کیا کہ برے لوگ
دعا کے مستحق نہیں ہیں تم ان کے لئے
دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اس نے
جواب دیا کہ ان لوگوں کا مجھ پر بہت

حکمتِ آل واعظ کہ در آغازِ ہر وعظ و تذکیرے دعائے خیر بر

اس واعظ کی حکایت جوہر وعظ اور نصیحت کے شروع میں خالوں

ظالماں و سخت دلاں خبیثاں و مُفسدِاں و بے اعتقاداں کر دے

اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مفسدوں اور بد اعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

قَطَّاعَانَ رَاہِ رَا دَاعِی شَدَّے

ڈاکوؤں کا دعا گو ہوتا

بَرَبْدَانَ و مُفْسِدَانَ و طَاغِیَاں

بروں اور مفسدوں اور سرکشوں پر

بَرہمہ کافر دلاں و اہل دیر

سب کافروں اور بت خانہ والوں پر

مِی نکر دے جُو خبیثاں رَا دُعَا

خبیثوں کے علاوہ کسی کے لئے دعا نہ کرتا

دُعوتِ اہل ضلالت جُو نیست

سزاہو کو دعا دینا سزا نہیں ہے

مِن دَعَا شَاں زِیْس سَبَبِ بَکْزِیْدہ ام

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے

آں یکے واعظ چو بر تخت آمدے

ایک واعظ جب تخت پر آتا

دَسْتِ بَرْمِی داشت یارب رحم راں

ہاتھ اٹھاتا تھا اے خدا رحم فرما

بَرہمہ سحر گنان و اہل ضیر

سب مذاق اڑنے والوں اور نقصان پہنچانے والوں پر

مِی نکر دے اُو دُعَا بَر اَصْفِیَا

وہ برگزیدہ لوگوں کے لئے دعا نہ کرتا

مَر دُرا گفتند کایں معبود نیست

لوگس نے اس سے کہا یہ معمول نہیں ہے

گفت نیکوئی از سبہا دیدہ ام

اس نے کہا میں نے ان سے بھلائی دیکھی ہے



احسان ہے میں ان کے مظالم سے پریشان ہو کر دلیلیاب ہوا ہوں اور ان کے مظالم نے مجھ تکلی میں لگا دیا ہے

تُجِبْتُ و ظلم وجود چنداں ساختند
انہوں نے ایسا ظلم اور خباثت کی
ہر گجے کہ رُوبدنیہ کر دے
جب کبھی میں دنیا کا رخ کرتا
کردے از زخم آں جانب پناہ
تکلیف سے میں اس جانب ہند پکڑتا
چوں سبب ساز صلاح من شدمند
جب وہ میری کمی کا سبب بننے والے ہوئے
بندہ می نالد بحق از در و نیش
بندہ خدا کے سامنے درد اور زخم سے آواز دہی کرتا ہے
حق ہی گوید کہ آخر رنج و درد
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور درد نے
اس ۲ لگہ زان نعمتے گن کت زند
یہ شکوہ اس نعمت کا کر جو تجھے راہ سے بھٹکائے
در حقیقت ہر عُدو دار دی تست
حقیقتاً ہر دشمن تیری دا ہے
کہ از و اندر گریزی در خلا
کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے
در حقیقت دوستان و دشمنند
حقیقتاً تیرے دوست و دشمن ہیں
ہست حیلے کناش اُسرست
ایک جانور ہے جس کا نام اُسر ہے
تا کہ چوبش میزنی بہ می شود
تو اس کے لکڑی ملتا رہے گا وہ بہتر ہو گا
نفس مومن اُسرے آمد یقین
مومن کا نفس یقیناً اُسر ہے

کہ مرا از شر بخیر انداختند
کہ مجھے برائی سے بھلائی میں لاڈ لا
من ز ایشا زخم و ضربت خوردے
میں ان سے تکلیف اٹھاتا اور مدد کھاتا
باز آوردندے گر گاں براہ
بجیز کے پیچھے لوہے لگا دیتے
پس دعا شل بر من مستلے ہوشمند
تو اے ہوشمند! ان کو دعا دینا میرا فرض ہے
صد شکایت می کند از در خویش
اپنی تکلیف کی سو شکایتیں کرتا ہے
مر ترا لبہ گناں و راست کرد
تجھے خوشدل کرنے والا اور سیدھا کر دیا ہے
از در ما دور و مطرودت کند
تجھے ہمارے دور سے دور اور مردود کرے
کیمیائے نافع و دلجوی تست
تیرے لئے مفید کیمیا اور پسندیدہ ہے
استعانت جوئی از لطف خدا
اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مدد چاہتا ہے
کہ ز حضرت دور و مشغولت کنند
کیونکہ تجھے خدا کے بارے میں بے نیاز کرتے ہیں
گو بزخم چوب زفت و لُمرست
جو لکڑی کی مد سے مونا اور قوی ہوتا ہے
اُوز زخم چوب فرہ می شود
وہ لکڑی کی چوٹ سے مونا ہو گا
کو بزخم ورنج زفت ست و سمن
جو چوٹ اور رنج سے قوی اور مونا ہوتا ہے

۱ ہر گجے جب میں ان کے
ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو یہ اس قدر ظلم
کرتے تھے کہ میں خدا کی طرف
رجوع کرتا تھا۔ بارہ تو ان کا ظلم مجھے
دنیا سے ہٹا کر اللہ کی راہ کی طرف لگا
دیتا تھا۔ بندی نالد۔ تالاب مولانا
فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی رنج
اور مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے تو
اللہ فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا شکوہ
یہاں ہے یہ مصیبت تو تجھے میری طرف
متوجہ کر رہی ہے۔

۲ ایں۔ شکوہ تو میری اس نعمت
سے ہونا چاہیے جو تجھے مجھ سے بے
نیاز بناتی ہے۔ حقیقت۔ چونکہ دشمن
اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنتا ہے تو
وہ حاصل تیرے لئے نافع۔ اور کیمیا
ہے۔ دوستان۔ انسان کے دوست
اس کے حقیقی دشمن ہیں کیونکہ وہ خدا
سے غافل بناتے ہیں۔

۳ اسر۔ بالضم و غیر مجرہ مضموم
خارپشت۔ اسی کو درد میں ہی کہا جاتا
ہے اس پر اگر لاٹھی ماری جاتی ہے تو وہ
بدن کو زیادہ مضبوط اور مونا کر لیتا ہے۔
لُمر۔ قوی۔ نفس مومن۔ مومن کی
روح مصائب جھیل کر زیادہ قوی ہوتی
ہے۔ سمن۔ مونا۔

۱۔ زس سبب۔ چونکہ انبیاء کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا ہوتا ہے لہذا ان کو زیادہ مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پوست۔ کچے چمڑے پر دوا میں لگا کر جب اس کو مالیدہ کیا جاتا ہے تو وہ تری بن کر بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ ادیم طائفی۔ طائف کی بنی ہوئی نری مشہور تھی۔ ورنہ۔ کچے چمڑے پر تیز دوا میں نہ ملی جائیں تو وہ سڑ جائے۔ آدمی۔ کو بھی کچے چمڑے کی طرح سمجھو جو فاسد رطوبتوں کی وجہ سے بد صورت اور پوٹھل ہے۔

۲۔ تلخ و تیز۔ انسانی بدن کی اصلاح کے لئے بھی تلخ و تیز مچلے اور عبادات کی ماش کی ضرورت ہے تب وہ پاک اور صاف بنے گا۔ دینی تانی۔ اگر انسان اپنے اختیار سے مجاہدے نہیں کر سکتا ہے تو اسے آسمانی مصائب پر صبر کرنا چاہیے وہ مصائب اس کے لئے مجاہدوں کے قائم مقام بن جائیں گے کہ بلائے انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی طرف سے اس کا امتحان اس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔ چوں صفا۔ جب آسمانی مصائب سے انسان اپنی باطنی صفائی محسوس کرتا ہے تو وہ مصیبت اس کے لئے شریں بن جاتی ہے یہی کڑوی دوا کا حل ہے۔ برویند۔ پھر اپنی تخریب میں اپنی تعمیر سمجھتا ہے اور دقتی سے قتل تک کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس عواں۔ یہ حکمت خداوندی ہے کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی پاداش میں عذاب بنا دیتی ہے اور ان کے حق کی طلب کو نیک بندوں کے لئے درجات کی ترقی کا سبب بنا دیتی ہے۔ رحم ایمان کا تقاضا پر رحم ہے جو سای میں نہیں رہتا ہے اور اس میں غلظت اللہ سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو کفر اور گمراہی کی جڑ ہے۔

زس اس سبب برانبیاء رنج و شکست اسی وجہ سے انبیاء پر رنج اور تکلیف تاز جانہا جان شاں شد زفت تر حتی کہ ان کی روح تمام رگوں سے زیادہ قوی ہو گئی پوست از دارو بلا کش می شود چمڑا دوا سے مصیبت جھیلنے والا بن جاتا ہے ورنہ تلخ و تیز مالیدی درو اگر تو تلخ اور تیز مسالے اس پر نہ ملتا

آدمی را پوست نالمد بوغ داں آدمی کو بغیر دباغت کی کھل سمجھ تلخ و تیز و مالش بسیارده اس کو تلخ اور تیز دوا دے اور بہت مل ورنہ نمی تانی رضادہ اے عیار اے کمرے اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا کہ بلائے دوست تطہیر شماست کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے

چوں صفا بیند بلا شیریں شود جب صفا دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی ہے برو بیند خویش را در عین مات وہ بعینہ ہار میں اپنی جیت سمجھتا ہے

اس سعوں در حق غیرے سود شد یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا رحم ایمانی از و بہریدہ شد ایمانی رحم اس سے منقطع ہو گیا کار گاہ خشم گشت و کیس وری وہ غصہ اور کینہ کا کارخانہ بن گیا

از ہمہ خلق جہاں افزوں ترست دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ ہوتی ہے کہ ندیدند آں بلا قومے دگر کیونکہ وہ مصیبت کسی دوسری قوم نے نہیں دیکھی ہے چوں ادیم طائفی خوش می شود طائف کی نری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے گندہ گشتے ناخوش او ناپاک بو گندہ اور برا اور بدبودار ہو جاتا

از رطوبت ہاشدہ زشت و گراں جو رطوبتوں سے بھدا اور بھاری ہو رہا ہے تا شود پاک و لطیف و بامزہ تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شاندار ہو جائے کہ خدا رنجت دہد بے اختیار کہ خدا تجھے مجبوراً تکلیف میں مبتلا کر دے علم او بالائے تدبیر شماست اس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے

خوش شود دار و چو صحت میں شود جب صحت کو دیکھتا ہے تو دوا اچھی لگتی ہے پس بگوید اُقتلونی یا ثقات تو کہتا ہے اے بھروسہ والو! مجھے قتل کر دو

لیک اندر حق خود مردود شد لیکن اپنے حق میں مردود ہو گیا کین شیطانی برو پیچیدہ شد شیطانی کین اس پر ت گیا کینہ داں اصل ضلّاں و کافری کینہ کو گمراہی اور کافری کی جڑ سمجھ

سوال کردنِ شخصے از عیسیٰ کہ یا روح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا
ایک شخص کا حضرت عیسیٰ سے دریافت کہ اے روح اللہ وجود میں سب سے زیادہ
صعب تر چیست و جواب گفتن عیسیٰ علیہ السلام
خست کیا چیز ہے؟ اور حضرت عیسیٰ کا جواب دینا

چست در ہستی ز جملہ صعب تر
وجود میں سب سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟
کہ ازاں دوزخ ہمی لرزد چوما
کہ اس سے دوزخ بھی ہماری طرح لرزتی ہے
گفت ترکِ خشم خویش اندر زماں
فرمایا دنیا میں اپنے غصہ کو ترک کر دینا
خشم حق یاد آور و در گش عنان
اللہ تعالیٰ کا غصہ یاد کر لے اور باگ کھینچ لے
خشم زشتش از سبع ہم در گزشت
اس کا بڑا غصہ دندے سے بھی بڑھ گیا ہے
باز گردوزاں صفت آں بے ہنر
کہ وہ بے ہنر اس عادت سے باز آ جائے
اس خن اندر ضلال افگند نیست
یہ بات گمراہی میں مبتلا کرنا ہے
لیک نبوداں ہمیں ماءِ معین
لیکن وہ پیشاب، جلدی پانی نہیں ہوتا ہے
در میان باغ با رشکِ قمر
باغ میں رشکِ قمر محبوبہ کے ساتھ

گفت عیسیٰ را یکے ہشیار! سر
ایک بیدار مغز نے حضرت عیسیٰ سے کہا
گفتش اے جاں صعب تر خشم خدا
انہوں نے اس سے فرمایا جان خدا کا غصہ سب سے سخت ہے
گفت زیں خشم خدا چہ بود اماں
اس نے کہا خدا کے غصہ سے پہلو کی کیا صورت ہے؟
کظم غیظ است اے پسر خطِ اماں
اے بیٹا! غصہ کا پی جانا اس کا فرمان ہے
پس عوان کہ معدنِ اس خشم گشت
تو سپاہی جو اس غصہ کی کان بن گیا ہے
چہ امیدتیش بر حمت جو مگر
اس کو رحم کی کیا امید ہے؟ سوائے اس کے
گر چہ عالم را ازیشاں چارہ نیست
اگرچہ دنیا کو آن سے بے نیازی نہیں ہے
چارہ نبود ہم جہاں را از ہمیں
دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے
باز گو احوال آں خستہ جگر
اس خستہ جگر کے احوال پھر بیان کر

قصہ خیانت کردنِ عاشق و بانگِ زدنِ معشوق
عاشق کا خیانت کرنے کا ارادہ کرنا اور معشوق کا چیخ پڑنا

چونکہ تنہایش بدید آں سادہ مرد
چونکہ اس سادہ لوح انسان نے اس کو اکیلا دیکھا
زود او قصہ کنار و بوسہ کرد
جلد اس سے بغل گیر ہونے لگا اور اس کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا

۱۔ ہشیار سر۔ بیدار۔ بختی۔ وجود
صعب تر۔ زیادہ سخت کہ ازاں۔
غضب خدوندی سے دوزخ بھی
کا ہنچی ہے۔ گفت۔ خدا کے غضب
سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ انسان
اپنی ذاتِ غصیبہ پر قابو پالے۔
۲۔ کظم غیظ۔ غصہ کو پی جانا خط
اماں۔ اس کا حکم نامہ۔ در گش۔
قرآن پاک میں مومنوں کی صفت میں
بیان فرمایا گیا ہے۔ وَ لَمْ يَكُ غَافِقِينَ
لَغِيظٍ وَ لَقَارِقِينَ غنِ قُفُوفٍ۔ اور
جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو
معاف کرتے ہیں۔ کظم۔ دندے۔ چہ
امید۔ حدیث شریف ہے۔ مَنْ
لَا يُؤْخَمُ لَا يُؤْخَمُ۔ جو شخص دوسروں پر
رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
۳۔ اگرچہ۔ انتظام قائم کرنے
کے لئے سپاہیوں کا وجود ضروری اور
یہی بات ان کے لئے اور گمراہی کا
سبب ہے کہ اپنے وجود کو ضروری سمجھ کر
ظلم پر جرات کرتے ہیں۔ لیکن اس
کی ضرورت ان کے لئے تعریف کا
سبب نہیں ہو سکتی ہے بہت سی گندی
چیزوں کو بھی دنیا کو ضرورت ہے لیکن
اس ضرورت کی وجہ سے ان کو پاک
قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہمیں۔
پیشاب۔ ماءِ معین۔ جلدی پانی۔
قصہ خیانت یعنی اس عاشق کا اس
میں سے بوسہ کنار کا ارادہ کرنا۔ سادہ
مرد۔ یعنی بھولا عاشق۔

بانگ ابروے زد بہیبت آل نگار

وہ معشوق کڑک کو اس پر چینی

گفت آخر خلوت ست و خلق نے

اس نے کہا آخر تنہائی نہیں چاہتا ہے

کس نمی جُبد درینجا جزو کہ باد

یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلتا ہے

گفت اے شیدا کہ ابلہ بودہ

اس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے

باد را دیدی کہ می جُبد بداں

تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے کچھ لے

مروءہ تصریف ضع ایزدش

اللہ تعالیٰ کی کارگیری کے تصرف کا پنکھا

جزو بادے کہ حکم مادرست

تھوڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے

جُبش ایں جزو باداے سادہ مرد

اے سادہ مزاج انسان! ہوا کے اس جزو کی حرکت

جُبش بادِ نفس کاندرب لب است

سانس کی ہوا کی حرکت جو ہونٹ میں ہے

گاہ دم رامدح و پیغامے گند

کبھی وہ روح جسم سانس کو مدح اور پیغام بناتا ہے

پس بداں احوال دیگر بادہا

تو دوسری ہواؤں کے احوال سمجھ لے

باد را حق گہ بہاری می گند

اللہ تعالیٰ کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے

۱۔ بانگ۔ یعنی معشوق نے اس

عاشق کو اس پیہا کی پر ڈانٹا۔ گفت۔

عاشق نے کہا تنہائی ہے اور میں وصل

کا پیاسا ہوں صبر کی طاقت کہاں

ہے۔ گشاد۔ خوشی، کامیابی۔ اے

شیدا۔ معشوق نے کہا۔ بدعا دیدی۔

جب تو ہوا کو چلتا دیکھ رہا ہے تو سمجھ

لے کہ ہوا کو چلانے والا موجود ہے۔

۲۔ راں۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن

پاک میں فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي

يُرْسِلُ الرِّيحَ بَشْرًا تَبْتَثُ

الْبُحْبُوحَ۔ یعنی وہی قادر مطلق ہے جو

بادوں رحمت سے بکھلتے ہوؤں کو بھیجتا

ہے کہ لوگوں کو بارش کی آمد کی خوشخبری

دیں۔ مروءہ۔ پنکھا۔ جزو۔ انسان

کے پاس جزوی ہوا ہے وہ بغیر چلانے

والے اور پنکھے کے حرکت نہیں کرتی

ہے تو اسی طرح کل ہوا کو سمجھو وہ

قدرت کے پنکھے کے بغیر کب حرکت

کرے گی۔ بادِ نفس۔ یہ اس بات کی

دوسری مثال ہے کہ ہوا بغیر چلانے

والے کے نہیں چلتی ہے۔ سانس کی

ہوا کو بھی روح اور جسم حرکت میں

لائے ہیں۔

۳۔ گاہ۔ کبھی روح اور جسم سانس

کی ہوا میں اچھلتی اور برکتی کا تصرف

کرتے ہیں کبھی جس کو گالی بنا دیتے

ہیں کبھی تعریف کے الفاظ بنا دیتے

ہیں۔ نہا۔ عقلیں۔ باد۔ عالم کی ہوا

میں بھی اللہ کے تصرفات ہیں۔ کبھی

اس کو باد بہاری بنا دیتا ہے کبھی باد

سوم۔ عاری۔ تنگ۔ خالی

کہ مرد گستاخ ادب را ہوش دار

گستاخی سے آگے نہ بڑھ ادب کا خیال کر

آب حاضر تشنہ ہچکوں منے

پانی موجود ہے، پیاسا مجھ جیسا ہے

کیست حاضر چیست منع زیں گشاد

کون موجود ہے؟ اس بے تکلفی سے کون منع ہے؟

اہلی وز عاقلان نشودہ

تو احمق ہے اور تو نے عقلمندوں سے کچھ نہیں سنا ہے

باد جُبانیست اینجا باد راں ۲

یہاں کوئی ہوا کو چلانے والا ہوا کو حرکت دینے والا ہے

زد بریں باد و ہمی جُباندش

اس ہوا پر لگتا ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے

باد بیزن تاجنبانی نجست

جب تک تو پنکھا نہ ہلائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے

بے تو و بے باد بیزن سرنگرد

تیرے بغیر اور پنکھے کے بغیر نہ ہوئی

تبع تصریف جان و قالب است

وہ روح اور جسم کے تصرف کے تابع ہے

گاہ دم راہجو و دُشنایے گند

کبھی سانس کو ہجو اور گالی بنا دیتا ہے

کہ ز جُوبے کل ہمی بیند نہا

کیونکہ عقلیں جزو سے کل سمجھ لیتی ہیں

دردیش زیں لطف عاری می گند

ناگھ کے مہینہ میں اس کو اس لطف سے خالی کر دیتا ہے



برگروہ عادۃ صرصر می کند

قوم عاد پر آندھی بنا دیتا ہے

می کند یک باد راز ہر و سموم

ایک ہوا کو وہ زہر اور لو بنا دیتا ہے

باد دم را بر تو بنہاد او اساس

سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا

دم نمی گردد خن بے لطف و قہر

سانس مہربانی اور قہر کے بغیر کام نہیں بنتا ہے

مرواحۂ جنباں پے انعام کس

پگھلا کسی کی نعمت رسانی کے لئے ہوتا ہے

مرواحہ تقدیر ربانی چرا

خدا کی تقدیر کا پگھلا کیوں

چونکہ جزو باد دم یا مرواحہ

چونکہ سانس یا پگھلے کی جزوی ہوا

ایں شمال و ایں صبا و ایں دیور

یہ شمالی ہوا اور یہ پورا اور یہ چچھو

پک کف گندم ز انبارے ہیں

ذخیر میں سے ایک منگی گیہوں دیکھ لے

کل باد از برج باد آسماں

آسمان کے ہوائی برج سے کل ہوا

بر سر خرمن بوقت انتقاد ۳

گہانے کے وقت کھین پر

تا جدا گردد ز گندم کلہا

تاکہ گیہوں سے بھوسا جدا ہو جائے

چوں بماند دیر آں باد و زال

جب چلنے والی ہوا میں دیر ہوتی ہے

باز بر ہودش معطر می کند

پھر ہود کے لئے اس کو خوشبو دار بنا دیتا ہے

مرصبا را می کند خرم قدم

پروا کو بابرکت آمد بنا دیتا ہے

تا گنی ہر باد را بروے قیاس

تاکہ تو ہر ہوا کو اس پر قیاس کر لے

برگروہ شہد و بر قومے ست زہر

وہ ایک قوم پر شہد اور ایک قوم پر زہر ہے

وز برائے قہر بر پشہ و مگس

مچھر اور مکھی پر قہر کے لئے ہوتا ہے

پر نہا شد ز امتحان وز ابتلا

امتحان اور آزمائش سے پر نہ ہو گا؟

نیست لا مفیدہ یا مصلحہ

نہیں ہے مگر خراب کرنے والی یا ٹھیک کرنے والی

کے بود از لطف و از انعام دور

مہربانی اور انعام سے دور کب ہو گی؟

فہم کن کاں جملہ باشد ہمچنین

سمجھ لے کہ سب ایسے ہی ہوں گے

کہ جہد بے مرواحہ آں بادراں

اس ہوا چلانے والے کے پگھلے کے بغیر کب چلتی ہے؟

نے کہ فلاحاں ز حق جویند باد

کیا کاشتکار خدا سے ہوا نہیں مانگتے ہیں؟

تا بانبارے رود یا چاہبا

تاکہ گیہوں ذخیر میں جائے یا کھیتوں میں

جملہ را بنی بحق للہ گناں

تو سب کو خوشامد کرتے ہوئے دیکھتا ہے

۱۔ عاد قوم عاد کے لئے دید آندھی
بنی اور اس نے ان کو ہلاک کیا۔
حضرت ہود کے لئے وہ خوشگوار بنی۔
سموم۔ لو خرم۔ مہلک ہارم سانس
کی ہوا سے تم دوسری ہوا کی باتیں سمجھ
لو دم انسان کے سانس کی ہوا میں
بھی وہ موثر ہے کہ کسی کے لئے اس کو
شہد بنا دیتا ہے اور کسی کے لئے زہر
اسی طرح عام ہوا کو سمجھ لو کہ اس کو کسی
کے لئے انعام بنا دیتا ہے کسی کے
لئے اس کو قہر بنا دیتا ہے۔

۲۔ مرواحہ قدرت کا پگھلا جو اس
ہوا کو حرکت دیتا ہے اس میں بھی
قوموں کا امتلا اور امتحان ہے۔ چونکہ
جبکہ سانس اور پگھلے کی ہوا میں راحت
رسانی یا ایذا رسانی ہے تو لامحالہ کل ہوا
میں بھی یہ تاثیر ہوگی اور اس کی یہ
تاثیریں اللہ کے پگھلے کی پیدا کردہ
ہیں۔

۳۔ انتقاد یعنی دانوں کو بھوسے
سے جدا کرتا۔ فلاحاں۔ کاشتکار۔
کلہا۔ بھوسہ۔ چاہبا۔ یعنی غلہ کی
کھیتیں

بچنیں در طلق آں بادِ ولاد

اسی طرح دردِ زہ میں وہ پیدائش کی ہوا

گر نمی داندش رانندہ اوست

اگر لوگ نہیں جانتے کہ کوئی اس کا چلانے والا ہے

اہل کشتی ہچمناں جو یائے باد

اہل طرح کشتی والے ہوا کے طالب ہیں

بچنیں بر دردِ دندانہا زیاد

اسی طرح دانتوں کی جیس میں دم کے ذریعہ

از خدا لائے گناں آں جُندیاں

خدا سے لشکرِ خوشامد کرتے ہیں

رُقعہ تعویذ می خواہند نیز

نیز تعویذ کا کافہ مانگتے ہیں

پس ۱ ہمہ دانستہ انداں را یقین

تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں

پس یقین در عقل ہر دانندہ ہست

پس ہر جانکد کی عقل کو یقین ہے

گر تو اوستا را می نہ بینی در نظر

اگر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے

تن بجاں جُندِ نمی بینی تو جاں

جسمِ نہ کی ذریعہ حرکت کرتا ہے تو نہیں دیکھتا ہے

گفت ۲ لو گر اہلہم من در ادب

اس نے کہا اگر میں اب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں

گفت ادب ایں بود کہ خود دیدہ شد

اس نے کہا ادب تو یہ تھا جو دیکھ لیا گیا

گر نیابد بانگ درد آید کہ داد

اگر نہ آئے درد کی آواز آئے کہ فریاد ہے

باد را پس کردن زاری چہ خوست

تو ہوا کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب

جملہ خواہش از اں رب العباد

اس رب العباد سے اس کے خواہش ہیں

دفع میخوای بسوز و اعتقاد

سوز اور اعتقاد کے ساتھ مدافعت چاہتا ہے

کہ بدہ بادِ ظفر اے کامراں

کہ اے کار ساز کامیابی کی ہوا چلا دے

در شکنجہ طلق زن از ہر عزیز

عشرت کے دردِ زہ کی تکلیف کے وقت ہر عزیز ہے

کہ فرستد بادِ ربِّ العالمین

کہ دونوں جہان کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

اینکہ با جُندہ جُبانندہ ہست

کہ تلے والی ہوا کا کوئی چلانے والا ہے

فہم کن آں را باظہار اثر

اثر کے ظاہر کرنے سے تو اس کو سمجھ لے

لیکن از جُندِ تن جاں بدال

لیکن جسم کے تلے سے روح کو سمجھ لے

زیر کم اند و وفا و در طلب

تو جستجو اور وفا دہی میں غفلت ہوں

آں دگر را خود ہمیدانی تولد

وہرے کو تو جھگڑاؤ خود جانتا ہے

۱۔ طلق۔ دردِ زہ ولادت کے

وقت اللہ تعالیٰ پر رحم اور کرم ہوا سے پھیلا

دیتا ہے تب بآسانی ولادت ہوتی

ہے گر نمی داند۔ جب کہ یہ تصور ہوتا

ہے کہ اس ہوا کا چلانے والا خدا ہے تو

اس کے سامنے گریہ و زاری کی جاتی

ہے نہ محض ہوا کے سامنے کون گریہ

زاری کرے۔ بل کشتی۔ کشتی والے

بھی بادِ موافق کے لئے خدا سے دعا

مانگتے ہیں۔ دردِ دناں۔ دانتوں میں

درد کے وقت لوگ بزرگوں سے دم

کراتے ہیں۔ جندِ پاں۔ فوج کامیابی

کی ہوا کی دعا کرتی ہے۔

۲۔ پس ہمہ۔ من تمام واقعات

سے معلوم ہوا کہ سب لوگ ہوا کا

چلانے والا خدا کو مانتے ہیں۔ پس۔

یقین سب عقلمندوں کا یقین ہے کہ

حرکت والے کرنے کے لئے کوئی

ذات حرکت میں لانے والی ہے۔ گر

تو۔ اگر تو حرکت دینے والے کو نہیں

دیکھ سکتا ہے تو اس کے حرکت دینے

سے اس کے موجود ہونے کو سمجھ لے

تن بجاں۔ انسان کے جسم کو روح

حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح

کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔

۳۔ گفت۔ عاشق نے کہا کہ

اگر لب کے سلسلہ میں مجھ سے حلق

ہوئی ہے تو اس سے مدد کر دیجئے اور

میری وفا دہی اور جستجو کی قدر کر کے

مجھے مغرب بنا لیجئے۔ لب ایں۔ لب

محبوب نے کہا کہ تیرے لب کی

حالت تو یہ تھی جو دیکھ لی گئی اب ہاتیرا

وفا دہ جستجو کا دعویٰ تو اس کو بھی اس پر

قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لذ۔ لذ کی جمع

ہے۔ جھگڑاؤ۔



خود ادب ایں بود و آں دیگر دہیں زیں بتر باشد کہ دید ہمیش یقیں
خود ادب تو یہ تھا دوسری پوشیدہ باتیں اس سے بتر ہوں گی کیونکہ ہم نے یقین کے ساتھ اس کو کچلایا ہے
ہر چہ زیں کوزہ تراود بعد ازیں یک نمط خواہد بدن جملہ چہیں
اس پہالے سے جو نکلتا ہے اس کے بعد سب اسی طرح کا ہو گا

قصہ ۱ صوفی کہ بخانہ آمد وزن را با بریگانہ دید
اس صوفی کا قصہ جو گھر پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھا

صوفی آمد بسوئے خانہ روز خانہ یک در بود وزن با کفش دوز
دن میں ایک صوفی گھر میں آیا گھر کا ایک دروازہ تھا اور بیوی موچی کے ساتھ تھی
بہفت گشتہ با حریف خویش زن اندراں یک حجرہ از وسواں تن
بیوی اپنے یاد کے ساتھ ہم بستر تھی اس ایک حجرے میں بدن کی خواہش کی وجہ سے
چوں بزد صوفی بختہ در چاشتگاہ ہر دو در ماندند نے حیلست نہ راہ
جبکہ چاشت کے وقت صوفی نے سختی سے دروازہ پٹا دونوں عاجز ہو گئے نہ تدبیر تھی نہ راستہ
ہیچ معبودش نہ بد کو آں زماں سوئے خانہ باز گردد از دُکال
اس کا یہ کبھی معمول نہ تھا کہ وہ اس وقت دکان سے گھر کر لوٹ آئے
قاصد ۲ آں روز بیوقت آں مروع از خیالے کرد باخانہ رجوع
اس روز اس خوفزدہ نے قصابا بے وقت کسی خیال سے گھر واپسی کر دی
اعتماد زن براں کو ہیچ بار ایں زماں تاخانہ نامہ اوز کار
بیوی کو اس پر بھروسہ تھا کہ وہ کبھی بھی اس وقت کام سے فارغ ہو کر گھر نہیں آیا ہے
آں قیاس راست نامہ از قضا گرچہ ستارست ہم بد ہد سزا
تقدیر سے اس کا وہ قیاس درست نہ ہوا اگرچہ وہ خدا پرہ پوش ہے سزا بھی دے دیتا ہے
چونکہ بد کری ہنس ایمن مباش زانکہ تخم ست و بردیاند خدش
جبکہ تو نے بدی کی تو ذرا مطمئن نہ ہو کیونکہ وہ سچ ہے اور خدا اس کو آگاہ دیتا ہے
چند گاہے او پو شانند کہ تا آمد آخر زان پشیمانی حیا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ بالآخر اس شرمندگی سے حیا پیدا ہو جائے

۱۔ قصہ صوفی اس عاشق نے جس طرح اپنے جرم کے باوجود ڈھٹائی ثبوت دیا اسی طرح صوفی کی اس بیوی کی حالت ہے۔ خانہ یعنی گھر کا ایک دروازہ تھا یہ ممکن نہ تھا کہ موچی کو وہ دروازے سے نکل دیتی۔ کفش دوز۔ موچی۔ حریف۔ ہم پیشہ۔ دوست دشمن۔ وسواں تن۔ یعنی جسمانی شہوت۔ معبود۔ یعنی صوفی کا اس وقت گھر واپس آنے کا دستور نہ تھا۔

۲۔ قاصد۔ صوفی جان بوجھ کر بے وقت گھر پر آیا۔ مروع۔ خوفزدہ۔ یعنی اس کو بیوی کی بد چلتی کا اندیشہ تھا۔ اعتماد۔ بیوی کا یقین تھا کہ صوفی دکان سے شام کو ہی لوٹتا ہے۔ گرچہ حضرت حق اسان کی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن کبھی سزا کے ٹھہ پر سوا بھی کر دیتا ہے۔

۳۔ چند گاہے خدا کی ستاری اس لئے ہوتی ہے کہ شاید بندہ شرما کر خود برائی کو چھوڑ دے۔ حکایت۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عموماً چہل مرتبہ خطا پر پردہ پوشی کرتا ہے اور نہ کہ بار بار کرنے پر گرفت کرتا ہے۔

حکایت بر سبیل تمثیل

مثلاً حکایت

چوں عمر آں شاہ و میر مومنان

جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیر عمرؓ نے

بانگ زداں دزد کاے میر دیار

وہ چور چینا کہ اے ملک کے حاکم!

گفت امیرش حاش اللہ کہ خدا

اس سے امیر نے فرمایا خدا بچائے کہ خدا

بارہا پوشد پے اظہارِ فضل

وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پردہ پوشی کرتا ہے

تا کہ ۲ ایں ہر دو صفت ظاہر شود

تا کہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں

بارہا رن نیز آں بد کردہ بود

صوفی کی بیوی نے بھی بارہا وہ بدی کی تھی

آں نمی دانست عقل پی سست

وہ کزہ عقل والی یہ نہ جانتی تھی

آچنانش ۳ تنگ آورد آں قضا

اس کو قضا نے ایسا تنگ کیا

نے طریق و نے رفیق دے لیا

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ لان

آچنان کہ زن دریاں حجرہ خفا

جیسا کہ عورت اس خلوت کے حجرے میں

گفت صوفی بادل خود کائے دو گبر

صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے دو کافرا

لیک نادانستہ آرم ایں نفس

لیکن اس وقت ملاقات بن جاؤں گا

از شما کینہ گشد پنہاں محق

حقہ تم سے خفیہ بدلے گا

داد دزدے را بجلاد و عواں

ایک چور کو جلا د اور سپاہی کے سپرد کیا

اولیں بارست جرم زہنہار

میری خطا پہلی بار ہے معاف کیجئے

بار اول قہر راند و جزا

پہلی مرتبہ بدلے میں قہر فرمائے

باز گیرد از پے اظہارِ عدل

پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے

آں مبشر گردد ایں منذر شود

وہ خوشخبری دینے والی اور یہ ڈرانے والی بن جائے

سہل بگذشت آں وسہلش می نمود

جو آسانی سے گزر گئی اور اس کو آسان نظر آئی

کہ سبودانم ز جو ناید درست

کہ ٹھیکہ نہر سے ہمیشہ سالم نہیں ہوتی ہے

کہ منافق را گند مرگ فنا

جس طرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے

دست کردہ آں فرشتہ سوی جاں

فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

خُشک شد او و حریفش زابتلا

وہ اور اس بار مصیبت میں مبتلا ہونے سے خشک ہو گئے

از شما کینہ کشم لیکن بصر

میں تم سے بدلہ لوں گا لیکن صبر کے ساتھ

تا گردد مطلع زیں حال گس

تا کہ اس حالت سے کوئی واقف نہ ہو

اندک اندک ہچمو بہاری دق

آہستہ آہستہ جیسا کہ باریکی بھاری

۱۔ جلا دہ شخص جو مجرموں کو سزا دیتا ہے۔ دیار۔ یعنی ملک۔ اولیں۔ یہ میں نے پہلی بار چوری کی ہے معاف کر دیجئے۔ بارہا۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت فضل کے اظہار کے لئے پردہ پوشی کرتا ہے اور پھر اظہارِ عدل کے لئے گرفت کرتا ہے۔

۲۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنی دونوں صفتوں کے اظہار کے لئے ہے تاکہ فضل انسان کو خوشخبری دینے والا ہے اور اس کا عدل مجرم کو خوف دلانے والا ہے۔ بارہا۔ یہی اس سے پہلے بھ یہ گناہ کر چکی تھی اور اللہ کی ستادی نے اس کی پردہ پوشی کی تھی لیکن وہ یہ نہ سمجھی کہ غلطی ہر بار معاف نہیں کی جاتی ہے۔

۳۔ آچنانش۔ اس بیوی کو قضا خداوندی نے اس طرح لاچار کر دیا جس طرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے اور اس کو توبہ کا موقع بھی نہیں دیتی ہے۔ فنا۔ فنا (۴)۔ اچانک۔ نے طریق۔ موت کے منافق کو لاچار کرنے کا بیان ہے۔ حجرہ خفا۔ وہی حجرہ جس میں وہ چھپے ہوئے تھے کینہ کشم۔ یعنی تم دونوں سے بدلہ لوں گا لیکن صبر کے ساتھ لوں گا۔ نادانستہ۔ یعنی تمہارے اس فعل کو ان دیکھا بتاؤں گا تاکہ شہد و شری نہ ہو اور محکمہ دلوں کو اس کا پتہ نہ چلے۔ از شما۔ حق کی پہلی مریض کو کھلا دیتی ہے اور مریض کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔

مرد دق باشد چو نخل ہر لحظہ کم
مذوق برف کی طرح ہر لکھ کھتا ہے
ہچمو کفتارے بھی گیرندش او
بجو کی طرح جس کو گرفتہ کرتے ہیں وہ
نیست در سوراخ کفتارے عمو
اے بچا! جھٹ میں بجو نہیں ہے
اسی ہی گویند و بندش می نہند
وہ یہ کہتے ہیں اور اس کو پکڑ لیتے ہیں
ہیچ پنہاں خانہ آل زن را نبود
اس عورت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
نے تنورے کہ درد پنہاں شود
نہ کوئی تنور کہ اس میں چھپ جائے
ہچمو عرصہ پہن روز رستخیز
حشر کے دن میدان کی طرح پات
گفت یزید صفی آل جلے حرج ۳
اس نعل کی جگہ کے لئے خدا نے فرمایا

لیک پندارد بہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں
غرہ آل گفت کایں کفتار گو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ بجو کہیں ہے؟
گشتہ او مغرور ترزیں گفتگو
وہ اس گفتگو سے اور زیادہ دھوکے میں پڑ گیا
او خوش و آسودہ کرمن غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں
سج ۲ و ولینز و رہ بالا نبود
خانہ اور دیوہی اور لوہر کا راستہ نہ تھا
نے جوالے کہ حجاب آل شود
نہ کوئی بھرا کہ اس کا پردہ بن جائے
نے گود نے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھاگنے کی جگہ
بہر محشر لا تری فیہا عوج
محشر کے لئے تو اس میں کبھی نہ دیکھے گا

۱۔ نخل۔ برف آہستہ آہستہ مکمل کر
ختم ہو جاتی ہے کفتارے بجو کے
شکاری بجو کے بھٹ کے پاس آپس
میں زور زور سے کہنے لگتے ہیں کہ بجو
بھٹ میں نہیں ہے۔ بجواں کی باتوں
سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور گرفتہ
ہو جاتا ہے۔ بچا۔ اس گھر میں بیوی
کے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔
۲۔ سمج۔ پہاڑ کی کھنڈ خانہ۔
بالا۔ زینہ۔ جوال۔ بھرا گو۔ گڑھا۔
پشتہ۔ یعنی دیوار۔ گریز۔ قرآن پاک
میں ہے وَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ
لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ
عَوَاجِلُ لَا تَرٰی لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ
پہاڑوں کے بارے میں دریافت
کرتے ہیں تو کہہ دو میرا پردہ نگار ان کو
ازادے گا اور زمین کو ہموار میدان کر
دے گا کہ جس میں تو نہ تو موز دیکھے گا
اور نہ لعل نخل۔

۳۔ حرج۔ نعلی۔ گناہ۔ عوج۔
نیز۔ چادر۔ یعنی بیوی نے اس
موجی کو چادر اڑھا دی تاکہ صوفی اس کو
مرد کی بجائے عورت سمجھے اور ہزارہ
کھول کر اس کو نکال دیا۔ زیر چادر۔
چادر میں وہ مرد نہ چھپ سکا اور اس
طرح اس کا مرد ہونا ظاہر تھا جیسا کہ
سیرجی پر لوٹ پوشتہ نہیں بلکہ ظاہر
ہوتا ہے۔ از تعجب۔ چونکہ صوفی نے
طے کر لیا تھا کہ اس واقعہ کو ان دیکھا بنا
دے گا تو تعجب ہے بیوی سے
دیانت کیا یہ کون صحبت تھی۔

معشوق را زیر چادر پنہاں کردن جہت تلخیص و بہانہ
تلخیص اور بہانہ اور مکر کے لئے معشوق کو چادر کے
و مکر کہ ان کیلئے کُن عظیم
نچ چھا، کیونکہ شک تہلدا کر رہا ہے

چادر خورا برو افگند زود
اس نے جلدی سے اس پر چادر ڈال دی
زیر چادر مرد رسوا و عیاں
چادر میں مرد رسوا اور کھلا ہوا
از تعجب گفت صوفی چیست ایں
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟
مردار زن کردو در را بر کشود
مرد کو عورت بتایا اور ہزارہ کھول دیا
سخت پیدا چوں شتر بر نزد باں
پورا ظاہر جیسا کہ سیرجی پر لوٹ
ہرگز اس را من ندیدم کیست ایں
میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یہ کون ہے؟

مَرُور از مال و اقبال ست بہر
جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے
در نیاید زود نا دانا نہ
ناناں کی میں جلدی سے اند نہ آ جائے
تا بر آرم بے سپاس و منتے
تاکہ میں بغیر شکر گزری اور احسان کے کروں
نیک خاتونے ست حق داند کہ کیست
بھلی بی بی ہے خدا جانے کون ہے؟
خوب و زیرک چاہک و مکتب کیست
خوبصورت اور عقلمند اور چست اور کملا ہے
اتفاقاً دختر اندر مکتب ست
اتفاقاً لڑکی کتب میں ہے
می کنم اورا بجان و دل عروس
میں اس کو جان و دل سے لہن مہتا لوں گی
قوم خاتون ملدار و خستہ
بی بی کی قوم ملدار اور باعزت ہے
یک در از چوب و در دیگر زعاج
ایک پٹ لکڑی کا اور دو سراپٹ ہاتھی دانت کا
ورنہ س ننگ آید نماند ار تیاہ
ورنہ شرم آوے گی آسوگی ہو گی
چوں شود ہم جنس یا قوت و خام
یا قوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہیں ہیں؟
عجیب باشد نزد اصحاب شناس
پہچان دلوں کے نزدیک عجیب ہوتا ہے
کے شود ہم از عنقا و باگس
عنقا، کبھی کا ہمارے کب ہوا ہے؟

گفت خاتون نیست از اعیان شہر
اس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک بی بی ہے
در بہ بستم تا کہے بیگانہ
میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر
گفت صوفی چیستش ہیں خدمتے
صوفی نے کہا ہیں اس کا کام کیا ہے؟
گفت میلش و خویش و پیوستگی ست
اس نے کہا اس کی خواہش اپنائیت اور رشتہ ہے
یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست
اس کے ایک لڑکا ہے جو شہر میں نہیں ہے
خواست دختر را بہ بیند زیر دست
اس نے چاہا کہ لڑکی کو چھپ کر دیکھ لے
باز گفت ار آرد باشد یا سیوس
پھر اس نے کہا وہ آتا ہے یا بھوی
گفت صوفی مافقر و زاد کم
صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مال کم ہے
کے بود ایں کفو ایشان در زواج
یہ لڑکی نکاح میں ان کا جوڑ کہیں ہے؟
گفت باید ہر دو بخت اندر نکاح
نکاح میں دونوں کا جوڑ ہونا چاہیے
کے بود ہمرنگ فقر و احتشام
دوستداری اور فقر ہمرنگ کب ہوتے ہیں؟
جامہ نئے اطلس دی نئے پلاس
آدھا کپڑا اطلس اور آدھا رٹان
با کبوتر باز کے شد ہم نفس
باز، کبوتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟

۱۔ اعیان شہر۔ شہر کے بڑے لوگ۔ مرور۔ یعنی بہت ملدار اور باعزت عورت ہے۔ در۔ میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ چاک کوئی گھر میں نہ آجائے اور اس کی بے پردگی اور بے عزتی نہ ہو۔ گفت۔ صوفی نے کہا دلکی معزز عورت ہے تو وہ کس کام کو آئی گی۔ مجھے بتانا کہ جلد اس کا کام کروں۔

۲۔ میلش۔ بیوی نے کہا وہ رشتہ لے کر آئی گی۔ خواست۔ اس کے آنے کا مقصد ہماری لڑکی کو بچھنا تھا۔ باز گفت۔ چونکہ لڑکی مدرسہ کی تھی اور وہ لڑکی کو نہ دیکھ سکی تو کہنے لگی خولہ بیگی کی صحبت کسی ہی ہو میں تو اس کو اپنی دہن بناؤں گی۔ گفت صوفی صوفی نے بیوی سے کہا لڑکی بہت غریب گھرانے اور لڑکا میں گھرانے کا ہے یہ بے جوڑ بات ہے یہ تو ایسا ہے کہ دروازے کا ایک کواڑ لڑکا چکا اور ایک کواڑ بھی دانت کا ہو۔

۳۔ ورنہ۔ اگر میں بیوی یکساں نہ ہوں تو اختلاف ہوتا ہے۔ تیاہ۔ راحت مانا۔ کے بود۔ یہ جوڑ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ فقیر اور دولت مند کی کا جوڑ بابائوت اور سنگ مرمر کا جوڑ۔ جلد۔ اطلس۔ میں ناٹ کا پونڈ عقلمندوں کے نزدیک ہمارے۔ با کبوتر۔ کبوتر اور باز کا عزیز اور بھی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

گفتن زن کہ او در بندِ جہان نیست مُرادِ اوستَر و صلاح ست

بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے فکر میں نہیں ہے اس کا مقصد پردہ پوشی اور نیکی ہے

و جواب گفتن صوفی آں سر پوشیدہ را

اندر صوفی کا اس پوشیدہ راز کا جواب دینا

گفت گفتم من چہ عذرے واو

اس بیوی نے کہا میں نے اس طرح کا عذر کیا اور اس نے

مالولیم از قماش و زر رویم

ہم تو کپڑے اور سونے اور چاندی سے اکتا گئے ہیں

ماز مال و زر ملول و تخمہ ایم

ہم مل سونے سے اکتائے ہوئے اور پیٹ بھرے ہیں

قصید۲ ماسترست ویاکی و صلاح

ہمارا مقصد پردہ پوشی اور پاکی اور نیکی ہے

باز صوفی عذر درویشی بگفت

صوفی نے پھر افلاس کا عذر کیا

گفت زن من ہم مکرر کردہ ام

بیوی نے کہا میں بھی دہرا چکی ہوں

اعتماد اوست رنج ترز کوہ

اس کا ارادہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے

اوہمی گوید مُرادم عفت است

وہ یہی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدامنی ہے

گفت صوفی خود جہاز و مال ما

صوفی نے کہا اس نے ہمارا سامان اور مال

خانہ تنگے مقام یک تنے

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

۱ گفتن زن۔ عورت نے کہا کہ

وہ لوگ جہیز کے طالب نہیں ہیں وہ تو

پردہ پوشی اور نیکی کے طالب گار ہیں اور

صوفی نے اس کو طنزاً جواب دیا۔

مالولیم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کہتی تھی

کہ ہم تو دولت سے عاجز آ گئے ہیں

ہمارے یہاں جو دولت ہے وہی

بھاری پڑھ رہی ہے۔ مال۔ بیوی

نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ

ہم عوام کی طرح سال کے لاپچی اور

حریص میں ہیں۔

۲ قصیدہ۔ ہم تو ایسی لڑکی چاہتے

ہیں جو پردہ نشین اور نیک ہو دونوں

جہانوں میں انہی چیزوں سے بھلائی

حاصل ہوئی ہے۔ باز صوفی۔ صوفی

نے پھر اپنی تنگدستی کا اظہار کیا تاکہ

بات چھپی نہ ہے۔ گفت زن۔ بیوی

نے صوفی سے کہا میں اپنی غربت

خوب بیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی

بات پر چبھی ہوئی ہے اور ہماری غربت

سے نیکی گھبرائی ہے۔ لہٰذا یہ گویا۔ وہ

برابر یہی کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال

کے پیش نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں

بلکہ تمہاری سچائی اور دعاؤں کی وجہ

سے کر رہے ہیں۔

۳ گفت صوفی۔ صوفی نے اب

تک تو ایسا طرز کا کام اختیار کر رکھا تھا

جس سے بیوی یہ نہ سمجھے کہ وہ اس کی

خاست سے باخبر ہو گیا۔ جب اس نے یہ

گفتگو میں اس نے ایسے طرز یہ

فقرے استعمال کئے جس سے

ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بد چلتی

سے واقف ہو گیا ہے۔ خانہ۔ یعنی

اس نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارا گھر

ایسا مختصر ہے کہ اس میں سوتی بھی نہیں

چھپ سکتی ہے۔



اُو زما بہ داند اندر انتصاح
نصیحت پکڑنے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
وزپس و پیش و سر و دُنبالِ ستر
لور پردہ پوشی کا آگاہ چچھا لور سر لور پیر
وز صلاح و ستر او واقف ترست
نکی لور پردہ پوشی سے وہ زیادہ واقف ہے
وز صلاح و ستر او خود عالمِ ست
لور اس کی نکی لور پردہ پوشی کو وہ بی بی خود جانتی ہے
چوں بر او پیدا چو روزِ روشنت
چونکہ اس بی بی پر روز روشن کی طرح واضح ہے
لاف کم بانی چو رسوا شد خطا
جب غلط کاری رسوا ہو گئی ہے تو شرم نہ بھارے
ایں بدستت اجتہاد و اعتقاد
یہی اجتہاد لور اعتقاد تیرے پاس ہے
دام مکر اندر دغا بکشودہ
تو نے دغا بازی میں مکر کا جہل پھیلایا ہے
شرم داری وز خدایِ خویش نی
تو شرم کرتا ہے لور اپنے خدا سے نہیں کرتا ہے

بیان ۳ آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق را چیست

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور علیم کہنے کا مقصد کیا ہے

کہ بُود دید ویت ہر دم نذیر
تاکہ اس کا تجھے دیکھنا ہر وقت نذیر ہے
تابہ بندی لب ز گفتارِ شنیع
تاکہ تو بری گفتگو سے ہونٹ بند کر لے

باز استر و پاکی و زہد و صلاح
پھر پردہ پوشی اور پاکی اور زہد اور نیکی
بہ زما می داند او احوالِ ستر
پردہ پوشی کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
بے جہازی خود عیاں ہیمچوں خود ست
بے سروسامانی سوج کی طرح خود ظاہر ہے
ظاہراً او بے جہاز و خادم ست
ظاہر ہے کہ وہ لڑکی بغیر جہیز اور خادم کے ہے
شرح ۲ مستوری ز بابا شرط نیست
اس لڑکی کی پردہ پوشی کی تشریح باپ کی جانب ضروری نہیں ہے
ایں حکایت را بدارا قسم کہ تا
یہ قصہ میں نے اس لئے کہہ دیا ہے تاکہ
مر ترا ہم اے بد عویٰ مستزاد
اے بلند بانگ دعوے والا تیر بھی
چوں زنِ صوفی تو خانِ بودہ
صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خان ہے
کہ زہر ناشستہ روی گپ زنی
کہ ہر برائی کے بارے میں تو گپیں مانتا ہے

۱۔ بابا سید علی پاکی اور نیکی کی بات
تو اگر اس کو نصیحت حاصل کرنی چاہو وہ
ہم سے بھی زیادہ جانتی ہے سی داند۔
اس کو ہمارے پردے کا حل تو بہت
اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ بے
جہازی۔ ہماری بے سروسامانی اور نیکی
لور پردے سے اچھی طرح واقف ہو
چکی ہے ظاہر لڑکی کا بے جہیز اور بغیر
خادم کے ہونا تو ظاہر تھا ہی لب و نکی
لور پردہ پوشی سے بھی واقف ہو گئی ہے۔
۲۔ شرح مستوری۔ لڑکی کی پردہ
پوشی کو باپ کی بیان کرے اس سے وہ
خود واقف ہو چکی ہے لور یہ بات روز
روشن کی طرح اس پر کھل گئی ہے اس
حکایت۔ بارگاہی مشوقہ نے عاشق
کو یہ قصہ بنا کر کہا کہ یہ قصہ میں نے
تجھے اس لئے سنایا ہے کہ جب تیری
بے ادبی کھل گئی ہے تو وفا داری وغیرہ
کے دعوے نہ کر۔ مر ترا اس معشوقہ
نے اس عاشق سے کہا کہ تیری
حالت اسی صوفی کی بیوی کی سی ہے
لور صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خان
ہوتے ہوئے مر لور دغا کا جہل بچارا
ہے لور ہر عیب سے اپنے آپ کو بری
ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے شرماتا ہے
لور خدا سے نہیں شرماتا ہے۔

۳۔ بیان۔ چونکہ عاشق نے
معشوقہ کو تنہا ڈھونڈ لیا اور اس کو یہ محسوس نہ
ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے لور وہ
علیم ہے اس کے احاطہ علمی سے کوئی
واقعہ باہر نہیں رہ سکتا وہ بصیر ہے اس کی
بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی
ہے لور اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی
بحث شروع کر کے ہی بتانا چاہتے ہیں
کہ اس کا صفاتی جن صفات سے بنے
ہیں وہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں

بدعا نام موجود ہے۔ سمیع اللہ کا نام سمیع ہے وہ سب کچھ سنتا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے کوئی بری بات نہ
نکا لے لور یہ سمجھے کہ کدھ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔

از پے آل گفت حق خود را علیم
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جاننے والا اسی لئے فرمایا ہے
 نیست لہٰ نہا بر خدا اسم علم
 یہ نام خدائی محض شناخت کے لئے نہیں ہیں
 اسم مشتق ست زا اوصاف قدیم
 یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
 ورنہ ۲ تسخر باشد و طرز و دہا
 ورنہ مذاق اور طرز اور شکر ہو گا
 یا علم باشد حی نام و فتح
 یا کسی بے شرم کا نام حیاء ہو
 طفلك نوزادہ را حاجی لقب
 نئے پیدا ہوئے ننھے بچے کا حاجی لقب
 گر گویند اس لقبہا در مدح
 لیکن اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب بیان کریں
 تسخر و طرزے یو داں یا جنوں
 مذاق اور طرز یا پاگل پن ہو گا
 من ہی دانستمت پیش از وصال
 میں ملنے سے پہلے ہی تجھے سمجھ گئی تھی
 من ۳ ہی دانستمت پیش از لقا
 میں تیرے پارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
 چونکہ چشم سرخ باشد در غمش
 جب آنکھیں دکھنے میں میری آنکھیں سرخ ہوں

تائیدیشی فسادے توز بیم
 تاکہ ڈر کر تو کوئی بری بات نہ سوچے
 کہ سیہ کا نور دارو نام ہم
 کیونکہ حبشی کا نام کافور بھی ہوتا ہے
 نے مثال علت اولیٰ سقیم
 اللہ تعالیٰ علت اولیٰ کی طرح ناقص نہیں ہے
 گز را سماع ضریراں را ضیا
 بہرے کو سننے والا اور اندھوں کو روشنی والا کہنا
 یا سیاہ و زشت را نام صبح
 یا کالے اور بد صورت کا نام حسین ہو
 یا لقب غازی نبی بہر نسب
 یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھ دے مناسب ہے
 چوں ندارد آل صفت نبود صحیح
 جبکہ اس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے
 پاک حق عما یقول الظالمون
 اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں
 کہ نکو روئی و لیکن بد خصال
 کہ تو اچھی صورت والا ہے لیکن بدعات ہے
 کز ستیزہ را سخنی اندر شقا
 کہ تو جھگڑانلو ہونے کی وجہ سے بد بختی میں پختہ ہے
 دانش زان درد گر کم ینمیش
 میں اس کا درد سے جان جاتی ہوں اگرچہ اس کو کم نہیں لکھی ہوں

۱ اسم علم۔ وہ نام ہوتا ہے جو محض
 مسکمی کی شناخت کے لئے رکھ دیا جاتا
 ہے قطع نظر اس سے کہ اس مسکمی میں وہ
 صفت موجود ہے یا نہیں جس سے وہ
 اسم بنا ہے۔ پیہ۔ جس کے رہنے
 والے کا نام کافور رکھ دیا جاتا ہے حالانکہ
 اس حبشی میں نہ کافور کی سفیدی ہے
 نہ خوشبو۔ اسم مشتق است۔ اللہ تعالیٰ
 کے اسماء کی قدیم صفات سے بنے
 ہیں جن میں ان صفات کے معانی
 موجود ہیں سمیع صفت سمع سے بنا ہے
 اور اس میں قوت سماع موجود ہے اسی
 طرح علیم صفت علم سے بنا ہے اللہ
 تعالیٰ صفت علم سے متصف
 ہے مثلاً۔ فلاسفہ حضرت حق
 سبحانہ کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں اور
 اس سے صرف معلول تول کا ثبوت
 بطریق وجوب مانتے ہیں۔ مولانا
 فرماتے ہیں کہ حضرت حق علت اولیٰ
 کی طرح نہیں ہے کہ اس سے صرف
 معلول اولیٰ کا تعلق ہو اور وہ بھی بریکیل
 وجوب بلکہ تمام اشیاء کا صرف وہی
 خالق ہے اور اپنی تمام صفات سے
 متصف ہے اور وہ تمام کائنات کی
 علت ہے اور اس کی صفات کا تعلق
 بھی تمام کائنات سے ہے۔

۲ درد۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اس صفت
 سے متصف نہ مانا جائے جس سے
 اسم وصفی بنا ہے تو یہ محض تمسخر ہو گا
 بہرے کو تمسخر کہنا اندھے کو ضیاء کہنا
 مذاق ہے۔ حی۔ حیاء دار۔ و فتح۔ بے
 حیاء۔ فتح۔ حسین۔ طفلك۔ باپ
 کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے
 کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی محض
 پہچان کے لئے رکھ دینے میں کوئی
 حرج نہیں ہے۔ گر گویند۔ اگر یہی
 الفاظ اس بچہ

کی تعریف میں بولے جائیں جس میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ محض ایک مذاق ہو گا۔
 ۳ من ہی۔ معشوقہ نے اس عاشق سے کہا میں ملاقات سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو یکاشقی ہے۔ چونکہ
 کسی چیز کا مشاہدہ ہی علم کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس چیز کے آثار سے بھی علم حاصل ہوتا ہے
 آنکھیں دکھنے میں جب سرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرخی کو انسان نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھ جاتا
 ہے کہ آنکھیں سرخ ہیں۔

تو گماں بُردی ندارم پاسباں
تو نے خیال کیا کہ میرا کوئی نگہبان نہیں ہے
کہ نظر نا جاگہ مالیدہ اند
کہ بے موقع نظر بازی کرتے ہیں
رانگاں دانستہ اند آں سعی را
انہوں نے اس قیدی کو مفت جانا
کہ منم حارس گزافہ کم نگر
کہ میں نگہبان ہوں، بیہودہ نگاہ نہ ڈال
کہ نباشد حارس از دُنبالہ ام
کہ میرے پیچھے نگہبان نہ ہو گا
داند آں بادے کہ برمن می دزد
وہ اس ہوا کو بھی جانتا ہے جو مجھ پر چلتی ہے
نیست غافل نیست غائبے سقیم
اے بیمار! وہ نہ غافل ہے، نہ غائب ہے
من بدل کوریت می دیدم عیاں
میں دل کے ذریعہ تیرے اندھے پن کا مشاہدہ کر رہی تھی
من بدل کوریت می دیدم ز دور
میں نے دل کے ذریعہ سے تیرے اندھے پن کو دیکھ لیا تھا
کہ پُرت دیدم ز جہل و پیچ پیچ
کیونکہ میں نے تجھے نادانی اور پیچ پیچ سے پردہ دیکھ لیا تھا
کہ تو چونی چوں بود او سرنگوں
کہ تو کیسا ہے؟ جبکہ وہ اندھا ہے

تو مرا چوں برہ دیدی بے شبان
تو مجھے بلا گزرے والی بکری کا بچہ سمجھا
عاشقال از درد زان نالیدہ اند
عاشق درد میں اسی وجہ سے روتے ہیں
بے شبان دانستہ اند آں ظمی را
انہوں نے اس بہرنی کو بے محافظ سمجھا
تاز غیرت تیر آمد بر جگر
یہاں تک کہ غیرت خدوندی سے جگر پر تیز لگا
کے کم از برہ کم از بز غالہ ام
میں بکری اور بھیڑ کے بچے سے کم کب ہوں
حارسے دارم کہ مُلکش می سزد
میں وہ نگہبان رکھتی ہوں جس کو حکمت سزاوارد
سرد بوداں بادیا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا ٹھنڈی تھی یا گرم
نفس شہوانی ندارد نورِ جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے
نفس شہوانی ز حق کزست و کور
شہوت والا نفس اللہ تعالیٰ سے بہرا اور اندھا ہے
ہشت ۳ سالت زان پر سیدم پیچ
اسی وجہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا
خود چہ پرسم زانکہ او باشد تبوں
جو بھی میں ہو اس کے بارے میں کیا پوچھوں

۱۔ تو مرا معشوقہ نے اس عاشق سے کہا کہ تو نے مجھے بے رکھوالا بکری کا بچہ سمجھا اور مجھے بغیر نگہبان کے جانا۔ کہ نظر۔ نظر بازوں کا ردنا دھونا ان کے گناہ کی سزا ہے۔ ظمی۔ یعنی معشوقہ۔ سب۔ قیدی عورت۔ غیرت۔ یعنی غیرت خدوندی۔ حارس۔ نگہبان۔ بز۔ بکری کا بچہ۔ بر۔ غلہ۔ پہاڑی کی بکری

۲۔ حارسے۔ یعنی میرا محافظ وہ خدا ہے جو علیم و خبیر ہے وہ اس ہوا کو بھی جان لیتا ہے جو میرے اوپر سے گزرتی ہے۔ نفس شہوانی۔ تیرا نفس شہوت پرست ہے جس میں روح کا کوئی نور نہیں ہوتا ہے اور وہ اللہ کے معاملہ میں اندھا بہرا ہوتا ہے۔

۳۔ ہشت۔ تو آٹھ سال سے میرے فراق میں ہے چونکہ میں بھتی تھی کہ تو جہل اور نادانی سے پرے لہذا میں نے تیری کوئی پروا نہیں کی۔ خود۔ جو شخص خود تباہی کی بھٹی میں گرا ہو اس کے احوال معلوم کرنا بے فوٹی ہے۔ تون۔ بھٹی کا دھندلکا۔ مثل۔ حمام میں پانی گرم کرنے کے لئے بھٹی بتلی جلی ہے جس میں گوبر اور کوڑا کرٹ جلا یا جاتا ہے حمام کے خدمت گار اس بھٹی میں گوبر وغیرہ لا کر ڈالتے ہیں اور گندہ سہجے ہیں حمام میں نہانے والے اپنے بدن کا میل چیل صاف کر کے نکلتے ہیں تو دنیا کا مال بھٹی کے ایندھن کی طرح ہے اور دنیا دار بھٹی روشن کرنے والوں کی طرح اور متقی حمام میں نہانے والوں کی طرح ہیں۔

مثل آنکہ کلخن و تقویٰ حمام و تو انکراں سرگیں کشانند
اس کی مثال کہ دنیا بھٹی اور تقویٰ حمام اور مالدار اپنے ڈالنے والے ہیں



شہوت دنیا مثال کلخن ست
دنیا کی شہوت بھی جیسی ہے
لیک قسم مثنیٰ زیں توں صفاست
لیکن اس بھی سے مثنیٰ کا حصہ صفائی ہے
اغنفاء مانندہ سرگیں کشاں
مالدوں کو اپنے لانے والوں کی طرح
اندر ایشان حرص بہادہ خدا
اللہ تعالیٰ نے ان میں حرص رکھ دی ہے
ترکِ ایں توں گیر و در گرما بہ راں
اس بھی کو چھوڑ لو حمام میں جا
ہر کسے ہوتوں ست اوچوں خلام ست
جو بھی میں ہے وہ خلام جیسا ہے
ہر کہ در حمام شد سیمائے او
جو شخص حمام میں چلا گیا اس کی علامت
تونیاں را نیز سیماء آشکار
بھی والوں کی علامت بھی ظاہر ہے
ورنہ بنی رُوش بُولِش را بگیر
اگر تو اس کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے اس کی بولے لے
گرنداری سچ بود آرش در سخن
اگر تجھے سونگھنا نہیں آتا اس سے بات کرا
پس بگوید تونی صاحب ذنب
سونے کا مالک، یعنی دلا کہتا ہے
حرص توچوں آوش ست اندر جہاں
دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے
پیش عقل ایں مذہب سرگیں ناتخش ست
عقل کے نزدیک یہ سنا گور کی طرح برا ہے

کہ ازو حمام تقویٰ روشن ست
جس سے پرہیزگاری کا حمام روشن ہے
زانکہ در گرما بہ است و در تقاست
کیونکہ وہ حمام میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے
بہر آتش کردن گرما بہ داں
حمام کو گرمانے کے لئے سمجھ
ملود گرما بہ گرم و بانوا
تاکہ حمام گرم اور پر رونق ہو
ترکِ توں راعین آں گرما بہ داں
بھی کو چھوڑنا بعینہ حمام سمجھ
مرؤ را کہ صبر ست و حازم ست
اس شخص کے لئے جو صابر اور خستیا ہے
ہست پیدا بر رُخ زیبائے او
اس کے حسین چہرے پر ظاہر ہے
از لباس واز دُخان واز غبار
پکڑوں اور دھوئیں اور غبار سے
بوعصا آمد برائے ہر ضریر
بو، ہر اندھے کی لاشی ہے
از حدیث نو بدایں راز کہن
نئی بات سے پرانا راز سمجھ لے
ست سئلہ چرک بُردم تا شب
میں رات تک گوبر کے میں نوکرے گھر لے گیا ہوں
باز کردہ ہر زبانہ صد دہاں
ہر شعلہ نے سو منہ پھیلا رکھے ہیں
گر چہ چہل سرگیں فروغِ آتش ست
اگرچہ وہ گوبر کی طرح آگ کی چمک دلا ہے

۱۔ نیک۔ مثنیٰ اس دنیا کے حمام
سے پاک و صاف بن کر نکلتا ہے۔
گرما بہ حمام۔ اندر ایشان۔ دنیا
داروں میں دولت کی حرص نہ ہوتی تو یہ
بھی گرم نہ ہوتی۔ ترک۔ ایک
مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بھی کارخ
نہ کرے حمام میں داخل ہو۔
۲۔ ہر کہ دنیا داروں نے اہل
تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے فارغ کر
دیا ہے نہ ان کو خود معروف ہونا پڑتا تو
گویا دنیا دار مثنیوں کے خدمت گزار
اور خادم ہیں۔ وہ حمام شد۔ تقویٰ کے
آثار چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔
تونیاں۔ دنیا داروں کے احوال ان کی
علامتوں سے پہچان لئے جاتے
ہیں۔ ورنہ اگر تم میں یہ استعداد نہیں
ہے کہ دنیا داروں کے چہرے سے ان
کے احوال پڑھ لو۔ بُولِش۔ یعنی ان
کی علامتوں سے ان کے احوال سمجھ لو۔
۳۔ اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ
خوشبو سے چیز کی حقیقت سمجھ لیتا
۴۔ گرنداری نو۔ اگر تم ان کی
علامتوں سے ان کے احوال سمجھنے کی
استعداد نہیں رکھتے ہو تو ان کی گفتگو
سے ان کے احوال سمجھ لو۔ پکر۔
بگوید۔ مالدہ دنیا دار کہے گا کہ آج
میں نے میں نوکرے گوبر کھلیا۔ حرص
تو۔ حرص سے بھی ایسے ہی شعلے پیدا
ہوتے ہیں جیسا کہ گوبر کے اہلوں
سے۔ پیش عقل۔ عقلمند گوبر کو برہوسونے
کو برابر سمجھتا ہے کیونکہ وہ بھی آتش
حرص کو اس طرح فروغ دیتا ہے جس
طرح گوبر آگ کو فروغ دیتا ہے
اور اس کا آتش حرص کو فروغ دینا دنیا
داروں کی کشش کا سبب ہے۔

چرک تر را الاق آتش کند
تر گور کو آگ کے قابل بناتا ہے
تا بتوں حرص اُفتد صد شرر
تا کہ لالچ کی بھنی میں سو چنگریاں پیدا ہوں
چست یعنی چرک چندیں بردہ ام
کیا ہے؟ یعنی اتنا گور حاصل کیا ہے
درمیان تونیاں زیں فخر ہاست
بھنی دالوں میں اس پر بڑا فخر کیا جاتا ہے
من کشیدم بست سئلہ بے کرب
میں نے آسانی سے میں نوکرے مکائے
بُوئے مُشک آرد برو رنجے پدید
مُشک کی خوشبو اس میں مرض پیدا کر دے گی
زیں زیاں ہرگز نہ بنی سود تو
اس نقصان کی بجائے تو کبھی نفع نہ حاصل کرے گا

آفتابے کہ دم از آتش زند
سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے
آفتاب! آں سنگ را ہم کرد زر
سورج نے پتھر کو بھی سونا بنایا ہے
آنکہ گوید مال گردد آورده ام
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے
کہ توشش سئلہ کشیدی تابشب
کہ تو نے رات تک چھ نوکرے حاصل کئے
آنکہ ۲ دتوں زاد و پاکی را ندید
جو بھنی میں پیدا ہوا اور اس نے پاکی نہیں دیکھی
گربتوں لباز خواہی بود تو
اگر تو بھنی کا شریک بنے گا

۱۔ آفتاب۔ سورج کی گرمی تو گور کو خشک کر کے آگ سے ملنے والا بناتی ہے۔ سورج ہی پتھر کا گرما کر اس کی رگوں میں سونا پیدا کرتا ہے۔ تا کہ وہ سونا حرص کی۔ بھنی میں پہنچ کر حرص کی چنگریوں کو فروغ دے۔ آنکہ۔ جو دنیا دار یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے مال جمع کیا ہے تو اس نے حاصل آتش حرص کے لئے گور جمع کیا ہے۔ اس سخن۔ گور جمع کرنا اگرچہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے لیکن بھنی دالوں میں یہ فخر ہے۔ وہ فخر یہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ تو نے چھ نوکرے گور جمع کیا ہے تو میں نے بیس نوکرے جمع کئے ہیں۔ یہی دنیا داروں کی حالت ہے۔

۲۔ آنکہ۔ جس شخص کا نشوونما بھنی کے ماحول میں ہوا ہے اس کے لئے گور کی بدبو خوش کن ہوگی اگر تم اس کو مُشک سنبھالو گے تو اس سے اسے تکلیف پہنچے گی۔ مگر اب اس کے بھی اس کے کس بھنی کے کاروبار میں شریک ہو جاؤ گے تو سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو گے۔ دنیا داروں کی صحبت میں تمہاری بھی وہی حالت ہو جائے گی جو ان دنیا داروں کی ہے۔

۳۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جیسی صحبت ہوتی ہے اسی طرح کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ دباغ۔ کچا چھڑا رنگنے والے عطاری۔ عطر فروش۔ دلو حکیم۔ مثنوی۔ غنیمت روز۔ پیر۔

قصہ ۳ آں دباغ کہ در بازار عطا راں از بُوئے عطر بیہوش شد
اس کمال رنگنے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

تا خرو آنچه دوا درکار بد
تا کہ جو اسے دوا تھا وہ خریدے
چونکہ در بازار عطاراں رسید
جیسے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا
تا بگر دیدش سرو برجا فتاد
یہاں تک کہ اس کا سر چکریا اور وہیں گر گیا
نیم روز اندر میان را بگذر
دوپہر میں سڑک کے درمیان

آں کے دباغ در بازار شد
ایک چڑا رنگنے والا بازار گیا
ناگہاں اُفتاد بیہوش و خمید
اچانک۔ بے ہوش ہو کر گر گیا اور جھک گیا
بُوئے عطرش ز در عطاراں راد
نئی عطاریوں کی طرف سے اس کو عطر کی خوشبو لگی
ہمچو مُردار اُفتاد و بے خبر
مردے کی طرح گر گیا اور بیہوش



جمع آمد خلق بروے آں زماں

اں وقت لوگ اں کے پاس جمع ہو گئے

زں یکے کف بردل اومی براند

ایک اں کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا

اُو نمی دانست کاندز مرتعد

وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں

آں یکے دستش ہی مالید و سر

ایک اں کا ہاتھ لہر سر ملتا تھا

آں بخور و غود و شکر زد بہم

ایک دھونی لہر اگر لہر شکر ملاتا تھا

واں شدہ خم تا نفس چوں می کشد

دھرا جھکا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا ہے

واں ۲ دگر نبضش گرفتہ از خرد

دھرا عقلمندی سے اں کی نبض پکڑے ہوئے

تا کہ مے خورد دست یا بنگ و خیش

تا کہ معلوم کرے اں نے شراب پی ہے یا بھنگ خیش

پس خبر بردند خویشاں را شتاب

تو انہوں نے فوراً رشتہ داروں کو خبر دی

گس نمی داند کہ چوں مصروع گشت

کوئی نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیوں بیہوش ہوا ہے

یک بردار داشت آں دباغ زفت

اں چڑا رنگنے والے کا ایک مونا بھائی تھا

اند کے سرگین ۳ سگ ذرا استیں

تھوڑا سا کتے کا پاخانہ استیں میں

گفت من زنجش ہمید انم ز چیست

بولتا میں اں کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے ہے؟

جملگاں لاحول خواں درماں اگناں

سب لاحول پڑھتے ہوئے علاج کرتے ہوئے

وز گلاب آں دیگرے بروے فشاند

دھرا اں پر گلاب چھڑکتا تھا

از گلاب آمد ورا آں واقعہ

یہ حادثہ اں کو گلاب سے پیش آیا ہے

واں دگر کہگل ہی آورد خر

دھرا من تر کر کے لاتا تھا

واں دگر از پوششش می کرد کم

دھرا اں کے کپڑے کم کرتا تھا

واں دگر بو از دہانش می شمد

دھرا اں کے منہ کی خوشبو سونگھتا تھا

منتظر تا نبض او چوں می جہد

منتظر تھا کہ اں کی نبض کیسی چل رہی ہے

خلق در مانند اندر ہمیشیش

لوگ اں کی بیہوشی کے سبب میں عاجز آ گئے

کہ فلاں افتاده است آنجا خراب

کہ فلاں اں جگہ بے ہوش پڑا ہے

یا چہ شد گورا قتاد از بام طشت

یا کیا ہوا ہے کہ اں کا راز فاش ہو گیا ہے

گر پزد دانا بیامد زو تفت

چالاک لہر سمجھدار وہ جلد سرگرمی سے آیا

خلق را بشکافت و آمد با حنین

لوگوں کو چرا دتا ہوا آیا

چوں سبب دانی دوا کردن جلی ست

جب تو سبب جان لے دیا کرنا آسان ہے

۱۔ درماں۔ علاج۔ مرتعد۔ چراگاہ

یہاں عطاردوں کا باز مراد ہے

واقعہ۔ یعنی بے ہوشی۔ کہگل۔ کاہ لہر

گل سے مرکب ہے وہ مٹی جس میں

بھوسہ یا کوئی گھاس ملا کر اس سے

دیواریں کو لپٹا جاتا ہے۔ تر۔ تر مٹی

سونگھانے سے بیہوش کو افادہ ہو جاتا

ہے۔ بخور۔ دھونی پوشش۔ کپڑے کم

کر دینے سے فرحت کے سبب

بیہوش ہوش میں آ جاتا ہے۔ دہانش۔

تا کہ منہ کو سونگھ کر سمجھ لے کہ بیہوشی کس

نشا اور چیز کی وجہ سے ہوئی ہے۔

۲۔ واں دگر۔ نبض کے ذریعہ سے

بیہوشی کے سبب کا علم ہو سکتا ہے۔

بنگ۔ بھنگ۔ خیش۔ گھاس۔

بھنگ۔ خویشت۔ یعنی دباغ کے

راشتہ دار۔ مصروع۔ مرگی کا بیہوش بے

ہوش۔

۳۔ سرگین۔ سگ۔ کتے کا پاخانہ۔

حنین۔ رونے کی آواز۔ جلی۔ واضح۔

یعنی مرض کا سبب معلوم ہو جانے پر وہ

آسان ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی

تشخیص نہ ہو تو علاج بہت مشکل ہوتا

ہے۔

۱۔ گفت۔ اس کے باغ کے بھائی نے سوچا کہ اصل اس کا دماغ بدبو کا عادی ہے چونکہ یہ رات دن سڑے ہوئے چمڑے رنگتا ہے۔ بالحدث۔ جبکہ اس کو بدبو کی عادت ہے تو خوشبو اس کو لاعمل تباہ کرے گی۔ جانیوس۔ یونان کا مشہور طبیب ہے اس نے کہا ہے کہ مریض کے مزاج کے موافق دوا تجویز کرو۔

۲۔ کز۔ عموماً خلاف عادت حادث سے مرض پیدا ہوتا ہے تو مزاج کے مطابق دوا دیدینے سے زائل ہو جائے گا۔ معتاد۔ جس چیز کی عادت ہو۔ کبر دفا کبر دغے کو اگر گلاب سٹکاؤ گے وہ بیہوش ہو جائے گا۔ داری اوست۔ کبر دغے کا علاج گوبر سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ الخیثات۔ قرآن میں ہے۔ **الْخَيْثَاتُ لِلْخَيْثِثِ وَالْخَيْثِثُ لِلْخَيْثَاتِ وَالْخَيْثَاتُ لِلْخَيْثِثِ وَالْخَيْثِثُ لِلْخَيْثَاتِ** عام طور مفسرین نے فرمایا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔ مولانا نے **الْخَيْثَاتُ** سے بری عادتیں اور **الْخَيْثِثُ** سے پاکیزہ اخلاق مراد لئے ہیں۔ ناصحان۔ بد طبیعت لوگوں کی نصیحت میں ناصح بھی باتیں سناتے ہیں جو ان کی عادت کے مطابق نہیں ہیں لہذا ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی ہے

چوں سبب معلوم نبود مشکل ست

جب سبب معلوم نہ ہو مشکل ہے

چوں بدانستی سبب را سہل شد

جب تو نے سبب جان لیا آسان ہو گیا

گفت ایما خود ہستش اندر مغز ورگ

اس نے دل میں کہا اس کے دماغ لورگ میں ہے

تامیاں اندر حدث او تا شب

یہاں تک کہ وہ بدبو میں رات۔ تک

بالحدث کردست عادت سال و ماہ

اس نے سالوں اور مہینوں بدبو کی عادت ڈالی ہے

پس چنین گفت ست جانیوس مہ

تو اسی لئے جانیوس اعظم نے کہا ہے

کز ۲ خلاف عادتست آل رنج او

کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہونے سے ہوا ہے

چوں محل گشت است از سر گیس کشی

وہ گوبر جمع کرنے سے کبر دغے کی طرح ہو گیا ہے

ہم ازاں سر گین سگ داری اوست

کتے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے

الخیثات ۳ الخیثین را بخوال

الخیثات اور الخیثین کو پڑھ

ناصحان اورا بعنبر یا گلاب

نصیحت کرنے والے عنبر یا گلاب سے اس کا

داری رنج دور و صد محمل ست

مرض کی دوا اور اس میں سو احتمال ہیں

دانش اسباب دفع جہل شد

اسباب کا جاننا ناواقیت کا ذمیہ ہو گیا

توئے بر تو بھی آں سر گین سگ

کتے کے پاخانے کی بو تہ تہ

غرق دباغی ست اور روزی طلب

چمڑے رنگنے میں ڈوبا ہوا ہے روزی کمانے والا

بوئے عطرش لاجرم ساز و تباہ

اس کو عطر کی خوشبو لا محالہ تباہ کر دے گی

انچہ عادت دانشت بیمار آتش وہ

جس چیز کی بیمار کو عادت تھی وہ دے

پس دوائے رنجش از معتاد و جو

تو اس کے مرض کی دوا اس کی عادی چیزوں سے کر

از گلاب آید جعل را میہشی

تو کبر دغے کو گلاب سے بے ہوش ہو گی

کہ بدال اورا ہی معتاد و خوست

کہ اس ہی کی اس کو عادت اور خو ہے

ژوو پشت ایں سخن رہاز وال

اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھ لے

می دوا سازند بہر فتح باب

علاج کرتے ہیں ہدایت کے دروازے کی کشادگی کیلئے



مر خبیثاں! را نسا زد طبیات
بھی باتیں خبیثوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں
چوں ز عطر وحی کز گشتند و گم
وہ جب وحی کے عطر سے نیرے ہو رہے تو مبہوت ہو گئے
رنج و بیمار بست مارا ایں مقال
ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے
گریبا غازیذ نصیح آشکار
اگر تم نے علی الاعلان نصیحت شروع کی
ماہر لہو و لعب فرہ گشتہ ایم
ہم کھیل کود سے مومن ہوئے ہیں
ہست قوتِ مادر و غ و لاف و لاغ
ہماری غذا جھوٹ اور شنی اور مذاق ہے
رنج را صد تو و افزوں می کنند
مرض سو گنا اور زیادہ کرتے ہیں
گند کفر و شرک ایشاں بجدست
ان کے شرک اور کفر کی گندگی بجد ہے

در خور و لائق نباشد اے ثقات
اے مستعد یا تہذیب کے مناسب ملائ نہیں ملتی ہیں
بد فغاں شاں کہ تطیرونا بکم
ان کا نعرہ تھا ہم تم سے بد فالی پکڑتے ہیں
نیست نیکو وعظ تاں مارا بقال
تمہارا وعظ ہمارے لئے اچھی فال نہیں ہے
ما کنیم آں دم شمارا سنکسار
تب ہم تمہیں سنگد کر دیں گے
در نصیحت خویش را سرشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو نصیحت سے وابستہ نہیں کیا ہے
شورشِ معدہ ست مارا زیں بلاغ
ہمیں اس تبلیغ سے متلی ہوتی ہے
عقل را دار و بافیوں می کنند
عقل کا علاج لفون سے کرتے ہیں
ہیں کہ دبّاغ او فتادہ بیخودست
خبردار! وہ چڑا رنگنے والا ہے ہوش ہے

معالجہ کردنِ برادرِ دبّاغ را بخفیہ ہوئے سرگیس
کتے کے پاخانہ کی بو سے پوشیدہ طور پر چڑا رنگنے والے کے بھائی کا چڑا رنگنے والے کا علاج کرنا

خلق ۳ رامی راند از وے آنجواں
اس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھگا دیا
سر بگوشش برد ہچوں را زگو
اس نے نہ کہنے بلکہ لڑائی میں اس کے قریب کیا
کو بکف سرگین سگ سائیدہ بود
اس لئے کہ اس نے بھیلی پر کتے کا پاخانہ ملا تھا
چونکہ بوی آں حدّث را واکشید
جب اس نے اس ناپاک کی بو سونگھی

تا علاّش را نمید آں گساں
تاکہ وہ لوگ اس کا علاج نہ دیکھ سکیں
پس نہاد آں چیز بر پینی او
پھر اس نے وہی چیز اس کی ناک پر رکھ دی
دار ہی مغز پلیداں دیدہ بود
ناپاک دماغ کا علاج اس کو سمجھا تھا
مغز شتش بوی ناخوش را سزید
اس کا گندا دماغ بدبو کے لائق تھا

۱۔ مر خبیثاں۔ عمدہ نصیحتیں خبیثوں
کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔
چوں۔ جبکہ وحی کا عطر ان کے دماغ
کے موافق نہیں ہے تو وہ اس سے
گھبراتے ہیں اور ان کو وہ وعظ و
نصیحت گراں گزرتی ہے۔ گریبا
غازیذ۔ انبیاء کو جسکیں وحی شروع کر
دیتے ہیں۔

۲۔ تا۔ کفار نے انبیاء سے کہا کہ
ہمارا پرورش کھیل کود میں ہوئی ہے ہمارا
مزاج نصیحت سے میل نہیں کھاتا
ہے۔ بلاغ۔ کسی مذاق۔ شورش۔ یعنی
اس نصیحت سے ہمارا جی متلاتا ہے۔
رنج۔ ان کفار پر نفوس ہے یہ اپنے
مرض میں اور اضافے کرتے ہیں
عقل کا علاج لفون سے کرتے ہیں
جو خود عقل کو خراب کرتی ہے۔ ہیں۔
مولانا فرماتے ہیں ان کفار کی حالت
کو چھوڑ دو دبّاغ بیہوش پڑا ہے اس کے
قصہ کی تکمیل کرو۔

۳۔ خلق را۔ دبّاغ کے بھائی نے
لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تاکہ کوئی اس
کے معاملہ سے واقف نہ ہو سکے۔ بر
بگوشش۔ اس نے اپنا سرکان کی
طرف کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ کان
میں کوئی دعا پڑھ رہا ہے اور چپکے سے
اس کی ناک پر کتے کا پاخانہ ملا دیا۔

الحسنہ سماعت۔ جب اس دباغ نے بدبو بھی تو اس کو ہوش آنا شروع ہو گیا لوگ حیران ہو گئے کہ کب منتر تھا کہ کان میں پھونکتے ہی اس کو ہوش آنے لگا۔ جنہیں۔ بدکاروں کو بزرگوں کے قصص ناولوں کو مزہ نہیں آتا ہے بلکہ زنا اور عشق و محبت کی داستان سے خوش ہوتے ہیں۔ ہر کر۔ بھلی باتیں جس کے مانع کے مانع نہ ہوں تو یہ دنیا اس نے بری باتوں کی عادت ڈال رکھی ہے۔

۲۔ مشرکوں۔ قرآن پاک میں ہے **فَمَا الْمَشْرِكُونَ نَجَسٌ** مشرک نجس ہیں چونکہ ان لوگوں کی نشو و نما گندے ماحول میں ہوئی ہے اسی لئے قرآن نے ان کو نجس کہا ہے کرم جو کیزا گوہر میں پیدا ہوا ہے غبر سٹکھانے سے اس کا مزاج نہ بدلے گا۔ چوں۔ حدیث شریف ہے **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْفَخْلَ فِي ظِلْمَةٍ ثُمَّ رَسَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَ مِنْ رَيْكِ النُّورِ فَقَدْ فَتَنَاسَى وَمَنْ أَخْطَا قَدْ غَوَى** بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ہے پھر ان پر اپنا نور چھڑکا تو جس پر وہ نور پڑا اس نے ہدایت پائی اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

۳۔ احم مصر۔ مصری لوگ گندے کو گوبر میں باکر اس سے بچا کر لیتے تھے یہ ان کا ایک تعجب انگیز طریقہ تھا تو گندے ماحول میں کسی بھلے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب خیز ہے۔
۴۔ لیک۔ گندے ماحول میں پیدا شدہ نیک انسان بزارا رخ اعلیٰ ہوتا ہے تو بدیاں۔ معشوقہ نے عاشق سے کہا تو بھی اس دباغ کی طرح ہے اسی لئے گندے اخلاق کا عادی ہے۔
۵۔ فرات۔ فریق کی گرمی سے تو زرد پتہ بن گیا لیکن پختہ پھل نہ بنا۔

ساعتے اشد مُردہ جُبیدن گرفت
 تھوید پر گزری کہ مردے نے حرکت کرنی شروع کر دی
 کایں بخواند افسوں بگوشِ او دمید
 کہ اس نے منتر پڑھا وہ اس کے کان میں پھونکا
 جُبشِ اہلِ فساد آں سُو بُود
 مفسدوں کی حرکت اس جانب کو ہوتی ہے
 ہر کرا مُشک نصیحت سُو نیست
 جس کو نصیحت کے مُشک سے فائدہ نہیں ہے
 مُشرکوں ۲۱ ازاں نجس خواندست حق
 اللہ تعالیٰ نے مُشرکوں کو اسی لئے نجس کہا ہے
 کرم گوز ادست از سرگیں ابد
 وہ کیزا جو گور سے پیدا ہوا ہے کبھی
 چوں نزد بروے نثارِ رَشِ تور
 کیونکہ اس پر نور کے چھڑکاؤ کل چھینا نہیں لگا ہے
 و ز رَشِ نورِ حق فسیمش واد
 اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نور کے چھڑکاؤ میں حصہ دیا
 لیک نے مُرغِ حسیں خانگی
 لیکن گھریلو کینہِ مرغ نہیں
 تو بداں مانی کز اں نورِ تہی
 تو بھی اس دباغ کی طرح ہے کہ اس نور سے خالی ہے
 از فراقِ زر و شد رُخسار و رُو
 فراق میں تیرا رخسار اور چہرہ زرد ہو گیا ہے

خلق گفتند ایں فسو نے بُد شگفت
لوگوں نے کہا یہ منتر بھی عجیب تھا
مُردہ بود افسوں بفریادش رسید
وہ مردہ تھا منتر اس کی مدد کو آ گیا
کہ زنا و غمزہ و ابرو بُود
جہاں زنا اور ناز اور ابرو کا اشارہ ہو
لاجرم بلوی بُد خُو کرد نیست
لاحالہ بدو کی عادت ہے
کاند رونِ پُشک زاند از سبق
کیونکہ وہ دل سے پیٹنیوں میں پیدا ہوئے ہیں
می نگر داند بغیر خُوی خُود
اپنی عادتِ غیر کی نہیں ڈال سکتا
اُوہمہ جسم ست نے دل چوں قشور
وہ چھلکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کہ دل
ہمچو رسمِ مصر سرگیں مُرغ زاد
تو مصریوں کے رواج کے مطابق گوبر نے مرغ پیدا کیا
بلکہ مُرغ دانش و فرزانگی
بلکہ عقل و دانش کا مرغ
زانکہ بنی بر پلیدی می نہی
کیونکہ تو نجاست پر ناک رکھتا ہے
برگِ زردی میوہ ناپختہ تو
تو پِلا پتہ ہے ، تو کچا پھل ہے



دیگ ز آتش شد سیاه و دود فام
دیگ آگ سے کالی اور دھوئیں کی طرح ہو گئی
ہشت سالت جوش دادم در فراق
میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا
خامی و ہرگز نخواہی پخت تو
تو کچا ہے اور ہرگز نہ پکے گا
غورۂ تو سنگ بستہ از سقام
بیماری سے تیرا انگھوں کا گچھا پتھر اگیا ہے

گوشت از سختی چنیں ماندست خام
گوشت سختی کی وجہ سے اسی طرح کچا ہے
کم نشد یک ذرہ خامیت از نفاق
نفاق کی وجہ سے تیری خای ایک ذرہ کم نہ ہوئی
گر ہزاراں بار جوشی اے عتو
اے سرکش! خولہ ہزاروں بار جوش کھائے
غورہا اکنوں مویزند و تو خام
خوشے مفتی بن گئے اور تو کچا ہے

عذر ۲ خواستن عاشق گناہ خود را بتلبیس و روپوش و فہم
مکاری اور تلبیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور معشوقہ کا
کردن معشوق آل رانیز
اس کو بھی سمجھ جانا

گفت عاشق امتحان کردم مکیر
عاشق نے کہا معاف کر ' میں آزما رہا تھا
من ۳ ہی دانستم بے امتحان
میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا
آفتابی نام تو مشہور و فاش
تو سورج ہے تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے
تو منی من خوشتن را امتحان
تو میں ہوں ' میں اپنا امتحان
انبیاء را امتحان کردہ عدات
دشمنوں نے انبیاء کا امتحان لیا ہے
امتحان چشم خود کردم بہ نور
میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا

تابہ بینم ت حریفی یا سیر
تا کہ سمجھ لوں کہ تو یاد مجلس ہے یا پردہ نشین
لیک باشد کے خبر ہچو عیاں
لیکن خبر مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے
چہ زیانست از بکرم ابتلاش
کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزما لیا؟
می کنم ہر روز در سود و زیاں
نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں
تلاشدہ ظاہر از ایشاں معجزات
حتی کہ ان سے معجزے ظاہر ہوئے
ایکہ چشم بدز چشمان تو دور
اے وہ محبوبہ! کہ تیری آنکھوں سے چشم بد دور ہے

۱۔ دیگ۔ تیری مثال تو یہ ہے کہ
دھوئیں سے دیگ تو کالی پڑ گئی لیکن
گوشت کچا رہا۔ ہشت۔ میں نے
تجھے آٹھ سال تک آتش فراق سے
جوش دیا لیکن تیری خای میں کوئی
پختگی نہ پیدا ہوئی۔ خامی۔ اگر ہزار
مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا پھر بھی
تیری خای دور نہ ہوگی۔ غورہ۔ انگور کا جو
خوش پتھرا جائے پھر گرمی سے بھی
نہیں پکتا ہے۔ مویزند۔ انگور پختہ ہو
جانے کے بعد مفتی بنتا ہے۔

۲۔ عذر۔ اب عاشق نے نمکاری
سے عذر خواہی کی اور اپنے فعل کی غلطی تو
جسبہ شروع کر دی۔ گفت۔ عاشق
نے کہا میں نے بوسہ لینے کا ارادہ اس
لئے کیا تھا کہ تجھے آزمائش کو تیری پر
راستی ہوتی ہے یا پاک دامن ہے۔
حریف۔ یاد۔ سیر۔ مستور۔ پردہ
نشین۔

۳۔ من۔ اگرچہ میں تجھے نیک
ہی سمجھتا تھا لیکن مزید اطمینان کے
لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔ تیری نیکی
روز روشن کی طرح ظاہر ہے آزمائش
سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔
انبیاء۔ دشمنوں نے انبیاء کو آزمایا اور ان
سے معجزے طلب کئے تو ان کی نبوت
اور پختہ ہو گئی۔ تو منی۔ تجھ اور مجھ میں
اتحاد ہے۔ تیرا امتحان حاصل میرا
امتحان ہے اس میں تیرے بگڑنے کی
کوئی بات نہیں ہے۔ امتحان۔ میں
نے حاصل اپنی آنکھ کو آزمایا اس میں
تیری ندرستی پابہ موقع ہے۔



گر قفصِ کرم از گنجِ مرنج
اگر میں نے تیرے خزانہ کی تلاش کر لی تو رنجیدہ نہ ہو
تازِ نم با دشمنان ہر بار لاف
تاکہ دشمنوں کے مقابلہ میں بڑھ کر بات کہہ سکوں
چشمِ ازیں دیدہ گواہی ہاید
آنکھ اس چشم دید کی گواہیاں دے
آمدِ اے مہِ بشمشیر و کفن
اے چاند! میں تم کو اور کفن لے کر آ گیا ہوں
بیش ازیں از دوری ایم ماہم مکش
اے میرے چاند! اس سے زیادہ فراق سے مجھے نہ مد
کہ ازیں دستم نہ از دستِ دیگر
کیونکہ میں اس ہاتھ کا ہوں نہ کہ دوسرے کے ہاتھ کا
ہرچہ خواہ گن و لیکن اس ممکن
تو اور جو چاہے کر یہ نہ کر
گفت امکاں نیست چوں بریگاہ شد
لیکن بات کا موقع نہیں ہے چونکہ بے وقت ہو گیا ہے
گر بمانیم اس بماند چنیں
اگر ہم اس طرح رہے وہ بھی اسی طرح رہ جائے گا
چشمِ می داریم در عفوئے و دود
اے محبوب! ہم معافی کی توقع رکھتے ہیں
چوں ز فعل خویش گشتم شرمسار
جبکہ میں اپنے فعل کے شرمندہ ہوں

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلمیس اُورا
معشوق کا عاشق کے عذر اور مکر کو رد کر دینا

در جوابش برگشاد آں ماہ لب
اس کے جواب میں اس چاند نے لب کشائی کی
کہ سوئے ماروز دوائے تسکِ شب
کہ ہماری جانب دن اور تیری جانب رات ہے

ایں جہاں ہمو خرابہ است و تو گنج
یہ دنیا کھنڈ کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے
زاں پُچھاں بے خردگی کرم گزاف
میں نے اس لئے انکی لغو بے عقلی کی
تازِ بانم چوں خرا نائے نہد
تاکہ میری زبان جب تیرا نام لے
گر شد مہِ در راہِ حرمت را ہزن
اگر میں تیری رحمت کا ڈاکو بن جاؤں
جو بشمشیر خود اے شاہم مکش
اے میرے شاہ! مجھ کو اپنی تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قتل نہ کر
جو بدست خود مہرم پاو سر
میرے پاؤں اور سر اپنے ہاتھ سے کاٹنا
از جدائی بازی رانی سخن
تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے
در سخن آبادم ایندم راہ شد
بات کرنے کا اب رات نکل آیا
پوستہا ۳ گفتیم و مغز آمد فیس
ہم نے چٹکے بیان کر دیے اور مغز چھپا رہ گیا
گز خطائے آمد از ما در وجود
اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے
احتالِ کرم مرا معذور دار
میں نے احتال کیا مجھے معذور سمجھ

۱۔ ایں جہاں عالم خراب میں تو
خزانہ اگر خزانہ کی جستجو کی جائے تو اس
میں کوئی عیب نہیں ہے۔ زوں۔ یہ
میری بہوشی اس لئے تھی کہ امتحان
کے بعد دشمنوں کے سامنے تیری نیکی
کا اظہار کر سکوں۔ تازِ بانم۔ یعنی جب
میں زبان سے تیری تعریف کروں تو
آنکھ چشم دید گواہی دے۔
۲۔ گر شد مہ اگر میں نے آپ کی
آبروریزی کی ہے تو تلوار حاضر ہے اور
کفن پہنے ہوئے ہوں مجھے قتل کر
دیتے۔ جز۔ تلوار سے قتل کر دیجئے
جدلی کے ذریعہ قتل نہ کیجئے۔ بدست
خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل کرنا
دوسرے سے قتل نہ کرنا کیونکہ میں
تمہارے ہاتھ کا مملوک نہیں ہوں۔ را
جدلی۔ خدا کے لئے جدلی کی بات نہ
کر اور جو چاہے کہہ دو سخن۔ یعنی میں
اپنے اور عذر بھی بیان کر سکتا ہوں لیکن
وقت تنگ ہے۔
۳۔ پوستہا۔ ماثق کہتا ہے کہ
معذرت میں کچھ ظاہری باتیں میں
نے کہی ہیں۔ لیکن ابھی حقیقت کا
پورا اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ گر
خطائے۔ اگر یہ میری غلطی بھی ہے تو
اب اس کو معاف کر دے۔ چوں۔
اب میں اپنے فعل پر ندامت کا اظہار
کرتا ہوں مجھے معاف کر دے کہ
سوئے۔ یعنی چالی میرے ساتھ ہے
اور تو جھوٹا ہے۔

حیلہ ہائے تیرہ اندر داوری

غلط چلے انصاف کے موقع پر

ہرچہ در دل داری از مکر و رموز

تو جو کچھ کر اور اشدے دل میں دیکھتا ہے

گر بہ پوششِ زندہ پروری

اگر ہم اس کو بندہ پرہیز کی وجہ سے چہار ہے ہیں

از پدر آموز کا دم در گناہ

باپ سے سیکھ لئے کیونکہ حضرت آدمؑ کے بد سے

چوں بدیدہ آل عالم لا سرار را

جب انہوں نے اس رازوں کے جاننے والے کو دیکھا

بر سر خاکستر لذہ نشست

” غم کی راکھ پر بیٹھ گئے

وَبَنَّا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت و بس

بس انہوں نے اے خدا ہم نے ظلم کیا کہا

دیدہ جاندارانِ پنہاں ہچو جاں

انہوں نے روح کی طرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا

کہ ہلا س پیش سلیمان مور بارش

کہ خبردار سلیمانؑ کے سامنے چیونٹی بن جا

جز مقامِ راتی یکدم مایست

سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ ٹھہر

کور اگر از پند پالودہ شود

اندھا اگر نصیحت سے پاک و صاف بن جائے

آدما تو نیستی کو راز نظر

اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو

عمر ہا باید بنادر گاہ گاہ

عمریں چاہئیں بہت کم ہوتا ہے اور کبھی کبھی

پیش بینایاں چرا می آوری

ظہنوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟

پیش ما رسوا و پیدا ہچو روز

ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں

تو چرا بے رونی از حد می بری

تو کیوں حد سے زیادہ بے لگائی کر رہا ہے؟

خوش فرود آمد بسوئے پانگاہ

خوشی سے جتوں کی جگہ از آئے

بر دوپا استاود استغفار را

تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے

وز بہانہ شاخ تاشانے نجست

اور بہانے کے لئے ایک شاخ سے دھری مثل پر چلائے ننگل

چونکہ جانداروں بدیدہ از پیش و پس

جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا

دور باش ہر یکے تا آسمان

ہر ایک کا ” شاخ نیزہ آسمان تک تھا

تانہ بشکافد ترا ایں دور باش

تاکہ تجھے یہ ” شاخ نیزہ نہ پہاڑ دے

یچ لاا مرد را چوں چشم نیست

انسان کا کوئی خام آنکھ جیسا نہیں ہے

ہر دے او باز آلودہ شود

” پھر ہر وقت گندہ ہو جائے گا

لیک اذا جاء القضا عمی البصر

لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھی ہو جاتی ہے

تاکہ مینا از قضا افتد بچاہ

کہ آنکھوں والا گناہ میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے

۱۔ حیلہ ظہنوں کے سامنے عقلی

دلائل پیش کرنا بیوقوفی ہے ہرچہ

تیرے ہر کمرے ہم واقف ہیں۔ اگر

اگر ہم بندہ نوازی کی وجہ سے چشم پوشی

کر رہے ہیں تو تجھے بے حیالی سے

کام نہ لینا چاہیے از پدر انسان کو

اپنے باپ حضرت آدمؑ سے معافی کا

طریقہ دیکھنا چاہیے۔

۲۔ چوں۔ حضرت آدمؑ سے جیسے

ہی عقلی کا ارتکاب ہوا تو حیلہ بہانہ

کرنے کی بجائے فوراً معافی کے

لئے کھڑے ہو گئے اور غم کے خاکستر

پر بیٹھ گئے۔ وز بہانہ۔ بہانہ بازی میں

ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ کی

طرف منتقل نہ ہوئے۔ جانداروں۔

یعنی ملائکہ۔ دور باش۔ دو شاخ نیزہ۔ جو

چادش ہاتھ میں لے کر بادشاہ کے

آگے چلتا تھا۔

۳۔ کہ حلا۔ فرشتے کہتے تھے کہ

سلیمان یعنی خدا کے سامنے چیونٹی

یعنی حقیر بن جاؤ ورنہ یہ نیزہ ہلاک کر

دے گا۔ لاا غلام۔ چوں چشم۔ چونکہ

انجام پر نظر کر کے معافی کے لئے آلودہ

کر دے۔ کوہ۔ یعنی جسے چشم بصیرت

حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ تو یہ بھی کرتا ہے

تو اس پر قائم نہیں رہتا ہے۔ آلودہ۔

حضرت آدمؑ کو چشم بصیرت حاصل تھی

لیکن قضا خداوندی کے سامنے مجبور

ہو گئے اور گناہ کر بیٹھے۔ عمر ہا چشم۔

بصیرت والا گناہ میں بہت کم مبتلا ہوتا

ہے۔

کہ مر اورا افتادن طبع و خوست
کیونکہ گنا اس کا مزاج اور عادت ہے
از من ست اس بودنی یاز آلودگیست
یہ بدبو مجھ میں سے ہے یا سننے کی وجہ سے ہے
ہم ز خود داند نہ از احسان یار
وہ اپنی جانب سے سمجھے گا نہ دوست کے احسان سے
بہتر از صد ما درست و صد پدر
سینکڑوں ماؤں اور سینکڑوں باپوں سے بہتر ہیں
وہ دو چشم حس خوشہ چین اوست
اور جس کی یہ دونوں آنکھیں اس کی خوشہ چین ہیں
صد گرہ زیر زبانی بستہ اند
جنہوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں گرے ہیں لگادی ہیں
بس گراں بند یست اس معذور دار
معذور رکھ یہ بہت بھاری بیزی ہے
کایں سخن در ست و غیرت آسیا
کیونکہ یہ بات ہوتی ہے اور اللہ کی غیرت چکی ہے
توتیلی دیدہ تختہ شود
پیدا آنکھ کا توتیا ہوتا ہے
کز شکستن روشنی خواہی شدن
اس لئے کہ تو نونے سے روشنی بنے گا
حق کند آخر در ستش کو غنی ست
بالا خر اللہ تعالیٰ اس کو دست کردے گا وہ بے نیاز ہے

کور را خود اس قضا ہمراہ اوست
اندھے کی یہ قضا خود اس کے ساتھ ہے
در حدث افتد نداند بوی چست
وہ ناپاکی میں گرتا ہے نہیں سمجھتا کہ بدبو کس چیز کی ہے
ور کسے بروے کند مشکے نثار
اگر کوئی اس پر مشک چھڑکے
پس دو چشم روشن اے صاحب نظر
اے صاحب نظر! وہ روشن آنکھیں
خاصہ چشم دل کہ آں ہفتاد پو ست
خصوصاً دل کی آنکھ جس کی ست نہیں ہیں
اے دریغا ہر ناں بنشستہ اند
ہائے افسوس! ناؤ بیٹھے ہوئے ہیں
پای بستہ چوں رود خوش را ہوار
عمدہ گھوڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا ہے؟
ایں سخن اشکتہ می آید ولا
اے دل یہ بات نونی پھونپی ہو رہی ہے
در ۳ اگرچہ خرد و اشکتہ شود
موتی خولہ ریزہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو
اے دراز اشکت خود بر سر مزین
اے موتی! اپنے نونے پر سر نہ پہن
پچنیں اشکتہ بستہ گفتی ست
اسی طرح ٹوٹا ہوا 'جوز' کر کہتا ہے

۱۔ کہہ اگر چشم بصیرت نہیں ملے
پھر اس کا اندھا پن ہر وقت اس کو
معصیت میں مبتلا کرتا رہتا ہے
در حدث۔ پھر اس کی یہ حالت ہوتی
ہے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اس معصیت
کا سبب اللہ ہی ہے یا برونی۔ در
کسے اندھے پر مشک چھڑا کر تو بھی
بھی سمجھے گا کہ میرے بدن کی خوشبو
ہے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے
۲۔ پس۔ خدا کسی کو آنکھیں عطا
فرمادے تو وہ اس کی تربیت کرنے
میں سینکڑوں ماں باپ سے بھی بہتر
ہیں ہر مضر اور برائی سے اس کو بچا سکتی
ہیں۔ خاصہ دل کی آنکھیں جسمانی
آنکھوں سے بدرجہا افضل ہیں۔
اسد یغیا۔ یہاں پہنچ کر مولانا پر ایک
کیفیت طاری ہو گئی ہے اور باوجود
اسرار کے بیان کے اس کو نا کافی سمجھتے
ہیں فرماتے ہیں کہ افسوس اسرار کے
بیان کے لئے بہت سے مولع پیش آ
گئے ہیں۔ ہائے بستہ۔ نیز رو
گھوڑے کے اگر پاؤں باندھ دیئے
جائیں تو اس کی خوش رفتاری ختم ہو
جلی ہے اس سخن۔ اسرار و حکم بمنزل
موتی کے ہیں اور اللہ کی غیرت ان
کے لئے بمنزل چکی کے ہے غیرت
خداوندی ان کو پس ذاتی ہے
۳۔ در۔ موتی اگر ٹوٹ بھی جائے
اور پس جائے تو بھی اس کا سر نہ
آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح
اسرار و حکم اگر پوسے طور پر بیان نہ ہو
سکیں تو بھی فائدہ سے خالی نہیں
ہیں۔ اے در۔ موتیوں کا ٹوٹ جانا
زیادہ قاتل افسوس نہیں ہے کیونکہ
پھر حل وہ مفید رہتے ہیں۔
پچنیں۔ دیکھ نونے ہوئے اسرار و
حکم کو جو کر کہتا ہی ہے خدا ان کو صحیح
حالت میں کر دے گا۔



گندم از بشکست وز ہم د شکست
گیہوں اگر ٹوٹا اور ریزہ ریزہ ہو گیا
تو ہم اے عاشق چو جرمت گشت فاش
اے عاشق! تو بھی جبکہ تیری خطا واضح ہو گئی
آنکہ فرزندان خاص آمدند
جو حضرت آدم کی مخصوص اولاد ہیں
حالت خود غرضہ گن حجت جو
اپنی ضرورت پیش کہ دلیل نہ تلاش کر
سخت روئی گرو ریشد عیب پوش
اگر ہٹائی اس کی عیب پوش بنی ہے
آں سب ابو جہل از پیغمبر معجزے
اس ابو جہل نے پیغمبر سے معجزہ
از ستیزہ خواست ابو جہل لعین
ملعون ابو جہل نے مجھڑے سے چاہے
معجزہ جست از نبی ابو جہل سگ
ابو جہل کتے نے نبی سے معجزہ طلب کیا
لیک آں صدیق خود معجز خواست
لیکن صدیق نے کوئی معجزہ نہ مانگا
کے رسد سچ ہچو توئی راکز منی
تجھ جیسے کہ کب حق پہنچتا ہے؟

بر دکان آمد کہ نک نان درست
دکان پر آیا کہ یہ اب تم روٹی ہے
آب و روغن ترک گن اشکستہ باش
چکنی چکنی بات چھوڑ شکستہ بن
فخہ انا ظلمنا می دمند
وہ بیشک ہم نے ظلم کیا کام بھرتے ہیں
ہچو ابلیس لعین سخت رو
ذہیت ملعون شیطان کی طرح
در ستیز و سخت روئی تو بکوش
تو مجھڑے اور ڈھنائی میں کوشش کر
خواست ہچوں کینہ در ترک غزے
کینہ در ترک غز کی طرح مانگا
معجزات از مصطفی شاہ مہیں
معجزے شاہ اعظم مصطفی سے
دید و نفزودش ازاں لا بہ شک
اس نے دیکھا اس نے اس میں جو شک کے کچھانڈا کیا
گفت ایں رو خود نہ گوید جز کہ راست
اس نے کہا یہ چہو بجز ج کے کچھ نہیں کہتا ہے
امتحان ہچو من یارے گنی
کہ مجھ جیسے دوست کا امتحان کرنے

۱۔ گندم۔ یہ گیہوں پس جانے
کے بعد بھی قیمتی ہے آنا بن کر روٹی
پکانے کے کام میں آ جاتا ہے۔ تو ہم۔
عاشق کا فرض ہے کہ وہ اپنی خطا پر
ندامت کا اظہار کرے اور چکنی چکنی
باتیں نہ بنائے۔ آنکہ سچ اولاد کا
فرض ہے کہ باپ کی بہترین سیرت
اعتبار کرے۔ حضرت آدم نے اپنی
خطا پر قاضی ظلمنا کہا شروع کر دیا تھا
یہی نبی آدم کے لئے بھی مناسب
ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے اپنی غلطی
پر اصرار شروع کر دیا تھا۔ سخت روئی۔
یعنی شیطان کا یہ کہنا خلقی من نلہ
و خلقک من طین۔ تو نے مجھے آگ
سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے اگر
تیرے نزدیک اس شیطان کا عیب
چھپانے والا بنائے تو بھی ایسا کر پھر
دیکھا لینا تیرا انجام بھی وہی ہوگا جو اس
کا ہوا ہے۔

۲۔ آں ابو جہل۔ ابو جہل نے
آنحضرت سے معجزہ طلب کیا تھا اس پر
آنحضرت طلب کیا تھا اس پر آنحضرت
سے شق اتر کر معجزہ رونما ہوا تھا۔ غز۔
ترکوں کو ایک خون ریز قوم ہے۔ دید۔
ابو جہل کو معجزہ دیکھنا بھی مفید نہ ہوا۔
لیک۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کبھی
معجزہ طلب نہ کیا اور کہا کہ یہ منہ بھی
جھوٹ نہیں بولتا ہے اور تصدیق کر
دی۔

۳۔ کے زند۔ غرضیکہ امتحان لینا
عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ تو مخالفت
کی دلیل ہے۔ لیکن۔ اس یہودی کی
بات کا منشاء بھی یہی تھا کہ حضرت علی
اللہ تعالیٰ کو آزمائیں تو انہوں نے ہی
جواب دیا کہ ہمیں اللہ کو آزمانے کا کوئی
حق نہیں ہے۔

گفتن جہودے امیر المومنین علیؑ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ
ایک یہودی کا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ
داری از سر اس کو شک خود را بیند از جواب آں حضرت علی رضی اللہ عنہ اورا
ہے تو اس کو اپنے قلم پر سے اپنے آپ کو گرا دیجئے اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا



مرتضیٰ را گفت روزے یک عنود

ایک سرکش نے ایک روز مرتضیٰ سے کہا

برسرِ بامے و قصرے بس بلند

بالاخانہ اور بہت بلند قلعہ پر

گفت آری او حفیظ ست غنی

فرمایا ہاں وہ تمہیں بہت بے نیاز ہے

گفت خود راہیں در فلک تو ز بام

اس نے کہا ہاں اپنے آپ کو بالاخانہ سے گرا دیجئے

تایقین گردد مرا ایقان تو

تاکہ مجھے آپ کے یقین کا یقین ہو جائے

پس ۱ امیرش گفت خامش کن برو

تو امیر سے اس سے کہا خاموش ہو جا چلا جا

کے رسد مر بندہ را گو با خدا

بندے کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول

بندہ کیا مجال ہے کہ وہ بیہوشی سے

آں ۲ خدا را می رسد کو امتحاں

یہ خدا کا حق ہے کہ وہ آزمائے

تا بما مارا نماید آشکار

تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کر کے دکھا دے

ہیچ آدم گفت حق را کہ ترا

حضرت آدم نے بھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیرا

تابہ ینم غلبت حُلمت شہا

اے شہا تاکہ میں تیری برادری کی انتہا دیکھ لوں

عقل تو از بس کہ آمد خیرہ سر

چونکہ تیری عقل گستاخ ہے

کوز تعظیم خدا آگہ نمود

جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا

حفظ حق را واقفی اے ہوشمند

اے ہوشمند! آپ اللہ کی تمہانی سے واقف ہیں

ہستی مارا ز طفلی و منی

بچپن اور لطفہ کی حالت سے ہمارے وجود کا

اعتمادے کن بحفظ حق تمام

اللہ تعالیٰ کی تمہانی پر مکمل بھروسہ کیجئے

و اعتقاد خوب با برہان تو

اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا

تا نگرد و جانت زیں جرأت گرو

تاکہ تیری جان اس جرأت سے پس نہ جائے

آزمایش پیش آرد ز ابتلا

امتحان کے ذریعہ آزمائش کرے

امتحان حق کند اے گنج گول

اے حق بے خوف! اللہ کا امتحان کرے

پیش آرد ہر دمے بابتدگان

ہر وقت بندوں کو

کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار

کہ ہم مخفی کیا عقیدہ رکھتے رہیں

امتحان کرم دریں جرم و خطا

اس غلطی اور خطا میں میں نے امتحان لیا ہے

وہ کرا باشد مجال ایں کرا

ہاں یہ مجال کس کو ہے

ہست عذرت از گناہ تو بر

تیرا عذر گناہ سے بھی بدر ہے

۱ عنود۔ سرکش۔ برسرِ بامے
یعنی حضرت علیؑ سے کہا کہ اگر تمہیں
یہ یقین ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرتا
ہے تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے اپنے
آپ کو گرا کر دیکھو۔ حضرت
علیؑ نے فرمایا ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ
میرا محافظ ہے۔ منی۔ یعنی لطفہ۔
خود۔ یہودی نے کہا کہ اپنے آپ کو
بلند جگہ سے گرو تاکہ مجھے بھی اس کا
یقین آجائے کہ تمہیں اپنے اعتقاد پر
بھروسہ ہے۔

۲ پس۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کو آزمائے اللہ تعالیٰ کی جناب
میں گستاخی ہے جو تباہی کا سبب بن
جاتی ہے۔ ابتلا۔ آزمائش۔ گنج۔ گول۔
گول جنم۔

۳ آں خدا را آزمائے کا حق خدا
کو ہے تاکہ وہ بندوں کو یہ دکھا دے کہ
تمہارا عقیدہ حائل کیا ہے حضرت
آدمؑ نے جب غلطی کی تو یہ نہیں فرمایا
کہ میں نے تو آپ خدا تیرے علم کو
آزمائے کے لئے غلطی کی ہے۔ تابہ
ینم۔ حضرت آدمؑ نے تو غلطی اس لئے
نہیں کہا کہ میں نے تو غلطی اس لئے
کی ہے کہ تیری برادری کو آزمائوں۔
خیرہ۔ بیہوش۔

آنکے اُو افراشت سَقَفِ آسمان
وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بلند کی ہے
اے ندانستہ تو شر و خیر را
اے وہ کہ تو شر و خیر کو نہیں جانتا ہے
امتحان خود چو کر دی اے فلاں
اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا
چوں بد استی کہ شکر دانہ
جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا دانہ ہے
پس بدایا بے امتحانے کہ آگہ
پس جان لے کر امتحان لئے بغیر خدا
ایں بدایا بے امتحان از علم شاہ
یہ جان لے کر بغیر امتحان کے جبکہ تو اللہ کے علم میں
ہیچ ۳ عاقل افگند در شمیم
کیا کوئی عقلمند قیمتی موتی پھینکتا ہے
زانکہ گندم را حکمے آگے
کیونکہ کوئی باخبر دانا گیہوں کو
شیخ را کہ پیشوا در ہرست
وہ شیخ جو پیشوا در رہبر ہے
امتحان گر گنی در راہ دیں
اگر تو دین کے راست میں اس کا امتحان کرے گا
جرات جہلت شود غریبان و فاش
تیری بیباکی اور جہالت غلی اور خلد ہو جائے گی
گر بیاید ذرہ سنجہ کوہ را
اگر ذرہ نہ پہاڑ کو تولے
کز قیاسے خود ترازو می تند
کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے

تو چہ دانی کردن اُورا امتحان
تو اس کا امتحان لینا کیا جائے؟
امتحان خود را گن آنکہ غیر را
پہلے اپنا امتحان کر پھر دوسرے کا کرنا
فارغ آئی ز امتحان دیگران
تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائے گا
پس بدانی کابل شکر خانہ
تو تو جان لے گا کہ تو شکر خانہ جنت کا کابل ہے
شکرے نفرستد نا جانگاہ
بے موقع تیرے لئے شکر نہیں بھیجے گا
چوں سری نفرستد در پارگاہ
سرور ہے تجھے جوتیوں کی جگہ نہ بھیجے گا
در میان مستراح پر چمیں
نجاست سے بھرے ہوئے بیت الخلا میں
ہیچ نفرستد بانبار کہے
تجھی بھوسے کے انبار میں نہیں ڈالتا ہے
گر مریدے امتحان کرد او خرسست
اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ مرید گدھا ہے
ہم تو گردی محتج اے بے یقین
اے شکلی! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا
او برہنہ کے شود زیں افتاش
وہ اس تفتیش سے نکا کب ہو گا؟
بر دزدان مگر ترازویش اے فتنی
اے نو جوان! اس پہاڑ سے اس کی ترازو ٹوٹ جائے گی
مرد حق را در ترازو می کند
اللہ تعالیٰ کے دلی کو ترازو میں رکھتا ہے

۱۔ آنک۔ ایک عاجز بندہ اللہ کا کیا
امتحان لے سکتا ہے۔ اے ندانستہ۔
انسان کو خود اپنے بارے میں کچھ معلوم
نہیں پہلے خود اس کو اپنا امتحان لینا
چاہیے۔ امتحان خود جب انسان خود اپنا
امتحان لے گا تو اس کو دوسروں کے
امتحان لینے کی فرصت نہ ملے گی۔
۲۔ چوں بد استی۔ جب تو جان
لے گا کہ تو جنت کے قابل ہے تو سمجھ
جائے گا کہ تو جتنی ہے۔ پس بدایا۔
اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد انعام کا حق
قرار دیتا ہے۔ ایں بدایا۔ اللہ تعالیٰ
بغیر امتحان کے کسی باعزت کو ذلیل
نہیں کرتا ہے۔
۳۔ ہیچ عاقل۔ قیمتی موتی کو کوئی
عقلمند بھی پانخانہ میں نہیں پھینکتا ہے تو
اللہ تعالیٰ نیکوؤں کو دوزخ میں کیسے بھیج
دے گا۔ مستراح۔ بیت الخلا۔
زانکہ۔ گیہوں کو کوئی عقلمند بھوسے میں
نہیں ڈالتا ہے۔ شیخ جبکہ بڑوں کا
امتحان لینا بڑی بات ہے تو مرید کا شیخ
کا امتحان لینا گدھا پن ہے۔
افتاش۔ شیخ کا امتحان لے گا تو مرید
خود ذلیل ہو جائے گا۔ افتاش۔
تفتیش کرنا۔ گریبا۔ مرید شیخ کے
سامنے ایک ذرہ ہے۔ کز قیاسے۔
مرید اپنے اندازے سے ترازو بناتا
ہے۔ شیخ اس ترازو میں کیسے ہا سکتا ہے
احوال۔ ترازو ٹوٹ جائے گی۔

پس ترازوئے خرد را بر درد
تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے
رو تصرف بر چنناں شاہے مجو
جا ایسے شاہ پر تصرف نہ کر
بر پختاں نقاش بہر ابتلا
ایسے نقاش پر آزمانے کے لئے
نے کہ ہم نقاش آں بروے کشید
کیا نقاش ہی ان کو اس پر نقش نہیں کیا ہے؟
پیش صورتہا کہ در علم و یست
ان صیغوں کے بالمقابل جو اس کے علم میں ہیں
بخت بدواں کلمہ و گردن زدت
تو سمجھ کہ بد نصیبی آئی اور اس نے تیری گردن مددی ہے
با خدا گردو درآ اندر سجود
خدا سے رجوع کر اور سجدے میں گر
کہ خدا یا وارہانم زیں گماں
کہ اے خدا مجھے اس گمان سے نجات دیدے
مسجد دین تو پر خروب شد
تیرے دین کی مسجد خروب گھاس سے بھر گئی
باز گردو رو بحق آر آں زماں
پلٹ جا اور فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے
از گمان و امتحان انس و جن
انس و جن کے گمان اور امتحان سے
قصہ داؤد برگو و پنا
حضرت داؤد اور تعمیر کا قصہ سنا

چوں گلنجد او بمیزان خرد
جب کہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں ماتا ہے
امتحان! ہچوں تصرف داں درو
امتحان لینا اس میں تصرف کرنے کی طرح سمجھ
چہ تصرف کرد خوالد نقشبہا
نقش کیا تصرف کر نکلیں گے
امتحانے گر بدانت و بدید
اگر ان نقوش نے امتحان لینا جانا اور سمجھا ہے
چہ قدر باشد خود اس صورت کہ بست
یہ صحت جو اس نے قائم کی ہے خود کیسی ہوگی
دوسرے اس امتحان چوں آمدت
جبکہ اس امتحان کا تجھے دوسرے آیا
چوں چنیں دسواں دیدی زود زود
جب تو ایسے دوسرے محسوس کرے بہت جلد
سجدہ گہ را تر گن از لشک رواں
سجدوں کی جگہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دے
آں زمل رکت امتحان مطلوب شد
جس وقت امتحان کرنا تیرا مقصود بنا
ہیں چو دسواں آمدت در امتحان
خبردار جب آزمانے کے سلسلہ میں تجھے دوسرا آئے
تانگہ دارد ترا آں ممحن
تاکہ وہ امتحان لینے والا تجھے محفوظ رکھے
اے ضیاء الحق حُسام لدین بیا
اے ضیاء الحق حُسام الدین آ جا

۱۔ امتحان۔ شیخ کا امتحان لینا گویا
شیخ پر تصرف کرنا ہے شیخ نے ہی اس
کو کشف و تصرف سکھایا ہے اور اس
میں قوت تصرف اور کشف شیخ کے
نقوش ہیں نقوش نقاش کا کیا امتحان
لے سکتے ہیں۔ امتحانے۔ اگر کشف
کے ذریعہ اس کے مقام کو آزماتا ہے تو
یہ کشف بھی شیخ ہی کا عطا کردہ ہے۔
۲۔ چہ قدر۔ یہ کشف شیخ کے
کشف کے بالمقابل بیچ ہے۔
دوسرے شیخ کو آزمانے کا دوسرے بھی
دل میں آنا مرید کی تباہی کا سبب
ہے۔ چوں چنیں۔ جب مرید کے
دل میں پیدا ہوں گے دسواں پیدا
ہوں تو مرید کو فوراً تو بہ کرنی چاہیے اور
اللہ تعالیٰ سے اپنی اس گستاخی کی
معافی مانگی چاہیے۔

۳۔ آں زمل۔ جب مرید میں
ایسے ساواں آئیں تو وہ سمجھ لے کہ اس
کے دین پر تباہی کے آثار نمودار ہو گئے
ہیں۔ خروب۔ ایک گھاس جس کا
مکان پر اگنا مکان کی بربادی کی
علامت ہے۔ اے ضیاء الحق۔ چونکہ
پہلے اشعار میں مولانا نے فرمایا تھا کہ
تیرے دین کی مسجد میں خروب گھاس
آگ آئی ہے تو اب مولانا کا ذہن مسجد
اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں
خروب گھاس آگ آئی تھی۔ پنا۔ یعنی
حضرت داؤد کا مسجد اقصیٰ تعمیر کرنے کا
قصہ۔



قصہ مسجد اقصیٰ و خروب رستن و عزم کردن داؤد علیہ السلام
مسجد اقصیٰ اور خروب اگنے کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت سلیمان
پیش از سلیمان بر بنائے آل مسجد و مقوف شدن آل
سے پہلے اس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اس کا رک جانا

۱۔ چوں۔ حضرت سلیمان سے
پہلے حضرت داؤد نے مسجد اقصیٰ کی
تعمیر کا ارادہ کیا۔ وحی۔ اللہ تعالیٰ نے
حضرت داؤد کو مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے
روک دیا اور فرمایا کہ ہماری تقدیر میں تم
اس کو تعمیر نہ کر سکو گے۔

۲۔ گفت۔ حضرت داؤد نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا میری کیا خطا ہے
کہ مجھے مسجد کی تعمیر سے روکا جا رہا
ہے۔ بے جرم۔ حضرت داؤد
جب خوش الحانی سے مذہور پڑھتے تھے
تو بہت سے سننے والے جاں بحق ہو
جاتے تھے۔

۳۔ گفت مغلوب۔ حضرت داؤد
نے فرمایا کہ میں زہور پڑھتے وقت
جوش اور عشق خداوندی میں مغلوب
ہوتا ہوں۔ اور دست قدرت سے
میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے
ہیں۔ جو شہ کا مجنون ہوتا ہے وہ
قاتل رحم اور فانی ہوتا ہے اس پر کوئی
مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اے مغلوب تو بلکیہ
معدوم نہیں ہے صرف اپنے لوصاف
کو اللہ کے لوصاف میں گم کر دینے
کا اعتبار ہے۔ معدوم ہے۔ فصحا
۔ یہ سن لے آنجنیں۔ جو اس طرح
کا معدوم ہو وہ تو اشرف الموجودات
ہے۔

کہ بسازد مسجد اقصیٰ بسنگ
کہ مسجد اقصیٰ کی پتھر سے تعمیر کریں
کہ زستت بر نیاید ای مکان
کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہو گا
مسجد اقصیٰ بر آری اے گزریں
مسجد اقصیٰ کو اے منتخب! بلند کرے

کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد نہ بنا
خون مظلوماں بگردن بردہ
مظلوموں کے خون گردن پر لئے ہیں
جاں بداند و شدند آزا شکار
جان دیدی اور وہ اس کے شکار بن گئے
بر صدائے خوب جاں پرداز تو
تیری حسین جان کو مشغول کرنے والی آواز کی وجہ سے
دست من بر بستہ بود از دست تو
میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا
نے کہ الْمَغْلُوبُ كَالْمَعْلُومِ بُوْد
کیا ایسا نہیں ہے کہ مغلوب معدوم کی طرح ہوتا ہے؟

جز بہ نسبت نیست معدوم انصوا
معدوم ہونا محض نسبتی ہوتا ہے، سنو
بہترین ہستیا افتاد و زفت
وہ تو فرہ اور بہترین موجودات میں سے ہے

چوں! درآمد عزم داؤدی بہ تنگ
جب داؤدی ارادہ سخت ہو گیا
وحی گردش حق کہ ترک این بخواں
اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ
نیست در تقدیر ما آنکہ تو اس
ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اس

گفت ۲ جرم چیست اے دانلی راز
انہوں نے کہا اے خدا کے جاننے والے میری کیا خطا ہے
گفت بے جرم تو خونہا کردہ
فرمایا تو نے بغیر کسی کی سی جرم کے بہت خون کئے ہیں
کہ ز آواز تو خلقے بے شمار
کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے
خون بسے رفت ست بر آواز تو
تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں
گفت ۳ مغلوب تو بوم مسیت تو
انہوں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب اور تیرا مست تھا
نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بود
کیا ایسا نہیں کہ شہ کا مغلوب قاتل رحم ہوتا ہے؟
گفت اے مغلوب معدومیت کو
اللہ نے فرمایا اے مغلوب! حیرا معدوم ہونا کہاں ہے؟
آنجنیں معدوم کو از خویش رفت
ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو

اَوَابَ نِسْبَتِ مَصْفَاتِ حَقِّ فَنَاسْتِ

اس کو خدا کی صفات کی نسبت سے فنا حاصل ہے

جملہ ارواح در تدبیر اوست

تمام روحیں اس کے انتظام میں ہیں

آنکہ اُو مغلوب اندر لطف ماست

جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے

مُنْتَبِہی ۲ اختیار آنت خود

خود اختیار کا اخیر یہ ہے

اختیارش گر بُودے چاشنی

اگر اس کا اختیار لذت نہ ہوتا

در جہاں گر قہمء و گر شربت است

دنیا میں خواہ کوئی لقمہ یا کوئی گھونٹ ہے

گرچہ از لذات بے تاثیر شد

اگرچہ وہ لذتوں سے بیگانہ ہو گیا ہے

ہر کہ اُو مغلوب شد مرحوم گشت

جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا

نے چناں معدوم کز اہل وجود

ایسا معدوم نہیں کہ موجود میں سے

بلکہ والی گشت موجودات را

بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے

بے مثال و بے مکان و بے نشان

بے مثل کے اور بے مکان اور بے نشان کے

بے شکل و بے سوال و بے جواب

بغیر اشکل اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے

در حقیقت در فنا اُورا بقاست

حقیقتاً فنا میں اس کی بقا ہے

جملہ اشباح ہم در تیر اوست

تمام اجسام بھی اس کی قدرت میں ہیں

نیست مضطر بلکہ مختار ولاست

وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے با اختیار ہے

کا اختیارش گر وہ اینجا مُفْتَقِد

کہ اس کا اختیار اس جگہ کم ہو جائے

کے بکشتے آخر اُو محو از منی

تو وہ خودی سے محو نہیں ہوتا؟

لذت اُو فرع محو لذت است

اس کی لذت محو کی لذت کی شاخ ہے

لذتے بُود اُو و لذت گیر شد

وہ بھی ایک لذت تھی جس لذت کو اس نے حاصل کر لیا

در بحار رحمتش معدوم گشت

وہ اس کی رحمت کے سمندوں میں معدوم ہو گیا

ہیچ بروے چربد اندر گاہ بُود

کوئی سخاوت کے وقت اس پر غالب آسکے

بے گمان و بے نفاق و بے ریا

بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریاکاری کے

بے زمان و بے چنین و بے چناں

بغیر زمانہ اور بغیر ایسے اور دیسے کے

م مزن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

م نہ مار اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ اُو۔ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی صفات میں فنا کر دیا ہے تو اس کی فنا تو دراصل بقا ہے۔ جملہ اب اس فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ تمام روحیں اس کے زیر تصرف ہیں اور تمام اجسام اس کے زیر تکلیف ہیں۔ اشباح یعنی اجسام۔ آنکہ۔ جو ہم میں فنا ہو گیا وہ مضطر نہیں ہے بلکہ وہ محبوب ہونے کی وجہ سے با اختیار رہے والا دوستی۔

۲۔ مُنْتَبِہی۔ بندہ کا اہل وجہ کا اختیار تو یہی ہے کہ وہ ہماری مرضیات میں گم ہو جائے۔ اختیارش۔ اس کو اگر اس اختیار میں لطف نہ آتا تو اپنے آپ کو کیوں فنا کرتا۔ منی۔ خودی۔ وہ جہاں۔ دنیا کی تمام تر لذتیں خواہ کھانے کی ہوں یا پینے کی وہ اس پر ہی مبنی ہیں کہ اس چیز کی لذت کو منادیا جائے۔ گرچہ۔ فانی فی اللہ اگرچہ دنیاوی لذتوں کو منادیتا ہے لیکن یہ ترک لذت اس کے لئے لذت بن جاتی ہے۔

۳۔ ہر کہ۔ جو صفات باری سے مغلوب ہو گیا اور وہ اللہ کی رحمتوں کے سمندر میں غرق ہو کر رحمتوں کا حق ہو گیا ہے۔ نے چناں معدوم۔ لیکن وہ ایسا معدوم نہیں ہے کہ کوئی بھی موجود اس پر غالب آسکے۔ بلکہ ایسا فانی فی اللہ موجودات پر حکمران بن جاتا ہے۔ بے مثل۔ اب نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ اس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ لازمی ہے اور کم و کیف سے بھی جدا ہے اس معاملہ میں نہ کوئی اشکل اور نہ سوال و جواب کا موقع ہے بس خاموشی اختیار کر لے۔



شرح انما المؤمنون اخوة والعلماء کفیس واحلہ خاصۃ

اس کی شرح کہ مومنین بھائی بھائی ہیں اور علماء ایک جان کی طرح ہیں اتحاد داؤد و سلیمان و سائر انبیاء علیہم السلام کہ اگر یکے خصوصاً حضرت داؤد اور سلیمان اور بقیہ انبیاء کا اتحاد ہو کہ اگر تو ان میں سے ایک کا منکر ہو ازیشاں را منکر شوی ایمان تو بیچ نہی درست نباشد و تو تیرا کسی نبی پر ایمان درست نہ ہو گا اور یہ اتحاد کی علامت گئی ایں علامت اتحاد است کہ اگر یکے خانہ ازاں ہزار خانہ ویراں گئی ہے کہ اگر ہزار گھروں میں سے تو ایک کو ویراں کرے گا تو سب ویراں ہمہ ویراں شود ویک دیوار قائم نماند کہ لانفرق بین احد ہو جائیں گے اور ایک دیوار بھی قائم نہ رہے گی کیونکہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں من رسلہ والعقل تکفیه الاشارة و ایں خود از اشارت گذشت تفریق نہیں کرتے ہیں عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور یہ تو اشارہ سے بڑھ گیا ہے

۱۔ انما قرآن پاک میں ہے فَمَا
فَمُؤْمِنُونَ اخوة یعنی مومنین آپس
میں بھائی بھائی ہیں اور مشہور مقولہ
ہے الْعُلَمَاءُ کَفِیْسٌ وَاَحِلَّةٌ یعنی
علماء ایک جان ہیں یہ اخوة اور اتحاد
ایمان کی وحدت کی بنیاد پر ہے قرآن
پاک میں فرمایا گیا ہے لَا تَفْرُقْ بَيْنَ
اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ہم اس کے رسولوں
میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے
ہیں اس بنا پر یہ حکم ہے کہ ایک نبی کا
کفر تمام انبیاء کا کفر ہے

۲۔ زس خبر یعنی اس خبر سے کہ تم
مسجد اُسی کی تعمیر نہ کر سکو گے اور
حضرت سلیمان مومنان یعنی
مومنین اگرچہ کثرت میں متحد ہیں لیکن
ان میں وحدت ایمانی ہے۔ جب
ایکے روح انسانی جو ایک لطیفہ ربانی
ہے اور وہ روح حیوانی کے علاوہ ہے
یعنی غیر ہم۔ حیوانات میں صرف
روح حیوانی ہے جو اطبا کے نزدیک
ایک جسم لطیف بخدی ہے جو غذاؤں
سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ بخد ہے
اسی لئے مولانا نے اس کو روح ہاد کہا
ہے

پس خطاب آمد بدادود از خدا تو خدا کی جانب سے حضرت داؤد کو خطاب ہوا
دل مدار اندر تفکر زیں ۲ خبر اس بات سے دل کو فکر میں مبتلا نہ کر
گرچہ برناید بجہد وز ور تو اگرچہ وہ مسجد تیری کوشش اور طاقت سے نہ بنے گی
رگچہ برناید بجہدت ایں مقام رگچہ تیری کوشش سے یہ جگہ نہ بنے گی
کردہ او کردہ تست اے حکیم اے دانا! اس کا کیا ہوا تیرا کیا ہوا ہے
مومنان معدود لیک ایماں یکے مومنین متعدد ہیں لیکن ایمان ایک ہے
غیر سم فہم و جاں کہ درگاؤ و خرسٹ عقل اور جان جو نکل اور گدھے میں ہے اس کے علاوہ
کالے گزیریں پیغمبر نیکو لقا کہ اے منتخب پیغمبر نیک صحت
رہ مدہ درخود ملال و غم مخور رخ کو اپنے اندر راست نہ دے اور غم نہ کر
لیک مسجد را بر آرد پور تو لیکن تیرا لڑکا اس کو بنائے گا
لیک پور تو گندآں را تمام لیکن تیرا لڑکا اس کو مکمل کرے گا
مومنان را اتصاے داں قدیم مومنوں کا باہمی قدیم اتحاد سمجھ
جسم شاں معدود لیکن جاں یکے ان کے جسم چند ہیں لیکن جان ایک ہے
آدی را عقل و جان دیگرست انسان کی عقل اور جان دوسری ہے

ہست جانے در ولی و در نبی!
 ولی اور نبی میں اور جان ہے
 تو مجھو اس اتحاد از روح باد
 تو یہ اتحاد ہوائی روح میں نہ تلاش کر
 وَر گشد بار اس نگرود آں گراں
 اگر یہ بوجھ اٹھائے تو وہ بوجھ نہیں ہوتی
 از حسد میر و چو بیند برگ او
 اگر اس کا سزا و سزا دہکتی ہے تو حسد سے مرنے ہے
 متحد جانہائے شیران خداست
 خدا کے شیروں کی جان متحد ہے
 کاں یکے جاں صد بود نسبت جسم
 کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک سو بن جاتی ہے
 صد بود نسبت بصحن خانہا
 گھروں کے صحن کے اعتبار سے سو بن جاتا ہے
 چونکہ بر گیری تو دیوار از میاں
 جبکہ تو درمیان سے دیوار اٹھا دے
 مومنناں باشند نفس واحدہ
 مومن ایک جان بن جائے گے
 زانکہ نبود مثل س باشد اس مثال
 کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثل ہے
 تائبہ شخص آدمی زاو دلیر
 بہادر آدمی کے وجود کے اعتبار سے
 اتحاد از رہی جلبازی نگر
 بہادی کے اعتبار سے اتحاد سمجھ

باز غیر عقل و جان آدمی
 پھر انسان کی عقل اور جان کے علاوہ
 جان حیوانی ندارد اتحاد
 حیوانی جان اتحاد نہیں رکھتی ہے
 گر خورد اس ناں نگرود سیر آں
 اگر یہ دلی کھانے میں دوسری کا پیٹ نہیں بھرتا
 بلکہ اس شادی کند از مرگ او
 بلکہ یہ اس کے مرنے سے خوشی منائی ہے
 جان گرگان و سگاں ہر یک جداست
 بھیڑوں اور کتوں کی جان ہر ایک جداگانہ ہے
 جمع ۲ کفتم جانہا شاں من باسم
 میں نے ان کی جانوں کے لئے اسم جمع کا لفظ بولا
 ہچموں آں یک نور خورشید سما
 جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور
 لیک یک باشد ہمہ انوار شاں
 لیکن ان سب کا نور ایک بن جاتا ہے
 چوں نماند جاہبا را قاعدہ
 جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی
 فرق و اشکالات آید زیں مقال
 اس گفتگو سے اختلاف اور اشکال پیدا ہوتے ہیں
 فرقہا بجد بود از شخص شیر
 شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں
 لیک در وقت مثال اے خوش نظر
 لیکن اے خوش نظر! مثال کے وقت

اور نبی۔ انبیاء اور اولیاء کی روح انسانی
 ایک قوی تر لطیفہ آبائی ہے۔ جان
 حیوانی۔ روح حیوانی ہر حیوان میں
 جداگانہ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک روح
 حیوانی اگر غذا حاصل کرتی ہے تو
 دوسری روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی ہے
 ان میں سے اگر ایک گراں بار ہوتی
 ہے تو دوسری کو اس سے گرہ لیتی نہیں
 ہوتی ہے۔ بلکہ ایک روح حیوانی کی
 خوشی دوسری کے رنج کا سبب ہے۔
 شیران خدا یعنی اولیاء اور انبیاء۔

۲ جمع کفتم۔ ہم نے انبیاء اور
 اولیاء کی روح کے لئے جمع کا صیغہ بولا
 ہے حالانکہ وہ ایک ہے اس کا تعدد
 نفس جسموں کے تعدد سے نسبت سے
 ہے۔ ہچمو۔ سورج کی دھوپ جبکہ
 مختلف صحنوں اور مکانوں پر پڑتی ہے تو
 اس میں تعدد ہے ورنہ وہ ایک چیز
 ہے۔ قاعدہ۔ بنیاد یعنی جسم۔ زیں
 مقال۔ یعنی روح انسانی کو سورج کے
 نور سے تشبیہ دینے سے بہت سے
 اشکالات پیدا ہو جائے گے۔

۳ مثل۔ مثل اور شاں میں یہ
 فرق ہے کہ مثل شی وہ کہلاتی ہے جو
 اس شے سے ہر بات میں متحد ہو اور
 مثال کا ہر صفت میں یکساں ہونا
 ضروری نہیں ہے اگر ایک ضروری نہیں
 ہے اگر ایک وصف میں بھی اتحاد ہے
 تو اس کو اس شے کی مثال کہہ سکتے
 ہیں۔ فرقہا۔ بہادر شخص کی شیر مثال
 ہے حالانکہ دونوں میں بہت سی باتوں
 میں فرق ہے صرف بہادری میں
 یکسانیت ہے۔



کان دلیر آخر مثال شیر بود
کہ وہ بہادر شیر کی مثال ہے
مُتَحَدِ نَقَشِ ندارد ایں سرا
یہ دنیا کوئی چیز روح کے ساتھ متحد نہیں رکھتی ہے
ہم مثال ناقصے دست آدم
نیز ایک ناقص مثال بیان کرتا ہوں
شب بہر خانہ چراغی می نہند
رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں
آں چراغ ایں تن یو دلورش چو جاں
وہ چراغ یہ جسم ہے اس کی روشنی جان کی طرح ہے
واں فقیلہ پنج دار داز حواس
وہ بتی پانچ حواس رکھتی ہے
بے ۲ خور و بے خواب نرید نیم دم
بغیر کھائے اور سوئے آدھا بل بھی نہیں جی سکتا
بے فقیل در و غش نبود بقا
اس کی بغیر بتی اور تیل کے بقا نہیں ہے
زانکہ نورِ علتی اش مرگ جوست
کیونکہ اس کی بیدار روشنی موت کی مقتضی ہے
جملہ سہجہائے بشر ہم بے بقاست
انسان کے تمام حواس فانی ہیں
نورِ حس و جان ناپایان ما
ہمارے فانی حس اور جان کا نور
لیک مانند ستارہ و ماہتاب
لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

نیست! مثل شیر در جملہ حدود
تمام باتوں میں شیر کی مثل نہیں ہے
تا کہ مثلے وَا نمائم مر ترا
تا کہ تجھے مثل دکھا دوں
تا ز حیرانی خرد را وَا خرم
تا کہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں
تا بنورِ آں ز ظلمت می رہند
تا کہ اس کی روشنی کی بنیاد میرے نجات حاصل کر لیں
نیست محتاج فقیل و این و آں
جو بتی اور اس اور اس کا محتاج نہیں ہے
جملگی بر خواب و خورد اساس
ان سب کی کھانے اور سونے پر بنیاد ہے
با خورد با خواب نرید نیز ہم
کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے
باقیل و روغن اوہم بیوفا
بتی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے
چوں زید کہ روز روشن مرگِ اوست
کیسے جنے کیونکہ روشن دن اس کی موت ہے
زانکہ پیش نورِ روز حشر لاست
کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہے
نیست کُلی فانی ولا چوں گیا
گھاس کی طرح بالکلیہ فانی اور معدوم نہیں ہے
جملہ محو اند از شعاع آفتاب
سورج کی شعاع سے سب محو ہیں

۱۔ نیست مثل۔ بہادر شیر کی مثل
نہیں ہے مثال ہے متحد۔ اس دنیا
میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روح کی
مثل ہو تا کہ اس کے ذریعہ روح کو
سمجھایا جاسکے ہم مثال۔ اگرچہ کوئی
چیز روح کی مثل نہیں ہے جس کے
ذریعہ اس کو سمجھایا جائے لیکن ایک
ناقص مثال پیش کی جاتی ہے۔ آں
چراغ۔ جسم کو بمنزلہ چراغ کے اور روح
کو اس کی روشنی جیسا بجھو روشنی جب
ہو سکے گی۔ جبکہ چراغ میں بتی ہو تیل
ہو اسی طرح جسم غذا وغیرہ کا محتاج
ہے۔ فقیلہ۔ چراغ کی بتی۔ حواس۔
یعنی حواس خمسہ اساس۔ بنیاد۔ یعنی
حواس خمسہ جب کام کرتے ہیں جبکہ
حواس ضروری پورے ہونے پر بھی
موقوف ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے
کہ حواس بھی پورے ہوتے رہیں
تب بھی وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔
جس طرح چراغ باوجود بتی اور روغن
کے سورج نکلنے پر اپنے وجود کو گویا
معدوم کر دیتا ہے اسی طرح جب
موت کا وقت آتا ہے تو یہ روح حیوانی
اور حواس معدوم ہو جاتے ہیں ان کے
لئے موت کا وقت ایسا ہی ہے جیسا
کہ چراغ کے لئے دن کا نکلنا۔
۲۔ جملہ سہجہائے۔ جس طرح
روح حیوانی کا بقا نہیں ہے اسی طرح
روح انسانی کا بھی بقا نہیں ہے حشر
میں مجلی رب کے سامنے اس کا بھی بقا
نہ رہے گا۔ لا۔ یعنی معدوم۔ چوں
گیا۔ اس روح انسانی کی فنا گھاس
پھوس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے۔
لیک۔ روح انسانی کی فنا ایسی ہے
جیسی کہ ستارہ کی فنا سورج کی موجودگی
میں ہوتی ہے۔



۱۔ آنچنانکہ روح انسانی کی فنا کی
دوسری مثال یہ ہے کہ پسو کے کانٹے کا
دوسرا پسو کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا
ہے۔ ایک۔ تیری جانب۔ محو۔
تیسری مثال یہ ہے کہ روح انسانی کی
محویت لکھی ہے جیسا کہ نگاہ شہد کی
کھینچوں کے ذریعے پانی میں محو ہو جاتا
ہے۔ میکند۔ شہد کے حمال کی بڑی
کھینچیں اس قدر تعاقب کرتی ہیں کہ
پانی میں اگر غوطہ لگا جائے تو وہ انتظار
کرتی ہیں کہ باہر نکلے پھر کاٹیں۔

۲۔ آب سب مولانا رومی بات
کی طرف متقل ہو کر فرماتے ہیں کہ
دسوں حل شہد کی کھینچوں کا سا ہے
وہ سے بچو ذکر اللہ کے پانی کے
ذریعہ ہو سکتا ہے بعد ازاں۔ جب
انسان ترقی کرتا ہے تو خود اس کی
طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر لیتی
ہے اور طبیعت دسوں کو دور کرنے لگتی
ہے اور اس کو جس دم ذکر خفی وغیرہ کی
ضرورت نہیں رہتی ہے کہ سب سب
خود سب لک کی طبیعت میں وہ خواہ پیدا
ہو جاتے ہیں جو انکے میں تھے۔

۳۔ بس کسانے۔ جس طرح
روح انسانی بالکل فنا نہیں ہے اسی
طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی
موت فناء محض نہیں ہے بلکہ ان کے
لئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ
صفات باری میں مستغرق ہیں۔ وہ
صفات۔ اللہ کی صفات میں وہ اسی
طرح معدوم ہیں جس طرح ستارہ
سورج کے سامنے معدوم ہوتا ہے۔
گز قرآن۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ
كَانَتْ اِلَّا صَبِيحَةً وَاحِدَةً لِّئَلَّا تُهَمَّ
جَمِيعُ لَنِيْنًا مُّحْضَرُوْنَ۔ بس ایک
زور کی آواز ہوگی تو ایک دم سے سب
لوگ ہمارے حضور میں لا حاضر کئے
جائے گئے محضرون۔ حاضر کئے جائے
گئے کا لفظ اس بات کو پتاتا ہے کہ
روحیں موجود ہیں معدوم نہیں۔

آنچنانکہ اس سوز و درد زخم کیک

جیسا کہ پسو کے زخم کی سوزش اور درد

آنچنانکہ عوور اندر آب جست

جیسا کہ نگاہ پانی میں گھس جائے

میکند ز نبور بر بالا طواف

شہد کی کھینچوں اور چکر کاٹتی ہیں

آب ذکر حق و زنبور ایں زماں

اللہ کی یاد پائی ہے اور شہد کی کھینچیں اس وقت

دم بخور در آب ذکر و صبر گن

ذکر حق کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر

بعد ازاں تو طبع آں آب صفا

اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت

آنچنان کہز آب آں زنبور شر

جس طرح وہ شریر شہد کی کھینچ پانی سے

بعد ازاں خواہی تو دور از آب باش

اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا

بس کسانے کز جہاں بگذشتہ اند

بہت سے وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہیں

در صفات حق صفات جملہ شاں

ان سب کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں

گز قرآن نقل خواہی اے خروں

اے سرکش! اگر تو قرآن سے ثبوت چاہتا ہے

مُحْضَرُوْنَ معدوم نبود نیک میں

اچھی طرح سمجھ لے حاضر کئے ہوئے معدوم نہیں ہوتے

محو گردد چوں در آید مارا لیگ

محو ہو جاتا ہے جب سانپ تیری جان آ جائے

تا در آب از زخم زنبور ایں برست

تاکہ پانی میں شہد کی کھینچوں کے کانٹے سے نجات ملے

چوں بر آرد سر نداشت معاف

وہ جب سر اٹھاتا ہے اس کو معاف نہیں کرتی ہیں

ہست یاد ایں فلاں و آں فلاں

اس فلاں اور اس فلاں کی یاد ہے

تا رہی از فکر و سواں کہیں

تاکہ تو فکر اور پرانے خیالات سے نجات پالے

خود بگیری جملگی سر تابیا

سر سے پاؤں تک خود اختیار کر لے گا

میگر یزد از تو ہم گیرد حذر

بھگتی ہے تجھ سے بھی ذرے گی

کہ بسر ہم طبع آبی خولجہ تاش

کیونکہ باطن کے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خولجہ تاش ہو گیا ہے

لانیندو در صفات آہستہ آمد

معدوم نہیں ہیں اور وہ اللہ کی صفات میں غرق ہیں

ہچو اختر پیش آں خور بے نشان

ایسی ہی بے نشان ہیں جیسا کہ ستارے سورج کے سامنے

خواں جمیع ہم لئنا محضرون

پڑھ لے وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں

تا بقائے روحا دانی یقین

تاکہ تو روحوں کے باقی رہنے کو یقینی طور پر جان لے



روح مجبوب از بقایش در عذاب
اس کی بقا سے رکی ہوئی روح عذاب میں ہے
زیں چراغ حسن حیواں اُمر او
خلاصہ یہ ہے کہ اس حیوانی حس کے چراغ سے
روح خود را متصل گن اے فلاں
اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کر دے
صد چراغیت از مُرندار بیستند
تیرے سو چراغ خولہ وہ مریں یا قائم رہیں
زاں ۳ ہمہ جنگند ایں اصحاب ما
اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی لڑتے ہیں
زانکہ نورِ انبیاء خورشید بُود
کیونکہ انبیاء کا نور سورج سے تھا
یک بمیردیک بماند تا بروز
ایک بجھ جاتا ہے ایک دن تک رہتا ہے
جان ۳ حیوانی بُود حتی از عذے
حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے
گر بمیرد ایں چراغ و طی شود
اگر یہ چراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے
نور آں خانہ چوبے ۶ نہم پیاست
جب اس گھر کی روشنی اس کے بغیر بھی قائم ہے
ایں مثال جان حیوانی بُود
یہ روح حیوانی کی مثال ہے
باز از ہندوی شب چوں ماہ زاد
پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا

روح واصل در بقا پاک از حجاب
جو روح بقابلہ میں واصل بحق ہو وہ پاک ہے
گفتمت ہاں تا نجوئی اتحاد
میں نے تجھے بتا دیا خبردار اتحاد کا طالب نہ بننا
زود با ارواح قدس سالکال
بہت جلد سالکوں کی پاک رگوں کے ساتھ
بس جدا یندو یگانہ نیستند
آپس میں بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں
جنگ کس نشنید اندر انبیا
کسی نے انبیاء میں لڑائی کی بات نہیں سنی ہے
نور حسن ما چراغ و شمع و دود
ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں ہے
یک بُود پرشمرده دیگر با فروز
ایک ٹٹھٹاتا ہے دوسرا روشن ہے
ہم بمیرد او بہر نیک و بدے
وہ اچھائی اور برائی کے ساتھ مر بھی جاتی ہے
خانہ ہمسایہ مظلم کے شود
پڑوسی کا گھر تاریک کب ہو گا
پس چراغ حسن ہر خانہ جداست
تو حس کا چراغ ہر گھر کا جدا ہے
نے مثال جان ربانی بُود
نہ کہ ربانی روح کی مثال
در سر ہر روز نے نورے فتاد
ہر سواری پر روشنی پڑی

۱ روح مجبوب۔ روح حیوانی کو
بقابلہ حاصل نہیں ہے لہذا وہ عذاب
میں ہوگی جو روح انسانی بقابلہ حاصل
کرے گی اس کو عدت باری حاصل
ہوگی۔ زیں چراغ حسن۔ روح حیوانی
سے اتصال اور اتحاد عذاب کا سبب
ہے۔ روح خود اپنی روح کو سالکوں
کی روح سے وابستہ کر لیتا ویدلرب
حاصل ہو گا صد چراغیت۔ ارواح
حیوانی سے قطع نظر کر دین رگوں میں
کوئی یکا گنت نہیں ہوتی ہے۔
۲ زان۔ چونکہ عوام روح انسانی
سے محروم ہیں ان میں صرف روح
حیوانی ہے جس میں یکا گنت نہیں
ہے اسی لئے باہمی مختلف اور جنگ
و جدل میں رہتے ہیں انبیاء کی روح
روح انسانی ہے جس میں وحدت
ہے۔ زانکہ انبیاء کی رو میں خورشید
وحدت کا نور ہیں جو باہمی متحد ہیں۔
نور جس ما۔ روح حیوانی وہی چراغ
والی روشنی ہے۔ یک بمیرد۔ چونکہ ان
میں اتحاد نہیں ہے اس لئے کوئی انسان
دوسرے انسان کے اصول سے متاثر
نہیں ہوتا ہے۔
۳ جان حیوانی۔ روح حیوانی
غذاؤں سے زندہ ہے اور پھر اس کے
لئے فنا ہے۔ گر بمیرد۔ روح حیوانی کی
مثال چراغ کی روشنی کی سی ہے اگر
ایک چراغ بجھ جائے تو دوسرے گھر کا
چراغ جلتا رہتا ہے۔ نور آں خانہ۔ جب
ایک گھر کے چراغ کے بجھنے سے
دوسرے گھر پر اندھیرا نہیں ہوتا ہے تو
معلوم ہوا کہ دونوں جدا گانہ ہیں۔ ایں
یعنی چراغ کی مثال۔ باز۔ روح انسانی
کی مثال چاند کی روشنی کی سی ہے جب
چاند طلوع کرتا ہے گھروں میں نور پڑتا
ہے تو سب گھروں میں نور پھیلتا ہے تو
ان سب گھروں کے نور میں وحدت
ہے۔



۱۔ تِلْوَ د۔ روح انسانی میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخ کامل اپنی زندگی میں چاند کی طرح ہر مرید کو روشنی عطا کرتا رہتا ہے۔ باز۔ جب وہ شیخ اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو مریدوں میں استغاضہ کی وہ پہلی سی کیفیت نہیں رہتی ہے۔ اس مثال میں نے ذات مقدس اور اس کے نور کی مثال سورج اور اس کی روشنی سے دی ہے یہ مثال ہے جو تمام حیثیتوں سے مثال نہ کی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کرے گی اور دشمن یعنی فلسفی کے لئے جو اسرار معرفت میں قیاس کو دخل دیتا ہے ہد ہزن بنے گی اور اس کو مزید گمراہ کر دے گی۔ عنکبوت۔ فلسفی کی مثال کڑی کی سی ہے جو خود اپنے لو پر اپنے لعاب سے نور کو کھینچ کر لیتا ہے۔

۲۔ الزغاب۔ کڑی اپنے لعاب سے اپنے آپ کو روشنی سے محروم کرنی ہے اسی طرح منکر اور معترض اپنے اعتراضات کو ذریعہ اپنے لہاک کھور سے محروم کر دیتا ہے۔ گردن اسب۔ گھوڑے پر قائمہ سے سول ہوگا تو قائمہ اٹھائے گا لہا کر اس کے باؤ پکڑنے کی کوشش کرے گا تو لات کھائے گا یہی مثل کلام حق اور اسرار معرفت کی ہے کہ اس پر صحیح طریقہ سے غور کرے تو قائمہ اٹھاوے اور مقصد نہ ملے ڈالو گے تو تباہی ہی ہوگی۔

۳۔ اسب تو سن۔ سرکش گھوڑا یعنی نفس۔ آہنگ۔ رلہ حق رلہ سلوک کو آسان اور حقیر نہ سمجھ اس راستہ میں بہت صبر و استقلال کی ضرورت ہے۔ جو نفس پر بہت شائق و گراں ہے۔ بنا۔ یعنی مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔ منی۔ وہ مقام پاک ہے جہاں حاجی رلہ جمار کرتے ہیں۔

کہ نمک نورِ ایں بے آں دگر
کیونکہ اس کا نور اس دھڑے کے بغیر نہیں رہتا ہے
ہست در ہر خانہ نورِ او قنق
ہر گھر میں اس کا نور مہمان ہے
نورِ جملہ جاہا زایل شود
تمام جانوں کا نور زائل ہو جاتا ہے
مر ترا ہادی عدو را رہزنی
تیرے لئے ہادی ہے دشمن کے لئے رہزن ہے
پرد ہائے گندہ را بر باند او
گندے پردے بنتا ہے

دیدہ ادراک خود را کور کرد
اپنے احساس کی آنکھ کو اندھا بنا لیا
در بگیرد پاش بستاند لکد
اور اگر اس کے پاؤں پکڑے گا لاتیں کھائے گا
عقل و دیں را پیشوا گن و اسلام
عقل اور دین کو پیشرو بنا لے والسلام
کاندریں رہ صبر شق انفس است
کیونکہ اس راستہ میں صبر کرنا جانوں کے لئے شاق ہے
با سلیمان نبی نیک خو
نیک خلعت نبی کے ساتھ جو ہوا

نورِ آں صد خانہ را تو یک شمر
ان سو گھروں کی روشنی کو تو ایک سمجھ
تِلْوَ د۔ خورشید تاباں بر افق
جب تک سورج افق پر روشن ہے
باز چوں خورشید جاں آفل شود
پھر جب سورج کا غروب کر جاتا ہے
اس مثال نور آمدِ مثل نے
یہ نور کی مثال ہے مثل نہیں ہے
بر مثال عنکبوت آں زشت خو
وہ بد خو کڑی کی طرح

از لعاب ۲ خولیش پردہ نور کرد
اپنے لعاب سے اس نے نور پر پردہ ڈال دیا
گردن اسب ار بگیرد بر خورد
اگر گھوڑے کی گردن پکڑ لے گا قائمہ اٹھائے گا
کم نشیں بر اسب ۳ تو سن بے لگام
سرکش گھوڑے پر بے لگام نہ چڑھ
اندریں آہنگ منکر سست و پست
اس راستہ کو سست اور پست نہ سمجھ
باز گرد و قصہ مسجد بگو
واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ

بقیہ قصہ بنائے مسجد اقصیٰ از دست سلیمان علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا بقیہ

چوں سلیمان کرد آغاز بنا
چوں پاک چوں کعبہ ہمایوں چوں منی
جب حضرت سلیمان نے تعمیر ابتدا کی
جو کعبہ کی طرح پاک اور منی کی طرح بابرکت ہے



در بنایش دیدہ می شد کز فر
اس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی
در بنا ہر سنگ کز گہ می شکست
تعمیر میں جو پتھر پہاڑ سے ٹوٹا تھا
ہمچو از آب و گل آدم کدہ
آدم کے مجسمہ کے پانی لہ مٹی کی طرح
سنگ ۲ بے کمال آئندہ شدہ
پتھر اٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے
حق ہی گوید کہ دیوار بہشت
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں
چوں درو دیوار تن با آگہی ست
جیسے کہ جسم کے درو دیوار حساس ہیں
ہم ۳ درخت و میوہ ہم آب زلال
درخت می لہ پھل بھی صاف پانی بھی
زانکہ جنت رانہ ز آلت بستہ اند
کیونکہ جنت کو لہڑیوں سے تعمیر نہیں کیا ہے
ایں بنا ز آب و گل مردہ بدست
یہ عملت مردہ پانی لہ مٹی سے بنی ہے
ایں باصل خویش ماند پر خلک
یہ اپنی اصل کی طرح پر خلل ہے
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب
تخت لہ قلعہ بھی لہ تاج لہ کپڑے بھی
فرش بے فرش پیچیدہ شدہ
فرش بغیر فرش کے پٹا ہوا ہو گا

نے فسرہ چوں بنا ہائے دگر
دوسری عمارتوں کی طرح ٹھنری ہوئی نہ تھی
فاش سیر و ابی اہمی گفت از نخست
وہ پہلے ہی سے مجھے لے چلو علی الاعلان کہتا تھا
نور زال گہ پارہا تاباں شدہ
پہاڑ کے فن ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا
وال درو دیوارہا زندہ شدہ
وہ لہ دیواریں زندہ ہو گئیں
نیست چوں دیوارہا بیجان و زشت
لہ دیواروں کی طرح بے جان لہ مجھے ہی نہیں ہیں
زندہ باشد خانہ چوں شاہنشہی ست
چونکہ وہ شاہنشاہی گھر ہے زندہ رہے گا
باہشتی در حدیث و در مقال
بہشتی کے ساتھ بات چیت لہ گفتگو میں ہوں گے
بلکہ از اعمال دینت بستہ اند
بلکہ تیرے لئے دین کے اعمال سے بٹایا ہے
آں بنا از طاعت زندہ شد ست
وہ عملت زندہ عبادت سے بنی ہے
وآں باصل خود کہ علم ست و عمل
وہ اپنی اصل کے ساتھ مشابہ ہے جو علم لہ عمل ہے
باہشتی در سوال و در جواب
بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہوں گے
خانہ بے کتاس رو بیدہ شدہ
گھر بغیر جھاڑو دینے والے کے جھڑا ہوا ہو گا

۱۔ سیر و ابی۔ مجھے لے چلو یعنی وہ
پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا تھا کہ مجھے
لے جا کر تعمیر میں لگاؤ۔ ہمچو جس
طرح آدم کے مجسمہ کی مٹی لہ پانی پر
نور تھا اسی طرح اس مسجد اُسی کے
پتھر پانی لہ مٹی پر نور تھے۔

۲۔ سنگ۔ حضرت سلیمان کے
مجوزے سے وہ پتھر خود بخود تعمیر میں
لگنے کے لئے آنے لگے لہ اس مسجد
کے درو دیوار میں زندگی پیدا ہوئی۔
بہشت۔ بہشتی وہ دیوار میں بھی زندگی
ہوئی قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْمَلٰٓئِ
الْاٰخِرۃَ اَلۡہٰی الْاٰخِرۃَ اَلۡہٰی الْاٰخِرۃَ
آخرت کا گھر زندہ ہے۔ چوں۔
انسان کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے لہ
اس میں زندگی ہے تو جنت کے درو
دیوار میں زندگی کیوں نہ ہوگی۔

۳۔ ہم درخت۔ جنت کی ہر چیز
میں حیات لہ زندگی ہوگی لہ وہ
جنتیوں سے گفتگو کرے گی۔
زالت۔ جنت کی تعمیر انسانوں کے
نیک عملوں سے ہوگی۔ ایں بنا۔
دنیاوی مکانات مردہ مٹی پانی سے بنے
ہیں لہذا وہ مردہ ہوتے ہیں۔ جنت
زندہ عمارتوں سے تعمیر ہوگی تو اس میں
زندگی ہوگی۔ ہم سر پر۔ جنت کے
تخت و قلعہ لباس لہ تاج سب زندہ
ہوں گے فرش۔ چونکہ وہاں کے
فرش میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود
بوچھے گا لہ لپٹ جائے گا۔ خانہ
چونکہ گھر میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود
اپنے آپ کو صاف کرے گا۔



۱۔ تخت۔ جنت کا تخت خود بخود چلے گا۔ حلقہ۔ جنتی کی خواہش کے مطابق جہاد سے کی زنجیریں اور جہاد خود مطرب اور قوال کا کام کرنے لگیں گے۔ خانہ دل۔ جہاد دینے والے کے بغیر جنتی گھر کے صاف ہو جانے پر تعجب نہ کرو خود اپنے دل کو دکھو گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے اور توبہ سے خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔ مذہب ہمہ صل کی زندگی کی پوری کیفیت سمجھانے سے زبان کا سر ہے۔

۲۔ چول سلیمان۔ مسجد اقصیٰ کے مکمل ہو جانے پر حضرت سلیمان روانہ صبح کو مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو رواج کی ہدایت کرتے۔ پند و نصیحت۔ حضرت سلیمان لوگوں کو بھی زبان سے نصیحت فرماتے اور کبھی عملی طور پر عبادت کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پند فعلی۔ عمل نصیحت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۳۔ واندراں۔ عملی نصیحت میں لہجہ کا حکم بھی نہیں ہوتا ہے لہذا آیتوں پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ ناصح فعل۔ وہ ناصح جس کا عمل دوسروں کی نصیحت کا سبب بنے۔ قول۔ جو شخص زبانی نصیحت کرے۔ مہتر۔ آنحضرت ﷺ کے منبر کے تین درجے تھے۔ بوکر خطبہ کے درمیان میں آنحضرت ﷺ سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے دوسرے درجہ پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ برسوم حضرت عمرؓ نے اپنے درمیان منبر کے تیسرے آخری درجہ پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔

حلقہ و در مطرب و قوال شد

حلقہ اور در مطرب اور قوال ہو گیا

بے کناں از توبہ رو بیدہ شد

بغیر جہاد کے توبہ بے صاف ہو جاتا ہے

در زبانم چوں نمی آید چہ سود

جبکہ میری زبان سے آنا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ؟

ز اہتمالات سلیمان والسلام

حضرت سلیمان کے اہتمام سے اور سلام ہو

مسجد اندہ بہر ارشاد عباد

مسجد کے اندہ بندوں کی ہدایت کے لئے

کہ بفعل اعنی رکوع پر نیاز

کبھی فعل یعنی پر نیاز رکوع کے ذریعہ

کہ رسد در جان ہر باگوش و کر

کیونکہ دوکان والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے

در شمس تاثیر آں محکم بود

ماتحتوں میں اس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

تخت او سیار بے خمال شد

اس کا تخت بغیر کسی اٹھانے والے کے چلنے والا ہو گیا

خانہ دل میں زخم ثولیدہ شد

دل کے گھر کو دکھ جو گناہوں کے غم سے الجھا ہوا ہے

ہست در دل زندگی دار الخلود

دل میں جنت کی زندگی ہے

چونکہ گشت آں مسجد اقصیٰ تمام

جب مسجد اقصیٰ مکمل ہو گئی

چول سلیمان در شدے ہر بامداد

جب حضرت سلیمان ہر صبح کو آتے

پند دادے کہ بگفت و سخن و ساز

کبھی گفتگو اور لہجہ اور ہنسا سے نصیحت کرتے

پند فعلی خلق را جذاب تر

عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے

واندراں ۳ وہم امیری کم بود

اور اس میں حکمت کا وہم نہیں ہوتا ہے

قصہ آغاز خلافت عثمان و خطبہ وے در بیان آنکہ ناصح

حضرت سلیمان کی خلافت کی ابتداء کا قصہ اور ان کا خطبہ اس بات میں کے عال اپنے

فَعَالُ بِفَعْلٍ بہ از ناصح قوال بقول

عمل سے نصیحت کرنے والا زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے

چول خلافت یافت بشتابید تفت

جب خلافت پائی تیزی سے عمل کیا

رفت بو بکر و دم پایہ نشست

ابوبکرؓ چلے اور دوسرے درجہ پر بیٹھ گئے

از برائے حرمت اسلام و کیش

اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے بیٹھے

قصہ عثمان کہ بر منبر برفت

حضرت عثمانؓ کا قصہ کہ منبر پر پہنچے

منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست

سرور کا منبر جو تین درجوں کا تھا

برسوم پایہ عمر و دور خویش

حضرت عمرؓ اپنے درمیان تیسرے درجہ پر

دورِ عثمان آمد و بالائے تخت
حضرت عثمانؓ کا زندہ آیاہ تخت کے اوپر
پس سواش کرد شخصے یو المفضل
ان سے ایک سادہ لوح شخص نے دریافت کیا
پس توچوں جستی ازیشاں برتری
تو آپ نے ان سے برتری کیوں چاہی؟
گفت اگر پایہ سُوم را بسپر
انہوں نے فرمایا اگر میں تیسرے درجے پر تھیں
وَر دُوم پایہ شوم من جائے جو
اور اگر میں دوسرے درجے پر جگہ تلاش کروں
ہست ۲ ایں بالا مقام مصطفیٰ
یہ اونچا درجہ مصطفیٰ کی جگہ ہے
بعد ازاں بر جائے خطبہ آن و دود
اس کے بعد وہ مہربان خطبہ پڑھنے کی جگہ
زہرہ نے کس را کہ گوید ہیں بخواں
کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھئے
ہمیت ۳ بنشستہ بد بر خاص و عام
ہر خاص و عام پر ہمت بیٹھی ہوئی تھی
ہر کہ بیٹا ناظرِ نورش بدے
جو بیٹا تھا وہ اس کے نور کو دیکھنے والا تھا
پس ز گرمی فہم کردے چشم کور
گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا
لیک ایں گرمی کشاید دیدہ را
لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول دیتی ہے
گر میش را ضجرتے وحالتے
اس کی گرمی میں ایک ٹھنڈی اور ایک حالت ہے

بر شد و بنشست آل محمود بخت
چڑھے اور وہ خوش نصیب بیٹھ گئے
کاں دو نشستند بر جلی رسول
کہ وہ دونوں رسولؐ کی جگہ پر نہ بیٹھے
چوں برتبت تو ازیشاں کمتری
جبکہ آپ رجبے میں ان سے کم ہیں
وہم آید کہ مثالِ عمرؓ
شبہ ہو گا کہ میں عمرؓ جیسا ہوں
گویم مثلِ ابوبکرؓ ست او
لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابوبکرؓ جیسا ہے
وہم مثلی نیست باآں شہ مرا
میرے متعلق ان شہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا
تا قریب عصر لب خاموش بود
عصر کے قریب تک خاموش تھے
یا بروں آید مسجد آں زماں
یا اس وقت مسجد سے باہر نکل آئے
پر خد از نور خدا آں صحن و بام
اللہ تعالیٰ کے نور سے صحن اور بلا خانہ پر تھا
اندھا بھی اس نور سے گرم ہو رہا تھا
کہ برآمد آفتابے بے فتور
کہ مکمل سورج نکل آیا ہے
تابہ بیند عین ہر بشیدہ را
تاکہ آنکھ ہر سنی ہوئی بات کو دیکھ لے
زاں پیش دل را کشادے فسحت
اس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت ہے

۱ دور عثمانؓ۔ حضرت عثمانؓ نے پھر آنحضرت ﷺ والے درجے پر بیٹھنا شروع کیا۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کمتری مراتب میں حضرت عثمانؓ کا تیسرا مرتبہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر تیسرے درجے پر بیٹھوں گا تو لوگ سمجھیں گے کہ میں عمرؓ جیسا ہوں۔ دوسرے درجے پر بیٹھوں گا تو لوگ حضرت ابوبکرؓ جیسا سمجھیں گے۔

۲ ہست۔ ہستاب میں نے آنحضرت ﷺ کے درجے پر اس لئے بیٹھنا شروع کر دیا کہ مجھ کو جیسا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ وہ دور۔ یعنی حضرت عثمانؓ۔ خاموش۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش بیٹھے رہے اور پھر یہ کہہ کر نیچے اتر آئے تھے کہ تہا لا یرفع لہ یو یاں سے بہتر ہے کہ وہ قول ہو۔

۳ ہمیت۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی یہ بے عمل نہ تھی کہ ان سے خطبہ دینے کو کہے یا اٹھ کر چلا جائے اور اس وقت وہ مظہرِ نور خداوندی بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ بیٹا۔ وہ لوگ جن میں اس نور کے مشاہدہ کی صلاحیت تھی وہ اس کا مشاہدہ کر رہے تھے بقیہ لوگ بھی اس کے اثرات محسوس کر رہے تھے۔ پس۔ اندھا۔ سورج کی گرمی سے سورج کے طلوع کو سمجھتا ہے۔ لیکن اس نور کی گرمی انسان کو بیٹا بنا دیتی ہے۔ گرمیش۔ اس نور کی گرمی سے اگر چہ ایک بے چینی محسوس ہوتی ہے لیکن دل میں اس سے کشادگی اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔

۱۔ کہ جس میں مشاہدہ کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت اس نور سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے آپ کو دینا سمجھے لگتا ہے سخت۔ جس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہے وہ خوشامیں مست ہو کر سمجھتا ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو گیا اس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سی اور محنت کر لے تب اس مقام پر پہنچے گا۔ اس نصیب۔ یہ تو اس شخص کی حالت تھی جس کو مشاہدہ حاصل نہیں جس کو حاصل ہوتا ہے اس کی حالت اس سے سو گئی ہوگی۔

۲۔ وانکہ اس نور کے مشاہدے سے جو کیفیت حاصل ہوگی اس کی تشریح شیخ بوعلی سینا بھی اپنی عقل اور فلسفہ کے زور سے نہیں کر سکا۔ گر شود مقام مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوگا مشاہدہ کا پردہ دلائل سے نہ بنے گا۔ دئے۔ جو شخص نبوت کے واسطے کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصول الی اللہ کی کوشش کرے گا اس کے لئے ہلاکت ہے اس۔ یہ بات کما کر کوئی شخص عقل کے ہاتھ سے پردے کو ہٹانے کی کوشش کرے گا تو خدائی تلوار اس کا ہاتھ کاٹ دے گی یہ بات میں نے بطور فرض کے کہہ دی ہے ورنہ یہ ہاتھ سے پردہ ہٹانے کی کوشش ممکن ہی نہیں ہے۔

۳۔ خلد۔ یہ اسی طرح کی فرضی بات ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ اگر خلد کے نصیب ہوتا تو وہ خالوں میں جلتی۔ تو زبان۔ زبانی دلائل سے مشاہدہ تک پہنچنے میں اگر میں لاکھوں سال کا فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کم ہے ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی تھدی سے گھبرا کر اس کی کوشش نہ چھوڑ دینا جب اللہ تعالیٰ اس فاصلہ کو

کور! چوں شد گرم از نورِ قدم جب قدیم نور سے اندھا گرم ہو جاتا ہے سخت خوشی مستی ولے اے یو آکسن تو بہت اچھا مت ہے لیکن اے بھلے مانس اس نصیب کور باشد از آفتاب سورج سے تابنا کا یہ حصہ ہے وانکہ ۲۔ او آل نور را بینا بود وہ شخص جو اس نور کو دیکھنے والا ہے

گر شود صد تو کہ باشد اس زباں اگر زبان سوگنا ہو جائے تو یہ کون ہوتی ہے؟ وائے بروے گر بساید پردہ را اس پر افسوس ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے دست چہ بود خود سرش را بر کند ہاتھ کیا ہوتا ہے خود اس کے سر کو کاٹ دے گی اس بتقدیر سخن گفتنم ترا یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی

خال۳۔ را خالیہ بدے خالو بدے خلد کے اگر خصیہ ہوتا وہ خالو ہوتی از زباں تا چشم کو پاک از شکست زبان کے کڑے لٹکے مشابہت کہ شک سے پاک ہے

ہیں مشو نومید نور از آسماں خبردار! یوں نہ ہو آسمان سے نور صد اثر در کانہا از اختراں ستاروں کے سینکڑوں اثرات کانوں میں

از فرح گوید کہ من بینا شدم وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہو گیا ہوں پارہ راہ است تابینا شدن بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے

صد چنین واللہ اعلم بالصواب اس سے سوگنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے شرح او کے کارِ بوسینا بود اس کی تشریح کرنا شیخ بوعلی سینا کا کام کہہ ہے

کہ بجنباںد بکف پردہ عیاں کہ ہاتھ ہے مشاہدے کے پردے کو ہٹا دے تیغ الہی گندد ستش جدا خدائی تلوار اس کے ہاتھ کو جدا کر دے گی

آں سرے کز جہل شرہامی گند اس سر کو چو جہالت سے شروٹیں کرتا ہے ورنہ خودد ستش کجا و آں کجا منہ اس کا ہاتھ کہہ نور وہ پردہ کہہ

اس بتقدیرست یعنی گر بدے یہ فرضی بات ہے یعنی اگر ہوتا صد ہزاراں سال گویم اندک ست اگر میں لاکھوں سال کی مسافت کہوں تو کم ہے

حق چو خواہی رسد در یک زماں جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے می رساند قدرش در ہر زماں اس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

کم کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائے گا چاند ستاروں زمین سے فاصلہ کھڑوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرت ان کی روشنی فوراً زمین تک پہنچا دیتی ہے صدائے سخن اور چاند کی شعاعیں کانوں میں ہیرے جواہر پہنچتی ہیں اور وہ اثرات ان کے کانوں تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔

۱۔ اختر گروں۔ جب چاند سورج وغیرہ اپنی روشنی سے زمین کی تاریکیوں کو مٹاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ان سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ چرخ۔ آسمان کا زمین سے پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن زمین پر اثر انداز ہونے میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہزاروں۔ چل ستارہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے اس میں ہزار زمین میں ساڑھے تین ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز ہے۔ ہمیش۔ اللہ کی یہ قدرت ہے کہ اس رُحل کے اثرات کو جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ رہے ہوں ہم پر ہم کر دے آفتاب حق کے سامنے ان اثرات کی جو سایہ کی طرح ہیں کیا حقیقت ہے۔

۲۔ وز نفوس پہلے یہ کہا تھا کہ آسمان کے ستارے ہم پر اثر ڈال رہے ہیں اب فرماتے ہیں کہ جس طرح ستارے اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء اور اولیاء کا وجود ستاروں پر اثر انداز ہے۔ قوام۔ وہ چیز جو کسی چیز کی مائی بنائے۔ حکماء۔ فلاسفہ انسان کو چھوٹا جہان اور دنیا کو بڑا جہان مانتے ہیں اور صوفیاء انسان کو بڑا عالم اور دنیا کو چھوٹا عالم مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

۳۔ پس بصورت۔ یعنی انسان تمام کائنات عالم کے مخلوق کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے عالم کبریٰ۔ چونکہ حقیقت اسما الہی اور حقائق کونیہ کا جامع ہے۔ شاخ۔ یعنی عالم کبر۔ یعنی انسان۔ اگر نودے اگر انسان کی تخلیق قدرت کا نشانہ ہوتی تو عالم کو نہ پیدا کیا جاتا۔

اختر حق در صفتاں رخ ست
آسمان کا ستارہ ہماریوں کو مٹا کرتا ہے
چرخ پانصد سالہ راہ اے مستعین
اے اللہ کے طالب! آسمان پانچ سو سال کی مسافت پر
سہ ہزار سال و پانصد تاز حل
رُحل ستارے تک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ ہے
د ہمیش آرد چو سایہ در لیاب
آنے میں اس کو سایہ کی طرح ہم ہم کر دے
وز نفوس پاک اختر و مدد
پاک نفوس کی جانب سے مدد ستاروں کی طرح
ظاہراً آں اختراں قوام ما
ظاہر وہ ستارے ہمارے وجود کا باعث ہیں
در بیان آنکہ حکمائے طبعی گویند آدمی عالم صغیرست و
اس بیان میں کہ حکماء فلسفہ کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء
حکماء الہی گویند آدمی عالم کبیرست زیرا کہ علم آں حکماء بر
کہتے ہیں کہ پتی عالم کبیر ہے کیونکہ ان حکماء کا علم آدمی کی صحت
صورت آدمی مقصور بود و علم لہا بر باطن آدمی موصول
پس مختصر تھا اور ان کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس معنی عالم کبریٰ توئی
باطن کے اعتبار سے تو بڑا جہان ہے
باطناً بہر شمر شد شاخ ہست
حقیقتاً نہیں پھل کے لئے وجود میں آئی ہے
کے نشاندے باغبان شاخ شجر
تو باغبان ہرخت کے جز کب بیا

پس صورت عالم صغریٰ توئی
صحت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہان ہے
ظاہراً آں شاخ اصل میوہ است
ظاہر نہیں پھل کی جڑ ہے
گر نودے میل و امید شمر
اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی



۱۔ آل شجر تو گویا عالم انسان سے پیدا ہوا ہے۔ مصطفیٰ زحدیث شریف
وَقَدْ خَلَقَ لِبَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ وَقَا
الْفَيْضَةِ نَحْوَهُ اَعَمَّ وَمَنْ فَوْنَهُ وَلَا
فخر یعنی میں قیامت کے روز ہوائے
حمد اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے
حضرت آدمؑ اور ان کے علاوہ تمام انبیاء
ہوں گے اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے یہ
ایہی لئے فرمایا ہے کہ آدمؑ اور ان کی اولاد
کی تخلیق سے مقصود آنحضرتؐ کی
ذات ہے۔ لولہ جہند۔

۲۔ بہر اس۔ چونکہ مقصود
آنحضرتؐ کی تخلیق تھی اسی لئے
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اگرچہ
آخر میں بھیجا گیا ہوں۔ لیکن چونکہ
مقصود اصلی میں ہوں لہذا میں پہلے
ہوں کسی چیز کی علت غائی و وجود خداج
میں اگرچہ موخر ہوتی ہے لیکن وجوہ حقیقی
میں وہ اس چیز سے پہلے وجود ہوتی
ہے۔ جد جہد۔ چونکہ حقیقت آدمؑ کا ظہور
حقیقت محمدیہؐ سے ہوا ہے کہ
برائے۔ حضرت آدمؑ سمجھو ملائکہ اسی لئے
بنے کہ ان کی پشت میں نور محمدی تھا۔
رفت ان کو معراج اسی لئے کر لی گئی
تا کہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کر
سکیں۔ پیر۔ حضرت آدمؑ

۳۔ اول فکر۔ ہونے والی ہر چیز کا
فکر اور تصور اس کے وجود خداجی سے
پہلے ہوتا ہے مگر رہنے کے لئے اور
درخت پھل کے لئے وجود میں آتا
ہے تو ان کے تصورات ان کے وجود
خداجی سے پہلے ہوتے ہیں۔
حاصل۔ یہاں سے مولانا نے پھر
۱۔ مل مضمون کی طرف رجوع کیا ہے
کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلہ سے
۔ ملک کو گھبراتا نہ چاہیے قدرت ان
فصلوں کو کم کر دیتی ہے ایسا۔ اب
کے مفازہ اگر کامیابی ہوتی ہے تو راء
کا فاصلہ و شہدی معدوم ہو جاتی ہے

پس بمعنی آل شجر از میوہ زاد
پس درخت حقیقتاً پھل سے پیدا ہوا ہے
مصطفیٰ زیں گفت کادّم و انبیاء
مصطفیٰؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ حضرت آدمؑ اور انبیاء
بہر ایں فرمودہ است آں ذوفنون
اسی لئے ان جامع کمالات نے فرمایا ہے
گر بصورت من ز آدم زادہ ام
اگرچہ بظاہر میں آدمؑ سے پیدا ہوا ہوں
کز برائے من بدش سجدہ ملک
کیونکہ فرشتوں کا آپ کو سجدہ میرے لئے ہی تھا
پس زمن زاسید در منی پدر
پس حقیقتاً باپ مجھے سے پیدا ہوا
اول فکر آخر آمد در عمل
ابتدائی فکر عمل وجود میں آخر میں آتا ہے
حاصل اندر یک زماں از آسمان
خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے تھوڑے وقفہ میں
نہیست برائیں کارواں ایں رہ دراز
اس قافلہ پر یہ راستہ دور نہیں ہے
دل بکعبہ میرود در ہر زماں
ہر وقفہ میں دل کعبہ کو جاتا ہے
ایں دراز و کوتہی مر جسم راست
یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے

گر بصورت از شجر بودش ولاد
اگرچہ بظاہر درخت سے اس کی پیدائش ہے
خلف من باشند در زیر لولہ
میرے پیچھے جہندے کے نیچے ہوں گے
رَمَزِ نَحْنُ الْاٰخِرُونَ السَّابِقُونَ
”ہم آخر میں ہیں اور پہلے ہیں“ کا اشارہ
من بمعنی جدّ جد افتادہ ام
میں حقیقتاً پر ملا واقع ہوا ہوں
وز پے من رفت بر ہفتم فلک
اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان پر گئے
پس زمیوہ زاد در معنی شجر
اور لفظاً درخت پھل سے پیدا ہوا
خاصہ فکرے گو بود وصف ازل
خصوصاً وہ ملا جو ازل کی صفت ہو
میر دو می آید ایدر کارواں
اب قافلہ آتا جاتا ہے
کے مفازہ زفت آید با مفاز
کامیابی کے ہوتے ہوئے جنگل کب بھاری پڑتا ہے
جسم طبع دل بگیر وز امتناں
جسم احسن خلعتی سے طبع کی طبیعت اختیار کرتا ہے
چہ دراز و کوتہ آنجا کہ خداست
جہاں خدا ہے وہاں ملا و کٹاہ کیا ہوتا ہے؟



دل انسان کا دل ہزاروں میل کا صلہ طے کر کے کعبہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جسم اللہ کا کرم بہتو جسم بھی دل کی رفتار ماخیز کر
لیتا ہے اور ہزاروں سے طسی الارض کی کرامت ظاہر ہو جاتی ہے اس دراز راستہ کی درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے
روح کے لئے نہیں ہے

چوں اِ خدا مَر جسم را تبدیل کرد / رخش بے فرسخ و بے میل کرد
جب خدا نے جسم کو بدل دیا / اس کا چلنا بے فرسخ اور بے میل کر دیا

صدا میدست ایں زماں بردار گام / عاشقانہ اے فسی خَلّ الکلام
اب سو امیدیں ہیں قدم بڑھا / عاشقوں کی طرح اے نوجوان! باتیں بنانا چھوڑ دے
گرچہ پیلہ چشم برہم می زنی / در سفینہ خفته رہ میکنی
اگرچہ تو پلکیں جھپکا رہا ہے / تو کشتی میں سوتا ہوا سفر کر رہا ہے

تفسیر ایں حدیث کہ مَثَلُ اُمّی کَمَثَلِ سَفِینَةِ نُوحٍ مَنْ
اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثل حضرت نوح کی کشتی کی سی ہے جو
تَمَسَّکَ بِهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ

اس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اس سے چھڑا وہ ڈوبا

بہر ایں اِ فرمود پیغمبر کہ من
اسی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں
ماو اصحابیم چوں کشتی نوح
ہم اور ہمدے ساہی حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں
چونکہ باشنی تو دور از زشتی
جبکہ تو شیخ کے ساتھ ہے برائی سے دور ہے
در پناہ جانِ جاں بخشے توئی
تو جان بچنے والے کی جان کی پناہ میں ہے

مکسل از پیغمبر لیا م خویش
اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو
گرچہ شیریں چوں روی رہ بلیل
اگرچہ شیرین ہے جب تو بغیر رہنا کے ماستے طے کرے گا
ہیں مِر لّا کہ بایر ہائے شیخ
خبردار! شیخ کے ہول کے بغیر پرواز نہ کر
یک زمانے موج لطفش بل تست
ایک وقت اس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے

آتش قہرش دی کمال تست
کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری بار بردار ہے
تاجہ بنی عون لشکر ہائے شیخ
تاکہ تو شیخ کے لشکروں کی مدد دیکھے
آتش قہرش دی کمال تست
کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری بار بردار ہے

۱۔ چوں خدا معراج میں انبیاء کے لئے یہی صورت پیش آتی ہے۔ فرسخ۔ تین میل کا فاصلہ۔ صدا۔ میدان۔ مجاہدہ کرنے والے کو قیل و قال کو ترک کر کے عمل میں لگ جانا چاہیے۔ خدا سے امید ہے کہ وہ مشاہدہ کی منزل تک پہنچا دے گا۔ گرچہ۔ سالک بھی آنکھیں بند کر کے عقل کرے تو منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ چہ چشم۔ پلکیں۔ سفینہ۔ کشتی انسان کشتی میں بیٹھا ہوا ہو تو اگر وہ سو بھی جائے تب بھی منزل تک پہنچ جائے گا۔

۲۔ بہر ایں۔ آنحضرت اور اصحاب کرام کی سیرت پر عمل کر کے ایک انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ نور۔ کامیابی۔ چونکہ۔ سالک کے لئے شیخ کی صحبت حضرت نوح کی کشتی کا کام کرتی ہے۔ سیر۔ طے۔ والا۔ جان بخشے۔ یعنی شیخ پیغمبر یعنی اس زمانہ کا شیخ۔

۳۔ گرچہ۔ سالک خواہ کیسا ہی سلوک بغیر شیخ کے مشکل ہے۔ رہائے شیخ۔ یعنی شیخ کی توجہ۔ عون۔ شیخ کی توجہات سے منزل طے ہو گی۔ یک زمانے۔ شیخ بھی اپنی صفت جمال کے ساتھ تربیت کرتا ہے۔ کبھی صفت جلال کے ساتھ تو شیخ کی تری اور ختی دونوں مدارج کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔

۱۔ قہر و شج کی محبت اور غصہ و ہون کے اثرات مرو کے لئے مفید ہیں لہذا اثر کے اعتبار سے ایک دوسری کی ضد نہیں ہے چوں خاک یعنی شج اپنے قہر سے مرید کو متواضع بناتا ہے اور اس میں اخلاق حسہ کا سبزہ اگاتا ہے۔ پُر باد یعنی شان و شوکت والا۔ گہر۔ مثلاً فریب و صف جلد یعنی خاکسبلی ایک مرید کی اس روحانی شہابی کو شج دیکھتا ہے۔ مغز۔ شج کے ساتھ ہے اعتقالات فیض سے ملتا ہے۔

۲۔ چوں۔ یہ حضرت یونسؑ قرنی کے قصہ کی طرف اشارہ ہے حضرت یونسؑ میں رہتے تھے اور بڑے عاشق رسول تھے لیکن بعض مجبور یوں کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تھے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ فِیْی لَا جِلْدَ رَیْخِ لَمُحْمِنْ مِنْ قِلِّ لَیْسَ فِیْیْ مَنْ کِیْ جَانِبِ سَے خدا کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ یہ آنحضرت کا فرمان حضرت یونسؑ کی خوشبو کے بارے میں تھا۔ نیستی۔ یعنی مقام فنا۔ نے چو معراج۔ بزرگوں کی صحبت میں جو معراج ہوگی وہ ایسی معراج نہ ہوگی جیسی کہ ہوس یا غلبہ کی معراج آسمان تک ہے بلکہ ایسی باطنی معراج ہوگی جیسی کرنے کو معراج حاصل ہو کر اس میں شکر پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ خوش۔ یعنی یہ فنا کا برحق ایسا ہے کہ اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے گا۔ یعنی سیر عروجی کے بعد سیر نزولی ہوگی اور تم پھر اپنی ہستی میں آ جاؤ گے۔ کہ فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر سالک دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پاکش۔ شج کی صحبت میں جو سیر ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح جان معشوق کی طرف پہنچتی ہے۔

قہر اُو را ضد لطفش کم شمر
اس کے قہر کو اس کی مہر کی ضد نہ سمجھ
یکدم چوں خاک سبزی می گند
ایک وقت میں وہ تجھے مٹی کی طرح سرسبز کر دیتا ہے
جسم عارف را دہد وصف جماد
سالک کے جسم کو مٹی کی خاصیت عطا کر دیتا ہے
لیک اُو بیند نہ بیند غیر اُو
لیکن وہی اس کو دیکھتا ہے اس کا غیر نہیں دیکھتا ہے
مغز را خالی گن از انکار یار
دست کے انکار سے دماغ کو خالی کر لے
تا بیابی یوی خلد از یار من
تا کہ میرے دست کے زیرِ بہشت کی خوشبو حاصل کر لے
در صف معراجیاں گر بیستی
اگر تو معراج والوں کی صف میں کھڑا ہو گیا
نے چو معراج زمینے تا قمر
گرد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں
نے چو معراج بخارے تا سما
ہوئی کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں
خوش براتے گشت خنک نیستی
فنا کا گھڑا بہت اچھا برحق بنا
کوہ و دریا ہا مشمس می گند
اس کے سم پہاڑ اور دریاؤں کو چھوٹے ہیں
یا بکش در گشتی و می رَو رواں
عیشی میں قدم رکھ اور چلا چل

اتحاد ہر دو میں اند اثر
اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھ
یک زماں پر باد و گہزتی می گند
ایک وقت میں ہر شوکت اور عالی قدر بنا دیتا ہے
تا برو روید گل و نسرتین شاد
تا کہ اس پر پھول اور عمدہ گل سیبوتی اگے
جو بمغز پاک نمد خلد بو
بہشت پاک مغز والے کے علاوہ کسی کو خوشبو نہیں دیتی ہے
تا کہ ریحان یابی از گلزار یار
تا کہ تو دست کے چمن سے خوشبو سونگھے
چوں محمد یوی رحماں از یمن
جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے یمن سے خدا کی خوشبو حاصل کی
چوں بر اوقت پر کشاید نیسی
فنا تیرے لئے برحق کی طرح پر پھیلا دے گی
بلکہ چوں معراج کلکے تا شکر
بلکہ نئے کے شکر بننے تک کی معراج کی طرح
بل چو معراج جینے تا نہا
بلکہ پیٹ کے بچہ کی عقل تک معراج کی طرح
سوئے ہستی آردت گرنیستی
اگر تو فنا ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے
تا جہان حق را پس می گند
یہاں تک کہ وہ محسوس دینا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے
چوں سوئے معشوق جان جان رواں
جیسا کہ جان معشوق کی طرف جاتی ہے جو معراج کی صراح ہے



دستِ آنے و پائے نے ردِ تقدیر
بغیر ہاتھ لہر بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف چل
بر دریدے در سخن پردہ قیاس
یہ تقریر بات میں قیاس کا پردہ پاک کر دیجی
اے فلک برگفت او گوہر بہار
اے آسمان! اس کی گفتگو پر موتی برسا
گر بہاری ۲ گوہر تیشش تا شود
اگر تو موتی برسائے وہ چھ گنا ہو جائے گے
پس نثارے کر: باشا بہر خود
تو تیرا نچھارہ پر خود تیرے لئے ہو گا
ہمچو آں ہدیہ کہ بلقیس از سبا
اس ہدیہ کی طرح جو بلقیس نے سبا سے

آنچناں کہ تاخت جانہا از عدم
جس طرح کہ روحیں عدم سے دھڑ آئیں
گر نبودے سمع سمع را ناعاس
اگر سننے والے کی سماعت پر لگھ نہ طاری ہوتی
از جہان او جہانا شرم دار
اے دنیا! تو اس کے جہان سے شرم کر
جلالت گوئند و بینا شود
تیرا بے جان بولنے والا اور دیکھنے والا ہو جائے گا
چونکہ ہر سرمایہ تو صد شود
بلکہ تیرا ہر سرمایہ سو گنا ہو جائے گا
بر سلیمان می فرستاد اے کیا
حضرت سلیمان کے پاس بھیجا اے عقلمند

۱۔ دست نے۔ اس سیر میں
ہاتھ پاؤں کام میں نہیں آتے اور
یہ سیر ایسی ہے جیسے روح کی سیر
عدم سے وجود کی طرف ہوتی
ہے۔ بر دریدے۔ مولانا فرماتے
ہیں کہ یہ عروج و نزول اور فنا و بقا
کی تقریر اس درجہ کی ہے کہ اس
کے بعد کسی عقل و دلیل کی ضرورت
نہ ہو اگر سننے والا ہوش و حواس
سے اس کو سن لے۔ ناعاس۔
ادگھ۔ اے فلک۔ یہ اس قدر پر
حقائق تقریر ہے کہ اس پر آسمان کو
موتی برسانے چاہیں اور عالم
ظاہر کو اس عالم معنی سے شرم آتی
چاہیے۔

۲۔ گر بہاری۔ گوہر شاری میں
خود آسمان کا فائدہ ہے اس کے
موتی چھ گنا ہو جائے گا اور اس کی
بے جان مخلوق گویا اور بینا بن
جائے گی۔ پس۔ مرید جس قدر
نجی اعتقاد کے موتی برسائے گا
اس میں خود اس کا فائدہ ہے اب
اسی مناسبت سے مولانا بلقیس کا
قصہ نقل کرتے ہیں۔

۳۔ بلقیس۔ یہ یمن میں شہر سبا
کی ملکہ تھیں حضرت سلیمان کو
انہوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔ چل۔
چالیس۔ خشت زر۔ سونے کی
ایشیں۔ زر پختہ۔ خالص سونا۔
بر سر زر۔ حضرت سلیمان کے
معجزے سے ایسا ہوا تھا۔ آب۔
روغن۔ گفتند۔ یعنی ہدیہ لانے
والوں نے کہا۔ مخزن۔ یعنی
حضرت بلقیس کا خزانہ۔ زردہ۔
دہی۔ خالص سونا۔ اہلبی۔
بیوقوفی۔

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس ۳ از شہر سبا بسوئے
بلقیس کا شہر سبا سے سلیمان کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ
سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام
ان پر اہل ہمارے نبی پر سلام ہو

ہدیہ بلقیس چل اشتر بدست
بلقیس کا ہدیہ چالیس لوٹ تھے
چوں بصرہ سلیمانی رسید
جب وہ قافلہ حضرت سلیمان کے علاقہ میں پہنچا
بر سر زر تا چہل منزل براند
چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
بارہا گفتند زر را وا بریم
انہوں نے بارہا کہا سونے کو واہیں لے جائیں
عرصہ کش خاک زر دہ وہی ست
وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونا ہے
بارہا آئنا جملہ خشت زر بدست
جن کا بوجھ سب سونے کی ایشیں تھا
فرش آں را جملہ زر پختہ دید
اس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا
تا کہ زر را در نظر آئے نہماند
یہاں تک کہ اس کی نظر میں سونے کی قیمت نہ رہی
سوی مخزن، ماچہ بیکار اندریم
خزانے میں ہم کس بیکار کام میں لگے ہیں؟
زر بہدیہ بردن آنجا اہلبی ست
وہاں تحفہ میں سونا لے جانا بیوقوفی ہے

۱ عقل ہدیہ۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں عقلی باتیں اپنی ہی بیکار ہیں جیسا کہ حضرت بلقیس کا ہدیہ۔ واپس کشید۔ یعنی ہدیہ لانے والے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے ہدیہ واپس لے جانا چاہا۔ باز گفتند۔ یعنی پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمیں ہدیہ کے اچھے اور برے ہونے کوئی بحث نہ ہونی چچا ہے ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ فرماندہ۔ حاکم۔ مگر بفرمائید۔ یعنی اگر حضرت سلیمان قبول نہ کریں گے۔ رواں۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کی تاکید ہے۔ سلیمان جہاں۔ یعنی شاہ جہاں

۲ خندہ۔ حضرت سلیمان اس مال کو دیکھ کر خنے اور فرمایا میں نے صرف ایمان طلب کیا ہے مال طلب نہیں کیا ہے۔ مزید۔ یعنی مال۔ من نمی گویم۔ حضرت سلیمان نے فرمایا ائتونی منسلبین میرے پاس مسلمان ہو کر آ جاؤ گے تو ہدیہ یعنی مسلمان ہو جاؤ گے تو ہدیہ دینے کے قابل بن جاؤ گے۔ کہ۔ میں دنیا کی دولت کے ہدیوں سے بے نیاز ہوں خدا نے مجھے ایسی دولتیں عنایت کر دی ہیں کہ کوئی انسان حاصل کرنا تو درکنار ان کی آرزو بھی نہیں کر سکتا۔

۳ می پرستید۔ چونکہ سورج کی شعاعوں سے کانوں میں سونا بنتا ہے اس لئے تم سورج کی پرستش کرتے ہو۔ تمہیں تو اس خدا کو پوجنا چاہیے جس نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسان کی خادم ہے نہ کہ معبود ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

اے بے بردہ عقل! ہدیہ تا الہ
اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لے جانے والے
چوں کساد ہدیہ آنجا شد پدید
جب تحفہ کا گھنیا پن وہاں کھل گیا
باز گفتند از کساد و از روا
پھر انہوں نے کہا گھنیا پن اور بڑھیا پن سے
گر زرو گر خاک مارا بردنی ست
خولہ سوتا ہے خولہ مٹی ہمیں لے جاتا ہے
گر بفرمائید کہیں واپس برید
اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ
امر و فرماں را ہمی باید شنید
حکم اور فرمان کو سننا چاہیے
خوش رواں گشتند با ہدیہ رواں
ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو گئے
خندہ آتش آمد چوں سلیمان آں بدید
جب حضرت سلیمان نے وہ دیکھا ان کو ہنسی آئی
من نمی گویم مرا ہدیہ دہید
میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ دے
کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہاست
کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہئے ہیں
می پرستید اخترے کو زر گند
تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے
می پرستید آفتاب چرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

عقل آنجا کمترست از خاک راہ
وہاں عقل راستہ کی مٹی سے بھی کم ہے
شرمساری شاں ہمی واپس کشید
شرمنگی نے ان کو واپس لوٹایا
چست بر ما بندہ فرمانیم ما
ہمیں کیا ہم تو حکم کے غلام ہیں
امر فرماندہ بجا آورد نیست
حاکم کا حکم بجا لانا ہے
ہم بفرماں تحفہ ربار آورید
حکم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ
تا بد آنجا ہدیہ را باید کشید
وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیے
تا تحت آں سلیمان جہاں
اس شہ جہاں کے تخت کی جانب
کز شام من کے طلب کردم مزید
میں نے تم سے مزید ایمان کے علاوہ کب طلب کیا تھا؟
بلکہ گفتم لائق ہدیہ شوید
بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو
کہ بشر آں را نیارد نیز خواست
کہ انسان کی ان کی تمنا بھی نہیں کر سکتا
رو باو آرید کو اختر گند
تم اس کی طرف رخ کرو جو ستارہ بناتا ہے
خوار کردہ جان عالی نرغ را
تم نے گرافندہ جان کو ذلیل کر دیا



۱۔ طہاخ۔ پکانے والا سورج کی شعاعوں سے کھیتیاں اور تمام پھل پکتے ہیں۔ گر بگیرد۔ سورج گرہن میں آتا ہے تو ایسی ناقص اور مجبور چیز کو پوجنا کیا عقلمندی ہے۔ نے بدرگاہ۔ گرہن کے دور کرنے کے لئے تو خدا سے دعا کرتا ہے تو ایسی بے بس مخلوق کو پوجنے سے کیا فائدہ۔

۲۔ گر گشت۔ رات کو سورج غائب ہوتا ہے تو رات میں اگر مصیبت آئی تو کس کو پکارے گا۔ رات ہی میں عموماً حوادث پیش آتے ہیں۔ سوی حق۔ مخلوق کو چھوڑ کر اگر تو خالق کے سامنے سجدہ ریز ہو گا تو مصائب سے نجات پالے گا اور کائنات کا محرم راز بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب تو محرم راز بن جائے گا تو میں تجھے اسرار بتاؤں گا پھر تجھے اس سورج کا مشاہدہ ہوگا جو آدمی رات میں بھی موجود ہے۔ جز۔ اس کا مظہر صرف پاک روح ہے اور وہ ہر وقت موجود ہے۔

۳۔ روز۔ دنیاوی دن کوئی چیز نہیں دن تو وہ ہے جب وہ آفتاب حقیقت طلوع کرے اگر وہ رات میں بھی تجلی ڈال دے تو رات نہیں رہتی۔ چوں۔ جس طرح دنیاوی سورج کے مقابلہ میں ذرہ بے حقیقت ہے اسی طرح آفتاب حقیقت کے مقابلہ میں یہ سورج بے حقیقت ہے۔ آفتاب۔ یہ دنیاوی سورج جو نکاہوں کو خیرہ کرتا ہے نور عرش کے مقابلہ میں ذرہ اور خوار و مسکین اور ناپیدار ہے۔

اہلبی باشد کہ گویم او خداست
میں اس کو خدا کہوں تو حماقت ہو گی
آں سیاہی زو تو چوں بیروں گنی
تو اس کالک کو اس سے کیسے ہٹائے گا؟
اِس سیاہی را بَرِ وَادِہ شُعاع
کہ اس کالک کو دور کر دے شعاع واپس کر دے
تا بنالی یا اَمّاں خواہی اَزو
تاکہ تو اس سے فریاد کرے یا لمان چاہے
واں زماں مَعْبودِ تو غائب یُو
اس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے
وارہی از اختراں محرم شوی
تو ستاروں سے نجات پا جائے محرم راز بن جائے
تا بہ بنی آفتابے نیم شب
تاکہ تو آدمی رات میں سورج دیکھ لے
در طُلوعِش روز و شب را فَرَقِ نِے
اس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے
شب نماند شب چو اُوبارِق شود
جب وہ چمکتا ہے رات رات نہیں رہتی ہے
خود چُخاں باشد در اَنوارِ پاک
ان پاک تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے
دیدہ پیشش کند و حیراں می شود
آنکھیں اس کے سامنے خیرہ و حیران ہو جاتی ہیں
پیشِ نورِ بیحدِ موفورِ عرش
عرش کے بے حد نور کھنے نور کے مقابلہ میں

آفتاب از اَمِرِ حق طہاخِ اِماست
سورج خدا کے حکم سے ہذا باہر چمکتا ہے
آفتاب گر بگیرد چوں گنی
تیرا سورج گہن میں آ گیا تو تو کیا کرے گا؟
نِے بدرگاہِ خدا آری صُدا
کیا خدا کے دربار میں اس دوسر کو پیش نہ کرے گا؟
گر گشتِ نیم شب خورشید گو
اگر تجھے آدمی رات میں قتل کریں سورج کہہ ہے؟
حادثاتِ اَغلبِ بَشَبِ وَرِقِ شود
حادثے عموماً رات میں ہوتے ہیں
سوی حق گر راستانہ خم شوی
گو اگر سچائی ہے اللہ تعالیٰ کی جانب جھکے
چوں شوی محرم کشایم با تَوَلب
جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے ب کشتی کہوں گا
جُو رَوانِ پاک اُورا شَرِقِ نِے
پاک روح کے سوا اس کا مشرق نہیں ہے
روزِ آں باشد کہ او شارِق شود
دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے
چوں نماید ذرّہ پیشِ آفتاب
جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے
آفتابے را کہ رَخشاں می شود
وہ سورج کہ جب وہ چمکتا ہے
ہمچو ذرّہ بینیش در نورِ عرش
تو عرش کے نور میں اس کو ذرہ جیسا دیکھے گا



ادیدہ۔ اس قدر شدید نور کو دیکھنے کی خدا طاقت عطا فرمادیتا ہے اور انسان اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کیمیائے وہ آفتاب حقیقت ایسی کیمیا ہے کہ اس کے اثر سے دھواں سورج بن گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ایک مادہ دھوئیں کی شکل میں تھا جس سے آسمان بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے اسی سے آسمانی کائنات بھی بنی ہے۔ نادر۔ یہ خدا کی کیمیا گری ہے کہ اس نے دھوئیں سے سورج بنادیا۔ مینا گر۔ کچھ بنانے والا چونکہ آسمان کا کچھ کی طرح صاف و شفاف ہے اس لئے یہاں لفظ مینا گر سے اللہ تعالیٰ کا استعارہ کیا ہے۔ زحل۔ یہ ستارہ سب ستاروں سے بلند ساتویں آسمان پر ہے۔

۲۔ بانی۔ جس طرح آسمان اور سورج اللہ تعالیٰ کی کارگری سے بنے ہیں اسی طرح روح کے موتیوں کو بھی سمجھ لو۔ دیدہ حسی۔ جسمانی آنکھ تو اس سورج کو بھی نہیں دیکھ پاتی ہے۔ مشاہدہ حق کے لئے ربانی آنکھ کی ضرورت ہے۔ تازیوں۔ جسمانی آنکھ سورج سے مغلوب ہے ربانی آنکھ سے سورج مغلوب ہو جاتا ہے۔ شععات۔ شعاعیں۔ کال نظر۔ ربانی آنکھ نورانی ہے اور جسمانی آنکھ تاری ہے تازی نور کے بالمقابل تاریک ہو جاتی ہے۔

۳۔ کرامات۔ شیخ عبد اللہ مغربی کی اس کرامت سے ربانی آنکھ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شعی۔ یعنی رات پنا اور اندھیرا۔ اعتدال۔ یعنی روحانی اعتدال۔ صوفیاں۔ صوفیوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو آزمانے کے لئے ہم آدھی رات میں ان کے پیچھے چل پڑے۔ دنبال۔ پیچھے۔

خوار و مسکین بنی اورا بے قرار تو اس کو ذلیل اور مسکین اور نہ ٹھہرنے والا دیکھے گا کیمیائے کہ از ویک ماثرے وہ کیمیا جس کا ایک اثر ہے کہ نادر اکسیرے کہ از وے نیم تاب وہ عجب اکسیر کہ اس کی آدھی چمک بوالعجب مینا گرے کز یک عمل وہ کیمیا گر عجیب ہے کہ ایک عمل سے باقی ۲۔ اختر ہائے و گوہر ہائے جاں بقید ستاروں اور جان کے جواہر کو

دیدہ حسی زبون آفتاب حسی آنکھ سورج سے مغلوب ہے تا زبوں گردد بہ پیش آں نظر تاکہ اس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں کال نظر نوری و اس ناری بود کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ ناری ہوتی ہے

کرامات ۳ و نور شیخ عبد اللہ مغربی قدس سرہ کا نور اور کرامت

گفت عبد اللہ شیخ مغربی شیخ عبد اللہ مغربی نے فرمایا

من ندیدم ظلمتے در شصت سال میں نے ساٹھ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی صوفیاں گفتند صدق قال او صوفیوں نے کہا ہے کہ ان کی بات کی تصدیق کے لئے

دیدہ را قوت شدہ از کر دگار آنکھ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوت حاصل ہو گئی ہے برد خاں افتاد و گشت آں اخترے دھوئیں پر پڑی اور وہ ستارہ بن گیا بر ظلامے زد بگردش آفتاب تاریکی پر پڑی اس کو سورج بنا دیا بست چندیں خاصیت را بر زحل زحل ستارے میں اس قدر خاصیتیں پیدا کر دیں ہم بریں مقیاس اے طالب بدال اے طالب! اسی پیمانے سے سمجھ لے دیدہ ربانی جوی و بیاب خدائی آنکھ تلاش کر اور حاصل کر لے شععات آفتاب با شرر چنگاریں بھرے سورج کی شعاعیں نار پیش نور بس تازی بود آگ نور کے سامنے بہت تاریک ہو جاتی ہے

عبد اللہ مغربی قدس سرہ

شصت سال از شب ندیدم من شعی ساٹھ سال سے میں نے تاریکی نہیں دیکھی نے بروز و نے بہ شب از اعتدال اعتدال کی بدولت نہ دن میں نہ رات میں شب ہی رفیم در دنبال او ہم رات کو ان کے پیچھے چلے



دربیا بانہائے پُر از خار و گوا
گرموں اور کانوں سے بھرے جنگوں میں
رُوی پس ناکردہ میگفتے بشب
رات میں منہ موڑے بغیر کہتے تھے
باز گفتم بعد یک دم سُوئی است
پھر تھوڑی دیر کے بعد کہتے دامنِ جانب
روز گشتہ پلّی بوش گشتہ ما
دن نکلے ہم ان کے پاؤں چومنے والے ہو گئے؟
روز گشتہ پاش را پائے بوس
دن نکلے ان کے پاؤں چومنے کی وجہ سے
نے ز خاک ہونے ز گل بروے اثر
ان پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان
مغربی را مشرقی کردہ خدای
اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا
نورِ ایں شمسِ شمسِ فارسِ ست
ستاروں کے اس سورج کا نور تیز تر ہے
چوں باشد حارسِ آں نورِ مجید
وہ نورِ اعظم کیوں نگہبان نہ ہو گا؟
تو بنورِ او ہی رَوِ درِ اماں
تو اہمیان سے اس کے نور کے ساتھ چلا جا
پیشِ سپہشتِ می رَوِ آں نورِ پاک
وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا
یَوْمَ لَا يَخْزِي النَّبِيَّ رَأْسُ دَالِ
یَوْمَ لَا يَخْزِي النَّبِيَّ رَأْسُ دَالِ
یَوْمَ لَا يَخْزِي النَّبِيَّ رَأْسُ دَالِ

اُوچو ماہ بدر مارا پیش رو
وہ چودھویں کے چاند کی طرح ہم سے آگے تھے
ہیں گو آمدِ میلِ گن در سُوئی چپ
خبردار! گڑھ آگیا بائیں جانب مڑ جا
میلِ گن زیرا کہ خلدے پیشِ پاست
مڑ جا، کیونکہ پاؤں کے نیچے کاٹا ہے
زانکہ بُو دَش پاک از گل ہر دوپا
کیونکہ ان کے دونوں پاؤں مٹی سے صاف تھے
گشتہ پاپالیش چو پاپائے عروس
ان کے پاؤں لہن کے پاؤں کی طرح تھے
نَز خراشِ خار و آسیبِ حجر
نہ کانے کی خراش کا (نشان تھا) اور نہ پتھر کی چوٹ کا
کردہ مغرب را چو مشرقِ نورِ زای
مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کرنے والا بنایا تھا
روزِ خاص و عام را اُو حارسِ ست
عوام و خواں کے دن کا وہ نگہبان ہے
کہ ہزاراں آفتابِ آرد پدید
جو ہزاروں سورج پیدا کر دے
درمیلِ اژدہا و کژدماں
اژدوں اور پچھووں میں
می گند ہر رہزن را چاک چاک
وہ ہر رہزن کے نکلے نکلے کر دیتا ہے
نورِ یَسْعٰی بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ بِخَوَالِ
نورِ یَسْعٰی بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ پڑھ لے

۱۔ گو۔ گڑھا۔ بدر۔ چودھوی کا
چاند۔ روی۔ یعنی وہ تاریک
رات میں آگے آگے چل رہے
تھے اور بغیر منہ موڑے پیچھے چلنے
والوں کو گڑھے اور کانٹے سے
بچنے کی ہدایت کر رہے تھے یعنی
ان کو نیچے کی چیزیں بھی
اندھیرے میں نظر آ رہی تھیں۔
روز گشتہ۔ یعنی دن نکلنے پر ہم نے
ان کی مزید کرامت سے وہ بھی کو ان
کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی تھی تو ہم
نے ازراہ عقیدت اس کے پاؤں
چومے۔

۲۔ نے ز خاک۔ ان کے
پاؤں پر کانٹے اور پتھر کا کوئی
نشان نہ تھا حالانکہ وہ کانٹوں اور
پتھروں پر چلے تھے۔ مغربی۔ یعنی
مغرب کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی نہیں ہے۔ مشرقی۔ یعنی
مشرق کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔
مغرب۔ غروبِ آفتاب کے صدا
اندھیرا ہو جاتا ہے۔
مشرق۔ طلوعِ آفتاب کے بعد
روشنی پھیل جاتی ہے۔ شمس۔
یعنی ستارے۔ فارس۔ خیز و
حارس۔ نگہبان۔ نور مجید۔ ذاتِ
حق۔ بنور او۔ یعنی نورِ حق

۳۔ پیش۔ خدا کی نور سالک
کے آگے آگے چلا ہے اور اس کو
مہلکات سے بچاتا ہے۔ یوم۔
قرآن پاک میں ہے یَوْمَ
لَا يَخْزِي اللّٰهَ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهُ نُوْرٌ هُمْ يَسْعٰوْنَ
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰتِنَا نُوْرًا
یہ وہ دن ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور

ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسولانہ کرے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان کے
دائیں جانب چل رہی ہوگی وہ دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اس روشنی کو ہمارے لئے
آخر دم تک قائم رکھ

۱۔ گرچہ۔ اگرچہ اس نور میں قیامت میں اضافہ ہو گا لیکن یہاں بھی اس کے اضافہ کی دعا کر کے دیکھو۔ کو۔ کیونکہ جب وہ غیر جان دار چیزوں کو نور عنایت کر دیتا ہے تو اشرف المخلوقات کو کیوں عطا نہ کرے گا۔ نخل۔ شرمندہ ہدیہ لانے والے حضرت سلیمان کے یہاں سونے کی ار زانی کو دیکھ کر سونے کا ہدیہ دینے پر شرمندہ ہو رہے تھے۔ دل۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سونے اور چاندی سے کام نہ چلے گا دل کی سلامتی کام آئے گی۔

۲۔ ایں زر من۔ یعنی یہاں سے اور سونا لے جاؤ تا کہ تمہاری حرص کی تسکین ہو۔ کوری تن۔ جسم کی بے بصیرتی کو اپنے آپ سے دور کر کے کسی گندی جگہ پھینک دو۔ فرج استر۔ نخری اگر حاملہ ہو جائے تو بچہ کی پیدائش میں عموماً مر جاتی ہے لہذا اس کی شرمگاہ پر سونے کا حلقہ ڈال دیا جاتا تھا تا کہ وہ حاملہ نہ ہو سکے۔ عاشق۔ عاشق کی کمزوری اور چہرے کی زردی اس کی زینت ہے۔ کو۔ عاشق کے چہرے کی زردی خدا کی نظر گاہ سے اور سونے کی کان سورج کی نظر گاہ ہے جس کی وجہ سے کان میں سونا تیار ہوتا ہے لہذا عاشق کے چہرے کی زردی بدرجہا افضل ہے۔

۳۔ گرفت من۔ ایمان کی پابندی جہاد کا حملہ ان دونوں معنی کے اعتبار سے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ فتنہ دانہ دانہ کا دیوانہ یعنی وہ پرند جو دانہ کے لالچ میں ہے اگرچہ وہ

گرچہ اگر وہ در قیامت آں فزوں وہ نور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا کو بہ بخشد ہم بمیخ وہم بماغ کیونکہ وہ اند کو بھی اور کبر کو بھی بخشتا ہے

باز گردا نیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آں حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو مع ان بدیوں کے جو وہ بدیہا کہ آورده بودند سوائے بلقیس و دعوت سلیمان بلقیس لائے تھے واپس کر دینا بلقیس کی جانب اور حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان لانے رابایمان و ترک آفتاب پرستی اور سورج پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

باز گر دیدای رسولان نخل اس شرمندہ قاصد! واپس ہو جاؤ ایں زر من بر سر آں زر نہمید میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھ دو فرج استر لائق حلقہ زر ست نخری کی شرمگاہ سونے کے کڑے کے لائق ہے کہ نظر گاہ خداوندست آں کیونکہ وہ خدا کی نظر گاہ ہے گو نظر گاہ شعاع آفتاب کجا سورج کی شعاع کی نظر گاہ؟ از گرفت من ز جاں اسپر کنید میری گرفت سے جان کی ڈھل بنا لو مرغ فتنہ دانہ بر بام ست او دانہ کا عاشق پرند بالاخانہ پر ہے زر شمار ' دل بما آرید دل سونا تمہارا ہے ' ہمارے لئے دل لاؤ دل کوری تن فرج استر ا دہید جسم کے اندھے پن کو نخری کی شرمگاہ کے حوالے کر دو زر عاشق زوی زرد و صفر ست عاشق کا سونا ' زرد اور پیلا چہرہ ہے کہ نظر انداز خورشیدست کان کان ' سورج کی نظر گاہ ہے کو نظر گاہ خداوند لباب کجا علقوں کے آقا کی نظر گاہ؟ گرچہ اکنون ہم گرفتار منید اگرچہ اب بھی تم میری گرفت میں ہو پر گشاده بستہ دام ست او پر کھلے ہوئے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے

بالاخانہ پر پرکھلا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی تشریح ہے۔

چوں بداندہ داد او دل را بجاں
چونکہ اس نے دل کو جان سے دانہ کو دیدیا ہے
آں نظر کہ سوئے دانہ می کند
وہ نگاہ جو وہ دانہ پر ڈالتا ہے
دانہ گوید گر تو می دزدی نظر
دانہ کہتا ہے کہ اگرچہ و نظریں چراتا ہے
چوں کشانید آں نظر ایں سوتا
جب تجھے اس نظر کے اس جانب کھینچ لیا
چوں کشیدت آں نظر اندر نیم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا دی ہے
ناگرفتہ مر ورا بگرفتہ داں
بغیر گنتی اس کو گزند سمجھ
آں گرہ داں کو پیا بر میزند
اس کو وہ گم سمجھ جو وہ پاؤں پر لگاتا ہے
من ہمی دزدم ز تو صبر و مقرر
میں تجھ سے صبر و قرار چا رہا ہوں
پس مداں از خویشتن غافل مرا
تو مجھے تو اپنے سے غافل نہ سمجھ
پس بدانی کز تو من غافل نیم
تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھ سے غافل نہیں ہوں

۱۔ آں نظر اس کی لپٹائی ہوئی نظر
ماصل اس کے پاؤں کی گرہ ہے
دانہ وہ دانہ کو نزد دیدہ نظروں سے دیکھ
رہا ہے اور وہ دانہ اس کے صبر و قرار کو چا
رہا ہے۔ چوں۔ جب لپٹائی نظر پرند کو
دانہ کی جانب کھینچ لائی ہے تو پرند کو سمجھنا
چاہیے کہ شکری اس سے غافل نہیں
ہے اس کو چھاس لگا۔

۲۔ قصہ۔ پرند جس طرح یہ سمجھتا
ہے کہ وہ شکری کی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر دانہ کھا جائے گا اور خود بچھس جاتا
ہے اسی طرح اس قصہ میں خریدار یہ
سمجھ رہا ہے کہ وہ کاندہ کی غفلت سے
فائدہ اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ خود اپنا
نقصان کر رہا ہے گل سرشوی وہ مٹی
جسے مل کر سر ہویا جاتا ہے جیسا کہ
ہندوستان میں ملاتی مٹی ہے گل خروہ
وہ مٹی کھانے والا ابلیس۔ سفید شکر

۳۔ طراز۔ زبان ہزار جیب تراش
ٹھک۔ وہ دل۔ منافق چونکہ وہ مٹی
کے پاؤں کے ذریعہ کم تولتا تھا۔
گفت۔ عطار نے کہا ترادو کے بٹے
پتھر کی بجائے مٹی کے ہیں۔ ہنکے۔
خریدار نے کہا مجھے قند کی ضرورت
ہے مجھے منوں سے کیا بحث ہے جیسے
بھی ہوں۔

قصہ ۲ عطارے کہ سنگ ترزوئے او از گل سرشوی بود و
اس عطار کا قصہ کہ جس کی ترادو کا ہات ملاتی مٹی کا تھا اور
دزدیدن مشتری گل خواراں گل ہنگام سنجیدن شکر و
شکر تولنے کے وقت مٹی کھانے والے خریدار کا اس مٹی میں سے چوری کرنا
دیدن عطار آں را و نادیدہ کردن

اور عطار کا اس کو نہ سمجھنا دیکھا کر دینا

پیش عطارے کیے گلخوار رفت
ایک عطار کے پاس ایک مٹی خود گیا
پس بر عطار طراز دو دل
اس منافق چالاک عطار کے پاس
گفت عطارے جواں ابلیس من
عطار نے کہا اے جوان! میری شکر
لیک گل سنگ ترزوئے منست
لیکن میری ترادو ہات مٹی کے ہیں
گفت ہستم در مئے قند جو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جستجو میں ہوں
تاخرد ابلیس وقت خاص وزفت
تاکہ سفید خاص قند عمدہ خریدے
موضع سنگ ترزو بود گل
ہات کی بجائے مٹی تھی
ہست نیکو بے تکلف بے سخن
بلا مبالغہ لا کلام عمدہ ہے
گر ترا میل شکر بخردن مست
اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے
سنگ میزاں ہر چہ خواہی باش گو
ترادو کے ہات جو بھی ہو

گفت با خود پیش آنکہ گل خورست

پھر اس نے اپنے دل میں کہا مٹی کھانے والے کھا گے
ہمچو آں دلالہ کو گفت اے پسر
اس دلالہ کی طرح جس نے کہا اے بیٹا!

سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست
بہت خوبصورت ہے لیکن ایک بات یہ بھی ہے
گفت بہتر آنچنین خود گر بود
اس نے کہا اگر ایسا ہے تو بہت بہتر ہے

گر نداری سنگ و سنگت از گل ست
اگر تیرے پاس پتھر نہیں ہے وہ تیرا بات مٹی کا ہے

اندر اں کفہ ۲ تر از دزد احتداد
تر از دزد کے پلڑے میں اعتماد کے ساتھ

پس برائے کفہ دیگر بدست
پھر دوسرے پلڑے کے لئے ہاتھ سے

چوں نبودش تیشہ او دیر ماند
چونکہ اس کے پاس کھریا نہ تھا وہ دیر تک ٹھہرا رہا

رویش آں سو بود گل خور ناشگفت
اس کا رخ اس طرف تھا بے صبر مٹی خود نے

ترس ۳ ترساں کہ نیاید ناگہاں
ڈرتے ڈرتے کہ وہ اچانک نہ آ جائے

دید عطار آن و خود مشغول کرد
عطار نے اس کو دیکھا اور اپنے آپ کو مشغول کر دیا

گر بدزدی از گل من می بری
اگر تو چرا کر میری مٹی میں سے لے جا رہا ہے

تو ہی ترسی زمن لیک از خری
تو مجھ سے ڈر رہا ہے لیکن گدھے پن سے

سنگ چہ بود گل ز شکر بہتر ست

پتھر کیا ہوتا ہے مٹی شکر سے بھی بہتر ہے
نوعرو سے یاتم بس خوب فر
میں نے ایک نئی لہن بہت شاندار ڈھونڈ لی ہے

کاں ستیرہ دختر حلوا گریست
کہ وہ پردہ نشین حلوائی کی بیٹی ہے
دختر او چرب و شیریں تر بود
اس کی لڑکی خوب چکنی اور میٹھی ہو گی

ایں بہ وہ گل مرا میوہ دل ست
یہ بہتر اور خوب مٹی میرے دل کا میوہ ہے

او بجائے سنگ آں گل را نہاد
اس نے پتھر کے بجائے وہ مٹی رکھ دی

ہم بقدر آں شکر را می شکست
اس مٹی کی بقدر شکر توڑنے لگا

مُشری را مُنظر آنجا نشاندا
اس نے خریدار کو اس جگہ انتظار میں بٹھا دیا

گل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت
اس سے چھپا کر مٹی چینی شروع کر دی

چشم او بر من قند از امتحال
اور اس کی نظر بطور آزمائش مجھ پر پڑ جائے

کہ فزوں تر دزد ہیں اے روی زرد
کہ اے زرد رونا اور زیادہ چمک لے

رو کہ ہم از پہلوی خودی خوری
جا کہ تو اپنا ہی نقصان کر رہا ہے

من ہی خرسم کہ تو کمتر خوری
میں ڈر رہا ہوں کہ تو بہت کم کھا رہا ہے

گل۔ مٹی کھانے والے کے لئے
تو مٹی شکر سے بھی زیادہ خریدار ہوتی
ہے۔ بچو۔ عطار کا ہنوں کی خرابی کو
ظاہر کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ دلالہ نے
لڑکی میں خرابی ظاہر کی جو اس نوجوان
کے لئے اور زیادہ مٹی کھا بیٹھ گئی۔
حلوا اگر۔ حلوائی۔ چرب۔ چونکہ حلوائی
کے یہاں مٹی اور شکر کی کثرت ہوتی
ہے۔ میوہ مٹی کھانے والے کے
لئے مٹی دل پسند چیز ہے۔

۲۔ کفہ۔ ترازو کا پلڑا۔ اعتماد
تجاری کرنا۔ بقدر آں۔ یعنی مٹی کے
وزن کی۔ تیشہ شکر جم گئی ہوگی جس
کے توڑنے کے لئے تیشہ کی ضرورت
ہوتی۔ آنجا۔ یعنی مکان کے اگلے حصہ
میں۔ رویش۔ یعنی دکاندار کا رخ۔

۳۔ ترس ترساں۔ یعنی مٹی خود
دکاندار سے ڈرتا ہوا۔ مٹی چرا رہا تھا۔
دید۔ دکان دار نے اس کو دیکھ لیا لیکن
خود کو اور زیادہ مشغول کر دیا تاکہ وہ مٹی
زیادہ چاسکے کیونکہ جس قدر مٹی چرا
لے گا اسی قدر شکر کم چڑھے گی۔ از
پہلوئے خود۔ یعنی اپنا ہی نقصان کر رہا
ہے اس کو شکر کم ملے گی۔

گر چہ مشغول چٹاں احمق نیم
اگرچہ میں مصروف ہوں ایسا بیوقوف نہیں ہوں
چوں بہ بنی مرشکر راز آرز مود
جب تو آزا کر شکر کو دیکھے گا
مرغ ازاں دانہ نظر خوش می گند
پند اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
گزنہی چشم کھلے می بری
اگرچہ تو آنکھ کے گلے سے مزا اٹھا رہا ہے
ایں نظر از دور چوں تیرست و سم
یہ نظر بازی دور سے ہی تیر اور زہر ہے
مال دنیا دام مرغان ضعیف
دنیا کا مال کزور پرندوں کا جال ہے
تا بدیں ملکہ کہ اودامے ست ثرف
یہاں تک کہ اس سلطنت میں جو کہ ایک گہرا جال ہے
من سلیمانؑ می نخواہم ملک تال
میں سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
کایں زماں ہستید خود مملوک ملک
کیونکہ تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
باز گوئے اے اسیر ایں جہاں
اے اس دنیا کے قیدی! انا
اے تو بندہ ایں جہاں محبوب جال
اے تو اس جہاں کا غلام جان کا قیدی ہے

کہ شکر افزوں گشتی تو از نیم
کہ تو مجھ سے بڑھتی شکر لے جائے
پس بدانی احمق و غافل کہ بود
تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
دانہ ہم از دور را ہش می زند
دانہ بھی دور سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
نے کباب از پہلوی خود میخوری
کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
عشقت افزوں می شود صبر تو کم
تیرا عشق بڑھتا ہے صبر کم ہوتا ہے
ملک عشقی دام مرغان شریف
آخرت کی سلطنت شریف پرندوں کا جال ہے
در شکار آیند مرغان شگرف
عجب پرند شکاری میں آتے ہیں
بلکہ من برہانم از ہر ہلک تال
بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں
مالک الملک آنکہ او بخیر ز ہلک
ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے
نام خود کردی امیر ایں جہاں
تو نے اپنا نام شاہ جہاں رکھ دیا ہے
چند گوئی خویش را خواجه جہاں
تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کہہ کرے گا؟

۱۔ گرچہ یعنی میرا دیر کرنا میری
بیوقوفی نہیں ہے بلکہ فائدہ مند ہے۔
چوں۔ جب تو گھر جا کر شکر تو لے لگا تو
پت چلے گا کہ بیوقوف کون تھا۔
مرغ۔ پرندہ دانہ چکنے میں اپنا فائدہ سمجھ
رہا ہے حالانکہ وہی اس کی ہلاکت
جسٹائی لگا۔ چونکہ دوسرے مصرع
میں کباب کا ذکر ہے اس لئے اس
مصرع میں آنکھ کے گلے کا
استعمال کیا ہے یعنی ایک شخص کسی
حسین کے ساتھ نظر بازی کرتا ہے تو
بظاہر۔ لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ
کے لئے اپنے لئے پریشانی مول
لیے لیتا ہے۔

۲۔ ایں نظر۔ نظر بازی کا تیر خود نظر
باز کے لئے تیر ستم ہے اور وہ بھی
زہر بلا حدیث ہے قسطنطنیہ
مسموم من بہام ایلیس۔ نظر
بازی شیطان کے تیروں میں سے
زہر بلا تیرے۔ مال دنیا۔ دنیا کی
زیر و زنت ضعیف ایمان لوگوں
کا جال ہے مومن آخرت کے بدلہ
ہوتے ہیں۔ مرغان شگرف۔ یعنی
انبیاء اور اولیاء۔

۳۔ من سلیمان۔ یہ حضرت
سلیمان کا قاصدوں کو خطاب ہے۔
از ہر ہلک۔ چونکہ ستارہ پرستی میں
ہلاکت ہے کایں زماں۔ دنیا دارانی
دلت کا غلام ہوتا ہے شاہ تو وہ ہے جو
اس کی ہلاکت سے بچ سکے۔ باز
گوئے دنیا دار اپنے آپ کو حاکم اور شاہ
کہتا ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ برعکس
نہدائنگی کا شور۔

دلہاری کردن و نواختن سلیمانؑ مرآں رسولان را و دفع وحشت و
حضرت سلیمان کا ان قاصدوں کی دلہاری کرنا اور نوازنا اور ان کے دل سے تکلیف اور وحشت
آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن ہدیہ و شرح کردن بایشان
کو وہ کرنا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی ان سے تشریح کرنا

اے رسولوں می فرستم تاں رسول

اے قاصد! میں تمہیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں

پیش بلیقیس اُنچہ دید از عجب

بلیقیس کے سامنے جو تم نے عجب بات دکھی

کہ چل منزل بروی زر بُدید

کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے

تا بدانکہ کہ بزر طامع نہ ایم

تاکہ وہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں

آنکہ گر خواہد ہمہ خاکِ زمیں

وہ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی

حق اے آں گند اے زر گزیر

اے سونا کو پسند کرنے والے اللہ تعالیٰ اسی لئے کر دے گا

فارغیم از زر کہ ماس پر فہیم

ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم ہارن ہیں

از شُما کے گدیہ زر می کنیم

ہم تم سے سونے کی بھیک کب مانگتے ہیں؟

ترک آں گیرید گر ملکِ سباست

اس کو چھوڑ دو خولہ سبا کا ملک ہو

تختِ پندست آنکہ تختش خواندہ

جس کو تو نے تخت کہا ہے اور وہ کاٹھ ہے

پادشاهی نیستت بر ریش خود

تیری اپنی دلاوی پر بھی حکومت کہیں ہے

بے مُراد تو شود ریشِ سفید

تیری ریش کے خلاف تیری دلاوی سفید ہو جاتی ہے

مالکِ المُلک ست ہر گش سر نہد

جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہ بادشاہ ہے

۱۔ تاں رسول۔ یعنی اب تم میری

جانب سے قاصد بن کر جاؤ۔

۲۔ یعنی میرا ہدیہ کو واپس کرنا

تمہارے لئے مفید ہے تم ایمان لے

آؤ گے پیش بلیقیس۔ تم اپنے

واقعات جا کر بلیقیس کو سناؤ اور بتاؤ کہ

چالیس منزل تک تم سونے کی زمین

پر چل کر میرے پاس پہنچے تھے۔

۳۔ وز چنیں۔ اور یہ بھی کہو کہ ہمیں سونے کا

ہدیہ پیش کرنے میں شرمندگی ہوئی

تھی۔ تا بدانکہ۔ تاکہ بلیقیس یہ سمجھ

جائے کہ ہم اس کی دولت کے طالب

نہیں ہیں۔

۴۔ حق۔ محشر کے دن زمین

چاندی جیسی کر دی جائے گی اور یہاں

جہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے

گے کہ ان کے یہاں سونے چاندی

کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

۵۔ فارغیم۔ ہم سونے سے بے نیاز ہیں

ہم تو انسان کو ایمان عطا کر کے گزیر

بنادیتے ہیں۔ کیا اگر مومن شخص

بن جاوے گا تو کیا گریں جاوے گا شعر

کیما و سیما و ریمیا

کس نہاند جز بذاتِ لولیا

ترکِ آخرت کے ملکوں کی خاطر دنیا

کی سلطنت کو خیر باد کہو۔

۶۔ تختِ پند۔ قید خانہ لکڑی کا وہ

کند جس میں پاؤں پھنسا کر قید کر

رَدّ من بہتر شمارا از قبول

میرا وکنا تمہارے لئے قبول کرنے سے اچھا ہے

باز گوئید از بیابانِ ذہب

سونے کے جنگل کی بات کہو

وز چنیں ہدیہ چل چوں می شُدید

لو ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہوئے

ما زَر از زر آفریں آورده ایم

ہم سونا پیدا کرنے والے سے سونا لے آئے ہیں

سَر بسر زر گردد دُر شمیم

پوری سونا اور قیمتی موتی بن جائے

روزِ محشر ایں زمیں را نقرہ گیس

اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی

خاکیاں را سر بسر زرّیں کنیم

ہم مٹی والوں کو مجسم سونے کا بنا دیتے ہیں

ما شمارا کیما گرمی کنیم

ہم تمہیں کیما گرم کر بناتے ہیں

کہ بدنِ آبد گل بس مُلکہاست

کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں

صدر پنداری و بر در ماندہ

تو نے صدر مقام سمجھا ہے اور تو ہوازد پر پڑا ہے

پادشاهی چوں گنی بر نیک و بد

ہر اچھے اور برے پر تو پادشاهی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟

شرم دار از ریش خود اے کثر امید

اے بڑی تمنا والے! اپنی دلاوی سے شرم

بے جہان خاک صد مُلکش و بد

خدا کی دنیا کے علاوہ اس کو ستمگروں سلطنتیں عطا کرتا ہے

لیک ۱۔ ذوقِ سجدہ پیشِ خدا
لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق
پس بنالی کہ نخواہم مُلکہا
پھر تو رونے لگا کہ میں سلطنتیں نہیں چاہتا ہوں
بادِ شہانِ جہاں از بدرگی
دنیا کے بادشاہوں نے بدینی کی وجہ سے
ورنہ ادہم وارِ سرگردان و دنگ
ورنہ حضرت ابراہیم کی طرح حیران اور پریشان ہو کر
لیک حق بہرِ ثباتِ ایں جہاں
لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے بقا کے لئے
تاشو و شیریں برایشاں تختِ دُماج
تاکہ ان کے لئے تختِ دُماج شیریں بن جائے
از خراجِ ارجع آری زرِ چوریک
اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا جمع کرے گا
ہمرہ ۲۔ جانتِ نگر و ملک و زر
سلطنت اور سنا تیری روح کا ساتھی نہ بنے گا
تابہ بنی کایں جہاں چاہیست تنگ
تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنوں ہے
تا بگوید ۳۔ چوں ز چاہِ آبِی بام
تاکہ جب تو کنوں سے بلاخانہ پر آئے گے
ہست درچہ انکاساتِ نظر
کنوں میں نظر کے عکس ہیں
وقتِ بازی کو کلاں را از اختلال
خللِ دماغ سے کھیل کود کے وقت بچوں کو

خوشر آید از دو صد دولتِ ثرا
تجھے ۱۰ سو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہو گا
مُلکِ آں سجدہٴ مُسلمِ گنِ مرا
اس سجدہ کی سلطنت میرے لئے مقرر فرما دے
یو نبردند از شرابِ بندگی
بندگی کی شراب کی خوشبو نہیں سونگھی
مُلکِ را برہم زدندے بے درنگ
فورا سلطنت کو چھوڑ دیتے
مہرِ شاں بہادِ برچشم و دہاں
ان کی آنکھ اور منہ پر مہر لگا دی ہے
کہ ستانیم از جہاں داراںِ خراج
کہ ہم دنیا داروں سے خراج لے رہے ہیں
آخر آں از تو بماندِ مردہ ریک
بالآخر وہ تجھ سے وراثت میں رہ جائے گا
زرِ بدہ سُرمدہ ستاں بہرِ نظر
سونا دیدے نگاہ کے لئے سرمہ لے لے
یوسفانہ آں رسن آری بچنگ
یوسف اور وہ دی ہاتھ میں پکڑ لے
جان کہ یلبشرا لیٰ ہلنا غلام
روح میرے لئے بشارت ہے یہ لڑکا ہے
کترین آنکہ نماید سنگِ زر
سب سے کم یہ ہے کہ پھر سونا نظر آئے ہے
ی نماید آں خوفنا زر و مال
”ٹھیکریاں سونا اور مال نظر آتی ہیں

۱۔ ایک لیکن جب سجدہ کا ذوق
پیدا ہو جائے گا تو سلطنتوں سے بیزار
ہو جائے گا اور خدا سے دعا کرے گا کہ
بس یہی دولت کافی ہے بادشاہان۔
دنیاوی بادشاہ چونکہ بندگی کی مستی سے
ناواقف ہیں اس لئے وہ سلطنت کے
شوق میں مبتلا ہیں اگر وہ واقف ہو
جائے تو حضرت ابراہیم کی طرح
سلطنت پر لات مار دیں ایک حق۔
لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں کا نظام
چلانا ہے اس لئے ان کو اس لذت
سے محروم کر دیا ہے اور وہ کمین ہیں کہ ہم
دنیا سے خراج وصول کرتے ہیں۔
خراج ٹیکس۔ مردہ ریک۔ وہ مال جو
ورش میں ملے۔

۲۔ ہمرہ دنیا کی دولت دنیا میں وہ
جلی ہے روح بھلا کر جلی ہے
سرمہ وہ سرمہ حاصل کر لے جس
سے یہ چیزیں بے حقیقت نظر
آئیں۔ یوسفانہ حضرت یوسف کی
کے ذریعے کنوں سے باہر آئے
تھے تو بھی عیالات کی دی کے ذریعہ
دنیا کے کس کنوں سے باہر نکل آ۔
۳۔ تا بگوید۔ جس وقت حضرت
یوسف کنوں سے برآمد ہوئے تھے
تو ذہل نکالنے والی چیخ اٹھا تھا کہ
خوشخبری ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح
تیری روح تیرے کنوں میں سے
نکل آنے پر خوش خبری دے گی۔
۴۔ چہ دنیا میں نظر کا فریب ہے کہ دنیا
کی بے حقیقت دولت کو قیمتی دیکھا جاتی
ہے وقت بازی۔ بچے کھیل کود میں
ٹھیکریوں کو روپیہ چیرے تصور کر لیتے
ہیں۔



عاز فاش! کیسا گر گشتہ اند تا کہ شد کانہا بر ایشان توشند
اس خدا کو پہچان جانے والے کیسا گر بن گئے ہیں حتی کہ ان کے لئے کائیں حقیر ہو گئی ہیں

دیدن درویشے جماعت مشائخ را در خواب و درخواست کردن
ایک مدیش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور ان سے بغیر کئی ک مشغولیت
روزی حلال از ایشان بے مشغول شدن بکسب کہ از عبادت
کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہ میں عبادت کرنے سے رہ جاتا ہوں اور ان کی
می مانم وارشاد کردن ایشان اُورا بمیوہائے تلخ و ترش کوہی
اس کو کڑوے اور کٹھے پہاڑی پھلوں کی جانب رہنمائی کرنا اور ان بزرگوں
و بروے شیریں شدن آں میوہا بدلت آں مشائخ
کی رہنمائی سے اس کے لئے ان پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر
ایک مدیش نے قصہ میں بتایا
گفتم ایشان را کہ روزی حلال
میں نے ان سے کہا کہ حلال روزی
میں نے ان سے کہا کہ حلال روزی
مر مرا ۲ سوئے کہستان را ندند
و مجھے پہاڑ کی جانب لے گئے
کہ خدا شیریں بکرد آں میوہ را
کہ خدا نے وہ پھل میٹھے کر دیئے ہیں
ہیں بخور پاک و حلال و بے حسیب
ہیں پاک اور حلال اور بے حساب کھا
پس مرازاں رزق نطقے رو نمود
پھر اس رزق سے مجھ میں ایسی قوت گویائی رہنا ہوئی
گفتم میں فتناست سب جہل
میں نے کہا اے دنیا کے پان ہدا یہ فتنہ ہے
شدن از من دل خوش یافتم
میری قوت گویائی جاتی رہی میں نے مطمئن دل پالیا

نخشے وہ از ہمہ خلقاں نہاں
وہ انعام عطا فرما جو سب سے پوشیدہ ہو
چوں انار از ذوق می بشگافتم
ذوق لطف سے میں انار کی طرح کھتا تھا

۱۔ عارفان۔ جو عارف باللہ ہیں وہ
خود کیسا گر ہیں ان کی نگاہ میں سونے
کی کوئی وقعت نہیں ہے
آنانکہ خاک را بنظر کیسا کنند
آبا بود کہ گوشہ چشمے بہا کنند
دیدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود
ہے کہ کل اللہ کی نظر میں دنیا کا مال بیچ
ہے اور ان کی ہمت کیسا کا کام کرتی
ہے۔ سمر۔ قصہ۔ خضریاں۔ وہ لہلہ
جو حضرت خضرؑ کی طرح نگاہوں سے
پوشیدہ ہیں۔ گفتم۔ میں نے ان لہلہ
سے کہا کہ کھانا کھانا تو وہاں ہے ایسی
تدبیر بتا دیجئے کہ مجھے بلا کائے حلال
روزی حاصل ہو جائے۔
۲۔ مر مر لہلہ لوگ مجھے جنگل میں
لے گئے اور انہوں نے جنگلی پھل
جھاڑے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ
میرے لئے وہ کڑوے کیے پھل
میٹھے ہو جائیں۔ صداع۔ حد
سرپس۔ ان پھلوں کے کھانے سے
میرے کلام میں وہ شیرینی پیدا ہو گئی
کہ لوگوں پر فریفتہ ہونے لگے۔
۳۔ گفتم۔ لایا اللہ کو اپنی شہرت
اور عوام میں مقبولیت ناگوار ہوتی ہے۔
خند خن۔ یعنی وہ لطف کلام کی کیفیت
زائل ہو گئی جو عوام کی گردید کی سبب
تھی اور دل میں ایک جذبہ مسرت پیدا
ہو گیا۔

گفتم ار چیزے نباشد در بہشت ا
میں نے کہا اگر جنت میں اور کوئی چیز نہ ہوگی
ہیچ نعمت آرزو ناید وگر
مجھے کسی دوسری نعمت کی تمنا نہ ہوگی
ماندہ بود از گسب یک دو جبہ ام
کمانی میں سے میری ایک دھڑی بچ گئی تھی
غیر ایں شای کہ دارم در سرشت
اس سرشت کے علاوہ جو طبیعت نہ گئی ہے
زیں نہر دازم بجوز و نیشکر
اس کو چھوڑ کر میں اخروٹ کھانے کی طرف توجہ نہ کروں گا
دوخت در آستین جبہ ام
جس کو میں نے جبہ کی آستین میں سی لیا تھا

۱۔ در بہشت۔ وہ قلبی کیفیت اس
قدر پر مسرت تھی کہ اگر جنت میں
صرف وہی حاصل ہو تو اور کسی چیز کی
تمنا کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ
آستین۔ جیب آستین میں ہٹائی جاتی
تھی۔

۲۔ ہیزم۔ سوختہ جلائے کی لکڑیاں
۔ پست۔ جنگل۔ فارغ۔ میں تو جنگلی
پھلوں پر گزارہ کر لیتا ہوں لہذا مجھے
اب کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے۔
رزق خاص۔ شاہی دسترخوان کی
خوراک۔ چونکہ اب مجھے اپنے خلق
اور کھانے کی فکر نہیں ہے۔ جبہ۔ ایک
رنگی کپڑا جن تکلیف کش یعنی لکڑیوں
سے تیار ہوتا ہے۔ دو تین دن
میرے اس عطیہ سے اپنا کام چلا لے
گا۔ ضمیر۔ دل کی پوشیدہ بات۔
زانکہ اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے
نور کی روشنی حاصل تھی۔ بود۔ وہ لکڑیوں
روشن ضمیر تھا دل کی بات اس پر اس
طرح ظاہر ہو جاتی تھی جس طرح
چراغ شیشہ کے لیمپ میں سے نظر آ
جاتا ہے۔

نیت کردن او کہ ایں زردیں ہیزم کش وہم چوں من
اس کا سوچنا کہ یہ سونا میں اس لکڑیوں کو دیدوں جبکہ میں نے بزرگوں کی
روزی حلال یا تم بکرمات مشائخ و رنجیدن آل ولی
کرمات سے حلال روزی پالی ہے اور اس لکڑیوں کو دلی کا اس
ہیزم کش از ضمیر و نیت او
کمال کی بات اور نیت سے نچیدہ ہونا

آں یکے درویش ہیزم می کشید
ایک مہربان لکڑیاں لا رہا تھا
پس بگفتم من زردی فارغ
میں نے سوچا کہ میں روزی سے بے نیاز ہوں
میوہ مکروہ بر من خوش شد دست
ناگوار پھل میرے لئے عمدہ ہو گئے ہیں
چونکہ من فارغ شد ستم از گلو
چونکہ میں طلق کے معاملہ سے فارغ ہو گیا ہوں
بدہم ایں زرد را بدیں تکلیف کش
اس معیبت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں
خود ضمیرم را ہی دانست او
اس نے خود میرے دل کی بات جان لی
بود پس پیشش ہیز ہر اندیشہ
اس کے لئے ہر خیال کا رد
نحستہ و ماندہ زبیشہ در رسید
تھکا ہوا۔ جنگل سے آیا
زیں سپس از بہر رزم نیست غم
اس کے بعد مجھے روزی کی فکر نہیں ہے
رزق خالصہ جسم را آمد بدست
خالص رزق جسم کو حاصل ہو گیا ہے
جبہ چندست ایں بدہم بدو
چند رتیاں ہیں یہ میں اس کو دیدوں
تا دوستہ روزک شود از قوت خوش
تا کہ دو تین دن کے لئے وہ خوراک سے مطمئن ہو جائے
زانکہ شمعش داشت نور از شمع ہو
کیونکہ اس کی شمع میں اللہ تعالیٰ کی شمع کا نور تھا
چوں چراغی در رون شیشہ
آئینہ کے اند کے چراغ کی طرح تھا

بود بر مضمون دلہا او خیر
 دو دلوں کے مضمون سے ملتف تھا
 در جواب فکر تم آں یو العجب
 وہ عجب احوال والا میرے خیال کے جواب میں
 کَیْفَ تَلَقَّی الرَّزْقَ اِنْ لَّمْ یُورْزُقْکَ
 اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے
 برلم میز و عتابش نیک نیک
 لیکن اس کے غصہ کا اثر میرے دل پر بہت زیادہ پڑا
 تنگ ہیزم را نہاد از پشت زیر
 ایندھن کا گھڑ کر سے نیچے رکھ دیا
 لرزہ بر ہفت عضو من فدا
 میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا
 کہ مبارک دعوت و فرخ پے اند
 جو بابرکت دعا والے لہ مبارک قدم ہیں
 ایں زماں ایں تنگ ہیزم زر شود
 اسی وقت یہ ایندھن کا گھڑ سونا بن جائے
 ہچو آتش بر زمیں می تافت خوش
 عمدگی سے زمین پر آگ کی طرح چمک رہا تھا
 چونکہ با خویش آدم من از ولہ
 جب میں حیرانی کے بعد ہوش میں آیا
 بس غیورند و گریزاں ز لشہار
 بہت غیرت مند لشہریت سے بھاگنے والے ہیں
 بے توقف ہم براں حالے کہ بود
 بلا تاخیر اسی حالت پر جیسا کہ تھا
 مست شد درکار او عقل و نظر
 اس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہو گئی

بیچ پنہاں می نشد از وے ضمیر
 دل کی کوئی بات اس سے نہ چھٹی تھی
 پس ہی منکید با خود زیر لب
 تو خود بخود آہستہ بڑ بڑایا
 کہ چنیں اندیشی از بہر ملوک
 تو شاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے
 من نمی کردم سخن را نہم لیک
 میں بات اچھی طرح نہ سمجھا
 سوئے من آمد بہیبت ہچو شیر
 وہ شیر کی طرح ہیبت سے میری جانب آیا
 پر تو حالے کہ او ہیزم نہاد
 اس حالت کے اثر سے کہ اس نے ایندھن کا گھڑ رکھا
 گفت یارب گر خرا خا صاں حی اند
 اس نے کہا اے خدا اگر تیرے مخصوص بندے زندہ ہیں
 لطف تو خواہم کہ مینا گر شود
 تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیمیا گر بن جائے
 در زماں دیدم کہ ز رشد ہیزم مش
 میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سونا ہو گیا
 من دراں بنخود شدم تا دیر گہ
 میں اس اثناء میں دیر تو بیہوش رہا
 بعد ازاں گفت اے خدا گراں کبار
 اس کے بعد اس نے کہا اے خدا اگر وہ بڑے لوگ
 باز ایں دلند ہیزم ساز زود
 اس کو پھر جلد ایندھن کا گھڑ بنا دے
 در زماں ہیزم شد آں انحصان زر
 اسی وقت وہ سونے کی شاخیں ایندھن کا گھڑ بن گئیں

۱۔ منکید۔ وہ بڑ بڑایا۔ بوجہ عجب۔
 چونکہ اس سے کلمات ظاہر ہو رہی تھیں۔ ملوک۔ یعنی اولیاء اللہ۔
 کیف۔ رزقوں کا انتظام ابدال کے پردہ ہوتا ہے۔ من۔ میں ان کی بات تو نہ سمجھا لیکن ان کے غصہ کا اثر میرے قلب پر ظاہر ہوا۔
 ۲۔ سوئے من۔ وہ لکڑی ہلا بزرگ لکڑیوں کا گھڑ زمین پر ڈال کر شیر کی طرح میری طرف آیا تو میں اس کی ہیبت سے کانپنے لگا ہفت عضو۔ ہفت اعضاء۔ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ سینہ پشت سر۔ گفت۔ اس لکڑی ہلانے نے کہا اے خدا اگر تیرے مقرر یاں بارگاہ زندہ ہیں جن کی دعا مقبول ہوتی ہے تو میں تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جس سے یہ سب لکڑیاں سونے کی بن جائیں۔
 ۳۔ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ لکڑیاں سونے کی ہو گئیں۔ ولہ۔ حیران۔ بعد ازاں لکڑیاں کا سونا بن جانے کے بعد اس نے دعا شروع کر دی کہ تیرے مقبول بندے چونکہ شہرت سے بھاگتے ہیں لہ میری کرامت شہرت کا باعث بن جائے گی لہذا تو ان لکڑیوں کو اصل حالت پر کر دے تاکہ میری شہرت نہ ہو۔
 ۴۔ ہیزم۔ ہیزم۔ اس کی دعا سے وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر آگئیں۔ حسان۔ غصن کی جمع۔ شبن۔ شاخ۔

بعد ازاں ایرداشت ہیزم را درفت

اس کے بعد اس نے ایندمن کا گھر اٹھایا اور چل دیا

خواستم تا درپے آں شہ روم

میں نے چاہا کہ اس شہ کے پیچھے جاؤں

بستہ کرد آں ہیئت او مرا

اس کی اس ہیئت نے مجھے ہاندھ دیا

ور کسے را رہ شود گو سر فشاں

اور اگر کسی کے لئے راستہ ہو کہ وہ سر قربان کرے

بس غنیمت دار آں توفیق را

اس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ

نے چو آں ابلہ کہ یلید قرب شاہ

نہ کہ اس بیدق کی طرح جس کو شہ کا قرب حاصل ہو

چوں ز قربانی دہندش بیشتر

جب وہ اس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کریں

نیست اس از ران گاواے مفتری

اے جھوٹے! یہ گائے کی دن نہیں ہے

بذل شاہان ست اس بے رشوتے

یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

سوی شہر از پیش من اوتیز و تفت

شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم

پرسم ازوئے مشکلات و بشنوم

اس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سنوں

پیش خاصاں رہ نباشد عامہ را

عوام کے لئے خواص کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا ہے

کال بود از رحمت و از جذب شاں

کیونکہ وہ ان کی رحمت اور کشش سے ہوتا ہے

چوں بیابی صحبت صدیق را

جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کر لے

سہل و آساں درخند آں دم زراہ

اسی وقت آہستگی اور آسانی سے راہ سے بھٹ جائے

پس ۲ بگوید ران گاوست اس مگر

تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی دن ہے

ران گاوت می نماید از خری

تجھے گدھے پن سے گائے کی دن دکھائی دے ہی ہے

بخشش محض ست اس از رحمتے

یہ شفقت سے خالص بخشش

یہ شفقت سے خالص بخشش

تخریس ۳ کردن سلیمان رسولان را بر تعجیل کردن

حضرت سلیمانؑ کا تہجدوں کو ایمان لانے کے لئے بلقیس کی

بھرت بلقیس بہر ایمان

ہجرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

بھجناں کہ شہ سلیمانؑ در نبرد

جیسا کہ شہ سلیمانؑ نے جنگ میں

کہ بیایید اے عزیزاں زود زود

کہ اے عزیزو! جلد جلد آ جاؤ

کیونکہ خلافت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

بھجناں کہ شہ سلیمانؑ در نبرد

جیسا کہ شہ سلیمانؑ نے جنگ میں

کہ بیایید اے عزیزاں زود زود

کہ اے عزیزو! جلد جلد آ جاؤ

کیونکہ خلافت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

۱۔ بعد ازاں۔ جب لکڑیاں اصل

حالت پر ہو گئیں تو وہ ان کو لے کر چل

دیا۔ مشکلات۔ یعنی سلوک کے

مشکل مسائل۔ بستہ میں اس قدر

مرغوب ہوا کہ میرے پاؤں نہ اٹھے

جوانہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہوتے

ہیں عوام کی دہلیں تک رسائی نہیں ہوتی

سے اگر ہوتی بھی ہے تو یہ ان بزرگوں

کی کشش ہوتی ہے لہذا اس پر قربان

ہو جانا چاہیے صدیق۔ وہ شخص جو وہ

ولایت کے آخری مراتب پر ہو۔

نے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ قرب حاصل

ہوتے ہی مگر اسی اقتدار کر لے

۲۔ پس بگوید۔ مشہور ہے کہ کسی

بادشاہ نے اعلیٰ درجہ کے ذہن کی قربانی

کی اور فقرا میں تقسیم کی ایک فقیر کو ایک

ران ملی اس نے دنب کی ران اس قدر

غریب بھی نہ دیکھی تھی تو بولا یہ گائے کی

ران ہے یعنی اس نے انعام کو نہ پہچانا

اور قدر نہ کی۔ نیست۔ وہ فقیر جھوٹا تھا

وہ ران اعلیٰ قسم کے دنب کی تھی یعنی اس

صحبت کی قدر تو قیمت کو پہچانا چاہیے

اور اس کی باتوری نہ کرنی چاہیے۔

خری۔ گدھا پن۔

۳۔ تخریس۔ پہلے بتایا تھا کہ

بزرگوں کی صحبت ان کی کشش سے

حاصل ہوتی ہے اب حضرت سلیمانؑ

کے واقعہ سے سمجھاتے ہیں کہ بلقیس

اور اس کی قوم کا حضرت سلیمانؑ تک

پہنچنا یہ حضرت سلیمانؑ کی کشش

سے تھا۔ جذب۔ کشش۔ کہ برآمد۔

اس وقت رحمت خداوندی کا سمندر

جوش میں ہے جلد آ کر فیضیاب ہو

جاؤ۔

جوشِ موحش ہر زمانے صد گہر
ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی
کایں زماں رضواں درِ جنت کشاد
کیونکہ اس وقت رضوان نے جنت کا دروازہ کھل دیا ہے
سوی بلیقیس و بدیں دیں بگروید
بلیقیس کی جانب اور اس دین کے گرویدہ ہو جاؤ
زود کَانَ اللہُ یَدْعُوْا بِالسَّلَام
جلد کیونکہ اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے
کہ فتوحست اس زماں و فتح باب
کیونکہ اس وقت انعامات اور دروازے کی کشادگی ہے
مطلب یابی ازاں یارِ وفا
تاکہ تو اس با وفا دوست سے طلب حاصل کر لے
تا بیابی ہچو او مُلک خلود
تاکہ تو اس کی طرح ہمیشگی کی سلطنت حاصل کر لے

سوی اساعل می فشند بے خطر
بغیر کسی خطرے کے ساحل کی جانب پھینک رہا ہے
المصلیٰ لفقیم اے اہلِ رشاد
اے ہدایت پانے والا! ہم نے دعوت دیدی
پس سلیمان گفت اے پریکاں روید
پھر سلیمان نے کہا اے قاصد! جاؤ
پس ۲۔ بگوئدش بیا اینجا تمام
پھر اس سے کہو مکمل طور پر یہاں آ جائے
ہیں بیا اے طالبِ دولت شتاب
ہاں اے دولت کے طالب جلد آ جا
اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا
اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے! تو بھی آ جا
مُلک برہم زن تو ادہم وار زود
تو لوہم کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

۱۔ سوی اساعل۔ وہ مسند جوش میں ہے اور کنارے پر سینکڑوں موتی پھینک رہا ہے جلد آ کر ان کو حاصل کر لو۔ المصلیٰ۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اس وقت جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور دعوت عام ہے۔ رضوان۔ دروازہ جنت دیں بگروید۔ یعنی میرا پیش کردہ دین اختیار کر لو اور سترہ پرستی چھوڑ دو۔

۲۔ پس۔ حضرت سلیمان نے قاصدوں سے کہا کہ تم بلیقیس سے جا کر کہو کہ سب یہاں آ جائیں اور سلامتی اختیار کر لیں۔ دولت۔ یعنی آخرت۔ فتوح۔ غنمی انعامات۔ فتح باب۔ یعنی رحمت کے دروازے کی کشادگی۔ اے کہ جواب طالب بھی نہیں وہ بھی آ جائے یہاں آ کر طالب صادق پیدا ہو جائے گی۔ ادہم وار۔ حضرت ابراہیم ادہم نے خراسان کی سلطنت چھوڑ کر تقیری اختیار کر لی تھی۔

۳۔ سریر۔ تخت۔ حارساں۔ حارس کی جمع ہے نگہبان۔ واروگیر۔ یعنی فرانس۔ رنود۔ رند کی جمع ہے مفید۔ بد معاش۔ عداوت۔ عادل۔ بادشاہ کو پہرہ داروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ کامہا۔ یعنی مقاصد۔ چوبک زن۔ فقہ جی کوٹوں۔ ہچو۔ صوفیاء کو رہا باب کی آواز اس عہد کی یاد دلاتی ہے جو ازل میں بنی آدم سے لیا گیا تھا جس کو عہد است کہا جاتا ہے۔

سبب ہجرت سلطان ابراہیم ادہم و ترک کردنِ مُلک خراسان
حضرت ابراہیم ادہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

حارساں برہام اندر دار و گیر
محافظ بالاخانہ پر نگہبانی میں تھے
کہ گند زان دفع دُزداں و رنود
کہ ان کے ذریعہ رندوں اور چوروں کو دفع کریں
فارغِ ست از واقعہ ایمن دلِ ست
حادثہ سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے
نے شب چوبک زماں برہا مہا
نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا پینے والے
ہچو مشتاقاں خیالِ آں خطاب
جو اس خطاب کے خیال کے مشتاقوں کا ہوتا ہے

خفتہ بود آں شہ شبانہ بر سریرِ ۳
وہ شہ رات کو تخت پر سوئے ہوئے تھے
قصید شہ از حارساں آنہم نبود
شہ کا مقصد، محافظوں سے یہ بھی نہ تھا
او ہمی دانست کاں گو عادلست
وہ جانتا تھا کہ وہ منصف ہے
عدل باشد پاسبان کامہا
مقاصد کا محافظ اوصاف ہوتا ہے
لیک بد مقصودش از بانگِ رباب
لیکن رباب کی آواز سے ان کا مقصد وہ تھا

نالہ ۱۔ سرناو تہدید دُئل
نفیری کی فریاد اور دھول کی جھک
پس حکیمان گفتہ اندایں لکھیا
حکماء نے کہا ہے کہ یہ راگ
بانگ گردشہائے چرخ ستاینکہ خلق
یہ آسمان کی گردشوں کی آواز جس کو لوگ
مومنناں گویند کا ثارِ بہشت
مومن کہتے ہیں کہ بہشت کے آثار نے
ماہمہ اجزائے آدم بودہ ایم
ہم سب حضرت آدمؑ کے اجزاء تھے
گرچہ ۲۔ ہمارے بخت آب و گل شکے
اگرچہ پانی اور مٹی نے ہمیں شک میں ڈال دیا ہے
لیک چوں آمیخت با خاکِ کرب
لیکن چونکہ وہ نئے مصیبتوں کی مٹی میں مل گئے ہیں
آں چوں آمیخت بابل و گمیز
جب پانی پیشاب اور گندگی سے مل گیا
چیز ۳۔ کے از آب ہستش در جسد
اس کے وجود میں کچھ پانی ہے
گر نجس شد آب اس طبعش بماند
اگرچہ ناپاک ہو گیا اس کا مزاج باقی رہ گیا
پس غذائے عاشقان آمد سماع
سماع عاشقوں کی غذا بن گئی

چیز کے ملکہ بدایں ناقد کل
اس بڑے صوفی سے کچھ مشابہت رکھتی ہے
از دوار چرخ بگر فہیم ما
ہم نے آسمان کی گردش سے لئے ہیں
می سراینش بطور و خلقت
طبیعی اور گلے سے گاتے ہیں
نغز گردانید ہر آواز زشت
ہر بھدی آواز کو حسین بنا دیا ہے
در بہشت آں لکھیا بشودہ ایم
ہم نے وہ راگ بہشت میں سنے ہیں
یاد ماں آید از آئنا اند کے
ان سے ہمیں ان کی کچھ یاد آ جاتی ہے
ان سے ہمیں ان کی کچھ یاد آ جاتی ہے
کے دہدایں زیر و ایں ہم اضطراب
تو یہ نیچے لوچے سر وہ حرا کہیں دیتے ہیں؟
گشت زامیر بش مزاحش تلخ و تیز
ملوث سے اس کا مزاج تلخ و تیز ہو گیا
بول ازاں رُو آتش را می کشد
پیشاب اسی وجہ سے آگ کو بجھا دیتا ہے
کاتش غم را بطبع خود نشانہ
کہ وہ غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بجھا دیتا ہے
کہ در و باشد خیال اجتماع
کیونکہ اس میں وصل کا خیال ہوتا ہے



۱۔ نالہ۔ یعنی نفیری اور دھول کی
آواز حضرت اسماعیلؑ کے نوح صوفی
آواز سے مشابہ ہے۔ سرنا۔ نفیری۔
دئل۔ دھول۔ ناقد کل۔ صوفی جو
قیامت میں پھونکا جائے گا۔
حکیمان۔ حکیمینا غورث نے کہا ہے
کہ موسیقی کے بارہ مقام آسمان کے
بارہ برجوں سے سات آوازیں سات
سیاروں سے چوبیس شعبے دن رات
کے چوبیس گھنٹوں سے اور اڑتالیس
ترکیبیں سال کے اڑتالیس ہفتوں
سے بنائے گئے ہیں۔ بانگ۔ ان
حکماء کے نزدیک آسمانوں کے
درمیان ہوا ہے اور اس سے آوازیں
پیدا ہوتی ہیں اسی کی فعل بطورے اور
گلے کے ذریعہ کی گئی ہے۔ مومنناں۔
مومن کہتے ہیں کہ یہ سارے لاپ
اور نئے حورانِ بہشتی کے گلے اور
جنت کی نہروں کے چلنے کی آوازیں
اور جنت کے درختوں کے پلنے کی
آوازیں سے بنے ہیں۔ ماہمہ۔ ہم
اگرچہ براہ راست جنت میں نہ تھے
کہ وہاں سے ان کو سنتے لیکن چونکہ
ہمارے باؤ آدم وہاں تھے اور ہم انہیں
کے اجزاء ہیں لہذا ہم نے بھی وہاں
سنتے تھے۔

۲۔ گرچہ اس آب و گل کی دنیا
نے ہمیں جنت کی پوری باتیں بھلا دی
ہیں پھر بھی کچھ یاد باقی ہے۔ لیک۔
چونکہ اب وہ نئے ہمارے جسم سے پیدا
ہو رہے ہیں جو آب و گل سے بنا ہے
اس لئے اب اس زبردست سے وہ مٹی
پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں طاری
ہوتی تھی۔ کرب۔ کربہ جمع ہے
مصیبت۔ طرب۔ مستی۔ آب۔
جنت کے کھن جب انسان ادا کرتا ہے
تو ان کی مثال یہ ہے کہ پاک پانی
پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ

اس کی پاکیزگی اور لطافت ختم ہو جائے گی۔ گمیز۔ پیشاب۔

۳۔ چیز کے۔ پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواص کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتے ہیں اس کو آگ پر ڈالا جائے تو وہ
آگ کو بجھا دے گا اسی طرح ان گھون میں کچھ نہ کچھ اثرات باقی ہیں اور یہی آتش غم کو بجھا دیتے ہیں۔ پس۔ ان نفوس کا
سماع چونکہ وصل محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

قوتے ۱ گیرد خیالات ضمیر
دل کے خیالات قوت حاصل کرتے ہیں
بلکہ صورت گردد از بانگ و صفر
بلکہ آواز اور نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں
آتش عشق از نوہا گشت تیز
عشق کی آگ نغموں سے تیز ہو جاتی ہے
آپنا نکلے آتش آں جوز ریز
جس طرح سے اس اخروٹ گرانے والے کی آگ

حکایت ۲ آں مرد تشنہ کہ از سر جوز بن جوز در آب می ریخت کہ
اس پیاسے کی حکایت جو اخروٹ کے دھت سے اخروٹ پانی میں گراتا تھا جو پانی
در گو بود و در آب نمی رسید تا بافتادن جوز بانگ آب شنود
گڑھے میں تھا اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تاکہ اخروٹ کے گرنے سے پانی کی آواز سن لے
اور اچول سماع بانگ آب در طرب می آورد
اور اس کو پانی کی آواز کا سننا مستی میں لاتا تھا

در نغو لے بود آب تشنہ راند
پانی گہرے گڑھے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا
در درخت جوز جوڑے می فشاند
اخروٹ کے دھت پر اخروٹ گراتا تھا
بانگ می آمد ہی دید او حباب
آواز آتی تھی وہ جلیلے دیکھتا تھا
جوز ہا خود تشنگی آرد ترا
خود اخروٹ تجھے پیاسا کر دیں گے
آب در پستی ست از تو دور تر
پانی گہرائی میں تجھ سے دور ہے
می برد آبش ترا چہ سود زیں
ان کو پانی لے جاتا ہے تجھے اس سے کیا فائدہ؟
آب جوڑت برودہ باشد اے دلیر
اے بہادر! پانی سے اخروٹ غائب ک چکا ہوگا
تیز تر بنکر بریں ظہر مالیست
غور سے دیکھو اس ظاہر پر نہ ٹہر
ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! رہنے دے
بیشتر در آب می افتد شمر ۳
اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں
بیشتر در آب می افتد بہیں
دیکھا اکثر پانی میں گرتے ہیں
تا تو از بالا فرود آئی بزیر
جب تک تو اوپر سے نیچے اترے گا
گفت قصدم زیں فشاندن جو نیست
اس نے کہاں جھانسنے سے میرا مقصد اخروٹ نہیں ہے
اس نے کہاں جھانسنے سے میرا مقصد اخروٹ نہیں ہے

۱ قوتے۔ اگر سامع میں عالی
جہنمات ہوتے ہیں تو ان میں ابھار
پیدا ہوتا ہے اور خیال مجسم اختیار کر لیتا
ہے آتش عشق۔ عشق کی آگ ان
نغموں سے تیزی پکڑ لیتی ہے جس
طرح اس پیاسے شخص کی پیاس بن
اخروٹوں کے گرنے سے تیز ہو رہی تھی
جو پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے
تھے۔ آئندہ حکایت میں مولانا اس کی
تفصیل کرتے ہیں۔

۲ حکایت۔ یہ شخص پیاسا تھا پانی
گہرے گڑھے میں تھا یہ پانی تک
پہنچ نہ سکتا تھا تو اس نے اخروٹ کے
دھت پر چڑھ کر اخروٹ توڑ کر پانی
میں پھینکنے شروع کر دیے اخروٹ کے
پانی میں گرنے سے جو آواز پیدا ہو رہی
تھی اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔
نغول۔ گڑھا۔ جوز۔ اخروٹ۔ حباب
بلبل۔ جوڑہ۔ عاقل اس پیاسے کا
فشانہ سمجھا اور اس نے دیکھا کہ
اخروٹ پانی میں ضائع ہو رہے ہیں تو
کہنے لگا اگر اخروٹوں کا ضائع ہونا تیری
خواہش کو بڑھلائے گا۔

۳ شمر۔ یعنی اخروٹ۔ می برد۔
پانی ان اخروٹوں کو اپنے اند لے لیتا
ہے۔ آب۔ تیرے اخروٹ پانی کے
اند ذوب کر غائب ہو جائیں گے
گفت۔ اخروٹ پھینکنے والے پیاسے
نے اس عقلمند سے کہا کہ میرا مقصد
اخروٹ توڑنا نہیں ہے غور کر مقصد
دوسرا ہے۔

قصید من آنست کاہد بانگ آب
میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے
تشنہ را خود شغل چہ بود در جہاں
دنیا میں پیاسے کا خود کیا کام ہوتا ہے؟
گردجوی و گرد آب و بانگ آب
نہر کے گرد اور پانی کے گرد اور پانی کی آواز کے گرد
ہیچناں مقصود من زیں مثنوی
اسی طرح اس مثنوی سے میرا مقصد
مثنوی ۲ اندر اصول و ابتدا
مثنوی بنیادوں اور ابتداء میں
التمجا برتست و بر امداد تو
تجھ سے اور تیری امداد سے درخواست ہے
مثنوی اندر اصول و در فروع
مثنوی اصول اور فروع میں
مثنوی در استواء و اقوال
مثنوی عروج اور غروب میں
در قبول تست عز و مقبلی
تیرے قبول کرنے میں عزت اور نصیب دہی ہے
در قبول آرند شاہاں نیک و بد
بادشاہ اچھے اور بڑے کو قبول کر لیتے ہیں
چوں نہا لے کاشتی آبش بدہ
جب تو نے پودا لگایا ہے اس کو پانی دے
قصدم از الفاظ او راز تو است
میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے

ہم بہ ینم بر سر آب ایں جناب
میں یہ بلبلے بھی پانی پر دیکھوں
گرد پائے حوض گشتن جادواں
ہمیشہ حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا
ہیچو حاجی طائف کعبہ صواب
اس حاجی کی طرح جو کعبہ کا طواف کرنے والا ہے
اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے
جملہ بہر تست و برتست انتہا
سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی اس کی انتہا ہے
تکیہ بر اشفاق و برا سعاد تو
تیری مہربانیوں اور مدد پر بھروسہ ہے
میکند زیر لوی تو رجوع
تیرے جھنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے
جملہ آن تست و کردتی قبول
پوری تیری ملکیت میں ہے اور تو نے قبول کر لیا ہے
زانکہ شاہ جان و سلطان دلی
کیونکہ تو جان کا حاکم اور دل کا شاہ ہے
چوں قبول آرند نبود ہیچ رد
جب قبول کر لیتے ہیں پھر کبھی رد نہیں ہوتا
چوں کشادش دادہ بکشا گرہ
جب تو نے کشادگی دی ہے، گرہ کھول دے
قصدم از انشاش آواز تو است
میرا مقصد اس کے لکھانے سے تیری آواز ہے

۱۔ قصدم۔ اخروٹ توڑ کر اس
لئے پھینک رہا ہوں کہ اس کے
گرنے سے پانی کی آواز سن سکوں اور
پانی کے بلبلوں کو دیکھ سکوں۔ حباب۔
پانی کا بلبل۔ تشنہ پیاسے کا بھی شغل
ہوتا ہے کہ وہ حوض کے چکر کاٹنے پانی
اور نہر کے چکر لگائے اور پانی کی آواز
سنے اور یہ اس کا گھومنا ایسا ہی ہے جیسا
کہ حاجی کعبہ کا یا مرید شیخ کا طواف
کرنا رہتا ہے۔ ہیچناں۔ جس طرح
پیاسے کا مقصود پانی کا طواف اور حاجی
کا مقصود کعبہ کا طواف ہے اسی طرح
مثنوی سے میرا مقصود اے حسام
الدین تم ہو۔

۲۔ مثنوی۔ میری اس مثنوی کی
ابتداء اور انتہا اور سب کچھ تمہارے
لئے ہے۔ التمج۔ اس میں تمہاری مدد
شامل حال ہے اور مجھے اس کی تکمیل
میں تمہاری مہربانیوں اور امداد پر بھروسہ
ہے۔ اصول۔ اصل کی جمع ہے جڑ۔
فروع۔ فرع کی جمع ہے شاخ۔ پودا۔
جھنڈا، استواء۔ یعنی سورج کی سی
بلندی۔ قول۔ غروب۔ ان۔
ملکیت۔ در قبول۔ اگر تم نے یہ مثنوی
پسند کر لی تو میری نصیب دہی اور عزت
افزائی ہوگی کیونکہ تم میرے دل و جان
کے سلطان اور شاہ ہو۔ در قبول۔ بڑے
لوگوں پر اچھی بری چیز قبول کر لیتے ہیں
اور پھر کبھی اس کو نہیں کرتے ہیں۔

۳۔ چوں اے حسام الدین جب
تم نے مثنوی کا پودا لگایا ہے تو اب اس
کی آبپاری کرتے رہو۔ قصدم۔ میں
مثنوی کے الفاظ میں تمہارے راز اور
احوال بیان کر رہا ہے اور اس کے
بولنے میں میری آواز نہیں بلکہ تمہاری
آواز کا کام کر رہی ہے۔



عاشق از معشوق حاشا کے جداست

توبہ توبہ 'عاشق معشوق سے کب جدا ہے؟

ہست ربُّ الناس ربا جانِ ناس

لوگوں کے رب کا لوگوں کی جان سے

ناس غیر جانِ جاں اشناس نے

انسان خان کی جان کو پہچاننے والے کے علاوہ نہیں ہے

تو سرِ مردم ندیدستی دے

تو نے تھوڑی دیر کے لئے بھی انسان کا در نہیں دیکھا ہے

لیک جسمی در تحری ماندہ

لیکن تو ایک مجسمہ ہے اٹکل میں پھنسا رہ گیا ہے

ترک گن بہر سلیمان نبی

سلیمان نبی کے لئے چھوڑ دے

بلکہ از دسواس آں اندیشہ کیش

بلکہ شبہ کرنے والے کے دوسرے

در دل از دسواس و انکارات و ظن

دل میں دوسوں اور انکاروں اور بدگمانی کے

چوں ترا در دل بھدم گفتنی ست

جبکہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں

من خمش کردم تو آں را خود بگو

میں چپ ہو گیا تو اس کو خود کہہ

پیشِ امن آوازِ خداست

میرے نزدیک تیری آواز خدا کی آواز ہے

اتصالے بے تکلیف بے قیاس

ناقابلِ بیان عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے

لیک کفتم ناس من ناس نے

لیکن میں نے انسان کہا ہے بن مانس نہیں کہا؟

ناس ۲ مردم باشد و گو مردے

انسان انسان ہوتا ہے لیکن انسان کہل ہے؟

مارمیت اذ رمیت خواندہ

تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا تو نے پڑھا ہے

ملک جسمت را چو بلیقیں ای غبی

پھر قوف اپنے جسم کے ملک کو بلیقیں کی طرح

میکنم لاحول نے از گفت خویش

میں لاحول پڑھتا ہوں لیکن اپنی گفتگو پر نہیں

گو خیالے می گزند در گفت من

کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لا رہا ہے

می کنم لاحول یعنی چارہ ۳ نیست

میں لاحول پڑھتا ہوں یعنی کوئی علاج نہیں ہے

چونکہ گفت من گرفت در گلو

چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے

۱ پیش من۔ یا آواز اگرچہ تیرا ہے

حلقوم سے نکل رہی ہے لیکن یہ

اصلِ خدائی آواز ہے تم عاشقِ خدا ہو

لہذا خدا سے کب جدا ہو۔ اتصالے

اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وہ

اتصال ہے جس کی کیفیت ناقابلِ

بیان ہے اور وہ اتصال کسی قیاس میں

نہیں آ سکتا ہے۔ ایک۔ یہ خدائی

اتصال انسانوں کے ساتھ ہے بن

مانسوں کے ساتھ نہیں اور انسان وہی

ہے جو اپنے خالق کو پہچان لے

۲ ناس۔ بہت سے انسان بظن

انسان ہیں لیکن ان میں انسانیت

نہیں ہے غلامیت۔ جبکہ بد میں

آنحضرت نے ایک مٹی خاک و شمنوں

کی طرف پھینکی جس سے وہ مہبوت

ہو گئے قرآن پاک نے اس کے

بارے میں فرمایا وہ خاک تم نے نہیں

پھینکی ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے

جو میں سمجھا رہا ہے۔ ایک جسمی۔ لیکن

تو صرف جسم بلا روح ہے اور مرتبہ

یقین کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ ملک۔ تو

اپنے جسم کی سلطنت کو اسی طرح

خیر باد کہہ دے جس طرح بلیقیں نے

حضرت سلیمان کی خاطر سلطنت کو

خیر باد کہہ دیا تھا۔ میکنم۔ یہاں آ کر

مولانا کو مشنوی کے معترضین کا خیال آ

گیا فرماتے ہیں میں اپنی گفتگو پر

لاحول نہیں پڑھتا ہوں بلکہ ان لوگوں

پر پڑھتا ہوں جن کے دلوں میں

در بیان نائی کہ از مقدش بادے بجست نے رابر زمیں نہاد

اس نے نواز کے بیان میں جس کی متعہ سے گز نکلا اس نے بانسری زمین

کہ اگر تو از من بہتری زنی بگیر

پرکھدی کہ اگر تو مجھ سے بہتر جانا جانتی ہے تو لے

اس پر ایک قصہ سناتے ہیں کہ نے نواز کا نے بجاتے ہوئے گز خلدن ہو گیا تو اس نے بانسری اپنی متعہ کے حوالہ کر دی اور

کہا کہ اگر تو اچھا جانا جانتی ہے تو تو ہی بجالے

آں یکنائی کہ خوش نے میز دست

ایک بانسری بجانے والا جو اچھی بانسری بجاتا تھا

نائے را بر گون نہاد او کہ زمن

اس نے بانسری مقعد پر رکھ دی کہ مجھ سے

ناگہاں از مقعدش بادے بجست

اچانک اس کی مقعد سے گھر خارج ہو گیا

گر تو بہتر می زنی ہستاں بزن

اگر تو بہتر بجائی ہے لے لے لے لے لے لے

در بیان حمل کردن از ہر بے ادبے و طریق رفت و مدارات سپردن

ہر بے ادب کی برداشت اور زنی اور خاطر تواضع کی رو اختیار کرنے کا بیان

اے مسلمان خود ادب اندر طلب

اے مسلمان! رو طلب میں خود ادب

ہر کرا بنی شکایت می کند

تو جسے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے

اس شکایت گوید آں کہ بد خوئیست

یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بد عادت ہے

زانکہ خوشو آں بود گو در خمول

کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گوشہ تہائی میں

لیک در شیخ آں گلہ ز امر خداست

لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے

آں شکایت نیست ست اصل جبل

یہ شکوہ نہیں ہے روح کی اصلاح ہے

ناحمولی ۳ انبیاء از امر داں

نبیوں کی عدم برداشت حکم سے سمجھ

طبع را گشتند در حمل بدی

انہوں نے برائی کے برداشت کرنے میں طبیعت کو ملا ہے

اے سلیمان در میان زانغ و باز

اے سلیمان! کوئے اور باز میں

بلبل بسیار گورا پر مکن

بہت بولنے والی بلبل کے پر نہ نوچ

نیست لا حمل از ہر بے ادب

نہیں ہے ہر بے ادب کو برداشت کرنے کے علاوہ

کال فلاں کس راست طبع و خوی بد

کہ فلاں شخص کی طبیعت اور عادت بری ہے

کہ مر آں بد خوی را او بد گوئیست

کیونکہ وہ اس بد خو کی بد گوئی کرتا ہے

باشد از بد خوی و بد طبع اں خمول

بد عادت اور بد طبیعت والوں کی برداشت کرنے والا ہے

نے پے خشم و مہارات و ہواست

نہ کہ غصہ اور لڑائی اور خواہش نفسانی کی وجہ سے

چوں شکایت کردن پیغمبراں

جیسا کہ پیغمبروں کا شکوہ کرنا

ورنہ جمال ست بدرا حلم شاں

ورنہ بن کی بردباری برے کو برداشت کرنی والی ہے

ناحمولی گر بود ہست ایزدی

اگر عدم برداشت ہے تو خدائی ہے

حلم حق شوبا ہمہ مرغاں بساز

اللہ تعالیٰ کا حلم بن جا تمام پرندوں سے بجا

باز را و کبک را بر ہم مزن

باز اور کچھ کو نہ بچ

۱ نائی۔ بانسری بجانے والا۔ باد۔

یعنی گھڑ۔ کون۔ مہرز۔ حمل۔

برداشت۔ مدارات۔ خاطر تواضع۔

اے مسلمان۔ چونکہ مثنوی کے

معتبر زمین نے روئے اولیٰ اختیار کی

اس پر برداشت کا مضمون شروع کیا

ہے طلب۔ یعنی ایک طالب اور

سالک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر

ناگہاری کو برداشت کرے۔ ہر کرا۔

جس کو تو دیکھے کہ وہ دوسرے کی برائی

اور شکایت کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ

خود بد عادت ہے کیونکہ بد گوئی میں

جھٹلا ہو گیا ہے۔ خوشو۔ اچھی عادت تو

اس شخص کی ہے جو بدوں کو برداشت

کرے۔

۲ خمول۔ گمنامی۔ خمول۔

برداشت کرنے والا۔ لیک۔ شیخ بھی

مرید کا شکوہ کرتا ہے لیکن اس کا شکوہ

لڑائی و لڑنے اور نفس کے تقاضے کے

بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ خداوندی حکم

سے مرید کی اصلاح کے لئے ہوتا

ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ

انبیاء نے قوموں کا شکوہ کیا ہے۔

۳ ناحمولی۔ انبیاء کا غصہ اور شکوہ

خداوندی حکم سے ہوتا ہے۔ طبع رلہ و تو

نفس لہوہ کو مد چکے ہیں لہذا ان کا

غصہ نفس کی وجہ سے نہیں ہے حکم

ایزدی سے ہوتا ہے سلیمان۔ یعنی

شیخ حضرت سلیمان چونکہ پرندوں کی

بولیاں سمجھتے تھے اس لئے اس

مناسبت سے اچھے اور برے انسانوں

کو پرندوں کے ناموں سے ذکر کیا گیا

ہے۔ زانغ و باز۔ یعنی اچھے اور برے

انسان۔ بلبل۔ پر گو انسان کو بھی

معاف کر۔

۱۔ وحید بقیس۔ یعنی وہ مریدین جو ابھی رلو سلوک پر نہیں گئے ہیں۔
۲۔ اب۔ جس وقت جنگ احد میں آنحضرت کو مشرکین نے زخمی کر دیا تو آپ نے دعا کی **فَلْيَهْمْ بَعْدَ قَوْمِي فَلْيَهْمْ لَا يَلْظُمُونَ**۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ میرے مرتبہ کو نہیں جانتے ہیں۔ تہمدید حضرت سلیمان نے بقیس کو پیغام بھیجا کہ جلد آ کر مسلمان ہو جاوے نہ خرابی پیدا ہو جائے گی۔ **الشکرت**۔ یعنی خیر الشکر خود تیرا دشمن ہو جائے گا۔ مرتد۔ یعنی اطاعت سے پھر جائے گا۔ پھر وہ۔ چوکید خود وہ از توڑ ڈالے گا۔ جان تو۔ تیری جان خود تیری دشمن ہو جائے گی۔ جملہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو تہو کرنا چاہتا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔

۲۔ باد قرآن میں ہے۔ لَمَّا عَلَا
فُلُحْيُكُمَا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ تَوْمَعَا
أَنَّهُم مِّنْ لَّدُنِّي أَعْبَادٌ
قرآن میں ہے۔ وَأَعْرِفْنَا لَنُفِي
كُتُبِنَا بَابِنَا جِنَ لَوِغُوا نَعْمَا
آیتوں کی تفسیر کی ان کو ہم نے
پانی میں ڈوب دیا۔ فرعون۔ قرآن میں
ہے فَعِثْنَهُمْ مِّنْ قَبْلِ مَّا عِثْنَهُمْ
بس ان کو سمندر نے ڈھانپ لیا۔
قارون۔ قرآن میں ہے فَنَحْنُ
بِهِ وَبَنُوهُ الْأَرْضِ ہم نے اس کو
نہر اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔
بانبل۔ قرآن پاک میں ہے
فَجَعَلْنَاهُمْ كَصَفِّ مَأْكُولٍ۔ پھر کر
ؤلَا ان کو جیسے بھس کا کھلیا ہوا۔ داؤد
حضرت داؤد نے تین پتھر دشمنوں کی
طرف پھینکے تو ان کے صد بانگڑے
ہو کر دشمنوں کے گلے لورہ ہلاک ہو
گئے۔

اے دوسدا بلقیس حمت راز یوں کَلْهَدْ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

اسد کو دراصل ناقص تیری ہمدہاری کے مقابلہ میں بیچ ہیں کیونکہ میری قوم کو ہدایت دے بیٹھکدہ نہیں پہنچاتی ہے

تہذیب فرستادن سلیمان پیش بلیقیس کہ ہر ارمیندیش بر شرک و
حضرت سلیمان کا بلیقیس کی جانب دھمکی بھیجنا کہ شرک پر ہر ارمیندہ کر لود ایمان
تاخیر ملکن در ہجرت بہر ایمان
لانے کے لئے وطن چھوڑنے میں تاخیر نہ کر

ہیں بیدار پلقلیس ورنہ بد شود
خبردار! پلقلیس آجائے دھنہ برا ہو گا
پڑہ داری تو دَرَت را بر گند
تیرا پہرے دار تیرا دروازہ اکھاڑ دے گا
جملہ ذراتِ زمین و آسمان
زمین اور آسمان کے سارے ذرے
باد ۲ را دیدی کہ با عدا آں چہ کرد
تو نے ہوا کہ دیکھا اس نے قوم عدا کے ساتھ کیا کیا؟
آنچہ بر فعون زد آں بحر کیس
جو اس غضب کے دیا نے فرعون پر جو حملہ کیا
وانچہ آں بانیل با آں پیل کرد
اور وہ جو بانیل نے اس ہاتھی کے ساتھ کیا
وانکہ سنگ انداخت داؤدے بدست
اور وہ کہ حضرت داؤد نے ہاتھ سے پتھر پھینکا
سنگ سی بارید بر اعدائے لوط
حضرت لوط کے دشمنوں پر پتھر برستے تھے
ما بگویم از جماداتِ جہاں
اگر میں دنیا کی بے جان چیزوں کے بارے میں بتاؤں

س۔ سنگ۔ قوم ملو اس سنگار کے لئے قرآن پاک میں ہے لَسُرْمِلَ عَلَيْهِمْ جَنَّاتٌ مِّنْ جُتَيْنٍ۔ تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔ مابگویم اگر تشریف کی جائے کہ جمادات کے انبیاء کی کیا کیا مدد کی ہے تو مشنوی کی ضخامت چالیس اونوں کے بوجھ کی ہو جائے گی۔

مثنوی چنداں شود کہ چل شتر

مثنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیس لوت

دست ۱۔ بر کافر گواہی می دہد

ہاتھ کافر کے خلاف گواہی دے دیتا ہے

اے نمودہ ضد حق در فعل و درس

اے قول و فعل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے

جوز ۲۔ جزوت لشکر حق در وفاق

تیرا جز جزو بالاتفاق اللہ کا لشکر ہے

گر بگوید چشم را گو را فشار

اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اس کو تنک کر

ور بدن داں گوید او بنما و بال

اگر وہ دانتوں کو کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ

باز گن طب را بخواں باب اعلل

طب کو کھول بیماریوں کا باب پڑھ لے

چونکہ جان جان ہر چیزے ویست

چونکہ ہر چیز کی جان کی جان دی ہے

خود رہا گن لشکر دیو و پری

دیو اور پری کے لشکر کو جانے دے

ملک ۳۔ را بگذار بلقیس از نخست

اے بلقیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے

خود بدانی چوں برمن آمدی

جب تو میرے پاس آجائے گی خود جان لے گی

نقش اگر خود نقش سلطان یا غنی ست

تصویر خولہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی

نہ منت آواز برائے دیگران

اس کی رہن دھروں کے لئے ہے

گر گشد عاجز شود از بار پر

اگر اٹھائیں پورے بوجھ سے عاجز آجائیں گے

لشکر حق می شود سر می نہد

اللہ کا لشکر بن جاتا ہے اطاعت کرتا ہے

در میان لشکر اوی بترس

تو اس کے لشکر کے درمیان ہے خوف کھا

مر ترا کنوں مطیع انداز نفاق

اب نفاق سے تیرے فرمانبردار ہیں

در چشم از تو برآرد صد دمار

آنکھ کا درد تیری سو ہلاکتیں پیدا کر دے گا

پس بہ بنی توز دنداں گوشمال

تو تو دانتوں سے سزا پائے گا

تابہ بنی لشکر تن را عمل

تاکہ تو جسم کے لشکر کا عمل دیکھ لے

دشمنی با جان جان آساں کے ست

جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آسان ہے؟

کز میان جان کندم صفدری

کیونکہ جان کے گندے میری جانب سے صف شکنی کر دیتے ہیں

چوں مرلیابی ہمہ ملک آن تست

جب تو مجھ سے مل کرے گی سب ملک تیری ملکیت میں

کہ تو بے من نقش گرما بہ بدی

کہ تو میرے بغیر حمام کی تصویر تھی

صورت ست از جان خود بے چاشنی ست

تصویر ہے اپنی جان سے بے لذت ہے

باز کردہ بیہدہ چشم و د ہاں

خولہ خولہ اس نے آنکھ اور منہ کھول رکھا ہے

۱۔ دست۔ قرآن میں ہے
وَنُكَلِّمُنَا أَيْدِيَهُمْ
وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ
بِمَا كُفَرُوا بِكَ يَوْمَئِذٍ
ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور ان کے
پاؤں گواہی دے گئے گناہ کاموں کی جو
انہوں نے کئے۔ اے نمودہ اللہ تعالیٰ
کے خلاف کو ڈرنا چاہیے وہ اس کی
کائنات کے لشکروں میں گھرا ہوا
ہے۔ درس۔ یعنی قول۔

۲۔ جزو۔ انسان کا ہر جزو اللہ کا
لشکر ہے فی الحال نفاق سے منکروں کا
ساتھ دے رہا ہے۔ دمار۔ ہلاکت۔
دنداں۔ دانتوں کا درد انسان کو مصیبت
میں مبتلا کر دیتا ہے۔ باب اعلل۔
طب کی کتابوں کا وہ باب جس میں
بیماریوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہو
جائے گا کہ انسان کے بدن میں کس
قدر امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دشمن۔
جان کی جان سے دشمنی آسان نہیں
ہے۔ خود۔ اللہ کے بیرونی لشکروں
کے ذکر کو چھوڑ دے خود انسان کے اندر
ایسے امراض ہیں جو مخالفوں کے صف
شکن ہیں۔

۳۔ ملک را۔ بلقیس کو خطاب ہے
کہ ظاہری سلطنت کو چھوڑ کر آجائے
تو ایمان لے آئے گی تمام کائنات
تیری ملکیت ہوگی۔ نقش گرما بہ۔ حماموں
میں تصویریں بنانے کا رواج تھا جو
بے جان ہوتی ہیں۔ نقش۔ تصویر خولہ
شہ کی ہو یا مالدار کی۔ بہر حال بے
جان چیز ہے۔

۱۔ اسلوب انسان اپنے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے اور دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اس کے وہ تصورات بالکل خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ایک زمیں۔ انسان اپنے آپ کو مقرب بارگاہِ ہر مخلوق سے دور سمجھتا ہے لیکن ذرا تصویری دور کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر دیکھئے پھر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مخلوق سے اس کو کیسا انس ہے۔ اس تو۔ یعنی تو نے یہ سمجھا ہے کہ تو عابد اور وہ معبود ہے اور دونوں جداگانہ چیزیں ہیں یہ غلط خیال ہے۔ اوحیٰ۔ تو ذاتِ باری کا مظہر ہے اور حق تعالیٰ اپنے وحدت کے ساتھ تجھ میں ظاہر ہے اور ان مظاہر اور تعینات کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں ہے۔

۲ مرغ خوشی۔
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
خود برسم آں کوزہ خریدار برآمد
جوہر۔ حضرت حق تعالیٰ قائم بنفسہ ہے
وہی میں موجود ہے بانی موجودات
کی شعون ہیں جو اس کے ساتھ قائم
ہیں۔ آتم۔ حضرت آدم تمام ذرات
حاکم کائنات میں مشہور کرتے تھے
کیونکہ ان کی حقیقت تمام حقائق الہیہ
کوزہ کی جامع تھی ان کی اولاد کو بھی ایسا
ہونا چاہیے۔

۳۔ چیت۔ اس شعر میں عالم کو ختم اور خانہ سے تعبیر کیا ہے اور قلب انسانی کو نہر اور شہر سے تعبیر کیا ہے یعنی جو کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی میں اس کی وسعت کی وجہ سے بچہ اولیٰ ہے انسان عالم کبیر ہے اور دنیا عالم صغیر ہے پیدا کر دین۔ حضرت سلیمان نے بقیس پر واضح کیا کہ اس کو طلب کرنے میں اللہ کی کوئی ذلیٰ غرض نہیں ہے محض لہجہ اللہ اس کو طلب کر رہے ہیں۔

اے! تو در پیکار خود را باخته
 خبر ده اتو نے اپنے آپ کو جنگ جہل میں مصروف کر رکھا ہے
 تو بہر صورت کہ آئی بیستی
 تو جس صحت میں رہتا ہے جم جاتا ہے
 یک زماں تنہا بمائی تو ز خلق
 اگر تو وہ مخلوق سے تھوڑی دیر کے لئے اکیلا رہ جائے
 ایں تو کے ہاشی کہ تو آں اوحدی
 تو یہ کب ہے؟ کیونکہ تو وہ مظہر وحدت ہے
 مرغ ۲ خویشتی صید خویشتی دام خویشتی
 تو اپنا پرندہ ہے تو اپنا شکار ہے تو اپنا جہل ہے
 جو ہر آں باشد کہ قائم با خودست
 جو ہر تو وہی ہے جو خود قائم ہو
 اگر تو آدم زادہ چوں اُو نشیں
 اگر تو آدم کی اولاد ہے اس کی طرح بیٹھ
 چیست ۲ اندر خم کہ اندر نہر نیست
 منکے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے؟
 ۱۔ نہجماں خم ست دل چوں خوی آب
 یہ دنیا منکا ہے اور دل پانی کی نہر کی طرح ہے

دیگراں راتوز خود شناختہ
تو نے دہر دل کو اپنے آپ سے جدا کر کے نہیں پہچانا ہے
کہ منم ایں واللہ آں تو نیستی
کہ میں یہ ہوں، خدا کی قسم تو وہ نہیں ہے
در غم و اندیشہ مانی تا خلق
غم اور فکر میں گلے تک رہ جائے
کہ خوش و زیبا و سر مست خودی
جو اچھا اور حسین اور اپنے آپ کا عاشق ہے
صدرِ خویشی فرشِ خویشی بامِ خویش
تو اپنا صدر ہے تو اپنا فرش ہے تو اپنا بالا خانہ ہے
والِ عرضِ باشد کہ فرعِ اُشدست
جو اس کی فرع ہے وہ عرض ہوتا ہے
جملہ ذرات را در خود بہیں
تمام ذروں کو اپنے اندر دیکھ
چہست اندر خانہ کاندہ شہر نیست
گھر میں کیا ہے جو شہر میں نہیں ہے؟
۶۔ انجہاں حجرہ است و دل شہرِ عجب
یہ دنیا حجرہ ہے اور دل عجب کا شہر ہے

پیدا کردن سلیمان بلقیس را کہ خلاصاً الامر اللہ ست جہد در
حضرت سلیمان کا بلقیس پر واضح کرنا کہ تیرے ایمان کے بارے میں کوشش خلاصاً اللہ کے
ایمان تو یکذره غرضے نیست مرانہ در نقش توو نہ در حُسن توو نہ در
حکم سے ہے میری ایک ذرہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں تیرے حسن میں نہ تیری
مُلک تو خود بینی چوں چشمِ جانت باز شود بنور اللہ تعالیٰ کہ بے غرضی ست
سلطنت میں جب تیری مدح کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ سب بے غرضی سے ہے



ہیں بیا کہ من رسول دعوتی ۱

خبردار! آج کیونکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں

وہ بود شہوت امیر شہوتم

اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر حکمراں ہوں

بت شکن بودست اصل اصل ما

ہماری اصل کی اصل بت شکن تھی

گرد آیم از رہے در بتکدہ

اگر میں کسی راستہ سے بت خانہ میں جاؤں

احمد و بوجہل در بتخانہ رفت

محمد اور بوجہل بت خانہ میں گئے

ایں در آمد سر نہند اورا بتاں

یہ اند آئے بتوں نے ان کے سامنے رکھ دیا

ایں ۲ جہل شہوتی بت خانہ ایست

یہ شہوت کی دنیا ایک بت خانہ ہے

لیک شہوت بندہ پا کاں بود

لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے

کافراں قلب اندو پا کاں ہمجوز

کافر کھوٹے ہیں اور پاک لوگوں کو سونے کی طرح ہیں

قلب ۳ چوں آمد یہ شد در زماں

کھوٹا جب داخل ہوا فوراً کالا ہو گیا

دست و پا انداخت اندر بوتہ زر

سونے نے ہاتھ پاؤں کو ٹھلائی میں ڈالے

جسم مار و پوش باشد در جہاں

دنیا میں ہمارا جسم پردہ ہے

شاہ دیں را منکر اے نادان بطین

اے بیوقوف! دین کے شلہ کو مٹی کا نہ سمجھ

چوں اجل شہوت کشم نے شہوتی

موت کی طرح میں شہوت کو لٹاؤں شہوت طائیں ہوں

نے اسیر شہوت و رہی بتم

نہ کہ شہوت اور بت کے چہرے کا قیدی

چوں خلیل حق و جملہ انبیا

مثلاً خلیل اللہ اور تمام نبی

بت سجود آرد بمن در معبدہ

عبادت خانہ میں بت مجھے سجدہ کریں

زیں شدن تا آل شدن فرقیست رفت

اس جانے میں اور اس جانے میں بعدی فرق ہے

آں در آید سر نہند چوں امتاں

وہ آتا ہے تو امتیوں کی طرح سر رکھ دیتا ہے

انبیا و کافراں رالا نہ ایست

نبیوں اور کافروں کا گھونٹلا ہے

زر نسوزد زانکہ نقد کاں بود

سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خالص ہوتا ہے

اندریں بوتہ درند ایں دو نفر

دونوں شخص اس بھی میں ہیں

زرد آمد شد زری او عیاں

سونا داخل ہوا اس کا سونا پن واضح ہو گیا

در رخ آتش ہی خندو چو خور

وہ سورج کی طرح آگ کے سامنے ہنستا ہے

ماچو دریا زیر ایں گہ در نہاں

ہم اس گہاں کے نیچے دیا کی طرح پوشیدہ ہیں

کیں نظر کردہ است ابلیس لعین

کیونکہ یہ نظر ملعون شیطان نے کی ہے

۱ دعوتی۔ یعنی میں ایسا رسول ہوں

جو لوگوں کو اپنے ذہن کی دعوت دے۔

اجل۔ موت۔ قاطع شہوت ہے۔

نے شہوتی۔ میں شہوت کی بنیاد پر

تھے آنے کی دعوت نہیں دے رہا

ہوں۔ وہ بود۔ رسول میں اگرچہ

عورتوں کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ

شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ

شہوب پر غالب رہتا ہے۔ وہی بتم۔

یعنی میں کسی حسین کی محبت کا قیدی

نہیں ہوں۔ بت شکن۔ حضرت

خلیل اللہ اور دوسرے نبیوں کا کام

بت شکنی تھا۔ گرد آیم۔ رسول اگر بت

کدہ میں جاتا ہے تو بت سرخوں ہو

جاتے ہیں۔ احمد۔ آنحضرت خان کعبہ

میں گئے تو بت سرخوں ہوئے گئے

بوجہل جاتا تھا تو خود ان کے سامنے

سرخ ہوتا تھا۔

۲ ایں جہاں۔ دنیا شہوت کا گھر

ہے اور نبی اور کافروں اس میں مقیم

ہیں۔ لیک۔ شہوت پاک لوگوں کی

غلام ہوتی ہے ان کی مثال سونے کی

سی ہے سونا بجٹی میں جا کر اور کھرا بن

جاتا ہے۔ کافراں۔ کافروں کی مثال

ملع شدہ چیز کی سی ہے جو بجٹی میں جا

کر کالی اور سیاہ ہو جاتی ہے۔

۳ قلب۔ کھرا امتحان میں پڑ کر

اور کھرا بن جاتا ہے کھوٹے کا کھوٹ

پن نمایاں ہو جاتا ہے۔ بوتہ سار کی

گٹھالی۔ خور۔ خورشید۔ جسم نبیوں کا

عادی جسم ان کا حجاب بن جاتا ہے۔

شلہ دیں۔ مومن کا کام نبیوں کی

روحانی طاقت کو دیکھنا ہے شیطان

نے حضرت آدم کے مٹی کے جسم کو

دیکھا تو ان کا منکر بن گیا۔

بالے گل تو بگو آخر مرا
ایک مٹی مٹی سے آخر تو مجھے بتا
برسر نور، او برآید سرش
اس کے نور پر وہ نور اس خاک کے لوہ پر آجائے گا
طین کہ باشد گو پوشد آفتاب
مٹی کیا ہوتی ہے کہ سورج کو چھپانے؟
دود ازیں ملک دوسہ روزہ برآر
اس دو تین روز کی حکومت میں سے وہاں اٹھادے
ترک ملکش را بگو موجب چہ بود
بتا ان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

کے اتواں اندود ایں خورشید را
اس سورج کو کہیں لپکا جا سکتا ہے؟
گر بریزی خاک و صد خاکسترش
اگر تو اس پر مٹی لوہ سو راکھیں ڈالے
کہ کہ باشد گو پوشد رُہی آب
تھکا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا چہرہ چھپائے؟
خیز بلقیسیا چو ادہم شاہ وار
اے بلقیس! شاہ لوہم کی طرح اٹھ کھڑی ہو
باز گو احوال ابراہیم زود
ابراہیم کے احوال پھر جلد کہہ

بقیہ قصہ سلطان ابراہیم ادہم رُوح اللہ رُوحہ

حضرت شاہ ابراہیم لوہم کے قصہ کا بقیہ خدا ان کی روح کو تازہ کرے

طقطقے وہاں وہوی شب ز بام
را بگو بالاخانہ پر کھٹکا اور شور و غل
گفت با خود آتخنیں زہرہ کرا
دل میں کہا ایسا پتہ کس کا ہے
ایں نباشد آدمی مانا پر ریت
یہ یقیناً کوئی انسان نہیں ہے بھوت ہے
ماہمی گردیم شب بہر طلب
ہم رات میں تلاش میں پھر رہے ہیں
گفت اشتر بام بر کہ جست ہاں
ان (ابراہیم لوہم) نے کہا کہ لوٹ لوچت پر کس نے دھڑا ہے
چوں ہی جوئی ملاقات الہ
اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیوں تلاش کر رہے ہیں؟
چوں پری از آدمی شد نا پدید
پری کی طرح انسانوں سے غائب ہو گئے

برسر ۲ تختہ شدید آں نیک نام
اس نیک نام نے تخت پر سے سنا
گا مہلی شند بر بام سرا
محل کی چھت پر بھاری قدم
بانگ زد بر روزن قصر او کہ کیست
انہوں نے محل کی کھڑکی پر پکھا کون ہے؟
سر ۳ فرو کردند قوے یو العجب
کچھ عجب لوگوں نے سر نیچے کر کے کہا
ہیں چہ می جوئید؟ گفتند اشتر اں
ہیں کیا تلاش کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا لوٹ
پس بگفتندش کہ تو بر تخت و جاہ
پھر انہوں نے ان سے کہا آپ تخت اور رتبہ میں
خود ہماں بد دیگر اُورا کس ندید
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا

۱۔ کے توں۔ انبیاء کی روحانی طاقت اور لوصاف خدا کی جسم میں نہیں چھپ سکتے ہیں۔ گر بریزی۔ سورج پر خاک ڈالنے سے وہ نہیں چھپ سکتا۔ کہ دیا کہ سطح پر اگر گھاس آجائے تو وہ یا کب چھپ سکتا ہے۔ خیز بلقیسیا۔ مولانا کا بلقیس کو خطاب ہے کہ ابراہیم ادہم کی طرح تو بھی ملک اور سلطنت کو خیر باد کہہ دے۔ یعنی اس دنیاوی سلطنت کو چھوٹکا۔

۲۔ برسر۔ حضرت ابراہیم لوہم کے وقت اپنے تخت شاہی پر سو رہے تھے کہ چھت پر سے ملنے پھرنے کی آوازیں آئیں۔ طقطق۔ کھٹ کھٹ۔ بام سرا۔ قلعہ کا بالاخانہ۔ زہرہ۔ پتہ۔ ریت۔ روزن قصر۔ کھڑکی۔ مانا پر ریت۔ انسان کی تو یہ مہل نہیں کہ شاہی بالاخانہ پر رات میں چڑھ آئے یقیناً کوئی بھوت پریت ہے۔

۳۔ سر فرو کردند۔ پر سنان لوگوں نے جھانک کر کہا ہم تلاش میں پھر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا کیا دھوڑتے ہو انہوں نے کہا لوٹ دھوڑ رہے ہیں۔ کہ جست۔ یعنی لوٹ کو بالاخانہ پر آج تک کسی نے نہیں تلاش کیا۔ پس۔ ان لوگوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اگر لوٹ چھت پر تلاش کرنا غلط ہے تو خدا کو تخت و تاج پر تلاش کرنا کوئی درست بات ہے۔ خود ہماں۔ بس اس واقعہ کے بعد ان کے حالات بدل گئے اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

معنیش اپنہاں و او در پیش خلق
ان کا باطن ہمیشہ تھا اور وہ لوگوں کے سامنے تھے
چوں ز چشم خویش و خلقاں دور شد
جب وہ اپنی اور لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے
جان سیر مرغی کہ آمد سوی قاف
سیر مرغ کی جان جو (کوہ) قاف کی طرف چلی آئی
چوں رسید اندر سبا ایں نور شرق
یہ مشرق کی روشنی جب سبا میں پہنچی
رو جہائے مردہ جملہ پر زوند
سب مردہ روئیں اڑنے لگیں
یکدگر را مرده می دادند ہاں
ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں
زاں نداد دینہا ہمی گردند گبز
اس آواز سے سب دین قوی ہوتے ہیں
از سلیمان آل نفس چوں نفخ صور
حضرت سلیمان کے سامنے صور پھونکنے کی طرح
مر ترا بادا سعادت بعد ازیں
اس کے بعد تیرے لئے نیک سختی ہو

خلق کے بیند غیر ریش و دل
لوگ داہمی اور گدھی کے ساکب دیکھتے ہیں؟
ہمچو عنقا در جہاں مشہور شد
عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے
جملہ عالم از اولا فندلاف
تمام لوگ انپ شاپ اس کی باتیں کرتے ہیں
غلغلے افتاد در بلیقیں و خلق
لوگوں اور بلیقیں میں شور مچ گیا
مردگاں از گورتن سر بر زوند
مردوں نے جسم کی قبر سے سر اٹھادیا
نک ندائے می رسد از آسماں
یہ آواز آسمان سے آ رہی ہے
شاخ و برگ دل ہمی گردند سبز
دل کی شاخ اور پتے سبز ہو جاتے ہیں
مردگاں را وارہانید از قبور
مردوں کو قبروں سے رہائی دے دی
ایں گذشت واللہ اعلم بالیقین
یہ گزر گیا، یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

بقیہ ۳ قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشاد سلیمان علیہ السلام مر
سبا والوں کے قصہ کا بقیہ اور حضرت سلیمان کی نصیحت اور راہنمائی بلیقیں کی رعایا کو
آل بلیقیں را ہر یکے اندر خور خود و مشکلات دین و دل او
ہر ایک کو اس کے اور اس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے
وصید کردن ہر جنس مرغ ضمیرے بصفیران آل جنس مرغ و طعمہ او
دل کے پرند کی جنس کو اس کی جنس کے پرندوں کی آواز اور خوراک سے شکستہ کرنا

۱۔ معنیش۔ حضرت ابراہیم کا
لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا یہ
ہے کہ ان کے لوصاف باطنی اور
مدارج کو لوگ نہ سمجھ سکا اگرچہ وہ ان
کے سامنے تھے اس لئے کہ ظاہر
بینوں کی نگاہ تو محض ظاہر پر ہوتی
ہے۔ چوں ز چشم اپنا آنکھوں سے
اسرائیل کی وجہ سے دور ہو گئے اور
دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو
گئے تو عنقا کی طرح ان کی شہرت ہو
گئی۔ سیر مرغ۔ یہ جانور بھی لوگوں
نگاہوں سے دور ہے لہذا اس کا بھی
بہت چرچا ہے نور شرق۔ یعنی
حضرت سلیمان کی دعوت۔ خلق یعنی
بلیقیں کی رعایا۔ رو جہائے مردہ
روئیں زندہ ہو گئیں جسم میں دلی ہوتی
روح نے سر اٹھادیا۔

۲۔ یکدگر۔ وہ لوگ آپس میں
ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے اور
کہتے تھے کہ آسمانی دعوت ہے
زاں۔ اس دعوت کا تو خاصہ یہی ہے
کہ اس سے لوگوں کے ایمان بڑھتے
اور توبہ تازہ ہو جاتے ہیں۔ نفس۔ یعنی
حضرت سلیمان کی دعوت۔ مردگاں۔
یعنی مردہ دل۔ قبور۔ یعنی دنیاوی
زندگی۔ ایں گزشت۔ حضرت
سلیمان کا واقعہ جو ہم نے بیان کیا ہے
اس کی یعنی باتیں خدا کو معلوم ہیں جو
کچھ مشہور تھا وہ کہہ دیا گیا ہے ہر حال
اس قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳۔ بقہ۔ حضرت سلیمان نے
بلیقیں کو اس کے مناسب اور اس کے
ملک والوں کو ہر ایک کی استعداد کے
مطابق راہنمائی کی۔ صید کردن۔
شکاری جس قسم کے پرندوں کا شکار کرتا
ہے اسی قسم کی سیٹی بجا کر ان کو جمع کرتا
ہے اور ان کے مناسب دانہ ڈالتا
ہے۔



۱ صبا۔ یعنی دعوت سلیمانی۔ لالہ زار۔ ملک سہلاقت۔ یعنی جو اجسام رگوں سے محروم تھے وہ ان سے مل گئے۔ عادت۔ یعنی اجسام روحانیت کے غلبہ سے ارواح بن گئے۔ عادت۔ عاشق عوام میں جیسے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو لوگ نئی توفیقوں خرچ کرتے ہیں اور اس کی خلوت سے اس کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں اس طرح ان کی نظیروں سے اس کی خلوت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ السقم۔ یعنی خلوت پر ملامت اور افلاس وغیرہ کا خوف دلانا۔ ۲ خلق۔ جب تک روح جسم میں دبی ہوئی ہے وہ ذلیل ہے جب روح کا غلبہ ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔ العشق۔ ہرگز نیرد نہ دش زندہ شد عشق۔ السلون۔ جو عشق سے خالی ہیں۔ ذک۔ پیغام سلیمانی۔ منطق الطیر۔ حضرت سلیمان تمام پرندوں کی زبان جانتے تھے۔ بانگ۔ یعنی ہر ایک کو ان کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تعلیم دے۔ مرغ جبری۔ جو لوگ جبر کے قائل ہیں وہ ترک عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس عقیدہ کا نقصان سمجھا۔ ۳ پراشت۔ وہ لوگ جو ناقص اختیار کے قائل ہیں ان کو صبر عن العاصی کی تعلیم دے۔ مرغ غصہ۔ جو لوگ مصیبت سے بچنے کے ہوئے ہیں۔ مرغ عنقا۔ جو لوگ عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں ان کو عالم غیب کی باتیں بتا۔ کبوتر۔ یعنی مظلوم۔ باز۔ یعنی ظالم۔ دل خفاشے۔ جو لوگ نور سے محجوب ہیں ان کو نور عطا کر۔ کب۔ لڑنے والوں کو صلح پر آمادہ کر۔ خروشا۔ یعنی تل حق اگر غلط بحثوں میں ہیں ان کو حق کی علامات دکھا۔

قصہ گویم از سبا مشتاق وار
میں مشتاقانہ سبا کا قصہ سناتا ہوں
لَا قَتِ الْأَشْبَاحُ يَوْمَ وَصِلَهَا
جسم اپنے وصل کے دن سے وابستہ ہو گئے
أُمَّةُ الْعِشْقِ خَفِيٌّ فِي الْأُمَمِ
عشق کی امت امتوں میں پوشیدہ ہے
ذِلَّةُ الْأَرْوَاحِ مِنْ أَشْبَاحِهَا
روحوں کی ذلت ان کے جسموں سے ہے
أَيُّهَا الْعُشَّاقُ السُّقْيَا لَكُمْ
اے عاشقو! سیرابی تمہارے لئے ہے
أَيُّهَا السَّالُونَ قَوْمُوا وَأَعِشُوا
اے بے فکر! کھڑے ہو جاؤ اور عشق کرو
مَنْطِقُ الطَّيْرِ سَلِيمَانِي بَا
اے سلیمانی منطق الطیر آ جا
چوں بمر غانت فرستادست حق
جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی جانب بھیجا ہے
مُرْغُ جَبْرِي رَا زِيں جبر گو
جبری پرند کو جبر کا نقصان سمجھا
مُرْغُ صَابِر رَا تَوْخُوش دَار وَمَعَا
صابر پرند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر
مَر كَبُوتَر رَا حَذَر فَرَمَا زَبَار
کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے
وَال خَفَاشِے رَا كِه مَانَد اُو بِنُوَا
واں خفاشے را کہ ماند او بینوا
اس چکاؤ کو جو بے ساز و سامان ہے
كَبَكِ جَنگِي رَا بِيَا موزَاں تَوْصَلُح
کبک جنگی را بیا موزاں تو صلح
لڑکا چکور کو تو صلح سکھا

چوں صبا آمد بسوئے لالہ زار
جب لالہ زار کی جانب (باد) صبا پہنچی
عَادَتِ الْأَوْلَادُ صَوْبَ أَصْلَہَا
اولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی
مِثْلَ جُودِ حَوْلِہِ يَوْمَ السَّقَمِ
اس خلوت کی طرح جس کے چاند طرف بیلکی کلن ہے
عَزَّةُ الْأَشْبَاحِ مِنْ أَرْوَاحِہَا
جسم کی عزت ان کی رگوں سے ہے
أَنْتُمْ الْبَاقُونَ وَالْبَقِيَا لَكُمْ
تم باقی رہنے والے ہو اور بقا تمہارے لئے ہے
ذَاكَ رِيحُ يَوْسُفَ فَاسْتَشْتُوا
یہ حضرت یوسف کی خوشبو ہے سگھ لو
بَانِگِ ہر مَرُغِے كِه مِی آید سَرَا
جو مرغ آئے اس کی بولی بول
كُن ہر مَرُغِے بَدَا مَسْتِ سَبَقِ
تجھے ہر پرند کے لہجے کا سبق پڑھا دیا ہے
مُرْغُ پَر سِے اِشْكِے رَا اَز صَبَرِ گُو
پر نوٹے ہوئے پرند کو صبر کی تعلیم دے
مُرْغُ عَنقَارِ اِنْخَوَاں اَوْصَافِ قَافِ
عنقا پرند کو قاف کے اوصاف پڑھا
بَا ز رَا اَز حِلْمِ گُوِ وَا حْتِرَازِ
باز کو بردباری اور پرہیزگاری سکھا
مِی كُنَشِ بَانُورِ بَحْفَتِ وَا اَشْنَا
اس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا
مَر خروشاں رَا نُمَا اَشْرَاطِ صَبَحِ
مرغوں کو صبح کی علامات بتا

ہمچنیں! میر و زہد ہد تا عقب رہ نما واللہ اعلم بالصواب

اسی طرح چلا چل رہا ہے سے عقب تک راہنمائی کر اور اللہ صواب کو زیادہ جانتا ہے

آزاد شدن بلیس از ملک و مست شدن او از شوق ایمان و التفات

بلیس کا ملک سے آزاد ہو جانا اور میان کے شوق سے اس کا مست ہو جانا اور

ہمت او از ہمہ ملک منقطع شدن بوقت ہجرت لا از تحت

ہجرت کے وقت تمام ملک سے بجز تحت کے اس کی باطنی توجہ کا منقطع ہو جانا

چوں سلیم سویی مرغان سبا

جب سلیم نے سبا کے پرندوں کے لئے

جو مگر مرغے کہ بد بے جان و پر

سوا اس پرند کے جو بے جان اور بے پر تھا

نے غلط گفتیم کہ کر گر سر نہد

میں نے غلط کہہ دیا اگر بہر سر رکھ دے

چونکہ بلیس از دل و جاں عزم کرد

چونکہ بلیس نے دل و جان سے پختہ ارادہ کیا

ترک سال و ملک کرد او آنچنان

اس نے سال اور ملک کو اس طرح چھوڑ دیا

آں غلامان و کنیزان بنار

وہ ناز پر وہ غلام اور باندیاں

باغبا و قصر ہا و آب رود

باغات اور قلعے اور نہر کا پانی

عشق در ہنگام استیلا و خشم

عشق اور غصہ غلبہ کے وقت

مر ز مرد را نماید گندنا

مرد کو گندنا دکھا دیتی ہے

لا الہ الا ہوا نیست اے پناہ

اے پناہ (کے طالب) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ

یک صغیرے کرد و بست آل جملہ را

ایک سیٹی بھائی اور سب کو باندھ لیا

یا چوما ہی گنگ بود از اصل و گر

یا جو پھل کی طرح پیدائش گونگا اور بہرا تھا

پیش وحی کبریا ستمش دہد

خدا کی وحی کے سامنے اور اس کو سننے کی طاقت دیدے

بر زمان رفتہ ہم افسوس خورد

گزشتہ دنوں پر بھی اس نے افسوس کیا

کہ بترک نام و ننگ آں عاشقان

جو عاشقوں کے نام و ننگ کو چھوڑنے کی طرح تھا

پیش چشمش ہچمو بوسیدہ پیاز

اس کی آنکھوں کے سامنے سڑی ہوئی پیاز کی طرح تھے

پیش چشم از عشق کلخن می نمود

عشق کی جد سے نگاہوں کو بھی نظر آتے تھے

زشت گرد اند لطیفان را بچشم

عمدہ چیزوں کو آنکھ کے سامنے بڑھا دیتا ہے

غیرت عشق ایں بود معنی لا

عشق کی غیرت یہی لا کے معنی ہیں

کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ

کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

۱ ہمچنیں۔ غرضیکہ ہر آدمی کی اس

کے مناسب حال اصلاح کر دے۔

لا از تحت۔ یعنی دعوت سلیمانی پر

بلیس ایمان کے شوق سے مست ہو

گئی اور اپنے ملک و سلطنت کی ہر چیز

کی محبت دل سے نکال دی البتہ اس کو

اپنے سخت شاعری سے جو بہت قیمتی تھا

تعلق خاطر رہا۔ صغیر۔ یعنی پیغام

حق۔ جڑ۔ یعنی سب لوگ حضرت

سلیمان پر ایمان لائے البتہ وہ لوگ

جن میں استعداد اور قابلیت ہی نہ تھی

وہ محروم رہے۔

۲ نے غلط۔ یعنی میرے کلام

سے یہ شبہ نہ ہو کہ وحی میں یہ صلاحیت

ہی نہیں ہے کہ وہ بد فطرت کو متاثر کر

سکے بلکہ وہ بھی اگر توجہ کرے اور طلب

پیدا کر لے تو خدا اس کی مدد کر دیتا ہے

اور اس میں صلاحیت پیدا فرما دیتا

ہے۔ ہر زمان رفتہ۔ جو وقت ستارہ

پرستی میں گزرا تھا۔ ترک۔ بلیس مل

دولت سے ایسی بے نیاز ہوئی جس

طرح عاشق نام و ننگ سے بے نیاز

ہوتا ہے۔

۳ آں غلامان۔ جن غلاموں اور

کنیزوں کو ناز سے پالا تھا وہ اس کے

لئے سڑی ہوئی پیاز بن گئی۔ باغبا۔

یعنی تفریح کے اسباب اس کے لئے

باعث تکلیف بن گئے۔ عشق۔ عشق

اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو

چیزیں محبوب ہوتی ہیں اس حالت

میں وہ مردود بن جاتی ہیں۔ معنی لا۔

یعنی جب انسان لا الہ کا قائل ہو جاتا

ہے تو اس کے لئے غیر اللہ ہیچ ہو جاتا

ہے لا الہ۔ کلمہ طیبہ کا حقیقی اثر یہی

ہے کہ ماسوی اللہ نظروں میں بے

وقت ہو جاتا ہے۔

می در یغش نالہ لاجو کہ تخت
بجز تخت کے اس کو فسوس نہ ہوا
کز دل او تا دل او راہ بُد
کیونکہ وہ دل سے اس کے دل تک راستہ تھا
ہم ز دوراں ہر دوراں بشنود
وہ سے دور رہنے والوں کا راز سن لے
ہم بدانند رازِ اس طاق کہن
یہاں پہلی محراب کا راز بھی جان لے
خوش آمد فرقت آں تختِ نویش
اپنے تخت کی جدائی گری ہوئی ہے
کہ چرا بوشِ تخت آں عشق و باز
کہ اس کو تخت سے عشق اور محبت کیوں نکلے
نیست جنس کاتب اور مونس است
وہ کاتب کا ہم جنس نہیں ہے اس کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں مونس ہر جانورے
بے جان ہے اور جاندار کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں لیک مونس شد بیجاں
بے جان ہے لیکن جاندار کے لئے مونس ہے
گر نبودے چشمِ فہمتِ رانے
اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں نمی نہ ہوتی
نقل کردن ہیچ نوع امکان نبود
اس کا منتقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا
ہمچو اوصالِ بدن باہمہ گر
جیسا کہ آپس میں بدن کا جوڑ

ہیچ مال و ہیچ مخزن ہیچ رخت
کسی مال اور کسی خزانہ اور کسی سامان پر
پس سلیمان از دلش آگاہ شد
سلیمان اس کے دل کے خیال سے واقف ہو گئے
آں کسے کو بانگِ موراں بشنود
جو شخص چوٹی کی آواز سن لے
آنکہ گوید رازِ قالتِ نملة
جو "چوٹی نے کہا" کہ راز بتا دے
دید از دورش کہ آں تسلیم کیش
اس نے دور سے دیکھا لیا کہ اس تسلیم اور رضا والی کو
گر بگویم آں سببِ گرددِ راز
اگر میں اس کا سبب بتاؤں لبا ہو جائے گا
گر چہ اس کلک و قلم خود بخیر است
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے
ہمچنین ہر آلتِ پیشہ ورے
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا لوازم
آلتِ ہر پیشہ کارے ہمچنان
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا لوازم
اس سبب را من معین گفتے
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
از بزرگی تخت کز حد می فرزد
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
خردہ کاری بود تفریقش خطر
باریک کام تھا اس نکلے کرنا خطرناک تھا

۱۔ ہیچ۔ بلقیس کو سلطنت کی کسی چیز
کے چھوڑنے پر فسوس نہ تھا البتہ تخت
کے چھوڑنے کا فسوس تھا۔ پس۔
حضرت سلیمان بلقیس کی اس قلبی
کیفیت سے باخبر ہو گئے چونکہ دل
سے دل تک راہ پیدا ہو چکی تھی اور
باہمی تعلق استوار ہو چکا تھا۔ آں
کسے حضرت سلیمان چوٹی کی بات
سن لیتے تھے اور وہ کہ انسانوں کے
دلی راز سمجھ لیتے تھے۔ قلت۔ قرآن
پاک میں ہے کہ جب سلیمان
چوٹیوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک
چوٹی نے کہا کہ اے چوٹیوں اپنے
بلوں میں گھس جاؤ ہمیں سلیمان اور
اس کا لشکر پالان نہ کر دے تو حضرت
سلیمان اس کی بات سن کر ہنس
پڑے۔ طاق کہن۔ آسان
۲۔ تسلیم کیش۔ وہ جس نے تسلیم
اور رضا کا راستہ اختیار کر لیا ہے یعنی
بلقیس۔ گر بگویم۔ اگر میں اس کی
تفصیل کریں کہ بلقیس کو تخت سے
کیوں محبت تھی تو گفتگو دراز ہو جائے
گی پھر بھی مجھلا بیان کرتا ہوں۔
گرچہ قلم کاتب کا آکھ اور وہ اس کے
لئے باعثِ محبت ہوتا ہے۔
۳۔ ہمچنین۔ غرضیکہ ہر کارِ بیکار کا
اس کے لئے مونس ہوتا ہے۔ مونس۔
محبت پیدا کرنے والا۔ نے۔ یعنی
آنکھیں دکھنے کی نمی۔ از بزرگی۔
محبت کا تقاضہ تو تھا کہ بلقیس تخت کو
ساتھ لے کر آتی لیکن چونکہ اس کی
لبائی چوڑائی بہت تھی اس کو منتقل کرنا
ممکن نہ تھا۔ خردہ کاری۔ اس کو توڑ کر
اس وجہ سے ننلا سکتی تھی کہ اس پر بہت
رک اور باریک کام تھا وہ خراب ہو
جاتا۔ اوصال۔ وصل کی جمع۔ جوڑ۔



پس سلیمان گفت گر چہ فی الآخر
حضرت سلیمان نے فرمایا اگرچہ اخیر میں
چوں زوحدت جاں بروں آرد سرے
جب وحدت سے جان برآمد ہو گی
چوں برآید گوہر از قعر زکار
جب موتی سمندوں کی گہرائی سے باہر آئے گا
سر بر آرد آفتاب با شرر
جب شعلہ باد سورج نکلتا ہے
لیک خود با ایں ہمہ در تقد حال
لیکن با ایں ہمہ اس وقت
تاگرد خستہ ہنگام لقا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ دل نہ ہو
ہست برما سہل و اورا بس عزیز
ہمارے لئے آسان اور اس کو بہت پیدا ہے
عبرت جانش شود آں تخت باز
بمردہ تخت اس کی جان کے لئے باعث عبرت بنے
تا بدان درجہ بوداں مبتلا
تاکہ اسے پہنچ چل جائے وہ کس چیز میں پھنسی تھی
خاک ۳ را و نطفہ را و مضغہ را
خاک اور نطفہ کو اور مضغہ کو
از کجا آورد مت اے بدنیت
کے بدنیت میں تجھے کہاں سے لایا ہوں؟
تو بدایا عاشق بدی در دوراں
تو اس کے زمانہ میں اس کا عاشق تھا

سرد خوابد شد برو تاج و سریر
اس کے لئے تاج و تخت بے وقت ہو جائے گا
جسم ربا فر او نبود فرے
اس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہے گی
نگری اندخس و خاشاک و خار
تو کوڑے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کرے گا
دم عقرب را کہ سازد مستقر
دم عقرب ستارے کون ٹھکانا بناتا ہے
جست باید تخت اورا انتقال
اس کے تخت کو منتقل کرنا چاہیے
کو دکانہ ۲ حاجتش گردد روا
اس کی بچکانہ خواہش پوری ہو جائے
تا بود بر خوان خوراں دیو نیز
تاکہ پریوں کے دستروں پر دیو بھی ہو
ہمچو دلق و چارقی پیش ایاز
جیسا کہ ایاز کے لئے گدڑی اور چیل
از کجا ہار رسید او تا کجا
وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے
پیش چشم ماہمی دارد خدا
خدا ہماری نظروں کے سامنے رکھتا ہے
کہ ازاں آید ہمی خضر یقینیت
کہ اس سے تجھے شرم آتی ہے
منکر ایں فضل بودی آں زماں
اس وقت اس فضیلت کا منکر تھا

۱۔ پس سلیمان۔ جب حضرت
سلیمان پر بقیس کے قلب کی حالت
واضح ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ وہ جانی
عروج کے بعد اگر تخت و غیرہ کی
محبت مٹ جائے گی لیکن فی الحال
چونکہ اس کو تخت کے رہ جانے کا رنج
ہے لہذا اس کو منگولنا چاہیے۔ چوں ز
وحدت۔ فنا کے بعد جب بقا حاصل
ہو جاتی ہے تو تمام مادیات بے وقعت
ہو جاتی ہیں۔ چوں۔ جب سمند
سے موتی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر
انسان اس کے خس و خاشاک کی
طرف نظر نہیں کرتا ہے۔ سر برآمد۔
جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ
ستارے جو برج عقرب میں دم
عقرب کی طرح جمع ہو جاتے ہیں ان
کی طرف کوئی نگاہ نہیں کرتا ہے۔
مستقر۔ ٹھکانا انتقال۔ یعنی اپنے
یہاں اس کو منتقل کر لیتا ہے۔
۲۔ کو دکانہ۔ بقیس کی تخت سے
محبت بچکانہ فعل تھا۔ سہل۔ جولن کے
ذریعہ اس کو باسانی منتقل کیا جاسکتا
ہے یا وہ ہمارے نزدیک بے وقعت
ہے۔ تا۔ اخروی نعمتوں کے ساتھ
یہ دنیاوی نعمت بھی موجود رہے۔
عبرت۔ مشہور ہے کہ ایاز نے اپنی
اصلی گدڑی اور جنگلی چیل خزانہ میں
مخفوظ کر رکھے تھے اور ان کو جا کر دیکھ
کر وہ اپنی اصلی حالت یاد کرتا تھا اسی
طرح تخت بقیس کے لئے باعث
عبرت ہوگا کہ اس کی پہلی حالت کس
قدر خراب تھی کہ وہ تخت جیسی چیزوں
سے محبت کرتی تھی۔ از کجا۔ پہلے دنیا
کی مخرقات میں پھنسی ہوئی تھی اب
روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائزہ

۳۔ خاک دل اللہ تعالیٰ نے انسانی
خاقت کے مراتب بیان فرما کر یہ

ظاہر فرمایا کہ انسان کو اللہ نے اپنے فضل سے کہاں کہاں پہنچایا اس کی ابتداء ان چیزوں سے ہے جن کے ذکر سے بھی اس
کو شرم آتی ہے قرآن میں ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا پھر اس کو نطفہ کیا پھر جسے نطفہ سے علقہ پھر مضغہ سے مضغہ
بنایا پھر جسے اس کو ایک نئی صورت عطا کر دی۔ مضغہ۔ گوشت کا لکڑا۔ تو بدایا۔ انسان زبان حال سے اپنی ابتدائی حالت
سے ترقی کرنے کا منکر تھا۔

ایں اگر مچوں دفع آں انکارِ تست

یہ کرم گویا اس انکار کا رد ہے

تجبتِ انکار شد (نشارِ تو

تیری پیدائش تیرے انکار کے خلاف دلیل ہو گئی

خاک را تصویرِ ایں کار از کجا

مٹی سے اس کام کا تصور کہاں؟

چوں ذراں دم بیدل و بے سر بُدی

چونکہ تو اس وقت بغیر دل اور سر کے تھا

از جمادی چونکہ انکارتِ برست

مٹی ہونے کی حالت میں جبکہ تو نے انکار کیا

پس مثالِ تو چو آں خلق ز نے ست

پس تیری مثال اس زنجیر پٹنے والے کی سی ہے

حلقہ زن زیں نیست دیابد کہ ہست

زنجیر پٹنے والا اس انکار سے سمجھ لے گا کہ وہ ہے

پس ہم انکارتِ مبین می گند

تو تیرا انکار ہی واضح کرتا ہے

چند صنعت رفت اے انکارتا

چند کاریگریاں ہو چکیں اے! کب تک انکار؟

آب و گل می گفت خود انکار نیست

پانی اور مٹی کہتے ہیں کہ انکار نہیں ہے

من بگویم شرحِ ایں از صد طریق

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

۱۔ ایں کرم۔ انسان کو اس قدر

فضیلت دینا اس انکار کا فدیہ ہے جو

اس کی فطرت کر رہی تھی۔ حجت انکار۔

یعنی انکار کے خلاف دلیل۔ انکارِ نشر

کرتا پیدا کرتا۔ از دل۔ جس انکار کو تو

اپنے مدعی کی تائید سمجھتا تھا وہی انکار

تیرے مدعی کی تردید بن گیا۔ یعنی جس

چیز کو تو اپنے موافق سمجھے ہوئے تھا وہی

مخالف پڑی۔ خاک۔ مٹی میں یہ

حیات اور استعداد صرف اللہ کی قدرت

ساتی ہے نطفہ۔ یہ انسان نطفہ تھا

آن وہ اس حالت میں ہے کہ حشر و نشر

کا انکار کر دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی

قدرت کا کرشمہ تلو دوبارہ اس کا حشر

و نشر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کیے

خارج ہو سکتا ہے۔ دن دم۔ یعنی

نطفہ ہونے کی حالت میں تجھ میں اس

انکار کی صلاحیت نہ تھی۔

۲۔ از جمادی۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا

کہ تو جمادیت سے اس مرتبہ کا پہنچا

ہے کہ تجھ میں انکار کی صلاحیت پیدا

ہو گئی ہے تو تیری یہ انکار کی صلاحیت

اس بات کی دلیل ہو گئی کہ تیرا دوبارہ

حشر ہو سکتا ہے۔ حلقہ زن۔ تیرا انکار

خود حشر کا اقرار ہی طور پر ہے کہ جیسا

کوئی زید کو بلانے اس کے گھوڑے

جائے اور خود زید اندر سے یہ کہے کہ

زید یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ اپنے

ہونے کا انکار خون ہونے کا اقرار ہے۔

پس انکار۔ جمادیت سے ترقی کر کے

اس مرتبہ تک پہنچنا کہ حشر کا انکار کرتا

ہے خود حشر کو سولال سے ثابت کر رہا

ہے۔

۳۔ چند۔ انسان بننے تک مختلف

مراتب میں اللہ کی کس قدر کاریگریاں

ہیں ان کے ہوتے ہوئے حشر کا

کہ میانِ خاک می کردی نخست

جو تو نے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا

از دوا بد تر شد ایں بیمارِ تو

تیرا یہ بیمار دوا سے اور بگڑ گیا

نطفہ را خصمی و انکار از کجا

نطفہ میں جھگڑاؤ پن اور انکار کہاں؟

فلکت و انکار را منکر بُدی

تو فکر اور انکار کا منکر تھا

ہم از ایں انکارِ خشرت شد درست

تیرے اسی انکار سے تیرا خسر ثابت ہو گیا

کز درویشِ خولجہ گوید خولجہ نیست

کہ اس کے اندر سے مالک کہے کہ مالک نہیں ہے

پس ز حلقہ بر ندارد ہیچ دست

تو حلقہ سے کبھی دست بڑھ نہ ہو گا

کز جماد او حشرِ صد فن می گند

کہ وہ مٹی سے سو طرح حشر کر دے گا

آب و گل انکارِ زارِ ہلّ قی

مٹی اور پانی سے "ہلّ قی" کا انکار سرزد ہوا

بانگ می زد بے خبر کا خبر نیست

بے خبر پکارتا ہے کہ خبر دینا نہیں ہے

لیک خاطر لغزد از گفت دقیق

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

انکار کب تک ہو سکے گا، مٹی اور پانی میں۔ استعداد آگئی کہ اس نے سورہ ہلّ آتی کے مضمون کا جو کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا تو آب و گل کا مرتبہ انکار تک ترقی کرنا خود حشر کے انکار کی نفی کرتا ہے بلکہ اندر سے خود اپنے نہ ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں سمجھ رہا ہے۔ عن بگویم۔ میں اس مضمون کو کے انکار خود اقرار ہو جاتا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن وقایق کا سمجھنا بعض کم فہموں کے لئے لغزش کا سبب بن جاتا ہے لہذا میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور بلیقیس کے تحت کے منتقل ہونے کی بات شروع کرتا ہوں۔

شرح آل رالب بہ بستم اے کیا بہر نقلِ تختِ بلقیس از سبا
لے برگ میں نے اس کی اثر سے غماشِ عقیدہ کر لی سہاے بلقیس کے تخت کے منتحل ہونے کے قصہ کیلئے

چارہ کردن سلیمان در اہزار تخت بلقیس از سبا پیش از قدوم بلقیس
حضرت سلیمان کا تدبیر کرنا بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلقیس کے آنے سے پہلے

۱۔ عفریتے۔ جنوں میں سے ایک
بہت سرکش جن نے کہا کہ مجلس ختم
ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا۔
آصفؑ اس پر خیا جو حضرت سلیمان
کے وزیر تھے انہوں نے کہا میں ام
اعظم کی برکت سے فوراً حاضر کر دوں
گا۔ اگرچہ اگرچہ وہ جن بھی جلاو کا
استلا تھا لیکن تخت کی آمد حضرت
آصف کے دم کرنے کی برکت سے
ہوئی۔

۲۔ گفت۔ حضرت سلیمان نے
اس نعمت اور دوسری نعمتوں کے حصول
پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اے
دخت۔ چونکہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا
اس کو دخت کے لفظ سے خطاب کر
کے فرمایا کہ تو امتوں کو اپنی محبت میں
پھنساتا ہے۔ پس چوب۔ احمق
لوگ تراشیدہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو
سجدے کرتے ہیں۔

۳۔ ساجد۔ یہ بت کے پجاری اور
بت دونوں روح سے بے خبر ہیں ان
بتوں میں روح کا تھوڑا سا اثر آ جاتا
ہے جس کی وجہ سے کبھی ان سے
حرکت یا بات کا صدور ہو جاتا ہے۔
نزد خدمت۔ یہ لوگ عبادت کی بازی
بے موقع کھیلتے ہیں پتھر کے بت کو
حقیقی شیر سمجھ بیٹھتے ہیں۔

تخت اورا حاضر آرید ایں زماں
اس کے تخت کو فوراً حاضر کر دو
حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن
آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے حاضر کر دوں گا
حاضر آرم پیش تو در یک دَمش

اس کو آپ کے سامنے ایک دم حاضر کر دوں گا
لیک آل از رخ آصف رُو نمود
لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا

لیک آصف نز فنِ عفر بیتیاں
لیکن آصف کی وجہ سے نہ جنوں کے ہنر سے
کہ بدید ستم ز رب العالمین
جو میں نے رب العالمین کی جانب سے دیکھی ہیں

گفت آرے گول گیری اسد دخت
فرمایا اے دخت! تو احمق کو پھنسانے والا ہے
اے بسا گولاں کہ سر ہامی نہند
بہت سے احمق ہیں جو سجدے کرتے ہیں

دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر
اس سے جان کی تھوڑی سی حرکت تھوڑا سا اثر دیکھا ہے
کہ خن گفت و اشارت کرد سنگ
کہ پتھر نے بات کی اور اشارہ کیا

شیر سنگی راشقی شیرے شناخت
پتھر کے شیر کو بدخت، شیر سمجھا

پس سلیمان گفت بالشکر عیاں
پھر حضرت سلیمان نے صاف طور پر لشکر سے کہا
گفت عفریتے! کہ کخش را بفن
ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے
گفت آصف من باہم اعظمش

آصف نے کہا میں اے اعظم کے ذریعہ
گرچہ عفریت اوستادِ سحر بود
اگرچہ وہ جن جلاو کا استاد تھا

حاضر آمد تخت بلقیس آل زماں
بلقیس کا تخت فوراً آ گیا
گفت حمد اللہ برین و صد چنیں
حضرت سلیمان نے فرمایا اس پر اس میں بھی بتوں کی پادشاهی کی تعریف ہے

پس نظر کرد آل سلیمان سوی تخت
پھر حضرت سلیمان نے تخت کی جانب دیکھا
پیش چوب و پیش سنگ نفس کند
لکڑی اور تراشے ہوئے پتھر کے سامنے

ساجد ۳ و مسجود از جاں بے خبر
سجدہ کرتے والا اور مسجود جان سے بے خبر ہیں
دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ
جس وقت وہ حیران اور دنگ ہوا تو اس نے دیکھا

نزد خدمت چوں بنا موضوعِ عباخت
چونکہ اس نے خدمت کی نزد بے موقع کھلی

از گرم شیر حقیقی کرد جود استخوانے سوی سگ انداخت زود
حقیقی شیر نے گرم سے سخوت کر دی نورا کتے کے سامنے ہڈی ڈال دی
گفت گرچہ نیست آں سگ بر قوام لیک مارا استخوان لطفے ست عام
کہا اگرچہ وہ کتا را راست پر نہیں ہے لیکن ہمارا ہڈی ڈالنا عام مہربانی ہے

قصہ یاری خواستن ۲ حلیمہ رضی اللہ عنہا از بُتاں چوں عقیبِ فِطام
حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے بند چانے کا قصہ جبکہ دودھ چھڑانے کے بعد
مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را گم کردہ بود و لرزیدن و سجدہ بُتاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کر دیا تھا اور لرزنا اور بتوں کا سجدہ کرنا
و گواہی دادن ایشان بر عظمتِ کارِ محمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

قصہ رازِ حلیمہ گوئمت تا زدايد داستان او غمت
میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
مُصطفیٰ را چوں ز شیر او باز کرد بر گفش برداشت چوں ریحان و ورد
حضرت مصطفیٰ کا جب انہوں نے دودھ چھڑایا ان کو ریحان اور گلآب کی طرح تھیلی پر رکھا
می ۳ گریز ایندش از ہر نیک و بد تا سپار آں شہنشاہ را بجد
وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچاتی تھی تاکہ ان شہنشاہ کو دانا کے سپرد کر دے
چوں ہمی آورد امانت راز بیم شد بکعبہ و آمد او اندر حطیم
جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو الٹی کعبہ میں پہنچی اور وہ حطیم میں آئی
از ہوا بشنید بانگے کاعِ حطیم تافت بر تو آفتابے بس عظیم
ہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حطیم! تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے
اے حطیم! امروز آید بر تو زود صد ہزاراں نور از خورشید جود
اے حطیم! آج تجھ پر بہت جلد آئے گے لاکھوں نور سخوت کے سورج سے
اے حطیم! امروز آرد در تو رخت خشم شاہے کہ یک لوست بخت
اے حطیم! آج تجھ میں سلان لا رہا ہے وہ ہاشمت شاہ، نصیب جس کا قاصد ہے
اے حطیم! امروز بیشک از نوی منزل جانہائے بالائی شوی
اے حطیم! بے شک آج از سر نو تو بالائی راجوں کی منزل بنے گا

۱۔ از گرم۔ شیر حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ
ان کے استدراج کے لئے بتوں سے
اس طرح کی کرامات ظاہر کر دیتا ہے
یعنی کتے کو ہڈی ڈال دیتا ہے
گفت۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے
لہذا کتے جیسے بد نظر کو بھی غذا مہیا فرما
دیتا ہے۔ چونکہ اس قصہ میں
بھی بتوں کی گفتگو کا ذکر ہے اس لئے
اس قصہ کو ذکر کیا ہے۔ فطام۔ دودھ
چھڑانا۔

۲۔ حلیمہ۔ سعدیہ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ راز۔
یعنی بتوں کی زبانی آنحضرت کے
فکائل سننا۔ بر گفش۔ چونکہ اس سے
پہلے شق صدر کا واقعہ ہو چکا تھا اس
سے خائف تھیں اور آنحضرت بہت
زیادہ مگرانی کرتی تھیں۔

۳۔ می گریز ایندش۔ آنحضرت کی
بہت حفاظت کرتی تھیں تاکہ آنحضرت
کو کج حالت بران کے دوا یعنی خولجہ
عبدال مطلب۔ حطیم۔ بیت اللہ کی
زمین کا وہ حصہ جو تعمیر سے باہر ہے۔
از ہوا۔ حضرت حلیمہؓ نے غیب سے یہ
آواز سنی۔ نور۔ یعنی آسمانی برکتیں۔
رخت۔ سلمان۔ خشم ہڈی شان سے
نوی۔ فرت کے زمانہ میں حضرت
جبرائیل وغیرہ کے نزول کا سلسلہ ختم
ہو گیا تھا بلکہ سر نو شروع ہوگا۔

جانِ پاک طلبِ اطلبِ جُوقِ جُوق

پاک لوگوں کی روحیں جماعت جماعت گروہ گروہ

گشتِ حیراں آں حلیمہ زانِ صدا

حلیمہ اس آواز سے حیران ہو گئی

شش جہت خالی ز صورتِ ویں ندا

چھوٹوں جانب انسان سے خالی اور یہ آواز

مصطفیٰؐ را بر زمینِ بنہادِ او

اس نے حضرت مصطفیٰؐ کو زمین پر بٹھا دیا

چشمِ می انداخت آں دم سو سو

وہ اس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی

کاپچنیں بانگِ بلند از چپِ و راست

کہ ایسی بلند آواز دائیں اور بائیں سے

چوں ندید او خیرہ و نومید شد

جب انہوں نے نہ دیکھا حیران اور ناامید ہو گئیں

باز آمد سوئے آں طفلِ رشید

وہ اس بھلے بچے کی طرف لوٹ آئیں

حیرت اندر حیرت آمد بردش

اس کے دل پر حیرانی و حیرانی آ گئی

سوی منزلہا ۳ دوید و بانگ داشت

مکانات کی جانب دوڑی اور چیچی

مکلیاں گفتند مارا علم نیست

کہہ والوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے

ریخت چنڈاں اشک و کراؤ بس فغاں

اس نے اس قدر آنسو بہائے کہ فریاد کی

سینہ کو باں آچنناں بگریست خوش

چھلتی پٹختی ہوئے اتنا زیادہ روتی

آیدت از ہر نواحی مست شوق

شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندر آئے گی

نے کسے در پیش نے سہی قفا

نہ کوئی سارنے تھا نہ گدی کی جانب

شد پیایے آں ندا را جاں فدا

پے درپے آئی اس آواز پر جان قربان ہے

تا گند آں بانگِ خوش را جستجو

تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو کرے

کہ کجا است آں شہِ اسرار گو

کہ وہ رازوں کو بتانے والا شاہ کہاں ہے؟

می رسد یارب ۲ رسالندہ کجاست

آ رہی ہے اے خدا پہنچانے والا کہاں ہے؟

جسم لرزاں ہنچو شاخِ بید شد

بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا

مصطفیٰؐ را بر مکانِ خود نہ دید

مصطفیٰؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا

گشت بس تاریک از غم منزلش

غم سے اس کی جگہ بہت تاریک ہو گئی

کہ کہ بردردانہ ام غارت گماشت

کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ چلی ہے؟

ملندا ۱ ستیم کانبجا کوؤ کے ست

ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہاں کوئی بچہ ہے

کہ از و گریاں شدند آں دیگر اں

کہ اس سے دھڑے رونے لگے

کا خراں گریاں شدند از گریہ اش

کہ اس کے رونے سے دھڑے رونے لگے

۱ طلب۔ طلب۔ جماعت۔

جوق۔ گروہ۔ نواحی۔ اطراف۔ صدا۔

یعنی یہی آواز۔ مصطفیٰؐ آواز کی جستجو میں

حضرت حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو گود سے

اٹا کر زمین پر بٹھا دیا۔ آں شہ۔ جس

کی آواز آرہی ہے جس سے آنحضرتؐ

کی بعثت کے سر رکھ رہے ہیں۔

۲ رسالندہ۔ یعنی آواز دینے والا۔

خیرہ۔ حیران۔ شاخ بید۔ بید کے

درخت کی شاخ لک میں مشہور

بے طفل رشید۔ یعنی آنحضرتؐ از غم۔

یعنی آنحضرتؐ کے غم کرنے سے۔

۳ منزلہا۔ یعنی مکہ کے مکانات

دردانہ۔ موتی۔ گفتند۔ ہمیں تو اس بچہ

کے ہونے کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ یہ

معلوم ہو کہ اس کو کون لے گیا۔

ریخت۔ حضرت حلیمہؓ اس رنج میں

اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتیں کہ

سب کہہ لادیا۔

حکایت آں پیر عرب کہ دلالت کرد حلیمہؑ ربا ستعانت از بُتاں
اس بوڑھے عرب کی حکایت جس نے حلیمہؑ کی بتوں سے مدد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

پیر مردے پیش آمد با عصا
ایک بوڑھا شخص لاٹھی تھامے سامنے آیا
کہ چنیں آتش ز دل افروختی
کہ تو نے دل سے ایسی آگ بھڑکائی ہے
گفت احمدؑ را رَضِیمُ مُعْتَمِدٌ
اس نے کہا میں احمدؑ کی معتمدِ دلیہ ہوں
چوں رسیدم در حطیمِ آوازہا
جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں
من چوآں اِلحاں شَندیم از ہوا
جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں
تا بہ یَنَمِ ایں ندا آوازِ کیست
تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟
نَز ۳ کسے دیدم بگردِ خود نشان
نہ میں نے اپنے چاروں طرف کسی کا نشان پایا
چونکہ وا گشتم ز حیرتِ ہائے دل
جب میں دلی حیرتوں کے ساتھ واپس لوٹی
گفتش اے فرزند تو لَدُہ مدار
اس نے اس سے کہا اے بیٹا! غم نہ کر
کہ بگوید گر بخوابد حالِ طفل
اگر وہ چاہے گا تو بچہ کا حال بتا دے گا
پس حلیمہؑ گفت اے جانم فدا
تو حلیمہؑ نے کہا میری جان قربان ہو
ہیں مرا بنمائی آں شاہِ نظر
ہیں ' اس شاہِ نظر کو مجھے دکھائے

۱۔ استعانت۔ مدد۔ با عصا۔ بوڑھا لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ کہ چنیں۔ تیرے اس غم سے دوسروں کے جگر کیاب ہو رہے ہیں۔ ماہم۔ سوگ۔ رَضِیمُ۔ یعنی مرضعہ، دودھ پلانے والی آتا۔

۲۔ مُعْتَمِدٌ۔ فہموس ہے کہ آج اس اعتماد کو تھیس لگ رہی ہے۔ اِلحاں۔ نفس۔ طفل۔ یعنی آنحضرتؐ آج۔ یعنی حطیم کہندہ کیونکہ وہ پر لطف اور دلکش آواز تھی۔

۳۔ نَز کے۔ چونکہ وہ بھی آواز تھی لہذا پکارنے والا انھوں سے غائب تھا۔ گفتش۔ اس بوڑھے نے حضرت حلیمہؑ سے کہا۔ شہر یار۔ شاہ۔ تر الخال۔ سفر۔

کالے حلیمہؑ چہ فتاد آخر تُرا
کہ اے حلیمہؑ آخر تجھے کیا ہوا ہے؟
ویں جگرہا را ز ماتم سوختی
لوہ ماتم سے جگروں کو جلا دیا ہے
پس بیاوردم کہ بسپارم بکبد
میں ان کو لائی تھی کہ دانا کے سپرد کر دوں
می رسیدوی شَندیم از ہوا
آئیں لوہ میں نے ہوا میں سے سنیں
طُفل را بنہام آنجا زال صدا
اس آواز کی وجہ سے میں نے بچہ کو زمین پر بٹھا دیا
کہندے بس لطیف و بس شہی ست
کیونکہ بڑی لطیف اور بہت پسندیدہ آواز ہے
نہ ندی منقطع شد یک زماں
نہ ایک لمحہ کے لئے آواز بند ہوئی
طُفل را آنجا ندیدم وائے دل
میں نے بچہ کو وہاں نہ دیکھا، ہائے دل
کہ نمائیم مر تُرا یک شہر یار
میں تجھے ایک شاہ کا پتہ بتاتا ہوں
اُو بدانند منزل و تر حالِ طفل
کیونکہ وہ بچہ کی منزل اور سفر کو جانتا ہے
مر تُرا اے شیخِ خوب خوش ندا
تجھے پر ' اے بہتر اور اچھی آواز والے بزرگ
کش بود از حالِ طفل من خبر
جس کو میرے بچہ کے حال کی خبر ہو

بُرد اُورا پیش عَزٰی! کایں صنم
وہ اسکو عزی کے سامنے لے گیا کہ یہ بت
ماہزاد ایں گم شدہ زو یا فقیم
ہم نے ہزاروں گشتہ اس کی جد سے پائے ہیں
پیر کرد اُورا سُجود و گفت زود
بڑھے نے اس کو سجدہ کیا اور فوراً کہا
گفت اے عَزٰی! تو بس اکرامہا
اس نے کہا اے عزی! تو نے بہت سے کرم
بر عرب حق ست ازا کرام تو
تیری مہربانی کا عرب پر حق ہے
ایں حلیمہ سعدی از اُمید تو
یہ حلیمہ سعدیہ تیری امید پر
کہ ازو فرزند طفلی گم شدہ ست
کہ اس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے
چوں ۲ محمد گفت آں جملہ بتاں
جب اس نے محمد ﷺ کہا وہ سب بت
کہ برواے پیراں چہ جستجو ست
کہ اے بڑھے! جا یہ کیا تلاش ہے؟
مانگون و سنکسار انیم ازو
ہم اس کی جد سے اندھے اور سنگدل ہیں
آں ۳ خیالاتے کہ دیدیندے زما
وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں
گم شود چوں بارگاہ او رسید
گم ہو جائیں گی کیونکہ ان کا مددگار وقت آگیا ہے
دور شو اے پیر، فتنہ کم فروز
لو بڑھے! دور ہو جا فتنہ نہ بھڑکا

ہست در اَجارِ غیبی مُغتنم
غیبی خبریں دینے میں غنیمت ہے
چوں بخدمت سُوئی او بشتا فقیم
جب ہم عقیدت سے اس کی طرف دوڑے ہیں
اے خداوندِ عرب وے بحرِ جود
اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے دریا!
کردہ تارستہ ایم از دا مہا
کئے ہیں حتی کہ ہم نے چالوں سے رہائی پائی ہے
فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
جو فرض بن گیا ہے حتی کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے
آمد اندر ظِلّ شاخ بید تو
ترے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے
نام آں کوک محمد آمدہ ست
اس بچے کا نام محمد ہے
سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں
فورا روندھے منہ اور سجدہ کرنے والے ہو گئے
آں محمد را کہ عزل ما از و ست
اس محمد کی کہ اس کی جد سے ہماری معزولی ہے
ما گسا دو بے عیارا نیم ازو
ہم اس کی جد سے نکونے اور بے رہائی ہیں
وقتِ فترت گاہ گاہ اہل ہوا
دل ہوا نے فترت کے زمانہ میں گہمی گہمی
آب آمد مر تیمم را درید
پانی آگیا، اس نے تیمم کو توڑ دیا ہے
ہیں زر شک احمدی مارا مسوز
خبردار! احمدی رشک سے ہمیں نہ جلا

۱. عَزٰی۔ مکہ کا مشہور بت تھا۔
اخذ۔ غیبی۔ غیبی باتیں۔ ماہزاد۔
ہم نے اس کے بتانے سے بہت سی
گشتہ چیزیں پائی ہیں۔ اے یعنی
عَزٰی۔ ہرست۔ تیرے بتانے سے
بہت سی بلاؤں سے نجات پائی
ہے۔ فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا عرب
پر فرض ہو گیا ہے اسی لئے تمام عرب
تیرا مطیع ہے۔

۲. چوں۔ یعنی بڑھے کی زبان پر
لفظ محمد آیا۔ جملہ بتاں۔ عزی اور اس
کے ماحول میں جو بت تھے کہ برو۔
ان بتوں نے کہا کہ اس بچہ کی تلاش
کیوں کرتا ہے جس کی بعثت ہماری
معزولی کا سبب ہے۔ مانگون اس کے
طہور کے بعد ہماری کوئی عزت اور
وقت نہ ہے۔

۳. آں خیالاتے۔ بت پرستوں
نے جو کچھ ہمارے حیرت انگیز
واقعات دیکھے ہیں وہ سب ختم ہو
جائیں گے۔ فترت۔ وہ زمانہ جو
حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھانے
کے بعد سے آنحضرت کی بعثت تک کا
ہے۔ آب آمد تیمم برخاست۔
دھو۔ اس عزی بت نے بڑھے
سے کہل۔ رشک۔ آنحضرت کی بعثت
سے ان کی شان و شوکت ختم ہو گئی
تھی۔

دُور شو بہر خدا اے پیر تو
لو بڑھا خدا کے لئے تو دفع ہو
ہنچے دم اژدہا افشردن است
یہ کیا اژدہے کی دم دہاتا ہے؟
زیں خبر خوں شد دل دریا و کلاں
اس خبر سے دیا لور کان کا دل خون ہو گیا ہے
چوں شنید از سنگہار پیر اس سخن
جب بڑھے نے پتھروں سے یہ باتیں سنیں
پس زلزلہ و خوف و بیم آں ندے
اس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے

آنچناں کاند رز مستاں مردِ عور
جس طرح کہ جاڑوں میں نیچا انسان
چوں درآں حالت بدید آں پیر را
جب اس حلیمہ نے بڑھے کو اس حالت میں دیکھا
گفت پیر اگرچہ من در خستم
بولی اے بڑھے اگرچہ میں مصیبت میں ہوں
ساعتے بامِ خطیبی می کند
کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے
باد با حرمِ سخنہا می دہد
ہوا محروم کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے

گاہ سہ طفلِ م را ربودہ غیبیاں
کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں
از کہ نالم با کہ گویم اس گلہ
کس سے فریاد کروں کس سے شکوہ کروں؟
غیرتش از شرحِ غیم لب بہ بست
انکی غیرت نے غیب کی شرح کرنے سے لب بہ بست ہو گیا ہے

تانسوزی از آتش تقدیر تو
تاکہ تو تقدیر کی آگ سے نہ جل جائے
ہنچ دانی چہ خبر آوردن است
تو جانتا ہے کہ کیسی خبر لانا ہے؟
زیں خبر لرزاں شود ہفت آسماں
اس خبر سے ساتوں آسمان لرز جائیں گے
پس عصا انداخت آں پیر کہن
اس پرانے بڑھے نے لاٹھی پھینک دی
پیر دندانہا بہم برمی زدے
بڑھے کے دانت بچنے لگے

اوہمی لرزیدومی گفت اے شہور
وہ کانپ رہا تھا لور کہتا تھا ہائے ہلاکت
زاں عجب گم کرد زن تدبیر را
اس عجب بات سے عورت نے تدبیر کو گم کر دیا
حیرت اندر حیرت اندر حیرت
لیکن حیرت و حیرت و حیرت میں ہوں
ساعتے سنگم ادبی می کند
کسی وقت پھر مجھے ادب سکھاتے ہیں
سنگ و کوہم فہمِ اشیای دہد
مجھے پھر لور پہاڑ چیزیں سکھاتے ہیں

غیبیاں سبز پوش آسماں
آسمان کے سبز پوش غیبی
من خدِ م سودائی اکنوں صد دلہ
میں اب دیہاتی لور پریشان ہو گئی ہوں
اس قدر گویم کہ طفلِ م گم خدست
بس اتنا کہتی ہوں کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے

۱۔ تانسوزی: ہم تو جل گئے ہیں۔
تو بھی نہ جل جائے۔ دم اژدہا: کوئی
انسان اژدہے کی دم کو مسلتو یہ انتہائی
خطرناک کام ہے۔ دیا و کلاں: چونکہ
اب آنحضرت کی آب و تاب کے
سامنے ان کی آب و تاب ماند پڑ
جائے گی ہفت: چونکہ مہر و ماہ ماند پڑ
جائیں گے۔

۲۔ چوں شنید: بڑھے نے بت
کی یہ باتیں سن کر گھبرا کر اپنی لاٹھی
پھینک دی۔ بدید: دیکھا۔ دندانہا:
خوف میں دانت بچنے لگتے
ہیں۔ عور: نکاح۔ زان عجب: یعنی
عزیز کی باتیں۔ گفت: حضرت
حلیمہؓ نے فرمایا اے بڑھے اگرچہ
آنحضرت کے معاملہ میں پریشان ہوں
لیکن غائب کے ظہور سے حیرت
میں ہوں۔ بامِ خطیبی: حضرت حلیمہؓ نے
ہوا سے باتیں کی تھیں۔

۳۔ گاہ: کبھی۔ طفلِ م: میں شقِ صمد کے
واقعہ میں آنحضرتؐ کو غرضتے اٹھا کر لے
گئے تھے۔ صمد: پریشان۔
غیرتش: یعنی غیبی حالات اور اشکات
کو میں دانا میں رکھنا چاہتی ہوں۔

گر بگویم چیز دیگر من گنوں
اب اگر میں کوئی دہری بات کہوں
گفت پیرش اے حلیمہ شادباش
بڑھے نے ان سے کہا اے حلیمہ خوش ہو جا
تو مخور غم کہ نگرود یا وہ او
تو فکر نہ کر کیونکہ وہ گم نہ ہو گا
ہر زماں از رشک و غیرت پیش و پس
ہر وقت رشک و غیرت کی وجہ سے اس کا گلہ پیچھے
آں ندیدی کال بتان ذوقنوں
تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہنر مند بت
ایں عجب کرنے ست بروئے زمیں
یہ روئے زمین پر عجب زندہ ہے
زیں رسالت سنگہا چوں نالہ داشت
اس رسالت سے جبکہ پھر فریاد کرنے لگے
سنگ بے جرم ست در معبودیش
اپنے معبود ہونے میں پھر بے قصور ہیں
آنکہ مضطر انجمنیں ترساں شدست
جو مجبور ہے وہ ایسا خوفزدہ ہے
خبر یاھن جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب از گم
آنحضرت کے دادا عبدالمطلب کو حلیمہ سعدیہ کے آنحضرت کو گم کر دینے کی
کردن حلیمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را و طالب شدن او گرد
خبر ملنا کہ ان کا شہر کے چاروں طرف ڈھونڈنا نہ کعبہ کے
شہر و نالیدند او بر در کعبہ و از حق درخواست کردن و آواز از
مدارہ پر رونا کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا کہ کعبہ کے اندر
درون کعبہ شوقدن و یاھن او محمد صلی اللہ علیہ وسلم را
سے آواز کا سننا کہ ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینا

اگر بگویم اگر وہ نہیں باتیں لوگوں
سے کہوں گی وہ مجھے دیوانہ سمجھیں
گے۔ رو عورتیں ماتم میں چہرے کو
چمکتی ہیں۔ تو مخور۔ آنحضرت کی طرف
سے فکر نہ کرو گم نہ ہوں گے بلکہ عالم
ان کی عقلیت میں گم ہو جائے گا۔
۲ صد ہزاراں۔ فرشتے آنحضرت
کی حفاظت کرتے تھے۔ آں
ندیدی۔ عزیزی بت سرگنوں ہو گیا تھا۔
زیں رسالت۔ رسال کو تسلیم نہ کرے
واوں کا انجام برا ہوگا۔
۳ سنگ۔ بت غیر اعتقادی طور
پر معبود بنے ہیں جب ان کا یہ حال
ہے تو ان کے بھاری جوہا اختیار ہیں
نہ پوجنے میں مضطر نہیں ان کا انجام تو
بہت ہی برا ہوگا۔ مضطر۔ یعنی بت۔
جد مصطفیٰ۔ جناب عبدالمطلب

چوں خبر یابید جد مصطفیٰ

جب مصطفیٰ کے دلا نے خبر پائی

وز اچھاں بانگ بلند و نعر ہا

اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے

زود عبدالمطلب دانست چیست

فوراً عبدالمطلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے

آمد از غم بردر کعبہ بسوز

رنج سے کعبہ کے دروازہ پر سوز کے ساتھ آئے

خوشتن را من نمی بینم فنی

میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں

خوشتن را من نمی بینم ہنر

میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں

یا سر و سجدہ مرا قدرے بود

یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو

لیک ۲ در سیمائے آل در یتیم

لیکن اس درخت کی پیشانی میں

کہ نمی ماند بجا گرچہ زماست

کہ جو ہم جیسا نہیں ہے اگرچہ ہم میں سے ہے

آں عجبہا کہ من دیدم درو

وہ عجائب جو میں نے اس میں دیکھے ہیں

انچہ ۳ فصل تو دریں طفلیش داد

تیری مہربانی نے حواس کو بچپن میں عطا کیا ہے

چوں یقین دیدم عندہ تہائے تو

جب میں نے یقینی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں

من ہمورا می شفیع آرم جو

میں اسی کو تیرے پاس سفارشی لایا ہوں

از حلیمہ وز فغانش بر ملا

حلیمہ اور ان کے بر ملا رونے کی

کہ بہ میلے می رسید ازوے صدا

کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی

دست بر سینہ ہی زدی گریست

سینہ کو ہلی کرتے تھے اور روتے تھے

کائے خیر از سر شب وز راز روز

کہ اسے رات کے راز اور دن کے بھید گے جانکا

تا بود ہمراز تو ہچموں منے

کہ جس میں مجھ جیسا تیرا ہمزاد بنے

تا شوم مقبول اس مسعود در

کہ اس مہلک صدمہ پر میں مقبول ہوں

یا باشکم دولتے خداں شود

یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اٹھے

دیدہ ام آثار لطف اے کریم

اے کریم! میں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے ہیں

ماہمہ مسیم و احمد کیماست

ہم سب تائب ہیں اور احمد کیما ہیں

من ندیدم بروی و بر عدو

میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں

گس نشان نهد بصد سالہ جہاد

کسی نے سولہ کے چہلے کے بعد بھی اس مثل پیش نہیں کی

بروے او در یست از دریائے تو

اس پر تو وہ تیرے دریا کا ایک منہ ہی ہے

حال او اے حال داں باما بگو

اے حال کے جاننے والے اسکا حال میں بتا دے

۱۔ وز چٹاں۔ حضرت حلیمہؓ کے رونے کی آواز ایک میل تک جاری تھی۔ زود۔ عبدالمطلب فوراً سمجھ گئے کہ حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو کم کر دیا ہے۔ خوشتن۔ عبدالمطلب نے کہا کہ مجھ میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے تیرا ہمزاد ہوں۔ مسعود۔ یعنی در کعبہ۔

۲۔ لیکن۔ میں نے آنحضرتؐ کے چہرے پر تیری مہربانی کے آثار دیکھے ہیں۔ کہ نمی ماند۔ اگرچہ وہ ہم میں سے ہیں لیکن یہ آثار میں سے کسی کے اندر نہیں ہیں۔

۳۔ انچہ۔ ان کے بچپن میں جو فضیلت تو نے ان کو عطا کر دی ہے سو سال کے چہلہ سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ من ہمورا۔ میں ان کو سفارشی بناتا ہوں ان کے طفیل ان کا حال ہمیں بتا دے کہہاں ہیں۔

از درون کعبہ آمد بانگ زود
 فوراً کعبہ کے اندر سے آواز آئی
 بادو صد اقبال او محفوظ ماست
 وہ دو اقبالند یوں کے ساتھ ہماری جانب سے نصیب ہے
 ظاہر را شہرہ گہاں کنیم
 ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے
 زر کاں بود آب و گل مازر گریم
 پانی اور مٹی سونے کی کان تھی ہم زر گر ہیں
 گہ حمالکھائے شمشیر کنیم
 کبھی ہم اس کو تلواروں کے پرتے بناتے ہیں
 گہ ترنج تخت بر سازیم ازو
 ہم کبھی اس سے تخت کے پھول بناتے ہیں
 عشقہا داریم بالیں خاک ما
 ہم اس مٹی سے بہت محبت کرتے ہیں
 گہ چنین شاہے ازو پیدا کنیم
 کبھی ہم اس سے ایسا شاہ پیدا کر دیتے ہیں
 صد ہزاراں عاشق و معشوق ازو
 اس سے لاکھوں عاشق اور معشوق
 کارما نیست بر کوری آل
 ہمارا یہ کام ہے اس شخص کے اندر سے پن کے خلاف
 ایں فضیلت خاک رازاں رود ہم
 یہ بزرگی ہم مٹی کو اس لئے دیتے ہیں
 زانکہ دارد خاک شکل انبری
 کیونکہ مٹی غبارِ آلود شکل رکھتی ہے
 ظاہر بابا طش گشتہ بجنگ
 اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

کہ ہم اکنون رخ بتو خواہد نمود
 کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھا دے گا
 بادو صد طلب ملک محفوظ ماست
 وہ دو ہشتوں کی جماعت کے ذریعہ ہمارے پاس محفوظ ہے
 باطش را از ہمہ پنہاں کنیم
 اس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے
 گہ گہش خلخاں و گہ خاتم بریم
 ہم کبھی اس کو بازیب اور کبھی انگلی تراشتے ہیں
 گاہ بند گردن شیر کنیم
 کبھی اس کو شیر کی گردن کا پٹا بناتے ہیں
 گاہ تاج فرقہائے ملک جو
 کبھی کشتہ کشا سروں کے تاج
 زانکہ افتادست در قعدہ رضا
 کیونکہ وہ تسلیم و رضا کی نشست پر واقع ہوئی ہے
 گہ ہم اورا پیش شہ شید کنیم
 کبھی ہم اس کو شاہ کے سامنے عاشق بنا دیتے ہیں
 در فغان و در نفیر و جستجو
 نالہ و فریاد اور جستجو میں ہیں
 گو بکار ما ندارد میل جاں
 آج ہمارے کام کے ساتھ جان کا میلان نہیں رکھتا ہے
 زانکہ نعمت پیش بے برگاں نہیم
 کیونکہ ہم جو ملک لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں
 وز دروں دارد صفات النوری
 اور باطن میں نورانی صفات رکھتی ہے
 باطش چوں گوہر و ظاہر چون سنگ
 اس کا باطن موتی کی طرح ہے اور ظاہر پتھر کی طرح ہے

از درون کعبہ۔ خولجہ عبدالمطلب
 کو کعبہ کے اندر سے جواب ملا تم
 عنقریب ان کا چہرہ دیکھ لو گے۔
 محفوظ۔ نصیب۔ تلب۔ جماعت۔
 ظاہر حضور کے ظاہری احوال عالم پر
 کھلے۔ باطنی احوال کو اللہ سے ان کو
 کونسا قرب حاصل ہے اس تک
 رسائی نہیں ہو سکی۔ گہاں۔ جہاں۔
 زر۔ پانی اور مٹی سے اللہ نے جو
 مخلوق بنائی ہے اس کے مختلف
 مراتب ہیں۔ خلخال۔ بازیب۔
 شرنج۔ لیموں، مصر میں کپڑوں کی
 چھپائی اور گڑھائی کی چھپائی اور
 گڑھائی میں لیموں کی شکل بنائی جاتی
 تھیں۔ ہر قعدہ سعدی کے بعد بیٹھنے
 کی بہت۔ گہ ہم۔ یعنی کبھی اس جیسے
 شاہ کو خدا کا عاشق بنا دیتے ہیں۔
 صد ہزاراں۔ اسی خاک سے
 لاکھوں عاشق و معشوق پیدا ہوتے
 ہیں جو عشق دی جہ سے نالہ و فریاد میں
 مصروف ہیں۔ کارما۔ ہمارے یہ
 کارنامے مکرروں کے انکار کے باوجود
 جاری ہیں۔ ایں فضیلت۔ مٹی کو فروتنی
 کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہوئی
 ہے کہ اس سے اس طرح کے لوگ
 پیدا ہوتے ہیں۔ زانکہ زمین کا ظاہر
 غبار آلود ہے لیکن اس کا باطن پرانور
 ہے جسے لالہ و گل رونما ہوتے ہیں۔
 باطش۔ زمین کا باطن موتی اور ظاہر
 پتھر ہے۔

ظاہر شہ گوید کہ ما اینیم و بس

اس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں

ظاہر شہ منکر کہ باطن ہیچ نیست

اس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن کچھ نہیں ہے

ظاہر شہ بابا ظنش در چالش اند

اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

زیر تر شر و خاک صورتہا کنیم

اس تر شر و خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں

زانکہ ۲ ظاہر خاک اندوہ و نکاست

کیونکہ مٹی کا غلام غم لورہنا ہے

کلیف اسریم و کار ما ہمیں

ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا یہی کام ہے

گرچہ دزد از منکری تن میزند

چھ اگرچہ نکلی ہونے کی وجہ سے خاموش ہے

فصلہا دزدیدہ اند ایں خاکہا

ان مٹیوں نے بہت سی فصلیتیں چھار لی ہیں

بس ۳ عجب فرزند کور او دہ است

اس کے بہت سے عجب فرزند ہوئے ہیں

شد زمین و آسمان خندان و شاد

زمین اور آسمان شاد و فرحان ہوئے

شد زمین چوں آسمان از شادیش

ان کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہو گئی

ظاہر تہ بابا طنت اے خاک خوش

اے بہترین مٹی تیرا ظاہر باطن کے ساتھ

ہر کہ باخود بہر حق باشد جنگ

جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

باطن شہ گوید نکو بین پیش و پس

اس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے اچھی طرح دیکھ

باطن شہ گوید کہ بنمایم بایست

اس کا باطن کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں ٹھہر

لا جرم زیر صبر نصرت می کنند

لا محالہ اس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں

خندہ پنہانش را پیدا کنیم

ہم اس کی چھپی مسکراہٹ کو ظاہر کرتے ہیں

در درویش صد ہزاراں خندہ باست

اس کے اند لاکھوں مسکراہٹیں ہیں

کایں نہا نہارا بر آریم از کمیں

کہ ان رازوں کو پوشیدگی سے بارے آئیں

شحنہ آں از عصر پیدا می کند

کھول دبا کر ظاہر کر دیتا ہے

ما مقرر آریم شاں از لوتلا

ہم آزمائش کے ذریعہ ان کو قرار کرنے والا کر دیتے ہیں

لیک احمد بر ہمہ افزودہ است

لیکن احمد سب سے بڑھے ہوئے ہیں

کاکچنیں شاہے ز مادو جفت زاد

کہ ایسا شاہ اہلے جوتے سے پیدا ہوا

خاک چوں سون شدہ ز آزلویش

ان کی پیدائش سے مٹی سون کی طرح ہو گئی

چونکہ در جنگ ست و اندر کشمش

چونکہ جنگ اور کشمکش میں ہے

تا شود معنیش خصم یو و رنگ

حتیٰ کہ اس کا باطن جو اور رنگ کا مخالف ہو

۱۔ ظاہر شہ اس کی ظاہری صورت کلمات باطن کو چھپائے ہوئے اور منکر ہے باطن پر کلمات ہے ظاہر شہ ظاہر اور باطن کی یہ جنگ جاری ہے بھی ظاہر کا غلبہ ہوتا ہے بھی باطن کو فتح حاصل ہو جاتی ہے زیر تر شر و بد صورت مٹی حسین و جلیل مخلوق کا پیدا کرنا اس کے باطنی حسن کا اظہار ہے

۲۔ زانکہ زمین بظاہر روتی صورت ہے لیکن اس کے باطن میں سرور میں موجزن ہیں۔ کاشف السریہ۔ اللہ تعالیٰ جیسے رازوں کی چھپی ہوئی خوبیاں ظاہر کر دیتا ہے۔ گرچہ چوہ۔ چوہ کرچانے کا منکر ہو جاتا ہے اور خاموشی اختیار کرتا ہے۔ کھولیں اس کو دبا کر قرار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی آزمائش میں ذل کر انسانوں کی باطنی خوبیاں واضح کر دیتا ہے

۳۔ بس عجب۔ زمین نے جہت سے ہر اکل فرزند بنے لیکن سید الانبیاء جیسا کوئی نہ جلد شدہ زمین ہوا آسمان کے غلاب سے جب سید الکونین کا ظہور ہوا تو دونوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ شد زمین۔ آنحضرت کی پیدائش سے زمین کو عروج حاصل ہوا۔ خاک۔ زمین نے آنحضرت کو جتنا تو سون کی طرح سوزبان بن کر اظہار مسرت کیا۔ آزلویش۔ یعنی آنحضرت کی پیدائش۔ ظہرت۔ جس کا ظاہر اور باطن خدا کے لئے ہی جنگ میں ہو اس کی مدح پر ہونے والی ہے اس کا نور ناقابل ذہل ہوتا ہے

ظلمتش بانور اوشد در قتال

اس کی ہر کی اس کے نور کے ساتھ جنگ میں لگی

ہر کس کو شد بہر مادر امتحاں

جو شخص ہمارے لئے امتحان دینے میں کوشش کرے

ظاہرت از تیرگی افغاں کناں

تیرا ظاہر ہر کی کی جہ سے فریادی ہے

قاصداً ۲ چوں صوفیان روترش

وہ صوفیوں کی طرح بالا غلام تر شرو ہے

عارفان روترش چوں خار پشت

تو شرو عارف کسی کی طرح ہیں

باغ پنہاں کرد ورد آں خار فاش

باغ نے پھول کو چھپایا ہے کاٹنا گھلا ہوا ہے

خار پختا خار خاں کردہ

اے سی! تو نے کانٹوں کو تمبیان بنایا ہے

تا کہ در چار دانگ عیش تو

تا کہ کوئی تیرے دست عیش میں

طفل ۳ تو گرچہ کودک خوب دست

تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی علت ملا ہے

ماتہاں را بدو زندہ کنیم

ہم دنیا کو اس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

آفتاب جانش را نبود زوال

اس کے جان کے سورج کے لئے زوال نہیں ہے

پشت زیر پاش آرد آسماں

آسمان کو اس کے پاؤں کے نیچے لے آتا ہے

باطن تو گلستاں در گلستاں

تیرا باطن باغ باغ ہے

تانیہ میزند باہر نور کش

تا کہ وہ کسی نور بجھانے والے سے میل جول نہ کریں

عیش پنہاں کردہ در خار دُرشت

سخت خدوں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں

کالے عدو دُر دازیں در دور باش

کہ اے چھ دشمن! اس دورہ سے دور رہ

سر چو صوفی در گریباں بردہ

صوفی کی طرح سر کو گریبان میں ڈال لیا ہے

گم شود زیں گلر خان خار خو

دل نہ ملے پھول سے چہ گل خان کی طبیعت اس میں سے

ہر دو عالم خود طفیل او بدست

وہ جہاں اس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں

چرخ را در خدمتش بندہ کنیم

آسمان کو اس کی خدمت میں غلام بنادیں گے

۱ ہر کہ جو شخص بارگاہ خداوندی میں امتحان دینے کے معاملے میں کوشش ہے اس کا مرتبہ آسمان سے بلند ہے۔ ظاہرت۔ بظاہر پراگندگی ہے لیکن باطن پاش ہے۔

۲ قاصداً۔ یہ شخص اپنے ظاہر کو اس لئے پراگندہ کرتا ہے کہ دنیا دہان سے میل جول نہ پیدا کریں۔ عارفان۔ بزرگوں کی ترشروی اس لئے ہوتی ہے کہ عوام سے اپنی روحانی لذت کو بچائے رکھیں۔ باغ۔ گلستان کی مثال اس باغ کی ہے جس نے پھولوں کو چھپایا، ہولہ کانٹوں کو ظاہر کر رکھا ہوتا کہ پھول دشمن کی دست برد سے محفوظ رہیں۔ گلر خان۔ یعنی دنیا

۳ طفل۔ بچہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تخلیق عالم ہیں۔ زندہ و نسیم۔ یعنی ہم روحانی زندگی عطا کرے گئے۔ کجاست۔ یعنی آنحضرت اس وقت کہاں ہیں ان کا سیدھا راستہ بتا دے۔

نشان خواستین عبدالمطلب از موضع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خوبہ عبدالمطلب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا

کہ کجایش یابم و جواب آمدن از درون کعبہ و نشان یافتن

کہ ان کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کعبہ کے اندر سے جواب آتا اور پتہ معلوم ہوتا

گفت عبدالمطلب کا یندم کجاست اے علیم اتر نشان دہ راہ راست

خوبہ عبدالمطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟ اے ملا کو جاننے والے! سیدھے راستہ کا پتہ بتا دے

گفت اے جویندہ طفل رشید

اس نے کہا اے رولویاب بچے کے تلاش کرنے والے

باتو زالا شاہ جہاں بد ہم نشاں

میں تھے اس شاہجہاں کا پتہ بتاتا ہوں

پس رواں شد زود پیر نیکیخت

تو وہ نیک نصیب بڑے میاں فوراً روانہ ہو گئے

زانکہ جدش بود اعیان قریش

کیونکہ ان کے دادا قریش کے سرداروں میں سے تھے

مہتران رزم و بزم و ملحمہ

رزم و بزم اور میدان جنگ کے سردار ہوئے ہیں

کز شہنشاہان مہ یالودہ است

کیونکہ وہ عظیم بادشاہوں سے بھی برگزیدہ ہیں

نیست جنبش از سمک کس تلمماک

سمک سے سمک تک کوئی ان جیسا نہیں ہے

خلعت حق را چہ حاجت تار و پود

اللہ کی خلعت کو تانے بانے کی کیا ضرورت ہے؟

بر فزاید بر طراز آفتاب

وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

از دورن کعبہ آوازش رسید

کعبہ کے اندر سے ان کو آواز آئی

بافش گفتا مخور غم کایں زماں

نیکو آواز نے ان سے کہا غم نہ کر ابھی

در فلاں وادینست زیر آں درخت

فلاں میدان میں درخت کے نیچے ہے

در رکاب او امیران قریش

قریش کے سردار ان کی ہمراہی میں تھے

تابہ پشت آدم اسلاش ہمہ

ان کے تمام بزرگ حضرت آدم کی پشت تک

ایں نسب خود پوست اور ابودہ است

یہ نسب بھی ان کے لئے چھلکا ہے

مغز او خود از نسب دورست و پاک

ان کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے

نور حق را کس نجوید زاد و بود

اللہ کے نور کے لئے کوئی پیدائش اور جو کو نہیں سمجھتا ہے

مکتریں خلعت کہ بدہد و ثواب

وہ جو اولیٰ درجہ کی خلعت ثواب میں دیتا ہے

بقیہ قصہ دعوت سلیمان و بلقیس را با ایمان

حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان کی دعوت دینے کا قصہ کا بقیہ

۱۔ آوازش۔ یعنی عبدالمطلب کو

آواز آئی۔ پیر نیکیخت۔ یعنی

عبدالمطلب کے ساتھ قریش کے

دوسرے سردار بھی آنحضور کو تلاش

کرنے چلے۔ اعیان۔ عین کی جمع

سردار۔ رزم۔ میدان۔ جنگ۔ بزم۔

مجلس۔ ملحمہ۔ میدان قتال۔

۲۔ ایں نسب۔ آنحضور کے ذاتی

فضائل کے مقابلہ میں نسبی فضیلت

یہ ہے۔ مغز۔ آنحضور کا لب جو ہر نسب

سے بے نیاز ہے آنحضور خیر الخلق

ہیں۔ سمک۔ مچھلی یعنی تحت اشری

عوام کا خیل ہے کہ زمین مچھلی کی

پشت پر قائم ہے۔ ہماک۔ یعنی

آسمان کی انتہائی بلندی ہماک اعراب

اور ہماک راء دو ستارے ہیں جو

انتہائی بلندی پر ہیں۔ زلو۔ یعنی

نسب۔ خلعت۔ لباس کا شای جوڑا

جو کسی کو انعام میں دیا جائے۔ تار و پود۔

تانہ بانہ۔

۳۔ مکتریں۔ اللہ کی جانب سے

جو معمولی جوڑا ثواب میں ملتا ہے وہ

نقش و نگار میں سورج سے بھی بڑا ہوا

ہوتا ہے۔ طراز۔ نقش و نگار۔ ملک۔

یعنی روحانی سلطنت۔ خواہرانت۔ وہ

عورتیں جو مقررات بارگاہ خداوندی

ہیں جیسے حضرت آسیا فرعون کی بیوی

و غیرہ۔ سنی۔ بلند۔ مردہ۔ حدیث

میں ہے۔ فلنیا جیفہ۔ دنیا مردار ہے؟

بر لب دریای یزداں در بچیں

اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی جن لے

تو بمر دارے چہ سلطانی گنی

تو مردہ پر کیا سلطنت کر رہی ہے؟

جاوداں از دولت مایہ مخور

ہمیش ہماری دولت کے پھل کھا

خیز و بلقیسا بیا و ملک ہیں

اے بلقیس! اٹھ! آ جا سلطنت کو دیکھ

خواہرانت ساکن چرخ سنی

خیزی نہیں، بلند آسمان پر مقیم ہیں

خیز بلقیسا بیا دولت نگر

اے بلقیس! اٹھ! آ جا اس بادشاہی کو دیکھ

خواہرانت راز بخششہلی راد
تیری بہنوں کو سخاوت کی بخششوں میں سے
خیز بلیقیا بیادر بحر جود
اے بلیقیا! اٹھ سخاوت کے سمندر میں آ جا
خواہرانت جملہ در عیش و طرب
تیری بہنیں سب عیش اور مستی میں ہیں
خیز و بلیقیا سعادت یا رشو
اے بلیقیا! اٹھ نیک بختی کی یاد بن جا
تو ز شادی چوں گدائے طبل زن
تو خوشی میں اس فقیر کی طرح ہے جو فقاہ پیٹ رہا ہے

ہیچ میدانی کہ آں سلطان چہ داد
تو کچھ جانتی ہے کہ اس شاہ نے ان کو کیا دیا ہے؟
ہر دمے بر دار بے سرمایہ سود
ہر وقت بغیر سرمایہ کے نفع کما
بر تو چوں خوش گشت اس رنج و تعب
یہ رنج اور مشقت تیرے لئے کیسے بھلی بن گئی
وز ہمہ ملک سبا بیزار شو
اور سبا کی پوری سلطنت سے بیزار ہو جا
کہ منم شاہ و رئیس گو سخن
کہ میں بھی شاہ اور رئیس ہوں

۱۔ اس رنج۔ یہ دنیاوی سلطنت۔
چوں گدائی۔ چونکہ تیری یہ سلطنت
بے حقیقت ہے لہذا تو شاہ نہیں گدا
ہے اور اس خس و خاشاک کی بھٹی کو
سلطنت سمجھ کر اس پر اپنی شاہی کا
اعلان کرتی ہے۔ بلائ قومی۔ جتنی
خوش ہو کر کہے گا کہ کاش میری قوم
جان لیتی کہ مجھ پر کیا کرم ہو رہا ہے۔
۲۔ آں سکے۔ دنیا دار کی مثال گل
کے ان کتے کی سی ہے جو اچھے
شکاروں کو چھوڑ کر گدا اور فقیر پر لپکتا
ہے۔ گفتہ ایم۔ اندھے اور کوچے کے
کتے کا قصہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے
ہیں لیکن بات کو مضبوط کرنے کے
لئے مکرر کہہ رہے ہیں۔

۳۔ کوہ اندھے نے کتے سے
کہا دوسرے کتے تو پہاڑ پر گور خر کا شکار
کر رہے ہیں۔ تو اندھے کو چمٹ رہا
ہے۔ ترکہ۔ کتے کے قصہ سے مولانا
نے پہلوی پیروں کو غیرت دلائی ہے۔
آب شوری۔ تو کھادی پانی ہے تو نے
اپنے اندھے مریدوں کو اپنے
چاروں طرف جمع کر لیا ہے۔

مثل قانع شدن آدمی بدینا و حرص او در طلب دنیا و
انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اس کی حرص اور روحانیوں
غفلت او از دولت روحانیاں کہ ابنائے جنس وے اند
کی دولت سے اس کی غفلت کی مثال جو روحانی اسی جیسے ہیں اور
و نعرہ زناں کہ یالیت قومی یعلمون
نعرہ لگا رہے ہیں کاش میری قوم جان لیتی

آں سکے در کو گدائے کور دید
ایک کتے نے گلی میں ایک اندھے فقیر کو دیکھا
گفتہ ایم اس را ولے بار دگر
ہم یہ قصہ کہہ چکے ہیں لیکن دوبارہ
کور سے گفتش آخر آں یاران تو
اندھے نے اس سے کہا آخر تیرے دوست
قوم تو در کوہ می گیرند گور
تیری قوم پہاڑ میں گور خر پکڑ رہی ہے
ترک اس تزویر کن شیخ نفور
وے مقرر شیخ! اس مکر کو چھوڑ دے

حملہ می آورد و لکش می درید
اس پر حملہ کر دیا اور اس کی گدڑی پھاڑ دی
شد مکرر بہر تاکید خبر
بات کی تاکید کے لئے مکرر ہوا ہے
برگہ اندر ایندم شکار و صید جو
اس وقت صید شکار کی جستجو میں پہاڑ پر ہیں
در میان کوی می گیر تو گور
تو کوپے میں اندھے کو پکڑتا ہے
آب شوری جمع کردہ چند گور
تو کھادی پانی ہے تو نے چند اندھے جمع کر لئے ہیں

۱۔ آب خود۔ باطنی کمال حاصل کر
اور اس کے بذریعہ مریدوں کو فیض
پہنچا۔ تحریر لذن۔ یعنی خدائی فیض۔
خیز۔ مردان حق نہیں فیض ہے بہرہ
مند ہیں تو صرف مریدوں کو لوٹنے پر
لگا ہے۔ گھر چہ۔ مردان حق کو گھر گر کہا
تھاب کہتے ہیں کہ حقیقی مشائخ تو
صرف طالب خدا ہیں وہ مجسم شیر ہیں
اور صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔ وہ
نظارہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ میں
مستغرق رہتے ہیں اور ان کو عشق میں
ذنا کا وجہ حاصل ہے۔

۲۔ ہچو کھڑے۔ شکاری جس طرح
کا شکار کھیلتے ہیں اس قسم کے مردہ
جانور کو بھس وغیرہ بھر کر اپنے ساتھ
رکھتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اس
کے ہم جنسوں کا شکار کریں اسی طرح
یہ بزرگ گویا کہ وہ مردہ جانور ہیں اور
اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کے ہم
جنسوں کا شکار کرتا ہے۔ مرغ مردہ
ظاہر ہے کہ وہ مردہ جانور بالکل شکاری
کے اختیار میں ہوتا ہے شکاری سے
وصل اور جدائی میں مجبور محض ہوتا ہے
یہی حال ان بزرگوں کا ہوتا ہے یہی
معنی اس حدیث کے ہیں جس میں
فرمایا گیا کہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے
درمیان ہے اللہ جس طرف چاہتا ہے
اس کو لٹکا دیتا ہے مرغ مردہ اس
مردہ جانور کے ذریعہ جو شکار ہوا وہ
حاصل شکاری کا شکار بنا ہے ہر کہ
نواں مردہ جانور سے کنہہ کشی کے گا
وہ صیاد کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

۳۔ گویہ۔ فانی فی اللہ کہتا ہے
ظاہر میرے مردہ ہونے کو نہ کچھ خدائی
عشق مجھے بھس ہونے سے بچائے
ہے۔ صحت من۔ فقر و فاقہ کی
صحت میں مردے کی صحت میں
ہے۔ جبشم۔ حرکت جو کہ زندگی کا اثر
بہ پہلے میرے بذاتی الملوہ سے تھی۔
ابدست قدرت کے ذریعہ ہے۔

کایں مریدان من و من آب شور
کہ یہ میرے مرید ہیں اور میں کھادی پانی ہوں
آب خود شیریں گن از بحر لذن
لذن کے دیا سے اپنے پانی کو شیریں بنا لے
خیز شیران خدا ہیں گور گیر
اٹھ خدا کے شیروں کو گور پر پکڑنے والا دیکھ
گور چہ از صید غیر دوست دور
گور کیا ہوتا ہے دوست کے علاوہ کے شکار سے دور ہیں

در نظارہ صید و صیادی شہ
شکار اور شکار کو شکار کرنے کے نظارے میں
ہچو ۲ مرغ مردہ شاں بگرفتہ یار
ان کو دوست نے مردہ پرند کی طرح پکڑ رکھا ہے
مرغ مردہ مضطر اندر وصل و بین
مردہ پرند وصل اور جدائی میں مجبور ہے
مرغ مردہ اش راہر آں گوشد شکار
اس کے مردہ پرند کو جو شکار ہوا
ہر کہ اوزیں مرغ مردہ سر بتافت
جس نے اس مردہ پرند سے روگردانی کی
گوید ۳ او منکر بمر داری من
وہ کہتا ہے میری مردہ پرند پر نظر نہ کر
من نہ مردارم مرا شہ گشتہ است
ہیں مردہ نہیں ہوں مجھے شکار نے ملا ہے
جبشم زیں پیش بود از بال و پر
اس سے پہلے میری حرکت بال اور پر کے ذریعہ تھی

می خورند از من ہی گردند گور
وہ مجھ سے پیتے ہیں اور اندھے ہوئے جاتے ہیں
آب بدر دام اس گوراں ممکن
برے پانی کو ان اندھوں کے لئے جل نہ بنا
تو چوسگ چونی بزرقتی کور گیر
تو کتے کی طرح مکلی ساندھ کو پکڑنے والے کہیں ہے
جملہ شیر و شیر گیر و مست نور
مجسم شیر ہیں شیر پکڑنے والے ہیں ہلوسے مست ہیں
کردہ ترک صید و مردہ دروٹہ
شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں ذنا ہیں
تا گند او چنس ایشاں راشکار
تاکہ وہ دوست ان کے ہم جنسوں کو شکار کرے
خواندہ القلب یسن الاصبین
تو نے پڑھا ہے کہ دل دو انگلیوں کے درمیان میں ہے
چوں بہ بیند شد شکار شہر یار
جب وہ غور کرے گا تو شکار کا شکار ہوا ہے
دست آں صیاد راہر گزنیافت
اس نے شکاری کے ہاتھ کو کبھی نہ پلا
عشق شہ ہیں در نگہداری من
میری حفاظت کے بدلے میں اللہ کے عشق کو دیکھ
صورت من شبہ مردہ گشتہ است
میری صورت مردے کے مشابہ ہو گئی ہے
جبشم اکنوں ز دست دلاگر
اب میری حرکت منصف کے ہاتھ سے ہے



جَنبِشِ اِفَانِیمِ بیروں شد ز پوست
میری فنا ہونے والی حرکت کھل سے باہر ہو گئی ہے
ہر کہ کج جُنبد بہ پیش جَنبِشِ
جو کوئی میری حرکت کے سامنے ٹیڑھی حرکت کرتا ہے
ہیں مرا مُردہ میںیں گر زندہ
خبر دلا اگر تو زندہ ہے مجھے مردہ نہ سمجھ
مُردہ زندہ کرد عیسیٰ از گرم
حضرت عیسیٰ نے گرم سے مردہ کو زندہ کر دیا
کے ۲ بمقام مُردہ در قبضہ خدا
میں خدا کے قبضہ میں رہ کر مردہ کب رہ سکتا ہوں
عیسیٰ لیکن ہر آنکویافت جاں
میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان حاصل کر لی
شد عیسیٰ زندہ لیکن باز مُرد
حضرت عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا
مَنْ عَصَا اِیمِ در کفِ موسیٰ خویش
میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لٹھی ہوں
بر مُسلماں پُلِ دریا شوم
میں مسلمانوں کے لئے دریا کا پُل ہو جاتا ہوں
اِس عَصَا را اے پسر تنہا میںیں
اے بیٹا اس لٹھی کو اکیلا نہ سمجھ
موج طوفاں ہم عصا بد گوز درد
طوفان کی موج بھی لٹھی تھی جس نے مدد کے ساتھ
ہم عصا بد باد بر اعدائے ہوڈ
حضرت ہوڈ کے دشمنوں پر ہوا بھی لٹھی تھی
ہم عَصَا بُود پتہ در نبرد
مچھر بھی مقابلے میں لٹھی تھا

جَنبِشِ باقیست اُنکوں چوں دوست
بہتلی نہ ہونے کی حرکت ہے کیونکہ اس کی جانب سے ہے
گر چہ سیرِ غ است زارش می کشم
خولہ وہ سیرِ غ ہو نہیں اس کو میری طرح ملتا ہوں
در کفِ شاہم نگر گر بندہ
اگر تو بندہ خدا ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ
مَنْ بکفِ خالق عیسیٰ درم
میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
بر کفِ عیسیٰ مداراں ہم روا
حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ روا نہ رکھ
از دَم مَنْ اُو بماند جاوداں
میرے دم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا
شاد آنکو جاں بدیں عیسیٰ سپرد
و قاتلِ مہد کہلا ہے جس نے اس عیسیٰ کو جان پر در کردی
موسیم پنہاں و مَنْ پیدا بہ پیش
میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز بر فرعون اژدہا شوم
پھر فرعون پر اژدہا بن جاتا ہوں
کہ عَصَا بے کفِ حق نبو و جنیں
کیونکہ بغیر خدا کے ہاتھ کے لٹھی لٹکی نہیں ہوتی ہے
طَظَنے جادو پرستوں را بخورد
جادو پرستوں کے دہبہ کو نگل لیا
کہ بر آورد از بقیہ عاد دُوو
جس نے عاد کے بقیہ لوگوں کے دھوئیں اڑا دیے
گو بر آورد از سرِ نمرود گرد
جس نے نمرود کے سر سے دھول اڑا دی

۱۔ جَنبِشِ اِفَانِیمِ۔ جب انسان
اپنے فرائض اور نوافل کے ذریعہ اللہ
تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے تو اس
کے تمام صفوں اللہ کی طرف منسوب
ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ فقراء کا انتقام
بڑے سے بڑے انسان کو خاک میں
ملا دیتا ہے۔ فانی فی اللہ صرف
اپنے افعال کے اعتبار سے بے حس و
حریت ہوتا ہے۔ دستِ قدرت اس
سے افعال کا صدور کرتا ہے۔ مردہ
حضرت عیسیٰ مردے کو زندہ کر دیتے
تھے تو حضرت عیسیٰ کا خالق مردے کو
کیسے زندہ کر دے گا۔
۲۔ کے بمقام۔ حضرت عیسیٰ کی
حیاتِ بخشی کا انکار بھی جائز نہیں
ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی حیاتِ بخشی
عیسیٰ میں خود ہی زندہ نہیں ہوں
بلکہ دوسروں کو بھی ابدی زندگی عطا کرتا
ہوں۔ شد عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے
جس معجزے کا ذکر ہے اس سے
عارضی زندگی حاصل ہوتی تھی۔ بدیں
عیسیٰ۔ اگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے تو
کوئی اشکال نہیں اگر خود فانی فی اللہ مراد
ہے تو مراد یہ ہے کہ ان کے معجزے کا
تعلق دنیاوی زندگی سے تھا اگرچہ وہ
بھی روحانی ابدی زندگی عطا کرتے
تھے اس کا ذکر نہیں ہے۔
۳۔ مَنْ عَصَا اِیمِ۔ یعنی اب میں
اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کی
قدرت کا مظہر ہوں۔ مسلمان۔
یعنی میں اللہ حق کے لئے باعث
نجات اور کفارت کے لئے باعث عذاب
ہوں۔ ہدیا۔ یعنی میرا گھایا ہوا نعل۔
موج۔ حضرت نوح کی بدعا سے ان
کی قوم پانی کے ٹھون سے ہلاک
ہوئی۔ جادو پرستوں۔ یعنی فرعون کی
قوم۔ عاد۔ یہ حضرت ہود کی قوم تھی۔

زُرقِ ایں فرعونیاں را بر دَرَم
ان فرعونوں کی مکاری کا پردہ چاک کر دوں
تُرک گن تا چند روزے می چَرند
رہنے دے تاکہ چند روز چلیں
از کجا یابد جہنم پرورے
تو جہنم کہیں سے پرورش پائے؟
زانکہ بے برگند در دوزخ کلاب
کیونکہ دوزخ میں کتے بے سرد سلمان ہیں
پس بمرودے خشم اندر مرد ماں
تو انسانوں میں غصہ مردہ ہو جاتا
کے زید، میرد زنورِ مومنوں
کب زندہ رہے مومنوں کے نور سے بجھ جائے
تازید ورنہ ریمی بکشدش
تاکہ زندہ رہے ورنہ ریمی اس کو بجھا دے
پس کمال بادشاہی کے شدے
تو بادشاہی کا کمال کب ہوتا؟
بر مشہاو بیانِ ذاکراں
ہل ذکر کی مثالوں اور بیان کی
چند خواہی زیست اے مردار چند
اے مردار تو کب زندہ رہے گا؟
بر ہمیں در کہ شود امروز باز
اس صوفی پر جو آج کھلا ہوا ہے
در میان باغ از سیر و گبر
باغ میں کہیں اور مگر کی

گر عصابائے خدا را بشمرم
اگر میں خدا کی لالچیوں کا شمار کروں
لیک زیں شیریں گیا ہے زہر مند
لیکن اس زہری شیریں گھاس کو
گر بنا شد جاہِ فرعون و سرے
اگر فرعون کا رتبہ اور سرداری نہ ہو
فریش گن استگاہش کش لے قصب
اے قصب! اس کو مونا کر پھر ذبح کر
گر نبودے خصم و دشمن در جہاں
اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے
دوزخ آں خشم ست لے خصم فلاں
اے فلاں! دوزخ وہ غصہ ہے بغیر مخالف کے
دوزخ آں خشم است و خصمے بایش
دوزخ وہ غصہ ہے اور اس کو مخالف چاہیے
گر بماندے لطف بے قہر و بدے
اگر مہربانی بغیر قہر اور بدی کے نہ جاتی
ریشندے کردہ انداں منکراں
ان منکروں نے مذاق اڑائی ہے
تو اگر خواہی بگن ہم ریشند
اگر چاہے تو بھی مذاق اڑا
شاد ۳ باشید اے محباں در نیاز
اے دوستو نیاز مندی میں خوش رہو
ہر خوبی باشدش گردے و گر
ہر ضرورت کی ایک دھری کیادی ہوتی ہے

۱۔ غصہ ۲۔ یعنی میں اگر خدائی
عذاب کی تفصیل بیان کروں تو فرعون
طبع انسانوں کے مگر کا پردہ چاک کر
دوں۔ لیکن ان فرعونوں کو دنیاوی
لذتوں میں جو کہ حقیقتاً رہ رہے ہیں مبتلا
رہے۔ گر بنا شد نظام قدرت کی بقا
کے لئے سمجھا گا رکی بھی ضرورت
ہے۔ از کجا۔ یہ لوگ جہنم کی خداک
ہیں جس سے اس کی پرورش ہوتی ہے
فریش۔ قرآن پاک میں ہے فَرِشْ
يَا كَلُوا وَتَسْتَعْمِلُوا لِبَهِمِ لَأَمَلٍ
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ اے نبیوں کو
چھوڑے رکھو وہ کھاتے اور نفع اٹھاتے
ہیں اور ان کو تمنا غفلت میں ڈالے
رکھے پھر عنقریب وہ جان لے گے۔
کلاب۔ دوزخ کے کتے ان کے
گوشت کے ملختر ہیں۔ گر نبودے
غصہ کی بقا کے لئے مخالفت اور دشمنی کا
وجود ضروری ہے ورنہ غصہ مرنے لگے۔

۲۔ دوزخ۔ دوزخ اللہ تعالیٰ کے
غصہ کا مظہر ہے اس کے لئے ان
دشمنوں کی ضرورت ہے۔ رکھی۔
اگر صفت غصب نہ رہے تو دوزخ
نہ بنی ہو جائے۔ گر بماندے اگر
صرف صفت رحمت ہو اور صفت
غضب نہ ہو تو بادشاہی کا کمال نہیں
ہے لہذا الوہیت کے لئے دونوں
صلتیں ضروری ہیں۔ ریشندے
منکر لعل ذکر کا مذاق اڑاتے ہیں تو بھی
اگر چاہے مذاق اڑالے پھر دیکھا انجام
کیا ہوتا ہے۔

۳۔ شاد جو لوگ آیات الہیہ کے
ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی
نیاز مندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ
قابلِ مبارکباد ہیں۔ خوشی کے مولانا نے
اس لفظ کو ضروریات زندگی کے معنی

میں بولا ہے۔ کرو۔ کاف کے ثمر سے کیادی۔ سیر۔ بسن۔ گبر۔ ایک محل کا نام ہے جو خراسان میں پیدا ہوتا ہے اس کا چار
ڈالا جاتا ہے مولانا مخلص اور منافق کے مسلک کو جدا گانہ کر کے سمجھا رہے ہیں۔

ہر یکے ابا جنس خود در گرد خود
ہر ایک چیز ہم جنس کے ساتھ اپنی کیدی میں
تو کہ گرد زعفرانی زعفران
تو جو کہ زعفران کی کیدی ہے زعفران
آب می خود زعفرانا تارسی
اے زعفران! سیرابی حاصل کرتا کہ تو پک جائے
تو ممکن در گرد شلغم پوز خویش
تو شلغم کی کیدی میں اپنا منہ نہ ڈال
تو بگردے او بگردے مودعہ
تو ایک کیدی میں اور وہ وہ کیدی میں دکھا ہوا ہے
خلصہ آل ارضے کہ از پہناوری
خصوصاً وہ زمین جس میں وسعت کی وجہ سے
اندر اس بحر و بیابان و جبال
ان سمندوں اور جنگلوں اور پہاڑیوں میں
اس بیاباں دریا با نہائے او
یہ جنگل اس کے جنگلوں میں
آب استادہ کہ سیر ستش نہاں
پانی ٹھہر ہوا ہے کیونکہ اس کی رفتار پوشیدہ ہے
گو دورن خویش چوں جان و رواں
کیونکہ وہ اپنے اندر جان اور روح کی طرح
مستمع خفته است کوتہ گن خطاب
سننے والے سو گیا ہے تقریر مختصر کر

از برائے پختگی نم می خورد
پختگی کے لئے سیرابی حاصل کرتی ہے
باش و آمیزش ممکن بادیگراں
وہ اور دھروں کے ساتھ نہ مل
زعفرانی اندریں حلوا رسی
تو زعفران ہے اس حلوی میں لے گا
کہ نگرود باتو اوہم طبع و کیش
تاکہ وہ تیرا ہم مزاج اور ہم مذہب نہ ہو جائے
زانکہ ارض اللہ آمد ولسعہ
کیونکہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے
در سفر گم می شود دیو و پری
دیو اور پری سفر میں گم ہو جاتے ہیں
منقطع می گردد اوہام و خیال
اوہام اور خیالات ختم ہو جاتے ہیں
ہمچو اندر بحر و بریک تارِ مو
اس طرح ہیں جیسے سمندر اور خشکی میں ایک بال
تازہ تر خوشتر ز جو ہائے رواں
جادی نہروں سے تازہ تر اور اچھا ہے

سیر پنہاں دارد و پائے رواں
پوشیدہ سیر اور رواں پاؤں رکھتا ہے
اے خطیب اس نقش ماکم زن بر آب
اے مقرر اس نقش کو پانی پر نہ کھینچ

بقیہ دعوت سلیمان ببلقیس را کہ فرصت غنیمت است
حضرت سلیمان کی بلقیس کو دعوت کا بقیہ کی فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیسا کہ بازار است تیز
اے بلقیس! اٹھ کیونکہ بازار تیزی پر ہے
زین خسیان گساد فلکن گریز
ان نوٹوں میں جتا کرنے والے کینوں سے بھاگ

۱۔ ہر ایک ہر ترکی اپنی کیدی میں
پرورش پاتی ہے اور سیرابی حاصل کر
کے پختہ ہوتی ہے۔ تو کہ شلغم کو
منافع کے ساتھ میل جول نہ چاہیے
آب می خورد۔ اے مسک پر قائم رہ
کر پختگی پیدا کرتا کہ اعلیٰ مقام حاصل
ہو جائے۔ تو ممکن۔ زعفران کو اپنی
کیدی میں دھنا چاہیے شلغم کی کیدی
کا رخ کرے گا تو اس میں اس کی
خاصیت آجائے گی۔ تو بگردے۔
اللہ نے مومن کا ایک مقام اور منافق کا
دوسرا مقام بتلایا ہے خدا کی زمین وسیع
ہے غلط و سلط کی ضرورت نہیں ہے۔
خاص۔ عالم غیب کی سرزمین تو اس
قدر وسیع ہے کہ اس میں دیو اور پری
بھی راستہ گم کر بیٹھتے ہیں۔

۲۔ انداز۔ عالم غیب کے سمندوں
اور جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعت
تک وہم اور خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔
اس بیاباں۔ دنیاوی زمین کی کائنات
اس غیب کی زمین کے اعتبار سے ایسی
ہے جیسا کہ بحر و بر کے مقابلہ میں
ایک بال۔ آب استادہ۔ سالک کے
باطن کا رکا ہوا پانی جس کا بہاؤ پوشیدہ
ہے جادی پانی سے بد جہا بہتر ہے۔
۳۔ کو۔ سالک کی سیر جان اور روح
کی سیر کی طرح مخفی اور پوشیدہ ہوتی
ہے۔ مستمع۔ چونکہ سامعین کی توجہ
نہیں ہے لہذا فنا کے مقام کی باتیں
بند کر دہندہ نقش پر آب ہوں گی۔
خیز۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو مل
کی دعوت دی اور فرمایا بد کردہوں کی
صحبت سے بچ۔

خیز بلیسیا گنوں باختیار ۱

اے بلیسیا! اب اٹھ جبکہ اختیار ہے

خیز بلیسیا بیابیش از اجل

اے بلیسیا! اٹھ 'موت سے پہلے آ جا

خیز بلیسیا بجاہ خود مناز

اے بلیسیا! اٹھ اپنے مرتبہ پر باز نہ کر

خیز بلیسیا و مستہ باقضا

اے بلیسیا! اٹھ اور قضا خداوندی سے نہ بھڑ

بعد از اں گوشت گشد مرگ آنچنان

اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کھینچے گی

زیں خراں تا چند باشی نعل دزد

تو ان گدھوں کے نعل کب تک چمائے گی؟

خواہر انت یافتہ مُلکِ خلود

تیری بہنوں نے ہمیشہ گی کی سلطنت حاصل کر لی

لے خاک آسجد کزین مُلکِ بحسب

وہ جان قابلِ مبارکباد ہے جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا

خیز بلیسیا بیا بارے بہیں

اے بلیسیا! اٹھ آ جا اب دیکھ

شستہ در باطن میان گلستاں

وہ حقیقتاً باغ میں بیٹھا ہوا ہے

یوستان ۳ با او رواں ہر جا رود

جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے

میوہا لایہ گناں کز من بچر

بھل خوشدل کرتے ہیں کہ ہمیں کما

طوف می گن بر فلک بے پرو بال

بغیر بال و پر کے آسمان کا طواف کر

پیش از اں کہ مرگ آرد گیر و دار

اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے

در نگر شاہی و مُلک بے دخل

بادشاہی اور بغیرِ نساد کی سلطنت دیکھ لے

اندریں درگہ نیاز آور نہ ناز

اس بارگاہ میں نیاز پیش کر نہ کہ ناز

ور نہ مرگ آید گشد گوش ترا

ورنہ موت آئے گی تیرے کان کھینچے گی

کہ چو دزد آئی بشنہ جاں گناں

کہ تو چو کی طرح کتوں کے پاس جان کی حالت میں آئے گی

گر ہمی دزدی بیا و لعل دزد

اگر چھٹی ہی کرتی ہے تو آ لعل فعل چا

تو گرفتہ مُلکِ گور و کبود

تو بے نور ہوتا ایک سلطنت کو پکڑے ہوئے ہے

کہ اجل اس مُلک را ویراں گرسب

کیونکہ موت اس سلطنت کو ویراں کر دینے والی ہے

مُلکِ شاہان و سلطانان دیں

دین کے امراء اور شاہوں کی سلطنت

ظاہراً خارے میان دوستاں

بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کانٹا ہے

لیک آں از خلق پنہاں می شود

لیکن وہ باغ مخلوق سے پوشیدہ ہوتا ہے

آب حیواں آمدہ کز من بخور

آب حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی

ہمچو خورشید و چوبدر و چون ہلال

سہج اور چوہوں اور پہلی کے چاند کی طرح

۱۔ باختیار۔ انسان جب تک زندہ ہے باختیار ہے۔ مگر۔ یعنی عالم آخرت کی شہی جو لازوال ہے۔ مگر۔ یعنی مکہ خداوندی میں صرف نیاز کا آنا ہے۔ مستیز کا مخفف ہے۔ جھگڑا نہ کر۔ بعد ازاں۔ مرنے کے بعد مجرم کی سی اضطراری حاضری ہوگی۔ سخت کوتاہ۔ خراس۔ دولت کے لئے دنیا والوں کی پابندی نہ کر۔ فعل۔ حکمت کے لعل و گوہر۔ خواہر انت۔ یعنی دنیا کی نیک عورتیں۔

۲۔ اے خاک۔ جو شخص ناپائیدار حکومت سے دستبردار ہو کر ابدی سلطنت حاصل کر لے وہ مبارکبادی کے قابل ہے۔ شستہ۔ نشست کا مخفف ہے یعنی جس نے آخری سلطنت حاصل کر لی وہ باطنی کمالات کے باغ میں بیٹھا ہوا ہے لیکن بظاہر وہ اپنے ملنے والوں کو ایک کانٹا نظر آ رہا ہے۔

۳۔ یوستان۔ اس کے کمالات کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔ میوہ وہ اس باغ کے پھلوں سے قطعاً قطع ہے اور اس باغ کی نہروں سے آب حیات پی رہا ہے۔ طوف۔ عالم ملکوت کی سیر کر۔

چوں اِرواں باشی رَوان و پائے نہ
تو روح کی طرح چلے گی اور پاؤں نہیں ہے
نے نہنگ غم زند بر کشتیت
نہ تیری کشتی پر غم کا مگر مجھ حملہ کرے گا
ہم ۲ تو شاہ وہم تو لشکر ہم تو تخت
تو ہی شاہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی
گر تو نیکو بختی و سلطان زفت
اگر تو نیک بخت ہے اور سلطان اعظم
تو بماندی چوں گدایاں بے نوا
تو فقیر دن کی طرح بے سرد سالن رہ جائے گی
چوں تو باشی بخت خود اے معنوی
اے معنوی! جب تو خود اپنا نصیب ہو گی
تو ز خود کے گم شوی اے خوشحال
اے خوشحال! تو اپنے آپ سے کب گم ہو گی؟

می خوری صد لُوت و لقمہ خائے نہ
تو سو غذائیں کھائی گی اور لقمہ چبانے والی نہیں ہے
نے پدید آید ز مردن زشتیت
نہ مرنے کی وجہ سے تیرے اوپر بد نمائی آئے گی
ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت
تو ہی نیک بخت ہو گی تو ہی نصیب ہو گی
بخت غیر تست روزے بخت رفت
نصیب تیرا غیر ہے ایک دن نصیب روانہ ہو جائے گا
دولت خود ہم تو باش اے مجتبیٰ
بے برگزیدہ اور خود تو دولت بن جا
پس تو کہ بختی ز خود کے گم شوی
تو پھر جبکہ تو خود نصیب ہے اپنے آپ سے کب گم ہو گی
چونکہ عین تو ترا شد مُلک و مال
جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک و مال بن گیا

بقیہ ۳ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را بہ تعلیم و
حضرت سلیمان کا مسجد اقصیٰ کو حکمتوں کی وجہ سے خدا کی تعلیم اور وحی کے ذریعہ
وحی خدا جہت حکمتہا و معاونت ملائکہ و دیو و پری
تعمیر کرنے کا بقیہ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور پریوں کی مدد

بعد ازاں آمدندا از پیش تخت
اس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی
اے سلیمان مسجد اقصیٰ بساز
اے سلیمان! مسجد اقصیٰ بنا
چونکہ او بنیاد آں مسجد نہاد
جب انہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی

۱۔ چوں۔ یہ سیر روحانی ہوگی جس میں
پاؤں اور بال و پر کی ضرورت نہیں ہے
می خوری۔ معارف خداوندی سے
لذتیں حاصل ہوں گی اس خوراک
کے لئے لقمے چبانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ نہنگ۔ تیری اس
کشتی کو غم کا مگر مجھ نقصان نہیں پہنچا
سکتا۔

۲۔ ہم تو شاہ۔ عالم ملکوت میں تو خود
ملک ہوگی تو خود نصیب ہوگی اور خود ہی
نیک بخت ہوگی۔ گر تو۔ اس عالم میں
اگر تو نصیب در بھی ہے تو بخت اور چیز
بے اور تو اور چیز مفارقت کی وجہ سے
کسی وقت تجھ سے تیرا بخت جدا ہو
جائے گا اور تو فقیر بن جائے
گی۔ چون تو باشی۔ جب مجھ میں اور
نصیب میں امتحان ہو جائے گا تو پھر بخت
کو تو گم نہ کرے گی کیونکہ کوئی اپنے
آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

۳۔ بقیہ قصہ۔ حضرت سلیمان کا ذکر
چل رہا تھا اور میان بلیقیس کا قصہ آگیا
تھا بہر حال وہ حضرت سلیمان کے
پاس آ کر ان پر ایمان لے آئی تھی اب
حضرت سلیمان کے قصہ کا پورا
کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور
سلیمان کا ذکر شروع کرتے ہیں۔
بعد ازاں۔ یعنی جب بلیقیس کی دعوت
کی تکمیل ہو گئی۔ تخت۔ یعنی تخت
سلیمان کے سامنے سے ہاتھ نبی
کی آواز آئی۔ لشکر۔ بلیقیس یعنی بلیقیس
کا لشکر عبادت کرنے لگا۔ بسا یک
وسیع مسجد کی ضرورت ہے۔ چونکہ نو۔
یعنی حضرت سلیمان۔ آں مسجد یعنی
اقصیٰ۔ جن و انس۔ حضرت سلیمان کی
حکومت پر جن و انس پر بھی۔



۱۔ ایک گروہ۔ کچھ لوگ دل و جان سے کام کر رہے تھے کچھ بدلی سے جیسا کہ عبادت میں انسانوں کا حال ہے۔ خلق۔ جس طرح مسجد کے کام میں جن لگے ہوئے تھے اسی طرح ہر انسان کو دیو سمجھو اور ان کا قلبی رجحان ان کے لئے بمنزلہ زنجیر کے ہے وہ اس زنجیر کے ذریعہ اپنے ہر شب کام میں لگا ہوا ہے غلہ آمدنی پیدا کر۔ خوف و دلہ۔ زنجیریں دو قسم کی ہیں ایک ذریعہ ایک عشق اور محبت کی۔ بے سلسلہ قرآن پاک میں ہے مَلْعُونٌ ذَلِیْلٌ اَلَا هُوَ اَخَذَ بِنَاصِیْئِہِمْ کُلِّیْ زَمِیْنٍ بِرَحْلِہِ وَالْمَکْرَمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے ہے۔

۲۔ من کشاند۔ وہ مخفی زنجیر اس کو مختلف کاموں کی طرف کھینچتی ہے فی جدیدہ۔ قرآن میں ابولہب کی پیروی کے بارے میں فرمایا گیا ہے اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے مولانا نے یہاں رسی سے وہی خواہش نفسانی جس کو زنجیر سے تعبیر کر رہے ہیں مراد لی ہے۔ مشتقدہ۔ پلید گنہگار۔ مستفہ۔ اصل میں مستحق تھا پاک و صاف۔ طاروہ۔ پرند یعنی اعمال نامہ حرص۔ انسان کی حرص اس کے برے گل کو خوشنما کر کے پیش کر دیتی ہے جس طرح آگ کا لے کو لے کو حسین انگھار بناتی ہے۔

۳۔ آں سیاہی۔ کوئلہ کالا ہوتا ہے آگ اس کو سرخ بنا دیتی ہے جب آگ بجھ جاتی ہے کوئلہ کا کالا پن نمودار ہو جاتا ہے۔ برا عمل حرص کی وجہ سے حسین بناتا ہے جب حرص جلی رہتی ہے اس عمل کی برائی نظر آنے لگتی ہے۔ کوئلہ۔

ایک گروہ از عشق و قوے بے مراد
ایک گروہ عشق کے ساتھ اور کچھ لوگ باہل و خواست
خلق دیوانند و شہوت سلسلہ
لوگ دیو ہیں اور خواہش نفسانی زنجیر ہے
ہست اس زنجیر از خوف و ولہ
یہ زنجیر ڈر اور عشق کی ہے
ہست اس بند و کند آں خوفِ شاں
یہ پھندہ اور کند ان کا وہ خوف ہے
می کشاند شاں سوئے کسب و شکار
وہ ان کو کمائی اور شکار کی جانب کھینچتا ہے
می کشاند شاں سوئے نیک و بد
وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے

قَدْ جَعَلْنَا الْحَبْلَ فِیْ اَغْنَقِہِمُ
بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں رسی ڈال دی ہے
لَیْسَ مِنْ مُّسْتَقْلِرٍ مُّسْتَقْبِہِ
نہیں کوئی بھی گنہگار (یا) پاک
حرص تو درکار بد چوں آتش ست
برے کام میں تیری حرص آگ جیسی ہے

آں سیاہی خم در آتش نہاں
کوئلے کی کالک آگ میں پوشیدہ ہے
اخر از حرص تو شد خم سیاہ
کالا کوئلہ تیری حرص کی وجہ سے انگھار تھا
آں زماں آں خم اخر می نمود
اس وقت وہ کوئلہ انگھار نظر آیا
حرص کارت را بیا رابندہ بود
لاچ نے تیرے کام کو آرامت کیا تھا

ہچمناس کہ در رہ طاعت عباد
جس طرح کہ لوگ رہ عبادت میں
می کشد شاں سوی دکان و غلہ
وہ ان کو دکان اور آمدنی کی طرف کھینچتی ہے
تو ہمیں اس خلق را بے سلسلہ
تو ان لوگوں کو بلا زنجیر نہ سمجھ
نیستند اس خلق بے بند نہاں
یہ لوگ پوشیدہ بند کے بغیر نہیں ہیں
می کشاند شاں سوئے کان و بحار
وہ ان کو کانوں اور سمندروں کی جانب کھینچتا ہے
گفت حق فی جلیہا جبل المسد
اللہ نے فرمایا اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے
وَاَنْخَلْنَا الْحَبْلَ مِنْ اَخْلَاقِہِمُ
اور ہم نے رسی ان کے اخلاق سے بٹائی ہے
قَطُّ اِلَّا طَائِرٌ فِیْ عُقْبِہِ
ہرگز، مگر اس کا اعلان نامہ اس کی گردن میں ہے
اخر از رنگ خوش آتش خوش ست
انگھار آگ کے خوشنما رنگ کی وجہ سے حسین ہے
چونکہ آتش شد سیاہی شد عیاں
جب آگ ختم ہوئی کالک کھل گئی
حرص چوں شد ماند آں خم تباہ
حرص جب ختم ہوئی وہ تباہ کوئلہ رہ گیا
آں ز حسن کارِ نارِ حرص بود
وہ حرص کی آگ کے کارنامہ حسن کی وجہ سے تھا
حرص رفت و ماند کارِ تو گبود
حرص ختم ہو گئی وہ تیرا کام بد نما ہو گیا

غُورۃ را کہ بیا را یند غُول
جس کے خوشے کو بھوت نے آمانت کیا ہے
آزمائش چوں نماید جان او
جس ای کی جان آزمائش کرتی ہے
از ہوں آں دام دانہ می نمود
ہوں کی وجہ سے اس جہل کو دانہ دکھا دیا
حرص اندک کارِ دین و خیر جو
خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ
خیر ہا نغزند نہ از عکس غیر
نیک کام خود خوبصورت میں نہ کہ غیر کے عکس سے
تاب ۲ حرص از کارِ دنیا چوں برفت
دنیا کے کام سے جب حرص کی چمک چلی جائے
کو دکاں را حرص می آرد غرار
بچوں کو حرص ہوا دیتی ہے
چوں ز کوک رفت آں حرص بدش
جب بچہ میں اس کی وہ بری حرص جلتی رہی
کہ چہ می کردم چہ می دیدم دریں
کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا؟
آں بنائے انبیاء بے حرص بود
انبیاء کی تعمیر بغیر لالچ کے تھی
اے بسا مسجد برآوردہ کرام
شرفاء نے بہت سی مسجدیں بنائیں
کعبہ را کش ہر دم عزتے فرود
کعبہ جس کی عزت ہر وقت بڑھتی ہے
فصل آں مسجد خاک سنگ نیست
اس مسجد کی فضیلت مٹی اور پتھر کی وجہ سے نہیں ہے

ہختہ پندارد کے گوہست گول
وہ شخص کو پختہ سمجھے گا جو احمق ہے
گند گردوز آزموں دندل او
آزمائش سے اس کے دانت کھٹے ہو جاتے ہیں
عکس غول حرص و آں خود دام بود
حرص کے بھوت کے عکس نے اور وہ خود جہل قرار
چوں نماند حرص ماند نغز او
جب حرص نہیں رہتی وہ خوبصورت رہتا ہے
تاب حرص از رفت ماند تاب خیر
حرص کی چمک اگر چلی جائے نیکی کی چمک رہتی ہے
نحم باشد ماندہ از اخگر بہ تفت
ہر حالت انگڑے کی بجائے کوئلہ رہ جاتی ہے
تا شوند از ذوق دل دامن سوار
یہاں تک کہ عقل کثافتِ دامن کے سوا بچے ہیں
بر دیگر اطفال خندہ آیدش
دوسرے بچوں پر اس کو ہنسی آتی ہے
خل ۳ عکس حرص بنمود انکسین
حرص کے پرتو سے سر کہ شہد نظر آیا تھا
زا پنجاں پیوستہ رفقا ہا فرود
اسی وجہ سے ہمیشہ ایسی رفیقیں بڑھیں
لیک نبود مسجد اقتضائے نام
لیکن ان کا مسجد اقصیٰ نام نہ ہوا
آں زا خلاصات ابراہیم بود
یہ حضرت ابراہیم کے غلوں کی وجہ سے ہے
لیک در بناس حرص و جنگ نیست
لیکن اس کے بنانے والے میں حرص اور مقابلہ نہیں ہے

۱ غورۃ کا خوش غول۔ چھلواؤ
بھوت۔ گول۔ بیوقوف آزمائش۔
جب کے پھل کو کھانے کو پختہ چلے گا
اور دانت کھٹے ہو جائیں گے اور
ہوں۔ انسان کی حرص جہل کو دانہ دکھا
دیتی ہے حرص۔ کارِ خیر میں اگر حرص
ہو اور وہ حرص جہلی رہے تب بھی وہ عمل
بہتر دکھائی دے گا۔ تاب۔ چمک
۲ تاب حرص۔ دنیا کے کاموں
میں لالچ کی چمک ہٹ جانے کے
امکان کاموں کی بدنامی واضح ہو جاتی
ہے۔ کو دکاں۔ بچے کھڑے کی حرص
میں اپنے دامن کو گھوڑا بنا کر سوار
ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب بڑا ہو
جانے پر وہ حرص ختم ہو جاتی ہے تو پھر
وہی بچہ دوسرے بچوں کی اس حرکت
پر ہنستا ہے۔

۳ خل۔ غرض کہ انبیاء کی حرص
اور لالچ برے کو بھلا دکھائی ہے سر کہ
شہد نظر آتا ہے۔ آں بنائے۔ جو تعمیر
انبیاء کرتے ہیں اس میں چونکہ کوئی
لالچ اور طمع شامل نہیں ہوتی ہے لہذا
ان کی تعمیروں کی رونق میں اضافہ ہوتا
رہتا ہے۔ اے بسا۔ دوسرے بھلے
لوگوں نے بھی مسجدیں بنائیں لیکن
ان کو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجد اقصیٰ
کا ہے۔ کعبہ کعبہ کی روز افزوں
عزت حضرت ابراہیمؑ کے اخلاص کی
وجہ سے ہے۔ فصل آں مسجد۔ یعنی
مسجد حرام۔ حرص و جنگ۔ حضرت
ابراہیمؑ نے اخلاص سے مسجد حرام کی
تعمیر کی تھی کسی کی حرص اور مقابلہ میں
تعمیر نہ کی گئی۔

نے اکتب شل چوں کتاب دیگر

نہ ان کی کتابیں دھروں کی کتاب کی طرح ہیں

نلب شل نے غضب شل نے نکل

نہ ان کا لب نہ ان کا غصہ نہ عذاب

ہر یکے را دادہ حق در مرتبت

ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں وجہ میں

ہر یکے شال را یکے فر دگر

ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک دھری شان ہے

دل ہی لرزد ز ذکر حال شال

ان کے حال کے ذکر سے دل لرزتا ہے

مرغ شال را بیضہا ز زریں بدست

ان کے مرغ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں

ہر چہ گویم من بجا نیکوئے قوم

میں دل و جان سے اس قوم کی جو کچھ بھائی بیان کرتا ہوں

مسجد اقصیٰ ۲ بسازید اے کرام

اے شریفو! مسجد اقصیٰ بنادو

ور از یں دیوان و پریاں سرگشند

اگر اس سے دیوار اور پری سرکشی کریں گے

دیو یک دم کثر رود از مکر و زرق

اگر مکاری اور فریب سے دیو کچھ کفر و زندقہ اختیار کرتا ہے

چوں سلیم شاکہ تا دیوان تو

تو سلیم بن جا تا کہ تیرے دیو

چوں سلیم باش بے دواس و ریو

تو بے شک و شبہ سلیم کی طرح بن جا

خاتم ۳ تو اس دست و ہوش دار

تیری آنکھی یہ دل ہے اور ہوش رکھ

نے مساجد شال نہ کسب و خانماں

نہ ان کی مسجدیں نہ کلابارہ گھر

نے نعل و نعل و نعل قیاس و نعل مقال

نہ لنگہ اور نہ قیاس اور نہ مقال

صد ہزاراں شمت و ہم مکرمت

لاکھوں شوکتیں اور عزتیں

مرغ جاں شال طائر از پر دگر

ان کی جان کا پرند دوسرے قسم کے پر سے پرواز کرتا ہے

قبلہ افعال ما افعال شال

ان کے افعال ہمارے افعال کا قبلہ ہیں

نیم شب جان شل سرگشیں خدست

ان کی جان آدھی رات میں صبح کو دیکھتی ہے

نقص گفتم گشتہ ناقص گوی قوم

گویا اس قوم کا ناقص گوین کران کی برائی بیان کرتا ہوں

کہ سلیم باز آمد و السلام

کیونکہ سلیم آ گیا ہے والسلام

جملہ را املاک در چنبر گشند

فرشتے سب کو شکنجے میں کس دے گے

تازیانہ آیدش بر سر چو برق

اس کے سر پر بجلی کی طرح کڑا پڑتا ہے

سنگ برند از بے ایوان تو

تیرے محل کے پتھر ڈھو کر لائیں

تا ترا فرماں برد جشی و دیو

تا کہ جن اور دیو تیری فرمانبرداری کریں

تا نگرود دیوار خاتم شکار

تا کہ آنکھی دیو کا شکار نہ بنے

اپنے کتب۔ انبیاء کی ہر چیز انوکھی
ہوتی ہے۔ ہر یکے را۔ ہر نئی کو اللہ
تعالیٰ نے وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جس
میں لاکھوں شمتیں اور عزتیں
پہنچاں ہیں۔ فردرگ۔ ہر نئی کسی خاص
صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ دل ان کے
فضائل بیان کرنے سے بھی دل اس
خوف سے لرزتا ہے کہ اس میں کتنا ہی
نہ ہو جائے۔ بیضہا۔ یعنی اچھے
نتیجہ۔ نیم شب۔ یعنی چشم باطن سے
اندھیری رات میں نور کا مشاہدہ کرتے
ہیں۔ ہر چہ گویم۔ چونکہ میں کما حقہ
تعریف نہیں کر سکتا ہوں لہذا میرا
تعریف کرنا ناقص ہے۔

۲ مسجد اقصیٰ۔ یعنی درمیان میں
اور بائیں شروع ہوتی تھیں اب پھر
مسجد اقصیٰ اور حضرت سلیمان کا ذکر
شروع کرو۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں
دیوار اور پری مصروف کار ہیں اگر وہ
سرکشی کرتے ہیں تو فرشتے ان کو سزا
دیتے ہیں۔ دیو۔ جو دیو بکجروی اختیار
کرتا ہے اس پر برق کا چاربان آگتا
ہے۔ چوں سلیم۔ یہ ارشادی
مضمون ہے کہ مخاطب تو بھی حضرت
سلیمان کی طرح بن جائے تو جن اور
پریاں تیرے بھی خدمت گزار بن
جائیں گے۔

۳ خاتم تو۔ حضرت سلیمان
جنوں پر ایک آنکھی کی تاثیر سے
حکومت کرتے تھے مگر نامی ایک جن
نے وہ آنکھی چلائی تھی اور اسکے ذریعہ
حکومت کرنے لگا تھا۔ مولانا فرماتے
ہیں تیری آنکھی تیرا دل ہے تو اس کی
حفاظت کر شیعہ طاعن اس کو نہ چالے اور
وہ تجھ پر حکومت نہ کرنے لگے۔

پس سلیمانی کند بر تو مدام
پھر تجھ پر ہمیشہ حکومت کرے
آں سلیمانی دلا منشوخ نیست
اے دل وہ سلیمانی ختم نہیں ہوئی ہے
دیو ہم وقتے سلیمانی کند
دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے
دست ۲ جبباند چو دست او ولیک
وہ اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن
در بیان ایں حدیث معنوی
اس بات کے بیان میں

دیو با خاتم حذر کن و اسلام
دیو : اگلی کے ذریعہ فتح و اسلام
در سر و سرست سلیمانی اگنی ست
تیرے باطن اور سر میں سلیمانی کرنے والا ہے
لیک ہر جولاہہ اطلس کے تند
لیکن ہر جولاہہ اطلس کب بن سکتا ہے؟
در میان ہر دو مثال فرقے ست نیک
ان دونوں میں بہت فرق ہے
یک حکایت بشنواںدر مثنوی
مثنوی میں ایک حکایت سن لے

قصہ شاعر وصلہ دادن شاہ و مصاعف کردن آں صلہ را وزیر حسن نام
شاعر کا قصہ اور شاہ کا اس کو عطیہ دینا اور وزیر 'حسن نامی کا اس کو بگنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ
ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے
شاہ مکرم بود فرمودش ہزار
شاہ صاحب کرم تھا اس کے لئے حکم دیا ایک ہزار
پس وزیرش گفت کایں اندک بود
وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تھوڑا ہے
از ۲ چو او شاعر و از تو بحر دست
اس سے شاعر کے لئے آپ جیسے نئی سے
قصہ گفت آں شاہ را و فلسفہ
اس نے بادشاہ کو قصہ اور فلسفہ سنایا
دہ ہزارش داد و خلعت در خورش
اس کو پچیس ہزار اور اس کے مناب خلعت دی
پس قصص کرد کایں سعی کہ بود
پس اس نے جموں کی کہ یہ کس کی کوشش تھی

بر امید خلعت و اکرام و جاہ
خلعت اور اعزاز اور مرتبہ کی امید پر
از زر سرخ و کلمات و نثار
از ہزار سرخ و کلمات و نثار
اشرفیوں اور عطیات اور انعام کا
دہ ہزارش ہدیہ دہ تا و رود
دس ہزار کا ہدیہ دیجئے تاکہ واپس ہو
دہ ہزارے کہ بکفتم اندک ست
میں نے جو دس ہزار کہے تھوڑے ہیں
تا بر آمد عشر خرمن از کفہ
یہاں تک کہ بچے کچھ بل میں سے خرمن کا دس حصہ نکال دیا
خانہ شکر و ثنا گشت آں سرش
اس کا دماغ شکر و ثناء کا گھر بن گیا
شاہ را اہلیت من کہ نمود
بادشاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

۱۔ سلیمانی کند۔ یعنی تیری روح
تیرے اندر ہے اگر تو اس کی اصلاح
کر لے گا وہ سلیمانی کرے گی۔ دیو
مزد شیخ کی مثال اس دیو کی ہی ہے
جس نے حضرت سلیمان کی اگلی چما
کر اس کے ذریعہ حکومت شروع کر
دی تھی۔

۲۔ دست جبباند۔ معمولی جولاہہ
اطلس بننے والے کی طرح ہاتھ چلاتا
ہے لیکن دونوں کے کام میں بہت
فرق ہے یہی حال شیخ اور مزد شیخ
کا ہے۔ ایک حکایت۔ اس حکایت
میں دو درویش کا ذکر ہے جن دونوں کا
نام حسن تھا لیکن کام میں بہت فرق
تھا۔ شاعر۔ شاعر نے جب قصیدہ
سنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیوں
دینے کا حکم دیا اس کے حسن نامی وزیر
کے سفارش کر کے اس ہزار اشرفیوں
دوا میں کرم۔ بخشش کرنے والا۔

۳۔ از چو۔ ایسے عمدہ شعر اور تجھ
جیسا انعام دینے والے لیکن نسبت سے
اس ہزار بھی کم ہیں۔ قصہ۔ یعنی شاعر
کی ضرورت کا قصہ یا دوسرے سنوڑوں
کا قصہ فلسفہ۔ یعنی بخشش و عطا کا
فلسفہ تا بر آمد۔ یعنی بادشاہ کے
خزانے اس قدر تھے کہ یہ دس ہزار اس
کے بچے کچھ بل کا دسواں حصہ تھا۔
خانہ۔ یعنی شاعر کا سر بادشاہ کے شکر و ثنا
سے بھر گیا۔ قصص۔ بتوں یعنی شاعر
نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ
بادشاہ کو اس بڑے عطیہ پر کس نے
لانا کیا ہے۔

پس ابگفتندش فلان الدیس وزیر
آں حسن نام و حسن خلق و ضمیر
لوگوں نے اس سے کہا فلان الدیس وزیر نے
جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے
در ثنائے او یکے شعر دراز
بر نوشت و سوائے خلہ رفت باز
اس نے اس کی تعریف میں ایک لمبا قصیدہ
لکھا اور گھر کو واپس ہو گیا
بے زبان و لب ہماں نعمائے شاہ
مدح شہ می کرد و خلعتہائے شاہ
بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہونٹ کے
بادشاہ اور اس کی خلعت کی تعریف کر رہی تھیں

ایسے بگفتند۔ لوگوں نے اس شاعر کو بتایا کہ فلان وزیر جس کا نام بھی حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اس نے یہ عطیہ دلویا ہے شعر دراز۔ یعنی بڑا قصیدہ۔ بے زبان۔ شاہ کی عطایا زبان حال سے شاہ کی تعریفیں کر رہی تھیں۔ یہ قصیدہ خویش اس مرتبہ بھی شاہ نے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا تھا۔

۲۔ بدھ یک۔ یعنی دسویں حصہ۔ بعد سالے اس شعر کے مصرع اول میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی شد سمجھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ عجز۔ ناہاری۔ گفت۔ اس شاعر نے سوچا کہ جس حد سے پہلے عطا حاصل ہوئی ہے وہی ہی چلنا چاہیے۔

۳۔ معنی اللہ۔ یہاں سے مولانا نے ایک لڑشادی مضمون شروع کر دیا۔ سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تحقیق کی ہے اس میں کہا ہے کہ یہ ایم شائق ہے اور اس سے بنا ہے جو اصل طہ تھا جس کے معنی سرگشتہ ہونا اور گھبراہٹ ظاہر کرنا ہیں تو اللہ سیبویہ کے نزدیک اللہ اللہ تھا پہلی بار دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے لام کلام میں مدغم کر دیا ہے اور یا کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی ضروریات میں اس کے سامنے تضرع زاری کرتی ہے اور مصرع سیبویہ کا مقولہ ہے اس میں اللہ کی وجہ تسمیہ ظاہر کی ہے۔ گفت۔ سیبویہ نے کہا کہ ہم نے ضروریات میں اللہ سے تضرع زاری کی اور ہماری ضرورتیں پوری ہوئی ہیں۔

باز آمدن شاعر بعد چند سال بامید ہماں صلہ و ہزار دنیا
چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اسی عطیہ کی اسیر پر اور بادشاہ کا
فرمودن شاہ بر قاعدہ خویش و گفتن وزیر دیگر کہ بعد از وفات
اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشرفیوں کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا
وزیرے نصب کردہ بودند ہم حسن نام شاہ را کہ امیقدر صلہ
بادشاہ سے کہنا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اس کا نام بھی حسن
سخت بسیارست و ما را خزجہاست و خزینہ خلیست
تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت سے خرچہ پیش ہیں اور خزانہ خالی ہے اور
ومن اور ابده ۲ یک ایں راضی کنم
میں اس کو دسویں حصہ پہنچی کر لوں گا

بعد سالے چند بہر رزق و گشت
چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے
گفت وقت فقر و تنگی دو دست
اس نے سوچا دونوں ہاتھ کی تنگی اور فقر کے وقت
در گہے را کار مودم از کرم
جس حد تک کو کرم میں میں آزما چکا ہوں
معنی ۳۔ اللہ گفت آں سیبویہ
سیبویہ نے اللہ کی معنی بتائے ہیں
گفت الہنا فی حوائجنا الیک
اس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف رجوع ہوئے

شاعر از فقر و عوز محتاج گشت
شاعر فقر اور تنگدستی کی وجہ سے محتاج ہو گیا
جستجوئے آزمودہ بہترست
آزمائے ہوئے کی تلاش مناسب ہے
حاجت نو را ہماں جانب برم
نئی ضرورت کو وہیں لے جاؤں
یولہون فی الحوائج ہم لیدیہ
وہ ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں
والتمسناھا و جدنا ہالذیک
ان کو ہم نے تلاش کیا ان کو تیرے پاس پلا

صد ہزاراں عاقل اندر وقتِ درد
لاکھوں عقلمند مد کے وقت
ہیچ دیوانہ فلیوے ایں گند
کئی احمق دیوانہ یہ کرتا ہے
گرندیدندے ہزاراں بار پیش
اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے
بلکہ جملہ ملیاں در موجہا
بلکہ موجوں میں عام مچھلیاں
بلکہ جملہ ۲ موجہا بازی گناں
بلکہ کھیتی ہوئی تمام موجیں
پیل و گرگ وحید و اشکار نیز
ہاتھی اور بھیڑیا اور شیر اور شکار بھی
بلکہ خاک و باد و آب و ہم شرار
بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریں بھی
ہر دُش لبہ گندایں آسمان
یہ آسمان ہر وقت اس کی خوشامد کرتا ہے
استغن من عصمت و حفظ تو است
میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے
وہیں ۳ زمیں گوید کہ دارم برقرار
یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے یہ قرار رکھ
جملگاں کیسہ از و بر دو ختمند
سب نے قبلی ہی سے ہی ہے
ہر نبی ازوئے بر آورده برات
ہر نبی نے ہی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے

جملہ نالاں پیش آں دیانِ فرد
سب اس یکتا حاکم کے سامنے روتے ہیں
بر بخیلے عاجزے گدیہ تنند
کہ عاجز ' بخیل سے بھیک مانگے
عاقلاں جاں کے کشیدندیش پیش
عقلمند کب اس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟
جملہ پرندگان بر او جہا
بلندیوں پر تمام پرندے
ذوق و شوق راعیاں اندر عیاں
اس کے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں
اژدہائے زفت مور و مار نیز
مونا اژدہا چوٹی اور سانپ بھی
مایہ زو یابند ہم دے ہم بہار
اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں خزان بھی بہار بھی
کہ فرومگذارم اے حق یک زماں
کہ اے خدا! مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ
جملہ مطوی یمین آں دو دست
سب چیزیں ان دونوں دائیں ہاتھوں میں لپی ہوئی ہیں
اے کہ براجم تو کردتی سوار
اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سوار کیا ہے
دا دن حاجت ازو آموختند
ضرورت پوری کرتا اس سے سیکھا ہے
استعینوا منہ صبرا و الصلا
کہ اس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

۱۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں عاقل
مصیبت میں اس اللہ کی طرف رجوع
کرتی ہے۔ دیان۔ بدلہ دینے والا۔
فلیوے۔ احمق۔ گدیہ۔ بھیک۔
گرندیدندے۔ اگر عقلمندوں کی
ضروریات وہاں سے پوری نہ ہوئی
ہوتی تو کہیں اس کی طرف رجوع
کرتے۔ بلکہ صرف عقلمند انسان ہی
نہیں بلکہ تمام کائنات اپنی ضروریات
اسی اللہ سے پوری کرتی ہے۔
۲۔ جملہ موجہا۔ عقلمند انسانوں کے
علاوہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ بے
جان کائنات بھی اسی اللہ سے سرمایہ
حاصل کرتی ہے۔ حید۔ شیر۔ مایہ
زدیابند۔ غرضیکہ جملہ کائنات اسی
سے بہرہ اندوز ہے۔ آسمان۔ آسمان
اپنے وجوں میں اسی سے مستفید
ہے۔ مطوی۔ قرآن پاک میں ہے۔
وَالْمَطُورَاتُ مَطُورَاتٌ بِمِثْنِهِ
آسمان لئے ہوئے ہیں اس اللہ کے
دائے ہاتھ میں۔ دوست۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے ساتھ جلال اور جمالیہ جو کہ ان
آسمانوں کی ترتیب کرتے ہیں۔
یمین۔ حدیث میں آیا ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ
بِلَفْظِ يَمِينٍ یعنی۔ میرے دست کے
دونوں ہاتھ دائیں ہیں انسان کا بایاں
ہاتھ کمزور ہوتا ہے۔
۳۔ وہیں زمیں۔ اللہ تعالیٰ نے
زمین کو پانی پر قائم کیا ہے۔ جملگاں۔
دوسرے جو بخشش کرتے ہیں وہ بھی
خدا کے عطا کردہ مال میں سے بخشے
ہیں تو ان کا دینا بھی ماحصل اللہ کا دینا
ہے۔ دلاں۔ یہ صفت بندوں میں خدا
کی صفت کا مظہر ہے۔ برات۔ شاہی
حکمرانہ ستارے۔ استعینوا۔ ضروریات
میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ یعنی
صبر کے ساتھ نمازوں میں اس سے دعا
کر دو عاقلانہ ہو جائے گا۔



ہیں از و خواہید نے از غیر او
خبر دہا اسی سے چاہو نہ کہ اس کے غیر سے
وز بخوای از دگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا
آنکہ معرض راز زر قاروں کند
جو عرض کرنے والے کو سونے سے قاروں بنادیتا ہے
بار دیگر شاعر از سودی داد
شاعر نے دوبارہ عطیہ کے خیل سے
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر
حسنایا بلصد عطا و جود و پر
محسن سیکڑوں عطاؤں اور سخاوت اور احسان ہے
پیش ایشال شعرے باز صد تنگ شعر
ان کے نزدیک شاعر ان کے گونگروں سے بہتر ہو جاتا ہے
آدمی اول حریص ناں بود
انسان پہلے روٹی کا حریص ہوتا ہے
سوئے کسب دوی غصب صد حیل
کمانی کی جانب تھپتھپ اور سیکڑوں تدبیروں کی جانب
چوں بنادر گشت مستغنی ز ناں
جب اتفاقاً روٹی سے بے نیاز ہو گیا
تا کہ اصل و نسل اورا بر دہند
تاکہ اس کی اصل و نسل کو وہ بھلدا کریں
تا کہ کرو فرو زر بخشی او
تاکہ اس کی شان و شوکت اور سخاوت
خلق مابر صورت خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق اپنی صورت پر کی ہے

۱۔ آب۔ اللہ تعالیٰ عطا کا سند
ہے دوسرے خشک نہر ہیں۔ وہ
بخوای۔ دوسروں کی عطا بھی حاصل
اللہ کی عطا ہے اس لئے کہ ان میں
سخاوت کا مادہ اسی نے رکھا ہے۔
معرض۔ جب وہ منکروں کو بھی نوازتا
ہے تو عبادت گزروں کو کیوں نہ
نوازے گا۔ سود۔ خیل۔ بہند گرد۔
شاعر شعر پیش کر کے انعام چاہتا
ہے۔ حسن۔ نئی داد پیش کے لئے
دوپہ لئے ہوئے شاعروں کے فخر
رہتے ہیں کہ وہ آئیں تو ان کو انعام
دیں۔

۲۔ پیش شال۔ جو لوگ ان کے
نزدیک ایک شعر دشمن کہڑے
کے سیکڑوں گھروں سے بڑھا ہوا ہوتا
ہے۔ خاص۔ خصوصاً اس شاعر کے
اشعار جو نئے عمدہ مضامین شعر میں
کہے آئی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ
روٹی کی فکر کرتا ہے جب اس سے
مستغنی ہوتا ہے تو مدح و ثنا کا طالب
بنتا ہے۔ سوئے۔ پیٹ کے لئے جائزہ
نا جائز سوچندے کرتا ہے۔

۳۔ تاکہ۔ اب اس کی خواہش
ہے کہ شوالہ اس کے حسب و نسب کی
مدح و ثنا کریں اور منبروں پر بیٹھ کر
مدحہ اشعار پڑھیں۔ ہچو عنبر۔ تاکہ
اس کی شان و شوکت کی خوشبو میں
پھل جائیں۔ خلق۔ اللہ نے انسان کو
اپنی صورت اور صفات پر پیدا فرمایا
ہے۔ اللہ تعالیٰ شکر حمد کا طالب ہے لہذا
انسان میں بھی یہ صفت ہے۔

آب دریم جو مجو در خشک جو
پانی سمند میں تلاش کر خشک نہر میں تلاش نہ کر
برکف میلش سخا ہم او نہد
اس کے میلان کی ہتھیلی پر سخاوت وہی رکھے گا
رُوبد و آری بطاعت چوں کند
اس کی طرف رخ کر و فرما نہر وہی کے ساتھ کیا کرے گا؟
رُو بسوئے آل شہِ حسن نہاد
اس محسن بادشاہ کی جانب رخ کیا
پیش حسن آردو بہند گرو
محسن کو پیش کرتا ہے اور گروی رکھ دیتا ہے
زر نہادہ شاعراں را منظر
سونا رکھے ہوئے شاعروں کے فخر رہتے ہیں
خلصہ شاعر کو گہر آردز قعر
خصوصاً وہ شاعر جو گہرائی سے موتی نکال کر لاتا ہے
زانکہ قوت ناں ستون جاں بود
کیونکہ روٹی کی مدد جان کا ستون ہے
جاں نہادہ برکف از حرص وائل
لاالچ اور امید سے ہتھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے
عاشق نام ست و مدح شاعراں
تو نام آدمی اور شاعروں کی تعریف کا عاشق ہے
در بیان فصل او منبر نہند
اس کی فضیلتوں کے بیان میں منبر رکھیں
ہچو عنبر بود بد در گفتگو
بات چیت میں عنبر کی طرح خوشبو مہکائے
وصف ما از وصف او گیر و سبق
ہمارے وصف اس کے وصف سے سبق لیتے ہیں

چونکہ آل خلاق شکر و حمد جوست
چونکہ وہ خلاق شکر اور حمد کا طالب ہے
خاصہ ہر حق کہ فضل مست جست
خصوصاً مرد حق جو بزرگی میں جست ہے
وَر نہ باشد اہل زالاں بادِ دورغ
اور اگر اہل نہ ہوئے اس جمعی ہوئے
اس مثل از خود تلفتم اے رفیق
لست لیہ مثل میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے
اس پیغمبر گفت چوں بشدید قدح
یہ بات پیغمبر نے فرمائی جبکہ انہوں نے اعتراض سنا
رفت شاعر سوئے آل شاہ و بیرو
شاعر اس بادشاہ کی جانب چلا اور لے گیا
محسناں ۲ مردند و احسانہا بماند
احسان کرنے والے مر جاتے ہیں اور احسان نہ دیتے ہیں
ظالماں مردند و ماندآں ظلمہا
ظالم مر گئے اور وہ مظلوم باقی رہ گئے
گفت پیغمبر خنک آں را کہ او
پیغمبر نے فرمایا کہ وہ شخص قابل مبارکباد ہے
مرد محسن لیک احسانش نمود
احسان کرنے والا مرا لیکن اس کا احسان نہ مرا
نام ۳ نیک اوز فعل نیک داں
اس کی نیکنای نیک کام سے سمجھ
وائے آنکو مرد و عصیانش نمود
اس پر انہوں نے جو مر گیا اور اس کا گناہ نہ مرا
اس رہا گن زانکہ شاعر برگذر
اس کو چھوڑ کیونکہ شاعر راستہ پر

آدی را مدح جوئی نیز خوست
تعریف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے
پر شود زالاں باد چوں خیک درست
صحیح مشکیزہ کی طرح اس ہوا سے پر ہو جاتا ہے
خیک بد ریدست کے گیر و فروغ
پھنا ہوا مشکیزہ ہے وہ کب اہل حاصل کرے گا؟
سرسری مثنو چو اہلی و مضیق
اگر تو ہوشمند اور اہل ہے اس کی سرسری نہ سن
کہ چرا فربہ شود احمد بمدح
کہ احمد تعریف سے مومنے کیوں ہوئے ہیں؟
شعر اندر شکر احساں کاں نمود
احسان کے شکر میں شعر کیونکہ وہ احسان نہ مرا تھا
اے خنک آنرا کہ اس مرکب براند
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سواہی چلائی
وائے جانے گو گند مکرو دعا
اس جان پر انہوں نے جو مکر اور دعا کرے
شد ز دنیا ماندا زو فعل نگو
جو دنیا سے گیا اور اس کا نیک کام باقی رہا
نزد یزداں دین و احساں نیست خرد
اللہ کے نزدیک دین اور احسان معمولی چیز نہیں ہے
پس نمود دست او یقین بنگر میاں
وہ یقیناً نہیں مرا ہے اچھی طرح غور کر لے
تانہ پنداری بمرگ او جاں بیرو
تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ مر کر وہ جان بچالے گیا
وام دارست و قوی محتاج زر
مقروض ہے اور سونے کا بہت محتاج ہے

۱۔ خاص یعنی اہل اللہ جب اپنی
تعریف سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگ
ان کے مدح بن کر سیدھے راستہ پر
لگدے ہیں تو ان کو بہت خوشی ہوتی
ہے۔ خیک درست۔ اگر درست
مشک میں پھونک بھر تو وہ پھول جلی
گی۔ باد۔ ہوا۔ اگر غیر واقعی تعریف
ہو تو اس کی مثل یہ ہے کہ پھٹی ہوئی
مشک میں پھونک بھری جائے۔
مضیق۔ ہوشمند اس پیغمبر گفت اس
مفہوم کی کوئی حدیث کتابوں میں
وجہیاب نہیں ہو سکی۔ فربہ احسان اور
عمل خیر مر نہیں جاتا ہے۔
۲۔ محسناں۔ محسن مر جاتا ہے لیکن
اس کا احسان زندہ رہتا ہے۔
ظالماں۔ اس طرح ظالم زندہ رہتا ہے
اور ظالم مر جاتا ہے۔ گفت۔ ان الفاظ
کی کوئی حدیث کتب حدیث میں
نہیں ہے البتہ ایک حدیث ہے۔ انا
عانت الإنسان انقطع عنه عمله الا
من قلبه من صدقة جليلة او علم
ينفع به او ولد صالح يذخر له۔
جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل
منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں
صدقہ جاریہ علم جس سے نفع حاصل
کیا جائے اور نیک اولاد جس کو اس
کے لئے دعا کرے۔
۳۔ نیک نام۔ نیک نامی بھی ایک
نہ مرنے والا عمل ہے۔ وائے۔ وہ
انسان بد بخت ہے جو مر گیا اور اپنے
پیچھے ایسے بد عمل چھوڑ گیا جو نہ مرنے
والے میں اس شخص کے مرنے سے
اس کی جان نہ چھوٹے گی بلکہ اس بد
عمل کی وجہ سے اس کے گناہوں میں
اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس رہا کن۔ اب
اس ذکر کو ختم کر کے شاعری بات کی
تکمیل کرو۔

بر اُمید بخشش و احسان پارا
گزشتہ سہل کی بخشش لہ احسان کی امید پر
بر اُمید و بُوئے اکرام نخست
پہلے جسے اکرام کی امید لہ آرزو پر
چوں چنیں بد عادت آل شہر پار
کیونکہ اس بادشاہ کی یہی عادت تھی
بر براق عزّز دُنیا رفتہ بُوَد
عزت کے براق پر دنیا سے روانہ ہو چکا تھا
گشتہ لیکن سخت بے رحم و حسیں
بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم لہ کینہ تھا
شاعرے را بُود ایں بخشش سزا
ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے
مرد شاعر را خوش و راضی کنم
شاعر کو خوش لہ راضی کر لوں گا
وہ ہزارے زیں دلاور بردہ است
اس دلاور بادشاہ سے دس ہزار لے گیا ہے
بعد سُلطانی گدائی چوں گند
شاعی کے بعد فقیری کیسے کرے گا؟
تا شود زار و زوار از انتظار
تاکہ وہ انتظار سے ہونے لگے لہ لاف ہو جائے
در زباید ہچو گلبرگ از چمن
چمن سے پھول کی پتیوں کی طرح لے جائے گا
گر تقاضا گرود ہم آتشیں
خونہ تقاضا کرنے والا گرم مزاج بھی ہو
فرم گرود چوں بہ بیند او مرا
جب مجھے دیکھ لے گا نرم پڑ جائے گا

بُرد شاعر شعر سُوئے شہر یار
شاعر، شعر بادشاہ کے پاس لے گیا
ناز میں شعرے پر از دُر درست
نازک اشعار عمدہ موتیوں سے پر
شاہ ہم بر خوبی خود گفتش ہزار
بادشاہ نے بھی اپنی علت کے مطابق اس کے لئے ایک ہزار لکھیا
لیک ایں بارآں وزیر پُرز بُود
لیکن اس بار وہ سخاوت سے پر وزیر
بر مقام او وزیر نورئیں
اس کی جگہ پر نیا وزیر حاکم
گفت اے شہ خرجہا داریم ما
کہا اے بادشاہ! ہمیں بہت سے اخراجات پیش ہیں
مَنْ سِوِ بَرِجِ عَشَرِ ایں مُعْتَمِ
اے معتمد! میں اس کے چالیسویں حصہ پر
خُلق گفتندش کہ او از پیش دست
لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ پہلے
بعد شکر کلاک خالی چوں گند
شکر کے بعد زکّل چبانا کیسے گوارا کرے گا
گفت بفشارم اُورا اندر فشار
اس نے کہا میں اس کو تنگی میں دباؤں گا
اُنکے سارِ خاکش وہم از راہ من
تب اگر میں اس کو راستہ کی خاک بھی دوں گا
ایں بمن بگذار کا ستلام دریں
یہ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں استاد ہوں
از ثریا گر پَر د تا ثریا
اگر وہ ثریا سے ثریا تک پرواز کرے

۱۔ پار۔ گزشتہ ناز میں۔ یعنی جو
قصیدہ شاعر نے پیش کیا وہ بہت عمدہ
تھا اس کے موتی جیسے الفاظ تھے۔
ہزار۔ شاہ کی عادت تھی کہ وہ عموماً
شاعروں کو ایک ہزار شریفی انعام
میں دیتا تھا۔ ایں بار۔ اس بار جب
شاعر آیا تو پرانا وزیر دنیا سے باعزت
رخصت ہو چکا تھا۔ بر مقام اُو اس
کے قائم مقام جو نیا وزیر بنا تھا وہ بے
رحم لہ کینہ تھا۔ گفت۔ اس دورے
وزیر نے بادشاہ سے کہا ہمیں خود
اخراجات پیش ہیں ایک شاعر کو اس
قدر زیادہ دینا مناسب نہیں ہے۔

۲۔ مَنْ سِوِ بَرِجِ عَشَر۔ اس وزیر نے
کہا کہ میں ایک ہزار کے چالیسویں
حصہ پر شاعر کو راضی کر لوں گا۔ خُلق۔
لوگوں نے اس وزیر سے کہا۔ بعد
شکر۔ یعنی شکر کھانے کے بعد زکّل کو
کیسے چبائے گا۔ گفت۔ وزیر نے
لوگوں سے کہا میں اس کو اتنا انتظار
کراؤں گا کہ وہ عاجز اور پریشان ہو
جائے گا۔

۳۔ آنک۔ جب وہ انتظار میں
پریشان ہو گا تو معمولی انعام کو بھی
قیمت سمجھے گا۔ ایں من۔ وزیر نے
بادشاہ سے کہلایہ معاملہ میرے سر پر چھوڑ
دیجئے میں ایسے کاموں میں استاد
ہوں تقاضا کرنے والا خونہ گرم مزاج ہو
میں اس کو غضبنا کر رکھتا ہوں۔ از ثریا۔
خونہ اس کی دور دوری کچھ ہی ہو مجھے
دیکھ کر نرم پڑ جائے گا لہ راضی ہو
جائے گا۔

گفت سلطانش بر فرماں تراست
 بادشاہ نے اس سے کہا جا تجھے اختیار ہے
 گفت اُورا و دو صد چوں اُو گدا
 اس نے کہا اسکو اور اس جیسے دو سو فقیروں کو
 پس فلندش صاحب اندر انتظار
 پھر اس کو وزیر نے انتظار میں جلا کر دیا
 شاعرش چند آنکہ حاجت می نمود
 شاعر جتنی بھی اس کے سامنے ضرورت پیش کرتا
 شاعر ۲ اندر انتظارش پیر شد
 اس کے انتظار میں شاعر بوڑھا ہو گیا
 گفت اگر زر نہ کہ دشنام دہی
 اس نے کہا اگر سونا نہیں تو مجھے گالی ہی دیدے
 انتظارم گشت بارے گو برو
 مجھے انتظار نے مالا اب کہہ دے کہ چلا جا
 بعد از انش داد رُبع عشر آں
 اس کے بعد اس نے اس کا چالیسواں حصہ دیا
 کا پنجاں ۳ نقد و پُچاں بسیار بُود
 کہ وہ ایسا نقد اور اتنا زیادہ تھا
 پس بگفتندش کہ آں دستور راو
 لوگوں نے اس سے کہا وہ عقلمند وزیر
 کہ مصاعف زوہمی شد آں عطا
 کہ اس کی وجہ سے عطا ہو گئی ہو جاتی تھی
 ایں زماں اُورفت و احساں را بُرد
 اب وہ چلا یا اور احسان کو بھی لے گیا
 رفت از ما صاحب را دو رشید
 ہم سے داتا اور کو کا وزیر رخصت ہو گیا

لیک شادش گن کہ نیکو گئی ماست
 لیکن اس کو خوش کر دینا کیونکہ ہماری بھلائی بیان کرنے والا ہے
 تو بمن بگذار و فارغ شو شہیا
 تو اسے شادامیرے اوپر چھوڑ دے اور مطمئن ہو جا
 شد زمستان و دے و آمد بہار
 جازا اور موسم خزاں ختم ہوا اور موسم بہار آ گیا
 صاحبش در و عدہ حیلہ می فرود
 وزیر اپنے وعدہ میں حیلوں کا اضافہ کر دیتا
 بس زبون ایں غم و تدبیر شد
 اس غم اور تدبیر سے بہت عاجز آ گیا
 تارہد جانم، ترا باشم رہی
 تاکہ میری جان چھوٹے میں تیرا غلام بن جاؤں گا
 تارہد ایں جان مسکین از گرو
 تاکہ یہ مسکین جان قید سے نجات پالے
 ماند شاعر اندر اندیشہ گراں
 شاعر بھاری فکر میں پڑ گیا
 ایں کہ دیر اشگفت دستہ خار بُود
 یہ جو دیر میں کھلا کانٹوں کا مٹھا تھا
 رفت از دنیا خدا مُردش دہاو
 دنیا سے چلا گیا خدا اس کو اجر دے
 کم ہی افتاد در بخشش خطا
 عطا کے معاملہ میں اس سے غلطی نہ ہوتی تھی
 او بمرد الحق و لے احساں نمود
 وہ یقیناً مر گیا لیکن احسان نہیں مرا
 صاحب سلاخ در ویشال رسید
 فقیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آ گیا

۱ گفت سلطانش۔ بادشاہ نے وزیر
 سے کہا تجھے اختیار ہے جو چاہے کر
 لیکن اس کو خوش کر دینا۔ گفت اور
 وزیر نے بادشاہ سے کہا میں اس جیسے
 لاکھوں سے نہٹ لوں گا یہ معاملہ
 میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ پس
 فلندش۔ وزیر نے انعام دینے میں
 نال منول شروع کر دی اور موسم پر موسم
 گزرنے لگے شاعر جس قدر بھی
 اپنی ضروریات ظاہر کرتا وزیر حیلہ بازی
 میں اضافہ کر دیتا۔

۲ شاعر۔ شاعر وعدہ کے ایفاء کے
 انتظار میں بوڑھا ہو گیا اور وزیر کی مکاثر
 سے عاجز آ گیا۔ گفت۔ شاعر نے
 وزیر سے کہا کہ اگر تو انعام نہیں دے
 دیتا تاکہ یہ انتظار تو ختم ہو میں تیرا شکر
 گزار ہوں گا۔ انتظارم۔ شاعر نے
 وزیر سے کہا۔ ربع عشر۔ چالیسواں
 یعنی پچیس اشرفیاں۔

۳ کا پنجاں۔ یعنی پہلے فوراً اور
 بہت ملا۔ دستہ خار۔ کانٹوں کا مٹھا۔
 آں دستور۔ پہلا حسن نامی وزیر۔
 مصاعف۔ ڈونگنا۔ ایں زماں۔ یعنی
 پہلا وزیر حسن اگرچہ مر گیا لیکن اس
 کے احسانات زندہ ہیں۔ سلاخ۔ کھال
 کھینچنے والا۔

چوں اہل ماں مشورت کردہ ران
جب وہ اس میں ہلان سے مشورہ کرتا
پس بگفتے تا کنوں بودی خدیو
وہ کہتا کہ آپ اب تک شہ مصر تھے
ہچو سنگ منجھتے آمدے
گیمین کے پتھر کی طرح آتی
ہر چہ صد روزاں کلیم خوش خطاب
وہ خوش کلام کلیم اللہ جو سو دن میں
عقل ۲ تو مغلوب دستور ہواست
تیری عقل خواہ نفسانی کے ذریعے مغلوب ہے
ناتجربہ رہائی پندت دہد
کوئی اللہ ولا نصیحت کرنے والا تجھے نصیحت کرتا ہے
کایں نہ رجالیست ہیں از جا مشو
کہ یہ بات ہاموقع نہیں ہے خبر دہ جگہ سے نہ مل
وایں آں شہ کہ وزیرش ایں بود
اس بادشاہ پر افسوس ہے جس کا ایسا وزیر ہو
شاداں شاہ ہے کہ اورا دستگیر
وہ بادشاہ قابل مہد کباد ہے کہ اس کا ایسا وزیر ہو
شاہ ۳ عادل چوں قرین او شود
منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو
چوں سلیمان شاہ و چوں آصف وزیر
سلیمان جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر
شاہ فرعون و چوہا مانس وزیر
شاہ فرعون ہو اور ہلان جیسا اس کا وزیر
پس بود ظلمات بعضے فوق بعض
تاریکیاں ہوں گی بہ بہ

مانعش گشتے مدام آں سخت جاں
وہ سخت جان ہمیشہ اس کے لئے مانع بنا
بندہ گردی زندہ پوشے را بریو
مگر سے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے
آں سخن بر شیشہ خانہ او زدے
یہ بات 'نور' اس کے شیش محل پر لگتی
ساخے در یک دم او کردے خراب
بناتے وہ ایک دم میں اس کو برباد کر دیتا
در وجودت رہزن راہ خداست
تیرے وجود میں راہ خدا کا ڈاکو ہے
آں سخن را او بفن طرح نہد
وہ اس بات کو چلاکی سے ٹال دیتی ہے
نیست چنداں باخود آشید امشو
یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آ دیوانہ نہ بن
جائے ہر دو دوزخ پر کیس بود
دوؤں کا مقام غضبناک دوزخ ہے
باشد اندر کار چوں آصف وزیر
دوؤں مقام غضبناک دوزخ ہے
نام او نور علی نور ایں بود
تو اس کا نام نور علی نور ہو
نور بر نورست عنبر بر عنبر
نور بالائے نور 'عنبر' پر عنبر ہے
ہر دورانہ بود زبد نخست گزیر
تو دوؤں کے لئے بدبختی کے سوا چاہہ نہیں ہے
نے خرد یار و نہ دولت روزِ عرض
قیامت کے روز نہ عقل یاد ہوگی نہ دولت

۱۔ چہل۔ فرعون جب ہلان سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے روک دیتا۔ پس بگفتے۔ ہلان فرعون کو بھڑکانے کے لئے کہتا کہ اب تک تو آپ شہ مصر ہیں حضرت موسیٰ کی پیروی کے بعد آپ غلام بن جائے گے۔ خدیو مصر کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ زندہ پوشے۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ۔

۲۔ عقل۔ تو۔ اب مولانا نے نصیحت شروع کی ہے کہ اسے مخاطب تیری عقل تیری خواہش سے مغلوب ہے جس طرح فرعون ہلان سے مغلوب تھا۔ نوغمن۔ یعنی خواہش نفسانی مکاری سے اس نصیحت کو ٹال دیتی ہے کایں۔ ہوائے نفسانی عقل سے کبھی ہے کہ یہ بات باطل نہیں ہے اس پر فریضہ نہ ہو۔ وایں۔ اس شہ پر افسوس ہے کہ جس کا وزیر ہلان جیسا ہو ان دوؤں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ شاداں۔ وہ شہ قابل مہد کباد ہے جس کا صف جیسا وزیر مشیر کار ہو۔

۳۔ شاہ و عادل۔ جب بادشاہ بھی منصف ہو اور وزیر بھی بھلا ہو تو نور بالائے نور ہے۔ چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان اور ان کا وزیر آصف نور بالائے نور کا مصداق تھے۔ شاہ فرعون۔ شاہ فرعون اور وزیر ہلان تو بدبختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پس۔ ایسے شہ کے لئے قیامت میں تار کی بالائے تار کی ہوگی نہ وہیں عقل کام آئے گی نہ دولت۔

۱۔ اگر تو اگر کینوں میں تجھے کوئی سعادت نظر آئے تو اس سے میرا سلام کہہ دے۔ بچو جاں۔ شلہ بمنزلہ ہر وزیر بمنزلہ عقل کے ہے اگر عقل خراب ہو جائے تو روح جانی نہیں رہتی ہے۔ عقل۔ عقل جو بمنزلہ فرشتہ ہے اگر وہ اپنی فطرت اختیار کر لے تو اس کے کانٹے خراب ہوتے ہیں۔ طاغوت۔ ہر وہ طاقت جو اللہ سے سرکشی کرے عقل بخودی۔ عام انسانی عقل۔ عقل کل۔ وہ عقل جو ہوا وہوں سے آزاد ہو۔ ہوا انسان کی خواہش نفسانی حریص ہوتی ہے اور حالی یعنی نیلوی معاملات کی فکر کرتی ہے عقل آخرت کے معاملہ کو سوچتی ہے۔

۲۔ عقل را عقل کی دو آنکھیں انجام پر نظر رکھتی ہیں۔ کل۔ یعنی آخرت۔ خدا۔ یعنی دنیوی مصائب۔ کہ وہ پھول نہ بکھرتا ہے نہ جھڑتا ہے۔ انشم۔ وہ انسان جس میں سوکھنے کی قوت نہ ہو۔ چہ خولہ انسان میں خود بھی عقل ہو لیکن عقل کامل کو ضرور شریک مشورہ کرے۔ ہوا عقل۔ خود انسان کی عقل اور عقل کامل دونوں مل کر مصائب سے نجات دلائے گی۔

۳۔ نشستن۔ یہ قصہ کہ ضرغ نامی دیو نے حضرت سلیمان کی انکشتری چرائی تھی اور خود حضرت سلیمان کی جگہ بیٹھ گیا تھا متعین کے نزدیک یہ شخص افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں مولانا نے شخص تمثیل اس کو بیان فرمادیا ہے۔ بہر حال مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کا دل بمنزلہ سلیمان کی انکشتی کے ہے شیطان سے اس کی حفاظت ضروری ہے۔

من ندیدم جو شقاوت در لہام میں نے کینوں میں سوائے بدبختی کے کچھ نہ دیکھا ہچو جاں باشد شہ و صاحب چو عقل شلہ بمنزلہ جان کے اور وزیر عقل جیسا ہوتا ہے آل فرشتہ عقل چوں ہدوت شد عقل کا فرشتہ جب ہدوت بن جاتا ہے عقل بخودی را وزیر خود مکیر ناقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا مر ہوا را تو وزیر خوب مساز تو ہوا (دہوں) کو اپنا وزیر نہ بنا کایں ہوا پر حرص و حالی میں بود کیونکہ خواہش حرص بھری ہو جو کہ یکھنہ علی ہوتی ہے عقل ۲ را دو دیدہ در پائیان کار عقل کی دونوں آنکھیں انجام کار پر ہوتی ہے کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزاں کیونکہ وہ خزاں میں نہ شکستہ ہوتا ہے نہ جھڑتا ہے ور چہ عقلت ہست با عقل دگر اگرچہ تیری بھی عقل ہے لیکن دوسری عقل کا باد و عقل از بس بلا ہوا رہی تو وہ عقلوں کے زریعہ بہت سی بلاؤں سے نجات پالے گا

اگر تو ایدیتی رساں از من سلام اگر تو نے دیکھا ہے تو ان کو میرا سلام پہنچا دے عقل فاسد روح را آرد بہ نقل خراب عقل روح کو نکال دیتی ہے سحر آموز دو صد طاغوت شد دو سو شیطانوں کو جادو سکھانے والا ہو جاتا ہے عقل کل را سازاے سلطان وزیر اے شلہ عقل کل کو اپنا وزیر بنا کہ برآید جان پاکت از نماز کیونکہ تیری پاک جان عبادت سے خلد ہو جائے گی عقل را اندیشہ یوم لدیس بود عقل کو قیامت کی فکر ہوتی ہے بہر آں کل می گشد او رنج خار وہں پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف بھارت کرتی ہے باد ہر خوطوم انشم دور ازاں خدا کرے نہ سگھ سکھالے کی ناک اس سے دور ہے یارباش و مشورت گن اے پدر دوست بن جا اے باؤلا مشورہ کر لے پائے خود بر اوج گرد و نہا نہی اپنا پاؤں آسمانوں کی بلند پر رکھے گا

نشستن دیو بر مقام سلیمان و شبہ گردن او بکار ہائے سلیمان و فرق ظاہر حضرت سلیمان کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اس کا حضرت سلیمان کے کاموں کی نقل اتنا شدن میل دیو و سلیمان و دیو خود را سلیمان بن داؤد نام کردن اور دیو اور حضرت سلیمان میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنا نام سلیمان بن داؤد مقرر کرنا



دیو! گر خود را سلیمان نام کرد
دیو نے اپنا نام سلیمان رکھ لیا
صورتِ کارِ سلیمان دیدہ بود
اس نے حضرت سلیمان کے کام کا ظاہر دیکھا تھا
خلقِ گفتند سلیمان بصفات
لوگوں نے کہا یہ سلیمان بے نور ہے
او چو بیداریست ایں ہچو و سن
"بیداری کی طرح" یہ نیند کی طرح ہے
دیو ۲ میگفتے کہ حق بر شکل من
دیو کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا صورت پر
دیو را حق صورتے من دادہ است
اللہ تعالیٰ نے دیو کو میری صورت دیدی ہے
گر پدید آید بدعوئی زہنہار
اگر وہ دعوے کے ساتھ نمود ہو "ہرگز
دیو شال از مکر می گفتے ولیک
دیو مکاری سے ان سے کہتا تھا "لیکن
نیست بازی با ممیزِ خلصہ او
وہ کاتیز کر لینے والے کے ساتھ ممکن نہیں ہے خصوصاً وہ
چچ سحر و چچ تلخیص و دغل
کئی جادو اور کئی مکاری اور کئی فریب
پس ۳ ہی گفتند با خورد در جواب
پھر وہ جواب میں اپنے دل میں کہتے
باز گوئے رفت خواہی چچنیں
تو اسی طرح اٹا جائے گا
او اگر معزول گشتہ است و فقیر
"سلیمان اگرچہ معزول اور فقیر ہو گئے ہیں

ملک بُرد و مملکت را رام کرد
ملک لے لے اٹا اور سلطنت کو مسخر کر لیا
صورت اندر سرِ دیوی می نمود
شیطانی باطن میں صورتِ رضا تھی
از سلیمان تا سلیمان فر قہاست
سلیمان سے سلیمان تک بہت فرق ہیں
ہچنناں کہ آں حسن تا ایں حسن
جیسا کہ اس حسن اور اس حسن میں
صورتے کردست خوش برا ہر من
شیطان کی خوبصورت صورت بنا دی ہے
تا بیند از دشمارا او بشست
تاکہ وہ تمہیں کند میں پھنسا لے
صورتِ اُورا مدارید اعتبار
اس کی صورت کا اعتبار نہ کرنا
می نمود آں عکس بر دلہائے نیک
اس کا نیک دلوں پر عکس ظاہر ہوتا تھا
کہ بود تمیز و عقلش غیب گو
کہ جس کی تمیز اور عقل غیب کو بتا دے
می نہ بندد پردہ بر اہل دُول
پردہ نہیں ڈال سکتا دولت والوں پر
باز گوئے می روی اے کج خطاب
اے نیک بات کرنے والے! تو اپنی چال چل رہا ہے
سوی دوزخ اسفل اندر سافلین
دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نچلے میں
ہست در پیشا نیش بدرِ منیر
ان کی پیشانی میں چھوٹیوں کا چاند ہے

۱ دیو۔ سحر۔ رام۔ فرمانبرداری
صورت۔ وہ دیو حضرت سلیمان کے
ظاہر کار سے واقف تھا حقیقت سے
واقف نہ تھا تو اس نے ظاہری کار کی
نقل اتارنی شروع کر دی لیکن ان
کاموں کا باطن شیطانی تھا۔ خلق۔
جب سحر نے سلیمان ہونے کا دعویٰ
کیا اور اپنا نام بھی سلیمان ظاہر کیا تو
لوگوں نے کہا کہ یہ سلیمان تو بے نور
ہے اور اس سلیمان اور ان دونوں بہت
فرق ہے اور ان دونوں میں ایسا ہی
فرق بتایا جیسا کہ پہلے ذکرِ حسن اور
دوسرے ذکرِ حسن میں فرق تھا۔
۲ دیو میگفتے۔ سحر کو جب شبہ ہوا
کہ لوگ مجھ سے بدظن ہو کر اسل
سلیمان کی تلاش میں ننگ جائیں تو
ان کو بہکانے کے لئے کہنے لگا کہ اللہ
نے ایک شیطان بھی میری صحبت پر
پیدا کیا ہے بھی وہ آکر کچھ کام کر دیتا
ہے تو اس کی وجہ سے مجھ پر بدگلی نہ
کرتا۔ دیو۔ وہ سحر اس نے یہ باتیں
کہتا تھا لیکن نیک لوگوں پہاں کی
اصلیت کا عکس بڑ رہا تھا نیست
نیک لوگوں کے ساتھ مکر کرنا آسان
نہیں ہے۔ چچ جو لوگ آخرت کی
دولت کے مالک ہیں ان کے علقوں
پر کوئی جادو مکاری اور فریب پردہ نہیں
ڈال سکتا۔
۳ پس اس سحر کی تقریر پر وہ چچ
نہیں کرتے اور کہتے کہ تیری سب
باتیں غلط ہیں اور تیری چال اپنی
ہے باز گوئے تو دوزخ کے سب
سے نچلے طبقہ میں اٹا کرے گا۔
حضرت سلیمان اگرچہ اس وقت
سلطنت سے معزول ہیں اور گما ہیں
لیکن ان کی پیشانی میں نورِ نبوت
ہے

تو اگر اَنگشتی را بُردہ
تو نے اگر انگلی اٹالی ہے
مابوش و عارض و طاق و طرب
ہم کو فرمود لشکر و شان و شوکت کی وجہ سے
وَر بغفلت مابہیم اُورا جبیں
اگر ہم غفلت سے اس کے سامنے پیشانی رکھ دیں
کہ منہ آں سر مَرایں سر زیر را
کہ اس اندھے کے لئے سر نہ جھکا
کردے من شرح ایں بس جانفزا
میں اس کی پر لطف تشریح کرتا
ہم قناعت گن تو پذیر ایں قدر
تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کر لے
نام خود کردہ سلیمان نبی
اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر
دَر گذر از صورت و از نام خیز
صورت سے آگے بڑھ اور محض نام سے تدبیر دار ہو جا
پس ۳ پُرس از خُلق و ز افعال اُو
اس کے اخلاق اور افعال دریافت کر
کار ہر کس نیست ہیں در کش زمام
خبردار یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کام سمجھنے لے
شد تمام القصد مسجد بے فتور
قصہ مختصر بے عیب مسجد مکمل ہو گئی
بد سلیمان زائر و مسجد مزور
حضرت سلیمان زیدت کرنے والے اور مسجد زیادۃ کا تھی

۱۔ تو اگر۔ ان لوگوں نے دل میں یہ بھی کہا کہ اگرچہ تو نے انگلی چاک کر حضرت سلیمان کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے لیکن تو دوزخ کا زمہری حصہ ہے۔ پوش۔ کفر۔ عارض۔ لشکر۔ رخسار۔ طاق و طرب۔ طاق و طرم ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے شان و شوکت۔ سب۔ سم۔ پاؤں۔ و۔ بغفلت۔ اگر بھولے سے تعظیم بھی کریں تو بھی پنجہ ہمارے لئے مانع آتا ہے سر زیر۔ لوندھا۔ ادبیر۔ ادبیر کا لہجہ ہے۔

۲۔ شرح ایں۔ یعنی اس کی تشریح کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو کیوں مواقع عنایت کرتا ہے اور ان کو ڈھیل دینے میں کیا اسرار ہیں، غیرت خدوعی اس تشریح کے لئے مانع ہے۔ نام خود۔ شیطان اپنا چھانا سرکہ کر لوگوں کو دھوکے دیتا ہے۔ صبی۔ یعنی ناجرہ۔ کلام۔ دگر۔ انسان کو چاہیے کہ مطلق صورت اور بڑے القاب سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ باطنی اوصاف کو دیکھے۔

۳۔ پس۔ انسان کو اس کے اخلاق اور اس کے کاموں سے پہچان محض صورت اور نام سے دھوکہ نہ کھلا۔ کار۔ ہر کس نیست۔ اس طرح مردم شناسی ہر پٹی کا کام نہیں ہے۔ کش زمام۔ یعنی اب یہ بات ختم کر اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی بات کر۔ فتور۔ خرابی۔ مزور۔ جس کی زیارت کی جائے۔ عقائر۔ عقائد کی جمع ہے دلوں کی جڑی بوٹیاں۔

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجد اقصیٰ بعد از تمام شدن بجہت عبادت و مکمل ہو جائے کے بعد ہر روز حضرت سلیمان کا مسجد میں تاعبدت کے لئے عبادت گزار ہوا تکلف کرنے والوں ارشاد عابداں و معکفاں و رستقین عقائر در مسجد و آنحضرت علیہ السلام سجن در آمدن کی رضائی کے لئے وہ بوٹوں کا مسجد میں آگنا اور آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرتا

چوں سلیمان نبی شاہِ اَنام۔
 جب شاہِ عالم سلیمان نبی نے
 ہر صَباح اُورا وظیفہ ایں بُدے
 ہر صَبح کو ان کا یہ معمول تھا
 نو گیا ہے رُستہ دیدے اندر و
 اس میں نیا ہوتا اگا ہوا دیکھتے
 توجہ دارو کی چہ نَمَت چہ است
 تو کس مرض کی کیا دا ہے تیرا کیا نام ہے؟
 پس بگفتے ہر گیا ہے فعل و نام
 تو ہر بوئی کام اور نام بتائی
 مَن مَرا ایں راز ہرم وَاں را شکر
 میں اس کے لئے ہر اور اس کے لئے شکر ہوں
 پس سلیمان با حکیمان ز اں گیا
 پھر حضرت سلیمان طبیبوں سے اس بوئی کے
 پس ۲ طبیبان از سلیمان ز اں گیا
 تو طبیب حضرت سلیمان کی چہ اس بوئی کے بدلے میں
 تا کتبہائے طیبی ساختند
 یہاں تک کہ انہوں نے طب کی کتابیں تصنیف کیں
 ایں نجوم و طب و جی انبیاست
 یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے
 عَقْل سَہووی عَقْل اِتخارج نیست
 ناقص عقل ایجاد کرنے والی عقل نہیں ہے
 قابلِ تعلیم و فہم ست ایں خُرد
 یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے
 جملہ حرفہا یقین از وحی یُود
 یقیناً تمام پیشے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں

ساخت مسجد را و فارغ شد تمام
 مسجد بنائی اور بالکل فارغ ہو گئے
 کلدے در مسجد اقصی شدے
 کہ آتے، مسجد اقصیٰ میں جاتے
 پس بگفتے نام و نفع خود بگو
 تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا
 تو زیاں بر کہ و نفعَت بر کہ است
 تو کس کے لئے مفید اور کس کے لئے نفع رسا ہے؟
 کہ مَن آنرا جانم و ایں را حمام
 کہ میں اس کے لئے جان اور اس کے لئے موت ہوں
 نام مَن اِنیست بر لوحِ قَدَر
 لوح محفوظ میں میرا یہ نام ہے
 شرح کردے نفع و ضرر ش اے کیا
 نفع اور نقصان کی شرح کرتے اے بڑے
 عالم و دانا شدند و مُقتدا
 عالم اور دانا اور مقتدا بنے
 جسم را از رنج می پرداختند
 بدن کو مرض سے نجات دلائی
 عقل و حس را سَوی بے سَورہ کجاست
 عقل و حس کے لئے لاسان کی جانب راست کہاں ہے؟
 جو پذیرائے فن و محتاج نیست
 ضرورت مند و فن کماؤں کر لینے والی کے علاوہ کونسی ہے
 لیک صاحبِ وحی تعلیمش دہد
 لیکن اس کو صاحبِ وحی تعلیم دیتا ہے
 اوّل اُو لیک عقل آں را فرود
 ان کی ابتداء لیکن عقل نے ان کو بڑھایا ہے

۱۔ اَنام۔ مخلوق۔ وظیفہ۔ معمول۔ نو
 گیا ہے۔ یعنی حضرت سلیمان کوئی نئی
 بوئی آئی ہوئی دیکھتے تو اس سے اس کا
 نام اور نفع و نقصان دریافت کرتے۔
 پس بگفتے۔ وہ جڑی بوئی اپنا نام اور
 اپنے افعال و خواص حضرت سلیمان کو
 بتا دیتی۔ لوح۔ تختی۔ قدر قضا و قدر
 گیا۔ بوئی۔

۲۔ پس۔ طبیب حضرت سلیمان
 سے اس بوئی کے افعال و خواص یکھ
 لیتے تھے تا کتبہائے اس کے بعد
 طبی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ جسم را
 جسمانی بیماریوں کے علاج کرنے
 لگے۔ ایں نجوم۔ غرضکہ سب علوم کی
 ابتداء وحی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ حدیث
 شریف ہے۔ اِن نِیْسَانِ الْاَنْبِیَاءِ
 کَانَ یَخْطُ خَطًّا کَمَنْ وَاَلَوْ خَطُّ
 خَطِّہٖ صَلَی وَاَمِنْ لَّمْ یُؤْفِقْ
 کَذِبَ یعنی ایک نبی لکیر کھینچتے تھے
 جس سے آئندہ کے واقعات معلوم ہو
 جاتے تھے۔ پس جس ریل اور جند اور
 نجوم کی لکیر ان کی لکیر کے مطابق ہوئی
 ہے وہ درست ہے اور جس کی مخالف
 ہوئی ہے وہ غلط ہے۔

۳۔ عَقْل سَہووی۔ عام انسانی
 عقل۔ اِتخارج۔ یعنی علم کا ایجاد
 کرنا۔ قابلِ تعلیم۔ یعنی عام عقل
 انسانی میں سمجھنے کی صلاحیت ہے اور
 صاحبِ وحی اس کو سکھا دیتا ہے۔
 لیک عقل۔ حکماء اور فلاسفہ نے ان
 علوم پر افسانے کئے ہیں۔

ہیچ حرفت را بہیں کای عقل ما تاند او آموختن بے اوستا
 دیکھا اہلای یہ عقل کوئی پیش کیا وہ بغیر استاد کے یکھ سکتی ہے
 گرچہ اندر مکر موی اشکاف بد ہیچ پیشہ رام بے اُستاشد
 اگرچہ وہ عقل تدبیر میں بال کو چرنے والی تھی کوئی پیشہ استاد کے بغیر قابو میں نہ آیا
 دانش پیشہ ازیں عقل ار بدے پیشہ بے اوستا حاصل شدے
 پیشہ کا علم اگر عقل سے ہوتا ہے تو پیشہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن ۲ پیشہ گور گنی قاتیل از زانغ پیش از انکہ در عالم
 قاتیل کا قبر کھونے کا پیشہ کوئے سے یکھنا اس سے پہلے کہ دنیا میں
 علم گور گنی بود
 قبر کھودنے کا علم ہوا

گندن گورے کہ مکر پیشہ بود کے ز فکر وحیلہ و اندیشہ بود
 قبر کھونا جو معمولی پیشہ ہے کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہوا؟
 گر بدے ایں فہم مر قاتیل را کے نہادے بر سر او ہاتیل را
 اگر یہ سمجھ قاتیل میں ہوتی تو وہ ہاتیل کی نقش کو سر پر کب رکھتا؟
 کہ کجا غائب گنم ایں گشتہ را ایں بخون و خاک در آہستہ را
 کہ میں اس مقتول کو کہاں چھپاؤں؟ ایں خون اور مٹی میں آہستہ ہوئے کو
 دید ۳ زانغے زانغے مردہ درد ہاں گر گرفتہ تیزی آمد پراں
 اس نے دیکھا کہ ایک کا مردہ کوئے کو منہ میں لے تیزی سے اڑا آ رہا ہے
 از ہوا زیر آمد و شد او بفن در پے تعلیم اورا گور گن
 وہ ہوا سے نیچے اڑا اور ہنرمندی سے بنا قبر کھونے والا اس کو سکھانے کے لئے
 پس بجزگال از زمیں تلخیت گرد زود زانغے مردہ را در گور کرد
 پھر اس نے زمین سے بچہ کے ذریعہ مٹی کھودی
 فن کردش پس پوشیدش بن خاک جلدی سے مرے ہوئے کوئے کو قبر میں رکھ دیا
 اس کو فن کر دیا پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا
 گفت قاتیل آہ شہ بر عقل من زانغ از الہام حق بد علمناک
 گفت قاتیل نے کہا آہ میری عقل پر افسوس ہے زانغے زمین افزوں بفن
 کہ کائنات میں مجھ سے بڑھا ہوا ہے

۱. ہیچ حرفت۔ کوئی دستکاری بغیر استاد کے نہیں سیکھی جاسکتی۔ گرچہ عقل اگرچہ موشگافیاں کرتی ہے لیکن بغیر استاد کے کوئی پیشہ نہیں سیکھ سکتی۔ دانش پیشہ کسی پیشہ کا جاننا اگر محض عقل کی وجہ سے ہوگا تو وہ بغیر استاد کے حاصل ہو جلیا کرتا۔

۲. آموختن۔ قاتیل نے قبر کھونے کا پیشہ کوئے سے سیکھا۔ گور گنی۔ قبر کھونے کے ز فکر خود قاتیل کے غور فکر سے اس کو حاصل نہ ہو سکا۔ قاتیل۔ حضرت آدم کا لڑکا جس نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا تھا۔ کے نہادے قاتل کے بعد اس کی نقش سر پر لئے پھر رہا تھا۔ ایں تلخیت۔ یعنی ہاتیل۔

۳. دید اس قاتیل نے دیکھا کہ ایک مردہ کوئے کو لایا اور اس نے زمین کھود کر اس کو فن کیا تو اس کوئے سے قاتیل کو قبر کھونے کا ہنر آیا۔ گور گن۔ قبر کھونے والا۔ بجزگال۔ بچہ۔ علمناک۔ علم والا۔ عالم شہ تف۔

عقل کل را گفت مازاغ البصر

عقل کل کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نگاہ بھکی نہیں"

عقل مازاغ ست نور خالصاں

"مازاغ" والی عقل خالصان خدا کا غور ہے

جاں کہ او دُنبالہ زاعاں پرد

وہ جان جو کوں کے پیچھے اڑے

ہیں ۳ مروند پے نفس چوزاغ

خبر دہا کوے جیسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر زوی رو در پے عنقلی دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عقلا کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودلی تو

تیرے خیال کی نئی کھاس ہر دقت

تو سلیمان وار داو او بدہ

تو حضرت سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حالِ ایں زمینِ بائبات

کیونکہ اس پائید زمین کی مٹی کا حل

در زمین ۳ گرنے شکر در خود نیست

زمین میں خولہ گنا ہو خولہ زکل

پس زمینِ دل کہ نہتش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا ہونا خیانت تھا

گر خن گش بینم اندر انجمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں

در خن گش یا بم آں دم زن بمزد

اگر میں اس دقت بمزد کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں

عقل جزوی می گند ہر سو نظر

جزوی عقل ہر جانب نظر دھڑاتی ہے

عقل زاغ اُستاد گور مُردگاں

کوے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے

زاغ اُورا سُو گور ستاں برد

کوہ اس کو قبرستان کی جانب لے جائے گا

کو بگور ستاں برد نے سُو باغ

جو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے نہ کہ باغ کی جانب

سُو قاف و مسجد اقصی دل

دل کی مسجد اقصیٰ اور کوہ قاف کی جانب جا

می دم در مسجد اقصی تو

تیری مسجد اقصیٰ میں آتی ہے

پے براز وے پئی ردے برومنہ

اس سے پتہ لگا انگار کا قاف اس پر نہ رکھ

باز گوید باتو انواع نبات

بونوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہہ دیں گی

ترجمان ہر زمینِ نبات و یست

ہر زمین کی پیدلہ اس کی ترجمان ہے

فکر ہا اسرارِ دلہا را نمود

خیالات نے دل کے راز ظاہر کر دیئے

صد ہزاراں گل برویم در چمن

چمن میں لاکھوں پھول اکا ہوں

میگزیزد نکتہا از دل چو دزد

تو چہ کی طرح نکتے دل سے بھاگتے ہیں

عقل کل را گفت مازاغ البصر

عقل کل کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نگاہ بھکی نہیں"

عقل مازاغ ست نور خالصاں

"مازاغ" والی عقل خالصان خدا کا غور ہے

جاں کہ او دُنبالہ زاعاں پرد

وہ جان جو کوں کے پیچھے اڑے

ہیں ۳ مروند پے نفس چوزاغ

خبر دہا کوے جیسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر زوی رو در پے عنقلی دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عقلا کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودلی تو

تیرے خیال کی نئی کھاس ہر دقت

تو سلیمان وار داو او بدہ

تو حضرت سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حالِ ایں زمینِ بائبات

کیونکہ اس پائید زمین کی مٹی کا حل

در زمین ۳ گرنے شکر در خود نیست

زمین میں خولہ گنا ہو خولہ زکل

پس زمینِ دل کہ نہتش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا ہونا خیانت تھا

گر خن گش بینم اندر انجمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں

در خن گش یا بم آں دم زن بمزد

اگر میں اس دقت بمزد کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں

عقل جزوی می گند ہر سو نظر

جزوی عقل ہر جانب نظر دھڑاتی ہے

عقل زاغ اُستاد گور مُردگاں

کوے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے



مستمع اچوں نیست خاموشی باست

جب سننے والا نہیں ہے، چپ رہنا بہتر ہے

جنبش ہر کس بسوی جاذب ست

ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے

می روی گہ گمرہ وگہ در رشد

تو کبھی گمراہ ہو کر چلتا ہے اور کبھی راہِ راست پر

اشترے گوری مہارِ تور ہیں

تو اندھا لونٹ ہے، تیری مہد گردی ہے

گر شدے محسوس جاذبِ مہار

اگر مہد کھینچنے والا ظاہر ہو جاتا

گبر دیدے گو پے سگ می رود

کافر دیکھ لیتا کہ وہ کتے کے پیچھے جا رہا ہے

در پے او کے شدے ہیمچوں اسیر

قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

در پے او کے شدے ملند حیر

ہیمچوں کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

گاؤ ۳ اگر واقف ز قصا باں بدے

اگر گائے قصائیوں سے واقف ہوتی

یا بخور دے از کف ایشاں سبوس

یا کب ان کے ہاتھ سے بھوسی کھائی؟

در نخدمے کعلف ہضمش شدے

اور اگر کھاتی تو چارہ اس کو کب ہضم ہوتا؟

پس ستون ۶ پنجہاں خود غفلت ست

تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے

اولش دو دو باخرلت بخور

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مہ کھا ہے

نگہ از نااہل گر پوشی بہ است

اگر نگہ کو تو نااہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جذبِ صلق نے چو جذبِ کاذب ست

جی کشش جھوٹی کشش کی طرح نہیں ہے

رشتہ پیدانے والے رکت می کشد

نہ دھڑ ظاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

تو کس می میں مہارت رامیں

تو کشش کو دیکھ، اپنی مہد کو نہ دیکھ

پس نمائندے ایں جہاں دارالغرار

تو یہ دنیا دھوکے کا گھر نہ رہتی

سحرہ دیو سیہ رو می شود

سیاہ رو شیطان کافر نیروار بن رہا ہے

پائے خود راوا کشیدے طفل پیر

یہ بوڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

پائے خود را وا کشیدے گبرنیر

کافر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

کے پئے ایشاں بدال کاں شدے

تو کب ان کے پیچھے اس دکان تک جلتی

یا بدادے شیر شاں از چا پلوس

یا پید سے کب ان کو دودھ دیتی؟

گر ز مقصود علف واقف بدے

اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی؟

چیت دولت کاس دلو و بالت است

دولت کیا ہے؟ یہ بھاگ دوڑ ہے مہ پیٹ کے ساتھ

جو دریں ویرانہ نبود مرگ خر

اس ویرانہ گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

۱۔ مستمع۔ جب سننے والوں میں

اہلیت نہ ہو تو خاموشی بہتر ہے اسرارو

عکس نا اہلوں کو نہ سنانے چاہئیں۔

جنبش۔ سننے والے کا جذبہ مضامین

کی کشش کا سبب ہے اور جذبہ بھی

صاف ہونا ضروری ہے می روی۔

جس طرح ظاہری کشش ہے اسی

طرح پوشیدہ کشش ہے جو بھی سیدھا

چلائی ہو کبھی نیز حالور اسبان بندھا ہوا

ہے لیکن نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ

کھینچنے والا۔ اشتر۔ انسان کی مثل

اندھے لونٹ کی سی ہے جس کی مہا

دوسرے کے قبضہ میں ہوتی ہے

انسان کو کھینچنے والے کی طرف دھیان

دینا چاہیے۔

۲۔ گر شدے۔ اگر انسان کا غیر

محسوس مہار کھینچنے والا ظاہر ہو جائے تو

دنیا دھوکے کا گھر نہ رہے۔ جذب۔

کھینچنے والا۔ دارالغرار۔ دارغور دھوکے کا

گھر۔ گبر۔ کافر کو گمراہی کی طرف

کھینچنے والا دیو سیہ کتا شیطان ہے۔

در پے۔ پھر وہ کافر بھی اس کا اتباع نہ

کرتا۔ حیر۔ سمارد۔ گبر۔ یعنی کافر۔

۳۔ گاؤ۔ گائے اگر قصائی کی

حقیقت سے واقف ہو جائے تو بھی

بھی اس کے پیچھے اس کی دکان تک نہ

جائے نہ اس کے ہاتھ سے چارہ

کھائے نہ اس کو دودھ پلائے۔ در

بخور دے۔ اگر مجبوری میں قصائی کے

ہاتھ کی گھاس کھاتی تو کبھی ہضم نہ

ہوتی علف۔ چارہ۔ پس دنیا کا بقا اور

کاروبار اسی غفلت سے چل رہا ہے

ورنہ دنیا کی دولت کا خلاصہ بھاگ دوڑ

اور مہ پیٹ کے سوا کچھ نہیں ہو۔ دو۔

دو بھاگ دوڑ۔ لت لٹانا۔ خر۔ یعنی

دنیا دار۔

تو بچہ! کارے کہ بگرتی بدست
تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے
زائے ہمیں تانی بدادن تن بکار
ایسی وجہ سے تو اس میں مصروف ہو سکا ہے
بچپنیں ہر فکر کہ گرمی دِراں
اسی طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے
برتو گرسیدہ شدے زائے عیب و شین
اگر اس کا عجب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا
حال ۲ کا خرزو پشیمای می شوی
وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ ہوتا ہے
پس پوشیدہ اول آں برجان ما
اللہ نے شروع میں اس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا ہے
چوں قضا آورد حکم خود پدید
جب قضا نے اپنا حکم ظاہر کر دیا
اس پشیمانی قضای دیگرست
یہ شرمندگی ایک دوسری قضا ہے
وَر گنی عادت پشیمای خود شوی
اگر تو عادت ڈال لے گا شرمندگی خود بن جائے گا
نیم ۳ عمرت در پریشانی شود
تری آدھی عمر پریشانی میں صرف ہو جائے گی
ترکِ اس فکر و پشیمانی بکو
اس فکر اور شرمندگی کو چھوڑ
وَر نہ داری کارنیکو تر بدست
اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

عمیش اس دم برتو پوشیدہ شد دست
اس وقت تجھ پر اس کا عیب پوشیدہ ہے
کہ پوشیدہ از تو عمیش کردگار
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کا عیب پوشیدہ کھا ہے
عیب آں فکر شد دست از تو نہاں
تیرے اس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے
زورِ میدے جانت بعد المشرقین
تیری جان اس سے مشرق و مغرب کی دھری پر بھاگتی
گر شود اس حالت اول کے دوی
اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جاتی تو کب دوڑتا؟
تا کنیم آں کار بر وفقِ قضا
تاکہ ہم قضا کے مطابق وہ کام کریں
چشم و اگشت و پشیمانی رسید
آنکہ مکمل اور شرمندگی ہوئی
اس پشیمانی بہل حق را پرست
اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر
زیرِ پشیمانی پشیمای تر شوی
اس شرمندگی سے اور زیادہ شرمندہ ہو گا
نیم دیگر در پشیمانی رَوَد
باقی آدھی شرمندگی میں چلی جائے گی
حال دیار و کارنیکو تر بکو
اچھا حال اور یاد اور کام تلاش کر
پس پشیمانیست بر فوتِ چہ است
تو تیری شرمندگی کس چیز کے کھو جانے پر ہے؟

۱۔ توجہ۔ آدمی جس کام میں
محنت اور کوشش سے لگتا ہے خدا اس
کام کے عیب اس سے مخفی رکھتا ہے
تب ہی وہ لگا رہتا ہے۔ چھپیں۔ یہ
بات صرف کام میں ہی نہیں ہے فکر و
خیال میں بھی ہے۔ برتو۔ اگر اس
خیال کا عیب ظاہر ہو جائے تو آدمی اس
سے کھوں بھاگے۔ بعد المشرقین۔
وہ فاصلہ جو مشرق اور مغرب میں ہے۔
۲۔ حال۔ جس حال اور کیفیت
سے انسان آخر میں شرمندہ ہو گا اگر
ابتداء میں اس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو
اس میں بھی نہ لگے۔ قضا۔ قضا
خداوندی کا قضا۔ یہی ہے کہ کام اور
خیال کی برائی انسان پر ظاہر نہ ہو ورنہ
قضا کے مطابق کام نہ کر سکے گا۔ اس
پشیمانی ایک تو وہ کام ہندو میں تھا پھر
یہ پریشانی ایک دوسری قضا خداوندی
ہے۔ اس پشیمانی۔ گناہ پر شرمندہ ہونا
زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ
میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ ورنہ۔ اگر
انسان گناہوں پر شرمندگی میں پھنس
کر رہ گیا تو انجام کام اس شرمندگی
سے اس کو اور شرمندگی ہوگی۔
۳۔ نیم عمرت۔ اگر انسان گناہوں
پر شرمندگی ہی اپنا شیوہ بنالے گا نتیجہ
یہ ہوگا کہ آدمی عمر تو کاموں کی پریشانی
میں گزری اور آدھی شرمندگی میں
گزری کوئی نیک عمل اس کے ہاتھ نہ
آیا۔ ترک۔ پشیمانی کی عادت چھوڑ کر
انسان کو اچھے عمل اچھی صحبت اختیار
کرنی چاہیے۔ ورنہ داری۔ اگر یہ ہے
کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود
ہی نہیں ہے اس لئے تو برے کام کی
شرمندگی میں وقت گزار رہا ہے تو پھر
یہ بتا کہ تو شرمندہ کس کام کے چھوٹنے
پر رہا ہے۔



اگر ہی ملے۔ اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہے تو اس پر چل اور اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہی نہیں ہے تو تو نے یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راستہ پر تھا۔ بداندانی۔ جو شخص بدی کو نہیں سمجھتا ہے وہ نیکی کو نہیں سمجھ سکے گا اس لئے کہ ایک چیز کو اس کی ضد سے جانا جاسکتا ہے۔ چوں زتر کہ ہماری فصاحت ہے کہ شرمندگی ختم کر کے عمل شروع کر اگر تو یہ کہے کہ شرمندگی ختم کرنے سے میں عاجز ہوں تو ایسا بجز تو گناہ چھوڑنے پر بھی تھا لہذا تیرا گناہ خطری ہو اور خطری فعل پر شرمندگی لغو بات ہے عاجزی۔ تیری عاجزی قضائے خداوندی سے اعتقاد کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہے۔ عاجزی۔ انسان کا عاجز قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔

۲۔ چنچیں۔ مولانا پھر پہلے مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر تمنا اس بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے پوشیدہ ہے۔ عفت۔ عیب۔ کس نبرد سے اس آفت کا عیب خارج ہو جائے تو پھر انسان کیچنے سے بھی ادھر نہ جائے۔ وہ دیگر جس کام سے انسان کلفت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

۳۔ اے خدا مولانا نے یہاں سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے اللہ برے کاموں کے عیب کو ہم سے مخفی نہ رکھ اور نیک کام میں کوئی عیب رونما نہ کر۔ ہبا۔ ذرا۔ یعنی ناچیز۔ ہم برآں۔ حضرت سلیمان اپنی عادت کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجد اقصیٰ جاتے تھے اور نئی بونی تلاش کرتے تھے تاکہ اس سے اس کے فوائد اور مضرات معلوم کر لیں۔

گر ہی ملے دانی رہ نیکو پرست
اگر تو اچھا راستہ جانتا ہے عبادت کر
بداندانی چوں ندانی نیک را
جب تک تو نیکی کو نہیں سمجھے گا بدی کو نہ سمجھے گا
چوں زتر کہ فکر اس عاجز شدی
جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہے
چوں بدی عاجز پشیمانی ز چیست
جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کا ہے کی ہے
عاجزی بے قادری اندر جہاں
عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں
چنچیں ۲ ہر آرزو کہ می بری
اسی طرح جو آرزو تو کرتا ہے
وَر نمودے علتِ آں آرزو
اگر اللہ تعالیٰ اس آرزو کا عیب نمودار کر دیتا
گر نمودے عیبِ آں کار او ترا
اگر اس کام کا عیب وہ خدا ظاہر کر دیتا
واں دیگر کارے کز اں ہستی نفور
وہ دوسرا کام جس سے تو متنفر ہے
اے ۳ خدائے راز دان خوش خن
اے رازوں شیریں کام خدا
عیبِ کارِ نیک را منما بما
ہمیں اچھے کام میں عیب نہ دکھا
ہم برآں عادتِ سلیمانِ سنی
بزرگ سلیمان اسی عادت کے مطابق

وَر ندانی چوں بدانی کایں بدست
اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ یہ برا ہے؟
ضد را از ضد تو اں دید اے فتنی
اے نوجوان! ضد کو ضد سے پہچانا جاسکتا ہے
از گنہ آنگاہ ہم عاجز بدی
اس وقت گناہ چھوڑنے سے عاجز تھا
عاجزی را باز جو کز جذب کیست
عاجزی کی جستجو کر کہ وہ کس کی کشش سے ہے
کس ندیدست و نباشد ایں بد اں
یہ سمجھ لے کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہوگی
تو ز عیبِ آں حجابے اندری
تو اس کے عیب سے پردہ میں ہے
خود رمیدے جانِ تواز جستجو
تو تیری جان جستجو سے خود بھائی
کس نبردے کش کشاں آسوترا
کوئی سمجھ جان سے تجھے ادھر نے لے جاسکتا
زاں بود کہ عیشِ آمد در ظہور
اس وجہ سے ہے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہے
عیبِ کارِ بد زما پنہاں ممکن
برے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
تا نگریم از روشِ سرد و ہبا
تاکہ ہم رفتہ میں ٹھنڈے اور ناچیز نہ بنیں
رفت در مسجد میانِ روشنی
صبح کی روشنی میں مسجد میں گئے



قاعدہ ہر روز رانی جست شاہ کہ بہ بیند مسجد اندر نو گیا
روزانہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے تاکہ مسجد میں کوئی نئی ہوئی دیکھیں
دل بہ بیند سرِ بداں چشم صفی آل کشایش کہ شد از عامہ خفی
مصطفیٰ آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز ان ہونوں کا جو عوام سے پوشیدہ ہیں

۱۔ دل بہ بیند جس طرح حضرت
سلیمان ہونوں سے ان کے حالات
معلوم کر لیتے تھے اسی طرح صوفی
اپنے دل کی مصفی آنکھوں سے
معارف کا راز دیکھ لیتا ہے۔ مثالیں۔
حشیش کی جمع ہے گھاس۔ تفرج۔
تفریح۔ ریاضین۔ ریحان کی جمع
ہے ہر خوشبودار پودہ کشاد کشادگی
تفرج طلوع نغول۔ گہرائی۔

۲۔ چہ خسی اس شخص نے مراقبہ کو
سونے سے تعبیر کیا۔ رز۔ آئندہ خضر۔
سبز۔ امر حق۔ قرآن پاک میں
ہے فَظُنُّوا إِلَى اللَّهِ رَحْمَةً اللَّهِ
كَفَّ يَنْخُلِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔

پس تم دیکھو اللہ کی رحمت ہارش کے
آثار نباتات کو وہ کس طرح زمین کو
زندہ کر دیتا ہے۔ اس کے مردہ ہو
جانے کے بعد۔ گفت۔ ان صوفی
نے کہا کہ حاصل رحمت کے آثاروں
کے آثار ہیں جن کا مراقبہ میں مشاہدہ
ہوتا ہے یہ دنیا کے باغ و بہاروں کی
نشانیوں کے نشانات ہیں اور جس
طرح اس باغ و بہار کا عکس اس نہر
میں نظر آتا ہے جو باغ میں رواں ہے
اسی طرح یہ باغ و بہاروں کے آثار کا
عکس ہیں۔

۳۔ آں خیال۔ جو پانی میں نظر آتا
ہے وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ صرف عکس
ہوتا۔ باغیا۔ کائنات میں ہر چیز کی
صفت خود نوعی کا مظہر ہے اور قلب
انسانی تمام صفات کا مظہر ہے لہذا
حاصل وہ آثار ہیں جو دل میں نمایاں
ہوتے ہیں اور یہ کائنات اس سے جدا
دہم کی چیز ہے لہذا اس کا عکس ہے
جیسا کہ اس کا عکس پانی میں پڑتا
ہے۔

قصہ صوفی کہ در میان گلستاں سر بزانو نہادہ مراقب بود یا رانش
اس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا اس کے دوستوں
گفتند سر برآر و تفرج کن گلستاں و ریاضین و مرغان را کہ
نے کہا کہ سر اٹھا باغ و مرغان اور پرندوں کی سر کر کیونکہ حکم ہے اللہ کی
فَظُنُّوا إِلَى اللَّهِ رَحْمَةً اللَّهِ و جواب گفتن صوفی یاراں را
رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفیانہ روی بر زانو نہاد
صوفیوں کے طریقہ پر منہ زانو پر رکھ دیا
شد مملول از صورتِ خوابش فصول
ایک لفظ انسان اس کی نیند کی صحت سے پریشان ہو گیا
اس درختاں بین و آثارِ خضر
ان درختوں اور سبزے کے آثار کو دیکھ
سوی اس آثارِ رحمت آر رو
رحمت کے ان آثار کی جانب رخ کر

آں بروں آثارِ آثارست و بس
وہ باہر فقط آثار کے آثار ہیں
بر بروں عکسش چو در آب رواں
باہر اس کا عکس ہے جیسا کہ روں پانی میں
کہ گند از لطف آب آں اضطراب
جو پانی کی لطافت کی وجہ سے ہوتا رہتا ہے
عکس لطف او بریں آب گلست
اس کی لطافت کا عکس اس پانی میں ہوئی ہے

صوفی در باغ از بہر کشاد
ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے
پس فرورفت او بخود اندر نغول
گہرائی میں گر گیا

کہ چہ خسی آخر اندر رز نگر
کہ کیوں بہتا ہے آنکھوں کو دیکھ
امر حق بشنو کہ گفت ست انظر او
اللہ تعالیٰ کا حکم سن اس نے فرمایا ہے اس کو دیکھ
گفت آثارش دست اے بواہوں
اس نے کہا اے بواہوں اس کے آثار دل ہے

باغیا و سبز ہا در عین جاں
بانگات اور سبزے جان میں ہیں
آں خیال باغ باشد اندر آب
پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے
باغیا و میوہا اندر دل ست
بانگات اور پھل دل کے اندر ہیں

گر نبودے عکسِ آں سرِ دِ سرور
اگر یہ اس سرور کے سر کا عکس نہ ہوتا
ایں غرورِ آنست یعنی آں خیال
یہ ہو کہ دی ہے یعنی وہ عکس
جملہ مغروریاں بریں عکسِ آمدہ
سب ہو کے میں پڑے ہوئے اس عکس پر جمع ہیں
می گریزیند از اصولِ باغِبا
وہ باغوں کی اصولوں سے بھاگتے ہیں
چونکہ خوابِ غفلت آید شاں بَسر
جب ان کی غفلت کی نیند ختم ہو گی
پس بگورستانِ غریو افتاد و آہ
قبرستان میں بہت شور اور آہ ہے
اے خنک سنکس کہ پیشِ مرگِ مرد
وہ شخص قابلِ مہربانی ہے جو مرنے سے پہلے مر گیا

۱۔ دلائل غرور۔ ہو کے کا گھر۔ اس غرور۔ اس دنیا کو دھوکہ کا گھر اسی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ یہ کائنات دل کے آثار کا عکس ہے۔ مغروریاں۔ جو لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اسی کائنات کو اصل اور جنت کہہ سچے ہوئے ہیں۔ می گریزیند۔ جوان باغوں کی اصل ہے یعنی دل کی باغ و بہار اس سے بھاگتے ہیں اس عکس کے حصول پر سعی و محنت کرتے ہیں۔ چونکہ جب اس خوابِ غفلت سے بیدار ہوں گے اصل حقیقت نظر آئے گی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بگورستان۔ اس وقت یہ لوگ قبرستان میں ہوں گے۔ اور دلائل سے جا چکے ہوں گے تو سوائے آپس بھرنے اور داسر تا کہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۲۔ اے خنک۔ س شخص نے موت سے پہلے فنا حاصل کر لی اور اصل باغوں کا لازماً پایادہ قابلِ مہربانی ہے۔ قصہ۔ یہاں سے پھر حضرت سلیمان کا بونٹوں سے ہمکام ہونا بیان کیا ہے۔ خوب۔ برباد کرنے والا۔ ایک گھاس کا نام ہے جس کا اگنا مکان کی پرہیزی کی نشانی ہے۔ مسجد۔ یعنی مسجد اقصیٰ۔ خوش۔ یعنی اس کے اوپر خوشی کی طرح کچھانے تھے۔

۳۔ دید۔ حضرت سلیمان نے یہ نئی ہوئی دیکھی جو بہت ہی سربسز و شاداب تھی۔ کہ۔ یعنی ہوئی نے حضرت سلیمان کو سلام کیا۔ شکفت۔ یعنی اس ہوئی کی خوشنمائی سے حضرت سلیمان کی طبیعت شکفت ہوئی۔

قصہ رستنِ خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ و تمکین شدن سلیمان
مسجد اقصیٰ کے کنارے پر خوب اگنے کا قصہ اور اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام
علیہ السلام ازاں چوں بہ سخن در آمد و نام و خاصیت خود گفت
کا رنجیدہ ہونا جبکہ اس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

چنیں روزے سلیمان از قضا
تقدیر سے ایک روز حضرت سلیمان
نو گیا ہے دید اندر گوشہ
ایک گوشہ میں ایک نئی ہوئی دیکھی
دید بس نادر گیا ہے سبز و تر
انہوں نے ایک بہت کباب سبز اور تر ہوئی دیکھی
پس سلامش کرد و حالِ آں حشیش
اس ہوئی نے فوراً ان کو سلام کیا

شد بعاوت مسجد اندر اے فتی
اے نوجوان! عادت کے مطابق مسجد کے اندر گئے
رستہ بروے دانہ ہچموں خوشہ
خوشہ کی طرح اس پر دانے اگے ہوئے تھے
می رلود آں بہریش نور از بصر
اس کی سبزی آنکھ کی روشنی کو اچک رہی تھی
اوجوا بش گفت و شکفت از حشیش
انہوں نے جواب دیا اور اس کی خوشنمائی سے کھل گئے

گفت نامے چست برگوید ہاں
انہوں نے فرمایا ہاں بتا تیرا کیا نام ہے؟
گفت اندر توچہ خاصیت بود
فرمایا تیرے اندر کیا خاصیت ہے
من کہ خروم خراب منزل
من میں چونکہ خوب ہوں مکان کی خرابی ہوں
پس سلیمان آں زماں دانست زود
تو سلیمان اس وقت جلد سمجھ گئے
گفت تا من ہستم ایں مسجد یقین
انہوں نے دل میں کہا جب تک میں زندہ ہوں یہ مسجد یقیناً
تا کہ من باشم وجود من بود
جب تک میں ہوں اور میرا وجود ہے
پس خرابی مسجد ما بے گماں
تو یقیناً ہمدی مسجد کی جانی
مسجد ست آلہ کہ جسمش ساجدست
وہ دل مسجد ہے جس کا جسم نمازی ہے
یار بد چوں رُست در تو مہر او
تیرے اندر جب برے دوست کی محبت آگے
برگن از بخشش کہ گر سر بر زند
اس کو جو سے اکھاڑ دے اس لئے کہ اگر ابھرے گی
عاشقا خروب تو آمد کثری
اے عاشق! کتنی تیری خوب ہے
خویش رانا دان و مجرم گو بترس
اپنے آپ کو نادان اور مجرم کہہ ڈر
چوں بگوئی جہلم تعلیم وہ
جب تو کہے گا میں جاہل ہوں، سکھا دے

گفت خروب ست اے شاہ جہاں
اس نے کہا اے شاہ جہاں! میرا نام خوب ہے
گفت من ارستم مکاں وریاں شود
اس نے کہا میں آگاہ تو مکان ویران ہو جائے
ہلام بنیاد ایں آب و گلم
میں اس پانی اور مٹی کو ڈھانے والی ہوں
کہ اجل آمد سفر خواہد نمود
کہ موت قریب آگئی وہ سفر آخرت کریں گے
در خلل نایز آفات زمیں
زمین کی آفتوں سے خلل میں نہ آئے گی
مسجد اقصیٰ مختل کے شود
مسجد اقصیٰ کب تباہ ہو سکتی ہے؟
نبود الا بعد مرگ ملبداں
ہمارے مرنے کے بعد ہی ہو گی، سمجھ لے
یار بند خروب ہر جا مسجدست
جس جگہ مسجد ہے برا دوست خوب ہے
ہیں از و بگریز و کم گن گفتگو
خبردار! اس سے بھاگ، بات نہ کر
مر ترا و مسجدت را بر کفند
تجھے اور تیری مسجد کو اکھاڑ دے گی
ہمچو طفلان سوی کثرچوں می غوی
تو کئی کی طرف گھنٹوں کے بل چوں کی طرح کھل جلا ہے؟
تا نہ دزد داز تو آں اُستاد درس
تاکہ دس کا استاد تجھ سے آگے نہ چمائے
انچنین انصاف از ناموس بہ
ایسا انصاف بڑائی سے بہتر ہے

۱۔ من رستم۔ اس بوٹی نے کہا
جہاں میں آگئی ہوں وہ جگہ ویران ہو
جانی ہے خروب۔ چونکہ میرا نام ہی
خراب کتندہ ہے لہذا میں مکان کی
بربادی کی علامت ہوں۔ آب و گل۔
یعنی مکان۔ پس سلیمان۔ مسجد کی
جانی سے حضرت سلیمان سمجھ گئے کہ
ان کی وفات کا وقت آگیا ہے کیونکہ
ان کی زندگی میں اس مسجد کی بربادی نہ
ہو سکتی تھی۔ خلل۔ خلل یافتہ۔ پس
خرابی۔ مسجد کی بربادی تو میرے
مرنے کے بعد ہو سکتی۔

۲۔ مسجدست۔ یہاں سے مولانا
نے ایک ارشادی مضمون شروع فرمایا
ہے کہ جس دل کا جسم نمازی ہو وہ دل
مسجد ہے اور بری محبت اس کے لئے
خروب بولی ہے۔ یارب۔ جب
برے دوست کی محبت دل میں آگے
گی تو مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو
مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو تباہ ہو
جائے گا۔ عاشقا۔ سالک کے دل کی
خروب اس کمال کی کمی ہے جو اس کو
مرشد سے دور کر دیتی ہے۔ غوی۔
غویہن گھنٹوں کے بل چلنا۔

۳۔ خویش رانا دان کے سامنے
اپنے آپ کو نادان اور مجرم سمجھنا تاکہ وہ
تعلیم دینے میں مدد نہ کرے۔ چوں
بگوئی۔ جب تو اپنے جاہل اور خطا کا
اقرار کرے گا تو شیخ تجھے تعلیم دے گا۔
انصاف۔ یہ جہالت کے اقرار کی
ذلت جو واقعی ہے جہالت کے فخر
سے بہت بہتر ہے۔

از پدر آموز اے روشن جبین

اے روشن جبین! باپ سے سیکھ لے

نے بہانہ کر دینے ترویر ساخت

نہ بہانہ کیا نہ مکر کیا

باز آں ابلیس بحث آغاز کرد

پھر اس شیطان نے بحث شروع کر دی

رنگ رنگ تست صبا عم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے تو ہی مجھے رنگنے والا ہے

ہیں بخوال رب بما اغویٰ

خبردار رب بما اغویٰ کو پڑھ لے

بر درخت ۲ جبرتا کے بر جہی

جبر کے درخت پر کب تک کھڑے پھرے گا؟

ہمچوں آں ابلیس و ذریات او

شیطان اور اس کی اولاد کی طرح

چوں دود اکراہ باچندیں خوشی

اتنی خوشی کے ساتھ جبر کیسے ہو سکتا ہے؟

آنچناں خوش کش دود در مکر ہی

جبر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون بڑھتا ہے؟

پیست مردہ جنگ می کردی در راں

تو نے اس معاملہ میں بیس انسانوں کی طرح جنگ کی

کے صاحب نیست و نیست و س

کہ صحیح یہی ہے اور بس راست یہی ہے

کے چنیں گوید کسے کو مکرہ ست

جو مجبور ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟

ہر چہ نفست خواست داری اختیار

جس چیز کو تیرا جی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے

ربنا گفت و ظلمنا پیش ازیں

اس نے اس سے پہلے ربنا اور ظلمنا کہا ہے

نے لواء مکر و حیلست بر فراخت

نہ مکر اور حیلہ کا جھنڈا بلند کیا

کہ بدم من سر خرو کردیم زرد

کہ میں سرخ رہا تھا تو نے مجھے شرمندہ کیا

اصل جرم و آفت و دغم توئی

میرے جرم اور آفت اور داغ کی جڑ تو ہے

تاگردی جبری و کثر کم تنی

تاکہ تو جبری نہ بنے اور نیز حانہ چلے

اختیار خویش رایک سوئی

اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

با خدا در جنگ و اندر گفتگو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

کہ تو در عصیاں ہمی دامن کشی

کہ تو گناہوں میں دامن گھسیتا ہے

کس پختاں رقصاں رود در گمر ہی

کون ہے جو اس طرح گمراہی میں پھنسا ہوا جائے؟

کت ہمی دادند پند آں دیگر اں

وہ دوسرے جبکہ تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ زند طعنہ مرا جز بیج گس

مجھے تالاق کے سوا کون طعنہ دے سکتا ہے؟

چوں چنیں جنگد کسے کو بدہ ست

ایسی لڑائی کب لڑ سکتا ہے وہ جو کہ جبراً ہے رہا ہے

ہر چہ عقلست خواست آری اضطرار

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

۱۔ از پدر۔ حضرت آدمؑ نے فوراً

اعتراف کر لیا تھا شیطان کی طرح عذر

اور بہانے نہ بنائے تھے۔ لواء۔ جھنڈا۔

باز شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ

میں خدا سے بحث شروع کر دی اور

طرح طرح کے عذر تراشے۔ کریم۔

کردی ام۔ رنگ۔ یہ بدبختی کا رنگ

تیرا چھلکا ہوا ہے۔ رب۔ ہمارا

لفظی۔ اے خدا تو نے کس چیز سے

مجھے گمراہ کیا یہ شیطان نے کہا تھا۔

جبری۔ یعنی شیطان نے اپنے آپ کو

مجبور بن کر پیش کیا تھا۔

۲۔ بر درخت۔ گناہ پر اپنے جبر کو

بہانہ بناتا ہے اور اپنے اختیار سے قطع

نظر کر لیتا ہے۔ ہچمو۔ شیطان نے

بجائے عذر کے اللہ تعالیٰ سے بحث و

مباحثہ شروع کر دیا۔ چوں۔ ہوں۔ انسان

گناہ خوشی خوشی کرتا ہے تو اس کے

ہوتے ہوئے جبر کا عذر غلط ہے۔

آنچناں۔ گناہوں کی طرف رقص

کرتے ہوئے جانے کے ساتھ جبر

اور اگر کہل جمع ہو سکتا ہے۔ پیست۔

مردہ نصیحت کرنے والوں کے ساتھ

تو میں انسانوں کی سی لڑائی لڑتا ہے تو

گناہوں میں تو مجبور کیسے ہے؟

۳۔ کہ صوب۔ تو نصیحت کرنے

والوں سے کہتا ہے کہ جو راستہ میں

نے اختیار کیا وہی صحیح ہے اور مجھے کوئی

حقیر ہی طعنہ دے سکتا ہے تو مجبور ایسی

باتیں کب کرتا ہے اور ایسی لڑائی کب

لڑتا ہے۔ ہر چہ نفست۔ غرضیکہ نہائی

خواہشوں کو پورا کرنے میں تو با اختیار

بننا ہے ہلے تقاضائے مل نیک کام

کرنے میں اپنی مجبوری ظاہر کرتا

ہے۔

وانداں اگو نیک بخت و محرم ست
جو نیک بخت اور مولائے راز ہے وہ جانتا ہے
زیر کی آمد سباحت در زحار
چالاکی سمندوں میں تیرنا ہے
ہل سباحت راہا گن کبر و کیس
تیرنا چھوڑ، تکبر اور کینہ ترک کر دے
وانگہاں دریائے ژرف بے پناہ
اور پھر گہرا اور بے پناہ سمند
عشق چوں کشتی بود بہر خواص
خاصان (خدا) کے لئے عشق بمنزل کشتی کے ہے
زیر کی بفروش و حیرانی بحر
چالاکی فروخت کر دے اور حیرانی خرید لے
عقل قرباں گن بہ پیش مصطفیٰ
عقل کو حضرت مصطفیٰ پر قربان کر دے
ہمچو کنعال سرز کشتی واکش
کنعان کی طرح کشتی سے سرتابی نہ کر
کہ برآیم بر سر کوہ مشید
کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
چوں رہی از منتش اے بے رشد
اے گمراہ تو اس کے احسان سے کیسے بچ سکتا ہے؟
چوں نباشد منتش بر جان ما
ان کا احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟
توچہ دانی اے غمراہ پر حسد
اے حامد مغرور تو کیا جانتا ہے؟

زیر کی زابلیس و عشق از آدم ست
چالاکی شیطان کا اور عشق حضرت آدم کا کام ہے
کم ربد غرق ست او پیاں کار
وہ تہمت نہیں پاتا آخر کار ڈوتا ہے
نیست جیہوں نیست خودیاست ایں
جیہوں نمی ہے نہ نہیں ہے یہ سمندر ہے
در رُباید ہفت دریا را چو کاہ
جو ساتوں سمندوں کو تنکے کی طرح بہا لے جائے
کم بود آفت بود اغلب خلاص
(جس میں) آفت کم ہوتی ہے عموماً نجات ہوتی ہے
زیر کی ظن و حیرانی نظر
چالاکی گمان ہے اور حیرانی مشاہدہ ہے
خسبی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
جیسی اللہ کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے
کہ غرورش داد نفس زیر کش
کیونکہ چالاک نفس نے اس کو دھوکا دیا
منت نوحم چرا بید کشید
میں حضرت نوح کا احسان کیوں اٹھاؤں؟
کہ خدا ہم منت او می کشد
جبکہ اللہ تعالیٰ ان کا شکر یہ اور احسان مانتا ہے
چونکہ شکر و منتش گوید خدا
جبکہ خدا بھی اس کی تاز بھری کرتا ہے
منت اورا خدا ہم می کشد
اس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

۱۔ دانہ نیک بخت خوب سمجھتا
ہے کہ گناہ کر کے چالاکی سے اس کے
عذر پیش کرنا شیطانی کام ہے اور عشق
و محبت جس کا تقاضا اطاعت ہے یہ
حضرت آدم کا کام ہے۔ زیر کی اس
طرح کی چالاکی سمندر کو تیر کر پار کرنا
ہے جس کا انجام ہلاکت ہے۔
۲۔ مل سباحت۔ اللہ کے معاملہ
میں چالاکی سے کامیابی ناممکن ہے۔
کبر و کیس۔ اس معاملہ میں شیطان
نے کبر و کینہ اختیار کیا۔ جیہوں۔ تنکے کے
قریب ایک دریا کا نام ہے۔ عشق۔
اس ناپید کنندہ دریا کو عبور کرنے کے
لئے عشق بمنزل کشتی ہے۔ زیر کی۔
انسان کو چلائی چھوڑ کر عشق کی حیرانی
اعتقاد کرنے چاہیے تب مشاہدہ
حاصل ہوگا۔ عقل قربان گن۔ انحضرت
کی تعلیمات پر عقل کو قربان کر دے
اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر خدا
کے بھروسہ پر چل پڑ۔
۳۔ ہمچو۔ حضرت نوح کے
نافرمان لڑکے کنعان نے طوفان
کے وقت حضرت نوح کے ساتھ کشتی
میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تو عشق
کی کشتی سے انکار کنعانی کام ہے کہ
برآیم۔ قرآن پاک میں کنعان کا
مقولہ منقول ہے۔ سنو اونی لہی جبلی
یغصحنی میں غمگین ہوں پہاڑ پر ٹھکانا
بنالوں گا جو مجھے پیادے گا۔ اس نے
یہ بھی کہا کہ میں حضرت نوح کا
احسان نہ لوں گا۔ چوں رہی۔ کنعان کو
خطاب ہے کہ خدا جس ذات کی مدح
و ثنا کرتا ہے تو اس کا احسان لینے سے
کیوں گریز کرتا ہے۔ چوں۔ جبکہ وہ
خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری
جانوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ غمراہ۔
دھوکہ میں مبتلا۔



کاشکے۔ کاش اس بد بخت
کنعان کو تیر نہ آتا تو وہ حضرت نوح
کے ذریعہ نجات کا طالب بن جاتا۔
کاش۔ بچے کو چونکہ حیلہ اور تدبیریں
نہیں آتیں وہ ہر مصیبت کے وقت
ماں کی ہنلا پڑتا ہے۔ یا بعلکم۔ وہ
کنعان کی علوم سے محروم ہوتا تو عقلی
تدبیریں چھوڑ کر کسی با خدا سے الہامی
علوم سیکھ لیتا۔ باچنیں۔ وہی علوم کے
مقابلہ میں وہی علوم بچ ہیں۔

۲۔ چوں تیمم۔ وہی علوم اور ہی علوم
میں وہی نسبت ہے جو تیمم اور وضو
میں وضو اور اگر قدرت ہے تو تیمم بیکار
ہے۔ خویش۔ شیخ اور ولی کے سامنے
اپنے آپ کو نادان بنانے کی تدبیر کی علوم
کی حماقت سے نجات ملے گی۔
گفت۔ حدیث شریف ہے۔ لَعَلَّ
لِجَنَّةٍ بَلَدٌ جَنَّتِي بَهْوَلِي بَعَالِي
ہیں۔ ایلہے شو۔ ابلہ سے مراد وہ شخص
ہے جو عشق خداوندی میں غافل اور
دنیا سے بے خبر ہو۔

۳۔ ابلہ۔ نادان سے وہ نادان مراد
نہیں ہے جس میں مسخرہ پن ہو نہ وہ
مراد ہے جو اپنی نادانی سے دنیا کی
دولت جمع کرنے کا شوقین ہو۔ ابلہ
کو۔ وہ نادان مراد ہے جو عشق
خداوندی میں مقام حیرت میں ہو اور
خدا کے عشق ان کا اس کے گلے میں
طوق ہو۔ لبہا نند۔ ابلہ سے وہ مراد
ہے جو عشق خداوندی میں اس طرح
مداہوش ہو جس طرح کہ مصری عورتیں
حضرت یوسف کے عشق میں محو ہو گئی
تھیں اور انہوں نے اس محویت میں
اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور ان کو سری
رخ یوسف کا ہوش تھا نہ نذر۔ نذر کی
جمع ہے خبر دہندہ۔ ازاں سو۔ عقلیں
اللہ کا عطیہ ہیں تو اس کی رلو میں ہی
صرف ہونی چاہیں۔

تا طمع در نوح و کشتی دوختے
تا کہ نوح اور کشتی سے تمنا وابستہ کرتا
تا چو طفلان چنگ در مادر زدے
تا کہ بچوں کی طرح ماں کا سہارا پکڑتا
علم و حی دل ربودے از ولی
کسی ولی سے دل کی وحی کا علم حاصل کرتا
جان و حی آسلی تو آرد عتاب
تیری وحی سے مانوس جان مراض ہو گئی
علم نقلی بادم قطب زماں
قطب زماں کے قول کے سامنے ہی علم کو
رستگی زیں ابلہ یابی و بس
اس حماقت سے بس نجات پالے گا
بہر ایں گفت ست سلطان بشر
سرور عالم نے اسی لئے فرمایا ہے
ایلہے شوتا بماند دیں درست
نادان بن تا کہ ایمان سلامت رہے
ایلہے نے کز شقاوت مال جوست
ایسا نادان نہیں جو بد بختی سے مال کی جستجو میں ہے
باشد اندر گردن او طوق دوست
اس کی گردن میں دوست کا طوق ہے
از کف ابلہ وز رخ یوسف نذر
جو ہاتھ سے خبر نہ حضرت یوسف کی خبر نہ لی تھیں
عقلہا بارے ازاں سو یست کو دست
بہر مال عقلیں بھی اسی جانب کی ہیں جہاں کا وہ ہے

کاشکے ۱۔ او آشنا ناموختے
کاش کہ وہ تیرنا نہ سیکھتا
کاش چوں طفل از حیل جلال بدے
کاش وہ بچوں کی طرح حیلوں سے جلال ہوتا
یا بعلیم نقل کم بودے ملی
یا وہ ہی علم سے پر نہ ہوتا
باچنیں نورے چو پیش آری کتاب
ایسے نورے ہوتے ہوئے جب کہ کتاب سامنے لائے گا
چوں ۲۔ تیمم باوجود آب داں
پانی ہوتے ہوئے تیمم کی طرح سمجھ
خویش ابلہ گن تبع میر و سپیش
اپنے آپ کو نادان بنانے کا تابع بن کر اس کے پیچھے چل
اکثر ابلہ لجنہ ابلہ اے پدر
اے باوا جنتی اکثر بھولے ہوں گے
زیر کی چوں کبر باد انگیز تست
چالاکی تکبر کی طرح تجھ میں ہوا بھرنے والی ہے
ایلہے ۳۔ نے کو بمسخرگی دو توست
ایسا نادان نہیں جو مسخرہ پن سے وابستہ ہے
ایلہے کو والہ و حیران ہوست
ایسا نادان جو اس کا عاشق اور حیران ہے
ابلہا ننداں زناں دست بر
ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نادان ہیں
عقل را قریب باں گن اندر عشق دوست
دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے



عقلہا ۱ آنسو فرستادہ عَقُول
بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کر دیں

زیر سر از حیرت گرایں عقلت رَوَد
اگر تیری عقل اس جانب سے حیرت کی وجہ سے جاتی ہے

نہیست آں سَورنَج فکر نے بر دماغ
اس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے

سوی دشت از دشت ننگہ بشنوی
تو جنگل کی جانب آنے کو جنگل سے نکتہ سے

اندیس آ رہ ترک کن طاق و طرب
اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے

ہر کہ او بے سر بجبند دُم بُود
جو بے سر کے حرکت کرے وہ دم ہے

کثر روست و گور و زشت و زہرناک
نیزھا چلنے والا ہے اور اندھا اور بھلا اور زہریلا ہے

سر بکوب آزا کہ سرش ایں بُود
جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر کچل دے

خود اصلاح اوست ایں سر کو فتن
یہ سر کھانا اس کی بھلائی ہے

و استاں ۳ از دست دیوانہ سَلّاح
دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے

چل سلا حش مست و عقلش نے بند
جکاس کے پاس ہتھیار ہے عقل نہیں ہیں باندھے

ماندہ ایں سو آنکہ گولست و فُضول
اس جانب اس نے باقی رکھیں جو احمق اور بیہودہ ہیں

ہر سر مویت سر و عقلے شود
تیرا ہر بال سر اور عقل بن جائے

کز دماغ و عقل رُوید دشت و باغ
کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگل اور باغ اگتے ہیں

سوی باغ آئی شود نخلت رَوی
باغ کی جانب آئے تو تیرا نخل سیراب ہو جائے

تا قلا و وزت نجبند تو مجنب
جب تک تیرا راہنما حرکت نہ کرے حرکت نہ کر

جُبشش چوں جُبش کژدم بُود
اس کی حرکت بچھو کی سی حرکت ہوتی ہے

پیشہ او خستین اجسام پاک
اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے

خلق و خوی مستمرش ایں بُود
جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہوں

تا رہد جاں ریزہ اش زیر شوم تن
تاکہ اس کی حقیر جان منہوں جسم سے چھٹکا پالے

تا ز تو راضی شود عدل و صلاح
تاکہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو

دست اُورا ورنہ آرد صد گزند
اس کا ہاتھ ورنہ وہ سو نقصان پہنچائے گا

بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ مرید گہر را فضیحت اوست و
اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا باطل کو حاصل ہو جانا اس کی رسوائی ہے

چوں شمشیرست فتادہ بدست راہزناں

اور اس کھوار کی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ آگئی ہو

۱ عقلہا۔ جو عقلمند ہیں وہ عقلوں کو
اللہ کی ذات و صفات کے سمجھنے میں
صرف کرتے ہیں جو یہ قیوف ہیں وہ
دنیا کے کاموں میں عقل کا استعمال
کرتے ہیں۔ زیر سر۔ اگر حیرت کی
بنا پر عقل نہ رہے تو پھر انسان کا ہر ہر
روٹکا عقل اور سر بن جاتا ہے۔
نہیست۔ دنیاوی امور میں عقل سوزی
سے آخرت کے معاملہ میں غور کرنے
سے عقل باغ و بہار بنتی ہے۔ سوئے
دشت۔ جب عقل کی پیداوار کے
باغ و جنگل کی طرف رخ کرے تو
اس جنگل حدین کے نکتے سنو گے
اور تہمدی عقل ترخانہ ہوگی۔

۲ اندیس۔ اس راہ عشق میں اپنی
شان و شوکت کو ترک کر کے شیخ کے تابع
بن جاؤ۔ سر۔ یعنی شیخ۔ کژدم۔ بچھو کا
ڈنک دم میں ہوتا ہے۔ کژرو۔ جوش
کا اجماع نہ کرے گا اس میں عیب ہی
عیب ہوں گے اور وہ پاک روحوں کو
زخمی کرے گا۔ سر بکوب۔ ایسے شخص کی
زندگی سے موت بہتر ہے تاکہ روح کو
اس ناپاک جسم سے نجات ملے۔

۳ استاں۔ دیوانہ سے ہتھیار
چھین لینا عدل اور نیکی ہے۔ چوں۔
اگر دیوانہ کے ہاتھ میں کھوار ہے گی تو
بہت نقصان پہنچا دے گا۔ بیان۔
ناظر کے ہاتھ میں علم اور مال اور مرتبہ
ایسا ہی تلو کن ہے جس طرح ڈاکو کے
ہاتھ میں کھوار۔

دادن تیغے بدست را ہزن
 ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے
 بہ کہ آید علم ناگس را بدست
 اس سے بہتر ہے کہ علم ناکل کے ہاتھ آئے
 فتنہ آمد در کف بد گوہراں
 بداصلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے
 تا ستانند از کف مجنوں سناں
 تاکہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھلا چھین لیں
 و لبتاں شمشیر را زیں زشت خو
 اس بدعات سے تلوار چھین لے
 از فضیحت کے گندہ صد ارسلان
 رسولی میں سو شیر نہیں کرتا ہیں
 مارش از سوراخ بر صحرا شتافت
 اس کا سانپ سوراخ سے جنگل میں دوڑ پڑا
 چونکہ جاہل شاہ حکم مر شود
 جب جاہل کڑے علم کا شلہ بن جاتا ہے
 طلب رسولی خویش اوشد دست
 وہ اپنی رسولی کا طالب بنتا ہے
 یا سخا آرد بنا موضع نہد
 با سخاوت کرے گا تو بے موقع کرے گا
 آتخنیں باشد عطا کا حق دہد
 حق جو عطا دیتا ہے وہ ایسی ہوتی ہے
 جاہ می پنداشت در چاہے فدا
 اس نے اس کو رتبہ سمجھا اور وہ کو میں میں گرا
 جان زشت او جہاں سوزی گند
 اس کی بری جان دنیا کو پھونکتی ہے

بد گہرا را علم و فن آموختن
 بداصل کو علم و فن سکھانا
 تیغ دادن در کف زنگی مست
 مست حبشی کے ہاتھ میں تلوار دیدنا
 علم و مال و منصب و جاہ و قراں
 علم اور مال اور عہدہ اور رتبہ اور ان سے وہ بنگلی
 پس غزازیں فرض شد بر مومناں
 مومنوں پر جہاد اسی لئے فرض ہوا ہے
 جان او مجنوں تنش شمشیر او
 اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اس کی تلوار ہے
 آنچہ منصب می گند با جاہلاں
 جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے
 عیب ۲ لوغنی ست چوں آلت بیافت
 اس کا عیب پوشیدہ ہے جب اس نے ذریعہ حاصل کر لیا
 جملہ صحرا مار و کژدم پر شود
 تمام جنگل سانپ اور بچھو سے بھر جاتا ہے
 مال و منصب نا کے کار بدست
 ناکل جو مال اور عہدہ حاصل کرتا ہے
 یا گند مع بخل و عطا ہا کم دہد
 یا وہ بخل کرے گا اور عطیات نہ دے گا
 شاہ را در خانہ بیذق نہد
 شلہ کو پیدل کے خانہ میں رکھ دے گا
 حکم چوں در دست گمراہے فدا
 جب حکمت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی
 رہ نمیداند قلا و وزی گند
 راستہ نہیں جانتا ، رہنمائی کرتا ہے

۱۔ بد گہرا۔ بد باطن۔ زنگی۔ حبشی
 عموماً تم عقل ہوتے ہیں پھر جب
 وہ نشہ میں ہو تو کوئی عقل کی بات نہ
 کرے گا۔ علم و مال۔ بداصل انسان
 ہر چیز کا غلط استعمال کرے گا۔
 قرآن۔ قرآن لم یسعدین خوش نصیبی۔
 پس۔ جہاد کی مشروعیت اسی لئے ہوئی
 ہے کہ ان دنیا کے دیوانوں کی طاقت
 ختم کر دی جائے تاکہ یہ لوگوں کو تباہ و
 مگرہ نہ کر سکیں۔ سناں۔ بھلا۔
 جان۔ جان لوگوں کو جدا کرنا گویا ان
 کے ہاتھ سے تلوار چھین لینا ہے۔
 منصب۔ عہدہ و رسالہ۔ شیر۔

۲۔ عیب۔ او۔ جب تک اس کے
 پاس ذرائع نہ تھے اس کے عیب
 چھپے ہوئے تھے مسائل ہاتھ آ جاتا گویا
 کہ سانپ کا سوراخ سے نکل پڑتا
 ہے۔ جملہ صحرا۔ جب جاہل اور نادان
 شلہ بن جائے تو اس کے کارندے
 سانپ اور بچھو کی طرح لوگوں کو کاٹنے
 ہیں۔ مل و منصب۔ خود یہ بھی تباہ ہوتا
 ہے اور دوسروں کو بھی تباہ و رسوا کرتا
 ہے۔

۳۔ یا گند۔ جاہل بادشاہ یا بخل
 کرے گا اور کسی کو کچھ نہ دے گا اگر
 دے گا تو نااہلوں اور غیر مستحقوں کو
 دے گا۔ شلہ را۔ ذلیلوں کو ہار عزت
 بنائے گا اور عزت والوں کو ذلیل
 کرے گا۔ جاہ۔ وہ اس کو رتبہ اور
 منصب سمجھ رہا ہے حالانکہ وہ اس کے
 لئے کنوئیں ہے۔ اگر اس مصرع میں
 می پنداشت کے بجائے پندار پندھا
 جائے تو ترجمہ یہ ہوگا تم سمجھو کہ مرتبہ
 اس میں گمراہی نہمیداند اس کو
 خلیفہ نہیں تو دوسروں کو کیا سلیقہ
 سکھائے گا۔

طُفْلٍ اِذَا فُقِرَ چوں پیری گرفت

پیرواں را غُولِ اَدِیری گرفت

را فقر کے بچہ نے جب پیری اختیار کر لی
کہ بیاتا ماہ بنمایم تڑا
کہ آ تاکہ تجھے چاند دکھاؤں
چوں نمائی چوں ندیدستی بعمر
تو کیسے دکھائے گا جبکہ تو نے تمام عمر نہیں دیکھا ہے؟
احتمال سرور شد سستند وز بیم
یقوت سرور ہوتے ہیں اور خوف سے

پیر و کاروں کو محنت کے بھوت نے پکڑ لیا
ماہ را ہر گزندید آں بے ضیا
خود اس بے نور نے چاند کو بھی نہیں دیکھا ہے
عکس مہ در آب ہم اے خام غمر
اے کچے ناان! پانی میں بھی چاند کا عکس
عافلاں سر ہا کشیدہ در گلیم
عقندوں نے گدڑی میں منہ چھپا لیا ہے

بیان تفسیر آیہ شریفہ یَا أَيُّهَا الْمُزْمَلُ

یا ہلزل آیت شریف کی تفسیر کا بیان

خواند ۲ مَزْمَلُ بنی را ایں سبب
ای سبب سے بنی کو کھلی لڑھکنے والا کہہ کر پکڑا
سر مکن اندر گلیم و رُو مپوش
کھلی کے اندر سر نہ کر اور منہ نہ چھپا
ہیں مٹو پنہاں زنگ مدعی
مدعی کی عداوت سے نہ چھپ
ہیں قَمِ اللَّیْلِ کہ شمع اے ہمام
اے سرور! تو رات کو کھڑا رہ کیونکہ تو شمع ہے
بے فروخت فروشن ہم شب سست
تیری روشنی کے بغیر روشن دن بھی رات ہے
باش کشتباں دریں بحر صفا
اس بحر صفا میں ملاح بن
رہ شناسے می ببايد بلباب
عقندہ را شناسے صکار ہے

کہ بروں آ از گلیم اے بو الہرب
کہ اے صاحب فرما کھلی سے نکل
کہ جہاں جسے ست سرگرداں تو ہوش
کیونکہ دنیا ایک پریشان جسم ہے اور تو ہوش ہے
کہ تو داری شمع وحی شعشی
کیونکہ تیرے پاس منور وحی کی شمع ہے
شمع دایم شب بُود اندر قیام
شمع رات میں ہمیشہ کھڑی رہتی ہے
بے پناہست شیر اسیر ارنب سست
تیری پناہ کے بغیر شیر خوش کا قیدی ہے
کہ تو نوح ثانی اے مصطفیٰ
اے مصطفیٰ! کیونکہ تو دوسرا نوح ہے
ہر رہے را خالصہ اندر راہ آب
ہر رات کے لئے خصوصاً پانی کے راستہ کے لئے
عقندہ را شناسے صکار ہے

۱۔ طفل۔ جس طرح جاہل بادشاہ
کے ہاتھوں ملک تباہ ہوتا ہے اسی
طرح مزہر شیخ کے ہاتھوں دین برباد
ہوتا ہے وہ خود راہ طریقت سے
ناواقف ہے تو اس کے مرید بربادی
ہوں گے کہ پیلہ وہ دعوے کرتا ہے اور
مریدوں سے کہتا ہے کہ آؤ تمہیں
مشاہدہ حق کراؤں حالانکہ اس نے خود
بھی مشاہدہ توہ کنہ پر چھا میں بھی
نہیں دیکھی۔ غم۔ ناخبر بہ کار ناان۔

احتمال۔ سعدی نے فرمایا

ہامزائے را چو بنی بختیار
عافلاں تسلیم کروند اختیار

۲۔ خواند۔ اکثر روایتیں یہ بیان
کرتی ہیں اس کو جب آنحضرت پر غار
حرام میں پہلی وحی آئی تو آپ کانپ
گئے اور گھبرا کر چار لڑھکے کر لیت گئے
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ فریش کی نافرمانی سے رنجیدہ ہو
کر چار لڑھکے کر لیت گئے تھے مولانا
کا کلام اس دوسری روایت پر مبنی ہے
کہ آنحضرت نے چونکہ بالوں کی وجہ
سے روپوشی اختیار کر لی تھی اسی لئے
آپ کو منزل کھلی لڑھکنے والا کہا
گیا ہے۔ بو الہرب۔ قریش سے
علحدگی کو بھاگنے سے تعبیر کیا ہے اسی
لئے آنحضرت کو بولہرب یعنی قریش
سے فرار اختیار کرنے والا کہا ہے۔
زہد پوش۔ اگر تم روپوشی اختیار کرو گے تو
دنیا دیوانی میں مبتلا کرو گے تو دنیا
دیوانی میں جتا رہے گی۔ قَمِ اللَّیْلِ۔
اسی آیت میں یہ حکم بھی آیا ہے کہ رات
کو نماز میں قیام کیا کرو خطاب اس
لئے ہوا کہ آپ صبح ہیں اور شمع کا کام
رات کا کھڑا رہنا ہے۔

۳۔ بے فروخت۔ آپ ہی کے ذنور ہدایت سے عالم روشن ہو گا ورنہ روح جو شیر ہے وہ نفس سے جو
کہ خرگوش ہے مغلوب رہے گی۔ باش۔ آپ امت کے لئے بخولہ کشتی بان کے ہیں۔ روشناسے۔
راہنمائی وہ کر سکتا ہے جو صاحب عقل ہو خصوصاً دریائی راستہ کی۔

ہر طرف غول ست کشتیاں شدہ

ہر سرف شیطان طراح بنا ہوا ہے

ہمچو روح اللہ ممکن تنہا روی

حضرت عیسیٰ کی طرح تنہا روی اختیار نہ کر

انقطاع و خلوت آری را بمان

انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر

اے ہدیٰ چوں کوہ قاف و توہمای

اے وہ ذات! کہ ہدایت کوہ قاف ہے اور توہما ہے

سیر را نکذار داز بانگ سگاں

کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑنا ہے

بانگ می دارند سوی صدر تو

جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں

از سفہ و عووع گناں بر بدر تو

تیرے بد پر بیوقوفی سے بھول بھول کرتے ہیں

توز خشم کر عَصَی گور را

بہرے پر غصہ سے اندھے کی لاٹھی نہ چھوڑ

صد ثواب و اجر یا بداز الہ

اللہ کی جانب سے سو ثواب اور اجر پاتا ہے

گشت آمر زیدہ و یا بدر شد

وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے

جوق گوراں را قطار اندر قطار

انگوں کے جمع کو قطار و قطار

ماتم آخر زماں را شادی

تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوشی ہے

خیز! و ونگر کاروانِ رہ زده

اٹھ! اور لئے ہوئے قافلہ کو دیکھ

خضر وقتی غوثِ ہر کشتی توئی

تو خضر زمانہ ہے ہر کشتی کی تو مدد ہے

پیش ایں جمعے چو شمع آسماں

اس مجمع کے آگے تو آسمانی شمع کی طرح ہے

وقت خلوت نیست اندر جمع آئی

خلوت کا وقت نہیں ہے مجمع میں آ

بدر بر صدرِ فلک شد شب رواں

چوہویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلنا ہے

طاعناں ۲ ہمچوں سگاں بر بدر تو

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے کتوں کی طرح ہیں

ایں سگاں کر نذر امرِ انصوا

یہ کتے خاموش رہو کے حکم سے بہرے ہیں

ہیں بمکذار اے شفا رنجور را

خبردار! اے شفا! بیمار کو نہ چھوڑ

نے ۳ تو گفستی قافلہ اُمّی براہ

کیا تو نے خوشیوں کہا ہے ہندو کے گھات پر لے جانے والا؟

ہر کہ او چل گام گورے را گشد

جو اندھے کو چالیں قدم لے جائے

پس بکش توزیں جہان بے قرار

پس تو اس زوال پذیر دنیا سے لے جا

کار ہادی ایں بود تو ہادی

ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے تو ہدایت دینے والا ہے

۱۔ خیز۔ آپ اٹھیے ہر طرف

شیطانوں اور مردہ ہے خضر وقتی میں اس

وقت علوم لدنیہ کا فیضان پہنچانے

والے صرف آپ ہیں۔ روح اللہ۔

حضرت عیسیٰ قوم سے روپوش ہو کر

آسمانوں پر پہنچ گئے۔ بخش ایں جمعے

مخلوق خدا کے لئے آپ آفتاب

ہدایت ہیں آپ کے لئے خلوت اور

لوگوں سے جدائی مناسب نہیں ہے

آپ ہدایت کے کوہ قاف کے عقاب

ہیں۔ بد۔ چاند آسمان پر اپنی سیر

جاری رکھتا ہے اور کتوں کے بھونکنے

سناپی رفتار نہیں چھوڑتا ہے۔

۲۔ طاعناں۔ آپ کے مخالف

کتے ہیں ان کے بھونکنے سے آپ اپنا

طرز عمل نہ بدلیں۔ فصصوا۔ تم

خاموش رہو جب قرآن پڑھا جاتا

ہے تو خاموشی سے سننے کا حکم ہے

لیکن یہ کتے اس حکم سے بے بہرہ

ہیں اور براہ بھونک رہے ہیں۔

بمکذار۔ عالم بیمار ہے آپ اس کی شفا

ہی مخلوق اندھی ہے آپ اس کے

راہنما ہیں مخالفوں کی جد سے اس کو نہ

چھوڑیے۔

۳۔ نے تو گفستی۔ حدیث شریف

ہے مَنْ قَادَ مَكْفُوفًا اَوْ بُعِثَ خَطْوَةً

غَيْرَ لَهُ مَا قَلْعُ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ

جس نے اندھے کی چالیں قدم تک

راہنمائی کی اس کے اگلے پچھلے گناہ

بخشے گئے۔ پس۔ آپ اس اندھی

مخلوق کی قیادت کیجئے ان کو قطار و

قطار بھیج کر لے جایئے۔ ماتم۔ آپ

نبی اخرازمیں ہیں ان کے سوگ کو خوشی

میں تبدیل کر دیجئے۔



ہیں رواں گن اے امام المتقین
ہاں اے متقین کے امام! پہنچا دے
ہر کہ در مکر تو دارد دل گرو
جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے
بر سر کوریش کوریہا نہم
میں اس کے اندھے پن پر بہت ساندھاپن رکھوں گا
عقلہا ۲ از نور من افروختند
انہوں نے عقلیں میر نور سے روشن کی ہیں
چست خود الا پُتق آل ترکماں
اس صحرائین کی جہ پیری نہ کیا ہے؟
آں چراغ او بہ پیش صر صرم
میری آندھی کے سامنے اس کا چراغ
خیز در دم تو بصور سہناک
اٹھ! خوناک صو میں پھونک مد دے
چوں تو اسرافیل وقتی راست خیز
چونکہ تو وقت کا اسرافیل ہے، اٹھ کھڑا ہو
ہر کو گوید گو قیامت اے صنم
جو یہ کہے کہ قیامت کہاں ہے اے محبوب وا
در نگر اے سائل محنت زدہ
اے مصیبت اٹھانے والے سائل! دیکھ لے
ورنبا شد اہل ایں ذکر و قنوت
اور اگر وہ اس ذکر اور قنوت کا لہل نہ ہو
ز آسمان حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

ایں اخیال اندیشگاں را تا یقین
ان شک کرنے والوں کو یقین تک
گردش را من زخم تو شاد رو
میں اس کی گردن مدھوں گا، تو خوشی سے چل
او شکر پندارد زہرش وہم
وہ شکر سمجھے گا میں اس کو زہر دوں گا
مکر ہا از مکر من آموختند
انہوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں
پیش پائے ترہ پیلان جہاں
دنیا کے ترہ پیلوں کے پاؤں کے آگے
خود چہ باشد اے مہیں پیغمبرم
اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کیا ہے؟
تا ہزاراں مردہ بر رویدز خاک
تاکہ ہزاروں مردے مٹی سے نکل پڑیں
رستخیزی ساز پیش از رستخیز ۳
قیامت سے پہلے قیامت برپا کر دے
خویش بنما کہ قیامت نک منم
اپنے آپ کو دکھا دے کہ یہ قیامت میں ہوں
زیں قیامت صد جہاں قائم شدہ
اس قیام سے سینکڑوں جہاں برپا ہو گئے
پس جوبلا حق اے سلاطین سکوت
تو اے سلطان! حق کا جواب خاموشی ہے
چوں بود جانناں دعا نا مستجاب
اے جان! جب دعا نامنظور ہوتی ہے

۱۔ ایں خیال۔ یعنی جو لوگ شکوک
شبہات میں مبتلا ہیں ان کو اس سے
نکال کر یقین کی منزل میں پہنچا
دیئے۔ ہر کہ جو لوگ تمہارے
خلاف مکر اور تدبیر کر رہے ہیں ان کو
میں ہلاک کر دوں گا۔ نورش۔ جو
اندھے ہیں ان کو پوراندھاپنوں کا نور
ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ ہر کو شکر سمجھ کر
کھاجائیں۔

۲۔ عقلہا۔ ان خیالوں کی عقلیں
اور تدبیریں میری مٹی اور تدبیر سے
بڑھی ہوئی نہیں ہیں۔ الا پُتق۔ کمال کا
خیم۔ خزانہ۔ صحرائی مذن قوم تھی۔
پیش۔ یعنی ان کا وجود میرے مقابلہ
میں ایسا ہی ہے جیسے ترہ پیلوں کے
مقابلہ میں گل کا جھونپڑا ضرر۔
آندھی۔ مہین۔ بزرگ۔ صو۔
قیامت میں جب اسرافیل صو
پھونکیں گے مردے اٹھ کھڑے ہوں
گے تم یہاں اپنا صو پھونکو نور اعلان
نبوت کو مردہ دل حیات ابدی حاصل
کر لیں گے۔

۳۔ رستخیز۔ قیامت۔ منم۔
آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت
مٹے جلے بھیجے گئے ہیں یعنی جس
طرح قیامت حق و باطل کی تفریق
کرتی ہے میں بھی حق و باطل کی
تفریق کرتا ہوں۔ زیں قیامت۔
جس طرح قیامت میں مردے زندہ
ہوں گے اسی طرح آنحضورؐ کی بعثت
سے مردہ دلوں کو زندگی حاصل ہوئی۔
ورنبا شد۔ اگر ان معارف کے سامنے
کی اہلیت نہیں ہے تو پھر ان کے
بیان سے خاموشی بہتر ہے۔ جواب
الاحق۔ جواب جاہلان باشد خاموشی۔
ز آسمان۔ اگر کوئی نادانی سے دعا کرتا
ہے اور اس کی دعا ناقابل قبول ہوتی
ہے تو سکوت اختیار کر لیتا ہے۔



اے دریغ! وقتِ خرمن گاہ شد
ہائے افسوس! کلین کا وقت آ گیا
وقت تنگ ست و فضلی اس کلام
وقت تنگ ہے اور اس بات کی ادائیگی کے لئے
نیزہ بازی اندیس گوہی تنگ
ان تنگ گڑھوں میں نیزہ بازی
وقت تنگ و خاطر و فہم عوام
وقت تنگ ہے اور عوام کا مزاج اور سمجھ
چوں ۲ جواب احمق آمد خاشی
جبکہ احمق کا جواب خاموشی ہے
از کمالِ رحمت و موجِ کرم
رحمت کے کمال اور کرم کی موج سے

در بیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر اس سخن کہ جواب الاحق
اس کا بیان کو جواب نہ دینا جواب ہے اس بات کی تائید کرتا ہے کہ احمق کا
سکوت و شرح اس ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید
جواب خاموشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جا رہا ہے

بادشاہ ۳ ہے بود اورا بندہ
ایک بادشاہ کا ایک غلام تھا
خرد ہائے خدمت نکذاشتے
اس کی چھوٹی خدمت بھی نہ کرتا
گفت شہنشاہ جزاءش کم کنید
بادشاہ نے کہا اس کی تنخواہ کم کر دو
عقل او کم بود حرص او فزوں
اس کی عقل کم اور لالچ بڑھا ہوا تھا
عقل بودے گرد خود کردے طواف
اگر اقل ہوتی اپنے گرد چکر کاٹتا

۱! اس دریغ مقام کا تقاضا تھا کہ
آپ کے کارناموں کی تفصیل بیان
کی جائے کہ کسلی سے اٹھ کر آپ نے
کیا کیا لیکن وقت میں گنجائش نہیں
ہے آپ کے ان کارناموں کی تفصیل
کرنے کے لئے تو عمر جاوہاں بھی
نا کافی ہے۔ نیزہ بازی بہترین نیزہ
باز سے بھی اگر کہا جائے کہ وہ گڑھے
میں گھس کر نیزہ بازی کرے تو وہ بھی
ذلیل ہو جائے گا اور صحیح بازی نہ کر
سکیگا کیونکہ اس کام کے لئے وسیع
میدان دیکار ہے تو معارف کا بیان
تنگ وقت میں اور وہ بھی عوام کے
سامنے اس کی بھی یہی صحت ہے۔
۲ چوں جواب۔ پہلے کہا تھا کہ
احمقوں کا جواب خاموشی ہے تو
اعتراض ہوا کہ پھر ان معارف کے
بیان میں اس قدر طویل تقریریں
کیوں ہو رہی ہیں تو اس کا جواب یہی
ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے فائدہ
ہوں کیونکہ اس کی رحمت عام اس کی
موج کرم اچھی زمین اور شور زمین
سب کی پہنچتی ہے۔

۳ بادشاہ ہے۔ بادشاہ کا یہ غلام
بیوقوف اور شہوت پرست تھا۔
خرد ہائے آقا کی معمولی معمولی
خدمت بھی انجام دیتا تھا اور آقا کا بد
خوہ تھا اور اس کو اچھا سمجھتا تھا۔ جزاء
تنخواہ۔ خط۔ یعنی ملازمین کا راجہ۔
خردن۔ سرکش۔ عقل۔ یعنی اگر عقل مند
ہوتا تو اپنا جائزہ لیتا اور خطا کی معافی
چاہتا تو خطا معاف ہو جاتی۔

چوں آخرے پلاستہ شند داز خری
ایک پاؤں بندھا ہوا گدھا جب شرارت کرتا ہے
پس بگوید خُر کہ یک بندم بس ست
پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک بند ہی کافی ہے
گر بیدیدے سر بند آں چشم گور
اگر وہ اندھا باند کا راز دیکھ لیتا
وَر ز جرم بند پا آگہ بدے
اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا
وَر نہ تنیدے ز بند آں یو الفضول
اگر وہ بیہودہ بند کی وجہ سے شرارت نہ دکھاتا

ہر دو پایش بستہ گردد بر سری
تو پھر اس کے دونوں پاؤں مزید باندھ دیے جاتے ہیں
خود بدال کال و در فعل آں خس ست
تو سمجھ لے کہ وہ دو بند ہی کمینہ کے کام کی وجہ ہیں
بند برد ستش نہ بستندے بزور
تو جبرا اس کے ہاتھ نہ باندھتے
خود ز بند دست و پا ایمن شدے
تو ہاتھ اور پاؤں کے بند سے محفوظ ہو جاتا
اُو نہ خُر بودے شدے شیر فحول
تو وہ گدھا نہ ہوتا 'خُر' شیر ہوتا

۱۔ چوں۔ اس غلام کی مثل اس
گدھے کی سی ہے جو ایک پاؤں
بندھنے پر شرارت کرتا تو دوسرا پاؤں
بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ بر سری۔
مزید برآں۔ پس۔ دونوں پاؤں
بندھنے پر کہتا ہے کہ میرے لئے
ایک بند کافی تھا یہ نہیں سمجھتا کہ دونوں
پاؤں بندھنا خود اس کے کمینہ پن کی
وجہ سے ہوا ہے۔

۲۔ سر بند۔ یعنی اگر وہ سمجھتا کہ
ایک پاؤں میری شرارت کی وجہ سے
بندھا ہے اور شرارت کو ترک کر دیتا تو وہ
پاؤں بھی کھل جاتا۔

۳۔ حدیث۔ اللہ نے فرشتوں
میں صرف عقل رکھی جس کا مقصود
طاعت اور بندگی ہے لہذا فرشتوں
سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا ہے
حیوانات میں صرف شہوت رکھی
ہے۔ جنسی ہوا کھانے پینے کی انسان
میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں۔
زعم۔ مبالغہ کی غذا صرف عشق
خداوندی ہے۔

در تفسیر اس حدیث ۳ نبویؐ کہ **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ**
اس حدیث نبویؐ کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے
وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَهَائِمَ وَرَكَّبَ فِيهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ
اور ان میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور انہیں شہوت رکھی اور
بَنَى آدَمَ وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ
بنی آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی تو جس کی عقل
عَلَى شَمُوتِهِ فَهُوَ أَعْلَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ غَلَبَتْ شَمُوتُهُ عَلَى
شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر
عَقْلِهِ فَهُوَ أَدْنَى مِنَ الْبَهَائِمِ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

خلق عالم راسہ گو نہ آفرید
عالم کی مخلوق تین قسم کی پیدا فرمائی ہے
آں فرشتہ است و نداند جز سجود
وہ فرشتہ ہے اور سوائے سجدہ کے کچھ نہیں جانتا
نور مطلق زندہ از عشق خدا
وہ نور مطلق ہے 'خدا کے عشق سے زندہ ہے

در حدیث آمد کہ یزدان مجید
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے
یک گرہ را جملہ علم و عقل وجود
ایک گرہ میں علم اور عقل اور حکمت کمال ہے
نیست اندر عنصرش حرص و ہوا
اس کی مابین میں حرص و ہوا نہیں ہے

یک گروہے دیگر از دانش تہی

ایک دھرا گروہ جو عقل سے خالی ہے

اُو نہ بیند جز کہ اَصْطَبِل و عُلْف

وہ سوائے طویلہ اور گھاس کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

آں سُوْم ہست آدمی زادہ و بشر

تیسرا آدم کی لولاد اور انسان ہے

نیم خر خود مائل سفلی بُود

گدھے والا آدھا (عالم) سفلی کی طرف مائل ہوتا ہے

تا کدائیں غالب آید در نبرد

دیکھ معرکہ میں کونسا غالب ہوتا ہے؟

عقل گر غالب شود پس شد فزوں

اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا

شہوت اگر غالب شود پس کمترست

اگر شہوت غالب ہو گئی تو کم تر ہے

آں دو قوم آسودہ از جنگ و حرب

وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت میں ہیں

وہ بشر ہم ز امتحان قسمت شدند

اور یہ انسان کبھی آزمانے سے تقسیم ہو گئے

یک گروہ مستغرق مطلق شدہ

ایک گروہ پورا ذوب چکا

نقش آدم لیک معنی جبرائیل

صورت انسان کی ہے لیکن باطن جبرائیل کا ہے

از ریاضت رستہ در زہد و جہاد

وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے چھوٹ گیا

قسم دیگر باخراں ملحق شدند

دوسری قسم گدھوں سے جا ملی

ہمچو حیواں از عُلْف اے در فرہی

مثل حیوان چارے سے موناپے میں ہے

از شقاوت غافل ست و از شرف

وہ بدبختی اور شرافت سے غافل ہے

از فرشتہ نیمے و نیمش ز خر

اس کا آدھا فرشتہ ہے اور آدھا گدھے سے ہے

نیم دیگر مائل علوی بُود

دھرا آدھا (عالم) علوی کی طرف مائل ہوتا ہے

زیں دوگانہ تا کدائیں بُرد فرد

ان دونوں میں سے کون سا بازی جیتتا ہے

از ملائک ایں بشر در آزموں

امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے

از بہائیم ایں بشر زان کا ترست

یہ انسان چو پایوں سے کیونکہ بری حالت میں ہے

وہ بشر بادو مخالف در عذاب

اور یہ انسان دو مخالفوں کی وجہ سے عذاب میں ہے

آدمی شکل اندوسہ اُمت شدند

آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہو گئے

ہمچو عیسیٰ بملک ملحق شدہ

حضرت عیسیٰ کی طرح فرشتوں سے جلا

رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل

وہ غصہ اور خواہش اور قابلِ قیل سے نجات پا گیا

گویا از آدمی او خود نزاو

گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا

خشم محض و شہوت مطلق شدند

خالص غصہ اور مجسم شہوت بن گئے

۱۔ عُلْف۔ چارہ۔ لو۔ حیوانات کو
صرف خواب و خور کی فکر ہے وہ
شقاوت اور سعادت سے غافل ہیں۔
نیمے و نیمش۔ انسان روح انسانی اور جسم
سے مرکب ہے روح میں ملکیت ہے
اور جسم میں حیوانیت ہے۔ سفلی۔ جسم
کا تعلق عالم سفلی ناموت ہے۔
علوی۔ روح کی پرواز عالم بالا کی
طرف ہے۔ تا کدائیں۔ انسان کی
ان دونوں قوتوں میں تصادم ہوتا ہے۔
فردوں۔ انسان روح کے تقاضوں کو
پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا
ہے چونکہ اس نے جسمانی خواہش کو
مغلوب کیا ہے۔

۲۔ شہوت۔ اگر انسان شہوت
سے مغلوب ہو جاتا ہے تو حیوانات
سے بدر ہوتا ہے کیونکہ حیوانات میں
تو عقل نہ تھی۔ دو قوم۔ فرشتوں اور
حیوانات میں ان متضاد طاقتوں کی
مکشش نہیں ہے انسانی ان کی
کشش سے عذاب میں ہے۔ وہ
بشر۔ اب انسانوں میں بھی تین
قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ جس نے
خالص ملکیت اختیار کر لی جیسے کہ
حضرت عیسیٰ ہیں کہ فرشتوں ہی میں
جا شامل ہوئے۔ خشم و ہوا۔ یہ سب
چیزیں بقاضائے جسم ہوتی ہے۔

۳۔ ریاضت۔ مجاہدوں کی
ریاضت اخلافِ زمیہ کو ختم کرنے
کے لئے ہے جب وہ نہ رہے تو
مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہی۔ قسم
دیگر۔ انسانوں کی ایک قسم وہ ہے جو
بالکل حیوانات اور گدھوں کی طرح
ہیں ان میں ملکیت نہیں لیکن وہ کم
ظرف تھے ان میں سے ملکیت
بالکل ختم ہو گئی ہے۔

وصف جبرئیلی در اشاں بود رفت
جبرئیل ولی صفت ان میں تھی، چلی گئی
مردہ! گرد و شخص کو بیجاں شود
جو شخص بے جان ہوتا ہے مردہ ہو جاتا ہے
زاغ گردو چوں پے زاعاں رود
انسان کا بن جاتا ہے جب کوں کا اتباع کرتا ہے
زانکہ جانے کاں ندارد ہست پست
چونکہ وہ جان جو وہ صفت نہیں رکھتی پست ہے
اوز حیوانہا فزوں تر جاں کند
وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے
مکرد ۲ تلپے کہ اوتاند تنید
جو مکر اور فریب وہ کر سکتا ہے
جامہائے زر کشی را بافتن
زر دوزی کے کپڑے بنانا
خردہ کاریہائے علم ہندسہ
علم ہندسہ کی بارگہ صنعتیں
کہ تعلق باہمیں نیستش
کیونکہ ان کا تعلق ہی دنیا سے ہے
ایں ۳ ہمہ علم نہی آخرست
یہ سب اسطبل کی تعمیر کا علم ہے
بہر استبقی حیواں چند روز
چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے
علم راہ حق و علم منزلش
راہ حق کا علم اور اس کی منازل کا علم

تنگ بود آنخانہ وآں وصف رفت
وہ گھر تنگ تھا اور وہ صفت ہوتی تھی
خر شود چوں جان او بے آں شود
جسم کی جان چوں جبرئیلی صفت کے بغیر سوجاتی ہو گدھا ہو جاتا ہے
جسم گردو جاں چوں او بے جاں شود
جسم بن جاتی ہے جبکہ وہ بے جان ہو جاتی ہے
ایں سخن حق ست و صوفی گفتہ است
یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے
در جہاں باریک کاریہا کند
دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے
آں ز حیوانے دگر ناید پدید
وہ دوسرے حیوان سے دوسرا نہیں ہوتے ہیں
دُرہا از قعر دریا یافتن
موتیوں کو دریا کی گہرائی سے پانا
یا نجوم و علم طب و فلسفہ
یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ
رو بہفتم آسماں بر نیستش
ان کا رخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے
کہ عماد بود گاؤ و اُشترست
جو گائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے
نام آں کردند ایں گجیاں رموز
ان آفتوں نے ان کا نام رموز رکھ لیا
صاحب دل داند آنرا یادش
اس کو صاحب دل یا اس کا دل جانتا ہے

۱۔ مردہ! گردو جس طرح روح نکل
جانے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی
طرح جان کی جان نکل جانے سے
جان مردہ ہو جاتی ہے یعنی جب روح
کے اوصاف باقی نہ رہیں تو روح مردہ
ہو جاتی ہے۔ زاغ گردو۔ مزید برآں
انہوں نے زاغ صفت انسانوں کی
پیروی شروع کر دی تو یہ کوسے کی طرح
مکر کر جس مردہ خوری کے عادی ہو
گئے۔ جسم گردو۔ جب روح اپنے
خواص کو بیٹھے تو وہ جسم ہے۔ زانکہ۔
جس روح میں روح کے خواص نہ
رہیں وہ بہت پست اور ذلیل ہے
صوفیا بھی اسی کے قائل ہیں۔ اوز
حیوانہا۔ عالم ہائوت میں اس کی
مشغولیت حیوانوں سے بھی بڑھ جاتی
ہے اور یہ عالم ہائوت کے مشاغل ہی
حیوانوں سے زیادہ مشقت اٹھاتا
ہے۔ مکرد۔ اب یہ وہ مکاریاں کرتا
ہے جو حیوانات سے متصور نہیں ہیں۔
جامہائے۔ عالم ہائوت کے مشاغل
کی حیوانات تکلیف نہیں اٹھاتے
ہیں۔ کہ تعلق۔ ان تمام دستکاریوں کا
تعلق عالم ہائوت سے ہے اور یہ
صرف دنیا داری ہے اس کا رخ غلاما عالمی
کی طرف بالکل نہیں ہوتا ہے۔
۳۔ ایں ہمہ۔ یہ جس قدر علوم ہیں
صرف عالم ہائوت کی تعمیر اور ترقی
کے لئے ہیں جو حیوانات کی آخری
منزل ہے۔ بہر۔ یہ علوم چند روزہ
زندگی کے لئے ہیں ان کو یہ احمق
فلاسفہ رموز سے تعبیر کرتے ہیں۔
گجیاں۔ احمق لوگ۔ عالم راہ حق۔
طریقت اور اس کے منازل دل اور
صاحب دل جانتا ہے۔ اصل وہ رموز
کہلانے کے تھے ہیں۔



آفرید و کرد باداش اکیف
پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا
زانکہ نسبت کو بیقظہ نوم را
کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے
حسبائے منعکس دارند قوم
یہ لوگ اٹکے حواس رکھتے ہیں
انعکاس حسن خود از لوح خواند
تو اس نے سختی سے اپنے حس کا الٹا ہونا پڑھ لیا
چوں شد او بیدار عکسش رونمود
جب وہ بیدار ہوا اس کو اس کا الٹا پن واضح ہو گیا
ترک او گن لا اُحِبُّ الاغفلین
اس کو چھوڑا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں
بُودش از پستی و آزا فوت کرد
پستی سے اس کو تھی اور اس نے اس کو ختم کر دیا
عذر او اندر بہیمی رُوشنیست
حیوانیت میں رہنے کا اس کا عذر واضح ہے
ہر غذائے کو خورد مغز خُرسست
جو غذا وہ کھائے گا گدھے کا مغز ہے
سکتہ و بے عقلیش افزوں شود
اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی
نیم حیواں نیم حی بارشاد
جو آدھی حیوان ' آدھی باہلیت زندہ ہے

پس دریں ترکیب حیوان لطیف
پس اس سبھی اور بھی ترکیب سے پاکیزہ حیوان
نام کالا نعام کرداں قوم را
اس لوح سے محروم قوم کا نام جانوروں جیسے کر دیا
رُوح حیوانی ندارد غیر نوم
حیوانی روح سونے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتی ہے
یقظہ آمد نوم حیوانی نماند
بیداری آئی تو حیوانی نیند نہ رہی
ہمچو حسن آنکہ خواب آں را ربود
اس کی حس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کر دیا
لا جرم اسفل بود از سافلین
لا محله وہ نچلوں میں نچلا ہو گا
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت
باز حیواں را چو استعداد نیست
پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے
زوچو استعداد شد کال رہبرست
جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہو گئی جو راہنما ہے
گر بلا در خورد او ایفوں شود
اگر بھلاؤں کھائے گا وہ افیون بن جائے گا
ماندیک قسم دگر اندر جہاد
ایک دوسری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں

۱۔ ترکیب۔ یعنی عقل و شہوت کا
اجتماع حیوان لطیف۔ یعنی انسان۔
نام۔ جب انسان روح حیوانی کھوم
بیٹھے تو وہ حیوان ہے اسی لئے قرآن
پاک میں ایسے لوگوں کے بارے میں
فرمایا گیا۔ تُولٰٓئِكَ كَانُوا لَعَنَةً
چو پاؤں کی طرح ہیں۔ یقظہ روح
انسانی بیدار ہے اور ان کی روح سوتی
ہوتی ہے روح حیوانی۔ بیدار عقل
اور مقتضیات سے اسی طرح غافل
ہے جیسے کہ کوئی سویا ہوا ہو اور اپنے
حواس کو عقل کے مقتضیات کے
برعکس کام میں لائے۔ یقظہ جب
ان میں بیداری آئے گی تو ان کو حواس
کے الٹا ہوجانے کا احساس ہوگا۔

۲۔ ہمچو حسن۔ نیند سے بیدار ہو کر
انسان سمجھتا ہے کہ نیند کی حالت میں
اس کے حواس صحیح کام نہیں کر رہے
تھے اسفل۔ قرآن پاک میں ہے۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ لِيُحْسِنَ تَقْوٰیہ
لَمْ يَذْكُرْ اَنۡ لَّغٰی سَافِلِیۡنَ ہم نے
انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر
ہم اس کو کم تر سے کم تر مخلوق میں لوٹا
لائے ہمزگ اور ایسے لوگوں کی صحبت
سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت ایمان
نے چاندیہیج کی الملوہیت سے جدائی
اختیار کر لی تھی کہ میں غروب ہو جانے
والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ زانکہ ایسا
انسان بدترین مخلوق ہے اس لئے کہ اس
میں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اس کو
تلا کر لوہے کی حیوانات میں استعداد ہی نہیں
پہنچا وہ بہیت میں معذور ہیں۔

۳۔ زو۔ جب انسان نے استعداد
کو ختم کر دیا تو جو غذا استعمال کرے
گامزید سلامت کا سبب بنے گی۔ گر بلا
وہ بھلاؤں سکتے اور بیہوشی کے ازالہ
میں مفید ہے لیکن وہ الٹا اثر کرے گا۔

ماندیک قسم۔ یہ عام مومنین کی قسم ہے جن کا نفس نفسِ لواہ ہے ان انسانوں کی عقل و نفس روح و تن کی
کشمکش میں رہتی ہے پہلا گروہ جس کا بیان یک گروہ مستغرق مطلق شدہ میں تھا ان کا نفس نفسِ مطمئنہ
ہے دوسرا گروہ جس کا بیان قسم دیگر باخراں ملحق شدہ میں تھا اس کا نفس نفسِ اتارہ ہے اس تیسرے
گروہ کی کشمکش کو مجنوں اور اس کی اونٹنی کے قصہ سے واضح کیا ہے۔

روز و شب در جنگ اندر کشمش کردہ چالش اولش با آخرش
وہ دن رات جنگ اور کشمکش میں ہے اس کا ایک اس کے دوسرے سے مقابلہ میں ہے

چالش عقل بانفس ہچوں تنازع مجنوں با ناقہ و میل مجنوں
عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مجنوں کا لونٹی کے ساتھ جھگڑا اور مجنوں کا
سوی خرہ ۱ و میل ناقہ سوی گرہ چنانچہ مجنوں گفتہ ہوئی
میلان شریف زادی کی طرف اور لونٹی کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنوں نے کہاں میری
ناقستی خلفی و قدّامی الهوی وائی وایاھا لمختلفان
اونٹنی کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے ہیں اور وہ دونوں مختلف ہیں

۱۔ خرہ شریف عورت یعنی۔
۲۔ میل۔ کھڑکھڑے کا بچہ مولانا نے
یہاں لونٹ کا بچہ مراد لیا ہے۔ ہچو
مجنوں۔ مشہور ہے کہ مجنوں کو معلوم ہوا
کہ سلی آ رہی ہے تو وہ اس کے
استقبال کے لئے چلا جس لونٹی پر
سوار ہوا اس کے بچہ کو گھر پر چھوڑ گیا
راستہ میں اس کی اور لونٹی کی کشمکش
شروع ہوئی۔ خرہ آزلا

۲۔ میل۔ مجنوں چاہتا تھا کہ لونٹی
آگے بڑھے تاکہ چٹائی کا وصال
حاصل ہو۔ میل ناقہ۔ لونٹی گھر کی
طرف لوٹنا چاہتی تھی تاکہ بچہ کے
پاس پہنچے۔ یک دم۔ مجنوں کی ذرا سی
غفلت ہوئی تو وہ لونٹی پیچھے کو ہٹ
جاتی۔ عشق۔ چونکہ مجنوں کا جسم عشق
سے پر تھا اس لئے وہ لونٹی کی اس
حرکت سے بیہوش ہوا جاتا تھا۔
مراقب۔ انسان کی عقل اس کے کام
کی نگہبانی کرتی ہے مجنوں عشق میں
بے عقل ہو چکا تھا۔

۳۔ ناقہ کو ہوش تھا وہ جب دیکھتی
کہ اس کی مہار ڈھیلی ہے فوراً سمجھ جاتی
کہ مجنوں غافل ہے اور پیچھے کی
طرف چل پڑتی۔ چوں بخود۔ جب
مجنوں کو ہوش آتا تو وہ دیکھتا کہ لونٹی
میلوں پیچھے واپس ہو گئی ہے۔

ہچوں مجنوں در تنازع باشر
جیسا مجنوں لونٹی کے ساتھ مقابلہ میں تھا
ہچوں مجنوں اندر چوں ناقہ اش یقیں
وہ لوگ یقیناً مجنوں اور اس کی لونٹی کی طرح ہیں
میل ۲۔ مجنوں پیش آں لیلیٰ رواں
مجنوں کی خواہش لیلیٰ کی جانب روانہ ہے
یک دم ارمجنوں ز خود غافل بدے
اگر مجنوں تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہو جاتا
عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن
چونکہ اس کا بدن عشق اور دیوانگی سے پر تھا
آنکہ او باشد مراقب عقل بود
جو غفلت کو لیلیٰ کا عشق لے اڑا تھا
لیک ناقہ بس مراقب بود و پخت
لیکن لونٹی بہت نگراں اور پخت تھی
فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ
وہ اس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہو گیا ہے
چوں بخود باز آمدے دیدے زجا
جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے

گہ شتر چر بیدو گہ مجنوں خر
کبھی لونٹی غالب آ گئی اور کبھی آزلا مجنوں
می کشد آں پیش و پس واپس بکس
وہ آگے کو کھینچتا ہے اور یہ ضد سے پیچھے کو
میل ناقہ پس بے گرہ اش دواں
لونٹی کی خواہش پیچھے کو بچہ کے لئے دھڑاتی ہے
ناقہ گردیدے و واپس آمدے
لونٹی لوٹ جاتی اور واپس آ جاتی
می نبودش چارہ از بخود شدن
اس کے لئے بے ہوش ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا
عقل را سودائے لیلیٰ در رود
جو عقل کو لیلیٰ کا عشق لے اڑا تھا
چوں بدیدے او مہار خویش سست
جب وہ اپنی مہار کو ڈھیلّا دیکھتی
رو سپش کردے بگرہ بے درنگ
بغیر تاخیر کے بچہ کی طرف رخ کر دیتی
کو سپش رفتہ است بس فرسنگھا
وہ میلوں پیچھے لوٹ گئی ہے

ماند مجنوں در ترددِ سالہا
مجنوں سالوں آنے جاتے میں لگا رہا
ما دو ضد بس ہمرہ نالا تقیم
ہم دو مخالف بہت نامناسب ساتھی ہیں
کرد باید از تو دُوری اختیار
تجھ سے دُوری اختیار کرنی چاہیے
گمرہ آں جاں گو فرو ناید زتن
وہ جان گرلو ہے جو جسم سے باہر نہ آئے
تن ز عشق خار بن چوں ناقہ
جسم جھڑ کے عشق میں نوئی کی طرح ہے
وہ زدہ تن درز میں چنگا لہا
جسم نے زمین میں پنچے گاڑ دیئے ہیں
پس زلیلی دُور ملند جان من
تو میری جان لیلی ہے وہ رہے گی
ہمچوتیہ و قوم موسیٰ سالہا
جیسا کہ برسوں تک تیرا حضرت موسیٰ کی قوم کا معاملہ
ماندہ امردہ رشتت تیصت سال
میں ساٹھ سال تک تیرے مکر کی وجہ سے سادہ بی میں رہا
سیر گشتم زیں سواری سیر سیر
اس سواری سے میں بھر پلا ، بھر پلا
گفت سوزیدم زغم تا چند چند
کہا میں غم سے کتنا کتنا جل رہا ہوں
خوشن افگند اندر سنگراخ
اس نے اپنے آپ کو پتھریلی زمین میں گرا دیا
از قضا آں لحظہ پالیش ہم شکست
تقدیر سے اس وقت اس کا پاؤں بھی ٹوٹ گیا

دوسرے روزہ رہ بدیں احوالہا
تین روز کے راستہ پر ان احوال میں
گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقیم
بولا اے نوئی! جبکہ ہم دونوں عاشق ہیں
نیستت بروفق من مہر و مہار
تیری محبت اور مہار میرے موافق نہیں ہے
ایں دو ہمرہ یکد گررا را ہزن
یہ دو راستہ کے ساتھی ایک دوسرے کے رہزن ہیں
جاں ۲ زبجر عرش اندر فاقہ
جان عرش کی جدائی میں فاقہ میں ہے
جاں کشاید سوی بالا بالہا
جان ' اوپر کی جانب بازو کھلتی ہے
تا تو باشی با من اے مُردہ وطن
اے وطن کی عاشق! جب تک تو میرے ساتھ رہے گی
روز ۳ گارم رفت زیں گوں حالہا
اس قسم کے احوال میں میری عمر گزر گئی
خطوینے بُود ایں رہ تا وصال
وصل تک یہ راستہ وہ قدم کا تھا
راہ نزدیک و بماندم سخت دیر
راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہوئی
سرنگوں خود راز اُشتر در فگند
اس نے اپنے آپ کو لوندا نوئی سے گرا دیا
سنگ شد بروے بیابان فراخ
اس پر وسیع جنگل تنگ ہو گیا
آنچناں افگند خود را سوی پست
نیچے کی جانب اس نے اپنے آپ کو دھیرا گرایا

۱۔ سالہا۔ مجنوں اس تین روزہ مسافت میں اسی حالت میں کئی سال رہا۔ گفت۔ پھر اس نے سوچا کہ دو متضاد سمتوں کے عاشقوں کا باہمی سفر طے نہ ہو سکے گا۔ ایں دو ہمرہ۔ نوئی مجنوں کا راستہ کھٹا کر رہی ہے بالآخر مجنوں نے نوئی کو چھوڑا اور چل پڑا۔ گمرہ۔ مولانا فرماتے نہ چھوڑے وہ بھی گرلو ہوتا ہے۔

۲۔ جاں۔ جان اور جسم کی بھی خواہشات جدا گانہ ہیں ان دونوں کا ساتھ نہیں نیچہ سکتا۔ خار بن۔ کانٹوں کا جھاڑ۔ جاں۔ جان کی پرواز عالم بالا کی جانب ہے جسم کی خواہش زمین پر رہنے کی ہے۔ تا تو۔ جب تک انسان کی روح جسم کے ساتھ رہے گی مقعد حاصل نہ ہو گا۔ مُردہ وطن۔ عاشق وطن۔

۳۔ روز گارم۔ مجنوں نے کہا اس کشمکش میں میرا وقت ضائع ہوا تیرے وہ میدان جس میں چالیس سال تک بنی اسرائیل چکر کاٹتے رہے تجھے اور شام کو اسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں سے صبح کو طے تھے۔ خطوین۔ وہ قدم۔ شت۔ تکر دھیل۔ سرنگوں۔ مجنوں نے پھر اپنے آپ کو انہی پر سے سر کے بل گرا دیا۔ سنگراخ۔ پتھریلی زمین۔

پی را بر بست و گفتا گو! شوم
اس نے پاؤں کو باندھا اور ہوا گیند بن جاؤں گا
زیں کند نفیس حکیم خوش دہن
خوش کلام حکیم اس لئے نفرت بھیجتا ہے
عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے؟
گوی شومی گرد بر پہاوی صدق
گیند بن جا ' سچائی کے پہلو پر لڑھک
کایں سفر زین پس بود جذب خدا
کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہو گا
آنجہیں سیر یست مستثنیٰ از جنس
اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جدا گانہ ہے
آنجہیں جذب بست سے بر جذب عام
عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
قصہ کوتہ گن برائے آل غلام
اس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کر دے

در خم چو گانش غلطاں میروم
اس کے بل کے موڑ میں لڑھکتا ہوا جاؤں گا
بر سوارے گو فرو ناید ز تن
اس سوار پر جو جسم سے نیچے نہ اترے
گئی گشتن بہر او اولیٰ بود
اس کے لئے گیند بن جانا زیادہ بہتر ہے
غلط غلطاں در خم چو گان عشق
لڑھکتا لڑھکتا عشق کے بلے کے موڑ میں
واں سفر بر ناقہ باشد سیر ما
لوہ اونٹنی پر سفر ہماری رفتار ہو گی
کاں فرود از اجتہاد جن و انس
کیونکہ وہ جن و انس کی کشش سے بڑھا ہوا ہے
کہ نہادش فضل احمد والسلام
جس کو احمد کے فضل سے قائم کیا ہے والسلام
کہ سویی شہ بر بکشہ است او پیام
جس نے بادشاہ کو پیغام لکھا

نبشتن ۳ آل غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سویی بادشاہ
تخلوہ گھنٹے پر بادشاہ کو اس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

می فرستد پیش شاہ ناز میں
ہازک حراج شاہ کی پیشی میں روانہ کرتا ہے
ہست لایق شاہ را آنگہ بیر
کہ بادشاہ کے مناسب ہے پھر یہاں
ہیں کہ فرش ہست در خور و شہاں
دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
نامہ دیگر نویسی و چارہ گن
دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر

رقعہ پر جنگ و پر ہستی و کیں
ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کینہ سے بھرا ہوا
کالبکہ نامہ است اندر وے نگر
جسم رقعہ ہے اس کو دیکھ لے
گوشہ رو نامہ را بکشا بخواں
گوشہ میں جا خط کو کھول ' پڑھ
گر نباشد در خور آل را پارہ گن
اگر مناسب نہ ہو اس کو پھاڑ دے

۱۔ گو گیند حکیم سنائی رحمت اللہ
علیہ عشق مولیٰ اللہ کا عشق لیلیٰ کے
عشق سے کم نہیں ہے جب جنوں
لیلیٰ کے عشق میں کوئی کو خیر باد کہہ سکتا
ہے تو خدا کے عشق میں جسم کی سواری کو
یقیناً خیر باد کہہ دینا چاہیے۔ گوئی
شوم اللہ کے راستہ میں گیند بن جاو
لڑھکتا ہوا اس کے بار تک پہنچ جا۔
۲۔ کایں سفر۔ اس سفر میں ابتدا تو
کوشش کرے گا۔ پھر اللہ کی جانب
سے کشش شروع ہو جائے گی۔
آنجہیں جذب خداوندی سے جو رفتار
ہو گی وہ محض عطر خداوندی ہے۔
آنجہیں۔ یہ خدا کی جذب عام جذب
نہیں ہے جو ہر راستہ میں حاصل ہو
جائے۔ یہ وہ جذب ہے جس کو
آنحضرت کی مہربانی نے قائم کیا ہے اور
ان کے جانشینوں کو حاصل ہے۔
۳۔ نبشتن۔ غلام کی انتہائی
حماقت تھی کہ اس نے قصہ سے بھرا ہوا
خط لکھا اور وہ بھی نازک حراج بادشاہ
کو پہنچا۔ جس میں اپنی بڑائی
جسائی۔ کالبکہ۔ مولانا نے یہاں سے
ارشادی مضمون شروع کر دیا کہ تیرا جسم
بمزل اس غلام کے خط کے ہے اس
میں دیکھ لے کہ شاہ کے لائق بوصاف
ہیں یا نہیں۔

لیک فتح نامہ ۱ زب مدال

لیکن جسم کے خط کو کھلنا آسان نہ سمجھ

نامہ بکشدن چہ دشوار ست و صعب

خط کو کھلنا بہت دشوار اور سخت ہے

جملہ بر فہرست قانع گشتہ ایم

ہم سب فہرست پر قانع ہو گئے ہیں

باشد آں فہرست دایم عامہ را

وہ فہرست عوام کے لئے جاں ہے

باز ۲ گن سرنامہ را گردن متاب

خط کے عنوان کو کھول من کو نہ موز

ہست آں عنوان چو اقرار زباں

وہ عنوان مثلاً زبانی اقرار ہے

کہ موافق ہست با اقرار تو

کہ وہ تیرے اقرار کے مطابق ہے

چوں جوالے بس گرانے می بری

جب کہ تو بہت بھاری بھالے جا رہا ہے

کہ چہ داری در جوال از تلخ و خوش

کہ تو اپنے بھرے میں کیا چیز کڑی اور کیا میٹھی رکھتا ہے

ورنہ ۳ خالی گن جوال ت راز سنگ

ورنہ پتھر سے اپنے بھرے کو خالی کر لے

در جوال آں گن کہ می باید کشید

بھرے میں وہ بھر لے جو لے جانا چاہیے

زشت نبود کایں جوال پر ز ریگ

کیا یہ برا نہیں ہے کہ یہ ریت سے بھرا ہوا

چوں نمی تانی کہ پر لعلش گنی

اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے

ورنہ ہر کس سر دل دیدے عیاں

ورنہ ہر آدمی دل کا راز کھلم کھلا دیکھ لیتا

کار مردان ست نے طفلان لعب

بہادوں کا کام ہے نہ کہ کلندری بچوں کا

زانکہ در حرص و ہوا آہستہ ایم

کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں

تا چنناں دانند متن نامہ را

حتیٰ کہ خط کے مضمون کو ایسا ہی سمجھتے ہیں

زل تخن واللہ اعلم بالصواب

اس بات سے اور خدا صواب کو زیادہ جانتا ہے

متن نامہ سینہ را گن امتحاں

سینہ کے خط کے مضمون کو آزما لے

تا منافق وار نبود کار تو

تاکہ تیرا کام منافقانہ نہ ہو

زاں نیاید کم دروے بنگری

کم از کم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے

گر ہی اُرد کشیدن را بکش

اگر لے جانے کے قابل ہے لے جا

باز خر خود را ازیں پیکار و تنگ

اس جھگڑے اور ذلت سے اپنے آپ کو بچا لے

سوی سلطاناں و شہان رشید

بھلے طوک اور شاہوں کی جانب

می کشی و باشد آں ہم مردہ ریگ

تو لے جائے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو

ہم تہی بہتر کہ ہم جنس تنی

خلعہ بہتر ہے نسبت اس کے کہ تیرے جسم کی جنس ہو

۱ نامہ تن۔ جسم کے اس خط کو کھلنا

اور پڑھنا آسان نہیں ہے۔ زب۔

آسان۔ کار مردان۔ اپنے جسم کے

خط کو مخصوص لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں

عوام کو اپنے دلوں کے رازوں کا

احساس نہیں ہوتا ہے۔ جملہ۔ یعنی ہم

نیک کاموں کی فہرست پر اکتفا کر

بیٹھے ہیں جس میں صرف عنوانات

ہوتے ہیں یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کر

لیتے ہیں۔ باشد۔ یہ عنوان عوام کو

پھنسانے کا جال ہے وہ خط کے

مضمون کو بھی عنوان جیسا سمجھ بیٹھے

ہیں یعنی باطن کو ظاہر جیسا جان لیتے

۲ باز گن۔ خط کے مضمون کو

پڑھنا چاہیے۔ ہست۔ ایمان کا زبانی

اقرار عنوان ہے اصل ایمان دل میں

ہے کہ موافق۔ اگر صرف زبانی اقرار

ہے اور قلبی تصدیق نہیں ہے تو یہ نفاق

ہے۔ چوں۔ جب تو بادشاہ کے

سامنے تختہ میں کوئی بھرا بھرا ہوالے جا

رہا ہے تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس میں

کیا چیز ہے۔

۳ ورنہ۔ اگر بادشاہ کے مناسب

نہیں ہے تو بھرا خالی کر لے اور اس

میں وہ بھر لے جو بادشاہ کے مناسب

ہو۔ زشت۔ یہ بری بات ہوگی کہ تو

معمولی ریت کا بھرا بھر کر لے

جائے۔ چوں نمی تانی۔ اگر انسان

اپنے جسم کو اخلاق حسنہ سے نہیں بھر

سکتا تو کم از کم اتنا ہو کہ اخلاق رذیلہ

سے وہ خالی ہو۔

حکایت آل فقیہ بادستار بزرگ و آنکہ دستارشن بر بود و بانگ و نعرہ
اس فقیہ کی حکایت جو بڑی بگڑی والا تھا اور اس کی جو بگڑی اچک لے گیا اور
فقیہ کہ باز گن و نہیں کہ چہ می بری آنگاہ بر
فقیہ کا پکارنا اور لاکھنا کہ اس کو کھول اور دیکھ کہ کیا لے جا رہا ہے تب لے جا

ایک فقیہے زندہ ۲ بر چیدہ بود
ایک فقیہ نے چیتھرے چنے تھے
تا شود زفت و نماید آل عظیم
تاکہ وہ موتی ہو جائے اور بڑی نظر آئے
زندہ از جامہا پیراستہ
مختلف کپڑوں کے چیتھرے جوڑے تھے
ظہر دستار چوں حلہ بہشت
بگڑی کا ظاہر بہشت کے جوڑے کی طرح تھا
پارہ پارہ دلّٰق و پنبہ و پوتیس
ٹکڑے ٹکڑے گدڑی اور روئی اور پوتیس
رُوی سُوی مدرّسہ کردہ صبح
اس نے صبح صبح مدرّسہ کا رخ کیا
در رہ تاریک مردے جامہ گن
اندھیرے راستے میں ایک کپڑے اتارنے والا شخص
در رُبود او از سرش دستار را
وہ اس کے سر سے بگڑی لے اڑا
پس فقیہش بانگ برزد کائے پسر
فقیہ نے اس کو آواز دی اے بیٹا!
آچنیں کہ چارہ پرہ می پری
تو جو اس طرح چار پلوں سے اڑا رہا ہے
باز گن آل را بدست خود بمال
اس کو کھول اپنے ہاتھ سے نٹول

۱۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ
یہ ہے کہ اس فقیہ کا دستار کو غلط چیزوں
سے بھرنا کس قدر برا تھا سبازش گن۔
یعنی اس بگڑی کو کھول کر دیکھ اس
میں کیا ہے۔
۲۔ زندہ۔ پرانے چیتھرے۔
حطیم۔ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس پر
عمارت نہیں ہے۔ حلہ۔ کپڑوں کا
جوڑا۔
۳۔ دلّٰق۔ گدڑی۔ دھیس۔ مٹھون۔
صبح۔ صبح۔ فتوح۔ نذرانہ۔ جلّٰقہ۔
گن۔ کپڑے چھیننے والا۔ پوتیس۔
یعنی اپنا ہنر دکھانے کے لئے کاررو۔
یعنی اپنی ضرورت پوری کرے چار
پرہ۔ چار پلوں سے اڑنا یعنی بہت
تیز بھاگنا۔ آل ہدیہ۔ یعنی دستار۔
کرم حلال۔ یعنی میں نے تجھے عہدہ
دستار بخش دی۔

در عمامہ خویش در پیچیدہ بود
اور اپنی بگڑی میں لپیٹ لئے تھے
چوں درآید سُوی محفل در حطیم
جب وہ حطیم میں مجلس میں آئے
ظہر دستار ازاں آراستہ
ان سے بظاہر بگڑی کو سجایا تھا
چوں منافق اندروں رسوا وزشت
باہن منافق کی طرح رسوا اور بھدا
در درون آل مامہ بُد دھیس
اس بگڑی کے اندر دھن تھے
تا بدیں ناموس یابد او فتوح
تاکہ اس شان و شوکت کی وجہ سے نذرانے حاصل کرے
مُنظرِ استادہ بُد از بہر فن
فن دکھانے کے لئے منتظر کھڑا تھا
پس دواں شد تا بساز دکار را
پھر بھاگا تاکہ اپنا کام بنالے
باز گن دستار را آنگاہ بر
بگڑی کو کھول پھر لے جا
باز گن آل ہدیہ را کہ می بری
اس تحفہ کو کھول جو تو لے جا رہا ہے
آنگہاں خواہی بر کرم حلال
پھر چاہے نے جانا میں نے معاف کر دیا

چونکہ بازش کرداں گومی گریخت
ج بھاگ رہا تھا جب اس نے اس کو کھولا
زاں عمامہ زقت نابلاست اے او
اس کی اس سوئی تابکار بگڑی سے
بر زمیں زوخرقہ را کالے بے عیار
چیتھڑے کو زمین پر چٹا کہ اے نالائق!
اس چہ مکرست و چہ ترویرست و شید
یہ کیا مکر ہے اور کیا فریب ہے اور دعا ہے؟
شرم ناید مر ترا زیں ژندہا
ان چیتھڑوں سے تجھے شرم نہ آئی
گفت بنمودم دغل لیکن ترا
اس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے

۱۔ نابلاست۔ یعنی بیکار۔ ماند۔ یعنی
اند کے چیتھڑے بکھر گئے اور ایک گز
پرانا کپڑا ہاتھ میں رہ گیا۔ ہڑ میں۔
اس چوڑے اس کپڑے کو زمین پر
پھینک دیا اور فقیر پر ناراض ہوا۔ زکار۔
یعنی اگر میں اس بگڑی کی فکر میں نہ
ہوتا تو اور کوئی مفید چوری کر لیتا۔
قید سید۔ شکار کا پھندا۔ بقلندیم۔
افگندی۔ مرل۔

۲۔ از نصیحت۔ یعنی تجھے ابتداء
دہو کا لگا لیکن آخر میں تو میں نے تجھے
سب سمجھا دیا۔ نصیحت۔ دنیا بھی
ابتداء مکر کرتی ہے لیکن آخر میں اپنے
عیوب ظاہر کر دیتی ہے۔ اندریں۔
دنیا عالم کون و نساد ہے یعنی اس کے
کاموں میں بتاؤ بھی ہے اور بگاڑ بھی
بتاؤ فریب دیتا ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب
ظاہر کر دیتا ہے۔

۳۔ کون۔ دنیا کا بناؤ اپنی طرف
کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا کی بے ثباتی
ظاہر کرتا ہے۔ لاشیم۔ میں کچھ نہیں
ہوں۔ لب گزوں۔ انسان موسم بہار
کی رنگینیوں پر تعجب کرتا ہے اس کی
خزاں کو بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔ روز۔
دن میں سورج کا چہرہ حسین ہوتا ہے
غروب کے وقت اس کے چہرے پر
مردنی چھاباتی ہے۔

نصیحت دنیا مراہل دنیا را بزبان حال و بیوفائی خود را
زبان حال سے دنیا ماروں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جتجو کرنے
و انمودن یوفا جویندگاں
والوں کو اپنی بے وفائی دکھانا

چنچنیں دنیا اگرچہ خوش شگفت
اسی طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفت ہے
اندریں کون و فساد اے اوستاد
اے استاد اس بتاؤ اور بگاڑ میں
کون سی گوید بیامن خوش یم
بتاؤ کہتا ہے آجا میں مبارک قدم ہوں
اے زخوبی بہاراں لب گزراں
اے بہاروں کی رونق سے ہونٹ کانٹے والے!
روز دیدی طلعت خورشید خوب
تو نے دن میں سورج کا حسین چہرہ دیکھ لیا

عیب خود را بانگ زد بہ حملہ گفت
بلند آواز سے اس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا
آں دغل کون و نصیحت داں فساد
بتاؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ
واں فسادش گفت رومن لاشیم
اور بگاڑنے اس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں
بنگر آں سردی و زردی خزاں
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے
مرگ او را یاد گن وقت غروب
غروب کے وقت اس کی موت کو یاد کر لے

بدر را دیدی بریں خوش چار اطاق

تو نے حسین خیمہ پر چوہوں کے چاند کو دیکھ لیا

لود کے از حسن شد مولاے خلق

ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا

گرتن سیمیں بُتاں کردت شکار

اگر چاندی جیسے بتوں کے جسم نے تیرا شکار کر لیا ہے

اے بدیدہ کو تہائے چرب خیز

اے مدغنی غذاؤں کے دیکھنے والے اٹھ

مر جُبٹ را گو کہ آں خوبیت گو

نجات سے دریافت کر کہ وہ تیری خوبی کہاں ہے؟

بر طبق گو عشوہ و نرمی و خوت

طشت پر تیرا زوائد اور نرمی اور عادت کہاں ہے؟

گوید او آں دانہ بدمن دام آں

وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا جال ہوں

بس اناہل رشک اُستاداں شدہ

بہت سی انگلیاں استادوں کے لئے باعث رشک ہوتی ہیں

نرگس ۲ چشم خُماری ہچو جال

جان جیسی مست آنکھ کی نرگس

حیدرے کاندہ وصف شیراں رود

وہ بہادر جو شیروں کی صفوں میں جاتا ہے

طبع تیز دھ بین محترف

پیشہ دہکی دھ بین تیز طبیعت کو

زلف و حد مشکبار عقل بر

مشکبار زلف اور ہوش رہا گھونگر والے بال

خوش بہیں کنش زاول اُکشاں

اس کے بناؤ کو شروع میں پر لطف حسین دیکھ لے

حسرتش را ہم بہیں اندر محاق

گھٹاؤ میں اس کی حسرت کو بھی لکھ لے

بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

بڑھاپے کے بعد بڑھا ہے عقل لوگوں میں ذلیل ہو گیا

بعد پیری بین تنے چوں پُنبہ زار

بڑھاپے کے بعد جسم کو دیکھ لے جو روٹی کا کھیت ہے

فصلہ آں را بہیں در آبریز

پاخند میں ان کا فضلہ دیکھ لے

آں فریب و حسن و مرغوبیت گو

وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہاں ہے؟

بر سبک گو جلوہ و نغری و کُوت

چنگیری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہاں ہے؟

چوں شدی تو صید شد دانہ نہاں

جب تو شکار بن گیا دانہ چھپ گیا

در صناعت عاقبت لرزاں شدہ

دستکاری میں لیکن انجام کار وہ کانپی ہیں

آخر آغوش بین و آب ازوے چکاں

بالآخر چند ہی دیکھ لے اور ان میں سے پانی بہتا ہوا

آخر او مغلوب موشے می شود

آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے

چوں خیر پیرش بہیں آخر خرف

بڑھے گدھے کی طرح بے عقل دیکھ لے

آخر او دُم زشت پیر خر

انجام میں بڑھے گدھے کی بھدی دم ہیں

وآخر آں رسوائیشن بین و فساد

اور اس کے آخر میں اس کی رسوائی اور فساد کو دیکھ لے

۱۔ چار اطاق۔ چو گوشہ خیمہ رلونی

یہاں آسمان مراد ہے محاق۔ چاند کا

گھٹاؤ۔ کود کے وہی لڑکا جو اپنے حسن

کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا ہے

بڑھاپے میں بڑھا ہے عقل ہو کر رسوا

ہوتا ہے پُنبہ زار۔ روٹی کا کھیت یعنی

بڑھاپے میں تمام بدن پر سفید بال آ

جاتے ہیں۔

۲۔ اے بدیدہ۔ وہی مدغنی غذاؤں

جو انتہائی مرغوب ہوتی ہیں جب

فصلہ بن کر بہت اٹلا چکی ہیں تو

نا قابل دید ہوتی ہیں۔ خبث۔ یعنی

فضلہ۔ سب کو کمری۔ نغری۔ گویہ۔

وہ فضلہ زبان حال سے کہتا ہے وہ

میری پہلی حالت جال کا دانہ تھی جب

تو پھس گیا تو اب دانہ غائب ہو گیا

ہے۔ بس اناہل۔ دستکار کی وہی

انگلیاں جو بھی فن کے استادوں کے

لئے باعث رشک تھیں بڑھاپے میں

کانپنے لگتی ہیں۔

۳۔ نرگس۔ جوانی کی مست نرگس

آنکھیں بڑھاپے میں چند ہی ہو جاتی

ہے جن سے ہر وقت پانی بہتا ہے۔

حیدر۔ بڑے سے بڑا بہادر بڑھاپے

میں بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے۔ خرف

پیشہ ور۔ خرف۔ بڑھا ہے عقل۔

جمعہ۔ گھونگر والے بال خوش غرض کہ دنیا

کے بناؤ کے بعد بگاڑ ہے انسان کو

اسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

پیش تو برگند سبکت خام را
تیرے سامنے کچھوں کی سوچھ نوج دی
ورنہ عقل من زداش می شکفت
وہ میری عقل اس کے جل سے آرام پائی؟
غل و زنجیرے شدست و سلسلہ
طوق اور زنجیر اور بیڑی بن گیا
اول و آخر در آرش در نظر
اس کے اول اور آخر کو نظر میں لے آ
ہر کہ آخر میں تر او مطر و در
جو چیز کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ مردود ہے
چونکہ اول دیدہ شد آخر نہیں
جبکہ آغاز دیکھ لیا ہے انجام بھی دیکھ لے
نیم بیند نیم نے چوں اترے
وہ آدھا دیکھتا ہے آدھا نہیں ناقص کی طرح
انجہاں دید آنجہاں بنیش ندید
اس جہاں کو دیکھا ان کو اس جہاں کا دیکھنے والا نہ سمجھا
نیست بہر قوت و کسب و ضیاع
طاقت اور کمائی اور جائیداد کی وجہ سے نہیں ہے
فصل بودے بہر قوت اے عمی
فضیلت ہوتی اے میرے چچا! طاقت کی وجہ سے
زال بود کہ مرد پایاں میں تراست
اس لئے ہے کہ مرد انجام میں زیادہ ہے
اوزاہل عاقبت چوں زن کم ست
وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کی طرح کم ہے
تا کدائیں را تو باشی مستعد
دیکھتا ہے کہ تو کھئی کے لئے مستعد ہوتا ہے

زانکہ او بنمود پیدا دام را
کیونکہ اس نے جل کو ظاہر کر کے دکھا دیا
پس مگو دینا بتر ویرم فریفت
پس تو نہ کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے بھلایا
طوق زریں و حماکل بین ہلکہ
خبردار! سونے کے گردن بند اور پر تلوں کو دیکھ
ہمچنین ۲ ہر جزو عالم می شمر
اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے
ہر کہ آخر میں تر او مسعود تر
جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے وہ زیادہ نیک بخت ہے
رُوی ہریک چوں مہ فاخر نہیں
غیر بھرے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے
تانباشی ۲ ہمچو ابلیس اعورے
تاکہ تو شیطان کی طرح کانا نہ بنے
دید طین آدم و ویش ندید
اسنے آدم کو مٹی کو دیکھا ان کے دین کو نہ دیکھا
فصل سہمرداں برزناں اے پوشجاع
اے بڑے بہادر! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
ورنہ شیر و پیل را بر آدمی
وہ شیر اور ہاتھی کو آدمی پر
فصل مرداں برزناں حالی پرست
اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
مرد کاندرا عاقبت مبنی خم ست
جو مرد انجام پر نظر رکھنے میں نیڑھا ہے
از جہاں دو بانگ می آید بھد
دنیا سے وہ مختلف آوازیں آتی ہیں

۱۔ دام۔ دنیا کا بگڑ ظاہر کر دیتا ہے
کہ اس کا بناؤ انسان کے لئے حال
ہے خام یعنی سنا تجربہ کار۔ پس مگو۔
انسان کا یہ غدر بیکار ہے کہ دنیا نے
فریب دیا۔ طوق۔ ہی چیزیں جو رونق
پک باعث ہیں ان کا انجام تباہی ہے۔
ہمچنین۔ تمام اجزاء عالم کا یہی حال
ہے ان کی ابتدا و ابتدا سے اور انجام بگڑ
پر ہے۔ ہر کہ دنیا کی چیزوں کے
انجام پر جو نظر رکھے گا وہ نیک بخت
ہے۔ آخر۔ چہ جس میں جانور کو
گھاس دانہ کھلایا جاتا ہے۔ مطرود۔
مردود۔ روٹی۔ ابتدا و رونق ہوتی ہے۔
۲۔ تانباشی۔ یعنی ہر چیز کے آغاز و
انجام کو دیکھ لے شیطان کی طرح یہ نہ
کر کہ کچھ دیکھے کچھ نہ دیکھے شیطان
نے حضرت آدم کا ایک جزو دیکھا
دوسرے جزو پر نظر نہ کی جسم کو دیکھا
روح کو نہ دیکھا۔
۳۔ فصل مردوں۔ مردوں کو
عورتوں پر فضیلت مردوں کی
عاقبت۔ مٹی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ۔
طاقت کی بنیاد پر فضیلت ہو تو پھر
انسان سے شیر اور ہاتھی افضل ہوتا
چاہیے۔ عمی۔ میرے چچا۔ حالی
پرست۔ یعنی موجودہ حال کو دیکھنے والا
میں پر نظر نہ کرے والا۔ خم۔ نیڑھا۔
جہاں۔ دنیا کے عروج اور زوال سے
عبرت حاصل کرنے کی نصیحت
شروع کی ہے۔ بھند۔ یعنی دونوں
متضاد آوازیں ہیں۔

۱۔ آں یکے دنیا کی ناپائیداری کی
آواز سے متقی خواب غفلت سے
بیدار ہوتے ہیں۔ ہاں دگر دنیا کے
جلو و اقبال کی آواز پر بد بخت فریفتہ
ہوتے ہیں۔ ہانگ خار۔ دنیا کے
زوال اور عروج کی آواز سن اور پھر زوال
کی آواز پر عمل کر۔ من شگوفہ زوال کی
آواز کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم
ہونے والی ہے۔

۲۔ ہانگ شگوفہ۔ دنیا کی رونق اپنی
طرف بٹانی ہے دنیا کا زوال کہتا ہے
کہ میرے قریب نہ آں۔ اس۔ اگر
انسان دنیا کی ایک آواز قبول کر لیتا
ہے تو پھر دوسری آواز سے وہ بے تعلق
ہو جاتا ہے۔ حاضر۔ یعنی دنیا کہتی
ہے میں اپنی رونق کے ساتھ موجود
ہوں۔ آخر۔ دوسری آواز کہتی ہے کہ
دنیا کے انجام کو دیکھ لے۔

۳۔ حاضری۔ میری موجودہ
صورت مگر اور قریب ہے آغاز کے
آئینہ انجام دیکھ لے جوں میں شدن
کسی کام کو اختیار کر لینا۔ ناہ خور۔
نالائق، ناقابل اے خنک۔ وہ شخص
قابل مہد کہلا ہے جو آغاز میں انجام کو
دیکھ لے۔ خانہ خالی۔ اگر انسان نے
صرف آغاز کی پکار سنی تو وہ اس کے
دل میں گھر کر لے گی پھر وہ انجام کی
آواز سننا پسند نہ کرے گا۔ گوزہ نو۔
انسان جب آغاز پر فریفتہ ہو جاتا ہے
تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے
اس کی مثال یہ ہے کہ کوا برتن اگر
پیشاب کو جذب کر لے تو پھر پانی اس
کو پاں نہیں کر سکتا۔ درخشان نظام
عالم جذب اور انجذاب بر قائم ہے ہر
چیز کسی دوسری کو اپنی طرف کھینچتی
ہے۔ کفر۔ کفر کافر کو اپنی طرف کھینچتا
ہے۔ سنی نیکیوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔
یہ معنوی کشش ہے۔

واں دگر بانگش فریب اشقیا
اس کی دوسری آواز بد بختوں کے لئے فریب ہے
بعد ازاں شو بانگ خارش را گرو
اس کے بعد اس کے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا
گل بریز دمن بمانم شاخ خار
پھول چھڑ جاتا ہے میں کانٹوں کی شاخ رہ جاتی ہوں
بانگ خار او کہ سوی ماکوش
اس کے کانٹے کی آواز ہے کہ ہلدی جاب آئے کی کوشش کر
کہ محب از ضد محبوب ست گز
کیونکہ عاشق معشوق کے مخالف سے بہرہ ہے
بانگ دیگر بنگر اندر آخرم
دوسری آواز ہے میرے انجام کو دیکھ
نقش آخز آئینہ اول بہ میں
آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے
آں دگر را ضد و نادر خورشیدی
دوسری کا مخالف اور ناقابل بن گیا
کش عقول و مسمع مر داں شنید
جس کو مردوں کی عقلیں اور کان سن چکے ہیں
غیر آتش کثر نماید یا شگفت
اس کے علاوہ اس کو نیز بھی نظر آئی گی یا عجیب
آں خبث را آب نتواند برید
اس نجاست کو پانی ختم نہیں کر سکتا
کفر کفر را و مرشد را رشد
کفر، کافر کو ہدایت، ہدایت یافتہ کو

آں یک بانگش نشور اتقیا
اس کی ایک آواز متقیوں کو جگانے والی ہے
بانگ خار و بانگ اشگوفہ شنو
کانٹے کی آواز اور غنچہ کی آواز سن
من شگوفہ حارم اے فخر کبار
اے بڑوں کے فخر! میں غنچہ کا کانٹا ہوں
بانگ ۲ اشگوش کہ اینک گل فروش
اس کے غنچہ کی آواز ہے کہ یہ گل فروش ہے
اس پذیرفتی بماندی زال دگر
تو نے اس کو قبول کر لیا دوسری سے رہ گیا
آں یکے بانگ اینکہ اینک حاضرم
ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرا فی الحال ہے
حاضری ۳ ام ہست ہچوں مکرو کیں
میری موجودہ حالت مگر اور کینہ جیسی ہے
چوں یکے زیں دو حوال اندر شدی
جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا
اے خنک آں گوز اول آں شنید
مہدک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سن لی
خانہ خالی یافت جارا او گرفت
اس نے خالی گھر پلا جگہ پر قبضہ کر لیا
گوزہ نو گوبہ خود بولے کشید
وہ کھا پیلا میں نے پیشاب جذب کر لیا
در جہاں ہر چیز چیزے می کشد
دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو کھینچتی ہے



کہر یا ہم ہست و مقناطیس ہست
کہر یا بھی ہے اور مقناطیس بھی
برو مقناطیس ار تو ہنی
اگر تو لوہے تو مقناطیس لے گیا
آں یکے چوں نیست با اختیار
آں یکے شخص نیکوں کا دوست نہیں ہے
آں یکے را صحبت خار اختیار
ایک کو کانٹے کی صحبت پسند ہے
ہست ۲ موسیٰ پیش قبطی بس ذمیم
حضرت موسیٰ قبطی کے نزدیک برے ہیں
جان ہماں جاذب قبط شدہ
ہماں کی جان قبطی کو کھینچنے والی بنی
معدہ آدم جاذب گندم آب
آدم کا معدہ گیوں پانی کو کھینچنے والا ہے
بگر او را کوش سازید ست امام
اس کو دیکھ لے جس کو اس نے پیشوا بنایا ہے
تالداں جستیش پیدا شود
حتیٰ کہ اس سے اس کی جنیت ظاہر ہو جاتی ہے
شیر خراز نیم زیرینہ رسد
گدھے کا دودھ نچلے آدھے حصہ سے پہنچتا ہے
آدی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے

۱۔ کہر یا ظاہری کشش بھی دیکھ لے کہر یا تنکے کو کھینچتی ہے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ برو تم میں جیسی صلاحیت ہوگی اس طرف تمہاری کشش ہوگی۔ آں یکے۔ اگر نیکوں کی طرف کشش نہیں ہے تو بڑوں کی طرف کشش ہوگی۔ خار۔ یعنی برائی۔

۲۔ ہست موسیٰ قبطی یعنی فرعون کی قوم کے شخص کو حضرت موسیٰ کی طرف کشش نہیں ہے وہ اس کو برے معلوم ہوتے ہیں سبطی اسرائیلی حضرت یعقوب کی نسل کی کشش ہماں یعنی فرعون کے وزیر کی طرف نہیں ہے وہ اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔ معدہ خرگدھے کے معدہ میں گھاس کی کشش ہے۔ گر تو۔ اچھوں کی صحبت اختیار کرنے کے لئے ان کی کشش کو دیکھ لو کہ کس طرف ہے اگر ان کی کشش کا تمہیں پتہ نہ چلے تو ان کے شیخ کی کشش کو دیکھ کر اچھائی برائی کا فیصلہ کر لو۔

۳۔ زال۔ کندہم جنس باہم جنس پر ہوا کبوتر با کبوتر باز با باز آدمی۔ انسان چونکہ اشرف و مخلوقات ہے اس کی غذا بدن کے اشرف حصہ سے حاصل ہوتی ہے۔ گدھے کو افضل حصہ سے غذا ملتی ہے۔ عارف۔ چونکہ عارف باللہ اشرف مخلوقات میں فردا علی ہے اس کو غذائے اللہ کی جانب سے ملتی ہے حضور ﷺ اور صدیقین کو اللہ سے غذا حاصل ہوتی ہے۔

بیان آنکہ عارف را غذائست از نور حق کہ ایت عند ربی

اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ حدیث ہے میں اپنے

يُطْعَمُنِي وَيَسْقِيْنِي وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ا

خدا کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا قول ہے

أَبْدَانُ الصَّالِحِينَ أَيْ فِي الْجُوعِ يَصِلُ طَعَامُ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ

بھوک خدائی غذا ہے اس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بدن یعنی اللہ کا کھانا بھوک میں پہنچتا ہے

عدل اقسامست قسمت کرد نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اس کی تقسیم ہے
جبر بودے کے پشیمانی بُدے
جبر ہوتا تو شرمندگی کب ہوتی؟
روز آخر شد سبق فردا بود
شام ہو گئی، سبق کل ہو گا
حاصل آنکہ در دخول و درایاب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے اور آنے میں

اس عجب کہ جبر نے و ظلم نیست
یہ عجیب بات ہے کہ نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
ظلم بودے کے ناگہانی بُدے
ظلم ہوتا تو حفاظت کہاں ہوتی؟
رازِ ملا روز کے گنجِ بود
ہمارے راز کی دن میں منجاش کہاں ہے؟
درنگر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بالصَّوَابِ
غور کر لے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خطاب ۲ یا مغروران دنیا و گرفتاران نفس

دنیا سے جو کہ کھانے والوں اور نفس کے قیدیوں سے خطاب

اے بکروہ اعتماد و ثقہ
اے مضبوط بھروسہ کئے ہوئے
قبر بر سائختی از کباب
تو نے بلبلے کا قبر بتلایا ہے
زرق چوں برق ست اندر نورآں
نکر برق کی طرح ہے اس کی روشنی میں
ایں جہان و اہل او بجاصل اند
یہ دنیا اور دنیا دار بے نتیجہ ہیں
زاوہ ۳ دنیا چو دنیا بے وفاست
دنیا کی پیدل اور دنیا کی طرح ہے وفا ہے
اہل آں عالم چو آں عالم زہر
اس جہان والے اس جہان کی طرح نیکی کی وجہ سے
خود دو پیغمبر بہم کے صد شدند
”پیغمبر آپس میں کب مخالف ہوتے ہیں؟“
کے شود پڑ مردہ میوہ آنجہاں
اس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟

بر دم و بر چاہلوسِ فلسفے
ایک فلاح کے فریب اور چاہلوسی پر
آخر آں خیمہ است بس و اسی طناب
یقیناً وہ خیمہ کمزور رسیوں والا ہے
راہ نتواند دیدن رہر وال
راست چلنے والے راستہ نہیں دیکھ سکتے ہیں
ہر دو اندر بے وفائی یک دل اند
بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں
گرچہ رو آرد بتوآں رُو قفاست
اگرچہ وہ تیری طرف رخ کرے وہ چہرہ گدی ہے
تا ابد در عہد و پیمان مستمر
ہمیشہ کے لئے عہد اور پیمان پر قائم ہیں
معجزات از ہمدگر کے بستند
آپس میں ایک دوسرے کے معجزے کب چھینتے ہیں؟
شادی عقبی نگرود اندھاں
آخرت کی خوشی غم نہیں بنتی ہے

۱۔ عدل۔ شعر قسمت کیا ہر چیز کو
قسام اول نے جو شخص کہ جس چیز
کے قابل نظر آیا اس عجب اس تقسیم
میں کسی پر جبر بھی نہ ہوا اور کسی پر ظلم نہ
ہوا۔ پشیمانی۔ اپنی صلاحیت کے
اعتبار سے جب انسان برا کام کرتا
ہے تو اس کو شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر
جبر ہو تو پھر کام پر شرمندگی نہ ہوتی
چاہیے نگہبانی۔ ظلم، مظلوم کا
نگہبان نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر
بندے کا نگہبان ہے رزق دیتا ہے
صحبت دیتا ہے۔ روز۔ اب اس
مضمون کو ختم کر دینا چاہیے بہت
وقت گزر گیا اور مضمون ناقص رہا۔
حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب دوبار
خود بندگی میں آنا جانا ہو اپنی حالت کو
مد نظر رکھو۔

۲۔ خطاب۔ جن لوگوں کو من
جانب اللہ غذا حاصل ہوتی ہے ان
کے بالتقابل گروہ کا تذکرہ شروع کیا
ہے۔ اعتماد و الثقہ۔ مضبوط
بھروسہ۔ فلسفے۔ یعنی بتلائی شیخ۔
جہاں۔ پانی کا بلبل۔ طناب۔ خیمہ کا
رستہ۔ مکاری۔ یعنی مکاری کی
مکاری بجلی کی کوند ہے جس کے ذریعہ
راستہ طے نہیں کیا جاسکتا۔ بے
حاصل۔ بے نتیجہ۔
۳۔ زاوہ۔ دنیا۔ یعنی دنیا دار۔
زواس کا رخ بھی گدی کی طرح
ہے۔ پڑ۔ نیکی۔ مستمر۔ دائم۔
پیغمبر اہل اللہ میں کسی باہمی مخالفت
نہیں ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کا مال
یعنی معجزے نہیں چھینتے ہیں۔ کے
شود۔ عالم آخرت کی نعمتیں ناقابل
زوال ہیں اور اس کی خوشی کبھی غم سے
تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

اُو دنی و قبلہ گاہ اُو دنی ست
وہ کمینہ ہے اور اس کا قبلہ گاہ بھی کمینہ ہے
مُردہ را در خور بُود گور و کفن
گور و کفن مردے کے لئے مناسب ہوتا ہے
قبلہ اش دنیا ست اور اُمردہ داں
اس کا قبلہ دنیا ہے اس کو مردہ سمجھ
شد ز خاک مُردہ زندہ پدید
مردہ خاک سے زندہ پیدا ہو گیا
تو بد اں گلگو نہ طالع بقاش
اس کی عمر و مرگ ہو کے فائز سے
تاب خورشیدے کہ آں اخیل نشد
اس سورج کی جمع چاہ جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے
قوم فرعون اندرا بجل چوں آب نیل
فرعون کی قوم میں موت دیا ئے نیل کی طرح ہے
گرچہ خلقال را گشد گردن کشاں
اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں
مرگ چو بے داں کہ آں شد اژدہا
موت کو وہ عصا سمجھ جو اژدہا بنا
یک جہاں پر شب بد آں را صبح خورد
ایک دنیا رات سے بھری تھی جس کو صبح نے نگل لیا
بل ہماں سماں ست کو بودہ است پیش
بلکہ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا
ذات را افزونی و آفات نے
ذات کے لئے بڑھاؤ اور گھٹاؤ نہیں ہے

نفس ابے عہد ست دل دوستی ست
نفس بے وفا ہے اس لئے گردن زدنی ہے
نفسہا را الاق ست اس انجمن
نفسوں کے لئے یہ انجمن مناسب ہے
نفس اگرچہ زیرک ست و خردہ داں
نفس اگرچہ ذہین اور نکتہ داں ہے
آب وحی حق بدیں مُردہ رسید
اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا
تانیاید ۲ وحی زو غرہ مباح
جب تک اللہ تعالیٰ کا الہام نہ آئے اس سے دھوکہ نہ کھا
بانگ وصیتے جو کہ آں خد مل نشد
وہ آواز اور شہرہ چاہ جو کبھی گم نام نہ ہو
آں ہنر ہائے دقیق و قال و قیل
نازک ہنر اور قیل و قال
رونق و طاق و طرب و سحر شاں
ان کی رونق اور شان و شوکت اور جادو
سحر ہائے ساحراں داں جملہ را
سب کو جادو گروں کے جادو سمجھ
جادو ۳ یہاں ہمہ یک لقمہ کرد
اس نے ان سب جادوؤں کو ایک لقمہ بنا لیا
نور ازاں خوردن نشد افزون و بیش
اس کھانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا
در اثر افزوں شدہ در ذات نے
اثر میں اضافہ ہوا * ذات میں نہیں

۱۔ نفس۔ دنیا دار نفس کے تابع
ہیں اور وہ بے وفا ہے لہذا دنیا دار بھی
بے وفا ہیں۔ قبلہ گاہ۔ نفس کا قبلہ گاہ
نشق و فجور ہے۔ دنی۔ کمینہ۔ گور
کفن۔ دنیا کا وہ حلقہ جس میں ذکر و
فکر نہ ہو قبر ہے۔ نفس۔ دنیا دار خود کو کتنا
بی ذہین ہو جب وہ آخرت سے
غافل ہے مردہ ہے۔ آب وحی۔
دنیا دار کو جب بھی ہدایت میسر آتی
ہے تو یہ سمجھ کر مردہ زندہ ہو گیا ہے۔
۲۔ تانیاید۔ نفس انسان کو دھوکہ میں
بتلا کرتا ہے اور یقین دلاتا رہتا ہے کہ
عمر و مرگ ہے آئندہ نیکی کرنے کا موقع
ہے فی الحال دنیا کے مزے اڑالو۔
گلگونہ۔ غار۔ بانگ۔ وہ آواز تلاش
کر جو کبھی گم نام نہ ہو اور وہ نور حاصل کر
جس کے لئے غروب ہو جاتا نہیں
ہے اور وہ اہل حق کے پاس ہے۔ آں
ہنر ہائے۔ دنیا کے تمام ہنر اور بحث و
مباحثہ بمنزلہ فرعون کی قوم کے ہیں اور
ان کے لئے موت بمنزلہ یائے نیل
کے ہے۔ رونق۔ اس دنیا کی رونق اور
شان و شوکت اگرچہ انسان کو اپنی
طرف مہینتی ہے لیکن موت ان کے
لئے حضرت موسیٰ کی لاشی سمجھو جس
نے جادو گروں کی جادو گری کو نگل لیا
تھا۔

۳۔ جادو یہاں اسی طرح موت ان
تمام ہنر مندوں کو نگل جائے گی۔
یک جہاں۔ حضرت موسیٰ کے اس
مخبرے سے دنیا کی ہر کی چھٹ گئی
تھی اور نور خداوندی اس تاریکی کو نگل
گیا تھا۔ نور۔ خدا کے اس نور مطلق
میں اس تاریکی کو نگل جانے سے کوئی
اضافہ نہ ہوا وہ پہلے ہی کامل و مکمل تھا
تما سونیا کا ایمان لاتا خدا کی خدائی میں
اضافہ نہیں کر سکتا۔



حق زایجادِ جہاں افزوں نشد
دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ میں اضافہ نہیں ہوا
لیک اِ افزوں شد اثر زایجادِ خلق
دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا
شد فرونی اثر اِظہار او
نشان کی زیادتی اس ذات کا اظہار ہوئی
ہست افزونی ہر ذاتے دلیل
ہر ذات میں زیادتی دلیل ہے
نکتہ شد باریک اینجاے رفیق
اے دوست اس مقام پر نکتہ باریک ہو گیا

انچہ اول آں بُود اکنوں نشد
جو کچھ پہلے نہ تھا اب بھی نہ ہوا
درمیان ایں دو افزونیست فرق
ان دونوں اضافوں میں فرق ہے
تا پدید آید صفات و کار او
تاکہ اس کی صفت اور صنعت کا ظہور ہو
گو بُود حادث بعاجل علیل
کہ وہ حادث ہے اور علتوں کی وجہ سے ہوا
لیک بشنو تو مقالاتِ دقیق
لیکن تو باریک باتیں سنتا رہ

۱ ایک۔ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے
اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اس کے
پہچانے میں نشانوں میں اضافہ ہو
جائے۔ کُنْتُ کُنْزاً مُخْفِیاً
فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُعْرِفَ فَخَلَقْتُ
الْخَلْقَ میں ایک چھپا خزانہ تھا میں
نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تب میں
نے مخلوق پیدا کی۔ شاین دو۔ ذات
اور نشانوں کے اضافہ میں فرق ہے۔
ہست۔ کسی ذات میں اضافہ اس کی
دلیل ہے کہ پہلے وہ نام نہ تھی ذات
قدیم حدوث اور نقصان سے بالا
ہے۔ نکتہ۔ اگرچہ یہ مضمون دقیق
ہے لیکن تو سنتا رہ اللہ سمجھنے کی توفیق
دے گا۔

۲ تفسیر۔ اس سے یہ بھلایا ہے
کہ معارف اور حقائق کے نکتے اللہ کی
توفیق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں۔
گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کے
ذرنے کی وجہ جلاو گروں یا سانپوں کا
خوف نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ لوگ معجزے
اور جادو میں فرق نہ کر سکیں گے۔ گفت
حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل حل فرما
دی اسی طرح اللہ تعالیٰ مدد سمجھنے کی
مشکلات کو حل فرما دیتا ہے۔
معجزات۔ عصا اور پید بیضا کے
معجزے اور جادو میں فرق سمجھا دوں
گا۔

۳ دیدہ بخشم۔ مومنین کے ایمان
میں اضافہ کروں گا اشیاء ایمان سے
محروم رہے گے۔ گرچہ ان ساحلوں
کا جوش و خروش سب کا نور ہو جائے گا
اور غلبہ تمہارا ہو گا۔ بُود۔ مولانا فرماتے
ہیں اس دور میں جادو گری بہت زیادہ
باعث فخر تھی۔ لیکن عصا کے معجزے
کے بعد وہ حقیر اور ذلیل ہو گئی۔

تفسیر ۲ آیہ فَلَوْ جَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ

پس موسیٰ اپنے دل میں ڈرے ہم نے کہا تو نہ ڈر
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی
یقیناً تو اعلیٰ ہے آیت کی تفسیر

چہ کنم کایں خلق را تمیز نیست
میں کیا کروں ان میں تمیز نہیں ہے؟
عقل بے تمیز راہنا کنم
بے تمیز عقل کو ہدایت دے دوں گا
عقل را در دیدش فاخر کنم
عقل کو ان کے دیکھنے میں قابلِ فخر بنا دوں گا
کور سازم جاہل نا چیز را
ناچیز جاہل کو اندھا بنا دوں گا
موسیا تو غالب آئی لا تخف
اے موسیٰ! تم غالب آؤ گے خوف نہ کرو
چوں عصا شد مار آہنگشت عار
جب لاشی سانپ بنی وہ ذات بن گیا

گفت موسیٰ سحر ہم حیراں گئے ست
حضرت موسیٰ نے کہا جادو بھی حیران کن ہے
گفت حق تمیز را پیدا کنم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمیز پیدا کر دوں گا
چونکہ معجزات را ظاہر کنم
جب تمہارے معجزوں کو ظاہر کر دوں گا
دیدہ ۳ بخشم عقل بے تمیز را
بے تمیز عقل کو دیکھائی بخش دوں گا
گرچہ چوں دریا برآوردند کف
اگرچہ وہ دریا کی طرح جھاگ نکال رہے ہیں
بُود اندر عہد خود سحر افتخار
جادو اپنے زمانہ میں باعثِ فخر تھا

ہر اے کے را دہی حسن و نمک

ہر شخص کو حسن اور ملاحت کا دہی ہے

سحر رفت و معجز موسیٰ گذشت

جادو چلا گیا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ بھی گذر گیا

بانگ طشت سحر جو لعنت نماںد

جادو کے طشت کی آواز لعنت کے سوا نہ رہی

چوں محک پہاں شد است از مر دوزن

جب مردوں زن سے کسوٹی چھپ گئی ہے

وقت است محک چہ غائب است

تیرے لئے شنی بگھلنے کا وقت جبکہ کسوٹی غائب ہے

ہر دم عزت و نازے در فرود

ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا

قلب می گوید ز نخوت ہر دم

کھٹا تکبر سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے

زر ہی گوید بے اے خولجہ تاش

سونا کہتا ہے ہاں اے دوست!

مرگ تن بد یہ است برا صاحب راز

جسم کی موت راز دانوں کا تحفہ ہے

قلب اگر در خویش آخر میں بدے

کھٹا اگر اپنا انجام میں ہوتا

چوں شدے اول سیہ اندر لقا

اگر شروع میں سیاہ رو ہو جانا ملاقات کے وقت

کیمیائے فصل را طالب بدے

بزرگی کی کیمیا کا طالب ہوتا

سنگ مرگ آمد نمکھا را محک

موت کا پتھر ملاحتوں کی کسوٹی ہے

ہر دو را از بام بود افتاد طشت

دونوں وجود میں مشہور ہو گئے

بانگ طشت دیں بجز رفعت نماںد

دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوا نہ رہی

در صفا آ قلب اکنول لافذن

اے کھوٹے! میدان میں آ جا اب شنی بگھل

می برندت از غریزی دست و ست

تجھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

چوں محک آمد چرا گشتی کبود

جب کسوٹی آ گئی تو کالا کیوں بن کر گیا؟

اے زر خالص من از تو کے مم

اے خالص سونے میں تجھ سے گھٹیا کب ہوں؟

لیک می آید محک آمادہ باش

لیکن کسوٹی آ رہی ہے تیار ہو جا

زر خالص را چہ نقصان سل گاز

خالص سونے کا گنتی سے کیا نقصان

آں سیہ کا خرسد او اول شدے

جو سیاہ روئی آخر میں ہوئی شروع میں ہو جاتی

دور بودے از نفاق و از شقا

نفاق اور بدبختی سے دور ہو جاتا

عقل او بر زرق او غلب بدے

اس کی عقل اس کے مکر پر غالب ہوتی

۱۔ ہر کے۔ ہر زمانہ میں ایک ہنر باعث فخر رہا ہے لیکن معجزے کے سامنے وہ ماند پڑ گیا ہے۔ حضرت مسیح کے دور میں طب جوان کے دم کرنے کے معجزے سے ماند پڑی حضور کے دور میں فصاحت و بلاغت جو قرآن سے ماند پڑ گئی۔ بود۔ وجود۔ طشت۔ طشت از بام افتادن مشہور ہو جانا۔ بانگ۔ جادوگری کی شہرت بصورت لعنت اور معجزے کی شہرت بصورت رفعت و بلندی باقی ہے۔ محکمہ۔ کسوٹی۔ قلب کھٹا۔

۲۔ ہر دم۔ کھوٹے کی رونق اسی وقت تک رہتی ہے جب تک کسوٹی نہ ہو۔ کسوٹی کے بعد وہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ یہی حال معجزوں کے مقابلہ میں ان ہنر مندوں کا ہول قلب۔ جب کسوٹی نہ ہو تو کھوٹا کھرے کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ خولجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام باہی خولجہ تاش کہلاتے ہیں۔

۳۔ مرگ تن۔ انبیاء اور اولیاء کے موت ان کے لئے اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ گاز۔ گنتی۔ سنا کی سونا کترنے کی فینچی۔ قلب۔ بدکار جو آخرت میں ندامت اٹھائے گا اگر وہ عاقبت میں ہوتا تو زندگی میں گناہوں پر ندامت کا اظہار کر دیتا۔ چوں خدے۔ اگر گناہ گار اپنے گناہوں پر زندگی میں تادم ہو جاتا تو آخرت میں نفاق اور بدبختی سے نجات پا جاتا۔ فصل۔ یعنی توبہ کر کے اللہ کی رحمت کا امیدوار بن جاتا۔



چوں اشکتہ دل شد از حال خویش

جب وہ اپنی حالت پر رنجیدہ ہوا

عاقبت را دید او اشکتہ شد

اس نے انجام کو دیکھا اور شکستہ دل ہوا

فضل مسہا را سوی اکسیر راند

اللہ کے فضل نے تاجے کو کیمیا کی جانب روانہ کر دیا

اے زر اندود وہ ممکن دعویٰ نہیں

اے ملع شدہ دعویٰ نہ کر دیکھ

نور محشر چشم شاں بینا گند

قیامت کا نور ان کی آنکھوں کو چمکا کر دے گا

بنگر آتہارا کہ آخر دیدہ اند

ان کو دیکھ لے جنہوں نے آخرت کو مد نظر رکھا ہے

منگر آتہارا کہ حالی دیدہ اند

ان کو دیکھ کہ جنہوں نے موجود کو دیکھا ہے

پیش ۳ حالی ہیں کہ زہل ست و شک

موجود کو دیکھنے والے کے لئے جو ناگہانی اور شک میں ہے

صبح کاذب صد ہزاراں کارواں

صبح کاذب نے لاکھوں قافلوں کو

صبح صادق را طالب گن اے عزیز

اے پیارے! صبح صادق کو طلب کر

نیست نقدے کش غلط انداز نیست

کلی کر سکتے ہیں جس کے لئے غلطی میں مبتلا کرنے والا سکتا ہے

باز رو سوی غلام و گتبتش

غلام اور اس کے رقعہ لکھنے کی طرف واپس چل

جلد اشکستگاں دیدے بہ پیش

دل ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا سامنے دیکھ لیتا

از شکستہ بند دروم بستہ شد

ٹوٹے کو جوڑنے والے کی طرف فوراً جڑ گیا

آں زر اندود از کرم محروم ماند

وہ ملع شدہ کرم سے محروم ہو گیا

کہ نماند مشتری اُمی چنین

کہ تیرا خریدار ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

چشم بندی خرا رسوا گند

تیری نظر بندی کو رسوا کر دے گا

حسرت جانہا در شک دیدہ اند

جہانوں کے لئے حسرت کا ٹکڑوں کے لئے بحث و شک ہیں

سر فاسد ز اصل سر بیریدہ اند

فاسد از ' اصل راز سے کتر لیا ہے

صبح صادق صبح کاذب ہر دو یک

صبح صادق اور صبح کاذب دونوں ایک ہیں

داد برباد ہلاکت اے جواں

اے جوان! ہلاکت سے برباد کیا ہے

تاز صدق او شوی صاحب تمیز

تاکہ تو اس کی سچائی کے ذریعہ تمیز دار بن جائے

ولے آں جاں کش محک و گار نیست

اس جان پر مصیبت ہے جس کے پاس کوئی گار نہیں ہے

کوسوی شہ می نویسد نامہ خوش

کہ وہ عجیب رقعہ شہ کو لکھتا ہے

زجر کردن مدعی را از دعویٰ و امر کردن او را بمتلاعت انبیاء و اولیاء

جھوٹے مدعی کو دعوے سے باز رکھنا اور انبیاء اور اولیاء کی پیروی کا حکم دینا

۱۔ چوں شکست۔ جب انسان اپنے گناہوں پر تادم ہوتا ہے تو رحمت خداوندی اس کی دل شکستگی کو رفع کر دیتی ہے۔ عاقبت۔ جس نے آخرت کو پیش نظر کر لیا رحمت خداوندی اس کی دشگیری کرتی ہے۔ مسہا۔ وہ لوگ جو گنہگار ہیں۔ اکسیر۔ یعنی مغفرت۔ زر اندود۔ منافق، بھلوئی شیخ

۲۔ اے زر اندود۔ بھلوئی شیخ کو خطاب ہے کہ تیرے مرید ہمیشہ ایسے ہی اندھے نہ رہے گے کہ تیری حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔ چشم بندی۔ نظر بندی۔ بنگر۔ تو ان لوگوں کے رجب جنہوں نے آخرت کا دھیان رکھا عوام کی جان اور آنکھ کے لئے باعث رشک ہیں۔ منگر۔ ان بھلوئی پیروں کی طرف نہ دیکھ انہوں نے اصلی معارف میں سے کچھ چیزیں کتر لی ہیں جن سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔

۳۔ پیش حالی ہیں۔ دنیا دار کو جھوٹے شیخ اور سچے شیخ میں فرق نظر نہیں آتا ہے۔ صبح کاذب۔ قافلہ اگر صبح کاذب کو صبح صادق سمجھ کر چل پڑتا ہے تلافی جاتا ہے اسی طرح جھوٹے شیخ کی پیروی سے انسان تباہ ہوتا ہے صبح صادق۔ سچے شیخ کے اتباع سے صبح نظر حاصل ہوتی ہے۔ نیست۔ دنیا میں ہر گھری چیز کی صورت میں ایک کھوٹی چیز ہوتی ہے جس میں امتیاز کی صلاحیت نہ ہو اس کی تباہی ہے زجر کردن۔ جھوٹے شیوخ کے لئے تنبیہ کہ وہ انبیاء اور اولیاء کی پیروی کریں۔

۱۔ یوسلیم۔ یعنی مسیلہ کذاب جس نے یہاں میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اس کے پیرو بن گئے جو حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں حضرت وحشیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اول۔ یعنی ابتدائی زمانہ میں چند آدمیوں کا گرویدہ ہو جانا۔ آخری زلت کے ساتھ مارا گیا۔ اس قلاوڑی نبوت اور رہنمائی کا دعویٰ چھوڑ کر کسی بھٹکے کی پیروی کر اور اس شمع کو پیش رو بنالے حرص جمع۔ یعنی دنیا کا مل جمع کرنے کا لالچ۔

۲۔ شمع۔ وہ سچا آدمی راہنمائی کرے گا اور تجھے بتائے گا کہ اس طرف تباہی ہے اور اس طرف نجات ہے۔ گر بخواہی۔ بھلوں کی صحبت لا محالہ مفید نہ ہو۔ بھٹکے پرے میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ گرچہ ان جھوٹے شیوخ نے سچے شیوخ کی بات نہ منہ لے لی ہیں لیکن حقیقت سے محروم ہیں مگر کونج بدہد کی بولی سیکھ بھی لے تو اس کے پاس وہ راہنمائی کہیں سے غورہ پیغام کہیں ہے جو بدہد نے بلیقے کو سب میں جا کر دیا تھا۔ قضا۔ ایک خوش آواز پرندہ جو قضا قضا بولا کرتا ہے اور آواز بدلتا نہیں۔ یہ جانور کنگر کھاتا ہے اس لئے اس کو سنگ خواہ کہتے ہیں۔

۳۔ بانگ۔ حقیقی پروں سے اڑنے والے اور فرضی پر لگانے والے میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی تاج اور بدہد کے تاج میں فرق ضروری ہے۔ بے حیالیاں۔ ان جھوٹے شیوخ نے بزرگوں کی کچھ باتیں سیکھ لی ہیں جن کے ذریعہ عوام کو پھنساتے ہیں۔ ہر ہلاکت پہلی استوں پر ہلاکت اسی وجہ سے آئی کہ انہوں نے شیخ رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ بود۔ اللہ نے ان کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن

یوسلیم! گفت من خود احمد مسیلہ کذاب' بولا میں خود پیغمبر ہوں یوسلیم را بگو کم گن بطر

مسیلہ کذاب اسے کہہ دے کہ اگر نہیں اس قلا و وزی ممکن از حرص جمع ہوت جمع کرنے کے لالچ سے رہنمائی اختیار نہ کر شمع ۲ مقصد را نماید ہمچو ماہ

شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کر دیتی ہے گر بخواہی یا نخواہی با چراغ خولہ تو چاہے یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے ہوئے

گرچہ اس زانوں دغل آفر وختند اگرچہ ان کوں نے مکر کا چراغ روشن کیا ہے بانگ بدہد گریبا موزد قطا کونج اگر بدہد کی بولی سیکھ لے

بانگ ۳ پر رستہ ز پر بستہ بداں کھلمے پھد کی آؤ کو نہ ہے پھد کی آؤ سے بچنے لے

حرف در ویشاں ونگتہ عارفاں فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے نکتے ہر ہلاک اُمت پیشیں کہ بود پہلی استوں کی جو تباہی ہوئی

بود شاں تمیز کاں مظہر گند ان میں قوت تمیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے

کوری کوراں ز رحمت دور نیست اندھوں کو اندھا پن رحمت خداوندی سے دور نہیں ہے

دین احمد را بفسن برہسم زدم میں نے احمد کے دین کو تدبیر کے ذریعہ تہہ کر دیا غرہ اول مشو آخر نگر

ابتدا سے دھوکہ نہ کھا انجام کو دیکھ پس روی گن تاروی در پیش شمع اجاع کر تاکہ تو شمع کے آگے چلے

کاس طرف دانہ است یا خود و امرگاہ کہ اس جانب نہ ہے یا جاں کی جگہ دیدہ گرد و نقش باز و نقش زانغ باز کی صورت اور کوئے کی صورت نظر آ جاتی ہے

بانگ بازان سفید آموختند سفید بازوں کی بولی سیکھ لی ہے راز بدہد گویا و پیغام سبا بدہد کا راز اور سبا کا پیغام کہیں ہے؟

تاج شاہاں راز تاج بدہداں شاہوں کے تاج کو بدہد کے تاج سے ممتاز کر لے

بستہ اند اس بے حیالیاں بر زباں ان بے حیالوں نے زبان پر باندھ لئے ہیں زانکہ جندل را گماں بر دند عود اس لئے ہوئی کہ جندل پتھر کو انہوں نے اگر سمجھا

لیک حرص و آز کور و کر گند لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

کوری حرص ست کاں معذور نیست لالچ کا اندھا پن ہے جو باعث عذر نہیں ہے

ان کی حرص اور طمع نے ان کو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو اللہ کی رحمت اس کی دھیری کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اس کی معذوری ناقص معافی ہے۔

چار میخ ۱ شہ زحمت دور نے
بادشاہ کی سزا شفقت سے دور نہیں ہے
ماہیا آخر نگو بنگر بہ شست
اے مچھلی! کانے کو اچھی طرح دیکھ لے
بادو دیدہ اول و آخر بہیں
دونوں آنکھوں سے لول اور آخر کو دیکھ لے
اعور آں باشد کہ حالی دید و بس
کانہ وہ ہے جو صرف موجود کو دیکھے
چوں ۲ دو چشم گاو در جرم تلف
تیل کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی سزا میں
نصف قیمت ارزد آں دو چشم او
اس کی وہ دونوں آنکھیں اچی قیمت کے لائق ہیں
در کنی ۳ یک چشم آدم زادہ
اگر تو انسان کی ایک آنکھ نکل دے
زانکہ چشم آدمی تنہا بخود
کیونکہ انسان کی ایک آنکھ اکیلی خود
چشم خرچوں اولش بے آخر ست
گدھ کی آنکھ آواز چونکہ بغیر انجام کے دیکھنے کے ہے
اس سخن پایاں ندارد آل خفیف
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ بے عمل

چار میخ حاسدی مغفور نے
حسد کی سزا معافی کے قابل نہیں ہے
بد گلوئی چشم آخر بینت بست
حلق کی برائی نے تیری انجام کو یکضلی آنکھ بند کر دی ہے
ہیں مباحش اعور چو ابلیس لعین
خبردار! ملعون شیطان کی طرح کانہ نہ بن
چوں بہائم بیخبر از پیش و پس
جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو
ہمچو یک چشم ست کش نبو د شرف
انسان کی ایک آنکھ طرح ہیں کیونکہ میں شرف نہیں ہے
کہ دو چشمش راست مسند چشم تو
کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے
نصف قیمت لازم ست از جادہ
مذہب کی رو سے اچی قیمت لازم ہے
بے دو چشم یار کارے می گند
یار کی وہ آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے
گر دو چشمش بست حکمش اعور ست
اگر چاہاں کی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانے کے حکم میں ہے
می نوید رقعہ در طمع رعیف
دلی کے لالچ میں رقعہ لکھ رہا ہے

بقیہ قصہ آل نوشتن غلام رقعہ را بطلب اجرے
روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصہ کا بقیہ

رفت پیش از نامہ پیش مطنجی
کہ اے خنی بادشاہ کے مطنج سے بخل کرنے والے؟



۱ چار میخ۔ جس کو سزا دی جاتی تھی
اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کیلوں سے
جکڑ دیئے جاتے تھے حاسدی۔
انسان خود اپنے حسد کی وجہ سے سزا اور
تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی معافی
نہیں ہوتی ہے بد گلوئی۔ یعنی حلق کی
بری عادتیں بادو دیدہ۔ اللہ نے وہ
آنکھیں اس لئے دی ہیں کہ انسان
آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے جو صرف
دنیا پر نظر رکھو گویا ایک آنکھ والا ہے۔
چوں بہائم۔ جانور اپنے انجام سے بے
خبر رہتا ہے گویا وہ ایک آنکھ والا ہے۔
۲ چوں۔ لا چشم۔ ان اشعار میں یہ
بتانا مقصود ہے کہ انسان کی ایک آنکھ کو
حیوانات کی آنکھ پر فضیلت ہے اور اس
کی وجہ انسان کی انجام میں بی ہے۔
آنکھوں کی ہلاک کرنے کی صورت
میں حیوان کی دونوں آنکھوں کا تباہ ہونا وہ
ہے جو انسان کی ایک آنکھ کا تباہ ہونا ہے
نصف قیمت۔ اگر جانور کی دونوں
آنکھیں پھوڑ دیں تو اس جانور کی
نصف قیمت کا تباہ دینا ہوگا کیونکہ
حیوان کی وہ آنکھیں اپنا کام کرنے
میں انسان کی ایک آنکھ کی مشابہت ہیں لہذا
آنکھ کا پورا نفع اسکو جادہ آنکھوں سے
پہچانتا ہے۔ یعنی خود اس کی وہ آنکھوں اور
انسان کی وہ آنکھوں سے تو اس کی وہ
آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں کی
منفعت کا نصف حصہ ضائع کیا ہے۔
۳ رقعہ۔ کوئی۔ انسان وہ آنکھوں سے
پورا نفع حاصل کرتا ہے اور اس کی ایک
آنکھ پھوڑنا گویا آنکھ کا نصف دینے
ضائع کرتا ہے لہذا اس کو نصف پیر
دینا ہوگا۔ جادہ۔ یعنی رقعہ شریعت۔ چشم
خر۔ گدھا چونکہ انجام میں نہیں ہے
لہذا اس کی دونوں آنکھیں بمنزل ایک
آنکھ کے ہیں اور وہ گویا کانہ ہے۔
خفیف۔ یعنی خفیف العقل۔ رعیف۔
دلی۔ خنی۔ داروغہ مطنج۔

از جری ام آیش اندر نظر
میری روزی پر اس کو دھیان ہو
نے برائے بخل و تنگی دست
نہ کہ بخل اور تنگدستی کی وجہ سے
پیش شہ خاک بہت ہم زر کہن
بادشاہ کے سامنے تو پرانا سونا بھی مٹی ہے
او ہمہ رد کرد از حرصے کہ داشت
اس نے اس حرص کی وجہ سے جوں میں تھی سب کھڑک دیا
زد بے تشنّیع و اوسودے نداشت
اس نے بہت لعن طعن کی کوئی فائدہ نہ ہوا
گفت نے کہ بندہ فرمانیم ما
اس نے کہا نہیں ہم حکم کے غلام ہیں
بر کماں کم زن کہ از بازوست تیر
کمان پر طعن زنی نہ کر تیر بازو سے چلا ہے
بر نبی کم نہ گنہ کاں از خداست
نبی پر الزام نہ لہر وہ خدا کی جانب سے ہے
پیشتر بنگر یکے بکشی چشم
آجے کو دیکھ بڑا آنکھ کھل
سوی شہ نبوشت خشمیں رقعہ
غصہ سے بھرا خط بادشاہ کو لکھا
گوہر جود و سخائے شاہ سفت
بادشاہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی پڑے
در قضاے حاجات جو
ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کرتا ہے
گف تو خنداں پیاپے خواں نہد
تیری ہنسی مسکراتی ہوئی ہے وہ پے خواں دیتی ہے

دور از ووز ہمت او کایں اقدر
اس کی اور اس کی شان سے دور ہے کہ اس قدر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است
اس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہے
گفت دہلیزیست واللہ ایں سخن
اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے
مطبخ دہ گونہ تجت بر فراشت
مطبخ کے داروغہ نے اس دلیلیں اٹھائیں
چوں خری کم آمدش در وقت چاشت
ناشت کے وقت جب اس کو کم خوراک ملی
گفت قاصد می کنید لہنہا شما
اس نے کہا یہ سب کچھ تم قصدا کرتے ہو
ایں مکیر از فرع ایں از اصل گیر
یہ شاخ کی جانب سے نہ سمجھ جڑ کی جانب سے سمجھ
مَلامِتِ اِذْ رَمِيتْ ابتلاست
جبکہ تو نے پھینکا تو نے نہیں پھینکا آزمائش ہے
آب از سر تیرہ است اے خیرہ چشم
اے اندھا بانی اہل سے گدلا ہے
شد ز خشم و غم درون بقعہ
غم و غصہ سے وہ گھر میں گیا
اندر اں رقعہ شکی شاہ گفت
اس نے اس رقعہ میں بادشاہ کی تعریف کی
کالے زہر و ابر افروز گفت تو
اے وہ کہ تیری ہنسی سمندر اور ابر سے بڑی ہوئی ہے
زانکہ ابر انچہ دہد گریاں دہد
اس لئے کہ ابر جو کچھ دیتا ہے دتے ہوئے دیتا ہے

۱۔ کایں قدر۔ یہ کہ میری معمولی
وزی کی طرف اس کو دھیان ہو اور وہ
اس کے بارے میں کسی کرنے کا حکم
دے دلیزی۔ یعنی بات باہر کے
دلوں کی جانب سے ہے زر کہن۔
پرانا سونا بہت خالص ہو جاتا ہے وہ
گونہ۔ یعنی داروغہ مطبخ نے ہر چند
سمجھایا کہ تیری روزی شاہی حکم سے کم
کی گئی ہے لیکن اس نے ایک دلیل نہ
ملی۔ مطبخ۔ لغت سلامت۔

۲۔ قاصد۔ یعنی پتوں کے لئے لادہ
سے کیا ہے فرع۔ یعنی بادشاہ کا
عمل۔ اصل۔ یعنی بادشاہ۔ برکماں۔
تیر اور کمان خود کام نہیں کرتے ہیں
چلانے والے کا بازو کام کرتا ہے۔
بارمیت۔ جنگ بدر میں آنحضرت نے
ایک مٹھی مٹی پھینکی جس سے مخالف
سراسیمہ ہو گئے قرآن پاک نے اس
کے پھینکنے کی نسبت آپ کی طرف کی
اور پھر اس کی نفی بھی کر دی اس لئے کہ
اس وقت آنحضرت کو انتہائی قرب
حاصل تھا ابتلاست۔ جو لوگ قرب
فرائض سے متواقف ہیں وہ حقیقت و
ہجاز کی بحث شروع کر دیتے ہیں۔
سر۔ یعنی چشم۔

۳۔ خد۔ مطبخ کے داروغہ سے
جھگڑنے کے بعد وہ غلام گھر میں گیا
اور بادشاہ کو پر عتاب خط لکھا۔ رقعہ۔
یعنی مکان۔ کالے کر دے۔ وہ
قضاے حاجت یعنی لوگوں کی
ضروریات پوری کرنے کے لئے ان
کی ضروریات کی جستجو کرتا ہے
زانکہ ابر بادل ناخواستہ رہا ہوا فیض
پہنچاتا ہے۔

ظہر رقعہ اگرچہ مدح بود
 اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا
 بویٰ خشم از مدح اثر ہامی نمود
 غصہ کی بو تعریف میں سے آہد ظاہر کر رہی تھی
 کہ تو دوری دور از نور سرشت
 کیونکہ تو فطری نور سے بہت دور ہے
 ہچمو میوہ تازہ زو فاسد شود
 جس طرح تازہ پھل جلد بگڑ جاتا ہے
 زانکہ ہست از عالم و فساد
 کیونکہ وہ بنے نور بگڑنے والے جہان کی ہے
 چونکہ در مداح باشد کینہا
 جبکہ تعریف کرنے والے میں کینے ہوں
 وانگہاں الحمد خواں چالاک شو
 پھر تعریف کر اور تیز ہو جا
 از رہاں تلخیص باشد یا فسوں
 زبان کا فریب ہو گا یا مکر
 من بظاہر من بیطن ناظر م
 ظاہر کو میں باطن کو دیکھنے والا ہوں
 ظہر رقعہ اگرچہ مدح بود
 اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا
 زانکہ ہمہ کار تو بے نورست و زشت
 اس لئے تیرے تمام کام بے رونق اور بھدے ہیں
 رونق کارِ خساں کاسد شود
 کینوں کے کام کی رونق کھوٹی ہوتی ہے
 رونق دنیا بر آرد زو کساد
 دنیا کی رونق جلد کھوٹ ظاہر کر دیتی ہے
 خوش ۲ نگرود از مدیحی سینہا
 سینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں
 اے دل از کین و کرامت پاک شو
 اے دل کین اور نفرت سے پاک ہو جا
 بر زباں الحمد و اکراہ دروں
 زبان پر تعریف اور اند نفرت
 وانگہاں گفتہ خدا کہ ننگرم
 جب ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں

حکایت ۳ آل مداح کہ از جہت ناموس شکر ممدوح می کردو
 اس تعریف کرنے والے کی حکایت جو اہد کی خاطر ممدوح کا شکر یہ لہا کرتا تھا اور اس
 بُوئے اند وہ غم اندرون او از خلافت لوق او ظاہر می
 کے باطنی رنج غم کی بو اس کی گند کی پانے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی
 نمود کہ آل شکہ ہا ہمہ لافست و دروغ
 کہ وہ تمام شکر بے شکی اور جھوٹ ہیں

آں یکے با دلق آمد از عراق
 ایک شخص عراق سے گدزی پہنے ہوئے آیا
 گفت آری بد فراق لا سفر
 گفت آری بد فراق لا سفر
 اس نے کہا ہی جدائی تو تھی لیکن سفر

۱۔ بویٰ خشم۔ یعنی اس خط میں الفاظ
 تو تعریف کے تھے لیکن ان میں سے
 غصہ کی بو آتی تھی۔ زان۔ انسان کے
 اعمل اگر حسن نیت سے خالی ہوں تو
 بے رونق ہیں جیسے کہ اس غلام کی
 تعریف تھی۔ سرشت۔ خلقت۔
 طینت۔ میوہ تازہ۔ تازہ پھل کو
 رطوبتیں جلد خراب کر دیتی ہیں۔ زو۔
 زود کا مخفف ہے۔

۲۔ خوش۔ اگر دل میں عدوت ہو اور
 زبان پر تعریف ہو تو ایسی تعریف سے
 ممدوح خوش نہیں ہوتا ہے۔ اے
 دل۔ انسان دل کی صفائی کے ساتھ
 الحمد پڑھے اور تعریف کرے تو تیزی
 سے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔
 تلخیص۔ جہل فریب دھوکا دینا

۳۔ حکایت۔ اس حکایت کا
 اس چنیس تسبیح کے وارد اثر
 گفتہ خدا۔ حدیث شریف ہے ان
 کلمۃ لا یستظہر الیٰ صورہکم
 و تمویلکم و لکن یظہر الیٰ قلوبکم
 و انعم علیکم اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں
 اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے تمہارے
 دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

۴۔ حکایت۔ اس حکایت کا
 خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس تعریف
 کرنے والے کی زبان پر تعریفی
 کلمات تھے دل شکر گزاری سے خالی
 تھا۔ خلافت۔ کہنلی عراق۔ اس زمانہ
 میں وہاں خلافت تھا۔ فراق۔ یعنی وطن
 سے جدائی۔ مرثدہ۔ خوشنک۔

کہ خلیفہ دادہ دم خلعت مرا

کیونکہ خلیفہ نے اس شای جوڑے مجھے عطا کئے

شکر باد حمد ہا برمی شمرد

شکر ہے اور تعریفیں شد کرتا تھا

پس بگفتندش کہ احوال نرشد

تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرے خراب احوال

تن برہنہ سر برہنہ سوختہ

بدن نکا سر نکا جلا جلا

گو نشان شکر و حمد میر تو

تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہاں ہے؟

گر زبانت مدح آل شہ می تند

اگر تیری زبان اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے

در سخلی آل شہ و سلطان جود

اس سخاوت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں

گفت من ایثار کردم انچه داد

اس نے کہا جو کچھ اس نے دیا میں نے خیرات کر دیا

بستم جملہ عطا ہا از امیر

میں نے بادشاہ سے سب عطا ہا لے لئے

مال دادم بستم مر دراز

میں نے مال دے کر ہزار خرید لی

پس بگفتندش مبارک مال رفت

تو انہوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا

صد کرہست در درون تو چو خار

تیرے اندر سیکڑوں ناگہریاں کانٹے کی طرح ہیں

کو نشان عشق و ایثار روضا

عشق اور ایثار اور رضا کا نشان کہاں ہے؟

کہ قرینش باد صد مدح و ثنا

خدا کرے سیکڑوں مدح و ثنا اس کی ساتھی نہیں

تا کہ شکر از حد و اندازہ برود

حتی کہ شکر حد اور اندازے سے بڑھا دیا

بر دروغ تو گواہی می دہند

تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں

شکر را دزد دیدہ یا آموختہ

تو نے شکر کو چلایا ہے یا سیکھا ہے

بر سرو بریلی بے توقیر تو

تیرے بے توقیر سر اور پاؤں پر

ہفت اندامت شکایت میکند

تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں

مر ترا کفش و شلوارے نبود

تیرے لئے جوتا اور شلوار نہ تھی

میر تقصیرے مکرو از افتقاد

بادشاہ نے دلجوئی میں کوئی کمی نہیں کی

بخشش کردم بر یتیم و بر فقیر

میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیئے

در جزا زیرا کہ بوم پاکباز

بدلے میں کیونکہ میں پاکباز ہوں

چہست اندر باطنیت اس دود و تفت

یہ دھواں اور شہش تیرے اند کیسی ہے؟

کے بود لدہ نشان ابتشار

غم بشارت حاصل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟

گر درست است آنچہ گفتم مہی

اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنایا ہے

۱۔ کہ قرینش۔ خلیفہ کے لئے دعا

۲۔ شکر باد۔ اس نے خلیفہ کا بے حد

شکر اور تعریف کی۔ بگفتندش۔ لوگوں

نے اس سے کہا تیری خراب حالت

اس بات کی گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول

رہا ہے تن برہنہ۔ تیرا ننگا بدن گواہی

دے رہا ہے کہ بادشاہ نے تجھے کوئی

خلعت نہیں دی ہے۔ سوختہ۔ یعنی

جھپ سے۔ میر۔ یعنی خلیفہ ہے

تو قر۔ بے عزت۔

۳۔ گرزبان۔ یعنی اگرچہ تیری

زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی ہے لیکن

تیرے ساتوں اعضاء اس خلیفہ کی

شکایت کر رہے ہیں۔ مر ترا تو تجھے

پاؤں اور تنگے بدن ہے اس عطا میں

جو تہ اور شلوار نہ تھی۔ ایثار۔ اپنی

ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو

ترجیح دینا۔ افتقاد۔ دلجوئی۔ عمر ہزار۔

تقریر عمر کی ہزاری کی دعا دیتے ہیں۔

۴۔ پس۔ لوگوں نے اس سے کہا

کہ مبارک ہو کہ دنیا کا فانی مال دے

کر عمر ہزار حاصل کر لی لیکن تیرے

دل میں دھواں کیوں اٹھ رہا ہے اور

شہش کیوں ہے۔ صد کرہست۔ جبکہ

دل میں ناگہریوں کی خلش ہو اور غم تو

کسی خوشی کی نشانی کہاں ہوتی ہے۔

کو نشان عشق۔ اگر تو نے اللہ کی رضا

مندی اور عشق میں تمام مال خیرات کیا

ہے تو اس کا کوئی علامت تجھ میں اوپر

ظاہر ہونی چاہیے۔

خود گرفتہ ماں گم شد میل اگو
میں نے مائل چلا گیا خیرت کرنے کا میلان کہاں ہے؟
چشم تو گربد سیاہ و جاں فزا
اگر تیری آنکھ کالی اور جانفزا تھی
گو نشان پاکبازی اے ترش
اے ترش و پاکبازی کا نشان کہاں ہے؟
صد نشان باشد دروں ایثار را
باہن میں ایثار کے سیکڑوں نشان ہوتے ہیں
مال در ایثار اگر گردد تلف
ایثار کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے
در زمین حق زراعت کرونی
اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھیتی کرنا
گر گردد زرع جاں یک دانہ صد
اگر جان کی کھیتی میں ایک دانہ سو نہ بنیں
اصل ارض اللہ قلب عارفت
اللہ تعالیٰ کی زمین کی اصل عارف کا دل ہے
گر نہ روید خوشہ از روضات ہو
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو
چونکہ اس ارض فنا ہے ریع نیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیدلور کے نہیں ہے
ریع آل را نے حد و نے عد بود
اس کی پیدلور کی حدود و شمار نہیں ہے
حمد گفتی گو نشان حامدوں
تو نے تعریف کی تعریف کرنے لگا علامت کمال ہے
حمد عارف مر خدا را راست است
عارف کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے درست ہے

سِل اگر بگذشت جلی سِل گو
سیلاب اگر گذر گیا ہے سیلاب کی جگہ کہاں ہے؟
گر نماید او جانفزا اَرْزَق چرا
اگر وہ جانفزا نہیں رہی تو نیلی کیوں ہے؟
بوی لاف کثر ہی آید خمَش
بیہوشی کی بو آ رہی ہے چپ رہ
صد علامت ہست نیکو کار را
نیکو کار کی سیکڑوں علامتیں ہیں
در دروں صد زندگی آید خلف
بدلہ میں باہن میں سیکڑوں زندگیاں آ جاتی ہیں
تخمہائے پاک وانگہ دخل نی
پاک اور پھر پیدلور نہ ہو
محسن ارض اللہ واسع کے بود
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کی فضا وسیع کب نہ؟
لامکان ست و مدار فوق و پست
جو لامکان ہے اور بلندی و پستی نہیں رکھتا ہے
پس چه واسع باشد ارض اللہ بگو
تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چوں بود ارض اللہ آں مستوسع ست
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کا کیا حال ہو گا وہ بہت وسیع ہے
کمتریں دانہ و ہد ہفصد بود
معمولی دانہ ڈالے تو سات سو ہو جائیں
نے بر وقت ہست اثر نے اندروں
نہ تیرے اندر اثر سے نہ باہر
کہ گواہ حمد او شد پا و دست
کیونکہ ہاتھ پاؤں اس کی تعریف کے گواہ بن گئے ہیں

۱۔ میل۔ یعنی نیلی اور خیرات
کرنے کا۔ جان اور خواہش۔ سِل۔
پانی بہہ کر نکلتا ہے تو کچھ نشانات چھوڑ
جاتا ہے۔ چشم۔ اگر کوئی کہے کہ میری
آنکھیں سرگیں اور بہت حسین تھیں تو
اس کی آنکھوں میں نیلا ہٹ تو نہ ہونی
چاہیے۔ کنش۔ چہرے کی ترشی بتا
رہی ہے کہ پاکبازی کا دعویٰ کب
ہے۔ صد نشان۔ اگر طبیعت میں ایثار
کا مادہ ہوتا ہے اور انسان کا کردار صحیح ہوتا
ہے تو اس کے سیکڑوں آثار ظاہر ہوتے
ہیں۔ خلف۔ ایثار اگر ہوتا ہے تو دل
میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ در زمین۔
اللہ کے راستہ میں انسان ایثار کرے
اور نیک نیت ہو تو نتائج اور آثار یقیناً
نمایاں ہوں گے۔ دخل۔ آمدنی۔
پیدلور۔

۲۔ گر گردد۔ اگر اللہ کی زمین میں
ایک دانہ کے سونے اگیں تو پھر اللہ کی
زمین کو وسیع کس اعتبار سے کہا جا سکتا
ہے۔ قلب۔ مومن کا دل اللہ کی
سر زمین ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دنیا
کی فانی زمین جب پیدلور دیتی ہے تو
اللہ کی زمین میں کیسے پیدلور نہ دے گی
اور دل میں نیکی کا بیج بونے سے اس
کے ثمرات کیسے ظاہر نہ ہوں گے۔

۳۔ ریع۔ پیدلور قرآن پاک میں
ہے۔ مَثَلُ الْفَنَنِ يَنْفُضُونَ اَمْوَالَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ خَبَةِ قَيْثٍ
سَبْعَ سَنَةٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ مِائَةٌ
خَبَةٍ جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال
خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی
مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے
سات بائیس پیدلور اور ہر سال میر
سو دانے۔ حمد عارف۔ عارف باللہ
جب اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اس سے
اعضا اس کی تلواریں دیتے ہیں۔

از چہ تار یک جسمش بر کشید

اندھیرے کنویں سے اس کے جسم کو نکال لیا

اطلس تقویٰ و نور مَو تَلَف

تقویٰ کا اطلس اور مانوس نور

وار ہیدہ از جہان عاریہ

چند روز دنیا سے وہ نجات پا گیا

بر سرِ سرِ عالی ہمتش

اس کی ہمت بلند راز کے تحت پر ہے

مَقْعَد صدقہ صدیقان دَرُو

وہ سچائی کی ایسی نشست گاہ ہے کہ صدیق اس میں

حمد شاں چوں حمد گلشن از بہار

روشنی کی وجہ سے ان کی حمد گلشن کی حمد جیسی ہے

بر بہارش چشمہ و نخل و گیاه

اس کی رونق پر چشمہ اور کھجور اور گھاس

شہد ۳ شاہد ہزاراں ہر طرف

ہر جانب ہزاروں گولہ موجود ہیں

بُوی سیر بد بیاید از دَمَت

تیرے سانس میں سے بہن کی بدبو آتی ہے

بُوشا ساند حازق در مَصاف

میدان جنگ میں ماہر 'بوشا' بو سونگھنے والے ہیں

تو مَلَف از مُشک کاں بُوی پیاز

تو مشک کی گپ نہ مار کیونکہ پیاز کی بدبو

گلشکر خوردم ہی گوئی و بُوی

تو کہتا ہے میں نے گلشن کھلیا ہے اور بو

ہست دل مانند خانہ کلاں

دل - ہوت - گھر کے مشابہ ہے

وزنگ زندان دنیا اش خرید

اور دنیا کے قید خانہ کی گہرائی سے اس کو نجات دیدی

آیت حمد است او را بر کَف

اس کے کندھے پر تعریف کرنے کی نشانی ہے

ساکن گلزار و عین جاریہ

وہ باغچہ اور جاری چشمہ کا ساکن ہے

مجلس و جاہ و مقام دُر تبتش

وہ اس کی مجلس اور وجہ اور مقام اور مرتبہ ہے

جملہ سر سبزند و شاد و تازہ رُو

سب خوشحال اور خوش اور تازہ رویں

صد نشانے دار و صد گیر و دار

سیکڑوں نشان اور سیکڑوں شان و شوکت رکھتی ہے

واں گلستاں و نگارستاں گواہ

اور وہ باغ اور نگار خانہ گاہ ہے

در گواہی ہچو گوہر در صَدَف

گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی

وز سر و روتا بد اے لانی غمت

اے شیخی خودے اسر اور چہرے سے تیرا غم چمک رہا ہے

تو بجلدی ہائے و ہو کم کن گزاف

تو بہلدی کے نعروں سے شیخی نہ مار

از دم تو می گند مکشوف راز

تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے

می زند از سیر کہ یا وہ لگوی

بہن کی چھٹی سے 'می' کہوں نہ کر

خانہ دل را نہاں ہمسایگاں

دل کے گھر کے چھپے ہوئے پریمی ہیں

۱۔ از چہ اس عارف کو اللہ کی تعریف اعلیٰ مدح پر پہنچاتی ہے۔
اطلس - اس کے اعضاء پر نور و برکات رونما ہو جاتے ہیں۔ وار ہیدہ - یہ حمد اس عارف کو دنیا سے نجات دے کر جنتی بنا دیتی ہے عین جاریہ - جنت میں جاری نشستہ ہیں۔

۲۔ بر سر یہ قرآن پاک میں ہے۔
اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي خُتٍ وَنَهْرٍ فِي مَقْعَدٍ صُلِقٍ عِندَ مَلِکٍ مُّقْتَدِرٍ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کے باغوں اور نہروں میں کچی عزت کی جگہ بادشاہ قاضی کے مقرب ہوں گے۔ حمد گلشن - باغ کی حمد اس کی بہار ہے اور اس بہار کے گولہ اس کی پیدل اور نشستہ غیرہ ہیں۔

۳۔ شاہد - پہلا شاہد بمعنی گولہ اور دوسرا شاہد بمعنی حاضر ہے۔ بُوی سیر - ان لوگوں نے عراق سے واپس آنے والے سے کہہ - حازق - ماہر۔ مَصاف - میدان جنگ۔ جلدی - بہلدی۔ ہائے و ہو - شور و غل۔ تو مَلَف - جب منہ سے پیاز کی بو آ رہی ہو تو مشک کھانے کی بجائی نہ بگھڑانی چاہیے۔ مکشوف کھلا ہوا۔ گلشکر - گلشن۔ یہ لہسن۔

از ۱ شکافِ روزن و دیوار ہا
روشنی مان نور دیووں کے شکاف سے
از شکافِ کہ نداند چیچ و ہم
اس شکاف سے جس کو کوئی وہم بھی نہیں جانتا ہے
از بُنے بر خواں کہ دیو و قوم او
قرآن میں پڑھ لے کہ شیطان اور اس کی ذریت
از رہے کہ انس از اں آگاہ نیست
اس راستے سے جس سے انسان واقف نہیں ہے
در میانِ ناقدانِ زرقے متن
پر کئے والوں میں مکملی نہ کر
مرحک ۲ را رہ بود در نقد و قلب
کسوئی کے لئے کمرے اور کھونے میں رہا ہوتی ہے
چوں شیاطین با غلیظیہای خویش
جبکہ شیاطین اپنی گندگیوں کے باوجود
مسکے دارند دُر دیدہ دروں
وہ ہاں میں پوشیدہ راستہ رکھتے ہیں
و مہدم خبط و زیاں شاں میرسد
ہر گھڑی خبط اور نقصان پہنچتا ہے
و مہدم خبط و زیاں می کنند
ہر گھڑی خبط اور نقصان کرتے ہیں
پس ۳ چرا جانہائے روشن در جہاں
تو پھر روشن جانیں دنیا میں کیوں
در سرایت کم تر از دیواں شدند
کیا سرایت کرنے میں شیطانوں سے کم ہو گئیں
دیو دزدانہ سُوئی گردوں رود
شیطان چھوٹی کی طرح آسمان کی جانب جاتا ہے

مطلع گردند بر اسرار ہا
رازوں سے واقف ہو جاتے ہیں
صاحبِ خانہ ندارد چیچ سہم
جس سے گھر والے کو کوئی خطرہ نہیں ہے
می برند از حالِ انے خفیہ بو
انسان کی حالت کو پوشیدہ طور پر سونگھ لیتی ہے
زانکہ زیں محسوس و زیں اشباہ نیست
کیونکہ ان محسوسات اور ان مصدقوں میں سے نہیں ہے
بامحک اے قلبِ دُول لافِ مزین
اے کہنے کھونے! کسوئی سے محپ نہ مد
کہ خدائش کرد امیر جسم و قلب
کیونکہ خدا نے اس کو جسم اور دل کا حاکم بنایا ہے
واقف اندازِ سرِ ماو فکر و کیش
ہمارے راز اور فکر اور مذہب سے واقف ہیں
ماز دُر دیدہ ایشاں سرنگوں
ہم ان کی چھوٹیوں کی وجہ سے روندھے ہیں
رنج میں بلیند از اں جان و جسد
اس سے روح اور جسم تکلیف پاتا ہے
صاحبِ نقب و شکاف روز نند
وہ کھڑکی کے سوراخ اور شکاف کے مالک ہیں
بے خبر باشند از حالِ نہاں
پوشیدہ حال سے بے خبر ہوں گی؟
رُوحہا کہ خیمہ بر گردوں زدند
وہ روحیں جنہوں نے آسمان پر خیمہ لگایا ہے؟
از شہابِ محرق او مطعوں شود
جلانے والے شہاب سے اس پر نیزہ لگتا ہے

۱ از شکاف۔ دل کی کھڑکی کے
شکاف سے وہ دل کے راز دیکھ لیتے
ہیں۔ سارنے۔ قرآن پاک میں ہے
لَقَدْ يَوَّكُنْهُمْ هُوَ وَقِيلَ لَهُ مِنْ حَيْثُ لَا
تَرَوْنَهُمْ فَاَجْعَلْنَا الشَّيَاطِينَ لَوَلِيَّاءَ
لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ بیشک وہ شیطان
اور اس کی ذریات تم کو دیکھتے رہتے
ہیں جدھر سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم
نے شیطانوں کو ان کا یار بنایا ہے جو
ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ہے۔ وہ
راستہ انسان کو غیر محسوس ہے۔ اشباہ۔
امثال۔ دلوں۔ کہینے۔

۲ مرحک۔ یعنی لولیاۃ اللہ اپنے
کشف کے ذریعہ دل کے احوال
معلوم کر لیتے ہیں۔ چوں شیاطین۔
لولیاۃ کے کشف کی دلیل ہے یہ
شعر شرط ہے پانچویں شعر میں پس
چرا اس کی جزا ہے کیش۔ مذہب۔
مسک۔ راستہ

۳ پس چرا۔ جب شیاطین دل
کی بات جان لیتے ہیں تو لولیاۃ کیوں
نہ جان لیں گے۔ روہ۔ یعنی لولیاۃ کی
روحیں شہاب۔ ٹوٹنے والا ستارہ۔
محرق۔ جلانے والا۔ مطعوں۔ نیزہ
زدہ۔

سرنگوں از چرخ زیر افتد پُچھاں کہ شقی در جنگ از زخم سناں
 آسمان سے ایسا لوندھا ہو کر نیچے گرتا ہے جس طرح بدبخت جنگ میں نیزے کے زخم سے
 آں زر شک رُجھلی دل پسند از فلک شاں سرنگوں میں افگند
 محبوب روجوں کے رشک کی وجہ سے ان کو آسمان سے لوندھا پھینک دیتے ہیں
 تو اگر اُشلی و لگی کور و گر ایں گماں بر رُجھلی مہ مبر
 اگر تو لہجہ اور لنگڑا اور اندھا اور بہرا ہے تو بزرگ روجوں پر ایسا گمان نہ کر
 شرم دار و لاف کم زن جاں ممکن کہ بسے جاسوس ہست آں سوی تن
 شرم کر اور شنی ہلاک نہ ہو کیونکہ جسم کے لہر بہت سے جاسوس ہیں

در یافتن طبیبان الہی امراض دل و دین را در سیمائے مرید و بریگانہ
 خدائی طبیبوں کا معلوم کر لینا دل اور دین کی بیماریوں کو مرید اور اجنبی کے چہرے سے
 لکن گفتد لُو و رنگ چشم لُو و بے ۱۰ نہمہ نیز از رلہ دل کہ لہم
 اس کے بات کے لہجہ اور آنکھوں کی رنگت سے اور اس کے بغیر بھی دل کے راستے سے کیونکہ وہ دل
 جَوَاسِیسَ الْقُلُوبِ فَجَا لِسُوْهُمْ بِالْصِّقِ
 کے جاسوس ہیں ان کے ہم نشینی چاہی سے کرو

ایں طبیبان بدن وانشور اند بر سقام ۳ توڑ تو واقف تراند
 یہ بدن کے طبیب دانش مند ہیں تیری بہار پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں
 تاز قارورہ ہمی بیند حال کہ ندانی تو ازاں رُو اعتدال
 حتی کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں کہ تو اس طریقے سے بیماری کو نہیں سمجھ سکتا
 ہم زنبض و ہم زرنگ و ہم زوم ہم زنبض و ہم زرنگ و ہم زوم
 نبض سے بھی اور رنگت سے بھی اور سانس سے بھی تیری ہر قسم کی بیماری کا پتہ لگا لیتے ہیں
 پس طبیبان الہی در جہاں چوں ندانند از تو بے گفت وہاں
 تو دنیا میں خدائی طبیب منی گفتگو کے بغیر تیری بیماری کو کیسے جان جائے گا؟
 ہم ۳ زنبض ہم ۳ چشم ہم ۳ زرنگ صد سقم بیند در تو بید رنگ
 وہ تیری نبض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگ سے بھی بلا توقف سیکڑوں بیماریاں دیکھ لیتے ہیں
 ایں طبیبان نو آموزند خود کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
 یہ طبیب خود نو آموز ہیں کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
 یہ طبیب خود نو آموز ہیں کیونکہ ان کو ان علامتوں کی ضرورت ہوتی ہے

۱۔ تو اگر اگر انسان خود ان کمالات سے محروم ہے تو لولیا کو محروم نہ سمجھے
 دریافتن جبکہ بدنی اطباء علامتوں کے ذریعہ امراض کو پہچان جاتے ہیں تو روحانی اطباء علامات کے ذریعہ روحانی امراض کو کیوں نہ جان سکیں گے بلکہ ان کو تو ظاہری علامات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ سقام۔ بیماری۔ قارورہ۔ اطباء پیشاب کو دیکھ کر امراض کو پہچان لیتے ہیں۔ احتیال۔ بیمار ہو جانا۔ ہم زنبض۔ اطباء نبض رنگت اور سانس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر لیتے ہیں۔ پس طبیبان۔ لہذا روحانی طبیب بھی بغیر ستائے امراض کو پہچان جاتے ہیں۔

۳۔ ہم زنبض۔ یہ بدنی اطباء نو آموز ہیں اس لئے ان کو ان علامات کی ضرورت پیش آتی ہے روحانی اطباء وہ سے ہی نام سکر تمام اندرونی علامات معلوم کر لیتے ہیں۔

۱۔ بلکہ۔ یہ روحانی طبیب تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی اس کی اندرونی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ سو۔ ذات حق۔ مژدہ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش سے قبل ہی ان کے احوال معلوم کر لیتے تھے اور لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

۲۔ بایزیدؒ نام طیفور ہے اسی لئے ان کے سلسلہ کے لوگ طیفوری کہلاتے ہیں حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ بایزیدؒ گوہم میں وہی نسبت ہے جو حضرت جبرائیلؑ کو فرشتوں میں۔ بہتر سال کی عمر میں بسطام میں ۳۳۳ھ وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمد غزنوی کے دور کے بزرگ ہیں روحانیت اور ولایت کے طور پر ان کو بایزیدؒ سے نسبت ہے آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے ۳۳۳ھ میں خرقان میں وفات پائی۔

۳۔ سواد۔ اطراف شہر۔ رے ایک علاقہ کا نام ہے علاقہ رازی اسی رے کی طرف منسوب ہیں۔ خرقان۔ خرقان رے کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ استنشق۔ سوگنا۔ کوزہ۔ پہلے شعر میں کہا تھا کہ ہوا سے شراب پی اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ ہوا سے پانی بن جاتا ہے لہذا ان کا ہوا سے شراب پینا درست ہے۔ آں۔ برف کے پانی سے بھرے ہوئے پیالے پر جو بوندیں باہر جم جاتی ہیں وہ اندک پانی نہیں بلکہ سردی سے ہوا پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کلاماں از دور نمانت بشنوند
کمال لوگ وہ سے تیرا نام سنتے ہیں
تیرے تانے بانے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
تیرے تانے بانے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
دیده باشندت ترابا حالہا
تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں
زآنکہ پُر بودند از اسرارِ ہو
کیونکہ ذات حق کے رازوں سے پر ہیں
وہ تیرا حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں
کیونکہ ذات حق کے رازوں سے پر ہیں

مژدہ دادن بایزید قدس سرہ از دادن ابوالحسن خرقانیؒ
حضرت بایزید قدس سرہ کا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے میں سالوں قبل خوشخبر دے دینا اور ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دیدینا
وہ تیرا تارخ نویساں آل رحمت صدق او
اور ان کی تصدیق کے لئے تارخ نویسوں کا اس کو لکھ لینا

آں شنیدی داستان بایزیدؒ
تو نے حضرت بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے
روزے آں سلطان تقویٰ می گذشت
ایک دن وہ شاہ تقویٰ جا رہے تھے
بُوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی
ہم بدانجا نالہ مشتاق گرد
اسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا
بُوی خوش را عاشقانہ می کشید
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سوگھتے تھے
کوزہ گُو از تنخ آہ پُر بُود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو
آں ز سردی باد آہے گشتہ است
تو ہوا ٹھنڈک سے پانی بن گئی ہے
گوز حالِ ابوالحسن پیشین چہ دید
کہ انہوں نے حضرت ابوالحسنؒ کا حال پہلے ہی کیا دیکھ لیا تھا؟
باہرِیداں جانب صحرا و دشت
جنگل اور بیابان کی طرف مریدوں کے ساتھ
در سوادِ رے زسوی خرقاں
رے کے اطراف میں خرقان کی جانب سے
بُوی را از بادِ استنشق کرد
ہوا سے خوشبو کو سوگھنا
جان او از بادِ بادہ می کشید
ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
چوں عرق بر ظاہرِش پیدا شود
جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں
از درونِ کوزہ نم بیروںِ نجست
پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

بادِ بوی اور مر اور آب گشت

خوشبو لانے والی ہوا ان کے لئے پانی بن گئی

چوں در و آثارِ مستی شد پدید

جب ان میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے

پس پرسیدش کہ اس احوالِ خوش

تو اس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین نوال

گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید

کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید

می کشی بوی و بظاہر نیست گل

آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے

اے تو کام جانِ ہر خود کامہ

اے وہ کہ آپ ہر حاجتِ مندی کی جان کا مقصود ہیں

ہر دمے ۲ یعقوب وارا ز یوسف

حضرت یعقوب کی طرح ہر وقت ایک یوسف سے

قطرہ بر ریز بر مازاں سبُو

اس ٹھلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے

خونداریم اے جمالِ مہتری

اے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے

اے فلک پہلی پُخت پُخت خیز

اے آسمان کو ناپنے والے چالاک اور سبک پرواز!

میر ۳ مجلس نیست در دَوراں دگر

زمانہ میں کوئی دوسرا صدرِ محفل نہیں ہے

کے تو اں نوشید ایں مے زمرِ دست

یہ شراب چمپا کر کب نی جاسکتی ہے؟

بوی را پوشیدہ و مکنون گند

اپنی بو کو پوشیدہ اور مخفی کر لیتا ہے

آب ہم اورا شرابِ ناب گشت

پانی ان کے لئے خالص شراب بن گیا

یک مرید اورا ازاں دم برسید

ان کا ایک مرید اسی وقت پہنچا

کہ بروست از حسابِ پنج و شش

جو پانچ حواس اور چھ جہات کے حساب سے باہر ہیں

می شود رویت چہ حالست و نوید

آپ کا چہرہ ہو رہا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟

بیشک از غیبِ مست و از گلزارِ گل

بیشک وہ غیب سے اور ذاتِ گل کے گلزار سے ہے

ہر دم از غیبتِ پیام و نامہ

آپ کے لئے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے

می رسد اندرِ مشامِ توشفے

آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے

شمہ زان گلستاں باما بگو

اس گلستان کا تھوڑا سا حل ہم سے کہہ دیجئے

کہ لبِ ما خشک و تو تنہا خوری

کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پیتے

زاں چہ خوردی جُرعہ بر ما بریز

جو آپ نے پیا ہے اس کا ایک گھونٹ ہمیں دیجئے

جز تو اے شہ در حریفانِ در نگر

اے شہ! آپ کے سوا دوستوں میں نظر فرمائیے

مے یقین مَر مر در ارسوا گرسست

شراب یقیناً انسان کو رسوا کرنے والی ہے

چشمِ مستِ خویشتن را چوں گند

اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

۱۔ بادِ حضرتِ بازیدؒ کے لئے وہ

ہوا جو خوشبو لاتی تھی پانی بن گئی اور پانی

میں وہ کیفیت پیدا ہوئی جو شراب میں

ہوتی ہے۔ پس۔ اس مرید نے

حضرتِ بازیدؒ سے دریافت کیا کہ

آپ کیا سونگھ رہے ہیں بظاہر کوئی

پھول بھی نہیں ہے اور آپ پر یہ عجیب

و غریب کیفیت کیوں طاری ہو رہی

ہے۔ پانچ حواسِ خمسہ۔ شش۔ چھ

جہتیں۔ نوید۔ خوشخبری۔ گل۔ ذات

حق۔ کام۔ مقصود۔ خود کام۔

ضرورت مند۔

۲۔ ہر دم۔ حضرت یعقوب

نے وہ سے ہی حضرت یوسف کی

قیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ قطرہ۔ جو

احوالِ آپ پر طاری ہیں ان کے

بارے میں ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ خو۔

آپ نے ہمیں اس کا عادی نہیں بتلایا

ہے کہ آپ تنہا مستفید ہوں اور ہم

محرور ہیں۔

۳۔ میر مجلس۔ صدر مجلس ہی

دوسروں کو شراب پلاتا ہے حریفان یعنی

مجلس کے شریک کے توں۔ حضرت

بازیدؒ سے ان کے مرید نے کہا

شراب چمپا کر نہیں لی جاسکتی اس کا

یقیناً اظہار ہو جاتا ہے انسان اگر منہ کی

بو بھی چمپا لے آئے تو اس کی مستی کیسے

چمپائے گا۔

خودانہ آں بویست ایں کندر جہاں
یہ وہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں
پُرشدُ از تیزی اوصحرا و دشت
اس کی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں
ایں سرخُم را بہ کہگل در مکیر
اس منگے سر کو کہگل سے بند نہ کیجئے
لطف گن اے راز دارِ راز گو
اے راز کو جاننے والے راز کو بتانے والے مہربانی کیجئے
گفت ۲ بوی بوالعجب آمد بمن
انہوں نے فرمایا مجھے ایک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے
کہ محمد گفت بردست صبا
کہ محمد نے فرمایا صبا کے ذریعہ
بوی را میں می رسد از جانِ ولس
اولیس کی جان سے راسخ کی خوشبو آ رہی ہے
از اولیس واز قرن بوی عجب
اولیس اور قرن کی عجیب خوشبو نے
چوں اولیس از خویش فانی ۲ گشتہ بود
چونکہ اولیس اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے
آں ہلیلہ پر و ریدہ در شکر
بڑے شکر میں مری بنائی ہوئی
آں ہلیلہ رستہ از ما و منی
کیونکہ وہ ہر خودی اور انانیت سے نجات پا گئی ہے
آں کے کز خود بگلی درگذشت
وہ شخص جو خودی سے پوری طرح گزر گیا
ایں خن پیاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ' واپس لوٹ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ' واپس لوٹ

صد ہزاراں پردہ اش دارد نہاں
لاکھوں پردے اس کو چھپا سکیں
دشت چہ کزنہ فلک ہم درگذشت
جنگل کیا ' اور تو نو آسمانوں سے گزر گئی ہے
کایں برہنہ نیست خود پوشش پذیر
یہ ننگا ڈھکے جانے کے قابل نہیں ہے
آنچہ بازت صید کردش باز گو
جو آپ کے باز نے شکار کیا ہے بتا دیجئے
بچناں کہ مر نبی را از یمن
جیسے کہ نبی کو یمن سے محسوس ہوئی تھی
از یمن می آیدم بوی خدا
مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آ رہی ہے
بوی رحمن می رسد ہم از اولیس
اولیس سے میں بھی خدا کی خوشبو آ رہی ہے
آں نبی رامست کرد و پر طرب
نبی کو مست اور سرور کر دیا
آں زمینے آسمانے گشتہ بود
وہ زمین آسمان بن گئی تھی
چاشنی تلخیش نبود دگر
اس میں پھر تلخی کا مزا نہیں ہوتا ہے
نقش دارد از ہلیلہ طعم نے
صوت ہر کی ' مزا ہر کا نہیں ہے
ایں منی و ملی خود در نوشت
اس نے خودی اور انانیت کو لپیٹ دیا ہے
تاچہ گفت از وجی غیب آں شیر مرد
بتا اس شیر مرد نے غیبی وجی کے بارے میں کیا کہا؟

۱۔ خود۔ شراب معرفت کی خوشبو تو
لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپ
سکتی۔ پردہ۔ اس شراب کی خوشبو
سے جنگل اور صحرا تو بھر اڑا ہے اس
کی خوشبو تو آسمانوں سے بھی گزر گئی
ہے۔ ایں سرخُم۔ شراب معرفت کے
منگے کے من کو منی سے بند نہیں کیا جا
سکتا۔ پردہ پوشی کے قابل نہیں ہے۔
لطف۔ آپ کی باطنی توجہ نے
معرفت کا جو راز حاصل کیا ہے وہ
ہمیں بھی بتا دیجئے۔

۲۔ گفت۔ حضرت بایزید نے
فرمایا۔ محمد گفت۔ حدیث شریف
ہے۔ فی لا جلف نفس الرحمن
من قبل الیمن۔ میں خدا کے سانس کو
یمن کی جانب سے محسوس کر رہا
ہوں۔ راسخ۔ اولین مشہور عاشق اور
دیس اس کی معشوقہ تھی اس کے بعد
دیس پر عشق کا غلام اس قدر ہوا کہ وہ
راسخ کی عاشق بن گئی تھی۔ یعنی عاشق
جب اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے تو اس
میں سو معشوق کی خوشبو آنے لگتی ہے
اسی طرح حضرت اولیس قرنی میں
سے اللہ کی خوشبو آتی تھی۔ قرن۔
حضرت اولیس کا وطن ہے۔

۳۔ فانی گشتہ بود فنا کے بعد
انسان اللہ کے اطلاق والا ہو جاتا ہے
اور زین سے آسمان بن جاتا ہے۔
ہلیلہ۔ ہر کا جب مری بن جاتا ہے
تو وہ اپنی خوشبو اور ذات اللہ سے علیحدہ ہو
جاتی ہے۔ بلوٹی۔ خودی اور انانیت۔
آں کے۔ جو شخص فنا کا درجہ حاصل کر
لیتا ہے اس کی خودی اور انانیت ختم
ہو جاتی ہے۔ وجی غیب۔ یعنی بایزید کو
جو غیبی الہام ہوا تھا۔

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ
شلہ بایزید قدس سرہ کا جواب آنحضرت کے قول کے ہم معنی کہ میں
علیہ وسلم کہ **اِنْ لَّا جَدُّ نَفْسِ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْيَمِّنِ**
یمن کی جانب سے خدائی سانس محسوس کر رہا ہوں

گفتند یسوی یسوی یارے می رسد
فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے
بعد چندیں سال می زیاد شہے
کچھ سال کے بعد ایک شلہ پیدا ہو گا
رُوش از گلزار حق گلگون بود
اس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہو گا
چہرہ نامش گفت نامش بواکسن
اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا اس کا نام ابواکسن ہے
خَد او و رنگ او و شکل او
ان کا رُخسہ اور رنگ اور شکل
حلیہائے روح او را ہم نمود
انہوں نے روح کے حالات بھی بتا دیئے
حلیہ تن ہمچو تن عاریت است
جسم کا حلیہ جسم کی طرح عارضی ہے
حلیہ روح طبعی ہم فناست
طبعی روح کا حلیہ بھی فانی ہے
جسم او ہمچوں چراغے بر زمین
اس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے
آل شعاع آفتاب اندر و ثاق
سورج کی شعاع گھر میں ہے
نقش گل در زیر بنی بہر لاغ
پھول کا جسم تفریح کے لئے ناک کے نیچے ہے

کاندیں اوہ شہر یارے می رسد
کیونکہ اس گاؤں میں ایک شلہ آئے گا
می زند بر آسمانہا خر گہے
جو آسمانوں پر خیمہ زن ہو گا
از من او اندر مقام افزوں بود
وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا
حلیہ اش واگفت زابر و تاذ قن
ان کا حلیہ اوپر سے ٹھوڑی تک صاف بتا دیا
یک بیگ واگفت از کیسو درو
ایک ایک کر کے کیسو اور چہرے کے بارے میں بتایا
از صفات و از طریق و جاہ بود
صفتوں اور راست اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے
طلب کم نہ کہ آں یک ساعت است
اس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھری دیر کا ہے
حلیہ آں جاں طلب کاں بر سماست
اس جان کا حلیہ طلب کر جو آسمان پر ہے
نور او بالائے سقف ہفتیمیں
اس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے
قرص او اندر جہان چار طاق
اس کی نگہ آسمان کے جہان میں ہے
بوی گل بر سقف و ایوان دماغ
پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے

۱۔ بعد یعنی خرقان گاؤں۔ بعد
چندیں۔ یعنی اتنے سال کے بعد
یہاں ایک بزرگ پیدا ہو گا جس کا
مرتبہ بہت بلند ہو گا۔ ازمن۔ حضرت
بایزید نے بطور افسردگی فرمایا کہ
اس کا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا۔
گفت۔ بایزید نے پیدا ہونے والے
بزرگ کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا۔ خد۔
رخسار بعض نسخوں میں لفظ قد ہے۔
۲۔ حلیہائے۔ یعنی روح کی
صفات اور اس کا مسلک بتا دیا۔
حلیہ تن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان
تین چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم
روح حیوانی روح انسانی۔ پہلی دونوں
چیزیں فانی ہیں اور ان کا حلیہ بھی فانی
ہے لہذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے۔
روح انسانی جس کا اعلق ملاقاتی سے
ہے اس سے وابستگی ہونی چاہیے۔
۳۔ جسم او۔ بایزید نے فرمایا اس
بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر
ہو گا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہو گا۔
آں شعاع۔ اس بات کو کہ اس شاہ کا
جسم زمین پر ہو گا اور نور آسمان تک ہو گا
مشاوں سے سمجھاتے ہیں سورج
آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں
ہے۔ نقش گل۔ پھول ناک کے نیچے
ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر
ہوتی ہے۔

مرد لے خفتہ در عدن دیدہ فرق
گھر میں سویا ہوا عدن میں خوف دیکھتا ہے
پیر ہن در مصر رہن یک حریص
لہاں مصر میں ایک لالچی کے قبضہ میں ہے
بر نبشتند آں زماں تلخ را
اس وقت انہوں نے تلخ لکھ لی
چو رسید آں وقت دآں تلخ راست
جب ٹھیک وہ رات اور تلخ آئی
عکس آں بر جسم افتادہ عرق
اس خوف کے پر تو سے جسم کو پسینہ آتا ہے
پر شدہ کنعاں زوی آں قیص
اس قیص کی خوشبو سے کنعاں بھر گیا ہے
از کباب آرا ستند آں سخ را
اس سخ کو کباب سے آراستہ کر لیا
زلذ میں آں شلہ پیدا گشت و خاست
اس زمین سے وہ شاہ پیدا ہو گئے اور اٹھے

زادین شیخ ابوالحسن قدس سرہ خرقانی بعد از وفات شیخ
حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بایزید کی وفات کے بعد اسی تلخ کو
بایزید روح اللہ روحہ بہماں تارخ

پیدا ہوا اللہ تعالیٰ ان کی روح کو راحت پہنچائے

زادہ شد آں شاہ و نردالملک باخت
وہ شاہ پیدا ہو گئے اور سلطنت کی بازی کھیلی
از پس آں سالہا آمد پدید
اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے
جملہ خوہی او زامساک وجود
ان کی تمام عادتیں نہ دینے اور دینے میں
لوح ۳ محفوظ ست اورا پیشوا
لوح محفوظ ان کی پیشوا ہے
نے نجوم ست نہ مل ست نہ خواب
نہ نجوم ہے نہ نہ مل ہے اور نہ خواب ہے
از پے رو پوش عامہ در بیاں
عوام سے روپوشی کے لئے بیان میں
وجی دلگیرش کہ منظر گاہ اوست
اس کو دل کی وجی تسلیم کر لے کیونکہ اس خدا کی نظر گاہ ہے
از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت
عدم سے پیدا ہوئے اور سواری دوڑا دی
بوآسن بعد از وفات بایزید
ابوالحسن بایزید کی وفات کے بعد
آنچناں آمد کہ آں شہ گفتہ بود
اسی طرح ثابت ہو میں جیسا کہ ان شہ نے فرمایا تھا
از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا
کس چیز سے محفوظ ہے غلطی سے محفوظ ہے
وجی حق واللہ اعلم بالصواب
اللہ کا الہام ہے اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے
وجی دل گویند آں را صوفیاں
اس کو صوفی دل کی وجی کہہ دیتے ہیں
چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست
غلطی کیسے ہو گی کیونکہ دل اس سے باخبر ہے

۱۔ مرد خفتہ۔ ایک شخص اپنے گھر
میں سویا ہوا ہوتا ہے اور اس کی روح
عدن میں کسی خوفناک نہر کو دھکتی ہے
اس سے جسم پر پسینہ آ جاتا ہے۔
پیر ہن۔ حضرت یوسف کی قیص مصر
میں تھی اور اس کی خوشبو کنعاں میں پہنچ
رہی تھی۔ بر نبشتند۔ لوگوں نے
حضرت بایزید کے کہنے کے مطابق
حضرت ابوالحسن کی پیدائش کی تلخ
لکھ لی۔ از کباب۔ یعنی کام کو مکمل کر
لیا۔ آں تلخ۔ چنانچہ کبھی ہوئی تلخ
کے مطابق ان کی پیدائش ہوئی۔

۲۔ نردالملک۔ یعنی شاہی شروع
کر دی۔ مرکب۔ سواری از پس۔
حضرت بایزید کی وفات کے تقریباً
دو سو سال بعد حضرت ابوالحسن پیدا
ہوئے۔ جملہ۔ خواہے۔ حضرت
ابوالحسن میں وہ صفات و لوصاف تھے
جو حضرت بایزید نے بتائے تھے۔

۳۔ لوح محفوظ۔ حضرت بایزید
کے بتائے ہوئے لوصاف صحیح کیوں
نہ ہوتے انہوں نے لوح محفوظ سے
بڑھ کر بتائے تھے اور اس لوح کو لوح
محفوظ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں
لکھا ہوا غلطی سے محفوظ ہے۔ نے
نجوم۔ نجوم اور دل وغیرہ کی باتیں غلط
ہو جاتی ہیں۔ وجی حق۔ حضرت بایزید
کو ان احوال کی جزوی الہی کے ذریعہ
ہوئی تھی صوفیاء اس کو وجی دل کہتے
ہیں۔ وجی دلگیر۔ ہم اس کو وجی دل ہی
تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ دل جو خدا کا

مُؤْمِنًا اِنْتَظِرْ بُنُورَ اللّٰهِ شَدٰی
از خطا و سہو ایمن آمدی
اے مومن! تو وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے بن گیا ہے
تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوع حکایت کی اجرائے آل غلام و در بیان اجرائے
اس غلام کی روزی کی کمی کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا بیان کہ صوفی
دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالیٰ
کے دل و جان کی روزی خدائی کھانے سے ہوتی ہے

صوفیے از فقر چوں در غم شود
عین فقرش دایہ و مطعم بود
کئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہوتا ہے
اس کے لئے خود فقر دایہ اور کھانا کھلانے والا بن جاتا ہے
زانکہ جنت از مکارہ رستہ است
رحم قسم عاجز و اشکتہ است
کیونکہ بہشت تکالیف سے بنی ہے
رحم عاجز اور شکستہ دل کا حصہ ہے
آنکہ سر ہا بشکند او از علو
رحم حق و خلق ناید سوی او
وہ شخص جو تکبر سے سروں کو پکاتا ہے
اس شخص پیاں ندارد و آل جواں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اور وہ جوان
شاد آل صوفی کہ ریش کم شود
آل شبہ در گردد و اویم شود
وہ صوفی خوش نصیب ہے جس کا رزق کم ہو جائے
ز آل جری خاص ہر کہ آگاہ شد
جو شخص اس خاص روزی سے واقف ہو گیا
ز آل جرای روح چوں نقصان شود
جب روح کی روزی میں کمی آئے
پس بداند کہ خطائے رفتہ است
وہ جانتا ہے کہ کئی گناہ ہوا ہے
ہچنآں کاں شخص از نقصان کشت
جیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے
رُقعہ آتش بر دند پیش میر زاد
دانا حاکم سے پاس رقعہ لے گئے
اس نے رقعہ پڑھا کوئی جواب نہ دیا

۱۔ مومن۔ مومن کو جب وہ مرتبہ
حاصل ہو جائے کہ وہ اللہ کے نور کے
ذریعہ دیکھنے لگے تو اس کی صوابیہ
غلطی سے محفوظ ہوتی ہے۔ صوفی
جب صوفی فقر کے غم میں مبتلا ہوتا
ہے تو خود رزق اس کو حاصل ہونے لگتا
ہے۔ زانکہ۔ جنت انہی چیزوں سے
حاصل ہوتی ہے جو نفس کو ناگوار گذرتی
ہیں خدا کی رحمت عاجز اور شکستہ دل
پر نازل ہوتی ہے۔ مکارہ۔ مکر و ہات
یعنی نفس کی ناگوار چیزیں۔ آنکہ۔
مشکبہ اور مغرور پر خدا اور خلق خدا رحم نہیں
کرتی ہے۔
۲۔ شاد۔ جس صوفی پر رزق کی تنگی
ہو وہ قابل مہربانہا ہے۔ آل شبہ۔ وہ
صوفی اگر پتھ تھا تو اب وہ صوفی اور
سمندر بن جائے گا جس میں سے
صوفی نکلیں گے۔ ز آل جرای۔ فقر
کے بعد جو خدائی رزق حاصل ہوتا
ہے جب صوفی اس کی حقیقت سمجھ
جاتا ہے تو اس کو قرب خداوندی حاصل
ہو جاتا ہے۔ نقصان شود۔ اب
جسمانی رزق کی فراخی سے وہ خدائی
رزق گھٹتا ہے تو وہ خوفزدہ ہو کر لرزنے
لگتا ہے۔
۳۔ پس بداند۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس
رزق خداوندی کی کمی کسی خطا اور قصور کی
بنا پر ہوئی ہے۔ سمن زاد۔ گلستان۔
ہچنآں۔ وہ اس غلام کی طرح پریشان
ہوتا ہے جس نے جسمانی روزی گھٹنے
پر رقعہ لکھا۔ رقعہ آتش۔ اس غلام نے
شملہ کو رقعہ لکھا شملہ نے اس کا کوئی
جواب نہ دیا اور کہا کہ اس بیوقوف کو
صرف روزی گھٹنے کا مدد ہے اور جس
بنیاد پر روزی گھٹتی اس کا کوئی خیال نہیں
ہے اس کو میرے وصل اور فراق کا کوئی
مد نہیں ہے لہذا ایسے احمق کا جواب
خاصوشی ہے۔

گفت اُورا نیست لَّا دَرِ قَوْتُ
 کہا اس کو محض روزی کا رنج ہے
 نیستش دردِ فراق و وصل ہیچ
 اس کو فراق اور وصل کا درد بالکل نہیں ہے
 احمق ست و مُردہ ماو منی
 بیوقوف ہے اور خودی اور عنایت کا مردہ ہے
 آسمانہا و زمین یک سیب داں
 آسمانوں اور زمین کو ایک سیب سمجھ
 تو چو کرمے درمیان سیب در
 تو کیزے کی طرح سیب کے اندر ہے
 آں یکے کرمے دگر در سیب ہم
 پورا کیزا بھی سیب ہی میں ہے
 جنبش ۲ اُو وَا شگافد سیب را
 اس کی حرکت سیب کو پھاڑ دیتی ہے
 بر دریدہ جنبش اُو پردہا
 اس کی حرکت نے پردوں کو پھاڑ دیا
 آتش ۳ کا وُل ز آہن می جہد
 وہ چنگاری جو شروع میں لوہے سے نکلتی ہے
 دلیہ اش پنبہ است اوّل لیک اخیر
 اس کی دلیہ شروع میں روئی ہے لیکن آخر میں
 مرد اوّل بستہ خواب و خورست
 انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پابند ہے
 در پناہ پنبہ و کبریتہا
 روئی اور گندھک کی پناہ میں
 عالم تاریک روشن می گند
 تاریک جہان کو روشن کر دیتا ہے

پس جواب احمق اوّل تر سکوت
 تو خاموشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے
 بندِ فرع ست اُو نجواید اصل ہیچ
 وہ شاخ کا پابند ہے جس کی تلاش بالکل نہیں کرتا ہے
 کز غم قمرش فراغ اصل نے
 کس کو شاخ کے غم کی وجہ سے جز کی فرصت نہیں ہے
 کز درخت قدرت حق شد عیاں
 جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے
 وز درخت و باغبانے بے خبر
 درخت اور باغبان سے لاعلم ہے
 لیک جانش از بروں صاحب علم
 لیکن اس کی جان باہر کی علم بردار ہے
 برنتا بد سیب آں آسیب را
 سیب اس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتا
 صورتش کرم ست و معنی اژدہا
 اس کی صورت کیزے کی ہے اور باطن اژدہا ہے
 اُو قدم بس سُست بیروں می نہد
 وہ باہر کو بہت ست قدم رکھتی ہے
 می رساند شعلہا راتا اشیر
 وہ اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے
 آخر لامر از ملائک برترست
 آخر میں وہ ملائک سے برتر ہے
 شعلہ و نورش برآید تائبہا
 اس کا شعلہ اور نور سہا تک پہنچتا ہے
 گندہ آہن بسوزن می گند
 لوہے کے گاڑ کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے

۱۔ بند فرع یعنی روزی کے بارے میں لکھا اور روزی دینے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ بلوئی یعنی یہ خودی اور انانیت میں جھٹلا ہے روزی کی فکر میں لگا ہے روزی دینے والے سے غافل ہے۔ آسمانہا۔ پہلے شعر کا مضمون تھا کہ اس غلام کو فرع کی فکر ہی اصل سے غافل تھا اس مناسبت سے اب فرماتے ہیں کہ عالم کو ایک سیب سمجھو اور انسان کو اس کے اندر کا کیزا اور کیزوں کی دو قسمیں ہیں ایک کیزا تو وہ ہے جو فرع اور سیب میں مشغول ہے اور اصل درخت اور باغبان سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو اگرچہ سیب کے اندر ہے لیکن وہ درخت اور باغبان سے اچھی طرح واقف ہے۔
 ۲۔ جنبش اُو۔ اس کیزے کی اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ وہ سیب کو پھاڑ کر باہر نکل جاتا ہے اور حجابات اس کی نظر میں ہیچ ہوتے ہیں یہ بظاہر کیزا ہے لیکن حقیقتاً اژدہا ہے یہ دوسری قسم باخدا لوگوں کی ہے جو دنیا سے نزر کر آخرت تک پہنچتے ہیں۔
 ۳۔ آتش۔ مولانا سمجھاتے ہیں کہ اس انسان میں ابتداء یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ مشائخ کی مدد اور محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگاری جو لوہے سے نکلتی ہے ابتداء کمزور ہوتی ہے لیکن جب روئی اور گندھک کی مدد اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مرد۔ انسان بھی ابتداء دنیاوی مشاغل میں لگتا ہے لیکن اولیاء کی مدد سے ملائک سے برتر ہو جاتا ہے۔ عالم اب۔ اس انسان میں اتنا نور اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور لوہے کے شہتیر کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے۔

گر چہ آتش نیز ہم جسمانی ست

اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے

جسم را نبود از ازل عز بہرہ

جسم کے لئے اس عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے

جسم از جاں روز افزوں می شود

جسم 'جان سے روزانہ بڑھوتری پاتا ہے

حد جسمت یک دو گز خودیش نیست

تیرے جسم کی حد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے

تابہ بغداد و سمرقند اے ہمام

اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک

دو درم سنگ ست پیہ چشم تال

تمہاری آنکھ کی چربی سات ماشے وزن کی ہے

نور بے ایں چشم می بیند بخواب

نور اس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے

جاں ز ریش و سبکت تن فارغ ست

جان جسم کی داڑھی اور مونچھ سے بے نیاز ہے

باس ز نامہ روح حیوانی ست ایں

یہ روح حیوانی کی شان و شوکت ہے

بگذر از انساں وہم از قال و قیل

انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھ

بعد از انت جان احمد لب گزد

اس کے بعد احمد کی روح تجھ پر تعجب کرے گی

گوید ار آیم بقدر یک کماں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

۱۔ گرچہ یہ آگ جس کے شعلے

آسمان تک پہنچے نہ روح ہے نہ روحانی

پھر بھی اس کی پہنچ آسمان تک ہو گئی تو

پھر روح اور روحانی کی طاقت کا اندازہ

لگا لو۔ جسم۔ جسم پر روح کی شرافت کو

اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح

کرتی ہے بغیر روح کے جسم کس قدر

ذلیل شی ہے کہ اس کوئی میں مٹ کر دیا

جاتا ہے۔

۲۔ حد جسمت۔ جسم کی وسعت دو

گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی

پہنچ آسمانوں تک ہے مٹ اپنی جگہ رہو

روح کے لئے بغداد اور سمرقند تک پہنچ

جانے کے لئے نصف قدم کی

ضرورت ہے۔ دو درم۔ آنکھ کی چربی کو

دیکھو کہ خود وہ سات ماشے سے زیادہ

نہیں لیکن اس کا نور آسمان تک جاتا

ہے۔ نور بے ایں چشم۔ نور چشم کھلتا ج

ہے۔ جاں۔ روح کو جسمانی خواہش

کی ضرورت نہیں جسم روح کا محتاج

نہیں ہے آنکھ نور کی محتاج ہے۔

۳۔ باز نامہ۔ یہ شان و شوکت تو ہم

نے روح حیوانی کی دکھائی 'روح

انسانی جو اس سے زیادہ قوی ہے اس کو

اس پر قیاس کر لو۔ بگذر۔ اس روح

حیوانی اور بحث و مباحثہ سے گزر کر

روح کے طالب بنو اور اس روح تک

پہنچو جو جبرائیل کی جان ہے جب یہ

مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو آنحضرت

اپنے امتی کی ترقی پر خوشی سے تعجب

کریں گے اور جبرائیل تمہارے مقام

سے فروتر ہوں گے۔ گوید۔ حضرت

جبرائیل یہ کہیں گے۔

اگر ایک سر موئے برتر پر

فروغ تجلی بسوزم پر

نے ز روح ست و نہ از روحانی ست

و نہ روح ہے اور نہ روحانی ہے

جسم پیش بحر جاں چوں قطرہ

جسم روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے

چوں رو د جاں جسم میں چوں می شود

جب جان نکل جاتی ہے دیکھ جسم کیسا ہو جاتا ہے

جان تو تا آسمان جولاں گنیست

تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے

روح را اندر تصور نیم گام

روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

نور روحش تا عنان آسمان

اس کی روح کا نور آسمان کی فضا تک ہے

چشم بے ایں نور چہ بود جز خراب

آنکھ اس نور کے بغیر سوائے خراب کے کچھ نہیں ہے

لیک تن بے جاں بود مردار و پست

لیکن جسم جان کے بغیر مردار اور ذلیل ہوتا ہے

پیشتر رو روح انسانی نہیں

آگے بڑھ 'روح انسانی' کو دیکھ

تالب دریاے جان جبرئیل

جبرائیل کی جان کے دریا کے کنارے تک

جبرئیل از نیم تو واپس خود

جبرائیل تیری ہیبت سے پیچھے نہیں گے

من بسوی تو بسوزم در زماں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں



اِس بیاباں خود اندر دیا و سر بے جواب نامہ خستہ است آں پسر
اِس جنگل کا سر اور پاؤں نہیں ہے ۔ وہ لڑکا بغیر جواب کے رنجیدہ ہے

اشفقن آں غلام ازنا رسیدن جواب نامہ از قبل شاہ
بادشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اِس غلام کا پریشان ہونا

۱۔ اِس بیاباں۔ معرفت اور اسرار
معرفت کو بیان غیر محدود ہے۔ قبل۔
جانب۔ خیرہ۔ حیران۔ حیرہ۔ سیاہ
مکدہ۔ رقعہ۔ نامہ۔ برز۔ تاب۔ غصہ
ح۔ رقعہ۔ یعنی اِس نامہ پر نے وہ
رقعہ بادشاہ کو نہیں دیا وہ منافق تھا۔
آبذریکا۔ جس پانی پر گھاس ہوا اِس
سے دھوکا لگا ہے۔ ذوقن۔ ماہر۔ چچ
گرد خود۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا ہے
دوسروں پر الزام دھر رہا ہے۔ شمن۔
بت کا پہلی دین میں مجبور ہے۔

۲۔ کثرو زیدین۔ حضرت سلیمان
کے اِس قصہ سے سمجھانا مقصود ہے
کہ اگر وہ غلام اپنی غلطی محسوس کر کے
اِس کی حلالی کر لیتا تو سب کچھ ٹھیک
ہو جاتا جیسا کہ حضرت سلیمان نے
کیا۔ زلت۔ ان کے دل میں کوئی
نامناسب خیال آیا تھا۔ تخت۔ وہی
تخت جس کو ہوا دوش پر لئے پھرتی
تھی۔ مغزو۔ غزیدن۔ سرین کے بل
چلنا۔ اِس ترادو۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے ترادو برابری کے
لئے پیدا فرمائی ہے۔

چوں جواب نامہ نامہ خیرہ گشت چونکہ رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا
نے قرارش ماندو نے خواب از جنوں پاگل پن سے نہ اِس کے لئے سکون رہا اور نہ نیند
کاے عجب چونم ندا آں شہ جواب کہ تعجب ہے شہ نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا
رُقعہ پنہاں کرد و نمود او بشاہ اِس نے رقعہ چھپا لیا اور شہ کو نہ دکھایا
رُقعہ دیگر نویسم ز آزمون آزمائش کے لئے دوسرا رقعہ لکھتا ہوں
بر امیر و مطنجی و نلہ بر بادشاہ پر اور دلوغہ مطنج پر اور رقعہ لے جانے والے پر
چچ گرد خود کی گرد کہ من اپنے کچھ خبر نہیں لیتا کہ میں نے
وز غم او آب صافی تیرہ گشت غم سے اِس کا صاف پانی گدلا ہو گیا
روز و شب بد در تفکر سرنگوں دن رات فکر میں لوندھا تھا
یا خیانت کرد رُقعہ برز تاب یا غمکدہ سے رقعہ لے جانے والے نے خیانت کی ہے
گو منافق بود و آبے زیر کاہ کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی
دیگرے جویم رسول ذوقن دوسرا ہنر مند قاصد تلاش کرتا ہوں
عیب بنہادہ ز جہل آں بے خبر اِس جاہل نے نااہلی سے عیب دھرے
کثر روی کرد چو اند دیں شمن نیز ہی چال چلی ہے جیسے کہ بت پرست نے دین میں
کثرو زیدین باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او حضرت سلیمان کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیزھا چلنا

کثرو زیدین باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او حضرت سلیمان کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیزھا چلنا

باز بر تخت سلیمان رفت کثر حضرت سلیمان کے تخت پر ہوا نیز ہی چلی
باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو ہوا نے بھی کہا اے سلیمان آپ ٹیزھا نہ چلیں
اِس ترادو بہر اِس بنہاد حق اِس ترادو اسی لئے پیدا کی ہے
تا کہ انصاف مارا در سبق تاکہ انصاف جلدی رہے

از ترازو کی کئی من کم گنم

تو ترازو سے کم کرے گا میں بھی کم کروں گا

پچھنیں تاج سلیمان میل کرد

اسی طرح حضرت سلیمان کا تاج نیزہا ہو گیا

گفت تاجا کثر مشو بر فرق من

انہوں نے کہا اے تاج! میرے سر پر نیزہا نہ ہو

راست می کرد او بدست آل تاج را

وہ ہاتھ سے اس تاج کو سیدھا کرتے تھے

ہشت بارش راست کرد و گشت کثر

انہوں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا وہ نیزہا ہو گیا

گفت اگر صدرہ کئی تو راست من

اس نے کہا کہ آپ مجھے سوا سیدھا کریں گے

پس سلیمان اندرونہ راست کرد

تو حضرت سلیمان نے باطن کو ٹھیک کر لیا

بعد ازاں تاجش ہماں دم راست شد

اس کے بعد ان کا تاج فوراً سیدھا ہو گیا

بعد از انش کثر ہی کرد او بقصد

اس کے بعد انہوں نے اس کو قصداً نیزہا کیا

ہشت گزرت کثر نہاد آں مہترش

ان سردار نے اس کو آٹھ مرتبہ نیزہا کیا

شلہ گفت استان چو نستانیں ذماں

شلہ نے فرمایا اے تاج! اس وقت کیا بات ہے؟

تاج نطق گشت اے شہ ناز گن

تاج نے کہا اے شلہ! ہاز کیجئے

نیست دستوری کز یں من بگذرم

اجازت نہیں ہے میں اس سے آگے بڑھوں

تا تو با من روشنی من روشنم

جب تک تو میرے ساتھ روشن ہے میں بھی روشن ہوں

روز روشن را برو چوں لیل کرد

اس نے روشن دن کو ان پر رات بنا دیا

آفتابا گم مشوار شرق من

اے آفتاب! میرے مشرق سے گم نہ ہو

باز کج می شد برو تاج اے فقی

اے نوجوان! تاج ان پر پھر نیزہا ہو جاتا تھا

گفت تاجا چیست آخر کثر مغو

انہوں نے کہا اے تاج! آخر کیا ہوا ہے کجروی نہ کر

کثر شوم چوں کثر روی اے مومن

میں نیزہا ہو جوں گلستانہا! بس آپ کے کجروی کریں گے

دل براں شہوت کہ بودش گشت سرد

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

آپنخاں کہ تاج را می خواست شد

وہ جس طرح تاج چاہتے تھے دیا ہو گیا

تاج اومی گشت تارک جو بقصد

ان کا تاج قصداً سر کو تلاش کر لینے والا بن گیا

راست می شد تاج بر فرق سرش

ان کے سر کی مانگ پر تاج سیدھا ہو جاتا تھا

کثر گنم تو راست گردی ز امتحاں

میں آزمائش کے لئے تجھے نیزہا کرتا ہوں تو سیدھا ہو جاتا ہے

چوں فشاندی پرز گل پرواز گن

جبکہ آپ نے پہل کوئی سے صاف کر لیا ہے پرواز کیجئے

پردہ ہائے غیب ایں برہم دَرَم

اس کے غیب کے پہلوں کو چاک کروں

۱۔ از ترازو۔ قرآن پاک میں

ہے خزانۃ السیۃ سبۃ مظلما۔ برائی

کا بدلہ اس جیسی برائی ہے ترازو پیدا

فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پچھنیں

یعنی جس طرح ہوائے کجری اختیار

کی گئی تاج بھی نیزہا ہو گیا جس پر

حضرت سلیمان رنجیدہ ہوئے۔

فرق۔ سر کی مانگ۔ آفتاب۔ یعنی اے

تاج تو سجالی کا آفتاب ہے۔

۲۔ گفت۔ تاج نے حضرت

سلیمان سے کہا اے لانت دار جب

آپ کدل میں مناسب خیال نہیں

ہے تو میری راست روی کی امید

کتنے ساندون۔ یعنی دل میں جو خیال

تھا اس کی اصلاح کر لی۔ شہوت۔ یعنی

جو نامناسب خیال ان کدل میں آیا

تھا۔

۳۔ بعد از انش۔ یعنی اپنے دل کی

اصلاح کرنے کے بعد تاج کو قصداً

نیزہا رکھتے تھے وہ خود بخود سیدھا ہو

جاتا تھا۔ ز امتحاں۔ یعنی میں آزمائش

کے لئے تجھے قصداً نیزہا رکھتا تھا۔

چوں فشاندی۔ یعنی جب آپ نے

اپنے دل کو اس نامناسب خیال سے

صاف کر لیا ہے نیست۔ مولانا

فرماتے ہیں کسی عمل اور جزاء کے دراز کو

زیادہ واضح کرنے کی اجازت نہیں

ہے۔

برد ہانم! نہ تو دستِ خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیجئے 'بند کر دیجئے'
پس ترا ہر غم کہ پیش آید ز درد
لہذا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے
ظن مبر برد گیرے اسے دوست کام
اے دوستوں کے ہمنوا دوسرے پر بدگمانی نہ کر
گاہ جنگش بارسول و مطہجی
کبھی اس کی قاصد اور دلاؤ مطہج سے لڑائی ہوتی
ہمچو فرعون نے کہ موسیٰ ہشتہ بود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰ کو چھوڑ رکھا تھا
آں عدو در خانہ آں کور دل
دشمن اس دل کے اندھے کے گھر میں ہے
تو ہم از بیروں بدی بادیگراں
تو بھی باہر سے دوسروں کے ساتھ بدینا ہوا ہے
خود عدوت اوست قندش می وہی
تیرا دشمن وہی ہے تو اس کو شکر کھلا رہا ہے
ہمچو فرعون نے تو کورو و کور دل
تو فرعون کی طرح اندھا اور اندھے دل والا ہے
چند فرعوناشی گئے جرم را
اے فرعون! بے قصوروں کو کب تک قتل کرے گا؟
عقل او بر عقل شاہان می فرو
اس کی عقل بادشاہوں کی عقل سے بڑھی ہوئی تھی
مہر حق بر چشم و برگوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مہر آنکھ پر اور کان پر اور عقل پر

مرد ہانم راز گفت ناپسند
میرے منہ کو ناپسندیدہ بات سے
بر کے تہمت منہ بر خویش گرد
کسی پر تہمت نہ رکھ اپنی پڑتال کر
آں ملکن کہ می سگا لید آں غلام
وہ بدگمانی نہ کر جو اس غلام نے کی
گاہ شمش با شہنشاہ سخی
کبھی سخی بادشاہ پر اس کا غصہ ہوتا
طیفلان خلق را سر می ز بود
اور لوگوں کے بچوں کے سر کاٹتا تھا
او شدہ اطفال را گردن گسیل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بنا
واندروں خوش گشتہ بانفس گراں
اور اندھ مکروہ نفس سے خوش ہے
وز بروں تہمت بہر گس می نہی
اور باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے
بلد و خوش بیگنا ہاں را مذل
دشمن سے خوش بے قصوروں کو ذلیل کرنے والا ہے
می نوازی مرتن پر غرم را
تاوانوں بھرے جسم کو نوازتا رہے گا
حکم حق بے عقل و کورش کردہ بود
خدا کے حکم نے اسکو بے عقل اور اندھا کر دیا تھا
گر فلاطون ست حیوانش گند
خود افلاطون ہو اس کو جانور بنا دیتی ہے

۱۔ برد ہانم۔ مولانا دعا کرتے ہیں
کہ اے خدا اگر میرے منہ سے تیری
مرضی کے خلاف باتیں نکلیں تو غیب
کے درخشاں کرنے لگوں تو میرا منہ بند
کر دے۔ پس غرور انسان کو جو
تکلیف پہنچتی ہے واصل وہ اس کے
کسی عمل کی سزا دہوتی ہے لہذا وہ
دوسروں پر الزام نہ رکھنا چاہیے اور اس
غلام کی طرح نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنے
آپ کو ہی قصور وار سمجھنا چاہیے۔ گاہ
جنگش اس غلام کی یہ قوتی تھی خود اس
کی خطا پر روزی کم ہوتی اور وہ دوسروں
سے لڑا۔

۲۔ ہمچو فرعون نے۔ فرعون نے بھی
یہی عقلی کی اس کی سلطنت کی برہادی
کا اصل سبب حضرت موسیٰ تھے جو اس
کے گھر میں پرورش پائے تھے اور وہ
دوسرے بچوں کو قتل کر رہا تھا نقش
گراں۔ خطا تیرے نفس کی ہوتی ہے
تو اس سے خوش رہتا ہے دوسروں پر
ناخوشی کا اظہار کرتا ہے تو بھی فرعون کی
طرح ہے جو دشمن سے خوش تھا اور
دوسروں کو ذلیل و خوار کرتا تھا۔

۳۔ چند فرعون۔ انسان کی یہ
فرعونیت ہے کہ اصل دشمن یعنی اپنے
آپ کو بے قصور سمجھتا ہے اور وہ
دوسروں سے دشمنی کرتا ہے۔ غرم۔
تاوان قرآن پاک میں ہے۔ ما
اضلکم من مضیٰ فیما کنتم
ابلیکم یعنی جو صیت تمہیں پہنچتی
ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔
عقل نو۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون
عقل میں دوسرے شہنشاہوں سے
بڑھا ہوا تھا لیکن قضاء خداوندی نے
اس کو بے عقل اور اندھا بنا دیا تھا اللہ کی
مہر بڑے سے بڑے عقلمند کو بے عقل
جانور بنا دیتی ہے۔



حکم الحق بر لوح می آید پدید آںچنان کہ حکم غیب از بایزیدؒ
 اللہ تعالیٰ کا حکم لوح پر ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کہ غیب کا حکم بایزیدؒ پر ظاہر ہوا

شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزیدؒ را از
 حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا حضرت بایزیدؒ کے پیدا ہونے کی اور احوال
 بودن او و احوال او پیش از زادن او
 کی پیدا ہونے سے قبل خبر دینے کو سننا

ہچنان آمد کہ او فرمودہ بود ابوالحسنؒ از مرد ماں آں را شنود
 ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا ابوالحسنؒ نے لوگوں سے یہ سنا
 کہ حسن باشد مرید و اتم کہ ابوالحسنؒ میرا مرید و میرا امتی ہو گا
 ہر صباے آید و خواند سبق ہر صبح کو آئے گا اور سبق حاصل کرے گا
 ہر صبح کو میری قبر پر باخدا شیخ بن جائے گا

گفت ۲۔ جب یہ باتیں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے سنیں تو
 فرمایا کشتن بیدگی روح نے مجھ سے بھی خواب میں یہ باتیں فرمائی ہیں۔
 ہر صباے چنانچہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ
 روز صبح کو حضرت بایزیدؒ کی قبر پر جاتے
 تھے حضور یعنی حضور قلب درباہ
 تامل۔ کبھی حضرت بایزیدؒ صحت
 مثل میں سامنے آ کر ان کے
 اشکلات حل کراتے اور کبھی صحت
 مثل کے واسطے کے بغیر فیض حاصل
 ہو جاتا۔

۳۔ تاکہ روزے ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانیؒ قبر پر پہنچتے تو قبر
 نظر نہ آئی اس پر تہ برف کے نیلے
 جمع شدہ نظر آئے تو بہت رنجیدہ
 ہوئے۔ بالمش۔ شیخ بایزیدؒ جو روحانی
 حیات سے زندہ تھے ان کی اولاد آئی
 کہ برف سے گھبرا میری طرف آ جا
 دنیا تو ساری برف کی طرح ناپائیدار
 ہے۔

ہا انا اذعوک کی تسعی الی
 میں میں تجھے پکار رہا ہوں تاکہ تیرے پاس آئے

ہیں بیا ایں سوبر آواز مِ شتاب عالم ار بر فست رُوی از من متاب
ہاں میری آواز پر جلد اھر آ جا - دنیا اگرچہ برف ہے مجھ سے منہ نہ موڑ
حال اُوزاں روز شد خوب و بدید آں عجائب را کہ اوّل می شنید
اس مفسر کی حالت خوب ہو گئی اور انہوں نے دیکھے وہ عجائب جو پہلے سے تھے
باز باید گشت سُوّی آں غلام کرد باید آں حکایت را تمام
اس غلام کی طرف لوٹا چاہیے اس حکایت کو پورا کرنا چاہیے

رُقعہ دیگر نوشتن آں غلام پیش شاہ چوں
جبکہ پہلے رقعہ کا جواب نہ آیا اس غلام کا بادشاہ کو پیش کرنے
جواب رُقعہ اوّل نیامد
کے لئے دوسرا رقعہ لکھنا

نامہ دیگر نوشت آں بدگماں ۲ پُرز تشنّج و نفیر و پُر فُغال
اس بدگماں نے دوسرا رقعہ لکھا ملامت اور فریاد اور شور سے بھرا ہوا
کہ یکے رُقعہ نوشتم پیش شاہ اے عجب آنجار سید دیافت راہ
کہ میں نے بادشاہ کے حضور میں ایک رقعہ لکھا اے عجب آنجار سید دیافت راہ
آں دگر را خواند ہم آں خواب خد تعب ہے کہ وہ وہاں پہنچا اور باریاب ہوا
اس حسین چہرے والے نے دوسرا بھی پڑھا ہم نداد اُورا جواب و تن بزد
اس کا بھی جواب نہ دیا اور چھپ رہا اُو مکرّر کرد رُقعہ پنج بار
اس نے پانچ مرتبہ رقعہ مکرر کئے
گفت ۳ حاجب آخر او بندہ شماست گر جوابش بر نویسی ہم رواست
حاجب نے کہا کہ آخر وہ آپ کا غلام ہے اگر اس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے
از شہنہ توچہ کم گردد اگر بر غلام و بندہ اندازی نظر
آپ کی بادشاہی میں کیا کمی آجائے گی اگر غلام اور بندہ پر آپ نظر کرم کریں
گفت ایں سہل ست لہما حق ست مر د احق زشت و مردود حق ست
اس نے کہا یہ آسان ہے لیکن وہ احق ہے گرچہ آمرزم گناہ و رلتش
اگر میں اس کی خطا اور لغزش معاف کروں گا

۱۔ حال۔ اب حضرت ابوالحسن خرقانی کی تکمیل ہو چکی تھی اور ان پر مشاہدہ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔
باز باید۔ اب مولانا پھر غلام کا قصہ شروع کرتے ہیں۔
۲۔ بدگماں۔ یعنی دین غلام تشنّج۔ برا بھلا کہنا۔ اے عجب۔ یعنی اس پر تعجب ہے کہ وہ رقعہ بادشاہ تک پہنچ گیا اور پھر بھی مجھے جواب نہ ملا۔
خوب خد۔ حسین رخ یعنی شاہ۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔ خشک۔ یعنی شاہ نے اس سے خشکی برتی۔
۳۔ گفت حاجب۔ پیشکار نے کہا کہ وہ غلام بہر حال آپ کا ہے اگر اس کو جواب لکھیں تو مناسب ہوگا۔
حاجب۔ دربان۔ پیشکار۔ اندازی نظر۔ یعنی نظر کرم کر کے جواب لکھا دیں۔ ایں۔ جواب لکھنا۔ احق۔ بیوقوف انسان مردود بارگاہ خداوندی ہے۔ آمرزم۔ یعنی معاف کر کے پھر قریب کروں گا۔ رلتش۔ یعنی اس کی حماقت کی بیماری۔

صد کس از گریں ہمہ گریں شوند
خدا کی سونٹھیں سب خدا کی ہو جاتے ہیں
گر کم عقلی مباد اگر رہا
بے عقلی کی خدا خدا کرے کافر کو بھی نہ ہو
خاصہ اس گز خبیث عقل بند
خصوصاً بے عقل خبیث کی خدا
شو میش بے آب دارد ابر را
اس کی غصت ابر کو بے پانی کا بنا دیتی ہے
نم نبارد ابر از شومی او
اس کی بدبختی سے ابر بارش نہیں برساتا ہے
از گراں احمق طوفان نوح
ان احمقوں کی خدا کی جیسے حضرت نوح کے طوفان نے

ستودن پیغمبر علیہ السلام عاقل را و نکو ہیدن احمق را
پیغمبر علیہ السلام کا عقلمند کی تعریف کرنا اور احمق کی مذمت کرنا

گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست
پیغمبر نے فرمایا احمق جو بھی ہے
ہر کہ او عاقل بود او جان ماست
جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے
عقل ۲ دشنام دہد من را ضمیم
عقل مجھے گالی دے میں خوش ہوں
او عدو ماو غول رہزن ست
وہ ہمارا دشمن اور بھٹکانے والا چھلوا ہے
روح او ورتج او ریحان ماست
اس کی روح اور اس کی ہوا ہماری خوشبو ہے
زانکہ فیضے زار دار فیا ضمیم
کیونکہ میری فیاضی سے فیض پا چکی ہے
نبوداں مہمانیش بے ماندہ
اس کی وہ مہمانی بغیر دسترخوان کے نہ ہوگی
من ازاں حلوی او اندر بتم
میں اس کے حلوی سے بخد میں ہوں
نیست ۳ یوس کون خرا چاشنی
گدھے کی مقعد کو بوسہ دینے میں کوئی لطف نہیں ہے
جامہ از دیکش سیہ بے ماندہ
بغیر دسترخوان کے لکڑی کے تیرے کپڑے پہ پہلے گے
نور عقل ستاے پسر جاں را شراب
اے بیٹا جان کی شراب عقل کا نور ہے

۱۔ اگر گریں۔ میں فاصل کی علامت
۲۔ اگر نافرمانی کے فتح ساتھ
خدا کی بیماری۔ گر۔ بے عقلی کی
خدا خدا کرے کافر کو بھی نہ لگ۔
شو میش۔ بد عقل کی بدبختی سے ابر بھی
بے بارش ہو جاتا ہے۔ ہوی او۔ مشہور
ہے کہ جہاں الو بیٹھنے لگے وہ مقام
دیران ہو جاتا ہے۔ اگر۔ قوم نوح کی
حماقت سے طوفان آیا اور دنیا پر بار ہو
گئی تھی۔ گفت۔ پیغمبر۔ بعض
احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نے
فرمایا کہ بیوقوف ہمارا دشمن ہے اور عقلمند
ہمارا دوست ہے۔

۳۔ عقل دشنام۔ ہو سکتا ہے کہ یہ
مولانا کا مقولہ ہو اور مولانا اپنے ہمارے
میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو
ہے، خلاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر برا بھی
کہتا ہے تو اس میں کوئی مصلحت ہوتی
ہے۔ احمق۔ بیوقوف کی بھلائی میں
بھی برائی ہے۔

۴۔ نیست۔ بیوقوف سے محبت
کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی گدھے
کی مقعد کو بوسہ دے۔ سہلت۔ اس
بوسے سے تمہیں نقصان پہنچے گا اور بیکار
کپڑے کا لے ہوں گے۔ ماندہ
عقلست۔ اصل دسترخوان عقل ہے
جس سے انسان غذا حاصل کرتا ہے
نان و کباب اگر احمق پیش بھی کرے تو
دسترخوان نہیں ہے بلکہ مضرت رسان
ہے اس کا نان نمک بے عقل بنادے
گا۔

سبقت گندہ گند بے فائدہ
بے فائدہ تیری مونچھوں کو گندہ کر دے گا
ماندہ عقلست نے نان و کباب
دسترخوان عقل ہے نہ روٹی اور کباب

۱۔ نیست۔ اگر حق کے دستِ خوان پر پنے کی چیزیں ملیں تو وہ انسان کی شراب نہیں ہے شراب تو نورِ عقل ہے روح کی پرورش اسی سے ہوتی ہے۔ خورشہا۔ خسی غذا میں۔ خر۔ یعنی شریف انسان۔ تاغذای اصل شعر۔ اندروں۔ از طعام خالی وار تا دریاں نور معرفت بنی عکس۔ جسمانی غذاؤں میں اسی نورانی غذا کا پرتو ہے جو ان میں لذت آتی ہے۔ یہ حیوانی جان اسی نورانی جان سے جان بنی ہے۔

۲۔ چوں خوری۔ نور کی روحانی غذا کا ایک لقمہ کھا لو گے تو یہ غذائے جسمانی بچ ہو جائے گی۔ عقل شہید لقمہ۔ جب تو وہ غذا کھا لو گے تو جسمانی غذا کو کب گے کہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے اب تو چکنی چیزیں باتیں کیوں کرتی ہے مجھ سے استل گیا ہے مجھے تجھ جیسے کمزور باؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ عقل۔ عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی عقل ہے جو درس گاہوں سے حاصل ہوتی ہے یہ عقل اگر حاصل ہو جائے تو دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی ہے یہ کتاب اور استاد اور علوم سے حاصل ہوتی ہے اس عقل کے حاصل ہونے پر انسان حفاظت کرنے والی سختی بن جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جس کی حق تعالیٰ ہر قسم کی غلطی سے حفاظت کرتا ہے وہ اس کے علاوہ چیز ہے۔

۳۔ عقل دیگر۔ عقل کی دوسری قسم وہ ہے جو خدا کی عطا ہے اور اس کا سرچشمہ۔ جگہ اور استاد نہیں ہے بلکہ خود روح کے اندر اس کا چشمہ ہے اس چشمہ سے جو پانی آتا ہے وہ نہ گندہ ہوتا ہے نہ اس کا رنگ بدلتا ہے۔ اگر کسی عقل کی راہیں بند ہو جائیں تو اس عقل والے کو کوئی علم نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو خاندل سے موزن ہوتی ہے۔

از جُورِ آں جاں نیابد پرورش
اس کے سوا سے جان پرورش نہیں پاتی ہے
کایں غذایِ خر بود نے آن خر
کیونکہ یہ گدھے کی خوراک ہیں نہ کہ شریف کی ملکیت
لقہمای نور را آکل شوی
نور کے لقمے کھانے والا بن جائے
فیض آں جانست کایں جل جلد مست
اسی جان کا فیض ہے کہ یہ جان جان بنی ہے

خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور
تنور کی روٹی پر خاک ڈال دے گا
راہ پیدا شد چہ پائے بے ثبات
راستہ پیدا ہو گیا تو کمزور پاؤں کیا ہے؟
کہ در آموزی چو در مکتب صبی
جو کہ مکتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے
از معانی وز علوم خوب و بکر
معانی سے اور عمدہ اور تازہ علوم سے
لیک تو باشی ز حفظ آں گراں
لیکن تو ان کو یاد کرنے سے بوجھل ہو جاتا ہے
لوح محفوظ اوست کوزیں در گزشت
لوح محفوظ وہ ہے جو اس سے گزر گیا
چشم آں در میانِ جاں بود
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
نہ گندہ ہوتا ہے نہ پرانا نہ زرد
گو ہمی جوشد ز خانہ دمبدم
کیونکہ وہ گھر دل میں سے ہر وقت جوش مار رہا ہے

نیست۔ غیر نور آدم را خورش
انسان کی خوراک نور کے سوا نہیں ہے
زیں خورشہا اندک اندک باز بر
ان کھانوں سے آہستہ آہستہ جدا ہو جا
تاغذای اصل را قابل شوی
تاکہ تو اصلی غذا کے قابل ہو جائے
عکس آں نورست کایں نال نال خدہ مست
اسی نور کا پرتو ہے کہ یہ روٹی روٹی بنی ہے
چوں خوری یکبار از ما گول نور
اگر تو ایک بار نور کی غذا کھا لے گا
عقل شیدا شد چہ خوانی ترہات
تو کہے گا عقل عاشق ہو گئی ہے تو کیا بکواس کرتا ہے
عقل دو عقل است اول ملکسی
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی
از کتاب و او ستاد فکر و ذکر
کتاب اور استاد اور غور اور یاد سے
عقل تو افزوں شود بر دیگران
تیری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
دور اور گشت میں تو حفاظت کرنے والی سختی ہوگا
عقل دیگر بخشش یزداں بود
دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے
چوں ز سینہ آب دانش جوش کرد
جب سینہ سے عقل کا پانی جوش ملتا ہے
در رہ بنفش بود بستہ چہ غم
اگر اس کے ایلنے کا راستہ بند ہو جائے تو کیا فکر ہے؟

عقل ۱۔ کھیلی مثال جو یہاں
تھیلی عقل نہروں کی طرح ہے
راہِ آبش بستہ شد شد بینوا
اگر اس کے پانی کا ستہ بند ہو جائے تو وہ مفلس بن جاتا ہے
از درون خوشن جو چشمہ را
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر
کاں رود در خانہ از گوہہا
جو گھر دل میں تلاہوں میں سے پہنچتی ہے
از درون چشمہ کے بند دورا
چشمہ کے اندر ہے اس کو کون بند کر سکتا ہے؟
تار ہی از منت ہر نا سزا
تاکہ تو ہر تالائق کے احسان سے نجات پالے

قصہ شخصیکہ باشخص مشورت می کرد او گفت مشورت
اس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا اس نے کہا کہ کسی دوسرے سے
بادیگرے گن کہ من عدو تو ام
مشورہ کر کیونکہ میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے باکے
ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا
گفت اے خوش نام غیر من بگو
اس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر
من عدوم مر تر با من پیچ
میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ الجھ
رو ۲۔ کہے جو کہ ترا او ہست دوست
جا کسی ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو
من عدوم چارہ نبود کز منی
میں دشمن ہوں لہذا میں خودی کی وجہ سے
حاری از گرگ جستن شرط نیست
بھڑے سے رکھوں چاہتا مناسب نہیں ہے
من تر ابے پیچ شکے دشمنم
میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں
ہر کہ باشد ہمنشین دوستان
جو دوستوں کا ہم نشین ہو
کز ۲۔ ترؤد وا رہد وز محسے
تاکہ تردد اور بندش سے چھوٹ جائے
ماجرائے مشورت با او بگو
مشورے کا معاملہ اس سے کہہ
نمود از روی عدو پیر وز پیچ
دشمن کی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے
دست ہر دست لاشک خیر جو ست
بے شبہ دست دوست کا خیر خواہ ہے
کثر روم باتو نمایم دشمنی
بڑھا چلوں گا تجھ سے دشمنی کروں گا
جستن از غیر محل نا جستن ست
بے موقع تلاش کرنا تلاش نہ کرنا ہے
من ترا کے رہ نمایم رہز نم
میں کب تیری ہم نشین کروں گا میں رہزن ہوں؟
ہست در کلخن میان بوستان
بھٹی میں بھی باغ میں ہے

۱۔ عقل کھیلی۔ یعنی کبھی عقل جو
دوسروں سے حاصل کی جاتی ہے۔
گوہہ گڑھے۔ رو آبش۔ اگر کسی
عقل کے حصول کے ذریعہ مفقود ہو
جاتے ہیں تو انسان بے سر و سامان رہ
جاتا ہے۔ لیکن اندرونی چشمہ اس آفت
سے محفوظ ہے۔ از درون۔ عقل کے
روحانی چشمہ کی جستجو کرنی چاہیے تاکہ
دوسروں کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔
قصہ اس قصہ سے عقل کی فضیلت
بیان کرنا مقصود ہے۔

۲۔ کز تردد۔ انسانی تردد میں کسی
طرف پیش قدمی نہیں کرتا ہے۔
گفت۔ اس شخص نے کہا کسی اور سے
مشورہ کر لے من عدوم۔ میں تیرا
دشمن ہوں دشمن کے مشورے سے کوئی
کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

۳۔ رو کہے۔ تجھے کوئی دوست
تلاش کر کے اس سے مشورہ کرنا
چاہیے۔ دست دوست کا خیر خواہ ہوتا
ہے۔ منی۔ خودی۔ حاری۔ بھڑایا
بھینروں کا رکھولا نہیں بن سکتا۔
جستن۔ بے محل تلاش اور جستجو سے
کے حاصل نہیں ہوتا۔ ہر کہ۔ دوستوں
کی صحبت میں بھٹی بھی باغ بن جاتی
ہے اور دشمنوں کی صحبت باغ کو بھی
بھٹی بنا دیتی ہے۔

ہر کہ بادشمن نشیند در زمن
جو زمانہ میں دشمن کا ہم نشین ہو
دوست را مازار از ماو منت
دوست کو تو تو میں میں سے نہ ستا
خیر گن باخلق از بہر ایزد
اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر
تلمہ را دوست بینی در نظر
تاکہ تو نگاہ سے سب کو دوست دیکھے
چونکہ کردی دشمنی پرہیز گن
جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط برت
گفت من دامن ترا اے بوا حسن
اس نے کہا اے بوا حسن میں تجھے جانتا ہوں
لیک مردِ عاقلی و معنوی
لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور بامعنی ہے
طبع ۲ خواہد تا کشد از خصم کیس
طبیعت کا تقاضہ ہے کہ دشمن سے ہلا لے
آید و منعش گندوا داردش
و عقل آتی ہے اور اس کو منع کرتی ہے اس کو روکتی ہے
عقل ۳ ایمانی چو شخہ عادل ست
ایمانی عقل منصف کفوال کی طرح ہے
ہچو گربہ باشد رو بیدار ہوش
و بلی کی طرح ہوشیار رہتی ہے
در ہر آنجا کہ برآرد موش دست
جس جگہ چوہا نیچر نکالے
گربہ چہ شیر و شیر فلکں بود
بلی کیسی شیر اور شیر کو پھاڑے دلی ہوتی ہے

ہست او در بوستان در گوشتن
و باغ میں بھی بھی میں ہے
تا نگردد دوست خصم و دشمنت
تاکہ دوست تیرا بخلاف اور دشمن نہ بنے
یا برائے راحت جانِ خودت
یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے
در ولت ناید زکیں ناخوش صور
تاکہ تیرے دل میں کینہ سے برے خیالات نہ آئیں
مشورت بلیار مہر انگیز گن
مشورہ محبت بھرے دوست سے کر
کہ توئی دیرینہ دشمن دارِ من
کہ تو میرا پرانا دشمن ہے
عقل تو نکذات کہ کجروی
تیری عقل تجھے اجازت نہ دے گی کہ تو نیز چاچلے
عقل بر نفس ست بند آہنیں
لیکن عقل نفس پر لوہے کی زنجیر ہے
عقل چوں شخہ است در نیک و بدش
عقل اس کے لئے اچھے اور برے میں کفوال کی طرح ہے
پاسبان و حاکم شہر دل ست
دل کے شہر کی محافظ اور حام ہے
دزد در سوراخ ماند ہچو موش
جور سوراخ میں چوہے کی طرح گھسارہتا ہے
جو نیست گربہ و ر بود او مردہ است
وہیں بلی نہیں ہے اگر ہو تو وہ مردہ ہے
عقل ایمانی کہ اندر تن بود
وہ ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

۱ دوست۔ خود غرضی کر کے
دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیے خیر گن۔
لوگوں کے ساتھ اللہ کی رضا کی خاطر
بھلائی کرو اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو اپنی
راحت کی خاطر دوسروں کیساتھ
بھلائی کرو۔ تاہم جب لوگوں کے
ساتھ بھلائی کرو گے تو وہ تمہارے
دوست بن جائیں گے اور تمہارے
دل میں تکلیف و خیالات نہ آسکیں
گے۔ چونکہ اگر تو سب کو دوست
نہیں بنا سکتا ہے تو پھر مشورہ کسی
خاص دوست سے کر۔ گفت۔ مشورہ
لینے والے نے کہا میں جانتا ہوں تو
میرا دشمن ہے لیکن تو انسان ہے اور
عقلمند ہے اور غمگین نہیں ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ تیری عقل تجھے میرے
ساتھ کجروی نہ کرنے دے گی۔

۲ طبع خواہد۔ عقلمند کا طبیعتی تقاضا
اگرچہ دشمن سے ہلا لینے کا ہوتا ہے
لیکن اس کی عقل اس کی طبیعت اور
نفس پر غالب آجلی ہے۔ عقل۔
عقل۔ عقلمند کی ہر اچھے برے موقع پر
حفاظت کرتی ہے۔

۳ عقل۔ عقل منصف کفوال
جس اور دل کے خیالات پر حاکم۔ ہچو
گربہ عقل کی مثل بلی کی سی ہے
اور نفس ایک چوہا ہے۔ ہر آنجا اگر
نفس کا غلبہ ہے تو گھسوکد وہیں عقل
نہیں ہے اور اگر ہے تو مردہ ہے۔
گربہ۔ ہم نے عقل کو بلی قرار دیا ہے
غلطی تھی عقل تو شیر اور شیر فلکں ہے۔

عَرَّةً اَوْ حَاكِمِ دَرَنَدگان ۱
 اس کی غراہٹ دندوں کی حاکم ہے
 شہر پر دُزد است و پر جامہ گنے
 شہر چوروں اور کپڑے اتارنے والوں سے بھرا ہے
 عَقْلِ دَرْتَن حَاکِمِ اَیْمَاں بُود
 عقل بدن میں ایمان کا حکم دینے والی ہے
 عَقْلِ اَعْقَلِ وَجَانِ جِلْدِے جِلْدِے تُوئی
 اے جان! عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہے
 عَقْلِ کُلِّ سَرگشتہ و حیران تُست
 عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان ہے
 نَعْرَةً اَوْ مَلَنَ پَرَنَدگان
 اس کا نعرہ چندوں کے لئے مانع ہے
 خواہ شخنہ باش گو و خواہ نے
 کہہ دو خواہ ککوال ہو یا نہ ہو
 کہ ز نیمش نفس در زنداں بُود
 جس کے ذر سے نفس قید خانہ میں ہوتا ہے
 عَقْلِ وَجَانِ خَلْقِ رَا سُلْطَاں تُوئی
 تو ہی مخلوق کی عقل اور جان کا بادشاہ ہے
 کُلِّ مَوْجُودَاتِ در فرمانِ تُست
 تمام موجودات تیرے حکم میں ہیں

امیر گردانیدن رسول علیہ السلام جوان ہذیلی را بر سرِ تہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اس لشکر کا سردار بنانا
 کہ دران پیرا و جنگ آموز دگان بُودند
 جس میں بوڑھے اور جنگ آزمودہ تھے

یک سرِ تہ می فرستادے رسول
 آنحضرت ایک لشکر بھیج رہے تھے
 یک جوانے را گزید اواز ہذیل
 آپ نے بنی ہذیل کے ایک جوان کو منتخب فرمایا
 اصل لشکر بیگماں سرور بُود
 یقیناً سردار لشکر کی بنیاد ہوتا ہے
 ایں ہمہ کہ مُردہ و پڑ مُردہ
 یہ جو تو بالکل مردہ اور پڑ مردہ ہے
 از گسل و ز بخل و زما و منی
 سستی اور بخل اور خودی و لاناہیت کی وجہ سے
 بھجو استورے کہ بگریزد ز بار
 اس گدھے کی طرح جو بوجھ سے بھاگے
 بہر جنگ کافر و دفع فضول
 کافروں سے جنگ اور فضول لوگوں کو دفع کرنے کیلئے
 میر لشکر کردش و سالار خیل
 اس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنادیا
 قوم بے سرور تن بے سر بُود
 بغیر سردار کی قوم بے سر کا جسم ہوتی ہے
 زان بُود کہ ترکِ سرور کردہ
 اس لئے ہے کہ تو نے سردار کو چھوڑ دیا ہے
 می کشی سر خویش را سرِ میگنی
 تو سر کشی کرتا ہے اپنے آپ کو سردار بناتا ہے
 او سرِ خود گیرد اندر کو ہسار
 اور پہاڑ کا رات لے لے

۱۔ دندگان۔ یعنی انسان کی قوت غصہ۔ پرنندگان۔ یعنی انسان کی قوت شہر پر دُزد است۔ شہر پر دُزد است۔ انسان میں لاجلہ نفسانی قوتیں ہوتی ہیں عقل کے بھروسہ پر ان سے غفلت نہ برتنی چاہیے بس اس قدر ہے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ قوتیں مشعل ہو جاتی ہیں لیکن بالکل فنا نہیں ہوتی ہیں۔

۲۔ عقل عقل۔ کامل انسان کو خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر تیری سلطنت ہے عقل کل۔ جبریل۔ سراج میں آنحضرت کے عروج پر حیران تھے امیر گردانیدن۔ اس قصہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے کہ بزرگی نہ عقلست نہ بساں یہ سر۔ یہ جہاد کا وہ لشکر جس میں آنحضرت خود شریک نہ ہوں۔

۳۔ ایک جوانے را گزید اواز ہذیل۔ اس لشکر کا ایک ہذیلی نوجوان کو سردار بنادیا۔ ہذیل۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے خیل۔ گردہ۔ عقل۔ فوج کا سردار بمنزلہ سر کے ہے بغیر سردار کی فوج بغیر سر کا دھڑ ہے اس ہم۔ مولانا نے لشکر کے سردار سے گریز فرما کر شیخ کی ضرورت کا مضمون شروع فرمادیا ہے۔ یعنی انسان کی اعمال خیر میں پڑمردگی اسی لئے ہوتی ہے کہ ان سے کسی شیخ کو اپنا سردار نہیں بنایا۔ از گسل۔ کسی کو شیخ اور پیر بنانے میں انسان کی عمل سے سستی اور خدمت میں بخل اور خودی مانع بنتی ہے۔ بھجو۔ شیخ سے گریز کرنے والے کی مثال اس گدھے کی ہے جو بوجھ سے گھبرا کر پہاڑ کی طرف بھاگ پڑے۔

صاحبش اور پیدواں کاے خیرہ مر
اس کا مالک پیچھے دڑے کہ اے سرکش!
گزر چشمم ایں زماں غائب شوی
اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہو گا
استخوانت را بخاید چوں شکر
شکر کی طرح تیری ہڈیاں چبالے گا
آں ممکن آخر بمائی از علف
وہ نہ کر بالاخر تو گھاس سے محروم رہ جائے گا
ہیں بمگریز از تصرف کرد نم
خبردار! میرے کام میں لگانے سے نہ بھاگ
تو ستوری! ہم کہ نفست غالب است
تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نفس غالب ہے
خرخواندت اسب خواندت ذوالجلال
اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے گدھا نہیں کہا
میر ۲ آخر بود حق را مصطفیٰ
آنحضرت اللہ تعالیٰ کے میر اصطل ہیں
قُلْ تَعَالَوْاْ گفت از جذب کرم
کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے کہ آؤ
نفسہا راتا مروض کردہ ام
میں نے جب سے نفسوں کو مرتاض بنایا ہے
ہر گجا باشد ریاضت بارہ
جہاں کہیں ریاضت کرانے والا ہوا ہے
لاجرم اغلب بلا بر انبیاست
لا محلا کڑی آزمائش نبیوں کی ہے
سکسکانید از دم یرغا روید
تم ست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو

ہر طرف گر گے ست اندر قصد خر
ہر طرف گدھے کی تلاش میں بھیڑیے ہیں
پشت آید ہر طرف گرگ قوی
ہر جانب قوی بھیڑیا تیرے سامنے آئے گا
کہ نہ بنی زندگانی را دگر
حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا
آتش از بے ہیزی گرد و تلف
بغیر ایندھن کے آگ تلو ہو جاتی ہے
وز گراں باری کہ جان تو منم
اور بوجہ دادنے سے کیونکہ میں تیری جان ہوں
حکم غالب را بود اے خود پرست
اے نفس پرست! حکم غالب پر لگتا ہے
اسب تازی را عرب گوید تعال
عربی گھوڑے کو عرب "تعل" کہتے ہیں
بہر استوران نفس پر جفا
ظالم نفس کے گھوڑوں کے لئے
تا ریاضت تاں دہم من را نضم
تاکہ میں تم سے ریاضت کروں میں ریاضت کرنے والا ہوں
زیں ستوراں بس لکد ہا خوردہ ام
ان گھوڑوں کی بہت سی دلتیاں کھائی ہیں
از لکد ہا بش نباشد چارہ
اس کے لئے دلتیوں سے مفر نہیں ہے
کہ ریاضت دادن خلماں بلاست
کیونکہ تازیوں کو ریاضت کرانا ہی مصیبت ہے
تلیو اش مرکب سلطان شوید
تاکہ نرم رفتار اور شاہ کی سواری بن جاؤ

۱۔ صاحبش۔ اس گدھے کا مالک
کہہ رہا ہے کہ پہاڑ میں سینکڑوں
بھیڑیے ہیں جو تجھے ہلاک کر دیں
گے اور تیری ہڈیاں شکر کی طرح چبا
ڈالے گے۔ آں ممکن۔ شیخ بھی
بھاگنے والوں کو سمجھاتا ہے کہ بھاگنے
میں ہلاکت ہے اور اگر ہلاکت بھی نہ
ہو تو کم از کم نعمتوں سے محروم ہے۔
تصرف کرد نم۔ شیخ کی تعلیمات سے
نہ گھبراتا چاہیے بلکہ کلیت فی ید
الغسل نہلانے والے کے ہاتھ
میں مردہ بن جانا چاہیے۔

۲۔ تو ستوری۔ انسان کا نفس گدھا
ہے جب وہ انسان پر غالب ہو تو
چونکہ حکم غالب پر لگتا ہے لہذا انسان کو
گدھا کہا جائے گا۔ خرخواندت۔ جن
لوگوں پر نفس کا غلبہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ
نے از رو کرم گدھا نہیں کہا ہے بلکہ
گھوڑا قرار دیا ہے عرب جب عربی
نسل کے گھوڑے کو پکارتے ہیں تو
لفظ "تعل" آجاتا ہوتا ہے جس کی طرح
قرآن نے آنحضرت کو کہا ہے کہ ان
لوگوں کو "تعالوا" کہو۔

۳۔ میر آخر۔ داروغہ اصطل۔ پر
جفا۔ ظالم۔ را معنی۔ گھوڑے کو
سدھانے والا۔ مروض۔ سدھا ہوا
گھوڑا لکد ہا۔ دلتیاں۔ ریاضت
ہلکے ریاضت کرانے والا بلاجرم۔ نبی
چونکہ قوم کی تربیت کرتا ہے لہذا اس کو
زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑتے
ہیں۔ سکسکانید۔ سکسک۔ ست
رفتار گھوڑا۔ دم۔ کلام یرغا۔ تیز رفتار گھوڑا
تلیو اش۔ ترکی لفظ ہے تیز رفتار گھوڑا۔

اے سُتورانِ مَلولِ اندرِ سَبَقِ ۱

اے گمزدور میں عاجز گھوڑا

اے سُتورانِ رَمیدہ از اَدبِ

اے لوب سے بھاگے ہوئے گھوڑا

اے سُتورانِ فسرده رگ و پے

اے ست رگ اور پنوں والے گھوڑا

ز اَل دو بے تمکلیں تو پُر از کیں مَشو

ان دو چارہ بے وقعت کی جد سے غصہ میں نہ بھر

ہر ستورے را صُطبلے دیگرست

ہر گھوڑے کا دوسرا صُطبل ہے

ہست ہر آپسے طویلہ او جُدا

ہر گھوڑے کا صُطبل جدا ہے

زانکہ ہر مُرغے جُدا دارد قَفص

کیونکہ ہر پرند کا پنجرہ علیحدہ ہے

زیں سبب برآسمان صف صف شُند

ای جد سے آسمان پر صف صف ہو گئے

در سَبَقِ ہر یک ز یک بالا تر اُند

مقابلہ میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہیں

مَنْصَبِ دیدارِ حَسِ چشمِ راست

دیکھنے کی حس کا مقام آنکھ کا ہے

جُملہ محتاجانِ چشمِ روشن اُند

سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

در سَماعِ جاں و اِخبار بُے

قرآن کی روح اور قصوں کے سننے کے لئے

بِچِ چشمے از سَماعِ آگاہ نیست

کوئی آنکھ سننے سے واقف نہیں ہے

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گُفتِ حَق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گُفتِ رَب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گُفتِ ۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

گر نیاند اے نبی عَمَلِکِیں مَشو

اے نبی! اگر وہ نہ آئیں تو غم زدہ نہ ہو

گوشِ بعضے زیں تَعَالَوْا ہا کرست

بعض لوگ ان آ جاؤ کی آوازوں سے بہرے ہیں

مُنہزم ۲ گردند بعضے زیں ندا

بعض لوگ اس آواز سے پیچھے پٹ گئے

مُنقِبِضِ گردند بعضے زیں قَفص

بعض لوگ ان قصوں سے تنگدل ہوئے

خود ملائک نیز نا ہمتا بُدند

ملائک بھی رجبہ میں یکساں نہیں تھے

کو دکان گرچہ بیک مکتب در اُند

بچے اگرچہ ایک ہی مکتب میں ہیں

مشرقی ۲ و مغربی راسِہاست

مشرق اور مغرب والوں کی مختلف حسیں ہیں

صد ہزاراں گوشہا گر صف زُند

اگر لاکھوں کان صف ہائیں

باز صَفِ گو شہارا مَنْصِبے

پھر کانوں کی صف کا ایک مقام ہے

صد ہزاراں چشمِ را آلِ راہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راستہ حاصل نہیں ہے

۱ سبق۔ گمزدور۔ قُلْ تَعَالَوْا۔
یعنی اے نبی لوگوں سے کہہ دے کہ آ جاؤ۔ حتیٰ اللہ تعالیٰ۔ گرنیاند۔ قرآن پاک میں جو مَن کُفیر فلا یُخزَنک کُفیرہ اور جو شخص کفر کرے تو اس کا کفر کرنا تجھے تمکین نہ کرے۔ گوش۔ ہر گھوڑا اپنے اصطل کی طرف جاتا ہے تو جو اہل شجاعت ہیں ان کا اصطل دو نہیں ہے جس کی طرف نبی دعوت دیتا ہے۔

۲ منہزم۔ پس۔ طویل۔ اصطل۔ قفص۔ قفس۔ خود ملائک۔ جس طرح انسانوں میں استعداد کا اختلاف ہے اسی طرح ملائک میں بھی اسی لئے ان کو مختلف صفوف میں رکھا گیا۔ کو دکان۔ ملائک اور انسانوں کی صلاحیت کے اختلاف کو اس مثال سے سمجھو کہ سب بچے ایک ہی مکتب میں پڑھتے ہیں لیکن صلاحیت اور استعداد کا اعتبار سے بعض کو بعض پر فوقیت ہوتی ہے۔

۳ مشرق و مغربی۔ یہ صلاحیت کا اختلاف حواس میں بھی ہے کان میں سننے کی صلاحیت ہے جو آنکھ میں نہیں ہے آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت ہے جو کان میں نہیں ہے صد ہزاروں اگر لاکھوں آنکھیں بھی مل جائیں تو ایک کان کی برابر نہیں سن سکتیں۔

پچھیں! ہر حق یک یک می شمر

اسی طرح ایک ایک حق کو گن لے

پنج حسن ظاہر و پنج اندرون

پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی

ہر کسے کو از صف دیں سرکش ست

جو شخص دین کی صف سے سرکشی کرتا ہے

تو ز ۲ گفتارِ تعالٰوا کم مکن

آپ "آ جاؤ" کہنے میں کمی نہ کریں

گرمے گرد و ز گفتارت نفیر

اگر کوئی جاتا آپ کے قول سے متنفہ ہو

اس زماں گرسست نفس سدا حشر

اس وقت اس کا جاوہر نفس بہرا ہے

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا اے غلام

آپ آ جاؤ 'آ جاؤ' کہیے 'اے لڑکے'

خواجه ۳ باز آ از منی و از سری

اے صاحب! خوری اور سرداری سے باز آ جا

ہر یکے معزول ازاں کارِ دگر

ہر ایک دوسرے کے کام سے جدا ہے

در صف اند اندر مقام الصّافون

صف باندھنا اور فرشتوں کے قیام میں صف بستہ ہیں

میر و سوی صفے کاں ناخوش ست

وہ بری صف کی جانب چلا جاتا ہے

کیمیای بس شگرف ست اس سخن

یہ کلمہ بہت عجیب کیمیا ہے

کیمیا را پنج ازوے وا مگیر

کیمیا کو اس سے نہ ہٹائیے

گفت تو سوش گند در آخرش

اس کے آخر میں آپ کی گفتگو اس کو فائدہ دے گی

ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ يَدْعُو بِالسَّلَام

آگاہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے

سروے جو کم طلب گن سروری

کوئی سردار تلاش کر لے 'سرداری کا طالب نہ بن

اعتراض کردن معترض بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر امیر

ایک معترض کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہڈی کو لشکر کا سردار

گردانیدن آل ہندیلی را بر سر یہ

ہائے پر اعتراض کرنا

از برائے لشکر منصور خیل

فتح مند گروہ کے لشکر کے لئے

اعتراض ولا نسلم بر فراشت

اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا

در متاعِ فانیے چوں فانی اند

فانی اسباب پر کس قدر مرنے والے ہیں

چوں پیغمبر سروے کرد از ہندیل

جب پیغمبر نے ہندیل میں کا سردار بنایا

بوافضو لے از حسد طاقت نداشت

ایک بیہودہ حسد کی وجہ سے برداشت نہ کر سکا

خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند

لوگوں کو دیکھ کس قدر اندھیرے میں ہیں

۱۔ پچھیں۔ تمام حواس کا یہی حال ہے جو جس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے وہ دوسرے میں نہیں ہے۔ پنج حس۔ حواس ظاہری اور حواس باطنی سب اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنے اپنے کام میں لگے ہیں۔ جیسا کہ ملائکہ کی مختلف صفیں اپنے اپنے کام میں لگی ہیں۔ الصافون۔ یعنی صف۔ صف۔ ملائکہ ہر کسی اگر کسی میں دین کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ بدینوں کی صف میں شامل ہو گا۔

۲۔ تو ز گفتار۔ نبی کا کام دعوت دینا ہے نہ منکرین سے تنگ دل ہو کر دعوت کو نہیں چھوڑتا ہے۔ گرمے اگر کوئی منکر ایک وقت میں انکار کرتا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کے اعتبار سے آخر میں دعوت کو قبول کر لے۔ اِنَّ اللّٰهَ۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰهُ يَدْعُو اِلٰی ذَا السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنِ يَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دیتا ہے۔ ۳۔ خواجه۔ مولانا پھر نصیحت کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے ہاں سے وابستہ ہو جانا چاہیے۔ سرو۔ سردار۔ خیل۔ جماعت۔ گروہ۔ لا نسلم۔ معترض اعتراض میں۔ کہا کرتا ہے کہ مجھے آپ کا دعویٰ تسلیم نہیں ہے۔ ظلمانی۔ ظالم۔ ہر ایک باطن چونکہ نیاداری کا غلبہ تھا اس لئے اعتراض کی لویت آئی۔

۴۔ از برائے لشکر منصور خیل۔ فتح مند گروہ کے لشکر کے لئے۔ ۵۔ الاعتراض ولا نسلم بر فراشت۔ اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا۔ ۶۔ در متاع فانیے چوں فانی اند۔ فانی اسباب پر کس قدر مرنے والے ہیں۔

۱۔ از تکبر۔ باہمی اختلاف کا سبب تکبر اور غرور ہوتا ہے غرقہ۔ جلائے ولی یعنی دنیا طلبی۔ اس عجب۔ دنیا سے نجات کی بجائے خود اس کے ہاتھ میں ہے مجاہدہ کر کے نکل سکتا ہے لیکن تعجب ہے کہ اس کو قید خانہ میں پڑا رہنا منظور ہے۔ پای ثامر۔ انسان معصیوں میں آلودہ ہے حالانکہ روحانیت کی نہر اس کے دامن سے نکلا رہی ہے اس سے آلودگی کو دور کر سکتا ہے۔ دامن۔ روحانیت کی آرام گاہ اس کے پہلو میں ہے اس کے ہوتے ہوئے یہ قمری سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اس آرام گاہ میں داخل نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ نور۔ خدا کا نوری ہے اور عابدوں کی جستجو اس کے جوئی گاہ ہے (شعر) دل گھاسا کہ پہلے دل دے بہت ہستی نظر لیل است کہیائے بہت مناس۔ بجائے کی جگہ نے بدے دنیا سے دل کی وحشت اور عالم آخرت کی جستجو راہ نجات کا پتہ دیتی ہے۔ وحشت۔ دنیا۔ وحشت انسان کو راہ ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے۔ مؤکل۔ سپاہی۔ منہاج۔ راستہ بہت منہاج۔ شعر

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید خیرہ یوسف داری باید دید ۳۔ تفرقہ۔ یعنی کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرو۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اِنَّمَا تُكْسِتُمُوهَ اللّٰہُ تَبَارَکَہُ سَا تَحْہُہُ جہاں بھی ہو۔ مردگان۔ فاضل اکی آثار زخمۃ اللہ کیف بنحی الاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِہَا۔ زمین کی مردنی کے بعد اس کی تروتازگی وجود باری کی دلیل ہے۔ چشم اس۔ رہائی کی توقع رہائی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی نہ ہوتا اور رہائی کی خوش خبری دینے

مردہ از جاں زندہ اندر محرّقہ

ہر کہ قید ہے وہ ہیں جلائے خیر کے بد سے زندہ ہیں

وانگہے مفتاح زنداش بدست

جبکہ قید خانہ کی کنجی اس کے ہاتھ میں ہے

می زند بردا منش جوئی رواں

حالانکہ جلدی نہر اس کے دامن سے نکلا رہی ہے

پہلوی آرام گاہ و پشت دار

حالانکہ آرام کی جگہ اور سہلے کے پہلو میں ہے

کز گزافہ دل نمی جوید پناہ

کیونکہ دی خولہ کھولہ پنہ کا جویاں نہیں ہے

نبدے وحشت ندل جسے خلاص

نہ دنیا سے وحشت ہوتی نہ دل نجات چاہتا

کہ بجوئے ضال منہاج رشد

کہ اے گمراہ! ہدایت کا راستہ تلاش کر لے

یاقتش رہن گزافہ جستن ست

اس کا حصول مکمل پچھ تلاش پر مقوف ہے

تو دریں طالب رخ مطلوب ہیں

تو اس طالب میں مطلوب کا چہرہ دیکھ لے

کال دہندہ زندگی را فہم کن

کہ اس زندگی بخشے والے کو سمجھ لے

کے بدے گر نیستے گس مرودہ ور

کیوں ہوتی اگر کوئی خوشخبری دینے والا نہ ہوتا؟

از ۱۔ تکبر جملہ اندر تفرقہ

تکبر کی وجہ سے سب تفرقہ میں ہیں

اس عجب کہ جاں بزنداں اندر ست

یہ تعجب ہے کہ جان قید خانہ میں ہے

پی ثامر غرق سرگیں آنجواں

وہ جوان سر سے پاؤں تک گور میں غرق ہے

دائمًا پہلو بہ پہلو بے قرار

ہمیشہ ہر حرکت پر بیقرار ہے

نور ۲۔ منہاج ست و جست و جو گواہ

نور پوشیدہ ہے اور جستجو گواہ ہے

گر نبودے جس دنیا را مناص

اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ ہوتا

وحشت ہچموں مؤکل می گشد

وحشت تجھے سپاہی کی طرح کھینچتی ہے

ہست منہاج و نہاں در مکمن ست

راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے

تفرقہ ۳۔ جوئی جمع اندر کمیں

پھوٹ مخفی طور پر اتحاد کی جویاں ہے

مردگان باغ برختہ زن

باغ کے مردہ ج جڑ سے اگ پڑتے ہیں

چشم اس زندانیاں ہر دم بدر

ان قیدیوں کی نگاہ ہر وقت ہوا سے پر



والے کی آمد کی امید نہ ہوتی تو رہائی کے لئے ہوا زہر پر نگاہ کیوں لگی رہتی تو ہدایت کی توقع اس کے وجود کی دلیل ہے۔

کے بُدبندے گر بُدوے آب جو

کب ہوتے اگر نہر کا پانی نہ ہوتا

زانکہ درخانہ لحاف و بستریت

کیونکہ گھر میں لحاف اور بستر ہے

بے خمار اشکن نباشد اس خمار

یہ خمار بغیر خدا ہونے والی چیزوں کے نہیں ہوتا ہے

سرور لشکر مگر شیخ کہن

لشکر کا سردار سوائے پرانے بوڑھے کے

غیر مردِ پیر سر لشکر مباد

بوڑھے شخص کے سوا لشکر کا سردار نہ ہونا چاہیے

پیر باید پیر باید پیشوا

کہ پیشوا بوڑھا چاہیے بوڑھا

ہست چندیس پیر و ازوے پیشتر

بہت سے بوڑھے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہیں

سیہائے پختہ اورا پچیں

اس کے پختہ سب چمن لہجے

اس نشانِ پختگی و کاملی ست

یہ پختگی اور کمال کی علامت ہیں

بہر عقل پختہ می آرد نوید

عقل کے پختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں

شد نشان آنکہ آں میوہ است خام

اس کی نشانی ہیں کہ پھل کچا ہے

زردی زر سرخروئی صیر فی ست

سونے کی زردی صراف کی سرخروئی ہے

صد ہزار آلودگان آب جو

لاکھوں آلودہ پانی تلاش کرنے والے

بر زمیں پہلوت را آرام نیست

زمین پر تیرے پہلو کو آرام نہیں ہے

نیمقر گاہے نباشد بے قرار

سکون کی جگہ کے بغیر کوئی بے قرار نہیں ہوتا ہے

گفت نے نے یا رسول اللہ ملکن

اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنائیے

یا رسول اللہ جواں ار شیر زاد

اے رسول اللہ جوان خولہ شیر کا بچہ ہو

ہم ۲ تو گفتی و گفت تو گر

آپ نے یہ کہا اور آپ کا فرمانا گواہ ہے

یا رسول اللہ دریں لشکر نگر

اے رسول اللہ اس لشکر کو دیکھئے

زیں درخت آں برگِ زردش را میں

اس درخت کو اس کے زرد پتوں سے نہ دیکھئے

برگہای ۳ زرد او خود کے تہی ست

اس کے زرد پتے بھی کب بیکار ہیں

برگ زر دریش دآں موی سپید

ڈاڑھی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال

برگہائے نور سیدہ سبز فام

نئے لگے ہوئے سبز پتے

برگ بے برگی نشانِ عارفی ست

بے سرو سامانی کا سامانِ شناسائی کی نشانی ہے

۱۔ صد ہزار لاکھوں گنہگار آب

رحمت کی جستجو میں ہیں جو آبِ رحمت

کے وجود کی دلیل ہے۔ ہر زمیں۔

راحت کی توقع پر بے رافتی میں بے

چھٹی ہوئی ہے اگر توقع نہ ہو تو قرار

جائے روح کی بے چھٹی آخرت کے

آرام کی توقع کی وجہ سے ہے۔ نیمقر

گاہے۔ بے قراری جب ہی ہوئی

ہے جب کوئی متوقع آرام گاہ ہو خدا

جب ہی ہوتا ہے جب خدا ممکن چیز

کی توقع ہو شراب کا وجود ہی نہ ہو تو

اس کی طلب میں اعضا شکنی نہیں ہو

سکتی۔ گفت۔ اس ارشادی مضمون

کے بعد پھر اس معترض کا قصہ شروع

کیا ہے۔ ہم تو گفتی۔ معترض نے کہا

آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ پیشوا

بوڑھا ہونا چاہیے۔ شیخ فی اصلہ

کا لہجہ۔ فی اللہ بوڑھا پنے لہجہ میں

ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں یہ

آنحضور کا فرمان ہے یا رسول اللہ۔

اس اعتراض کرنے والے نے

آنحضور سے کہا دیکھئے لشکر میں بہت

سے بوڑھے ہیں جو اس نوجوان سے

بڑھے ہوئے ہیں۔ زیں درخت۔

ان بوڑھوں کے بڑھاپے کو نہ دیکھئے

ان کی عقل کی پختگی کو دیکھئے

۳۔ برگہای۔ بڑھاپے کے آثار

عقل کی پختگی کی دلیل ہیں۔ برگہا۔

جوانی کے آثار عقل کی خامی کی دلیل

ہیں۔ برگ۔ نوجوانی کے سادہ سامان

سے بے سامانی ان کی جانکاری کی

دلیل ہے۔ زردی۔ سونے کی زردی

اعتراف کی سرخروئی کا سبب بنتی ہے۔



۱۔ آنکہ۔ جو نوجوان ہے اس کے رخسار گلاب کی طرح ہیں اور سبزہ خطا نو رستہ ہے یہاں بات کی دلیل ہے کہ وہ خطاطی میں نو آموز ہے اور اس کے حروف قاعدہ کے مطابق نہ ہوں گے۔ اس نوجوان بدن کا اگر وہ چست ہوتا ہے لیکن عقل کا اپناج ہوتا ہے پائی پیر۔ بوزھے کے ہاتھ پاؤں اگرچہ ست پڑ جاتے ہیں لیکن اس کی عقل کو پر پرواز حاصل ہو جاتے ہیں۔
۲۔ گر مثل۔ اگر ہاتھ پاؤں بیکار ہو جانے پر حاصل ہو جانے کی کوئی مثال چاہیے تو وہ حضرت جعفر طیار ہیں غرہ موتہ میں جب ان کے ہاتھ کٹ گئے تھے تو اللہ نے ان کو جنت میں پر عنایت فرما دیے ہیں۔ زر جعفری۔ جعفری برکی کے دور کا سونا خالص ہونے میں مشہور ہے۔ زر۔ دنیاوی سونے کی بات سے اشارہ پوشیدہ ہونے لگے جس کی وجہ سے میرا دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا۔ دست ہونوں پر ہاتھ رکھنا خاموش رہنے کا اشارہ ہوتا ہے۔
۳۔ خاموشی۔ انسان خاموشی میں خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو شروع کرتا ہے تو خاموشی سمندر ہے جس سے گفتگو کی نہر جاری ہوتی ہے جب سمندر خود انسان کا طالب ہو تو اس کو نہر کی تلاش نہ کرنی چاہیے۔ اشارتہا۔ خاموشی اشارے کر رہی ہے کہ اب ان اسرار کی گفتگو ختم کرو۔ پنچنیں۔ پھر مولانا نے معترض کا ذکر شروع کیا ہے۔ دست۔ جب کسی چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ کرنے والوں کو اس چیز کی خبریں دینا بیکار بات ہے۔ اس لیے کسی چیز کے بارے میں خبریں دیکھنے کے مقام مقام ہیں اور خبروں کا تعلق اس شخص سے ہے جو اس چیز سے غائب ہو۔

آنکہ اول عارض ست و خط ست

وہ شخص جو پھول کے سے رخسار والا اور سبزہ آغاز ہے

حرفہلی خط او کثر مثر بود

اس کی تحریر کے حروف نیز سے ہوں گے

پی پیر از سرعت ارچہ بازماند

بوزھے کے پاؤں اگرچہ تیز روی سے عاجز ہیں

گر ۲ مثل خواہی بجعفر در نگر

اگر تو مثل چاہتا ہے جعفر کو دیکھ لے

گر ز اسرار سخن بوئے بری

اگر تو کام کے راز سمجھ سکے

بگذر از زر کایں شد محجب

سونے کی بات چھوڑ کیونکہ یہ بات چھپ گئی

زاند رونم صد خموشی خوش نفس

میرے اند سے سو خاموشیاں خوشبو دار

خامشی ۳ بحرست و گفتن ہچو جو

خاموشی سمندر ہے اور گفتگو نہر کی طرح ہے

از اشارتہای دریا سر متاب

دریا کے اشاروں سے من نہ موڑ

پنچنیں پیوستہ کرد آں بے ادب

اسی طرح مسلسل وہ بے ادب کرتا رہا

دست می داوش سخن او بے خبر

باتیں اس کے ہاتھ آتی رہیں وہ بے خبر تھا

اس خبر ہا از نظر ہائاب ست

یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں

او بملتب گاہ مخیر نو خط ست

وہ درگاہ میں نو آموز ہونے کی خبر دینے والا ہے

مزن عقل ست اگر تن می دود

عقل کا اپناج اگرچہ جسم دود رہا ہے

یافت عقل او دو پر براوج راند

اسکو عقل کے دو پر حاصل ہو گئے ہیں بلندی پڑاتا ہے

داد حق برجلی دست و پاش پر

اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھ پاؤں کی بجائے پردیدے ہیں

من سخن گویم چو زر جعفری

تو میں جعفری سونے کی سی بات کروں

ہچو سیماب اس لم شد مضطرب

میرا یہ دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا

دست بر لب می زند یعنی کہ بس

ہونٹ پر ہاتھ رکھتی ہیں یعنی کہ بس

بحری جوید ترا جو را جو

تجھے سمندر تلاش کر رہا ہے تو نہر کی تلاش نہ کر

ختم کن واللہ اعلم بالصواب

ختم کر دے اور خدا بہتر جانتا ہے

پیش پیغمبر سخن زان سر دل لب

بات پیغمبر کے سامنے ٹھنڈے ہونٹوں سے

کہ خبر ہر رہ بود پیش نظر

کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے

بہر حاضر نیست بہر غائب ست

یہ مشاہدہ کے لئے نہیں ہیں غائب کے لئے ہیں



ایہ رک۔ جو شخص مشاہدہ کر رہا ہو اس کو خبر یہ سنانا لغو کام ہے۔ چونکہ مقصود حاصل ہو جانے کے بعد وسائل اور ذرائع بیکار ہو جاتے ہیں۔ دلائل۔ وہ کورٹیں جو عاشق و معشوق میں نامہ و پیام کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ہر کہ عاشق کی جولی خود معشوقہ کو دعوت دیتی ہے پھر نامہ و پیام کی حاجت نہیں رہتی ہے یعنی جب تک کہ سالک کا بچپن ہے اس کو ذرائع کی ضرورت ہے جب وہ بلوغ پر پہنچ کر مشاہدہ کر لیتا تو وسائل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۲ نامہ خواندہ۔ کا ملین جو ابتدائی ذرائع اختیار کرتے ہیں وہ دوسروں کی تعلیم اور تفہیم کے لئے ہوتے ہیں۔ پیش بینیاں۔ جن کو مشاہدہ حاصل نہ ہو ان کو خبریں دینا ان کے مقام سے اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ قصوٰۃ قرآن پاک میں ہے۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ وَانصِتُواْ۔ جب قرآن پڑھا جاتے تو اس کی طرف کان لگاؤ خاموش رہو۔ اگر بفرماید اگر صاحب مشاہدہ تم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کرے تو اچھے پیرایہ مختصر بات کہہ دو ہاں اگر وہ تفصیل کا مطالبہ کرے تو عمدہ طریقہ پر تفصیل کرو۔

۳ ہمچناں۔ میرا اور ضیاء الحق کا بھی یہی معاملہ ہے میں اس صاحب مشاہدہ کے سامنے کچھ مختصر کہتا ہوں لیکن اس کی جانب سے تفصیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔ چونکہ حسام الدین کا شوق سماع مجھے مثنوی کہنے پر مجبور کر دیتا ہے اے حسام الدین۔ آپ کو جب مشاہدہ حاصل ہو تو محبوب کی باتیں سننے کا استقدر شوق کیوں ہے۔ اس مگر۔ یہ جواب ہے عشق کا تقاضہ

ایں خبر ہا پیش او معزول شد
یہ خبریں اس کے لئے بیکار ہو گئیں
دفع کن دلائل را بعد ازین
اس کے بعد دلائل (عموتوں) کو دفع کر
نمہ و دلائل بروے سر د شد
خط اور دلائل اس کے لئے بے ضرورت بن گئے
حرف گوید از پے تفہیم را
بات کرتا ہے، سمجھانے کے لئے

کاں دلیل غفلت و نقصان ماست
کیونکہ وہ ہماری جہالت اور کمی کی دلیل ہے
بہر ایں آمد خطاب انصتوا
اس لئے حکم ہوا ہے، خاموش رہو
لیک اندک گور از اندر مکش
لیکن بات کو طول نہ دے
ہمچناں شیریں بگو با امر ساز
اسی طرح عمدہ بات کر، حکم مان
باضیاء الحق حسام لدیں گنوں
اب ضیاء الحق حسام الدین کے ساتھ ہوں
او بصد نوعم بگفتن می گشد
وہ سینکڑوں طرح سے بولنے پر مجبور کرتے ہیں
چونکہ می بنی چہ می جوئی مقال
جبکہ آپ مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ کیا جو کہہ لیتے ہیں؟
اسقینی حمرا و قل لی انہا
مجھے شرب پلا اور مجھ سے کہہ کہ یہ ہے

ہر کہ او اندر نظر موصول شد
جو شخص مشاہدہ میں پہنچ گیا
چونکہ با معشوق گشتی ہم نشین
جب تو معشوق کا ہم نشین بن گیا
ہر کہ از طفلی گزشت و مرد شد
جو شخص بچے سے نکل گیا اور جوان ہو گیا
نامہ ۲ خولد از پے تعلیم را
خط پڑھتا ہے، سکھانے کے لئے
پیش بینیاں خبر گفتن خطاست
دیکھنے والوں کو خبر سنانا غلطی ہے
پیش بینا شد خموشی نفع تو
صاحب بصیرت کے سامنے چپ ہنا جیسے مفید ہے
گربفر ماید بگو بر گوئی خوش
اگر وہ حکم دے کہ بول (تو) اچھی بات کر
ور بفر ماید کہ اندر کش دراز
اگر وہ حکم دے کہ تفصیل کر
ہمچناں ۳ کہ من دریں زیبا فسون
جیسا کہ میں اس حسین کلام کے معاملہ میں
چونکہ کوتہ می گنم من از رشد
جب میں بھلائی کے ساتھ مختصر کرتا ہوں
اے حسام لدین ضیاء ذوالجلال
اے حسام الدین آپ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں
ایں مگر باشدز حب مشتہی
یہ شہد محبوب کی محبت کی وجہ سے ہے

ہے کہ عاشق کے تمام حواس معشوق سے بہرہ ور ہوں اٹھا کر دھکتی ستو کاں باتیں سننے کا مشتاق ہوتا ہے اسقینی۔ مست چاہتا ہے کہ ساقی کی شراب سے صرف ذہن کی لذت حاصل نہ کرے بلکہ کان بھی اس کا نام سنیں۔

بردہاں! تست ایں دم جام او گوش می گوید کہ قسم گوش گو
 ایس وقت آپ کے منہ سے اس کا جام لگا ہے کان کہتا ہے کہ کان کا حصہ کہاں ہے؟
 قسم تو گرمی ست نک گرمیت ہست گفت حرص من لڑیں افزوں ترست
 تیرا حصہ گرمی ہے یہ تجھ میں گرمی ہے اس نے کہا میری حرص اس سے بڑھی ہوئی ہے

جواب گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آل اعتراض کنندہ را
 اس اعتراض کرنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

در حضور مصطفیٰ قند خو چوں زحد برداں غرب آل گفتگو
 شیریں مزاج مصطفیٰ کے ہمدرد میں جب اس عرب نے وہ گفتگو حد سے بڑھا دی
 آل شہ و انجم و سلطان عبس لب گزید آل سرود دم را گفت بس
 وانجم کے شہ اور عبس کے سلطان نے ہونٹ دبلیا 'اس سرود لب سے کہا کہ بس
 دست می زد بہر منعش بردہاں چند گوئی پیش دانہی نہاں
 اس کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا واقف اسرار کے سامنے کتنا بولے گا؟
 پیش ۲ بینا بردہ سرگین خشک کہ نخر ایں را بجلی ناف مشک
 تو خشک گور صاحب بصیرت کے سامنے لجاتے ہیں کہ اس کو مشک کے ناز کی جگہ خرید لے
 بحر را اے گندہ مغز گندہ مخ زیر بنی بنی و گوئی کہ اُخ
 اے بد دماغ گندہ مغز، میٹنی کو ناک کے نیچے رکھتا ہے اور کہتا ہے آخانا
 اُخ اُخ برداشتی اے کیج و کاج تاکہ کالای بدت یا بد رواج
 اے احمق بھگتا تو آخانا کرتا ہے تاکہ تیرا خراب دل چالو ہو جائے
 اُخ اُخ برداشتی اے خشک مغز تانمائی پشک دوں را مشک نغز
 اے خشک دماغ تو آخانا کرتا ہے تاکہ تو کمتر میٹنی کو عمدہ مشک ظاہر کرے
 تا ۳ فریبی آل مشام پاک آل چرندہ گلشن افلاک را
 تو پاک دماغ کو کب تک دھوکا دے گا؟ آسمانوں کے گلشن کے چرنے والے کو
 حلم او خود را اگرچہ گول ساخت خویشتن را اند کے باید شناخت
 اس کی بردباری نے اگرچہ اپنے آپ کو بھولا بنا لیا ہے مگر تمھوڑا اپنے آپ کو پہچانا چاہیے
 دیگ را گرباز ماندا مشب دمن گر بہ را ہم شرم باید داشتن
 اگر آج کی رات دیگ کا منہ کھلا رہ گیا ہے لیکن کو بھی شرم کرنی چاہیے

۱۔ بردہاں۔ منہ سے اگر جام لگا ہے تو کان اپنا حصہ مانگتا ہے۔ قسم تو گرمی ست نک گرمیت ہست کہ جواب ملتا ہے کہ تیرا حصہ وہ حرارت عشق ہے جو تجھ میں دیکھنے سے سرایت کر رہی ہے وہ کہتا ہے نہیں میں اس سے زیادہ لذت چاہتا ہوں اور وہ محبوب کا کلام سننے سے حاصل ہو گی۔ حضور اس معترض نے ہڈیلی نو جوان کے سردار بنائے جانے پر جب بہت زیادہ اعتراض کیا تو آنحضرت نے اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وانجم۔ اس سورہ میں آپ کے برحق ہونے کا ذکر ہے سورہ جس میں آپ کی ناکھری کا ذکر ہے یہ دونوں باتیں صحت حل کے مناسب تھیں اس لئے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ دانہی نہاں۔ آنحضرت ذات گرامی۔

۲۔ پیش بینا۔ معترض نے بات اچھے انداز سے کہی تھی لیکن اس کا فضا حسد اور بد بطنی محی اس لئے مولانا نے اس کی یہ تشبیہات ذکر کی ہیں۔ بحر۔ میٹنی کو سمجھ کر آٹھپا کرتا ہے تاکہ دوسرے خوشبودر مشک سمجھ لیں۔ راج۔ احمق۔ کاج۔ بھیجنا۔ کالہ۔ سامان۔ پشک۔ میٹنی۔

۳۔ تا فریبی۔ تو خوشبودوں کے ماہر ہو کہ دینا چاہتا ہے۔ حلم۔ بڑوں کی بردباری ان کو سادہ بنائے رکھتی ہے لیکن دھوکا دینے والے کو اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ کس کو دھوکا دے رہا ہے۔ دیگ۔ اگر ہنڈیا رہ جائے تو بلی کو تو کچھ شرم کرنی چاہیے اور اس میں منہ ڈالنا چاہیے۔

خویشتن اگر خفته کرد آں خوب فر
مگر ایں ہالیشان نے اپنے آپ کو سویا ہوا بنالیا ہے
چند گوئی اے لکھن بے صفا
اے بدہن جھگڑا تو کب تک پڑھے گا؟
صد ہزاراں حلیم دارند ایں گروہ
یہ لوگ لاکھوں بردباریاں رکھتے ہیں
حلیم شاں بیدار را ابلہ گند
ان کی بردباری بیدار مغز کو بیوقوف بنا دیتی ہے
حلیم شاں بچوں شراب خوب و نغز
ان کی بردباری عمدہ اور بہتر شراب کی طرح ہے
مست ایں ایں زال شراب پر شگفت
اں عجیب شراب سے مست کو دیکھ
مرد برنازاں شراب زود گیر
اں زود اثر شراب ہے جو ان انسان
خلصہ ایں بادہ کہ از خم بنی ست
خصوصاً یہ شراب جو کہ خمی کے منکے کی ہے
آنکہ اصحاب کہف از نقل و نقل
وہ شراب کہ اصحاب کہف نقل اور سفر سے
زاں زنان مصر جامے خوردہ اند
اسی شراب سے مصری عورتوں نے ایک جام پیا ہے
ساحراں ہم سکر موی داشتند
جادوگر بھی حضرت موی کا نشہ رکھتے تھے
جعفر طیار زال مے بود مست
حضرت جعفر طیار اسی شراب سے مست تھے

سخت بیدارست دستارش مبر
وہ خوب بیدار ہے اس کی پگڑی نہ اتار
ایں فسوں دیو پیش مصطفیٰ
یہ شیطانی منتر مصطفیٰ کے رو بہ
ہر یکے حلے از انہا صد چوکہ
ان میں سے ہر بردباری سو پہاڑوں جیسی ہے
زیرک صد چشم را اکمہ گند
سو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے
نغز نغزک بر رود بالائی مغز
جو عمگی عمگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے
بچوں فرزیں مست و کثرتن گرفت
فرزین کی طرح مست اور نیرھا چلنا شروع کر دیا
درمیان راہ می افتد چو پیر
بڑھے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے
نے مئی کہ مستی او یک شمی ست
نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے
سہ صد و نہ سال گم کردند عقل
تین سو نو سال تک اپنی عقل کھو بیٹھے
دستہارا شررہ شررہ کردہ اند
انہوں نے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے
دار را دلداری پیدا شتند
انہوں نے سونے کو پیدا سمجھا
زاں گرومی کرد بخود پاو دست
اسی لئے بخودی سے ہاتھ پاؤں قربان کرتے تھے



۱۔ خویشتن۔ بڑے لوگ محرم سے
اپنے آپ کو غافل بنالیتے ہیں لیکن وہ
سب کچھ سمجھتے ہیں۔ لکھن۔ جھگڑا۔
بے صفا۔ بدہن۔ فنون دیو۔ مشہور
ہے کہ منتر پڑھ کر جن کو بول میں بند
کر لیا جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ انبیاء کی
بردباری کا معمولی حصہ سو پہاڑوں
سے زیادہ محمل ہوتا ہے۔ حلیم ذراں۔
ان میں اس قدر بردباری ہوتی ہے کہ
بڑے سے بڑا ہوشیار اور پناہ کا کھا
اتا ہے۔ حلیم شاں۔ ان کی بردباری
میں شراب کی تاثیر ہے جو انسان کو
مدھوش کر دیتی ہے
۲۔ مست۔ شرابی مستانہ کج رفتار ہو
جاتا ہے۔ فرزین۔ یہ شطرنج کا مہرہ
ہے جس کی چال نیزخمی ہوتی ہے۔
مرد برنا۔ جوان آدمی شراب کے نشہ
سے بوڑھوں کی طرح راستہ میں گر
پڑتا ہے۔ خاصہ۔ جب اس معمولی
شراب کے یہ اثرات ہیں تو عشق الہی
کی شراب کے کیا کچھ اثرات نہ ہوں
گے۔ اصحاب۔ اصحاب کہف عشق
الہی کی شراب سے ایسے مست ہوئے
کہ ننان کو چہنیا ہا ہانہ سفر کرتا اور ایک
غار میں تین سو نو سال سوتے رہے۔
۳۔ زال۔ حضرت یوسف کو بچہ کر
مصری عورتیں عشق الہی کی شراب
سے ایسی مست ہوئیں کہ اپنے ہاتھ
کاٹ ڈالے۔ ساحراں۔ جن
جادو گروں کو فرعون حضرت موسیٰ کے
مقابلہ پر لایا تھا وہ ہیں شراب سے
ایسے مست ہو گئے کہ سونے پر چڑھنا
ان کو پیدا لگا۔ جعفر۔ حضرت جعفر
غزوہ موت میں اسی شراب سے ایسے
مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی ان
کو کوئی پروا نہ ہوئی۔

قصہ سبحانی ما اعظم شانی گفتن بایزید قدس سرہ و اعتراض
حضرت بایزید قدس سرہ کے سبحانی ما اعظم شانی کہنے کا قصہ اور مریدوں کا اعتراض
مُریدان و جواب اومر ایشاں را نہ بطریق گفت زباں بلکہ از راہ عیاں
اور ان کو ان کا جواب جذباتی گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے راستہ سے

با مُریداں آں فقیر خستہ
وہ معزز درویش مریدوں کے سامنے
گفت مستانہ عیاں آں ذوفنون
اس صاحب کمالات نے مستی کی حالت میں کھلم کھلا کہا
چوں آگزشت آنحال گفتندش صَباح
جب وہ حالت گزر گئی صبح کو انہوں نے ان سے کہا
گفت ایں بار از گنم ایں مشغلہ
فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کروں
حق منزہ از تن و من با تنم
اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں
چوں وصیت کرداں آزاد مرد
جب اس آزاد مرد نے یہ وصیت کی
منست گشت اوباز از استغراق زفت
وہ پھر بھاری استغراق سے مست ہو گئے
عشق آمد عقل او آوارہ شد
عشق آیا تو ان کی عقل بھاگ گئی
عقل چل شخہ است چوں سلطان رسید
عقل کوتاہ ہے جب شاہ آیا
عقل سایہ حق بود حق آفتاب
عقل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اللہ سورج ہے
بایزید آمد کہ نک یزداں منم
بایزید آئے کہ یہ میں خدا ہوں
لَا إِلَهَ إِلَّا هَا فَأَعْبُدُون
کوئی معبود نہیں مگر میں خبردار! پس میری عبادت کرو
تو چنیں گفتی وایں نبود صلاح
آپ نے ایسا کہا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے
کار دہا در من زنداں دم ہلہ
خبردار! فوراً میرے چہرے گھونپ دینا
چوں چنیں گویم بہاید گشتنم
جب میں ایسا کہوں مجھے قتل کر دینا چاہیے
ہر مریدے کار دے آمادہ کرد
ہر مرید نے ایک چھری تیار کر لی
آں وصیتہاش از خاطر بر رفت
وہ وصیتیں دل سے نکلیں
صبح آمد شمع او بیچارہ شد
صبح ہو گئی تو ان کی شمع بے کار ہو گئی
شخہ بے چارہ در گنجے خزید
بے چارہ کوتاہ کونے میں جا گھسا
سایہ را بافتاب اوجہ تاب
سایہ کی اس کے سورج کے سامنے کیا جھل ہے

۱۔ قصہ حضرت بایزید کے اس
قصہ سے بھی شراب معرفت کے نشہ
اور سرکری کیفیت کا ظاہر کرتا ہے۔
سبحانی ما اعظم شانی۔ میں ذات پاک
ہوں میری شان کس قدر بڑی ہے۔
بامریدان۔ استغراق وحدت اور مکمل
مستی میں بایزید نے اپنے آپ کو خدا
کہہ دیا۔ ذوفنون۔ بایزید گفتندش۔
جب سرختم ہوا اور ان کی صحو کی حالت
ہوئی تو مریدوں نے ان سے کہا آپ
کے وہ کلمات بہت غیر مناسب
تھے۔ گفت۔ بایزید نے مریدوں سے
کہا کہ اگر اس طرح کی کلمات میری
زبان سے پھر نکلیں تو مجھے قتل کر دینا
میں خدا کیسے ہو سکتا ہوں میں مجسم
ہوں اور خدا جسم سے پاک ہے۔
۲۔ چوں۔ مریدوں نے ان کی
وصیت پر چھریاں تیار کر لیں۔ منست
گشت۔ پھر ایک بار ان پر سرکری
کیفیت طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی
ساری گفتگو بھول گئے۔ عشق بایزید
کے کلمات عشق کی مستی کی وجہ سے
مولانا عشق کی تاثیر بیان کرتے ہیں
عقل بمنزل شمع کے ہے اور عشق سورج
ہے سورج نکلنے پر شمع بجھ جاتی ہے
اسی طرح عقل عشق کے سامنے لاچار
ہے۔ سلطان۔ عشق بادشاہ ہے اور
عقل کوتاہ۔
۳۔ عقل سایہ عقل کا بقائے اللہ کے
حجاب نور کی وجہ سے ہے اگر وہ نور کا
پردہ ہٹ جائے تو مخلوق اور عقل تاب
نہلائے اور نہ ہو جائے اسی طرح سایہ
کا وجود سورج کے پردہ پوش ہونے کی
وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو
سایہ باقی نہ ہے۔



چوں پری غالب شود بر آدمی
جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے
ہرچہ گوید آں پری گفتہ بود
وہ جو کچھ کہتا ہے جن کی گفتگو ہوتی ہے
چوں پری را ایں دم و قانون بود
جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے
اوی ۲ او رفتہ پری خود او شدہ
اس کی ماہیت چلی گئی وہ خود جن بن گیا
چوں بخود آید ندانند یک لغت
جب وہ ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جانتا
پس خداوند پری و آدمی
تو جن و انس کا خدا
شیر گیر از شیر کے ترسد بگو
بتا نیم مست شیر سے کب ڈرتا ہے؟
شیر ۲ گیر از خون تر شیر خورد
بتا نیم مست اگر شیر کا خون پی جائے
ورنخن پردازد از راز کہن
اگر وہ پرانے راز کی بات کہے
بادہ را می بود گر ایں شر و شور
اگر شراب میں یہ شور و شر ہوتا ہے
کہ ترا از تو بگل خالی گند
کہ وہ تجھے تجھ سے بالکل خالی کر دے

گم شود از مرد وصف مردی
آدمی سے آدمیت کی صفت گم ہو جاتی ہے
زیں سری و زراں سری گفتہ بود
اس جانب کی اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو
کردگار آں پری خود چوں بود
تو اس جن کا خدا خود کیسا ہو گا؟
ترک بے الہام تازی گو شدہ
ترک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا
چوں پری را ہست ایں ذات صفت
جبکہ یہ ذات اور صفت جن کی تھی
از پری کے باشدش آخر کمی
آخر وہ جن سے کب کم ہو گا؟
شرح راہ از کور کے پرسد بگو
بتا راستہ کی تفصیل اندھے سے کون پوچھتا ہے؟
تو بگوئی او نکرد آں بادہ کرد
تو کہے گا یہ کام اس نے نہیں کیا شراب نے کیا ہے
تو بگوئی بادہ گفتہ است ایں سخن
تو کہے گا یہ بات شراب نے کہی ہے
نور حق را نیست آں فرہنگ و زور
تو کیا اللہ تعالیٰ کے نور میں یہ لیاقت اور طاقت نہ ہوگی
تو شوی پست او سخن عالی گند
تو مغلوب ہو جائے اور وہ بلند بات کرے



۱۔ چوں پری۔ پہلے تو مولانا نے
بایں کے اس کلام پر زور پیش کئے
اب کہتے ہیں کہ وہ بہنا دراصل ان کا
کہنا ہی نہ تھا بلکہ وہ خود ذات حق کا کہنا
تھا جو اپنی جگہ بالکل صحیح تھا انسان پر
اگر جن چڑھ جاتا ہے تو اس سے
انسانیت کے لوصاف ختم ہو جاتے
ہیں اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ نہیں بولتا
بلکہ جن بولتا ہے چوں۔ جب جن
کے یہ اثرات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ
کی تجلیات کے وقت ایک انسان اپنی
حالت پر کبہہ مکتا جتا تھا۔
گفتہ نو گفتہ اللہ ہو
گرچہ از حلقوم عبد اللہ ہو
۱۔ یعنی یعنی اس کی ہستی ترک۔ جن
کے غالب آجانے پر لوی۔ لوی یعنی
اس کی ہستی جاہل ترک عربی بولنے لگتا
ہے حالانکہ اس ترک نے بھی عربی نہ
سیکھی تھی۔ چوں۔ جب اس ترک پر
سے جن تر جاتا ہے عربی کا ایک لفظ
بھی نہیں بول سکتا۔ چوں پری۔ یہ
مصرع شرط ہے اس کی جزا کا شعر
ہے یعنی جب جن کے یہ اثرات ہیں
تو خدا کی تجلیات میں کیا کچھ اثرات نہ
ہوں گے۔ شیر گیر۔ شراب سے نیم
مست شیر سے نہیں ڈرتا تو یہ اس کی
فطرت نہیں ہے بلکہ شراب کا اثر ہے۔
شرح راہ۔ اندھے سے کوئی راستہ
معلوم نہیں کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ
احکام کا تعلق ذات سے نہیں ہے بلکہ
صفات سے ہے تو جب صفت
انسانیت ختم ہو جائے تو کام شخص ذات
کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔
۲۔ شیر گیر۔ نیم مست جب شیر کو
بے ہوش کر دیتا ہے تو یہ عمل اس کی
ذات کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ
اس اثر کی طرف منسوب ہے جو

شراب نے پیدا کیا ہے۔ اگر نیم مست پرانے راز ظاہر کرنے لگتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نہیں بول رہا ہے شراب بول
رہی ہے جب شراب کے یہ کرشمے ہیں تو نور حق اور حقیقی رب جب انسان پر نازل ہوتا ہے اس کی بات اس حقیقی کی طرف کیوں
نہ منسوب کی جائے۔

گر چہ قرآن از لب پیغمبر است
قرآن اگرچہ پیغمبر کے لبوں سے ہے
چوں ہمہ کی بے خودی پرواز کرد
جب بخودی کے ہما نے پرواز کی
عقل را سِل تحیر دود رُود
عقل کی تحیر کا سیلاب بہا لے گیا
نیست اندر جبہ ام لا خدا
کہا میرے جبہ میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے
آں ۲ مریداں جملہ دیوانہ شدند
”سب مرید پاگل بن گئے
ہر یکے چوں مُلکدان گرد کوہ
گرد کوہ کے بے دیوانوں کی طرح ہر ایک
ہر کہ اندر شیخ تیغی می خلید
جو شخص شیخ کے اندر تلوار گھساتا تھا
یک اثر نے برتن آں ذوفنون
اس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا
ہر ۳ کہ او سوی گلویش زخم بُرد
جس نے ان کے گھے پر زخم لگایا
وانکہ اُورا زخم اندر سینہ زد
اور جس نے ان کے سینہ پر زخم لگایا
وانکہ آگہ بود زان صاحبقران
اور جو شخص اس اقبال مند سے واقف تھا
نیم دانش دست اُورا بستہ کرد
تھوڑی سی عقل نے اس کے ہاتھ باندھ دیے
ہر کہ گوید حق نگفت او کافرست
لیکن جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ کافر ہے
آں سخن را بایزید آغاز کرد
وہ بات بایزید نے شروع کر دی
زاں قوی تر گفت کاؤل گفته بود
اس سے زیادہ سخت بات کہی تبو پہلے کہی تھی
چند جوئی بر زمین و بر سما
تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کرے گا؟
کار دہا بر جسم پاکش می زدند
ان کے پاک جسم میں چھریاں گھونپ رہے تھے
کار دمی زد پیر خود را بے ستوہ
اپنے پیر کے بے ہنرک چھری گھونپتا تھا
باز گوئے از تن خود می درید
وہ اپنا اپنے جسم کو پھاڑتا تھا
واں مریداں خستہ و غرقاب خوں
اور وہ مرید زخمی اور خون میں غرق تھے
خلق خود بریدہ دید و زار مُرد
اس نے اپنا گلا کٹا ہوا پایا اور بری طرح مرا
سینہ اش بشکافت و شد مُردہ ابد
اس کا سینہ چرا اور ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا
دل نداش کہ زند زخم گراں
اس کے دل نے اس کو اجابت نہ دی کہ کدہ زخم لگائے
جاں برود الا کہ خود را خستہ کرد
اس نے جان بچالی مگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا



۱۔ اگرچہ قرآن۔ کے الفاظ اگرچہ
آنحضور کے دہن مبارک سے ادا
ہوتے تھے لیکن اس کو آنحضور کا کلام
کہنے والا کافر ہے اور اس کو خدا کا کلام
قرار دیا جاتا ہے اسی طرح وہ الفاظ
اگرچہ بایزید کے منہ سے ادا ہوئے
لیکن وہ خدا کا کلام تھا۔ چوں ہمای۔
حضرت بایزید پر جب تجلیات سے
پھر بخودی طاری ہوئی تو اس بار انہوں
نے پہلے سے بھی زیادہ سخت جملہ کہا
اور کہنے لگے کہ میرے جبہ میں خدا
کے سوا کوئی نہیں ہے اس کو میرے جبہ
میں تلاش کر لو آسمان اور زمین پر کیوں
تلاش کرتے پھرتے ہو

۲۔ آں مریداں۔ اس جملہ پر تمام
مرید دیوانہ وار ان پر چھریاں لے کر
ٹوٹ پڑے اور ان کے پاک جسم پر
چھریاں چلا دیں۔ ہر یکے گرد کوہ
رے کے علاقہ کا مشہور پہاڑ جہلام
رازی کے زمانہ میں وہاں کافروں کی
ایک جماعت تھی جو مسلمانوں کو بے
درجہ قتل کرتی تھی۔ ستوہ۔ بھسمین۔
تنگ ہونا۔ ہر کہ جو مرید شیخ کے
چھری ملتا تھا اس کا زخم خود اسکے لگتا
تھا۔ یک اثر نے۔ بایزید کے بدن پر
کسی کی چھری کا زخم خود اس کے لگتا
تھا۔ یک اثر نے۔ نہ لگا اور مرید خون
میں نہا گئے۔

۳۔ ہر کہ جس مرید نے ان کا گلا
کٹنے کے لئے حملہ کیا اس کا خود گلا
کٹ گیا اور مرید۔ وانکہ جس شخص
نے بایزید کے سینہ کو چاک کرنا چاہا
اس کا خود سینہ چاک ہو گیا اور ابدی نیند
سو گیا۔ وانکہ جس شخص نے حضرت
بایزید کی شخصیت کو سمجھا اور اس نے
تھوڑی سی عقل سے کام لیا تو معمولی
زخم لگایا پھر بھی وہ زخم خود اس کے لگا۔

روزِ گشت و آں مریداں کاستہ
دن نکل آیا اور وہ نیم مردہ مرید
پیش او آمد ہزاراں مردوزن
ہزاروں مردوزن ان شیخ کے پاس آئے
ایں تین تو گرتن مردم بدے
اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا
باخود کے ۲ بابے خودے دو چار زد
خودی والے نے جب فانی کا مقابلہ کیا
اے زدہ بر بے خوداں تو ذوالفقار
اے وہ کہ تو نے فانیوں پر تلوار چلائی
زانکہ بے خود فانی ست و ایمن ست
کیونکہ بے خود فانی ہے اور محفوظ ہے
نقش او فانی و او شد آئینہ
اس کی صورت فنا ہو گئی ہے اور وہ آئینہ بن گیا ہے
گر گنی تھف سوی رہی خود گنی
اگر تو تھو کے گا تو اپنے منہ پر تھو کے گا
ور بہ بنی روی زشت آنہم توئی
اگر تو نے بھلا چہرہ دیکھے گا وہ بھی تو ہی ہے
اُونہ انیست و نہ آں اوسادہ است
وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے وہ صاف ہے
چوں رسید اینجا سخن لب در بہ بست
جب بات یہاں پہنچی ہونٹوں نے صفحہ بند کر دیا
لب بہ بد آرچہ فصاحت دست داد
ہونٹ بند کر لے اگرچہ فصاحت حاصل ہو

نوجہا از جانِ شال برخاستہ
ان کی جان سے نوحے بلند ہوئے
کالے دو عالم درج در یک پیرہن
کالے وہ شیخ کہ دونوں جہان ایک لباس میں ہیں
چوں تین مردم ز خنجر گم شدے
انسانوں کے جسم کی طرح خنجر سے فنا ہو جاتا
باخود اندر دیدہ خود خار زد
تو اس نے خود اپنی آنکھ میں کانٹا چسویا
برتن خود می زنی آں ہوشدار
سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے
تا ابد در ایمنی او ساکن ست
وہ ہمیشہ کے لئے ان میں مقیم ہے
غیر نقش رہی غیر آنجہی نہ
سوائے غیر کی صورت کے اس میں کچھ نہیں ہے
ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے اوپر کرے گا
ور بہ بنی عیسیٰ مریم توئی
اگر تو عیسیٰ بن مریم کو دیکھے گا تو ہی ہے
نقش تو در پیش تو بہنہادہ است
ان نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے
چوں رسید اینجا قلم در ہم شکست
جب قلم یہاں پہنچا نوٹ گیا
دم مزین واللہ اعلم بالرشاد
م نہ مار اور اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

اپنے گشت رات میں یہ سب کچھ
ہوا صبح کو جب نیم مردہ مریدوں پر
حقیقت کھل گئی تو وہ اور سینکڑوں لوگ
شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
کہنے لگے کہ آپ کے لباس میں کسی
ایک شخص کا جسم نہیں ہے دونوں جہان
میں اگر اس لباس میں انسانی جسم ہوتا
تو وہ خنجروں سے زخمی ہو جاتا۔

۲ باخودے۔ جب کوئی دنیا دار
کسی بزرگ سے بھرتا ہے تو وہ خود اپنا
نقصان کرتا ہے۔ ذوالفقار آنحضرت
کی تلوار کا نام ہے جو آنحضرت کے بعد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہی
تھی اس کے بعد ہر اچھی تلوار کو
ذوالفقار کہہ دیا جاتا ہے۔ زانکہ مقاسمنا
پر پہنچنے کے بعد اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا
لہذا اس کے اپنے نقصان کا کوئی
امکان نہیں ہے۔ نقش۔ فانی کی خود
اپنی صورت فنا ہو جاتی ہے اور وہ
دوسروں کی صورتوں کا آئینہ بن جاتا
ہے اب اس میں خود اس کی اپنی
صورت نظر نہیں آتی جو غیر بالمقابل
ہوتا ہے اس کی صورت نظر آتی ہے۔
گر گنی۔ آئینہ پر تھوکتا اپنے منہ پر
تھوکتا ہے۔

۳ ور بہ بنی۔ اس میں جو کچھ
اچھائی یا برائی تھی نظر آ رہی ہے وہ خود
تیری اچھائی برائی ہے چوں رسید۔
مولانا فرماتے ہیں جب برائیاں اس
مقام تک پہنچیں تو ہونٹوں نے بولنے
کا راستہ بند کر دیا اور لکھنے سے قلم عاجز
آ گیا۔ اب بہ بند۔ مولانا اپنے آپ کو
خطاب کرتے ہیں کہ خلو قلبی ہی
فصاحت حاصل ہو ان رازوں کو سر
بست رکھنا چاہیے۔



پست بنشین یا فرود آ والسلام

نیچے ہو کہ بیٹھ یا نیچے اتر آ والسلام

آں دم خوش را کنارِ بامِ داں

اس اچھے وقت کو بالاخانہ کا کنارہ سمجھ

ہمچو بخش خفیہ گن نے فاش تو

اس کو خزانہ کی طرح چھپا، ظاہر نہ کر

ترس ترساں رو دریاں مکمن ہلا

خبردار! اس مخفی مقام پر ڈنٹا ڈنٹا چل

زاں کنارِ بامِ غیبِ ست ارتحال

اس غیب کے بالاخانہ کے کنارے سے ہٹ جاتا ہے

روح می بیند کہ ہستش اہتر از

روح دیکھتی ہے، کیونکہ اسی کو خوشی ہے

بر کنارِ گنگرہ شادی بدست

وہ خوشی کے کنگرے کے کنارے سے آیا ہے

اعتبار از قوم نوح و قوم لوط

قوم نوح اور قوم لوط سے عبرت حاصل کر لے

اعتبار گیر تایابی صفا

تا کہ تجھے باطن کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر لے

انبیاء اور اولیاء کے باطن سے

سبب فصاحت و بسیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

چون بزواہم مست و خوش گشت آل غمی

جب پڑا وہ غمی بھی مست اور خوش گفتار بن گیا

مست ادب بگذاشت و آمد در خطاب

مست نے ادب کا دامن چھوڑ دیا لگی میں جھٹلا ہو گیا

بے ادب را بے ادب ترمی کند

بے ادب کو زیادہ بے ادب بنا دیتی ہے

بر کنارِ لبِ ابی اے مستِ مدام

اے شراب سے مست! اب بالاخانہ کے کنارے پر ہے

ہر زملیکہ شدی تو کامراں

جس وقت تو کامیاب ہو

بر زمانِ خوش ہر اسالِ باش تو

تو اچھے وقت پر خوفزدہ رہ

تلیاید برولا ناگہ بلا

تاکہ دوستی پر اچانک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے

ترس جاں در وقتِ شادی از زوال

خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خوف

گر نمی بنی کنارِ بامِ راز

اگر تو اسرار کے بالاخانہ کا کنارہ نہیں دیکھ رہا ہے

ہر نگاہے ناگہاں کاں آمدہ ست

جو عذاب اچانک آیا ہے

جو کنارِ بامِ خود نبود سقوط

گنا بالاخانہ کے کنارے سے ہی ہوتا ہے

اعتبار گیر تایابی صفا

تا کہ تجھے باطن کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر لے

انبیاء اور اولیاء کے باطن سے

سبب فصاحت و بسیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

چون بزواہم مست و خوش گشت آل غمی

جب پڑا وہ غمی بھی مست اور خوش گفتار بن گیا

مست ادب بگذاشت و آمد در خطاب

مست نے ادب کا دامن چھوڑ دیا لگی میں جھٹلا ہو گیا

بے ادب را بے ادب ترمی کند

بے ادب کو زیادہ بے ادب بنا دیتی ہے

۱۔ بر کنار۔ پس اس قدر اور بتائے

دیتا ہوں کہ عشق الہی کا مست بالاخانہ

کی منڈ پر پر بیٹھا ہوا ہے جہاں سے

ہر وقت گرنے کا خطرہ ہے یا تو وہ

منڈ پر سے نیچے تر کر بیٹھے یا بالاخانہ

سے ہی اتر آئے ورنہ ہر وقت خطرے

میں ہے۔ بر زمانِ خوش۔ قرب الہی

سے جو خوش وقتی حاصل ہوں کے

بارے میں ہر وقت خوفزدہ رہنا

چاہیے۔ کہ کہیں وہ ہاتھ سے نہ جلی

رے پھر اس خزانہ غیب کے دلا کو گویں

سے مخفی رکھنا ضروری ہے۔ دلا۔ یعنی

خدا کی دوستی۔ مکمن۔ پوشیدہ مقام۔

۲۔ ترس۔ مقامِ قرب حاصل

ہونے پر جو خوشی ہے اس کے بارے

میں خوف یہ ہے کہ یہ مقام زائل نہ ہو

جائے۔ گری بنی۔ بسا اوقات سالک

کو اس مقام کا احساس نہیں ہوتا لیکن

اس کی روح اس کو محسوس کرتی ہے۔ ہر

نگاہے۔ اقوام سابقہ قوم نوح اور قوم

لوط پر جو عذاب آیا وہ ان کے نقطہ

عروج پر پہنچنے کے بعد آیا۔ سقوط۔

نزول و سقوط عروج کے بعد ہی متصور

ہوتا ہے۔ اعتبار۔ انبیاء کے نقش

قدم پر چلو گے تو ان کی طرح آئینہ بن

جاؤ گے۔

۳۔ بر تو۔ آنحضرت کو جو قرب الہی کا

نشاط اور مستی حاصل تھی اس معترض پر

اس کا بر تو پڑ گیا جس کی وجہ سے وہ خوشی

میں باطل ہو گیا اور غلط اعتدائیات

شروع کر دیئے۔ ہمہ جہاں شخص

بہر مستی نے ہو برا اثر کیا یہ نہ سمجھنا

چاہیے کہ مستی ہر جگہ برا اثر کر سکتی

ہے۔

گر بُودِ عاقل نکو فرمی شود

اگر وہ سمجھدار ہو تو اچھی شان و شوکت والا بن جاتا ہے

بر لیب آید لباب کاس او

اس کا جام سمجھدار کے لئے مغز ہے

بے خود از مے با ادب گردد تمام

فانی شراب سے مکمل با ادب بن جاتا ہے

لیک ۲ اغلب چوں بدند و ناپسند

لیکن اکثر لوگ بڑے اور ناپسند ہیں

حکم غالب دست چوں اغلب بدند

حکم اکثریت پر لگتا ہے چونکہ اکثر بد ہیں

وَر بُود بد خوی بد ترمی شود

اگر وہ بد عادت ہوتا ہے تو اور زیادہ برا بن جاتا ہے

وَز غبی کم گردد استیناس او

اگر غبی ہے تو اس کی محبت کم ہو جاتی ہے

با خود از مے بے ادب گردد مدام

خودی والا شراب سے ہمیشہ بے ادب بنتا ہے

بر ہمہ مے را محرم کردہ اند

اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے

تغ را از دست رہزن بستند

انہوں نے تھوڑے ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے

بیان کردن رسول علیہ السلام سبب تفصیل و اختیار کردن او آں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ہذیلی کو امیری اور سرداری کے لئے ماہر اور تجربہ کار ہونے کی

ہذیلی ربا میری و سر لشکری بر پیران کار دیدہ و کار آرز مودہ

پر فضیلت دینے اور جن لینے کے سبب کا بیان کرنا

گفت ۳ پیغمبر کہ اے ظاہر نگر

پیغمبر نے فرمایا اے ظاہر بین

اے بسا ریش سیاہ و مرد پیر

بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بوڑھے ہیں

عقل اور آموزم بارہا

میں نے بارہا اس کی عقل آزمائی ہے

پیر پیر عقل باشد اے پسر

اے بیٹا! بوڑھا عقل کا بوڑھا ہوتا ہے

از بلیس او پیر تر خود کے بود

وہ تو جوان شیطان سے زیادہ بوڑھا بے ہوش تھا؟

طفل گیرش چوں بود صاحب کمال

اس کو بچہ سمجھ جب وہ صاحب کمال ہو

وہ خوش خصلت ہنر میں بوڑھا ہو گا

۱۔ اگر وہ جس طرح کے جذبات انسان کے دل میں ہوتے ہیں مستی من کو ابھاردیتی ہے۔ برلیب۔ شراب کے اثر سے ذہن کی ذہانت بڑھ جاتی ہے اور بے عقل مرید بے عقلی کرنے لگتا ہے۔ استیناس۔ مانوس ہونا۔ بے خود۔ اگر انسان خود غرض نہیں ہے اور اس میں عالی جذبات ہیں۔ مذام۔ تودہ جذبات اور ابر جاتے ہیں۔ ہمیشہ۔

۲۔ لیک۔ چونکہ حکم اکثریت پر لگتا ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سب سے کم کے لئے حرام کر دی گئی۔ تغ۔ عوام کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تھوڑے

دست بند۔ ۳۔ گفت۔ پیغمبر۔ ہذیلی کے سردار بنانے پر جو اعتراض تھا اس کا جواب دیا۔ اے بسا۔ یعنی بزرگی بہ عقلست نہ بسال۔ قیر۔ ایک کالا مادہ ہے۔ از بلیس۔ محض عمر کے اعتبار سے اگر عقلمندی کا حکم لگتا تو شیطان سے زیادہ عمر والا کون ہوگا۔ وہ عقلمند کہلاتا۔ طفل۔ بچہ اگر صاحب کمال ہے تو وہ عقلمند ہے۔

طِفل گیرش چوں بُود عیسیٰ نفس

اس کو بچہ سمجھ جب وہ حضرت عیسیٰ والی باتوں والا ہو

آلِ اسفیدی مُودِ لیلِ چنگلی ست

بالوں کی سفیدی چنگلی کی دِل ہے

آلِ مقلدِ چوں نداند جو دِل

وہ مقلد چونکہ دِل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

بہرِ او کفّیم کایں تدبیر را

اس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اس تدبیر کو

لیکِ پیرِ عقل نے پیرِ مِسْن

لیکن عقل کا بوزھا نہ کہ عمر کا بوزھا

آنکھ ۲ او از پردہ تقلید جُست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا

نورِ پاکش بے دِل و بے بیاں

اس کا پاک نور بغیر دِل اور بغیر بیاں کے

پیشِ ظاہر میں چہ قلب و چہ سرہ

ظاہر میں کے سامنے کیا کھٹا اور کیا کھرا

اے بسا زَرِ سیہ کردہ بدوود

بعض اوقات سونا دھویں سے سیاہ کیا ہوا ہوتا ہے

اے بسا مسہائے سچ اند و وہ بزر

بہت سے سونے کا مِٹھ کئے ہوئے تانبے ہیں

ماکہ باطنِ بینِ جملہ کشوریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں

قاضیانے کہ بظاہرِ می تنند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں

چوں شہادتِ گفت و ایمانش نبود

جب کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اس میں ایمان نہ تھا

پاک باشد از غرور و از ہوس

تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہو گا

پیشِ چشم بستہ کشِ کوتہ تگی ست

بند آنکھ کے لئے جو کوتاہ رفتار ہے

در علامتِ جوید او دائم سبیل

تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

چونکہ خواہی کرد بگزیں پیر را

جب تو اختیار کرے 'بوزھے کو منتخب کر

می نداند ممّحن از ممّحن

جو امتحان دینے والا امتحان لینے والے میں امتیاز کرے

او بنورِ حق بہ بیند ہر چہ ہست

وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

پوستِ بشگافد در آید درمیاں

کھل پھاڑتا ہے اند گھس جاتا ہے

اوجہ داند چیست اندر قوصرہ

وہ کیا جانے توکری میں کیا ہے؟

تارہد از دستِ ہر دزدِ خسود

تاکہ ہر حاسد چھ کے ہاتھ سے محفوظ رہے

تا فرو شد آلِ بعقل مختصر

تاکہ ان کو کٹا عقل کے ہاتھ فروخت کر دے

دل بہ بنیم و بظاہرِ ننگریم

ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

حکیم بر اشکالِ ظاہرِ می کنند

وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

حکمِ او مومن کنند ایں قوم زود

یہ لوگ بہت جلد اس پر مومن ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں

۱۔ آلِ سفیدی۔ بالوں کی۔ سفیدی بھی عقل کی چنگلی کی دِل ہے لیکن یہ ظاہر میں۔ لوگوں کے لئے ہے۔ آلِ مقلد۔ جس کو نور بصیرت حاصل نہیں ہے وہ ہمیشہ دِل کا طالب ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ تلاش کرتا ہے۔ بہرِ او۔ مقلد کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ کسی بوزھے سے مشورہ کرے۔ لیک۔ لیکن اس بوزھے سے عمر کا بوزھا مراد نہیں ہے بلکہ صاحبِ بصیرت مراد ہے۔

۲۔ آنکھ۔ وہ شخص مراد ہے جو تقلید سے نجات پا گیا ہو اللہ کے نور سے چیزوں کو دیکھتا ہو اس کی نگاہ کھل سے گزر کر باطن کو دیکھ سکتی ہے۔ پیشِ ظاہر میں کھولے گھرے میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ قوصرہ۔ توکری۔ اے بسا۔ بہت سے سچ سکالے کر دیئے جاتے ہیں تاکہ چور دست دھاری نہ کرے۔

۳۔ مسہائے اندوہ۔ بہت سے سکے تانبے کے ہوتے ہیں جن پر سونے کی مِٹھ کاری ہوتی ہے تاکہ حضور نے فرمایا ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر بد نظر نہیں رکھتے ہیں۔ قاضیانے۔ قاضی ظاہر پر حکم لگاتا ہے جب کوئی شخص اس کے سامنے کلمہ شہادت پڑھے خواہ اس کے دل میں تصدیق نہ ہو تو وہ اس کو مومن قرار دے گا۔

بِسْ اِمنافِقِ کاندیسِ ظاہر گریخت
بہت سے منافق ہیں جنہوں نے اس ظاہر میں ہنہ پکڑ لی
جہدِ گنِ تلپیرِ عقل و دیں شوی
کوشش کر تاکہ عقل اور دین کا بوڑھا بنے
ازِ عَدَمِ چوں عقلِ زیبا رُو گشاد
جب حسین عقل ' عدم سے رُفنا ہوئی
کمتریں زانِ نامہائے خوش نفس
ان بہترین ناموں میں سے کمترین نام
گر بصورتِ ۲ وَاِنْمَیْدِ عقلِ رُو
اگر عقل مجسم ہو کر رُفنا ہو جائے
وَرِ مثالِ احمق پیدا شو
اگر حماقت کی تصویر پیدا ہو جائے
گوز شبِ مظلمِ ترو تاری ترست
کیونکہ وہ رات سے زیادہ تاریک اور کالی ہے
اَنَدکِ ۳ اَنَدکِ خوی گنِ بانورِ روز
دن کی نور کی آہستہ آہستہ عادت ڈال
عاشقِ ہر جا شکل و مشکلی ست
وہ ہر لکی جگہ کی عاشق ہے جہاں اشکل اور مشکل ہے
ظلمتِ اشکالِ ازاں بُویدلش
اس کا دل اندر سے کاشکل کی جستجو میں لے لے ہے
تاہرا مشغول آں مشکل گند
تاکہ تجھے اس مشکل میں مشغول کر دے

خونِ صد مومن بہ پنهانی بریخت
وہ پردہ اُٹھانے سے سیکڑوں مسلمانوں کی خنزیری کی
تاچو عقلِ کل تو باطن میں شوی
تاکہ تو عقلِ کل کی طرح باطن میں بن جائے
خلعتش داد و ہزاراں نام داد
قدرت نے اس کو خلعت بخشی اور ہزاروں نام دیے
اینکہ نبودِ ہچ او محتاجِ کس
یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہو گی
تیرہ باشد روز پیشِ نورِ او
دن اس کے سامنے کالا پڑ جائے
ظلمتِ شبِ پیشِ او روشن بُوَد
رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہو گی
لیکِ خُفاشِ شقی ظلمتِ خورست
لیکن بد بخت چکاڈر تاریکی خور ہے
وَر نہ خُفاشے بمانی بے فروز
وہ نہ تو نور سے محروم چکاڈر بنا رہے گا
دشمنِ ہر جا چراغِ مقبلے ست
اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کسی بجتہ کا چراغ ہے
تا کہ افزوں تر نماید حاصلش
تاکہ اس کی آمدنی زیادہ رُفنا ہو
وَر نہادِ زشتِ خود غافل گند
اور اپنی بری فطرت سے غافل کر دے

بِسْ منافق۔ بہت سے منافقوں نے اسی طرح اپنا ایمان ظاہر کر کے سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی خون ریزی کی ہے عقلِ کل۔ عقلِ کامل جبریل۔ از عدم۔ جب عقل پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت عزت افزائی فرمائی۔ کمترین۔ اس کو ایک یہ خوبی عنایت کی کہ وہ کسی کی محتاج نہیں ہے۔

۲۔ گر بصورت۔ اگر عقل مجسم ہو کر دنیا میں رُفنا ہو تو سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ جائے۔ و۔ اگر حماقت مجسم ہو کر رُفنا ہو تو رات کی تاریکی اس سے شرما جائے۔ لیکن۔ احمق کی مثال تاریکی خود چکاڈر کی سی ہے لہذا اس کو حماقت ہی پسند آتی ہے۔

۳۔ اَنَدک۔ انسان کو نور ہدایت سے تعلق پیدا کرنا چاہیے ورنہ بری حالت میں موت آ جائے گی۔ عاشق۔ کہ باطن تاریکی کو پسند کرتا ہے اور ہدایت سے بھاگتا ہے چکاڈر مفت انسان دنیاوی ظلمت کا طالب ہے اور چراغِ ہدایت سے گریزاں ہے اور دنیاوی ظلمت کا طالب اس لئے ہے کہ دنیا کی دولتیں کمائے۔ تاہرا۔ ایسے دولت مند انسان کو دیکھ کر دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ علامت۔ اس بیان سے مولانا کا یہ مقصد ہے کہ کمال عقلمند وہ ہے جو نورِ باطن حاصل کر لے۔ لاشی۔ حقیر۔ محض۔

علامتِ عاقلِ تمام و نیمِ عاقل و مردِ تمام و نیمِ مرد و علامتِ
کملِ عاقل اور آدمی عقلمند اور کملِ انسان اور آدمی انسان کی علامت
شقی مغز و لاشی

اور بے وجود مغز و بد بخت کی علامت

اَو دلیل و پیشوای قافلہ است

وہ قافلہ کا راہنما اور پیشوا ہے

تابع خویش ست آں بجویش رو

وہ بے شد چلنے والا اپنے نور کا تابع ہے

ہم بدایاں نورے کہ جانش ز اں چرید

اس نور پر جس سے اس کی روح نے غذا حاصل کی ہے

عاقلے را دیدہ خود داند اَو

اور کسی عقلمند کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے

تابد و مینا شد و پُخت و جلیل

جی کہ وہ اس کے ذریعہ مینا اور پخت اور بڑا بن گیا ہے

خود نبودش عقل و عاقل را گزاشت

اس میں خود عقل نہ تھی اور عقلمند کو بھی چھوڑ دیا

می نجوید ہم نذیر و ہم بشیر

نذیر اور بشیر کو بھی نہیں تلاش کرتا ہے

تنکش آید آمدن خلف دلیل

اس کو راہنما کے پیچھے چلنے میں شرم آتی ہے

گاہ لنگاں آئس و گاہے بتاز

کبھی بایں لنگڑاتا ہوا اور کبھی دوڑتا ہوا

نیم شمعے نے کہ نورے گد گند

آدھی شمع بھی نہیں ہے کہ نور مانگ لے

نیم عقلے نے کہ خود مردہ گند

آدھی عقل بھی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مردہ بنائے

تا بر آید از نشیب خود بہام

تاکہ اپنی پستی سے بالا خانہ پر پہنچ جائے

در پناہ عاقل زندہ سخن

زندہ دم عقلمند کی پناہ میں

عاقل آں باشد کہ با او مشعل است

عقلمند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے

پیر و نورِ خود ست آں پیش رو

وہ پیشوا اپنے نور کا پیرو ہے

مومن خویش ست و ایماں آورید

وہ اپنے لو پر ایمان رکھتا ہے اور ایمان لایا ہے

دیگرے کہ نیم عاقل آمد اَو

دوسرا وہ جو آدھا عقلمند ہے

دست دروے زد چو کور اندر دلیل

اس نے اس پر اس طرح ہاتھ کا لیا ہے جیسا کہ دھالہ پر ہاتھ لگتا ہے

وال خرقے کز عقل جو سنگے نداشت

وہ گدھا جو ایک جو برابر عقل نہیں رکھتا

رہ نداندنے قلیل و نہ کثیر

وہ راست نہیں جانتا ہے نہ تھوڑا نہ بہت

غرقہ اندر غفلت و درقال و قیل

غفلت اور بحث و مباحثہ میں فرق ہے

می س رَو اندر بیابان دراز

وہ لمبے جنگل میں چلا جا رہا ہے

شمع نے تا پیشوای خود گند

شمع نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیشوا بنائے

نیست عقلش تادم زندہ زند

اس میں عقل نہیں ہے کہ زندہ ہونے کا دم بھرے

مردہ اں عاقل آید اَو تمام

وہ بالکل اس عقلمند کا مردہ بن جائے

عقل کامل نیست خود را مردہ گن

پوری عقل نہیں ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنائے

۱۔ مشعل۔ یعنی نور کی مشعل اور

وہ دوسروں کا بھی رہنما ہے۔ پیرو۔ وہ

خود اپنے نور کا تابع اور پیرو ہوتا ہے۔

مومن خویش۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے

انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے لو پر

ایمان لائیں اور اپنی نبوت کی تصدیق

کریں۔

۲۔ دیگرے۔ نیم عقل وہ ہے جو

کسی صاحب نور کی اپنی آنکھ بنائے

اور ہر چیز کو اس کی آنکھ سے دیکھے

دست۔ ہر معاملہ میں اس پر ایسا اعتماد

کر لے جس طرح اندھا اپنے رہنما

پر کرتا ہے۔ وال خرقے۔ تیسرا جو زرا

گدھا ہے وہ ہے جس کو نہ خود نور

حاصل ہونے کی کوری نہ مانگے۔ نذیر و

بشیر۔ یعنی رہنما۔ غرقہ۔ خود غفلت

میں غرق ہے اور دوسرے کو رہنما

بنانے سے لذت محسوس کرتا ہے۔

۳۔ می رَو۔ یہ تیسرا شخص لوہام اور

خیانت کی راویوں میں سرگرداں رہتا

ہے۔ شمع۔ اس کو خود نور پاہن حاصل

نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ

کسی دوسرے سے نور حاصل کر

لے۔ نیست عقلش۔ اس کو خود نور

حاصل نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں

ہے کہ اپنے آپ کو کلیتہً فیہ الغسل

کر دے۔ مردہ۔ اگر مردہ بن کر اپنے

آپ کو کسی عقلمند کے سپرد کر دے تو

بام عروج پر پہنچ جائے۔ عقل کامل۔

اگر اپنے اندر کامل عقل نہیں ہے تو

اپنے آپ کو کسی عقلمند کے سپرد کر دے۔

زندہ ۱ نے تا ہمدم عیسیٰ بُود نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو
 زندہ نے و مردہ نے لاشیٰ بُود نہ زندہ ہے نہ مردہ وہ کچھ نہیں ہے
 غورہ کز غور گی در فلک زرد کچا اگھر ہے نہ اگھر ہے نہ شراب
 کچا اگھر جو کچے پن سے آگے نہ بڑھے وہ پتھر گیا ہے اور کچا اور کھٹا اور مردہ ہوتا ہے
 جان ۲ کوش گام ہر سومی نہد عاقبت نہجد و لے برمی جہد
 اس کی اندھی روح ہر جانب قدم بڑھاتی ہے عاقبت کی کوشش نہیں کرتی ہے لیکن تڑپتی رہتی ہے
 سودند ہدبر جہیدن آں زماں زانکہ نازل شد بلا از آسمان
 اس وقت اچھلنا کونسا فائدہ نہیں دیتا ہے کیونکہ آسمان سے بلا اتر چکی ہے

۱ زندہ احمق انسان نہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اس کی طرح اس کے دم میں اثر ہو اور نہ مردہ ہے کہ کسی عیسیٰ نفس کے دم سے زندہ ہو جائے۔
 غورہ کچا اگھر نہ کھانے کے قابل ہے نہ اس سے شراب بنتی ہے۔ کز غور گی جو اگھر پکا پکائے ٹھنڈ کر کھٹا رہ جاتا ہے اور ناقابل قبول ہوتا ہے۔

۲ جاں۔ احمق انسان لوہام میں پھنسا رہتا ہے۔ عاقبت کی فکر نہیں کرتا ہے پھر ایسے وقت فکر کرتا ہے جبکہ کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ سود بے وقت غلامت مفید نہیں ہے۔ آگبر۔ تالاب جھیل۔ قصہ۔ اس قصہ سے انہی تین قسم کے آدمیوں کے انجام کو سمجھنا مقصود ہے۔

۳ قصہ ایک جھیل میں تین ناوہ اور سوئی جھیلیں رہتی تھیں۔ کیلہ۔ اور دن مشہور کتاب ہے ضمیر۔ پوشیدہ چیز یعنی جھیلیں کی اس تالاب میں سکونت۔ آنکھ ان تینوں جھیلیوں میں سے جو غفلت گئی اس نے شکاریوں کے دلاوے کو بھانپ کر سفر کر جانے کا ارادہ کر لیا اور وہاں سے چل دی۔

قصہ آگبر و صیاداں و آں سہ ماہی کہ یکے عاقل و یکے نیم عاقل و تالاب اور شکاریوں اور تین جھیلیں کا قصہ جو ایک عقلمند اور ایک ناموس احمق اور ایک آں دیگر مغرور، ابلہ، مغفل، لاشی و عاقبت ایشان دہری مغرور، بے خوف، عاقل، لاشی، خبی اور ان کا انجام

قصہ ۳ آگبر ست اے عنود کہ دو سہ ماہی اشکرف بُود
 اے سرکش! اس تالاب کا قصہ ہے جس میں تین بڑی جھیلیں تھیں
 در کلیلہ خواندہ ہاشی لیک آں قشر افسانہ بُود ویں مغرور جاں
 تو نے کیلہ میں پڑھا ہو گا لیکن وہ قصہ کا چھلکا تھا اور یہ روح کا مغز ہے
 چند صیادے سوی آں آگبر بر گزشتند و بدیدند آں ضمیر
 اس تالاب کی جانب چند شکاری پس شتابیدند تا دام آورند
 وہ دوڑے تاکہ جاں لائیں آںکہ عاقل بُود عزم راہ کرد
 جو سمجھتا تھی اس نے سفر کی غلطی گفت با لہنہا ندارم مشورت
 کہنے لگی میں ان سے مشورہ نہ کروں گی کہ یقین سستم کنند از مقدرت
 کیونکہ وہ یقیناً طاقت میں مجھے ست کر دے گی

مہرِ زاد و بُودِ شاں بر جاں زند
کابل و جہلِ شاں بر من زند
جائے پیدائش اور قیام کی محبت ان کی جان پر اثر کرے گی
ان کی سستی اور نادانی مجھ پر اثر کرے گی
مَشُورَتِ بازندہ باید فکو
کہ ترا زندہ کند آں زندہ گو
مشورے کے لئے نیک اور زندہ دل چاہیے
کہ تجھے وعدہ کر دے اور زندہ کہیں ہے؟
اے مسافر با مسافر رائے زن
زائیکہ پایت لنگ و اردو رائے زن
اے مسافر! مسافر سے مشورہ کر
زائیکہ پایت لنگ و اردو رائے زن
از دم ۲ حُب الوطن بگزر مایست
کدُن اسوست جلیں سوی نیست
وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جانے نہر
اے جان! وطن اھر ہے اھر نہیں ہے
گروطن خواہی گذر آں سوی شط
اے جان! وطن اھر ہے اھر نہیں ہے
اگر تو وطن چاہتا ہے نہر کے اس کنارے پر چلا جا
اس صحیح حدیث کو غلط نہ پڑھ

۱ نمبر۔ ان دونوں مچلیوں پر وطن کی محبت غالب آجائے گی اور وہ میرے اداے میں مجھے ست کر دیں گی۔ اے مسافر۔ مسافر کو مسافر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ خواہ نشین عورت سفر سے دھوکہ دے گی۔

۲ از دم۔ اس حدیث میں وطن سے آخرت مراد ہے دنیا کا وطن مراد نہیں ہے اس حدیث کا غلط مطلب سمجھ کر دھوکہ نہ کھانا۔ سر۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ہر دعا کا ایک محل ہے اس کو غلط مقام پر استعمال نہ کرنا چاہیے اسی طرح حُب الوطن کو غلط مقام پر استعمال کرنا غلطی ہے۔

۳ در عضو۔ بزرگان دین و ضومیں ہر عضو کو جو تے وقت ایک خاص دعا پڑھتے ہیں۔ چونکہ جب ناک میں پانی ڈالتے ہیں تو دعا کرتے ہیں خدا مجھے جنت کی خوشبو سگھا دے۔ تاثر پھول کی خوشبو چمن کے لئے رہنا ہے اسی طرح سے جنت کی خوشبو جنت کی رہنا ہے چونکہ استنجا یہ دعا استنجا کے بعد پانخانہ سے نکل کر پڑھنی چاہیے۔

سِرِّ حدیث حُب الوطن من لایمان و کثر خواندن شخصے
اس حدیث کا راز کہ وطن کی محبت ایمان سے ہے اور ایک شخص کا ناک میں
دُعایِ استنجا را کہ اَللّٰهُمَّ اَرْحِنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ بِجائے
پانی دینے کے وقت کی دعا کو بے موقع پڑھنا جو کہ اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سگھا دے
وَرِدِ استنجا کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّائِبِينَ واجْعَلْنِي
استنجا کی دعا جگہ جو کہ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور مجھے پاکی حاصل کرنے
مِنَ الْمُطَهَّرِينَ و شنیدن عزیزے و طاقت نیا وردن و باز نمودن
داخل میں سے کر دے ہے اور ایک دوست کا سنا اور صبر نہ کر سکتا اور بتاتا

دَر ۳ وضو ہر عضو را وردے جدا
آمدہ است اندر خبر بہر دعا
وضو کرنے میں ہر عضو کا جدا دھیفہ
حدیث میں دعا کے لئے آیا ہے
بُوی جنت خواہ از رب غنی
بے نیاز رب سے جنت کی خوشبو چاہ
بُوی گل باشد دلیل گلستاں
پھول کی خوشبو چمن کی رہنا ہوتی ہے
اِس بُودِ یا رب تو زینم پاک گن
یہ ہو گا کہ اے خدا تو مجھے اس سے پاک کر
چونکہ استنجا بنی می گنی
جب تو ناک میں پانی دے
تاثر آں بُوگشدر سوی جنان
تاکہ وہ خوشبو تجھے جنتوں کی طرف بھیجے
چونکہ استنجا گنی ورد و سخن
جب تو استنجا کرے دھیفہ اور کلام

دستِ امن اینجار سید ایں رلاشست
میرا ہاتھ یہاں پہنچا ' اس کو دھویا
اے ز تو گس گشتہ جان ناگساں
اے خدا تجھ سے نالائقوں کی جان لائق بن گئی ہے
حد من ایں بود کرم من لئیم
مجھ کہنے کی یہی حد تھی جو کر لی
از حدت شستم خدا یا پوست را
اے خدا میں نے ناپاکی سے کمال کو دھویا
آں یکے در وقت استنجا بگفت
ایک شخص نے استنجے کے وقت کہا
گفت شخصے خوب ورد آوردہ
ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا وظیفہ پڑھا
ایں دعا چوں وردِ بنی بود چوں
یہ دعا جبکہ ناک کا وظیفہ تھا ' کیوں
راکہ جنت ز بنی یافت حر
آزاد آدمی جنت کی خوشبو ناک کے ذریعہ پاتا ہے
اے ۳ تواضع بردہ پیش ابلہاں
اے بیوقوفوں کے سامنے تواضع کرنے والے
آں تکبر بر خسل خوبست و حست
تکبر کینوں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے
از پے سوراخ بنی رست گل
پھول ' ناک کے سوراخ کے لئے لگا ہے
بوی گل بہر مشام ست اے دلیر
اے دلیر! پھول کی خوشبو دماغ کے لئے ہے
کے ازینجا بوی خلد آید ترا
تجھے جنت کی خوشبو اس جگہ سے کب آئے گی؟

دستم اندر شستنِ جانست سست
روح کے ہونے میں میرا ہاتھ کٹا ہے
دستِ فصل تست در جانہا رساں
تیرے کرم کا ہاتھ رحوں تک پہنچنے والا ہے
زاں سوی حد رانقی گن اے کریم
حد کی اس جانب کو اے کریم تو پاک کر دے
از حوادث تو بشو ایں دوست را
تو اس دوست کو حوادث زمانہ سے دھو دے
کہ مرا با بوی جنت دار بخت
مجھے جنت کی خوشبو کا جوڑی دل بنا دے
لیک سوراخ دُعا گم کردہ
لیکن تو نے دعا کی سوراخ کو گم کر دیا ہے
وردِ بنی را تو آوردی بکوں
تو ناک کے وظیفہ کو مقدمہ میں لے آیا؟
راکہ جنت کے آید از دُبر
مقدمہ سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟
وے تکبر کردہ تو پیش شہاں
اے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے
ہیں مر و معکوس عکسش بند تست
خبردار! الٹا نہ چل ' اس کا الٹا تیری بیڑی ہے
بُو وظیفہ بنی آمد ان محل
اے بدخوا! سوگھنا ناک کا کام ہے
جلی آں یونیسٹ ایں سوراخ زیر
یہ نچلا سوراخ اس کی خوشبو کی جگہ نہیں ہے
بوز موضع جو اگر باید خرا
اگر تجھے خوشبو چاہیے تو اس کو جگہ سے تلاش کر

۱۔ دستِ امن۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والا کہتا ہے کہ نجاست ظاہری کا ازالہ تو مجھ سے ممکن تھا وہ میں نے کر لیا باطنی نجاست سے خدا ہی پاک کر سکتا ہے۔ اے ز تو۔ یہ خدا کی قدرت ہی کر سکتی ہے کہ وہ روح کو پاک کر دے۔ حد من۔ انسان کا مقدور یہی ہے کہ وہ نجاست ظاہری سے پاکی حاصل کر لے۔ نجاست ظاہری کی حد سے آگے کی پاکی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حدت۔ وہ چیز جن سے وضو یا غسل ٹوٹ جاتا ہے۔ حوادث۔ یعنی دنیوی معاملات۔

۲۔ آں یکے۔ ایک آدمی نے استنجے کے وقت وہ دعا پڑھی جو ناک میں پانی دینے کے وقت کی ہے۔ سوراخ۔ یعنی ناک کا سوراخ اور پاخانہ کے مقام کا سوراخ۔ کون۔ پاخانہ کا سوراخ۔ دبر۔ پاخانہ کا سوراخ۔

۳۔ تواضع۔ جس طرح بے محل دعا ہے اسی طرح یہ بھی بے محل بات ہے کہ انسان احمقوں کے سامنے تواضع برتے اور شاہوں سے اکڑے۔ لبثاں۔ دنیا دار۔ شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ بند۔ انسان کی اپنی چالیں اس کی رفعت اور بلندئ کے لئے مانع ہیں۔ رست گل۔ پھول سوگھنے کے لئے ہے اور سوگھنا ناک کا کام ہے۔ محل۔ مشام۔ دماغ۔ سوراخ زیر۔ پاخانہ کا سوراخ۔ جلی آں یونیسٹ۔ یعنی پاخانہ کے سوراخ سے جنت کی خوشبو محسوس نہیں ہو سکتی۔

نہیں حُب الوطن باشد درست! تو وطن شناس اے خوبہ نخست

اسی طرح سے وطن کی محبت درست ہے اے خوب! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شدن آل مہی عاقل و سفر پیش گرفتن بے
عقلند مچلی کا واقف ہو جانا اور دانائی سے دھروں کے مشورے
مشورت بادگیراں از حکمت

بغیر روانہ ہو جانا

دل زرای و مشورت شاں برکنم

ان کے مشورے اور رائے پر دل نہ جماؤں

چوں علی تو آہ اندر چاہ گن

حضرت علیؑ کی طرح تو کنویں میں آہ کر

شب روی پنہاں روی گن چوں عس

رات کو چلنا اور پوشیدہ چلنا کوتاہی کی طرح اختیار کر

بحر جو و ترک این گرداب گیر

سمندر کی تلاش کر اور اس بھنور کو چھوڑ دے

از مقام باخطر تا بحر نور

بر خطر مقام سے 'نور' کے سمندر کی جانب

می دودتا در تنش یک رگ بود

وہ دوڑتا ہے جب تک اس کے بدن میں ایک رگ ہو

خواب خود در چشم ترسندہ گجاست

ڈرنے والے کی آنکھ میں نیند کہاں ہوتی ہے

راہ دور و پہنہ پہنا گرفت

دور اور چوڑے سے چوڑا راستہ اختیار کیا

رفت آخری سوی امن و عافیت

امن اور عافیت کی جانب چلی گئی

کہ نیابد حد آں را ہیچ طرف

جس کے کنارے کو کوئی آنکھ نہیں پاتی ہے

گفت آل مہی زیرک رہ کنم

اس عقلمند مچلی نے کہا میں سفر کر جاؤں

نیست وقت مشورت ہیں راہ گن

خبردار! مشورے کا وقت نہیں ہے سفر کر جا

محرم ۲ آل راہ کمیاب ست و بس

اس راستہ کا محرم بالکل نایاب ہے

سوی دریا عزم گن زیں آ بگیر

اس تالاب سے دیا کی جانب ارادہ کر

سینہ را پا ساخت وی رفت آل حذور

وہ محتاط سینہ کو پاؤں بنا کر جا رہی تھی

ہمچو آہو کز پے او سگ بود

اس ہرن کی طرح کتا جس کے دھپے ہو

خوب خرگوش و سگ اندر پے خطاست

خرگوش کی نیند اور کتا دھپے 'غلط' ہے

رفت ۳ آل مہی رہ دریا گرفت

وہ مچلی چلی گئی 'دیا' کی راہ لی

رنجھا بسیار دید و عاقبت

وہ بہت سی تکلیفوں سے دوچار ہوئی انجام کار

خوشتن افلند در دریای ژرف

اس نے اپنے آپ کو گہرے دیا میں ڈال دیا

۱۔ درست۔ یعنی وطن کی محبت کا

جزو ایمان ہونا تو درست ہے لیکن اس

کو سمجھ لے وہ کونسا وطن ہے۔ ظاہر

ہے مومن کا اصلی وطن عقیقی ہے۔

دل۔ یعنی میں دوسری مچلیوں سے

مشورہ نہ کروں گی۔ چوں علی۔ ایک

غلط روایت مشہور ہے کہ حضرت علیؑ

نے جذبات سے مجبور ہو کر آہ کرنا

چاہی تو کوئی اس آہ کا محرم نہ پایا اور

کنویں میں نہ لگا کر آہ کی گئی۔

۲۔ محرم۔ مچلی نے یہ بھی کہا اس

راستہ کے محرم نایاب ہیں لہذا خاموشی

سے رات کو نکل جانا چاہیے سانک کو

بھی یہی سوچنا پڑتا ہے اور سوک کی

مشکلات کو خود ہی برداشت کرنا پڑتا

ہے۔ سوی دریا۔ تالاب کو چھوڑ کر دیا

کا رخ کرنا چاہیے یعنی محدود دنیا کو

چھوڑ کر لامحدود عقیقی اختیار کرنی

چاہیے۔ سینہ۔ سینہ کے بل وہ محفوظ

مقام پر پہنچ گئی۔ ہمچو۔ وہ اس طرح دوڑ

کر پر خطر مقام سے بھاگی جس طرح

وہ ہرن بھاگتا ہے جس کا پیچھا شکاری

کتا کر رہا ہو۔ خواب۔ کتا دھپے ہو

اور پھر غفلت کی نیند سونا بڑی غلطی

ہے۔

۳۔ رفت۔ وہ عقلمند مچلی روانہ ہو گئی

اس نے لمبا چوڑا راستہ اختیار کر لیا۔

بہار۔ راستہ کی تکالیف برداشت کیں

اس کی جگہ پہنچ گئی۔ خوشتن۔ اس

نے اپنے آپ کو دیا کے ناپیدا کنار

مالے جا ڈالا۔

پس! چو صیاداں بیا وردند دام
بھر جب شکری جل لے آئے
گفت آہ من فوت کردم وقت را
بولی 'ہائے میں نے وقت گننا دیا
ناگہاں رفت او و لیکن چوں برفت
وہ اچانک چلی گئی' لیکن چونکہ وہ چلی گئی ہے
ایں زماں سودے ندارد خسرت
اب میری حسرت مفید نہیں ہے
پر گزشتہ خسرت آوردن خطاست
گزشتہ پر حسرت کرنا غلطی ہے
نیم عاقل را ازاں شد تلخ کام
اس ہے نیم عاقل کو ناگہی ہوئی
چوں نلکشم ہمرہ آں رہنما
میں اس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی؟
می بایستم شدن درپے بہ تفت
مجھے بھی جلد اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا
چوں گنم چوں فوت شد آں فرصت
چوں گنم چوں فوت شد آں فرصت
کیا کروں! جب کہ وہ موقع جاتا رہا؟
باز ناید رفتہ یاد آں ہباست
باز ناید رفتہ یاد آں ہباست
گیا وقت نہیں لوٹتا ہے اس کی یاد بیکار ہے

قصہ! آں مرغ گرفته کہ وصیت کرد کہ برگزشتہ پشیمانی مخور
اس چھنے ہوئے پرند کا قصہ جس نے وصیت کی کہ گزشتہ پریشیمان نہ ہو
و سخن محال باور ممکن و در مدارک وقت اندیش و
اور ناممکن بات کا یقین نہ کر اور موجود وقت کی اصلاح کر اور پشیمانی میں
روزگار بسر در پشیمانی
وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغے گرفت از مکرو دام
ایک شخص نے ایک پرند مکروہ جل سے پکڑ لیا
تو یکے مرغے ضعفی ہمجو من
تو نے مجھ جیسے ایک کمزور پرند کو
تو بے سہ گداواں و میشاں خوردہ
تو نے بہت سی گائیں اور بھیڑیں کھائی ہیں
تو نلکشتی سیر زانہا در زمن
تو زمانہ میلان سے پیٹ بھرا نہ بنا
مر مرا آزاد گرداں از کرم
کریم کر کے مجھے آزاد کر دے
مرغ اورا گفت کائے خولجہ ہمام
اس سے پرند نے کہا کہ اے خولجہ بزرگ
صید کردہ خوردہ گیر اے نیک ظن
شکار کر لیا، فرض کر کھا لیا، اے نیک گمان
تو بے اشتہر بقرباں کردہ
تو نے بہت سے لوٹ قربان کئے ہیں
ہم نگر دی سیر از اجزی من
میرے اجزاء سے بھی تیرا پیٹ د بھرے گا
اے جواں مرد کریم مستشم
اے شریف! معزز جوان شخص

۱۔ پس۔ شکری جب جل لے آئے تو نیم عاقل چھلی کو فکر ہوئی۔
گفت۔ اس نیم عاقل چھلی نے کہا
افسوس میں نے وقت ضائع کیا میں
اس غفلت و چھلی کے پیچھے پیچھے کیوں نہ
چل دی۔ ناگہاں۔ وہ اچانک چل دی
تھی لیکن اب بھی مجھے جلد اس کے
پیچھے چل دینا چاہیے۔ اس زمانہ۔
گزشتہ بات پر افسوس کرنے سے
کوئی فائدہ نہیں گزرا وقت دوبارہ
واپس نہیں آسکتا اس پر افسوس کرنے
کی بجائے فوراً کام شروع کر دینا
چاہیے تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو
سکے

۲۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ گزشتہ بات پر افسوس
میں وقت ضائع کرنا لغو بات ہے۔
آں یکے ایک شکری نے ایک پرند
بھاس لیا تو اس پرند نے کہا کہ اگر تو
مجھ ذبح کر کے کھا بھی لے گا تو بھی
کیا فائدہ ہوگا۔

۳۔ تو بے۔ پرند نے شکری سے
کہا کہ تو بہت سے بڑے بڑے
جانور کھا چکا ہے اور ان سے تیرا پیٹ
نہ بھرا تو مجھے کھا کر تیرا کیا بھلا ہوگا۔
مر مرا۔ مجھے مہربانی کر کے آزاد کر دے
تو میں تجھے تین مہینے کروں۔

۱۔ اول۔ میں پہلی نصیحت تو اس وقت کروں گا جب تو مجھے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہو گا دوسری جب کروں گا کہ تو مجھے چھوڑ دے گا اور میں دیوار پر جا بیٹھوں گا اور تیسری جب کروں گا کہ میں درخت پر جا بیٹھوں گا انچہ بدست۔ تیرے ہاتھ میں مدبھے ہوئے جو نصیحت کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ سے ناممکن اور محال بات کہے اس پر یقین نہ کرنا۔ برکفش۔ جب پرند نے یہ نصیحت کر دی تو شکری نے اس کو چھوڑ دیا اور پرند دیوار پر جا بیٹھا۔

۲۔ غلط۔ دیوار پر بیٹھ کر پرند نے دوسری نصیحت سیکر کر گزشتہ واقعہ پر بھی حسرت اور غم سے نہ کرنا اور اس کے بعد پرند نے کہا کہ میرے پونے میں ایک ناہ موتی ہے جس کا وزن دس درہم بھر یعنی تین تولے ہے۔ تقیم۔ چھپا ہوا۔ درہم۔ درہم۔ دولت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو وہ موتی تیری دولت ہوتا۔ حق۔ یعنی تیری جان کی قسم۔ فوت کر دی۔ چونکہ تیرا مقدمہ نہ تھا اسی لئے وہ موتی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

۳۔ آنچناں۔ پرند کی اس بات کو سن کر وہ شکری اس طرح ناگہ فریاد کرنے لگا جس طرح حاملہ عورت بچہ جننے وقت کرتی ہے گشت۔ وہ شکری پرند کی اس گفتگو پر غمگین ہو کر آہ آہ کرنے لگا اور اس سے بولا کہ تو نے حیلہ بازی کر کے مجھے تلوہ برباد کر دیا وہ نہ اس موتی کے ذریعہ بہت دولت مند بن جاتا۔

پہلے مرا تا کہ سہ پندت بردہم
مجھے چھوڑ دے تاکہ تجھے تین نصیحتیں کر دوں
اول! آں پندے دہم بردست تو
ان میں کی پہلی نصیحت میں تیرے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے
بر سر دیوار بدہم ثانیث
ان میں سے دوسری دیوار پر بیٹھ کر کروں گا
وال سوم پندت و ہم من بردخت
میں تیسری نصیحت تجھے درخت پر پہنچ کر کروں گا
انچہ بردست ست نیست آں سخن
جو ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کرنی ہے وہ یہ بات ہے
برکفش چوں گفت اول پند رفت
اس کے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے جب پہلی نصیحت کہی اور کیا
گفت دیگر بر گزشتہ غم خور
دوسری نصیحت کہ گزری ہوئی بات پر غم نہ کر
بعد ازاں گفتش کہ در جسمم تقیم
اس کے بعد اس نے اس سے کہا کہ میرے جسم میں چھپا ہوا
دولت تو بختِ فرزندان تو
تیری دولت تیری اولاد کا نصیبہ
فوت کر دی دُر کہ روزیت نبود
تو نے وہ موتی کھو دیا چونکہ تیرے مقدمہ میں نہ تھا
آنچناں کہ وقتِ زادان حاملہ
جس طرح حاملہ عورت جننے کے وقت
گشت غمناک و ہمگفت آہ آہ
غمگین ہو گیا ہے اور کہتا تھا ہائے ہائے
من چرا آزاد کردم مر ترا
میں نے تجھے کیوں آزاد کیا

تا بدانی زیر کم یا اہلہم
حتی کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں غمگین ہوں یا بخیر ہوں
بدہمت اے جان و دل سر مست تو
تجھے کروں گا اے وہ کہ دل و جان تیرے شیدائی ہیں
تا شوی زال پندشاد و خوب و کش
تاکہ تو اس نصیحت سے خوش اور بھلا اور نازاں ہو
کہ ازیں سہ پند گردی نیک بخت
تاکہ تو ان تینوں نصیحتوں سے نیک بخت بن جائے
کہ محالے راز کس باور ممکن
کہ ناممکن بات پر کسی کا یقین نہ کر
گشت آزاد و برآں دیوار رفت
آزاد ہو گیا اور دیوار پر جا بیٹھا
چوں ز تو بگذشت زال حسرت مبر
جب تجھ سے گزر گئی اس پر حسرت نہ کر
وہ درم سنگ ست یک در یتیم
دس درہم کے وزن کا ایک ناہ موتی ہے
بود آں گوہر بحق جان تو
تھا وہ موتی تیری جان کی قسم
کہ نباشد مثل آں دُر در وجود
کہ جس موتی کی مثل وجود میں نہ ہو گی
نالہ دار و خواجہ شد در غلغلہ
فریاد کرتی ہے (وہ شکری) خواجہ شوہ کرنے لگا
اس چرا کردم کہ شد کارم تباہ
یہ میں نے کیوں کیا کہ میرا کام برباد ہو گیا
زیں حیل از راہ بردی مر مرا
تو نے ان حیلوں سے مجھے گمراہ کر دیا

مُرغِ گفتش نے نصیحت کر دیت
پند نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے نصیحت نہیں کر دی
چوں گزشت و رفت غم چوں میخوری
جبکہ رفت و گزشت ہو گئی تو کیوں غم کرتا ہے؟
واں دُوم پندت بلفتم کُو ضلال
میں نے دوسری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے
من نیم خود سہ دم سنگ اے اسد
میں خود تین دہم بھر نہیں ہوں اے شیر!
خو بجہ ۲ باز آمد بخود گفتا کہ ہیں
خو بجہ ہوش میں آیا بولا کہ ہیں
گفت آ رہے خوش عمل کر دی بد اداں
اس نے کہا ہیں تو نے ان پر اچھا عمل کیا
اسی بگفت و بر پرید و شاد رفت
اس نے یہ کہا اور اڑ کیا اور خوش ہو کر چل دیا
پند ۳ گفتن با جہول خوابناک
ناہن جہل کو نصیحت کرنا
چاک حق و جہل نہ پذیر در فو
حماقت اور نااہلی کا چاک حق کے قابل نہیں ہے
زانکہ جاہل جہل را بندہ بُود
کیونکہ جاہل جہل کا غلام ہوتا ہے

کہ مبادا بر گزشتہ دی غمت
کہ کل کی گزشتہ بات پر تو غمگین نہ ہو
یا نکردی فہم پندم یا کری
یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے یا تو بہرا ہے
ہیچ تو باور ممکن قول محال
تو کبھی ناممکن بات کا یقین نہ کرنا
دہ دم سنگ اندروم چوں بُود
دس دہم کا وزن میرے اند کیسے ہو گا؟
باز گو پند سُم اے نازنین
اے نازنین! تیری نصیحت کر
تا بگویم پند ثالث را نکاں
تاکہ میں فضول تیری نصیحت کروں
سوی صحرا سر خوش و آزاد رفت
ست اور آزاد جنگل کی جانب چلا گیا
تخم افگندن بُود در شوره خاک
شبی زمین میں ج بٹا ہوتا ہے
تخم حکمت کم دیش اے پند گو
اے نصیحت کرنے والے اس میں نااہلی کا ج نہ ہو
چونکہ تو پندش وہی او نشود
جب تو اسے نصیحت کرے گا وہ نہ سنے گا

چارہ اندیشیدن آل مہی نیم عاقل و خود را مردہ کردن
اس ناقص عقل و اہل مجہلی کا تدبیر سوچنا اور خود کو مردہ بنا لینا

نیم عاقل گفت در وقت بکلا
مصیبت کے وقت نیم عاقل نے کہا
گو سوی دریا خد و از غم عتیق
کہ وہ دریا کی جانب چلی گئی اور غم سے آزاد ہو گئی
چونکہ ماند از سایہ عاقل جدا
چونکہ وہ عقلمند کے سایہ سے جدا ہو گئی تھی
فوت شد از من پختاں نیکو رفیق
مجھ سے ایسا اچھا ساتھی چھوٹ گیا

ایمرغ پند نے کہا کہ میں نے
تجھے نصیحت کی تھی کہ گزری ہوئی بات
پر غم نہ کرنا تب تو اس گزری ہوئی
بات پر کیوں غم کر رہا ہے یا تو تو
میری نصیحت نہ سمجھا تھا یا بہرا ہے
وہ دہم میں نے تجھے دوسری
نصیحت کی تھی کہ کسی کی ناممکن بات
پر یقین نہ کرنا اور تو نے میری ناممکن
بات پر یقین کر لیا اور یہ نہ سوچا کہ وہ
پند جس کا کل وزن ساڑھے دس
مانے بھی نہ ہوں گے پونے میں
تین تو لے لکاوٹی کیسے ہو سکتا ہے
۲ خو بجہ جب شکلی کو ذرا
سکون ہوا تو اس نے کہا تیری
نصیحت بھی سنا دے۔ گفت
پند نے طرا کہا تو نے د
نصیحتوں پر خوب عمل کیا ہے جو تجھے
تیری نصیحت سنا کر ضائع کر دیں
طرا میں تیری نصیحت بھی مضر ہے
کہ جو نصیحت قبول نہ کرے اس کو
نصیحت نہ کہ اس بگفت۔ اس
پند نے طرا کو جملہ کہہ دیا جس
میں تیری نصیحت بھی گئی اور ذکر
جنگل کی طرف چلا گیا۔

۳ پند گفتن۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ جاہل کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسے
شور زمین میں غم ریزی کرنا۔ چاک
حماقت اور جاہل نا قابل اصلاح ہے
نشانہ قبول کرنے کے ملنا ہے نہ
سنے گا۔ چارہ اندیشیدن۔ مکمل
عقلندی تو یہی ہے کہ کل از مصیبت
ذہن کی تدبیر کرے نیم عقلمندی یہ ہے
کہ مصیبت کے وقت ہی نجات کی
صحیح تدبیر کرے۔ سایہ عاقل۔ یعنی وہ
مجھلی جو چلی گئی تھی۔ رفیق۔ آزاد۔

۱۔ لیک۔ اب گزشتہ پر افسوس کرنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی ہوں کہ اپنے آپ کو مردہ بنالوں گی۔ برآرم۔ مچھلی ہر کرائی ہو کر سطح آب پر آ جاتی ہے۔ مرنے کے ساتھ اس طرح چلوں کہ جس طرح تنکا خود بخود بہہ کر چلا جاتا ہے۔ سبحانی۔ تیراکی۔ مرگ۔ حدیث شریف ہے مَمُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا یعنی نجات ہی میں ہے کہ مرنے سے قبل ہی فنا کا وہ جہہ اختیار کر لو۔

۲۔ مَمُوتُوا بِالْفِتْنِ۔ مقامِ فتنہ اختیار کرو گے تو فتنوں میں مبتلا ہو کر مرد گئے۔ بچناں۔ جیسا اس مچھلی نے سوچا تھا وہ ایسا ہی کیا۔ قاصداں۔ یعنی مچھلی کے شکری۔ تنج۔ یعنی ہلاکت

۳۔ غَلَطَ غُلَطًا۔ یعنی جب شکری نے اس کو زمین پر پھینک دیا تو وہ کسی طرح لٹتی پڑتی دھیا میں مرس گئی۔ ماند۔ تیسری بے عقل مچھلی اچھل کود کرتی رہی تاکہ اپنی بے وقت کوشش کے ذریعہ نجات حاصل کر لے۔ سلیم۔ سلامہ مزاج یہ خوف دہام اُفگندند۔ شکری نے اس کو جل سے پکڑ لیا اور اس کے کہاب بنا کر تو سے پر سینکے۔

خویشتن را ایں زماں مُردہ گنم
اس وقت اپنے آپ کو مردہ بناتی ہوں
پشت زیر و می روم بر آب بر
پشت نیچے کو لہ پانی کے لوہر آ جاتی ہوں
نے بسباجی چنانکہ کس رَوَد
نہ کہ تیراکی ہے جیسے کہ انسان چلتا ہے
مرگ پیش از مرگ اسن ست از عذاب
مرنے سے پہلے مر جانا عذاب سے اسن ہے
آپنجنیں فرمودہ مارا مصطفیٰ
مصطفیٰ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے
يَا بَنِي الْمَوْتِ تَمُوتُوا بِالْفِتْنِ
موت آئے اور فتنوں سے مرد

آب گہ بردش نشیب و گہ بلند
پانی کبھی اس ک نیچے لے جاتا کبھی لوہر
کہ دریغا ماہی مہتر بہر د
کہ افسوس بڑی مچھلی مر گئی
پیش رفت ایں بازیم رستم ز تیغ
میری یہ چال چل گئی میں تلوار سے بچ گئی
پس بروقتف کردو بر خاش فگند
پھر اس پر تھوکا اور زمین پر پھینک دیا
مانداں احمق ہی کرد اضطراب
وہ احمق نہ گئی جو تڑپتی تھی
تاکہ بچید خویش برہاند گلیم
تاکہ دھیا میں کود پڑے اپنی گدڑی چھڑالے
احمق اورا دریاں آتش نشاند
بیوقوفی نے اس کو اس آگ میں بٹھا دیا

لیک! زماں نندیشتم و بر خود زخم
لیکن میں سوچتا تھا کہ میں خود کو زخم
پس بر آرم اشکم خود بر زہر
پس میں اپنا پیٹ لوہر کو کرتی ہوں
می روم بروے چنانکہ خس رَوَد
اس پر اس طرح چلوں جیسے کہ تنکا چلتا ہے
مردہ گرم خویش بسپارم باب
میں اپنے آپ کو مردہ بناتی ہوں لہ پانی کے سپرد کرتی ہوں
مرگ پیش از مرگ اسن ست لفتہ
اے نوجوان! مرنے سے پہلے مر جانا اسن ہے
گفت مَمُوتُوا كُلُّكُمْ مِّن قَبْلُ اَنْ
فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ
بچناں مُرد و شکم بالا فگند
اسی طرح مردہ ہو گئی اور پیٹ لوہر کر لیا
ہر یکے زماں قاصداں پس غصہ خورد
ان ارادہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت دغ کرتا تھا
شاد می شد اوزاں گفت دروغ
اس افسوس کی گفتگو سے وہ خوش ہوتی تھی
پس گرفتش یک صیاد ارجمند
پھر اس کو ایک بھلے شکری نے پکڑ لیا
غلط سفلطال رفت پنہاں اندر آب
وہ لٹتی پڑتی چپکے سے پانی میں چلی گئی
از چپ از راست می رست آل سلیم
وہ بیوقوف دائیں لہ بائیں سے کوئی سمجھ
دام افگندند و اندر دام ماند
انہوں نے جل پھینکا اور وہ جل میں نہ گئی

بر سر آتش بہ پشتِ تابہ با حماقت گشت او ہم خواب
 آگ پر توے کی پشت پر حماقت سے ہم خواب ہو گئی
 او ہم جو شید از تفتِ سعیر عقل امی گفتش الم یلک نذیر
 وہ آگ کی گرمی سے اہل رہی تھی عقل اس سے کہتی تھی کیا تیرے پاس کوئی ڈرانے والا نہ آیا تھا
 او ہم گفت از شکنجہ وز بلا ہمچو جانِ کافراں قالوا بلی
 وہ شکنجہ اور بلا میں سے کہتی تھی کافروں کی روح کی طرح "کیوں نہیں"
 بازی گفت او کہ گر اس بار من و اہم از محنت گردن شکن
 پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں گردن توڑ مصیبت سے چھوٹ جاؤں
 من نسازم جز بد ریلی وطن آگیرے را نسام من سکن
 میں نہ بنایا کے سوا وطن نہ بنائوں گی میں کسی تالاب کو آرام گاہ نہ بنائوں گی
 آبِ بیحد جویم و ایمن شوم تا ابد در امن و در صحت روم
 لامحدود پانی تلاش کروں گی امن سے ہو جاؤں گی ہمیشہ کے لئے امن اور صحت میں چلی جاؤں گی
 ہمچیں می کرد با خود عہد ہا کز چنیں ورطہ اگر گرم رہا
 وہ اپنے آپ سے ایسے عہد کرتی تھی کہ اگر اس ہلاکت سے میں رہا ہو جاؤں
 دامنِ عاقل بگیرم روز و شب تا نیستم در چنیں رنج و تعب
 دن رات عقلمند کا دامن پکڑے رہوں گی تاکہ ایسی تکلیف اور مصیبت میں نہ پھنسوں

بیان ۳ آنکہ عہد کردن احمق وقتِ گرفتار وندم ہیچ سود
 اس کا بیان کی احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا اور اندم ہونا کچھ مفید
 ندارد کہ وَلَوْ رُثُوا لَعَاثُوا لِمَا نَهَوْا عَنْهُ وَانْتَهَم لَكَافِبُونَ
 نہیں ہوتا کیونکہ وہ اگر واپس بھیج دیئے جائیں تو وہ ممنوعات کو دوبارہ عمل میں لائیں گے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں
 ہیچ کاذب و فائدہ ندارد
 کوئی جھوٹا و فائدہ نہیں کرتا ہے

عقل می گفتش حماقت با تو است با حماقت عہد را آید شکست
 عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ ہے حماقت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے
 عقل را باشد وفای عہد ہا تو نداری عقل رواے خربہا
 عہدوں کی وفا عقل کے لئے ہے تجھ میں عقل نہیں ہے اے گدھے کی قیمت بھرا تو جا

۱ عقل۔ عقل اس پر طنز کر رہی تھی کہ کیا تیرے پاس کچھ عذاب سے ڈرانے والے نہ آئے تھے؟ وہ مچھلی کہہ رہی تھی کہ بیشک ڈرانے والے تو آئے تھے لیکن میں نے ان کا کہنا نہ مانا تھا۔ بازی گفت۔ پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس بار بخ جاکوں تو پھر میں تالاب سے محبت نہ کروں گی اور دنیا کا رخ کروں گی یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں بے عقلی کریں گے اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت نہ سنیں گے۔
 ۲ ہمچیں۔ اب وہ دل میں اس طرح عہد کر رہی تھی کہ اب اگر زندگی حاصل ہو جائے تو میں کسی عقلمند کا دامن پکڑ لوں گی۔

۳ بیان۔ اب مولانا بتاتے ہیں کہ ایسے احمقوں کے ان عہدوں اور وعظوں کا بھی اعتبار نہیں ہے قرآن پاک نے انہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر ان کو دوبارہ زندگی دے بھی دی جائے تو یہ بد عہدی کریں گے یہ جھوٹے ہیں۔ عقل می گفتش۔ دوبارہ زندگی کی تمنا کرنے والے سے عقل کہی ہے خربہ۔ گدھے کی قیمت والا۔

دشمن و باطل کن تدبیر تست

وہ تیری تدبیر کا باطل کرنے والا اور دشمن ہے

یاد نار دزد آتش و سوز و خسیس

آگ اور سوز اور آگ بھڑکنے کی آواز کو یاد نہیں کرتا ہے

آز و نیایش بر آتش می زند

حرص اور اس کی بھول آگ میں جھونک دیتی ہے

عقل را باشد کہ عقل آنرا فراشت

عقل میں ہوتی ہے کیونکہ عقل نے ان کو بلند کیا ہے

چوں مذکر نے لیا بش چوں بود

جبکہ یاد دلانے والا نہیں ہے اس کی واپسی کیسے ہو؟

کہ نہ بیند کال حماقت را چہ خوست

کیونکہ وہ نہیں دیکھتا کہ حماقت کی خصلت کیا ہے؟

نے ز عقل روشن چوں گنج بود

نہ کہ روشن عقل کی وجہ سے جو خزانہ ہوتی ہے

می نیرزد خاک آن توبہ و ندم

وہ توبہ اور ندامت خاک کے برابر بھی نہیں ہے

پس کلام اللیل یمحوہ النهار

تو رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے

ہم رودار دل نتیجہ و زادہ اش

دل سے اس کا نتیجہ اور پیداوار بھی چل جاتی ہے

بانگ لورؤو لعاؤوا می زند

پکارتی ہے اگر وہ لوٹائے گئے تو پھر وہیں کریں گے

چونکہ عقل نیست نیال! میر تست

چونکہ تجھے عقل نہیں ہے بھول تیرے لیے حکمراں ہے

از کمی عقل پروانہ خسیس

کمینہ پروانہ عقل کی کمی کی وجہ سے

چونکہ پرش سوخت توبہ می کند

جب اس کے پر جلے توبہ کرتا ہے

ضبط و درک و حافطی و یادداشت

ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت۔

چونکہ گوہر نیست تابش چوں بود

جب جوہر نہیں ہے تو چمک کیسے ہو؟

ایں تمنا ہم زبے عقلی اوست

یہ تمنا بھی اس کی بے عقلی سے ہے

آں ندامت از نتیجہ رنج بود

وہ ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی

چونکہ شد رنج آں ندامت شد عدم

جب تکلیف ختم ہوئی وہ ندامت ختم ہو گئی

آں ندم از ظلمت غم بست بار

اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ اٹھایا ہے

چوں برفت آں ظلمت غم گشت خوش

جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا

می کند او توبہ و پیر خرد

وہ توبہ کرتا ہے اور بزرگی عقل

۱۔ نیال۔ یعنی عہد کے بارے میں بھول۔ ترکی۔ پروانہ میں عقل کی کمی ہے جس کی وجہ سے شمع کی آگ کی سوزش اس کو یاد نہیں آتی۔ خسیس۔ ہلکی آواز۔ آؤ۔ پروانہ کی حرص اور بھول اس کو جلا دیتی ہے۔

۲۔ ضبط۔ یعنی عہد کی حفاظت اور اس کو سمجھنا اور یاد رکھنا۔ عقل کے کام میں عقل ہی نے یہ صفتیں پیدا کی ہیں۔ گوہر۔ یعنی عقل۔ تابش۔ یعنی عقل کے آثار۔ مذکر۔ انسان کی عقل اس کو اس کا عہد یاد دلاتی ہے۔ لیا۔ رجوع۔ یعنی عہد کی طرف رجوع۔ آں۔ تمنا۔ یعنی دوبارہ زندہ ہو کر نیکی کرنے کی تمنا۔ کنہ۔ بیند۔ اس کی بے عقلی یہ ہے کہ وہ اپنی حماقت کے آثار کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ آں ندامت۔ عذاب کے وقت ندامت عذاب کا نتیجہ ہے۔

۳۔ چونکہ۔ جبکہ وہ ندامت عذاب کا نتیجہ ہے تو جب عذاب ختم ہو جائے گا ندامت بھی ختم ہو جائے گی اسی لئے اس توبہ اور ندامت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ آں ندم۔ وہ ندامت غم کی تاریکی میں پیدا ہوتی ہے رات کی بات کو دن بھلا دیتا ہے توبہ جب تاریکی ختم ہو جائے گی ندامت بھی باقی نہ رہے گی نتیجہ یعنی ندامت۔ پیر خرد۔ تجربہ کار عقل۔ در بیان۔ وہم اور عقل۔ بہت فرق ہے۔

در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست و ستیزہ او ست

اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھٹا سکہ اور اس کا مخالف ہے

و با او ماند و او نیست

اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ نہیں ہے

عقل بضدِ شہوت ستلے پہلوں
اے پہلا عقل شہوت کی ضد ہے
وہم خواہش آنکہ شہوت را گداست
اس کو وہم کہہ جو شہوت کا بھڑکی سے
بے محک پیدا نگرود وہم و عقل
وہم اور عقل میں بغیر کسوٹی کے امتیاز نہیں ہوتا ہے
اس محک قرآن و حالِ انبیاء
یہ کسوٹی قرآن اور انبیا کی سیرت ہے
تا جب بنی خویش راز آسیب من
تاکہ میری ضرب سے تو اپنے آپ کو دیکھ لے
عقل را گراڑہ ساز دو وہم
اگر آدم عقل کے دو ٹکڑے کر دے

آنکہ شہوت می تند عقلش مخواں
جو شہوت کا چکر کائے اس کو عقل نہ کہہ
وہم قلب و نقد زر عقلہا است
وہم کھٹا ہے اور عقلیں خالص سونا ہیں
ہر دو را سوي محک گن زود نقل
دونوں کو بہت جلد کسوٹی کی طرف منتقل کر
چوں محک مر قلب را گوید بیا
کیونکہ کسوٹی کھولنے کو کہتی ہے آما
کہ نہ اہل فراز و شیب من
کہ تو میرے نشیب و فراز کا اہل نہیں ہے
ہمچوں زر باشد در آتش او بسیم
وہ سونے کی طرح آگ میں مسکرانے والی ہوگی

مجاوباتِ موسیٰ کہ صاحب عقل بود با فرعون کہ صاحب وہم بود
حضرت موسیٰ کے جو عقلمند تھے فرعون کے ساتھ سہل و جواب جو ذہبی تھا

وہم مر فرعون عالم سوز را
عالم سوز فرعون کے لئے وہم ہے
رفت سہ موسیٰ بر طریق نیستی
حضرت موسیٰ فنا کے مقام کے طریقہ پرانہ ہوئے
گفت من عقلم رسول ذوالجلال
انہوں نے کہا میں عقل ہوں ذوالجلال کا رسول ہوں
گفت نے خاش رہا گن ہلے وہوی
اس نے کہا چپ ہائے و ہو ختم کر
گفت کہ نسبت مرا از خاکدانش
فرمایا میری نسبت اس کے خاکوں سے ہے
بندہ زادہ آلِ خداوند و حید
اس خدائے واحد کا غلام زادہ ہوں

عقل مر موسیٰ جاں افروز را
جان کو نندارتنے والے موسیٰ کے لئے عقل ہے
گفت فرعونش بگو تو کیستی
فرعون نے ان سے کہا بتا تو کون ہے؟
حجتہ اللہ ام امانم از ضلال
میں اللہ کی حجت ہوں گمراہی سے امن دلانے والا ہوں
نسبت و نام قدیمت را بگوئی
اپنا پہلا نام اور نسبت بتا
نام اصلم کمترین بندگانش
میرا اصلی نام اس کا کترین بندہ ہے
زادہ از پشتِ جواری و عبید
لوٹریوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

۱ عقل۔ شہوت نفسانی عقل کی
ضد ہے عقل اس کی طرف مائل نہیں
ہو سکتی۔ وہم۔ جو نفسانی خواہش کی
طرف مائل ہو وہ وہم ہے وہم بھی سکے
ہے لیکن کھٹا اور عقل بھی سکے ہے لیکن
کھرا ہے۔ بے محک۔ عقل اور وہم
کے مقتضیات کو قرآن اور سیرت کی
کسوٹی پر رکھنے سے دونوں میں امتیاز
ہو جائے گا۔

۲ تا جب بنی۔ قرآن اور سیرت
واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے
مقتضیات ان کے مطابق نہیں ہیں۔
عقل۔ عقل کا جس قدر بھی تجربہ کیا
جائے گا اس کا خالص ہونا واضح ہوگا۔
بسیم۔ مسکرانے والا۔ فرعون۔ فرعون
ذہبی تھا اور حضرت موسیٰ صاحب عقل
تھے۔

۳ رفت۔ حضرت موسیٰ فرعون
کے پاس پہنچے اور اس وقت وہ مقام فنا
میں تھے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا میں عقل مجسم ہوں۔ خدا رسول
اور اللہ کی دلیل لوگوں کو گمراہی سے
بچانے والا ہوں۔ گفت نے۔ فرعون
نے کہا یہ باتیں میں سننا نہیں چاہتا تو
اپنا قدیم نام اور نسبت بتا۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے کہا میرا نسبت تو یہ
ہے کہ میں خاکزادہ ہوں اور میرا نام
اللہ کا کمترین غلام ہوں اور میں اللہ کے
غلاموں اور لوٹریوں کی پشت و بطن
سے پیدا ہوا ہوں۔

نسبت اصلم ز خاک و آب و گل

میری اصل کی نسبت خاک اور پانی اور مٹی سے ہے

مرجع ایں جسم خالم ہم بخاک

میرے اس خاکی جسم کا مرجع خاک ہے

اصل ما و اصل جملہ سرکشان

ہماری اصل اور سب متکبروں کی اصل

نے مدد از خاک می گیر و تحت

کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟

چوں رود جاں می شود او باز خاک

جب روح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائے گا

ہم تو وہم ما وہم اشیاء تو

تو بھی اور ہم بھی اور تجھ جیسے بھی

گفت غیر ایں نسب نامیت ہست

اس نے کہا اس نسبت کے علاوہ تیرا ایک اور نام ہے

بندۂ فرعون و بندۂ بندگاش

فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام

بندۂ باغی و طاعی و ظلوم

تو ظالم اور سرکش باغی غلام ہے

خونی و غداری و حق ناشناس

تو خونی اور غدار ہے اور حق کو نہ پہچانے والا ہے

در غریبی خوار و درویش و خلق

تو پردیس میں ذلیل اور محتاج اور شکستہ حال رہا

گفت حاشا کہ بود با آں مُلک

انہوں نے فرمایا خدا! بچائے کہ اس مالک کے ساتھ ہو

واحد اندر مُلک و او را یار نے

وہ سلطنت میں اکیلا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

آب و گل را داد ویزداں جان و دل

پانی اور مٹی کو خدا نے جان و دل عطا فرما دیا ہے

مرجع تو ہم بخاک اے سہمناک

اے ظالم! تیرا مرجع بھی خاک ہے

ہست از خاکے و آنرا صد نشان

خاک سے ہے اور اس کی سو نشانیاں ہیں

از غذای خاک قربہ گردنت

خاکی غذا سے تیری گردن موٹی ہے

اندر اں گورِ مخوف سہمناک

خوفناک ڈروانی قبر میں

خاک گردند و نمازند جاہ تو

خاک ہو جائیں گے اور تیرا رتبہ نہ رہے گا

مر ترا آں نام خود اولیٰ ترست

وہ نام تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

کہ از و پرورد اول جسم و جان

جس سے شروع میں اس کے جسم و جان نے پرورش نہ پائی

زیں وطن بگریختہ از فعلِ شوم

برے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگا ہے

ہمہر ایں اوصاف خود می گن قیاس

اس پر اپنے اوصاف کو قیاس کر لے

کہ ندستی سیاس ماو حق

کیونکہ تو حق اور ہماری شکر گزندی کو نہ سمجھا

در خداوندی کس دیگر شریک

کوئی دوسرا شریک خدائی میں

بندگاش را جز او سالار نے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

۱۔ نسبت۔ میں آدم کی اولاد ہوں۔

آدم کو خدا نے آب و گل سے پیدا فرمایا

پھر اس کو جان و دل عطا فرما دیا۔

مرجع۔ میرا خاکی جسم پھر خاک بن

جائے گا اور تجھ ظالم کے جسم کو بھی

خاک میں ملنا ہو گا۔ اصل۔ اصل۔ تمام

انسانوں کی اصل آب و گل ہے اور اس

کی سوا عاتیں ہیں۔ نے مدد۔ پہلی

نشانی یہ ہے کہ انسان زمین کی پیداوار

سے خوراک حاصل کرتا ہے اور اسی

سے پرورش پاتا ہے۔

۲۔ چل۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ

سب کو کر خاک میں مل جاتا ہے اور

تجھے بھی خاک میں مل جانا ہے اور یہ تیرا

اقبل فانی ہے۔ گفت۔ فرعون نے

غصہ سے کہا کہ تیرا ایک اور نام ہے اور

وہ زیادہ مناسب ہے اور وہ زیادہ

مناسب ہے اور یہ ہے فرعون کا غلام

فرعون کے غلاموں کا غلام کہ ارد۔ یعنی

اس غلام کی جان اور جسم کو فرعون نے

ی پرورش کیا ہے۔

۳۔ بند۔ تو غلام تو ہے تو باقی اور

سرکش غلام ہے اور تو وہی ہے جو ایک

جرم کر کے مصر ہے بھاگا تھا۔ فعل

شوم۔ یعنی ایک قبیلے کا قتل۔ ہم

برین۔ یعنی اسی طرح کے اپنے اور

اوصاف سمجھ لے۔ در غری۔ فرعون

نے حضرت موسیٰ سے کہا چونکہ تو نے

میرے حقوق ادا نہ کئے اس لئے

پردیس میں ملا ملا پھر۔ گفت۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کا کوئی

شریک نہیں ہے۔ واحد۔ وہ خدائے

واحد تم جس کو کسی مددگار کی بھی

ضرورت نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا

تنہا خدا ہے۔

نہیں خلقتش را در گس مالکے
اس کی مخلوق کا کوئی دوسرا شخص مالک نہیں ہے
نقش او کرده ست و نقاش من اوست
اس نے صورت بنائی ہے اور میرا صورت گروہی ہے
تو نتانی ابروئے من ساختن
تو میری ابرو بھی نہیں بنا سکتا
بلکہ آن غدار و آن طاغی توئی
بلکہ تو وہ غدار اور سرکش ہے
گر بکشم ۲ من عوانے را بسہو
اگر میں نے ایک خطا کر بھولے سے یاد ڈالا
مَنْ ز دم مشتے و ناگہ او فتاد
میں نے ایک مکا مارا اچانک گر پڑا
مَنْ سگے گشتم تو مرسل زادگان
میں نے ایک کتے کو مارا تو نے رسول کی اولاد کے
گشتہ ۳ و خونِ شاں در گردنت
قتل کئے ہیں اور ان کا خون تیری گردن پر سے
گشتہ ۴ و زیت یعقوب را
تو نے حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو قتل کیا ہے
کوئی تو حق مرا خود برگزید
تیرے اندھے پن کے لئے خدا نے مجھے جن لیا
گفت لہ نہا را بہل بے ہیچ شک
اس فرعون نے کہا ان باتوں کو چھوڑ بلا شک
کہ مرا پیشِ خشر خواری گنی
کہ تو مجمع کے سامنے میری توہین کرے
گفت خواری قیام صعب تر
موسیٰ نے فرمایا کہ قیامت کی ذلت بہت سخت ہے

شرکتش! دعویٰ کند جو ہالکے
اس کی شرکت کا کہن بھی کرے طے رہا ہونے کے
غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست
غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے
چوں توانی جان من بشناختن
تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے؟
کہ گنی باحق تو دعویٰ دوئی
جو خدا کے ساتھ دئی کا دعویٰ کرتا ہے
نے برہی نفس گشتم نے باہو
تو نفس کے لئے نہیں مارا نہ کھیل سے
آنکہ جانش خود نہ بد جانے بداد
جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی
صد ہزاراں طفل بے جرم و ذریاں
لاکھوں بے خطا اور بے قصور بچے
تاچہ آید بر تو زیں خوں خوردنت
دیکھ تیری خون آشامی کا کیا وہاں تجھ پر آئے گا؟
بر امید قتل من مطلوب را
میرے قتل کی امید پر جو تیرا مقصود تھا
سرنگوں شد انچہ نفست می پرزید
تیرا نفس جو خیال پکڑا تھا وہ لوندھا ہو گیا
ایں بود حق من و نان و نمک
میرا اور نام و نمک کا یہی حق تھا
روز روشن بر دم تاری گنی
اور روشن دن کو میرے دل پر تاریک کر دے
گرنداری پاس من درخیر و شر
اگر تو اچھائی اور برائی میں میرا لحاظ نہ کرے گا

۱۔ شرکتش۔ جو اس کی شرکت کا
دعویٰ کرے گا وہ تباہ ہو گا۔ نقش۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہی میرا
صورت گروہی ہے اگر کوئی دوسرا دعویٰ
کرے تو وہ ظالم ہے تو نتانی۔ تو میرا
خدا کیسے ہو سکتا ہے تو میری ایک ابرو
بھی نہیں بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پورا
وجود۔ بلکہ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔
غدار۔ میں نہیں ہوں تو خدا کا غدار

۲۔ عوانے۔ مجھ سے قبلی کا قتل بلا
ارادہ ہوا تھا۔ خود نہ بلیہ وہ کافر تھا اس
کی جان جان ہی نہ تھی۔ مرسل۔
یعنی حضرت یعقوبؑ۔ گشتہ۔ یعنی تو
نے ہزاروں بے قصور اولاد یعقوب کو
قتل کیا اس کی سزا میں تو طرح طرح
کے عذاب بھگتے گا۔

۳۔ خشر۔ فرعون بنی اسرائیل
کے بچوں کو قتل کر رہا تھا اور اس کا مقصد
حضرت موسیٰ کو قتل کرنا تھا۔ کوئی تو۔
خدا نے تیری مرضی کے برخلاف
مجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کر
لیا۔ سرنگوں۔ یعنی تو میرے قتل پر قادر
نہ ہوا۔ گفت۔ فرعون کہنے لگا کہ ان
باتوں کو چھوڑ کیا میرے حقوق کا یہی
تقاضہ ہے کہ تو مجھے برسرِ مجمع ذلیل کرتا
ہے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اگر تو خیر و شر میں میرا امتحان نہ کرے گا تو
قیامت میں ذلیل ہو گا اور وہ ذلت
اس دنیا کی ذلت سے بہت سخت
ہے۔

زخم ۱ کیسے رانی تانی کشید زہر مارے را تو چوں خواہی پخشید
جب تو ایک مجھ کا زخم برداشت نہیں کر سکتا سانپ کے زہر کو کیسے چکھے گا؟
ظاہراً کار تو ویراں می گنم لیک خارے را گلستاں می گنم
میں بظاہر تیرا کام تباہ کر رہا ہوں لیکن میں کانٹے کو گلستاں بنا رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی
اس کا بیان کہ تعمیر تخریب میں اور دل جمعی پریشانی میں اور درستی شکستگی میں اور
در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم و علی ہذا
مراد بے مرادی میں اور وجود عدم میں ہے اسی پر بقیہ ضدوں
بقیۃ الاضداد والذواج
اور جوڑوں کو قیاس کر

آں ۲ کیسے آمد میں رامی شکافت ابلہ فریاد کردو بر نتافت
ایک شخص آیا زمین کھودنے لگا ایک احمق نے شور کیا اور برداشت نہ کر سکا
کایں زمیں را از چہ ویراں می گنی می شکافی و پریشاں می گنی
کہ تو اس زمین کو کیوں ویران کرتا ہے؟ کھود رہا ہے اور بکھیر رہا ہے
گفت اے ابلہ برو بر من مراں تو عمارت از خرابی باز داں
اس نے کہا اے احمق! جا مجھ پر حکم نہ چلا پہلے تعمیر اور تخریب کے فرق کو سمجھ لے
کے ۳ شود گلزار و گندم زار ایں تا نگرود زشت و ویراں ایں زمیں
یہ چمن اور گیہوں کا کھیت کب بن سکتی ہے؟ جب تک یہ زمین بدنام اور ویران نہ ہو
کے شود بستان و رکشت و برگ و بر تا نگرود نظم او زیر و زبر
باغ اور کھیتی اور پتے اور پھل کیونکر ہوں جب تک اس کی ترتیب زیر و زبر نہ ہو
تانہ بشگافی بہ نشتر ریش چخز کے شود نیکو کے گردید نغز
جب تک تو نشتر سے بند زخم کو نہ چیرے وہ اچھا اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
تانسوزد خلطہ لست از دوا کے رود سودش گجا یابد شفا
جب تک دوا سے تیری رطوبتیں نہ جلیں اس کو فائدہ کب ہو سکتا ہے اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
پارہ کردہ درزی جلمہ را گس زنداں درزی علامہ را
ہڈی نے کپڑے کو کٹڑے کٹڑے کر دیا اس ماہر ہڈی کو کون مانتا ہے؟

۱۔ زخم کیجیے۔ یہاں تو ایک مجھ
کے کانٹے کو برداشت نہیں کر سکتا تو
قیامت میں سانپوں کا زہر کیسے پیئے
گا۔ ظاہراً جس کو تو بربادی سمجھتا ہے
اس میں ہی میری آبادی ہے۔
بیان۔ اب مولانا چند ایسی مثالیں
دیتے ہیں جن میں بظاہر ویرانی ہے
لیکن حاصل وہی تعمیر ہے۔
۲۔ آں کیسے ایک شخص نے
زمین کو کھودنا شروع کیا۔ کایں۔ اس
بیوقوف نے زمین میں مل چلانے
والے سے کہا تو زمین کو کیوں ویران کر
رہا ہے اور اس کی مٹی کو متفرق کر رہا
ہے۔ تو عملت۔ تو تعمیر اور تخریب
میں فرق نہیں کر سکتا ہے۔ کے شود۔
چمن اور کھیت جب ہی تیار ہوتا ہے
جب پہلے زمین کو ویران کر دیا جائے۔
۳۔ کے شود۔ زمین کو جب تک انا
پلٹانہ جائے نہ اس میں کھیتی پیدا ہوتی
ہے نہ اس میں پھل پھول پیدا ہوتے
ہیں۔ چخز۔ وہ پھوڑا جس کا منہ نہ بنا
ہو۔ پارہ۔ ہڈی قیمتی کپڑے کو تراش
کر کٹڑے کٹڑے کرتا ہے کوئی ہڈی
کو برا نہیں کہتا ہے۔

گفت الحق سخت اُستا جادوئی کہ در افگندی بمکر اینجا دُوئی

اس نے کہا یقیناً تو جادو کا بڑا استاد ہے کہ تو نے مکر سے یہاں اختلاف پیدا کر دیا

خلق یک دل را تو کردی دو گرو جادوئی رخنہ کند در سنگ و کوہ

تو نے ایک دل مخلوق کو دو گروہ کر دیا تیری جادوگری پتھر اور پہاڑی میں شکاف ڈالتی ہے

نفی کردن موسیٰ علیہ السلام جادوئی و سحر را از خود

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بارے میں سحر اور جادوگری کا انکار کرنا

گفت ہستم غرق پیغام خدا جادوئی کہ دید بانام خدا

انہوں نے فرمایا میں خدا کے پیغام میں مستغرق ہوں خدا کے نام کے ساتھ جادوگری کس نے دیکھی ہے؟

غفلت و کفرست مایہ جادوئی مشعلہ و نیست جان موسوی

جادوگری کا مدار اللہ سے غفلت اور کفر پر ہے موسیٰ کی جان دین کی مشعل ہے

من بجادویاں چه مانم اے فتیح کزد مم پر رشک می گردد مسیح

اے بے شرم! میں جادوگروں سے کیسے مشابہ ہوں؟ کہ میرے دم سے مسیح پر رشک بنتے ہیں

من بجادویاں چه مانم اے جُب کہ ز جانم نور می گیر و کُتب ۲

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ کہ ز جانم نور می گیر و کُتب ۲

من بجادویاں چه مانم اے خبیث کز خدا نازل شود بر من حدیث

اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر کلام نازل ہوتا ہے

لا جرم بر من گماں آں می بری لا محالہ مجھ پر بھی وہی گمان کرتا ہے

بر کریمانش گمان بد بُود ہر کر اس افعال دام و دد بُود

اس کا بھولوں کے بارے میں برا گمان ہوتا ہے جس کے چرندوں اور درندوں کے کام ہوں

چوں تو جزو عامی پس اے مہیں چوں تو جزو عامی پس اے مہیں

چونکہ تو دنیا کا جزو ہے اس لئے اے ذلیل! چوں تو جزو عامی پس اے مہیں

گر تو برگردی و برگرد دسرت اگر تو چکر کانے اور تیرا سر پکڑائے

ور تو در کشتی روی بریم رواں ور تو در کشتی روی بریم رواں

اگر چلتے دیا پر تو کشتی میں چلے اگر چلتے دیا پر تو کشتی میں چلے

دیا کے کنارے کو دھنسا ہوا دیکھے گا

۱۔ گفت۔ فرعون نے حضرت

موسیٰ سے کہا تو مکمل جادوگر ہے تو نے

اپنے مکر اور جادو سے میری قوم میں

اختلاف پیدا کر دیا جادو کا اثر پہاڑ اور

پتھر کے بھی ٹکڑے کر دیتا ہے۔ نفی۔

حضرت موسیٰ نے جادوگر نہ ہونے

کے دلائل بیان فرمائے۔ گفت۔

جادوگر اپنے عمل میں خدا کے نام کا

سہارا نہیں لیتا جو جادو میں شیطان

کا نام استعمال کرتا ہے۔ مسیح۔ اس

سے مراد حضرت عیسیٰ نہیں ہیں بلکہ

اپنے فن کا کامل شخص مراد ہے۔

۲۔ کُتب۔ یعنی آسمانی کتابوں

میں میرا نوکر ہے۔ کز خدا۔ میرے ناپاک

وہی نازل ہوتی ہے جادوگر کو وحی سے

کیا واسطہ۔ چوں تو۔ تو خود جیسا ہے

دیسا ہی مجھے سمجھ رہا ہے۔

۳۔ ہر کر۔ انسان جیسا خود ہوتا

ہے ویسا ہی دوسروں دنیا دار ہے اس

لئے دوسروں کو بھی ایسا سمجھتا ہے۔ گر

تو۔ مولانا چند مثالوں سے سمجھاتے

ہیں کہ انسان اپنی حالت پر دوسروں کو

قیاس کرتا ہے جس کا سر چلدار یا بودہ

گھر کو گھومتا ہوا سمجھتا ہے۔ و تو۔ کشتی

میں بیٹھا ہوا انسان سمجھتا ہے کہ ساحل

بھی چل رہا ہے۔

گر تو باشی تنگدل از ملحمہ
اگر تو جنگ سے جنگدل ہے
وَر تو خوش باشی بکام دوستاں
اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے
اے بسا کس رفتہ تا شام و عراق
بہت سے انسان شام اور عراق گئے
وے بسا کس رفتہ تا ہند و ہرے
بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرات تک گئے
وے بسا کس رفتہ ترکستان و چین
بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے
طالب ۲ ہر چیز اے یار رشید
اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبکار نے
چوں ندارد مُدَر کے جو رنگ و بو
جبکہ اس کا محسوس سوائے رنگ و بو کے کچھ نہیں ہے
گاؤ در بغداد آمدنا گہاں
تیل اپنا تک بغداد میں آ گیا
از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ
تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں
کہ یودس افتادہ در راہ یا حشیش
جو راستہ میں پڑا ہو یا گھاس
خُشک بر میخ طبیعت چوں قدید
وہ طبیعت کی میخ پر گوشت کے ٹکڑے کی طرح خشک ہے
واں فضلی خرق اسباب و علل
اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا
ہر زماں مُبدَل شود چوں نقشِ جاں
جبکہ لوح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے

تنگ بنی جملہ دنیا را ہمہ
تو پوری دنیا کی فضا کو تنگ سمجھے گا
انجہاں بنمایدت چوں گلستاں
یہ دنیا تجھے چمن جیسی نظر آئے گی
اُو ندیدہ ہیچ جو کفر و نفاق
انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ جو مکر بیع و شرے
انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ ہیچ جو مکر و کمیں
انہوں نے مکر اور گھات کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
جو ہماں چیزے کہ میجوید ندید
اسی چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا
جملہ اقلیمہا را گو بجو
کہہ دے کہ سارے ممالک و صوبہ لے
بگذرد اوزیں سراں تا آں سراں
اس جانب سے اس جانب گزر گیا
اُو نہ بیند جو کہ قشرِ خرپڑہ
وہ سوائے خرپڑے کے چھلکے کے نہیں دیکھتا ہے
لائق سیران گاوی یا خریش
جو گائے کی رفتار اور اس کی حرکت کے لائق ہے
بستہ اسباب و جانش لایزید
وہ اسباب و جانش اس کی جان میں اضافہ نہیں دیتا ہے
ہست ارض اللہ اے صدر اجل
اے صدراعظم! اللہ کی زمین ہے
نُو بنو بیند جہانے در عیاں
تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ بتدرہ جہان دیکھتا ہے

۱۔ اگر تو۔ اگر انسان جنگدل ہوتا ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا ہے۔ ملحمہ۔ جنگ۔ وہ تو خوش۔ اگر انسان خوش ہے تو اس کو تمام دنیا پر مسرت معلوم ہو گئی۔ شام و عراق۔ جو اسلام کے مرکز ہیں منافق کو وہاں بھی کفر و نفاق ہی نظر آئے گا۔ ہری ملک ہرات۔ طالب۔ انسان جس چیز کی جستجو کرتا ہے وہی اس کو نظر ت آتی ہے۔ مُدَر۔ معلوم جو چیز محسوس ہو۔ بجو۔ یعنی جو شخص باطن بصیرت سے خالی اور ظاہر بین سے اس کو تمام عالم میں صرف ظاہر نظر آئے گا۔ گاؤ۔ تیل اگر بغداد میں پہنچے تو اس کو خرپڑے کے چھلکوں کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔ ۲۔ کہہ دے کہ سارے ممالک و صوبہ لے بگذرد اوزیں سراں تا آں سراں۔ اس جانب سے اس جانب گزر گیا۔ اُو نہ بیند جو کہ قشرِ خرپڑہ۔ وہ سوائے خرپڑے کے چھلکے کے نہیں دیکھتا ہے۔ لائق سیران گاوی یا خریش۔ جو گائے کی رفتار اور اس کی حرکت کے لائق ہے۔ بستہ اسباب و جانش لایزید۔ وہ اسباب و جانش اس کی جان میں اضافہ نہیں دیتا ہے۔ ہست ارض اللہ اے صدر اجل۔ اے صدراعظم! اللہ کی زمین ہے۔ نُو بنو بیند جہانے در عیاں۔ تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ بتدرہ جہان دیکھتا ہے۔

گر اُبودِ فردوش و اُنہارِ بہشت
خودِ فردوس اور جنت کی نہریں ہوں
اے زغفلت از مُسببِ بے خبر
لے کر غفلت کی وجہ سے سب پیدا کرنے والے سے غبر ہو
لا جرمِ اُمّی دل و سر گشتہ
لا محالہ تو دل کا اندھا اور دیوانہ ہو گیا ہے
چشمِ بکشا و مُسببِ رانگر
آنکھ کھول اور سبب پیدا کرنے والے کو دیکھ

بیان ۲ آنکہ ہر حسِ مُدرک را از آدمی نیز مُدرکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر ادراک کرنے والی حس کے معلومات دہرتے ہیں جن
کہ از مُدرکاتِ آلِ حسِ دیگرِ بنخبرست چنانکہ ہر پیشہ ور اُستاد
کی دوسری حس کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر نجفی پیشہ ور استاد دوسرے استاد کے کام
انجمنی از کارِ اُستادِ دیگرے بے خبرست و بے خبری اُو از انکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے
و خلیفہ اونیست دلیلِ بُود کہ آلِ مُدرکات نیست
اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ مدرکات نہیں ہیں

پردہ پاکاں حسِ ناپاک تست
تیری ناپاک حس پاک لوگوں کا پردہ ہے
آچنہیں داں جامہ شوی صوفیاں
صوفیوں کی جلد شوی اسی طرح کی سمجھ
جانِ پاکاں خویش را بر تو زند
پاک لوگوں کی جان اپنے آپ کو تجھ پر نمایاں کر دے گی
چشم را باشد از اں خوبی خبر
آنکھ کو اس خوبی کی خبر ہو جائے گی
تامنائی زلف و رُخسارہ بتیش
تاکہ تو اس کو کسی بت کی زلف اور رخسار دکھائے

۱۔ اگر اُبود مشہور ہے اور فردوس دل
خسروہ کُند اچھے۔ راز اے غفلت۔
انسان کی غفلت ہے کہ وہ اسباب کی
طرف نظر رکھتا ہے سبب والا اسباب
سے غافل ہے۔
۲۔ بیان انسان کے ہر حس کے
مدرکات جداگانہ ہیں یک حس
دوسرے حس کے مدرکات سے بے
خبر ہے۔ چہرہ انسان انہی عینک
سے بزرگوں کو دیکھتا ہے اس کی عینک
پردہ اور حجاب ہے۔
۳۔ مدّتے۔ صوفیا کی طرح
حواس کو مشاہدہ کے ذریعہ پاک و
صاف کرنا چاہیے۔ چوں ہڈی۔
جب تیرے حواس پاک ہو جائیں
گے بزرگوں کی حقیقت کو سمجھ لے گا۔
چشمِ بستی۔ دیکھنا آنکھ کا کام ہے کان
کا کام نہیں ہے۔

گوش گوید من بصورت نگر دم
 کان کہے گا میں صورت پر ماں نہیں ہوتا ہوں
 گوش گوید من بصورت نگر دم
 کان کہے گا میں صورت کو نہیں دیکھتا ہوں
 عام من لیک اندر فن خویش
 میں عالم ہوں لیکن اپنے فن میں
 ہیں بیابنی بہیں اس خوب را
 خبردار! ناک تو آں حسین کو دیکھ
 گر بود مشک و گلابے بو برم
 اگر مشک اور گلاب ہو میں سگھ لوں گی
 کے بہ پیغم من رخ آں سیم ساق
 میں اس چاندی کی سی ہڈی لے لکچرہ کب دیکھ سکتی ہوں؟
 باز حسن کثر نہ بیند غیر کثر
 پھر نیز ہی حس سوائے نیز ہے کے نہ دیکھے گی
 چشم ۲ احوال از یکے دیدن یقین
 بھیجے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً قاصر ہے
 تو کہ فرعون ہمہ مکر مہج و زرق
 تو جو فرعون ہے مجسم مکر اور فریب ہے
 منگر ۳ از خود در من اے کثر باز تو
 اے نیز ہے کام والے مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ
 و نگر اندر من زمن یک ساعت
 تھوڑی دیر کے لئے مجھ میری ذات سے دیکھ
 وار ہی از تنگی و از تنگ و نام
 تو تنگی اور تنگ و نام سے نجات پا جائے گا
 پس بدانی چونکہ رستی از بدن
 جب تو جسم سے نجات پا جائے گا تو جان لے گا

صورت اربانگے ازند من بشنوم
 صورت اربانگے میں سنوں گا
 حس چشم ست آل ز دیدن قاصر م
 وہ آنکھ کی حس ہے میں دیکھنے سے قاصر ہوں
 فن من جو حرف صوتے نیست بیش
 میرا فن حرف اور آواز سے زیادہ نہیں ہے
 نیست بنی در خور اس مطلوب را
 ناک بھی اس مقصد کے لائق نہیں ہے
 فن من نیست و علم و خبر م
 میرا فن علم اور تجربہ یہ ہے
 ہیں ممکن تکلیف مالیس یطاق
 خبردار! جس چیز کی طاقت نہ ہو اس کی تکلیف نہ دے
 خواہ کثر غو پیش اویار است غو
 خواہ تو اس کے سامنے نیز جا ہے چلے یا سیدھا چلے
 ناظر شرک است نہ توحید ہیں
 وہ شرک کو دیکھنے والی ہے نہ کہ توحید کو
 مر مرا از خود نمیدانی تو فرق
 تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے
 تاکے تو را نہ بنی تو دو تو
 تاکہ تو ایک کو نہ دیکھے
 تاواری کون بنی ساحت
 تاکہ تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے
 عشق اندر عشق بنی والسلام
 عشق میں عشق دیکھے گا والسلام
 گوش و بنی چشم می تاند شدن
 کہ کان اور ناک بھی آنکھ بن سکتے ہیں

اربانگے۔ سننا کان کا کام ہے۔
 عام۔ کان سننے کا ماہر ہے۔ بنی۔
 ناک کا کام دیکھنا نہیں ہے سونگھنا
 ہے کے بہ پیغم۔ ناک محبوب کا منہ
 نہیں دیکھ سکتی ہے۔ باز حس۔ اگر حس
 نیز ہی سہو و محج کا نہیں کرے گی۔
 چشم احوال۔ بھیجے کی آنکھ ایک
 چیز کو دیکھ کر کے دکھائی ہے تو کہ۔
 حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا
 چونکہ تو مجسم مکر اور فریب ہے لہذا تو مجھ
 میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں کر
 سکتا۔
 منگر۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے کہا کہ تو مجھ کا ہے مجھے
 اپنے آنکھ سے دیکھ پھر تجھے عالم غیب
 کا مشاہدہ ہوگا۔ عشق۔ میرے عشق
 میں تجھے خدا کا عشق نظر آئے گا۔
 پس۔ جب تو جسم کی بلایت سے
 پاک ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو
 جائے گا کہ کان اور ناک بھی آنکھ کا
 کام کرتے ہیں۔

چشم گرد و موبہوی عارفان

عارفوں کا بال بال، آنکھ بن جاتا ہے

در رحم بود او جنین گوشتیں

وہ رحم مادہ میں گوشت کا ٹھکانہ تھا

ورنہ خواب اندر ندیدے کس صور

وہ خواب میں کوئی شخص صحتیں نہ دیکھتا

نیست اندر دیدگان ہر دو پیہ

بظنوں کی آنکھ میں چربی نہیں ہے

نسبتش بخشد خلاق و دود

خلاق و دود نے اس کو نسبت عطا کی ہے

حتی است از نار بے ہیچ اشتراک

بغیر مناسبت کے جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں

گرچہ اصلش اوست چوں می بنگری

اگرچہ اس کی اصل وہ ہے جب تو غور کرے گا

نامناسب را خدا نسبت بداد

غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے

ہست بیچوں ارچہ دانش و صلاہا

بے نظیر ہے، اگرچہ خدا نے جو ملا دیئے ہیں

ایں پسر را با پدر نسبت گجاست

اس بیٹے کو باپ سے کہاں مناسبت ہے؟

ہست بیچوں و خرد کے پے برد

وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پائنتی ہے؟

فرق چوں میکرد اندر قوم عاد

تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟

چوں ہمی دانست مومن از کدو

اس نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر لیا؟

راست گفتست آل شہ شیریں از بال

اس شیریں زبان شہ نے سچ فرمایا ہے

جسم را چشمے نبود اول یقین

یقیناً شروع میں جسم میں آنکھ نہ تھی

علت دیدن مداں پیہ اے پسر

اے بیٹا! آنکھ کی چربی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ

آں پری و دیو می بیند شبیہ

پری اور دیو صورت دیکھتے ہیں

نور را با پیہ خود نسبت نبود

روشنی کو چربی سے کوئی نسبت نہ تھی

آدم است از خاک کے ماند بخاک

آدم خاک سے بنے ہیں خاک سے مشابہ کہاں ہیں؟

نیست خود مانند آتش آں پری

پری آگ کے مشابہ نہیں ہے

مرغ از بادست کے ماند بباد

پرند ہوا سے پیدا ہوا ہے وہ کب ہوا سے مشابہ ہے؟

نسبت ایں فرعہا با اصلہا

ان فروع کی اصول سے نسبت

آدمی چوں زادہ خاک و ہباست

آدمی خاک اور ذرّوں سے پیدا ہوا ہے

نسبتے گر ہست مخفی از خرد

اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے

باد را بے چشم اگر بینش ندا

اگر اس نے ہوا کو بغیر آنکھ کے بینائی عطا نہیں کی ہے

چوں ہمی دانست مومن از کدو

اس نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر لیا؟

۱۔ شیریں زبان۔ یعنی حضرت بابزید بسطامی۔ جسم۔ جب بچہ میں کے پیٹ میں ہوتا ہے دوسرے حواس آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ علت۔ محض آنکھ کی چربی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا چاہیے۔ ورنہ خواب میں انسان دیکھتا ہے اور اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ پری۔ پری اور جن دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں میں یہ چربی نہیں ہے۔ نور۔ آنکھ کی روشنی اور چربی میں کوئی مناسبت نہیں ہے خدا نے اس میں یہ طاقت رکھی ہے تو اس کی قدرت میں یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز میں دیکھنے کی طاقت رکھ سکے۔

۲۔ آدم۔ انسان خاک اور جنمادی ہے لیکن اب ان میں اور ان کی اصل میں کوئی نسبت نہیں ہے۔ مرغ۔ پہلے مولانا نے فرمایا تھا کہ پرندوں کی پیدائش مذکر کی ہوا ہے ہوتی ہے۔ ہست۔ ان اصول اور فروع میں وہ نسبت ہے جس کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔

۳۔ باد۔ جس طرح اللہ کی قدرت نے آنکھ کی چربی میں دیکھنے کی قوت عنایت فرمائی دوسری چیزوں کو بھی یہ قوت عنایت کر دیتا ہے۔ قوم عاد پر جو ہوا مسلط ہوتی تھی وہ دیکھ دیکھ کر دشمنوں کو ہلاک کر دیتی تھی۔

آتش نمرود را گر چشم نیست
نمرود کی جگ میں آگ آنکھ نہیں ہے
گر نبودے نیل را آں نور دید
اگر نہ ہوتے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی
گر نہ کوہ و سنگ بادیدار شد
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے
ایں زمین را گر نبودے چشم جاں
اگر اس زمین کی جان کی آنکھ نہ ہوتی
گر نبودے چشم دل حنائہ را
اگر (اسطوانہ) حنائہ کے دل کی آنکھ نہ ہوتی
سنگریزہ گر نبودے دیدہ ور
اگر پتھر کے ٹکڑے پینا نہ ہوتے
اے خرد برکش تو پرو بالہا
اے عقل تو بالوں پر کھل لے
در قیامت ایں زمین بر نیک و بد
نیک اور بد پر یہ زمین قیامت میں
کہ تحدث حالہا و اخبارہا
کہیں وہ اپنی حالت اور خبریں بتائے گی
ایں فرستادن مرا پیش تو میر
تجھ عام کے سامنے مجھے بھیجا
کہ چہیں دارو پناں ناسور را
کہیں ایسے زخم کے لئے لکھی ہی وہا
واقعات دیدہ بودی پیش ازیں
تو نے اس سے پہلے واقعات دیکھ لئے تھے
من عصا و نور بگرفتہ بدست
میں لاٹھی اور نور کو ہاتھ میں لے کر

با حلیش چوں تجشم کردنی ست
اس کے خلیل کے ساتھ اس کو کیوں تکلف ہوا؟
از چہ قبلی راز سبطی می گزید
تو قبلی کو سبطی سے کیسے منتخب کرتی؟
پس چرا داود را او یار شد
تو وہ حضرت داود کے دوست کیوں بنے؟
از چہ قاروں را فرو خورد آ پنجاں
تو قاروں کو اس طرح کس وجہ سے نکل گئی؟
چوں بدیدے ہجر آں فرزاندہ را
تو ان عقلمند کے ہجر کو کیسے دیکھ لیتی؟
چوں گواہی دادے اندر مُشت در
تو مٹھی میں گواہی کیسے دیتے؟
سورہ برخواں زلزلت زلزالہا
سورہ زلزلت زلزالہا پڑھ
کے زنادیدہ گواہیہا دید
بغیر دیکھے گواہی کب دے گی؟
تُظہر الارض لنا اسرارہا
زمین ہمارے لئے اپنے راز ظاہر کرے گی
ہست برہانے کہ بد مرسل خبر
اس کی دلیل ہے کہ جیسے وہا باخبر ہے
ہست در خور از پے تیسور را
ہست کے لئے مناسب ہے
کہ خدا خواہد مرا کردن گزیر
کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا
شاخ گستاخ ترا خواہم شکست
تیرے گستاخ سینک کو توڑ ڈالوں گا

۱۔ آتش۔ نمرود کی آگ کو بصارت حاصل تھی اسی لئے وہ حضرت ابراہیم کو نہیں جلا رہی تھی۔ چشم۔ تکلیف اٹھانا یعنی حضرت ابراہیم کی حفاظت کی تکلیف اٹھا رہی تھی۔ نیل۔ دریاے نیل کو بھی بصارت حاصل تھی اسی لئے اس نے قبطیوں کو ڈبویا اور اسرائیلیوں کو نہ ڈبویا۔ داود پہاڑ میں بصارت تھی تب ہی تو پتھر حضرت داود کو پہچان گئے تھے اور ان سے خواہش کی تھی کہ طاقت کو ہلاک کرنے کے لئے ہمیں ساتھ لے چلو۔

۲۔ زمین۔ زمین کو بصارت حاصل تھی اسی لئے اس نے قاروں کو نکلایا۔ حنائہ۔ اسطوانہ حنائہ حضور کے فراق پر روبا اس کی وجہ اس کی بیٹائی تھی۔ سنگریزہ۔ اس معجزے کی طرف اشارہ ہے جس میں سنگریزوں نے حضور کی مٹھی میں حضور کی رسالت کی گواہی دی تھی۔ زلزلت۔ سورہ زلزال میں اس کا بیان ہے کہ قیامت میں زمین سب راز ظاہر کر دے گی۔

۳۔ ایں فرستادن۔ تجھ جیسے ظالم حاکم کے مقابلہ کے لئے خدا کا مجھے بھیجنا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے علم میں یہ بات ہے کہ تیرے مرض کا علاج میں ہی ہوں۔

واقعات ۱۔ ہمگیں از بہر اس

اسی لئے خوفناک واقعات

در خور سرِ بد و طغیان تو

تیرے بڑے عقیدے اور سرکشی کے مناسب

تبادلہ کو حکیم ست و خیر

تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ دانا اور باخبر ہے

تو بتا ویلات می گشتی ازال

تو توہیوں کے ذریعہ ان سے بٹا تھا

واں ۲۔ طبیب و آل منجم در لمع

اور اس طبیب اور نجومی نے روشنی میں

گفت دور از دولت و از شاہیت

اس نے کہا کہ تیری حکومت اور شاہی سے دور

از غذای مختلف یا از طعام

مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے

زانکہ دید او کہ نصیحت جوئے

کیونکہ اس نے دیکھا کہ تو نصیحت کا جویاں نہیں ہے

پادشاہاں خوں کنند از مصلحت

بادشاہ کسی مصلحت سے خون کر دیتے ہیں

شاہ ۳۔ را باید کہ باشد خوی رب

بادشاہ کو چاہیے کہ خدائی مزاج کا ہو

نے غضب غالب بود ملند دیو

نہ دیو کی طرح اس پر غصہ غالب ہو

نے حلیمی تخت وار نیز

نیچوڑے کی سی برہماری بھی نہ ہو

دیو خانہ کردہ بودی سینہ را

تو نے سینہ کو شیطان کا گھر بنا لیا تھا

گونہ گونہ نمودت رب دیں

دین کے رب نے طرح طرح کے تجھے دکھائے

تبادلہ کوست در خوردان تو

ہتاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں

مصلح امراض درماں ناپذیر

ناقابل علاج مرضوں کا مصلح ہے

کورو کرکاس ہست از خواب گراں

اندھا اور بہرا کہ یہ گہری نیند کی وجہ سے ہیں

دید تعبیرش پوشید از طمع

اس کی تعبیر دیکھی (اور) لالچ کی وجہ سے چھپائی

کہ در آید غصہ در آگاہیت

کہ کوئی ناگہدی تیرے علم میں آئے

طبع شوریدہ ہمی بیند منام

پریشان طبیعت خواب دیکھتی ہے

تند و خونخواری و مسکیں خونہ

تو بد مزاج اور خونخوار ہے مسکین طبیعت نہیں ہے

لیک رحمت شاں فروست از عنفت

لیکن ان کی محبت غصہ سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے

رحمت او سبق گیرد بر غضب

اس کی رحمت غصہ پر سبقت کرے

بے ضرورت خوں کند از بہر ریو

اور مکر کے لئے بے ضرورت خون بہائے

کہ شود زن روپی زان و کنیز

کہ اس سے بیوی اور باندی بدکار ہو جاتی ہے

قبلہ سازیدہ بودی کینہ را

تو نے کینہ کو قبلہ بنا لیا تھا

۱۔ واقعات۔ تو نے کئی بار خواب میں دیکھ لیا تھا کہ خدا نے تیرے مقابلہ کے لئے مجھے منتخب کر لیا ہے۔ در خور۔ وہ خواب تیرے مناسب حال تھے اور تجھے یہ بتانے کے لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ ناقابل علاج مرض کا علاج بھی فرما دیتا ہے۔ تو بتا دلات۔ لیکن تو ان خوابوں کی غلط تلوکیں کر کے اندھا اور بہرا بنا اور کہنے لگا کہ غفلت کی نیند میں ایسے خواب آیا کرتے ہیں۔

۲۔ والی طبیب۔ اطباء اور نجومی ان خوابوں کا صحیح مطلب سمجھ رہے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تو ان کی بات نہ مانے کا اور ان پر عتاب نازل کرے گا اس لئے وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ مختلف غذا میں اور مصمم کے خرابی اس خوابوں کا سبب ہیں۔ پادشاہیں۔ بادشاہ کسی مصلحت کی بنیاد پر قتل بھی کراتے ہیں لیکن رعایا پر ان کی شفقت ان کے غصہ پر غالب رہتی ہے۔

۳۔ شاہ۔ بادشاہ کو اخلاق الہی اختیار کرنے چاہئیں۔ رحمت خدا کا خلق یہ ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ دیو۔ شیطان کا غصہ اس کی شفقت پر غالب ہے۔ حلیمی۔ بادشاہ میں بے مروتی ظلم بھی نہ ہونا چاہیے۔ جس کی وجہ سے بیوی اور متعلقین بگڑ جائیں۔ روپی۔ زندگی نہ لایہ۔

شاخِ ایتیزت بس جگر ہارا کہ خست نک عصایم شلخ شوخت دشت
تیرے تیرنگ نے بہت سے جگر کو خست کیا ہے اب میری لاشی نے تیرے شوخ سینک کو توڑا ہے

حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بُردن براں جہانیاں
اس دنیا والوں کا حملہ کرنا اور غارت گری کرنا اس جہان والوں پر قلعہ کی سرحد تک
تا سُفور وژ کہ سرحدِ غیب ست و غفلتِ ایشان از کمین کہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور ان کا کمین گاہ سے غافل ہونا کیونکہ غازی جب
غازی بغز انزو و دکا فر تاخت آرد
جہاد نہیں کرتا کافر حملہ کر دیتا ہے

۱۔ شاخ۔ لیکن تو ایسا ظالم بادشاہ
ہے کہ بے قصور لوگوں کا خون کرتا
ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے میری لاشی
کے ذریعہ تیرے سینک کو توڑا ہے۔
حملہ آوردن۔ قدر خداوندی کے خلاف
فرعون کی تدبیر کامل دنیا کا عالم غیب پر
حملہ کرنا ہے۔ سُفور۔ بضم اول و مثالی
ترکی رومی لغت سے وہ سرحد جو دو
سلطنتوں اور دو بادشاہوں کے درمیان
فاصل ہو۔ سپ۔ سپاہ۔ وژ۔ قلعہ۔
در بندان۔ دھواڑے۔ پاک جیب۔
پاک دل۔

۲۔ غازیوں۔ قدرت کی طرف
سے ڈھیل ہوئی ہے تو کافروں کو
جرات ہو جاتی ہے کیش۔ مذہب۔
چنگ۔ فرعون نے نسل کشی شروع کی
تاکہ موی کا ظہور نہ ہو سکے۔ شارب۔
راست۔ شہر۔ شاہرو۔ انتہال۔ نسل
بڑھانا۔

۳۔ سزد۔ بند۔ لچون۔ جھگڑاؤ۔
سرہنگ۔ یعنی حضرت موی۔
ہنگ۔ قصد تو۔

حملہ بردند اسپہ جسمانیان جاب قلعہ و وژ روحانیان
جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا روحانیوں کے قلعہ کی جانب
تا فرو گیرند در بندانِ غیب تاکہ کسی ناید ازاں سو پاک جیب
تاکہ غیب کے دھواڑوں پر قبضہ کر لیں تاکہ کوئی پاک دل اس جانب سے نہ آئے
غازیاں ۲ حملہ غزا چوں کم بردند کافراں برعکس حملہ آوردند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں
غازیاں غیب چوں از حلم خویش حملہ ناوردند بر تو زشت کیش
غیب کے غازیوں نے جب اپنی بردباری کی وجہ سے تجھ بہ مذہب پر حملہ نہیں کیا
حملہ بردی سوی در بندانِ غیب تانیایند ایں طرف مردانِ غیب
تو نے غیب کے دھواڑوں پر حملہ کیا تاکہ غیب کے جوانمرد اھر نہ آئیں
چنگ در صلت و رحمہا در دی تاکہ شارب را بگیری از بدی
تو نے پشتوں اور رحموں پر دست ہازی کی تاکہ شرارت سے راست روک دے
چوں بگیری شہر ہے کہ دوا الجلال بر کشادست از بری انتہال
تو اس شہرہ کو کیسے بند کر سکتا ہے جس کو خدا نے نسل بڑھانے کے لئے کھولا ہے؟
سد شدی ۳ در بند ہارا اے لچون کوری تو کرد سرہنگی خروج
اے جھگڑاؤ! تو دھواڑے کی بندش بنا تیرے اندھے پن سے ایک سپاہی نکل آیا
نک منم سرہنگ و ہنگ بشکنم نک بنامش نام و تنگ بشکنم
اب میں سپاہی ہوں اور تیری لڑاؤ کو شکست دوں گا اب اس کے نام پر تیرے نام و تنگ کو شکست دوں گا

تو ہلا در بندہا را سخت بند
خبردار تو صدوں کو سخت بند کر دے
سبست را برگند یک یک قدر
تقدیر تیری موچہ کو ایک ایک کر کے اکھاڑ دے گی
سبست تو تیز تر یا آن عاد
تیری موچہ زیادہ نوکیلی ہے یا قوم عاد کی
تو ستیزہ رُو تری یا آلِ شمود
تو زیادہ لڑاکو ہے یا شمود
صد از نہا گر بگویم تو گری
اگر اس قسم کی سیکڑوں باتیں کہوں گا تو ہجڑا ہے
توبہ کردم از سخن کاختم
جو باتیں میں نے انھیں ان سے توبہ کرتا ہوں
کہ نہم بر ریش خامت تا پزد
تیرے کچے زخم پر رکھوں تاکہ وہ پک جائے
تا بدانی ۲ کو خیرست اے عدو
اے دشمن! تاکہ تو جان لے کہ وہ جان کار ہے
کے کثری کردی و کے کردی تو شر
تو نے کب کبھی برتی ہے اور تو نے کب شر پھیلایا ہے
کے فرستادی دے بر آسمان
تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر بے بھیجی ہے
گر مراقب ۳ باشی و بیدار تو
اگر تو نگران اور بیدار ہو جائے
چوں مراقب باشی و گیری رسن
جب تو نگر ہو گا اور ہی کو پکڑ لے گا
آنکہ رمزے را بداند او صحیح
جو اشارے کو صحیح سمجھ لے

۱۔ سبالت۔ سبالت کی جمع ہے
موچہ۔ عاد۔ قوم عاد کی طاقت سے
سب قومیں ڈرتی تھیں۔ شمود۔ بہت
طاقتور قوم تھی۔ توبہ۔ اب میں نصیحت
کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مفید
نہیں ہے۔ ریش۔ زخم۔ داڑھی۔

۲۔ تابدانی۔ حضرت موسیٰ نے
فرعون سے کہا کہ اب میں تیرا اعلان
شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو
جائے کہ قدرت ہر فرعون کے لئے
موسیٰ کو پیدا کر دیتی ہے۔ کثری۔
انسان کو نیکی اور بدی کا بدلہ ضرورت ملتا

۳۔ مراقب۔ اگر انسان اپنا محاسبہ
کرتا رہے تو اس کو پتہ چل جائے کہ
ہر کام کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ چوں۔
مراقب۔ اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو
پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اس
کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔
جو شخص دنیا میں اشاراتِ خداوندی کو
سمجھ لے گا اس کے لئے قیامت کے
صریح قول کی ضرورت نہ ہوگی۔

چند گاہے بر سبال خود بخند
تھوڑی دیر اپنی موچوں پر ہنس لے
تابدانی کالقدر یعمی البصر
تاکہ تو جان لے کہ تقدیر آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے
کہ ہی لرزید از دم شاں بلاد
جن کے دم سے شہر لرزاں تھے
کہ نیامد مثل ایشان در وجود
کہ ان جیسا پیدا نہ ہوا
بشنوی و ناشنودہ آوری
تو سنی ہوئی بات کو ان سنی کر دے گا
بے سخن من دارویت آیتختم
بغیر کہے ہوئے میں تیری دعا گھولتا ہوں
با بسوز دریش درشت تا ابد
تاکہ ہمیشہ کے لئے زخم اور تیری داڑھی جل جائے
می دہد ہر چیز را در خور او
ہر چیز کو اس کے مناسب حل عطا کرتا ہے
کہ ندیدی لائقش در پے اثر
کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو
نیکے کز پے نیامد مثل آل
نیکی کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
ہر دے بینی جوی کار تو
ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے
حلاقت ناید قیامت آمدن
تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت نہ رہے گی
حاجتش ناید کہ گویندش صریح
اس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

ایں لے بلا از گودنی آید ترا
یہ مصیبت یقینی سے تجھ پر آتی ہے
از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شد
جب گناہ کی وجہ سے دل سیاہ اور کالا ہو گیا
ورنہ خود تیرے شود آں تیرگی
وہ نہ سیاهی خود تیر بن جاتی گی
وہ نیاید تیرت از بخشائیش ست
اگر تجھے تیر نہ لگے تو یہ بخشش ہے
پس مراقب باش گر دل بایست
اگر تجھے دل کی سلامتی چاہیے تو نگراں بن
وہ ازیں افزوں تبرا ہمت بود
اگر تجھ میں اس سے زیادہ ہمت ہو

بیان آنکہ تن خاکی آدمی زاد ہچو آہن نیکو جوہر قابلِ آمینہ
اس کا بیان کہ آدمی کا خاکی جسم اس لوہے کی طرح ہے جو عمدہ جوہر والا آمینہ بنے
شدن ست تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت و غیرہا
کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کر لے
معاینہ نہماید نہ بطریق خیال بل بعیان
محض خیالی طریقہ پر نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

پس چو آہن گرچہ تیری ہیکلی
پس اگرچہ تو لوہے کی طرح کالی شکل والا ہے
تا دلت آمینہ گردد پر صور
تاکہ تیرا دل صوفیوں بھرا آمینہ بن جائے
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود
لوہا اگرچہ کالا اور بے نور تھا
صیقلی دید آہن و خوش کرد رو
لوہے نے صیقل حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا

۱۔ ایں بلا۔ چونکہ انسان اشادات کو
نہیں سمجھتا لہذا مصائب میں مبتلا ہوتا
ہے از بدی۔ بدی پر سرکشی ہلاکت کا
سبب ہے
۲۔ ورنہ اگر انسان کی برائی پر اس کی
گرفت نہیں ہوتی ہے تو یہ اللہ کا کرم
ہے یہ نہیں ہے کہ خدا ان کو اس کی برائی کا
علم نہیں ہے کز پنے انسان کے ہر
فعل کا اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔
ہمت۔ اگر انسان اس مرتبہ سے
بڑھنے کی کوشش کرے تو مراقب کے
مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ
لوچھا مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب
بیان کی ہے تاکہ انسان دل کو صیقلی
کر لے تو اس پر آخرت منکشف ہو
جاتی ہے۔

۳۔ پس۔ جس طرح کالا لوہا
صیقل کے ذریعہ صوفیوں کو قبول
کرنے کے قابل ہو جاتا ہے انسان کا
دل مجاہدات کے ذریعہ بھی صوفیوں کو
قبول کرنے لگتا ہے۔ ہیکل۔ جسم۔
سیم۔ بر۔ سیمیں بدن۔ صیقل۔ لوہے
نے صیقل سے حسن اختیار کر لیا۔

صیقلی گن صیقلی گن صیقلی
صیقل کر ، صیقل کر ، صیقل کر
اندر و ہر سو ملجے سیم بر
جس میں ہر جانب چاندی کے جسم کا حسین ہو
صیقلی آں تیرگی ازوے زدود
صیقل کرنے نے اس کی کالک صاف کر دی
تاکہ صورتہا تو اں دید اند رو
یہاں تک کہ اس میں صورتیں دکھی جاسکتی ہیں

گرتن خاکی غلیظ و تیرہ است

اگر خاکی جسم غلیظ اور کالا ہے

تا دُر و اشکال غیبی رُو دہد

تاکہ اس میں غیبی صورتیں نظر آئیں

صیقِل عَقْلَت بدال دادست حق

تجھے اللہ تعالیٰ نے عقل کا صیقل اس لئے دیا ہے

صیقِلی را بستہ اے بے نیاز

اے لاپرواہ تو نے صیقل کو بند کر دیا ہے

گر ہوا را بند بہنہادہ شود

اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے

آہنے کا مینہ غیبی بدے

جو لوہا غیب کا آئینہ بن جائے

تیرہ کردی زنگ دادی در نہاد

تو نے کالم کر لیا طبیعت پر زنگ چڑھا دیا

تا گنوں کردی جنیں اکنوں ملکن

تو نے اب تک ایسا کیا اب نہ کر

بر مشوراں تا شود اس آب صاف

اس کو نہ ہلا تاکہ پانی صاف ہو جائے

زانکہ مردم ہست بچوں آبجو

کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے

قعر جو پر گوہرست و پرز دُر

نہر کی تہہ موتیوں اور گوہر بھری ہے

جان مردم ہست مانند ہوا

انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے

مانع آید او ز دید آفتاب

وہ سورج کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

صیقِلش گن زانکہ صیقِلی گیرہ است

اس کو صیقل کر دے صیقل کو قبول کر لینے والا ہے

عکس انورے و ملک دروے جہد

خود اور فرشتے کا عکس اس میں جھلکے

کہ بدو روشن شود دل را ورق

تاکہ اس کے ذریعہ دل کا ورق روشن ہو

واں ہوا را کردہ دو دست باز

اور خواہش کے دونوں ہاتھ کھول دیئے ہیں

صیقِلے را دست بکشادہ شود

صیقل کے ہاتھ کھل جائیں گے

جملہ صورتہا در و مرسل شدے

تمام صورتیں اس میں بھیج دی جاتی ہیں

اس بود یسعون فی الارض فساد

وہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں کہ یہی معنی ہیں

تیرہ کردی آب را افزوں ملکن

تو نے پانی کو گدلا کر دیا زیادہ نہ کر

واند رو میں ماہ و اختر در طواف

اور اس میں تو چاند اور ستارے گھومتے دیکھے

چوں شود تیرہ نہ بنی قعر او

جب وہ گدلا ہو جاتا ہے تو تہہ نہیں دیکھتا ہے

ہیں ملکن تیرہ کہ ہست آل صاف دُر

خبردار! اس کو گدلا نہ کر دے صاف اور پاک ہے

چوں بگرد آمیخت شد پردہ سما

جب وہ گرد آلود ہو گئی آسمان کا پردہ بن گئی

چونکہ گردش رفت شد صافی و ناب

جب اس کی گردش جاتی رہی وہ صاف اور خالص بن گئی

۱۔ عکس۔ یعنی عالم غیب کی صورتیں ہوں۔ انسان بجائے مجاہدوں کے خواہشات نفسانی کے دھبے ہے۔ اگر انسان خواہشات کو ترک کر دے تو اس کے دل کی صیقل ہو جائے۔ تیرہ کر دی۔ قرآن پاک میں ہے یَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور خدا فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا مولانا نے اس آیت میں فساد کے معنی قلب کی تیرگی کی ہیں۔

۲۔ تا گنوں۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے فساد پھیلایا اب ایسا نہ کر۔ بر مشوراں۔ مزاج میں جو کنگی پیدا ہو گئی ہے اس کو زائل کر لو اس میں آخرت کا مشاہدہ کر۔ چوں شود۔ پانی جب گدلا ہو جاتا ہے تو پانی کی نظر نہیں آتی ہے۔

۳۔ قعر جو۔ انسان کی طبیعت میں زرد جو ہر چھے ہوئے ہیں انسان طبیعت کو نشی کر لے تو وہ غلط آئیں گے۔ مانند ہوا۔ ہوا میں جب گرد شامل ہو جاتی ہے وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کثیف ہو جاتی ہے تو وہ سورج کے لئے پردہ بن جاتی ہے۔

حاصل آنکہ کم مکن اے بے سرور صیقلی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصُّنُورِ

اے ناخوش! خلاصہ یہ ہے کہ کم نہ کر صیقل کو اور خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

۱۔ باز گفتن۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کے ڈھکے چھے واقعات بیان فرمائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم و خیر ہونے پر ایمان لے آئے۔ باکمال۔ فرمایا کہ اگرچہ تیرا دل تاریک ہے لیکن خدا نے عبرت کے لئے بہت سے واقعات تجھ پر رونما کئے جو ظہر پذیر ہونے والے تھے۔

۲۔ تا کنی۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ یہ واقعات تجھے اس لئے دکھائے جا رہے تھے کہ تو ظلم و ستم کرنا چھوڑ دے لیکن تو نے بجائے توبہ و استغفار کے مزید ظلم کرنے شروع کر دیئے نقشہای۔ یہ بری صورتیں خود تیری تھیں لیکن تو ان کو اپنی نہ سمجھتا تھا۔ ہجو۔ تیری مثال اس جیسی کی سی ہے جس نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو اپنی صورت سمجھتا وہ آئینہ کی خرابی سمجھا اور اس پر پاخانہ پھر دیا۔ کہ چہ اور آئینہ کو کہنے لگا کہ تو اس قدر بد صورت ہے کہ اسی حرکت کے قابل ہے جو میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔ ۳۔ ایں خفا۔ اس جیسی کا یہ ظلم خود اپنی صورت پر تھا آئینہ تو روشن ہے اس پر ظلم نہ تھا۔ گاہ۔ تجھے بھی خواب میں اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ کوئی درندہ تیرے خون کے درپے ہے کہ گلوں۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ پاخانہ میں لوندھا گرا اب بھی یہ دیکھتا تھا کہ خون کئے ہوئے پانی میں تو غرق ہے۔

باز گفتن موسیٰ اسرار فرعون را واقعات او بنظر الغیب تا

حضرت موسیٰ کا فرعون کے راز اور واقعات کو غائبانہ بتا دینا تاکہ اللہ کے باخبر بنجیری کی حق ایماں آورد و قصہ آں زنگی کہ بر آئینہ رید ہوتے پر ایمان لے آئے اور اس جیسی کا قصہ جس نے آئینہ پر پاخانہ پھر دیا

باکمال تیرگی حق واقعات می نمودت تا روی راہ نجات

باوجود مکمل کالے پن کے اللہ تعالیٰ واقعات

ز آہن تیرہ بقدرت می نمود واقعات کہ در آخر خواست بود

قدرت کے ذریعہ کالے لہے سے رونما کئے وہ واقعات جو آخر میں ہونے والے تھے

تا کنی کم تر تو آں ظلم و بدی آں ہی دیدی و بدتری شدی

تو نے وہ دیکھے اور بدتر ہو گیا

می رمیدی زان و آں نقش تو بود

تو ان سے نفرت کرتا تھا اور وہ تیری حالت تھے

رُہی خود رازِ شت و بر آئینہ رید

اپنا بدنما چہرہ اور آئینہ پر پاخانہ پھر دیا

ز شتیم آن تو است اے کور خس

اے اندھے کہنے! میری بدنمائی تیری ملک ہے

نیست بر من زانکہ ہستم روشنی

مجھ پر نہیں کیونکہ میں تو روشن ہوں

گہ وہان و چشم تو بر دوختہ

کبھی اپنا منہ اور آنکھیں سلی ہوئی

گہ سر خود را بدنمان و وہ

کبھی اپنے سر کو درندہ کے دانتوں میں دیکھا

گہ غریق سیلِ خوں آمیز تیز

کبھی خون میں گھرے ہوئے تیز بہاؤ میں

باکمال تیرگی حق واقعات

باوجود مکمل کالے پن کے اللہ تعالیٰ واقعات

ز آہن تیرہ بقدرت می نمود

قدرت کے ذریعہ کالے لہے سے رونما کئے

تا کنی کم تر تو آں ظلم و بدی

تاکہ تو ظلم اور برائی نہ کرے

نقشبہائے زشت خوابت می نمود

خواب تجھے بری صورتیں دکھاتے تھے

ہجو آں زنگی کہ در آئینہ دید

اس جیسی کی طرح جس نے آئینہ میں دیکھا

کہ چہ زشتی لائقِ اینی و بس

کہ تو کیا بدنما ہے تو بس اسی کے لائق ہے

ایں خفا بر روی زشتت می کنی

یہ ظلم تو اپنے بدنما چہرے پر کر رہا ہے

گاہ می دیدی لباسِ سوختہ

کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا

گاہ حیواں قصدِ خونتِ خدہ

کبھی جانور تیرے خون کے درپے ہوا

گہ گلوں اندر میانِ آب ریز

کبھی بیت الخلا میں لوندھا

گاہ در اشکنجہ و بستہ دو دست
کبھی شکنجے میں دونوں ہاتھ بندھے ہوئے
گاہ مغزت راز دندے چوں دہل
کبھی تیرے سر کو دھول کی طرح پٹیتے تھے
کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی
کہ تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے
کہ برو ہستی ز اصحاب شمال
کہ جا بو بائیں جانب والوں میں سے ہے
تا ابد فرعون در دوزخ قتاد
کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا
گشت مطر و در ابد فرعون و مات
کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا اور مر گیا
تا نگرود طبع معکوس تو گرم
تاکہ تیری لونگی طبیعت غضبناک نہ ہو
زاند کے دانی کہ ہستم من خبیر
تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہ میں باخبر ہوں
تائیدیشی ز خواب و واقعات
تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے
کوہی ادراک مکر اندیش تو
تیرے مکر کے منصوبہ ہند خط لے ہن کی باصیتی

گاہ زبامے اوفتادہ گشتہ پست
کبھی بالاخانہ سے گرا ہوا دبا ہوا
گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل
کبھی اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا
گہ نندات آمد ازیں چرخ فقی
کبھی اس صاف آسمان سے آواز آئی
گہ نندات آمد صریحاً از جبال
کبھی تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی
گہ ندای آمدت از ہر جماد
کبھی تجھے ہر بے جان کی جانب سے آواز آئی
گہ خطاب آمد ترا از ہر نبات
کبھی تجھے ہر پودے سے آواز آتی تھی
زیں بتر ہا کہ نمیگویم ز شرم
اس سے بھی بدتر جو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں
اند کے گفتہ بٹوایے ناپذیر
اسے نہ قبول کرنے والے میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں
خویشتن را کور کردستی و مات
تو نے اپنے آپ کو الاھا اور مردہ بنا لیا
چند بگریزی نک آمد پیش تو
تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آگئی

۱۔ کہ زبامے کبھی تو خواب میں دیکھتا تھا کہ بالاخانہ سے گرا ہے۔ کبھی یہ دیکھتا تھا کہ شکنجے میں کسا ہوا ہے اور تیرے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کبھی دیکھتا تھا کہ تو زنجیر اور طوق میں بندھا ہوا ہے کبھی تو دیکھتا تھا کہ تیرے سر کو دھول کی طرح پٹیتا ہے ہیں۔ کہ کبھی غیب سے آواز آتی تھی کہ تو بدبخت ہے۔

۲۔ کہ نندات۔ کبھی پہاڑوں سے آواز آتی تھی کہ تو جہنمی ہے جماد۔ کبھی تو پتھروں سے اپنے دوزخی ہونے کی آواز سنتا تھا۔ ہر نبات۔ کبھی زمین کے پودے تیرے مردہ ہونے کی خبر دیتے تھے زیں بتر ہا۔ اس سے بھی زیادہ خراب باتیں تو نے سنی ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں کر رہا ہوں کہ کہیں تو اور غضبناک نہ ہو جائے۔

۳۔ اند کے۔ یہ میں نے تھوڑے سے تیرے واقعات تجھے بتائے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مجھے ساری باتیں معلوم ہیں۔ چند بگریزی۔ ان واقعات ہے تو کہاں تک آگئیں ہند کر دے گا۔ بیان۔ ابھی توبہ کا مدارہ کھلا ہوا ہے تو اپنی بدکرداری سے توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ۔ جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہ کرے گا توبہ کا مدارہ کھلا رہے گا۔ مے مخلوق۔

در بیان آنکہ در توبہ و استغفار بازست از کرم حق

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے توبہ اور معافی کا مدارہ کھلا ہوا ہے

ہیں ممکن زیں پس فراگیر احتراز
خبردار! اس کے بعد نہ کر بچاؤ اختیار کر
کہ زنجشایش در توبہ است باز
کیونکہ بخشش سے توبہ کا مدارہ کھلا ہوا ہے
باز باشد تا قیامت برورے
کھلا ہوا ہے، مخلوق پر قیامت تک
مغرب کی جانب سے توبہ کا مدارہ

تاز مغرب بر زند سر آفتاب

جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے

ہست ارحمت راز رحمت ہشت در

(خدا کی) رحمت سے جنت کے آٹھ دروازے ہیں

آں ہمہ گہ باز باشد گہ فراز

وہ سب کبھی کھلتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں

ہیں غنیمت دار در بازست زود

خبردار! غنیمت سمجھ دو دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد

پیش ازاں کز قہر در بستہ شود

اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے وہ بند ہو جائے

باز ۲ گرد از کفر و ایں در بازیاب

کفر سے پلٹ جاؤ اور اس دروازہ کو حاصل کر لے

باز باشد آں درواز وے رُو متاب

وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے رو گردانی نہ کر

یک در توبہ است زل ہشت لے پسر

ان آٹھ میں سے اے بیٹا! ایک توبہ کا دروازہ ہے

واں در توبہ نباشد جز کہ باز

اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

رخت آنجا کش بکوری حُود

سلمان وہاں لے جا حاسد کی آنکھ میں دھول جمونک کر

بعد ازاں زاری تو گس نشود

اس کے بعد تیری (آہ و) زاری کوئی نہ سنے گا

تا نگر دی از شقاوت رد باب

تاکہ تو بدبختی سے مردود بارگاہ نہ بنے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را کہ از من یک پند قبول کن و

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بستان و پُرسیدن فرعون کہ آں چہار کدام ست

بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

پس زمن بستان عوض آں را چہار

پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے لے

شرح کن با من ازاں یک اند کے

اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کر دے

کہ خدی نیست جز از کردگار

کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

مردم و دیو و پری و مرغ را

اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

مُلک اُو بے حد و اُو بے شبیہ

اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثل ہے

ہیں زمن پذیر یک چیز و بیار

آگاہ! میری ایک بات مان لے اور بجا لا

گفت ۳ لے موسیٰ کدام ست آں یکے

اس نے کہا اے موسیٰ! وہ ایک کیا ہے؟

گفت آں یک کہ بگوئی آشکار

فرمایا وہ ایک یہ ہے کہ تو علی الاعلان کہہ دے

خالق افلاک و انجم بر علا

جو آسمانوں کو اور بلندی پرستاروں کو پیدا کرنے والا ہے

خالق دریا و کوہ و دشت و تہ

دیا اور پہاڑ اور جنگل اور میدان کا پیدا کرنے والا ہے

۱۔ ہست۔ جنت کے آٹھ

دروازے ہیں جن میں سے ایک توبہ کا

دروازہ ہے اس دروازے کے علاوہ

دوسرے دروازے کسی وقت کھلے

رہتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں لیکن

توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

ہیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

بہت جلد اس کی طرف رجوع کر لینا

چاہیے اس کے بند ہو جانے کے بعد

آہ زاری کا منہ نہ آئی گی۔

۲۔ باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا

اے فرعون اس دروازے کی طرف

جلد رجوع کر لے۔ گفتن۔ حضرت

موسیٰ نے فرمایا کہ ایک بات مان لے

اور اس کے عوض میں چار فضیلتیں

حاصل کر لے۔

۳۔ گفت۔ فرعون نے کہا اے

موسیٰ اس ایک بات کی تشریح کر

دیجئے۔ کہ بگوئی۔ حضرت موسیٰ نے

فرمایا وہ ایک بات یہ ہے کہ تو توحید کا

خالق ہو جلد خالق۔ اسی کو انسانوں

تاروں انسانوں اور تمام کائنات کا

خالق مان لے۔ تہ۔ میدان جنگل۔

ملکت۔ مملکت۔ بے شبیہ۔ بے

مثال۔

رازق ہر جانور اندر جہاں
دنیا میں ہر جاندار کو رزق دینے والا ہے
ہم پدید آئندہ گل از گیاہ
گھاس سے پھول پیدا کرنے والا بھی ہے
حاکم و جبار برگردن گشاں
وہ متکبروں پر حاکم اور زبردست ہے
حکم اورا یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ
اس کا حکم ہے 'اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے'
کہ عوض بد ہی مرا برگو بیاہ
کہ تو بدلے میں دے گا مجھے بتا 'لا
سُست گرد و چار میخ کُفر مَن
میرے کفر کی سزا ست پڑ جائے
بر گشاہ قفل کُفر صد منم
میرے کفر کا سینکڑوں من کا قفل کھل جائے
شہد گرد و در تنم ایں زہر گیس
یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے
پرورش یا بد دے عقل اسیر
تھوڑی دیر کے لئے قیدی عقل پرورش پالے
مست گردم بو برم از ذوق امر
میں مست ہو جاؤ علم خلودی کا ذوق حاصل کر لوں
تازگی یابد تن شوره خراب
برباد بنجر جسم تازگی حاصل کر لے
خار زارم جنة المآوی شود
میرا کانٹوں کا کھیت جنت المآوی بن جائے
جاں شود از یاری حق یار جو
جان 'اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے

حفظ ہر چیز و ہر کس ہر مکاں
وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے
ہم نگہدارندہ ارض و سما
زمین اور آسمان کا محافظ بھی ہے
مطلع او بر ضمیر بندگاں
وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے
اوست بر ہر بادشاہ ہے بادشاہ
وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے
گفت اے موسیٰ کدام ست انچہار
اس نے کہا اے موسیٰ! وہ چار کیا ہیں؟
تا بود کز لطف آں وعدہ حسن
ہو سکتا ہے کہ اس اچھے وعدے کی خوبی سے
بو کہ زان خوش وعدہاے مغتنم
ہو سکتا ہے کہ اچھے مغتنم وعدوں کی وجہ سے
بو کہ از تاثیر جوی ۲ انگبین
ہو سکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاثیر سے
یا ز عکس جوی آں پاکیزہ شیر
یا اس دودھ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے
یا بود کز عکس آں جوبائے خمر
یا شاید شرب کی ان نہروں کی پر تو سے
یا بود کز لطف آں جوبائے آب ۳
یا شاید ان پانی کی نہروں کی لطافت سے
شوره ام را سبزہ پیدا شود
میری شہر زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے
بو کہ از عکس بہشت و چار جو
ہو سکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے پر تو سے

۱۔ گیاہ۔ گھاس۔ مطلع۔ اللہ تعالیٰ
ہر انسان کے دل کے راز جانتا ہے۔
گردن کشاں۔ متکبر لوگ۔ گفت۔
فرعون نے کہا۔ برگو۔ بتا۔ بیاہ۔ لا۔
چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا جس
میں مجرم کے چاروں ہاتھ
پاؤں کیلوں سے باندھ دیئے جاتے
تھے۔ کفر صد من۔ بھاری کفر
۲۔ جوی انگبین۔ جنت کی شہر کی
نہر۔ شیر۔ جنت کی دودھ کی نہر۔ یا
بود۔ جنت کی تیسری نہر جو شراب کی
ہے۔ یعنی امر خلودی
۳۔ آب۔ جنت کی چوتھی نہر جو
پانی کی ہے۔ شوره۔ یعنی شوریلی زمین
جنت المآوی ایک جنت کا نام
ہے۔ بودک۔ انسان کے اخلاق حمیدہ
جنت کا عکس اور اخلاق ذمیدہ دوزخ
کا عکس ہیں۔ چار جو۔ جنت کی چار
نہروں۔

اچنہاں کز عکس دوزخ گشتہ ام
جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں
کہ از عکس نارد دوزخ ہنجو مار
کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے سانپ کی طرح
کہ ز عکس جوشش آب حمیم
کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے
من ز عکس زمهریرم زمهریر
میں زمہرے کے عکس سے زمہرے ہوں
دوزخ درویش مظلوم کنوں
میں اب مظلوم فقیر کی دوزخ ہوں
موسیا ۲ باشد کہ بکشائیم در
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ تو مجھ پر ہزارے کھل دے
موسیا باشد کہ یابم مائے
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ میں اس کی جگہ پاؤں
ہیں بگو با من کد امست آل چہار
ہاں بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟

آتش و در قہر حق قشتہ ام
آگ اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں ڈوبا ہوا ہوں
گشتہ ام بر اہل جنت زہر بار
جنتیوں پر زہر برسانے والا بن گیا ہوں
آب ظلمم کرد خلقاں را زمیم
میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا ہے
یا ز عکس آل سعیرم چوں سعیر
یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں
ولی آنکہ یابمش ناگہ ز نوں
اس پر انہوں نے جس کو میں کمزور پاؤں
وز فضیلتہات گرم باخبر
اور تیری فضیلتوں سے میں باخبر ہو جاؤں
وارہم از کثرت ما و مئے
میں تکبر اور خودی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں
کہ عوض خواہیم دادن بر شمار
جو مجھے تو بدلے میں دے گا، شکر کر

۱۔ کہ ز عکس۔ انسان کا ظلم و جور
دوزخ کی آگ کا عکس ہے۔ آب
حمیم۔ گرم پانی جو دوزخیوں کو پلایا
جائے گا۔ زمیم۔ بوسیدہ۔ من
ز عکس۔ زمہریر دوزخ کا ایک طبقہ ہے
جو انتہائی سرد ہے۔ دای۔ میں ہر کمزور
پر ظلم کرتا ہوں۔

۲۔ موسیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ
شاید میں تیری فضیلتوں پر ایمان لے
آؤں۔ با من۔ اس کی جگہ پاؤں
مئے۔ یعنی تکبر اور خودی۔ ہیں۔ وہ چار
چیزیں بتادے جو توحید کا قائل ہونے
پر مجھے حاصل ہوں گی۔ شرح کروں۔
حضرت موسیٰ نے ان چار باتوں کی
تفصیل کی جو ایمان کے عوض میں
فرعون کو حاصل ہوں گی۔

۳۔ صحیح۔ یعنی اگر چہ تو اس وقت
بھی صحتمند ہے لیکن ایمان لانے پر
آئندہ صحتمند رہنے کا وعدہ ہے۔ ثانیاً۔
دوسری بات جو تجھے حاصل ہوگی وہ عمر
کی ہزاری ہے۔ دیں نباشد۔ بالآخر
موت آئی گی لیکن ایسی حالت میں
آئی گی کہ تو دنیا سے با مقصد جائے
گا۔

شرح کردن موسیٰ آل چار فضیلت را جہت پائزدی ایمان فرعون
حضرت موسیٰ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کہنا جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

گفت موسیٰ کا پلین آل چہار
حضرت موسیٰ نے فرمایا ان چاروں میں سے پہلی یہ ہے
اس علیہنی کہ در طب گفتہ اند
وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں
ثانیاً باشد ثرا عمر دراز
دوسرے تیری عمر ہزار ہو گی
ویں نباشد بعد عمر مستوی
ایک ہموار عمر کے بعد یہ نہ ہو گا
صحیح ۳ باشد تننت را پائیدار
کہ تیرے جسم کو پائیدار صحت حاصل ہو گی
دور باشد از تننت اے ارجمند
اے با اقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی
کہ اجل دارد ز عمرت احترام
کیونکہ موت تیری عمر سے احترام کرے گی
کہ بنا کام از جہاں بیروں روی
کہ تو دنیا سے ناکام ہو جائے

بلکہ! خواہاں اجل چوں طفل شیر

بلکہ موت کا خولہاں ہو کر جس طرح دودھ پیتا ہے

مرگ جو ہاشی ولے نز عجز و رنج

تو موت کا جویاں ہوگا لیکن عجز اور تکلیف کی وجہ سے نہیں

پس بدست خویش گیری تیشہ

تو اپنے ہاتھ میں کدال لے گا

کہ حجاب گنج بنی خانہ را

کیونکہ تو گھر کو خزانہ کا پردہ سمجھے گا

پس در آتش افگنی اس دانہ را

تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا

برگنی اس خانہ تن بے دریغ

بے تامل اس جسم کے گھر کو اکھاڑ دے گا

اے بیگ بر گے زباغے ماندہ

لے جاؤ ایک پتے کی جگہ سے ایک سال سے محروم رہا ہے

چوں گرم اس گرم را بیدار کرد

جب اللہ کے اکرم نے اس کیزے کو بیدار کر دیا

کرم کرمے شد پُر از میوہ درخت

کیزا انگور کی بیل میوہ بھرا درخت بن گیا

نے زرنجے کہ ترا دارد اسیر

نہ کہ کسی بیدی کی وجہ جس نے تجھے قیدی بنالیا ہو

بلکہ بنی در خراب خانہ گنج

بلکہ تو گھر کی دیرینی میں خزانہ دیکھے گا

می زنی بر خانہ بے اندیشہ

بے تامل گھر پر مدے گا

منع صد خرمن اس یک دانہ را

اس ایک دانہ کو سو کھلیانوں کا مانع سمجھے گا

پیش گیری تیشہ مردانہ را

مردانہ کدال کو سامنے رکھے گا

تا بروں آید مہمت از زیر میغ

تاکہ تیرا چاند ابر کے نیچے سے نکل آتے

ہچو کرمے برگش از رز راندہ

اس کیزے کی طرح جس کا ایک پتے نے گھر سے کلا دیا ہے

از دہلی جہل را اس گرم خورد

اس کیزے نے جہل کے اژدہ کو نگل لیا

اس چنین تبدیل کرد او نیکیخت

اس نیک بخت نے اس طرح تبدیلی کر لی

۱۔ بلکہ تجھے پھر مرنے کی یعنی تمنا ہوگی جیسی کہ بچہ کو دودھ کی بوتلی سے مرگ دینا سے تنگ آ کر مرنے کی تمنا نہ ہوگی بلکہ اس لئے ہوگی کہ تو یہ سمجھے گا کہ جب تک جسم ویران نہ ہوگا اس کے اندر مدفون خزانہ ہاتھ نہ آئے گا۔ خانہ یعنی جسم۔ کہ حجاب جسمانی زندگی کو خزانہ معرفت کے لئے تو پردہ سمجھے گا۔ تا بروں۔ تو سمجھے گا کہ معرفت کا چاند اس جسم کے ابر میں پوشیدہ ہے۔

۲۔ اے بیگ۔ جو لوگ جسم پروری میں لگے ہیں ان کی مثال اس کیزے کی ہی ہے جو ایک پتے کو چمٹا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے وہ انگور کی لذتوں سے محروم ہے۔ چوں کرم۔ جب خدا کے کرم سے یہ کیزا پیدا ہو جائے گا۔ تو جہل اور نادانی کے اژدہ کو نگل جائے گا۔

۳۔ تفسیر۔ مخلوق سے خدا کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدائی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اس کے ذریعہ خدا کی صفات کی معرفت ہوتی ہے۔ عقیق۔ ایس یمن۔ یمن سے مراد قلب اور روح ہے اور عقیق سے مراد حکمت ہے۔ مایست۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ جسم کو فنا کرنے سے نہ رک۔ کہ ہزاراں۔ خزانہ ہاتھ آ جائے تو اس ویران شدہ گھر جیسے سینکڑوں اس کے ذریعہ تعمیر کر لئے جائیں گے۔

تفسیر ۳ کُتْ کُزاً مَخْفِیًّا فَحِیْثُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لَا اُعْرِفُ

میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہنچاتا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میں پہنچاتا جاؤں کی تفسیر

صد ہزاراں خانہ شاید ساختن

لاکھوں گھر بنائے جاسکتے ہیں

از خرابی ہیں میندیش و مایست

ویرانی کی فکر نہ اور نہ غم

می تو اں کردن عمارت بے زرنج

تکلیف کے بغیر تعمیر کئے جاسکتے ہیں

خانہ برگن کز عقیق اس یمن

گھر کھود ڈال یمن کے اس عقیق سے

گنج زیر خانہ است و چارہ نیست

خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے

کہ ہزاراں خانہ از یک نقد گنج

ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

عاقبت! ایں خانہ خود ویراں شود
انجام کار یہ گھر خود دیراں ہو گا
لیک آں تو نباشد زانکہ رُوح
لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہو گا کیونکہ روح کے لئے
چوں نکرد آنکار مُزدش ہست لا
جب وہ کام نہ کیا اس کی مزدوری معدوم ہے
دست خالی بعد ازاں تو کالے دریغ
اس کے بعد تو ہاتھ کانٹے گا کہ ہائے فوس
من ۲ نکر دم انچہ گفتند از بہی
جو بھلائی کی بات انہوں نے کہی میں نے نہ کی
منع صد خرمن ایں یک دانہ بود
سینکڑوں کھلیانوں کے لئے ایک دانہ مانع تھا
خانہ را اجرت گرفتگی و کرے
تو نے گھر اجرت اور کرلیہ پر لیا ہے
ایں کرے را مُدّے اوتا اجل
اس کرلیہ کی مدت موت تک ہے
پارہ ۳ دوزی میگنی اندر دُکاں
تو دکان میں چیتھڑے سے رہا ہے
ہست ایں دُکاں کرائی زودباش
یہ دکان کرلیہ کی ہے جلدی کر
تا کہ تیشہ ناگہاں برکاں نہی
تاکہ تو کدال اچانک کان پر رکھ دے
پارہ دوزی چست خورد آب و ناں
چیتھڑے سینا کیا ہے روٹی پانی کی خوراک
ہر زماں می دَرَد ایں دلّی سخت
یہ تیرے جسم کی گدزی ہر وقت پھنٹی رہتی ہے

گنج از زیرش یقیں عریاں شود
خزانہ یقیناً اس کے نیچے سے ظاہر ہو گا
مُزد ویراں کرد نستش آں فتوح
وہ نذرانہ اس جسم کو دیراں کرنے کی مزدوری ہے
لَیسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَلْسَعُ
انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی
ایں چنیں ماہے بد اندر زیرِ میغ
اب کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا
گنج رفت و خانہ و دستم تہی
خزانہ گیا اور گھر بھی اور میرا ہاتھ خالی ہے
حائل گنج و حجاب ایں خانہ بود
خزانہ میں حائل اور پردہ یہ گھر تھا
نیست ملکِ توبہ بیعی یا شرے
خرید و فروخت کے ذریعے تیری ملکیت نہیں ہے
تا دریں مُدّت کنی دروے عمل
تاکہ تو اس مدت میں اس میں کام کر لے
زیر ایں دُکاں تو مدفون دُکاں
اس دُکان کے نیچے دُکانیں مدفون ہیں
تیشہ بستان و تلکش را می تراش
کدال لے اور اس کی تہ کو کھود
از دُکان و پارہ دوزی و ارہی
دکان اور چیتھڑے سینے سے نجات پا جائے
میزنی ایں پارہ برلقِ گراں
بھاری گدزی پر توبہ پیوند لگا رہا ہے
پارہ بروے می زنی زیں خوردنت
تو اس خوراک سے اس پر پیوند لگاتا ہے

۱! عاقبت۔ بالآخر جسم کو فنا ہوتا ہے
لیکن مزدوری محنت سے ملتی ہے اگر
اس کے فنا کرنے میں تیری محنت
شامل نہیں ہے تو فیہی خزانے تیری
مزدوری میں تجھے نہ ملیں گے۔ چوں
نکرد۔ جب محنت نہ کی تو مزدوری
معدوم ہے اس لئے کہ انسان کو اس کی
محنت اور سعی کا ہی ثمر ملتا ہے۔ دست
خالی۔ جب خزانہ نمودار ہو گا اور وہ تیرا نہ
ہو گا تو فوس کرے گا

۲ من نکر دم۔ اس وقت نصیحت
پر عمل نہ کرنے سے تو فوس کرے گا
اور سمجھے گا کہ جسم کا ایک دانہ اس کھلیان
کے حاصل کرنے سے مانع ہوا خانہ۔
جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے ایک
کرلیہ اور عارضی گھر ہے۔ ایں کرلیہ۔
یہ کرلیہ داری موت کے وقت تک کی
جگہ رہی لئے ہے کہ اس میں عمل کر
لے

۳ پارہ دوزی۔ کھانے پینے کے
ذریعہ تو جسم کو درست کرتا ہے اور یہ
نہیں سمجھتا کہ اس میں دُکانیں مدفون
ہیں۔ تلکش۔ یعنی اس کی گہرائی۔ برلق
گراں۔ یعنی جسم انسانی۔ ہر زماں۔
انسان کی بھوک پیاس جسم کی شکست
اور سخت ہے اور کھانا پینا اس کی فروگری
ہے

اے ز نسل بادشاہ! کام یار

اے بامقصد بادشاہ کی نسل سے

پارہ برگن ازیں قعر و کاں

اس دکان کی تیرے سے نکلا ہنا

پیش ازاں کایں مہلت خانہ کرے

اس سے قبل کہ گھر کی کرایہ داری کا وقت

پس ۲ ترا بیروں گند صاحب دکان

پس تجھے دکان کا مالک نکال دے

تو ز حسرت گاہ بر سر می زنی

تو کبھی حسرت سے سر پہنے گا

کائے دریغا آن من بود ایں دکان

کہ ہائے فسوس! یہ دکان میرے قبضہ میں تھی

اے دریغا گنج را بگذاشم

ہائے فسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا

اے دریغا بود ما را برد باد

ہائے فسوس! ہمارا وجود برباد ہو گیا

با خود آزیں پارہ دوزی ننگ دار

ہوش میں آں چیتھڑے سینے سے شرم کر

تا برآرد سر بہ پیش تو دوکاں

تاکہ تیرے سامنے دوکانیں رونما ہوں

آخر آید تو نخوردہ زو برے

ختم ہو (اور) تو نے اس سے کوئی پھل نہ کھلایا ہو

ایں دکان را برگند از روی کاں

اس دکان کو کان کے منہ پر سے اکھاڑ دے

گاہ ریش خام خود برمی کنی

کبھی اپنی بیوقوفی کی داڑھی نوچے گا

کور بودم بر نخوردم زیں مکاں

میں اندھا تھا میں نے اس جگہ سے نفع حاصل نہ کیا

آب حیواں را بخاک انیاشتم

آب حیات کو مٹی سے ڈھک دیا

تا ابد یا حسرتا شد للعباد

قیامت تک بندوں کے لئے حسرت ہے رہ گیا

۱۔ بادشاہ یعنی حضرت آدم جو پہلے خلیفۃ اللہ ہیں۔ پارہ گن۔ اس عارضی دکان یعنی جسم کو تو زوال اس میں سے زرد و جواہر کی دوکانیں برآمد ہوں گی۔ پیش ازاں۔ یہ عارضی جسم ہے اس سے فائدہ اٹھالے اور اس کی صورت یہی ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اس کو فنا کر دے۔

۲۔ پس۔ ایک وقت آجائے گا کہ یہ عارضی جسم تجھے سے لے لیا جائے گا اور تو اس کان سے محروم ہو جائے گا جو اس میں مدون ہے اور تو فسوس کرے گا اور کہے گا کہ میں خزانہ سے محروم ہو گیا اور میں نے آب حیات کو مٹی سے چھپا دیا۔ تا ابد۔ پھر تو اس آیت کا مصداق بن جائے گا۔

۳۔ غرہ شدن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش و طلب انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور نا کر دن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام علم غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے۔

غرہ ۳ شدن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش و طلب

انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور

نا کر دن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام

علم غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار

میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے

ماندہ ام در خانہ حیران و نزار

میں گھر کے معاملہ میں حیران اور کمزور بن گیا

عشق خانہ در دل من کار کرد

گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی

بودم اندر عشق خانہ بے قرار

میں گھر کے عشق میں بے قرار تھا

لا بد از معنی شدم من عور و زار

لا محالہ میں حقیقت سے خالی اور بد حال رہ گیا

لا جرم از گنج ماندم دور و فرد

میں احمالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

بُودم از گنج نہانی بے خبر
میں پوشیدہ خزانے سے بے خبر تھا
آہ اگر دادِ تیرا دادے
اے ہوس! اگر میں تیر کی قدر کر لیتا
چشم را بر نقش می انداختم
میں نے نقش و نگار پر آنکھ جمادی
بس ۲ نکو گفت آں حکیم کامیار
اس ماہر اور دانائے بہت اچھا کہا ہے
در الہی نامہ بس قدر کرد
در الہی نامہ میں اس کی نصیحت کی ہے

تمہا شرح کردن موسیٰ علیہ السلام با فرعون فضیلت چہار گانہ
حضرت موسیٰ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کو مکمل کرنا

بس کن اے موسیٰ بگو وعدہ سوم
اے موسیٰ بس کر تیرا وعدہ بتا
گفت موسیٰ آں سوم ملک دو تو
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ تیسری وہی حکمت ہے
بشتر زان ملک کانوں داشتی
اس سلطنت سے بڑھ کر جو تو اس وقت رکھتا ہے
آنکہ در ۳ جنگ چنان ملکہ دہد
وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک عطا کر دیتا ہے
آں گرم کاندہ جفا آنہات داد
جس گرم نے ظلم میں تجھے وہ کچھ دیا
گفت اے موسیٰ چہارم چیست زود
اس نے کہا اے موسیٰ! چوتھی کیا ہے جلد
گفت چارم آنکہ مانی تو جوان
فرمایا چوتھی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا

۱۔ مثنوی۔ ایک مصنوعی خوشبودن
کا گولا ہوتا تھا جس کو ہاتھ میں رکھا
جاتا تھا۔ تیر۔ یعنی میں تیرے ذریعہ
اس خزانہ کو کھود لیتا۔ تیرا۔ کسی چیز سے
برأت کا اظہار کرنا۔ چشم را۔ میں نے
مکان کے ظاہری نقش و نگار پر نظر
رکھی۔

۲۔ بس نکو۔ حکیم سنائی رحمت اللہ علیہ
نے اپنی کتاب حدیث میں فرمایا ہے
الہی نامہ۔ حکیم سنائی رحمت اللہ علیہ نے
اپنی کتاب الہی نامہ میں فرمایا ہے
ہم انداز من بتوفیق
کہ تو طفلی و خانہ رگینست
زودیاں۔ خاندان یعنی اعضاء جسمانی
بس کن۔ یہاں تک مولانا کی تقریر
حضرت موسیٰ کی زبانی تھی اب فرعون
نے کہا کہ تقریر ختم کرو اور تیسری بات
بتاؤ۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ ایمان لے آئے گا تو تجھے
دونوں جہانوں کی دوسری بادشاہت
حاصل ہو جائے گی جس میں تجھے
کسی دشمن کا بھی ڈرنہ ہوگا۔

۳۔ در جنگ۔ کفر کی حالت میں
تجھے اتنا بڑا ملک دے رکھا ہے تو اگر تو
صلح کر لے گا اور ایمان لے آئے گا تو
دیکھنا کتنی بڑی سلطنت حاصل ہوتی
ہے۔ جفا۔ یعنی کفر۔ وفا۔ یعنی
ایمان۔ باختیار دلجوئی۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا ایمان لانے پر
چوتھی چیز جو تجھے ملے گی وہ یہ ہے کہ
بقیہ عمر میں بھی تو جوان رہے گا۔ غیر۔
ایک کالا رنگ ہے۔ باون۔ گل
باون۔

موسیٰ پچھوں قیر و رُخ چوں ارنواں
بال تارکول کی طرح اور چہرہ گل باون کی طرح رہے گا

رنگ و بود و پیش باس کاسد ست ۱ لیک تو پستی سخن کردیم پست

رنگ و بود ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں لیکن تو گھنیا ہے اس لئے ہم نے گھنیا بات کہی

افتخار از رنگ و بود از مکاں ہست شادی و فریب کود کاں

رنگ و بود اور مکان پر فخر کرنا ہست شادی و فریب کود کاں کی خوشی اور دھوکا ہے

بیان ایں خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ

اس حدیث کی تفصیل کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرو نہ کہ

لَا عَلَى قَدْرِ عُقُولِكُمْ حَتَّى لَا يَكْتَبُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلا نہ دیا جائے

چونکہ باکودک سرو کارم فتاد ہم زبان کود کاں باید گشاد

چونکہ میرا واسطہ بچے سے پڑ گیا مجھے بھی بچوں کی زبان کھٹنی چاہیے

کہ بروۃ کتاب تا مرغت خرم یا مویز و جوز و فسق اورم

کہ مدرسہ جا تیرے لئے پرند خریدوں گا یا مفتی یا اخوت یا پست لا دوں گا

جو شباب تن نمیدانی بگیر ایں جوانی را بگیر اے خر شعر

جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہے لے لے اس جوانی کو اے گدھا جو لے لے

چچ آژنگے نیفتد بر رخت تازہ ملد ایں شباب فرخت

تیرے چہرے پر کوئی تھری نہ پڑے گی یہ تیری مہلک جوانی تازہ رہے گی

نے نرشد پیریت آید برو نے قد چوں سرو تو گردد دو تو

نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی ذلت آئے گی نہ تیرا سرد جیسا قد نیڑھا ہو گا

نے بدندانہا خللہا یا الم نے دانتوں میں کوئی خرابی اور تکلیف آئے گی

کہ زناں را آید از ضعف ملال نہ دانتوں میں کوئی خرابی اور تکلیف آئے گی

کہ عورتوں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو

لیک خوشتر لحظ دم بدم بلکہ لحظ بہ لحظ اور دم بدم بہتر ہو گا

کہ کشوں آں مودہ بر عکاشہ باب جس طرح حضرت عکاشہ پر خوشخبری نے دروازہ کھولا تھا

آچنناں بکشایدت فر شباب تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اس طرح کشاید ہوگی

تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اس طرح کشاید ہوگی

۱ کاسد۔ کھٹا۔ کودکاں۔ یہ چیزیں بچوں کی خوشخبری کی ہیں۔ کَلِمُوا لَا غرض کہ شادی ہے کہ لوگوں سے دین کی ایسی باتیں کہو جو ان کی سمجھ کے مطابق ہوں ورنہ وہ ان کی تکذیب کر دیں گے۔

۲ کہ برو۔ بچوں سے ایسی بچکانہ باتیں کی جاتی ہیں۔ فسق۔ پست۔ خرم۔ کچھ۔ آژنگ۔ جھری۔ نرشد۔ ذلت۔ خواری۔ الم۔ تکلیف۔

۳ طمٹ۔ جیسے و جماع بعل۔ بیوی سے کھیل کو کرنا۔ خوشتر۔ یعنی دم بدم جوانی میں اضافہ ہوگا۔ عکاشہ۔ حضرت عکاشہ مشہور صحابی سے ایک روز حضور نے فرمایا میر امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے حضرت عکاشہ نے عرض کیا حضور دعا فرمادیجئے کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں تو حضور نے ان کو بشارت دی اور فرمایا کہ تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو۔

معنی حدیث من بشرنی بخروج صفر بشرته بدخول لجة ولسق عكشة

اس حدیث کا مطلب کہ جو مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی خوشخبری دے دوں گا اور حضرت عکاشہ کی پہلی

احمد آخر زماں را انتقال

نمی آخر اہل اہم کا انتقال

چوں خبر یابد لش زیں وقت نقل

جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہو گیا

چوں صفر آمد شود شاد از صفر

جب ماہ صفر آیا آپ صفر سے خوش ہوئے

ہر شبے تاروز از شوق ہدے

راہ پابی کے شوق سے ہر شب کو دن نکلنے تک

گفت ہر کس کہ مرا مرده دہد

فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا

کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع

کہ صفر گزر یا اور ربیع کا مہینہ ہو گیا

چوں صفر برست زخت و ماہ نو

جب صفر نے سلمان باندھ لیا اور نیا چاند

گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت

حضرت عکاشہ نے عرض کیا صفر گزر گیا اور چلا گیا

دیگرے ۳ آمد کہ بگذشت آل صفر

دوسرے آئے کہ صفر گزر گیا

بس رجال از نقل عالم شاد ماں

بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہیں

چونکہ آب خوش ندید آں مرغ کور

چونکہ اس اندھے پرند نے عمہ پانی نہیں دیکھا ہے

پچھنیں موسیٰ کرامت می شمر د

حضرت موسیٰ اس طرح سے انعام شکر کر رہے تھے

در ربیع الاول آمد بے جدال

بلا اختلاف ربیع الاول میں ہوا ہے

عاشق آں وقت گردد او بعقل

آپ دل و جان سے اس وقت کے مشتاق ہو گئے

کز پس ایں ماہ می سازم سفر

کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا

او رفیق راہ اعلیٰ می زدے

آپ راہ اعلیٰ کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے

چوں صفر پای از جہاں بیرون نہد

جب صفر کا مہینہ دنیا سے باہر پاؤں نکلے گا

مژدہ ور باشم مر اورا و شفیع

میں اس کو خوشخبری دینے والا اور سفارش کرنے والا ہوں گا

گشت پیدا بر فلک باتاب وضو

رفیق اور نور کے ساتھ آسمان پر نمودار ہو گیا

گفت جنت مرثا اے شیر زفت

(آنحضرت نے فرمایا اے بہلہ شیر اخیرے لئے جنت ہے)

گت عکاشہ میرد از مرده بر

فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پھل لے گئے

وز بقالیش شاد ماں ایں کو دکاں

اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں

پیش او کوثر نماید آب شور

اس کو کوثر کھادی پانی نظر آتا ہے

ہم بد نیساں بے قدم رہ می سپرد

اسی طرح بغیر قدم کے راستہ طے کر رہے تھے

۱۔ احمد اہل سنت کے نزدیک بالانفاق۔ حضور کی وفات ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی ہے۔ وقت نقل۔ انتقال کا وقت۔ ربیع۔ وفات کے قریب حضور یہ جملہ فرما رہے تھے۔ اَللّٰہُمَّ بِالرَّفِیقِ الْاَعْلٰی یعنی اب میں رفیق اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ۲۔ گفت۔ حضور نے فرمایا جو صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کی آمد کی خوشخبری دے گا میں قیامت میں اس کا سفارش بنوں گا۔ بلہ نو۔ یعنی ربیع الاول کا چاند نظر آئے۔ ۳۔ دیگرے کسی دوسرے صحابی نے بھی صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دی۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ بازی لے گئے۔ بس رجال۔ جن لوگوں کو آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل ہونے پر خوش محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ دنیا میں رہنے پر خوش ہوتے ہیں وہ طفل طبع ہیں۔ پچھنیں۔ ایمان لانے پر جو اس کو انعام ملیں گے حضرت موسیٰ وہ شکر کرتے رہے۔

کہ نہ گردد صاف اقبال تو درد ہم نگرود اطلس بخت تو برد
کہ تیرا صاف اقبال تلخت نہ بنے گا تیرے نصیب کا اطلس برد نہ بنے گا
ہرچہ خواہی یابی از بخت جواں شادماں مانی نگرودی ناتواں
قوی نصیب سے تو جو چاہے گا پائے گا تو خوش رہے گا کز درد نہ بنے گا
گفت احسنت نکو گفتی ولیک تا کنم من مشورت با یار نیک
فرعون نے کہا بہت اچھا تو نے عمدہ بات کہی لیکن میں اچھے دوست سے مشورہ کر لوں

۱۔ کہ نہ گردد۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا تو ایمان لائے گا تو تیرا اقبال بدلے گا۔ برد۔ دھاری و معمولی کپڑے کی چادر ہوتی تھی۔ گفت۔ فرعون نے تجھ سے کہہ کر کہا میں جب تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ کر لوں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

۲۔ گفت۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تھیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کی بیعتوں پر عمل کر لے متن۔ وہ عبادت جس کی تشریح کی جائے گرم کشت۔ یعنی عشق خلدندی میں گرم ہوگی۔ بخ لک۔ خوشی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ کلک۔ گل منجاس میں کاف تصغیر کا ہے۔

۳۔ عیب۔ کل گئے کا تہج اگر اس کوئی ناپا کر اس کا عیب چھپائے تو تعجب کی بات ہے مزید تعجب جب ہے کہ نوپا بھی چاند اور سورج کی ہو۔ ہمدردی۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا تجھے فوراً ہی مجلس میں ایمان لے آتا تھا۔ ہیچ ایمان پر فرعون کی بخشش کا وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کی دل جوئی کرے۔

مشورت کردن فرعون با آسیہ خاتون در ایمان آوردن
حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں حضرت سلیمان خاتون سے فرعون کا مشورہ
بموسیٰ علیہ السلام و فرمودن آسیہ اُورا با ایمان آوردن
کہا اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

باز گفت او ایس سخن با آسیہ
پھر اس نے یہ باتیں (حضرت) آسیہ سے کہیں
بس عند تہاست متن ایس مقال
اس گفتگو کا متن بہت سی عنایتیں ہیں
وقت کشت آمد ز ہے بر سود کشت
کھیتی کا وقت آگیا وہ کس قدر نفع بھری کھیتی
بر جہید از جا و گفتا بخ لک
جگہ سے کودیں اور کہا تجھے مبارک
عیب ۳ کل را خود پو شاند گواہ
عیب خود گئے کو نوپا پہناتا ہے
ہمدراں مجلس کہ بشید ی تو ایس
اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سنا تھا
ایس سخن در گوش خورشید ارشدے
یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی
ہیچ میدانی چہ وعدہ است اوچہ داد
تو کچھ جانتا ہے کہ کیسا وعدہ اور کس قدر سخاوت ہے
گفت اجل آفتشاں بریں اسل سیہ
انہوں نے فرمایا سیاہ دل بان پر جان چھڑک دے
زود دریاب اے شہ نیکو خصال
اے نیک خصلت شہا جلد حاصل کر لے
ایس بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں
آفتابے تاج کشتت اے کلک
اے کھنجا سورج تیرا تاج بن گیا ہے
خاصہ چوں باشد گلہ خورشید و ماہ
خصوصاً جبکہ سورج اور چاند نوپا ہو
چوں نلفتی آرے و صد آفریں
تو نے ہی اور صد آفریں کیوں نہ کہا؟
سرنگوں بر بوی آں زیر آمدے
اس کی تمنا میں لندھا نیچے آ جاتا
می گند ابلیس را حق انتقاد
اللہ تعالیٰ شیطان کی دلجوئی کر رہا ہے

چوں لیدیں لطف آل کریمت باز خواند
جب اس کریم نے اس مہربانی سے تجھے بلایا ہے
زہرہ ات ند رید تازاں زہرہ ات
تیرا پتہ نہ پٹھا تاکہ تیرے اس پتے سے
زہرہ کز بہر حق او بر در
پتہ جو خدا کے لئے پھٹ جائے
غافل ہم حکمت ست و اس غمی
غفلت اور یہ اندھا پن بھی حکمت ہے
غافل ہم حکمت ست و نعمت ست
غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے
لیک نے چنداں کہ ناسورے شود
لیکن نہ اس قدر کہ ناسور بن جائے
خود کہ یابد اس چنیں بازار را
ایسے بازار کو خود کون حاصل کر سکتا ہے؟
دانہ را صد در خنانت عوض
ایک دانہ کا سو باغ تیرے لئے بدلہ ہوں
کان للہ وادن آل حبه است
اس رتی کا دینا 'اللہ کا ہو جانا ہے
زانکہ اس ہوئی ضعیف بیقرار
کیونکہ یہ کمزور ہے قرار شخصیت
ہوئی فانی چونکہ خود با او سپرد
جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا
ہمچو قطرہ خائف از بادوز خاک
اس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے
چوں باصل خود کہ دریا بود حست
جب وہ اپنی اصل میں جو کہ دریا تھی کو گیا

اے عجب چوں زہرہ ات بر جائے ماند
عجب ہے تیرا پتہ کس طرح جگہ پر رہا؟
بودے اندر ہر دو عالم بہرہ ات
دنوں جہان میں تیرا حصہ ہوتا
چوں شہیداں از دو عالم بر خور
وہ شہیدوں کی طرح دنوں جہان سے فائدہ اٹھاتا ہے
تا بماند لیک تا اس حد چرا
تاکہ اس کا وجود رہے لیکن اس حد تک کیوں ہے؟
تا نپرد زود سرمایہ زدست
تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے
زیر جان و عقل رنجورے شود
ایک بہار کی جان اور عقل کا زہر بن جائے
کہ بیک گل می خری گلزار را
کہ تو ایک پھول کے بدلے میں چمن کو خرید لے
حبه را آیدت صد کاں عوض
ایک رتی کا تیرے لئے سو کانیں بدلہ ہوں
تاکہ کان اللہ لہ آید بدست
تاکہ 'اللہ اس کا ہو گیا' ہاتھ آ جائے
ہست شد زال ہوئی ندب یا نادر
اللہ کی پائیدار شخصیت سے وجود میں آئی ہو
گشت باقی دائم و ہرگز نمرود
وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مرے گی
کہ فنا گردد بدیں ہر دو ہلاک
کہ ان دنوں سے فنا اور ہلاک ہو جائے گا
از تَف خورشید و باد و خاک رست
تو اس نے سورج کی گرمی اور ہوا اور خاک سے نجات پالی

۱۔ چوں۔ اپنے جیسے معصیت کار
پر اللہ کی رحمت دیکھ کر تیرا پتہ کیوں نہ
پٹھا اگر پھٹ جاتا تو دنوں جہان کی
کامیابی تھی۔ زہرہ۔ جو پتہ اللہ کے
لئے پھٹ جائے اس کو شہیدوں کی
طرح خدا کی جانب سے غذا ملتی
ہے۔ غافل۔ نظام عالم کی بقا کے لئے
خدا سے غفلت اور اندھے پن کی بھی
ضرورت ہے لیکن تیری غفلت حد
سے بڑھی ہوئی ہے۔

۲۔ غافل۔ اگر انسان ہمہ وقت
استغراق میں رہے اور اس کے حواس
مضطرب رہیں تو اس کے علم کا سرمایہ
گٹ جائے۔ لیک۔ لیکن ایسی
غفلت جو ناسور کے صبح کی ہو بری
چیز ہے۔ خود کہ یابد۔ حضرت موسیٰ کی
وہمت کو قبول کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ
ایک پھول کے عوض چمن خرید لیا
جائے۔ درختوں۔ باغ۔

۳۔ کان اللہ۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ 'جو شخص اللہ
کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔ ہوئی۔ ذات
شخصیت۔ گشت باقی۔ حدیث قدسی
سَمِعْتُ أَخِيْنَ قُلْتُمْ وَمَنْ قُلْتُمْ فَقَا
يَدُهُ جَوْجُجْ سے محبت کرتا ہے اس کو قتل
کر دیتا ہوں اور میں جس کو قتل کرتا
ہوں اس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہمچو۔
پانی کی بوند کو سورج کی گرمی ہوا خاک
سہم کر دیتی ہے۔

ظاہر شل اگم گشت در دریا و لیک
اس کا ظاہر دیا میں گم ہو گیا لیکن
ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے ندیم
اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دیدے
ہیں بدہ اے قطرہ خود را ایں شرف
ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش
خود کرا آید چنین دولت بدست
یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟
چوں ۱ تقاضا می کند دریا ترا
جب دیا تجھ پر تقاضا کر رہا ہے
اللہ اللہ زود بفروش و بخر
خدا کے لئے جلد بیچ اور خرید
اللہ اللہ ہیج تاخیرے ممکن
خدا کے لئے بالکل تاخیر نہ کر
اللہ اللہ زود بشتاب و بگو
خدا کے لئے جلد دوڑ اور تلاش کر
اللہ اللہ گئی شو بیدست و پا
خاک کے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا
اللہ اللہ تو گمان بد مبر
خدا کے لئے تو بدگمانی نہ کر
اللہ اللہ زود دریا ب اے فنا
خدا کے لئے اے نوجوان جلد حاصل کر لے
اللہ اللہ ترک کن ہستی خود
خدا کے لئے اپنی ہستی کو چھوڑ دے
اللہ اللہ زود تر تعجیل کن
خدا کے لئے بہت جلد عجلت کر

ذات او معصوم و پا برجا نیک
اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے
تابیابی در بہلی قطره یم
تاکہ تو قطرے کے عوض سمند حاصل کر لے
در کف دریا شوا یمن از تلف
دیا کے ہاتھ میں پہنچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا
قطره را بحرے تقاضا گر شد دست
کہ قطرے کے لئے سمند تقاضا کرنے والا ہوا ہے
پس چه استادی و در ماندی ہلا
تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟
قطره ده بحر پر گوهر بر
قطرہ دیدہ جواہر بھرا سمند سدا جا
کہ ز بحر لطف آمد ایں سخن
کیونکہ مہربانی کے سمند سے یہ پیغام آیا ہے
چونکہ بحر رحمت ست ایں نیست جو
کیونکہ یہ رحمت کا سمند ہے نہر نہیں ہے
تا شود چوکان موسیٰ پا ترا
تاکہ موسیٰ کا بلا تیرا پاؤں بن جائے
بر چنین انعام عام ابے بیخبر
اے بے خبر! ایسے عام انعام پر
تاگردی در غلط بینی فنا
تاکہ تو غلط بینی سے فنا نہ ہو جائے
چونکہ خواند سنت بروئے معتمد
جب اس نے بلایا ہے اے مستعد! چلا جا
بر فروز از ایں اشارت بے سخن
اس بغیر کلام کے اشارے سے منور ہو جا

۱ ظاہر ش۔ جو قطرہ دریا میں مل گیا
بظاہر وہ فنا ہوا ہے حقیقتاً وہ زیادہ محفوظ
ہو گیا ہے۔ ہیں بعد اپنی ذات کو فنا کر
کے ذات باری حاصل کرنا ایسا ہی ہے
جیسا کہ قطرے کے عوض میں سمند
حاصل کرنا۔ ایں شرف۔ قطرے کا
دیا میں مل جانا قطرے کی عزت
ہے۔ خود کرد۔ یہ سعادت اپنی طاقت
سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۲ چوں۔ جب دیا ہے وحدت
خود وحدت سے ہے جلالت و قوت کیا
ہے۔ اللہ۔ جلد قطرہ دے کر پر جواہر
دیا خرید لے۔

۳ ٹوٹی شو۔ جس طرح موسیٰ
کہیں وہ کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو
موسیٰ کے بلکی گیند بنانا چاہیے
ترک کن۔ اپنی ہستی کو ترک کر کے
قرب حاصل کرنا چاہیے۔ اشارت۔
موسیٰ کی رحمت قدرتی اشارہ ہے اس
سے منور ہو جانا چاہیے۔

اللہ! اللہ تاگوں کو باختی

خدا سے ڈر، اب تک تو نے میری بازی چلی

اللہ اللہ چوں عنایت در رسید

سبحان اللہ! جب اللہ کی مہربانی ہو گئی

اللہ اللہ چونکہ عصیانِ تو

خدا کے لئے جب تک تیرے گناہ

اللہ اللہ چوں زفصلت راہ داد

خدا کے لئے جبکہ اس نے فضل کر کے تجھے راستہ دیا ہے

اللہ اللہ باچنیں کفر ۲ دو تو

تجرب ہے، ایسے دہرے کفر کے ہوتے ہوئے

لطف اندر لطف او گم می شود

مہربانی اس کی مہربانی میں گم ہو رہی ہے

ہیں کہ یک بازے فتادت و العجب

آگاہ! ایک عجیب باز تیرے ہاتھ آ گیا ہے

در پذیر ایں چار خلعت زود زود

ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کر لے

گفت ۳ باہا ماں بگویم اے سیر

اس نے کہا، پرہ نشین! میں ہلان سے گفتگو کروں گا

گفت باہا ماں مگو ایں راز را

اس نے کہا ہلان سے یہ راز نہ کہنا

گردن اندر معصیت افراختی

تو نے گردن کو گناہ میں اٹھاد

بے توقف دروے آمیزاے عید

اے سرکش! بغیر تاخیر کے اس سے وابستہ ہو جا

در نمی نالد برویت شکر گو

تیری رسوائی کا باعث نہیں بنے ہیں، شکر ادا کر

سر بخاک پلی او باید نہاد

اس کی خاک پا پر سر رکھ دینا چاہیے

چوں قبولت می کند اکرام او

اس کا کرم تجھے کیوں قبول کر رہا ہے؟

کاسفلے بر چرخ ہفتم می شود

کہ ایک فرد مایہ ساتویں آسمان پر جا رہا ہے

ہیچ طالب ایں نیابد در طلب

اس کو کوئی طلب کرنے والا طلب سے نہیں پاسکتا

تابہ بنی در عوض صد عز و سود

تاکہ تو بدلہ میں سینکڑوں عزتیں اور فائدے دیکھے

شاہ را لازم بود رہی وزیر

کیونکہ بادشاہ کے لئے وزیر کی رائے ضروری ہے

کوز کم پیرے چہ داند باز را

کبڑی بڑھیا " باز کو کیا جانے؟

۱۔ اللہ اللہ۔ حضرت آسیہ نے فرمایا تو اب تک میری چال چلتا رہا ہے اور گناہوں میں سر بلندی حاصل کرتا رہا ہے۔ عنایت۔ خدائی توجہ۔ عید۔ سرکش۔ شکر گو۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کر کہ اب تک کے گناہ تیری رسوائی کا باعث نہیں ہوئے ہیں۔

۲۔ کفر دو تو۔ خود فرعون کا کفر اور اس کی قوم کا کفر۔ اسفلے۔ نیچے درجہ کے انسان کو بلندی حاصل ہو رہی ہے۔ بازے۔ یعنی توفیقِ خداوندی۔ نیابد۔ یہ سعادت قوتِ بازو سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ چار خلعت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے پر تجھے حاصل ہو جائے گی۔

۳۔ گفت۔ حضرت آسیہ کی باتیں سن کر فرعون نے کہا میں اس معاملہ میں ہلمان وزیر سے مشورہ کروں گا۔ کوز کم پیرے۔ کبڑی بڑھیا اور باز کا قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔ اسپیدے۔ سفید باز بہت قیمتی ہوتا ہے۔ ناخن۔ باز کے تمام ہنروں کا مدار اس کے پنجوں پر ہے۔ کھوہ۔ اندھا پن۔

قصہ باز بادشاہ و کم پیرزن کہ درخانہ او بود

بادشاہ کے باز اور اس بڑھیا کا قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

باز اسپیدے کم پیرے وہی

ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کو دے رہا ہے

ناخن کہ اصل کارست و شکار

وہ ناخن جو اصل کام اور ذریعہ شکار ہیں

او بیژد ناخنش بہر بھی

وہ بھلائی کے لئے اس کے ناخن تراش دے گی

کوز کم پیرے بیژد کور وار

کبڑی بڑھیا، اندھے پن سے کات دے

کہا کجا بُو دست مادر تا ترا
کہ تیری میں کہیں تھی کہ تیرے
ناخن و منقار و پرش را برید
ناخن اور اس کی چونچ اور اس کے پر کاٹ ڈالے
چونکہ شتمناش دہد او کم خورد
جب وہ اس کو دنیا دیتی ہے وہ نہ کھاتا
کہ چنیں شتمناج پختم بہر تو
کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلیا پکایا
تو سزائی مر ہماں ادبار را
تو اسی بدختی کے لائق ہے
آب شتمناش دہد کایں را بگیر
اس کو دلے کا پانی دیتی ہے کہ یہ لے لے
آب شتمناش نگیر و طبع باز
باز کی طبیعت اس دلے کے پانی کو قبول نہیں کرتی ہے
از غضب آں آتش سوزاں بر سرش
غصہ سے وہ جلتا ہوا دلیہ اس کے سر پر
اشک ازاں شمش فرو ریز دز سوز
سوز سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں
زاں ۳ دو چشم نازنین باذلال
ان نازنین پانچ غمزد آنکھوں سے
چشم ماز اغش شدہ پر زخم زانغ
اس کی جگہ نہ ہونی والی آنکھ کھوے کے زخم سے پر ہو گئی
چشم دریا بسطے کز بسط او
سمندر کی وسعت والی آنکھ جس کی کشادگی سے
گر ہزاراں چرخ در چشمش رود
اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آئیں

ناخاں زینساں درازست اے کیا
ناخن اتنے لمبے ہیں اے بھلے مانس!
وقت مہر ایں می کند زال پلید
پاپاک بڑھیا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی ہے
خشم گیر و مہر ہارا بر درد
غصہ میں بھر جاتی ہے محبتوں کو چاک کر دیتی ہے
تو تکبر می نمائی و عتو
تو تکبر اور سرکشی کرتا ہے
نعمت و اقبال کے ساز و ترا
نعت اور خوش نصیبی تجھے کب موافق آسکتی ہے؟
گر نمی خواہی کہ نوشی زان فطیر
اگر بے خیر کی روٹی کھانا نہیں چاہتا ہے
زاں بر رنجد شود شمش دراز
اس سے دلوز یاد رنجیدہ ہوتی ہے اور اس کا غصہ بڑھ جاتا ہے
زان فرو ریز و شود گل مغفرش
عورت ذال دیتی ہے اس کی کھوپڑی گئی ہو جاتی ہے
یاد آرد لطف شاہ دل فروز
دل کو منور کرنے والے بادشاہ کی مہربانی اس کو یاد آتی ہے
کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
جوشلہ کے چہرے کی وجہ سے سینکڑوں کلمات کہتی تھیں
چشم نیک از چشم بد باد درد و داغ
اچھی آنکھ بد نظیر سے درد اور داغ والی ہو گئی
ہر دو عالم می نماید تار مو
دونوں جہاں ایک بال نظر آتے تھے
ہمچو چشمہ پیش قلزم گم شود
چشمہ کی طرح سمندر میں گم ہو جائیں

۱۔ کہ کجا۔ بوڑھی عورت نے یہ بھی
کہا کہ باز کی میں کہیں چلی گئی تھی کہ
اس کے ناخن اس قدر بڑھ گئے ہیں۔
چنانچہ اس بوڑھی نے اس باز کے پر اور
چونچ اور بچے کاٹ ڈالے۔ شتمناج۔
یہ ایک ترکی کھان ہے جو دلیے اور
شہرے کی طرح کا ہوتا ہے۔ خشم
گیر۔ باز شتمناج کو نہیں چیتا ہے تو
بوڑھی اور غضبناک ہوتی ہے اور اس کی
محبت کے پردے چاک ہو جاتے
ہیں۔ متو۔ سرکشی۔ ادبار۔ نحوست۔

۲۔ آب شتمناش۔ اس کو شتمناج
دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر بے خیر کی
روٹی پسند نہیں ہے تو یہ کھالے فطیر۔
وہ روٹی جس میں خیر نہ ہو۔ گل۔ گنجا۔
مغفر۔ سر پر اڑھنے کی لوہے کے خود
یہاں مراد اس ہے۔ یاد۔ اب اس باز کو
بادشاہ کی محبت یاد آتی ہے۔

۳۔ زان دو چشم۔ یعنی باز کی دو
آنکھیں جو نازنین ہیں جن سے وہ
شہاد کا دیدار کرتا تھا۔ ماز۔ وہ نیزگی
نہیں ہے معراج کے واقعہ میں قرآن
نے کہا ہے کہ آنحضرت کی نگاہیں سج
پڑیں اور ان کو دیدار رب حاصل ہوا۔
بسط۔ کشادگی۔ قلزم۔ سمندر۔

چشم ! بگذشتہ ازیں محسوسہا
وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے بڑھی ہوئی ہے
خود نمی یابم یکے گوشے کہ من
میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں
می چکید آں آب محمود جلیل
اس سے وہ قابل تعریف عظیم آنسو نکلتے
تا بمالد در برو منقار خویش
تاکہ اپنی چونچ اور پروں پر ملیں
باز ۲ گوید خشم کم پیرا فروخت
باز کہتا اگرچہ بوجہی کا غصہ بھڑک اٹھا ہے
باز جانم باز صد صورت تند
میری جان کا باز پھر سینکڑوں صورتیں حاصل کر لے گا
صلح ار یکدم کہ آد با شکوہ
حضرت صالح اگر ایک ہر شوکت پھونک مادیں
دل ہی گوید خموش و ہوشدار
دل کہتا ہے کہ چپ اور ہوش میں آ
غیرتش ۳ راہست صد حلم نہاں
اس کی غیرت میں سینکڑوں حلم پوشیدہ ہیں
نخوت شاہی گر نقش جلی پند
شاہی تکبر نے اس کی نصیحت کے مقام پر قبضہ کر لیا
کہ کنم با رائے ہلماں مشورت
کہ میں ہلماں کی رائے سے مشورہ کروں گا
مصطفی راری زن صدیق رب
حضرت مصطفی کے مشیر اللہ کے صدیق ہیں
عرق جنسیت چنانشی جذب کرد
ہم جنس ہونے کی رگ نے اس کو ویسا کھینچا

یافتہ از غیب بنی بوسہا
غیب بنی سے لذتیں محسوس کئے ہوئے ہیں
نکتہ گویم ازاں چشم حسن
کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہہ سکوں
می ربودے قطرہ اش را جبرئیل
کہ جبرئیل اس کے قطرے کو لے اڑتے
گر دہد دستوریش آں خوب کیش
اگر وہ پاک خصلت ان کو اجازت دے
فر و نور و صبر و حلم را بسوخت
میری شان و شوکت تو اور صبر و حلم کو نہیں جلا سکا
زخم بر ناقہ نہ بر صلح زند
وہ ٹوٹنی پر نہ حضرت صالح پر زخم لگاتی ہے
صد پختاں ناقہ بزاید متن کوہ
پیاز کی چٹان ایسی سینکڑوں ٹوٹنیاں جن دے
ورنہ درانید غیرت پود و تار
ورنہ غیرت خداوندی تانا پانا اوجھڑ دے گی
ورنہ سوزیدے بیگ دم صد جہاں
ورنہ ایک دم سے سینکڑوں جہاں پھونک دے
تادل خورا زہند او کرد بند
حتی کہ اس نے نصیحت کی جانب سے دل کو روک دیا
گوست پشت ملکہ قطب مقدرت
کیوں کے وہ سلطان کی پشت اور اقتدار کا مدد ہے
رہی زن بو جہل راشد بولہب
بو جہل کا مشیر ابولہب ہوا
کان نصیحتا بہ پوشش گشت سرد
کہ وہ نصیحتیں اس کے لئے ٹھنڈی پڑ گئیں

۱۔ چشم۔ باز سے مراد اللہ کا وہ ولی ہے جو مخالف جاہلوں میں پھنس جاتا ہے اپنے ولی کی آنکھیں محسوسات سے گزر کر مغیبات سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ می چکید۔ وہ آنسو اس قدر قیمتی ہوتا ہے کہ اس کو حضرت جبرئیل اٹھا لیتے ہیں اور تیر کا اپنے جسم پر ملتے ہیں۔

۲۔ باز گوید۔ وہ ولی جو دشمن کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہا ہے کہتا ہے کہ مخالفوں کے غصہ سے میرے استقلال میں کوئی فرق نہیں آ سکتا ہے۔ باز جانم۔ اگر مادی جسم ہلاک بھی ہو جائے تو کیا پروا ہے اس کی مثال تو حضرت صالح کی ٹوٹنی کی ہی ہے خصوصیت حضرت صالح میں بھی نہ کوٹنی میں۔

۳۔ غیرتش۔ غیرت خداوندی بڑی بردبار ہے ورنہ اس طرح کے غیبی راز افشا کرنے سے وہ اس قدر غضبناک ہو جاتی کہ عالم کو تباہ کر دیتی۔ نخوت۔ یعنی فرعون کا شاہی تکبر نصیحت قبول کرنے سے مانع بنا۔ کہ کنم۔ تکبر کی وجہ سے اس نے کہا میں اپنے وزیر ہلماں سے مشورہ کروں گا۔ مصطفیٰ۔ ہم جنس اپنی جنس سے مشورہ کرتا ہے آنحضرت کے مشیر حضرت ابو بکرؓ تھے اور ابو جہل کا مشیر ابولہب تھا۔ صحیحہا۔ یعنی حضرت آسیہ کی نصیحتیں۔

جنس! سہی جنس صد پڑہ پڑو بر خیالش پردہ ہارا بر درد
جنس جنس کی جانب سینکڑوں پہلوں سے اڑتی ہے اس کے خیال پر سے پردے ہٹا دیتی ہے

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناوداں غویدہ و دو خطر افتادن داشت
اس عورت کا قصہ جس کا بچہ پٹالے سے چڑھ گیا تھا اور گرنے کا خطرہ رکھتا تھا
وازا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سوال کردن و چارہ جستن مادر او
اور اس کی ماں کا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کرنا اور تدبیر چاہنا

یک زنی آمد بہ پیش مرضی
ایک عورت حضرت مرضی کے پاس آئی
گرش میخوانم نمی آید بدست
اگر میں اس کو بلاتی ہوں ہاتھ نہیں آتا ہے
نیست ۲ عاقل تاکہ دریا بدچوما
وہ سمجھ دار نہیں ہے کہ ہماری طرح سمجھ جائے
ہم اشارت را نمی داند بدست
وہ ہاتھ کے اشارے کو بھی نہیں سمجھتا ہے
بس نمودم شیر و پستاں را بدو
میں نے اس کو دو دو چھاتی بہت دکھائی
از برائے حق شناسید اے مہاں
اے بزرگ! خدا کے لئے آپ ہیں
زود درماں گن کہ می لرزد لم
جلد تدبیر کیجئے کیونکہ میرا دل لرز رہا ہے
گفت ۳ طفلے را برآورد ہم زبام
فرمایا ایک بچہ کو کوٹھے پر لے جا
سوی جنس آید سبک زان ناوداں
وہ فوراً پٹالے سے اپنے ہم جنس کی طرف آجائے گا
زن چٹاں کردو چویدہ آں طفل او
عورت نے ایسا ہی کیا اور جب اس بچے نے اس کو دیکھا

۱۔ جنس۔ ہر چیز اپنی ہم جنس کی طرف تیزی سے جاتی ہے۔ قصہ۔ حضرت علیؑ نے مشورہ دیا کہ ایک بچہ چھت پر چھوڑ دیا جائے وہ بچہ پٹالے سے اس کے پاس آجائے گا۔ مرضی۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ ناوداں۔ پٹالہ۔ پست۔ یعنی پٹالہ سے زمین پر۔

۲۔ نیست۔ اس میں اتنی عقل نہیں کہ اس خطرے کو محسوس کر سکے۔ بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی دوست ہے دوسرے مصرع کے آخر میں بمعنی "برائے" ہے کہ بدو۔ یعنی میرا بچہ ہلاک ہو جائے۔

۳۔ گفت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایک بچہ چھت پر بٹھا دے وہ بچہ پٹالے سے اس کے پاس آجائے گا۔ زن۔ اس عورت نے حضرت علیؑ کے مشورہ پر عمل کیا وہ بچہ اس کے پاس آ گیا۔

گفت شد برنا و داں طفلے مرا
بولی میرا بچہ پٹالے پر چڑھ گیا ہے
ور ہلم ترسم کہ افتد او بہ پست
اگر چھوڑی ہوں ڈرتی ہوں کہ نیچے نہ گر پڑے
گر بگویم کز خطر سوی من آ
اگر میں کہوں کہ خطرے سے میرے پاس آ جا
ور بدانند نشود ۶ نہم بدست
اگر جانتا بھی ہے نہیں سنتا ہے یہ بھی برا ہے
او ہی گرداند از من چشم و رو
وہ مجھ سے آنکھ اور منہ پھیر لیتا ہے
دستگیر ایں جہان و آں جہاں
اس جہان اور اس جہان کے دستگیر
کہ بدر و از میوہ دل بسکلم
کہ تکلیف کے ساتھ میل کے سوسے جلد و جلاں
تا بہ بیند جنس خود را آں غلام
تاکہ وہ بچہ اپنے ہم جنس کو دیکھے
جنس بر جنس ست عاشق جاوداں
ہم جنس ہمیشہ ہم جنس پر عاشق ہوتا ہے
جنس خود خوش بدو آورد رو
اس نے خوشی خوشی اپنے ہم جنس کی طرف رخ کر دیا

سوی! بام آمد ز متن ناو داں
پنالہ پر سے کوئے پر آگیا
عوہ عوان آمد بسوی طفل طفل
کھٹکا کھٹکا بچہ کی طرف آگیا
زاں بود جنس بشر پیغمبراں
اسی لئے پیغمبر انسان کی جنس کے ہوتے ہیں
پس بشر فرمود خود را مسلک
پس انہوں نے اپنے آپ کو تم جیسا انسان کہا
زانکہ جنسیت عجائبِ جاذبے ست
کیونکہ جنسیت عجیب جاذب ہے
عیسیٰ! و ادیس بر گردوں شدند
حضرت عیسیٰ اور ادیس آسمان پر چلے گئے
بازاں ہدوت و مروت از بلند
پھر وہ ہدوت اور مروت بلندی سے
کافراں ہم جنسِ شیطان آمدہ
کافر شیطان کے ہم جنس ہیں
صد ہزاراں خوی بد سے آموختہ
انہوں نے لاکھوں بری عادتیں سیکھ لیں
کتریں سہوشاں بد سے اس حسد
حسد ان کی کم از کم عادت ہے
زاں سگاں آموختہ جھد و حسد
انہوں نے ان کتوں سے گینہ اور حسد سیکھا
ہر کرادید او کمال از چپ و راست
وہ دائیں بائیں سے کسی کو صاحبِ کمال دیکھتا ہے
زانکہ ہر بد بخت خرمن سوختہ
کیونکہ جس بد بخت کا کھلین جل گیا ہو

جاذب ہر جنس را ہم جنس داں
ہر جنس کو ہم جنس کا کھینچنے والا سمجھ
وارہید از او فادان سوی سفیل
نیچے گرنے سے نجات پا گیا
تا جنسیت رہند از ناو داں
تا کہ جنسیت کی وجہ سے پنالہ سے نجات پا جائیں
تا جنس آیند و کم گردند گم
تا کہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور گم نہ ہوں
جاذبش جنس ست ہر جاطا لبے ست
جس جگہ کوئی طلبگار ہے جنس اس کی جاذب ہے
با ملائک چونکہ ہم جنس آمدند
چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے
جنس تن بودند از اں زیر آمدند
چونکہ جسم کے ہم جنس تھے نیچے آ گئے
جان شاں شاگردِ شیطاناں شدہ
ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی
دید ہائے عقل و دل بر دوختہ
عقل اور دل کی آنکھیں بند کر لیں
آں حسد کہ گردن ابلیس زد
وہ حسد جس نے شیطان کی گردن مار دی
کہ نخواہد خلق را مُلکِ بد
جو مخلوق کے لئے ابدی سلطنت نہیں چاہتے
از حسد تو بخش آمد درد خاست
تو حسد کی وجہ سے اس کو قوتِ بخش کا درد ہوتا ہے
می نخواہد شمع کس افروختہ
وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

۱۔ سوی بام۔ وہ بچہ پنالہ سے
چھت پر آگیا۔ جاذب۔ کھینچنے والا
سفیل۔ یعنی زمین زل۔ چونکہ ہر چیز
اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اسی
لئے انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔
مشکلم۔ آغوشوں نے فرمایا ہے کہ میں
بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔
طالب۔ جو طلب گار ہوتا ہے اس کو
اس کی جنس اپنی طرف کھینچتی ہے۔
۲۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور
حضرت ادیس آسمان پر بلا لئے
گئے۔ چونکہ وہ ملائک کے ہم جنس
تھے۔ ہدوت اور مروت
فرشتے تھے لیکن انسانوں کے ہم جنس
تھے۔ آسمان سے زمین پر بھیج دیئے
گئے۔ کافراں۔ کافر شیطان کے ہم
جنس ہیں اسی لئے ان سے ان کی
عادتیں سیکھ لیتے ہیں۔

۳۔ کتری۔ حسد شیطان کی
خصلت ہے جو کافروں نے اس سے
سیکھ لی ہے۔ مُلکِ ابد۔ یعنی آخرت
کی زندگی۔ ہر کرا۔ شیطان چونکہ اپنا
سب کچھ تباہ کر چکا ہے اس لئے وہ
کسی کی نیکی کو برداشت نہیں کرتا ہے
اور کسی کی نیکی کی شمع کو روشن نہیں دیکھ
سکتا۔

ہیں! کمالے دست آور تا تو ہم
خبردار کمال حاصل کر تاکہ تو بھی

از خدا می خواہ دفعِ ایں حسد
اس حسد کا ذبیہ خدا سے چاہ

مر ترا مشغولیئے بخشد دروں
تجھے اپنے باطن کی مصروفیت عطا کر دے

جرعہ سے را خدا آں می دہد
خدا اس گھونٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے

خاصیت ۲: نہادہ در کفِ حشیش
ایک مٹھی بھنگ میں اس نے خاصیت رکھی ہے

خواب را یزداں بد انساں می کند
نیند کو خدا ایسا کر دیتا ہے

کرد مجنوں رازِ عشق پوئے
مجنوں کو کھل کے عشق سے ایسا کر دیا

صد ہزاراں ایں چہیں می دارد او
وہ اس طرح کی لاکھوں بخود بایں رکھتا ہے

ہست میہلی شقاوتِ نفس را
بدبختی کی شرابیں نفس کے لئے ہیں

ہست ۳: میہلی سعادتِ عقل را
نیک بدبختی کی شرابیں عقل کے لئے ہیں

خیمہ گردوں ز سر مستی خویش
وہ اپنی سرمستی سے آسمان کے خیمہ کو

ہیں بہرِ مستی دلا غرہ مشو
خبردار! اے دل ہر مستی سے ڈھکا نہ کھا

ایں چہیں سے را بخور زیں خنبہا
ان مشکوں سیاسی شراب پی

۱۔ ہیں۔ اگر انسان کے پاس کمال نہیں ہوتا ہے تو دوسروں پر حسد کرتا ہے اور دوسرے کے کمال کو دیکھ کر غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ نفی۔ نہ اتنی کا

مخفف ہے۔ از خدا۔ حسد کا ذبیہ خدا کر سکتا ہے۔ مشغولیئے۔ اگر انسان اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو دوسرے کے دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے۔

جرعہ۔ خدا نے بہت سی چیزوں میں وہ خاصیت رکھی ہے جو دوسروں میں مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی ہے۔

۲۔ خاصیت۔ بھنگ بھی دوسروں کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

کرد۔ مجنوں لکلی کے ظاہر پر عاشق ہو کر دوسروں سے غافل ہو گیا تھا۔ صد ہزاراں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں جو دوسروں کے احوال سے غافل بنا دیتی ہیں۔

ہست۔ نفس ایسی مستیوں میں مبتلا ہے جو اس کو راہِ مستقیم سے غافل بنا دیتی ہیں۔

۳۔ ہست۔ عقل ایسی مستیوں میں رہتی ہے جس سے وہ ابدی مقام حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں اس کی پرواز آسمانوں سے بالا ہو جاتی ہے۔

ہیں۔ انسان کو مستیوں میں فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں ہے حضرت عیسیٰ کی مستی اور خمری کی مستی جدا گانہ ہے۔ خب۔ خمر، شراب کا

مذک۔ گونہ ذنب چھوٹی دھواں گدھل

۱۔ ہیں۔ اگر انسان کے پاس کمال نہیں ہوتا ہے تو دوسروں پر حسد کرتا ہے اور دوسرے کے کمال کو دیکھ کر غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ نفی۔ نہ اتنی کا

مخفف ہے۔ از خدا۔ حسد کا ذبیہ خدا کر سکتا ہے۔ مشغولیئے۔ اگر انسان اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو دوسرے کے دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے۔

جرعہ۔ خدا نے بہت سی چیزوں میں وہ خاصیت رکھی ہے جو دوسروں میں مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی ہے۔

۲۔ خاصیت۔ بھنگ بھی دوسروں کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

زانکہ ہر معشوق چوں نخب سستہ
کیونہ ہر معشوق منکے کی طرح پر ہے
مے شناسا ہیں نکش باختیاط
اے شراب کے پہچاننے والے! احتیاط سے کچھ
مے شناسا ہیں نکش از روی ترش
اے شراب کو پہچاننے والے! ترش روی سے کچھ
ہر دو مستی می دہندت لیک اس
تجھے دھنوں مست کرتی ہیں لیکن یہ
تار ہی از و مکرو و سواس و حیل
تا کہ تو مکر و دھوکوں اور حیلوں سے نجات پا جائے
انبیاء چوں جنس روح اند و ملک
انبیاء چونکہ روح اور فرشتے کے ہم جنس ہیں
باد جنس آتش ست و یار او
ہوا آگ کی جنس اور اس کی یار ہے
چوں بہ بندی تو سر کوزہ تہی
اگر تو خالی پیالہ کے سر کو باندھ دے
تاقیامت او فرو ناید بہ پست
وہ قیامت تک نیچے کی جانب رخ نہ کرے گا
میل بادش چوں سوی بالا بود
چونکہ اس کی ہوا کا میلان اوپر ہے
باز آں جانہا کہ جنس انبیاست
پھر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں
زانکہ عقلش غالب ست و بے شک
کیونکہ اس پر عقل غالب ہے اور بغیر شک کے
واں ہوی نفس غالب بر عدو
خواہش، نفسانی دشمن پر غالب ہے

آں یکے درود دگر صافی چو در
ایک تلچٹ دھرا موتی کی طرح صاف ہے
تامے یابی منزہ ز اختلاط
تا کہ تو میل سے پاک شراب حاصل کر لے
آں مے صافی کز و گردی خمش
اس صاف شراب کو جس سے تو خاموش ہو جائے
مستیت آرد کشاں تار پ دیں
مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے
بے عقل عقل در رقص اجمل
وہ عقل کی رسی کے بغیر اچھل کود میں ہے
مر ملک را جذب کردند از فلک
فرشتہ کو آسمان سے کھینچ لیا
کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
کیونکہ دھنوں کا قصد اوپر کی جانب ہے
در میان وض یا جوئے نہی
حوض یا نہر میں اس کو رکھے
کدش خالی ست دروے باد ہست
کیونکہ اس کا پیٹ خالی ہے اس میں ہوا ہے
ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی
سوی شل کش کشد چل سلیہ است
وہ سایوں کی طرح ان کی جانب کشش میں ہیں
عقل جنس آمد خلقت با ملک
عقل، خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے
نفس جنس اسفل آمد شہ بدو
نفس، اسفل کا ہم جنس ہے اس پر تف ہے

۱۔ زانکہ ہر شیخ کی صحبت میں
کشش ہوتی ہے لیکن ہر کشش کا صحیح
ہونا ضروری نہیں ہے۔ مے شناسا۔
سائل کو امتیاز کرنا چاہیے اور وہ کشش
اختیار کرنی چاہیے جو خالص ہو۔
گردی۔ خمش اس کشش کو اختیار کرنا
چاہیے جو ان کے خیر شدہ شرش یا زناہد کا
مصدق ہو۔ تار پ دیں۔ جو کشش
خدا کی طرف لے جائے وہ کشش
اختیار کرنی چاہیے۔ رقص۔ اجمل۔
لوث کا رقص یعنی بے قاعدہ اچھل
کود۔

۲۔ انبیاء۔ انبیاء کا تعلق ملاء اعلیٰ
سے ہوتا ہے اس لئے فرشتے ان تک
پیغام لاتے ہیں۔ باد۔ ہوا اور آگ کا
عروج اوپر کی جانب ہے۔ چوں۔
خالی پیالے کو اگر سر بند کر کے پانی
میں ڈالو چونکہ اس میں ہوا بھری ہوئی
ہے وہ نیچے نہ جائے گا۔ میل۔ بارش۔
وہ ہوا اس پیالے کو بھی نیچے نہ جانے
دے گی۔

۳۔ باز۔ جو وہیں انبیاء کی ہم جنس
ہیں وہ انبیاء کے ساتھ سایہ کی طرح
لگی رہتی ہیں۔ زانکہ ان لوگوں میں
عقل کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتہ کی
ہم جنس ہے۔ ہوا کی نفس۔ خواہشات
نفس کا میلان اسفل کی طرف ہے۔
شہ بدو۔ اس پر تف ہے۔

بُود قِبْطِی ۱۔ چَنْسِ فرعونِ ذَمیمِ بُود سَبْطِی چَنْسِ موسیٰ کَلیمِ
 قِبْطِی بڑے فرعون کا ہم جنس تھا سَبْطِی موسیٰ کلیم اللہ کا ہم جنس تھا
 بُود ہلماں چَنْسِ مَرِ فرعونِ را بَرِ گَزیدِش بَرِ دُعا صدرِ سَرا
 ہلماں فرعون کا ہم جنس تھا اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے بلائین تک لے گیا
 لا جرم از صدرِ درِ قعرش کشید کہ ز چَنْسِ دوزخِ اُنْدَاں دو پلید
 لا محالہ اس نے اس کو بلندی سے گہرائی کی طرف کھینچا کیونکہ وہ دونوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے
 ہر دو سو زندہ چوں دوزخِ ضِدِّ نُورِ ہر دو چوں دوزخِ زُورِ دلِ نَفورِ
 دونوں جلتے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں دونوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متنفر ہیں
 زانکہ دوزخِ گوید اے مُومنِ تو زُود بَرِ گَزَرِ کہ نُورِ ت آتشِ را رُود
 کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد گزر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

۱۔ قِبْطِی۔ فرعون کی قوم والا۔ سَبْطِی۔ بنی اسرائیلی۔ ہلماں۔ فرعون کا وزیر باوجود اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم جنس تھا اسی لئے فرعون نے اس کو مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔ ہلماں کے مشورے سے وہ تباہی کے گڑھے میں گر گیا۔ زانکہ۔ دوزخ اور نور میں تضاد ہے اور دوزخ نور ایمان سے متنفر اور نور دوزخ سے متنفر ہے۔

۲۔ در بیان۔ اس حدیث سے نور اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے۔ بگذر۔ جس وقت مومن ملی سراسر سے گزرے گا جہنم یہ کہے گی۔ نُور۔ یعنی جنتی

۳۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث میں مذکور ہے جلاذب ہر انسان میں جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے غور کر لینا چاہیے کہ اس میں کفر کی کشش ہے یا دین کی کشش ہے۔

در بیانِ احمد بنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْیَا مُؤْمِنٍ فَإِنَّ نُورَکَ اَطْفَاءَ نَارِیْ
 آنحضرت کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مُومنِ کہ نُورِ ت می گُشد آتِشِمِ را چوں کہ دامنِ می گُشد
 اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھا رہا ہے میری آگ کو جب وہ تاز سے چلتا ہے
 می رَمَدِ آں دوزخی از نورِ ہم زانکہ طبعِ دوزِ حستش اے صنم
 وہ دوزخی بھی نور سے بھاگتا ہے اے پیدل! کیونکہ اس کا مزاج دوزخی ہے
 دوزخِ از مُومنِ گریزدِ آنچنَاں کہ گریزدِ مُومنِ از دوزخِ بجاں
 دوزخ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح مومن دوزخ سے جان بچا کر بھاگتا ہے
 زانکہ چَنْسِ نارِ بُودِ نُورِ او ضِدِّ نارِ آمدِ حقیقتِ نورِ جو
 اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے
 در حدیث ۳ آمد کہ مُومنِ در دُعا چوں اَمَاں خواہد ز دوزخِ از خُدا
 حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے
 دوزخِ از وے ہم اَمَاں خواہد بجاں کہ خدا یا دُورِ دارم از فلاں
 دوزخ اس سے دل جان سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا! مجھے فلاں سے دور رکھ
 جاذبہ جنسیتِ ست اکنوں بہ میں کہ تو چَنْسِ کیستی از کُفرِ و دیں
 جنسیت کی کشش ہے اب تو دیکھ لے کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

گر بہاں اے مالکی با مانی
اگر تو ہلن کی طرف مال ہے ہلانی ہے
وَر بہر دو مالکی ایگنختہ
اگر تو دلوں کی طرف مال ہے اکسلیا ہوا ہے
ہر دو در جھگندہاں وہاں بکوش
دلوں پر سر پیکر ہیں ہاں ہاں کوشش کر
ساغر صدق از کفِ موسیٰ بنوش
حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے سچائی کا پیلہ پی
دَر جہانِ اُجنگ شادی ایں بس ست
لڑائی کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے
جہد گن تا خصمت اشکتہ شود
کوشش کر تاکہ تیرا دشمن شکست کھا جائے
ایں حدیث آمد دراز اے ناگزیر
یہ بات لمبی ہو گئی مجھ ہی تھی

وَر بموسیٰ مالکی سبحانی
اگر تو موسیٰ کی طرف مال ہے تو للہی ہے
نفس و عقلی ہر دواں آمینختہ
تجھ میں جنس اور عقل دونوں ملے ہوئے ہیں
تا شود بر نفس غالب عقل و ہوش
تاکہ عقل اور ہوش نفس پر غالب آ جائے
تا شود غالب معانی بر نقوش
تاکہ معانی نقوش پر غالب آ جائیں
کہ بینی بر عدو ہر دم شکست
کہ تو ہر وقت دشمن پر شکست دیکھے
گرچہ فرعون دنی ایں نشود
خوہ گمین فرعون یہ نہ سے
باز گو اضلال فرعون مُشیر
فرعون کے مشیر کو گمراہ کرنے کی بات کر

مشورت کردن فرعون باوزیرش ہلمان در ایمان آوردن بموسیٰ علیہ السلام
فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہلمان سے مشورہ کرنا

آں سَستِزہ رُو بخشی عاقبت
آخر اس سختی سے جھگڑا کرنے والے نے
وَعَدَہای آں کلیم اللہ را
کلیم اللہ کے وعدوں کو
گفت باہماں چو تنہایش بدید
جب ہلمان کو تنہا دیکھا اس سے کہا
بانگہا زدو گریہ ہا کرداں لعین
اس لعین نے نعرے لگائے اور رونے لگا
کہ چکو نہ گفت اندر روی شاہ
کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہی؟

گفت با ہماں برلی مشورت
مشورے کی غرض سے ہلمان سے کہا
گفت و محرم ساخت آں گمراہ را
اس گمراہ سے کہا کہ اس کو راز دل بتا لیا
جست ہلمان و گریہاں را درید
ہلمان اچھل پڑا اور گریہاں پھاڑ لیا
کوفت دستار و گلہ را بر زمیں
ٹوپی اور عمامہ کو زمین پر پٹخ دیا
آچنہیں گستاخ آں حرفِ تباہ
”ہی بات ایسے گستاخ نے

۱۔ گر بہاں۔ اگر انسان ہلمان کی طرف مال ہے تو وہ ہلمان کی جیس سے ہے اور اگر موسیٰ کی طرف میلان ہے تو وہ انسان اللہ والا ہے۔ وہ ہر دو۔ اگر انسان کا خیر اور شر دونوں کی طرف مال ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں نفس اور عقل کی کشمکش جلدی ہے۔ ساغر۔ ایسے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس پر عقل کا غلبہ ہے۔ ۲۔ در جہان۔ اس کشمکش میں کامیابی یہ ہے کہ انسان ہر وقت نفس کو مغلوب رکھے۔ گرچہ جس کی طبیعت فرعون کی ہوگی وہ اس فصاحت کو قبول نہ کرے گا۔ اضلال۔ یعنی ہلمان نے فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔ ۳۔ آں سستیزہ رو۔ یعنی فرعون۔ کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ نے ایمان لانے پر جو وعدے کئے تھے وہ سب ہلمان سے کہہ دیئے۔ جست۔ اچھا اور اس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا۔ کہ چکو نہ۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰ کو کیسے جرات ہوئی کہ تجھے جیسے شاہ سے لڑی باتیں کرے۔

جملہ ۱۔ عالم را مسخر کردہ تو
تو نے تمام دنیا کو تابع فرما لیا ہے
از مشارق و مغارب بے لجاج
مشرقوں اور مغربوں سے بلا جھگڑے کے
بادشاہاں لب ہی مانند شاد
سب بادشاہ خوشی سے ہونٹ ملتے ہیں
آسپ باغی چوں بہ بیند آسپ ما
باغی گھوڑا جب ہمارے گھوڑے کو دیکھتا ہے
تا گنوں ۲۔ معبود و معبود جہاں
اب تک تو عالم کا معبود اور معبود
در ہزار آتش شدن زین خوشترست
ہزار آگوں میں ہونا اس سے بہتر ہے
نے بکشی اول مرا اے شاہ ہیں
نہیں اے بادشاہ! خربدار پہلے مجھے قتل کر دے
خرا اول مرا گردن بزن
اے شاہ! پہلے مجھے قتل کر دے
خود ۳۔ نبودست و مبادا ایں چنین
ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو
بندگانماں خولجہ تاش ما شوند
ہمارے غلام ہمارے ہمسر بنیں
چشم روشن دشمنان و دوست کور
دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا ہو
کار ربا بخت چوں زر کردہ تو
تو نے اقبال مندی سے کام کو سونے کی طرح کر لیا ہے
سوی تو آرند سلطاناں خراج
بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں
برستانہ خاک تو اے کیقباد
اے عالی مقام تیرے آستانہ کی خاک پر
رُو بگرداند گریزد بے عصا
بغیر ڈنڈے کے رخ پھیر لیتا ہے بھاگ جاتا ہے
بودہ گردی کمینہ بندگاں
بہا ہے (اب) حقیر ترین بندہ بنے گا
کہ خداوندے شود بندہ پرست
کہ ایک آقا غلام پرست بنے
تانہ بیند چشم من برشاہ ایں
تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی یہ حالت نہ دیکھے
تانہ بیند ایں مذلت چشم من
تاکہ میری آنکھ یہ ذلت نہ دیکھے
کہ زمیں گردوں شود گردوں زمیں
کہ زمین آسمان بنے اور آسمان زمین
بید لامان لخرایش ما شوند
ہم سے ڈرنے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے بنیں
گشت مارا پس گلستاں قعر گور
تو ہمارے لئے چمن قبر کا گزرا بن جائے

۱۔ جملہ عالم۔ ہلکان نے فرعون سے کہا کہ تو نے تمام عالم کو تابع فرما لیا ہے اور سلطنت کے معاملات کو سونے کی طرح چمکدار کر دیا ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ خراج۔ وہ محصول جو بادشاہ کو لدا کیا جائے۔ بادشاہاں۔ دنیا کے بادشاہ تیرے سہ کی خاک چاٹنا فخر سمجھتے ہیں۔ آسپ باغی۔ مخالف لشکر ہمارے لشکر کو کہہ کر بھاگ پڑتا ہے۔ ۲۔ تا گنوں۔ تو اب تک معبود و معبود جہاں ہے لوگ تجھے جدے کرتے ہیں اب تو غلاموں کا غلام بنے گا ایسی زندگی سے ہزار آگ کی بہتر ہیں۔ نے بکشی۔ موی پر ایمان لانے سے پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ تیری یہ رسولی اور ذلت میری آنکھیں نہ دیکھیں۔ ۳۔ خود۔ خود۔ یہ اب تک نہیں ہوا کہ بادشاہ غلام اور غلام بادشاہ بنے اور نہ ہو گا۔ بندگانماں۔ یہ اسرائیلی جواب تک ہمارے غلام ہیں وہ شریک سلطنت نہیں۔ چشم روشن دشمنان۔ اس حالت سے دوست و رنجیدہ ہوں گے اور دشمن خوش ہوں گے۔ اور ہمارا عیش و عشرت خاک میں مل جائے گا۔ تزییف۔ کھٹا پن۔ دوست۔ ہلکان کو دوست اور دشمن میں تمیز نہ تھی لہذا وہ اپنی بازی کھیل رہا تھا۔

تزییف سخن ہامان با فرعون علیہ اللعنة

فرعون علیہ اللعنة کے ساتھ ہامان کی باتوں کی کزوری

دوست از دشمن ہی شناخت او
فرد را کو رانہ کز می باخت او
وہ دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا
اس نے اندھے پن سے بازی اپنی چلی

دُشمن! تو جو تُو بُود اے لعین
اے ملعون تیرا دشمن تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے
پیش تو ایں حلتِ بد و ملتِ ست
تیرے لئے یہ بری حالتِ ملت ہے
گرازیں دولتِ نتازی خز خزاں
اگر تو ایں دولت سے آہستہ آہستہ نہ بھاگے گا
مشرق و مغرب چو تو بس دیدہ اند
مشرق و مغرب نے تجھ جیسے بہت دیکھے ہیں
مشرق و مغرب کہ نبود برقرار
مشرق و مغرب جو پائیدار نہیں ہیں
تو بدال! ۲ فخر آوری کز ترس و بند
تو اس پر فخر کرتا ہے کہ خوف اور بندش سے
ہر کرا مردم سجودے می کنند
جس شخص کو لوگ سجدے کرتے ہیں
چونکہ برگرد ازواں ساجدش
جب وہ سجدہ کرنے والا اس سے روگردانی کرتا ہے
اے ۳ خنک آں را کہ ذلت نفسہ
مہلک باد ہے اس کے لئے جس کا نفس خاکسار بنا
ایں تکبر زہر قاتل داں کہ ہست
اس تکبر کو زہر قاتل سمجھ کہ جو ہے
چوں مئے پر زہر نہ شد مد برے
جب کوئی بد نصیب زہر ٹپی ہوئی شراب پیتا ہے
بعد یک دم زہر در جانش فند
تھوڑی دیر کے بعد زہر اس کی جان اثر کرتا ہے
گرنداری زہریش را اعتقاد
اگر تو اس کے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے

بیگناہاں راگو دشمن بکس
کینہ سے ' بے قصوں کو دشمن نہ کہہ
کہ دوا دواؤں و آخرتِ ست
کہ جس کی ابتداء بھاگ۔ دوزخِ آخرت ہے
ایں بھارت را ہی آید خزاں
تیری اس بھد پر خزاں آ جائے گی
کہ سر ایشاں زتنِ بربیدہ اند
جن کے سر ہڑ سے جدا کر دیئے ہیں
چوں کنند آخر کسے را پائیدار
وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟
چاپلوست گشت مردم روز پختہ
چند روز کے لئے انسان تیرے خوشامدی بن گئے ہیں
زہر اندر جانِ اومی آگند
اس کی جان میں زہر بھرتے ہیں
داند او کاں زہر بوز و موبدش
وہ جان جاتا ہے کہ وہ اور اس کا سرور زہر تھا
ولی آں کز سر کشی شد چوں کہ او
اس پر انہوں جو سرکشی سے پہاڑ کی طرح بن گیا
از مئے پر زہر گشت آں گنج و مست
زہر بھی شراب کی قسم سے جس سے ہاتھ نہ مست ہوتا ہے
از طرب یک دم بختیاند سرے
تھوڑی دیرِ مستی سے جھوٹا ہے
زہر در جانش گند دادو بستہ
زہر اس کی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے
گرچہ زہر آمدنگر وہ قوم عاد
اگرچہ وہ زہر ہے ' قوم عاد کو دیکھ لے

۱ دشمن تُو۔ مولانا کی طرف سے
ہلکان کا جواب ہے کہ تو خود اپنا دشمن
ہے بے قصوں کو دشمن نہ سمجھ۔
دولت۔ تو اس دنیا کو دولت سمجھتا ہے
جس کی ابتداء بھاگ دوز ہے اور آخر
میں دولتِ بد کر چل دیتی ہے۔ گر۔
اگر انسان خود دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے تو
دنیا خود اسے چھوڑ دیتی ہے۔ مشرق۔
دنیا نے بہت سے شاہوں کو قتل کیا
ہے۔ برقرار۔ دنیا پتھیرا سجدہ کسی کو
پائیدار کیا دے سکتی ہے۔
۲ توبدال۔ مجبوری سے چند
انسان تعظیم کرنے لگتے ہیں تو انسان
جو کہ میں پڑ جاتا ہے۔ ہر کر۔
لوگوں کی تعظیم ایک زہر ہے جو انسان
کی روح کو ہلاک کرتا ہے۔ چونکہ
خود سجدہ کرنے والے ہی اس زہر سے
متاثر ہوتے ہیں اور ان کو اس زہر کا پتہ
جب چلتا ہے جب ان کو ہوش آتا
ہے۔ موبد۔ آتش پرستوں کا سرور۔
۳ اے خنک۔ جو لوگ دنیا میں
فروتنی اختیار کرتے ہیں وہ بڑے خوش
نصیب ہیں۔ تکبر۔ تکبر ایک زہر ٹپی
ہوئی شراب ہے۔ چوں۔ تکبر کی
شراب پی کر کچھ دیر انسان مستی کا
اظہار کرتا ہے۔ بعد یک دم۔ تھوڑی
دیر کے بعد وہ زہر اثر دکھاتا ہے۔ قوم
عاد۔ یہ قوم تکبر کے زہر سے ہلاک
ہوئی ہے۔

چونکہ شاہے دست یابد بر شہے

جب کوئی بادشاہ کسی بادشاہ پر قابو پا لیتا ہے

وَر بیاہد خستہ افتادہ راہ

اگر کسی زخمی کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے

گر نہ زہرست آں تکبر پس چرا

اگر وہ تکبر زہر نہیں ہے تو کیوں؟

وِس دگر بے خدمت چوں نواخت

اس دوسرے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں نواختا؟

را۱ ہزن ہرگز گدائے را نزد

کسی ڈاکو نے کبھی کسی فقیر کو نہیں ملا

خضر کشتی را برائے آں شکست

حضرت خضرؑ نے کشتی اسی لئے توڑی

چوں شکستہ می رہد اشکستہ شو

جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے، شکستہ ہو جا

آں کہے گوداشت از کال نقد چند

وہ پہاڑ جو فقری کی چند کانیں رکھتا تھا؟

تیغ بہر اوست گور اگر دنیست

تلووار اس کے لئے ہے جس کی (لوہی) گردن ہے

مہتری نفط ست و آتش اے غوی

اے گرہ! سردی مٹی کا تیل لہ آگ ہے

ہر چہ او ہموار باشد باز میں

جو چیز زمین سے ہموار ہو

سر برآرد از زمیں آنگاہ او

وہ زمین سے سر اٹھاتی ہے تب وہ

نرد بان خلق ایں ما و منی ست

یہ خودی لہ تکبر مخلوق کے لئے سیرجی ہے

یہ خودی لہ تکبر مخلوق کے لئے سیرجی ہے

یہ خودی لہ تکبر مخلوق کے لئے سیرجی ہے

بکشدش یا باز دارد در چہے

اس کو قتل کرتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کرتا ہے

مر ہمیش ساز دشتہ و بد ہد عطا

بادشاہ اس کی مرہم (پٹی) کرتا ہے اور عطا کرتا ہے

گشت شہ را بیگناہ و بے خطا

اس نے بادشاہ کو بے گناہ اور بے قصور ملا

زیں دو جنس زہر را باید شناخت

زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہیے

گرگ، گرگِ مُردہ را ہرگز گزد

بھیڑیے نے کسی مردہ بھیڑیے کو کبھی نہیں پھاڑا

تا تو اند کشتی از فجار رست

تاکہ کشتی ظالموں سے بچ جائے

امن در فقرست اندر فقر رو

امن فقر میں ہے فقر اعتبار کر

گشت پارہ پارہ از زخم ٹکند

وہ کدلی کی مادے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

سالیہ کا فلکندست بروئے زخم نیست

وہ سالیہ جو پڑا ہوا ہے اس پر زخم نہیں ہے

اے برادر چوں بر آذر می روی

اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟

تیر ہارا کے ہدف گردد بہیں

وہ تیروں کا نشانہ کب بنتی ہے دیکھ لے

چوں ہدفہا زخم یابد بے رفو

نشانوں کی طرح نہ سنے والے زخم پاتی ہے

عاقبت زیں نردباں افتادنی ست

انجام کار اس سیرجی سے گر پڑتا ہے

انجام کار اس سیرجی سے گر پڑتا ہے

انجام کار اس سیرجی سے گر پڑتا ہے

۱۔ چو تکبر۔ تکبر کے زور ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ شاہ اپنے تکبر کی وجہ سے ملاما جاتا ہے اور زخمی سپاہی بچ جاتا ہے۔ گر نہ زہرست۔ اس بادشاہ کے مارے جانے کا سبب اس کا زہر تکبر ہے۔ ویں دگر اس کی خستہ حالی اس پر محکما سبب بنتی۔

۲۔ زہزن۔ ڈاکو بھی تکبر و مالدار کو لوثتا ہے۔ گرگ۔ بھیڑ یا بھیڑیہ۔ بھڑیے کو پھاڑتا ہے۔ خضر۔ کشتی کی شکستہ حالی اس کی نجات کا سبب ہے۔ چوں شکستہ۔ شکستہ حالی نجات کا سبب ہے۔ تو انسان کو شکستہ حال ہونا مناسب ہے۔ کہ جس پہاڑ میں کانیں ہوتی ہیں اس کی کھدائی ہوتی ہے۔ تنگ۔ گردن حکیم بریلند کی کشتی ہے۔

۳۔ سالیہ۔ سالیہ پست چیز ہے اس پر تلوار نہیں چلائی جاتی۔ نفط۔ ایک مادہ ہے جو آگ کو جلد پکڑ لیتا ہے۔ ہموار۔ ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد۔ جو چیز زمین سے سر اٹھاتی ہے وہی نشانہ بنتی ہے۔ نزد ہاں۔ تکبر اور خودی انسانوں کے لئے ایک لکی سیرجی ہے جس سے پھل کر زمین پر گرتا ہے۔

ایں افروع ست و اصولش آں بُود

یہ فردی باتیں ہیں اور اس کی اصل یہ ہے

چوں نہ مُردی و نہ گشتی زندہ زو

جبکہ تو فنا نہ ہوا اور اس کے ذریعہ زندہ نہ ہوا

چوں بد و زندہ شدی آں خود ویست

جب تو اس کے ذریعہ زندہ ہو گیا وہ خود وہ ہے

شرح ۲۔ ایں در آئینہ اعمال جو

اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر

گر بگویم انچہ دارم در دُروں

اگر میں وہ کہہ دوں جو دل میں رکھتا ہوں

بس کنم خود زیر کاں را ایں بس ست

بس کرتا ہوں، عقلمندوں کے لئے یہ کافی ہے

حاصل ۳۔ آں ہلہاں بدال گفتار بد

خلاصہ یہ ہے کہ اس ہلان نے بری گفتگو کے ذریعہ

لقمہ دولت رسیدہ تا دہاں

دولت کا لقمہ منہ تک پہنچ چکا تھا

خرمن فرعون راداد او بباد

اس نے فرعون کا کلیان برباد کر دیا

از چنیں ہمراہ بد دوری گویں

ایسے برے ساتھی سے بھی اختیار کر

کہ ترفع شرکت یزداں بُود

کہ تکبر اللہ کے ساتھ شرکت ہے

باغی باشی بشرکت مُلک جو

تو باغی ہو گا شرکت کے ذریعہ ملک کا جویاں ہو گا

صحت محض ست آل شرکت کے ست

خالص و صحت ہے یہ شرکت کب ہے

کہ نیابی فہم ایں از گفتگو

کیونکہ گفتگو سے یہ سمجھ میں نہ آئے گا

بس جگر ہا گردو اندر حال خوں

تو بہت سے جگہ فورا خون ہو جائیں گے

بانگ دو کردم اگر دروہ کس ست

میں نے دو صدائیں دیدیں اگر گاؤں میں کوئی ہے

ایں چنیں راہے براں فرعون زو

ایسا راستہ فرعون پر بند کر دیا

از گلی او بریدہ ناگہاں

اچانک اس کے گلے سے جدا کر دیا

چچ شہ را ایں چنیں صاحب مباد

خدا کرے ایسا ذریعہ کسی بادشاہ کا نہ ہو

زہنہار اللہ اعلم بالیقین

خبردار! اللہ یقینی باتوں کو زیادہ جانتا ہے

نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون و جلیا فتن

حضرت موسیٰ کا فرعون کے ایمان لانے سے مایوس ہو جانا اور ملعون ہلان

خن ہامان لعین در دل فرعون

کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف بنمودیم وجود

حضرت موسیٰ نے فرمایا ہم نے مہربانی اور سخاوت کی

خود خداوندیت را روزی نمود

آگاہی خود تیرے مقد میں نہ تھی

۱۔ ایں۔ تکبر کی یہ معترضیں تو فردی

میں بنیادی بات یہ ہے کہ تکبر حاصل

خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔

چوں۔ وحدت الوجود کے نظریہ کے

مطابق اگر تو نے خود کو فانی نہیں بنایا اور

بقابل اللہ نہ حاصل کیا تو خدا کا باغی ہے۔

چوں بدو۔ جب تجھے بقابل اللہ کا مقام

حاصل ہو جائے تو اب تیرا وجود خود خدا

کا وجود ہے اور یہ خالص توحید ہے۔

۲۔ شرح۔ وحدت الوجود کے

مسئلہ ایک تفریح گفتگو کے ذریعہ ممکن

نہیں یہ مقام حاصل ہو جانے سے

اس کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے گر

بگویم۔ اس مسئلہ کے متعلق اگر میں

اپنے بھرے خیالات ظاہر کروں تو

لوگوں کے جگر خون بن جائیں گے

لہذا انہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں

جو عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔

۳۔ حاصل۔ غرضیکہ فرعون نے

ہلان سے مشورہ کیا اور اس نے اس کی

راہدہایت مسدود کر دی۔ لقمہ۔ قری تھا

کہ ہدایت حاصل کر لیتا لیکن ہلان

اس کی بربادی کا سبب بن گیا خدا ایسا

ذریعہ کسی بادشاہ کو نہ دے جو بربادی کا

سبب بنے۔ گفت موسیٰ۔ حضرت

موسیٰ نے فرمایا کہ ہم تو ابدی سلطنت

دنیا چاہتے تھے لیکن فرعون کے مقدر

میں نہ تھی۔

آں خد اوندی کہ نبود راستیں مَرُورانے دَستِ دال نے آستیں
 ۱۰ آتائی جو چنی نہ ہو ۱۰ سمجھ لے اس کے نہ ہاتھ ہوتا ہے نہ آستیں
 آں خد اوندی کی دُز دیدہ بُود بے دل و بے جان و بے دیدہ بُود
 ۱۰ آتائی جو چلی ہوئی ہو ۱۰ بے دل اور بے جان اور بے آنکھ کی ہوتی ہے
 آں خد اوندی کہ داندت عوام باز بستاند از تو ہچو وام
 ۱۰ آتائی جو تجھے عوام نے دی ہے ۱۰ قرض کی طرح وہ تجھ سے واپس لے لینگے
 آں خد اوندی تو از بندگی کمترست از باز دانی اندکی
 ۱۰ آتائی غلامی سے ۱۰ کمتر ہے اگر تھوڑا سا سمجھ لے
 وہ خد اوندی عادتِ بخت تا خد اوندیت بخشد متفق
 ۱۰ عارض آتائی خدا کے سپرد کر دے ۱۰ تاکہ وہ تجھے متفق آتائی عنایت کر دے

۱۔ آں خد اوندی۔ غلط قسم کی آتائی
 بے دست و پا ہوتی ہے۔ آں
 خد اوندی۔ جو آتائی انسانوں کی عطا
 کر دے۔ وہ انسان واپس لے لیتے
 ہیں۔ آں خد اوندی۔ انسانوں کی عطا
 کر دے۔ آتائی غلامی سے بدرجہ ہاں
 جو آتائی خدا کی جانب سے ملے وہ
 پائیدار متفق علیہ ہوتی ہے۔

۲۔ منازعت۔ اس حکایت سے
 یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت کی آتائی
 خدائی عطیہ تھی۔ کہ تو میری۔ ان
 سرحدوں نے آنحضرت سے کہا ملک
 تقسیم کر لیا جائے تم اپنے حصہ پر
 حکومت کرو ہم اپنے حصہ پر حکومت
 کریں۔

۳۔ ہر یکے۔ ہر شخص اپنے حصہ پر
 حکومت کرے آپ اہلے حصہ
 سے دست بردار ہو جائیں۔ گفت۔
 آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے
 پورے ملک کی سرحدی عنایت کی
 ہے۔ کایں۔ اللہ نے فرمادیا ہے کہ یہ
 احمد کا وہ ہے اس کا حکم مانو اور پڑھیں
 گارہو۔

منازعت ۲۔ کردن امیران عرب با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 عرب کے سرحدوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ
 کہ مُلک را مُقاسمہ کن تانزاعی نباشد و جواب رسول ایشاں
 لیجئے تاکہ جھگڑنا ہو اور آنحضرت کا ان کو جواب دینا کہ میں اس
 را کہ من مامورم دریں امارت و بحث ایشاں از طرفین
 حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جاہلین سے ان کی بحث

آں امیران عرب گرد آمدند نزد پیغمبر منازع می شدند
 عرب کے سرحد جمع ہو گئے پیغمبر کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے
 کہ تو میری ہر یک از ماہم امیر بخش کن ایں مُلک و بخش خود بگیر
 کہ آپ بھی سرحد میں ہر ایک میں سے بھی ہر ایک سرحد پر
 ہر یکے ۳۔ بخش خود انصاف جو اس ملک کو تقسیم کر لیجئے اور اپنا حصہ لے لیجئے
 ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے۔ تو ز بخش ما دو دست خود بشو
 آپ اہلے حصہ سے اپنے دونوں ہاتھ جو لیجئے
 گفت میری مَرُور حق دادہ است سرحدی و امر مطلق دادہ است
 آپ نے فرمایا مجھے سرحدی خدا نے عطا کی ہے
 کایں قرآن احمدست و دور او ہیں بگیرید۔ امر اورا اتقو
 کیجئے (فرمایا ہے) یہ احمد کا زمانہ اور دور ہے
 خبردار! اس کا حکم مانو اور تقویٰ اختیار کرو

قوم! گفتندش کہ ماہم زان قضا
قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے
گفت لیکن مر مرا حق ملک داد
آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکومت دی ہے
میری من تا قیامت باقی ست
میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے
قوم گفتند اے امیر افروں مگو
لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ
آپ کی بڑائی پر دلیل کیا ہے؟

سِل ۲ آمدن و قضیب انداختن امراء جہت دفع شدن سِل
سیلاب کا آنا اور سیلاب روکنے کے لئے سرداروں کا لکڑی ڈالنا
وغالب شدن مصطفیٰ علیہ السلام بر امیراں
اور مصطفیٰ علیہ السلام کا سرداروں پر غالب آ جانا

در زماں ابرے بر آمد از امر مر
فوراً سخت حکم سے ایک امر آیا
رو بشہر آورد سِلے بس مہیب
ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رخ کیا
گفت پیغمبر کہ وقت امتحاں
پیغمبر نے فرمایا کہ امتحان کا وقت
ہر ۳ امیرے نیزہ خود در فلکند
ہر سردار نے اپنا نیزہ اُڑا دیا
نیز ہلدا بچو خاشاکے رُود
نیزوں کو نکلنے کی طرح بہا لے گیا
پس قضیب انداخت دروے مصطفیٰ
پھر مصطفیٰ نے ایک شاخ اس میں ڈال دی
نیز ہاگم گشت جملہ وآں قضیب
سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شاخ

۱۔ قوم گفتندش کہ ماہم زان قضا
آخضورؐ اس عرض کیا کہ ہم بھی سردار
ہیں اور ہماری سرداری بھی خدا کا عطیہ
ہے۔ گفت۔ آخضورؐ نے فرمایا میری
سرداری ابدی ہے تمہاری سرداری ابدی
ہے تمہاری سرداری دنیاوی عارضی
ہے۔ قوم گفتند سرداروں نے کہا اپنی
ابدی سرداری پر کوئی دلیل پیش کیجئے۔

۲۔ سِل آمدن۔ اس قصہ کا
حدیث اور تاریخ میں کہیں ذکر نہیں
ہے۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے
کہ آخضورؐ کی ایک معمولی شاخ سے
پانی کا سیلاب رک گیا اور یہ معجزہ
آخضورؐ کی ابدی سرداری پر دلیل بنا۔
مہیب۔ مہیب۔ بیت ناک۔ رعب۔
مروع۔ خوفزدہ نہیں۔ یعنی اب تک
میری ابدی سرداری جو تم پر پوشیدہ ہے
ماخ ہو جائے۔

۳۔ ہر امیر سے اس سیلاب کو
روکنے کے لئے ہر سردار نے اپنے
ہاتھ کا نیزہ پانی میں ڈالا۔ عنود۔
سرکش۔ قضیب۔ شاخ۔ رقیب۔
نگہروں

بر سر آب ایستادہ چوں رقیب
نگہروں کی طرح پانی پر لکڑی رہی

رُو بہ گردانید و سُو ی بحر رفت

اس نے رخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا

پس مِقَر گشتند آں میراں ز نیم

وہ سرور ڈر سے اقرار کرنے والے بن گئے

ساحر ش گفتند و کاہن از مَجُود

انہوں نے انکار سے ان کو جادوگر اور کاہن کہا

واں سُو م ہم یو د یوسفیان حَرَب

اور وہ تیسرا یوسفیان بن حرب تھا

مُلک بر رستہ چناں باشد شریف

آزاد سلطنت ایسی شریف ہوتی ہے

نام شاں میں نام اُو میں اے انجیب

اے شریف! ان کا نام اور ان کا نام دیکھ لے

نام اُو و دولت تیزش نمرود

ان کا نام اور ان کی تیز حکمت نہیں مری ہے

ہم چنیں ہر روز تا روز قیام

اسی طرح قیامت تک ہر روز

زاہتمام آں قضیب آں سِل رفت

اس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا

چوں بدیدند از وے اہر اے عظیم

جب انہوں نے ان سے وہ بڑا کارنامہ دیکھا

جُو سہ کس کہ حَقِد ایشاں چیرہ یو د

سوائے تین مخصوص کے جن کا کینہ غالب تھا

یو د یو جہل لعین و یو لہب

ملعون یو جہل تھا اور ابولہب

مُلک بر رستہ چناں باشد ضعیف

مادے باندھے کی سلطنت ایسی کمزوری ہوتی ہے

نیز ہاے را گر ندیدی یا قضیب

اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے

نام شاں را سِل تیز مرگ بر و

ان کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا

پنج نوبت می زندش بر دوام

ہمیشہ پانچ وقت ان کے نام پر نوبت بکتی ہے

۱۔ اہر عظیم۔ یعنی آنحضرت کی شاخ
سے سیلاب کا رگ جانا۔ جز سہ کس۔
یعنی دوسرے سرور تو ایمان لے آئے
یو جہل ابولہب اور یوسفیان ایمان نہ
لائے اور حضور کو جادوگر اور کاہن کہنے
لگے

۲۔ نیز ہاے مخاطب اگر تو نے وہ
نیزہ اور شاخ کا معاملہ خود نہیں دیکھا
ہے تو اب ناموں سے اس معاملہ کو
سمجھ لے نام شاں۔ ان کے ناموں کو
موت کا سیلاب بہا لے گیا اور
آنحضرت کے نام نامی کا پانچ وقت
قیامت تک ان میں ذکر کا بھتا ہے

۳۔ مگر ترک حضرت موسیٰ نے
فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل ہے تو
میں نے دین کی رو دکھا کر تجھ پر
مہربانیاں کی ہیں اور اگر گدھا ہے تو
تجھے لئے یہ میری لاٹھی ہے آخر
اصطبل۔ اندرس۔ اس دنیا میں
انسان اور حیوان تجھ سے مصیبت میں
ہیں۔ یک عصا۔ یہ میری لاٹھی ہے
لوہوں کو لوہ سکھانے کے لئے
ہے

در تمامی حدیث موسیٰ علیہ السلام و تقریر و تو شیخ فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تکمیل اور فرعون کو ذلت اور دھمکانا

وَر خُری آورده ام خُر را عصا

اور اگر تو گدھا ہے تو میں لاٹھی لایا ہوں

کز عصا گوش و سرت پر خوں گنم

کہ لاٹھی سے تیرے کان اور سر زخمی کر دوں گا

می نیابند از جفای تو لماں

تیرے ظلم سے میں نہیں ہاتے ہیں

ہر خُرے را کو نہ باشد مستجب

ہر اس گدھے کے لئے جو کہنا نہ مانے

گر س ترا عقل ست کردم لطفیا

اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں

آپنچاں زیں آخرت بیروں گنم

تجھے اصطبل سے اس طرح نکالوں گا

اندیس آخر خران و مرد ماں

اس اصطبل میں گدھے اور انسان

یک عصا آورده ام بہر ادب

مزا دینے کے لئے میں ایک لاٹھی لایا ہوں

اژدہائے امی شود در قبر تو
تجے مغلوب کرنے میں ایسا اژدہا بنے گی
اژدہائے کوہی تو بے اماں
تو بے لہن پہاڑی سانپ ہے
ایں عصا از دوزخ آمد چاشنی
یہ لاشی دوزخ کا حرا بنی ہے
مر ترا گوید کہ اے گبر دنی
تجھ سے کہتی ہے کہ اے کہنے کا فر
ورنہ درمانی تو در زندان من
ورنہ تو میری قید میں رہے گا
باز گرد از کفر سوی دین حق
کفر سے دین حق کی طرف آ جا
باز گرد اے گمرہ بد بخت دُور
اے کہینہ بد بخت گمراہ باز آ
ایں عصائے بود ایندم اژدہاست
یہ لاشی تھی اب اژدہا ہے

کاژدہائے کشیدہ در فعل و نحو
جیسا کہ تو کام لہر عادت میں اژدہا بن گیا ہے
لیک بنگر اژدہائے آسمان
لیکن آسمانی اژدہ ہے کو دیکھ
بر تو و بر مومن آمد روشنی
تیرے لئے لہر مومن کے لئے روشنی ہے
کہ ہلا بگریز اندر روشنی
خبردار روشنی میں بھاگ آ
مخلصت نبود ز در زندان من
تیرے لئے میری قید سے چھٹکارا نہیں ہے
ورنہ در نار ابد ملی خلق
ورنہ ابدی آگ میں بدھل ہو گا
ورنہ در دوزخ در اُفتی سرنگوں
ورنہ تو اندھا دوزخ میں گرے گا
تا نگونی دوزخ یزداں گجاست
تاکہ تو نہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کی دوزخ کہاں ہے؟

در بیان آنکہ شنائے ساقدرت حق تعالیٰ ہر سدا کہ بہشت گجاست و دوزخ چہ جاست؟
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرتا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہر ست ۳ ایں دوزخ تما بر دولت
یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر
ہر گجا خولہ خدا دوزخ گند
خدا جس جگہ چاہے دوزخ پیدا کر دے
ہم ز داندت برآرد دردہا
تیرے دانتوں میں درد پیدا کر دے
یا گند آب دہانت را غسل
یا تیرے لعاب دہن کو شہد بنا دے

ہست پوشیدہ یقین ز آب و گلت
یقیناً تیرے آب و گل کی وجہ سے پوشیدہ ہے
اوج را بر مرغ دام و گند
بلندی کو پرند کے لئے جال لہر پھندا بنا دے
تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا
حتی کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ لہر اژدہا ہے
تا بگوئی کہ بہشت است و خلل
حتی کہ تو کہن لگے کہ بہشت لہر جوڑے ہیں

۱۔ اژدہا سیلاٹھی تیرے لئے اژدہا بنے گی چونکہ تو خود اژدہا بنا ہوا ہے۔ کوہی تو پہاڑی سانپ ہے اور سیلاٹھی آسمانی اژدہا ہے۔ ایں عصا مگر کے لئے سیلاٹھی دوزخ کا اثر رکھتی ہے۔ مومن کے لئے نور ہدایت ہے۔ ورنہ۔ اگر تو کہنا نہ مانے گا تو ہمیشہ کے لئے میری قید میں رہے گا۔

۲۔ باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر دین حق اختیار کر لے ورنہ دوزخ میں بری حالت میں رہے گا۔ ایں عصا۔ یہ لاشی دوزخ کے عذاب کا نمونہ ہے تاکہ دوزخ کا ثبوت ہو جائے۔ صدیان۔ جو شخص قدرت الہی کا قائل ہوتا ہے وہ دوزخ لہر بہشت کے بارے میں مشکوک نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ ظاہر ست۔ عالم غیب کی خبروں کے آثار اس عالم شہود میں موجود ہیں لیکن انسانوں کا عالم ناسوت میں انہماک ان کے لہجہ اک سے مانع ہے۔ بلندی۔ بلندی۔ خیال۔ ہم زندانت۔ انسان دانتوں کے درد میں ایسا مبتلا ہوتا ہے کہ اس کو دوزخ اور اژدہوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ یا گند۔ لعاب دہن کو ایسا لذیذ کر دیتا ہے کہ بہشت کا مزہ آ جاتا ہے۔

از بن دندان برویاند شکر
دانتوں کی جڑ سے شکر پیدا فرما دے
پس! بدنداں بیگناہاں را مگو
پس بے گناہوں کو دانتوں سے نہ کاٹ
نیل را بر قبضیاں حق خوں گند
(ہیا) نیل کو اللہ تعالیٰ قبضیوں کے لئے خون کر دیتا ہے
آب بر فرعون در دم خوں شود
پانی فوراً فرعون پر خون ہو جاتا ہے
تا بدانی پیش حق تمیز ہست
تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمیز ہے
نیل ۲ تمیز از خدا آموختہ است
(ہیا) نیل نے تمیز خدا سے سیکھی ہے
لطف او عاقل گند مر نیل را
اس کی مہربانی نیل کو سمجھدار بنا دیتی ہے
در جمادات از کرم عقل آفرید
کرم سے جمادات میں عقل پیدا فرما دی
در جماد از لطف عقلے شد پدید
جماد میں مہربانی سے عقل پیدا ہو گئی
عقل چوں باراں بامرا بخا بر یخت
عقل حکم ہے اس جگہ بارش کی طرح بری
ابر و خورشید و مہ و انجم بلند
ابر اور سورج اور چاند اور تارے بلندی پر
ہر یکے ناید مگر در وقت خویش
کوئی طلوع نہیں کرتا مگر اپنے وقت میں
چوں نکر دی فہم ایں را ز انبیا
جب تو انبیا کے ذریعہ اس کو نہ سمجھا

تا بدانی قوت حکم و قدر
تا کہ تو تقدیر اور حکم کی طاقت کو سمجھے
فکر کن از ضربت نا محرز
نا قابل بجاؤ ضرب کی فکر کر
سبٹیاں را از بلا محضوں گند
سبٹوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے
بر کلیمے قندنا ممنون شود
کلیم (اللہ) پر بغیر منت شکر بن جاتا ہے
در میان ہوشیار راہ و مست
راستہ کے ہوشیار اور مست کے درمیان
کہ گشا آں را و ایں را سخت بست
کہ اس نے اس کو کھول دیا اور اس کو مضبوط باندھ دیا
قہر او ابلہ گند قانیل را
اس کا غصہ قانیل کو اجنبی بنا دیتا ہے
عقل از عاقل قہر خود برید
قہر سے عقلمند سے عقل منقطع کر دی
قہر سے عقلمند سے عقل منقطع کر دی
وز نکال از عاقلان دانش رمید
عذاب سے عقلمندوں سے عقل بھاگ گئی
عقل ایں سو خشم حق دید و گریخت
عقل نے اس جانب اللہ کی ناراضگی دیکھی اور بھاگ گئی
جملہ بر ترتیب آیند و روند
سب ترتیب سے آتے جاتے ہیں
کہ نہ پس ماندز ہنگام و نہ پیش
کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے نہ آگے
دانش آوردند در سنگ و عصا
انہوں نے تھمر اور لاٹھی میں عقل پیدا کر دی

۱۔ پس بدنداں۔ انسان میں اگر طاقت ہے تو اس کو کمزوروں کی ایذا رسانی کے لئے نہ استعمال کرنا چاہیے۔ نیل۔ دیائے نیل فرعونوں کے لئے خون ثابت ہوا اور اسراکیلوں کے لئے نجات کا سبب بنا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ تابعدی۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جو ذات ان جمادات کو باشعور بنادیتی ہے وہ کس قدر عظیم و جبار ہے۔

۲۔ نیل۔ دیائے نیل میں یہ قوت تمیز مناجاب اللہ آئی تھی۔ آں۔ یعنی حضرت موسیٰ و ایں۔ یعنی فرعون و جمادات۔ اللہ تعالیٰ بھی جمادات کو عقلمند بنا دیتا ہے اور بھی عقلمندوں کو بے عقل بنا دیتا ہے۔

۳۔ ابر۔ تمام فلکی اجرام ترتیب سے معروض مل ہیں۔ ہر یکے ہر چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ اپنے مقررہ وقت سے نہ وہ تقدیم کرتی ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چوں نکر دی۔ اس بات کو جب انسان انبیاء کے ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالیٰ جمادات میں یہ سمجھ پیدا کر دیتا ہے۔

تجمعاتِ دیگر را بے لباس
تا کہ دوسرے جمادات کو بلاشبہ
طاعتِ سنگ و عصا ظاہر شود
پھر اور لائمی سے فرمانبرداری ظاہر ہو
کہ زیرِ داں آگہیم و طاعتیم
کہ ہم خدا سے واقف اور فرمانبردار ہیں
بچوں آبِ نیلِ دانی وقتِ غرق
نیل کے پانی کی طرح سمجھ لے غرق کرتے وقت
چوں زمیں کشِ دلش آمد وقتِ خسف
زمین کی طرح جس کو خسانے کے وقت عقل آگئی
چوں قمر کہ امرِ بشید و شتافت
چاند کی طرح کہ اس نے حکم سنا اور دوا
چوں ستوں نالید از بحرِ نبی
جس طرح ستونِ نبی کے فراق میں رویا
چوں درخت و سنگ کاندہر مقام
جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر

چوں عصا و سنگ دانی از قیاس
قیاس سے لائمی اور پتھر کی طرح سمجھ لے
وز جماداتِ دیگر مخیر شود
تو وہ دوسرے جمادات کے بارے میں مخیر ہوتا ہے
ملامہ بے اتّفاقی ضائعیم
موافقت کے بغیر ہم سب تباہ ہیں
کوسیانِ ہر دو امت کرد فرق
کہ اس نے دونوں گروہوں میں فرق کیا
در حق قاروں کہ قہرش کرد نسف
قدون کے بارے میں کس کے قہر نے اس کو ہلاک کر دیا
پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شگافت
پھر آسمان پر دو ٹکڑے ہو گیا اور شق ہو گیا
با خبر گشتہ ازاں شیخ و صبی
جس سے بڑھے اور بچے باخبر ہو گئے
مصطفیٰ را گفت ظاہر و السلام
مصطفیٰ کو واضح طور پر سلام کیا

۱۔ تاجرات۔ لائمی اور پتھر پر
قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے جمادات
کو بھی اللہ تعالیٰ عقل عنایت فرما دیتا
ہے۔ لباس۔ التباس۔ طاعت لائمی
نے حضرت موسیٰ کی اور پتھروں نے
آنحضورؐ کی اطاعت کی۔ ہر دو
امت۔ یعنی حضرت موسیٰ اور فرعون کی
قوم۔ چوں زمیں۔ قدون کے
بارے میں زمین میں شعور پیدا ہوا۔
۲۔ چوں قمر۔ آنحضورؐ سے شق القمر
کا معجزہ ظاہر ہوا۔ ستوں۔ استوانہ حنا
نہ آنحضورؐ کے فراق میں رویا۔
و السلام۔ پتھروں اور درختوں سے
آنحضورؐ کو سلام کرنے کا معجزہ ظاہر
ہوا۔

۳۔ دی۔ سنی نے کہا کہ تمام عالم
اللہ کی قدرت سے پیدا ہے۔ فلسفی۔
فلسفی نے کہا تو خود عالم کی پیدائش
ہے۔ پیدائش کس کے بارے میں کیا
علم ہو سکتا ہے جس سے وہ پیدا ہوئی
سے بارش ابر سے پیدا ہوئی ہے تو
بارش ابر کے بارے میں کیا جان سکتی
ہے۔ ذرّہ۔ ذرّہ کو آفتاب کے حادث
ہونے کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

بحث کردن سنی و فلسفی و جوابِ دہری کہ منکر الوہیت است
سنی اور فلسفی کا بحث کرنا اور اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے
و عالم را قدیم داند
اور عالم کو قدیم جاننا ہے

دی ۳ یکمی گفت عالم حادث است
کل ایک شخص کہتا تھا عالم نو پیدا ہے
فلسفی گفتہ کہ چوں دانی حدوث
فلسفی نے کہا تو نے اس کے نو پیدا ہونے کو کیسے جانا
ذرّہ خود نیستی از انقلاب
تو اس انقلاب کا ایک ذہ بھی نہیں ہے
فلی ستایں چرخِ خوش طشت است
یہ آسمان فلکی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے
حادثی ابر چوں داند غیوث
بارشوں کو ابر کے حادث ہونے کا کیا علم؟
توچہ میدانی حدوثِ آفتاب
تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانے؟

کر کلے کاندہ حدت باشد و فیس

وہ کیزا جو غلاط میں دن ہے

ایں بتقلید از پیدر بشنیدہ

تو نے یہ باپ سے تقلید سنا ہے

چست برہاں بر حدوت ایں بکو

یہ بتا؟ اس کے نوپیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟

گفت دیدم اندریں بحر عمیق

اس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمندر میں

در جدال و در خصام و در شکوہ

لڑائی اور جھڑپ اور شور میں

سوی آں ہنگامہ گشتم من رواں

اس ہنگامہ کی طرف میں بھی روانہ ہو گیا

من سوی جمع ہنگامہ خدم

میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا

آں یکے می گفت گردوں فانی ست

ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے

وال دگر گفت ایں قدیم وہ بے کیست

دوسرے نے کہا یہ قدیم وہ کب سے ہے کے بغیر ہے

گفت منکر گشتہ خلاق را

اس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا

گفت بے برہاں نخواہم من شنید

اس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

ہیں بہا در حجت و برہاں کہ من

خبردار حجت اور دلیل لا کیونکہ میں

گفت حجت در درون جانم ست

اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

کے بداند آخر و ہدوز میں

وہ زمین کے انجام اور آغا کو کیا جان سکتا ہے؟

از حماقت اندریں پیچیدہ

بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے

ورنہ خامش گن فزوں گوئی جو

ورنہ چپ ہو جا، زیادہ باتیں نہ بنا

بحث می کردند روزے دو فریق

ایک روز دو فریق بحث کر رہے تھے

گشتہ ہنگامہ براں دو کس گروہ

اور اس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا

تا بیا بم اطلاع از حال شاں

تاکہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں

اطلاع از حال ایشاں بستدم

اور ان کے حل کی معلومات حاصل کیں

بے گمانے ایں پنا رہا بانی ست

بلاشبہ اس بنا کا کوئی بنانے والا ہے

نیستش بانی و یابانی و بست

اس کو کوئی بنانے والا نہیں اور یادہ خود بنانے والا ہے

روز و شب آرندہ و رزاق را

دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا

انچہ گوئی بہ تقلیدے گزید

تو جو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے

نشعوم بے حجت ایں را در زمین

اس کو زمانہ میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

در درون جان نہاں برہانم ست

جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

۱۔ بر نیلے۔ گوہر میں جو کیزا ہے

اس کو زمانہ کی ابتدا اور انتہا کی کیا خبر ہو

سکتی ہے۔ ایں۔ انسان کے باوا دادا

سے عالم کے پیدا ہونے کی بات سن

لی ہے اسی طرح بلا تحقیق اس کو ماننا چلا

آتا ہے چست فلسفی نے کہا اگر اس

مسئلہ میں کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر

خولہ خولہ زیادہ باتیں نہ کر۔ گفت۔ سنی

نے کہا میں نے ایک روز دو فریق کو

اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنا تھا۔ و

جدال۔ دونوں میں زور دار بحث ہو

رہی تھی اور ایک مجمع ہو گیا تھا۔ سوی۔

میں بھی اس ہنگامے کو دیکھنے پہنچ گیا

تھا۔

۲۔ من سوی۔ میں بھی اس مجمع

میں پہنچا تاکہ ان کی باتیں سنوں۔

آں یکے ایک یہ کہتا تھا کہ اس عالم کا

کئی بنانے والا ہے لہذا یہ نو پیدا چیز

ہے۔ وال دگر۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ عالم

قدیم ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں

ہے اگر ہے تو وہ خود اپنے آپ کو بنانے

والا ہے۔ بے کیست۔ یعنی عالم کے

بارے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ

کب سے ہے۔ گفت۔ دوسرے

نے کہا کہ تو پیدا کرنے والے لذائق کا

منکر ہو گیا۔

۳۔ گفت بے برہان۔ فلسفی نے

کہا میں بغیر دلیل کے کوئی بات نہ

سنوں گا تو محض تھلیدی باتیں کر رہا

ہے۔ گفت حجت۔ سنی نے کہا حجت

ذوقی ہے اور یہ کہ خود انسان اپنے

حالات پر غور کرے تو اس سے وجود

باری پر استدلال کر سکتا ہے۔ من

عرف نفسہ فقد عرف ربه جس

نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا

کو پہچان لیا۔

توئی! بنی ہلال از ضعف چشم
آگہ کی کڑوی سے تو چاند کو نہیں دیکھتا ہے
گفتگو بسیار گشت و خلق گنج
بات بسی ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے
گفت ۱ یارا در دو و نم تجھے ست
اس نے کہا دوست میرے دل میں ایک دلیل ہے
من یقین دامن نشان آں بود
مجھے یقین ہے اس کی علامت یہ ہے
در زباں می ناید اس تجت بدال
سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے
نیست پیدا سر گفت وئی من
میری گفتگو کا رد ظاہر نہیں ہے
اشک ۲ چوں بر رخ روانہ می رود
جب آنسو رخ پر بہتے ہیں
گفت من لہنہا ندام تجھے
اس نے کہا میں اس کو لپی دلیل نہیں سمجھتا ہوں
گر بیاری من گنم آنرا قبول
اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا
گفت چوں قلبے و نقدے دم زنند
اس نے کہا جب کھٹا اور کھرا دعویٰ کریں
ہست آتش امتحان آخریں
تو آخری آزمائش آگ ہے
عام و خاص از حال شاں عالم شوند
عوام اور خواص ان کے حال سے باخبر ہو جائیں گے
آب و آتش آمد اے جاں امتحان
اے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں

من ہی بینم مکن بر من تو چشم
میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر
در سرو پایاں اس چرخ پیچ
اس با امداد آسمان کی ابتدا اور انتہا میں
بر حدوث آسمانم آیتے ست
جو آسمان کے نو پیدا ہونے کی نشانی ہے
مر یقین دان را کہ در آتش رود
کہ یقین رکھنے والا آگ میں گھے
بچوں حال و سر عشق عاشقان
جیسے کہ عاشقوں کا حال اور راز
جو کہ زردی و زواری روی من
سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے
تجت حسن و جمالش می شود
اس کے حسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں
کہ بود در پیش علمہ آیتے
جو عیاش کے سامنے علامت بنے
ورنہ کوتاہ گن حدیث عرض و طول
ورنہ لمبی چوڑی بات کو مختصر کر
کہ تو قلبی من نکویم و از جمند
کہ تو کھٹا اور میں اچھا اور مہلک ہوں
کاندر آتش در فتنہ آں دو قریں
کہ دونوں ساتھی آگ میں گریں
از گمان و شک سوی ایقان روند
گمان اور شک سے یقین کی جانب چلے جائیں گے
نقد و قلبے را کہ آں باشد نہاں
اس کھڑے اور کھونے کے لئے جو پوشیدہ ہو

۱ توئی بنی۔ اس دلیل کی مثل
۲ پہلی بات کے چاند کی سی ہے جو اس کو
نہ دیکھ سکے خود اپنے آپ کو ملامت
کرے۔ گفتگو ان دونوں میں بات
آتی ہوگی کہ لوگ عالم کے حادث
ہونے نہ ہونے میں حیران ہو گئے۔
۳ غلط یا راستی نے کہا اے
دوست وہ دلی اور باطنی دلیل دنیا کے
حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔
اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور
میرے سچ ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ میں اور تو آگ میں کوئیں جو سچا
ہے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ
دلیل قوی نہیں ہے عاشق کے عشق کو
دلائل سے نہیں ملے اس کے آثار اور
حالات سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔
عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو
دلیل ہوتے ہیں۔
۴ اشک۔ عاشق کے آنسو عشق
اور معشوق کے حسن کی دلیل ہوتے
ہیں۔ کہ بود فاشی نے کہا میں لپی
دلیل چاہتا ہوں جو عوام بھی سمجھ سکیں۔
ہست۔ سنی نے کہا اگر کھڑے
کھونے میں بحث ہو تو آزمائش کی
یہ صحت ہے کہ ان کو آگ میں تپا
جائے اس سے شکوک و شبہات رفع
ہو جائیں گے لہذا تجھے اور مجھے آگ
میں داخل ہونا چاہیے جو سچا ہے وہ بچے
گا۔

تامن ۱ و تو ہر دو در آتش روم
 میں اور تو دونوں آگ میں گھس
 یامن و تو ہر دو در بحر اوقیم
 یا میں اور تو دونوں دریا میں کودیں
 ہچناں کردند و در آتش شدند
 انہوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں چلے گئے
 فلسفی را سوخت خاکستر بگرد
 اس نے فلسفی کو جلا دیا راکھ بنا دیا
 آل خدا گویندہ مرد مدعی
 وہ مدعی خدا کا ماننے والا
 آز مودہ بشنو ایں اعلام را
 اس آزمائے ہوئے اعلان کو سن
 کہ نسوزیدست ۲ ایں نام از اجل
 کہ موت سے یہ نام نہ جلا
 صد ہزاراں روح شد دلدادہ
 لاکھوں روہیں دل دادہ ہیں
 صد ہزاراں خلق را درباد یہ
 جنگل میں لاکھوں انسانوں کا
 صد ہزاراں زیں رہاں اندر قرآں
 قرآن میں اس طرح کی لاکھوں بازیاں مذکور ہیں
 چوں ۳ گرو بستند غالب شد صواب
 جب انہوں نے بازی لگائی صحیح بات غالب آئی
 فہم کردم کانکہ دم زد از سبق
 میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا
 حجت منکر ہمارہ زرد رو
 منکر کی دلیل ہمیشہ شرمندہ ہے

حجت باقی حیراناں شویم
 باقی حیران لوگوں کے لئے دلیل بن جائیں
 کیس در دعویٰ من و تو کو فہیم
 کیونکہ میں نے اور تو نے دعویٰ کا موازنہ کھٹکھٹایا ہے
 ہر دو خود را بر تفت آتش زدند
 دونوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں ڈال دیا
 متقی را ساخت تازہ تر بگرد
 متقی کو سنو دیا تازہ تر کر دیا
 رست و سوزید اندر آتش آل دعی
 بچ گیا اور وہ حرام زاد آگ میں جل گیا
 کوہی افزوں روان خام را
 جو کچی رحوں کے اندھے پن کو بڑھانے والا ہے
 کش مستمعی صدر بودہ است واجل
 کیونکہ وہ نام والا صدر تھا اور بزرگ تھا
 در رہ او سر بسر او فسادہ
 اس کے راستہ میں سر کے بل پڑی ہیں
 سر گروہ و بے عصا را راویہ
 سرگروہ نااہل بے سہارے کے لئے سیراب کرنے والا بنا
 بر دریدہ پر دہائی منکراں
 جنہوں نے منکروں کے پردے چاک کئے ہیں
 در دوام معجزات و در جواب
 معجزوں کے دوام اور جواب کے بارے میں
 در حدوث چرخ پیروز زست و حق
 آسمان کے نوپیدا ہونے میں وہ کامیاب اور صحیح ہے
 یک نشاں بر صدق ایں انکار کو
 اس کے انکار کی چٹائی پر ایک علامت بھی کہیں ہے؟

۱۔ تامن دو۔ پانی سے بھی آزمائش ہو جائے گی تو اور میں سمندر میں کودیں جو سچا ہے وہ بچ جائے گا۔ ہچناں۔ چنانچہ دونوں آگ میں کودے سنی بچ گیا فلسفی جل گیا۔ دی۔ وہ شخص جو جھوٹے نسب کا دعویٰ کرے۔

۲۔ کہ نسوزید۔ نیکوں کا نام موت بھی نہیں مناسکتی۔ کیونکہ نام والا صدر اور بزرگ ہوتا ہے۔ صد ہزاراں۔ ایسے بزرگوں کی لاکھوں روہیں دلدادہ ہوئی ہیں۔ صد ہزاراں۔ غالباً آنحضور کے اس معجزے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ پانی پلا کر بہت سے پیاسوں کی جان بچائی تھی۔ رہاں۔ باہمی شرط لگانا۔ ۳۔ چوں گرو۔ جب بھی مخالفین نے بازی لگائی تو انبیاء معجزوں کے ذریعہ جیتے ہیں۔ فہم۔ ان دلائل سے میں یہ سمجھا کہ عالم کو نوپیدا کرنے والا سچا ہے۔

یک منارہ ۱ در شہی منکراں
منکروں کی تعریف میں ایک منارہ بھی
منبرے گو کہ در آنجا مخبرے
کوئی منبر کہل ہے کہ اس پر کوئی خبر دینے والا
رُوی دینار ورم از نام شاں
دینار ورم کا رخ ان کے نام سے
سکہ شاہاں ہی گروہ دیگر
بادشاہوں کا سکہ بدل جاتا ہے
بر رُخ نقرہ ویا رُوی زرے
چاندی پر یا سونے پر
بر رُخ سیم و زرے اندر جہاں
دنیا میں چاندی اور سونے پر
خود بگیر ایں معجزہ چوں آفتاب
اس سوچ جیسے معجزے کو لے
زہرہ نے کس را کہ یک حرفے از اں
کسی کی جہل نہیں ہے کہ اس میں سے ایک حرف
یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی
غالب کا دوست بن تاکہ تو بھی غالب بن جائے
حُجّت منکر نہی آمد کہ من
منکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں
ہجّ سہندیشد کہ ہر جا ظاہر یست
اس نے نہ سوچا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے
فائدہ ہر ظاہرے خود باطن ست
ہر ظاہر کا فائدہ خود پوشیدہ ہے
ایں تفاوت حق نہاد اندر زماں
نہ میں یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے

کو دریں عالم کہ تابا شد عیاں
دنیا میں کہل ہے تاکہ بات واضح ہو
یاد آرد روزگار منکرے
منکر کے زمانے کو یاد کرے
تا قیامت می دہد از حق نشان
قیامت تک حق کا نشان دے گا
سکہ احمد بہ ہیں تا مستقر
احمد کے سکے کو قیامت تک دیکھ
وانما بر سکہ نام منکرے
سکہ پر کسی منکر کا نام تھا
سکہ بنما بنام منکراں
منکروں کے نام کا سکہ دکھا
صد زبان و نام او ام الکتاب
جو سوزبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے
یا بُد زود یا فزاید درمیاں
چھائے یا درمیان میں بڑھائے
یارِ مغلوباں مشو ہیں اے غوی
خبردار اے گمراہ مغلوبوں کا یار نہ بن
غیر ایں ظاہر نمی بینم و طن
اس ظاہر کے سوا میں اپنا وطن نہیں دیکھتا ہوں
آں ز حکمتہی پنہاں مخبر یست
وہ پوشیدہ حکمتوں سے آگاہ کرنے والا ہے
ہجو نفع اندر دوا کا من ست
جس طرح دواؤں کا فائدہ پوشیدہ ہے
تا بد اند لہل عرفاں در جہاں
تاکہ لہل عرفان دنیا میں سمجھ لیں

۱ منارہ وہ بلند جگہ جہاں علامت
کے لئے آگ روشن کر دیتے تھے
مخبرے خبر دینے والا۔ رُوی سکوں
پر انبیا کا نام ان کی چاندی کا نشان ہے
مستقر۔ دائم۔ ہمیشہ منکرے یعنی
منکر خدا

۲ خود۔ یعنی اگر سکوں پر نام قائم
رہنے معاملہ میں شکوک و شبہات ہیں
آنحضرت کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ
لے زہرہ قرآن میں ایک حرف کی
بھی کمی زیادتی ممکن نہ ہو سکی۔
غالب۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مغلوب۔
یعنی مخلوق۔ حجت منکر۔ منکر کی سب
سے بڑی دلیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالم
بتاتا ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے
پیدا کرنے والا کہیں ظاہر نہیں ہے۔
۳ ہجو۔ دلیل کی کمزوری یہ ہے کہ
ظاہر کو سب کچھ لکھ لیا گیا حالانکہ ظاہر و
باطن کی خاطر پیدا کیا جاتا ہے۔
فائدہ ظاہر مقصد نہیں ہے بلکہ ظاہر
سے مقصود بھی باطن ہے دوا کا فائدہ دوا
میں چھپا ہوا ہے اور وہ مقصود ہے۔

عمر کر گس اسے ہزار و پانصد ست
گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال ہے
می بمرند از کبوتر صد ہزار
لاکھوں کبوتر مرتے ہیں
جملہ پندارند کر گس باقیست
سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے
چونکہ ظاہر میں شد انداز جہل خویش
وہ چونکہ اپنی نادانی سے ظاہر میں بنے
می ۲ نمازد در جہاں یک تار مو
دنیا میں ایک بال بھی باقی نہ رہے گا
ہرچہ پیدا کرد بہر معنی ست
اس نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے
مر کبوتر را چہ باشد زان بدست
کبوتر کو اس سے کیا ہاتھ آیا
مرگ کر گس می نہ بیند آشکار
گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں
نے غلط کردند یک کس باقیست
نہیں انہوں نے غلطی کی ایک ذات باقی ہے
می نہ بیند از غمی نے پس نہ پیش
اندھے پن سے نہ آگاہ دیکھتے ہیں نہ بچھا
کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
باطنش بنگر بریں ظاہر مایست
اس کے باطن کو دیکھ ظاہر پر نہ ٹھہر

۱۔ کر گس۔ مشہور ہے کہ گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال کی ہوتی ہے یعنی اپنی عمر کی کٹاہی اور گدھ کی طویل عمر ہونے کی وجہ سے اس کو قدیم مان لیتا ہے۔ جملہ سب کبوتر گدھ کو ہمیشہ رہنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ باقی صرف خدا کی ذات ہے۔

۲۔ می نمازد دنیا کی ہر چیز فانی ہے بس باقی ذات خداوندی ہے۔ ہرچہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کسی پوشیدہ حکمت و وجہ سے کی ہے۔ کچھ کوئی مصور تصویر برائے تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ اس کا اس میں کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہے۔

۳۔ بلکہ مصور کا مقصد دوستوں اور بڑوں کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ شادی۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچہ دیکھ کر خوش ہو یا غائب دوستوں کی تصویر کو دیکھ کر دوست خوش ہوں۔ کوزہ کہہ سکورا اس لئے بناتا ہے کہ اس میں بھر کر پانی بیا جائے۔

تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

تفسیر آیت کریمہ ”آسمانوں اور زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا یٰنہُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ نیا فرید شال از بہر ہمیں کہ شامی بیند کیا مگر حق کے ساتھ ان کو صرف اسی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو

بلکہ بر معنی و حکمت باقیہ کہ شامی بیند آں را

بلکہ ایک معنی اور باقی رہنے والی حکمت کی بنیاد پر جس کو تم نہیں دیکھتے ہو

ہج نقاشے نگار در زین نقش
توئی مصور عمدہ تصویر بناتا ہے
بلکہ ۳ بہر مہمانان و کیاں
بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے
شادی بچگان و یاد دوستاں
بچوں کی خوشی یا دوستوں کی یاد کے لئے
ہج کوزہ گر گند کوزہ شتاب
کئی کہہ جلد سکورا بناتا ہے
بے امید لفع بہر عین نقش
نفع کی امید کے بغیر محض تصویر کے لئے
کہ بفرجہ وارہند از لدہاں
تاکہ مسرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں
دوستاں رفتہ را از نقش آں
گزرے ہوئے دوستوں کو ان کی تصویر سے
بہر عین کوزہ نے از بہر آب
محض سکورے کے لئے نہ کہ پانی کے لئے؟

ہج کاسہ اگر گند کاسہ تمام
 کوئی پیلا بنانے والا پیلا کھل کرتا ہے
 ہج خطاطے نو سدا خط بفسن
 کوئی خوشنویس ہنرمندی سے خط لکھتا ہے
 نقش ظاہر بہر نقش غائب است
 ظاہری نقش پوشیدہ نقش کے لئے ہے
 تاسوم چارم دہم بر می شمر
 تیسرے چوتھے دسویں تک شمار کر لے
 ہچو باز یہی شطرنج اے پسر
 اے بیٹا شطرنج کی بازیوں کی طرح
 ایں نہادہ بہر آں لعب نہال
 ایں نے اس کے لئے پوشیدہ چال چلی
 چنیں دیدہ جہات اندر جہات
 اسی طرح غرضوں میں غرضیں
 اول سے از بہر دُوم باشد چنال
 پہلی چال دوسری کے لئے لگی ہے جیسا کہ
 وال دُوم بہر سُوم می وال تمام
 دوسری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے
 شہوت خوردن ز بہر آں منی
 کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے
 گند بینش می نہ بیند غیر ایں
 ناقص نظر اس کے سوا نہیں دیکھتی ہے
 بنت راچہ خواندہ چہ نا خواندہ
 گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

بہر عین کاسہ نے بہر طعام
 محض قیاد کی خاطر نہ کہ کھانے کے لئے؟
 بہر عین خط نہ بہر خواندن
 محض خط کی خاطر نہ کہ پڑھنے کے لئے؟
 وال برہی غائب دیگر بہ بست
 وہ کسی دوسرے غالب کے لئے بنا ہے
 ایں فوائد را بمقدار نظر
 ان فوائد کو نظر کے انداز کے مطابق
 فائدہ ہر لعب در ثانی نگر
 ہر چال کا فائدہ دوسری چال میں دیکھ
 وال برہی آں وال بہر فلاں
 وہ اس کے لئے اور وہ فلاں کے لئے
 در پے ہم تار سی در برد و مات
 پے در پے یہاں تک کہ تو بازی جیت لے
 کہ شدن بر پایہای فرد ہاں
 سیر می کے در جوہر چڑھنا
 تارسی تو پایہ پایہ تا بہام
 تاکہ تو سیر می بہ سیر می بالا خانہ تک پہنچ جائے
 وال منی از بہر نسل و رُوسنی
 اور منی نسل اور رُوسنی کے لئے ہے
 عقل او بے سیر چوں ثبت زمیں
 اس کی عقل زمین کی گھاس کی طرح ساکن ہے
 ہست پی او بگل در ماندہ
 اس کا پاؤں منی میں پھنسا ہے

۱۔ کاسہ پیلا اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس میں رکھ کر کھانا کھلیا جائے۔ خطاطی۔ خطاط خطاطی کا کمال اس لئے دکھاتا ہے کہ اس کو لوگ شوق سے پڑھیں۔ نقش۔ نقش ظاہر معنی پر دلالت کرتا ہے وہ معنی کسی اور مقصود پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح دنیا میں سلسلہ قائم ہے اور عقل کے مطابق لوگ ہراک کرتے ہیں۔ ۲۔ ہچو۔ شطرنج میں جو چال چلی جاتی ہے اس سے مقصود یہی چال نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو اگلی چال چلتی ہے وہ مقصود ہوتی ہے۔ ہچنیں۔ آخر تک کی چالیں پیش نظر رکھ کر چال چلی جاتی ہے اس سے انسان بازی جیت لیتا ہے۔ ۳۔ اول۔ پہلی چال دوسری چال کے لئے اسی طرح سے در پے در پے جیسے سیر می کے ڈنڈے پھلا ڈانڈا دوسرے کا در پے اور دوسرا تیسرے اور تیسرا چوتھے ڈنڈے کے لئے واسطہ ہے۔ شہوت خوردن۔ کھانے کی خواہش ہوتی ہے وہ در پے بنتی ہے منی کی تولید اور منی کی تولید سب بنتی ہے نسل کی بقا کا۔ گند بینش۔ جو شخص کو تاہ نظر ہے وہ سمجھتا ہے کہ کھانے کا مقصد صرف کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے ایسا کو تاہ نظر انسان گھاس کی طرح اپنی جگہ جمنا ہوا ہے اس کے نزدیک مقصود اور غیر مقصود میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ ثبت زمیں۔ زمین کی گھاس کو بلانا اور نہ بلانا یکساں ہے وہ کبھی نہیں چل سکتی ہے اور اس کے پاؤں منی میں پھنسنے ہیں۔



۱۔ گر سرش گھاس کے ملنے سے
ہو کا نہ کھانا چاہیے وہ کھڑی کھڑی
سر ہار رہی ہے۔ آں سرش۔ باد صبا کی
دوت پر اس کا سر بلیک کہتا ہے اس کا
پاؤں ناخرمانی کرتا ہے۔ چوں ندارد۔
اس کو آفاق اور نفس کی سیر حاصل نہیں
ہے وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور بغیر
دیکھے اندھوں کی طرح قدم بڑھاتا
ہے۔ تو توکل کا سہارا پکڑتا ہے۔

۲۔ بر توکل۔ اسباب کو ترک کر
کے توکل اختیار کرنا غلط ہے میدان
جنگ اور شطرنج کی بادی میں جب
تک چھی چالیں نہ چلے گا کام نہ بنے
گا۔ نظر ہائی۔ لولیاں کی نظریں جو
ٹھنھری ہوئی نہیں ہیں وہ آفاق اور
نفس کی سیر کرتی ہیں اور پروں کو
چاک کر دیتی ہیں دس سال میں
ہونے والے واقعات کو عالم مثال
میں دیکھ لیتی ہیں ان کے آگے پیچھے
کی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی
نظریں لوح غیب سے ہونے والے
واقعات پڑھ لیتی ہیں۔

۳۔ چوں نظر۔ ان بزرگوں کی
نظریں ابتداء آفرینش کو بھی دیکھ لیتی
ہیں ازل میں حضرت آدم کو خلیفہ
بنانے کے بارے میں ملائکہ نے جو
گفتگو کی اس کو یہ سن لیتے ہیں۔ وہ
پیش۔ ابد تک جو واقعات ہونے
والے ہیں ان کو بھی یہ دیکھ لیتے ہیں
غرضکہ ازل اور ابدان کی نگاہوں کے
سامنے ہوتا ہے اور ان کا علم اگرچہ علم
خود نوری کی طرح محیط نہیں ہوتا لیکن
حضرت حق ان کو بہت سی چیزوں کا
علم عطا فرمادیتا ہے۔ روزِ فصل۔ روز
محشر۔ ہر کسے جو شخص جس قدر دل
کو صاف کر کے اس پر منتقل کر لیتا
ہے اس قدر اس کو مغیبات کا مشاہدہ
ہوتا ہے۔

گر سرکش جُنبد ببادِ تیز رَو

اگر تیز چلنے والی ہو اسے اس کا سر ہلے

آں سرش گوید سَمَعًا یَا صَبَا

اس کا سر کہتا ہے ہم نے باد صبا کی اطاعت کی

چوں ندارد سیر میراند چو عام

چونکہ چلنا نہیں جانتا ہے عوام کی طرح چلتا ہے

بر توکل ۲ تاچہ آید در نبرد

جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

واں نظر ہی کہ آں افسردہ نیست

وہ نگاہیں جو ٹھنھری ہوئی نہیں ہیں

انچہ در وہ سال خواہد آمدن

چونکہ کچھ دس سال میں آئے گا

چمنیں ہر کس باندازِ نظر

اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق

چونکہ سَدِ پیش و سَدِ پس نماںد

چونکہ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی

چوں ۳ نظر پس کرد تا بدو وجود

جب اس نے پیچھے نظر کی وجود کی ابتدا تک

بحثِ اُملاک و زمیں با کبریا

خدا کے ساتھ ملکیتوں اور زمین کی بحث

چوں نظر در پیش افکند او بدید

اس نے جب نگاہ آگے ڈالی تو دیکھ لیا

پس ز پس می بیند اُتو اصل اصل

پس وہ پیچھے کی جانب اصل کی اصل تک دیکھتا ہے

ہر کسے اندازہ رُشدنی

ہر شخص دل کے روشن ہونے کے اندازہ سے

تو بسر جُبا نیش غرہ مشو

تو اس کے سر ہلانے سے ہو کا نہ کھا

پلی او گوید عَصینَا خَلْنَا

اس کا پاؤں کہتا ہے ہم نے نافرمان کی ہے ہمیں چھوڑ

بر توکل می نہد چوں کورگام

اندھے کی طرح توکل پر قدم رکھتا ہے

چوں توکل کردن اصحابِ نرد

جیسا کہ چوہر باز کا توکل کرنا

جَز رَوْنَدہ جَز دَرِنَدہ پَرَدہ نیست

وہی چلنے والی پردہ چاک کرنے والی ہیں

ایں زماں بیند بچشمِ خویشتن

وہ اس وقت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے

غیب و مستقبل بہ بیند خیر و شر

غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے

شُد گزارہ چشم و لوحِ غیب خواند

وہ گزر جانے والی آنکھ بن گیا اور اسے غیب کی تختی پڑھ لی

آخر و آغازِ ہستی رُو نمود

وجود کا آخر اور آغاز رونما ہو گیا

در خلیفہ کردنِ بابلی ما

ہمارے با جان کو خلیفہ بنانے میں

انچہ خواہد بود تا محشر پدید

ہر اس چیز کو جو محشر تک رونما ہو گی

پیش می بیند عیاں تا روزِ فصل

سامنے کی جانب قیامت تک واضح طور پر دیکھ لیتا ہے

غیب را بیند بقدرِ صیقلی

صیقل کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید
جس نے زیادہ صیقل کر لی اس نے زیادہ دیکھا
گرتو اگوئی کاں صفا فصل خداست
اگر تو کہے کہ وہ دل کی صفائی خدا کی دین ہے
قدر ہمت باشد آں جہد و دعا
وہ کوشش اور دعا ہمت کے اندازے سے ہے
ولہب ۲ ہمت خداوندست و بس
ہمت کا عطا کرنے والا صرف خدا ہے
نہست تخصیص خدا کس را بکار
اللہ تعالیٰ کا کسی کو کسی کام کے لئے مخصوص کرنا
لیک چوں رنجے دہد بد بخت را
لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کسی بد نصیب کو تکلیف دیتا ہے
نیک بختے را چو حق رنجے دہد
جب اللہ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے
بد دلاں از نیم جاں در کار زار
بزدلوں نے جنگ میں جان کے خوف سے
پُر دلاں در جنگ ہم از نیم جاں
بہادروں نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے
رستمیں ۳ را ترس غم واپیش برود
بہادروں کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا
چوں محک آمد بلا و نیم جاں
جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کسوٹی بنا
حاصل آں کز دوسوسہ ہر سو گینخت
خلاصہ یہ ہے کہ جو شیطانی دوسرے ہر جانب جدا ہو گیا

بیشتر آمد برو صورت پدید
اس پر صورتیں زیادہ ظاہر ہوئیں
نیز اس توفیق صیقل زاعطاست
نیز اس صیقل کی توفیق اس کی عطا ہے
لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
نہیں انسان کے لئے مگر وہ جس کی وہ کوشش کرے
ہمت شاہی ندارد هیچ خس
کوئی ناچیز انسان شاہی کی ہمت نہیں رکھتا ہے
مانع طوع و مراد و اختیار
اطاعت اور مقصد کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
او بگز راند بکفر اں رخت را
تو وہ ناشکری کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
رخت را نزدیک تر و امے نہد
وہ زیادہ نزدیک پڑاؤ کرتا ہے
کردہ اسباب ہزیمت اختیار
پہنائی کے اسباب اختیار کر لئے
حملہ کردہ سوی صف دشمنان
دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا
ہم ز ترس آں بد دل اندر خویش مرد
بزدل خوف سے خود بہ خود مر گیا
زاں پدید آمد شجاع از ہر حیاں
اس کی وجہ سے بہادر ہر بزدل سے عیاں ہو گیا
از قضا ہم در قضا باید گریخت
اس کو قضا (خداوندی) سے قضا کی جانب بھاگنا چاہیے

۱ گرتو اگر تو یہ خیال کرے کہ دل
کی صفائی محض عطیہ خداوندی ہے
انسان کی کوشش کو اس میں کوئی دخل
نہیں ہے تو یہ غلطی ہے انسان کوشش
کرتا ہے تو وہ پائے رحمت جوش میں آ
کر عطیہ گزرتا ہے۔
۲ ولہب۔ انسان کی کوشش اور
دعا بقدر ہمت ہے اور ہمت دینے والا
بھی خدا ہے ورنہ ناچیز انسان عرفان
کائنات کا راہ نہیں کر سکتا۔ نیست۔
تقدیر اختیار کے منافی نہیں ہے تقدیر
کے ساتھ اختیار باقی ہے بد بخت اس
اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے اور
مصیبت آنے پر کفر کا راستہ اختیار کرتا
ہے نیک بخت اس مصیبت پر آہ و
زاری کے ذریعہ اور قرب حاصل کر لیتا
ہے۔ بد دلاں۔ جنگ کے آثار بہادر
اور بزدل پر مختلف مرتب ہوتے ہیں
اور اس کے اختیار ہی کی بنیاد پر ہیں۔
۳ رستمیں۔ بہادروں کے لئے
خوف پیش قدمی کا سبب بنتا ہے اور
بزدل خوف سے خود بخود مر جاتا ہے۔
چوں۔ جان کا خوف بہادر اور بزدل
کی کسوٹی ہے۔ حاصل۔ خلاصہ یہ
ہے کہ انسان کو اپنے تمام مقاصد
میں شیطانی دوسوں سے بچ کر قضا
الہی سے قضا الہی کی طرف بھاگنا
چاہیے۔ ایک موقع پر جب حضرت
عمرؓ نے طاعون کے خطرے سے سفر
چھوڑ کر مدینہ کی طرف واپسی کی تو
بعض صحابہؓ نے اعتراض کیا اور کہا کہ
فَرُّ عَنِ قُلُوبِ اللَّهِ اَبْقِ قُلُوبَ اللَّهِ
بھاگتے ہیں تو انہوں نے فرمایا نَعَمْ
نَفَرُ مِنْ قُلُوبِ اللَّهِ اِلَى قُلُوبِ اللَّهِ
ہم قضا الہی سے قضا الہی کی طرف
بھاگتے ہیں یعنی مصالح کی بنیاد پر جو
رہنمائی جالی کی وہ بھی قضا الہی ہے۔



وَجِیْ اَکْرَدِنِ حَقِّ تَعَالٰی بِمَوٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کہ اے مویٰ من
اللہ تعالیٰ کا حضرت مویٰ علیہ السلام کو وحی کرنا کہ اے مویٰ میں جو کہ پیدا کرنے
کہ خالق اُمّ ترا دوست دارم
ولا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

۱۔ وحی۔ اس قصہ کا مقصود یہ ہے کہ
مومن کو خدا کے معاملہ میں ایسا ہی ہونا
چاہیے جیسا کہ حضرت مویٰ تھے۔
گزیدہ برگزیدہ۔ گفت۔ حضرت
مویٰ نے عرض کیا میری کوئی خصلت
دوستی کا سبب ہے وہ بتا دیجئے تاکہ میں
اس میں اور اضافہ کر لوں۔ طفلی۔
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تیرا
میرے ساتھ وہی معاملہ ہے جو بچہ کا
ماں کے ساتھ ہوتا ہے اگر ماں اس کو
بدلتی ہے تو بھی وہ ماں ہی کو چہنٹتا ہے
کسی دوسرے کی طرف مدد کے لئے
نہیں جاتا ہے۔ دیار۔ گھر میں رہنے
والا۔

۲۔ خاطر تو۔ حضرت حق نے
حضرت مویٰ سے فرمایا تیرا مزاج بھی
یہی ہے کہ ہماری جانب سے خیر ہوا
بظاہر شر تو میری ہی طرف متوجہ ہوتا
ہے کسی دوسری جانب توجہ نہیں کرتا
ہے۔ غیر من۔ میرے سوا تیرے
لئے ناقابل التفات ہے خولہ بچہ ہوا
جوان یا بوڑھا۔ صمی۔ بچہ شیوخ۔ شیخ
کی جمع ہے بوڑھا۔

۳۔ ایاک نعبد۔ ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں
عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مختصر
کرنے کے لئے ہے یعنی دوسرے
کی عبادت کرنا تو ردِ کُند ہم عبادت
میں ریاکاری کو بھی گوارہ نہیں کرتے
ہیں۔ ایاک نستعین۔ ہم تجھ سے
مدد چاہتے ہیں۔ بھی حصر کے لئے
ہے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مخصوص کرنے کے لئے ہے۔

گفت مویٰ را بوجی دل خدا
اللہ تعالیٰ نے دل کی وحی کے ذریعہ مویٰ سے کہا
گفت چہ خصلت بوداے ذوالکرم
حضرت مویٰ نے عرض کیا صاحب کرم الہی ہمت ہے
گفت چوں طفلی بہ پیش والدہ
فرمایا تو ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے
خود نہ داند کہ جو او دیار ہست
وہ بچہ نہیں جانتا کہ گھر میں اس ماں کے سوا کوئی اور ہے
مادرش گر سیلے بروے زند
اگر اس کی ماں اس کے طمانچہ مدے
از کسے یاری نخواہد غیر او
اسکے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا ہے
خاطر ۲ تو ہم زما در خیر و شر
بھلائی اور برائی میں تیری طبیعت بھی ہم سے
غیر من پیشست چو سنگ ست و کلوخ
میرے سوا تیرے لئے پھر اور ڈھیلے کی طرح ہے
بچناں کہ ایاک ۳ نعبد در حین
جس طرح کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں مدد مانگنے میں ہے
ہست ایں ایاک ۴ نعبد حصر را
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کے لئے ہے
ہست ایاک ۵ نستعین ہم بہر حصر
تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں بھی حصر کے لئے ہے

کائے گزیدہ دوست می دارم ترا
کہ اے برگزیدہ! میں تجھے دوست رکھتا ہوں
موجب آں تا من آں افزوں کنم
اس کا سبب تاکہ میں اس کو بڑھاؤں
وقت قہرش دست ہم بروے زدہ
جو اس کے غصہ کے وقت بھی اس سے چپٹا ہوا ہے
ہم از و تخمور و ہم از اوست مست
اسی سے وہ مخمور ہے اور اسی سے وہ مست ہے
ہم بمار آید و بروے تند
ماں کے پاس آتا ہے اس کا چکر کانا ہے
اوست جملہ شر او و خیر او
اس کا اچھا برا سب کچھ وہی ہے
التفایش نیست جاہائے دگر
اس کی توجہ دوسری جگہوں پر نہیں ہے
گر صمی و گر جوان و گر شیوخ
خولہ بچہ ہو اور خولہ جوان اور خولہ بوڑھے
در بلا از غیر تو لا نستعین
مصیبت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں
در لغت داں از پے نفی ریا
عربی میں سمجھ لے، ریا کی نفی کے لئے ہے
حصر کردہ استعانت را و قصر
جس سے مدد مانگنے کی ذات کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے

ز انتقام ایں مرد بیرون نامدے
یہ شخص سزا سے نہ بچ سکتا
اُو نہر دے ایں زماں از تیغ سر
وہ تلوار سے اس وقت سر نہ بچا سکتا
لیک شرح عزت تست اے قدیم
ہاں اے مصاحب! (یہ) تیری عزت کی تشریح ہے
اے صفات در صفات مآد فیں
اسد کہ تیری صفات ہماری صفات میں مدغم ہو گئی ہیں
زانکہ محمول منی نے حاملی
کیونکہ تو میرا محمول ہے نہ کہ حال
خویشتن در موج چوں گف ہشتہ
تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح موج کے سپرد کر دیا ہے
اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
تعجب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور حاکم بھی
اوست بس واللہ اعلم بالرشاد
بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے
زیں شفیع آزر درو بر گشت از وِلا
اس سفارش سے ناراض ہو گیا اور دوستی سے منحرف ہو گیا
رُو بحایط کردتا نارد سلام
دیوار کی طرف کو منہ کر لیا تاکہ وہ سلام نہ کرے
زیں تعجب خلق در افسانہ شد
اس عجیب بات سے لوگ چہ میگوئیں میں لگ گئے

گرے از زمین و آسماں را بر ہم زدے
خود زمین و آسمان سے دو بالا ہو جاتے
وَر شدے ذرہ بذرہ لالہ گر
اگر ذرہ ذرہ خوشامدی بننا
بر تو می شہیم منت اے کریم
اے شریف! میں تجھ پر احسان نہیں جتاتا ہوں
ایں نکر دی تو کہ من کرم یقیں
یہ (سفارش) تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے
تو دریں مستعملی نے عملی
تو اس سفارش میں مستعمل ہوا جتو کرنے والا نہیں ہے
مَارَمِیت ۱ اِذ رَمِیت گشتہ
تو "تو نے نہیں پھینکا جب پھینکا" بن گیا ہے
لا شدی، پہلوی لا خانہ گیر
تولا بن گیا، لا کے پہلو میں مقیم ہو گیا
انچہ داوی تو نداوی شاہ داد
جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا، شلو نے دیا ہے
وال ۲ ندیم رستہ از زخم و بلا
وہ مصاحب ہلاکت اور مصیبت سے چھوٹ کر
دوستی برید زال مخلص تمام
اس مخلص سے بالکل دوستی توڑ دی
زیں شفیع خویشتن بریگانہ شد
اپنے اس سفارش سے بریگانہ بن گیا

۱۔ گرز میں اگر تو سفارش نہ کرتا تو
خود زمین و آسمان سے دو بالا ہو جاتے
ہیں کبھی معاف نہ کرتا۔ بر تو۔ بادشاہ
نے کہا کہ یہ میرا بیان تجھ پر احسان
رکھنے کے لئے نہیں بلکہ تیرے مرتبہ
اور عزت کی تشریح ہے۔ ایں۔ یہ
سفارش تو نے نہیں کی بلکہ میں نے کی
ہے کیونکہ تو اپنی صفات اور خواہشات
کو میری صفات اور خواہشات میں فنا
کر چکا ہے اس صہت میں تجھ پر
احسان جتنے کے لئے کوئی معنی نہیں
ہیں۔ تو دریں۔ جبکہ اصل سفارش
میری جانب سے ہے تو تو محض ایک
اکہ ہے کام کرنے والا تو میں ہوں میں
نے تجھ پر سفارش لا دی ہے جتو نے خود
اس پر بوجہ کو نہیں اٹھایا ہے۔

۲۔ مَارَمِیت۔ آنحضرت نے جبکہ
اپنی شخصیت کو ذات ہماری میں فنا کر دیا
تو جنگ بدر میں آنحضرت کا بھی بھر
کنکریوں کو پھینکنا آنحضرت کی طرف
منسوب نہ ہوا بلکہ خدا کی طرف
منسوب ہوا اسی طرح جب تو اپنی
صفات کو میری صفات میں گم کر چکا
ہے تو سفارش کرنا تیری طرف
منسوب نہ ہوگا۔ لا شدی۔ کلمہ طیبہ
میں لا الہ میں غیر اللہ کی نفی ہے اور لا
اللہ میں ذات باری کا اثبات ہے تو اسی
طرح تیرا میرے ساتھ معاملہ تو غیر کا
انکار کر چکا ہے اور مجھ میں فنا ہو چکا
ہے لہذا تو فانی بھی ہے اور بانی بھی اور
تو محکوم بھی ہے اور حاکم بھی۔ اوست
بس۔ وجود حقیقی صرف شلو کا ہے تو
ہزار دینا تیری طرف منسوب نہ ہوگا
شلو کی طرف منسوب ہوگا۔

۳۔ ہاں ندیم۔ علامہ الملک کی
سفارش سے نجات پا جانے کے بعد
وہ مصاحب علامہ الملک سے ناراض



ہو گیا۔ زیں شفیع۔ جب وہ مصاحب علامہ الملک سے ناراض ہو گیا تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہنی شروع کر دیں کئی
اس کو پاگل کہنا کئی اس کی تحسین کرنا اور لوگ کہتے کہ ایسے محسن کی تو خاک پاؤنا چاہیے تھانہ ک ناراض ہونا۔

گرنہ مجنون ست یاری چوں برید
اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس نے دوستی کیوں توڑی؟
وا خریدش آں دم از گردن زدن
اس وقت اس نے اس کو گردن کٹنے سے بچا لیا
باز گونہ رت و بیزاری گرفت
اس نے اپنی چال چلی اور بیزاری اختیار کر لی
بس! ملامت کرد اورا نصح
اس کو ایک نصیحت کرنے والے نے بہت ملامت کی
جان تو بخیر آں دلداری خاص
اس خاص دوست نے تیری جان خریدی
گر بخفا کردے نہایتے رمید
اگر وہ ظلم بھی کرتا تجھے بھانگنا نہیں چاہیے تھا
گفت بہر شاہ مبذول ست جاں
اس نے کہا جان بادشاہ کے لئے ہے
لے مع اللہ وقت بود آندم مرا
اس وقت مجھے لی مع اللہ وقت کا مقام حاصل تھا
من نخواہم رحمتے جزو رحم شاہ
میں بادشاہ کے رحم کے علاوہ کسی کے رحم کا خواہش نہیں ہوں
غیر شہ س را بہر آں لا کردم ام
بادشاہ کے غیر کی میں نے اسی لئے نفی کی ہے
گر برود او بقیہر خود سرم
اگر وہ شہ اپنے غصہ سے میرا سر قلم کرے گا
کار من سر بازی و بخوشی است
میرا کام سر دیدنا اور اپنائیت چھوڑنا ہے
فخر آں سر کہ کف شاہش برود
و سر قابل فخر ہے جس کو شہ کا ہاتھ کانٹے

از کسے کہ جان اورا وا خرید
ایسے شخص سے جس نے اس کی جان دوبارہ خریدی
خاک نعل پاش پایستہ شدن
اس کو اس کے پاؤں کے جوتے کی خاک ہو جانا چاہیے
باختیں دلداری کیس داری گرفت
ایسے دوست سے کینہ دہی شروع کر دی
کیس بخفا چوں میکنی باصلح
کہ ایسی نیکی کرنے والے پر تو ظلم کیوں کرتا ہے؟
آں دم از گردن زدن کردت خلاص
اس وقت تجھے گردن کٹنے سے بچایا
خلصہ نیکی کرداں یار حمید
خصوصاً جبکہ اس قابل تعریف دوست نے بھلائی کی ہے
او چرا آید شفیع اندر میاں
”سفدشی بن کر تج میں کیوں آیا؟“
لا یسع فیہ نبی مجتبی
جس میں کسی منتخب نبی کی بھی گنجائش نہیں ہے
من نخواہم غیر آں شہ را پناہ
میں اس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواہش نہیں ہوں
کہ بسوی شہ تولد کردہ ام
کیونکہ میں نے بادشاہ سے دوستی کر لی ہے
شاہ بخشد شصت جان دیگرم
شہ مجھے دہری ساٹھ جانیں عطا کر دے گا
کار شاہنشاہ ما سر بخشی است
ہمارے شہنشاہ کا کام سر عطا کرنا ہے
نگ آں سر کہ بغیرے سر برود
و سر باعث ذلت ہے جو اس کے بغیر کے آگے جھکے

۱۔ بس ملامت کرد۔ ایک صاحب نے کہا ایسی بھلائی کرنے والے سے تو کیوں خفا ہو گیا اس نے تو تجھے قتل سے بچایا ہے۔ گرجا۔ ایسا محن اگر ظلم بھی کرے تو اس کو برداشت کرنا چاہیے نہ کہ اس کی بھلائی سے ناراض ہونا چاہیے۔ گفت۔ اس مصاحب نے کہا کہ مری جان تو شہ کے لئے تھی یہ سچ میں آکر بھانے والا کون تھا۔

۲۔ لی مع اللہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جلی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مغرب والا نبی مرسل میرے لئے خدا کے ساتھ وہ وقت بھی ہوتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش ہوئی نہ کسی مرسل نبی کی اس مصاحب نے کہا کہ مجھے شہ وقت سے ایسا قرب حاصل تھا جیسا کہ آنحضرتؐ کو جناب باری سے حاصل ہوتا تھا لہذا علامہ الملک کی اس میں گنجائش کہاں تھی۔ ۳۔ غیر شہ۔ میں نے شہ کے علاوہ سب کی نفی کر دی ہے اور صرف کی دوستی پر مجبور نہ کر لیا ہے اب اس کو اختیار ہے میرے ساتھ جو چاہیے معاملہ کرے میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔ نیز۔ جو سر شہ کے ہاتھ سے کٹ جائے وہ باعث فخر ہے اور جو سر دوسرے کے سامنے جھکے باعث ذلت ہے۔

۱ شب۔ جس رات کو شہ کے غصہ نے کالا کیا ہو وہ عید کے ہزاروں دنوں سے افضل ہے۔ خود جس کو مشاہدہ حق حاصل ہے اور وہ ذات حق کا طواف کرتا ہے اس کے لئے قہر و لطف میں یکساں لذت ہوتی ہے اور وہ کفر اور اس کی سزا سے بالاتر ہوتا ہے۔ دین۔ یعنی کفر کی سزا یا یوم الدین یعنی یوم حشر کا نام۔ اسی مقام مشاہدہ کو کسی عبادت کے ذریعہ تعبیر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ نہایت مخفی ہے عبادتیں اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

۲ گلاب۔ گل و آب یعنی جسم انسانی مادی الفاظ روح کے اعلیٰ مقام کی تعبیرات سے قاصر ہیں۔ علم الاسماء اگرچہ اسامی و الفاظ کی تعلیم من جانب اللہ اور حضرت آدم کو سکھائے گئے تھے لیکن وہ اسامی مادی حروف جمعی سے نہ بنے تھے۔ چوں۔ جب ان غیر مادی اسماء نے مادہ کا لباس پہنا تو ان کی روحانیت ختم ہو گئی اور ان میں سیاهی پیدا ہو گئی۔ کہ نقاب۔ ان اسماء کو مادی لباس اس لئے پہنایا گیا تاکہ مادی انسان ان کے معانی سمجھ سکیں۔

۳ گرچہ اس مصاحب نے کہا اگرچہ عباد الملک نے بظاہر مجھے بادشاہ کے غصہ سے نجات دلائی لیکن میری اصل گریز گاہ خود شہ ہے لہذا میں اس کا ممنون احسان نہیں ہوں۔ گرچہ مصاحب نے کہا کہ میں اپنا اصل مقصد و الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح کرتے ہیں لیکن دس حیثیتوں سے اس میں ابہام پیدا کر دیتے ہیں۔ من خلیل۔ مصاحب نے کہا میرا اور بادشاہ کا وہی معاملہ تھا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا اللہ تعالیٰ سے جس

شب کہ شاہ از قہر در قیشر کشید وہ رات جس کو شہ نے قہر سے تارکول میں ڈالا خد طواف آنکہ اوشہ ہیں بود جو شخص شاہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے اس کا چکر کانتا زانیا مدیک عبادت در جہاں اس کو دنیا میں کوئی عبادت بیان نہیں کر سکتی ہے زانکہ ایں اسما و الفاظ حمید اس لئے کہ یہ اسماء اور اچھے الفاظ

عَلَّمَ الْأَسْمَاءَ بَدَّ آدَمَ رَا إِمَامَ علم الاسماء آدم کا نام تھا چوں نہاد از آب و گل بر سر کلاه جب اس نے پانی اور مٹی کی سر پر ٹوپی رکھی کہ نقاب حروف و دم در خود کشید کیونکہ ان اسماء نے حروف اور آواز کا نقاب اوڑھا گرچہ از شہم شہم کرد او خلاص اس نے اگرچہ مجھے بادشاہ کے غصہ سے چھڑایا گرچہ از یک جہ منطق کلّف ست گفتگو کر چیک حیثیت سے حقیقت ظاہر کر سکتا ہے

نگ دارد از ہزاراں روز عید عید کے ہزاروں دنوں سے ذلت محسوس کرتی ہے فوق قہر و لطف و کفر و دیں بود غصہ اور مہربانی اور کفر اور دین سے بالاتر ہوتا ہے کہ نہانست و نہانست و نہاں کیونکہ وہ پوشیدہ ہے پوشیدہ ہے پوشیدہ از گلابہ آدمی آمد پدید انسان کے جسم سے نکلے ہیں لیک نے بد در لباس عین و لام لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا گشت آل اسمای جانی رو سیاہ وہ روحانی اسماء کالے پڑ گئے تا شود بر آب و گل معنی پدید تاکہ پانی اور مٹی پر معنی واضح ہو جائیں لیک ہم شہ شد مرا حقاً مناص لیکن واقعہ شاہ چھٹکارے کی جگہ بنا لیک از وہ وجہ دیگر مکلف ست لیکن دس دوسری حیثیتوں سے چھپانے والی ہے

گفتن جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا (حضرت ابراہیم) خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ بَلَىٰ أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیل و تم و او جبرئیل من خواہم در بلا اورا دلیل میں اپنے زمانہ کا خلیل اللہ ہوں وہ (میرا) جبرئیل ہے میں خواہم میں اس کو راہنما بنانا نہیں چاہتا ہوں



طرح خلیل اللہ نے حضرت جبرئیل کی مدد کو پسند کیا مجھے بھی عباد الملک کی مدد پسند آئی۔

اُو اَدب ناموخت از جبرئیل راد
 اُس نے غنجد جبرائیل سے ادب نہ سیکھا
 کہ مُرادت ہست تلایاری گنم
 کہ تیری کوئی مراد ہے تاکہ میں مدد کروں
 گفت ابراہیم نے رَواز میاں
 ابراہیم نے کہا نہیں وہیں سے ہٹ جا
 بہر ایں دنیا ست مُرسل رابطہ
 اُس جان کے لئے رسول رابطہ ہے
 ہر دل ار سامع بُدے و جی نہاں
 اگر ہر دل مخفی دلی کا سننے والا ہوتا
 گر چہ اُو جو حق ست و بے سراسر است
 اگرچہ وہ جبرئیل اللہ تعالیٰ میں فنا اور بیخود ہے
 کردہ اُو کردہ شاہ است لیک
 اگرچہ اُس کا کام شاہ کا کام ہے لیکن
 انچس عین لطف باشد بر عوام
 جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے
 بس بلا و رنج می باید کشید
 بہت سی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہئیں
 کایں حروف واسطہ اے یار غار
 اے یار غار! یہ واسطہ کے حروف
 بس بلا و رنج بالیست و قوف
 بہت سی بلائیں اور رنج اور (ان میں) ٹکاو چاہیے
 لیک بعضے زیں بلا کثر تر شدند
 لیکن بعض اُس بلا سے اور زیادہ بڑھے ہو گئے

کہ پرسید از خلیل حق مُراد
 کہ اُس نے خلیل اللہ سے حاجت پوچھی
 ورنہ بگریزم سبکباری گنم
 ورنہ میں جاؤں بوجھ نہ ہوں
 واسطہ زحمت بُود بعد العیاں
 کیونکہ مشاہدہ نسخہ بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے
 مومنّاں را زانکہ ہست اُو واسطہ
 مومنوں کے لئے کیونکہ وہ واسطہ ہے
 حروف صوته کے بد ساند جہاں
 تو دنیا میں حرف اور آواز کب ہوتے
 لیک کار من ازاں ناز کتر است
 لیکن میرا کام اُس سے زیادہ نازک ہے
 پیش کشم بد نمایندہ است نیک
 لیکن میری نظروں میں بہت بد نما ہے
 قہر شد بر عشق کیشان کرام
 شریف عاشقوں پر ظلم ہوتا ہے
 علمہ راتا فرق راتا ننوید
 عوام کو تاکہ فرق کو دیکھ سکیں
 پیش واصل خار باشد خار خار
 واصل (حق) کے لئے کانٹا ہیں کانٹا ہی کانٹا
 تا دمآں روح صافی از حروف
 تاکہ وہ صاف روح حروف سے چمک اٹھے
 باز بعضے صافی و بر تر شدند
 بعض صاف اور زیادہ بلند ہو گئے

۱۔ لولاب۔ عماد الملک کو جبرئیل
 کے اس قصہ سے نصیحت حاصل کر
 لینی چاہیے تھی کہ مراد حضرت
 ابراہیم جب آگ میں تھے تو حضرت
 جبرئیل نے آ کر مدد کرنی چاہی
 حضرت ابراہیم نے انکار کر دیا اور فرما
 دیا مشاہدہ کے بعد واسطہ کی ضرورت
 نہیں رہتی ہے۔ بہر ایں دنیا۔ عام
 مومنین جو مشاہدہ سے محجوب ہیں ان
 کے لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں
 حضرت ابراہیم خود مشاہدہ میں
 مستغرق تھے ان کو جبرئیل کا واسطہ
 ناگوار گذرا۔ ہر دل۔ ہر انسان میں یہ
 استعداد نہیں کہ وہ وحی کو سن سکے اس
 لئے کہ وحی کو بذریعہ حروف اور آواز سنایا
 گیا ہے اگر ہر سننے والے میں وحی کو
 سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حروف اور
 آواز کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔
 ۲۔ گرچہ۔ حضرت ابراہیم نے
 فرمایا کہ جبرئیل کو فنایت کا مقام
 حاصل ہے لیکن میرا معاملہ اُس سے
 بھی نازک ہے اُس میں کسی واسطہ کی
 محتاجی نہیں خود فنا فی اللہ ہی کیوں نہ
 ہو۔ کردہ۔ جبرئیل کا کام مقام فنایت
 کی وجہ سے خدای کا کام ہے لیکن وہ
 اُس کام میں ملوث ہیں اللہ کی جانب
 سے مامور نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ
 میں خدا کے حکم سے مدد کے لئے آیا
 ہوں۔
 ۳۔ انچہ۔ اُس طرح کی مدد عوام
 کے لئے عین لطف خداوندی ہے
 لیکن عاشق خدا کے لئے مناسب
 نہیں ہے مشہورہ مقولہ ہے حسنات
 الاذن لو سبکات المقربین جو کام نیک
 لوگوں کے حسنات ہیں وہ کام بسا
 اوقات مقربین بارگاہ۔ کے لئے لانا

شکل ہوتے ہیں۔ بس اس بات کو سمجھنے کے لئے ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے تب عوام سمجھ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے بعد
 وہ مہمانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں ہے۔ بس بلا۔ بہت سے مصائب جھیلنے کے بعد حروف کے ذریعہ اس حقیقت کو سمجھا
 جاسکتا ہے ایک مصائب کو دیکھنا چاہی ہے یا اگر ممبر و شکر ہو تو وہ جات بلند ہوتے ہیں۔

۱۔ آبِ نیل۔ دریائے نیل کا پانی
قطبیوں کی تہائی اور وسطیوں کی نجات
کا سبب بنا ہرک۔ جو ان مصائب
کے عمدہ نتائج پر نظر رکھے گا سعادت
حاصل کرے گا جو کھیتی کی عمدہ پیداوار کو
دیکھے گا وہ کھیتی میں محنت کرے گا۔
زانگہ انجام میں سمجھتا ہے کہ دنیا
آخرت کا ٹھکانہ ہے جو یہاں ہوئے
گاہاں کا لئے گا۔

۲۔ چچ عقدے۔ جس طرح دنیا
خود مقصود نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے
اسی طرح کوئی بھی معاملہ صرف
معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس
کا مقصد نفع اور فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔
منکر۔ کوئی شخص کسی حقیقت کا انکار
محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس
کے پیش نظر یا القابل کی مغلوبیت اور
اپنی فوقیت ہوتی ہے۔

۳۔ وال فرزونی۔ برتری بھی انسان
کا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ اور نتائج
مقصود ہوتے ہیں۔ صورت یعنی کام کی
محض صورت اس وقت لذت بخش
ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مقصد مضمر
ہو۔ چرا ایں میکنی۔ کام کرنے والے
سے لوگ پوچھتے ہیں تو یوں کام کرتا
ہے تو ان کا مقصد اس کے اصلی مقصود
کو دریافت کرنا ہوتا ہے کہ صور۔
معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال
تیل کی سی ہے اور اصل مقصود کی مثال
تیل سے پیدا ہونے والی روشنی ہے۔
ورنہ اگر معاملہ کی ظاہری صورت
مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا
جاتا۔ پس۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ
معاملہ کی محض صورت مقصود نہیں ہے تو
اب سمجھ کہ آسمان اور دنیا کے پیدا
کرنے سے ان کی صورت مقصود نہیں
ہے بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں
پوشیدہ ہیں۔

ہچو آبِ نیل آمد ایں بلا
یہ بلا (دریائے) نیل کے پانی کی طرح ہے
ہر کہ پایاں میں تر او مسعود تر
جو ابام کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ نیک بخت ہے
زانکہ داند کایں جہان کاشتن
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کھیتی کرنے کی دنیا
ہچ ۲ عقدے بہر عین خود نبود
کوئی معاملہ بعینہ معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے

چچ نبود منکرے گر بنگری
اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے
بل برہی قبر حصم اندر حسد
بلکہ حسد میں دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہوتا ہے

وال فرزونی ہم پے طمع دگر
وہ برتری بھی کسی دوسرے لالچ میں ہوتی ہے
زاں ہمی پرسی چرا ایں میکنی
اسی لئے تو دریافت کرتا ہے کہ تو یہ کیوں کرتا ہے؟

ورنہ ایں گفتن چرا از بہر چیست
ورنہ یہ "کیوں" کہنا کا ہے کے لئے ہے
ایں چرا گفتن سوال از فائدہ ست
یہ "کیوں" کہنا فائدہ کے بارے میں سوال ہے

از چہ رو فائدہ جوئی اے امیں
اے امین! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟
پس نقوش آسمان و اہل زمین
تو آسمان اور زمین والوں کی صورتیں

تو آسمان اور زمین والوں کی صورتیں

سعد را آبست و خون بر اشقیا
جو نیک کے لئے پانی ہے اور بد بختوں کے لئے خون ہے

جد تر او کارد کہ افزوں دید بر
زیادہ محنت سے وہ بونے گا جس نے پھل زیادہ کھا ہے
ہست بہر محشر و برد اشتن
محشر کے لئے (پیداوار) حاصل کرنے کے لئے ہے

بلکہ از بہر مقام رنج و سود
بلکہ نفع اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے
منکریش بہر عین منکری
کہ اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو

با فرزونی جست و اظہار خود
یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کے لئے ہوتا ہے
بے معانی چاشنی ند ہد صور
محض صورتیں بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں

کہ صور زیت است و معنی روشنی
کیونکہ صورتیں تیل ہیں اور معنی روشنی ہیں
چونکہ صورت بہر عین صورتیست
جگہ صورت محض صورت کے لئے ہے

جو برہی ایں چرا گفتن بدست
اس کے سوا کے لئے "کیوں" کہنا برا ہے
چوں بود فائدہ ایں خود ہمیں
جبکہ یہ نفع خود فائدہ ہو

نیست حکمت کال بود بہر ہمیں
(اس میں) کوئی حکمت نہیں ہے کہ ہمیں محض صورتوں کے لئے ہوں



گرا حکمے نیست اس ترتیب چیست
وہ حکمے ہست چوں فعلش تہی ست
اگر مطلق صواب حکمت نہیں ہوتا کائنات کی ترتیب کی ہے
ہاں کہ حکمت طلبا جتوں کا فعل حکمت سے کبخل ہے
کس نسا زد نقش گرما بہ خضاب
جز پے قصد صواب و ناصواب
کوئی شخص حمام کی تصویر کو رنگین نہیں بناتا ہے
کسی مقصد کے بغیر خواہ مقصد ست ہو یا ست نہ ہو
ہر چہ بنی در جہاں از آیت
ہست بہر معنی و حکمت
دنیا میں تو جو بھی کوئی نشان دیکھے گا
وہ کسی معنی اور حکمت کے لئے ہے

مطابقت ۲ کردن موسیٰ از حضرت عزت کہ لِمَ خَلَقْتَ خَلْقًا
حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے
فَلْهَلَکَہُ وَاحْتَرَقَہُ و جواب آمدن از حضرت عزت
پھر تو اس کو تہہ کر دیتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آتا

گفت موسیٰ اے خداوند حساب
نقش کردی باز چوں کردی خراب
حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے محاسبہ کے مالک
تو نے صورت بنائی پھر اس کو کیوں تہہ کیا؟
ترو مادہ نقش کر دی جانفزا
وانگہے ویراں گنی ایں را چرا
تو نے حسین ز اور مادہ بنائے
پھر تو ویران کر دیتا ہے یہ کیوں ہے؟
گفت حق دانم کہ ایں پرشش ترا
نیست از انکار و غفلت وز ہوا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تیرا یہ سوال
انکار اور غفلت اور نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے
ورنہ تادیب و عتابت کردے
بہر ایں پرشش ترا آزر دے
ورنہ تجھے سزا دیتا اور غصہ کرتا
لیک می خاہی کہ در افعال ما
لیکن تو چاہتا ہے کہ ہمارے کاموں میں
نازراں واقف گنی مر عام را
تاکہ تو اس سے عوام کو باخبر کرے
قاصداً سائل شدی در کاشفی
وضاحت کے لئے تو قصداً سائل بنا ہے
زانکہ نیم علم آمد ایں سوال
ہر برونے را نباشد ایں مجال
یہ سوال نصف علم ہے
ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

۱۔ اگر حکمے۔ حکمت دان کا کوئی
فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آسمان
اور دنیا کا پیدا کرنے والا حکیم ہے
کائنات کا نظام اور ترتیب یہ بتائی
ہے۔ کس۔ حمام میں جو تصویریں
بنائی جاتی ہیں ان کا بھی کوئی مقصد
ہے خواہ مخواہ یا غلط۔ ہر چہ۔ دنیا میں
ہر چیز کے پیدا کرنے میں حکمت
مضمحل ہے۔

۲۔ مطابقت۔ اس قصہ کا مقصد
مخلوقات میں حکمت الہی کا بیان کرنا
ہے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض
کیا اے خدا تو انسانوں کو پیدا کرتا ہے
پھر مارتا دیتا ہے اس میں کیا حکمت
ہے۔ خداوند حساب۔ یعنی یوم حساب
کے مالک۔

۳۔ گفت حق۔ حضرت حق تعالیٰ
نے فرمایا چونکہ تیرا یہ سوال انکار اور
غفلت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں
درگزر کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا تو اس لئے
معلوم کر رہا ہے تاکہ عوام کو ہماری
حکمتوں سے آگاہ کر دے ورنہ تجھے
مخلوق کے پیدا کرنے میں ہماری
حکمتیں معلوم ہیں۔ زانکہ۔ سوال علم
کے معانی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے
لِسْؤَالِ بَضْفِ الْعِلْمِ یعنی کسی چیز
کے بارے میں دریافت کرنا اس چیز کا
آدھا علم ہے حضرت موسیٰ حکمتوں
سے واقف تھے۔

۱ ہم سوال۔ کسی چیز کا علم ہو جانے کے بعد ہی اس کے بارے میں سوال و جواب ہو سکتا ہے یہ دونوں متضاد باتیں ایسی ہی ہیں جیسا کہ مٹی سے پھول بھی اگتا ہے اور کانٹا بھی۔ ہم ضلال۔ علم ہی گمراہی اور ہدایت کا سبب بنتا ہے جیسا کہ مٹی اور تری ہی پھل میں مٹی بھی پیدا کرتی ہے اور شیرینی بھی ملاقات اور تعارف سے دشمنی اور دوستی پیدا ہوتی ہے اور غذا سے بیماری اور صحت پیدا ہوتی ہے۔

۲ مستفید۔ حضرت حق نے فرمایا کہ مویٰ ناقصوں کو حکمتوں سے عطف کرنا چاہتا ہے اس لئے تجاہل عارفانہ برت رہا ہے ہم بھی اس کے علم سے آجہان بن کر اس کو جواب دیتے ہیں۔ خوف و غلبہ دنیا میں یہ طریقہ عمل ہے کہ تجاہل برت کر معاملہ کو حل کر لیتے ہیں گدھا بیچنے والے آپس میں فرضی طور پر لڑی باتیں شروع کر دیتے ہیں کگاہک گدھا خرید لیتا ہے۔

۳ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کو جواب دینے سے قبل حضرت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وہ عمل فرمایا جس میں خود جواب پوشیدہ تھا تاکہ جواب اچھی طرح ان کی سمجھ میں آ جائے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم کھتی بورہ اور جب کھیتی تیار ہو گئی تو انہوں نے اس کھیتی کو کاٹ ڈالا۔ کہ چرا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ہدایت کیا کہ تم نے خود کھیتی ہوئی اور پھر اس کو کیوں کاٹ ڈالا۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ کھیتی کے کتنے پر اس میں دانہ اور بھوسا تھا اور دونوں کو ملا جلا دینا مناسب نہ تھا حکمت کا تقاضہ یہی تھا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

ہم سوال از علم خیز وہم جواب سوال بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے ہم ضلال از علم خیز وہم ہدے گمراہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہدایت بھی ز آشنائی خیزد اس بغض و ولا یہ بغض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے مستفید ۲۔ اجمعی خدا آں کلیم وہ کلیم اللہ ناواقف کو فائدہ حاصل کرنے والے بنے

ماہم ازوے اجمعی سازیم خویش ہم بھی اپنے آپ کو اس سے ناواقف واقف بناتے ہیں خر فروشاں خصم یکدیگر شدند گدھا بیچنے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے پس بفرمودش خدا اے ذولباب پھر ان سے خدا نے فرمایا 'اے عقلمند موسیٰ ۳۔ تجھے بکار اندر زمیں

اے موسیٰ! زمین میں سچ بودے چونکہ موسیٰ کشت نہ شد کشتش تمام جب حضرت موسیٰ نے کھیتی ہوئی ان کی کھیتی پوری ہو گئی اس بگرفت و مراں را می برید انہوں نے حافی لی اور اس کو کاٹ لیا کہ چرا کشتے گئی و پروری کہ تو کیوں بوتا ہے اور پرورش کرتا ہے گفت یارب ذال گنم ویران و پست مویٰ عرض کیا غلط کہتے ہیں کہ بستاں لے کر ہیں

ہمچنانکہ خار و گل از خاک و آب جس طرح مٹی اور پانی سے کانٹا اور پھول ہمچنانکہ تلخ و شیرین از ندے جیسا تری سے تلخ اور شیریں وز غذائے خوش بود سقم و شفا بیماری اور شفا اچھی غذا سے پیدا ہوتی ہے تا عجمیاں را گند زیں سر علیم تاکہ ناقصوں کو اس راہ سے باخبر کریں یاخش آرمیم چوں بیگانہ پیش بیگانوں کی طرح اس کا جواب پیش کرتے ہیں تا کلید قفل آں عقد آمدند یہاں تک کہ اس معاملہ کے قفل کے لئے گنجی بن گئے چوں پر سیدی بیا بشنو جواب جبکہ تو نے سوال کیا ہے 'آ جواب سن تاکہ تو خود واد ہی انصاف اس تاکہ تو خود اس کا انصاف کر لے خوشہائیش یافت خوبی و نظام اس کے خوشوں نے اچھائی اور غمگی حاصل کر لی پس ندا از غیب در گوشش رسید تو ان کے کان میں غیب سے آواز آئی چوں کمالے یافت آں را می بری جب وہ مکمل ہو جاتی ہے تو اس کو کانٹا ہے کہ درینجا دانہ ہست و کاہ ہست کہ اس میں دانہ بھی ہے اور پورہ بھی ہے



دانہ لایق نیست در انبارِ کاہ
دانہ کا بھوسے کے انبار میں رہنا مناسب نہیں ہے
نیست حکمت ایں دورا آمیختن
ان دونوں کو بلائے رکھنا ملائی نہیں ہے
گفت ایں دانش تو از کہ یافتی
گفت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سمجھ تو نے کس سے حاصل کی؟

گفت مییزم تو دادی اے خدا
حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا تو نے مجھے کچھ عطا کی
در خلاق رُوحی پاک ہست
مخلوق میں پاک روحیں ہیں
ایں صد فہان نیست در یک مرتبہ
یہ سپہاں ایک طرح کی نہیں ہیں
واجب ست اظہار ایں نیک و تباہ
نیک اور برباد کا واضح کرنا ضروری ہے

بہر اظہار ست ایں خلق جہاں
دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے
کُتْ ۲ کُتْ ۱ گفت مخفیاً شنو
سن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا

کاہ در انبارِ گندم ہم تباہ
بھوسا بھی گیہوں کے ذخیر میں برباد ہوتا ہے
فرق واجب می گند در نیختن
۱۱ (دہائی) چھاننے میں جدا کر دینا ضروری ہلتی ہے
کہ بداش بیدرے بر ساختی
کہ عقل کی وجہ سے تو نے کلیان بنایا

گفت پس تمیز چوں نبود مرا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر مجھ میں سمجھا کیوں نہ ہوگی؟
رُوحی تیرہ و گلناک ہست
کالی اور مٹی میں سنی ہوئی روحیں ہیں
در یکے درست و در دیگر شبہ
ایک میں موتی ہے دوسری میں پتھر ہے
ہچناں کاظہار گندمہاز کاہ
جس طرح گیہوں کا بھوسے سے الگ کرنا

تائماند گنج حکمتہا نہاں
تاکہ حکمتوں کا خزانہ پوشیدہ نہ رہے
جوہر خود گم مکن اظہار شو
تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

بیان آنکہ رُوح حیوانی و عقل جزوی وہم و خیال بر مثال دو غند
اس کا بیان کہ حیوانی روح اور جزوی عقل اور وہم اور خیال چھاپہ جیسے ہیں
و رُوح وحی کہ باقی ست دریں دوغ ہچوں روغن پنہاں
اور وحی کی روح جو باقی رہنے والی ہے اس چھاپہ میں پوشیدہ گھی کی طرح ہے
جوہر صدقت خفی شد در دوغ
تیری سچائی کا جوہر صحت میں چھپ گیا
ہچو طعم روغن اندر طعم دوغ
جس طرح گھی کا مزا چھاپہ کے مزے میں

۱ گفت۔ حضرت حق نے فرمایا
کہ یہ عقل تم نے کہاں سے حاصل کی
حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ دانش
اور عقل آپ کی عطا کردہ ہے
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دانش
پھر مجھ میں کیوں نہ ہوگی۔ در خلاق۔
اب اللہ تعالیٰ نے اصل جواب دیا کہ
انسانوں کی روحیں دو قسم کی ہیں ایک
پاک ایک ناپاک۔

۲ ایں صد فہا۔ سب انسانی جسم
ایک رتبہ کے نہیں ہیں کسی جسم میں
موتی جیسی روح ہے کسی جسم میں گنج
کے پتھر کی طرح ہے واجب ان
روحوں کو بھی اسی طرح ایک دوسرے
سے علیحدہ کر دینا مناسب ہے جس
طرح گیہوں کو بھوسے سے تاکہ
نیک روحیں جنت میں چلی جائیں
اور بری روحیں دوزخ میں بہر اظہار۔
پہلی حکمت تو ماننے کی بھی پیدا
کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ہماری
صفات کا اظہار ہو جائے۔

۳ کُت۔ حدیث قدسی ہے
کُتْ کُنْزاً مَخْفِیاً فَاتَّخِذْ لَیْ
اَعْرِفْ فَخَلَقْتَ الْخَلْقَ مِیْ پُوشیدہ
خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا
جاؤں لہذا میں نے مخلوق کو پیدا کیا
مخلوقات مظہر صفات خداوندی ہے
جو ہر خود انسان کے جسم میں جو موتی
ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ بیان۔
مولانا ارشادی مضمون میں اب یہ بتانا
چاہتے ہیں کہ روح جسم میں اس
طرح پوشیدہ ہے جس طرح مکا
چھاپہ میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ دوغ۔
صحت یعنی جسم قالی۔ دوغ۔
چھاپہ۔



آں دروغت ایس تن فانی بُود

وہ تیرا جھوٹ یہ فنا ہونے والا جسم ہے

سالاہا ایس دوغ تن پیدا و فاش

برسوں یہ جسم کی چھاچھ ظاہر اور کھلی رہتی ہے

تا فرستد حق رسول بندہ

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی رسول بندہ کو بھیجتا ہے

تا بچداند بہنجا رو بفسن

یہاں تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بلوے

یا کلام بندہ کال جزو اوست

یا اس بندہ کا کلام جو اس نبی کا جزو ہے

اُذِن ۲ مومن وحی مارا داعی است

مومن کا کان ہماری وحی کی حفاظت کرنے والا ہے

انچناں کہ گوش طفل از گفتِ مام

جیسے کہ بچہ کا کان ماں کی باتوں سے

وَر نہاشد طفل را گوشِ رشد

اگر بچے کے صحیح کان نہ ہو

دائمًا ہر گرا صلے گنگ بُود

اصلی بہرا ہمیشہ گونگا ہوتا ہے

وانکہ ۳ گوشِ کز و گنگ از آفتے ست

وہ شخص جو بہرا اور گونگا ہے کسی آفت کی وجہ سے

کہ پذیرائی دم و تعلیم نیست

جو آواز اور تعلیم کو قبول کرنے والی نہیں ہے

آنکہ بے تعلیم بد ناطق خداست

جو بغیر تعلیم کے بولنے والا ہے وہ خدا ہے

یا چو آدم کردہ تلقینش خدا

یا آدم جیسا جس کو خدا نے پڑھایا

۱۔ راست۔ صحیح یعنی روح۔
سالاہا۔ کافی وقت ایسا گزرتا ہے جس
میں روح جسم میں گم رہتی ہے۔
لاش۔ لاشی معدوم۔ تافرستد۔ اللہ
تعالیٰ رسول کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ جسم کی
چھاچھ کو بلو کر روح کا مسکا اس سے
نکالیں۔ خمرہ۔ چھوٹی مٹکی۔ من۔ اس
کا ترجمہ مختلف..... نے مختلف
کیا ہے ہم نے شہید سے کیا ہے اس
سے مراد روح ہے۔ یا کلام۔ روح کی
تربیت رسول کرتے ہیں یا وہ لوگ
کرتے ہیں جو رسولوں کے لئے
بموزلہ جزو کے ہوتے ہیں۔

۲۔ اُذِن۔ قرآن پاک میں ہے
وَتَعْلَمُ أَنَّ وَابِعَةَ اور اس وحی کو محفوظ
رکھنے والے کان محفوظ کر لیتے
ہیں۔ داعی۔ یعنی رسول یا وہ شخص جو
ان کا جزو ہے۔ مام۔ ماں یعنی بچہ
ماں کی بات کو سنتا ہے اور پھر خود بولنے
لگتا ہے۔ نہاشد۔ جس بچہ کے کان
میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ
گونگا ہو جاتا ہے۔ دایمًا۔ عموماً بہرا
گونگا ہی ہے۔ ہر گرا۔ ہر گونگا کی
بات نہیں سن پاتا۔

۳۔ وانکہ۔ جو بچہ بہرا اور گونگا ہوتا
ہے وہ ہی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے
کان میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے جس کی
وجہ سے وہ ماں کی بات نہیں سنتا ہے۔
تلقیم۔ قابل۔ آنگ۔ مخلوقات سن کر
بولنے پر ماں کی تعلیم سے قادر ہوتی
ہے بغیر تعلیم کے بولنے والی صرف
ذاتِ خداوندی ہے۔ آدم حضرت آدم
نے ماں باپ نہ تھے ان کو تعلیم خانے
دی۔

راستت ۱۔ آں جان ربانی بُود

تیری سچائی خدائی روح ہے

روغن جان اندر و فانی ولاش

روح کا روغن اس میں فنا اور معدوم ہوتا ہے

دوغ را در خمرہ جنبا نندہ

چھاچھ کو مٹکی میں بلونے والے کو

تا بدنام من کہ پنہاں بُود من

تاکہ میں جان لوں کہ شہد پوشیدہ تھا

در رود در گوش آنکو وحی جوست

اس کان میں پہنچے جو وحی کا طالب ہے

انچناں گوشے قرین داعی است

ایسا کان نبی کا ساتھی ہوتا ہے

پر شود ناطق شود او در کلام

بھرتا ہے تو وہ بات چیت میں بول پڑتا ہے

گفت مادر نشود گنگے شود

وہ ماں کی بات نہیں سنتا گونگا ہو جاتا ہے

ناطق آں کس شد کہ از مادر شنود

بولنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ماں سے بات سنتا ہے

زانکہ در گوشش رسیدہ علتے ست

کیونکہ اس کے کان میں کوئی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے

لا جرم مر نطق را تسلیم نیست

تو لاجرم وہ بولنے کے قابل نہیں ہے

کہ صفات اوز علتہا جد است

کیونکہ اس کی صفات علتوں سے پاک ہیں

بے حجاب مادر و دایہ و را

اس کی ماں اور دایہ کے واسطے کے بغیر

یا مسکے ۱ گو یہ تعلیم و دود
یا مسکے کہ وہ خدا کی تعلیم ہے
از بری دفع تہمت در ولاد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے
جبشے بایست اندر اجتہاد
کوشش میں حرکت چاہیے
روغن اندر دودغ باشد چوں عدم
مسکے چھاپہ میں معدوم جیسا ہوتا ہے
آنکہ ہستت می نماید ہست پوست
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چھلکا ہے
دودغ روغن نا گرفت ست و کہن
مسکے نہ نکال ہوئی اور پرانی چھاپہ
ہیں ۲ بگردانش بدانش دست دست
خبردار! سمجھداری سے اس کو ہاتھ سے خوب چلا
زانکہ اس فانی دلیل باقی است
کیونکہ یہ فانی 'باقی کی دلیل ہے
روغن ۳ اندر دودغ پنہاں میشود
مسکے چھاپہ میں چھپ جاتا ہے

در ولادت ناطق آمد در وجود
پیدائش کے وقت بولنے لگے
کہ نہ زادست از زنا و از فساد
کہ وہ زنا اور خرابی سے پیدا نہیں ہوئے ہیں
تا کہ دودغ آں روغن از دل باز داد
تا کہ چھاپہ مسکے کو اندر سے واپس دیدے
چھاپہ 'وجود میں جھنڈا بلند کئے ہوئے ہے
وانکہ فانی می نماید اصل اوست
جو معدوم نظر آتا ہے وہ اصل ہے
تاناہ بگزینی بنہ خرچش ملکن
جب تک تو نکال نہ لے اس کو رکھ چھوڑ خرچ نہ کر
تا نماید انچہ پنہاں کردہ است
تا کہ وہ اس کو نمایاں کر دے جو اس نے چھپایا ہے
لابہ مستان دلیل ساقی ست
مستان کی خوشامد ساقی کی دلیل ہے
ہرچہ می سازی تو آتش آں میشود
تو جو اس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثال دیگر ہمد ریں معنی

دوسری مثال اسی معنی میں

ہست باز پہلی آں شیر علم
جھنڈے کے شیر کے کھیل کو
گر نبودے جبش آں بادہا
اگر ان ہواؤں کی حرکت نہ ہوتی
مخبرے از باد ہلی ملکستم
پہچھی ہوئی ہواؤں کی خبر دینے والے ہیں
شیر مردہ کے بجگستے در ہوا
بے جان شیر ہوا میں کب کد؟



۱ یا مسکے۔ حضرت مسیح بھی بغیر
تعلیم کے اپنے پورے تہمت دفع
کرنے کے لئے تعلیم خداوندی سے
بول پڑے۔ جبشے۔ جس طرح
چھاپہ سے مسکے نکالنے کے لئے
چھاپہ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح
روح کے اظہار کے لئے جسم کو
مجاہدات کے ذریعہ ہونا ضروری ہے۔
روغن۔ مسکے چھاپہ ہوا ہے چھاپہ ظاہر
ہے۔ آنکہ۔ جو ظاہر ہے یعنی جسم وہ
بمزلہ چھلکے کے ہے۔ فانی۔ روح جو
نظر نہیں آتی وہ بمزلہ مسکے ہے۔
دودغ۔ جس چھاپہ میں سے مسکے نہ
نکالا گیا ہوا اس کو محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ
مسکے نکالا جاسکے اس کو خرچ نہ کرنا
چاہیے۔

۲ ہیں۔ جسم کو خوب اچھی طرح
بلونا چاہیے تاکہ وہ روح کو ظاہر کر
دے۔ زانکہ۔ روح کے کھنی ہونے کی
وجہ سے اس کو معدوم نہ سمجھ لینا یہ جسم
فانی اس روح باقی کی دلیل ہے۔
روح جب تک جسم میں ہے جسم سے
وہ افضل صاف ہوتے ہیں جو روح
کے نکلنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ روح کوئی چیز محلی لاہ
مستان۔ مست ساقی کی خوشامد
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی
موجود ہے۔

۳ روغن۔ روح، جسم میں چھپی
ہوتی ہے تو اس کو جیسا بنائے گا وہ کسی
بن جاتی گی۔ مثال دیگر۔ اس مثال
سے بھی یہی سمجھنا ہے کہ ظاہر اور موجود
مخفی چیز کے وجود کی دلیل بنتا ہے۔
ہست۔ جھنڈے کے پھرے پر
شیر کی تصویر بناتے ہیں پھریرے کا
بلنا اور شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں
پر متحرک ہونا ہوا کے وجود کی دلیل
ہے۔

۱۔ زلہ۔ شیر کی حرکتوں سے انسان بچ لیتا ہے کہ پروا ہوا چل رہی ہے یا پکھول ایں بدن۔ انسانی جسم کو جھنڈے کا شیر سمجھو اور فکر و ارادہ جو روح سے پیدا ہوتا ہے اس کو ہوا جیسا سمجھو۔ فکر انسان کے جو خیالات مشرق سے آئیں ان کو صبا اور جو مغرب سے آئیں ان کو دہر کہنا چاہیے۔ مشرق۔ لیکن فکر کی ہوا کا مشرق اور مغرب یہ مشرق اور مغرب نہیں ہے۔

۲۔ خور۔ ہوا کا بے روح چیز ہے اس کا مشرق بھی بے روح ہے روح جس سے فکر پیدا ہوا ہے اس کا مشرق قلب ہے۔ مشرق خورشید ہے۔ روح جس نے قلب کو روشن کیا ہے یہ دل کا خورشید اس کا چمکا اور عکس ہے۔ زانک۔ اگر دل کو روشن کرنے والا خورشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دن رات نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج بیکار ہو جاتا ہے۔ ورنہ سورج نہ ہو اور روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اس کا کام منظم ہوتا ہے۔

۳۔ بچھانک۔ روح خواب میں بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی ہے۔ نوم۔ مشہور مقولہ ہے 'نوم اخ فحسوت' نیند موت کی بہن ہے لہذا جب نیند کی حالت میں انسان سب کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہے اور بگویند۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خواب میں وہی چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی تھیں لہذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے میں چاند سورج سے بے نیاز ہے غلط ہے تو اس کی بات نہ ماننا۔ می بہ بیند۔ انسان خواب میں وہ مناظر اور صحنہ دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔

زال اشناہی باد را کہ آں صباست
اس سے تو ہوا کو پہچان لیتا ہے کہ وہ پروا ہے
ایں بدن مانند آں شیرِ علم
یہ بدن جھنڈے کے شیر کی طرح ہے
فکر کاں از مشرق آمد آں صباست
جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پروا ہے
مشرق ایں بادِ فکر دیگرست
تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دہری ہے
خور ۲۔ جمادست و بود شرش جماد
شہر جماد ہے اس کی مشرق جماد ہے
مشرق خورشید ہے کہ شد باطن فروز
اس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنے والا ہے
زانکہ چوں مردہ بود تن بے لہب
اس لئے کہ جب بے نور جسم مردہ ہو جاتا ہے
ورنہ باشد آں چو باشد ایں تمام
اگر وہ نہ رہے اور یہ مکمل ہو
بچھانک ۳۔ چشم می بیند بخواب
جیسا کہ نیند میں آنکھ دیکھتی ہے
نوم ماچوں شدخ الموت اے فلاں
اے فلاں! جبکہ ہماری نیند موت کی بہن ہے
ور بگویند کہ ہست آں فرع ایں
اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اس کی فرع ہے
می بہ بیند خواب جانت صف و حال
تیری روح نیند میں اس حالت کے اوصاف دیکھتی ہے

یاد بورست ایں بیان آں خفاست
یا بچھوا ہے یہ اس پوشیدہ کا اظہار ہے
فکری جُبداند اورا دمبدم
فکر اس کو لمحہ بہ لمحہ حرکت دیتا ہے
وانکہ از مغرب دبور باو باست
اور جو مغرب کی جانب سے وہ پہلی بھری چھوا ہے
مغرب ایں بادِ فکرست زال سرست
تیرے اس فکر کی ہوا کی مغرب اس جانب ہے
جانِ جانِ جاں بود شرش فواد
جان کی جان کی جان کا مشرق دل ہے
قشر و عکس آں بود خورشید روز
دن کا سورج اس کا چمکا اور عکس ہے
پیش اُونے روز بنماید نہ شب
اس کے سامنے نہ دن رونما ہوتا ہے نہ رات
پیشب و بے روز دار و انتظام
تو بغیر شب و روز وہ منظم رہے گا
بے مہ و خورشید و ماہ و آفتاب
چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو
زیں برادر آں برادر را بدال
اس بھائی کو اس بھائی سے سمجھ لے
مثنو آں را اے مقلد بے یقین
اے بے یقین مقلد اس کو نہ سن
کہ بہ بیداری نہ بینی پست سال
کہ تو بیداری میں بیس سال بھی نہیں دیکھ سکتا



در اے پئے تعبیر آں تو عمر ہا
تو اس کی تعبیر کے لئے سالوں
کہ بگو آں خواب را تعبیر چیست
کہ بتائے اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟
خواب عام ستائیں و خود خواب خواص
یہ عوام کا خواب ہے اور خود خواص کا خواب
پیل باید تا چو خُسد او رستاں
ہاتھی ہونا چاہیے تاکہ جب وہ چت سوئے
خرنہٴ بیند ہیچ ہندوستان بخواب
گدھا خواب میں بھی ہندوستان کو نہیں دیکھتا ہے
جان ہچو پیل باید نیک و زفت
روح ہاتھ جیسی اچھی اور بھاری چاہیے
ذکر ہندوستان کند پیل از طلب
ہاتھی طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے
اَذْكُرُوا اللَّهَ كَرِهَ اَوْ بَاشْ نِیْسْت
”اللہ کی یاد کرو“ ہر آدمی کا کام نہیں ہے
لیک ۳ تو آپس مشو ہم پیل باش
لیکن تو مایوس نہ ہو ہاتھی بن
کیمیا سازان گردوں را بہ میں
آسمان کے کیمیا گروں کو دیکھ
نقشبند اند در بچو فلک
آسمان کی فضا میں فحاش موجود ہیں
گرنہ مبنی خلق مشکلیں جیب را
اگر تو مشکلیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے

میدوی سوی شہان بادہا
عقلند شاہوں کے پاس دوڑتا پھرتا ہے
فرع گفتن آچنیں سر را سگی ست
اس طرح کے راز کو فرع کہنا کتا پن ہے
باشد اصل اجتا و اختصا
ہر گزیدگی اور خصوصیت کی اصل ہے
خواب بیند خطہ ہندوستان
ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے
خرز ہندوستان نکر وہ است اغتراب
گدھے نے ہندوستان سے سفر نہیں کیا ہے
تا خواب او ہند تاند رفت تفت
تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان جا سکے
پس مصور گردو آں ذکرش بشب
تو اس کی یاد شب میں مصور ہو جاتی ہے
لَوْ جَعَى بَرِیْیَ ہر قَلَّاشْ نِیْسْت
”تو لوٹ جا“ ہر مفلس کے پاؤں کے لئے نہیں ہے
ورنہ پیلی در پئے تبدیل باش
اگر تو ہاتھی نہیں ہے تبدیل کے صپے ہو
بشنو از مینا گراں ہر دم طنین
ہر وقت صنایعوں کی آواز سن
کار ساز اند بہر لئی و لک
وہ میرے اور تیرے لئے کاریگری کر رہے ہیں
بنگر اے شب کو اور اس آسب را
تو اے رات کے اندھے اس اثر کو دیکھ لے

۱۔ صپے اگر انسان نے وہ
واقعات پنکھ سے دیکھے ہوں جو خواب
میں اس نے دیکھے ہیں تو پھر کبھی تعبیر
کے لئے دوڑانہ پھرے لہذا یہ کہنا کہ
خواب بیداری کی دید کا اثر ہے غلط
ہے۔ خواب عام۔ یہ تو ہم عوام کے
خواب کی بات کر رہے تھے خواص کا
خواب تو ان کو اس سے بھی زیادہ اسرار
غیب دکھا دیتا ہے۔ پیل باید۔ ہاتھی
ہندوستان کا جانور ہے جب دوسرے
ملک میں وہ آرام کی فیند سوتا ہے تو وہ
خواب میں ہندوستان کے حسن
مناظر دیکھتا ہے اور مست ہو جاتا ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ اسرار بھی
اس روح کو خواب میں نظر آئیں گے
جس کا حلق عالم غیب سے ایسا ہی ہو
جیسا کہ ہاتھی کا ہندوستان سے۔

۲۔ خرنہ بیند۔ گدھے میں یہ
بات نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو خواب
میں دیکھ کر مست ہو جائے اس کو یہ
رجہ بھی حاصل نہیں ہے کہ اس کو
ہندوستان سے لے جایا جائے۔
جہاں۔ جو روح ہاتھی کی طرح ہوگی وہ
اپنے اصل وطن عالم غیب کو خواب
میں دیکھ کر ذکر۔ ہاتھی ہندوستان کو
یاد کرتا ہے تو اس کی یاد اور مناظر خواب
میں اس کے لئے مصور ہو جاتے
ہیں۔ اَذْكُرُوا اللَّهَ کا ذکر اور یا صوح
کو ہاتھی صفت بنادیتی ہے لیکن یہ کام
ہر کمینہ کا نہیں ہے۔ لَوْ جَعَى۔ قرآن
پاک میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ
پاک روح اور نفس مطمئنہ کو فرماتے
ہیں لَوْ جَعَى اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً
مُسْرِیۃً اپنے خدا کی طرف لوٹ
جاتو بھی خوش ہے اور خدا بھی تجھ سے
خوش ہے۔

۳۔ لیک۔ اگرچہ ہاتھی کی طرح

آسان نہیں ہے لیکن پاؤں نہ ہونا چاہیے اپنے اندر تبدیلی کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیمیا۔ لولیا اللہ کی محبت اختیار کر تیرے
اندر تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ طنین۔ گھنٹا ہٹ۔ نقشبندان۔ لولیا۔ گرنہ مبنی۔ اگر تجھے لولیا نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار
دیکھ لے۔

ہر دم آسب ست بر ادراک تو
تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے
زیں بد ابراہیم اہم دید خواب
یہی ہوا (حضرت) ابراہیم اہم نے خواب دیکھا
لا جرم زنجیرا را بر درید
لا محلہ انہوں نے زنجیریں توڑ دیں
آں نشان دید ہندوستان بود
یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے
می فشانہ خاک بر تدبیرا
تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے
ترک گیر ملک دنیا سر بسر
دنیا کی سلطنت بالکل چھوڑ دیتا ہے
آنچناں کہ گفت پیغمبر ز نور
جیسا کہ پیغمبر نے نور کے بارے میں فرمایا ہے
کہ تجانی جوید از دار لغرور
کہ وہ دنیا سے دوری چاہتا ہے
بہر شرح ایں حدیث مصطفیٰ
آنحضورؐ کی اس حدیث کی تشریح میں

نبت نو نو رستہ میں از خاک تو
مٹی میں سے نئی گھاس کو اگا ہوا دیکھ لے
بسط ہندوستان دل را بے حجاب
دل کے ہندوستان کی وسعت کا بغیر حجاب کے
مملکت بر ہم زد و شدنا پدید
سلطنت کو چھوڑا اور گم ہو گئے
کہ جہد از خواب و دیوانہ شود
کہ وہ نیند سے اٹھے اور دیوانہ بن جائے
می دراند حلقہ و زنجیرا
حلقہ اور زنجیریں توڑ ڈالتا ہے
جملگی برہسم زند بے درد سر
بغیر درد سر کے سب کو برباد کر دیتا ہے
کہ نشان آں بود اندر صدور
کہ سینوں میں اس کی علامت یہ ہوتی ہے
ہم انابت آرد از دار لغرور
آخرت کی طرف رجوع بھی کرتا ہے
داستانے بشنو اے یار صفا
اے فطرس یار! ایک قصہ سن لے

۱۔ ہر دم۔ لولیا اللہ کے تصرفات جاری ہیں۔ زیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی روح ہانگی بنی انہوں نے روحانی وسعت کو بغیر حجاب کے دیکھا۔ ہندوستان۔ یعنی روح۔ اصلی وطن۔ عالم غیب۔ آں نشان۔ عالم غیب کے مشاہدہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان خواب سے دیوانہ بن کر اٹھتا ہے۔

۲۔ می فشانہ۔ جو عالم غیب کا خواب میں مشاہدہ کر لیتا ہے وہ تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے۔ آنچناں۔ حضورؐ نے فرمایا دل میں نور پیدا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے متنفر اور آخرت کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ دار لغرور۔ دھوکے کا گھر دینا۔ دار اسرور۔ خوشی کا گھر عالم آخرت۔ بہر اس۔ اس مضمون کی تشریح کے لئے حسب ذیل قصہ سن لو۔

۳۔ حکایت۔ ایک بادشاہ تھا جس نے بادشاہت دیکھ لی اور قیامت کا منظر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ دنیاوی بادشاہت کو بچوں کی مٹی کے ڈھیر کی بادشاہت سمجھنے لگا تھا۔ بچے کھیلنے میں مٹی کا ڈھیر لگا لیے ہیں۔ جو بچہ کھیل میں جیت جاتا ہے وہ کوہ کوکرا اس ڈھیر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ میرا قلعہ ہے جو میں نے فتح کر لیا ہے اور دوسرے بچے اس پر رشک کرنے لگتے ہیں۔

حکایت ۳۔ آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہی حقیقی بوے رومود و یوم
اس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آ گئی اور جس دن
یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأَقْبَهُ وَأَيُّهُ نَقَدَ وَقْتِ أَوْ
انسان بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنے ماں اور اپنے باپ سے اس کے سامنے آ گیا
شُدہ بادشاہی ایں خاک تودہ کہ کودک طبعان قلعہ گیری نام
اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعے فتح کرنا کہتے
کنند آں کود کے کہ خیرہ آید بر سر خاک تودہ بر آید و لاف زند کہ
ہیں وہ بچہ جو غالب آ جائے مٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور شنی بگھلاتا ہے کہ

قلعہ مراست کو دکان دیگر بروے رشک برند کہ لثراب رنج

قلعہ میرا ہے دہرے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ مٹی بچوں کا موسم بہار

الصَّيَّانِ آلِ بادشاہزادہ چوں از قید رنگہا برست گفت

ہے وہ شہزادہ جب رنگوں کی قید سے چھوٹ گیا تو اس نے کہا کہ میں

مَنْ ایں خاکہلی رنگیں را ہماں تودہ خاکِ دوں میگویم وز رو

اس رنگ برنگ خاک کو وہی ہے قیمت مٹی کا ذخیرہ کہتا ہوں اور سونا اور

اطلس اور اکسوں نمیگویم مَنْ ازیں اکسون رہزن رستم و بیک سُو

اطلس اور اکسون نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اکسون سے نجات پا گیا اور ایک دم

جستم و ائینہ الحکم صیاً ارشاد حق را مرورِ سالہا حلالت نیست

کو دیا اور ہم نے اس کو بچپن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رہنمائی کے لئے سالوں

دَر قدرت کُنْ فیکونْ کس سخن قابلیت نگورید

کی ضرورت نہیں ہے ہو جا پس ہو گیا والی قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی بات نہیں کرتا ہے

۱۔ اطلس۔ رشتہ میں کپڑا جس پر نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔
اکسون۔ کالا و بیلو بیک سوسان کے مراتب بلند ہونے میں سالہا سال کی ریاضتیں ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ بیک وقت عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ خواب۔ اس بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کا وہ حسین لڑکا مر گیا۔ آتش یعنی غم کی آگ۔ مشک۔ نو۔ یعنی اس کی آنکھیں آہ یعنی آہ کرنے کی بھی اس میں طاقت نہ تھی۔

۳۔ خواست۔ اس خواب سے بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا اور جسم بیکار ہو گیا لیکن ابھی عمر باقی تھی لہذا بیدار ہو گیا۔ شادی۔ بیدار ہو کر اس کو ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ شادی باب وہ خوشی سے مرا جاتا تھا انتہائی خوشی بھی موت کا سبب بن جاتی ہے۔ پس۔ لیکن جسم روح کے لئے طوق بن گیا اور اس کو پرواز نہ کرنے دیا۔ منطوق۔ وہ جس کے گلے میں طوق پہنا دیا جائے۔

ظاہر و باطن مزیں از ہنر

جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا

صافی عالم برآں شہ گشت دُرد

اس بادشاہ پر صاف دنیا مکدہ ہو گئی

کہ نماںد از تفت آتش اشک او

آگ کی سوزش سے اس کے آنسو نہ رہے

کہ تہی یابید دروے راہ آہ

کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا

عمر ماندہ بود شہ بیدار شد

کچھ عمر باقی رہ گئی تھی شہ بیدار ہو گیا

گو ندیدہ بود اندر عمر خویش

کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی

پس مطوق آمد اینجاں بآبدن

لیکن

بادشاہے داشت یک زیبا پسر

ایک بادشاہ کے ایک حسین لڑکا تھا

خواب دید او کاں پسر ناگاہ بمرد

اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لڑکا اچانک مر گیا ہے

خشک شد از تاب آتش مشک او

آگ کی گرمی سے اس کی مشک آنکھ خشک ہو گئی

آچنناں پر شد ز دود درد شاہ

بادشاہ دود کے دھوئیں سے ایسا پر ہو گیا

خواست مردن قابض بیکار شد

وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا

شادی آمد بیداریش پیش

بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی

کہ ز شادی خواست ہم فانی شدن

فانی ہونے کی خواہش

۱۔ ایں چراغ۔ یہ عجب تماشا ہے کہ
چراغ زندگی غم سے بھی بجھتا ہے اور
خوشی سے بھی۔ درمیان۔ موت کے
ان دونوں سببوں کے درمیان انسان
زندہ رہتا ہے اور اس پر ہنسی آتی ہے کہ
انسان کا جسم روح کے گلے کا ہار بناتا ہوا
ہے۔ شلہ۔ بادشاہ نے سوچا کہ ایسا
غمناک خواب اس قدر خوشی کا سبب
ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب
سے ہو رہا ہے۔ ایں عجب۔ وہی
خواب موت کا سبب بھی تھا اور وہی
خواب زندگی اور خوشی کا سبب بھی ہوا۔
۲۔ آں یکے بہت سی چیزیں
ایسی ہی ہیں کہ وہ ایک جانب موت کا
سبب بنتی ہیں تو دوسری جانب زندگی کا
سبب بھی بنتی ہیں۔ شادی تن۔
جسمانی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال
ہے آخرت کے اعتبار سے زوال
ہے خندہ۔ تعبیر دینے والے خواب
میں ہنسی کی تعبیر رنج اور غم سے کرتے
ہیں اور خواب میں رونے کی تعبیر
مسرت اور خوشی سے کرتے ہیں۔
۳۔ شلہ۔ شلہ نے سوچا کہ اگرچہ
خواب کی بات ختم ہوگئی ہے لیکن ایک
بدظنی باقی ہے اب اگر خدا خواستہ لڑکا
مرے تو اس کی کوئی یادگار تو باقی رہنی
چاہیے۔ گل۔ یعنی لڑکا۔ یادگار۔ یعنی
اس کی یاد دلانے والا اس کا لڑکا۔ چشم
زنہ۔ خدا کرے لڑکے کے مرنے کا
صدمہ مجھے نہ پہنچے بہر حال احتیاط کا
نفاضا ہے کہ اس کی یادگار کا بندوبست
کر لینا چاہیے۔ چوں۔ موت کے
سینکڑوں اسباب ہیں ان پر قابو پانا
مشکل ہے۔

از دم غم می بمیرد ایں چراغ
یہ چراغ، غم کی پھونک سے بجھ جاتا ہے
در میان ایں دو مرگ اوزندہ است
وہ ان دو موتوں کے درمیان زندہ ہے
شاہ با خود گفت شادی را سبب
بادشاہ نے سوچا خوشی کا سبب
ایں عجب یک جزو از یک روی مرگ
یہ عجب ہے ایک جز ایک حیثیت سے موت ہے
آں یکے نسبت بدال حالت ہلاک
ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے
شادی تن سوی دنیاوی کمال
جسم کی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے
خندہ را در خواب ہم تعبیر داں
خواب میں ہنسی کی تعبیر سمجھ لے
گریہ را در خواب شادی و فرح
خواب میں رونے کی خوشی اور مسرت
شاہ اندیشید کایں غم خود گزشت
شلہ نے سوچا کہ یہ غم گزر گیا
وَر رسد خارے چہیں اندر قدم
اور اگر ایسا کانٹا پاؤں میں چبھے
چشم زخمی زیں مبادا کہ شود
خدا کرے اس قسم کا کوئی صدمہ نہ پہنچے
چوں فنا راشد سبب بے منتہا
جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں

وز دم شادی بمیرد اینت لاغ
اور خوشی کی پھونک سے بھی بجھتا ہے یہ کھیل ہے
ایں مطوق شکل جلی خندہ است
یہ طوق بنی ہوئی شکل، ہنسنے کا مقام ہے
آنچنان غم بود از تسبیح رب
ایسا غم، اللہ تعالیٰ کے سبب بنانے سے تھا
واں زیک روی دیگر احیا و برگ
وہی دوسری حیثیت سے زندہ کرنا اور سرسبزی ہے
باز ہم از سوی دیگر امتساک
پھر دوسرے کی نسبت سے زندگی ہے
سوی روز عاقبت نقص و زوال
آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص اور زوال ہے
گریہ گوید با دروغ و لحد ہاں
انہوں اور غم کے ساتھ رونا کہتا ہے
ہست در تعبیر اے صاحب مرح
تعبیر ہے اے خوشی والا
لیک جاں از جنس ایں بدظن بکشت
لیکن اس جیسی چیز سے جان بدمان ہوگئی ہے
گر رود گل، یادگارے بایدم
اگر پھول جاتا رہے، میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
یادگارے بایدم گر او رود
اگر وہ مر جائے تو میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
پس کدائیں راہ را بندیم ما
تو ہم کونے راستہ کو بند کریں گے؟



صد در پچہ او در سویی مرگِ لدیغ
ڈسنے والی موت کے لئے سینکڑوں کھڑکیاں ہوتی ہیں
ثریغِ ثریغِ تلخ آں درہی مرگ
موت کے دروازوں کی کڑی چوں چوں
از سویی تن درد ہا بانگِ درست
جسم کی جانب سے درد ہوازے کی آواز ہیں
ہیں برو بر خواں کتابِ طب را
خبردار جا طب کی کتاب پڑھ
اے پسر بر خواں دے فہرستِ طب
اے بیٹا! تصویب دیر کے لئے طب کی فہرست پڑھ لے
زال ہمہ بر من دریں خانہ رہ است
اس گھر میں ان سب کا میری جانب راستہ ہے
باد تندست و چراغِ اترے
ہوا تیز ہے اور میرا چراغ ناقص ہے
تلو دس کز ہر دو یک وانی شود
تاکہ دلوں میں سے ایک باقی رہے
ہمچو عارف کز تن ناقص چراغ
جیسا کہ عارف (بالہ) نے جسم کے ناقص چراغ سے
تاکہ روزے کایں بمیرد ناگہاں
تاکہ اگر یہ کسی دن اچانک مر جائے
اؤ نکرد ایں فہم پس دلا از غر
وہ یہ نہ سمجھا اس نے دھوکے سے دیدیا
چارہ اندشید لیکن چارہ نے
اس نے تدبیر سوچی لیکن تدبیر نہیں ہے

می کند اندر گشادن ثریغِ ثریغ
جو کھولنے میں چوں چوں کرتے ہیں
نشود گوشِ حریص از حرصِ برگ
سازمندان کے لالچ کی وجہ سے لالچی کا کان نہیں سنتا ہے
وز سویی خصماں بجفا بانگِ درست
مخالفوں کی جانب سے ظلم ہوازے کی آواز ہے
تا شمارِ ریگِ بنی رنجہا
تاکہ تو ریت کی شد کے مرض دیکھے
نارِ علتہا نظرِ گنِ ملتہب
بہاری کی آگ کو شعلہ زن دیکھ
ہر دو گامے پرز کژد مہلچہ است
ہر دو قدم پر بچھوؤں سے بھرا ہوا کنواں ہے
زو بگرامِ چراغِ دیگرے
میں اس سے ایک دھرا چراغ حاصل کر لوں
گر بباداں یک چراغ از جا رود
اگر ہوا سے ایک چراغ بجھ جائے
شمعِ دل افروخت از بہر فراغ
فراغت کے لئے دل کی شمع روشن کر لی ہے
پیشِ چشمِ خود نہد او شمعِ جاں
وہ اپنے سامنے روح کی شمع رکھ لے
شمعِ فانی را بفانی دگر
فنا ہونے والی شمع کو دوسری فنا ہونے والی کے بدلے میں
گفت با خود نیست بیروں رفتے
خودی والے کی گفتگو باہر نکلنے کی نہیں ہے

۱۔ ضد در پچہ۔ موت کے آنے کے سینکڑوں راستے اور دروازے ہیں جب وہ دروازے کھلتے ہیں تو ان کے کواڑ چوں چوں کرتے ہیں۔ ثریغ۔ ان کی چوں چوں کی آواز دنیا کی حرص کی وجہ سے کان نہیں سنتے ہیں۔ ۲۔ از سویی تن۔ جسم کے درد اور دشمنوں کے ظلم موت کے دروازوں کے کواڑوں کی چوں چوں۔ تا شمار۔ ریگ۔ یعنی لاتعداد۔ ملتہب۔ شعلہ زن۔ زل۔ ہمہ۔ ہر مرض کا بدن میں راستہ ہے۔ چراغ۔ یعنی میرے لڑکے کے اولاد نہیں ہے۔ دگر۔ یعنی لڑکے کے اولاد ہو جائے۔ ۳۔ تلو۔ خدا خواست بننا میرے تو پوتا رہ جائے۔ ہمچو۔ بادشاہ کی تدبیر ایسی ہی تھی جیسے با خدا انسان کرتا ہے کہ جسم کا چراغ بجھ جائے تو روح کا چراغ روشن رہے۔ اؤ نکرد۔ بادشاہ اور عارف کے کام میں فرق ہے کہ اس نے فانی کا بدل فانی سوچا یعنی لڑکے کا بدل پوتا۔ چارہ۔ بادشاہ نے جو تدبیر کی وہ درست نہ تھی چونکہ وہ خودی میں مبتلا تھا اس لئے اس کی گفتگو مصیبت سے باہر نکلنے کی نہ تھی۔ عروں۔ لہن۔

عروں خواستنِ بادشاہ از بہرِ پسر از خوفِ انقطاعِ نسل
نسل کی منقطع ہونے کے ڈر سے بادشاہ کا اپنے لڑکے کے لئے لہن کا چاہنا

پس عروسے خواست باید بہر او
اس کے لئے ایک لہن تلاش کرنی چاہیے
گر رود سویی فنا ایں باز باز
اگر یہ باز فنا کی جانب چلا جائے پھر
صورت ایں باز گر زینجا رود
اس باز کی صورت اگر اس جگہ سے چلی جائے
بہر ایں فرموداں شاہ نبیہ
اسی لئے فرمایا ہے اس شریف شاہ
بہر ایں معنی ہمہ خلق از شغف
اسی لئے تمام لوگ شوق سے
تاہمانداں معانی در جہاں
تاکہ دنیا میں وہ خوبیاں باقی رہیں
حق بحکمت حرص شاں دادست وجد
اللہ تعالیٰ نے دانائی ان کو حرص اور کوشش خطا کردی ہے
من ۲ ہم از بہر دوام نسل خویش
میں بھی اپنی نسل کی بھنگی کے لئے
دخترے خواہم ز نسل صالحو
کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا
شاہ خوداں صالح ست آزادہ دوست
بادشاہ وہ ہے جو نیک اور آزاد ہے
مر اسیراں ۳ را لقب کردند شاہ
لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے
شد مفارہ بادیہ خونخوارہ نام
خونخوار جنگل کا نام مفارہ بنا

۱۔ تزوج۔ نکاح کرنا۔ باز۔ یعنی لڑکا۔ فرخ۔ پرند کا بچہ یعنی لڑکے کا لڑکا۔ معنی۔ او۔ لڑکے کی خوبیاں۔ بہر ایں۔ چونکہ بیٹے میں باپ کی خوبی ہوئی ہے اسی لئے آنحضرت نے فرمایا ہے قَوْلُ اللَّهِ سِرُّ لَانِيہ۔ بچہ باپ کا راز ہے؟ حرف۔ کارگر اولاد کو اپنا ہنر سکھاتا ہے تاکہ وہ ہنر اس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہے حق۔ اللہ تعالیٰ نے والدین میں یہ جذبہ ہی لئے رکھا ہے کہ ان کے ہنرون کے بعد بھی باقی رہیں۔

۲۔ من ہم۔ بادشاہ نے کہا میں بھی اپنی نسل باقی رکھنے کے لئے اپنے لڑکے کی شادی کر دوں گا۔ صالحو۔ لڑکے کی لہن کسی نیک شخص کی لڑکی کو بتاؤں گا۔ طلب۔ بندکار و بد معاش۔ صلح۔ باخدا انسان کو شاہ کہنا چاہیے دنیا و دوتو۔ شرمگاہ اور خلق کا قیدی ہوتا ہے۔

۳۔ اسیراں۔ عام بادشاہوں کو بادشاہ کہنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حبشی کا نام کافور رکھ دیا جائے یہ بالعکس بات ہے عموماً بادشاہ کھانے پینے اور عیاشی کے قیدی ہوتے ہیں حبش کا لا ہوتا ہے کافور سفید ہوتا۔ شد مفارہ۔ مفارہ کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ لیکن جنگل کو مفارہ کہا جاتا ہے حالانکہ ہلاکت کی جگہ ہے۔ نہیں۔ کوہی کو نیک بخت کہا جاتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ بد نصیب کون ہوگا۔

تاہماند زیں تزوج ا نسل او
تاکہ اس نکاح سے اس کی نسل باقی رہے
فرخ او گردد ز بعد باز باز
اس کا بچہ باز کے بعد باز بن جائے
معنی او در ولد باقی بود
اس کی معنویت بچہ میں باقی رہے
مصطفیٰ کہ الولد سر ائیہ
مصطفیٰ نے کہ بچہ باپ کا راز ہے
می بیا موزند طفلان را حرف
بچوں کو ہنر سکھاتے ہیں
چوں شوداں قلب ایشاں نہاں
جب ان کا جسم چھپ جائے
بہر رشد ہر صغیر مستعد
ہر صاحب استعداد بچے کی رہنمائی کے لئے
بجفت خواہم پور خود را خوب کیش
اپنے لڑکے کے لئے خوب صورت بیوی لاؤں گا
نے نسل بادشاہے طالحو
نہ کسی بد معاش بادشاہ کی نسل کی
نے اسیر حرص فرج ست و گلوسست
نہ وہ جو شرمگاہ اور خلق کی حرص کا قیدی ہو
عکس چوں کافور نام آں سیاہ
بالعکس جیسا کہ حبشی کا نام کافور
نیک بخت آں پیس را گویند عام
کوہی کو عوام نیک بخت کہتے ہیں



ہر اسیرِ شہوت و حرص و اہل ۱ بر نوشتہ میریا صدر اجل ۱

ہر شہوت اور لالچ اور آرزو کے قیدی کو میر یا بڑا صدر لکھا ہے

آل اسیران اجل را عام داد نام میران اجل اندر بلاد

ان موت کے قیدیوں کو عوام نے دیدیا ہے شہروں میں بڑے حاکموں کا نام

صدر خواندش کہ در صفت نعال جان اوستہ است یعنی جاہ و مال

اس کو صدر کہتے ہیں جس کے جلوں کی صف میں جان بندی ہے یعنی جاہ و مال میں

اختیار کردن پادشاہ دُختر زاہد را از جہتِ پسر و اعتراض کردن

بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک زہد کی لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا

اہل بیت و تنگ داشتن ایشاں از پیوند درویشاں

اعتراض کرنا اور مدعوئوں کے ساتھ رشتے سے ذلت محسوس کرنا

ایں سخن رانیست بیلال خواستِ خُفت

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے یہی مانگ لی

شاہ چوں باز اہلے خویشی گزید

بادشاہ نے جب ایک زہد کے یہاں رشتہ پسند کیا

مادرِ شہزادہ گفت از نقص عقل

عقل کی کمی کی وجہ سے شہزادے کی ماں نے کہا

توزیح ۲ و بخل خواہی و زہا

تو سمجھو اور بخل اور مکاری سے چاہتا ہے

گفت صلح را گدا گفتن خطاست

اس نے کہا نیک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے

در قناعت ۳ میگریزد از قہی

پرہیزگاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے

قلعہ کاں از قناعت و ز تقاست

وہ کسی جو قناعت اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے

حجۂ آل گریبا بد سر نہد

وہ اگر ایک جبہ بھی پاتا ہے سر جھکا دیتا ہے

۱۱

۱۲

۱۳

۱۱ اجل۔ پہلے مصرعے میں موت

کے معنی میں ہے دوسرے مصرعے میں

بزرگ کے معنی میں ہے فعال۔

جوتے یعنی رتبہ اور مال۔ اختیار

کروں۔ بادشاہ نے لڑکے کی دلہن بنانا

ایک نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا یہی

نے اس پر اعتراضات شروع کر

دئے۔ پھر لڑکا۔ کفویت۔ شریعت

اور عقل کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا جوڑ

ہونا چاہیے۔

۲ سخن سخت قسم کا بخل۔ زہا۔ مکر

یعنی تو خرچ سے ڈر کر فقیر گھرانے

میں لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے۔

گفت۔ نیک اور قانع انسان کو گدا اور

فقیر کہنا درست نہیں ہے۔

۳ قناعت۔ تھوڑے پرہیزگار

انسان تقویٰ کی وجہ سے قناعت

اختیار کرتا ہے تو اس کو گدا نہیں کہا

جاسکتا۔ جب۔ گدا اور قانع میں بہت

فرق ہے گدا ایک پیسہ کے لئے سر

جھکا دیتا ہے اور قانع خزانوں پر لات

مارتا ہے۔

۱۱

۱۲

۱۳

میکند او را گدا گوید ہمام
کتا ہے اس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے
یا نثار گوہر و دینار ریز
یا پھلہ کرنے کو بکھیرنے کے لئے مثنوی لکھ دیکھیں ہیں؟
باقی غمنا خدا از وے برید
باقی غموں کو خدا نے اس سے جدا کر دیا ہے
از نثار وصالے خوش جوہرے
عمہ مزاج والے ایک نیک شخص کی نسل سے
چہرہ اش تاباں تر از خورشید چاشت
چار گھڑی دن کے سورج سے زیادہ روشن چہرے والی
کز نکوئی می نلنجد در بیاں
کہ خوبی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتی ہیں
حسن و مال و جاہ و بخت متفع
حسن اور مال اور رتبہ اور نفع کے قابل نصیب
در تبع دنیاں ہچوں پُشک و مو
اس کے پیچھے دنیا کو میٹھتی اور ہال (بھج)
ور بود اُشترچہ قیمت پشم را
اور اگر لونٹ ہیں تو لون کی کیا قیمت؟
لو اگر لونٹ ہیں تو لون کی کیا قیمت؟

شہا کہ او از حرص قصد بر حرام
وہ بادشاہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا لالہ
گفت گو شہر و قلاع او را جہیز
اس نے کہا شہر و قلاع کے پاس جہیز میں دے لو کہیں؟
گفت رو ہر گو غم دیں بر گزید
اس نے کہا جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا
عالب ۲ آمد شاہ و پسندید دخترے
بادشاہ غالب آ گیا اور اس نے ایک لڑکی پسند کر لی
در ملاحظت خود نظیر خودداشت
حسن میں وہ اپنا مثالی نہ رکھتی تھی
حسن دختر ایں خصالش آنچنان
لڑکی کا حسن (اور) اس کی یہ خصلتیں ایسی تھیں
صید دیں گن تارسد اندر تبع
دین کا شکار کر تاکہ تابع بن کر آئے
آخرت ۳ قطار اُشتر و اعمو
اے چچا! آخرت کو لونٹ کی قطار سمجھ
پشم بگزینی شتر نبود ترا
پشم بگزینی شتر نہ ہو تو ترا
اگر تو لون پسند کرے گا لونٹ تیرے نہ ہوں گے

۱۔ شہا جو بادشاہ کمانے میں حلال
و حرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اس
کو گدا کہتے ہیں۔ گفت۔ ملکہ نے کہا
ان لوگوں کے پاس نہ علاقہ ہے نہ
قلعہ جو وہ لڑکی کو جہیز میں دیں گے نہ
لڑکی کی رخصتی کے وقت ڈولے پر نثار
کرنے کے لئے زور جواہر ہیں۔
گفت رو۔ شاہ نے ملکہ سے کہا کہ
مجھے اب دین کی فکر ہیں اور جو شخص
دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے
غموں سے آزاد ہو جاتا ہے لہذا مجھے
جہیز وغیرہ نہ ہونے کا کوئی غم و فکر نہیں
ہے۔

۲۔ غالب آمد۔ نتیجہ ہوا کہ بادشاہ
نے ملکہ کی باتیں نہ سنیں اور ایک نیک
شخص کی لڑکی کو بیوا لایا جو انتہائی حسین
تھی جس کا حسن بیان سے باہر ہے۔
صید دیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ
انسان کو دین حاصل کرنا چاہیے دوسری
چیزیں اس کے تابع ہیں وہ اصلی
مقصود نہ ہونی چاہئیں۔

۳۔ آخرت۔ آخرت کی مثل
لونٹوں کی قطار کی ہے اور دنیا کی مثل
ان کی۔ میٹھنیوں اور بالوں کی سی ہے۔
پشم بگزینی۔ اگر تو محض ان کے لون کی
فکر میں لگا تو قطار ہاتھ نہ آئے گی۔
جادوئی۔ شادی کے بعد شہزادے پر
ایک بڑھیا جادو کرنی کے جو کالمی تھی
جادو کر دیا وہ بڑھیا اس پر عاشق ہو گئی
تھی اور اس کو اپنے جال میں پھنسا
لیا۔ بابلی۔ بابل کے علاقہ کا جادو
مشہور تھا۔

جادوئی کردن کمپیر کابلی شاہزادہ را و فریفتہ شدن شاہزادہ
ایک کابلی بڑھیا کا شہزادے پر جادو کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

چوں برآمد ایں نکاح آل شاہ را
جب اس شہزادے کا نکاح ہو گیا
از قضا کمپیرک جادو کہ بود
قضا (خداوندی) سے جادو کرنی بڑھیا جو کہ تھی
جادوئی کردش عجز کابلی
اس پر کابلی بڑھیا نے ایسا جادو کر دیا
با نثار وصالے و اولیا
نیکوں اور ولیوں کی نسل سے
عاشق شہزادہ باحسن وجود
حسین شہزادے پر عاشق
کہ بر دواں رشک سحر بابلی
کہ (چاہ) بابل کا جادو (بھی) اس پر رشک کرے
اس پر کابلی بڑھیا نے ایسا جادو کر دیا

شہ بچہ شد عاشق کمپیر ازشت
شہزادہ بد صورت بڑھیا پر عاشق ہو گیا
یک سیہ دیوے و کابولی زنی
ایک کالا بھوت اور کاللی عورت
زال سیہ روئے خبیث نابکار
اس گھمئی خبیث نابکار کی وجہ سے
آں نو د سالہ عجز گندہ پیر
اس نوے سالہ بڑھیا کھوٹ نے
تلاسلے ۲ بود شہزادہ اسیر
پہاں تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا
صحبت کمپیر او را می رُود
بڑھیا کی صحبت اس کو تباہ کر رہی تھی
دیگراں از ضعف وے باد دسر
دوسرے اس کی کمزوری سے دوسرے میں تھے
ایں جہاں برشاہ چوں زنداں شدہ
بادشاہ پر یہ دنیا قید خانہ کی طرح ہو گئی تھی
شاہ ۳ بس بیچارہ شد در بر دومات
اس بازی میں بادشاہ لاچار ہو گیا
زانکہ ہر چارہ کہ می کرداں پدر
باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا
پس یقین گشتش کہ مطلق آں سر یست
تو اس یقین ہو گیا کہ یہ مطلق (اللہ) کی جانب سے ہے
سجدہ می کرد او کہ ہم فرماں خراست
وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے
لیکن اس مسکین ہی سوزد چو عود
لیکن یہ مسکین اگر کی طرح جل رہا ہے

تا عروں و آل عروسی را بہشت
یہاں تک کہ اس نے لیکن اور شادی سے کاندہ کر لیا
شت بر شہزادہ ناگہ رہنے
اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی
گشت آں شہزادہ مدہوش و نزار
شہزادہ مدہوش اور لاغر ہو گیا
نے خرد ہشت آں ملک رائے ضمیر
اس شہزادے کی نہ عقل چھوڑی نہ دل
بوسہ جایش نعل کفش گندہ پیر
بڑھیا کی جوتی کا تلا اس کی بوسہ گاہ تھی
تاز کا ہش نیم جانے ماندہ بود
یہاں تک کہ گٹھاؤ کی وجہ سے آدھی جان رہ گئی تھی
اوز سکر سحر از خود بے خبر
وہ جادو کے نشہ سے اپنے آپ سے غافل تھا
وین پسر بر گریہ شاں خنداں شدہ
یہ لڑکا ان کے رونے پر ہنستا تھا
روز و شب می کرد قر بان و زکات
دن رات قربانی اور خیرات کرتا تھا
عشق کمپیر کہ ہی شد بیشتر
بڑھیا کا عشق بڑھتا تھا
چارہ او را بعد ازیں لا بہ گریست
اس کے بعد اس کی تدبیر اللہ کے سامنے خوشامد ہے
غیر حق بر ملک حق فرماں کراست
اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا حکم ہے؟
دست گیرش اے رحیم و اے ودود
اے رحم کرنے والے اے محبوب اس کی دیکھری کر

۱۔ کمپیر۔ بڑھیا بوزھل۔ کابولی۔
کاللی۔ زال۔ شہزادہ اس خبیث کے
عشق میں مدہوش رہنے لگا اور لاغر ہو
گیا۔ گندہ پیر۔ بہت بوزھایا بڑھیا۔
ملک۔ یعنی شہزادہ۔ ضمیر۔ دل
۲۔ تالاسلے۔ ایک سال تک
شہزادہ اس کی قید میں رہا اور اس کی
جوتیاں چومتا تھا۔ صحبت۔ یعنی اس
بڑھیا کی ہمبستری سے وہ کھل کر آدھا
رہ گیا تھا۔ دیگران۔ دوسرے اس کی
لاغری کو دیکھ کر دوسرے میں مبتلا ہوئے
اور وہ اپنی حالت سے بے خبر تھادیں
پسر۔ بادشاہ شہزادے کے غم میں رہتا
تھا تو شہزادہ اس کے رونے پر ہنستا
تھا۔
۳۔ شاہ۔ بادشاہ اس جادو کے
معاملہ میں لاچار تھا اور صدقہ خیرات
کرتا رہتا تھا کہ اس کے ذریعہ یہ
مصیبت ٹل جائے۔ زانکہ۔ اگر وہ
اس جادو کا کوئی تہ توڑ کراتا تھا تو جادو اور
مضبوط ہو جاتا تھا۔ پس۔ جب کوئی
تدبیر کار گرتے ہوئے تو اس کو یقین ہو گیا
کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے
ہے اسی کے سامنے رونا اور دعا کرنا
چاہیے لہذا اس نے اللہ کی عبادت اور
دعا میں شروع کر دیں۔ لیکن۔ بیشک
تیرا ہی حکم ہے لیکن میں اگر کی طرح
جل رہا ہے میری دیکھری فرما۔

مستجاب! شنیدہ! بادشاہ در خلاص پسر از جادوئی کاہلی
کاہلی کی جادوگری — چھندے کے بارے میں بادشاہ کی دعا قبول ہونا

تاز یارب یارب و افغان شاہ
یہاں تک کہ بادشاہ کی یارب یارب اور فریاد کی وجہ سے
اوشنیدہ بود از دوراں خبر
اس نے دور سے یہ بات سنی تھی
کاں عجزہ بود اندر جادوئی
کیونکہ وہ بڑھیا جادوگری میں
دستِ اربالای دستِ اے فتی
اے نوجوان! ہاتھ سے بڑھ کر ہاتھ ہے
منتهی دستہا دستِ خداست
تمام ہاتھوں کا آخر خدا کا ہاتھ ہے
ہم از و گیرند مایہ ابرہا
ابہ اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں
گفت شائش کایں پسر دستِ دفت
بادشاہ نے اس سے کہا یہ لڑکا ہاتھ سے گیا
نیست ۳ بہتازاں را ایں ساحراں
ان جادوگوں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہے
چوں کفِ موسیٰ بہ اہر کردگار
اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح
کہ مرا ایں علم آمد ز اں طرف
کیونکہ میرا یہ علم اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے
آدم تا بر گشایم سحر او
میں آیا ہوں تاکہ اس کا جادو کھل دوں
سوئے گورستان برد وقتِ سحر
صبح کے وقت قبرستان کی جانب جا

۱۔ مستجاب۔ قبول شدہ تازیارب۔
بادشاہ کے یارب یارب سے ایک جادو
گر سفر کر کے آگیا۔ اوشنیدہ۔ اس
جادو کرنے میں لیا تھا کہ شہزادہ جادوگری
کے چھندے میں ہے۔ کاں عجزہ۔
کیونکہ اس بڑھیا جادوگری کی بہت
شہرت تھی۔

۲۔ دست۔ مولا نا فرماتے ہیں دنیا
میں ہنرمند سے بڑھ کر ہنرمند ہے
تمام ہنرمندیاں خدا پر جا کر ختم ہوتی
ہیں۔ بحر۔ تمام دریا۔ ہنرمند میں جا کر
گرتے ہیں ہم از و سمندر کے انحراف
بادل بن کر برستے ہیں۔ گفت۔
بادشاہ نے اس آنے والے جادوگر
سے کہا کہ شہزادہ ہمارے ہاتھ سے
جاتا رہا۔ آدم۔ اس جادوگر نے کہا
میں اس کا علاج جن کر آیا ہوں۔

۳۔ نیست۔ اس جادوگر نے کہا اس
بڑھیا کے توڑ جوڑ کا سوائے میرے
کوئی جادوگر نہیں ہے۔ کفِ موسیٰ
جس طرح حضرت موسیٰ کے پد پضا
کے معجزے نے تمام جادوگوں کو
شکست دی تھی میں اس کا مقابلہ کر
کے اس کے جادو کو تباہ کر دوں گا۔ کہ
مرا۔ میرا علم خداوندی الہام سے ہے
میں نے کسی جادوگر سے نہیں سیکھا
ہے۔ مستخف۔ ذلیل۔ سوی۔ جادوگر
نے کہا صبح کے وقت قبرستان جائے
دہر۔ آپ کو دیوہ کے پہلو میں ایک
سے قبر ملے گی۔

ساحرے استاد پیش آمد ز راہ
ایک استاد جادوگر سفر سے سامنے آ گیا
کہ اسیر پیرہ زن شد آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے
بے نظیر و ایمن از مثل و دوئی
بے نظیر اور مثل اور دوئی سے مطمئن تھی
در فن و در زور تا ذاتِ خدا
ہنر اور طاقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات تک
بحر بیشک منتهی جو یہاں
یقیناً دریاؤں کا آخر سمندر ہے
ہم بدو باشد نہایت سیل را
اسی پر سیلاب کی انتہا ہوتی ہے
گفت اینک آدم در مان زفت
اس نے کہا اب میں زہر دست علاج آ گیا ہوں
جو من وانی رسیدہ ز اں کراں
سوائے مجھ ہوشیار کئے جو اس جانب سے آ گیا ہو
نک بر آرم من ز سحر او دمار
اب میں اس کے جادو کی تباہی مچا دوں گا
نے ز شاگردی سحر مستخف
ذلیل جادو کی شاگردی سے نہیں ہے
تا نماند شاہزادہ زرد زو
تاکہ شہزادہ پیلے چہرے کا نہ رہے
پہلوی دیوار ہست اسپید گور
ایک دیوہ کے پہلو میں سفید قبر ہے

سوی قبلہ باز کاواں جانی را
اس جگہ کو قبلہ کی جلب کھو
پس درازست اس حکایت تو مملول
یہ قصہ لبا ہے (اور) تو دماندہ ہے
سوی گورستان رفت آں شاہ زود
وہ بادشاہ فوراً قبرستان کی جانب گیا
جادویہا دید پشہاں اندرو
بڑا جادو اس میں دبا ہوا دیکھا
واں ۲ گرہ ہلی گراں را برگشاد
اس (جادوگر) نے ان مضبوط گروں کو کھولا
آں پسر با خویش آمد شد دواں
وہ شہزادہ ہوش میں آ گیا (اور) دوا
سجدہ کرد و بر زمیں می زد ذقن
سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگزی
شاہ آئیں بست و اہل شہر شاد
شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہو گئے
عالم از سر زندہ گشت و با فروز
دنیا از سر نو زندہ اور پر رونق ہو گئی
یک غروی کرد شاہ اورا پختاں
بادشاہ نے اس کی شادی کی دعوت ایسی کی
جادوی کمپیر از غصہ بمرود
جادوگری بڑھیا رنج سے مر گئی
شاہ آئیں بست و آمد در نیاز
شاہ نے جشن منایا اور نیاز مندی اختیار کی
شاہزادہ در تعجب ماندہ بود
شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا

تابہ بینی قدرت و صنع خدا
تاکہ تو خدا کی قدرت اور کارگیری دیکھے
زبدہ را گویم رہا کرم فضول
خلاصہ بتاتا ہوں ' زاید کو چھوڑتا ہوں
گور را آں شاہ آں دم بر کشود
گور بادشاہ نے فوراً قبر کو کھولا
صد گرہ بر بستہ بر یک تار مو
ایک بال پر سینکڑوں گرہیں لگی ہوئی تھیں
پس ز محنت پوریشہ را راہ داد
شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی
سوی تخت شاہ بلصد امتحاں
بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب
در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
لوہے نے بغل میں تولد اور کفن لئے ہوئے
واں عروس نا اُمید و بے مراد
اور وہ بیویں اور نامرد دلہن
اے ۳ عجب آں روز روز امروز روز
تعجب ہے وہ بھی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن ہے
کہ جلاب و قند بد پیش سگاں
کہ گلاب اور شکر کتوں کے سامنے تھا
زوی و خوی زشت با مالک سپرد
چہرہ اور بری عادت مالک کے سپرد کر دی
راز گفتے با خدای کار ساز
خدا کے کار ساز سے دل کی بات کہتا تھا
کرمین او عقل و نظر چوں در رود
کہ وہ بڑھیا میری عقل و نظر کس طرح اچک لے گئی

۱۔ سوی قبلہ۔ اس آنے والے
جادوگر نے بادشاہ سے کہا کہ اس سفید
قبر کو قبلہ کی جانب سے کھونا پھر تجھے
خدا کی قدرت نظر آجائے گی۔ زبدہ۔
خلاصہ فضول۔ زاید چیز۔ جادویہا۔
اس بڑھیا نے ایک بال میں سینکڑوں
گرہیں لگا کر جادو کیا تھا وہ اس قبر میں
سے نکلا۔

۲۔ واں۔ بادشاہ اس بال کو اس
جادوگر کے پاس لے آیا تو اس نے
اس کی گرہیں کھول دیں اور شہزادے کو
جادو سے نجات دیدی۔ آں پسر۔ جادو
ختم ہونے کے بعد شہزادہ فوراً باپ کی
خدمت میں حاضر ہو گیا۔ در بغل۔
اپنے بغل پر شہزادہ تھا اور اپنے آپ کو
مجرم قرار دے کر اپنے ساتھ کھوار اور
کفن بھی لایا۔ آئیں بست۔ جشن
منایا۔

۳۔ اے عجب۔ مولانا فرماتے ہیں
جس دن جادو ہوا تھا وہ بھی ایک دن
تھا اور آج جبکہ جادو ختم ہوا اور خوشیاں
منائی جا رہی ہیں یہ بھی ایک دن
ہے۔ غروی۔ یعنی دلیر۔ جلاب۔
گلاب پیش سگاں۔ یعنی اس دعوت
کی نعمتوں سے کتے بھی محروم نہ
رہے۔ مالک۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو
جہنم کا دروازہ ہے۔ شاہ۔ بادشاہ انتہائی
خوش تھا اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی
باتیں کرتا تھا۔ شاہزادہ۔ جب جادو ختم
ہو گیا تو اپنے معاملہ پر شہزادہ حیران
تھا۔

نوعِ عروسے دید بچوں ماہِ حسن
اس نے حسن کا چاند جیسی لہن دکھی
گشت بیہوش و برو اندر فساد
وہ بیہوش ہو گیا اور منہ کے بل گر پڑا
سہ شبانہ روز او بیہوش گشت
تین دن رات وہ بے ہوش رہا
از گلاب و از علاج آمد بخود
وہ گلاب اور علاج سے ہوش میں آیا
بعد ۲ سالے شاہ گفتش در سخن
ایک سال کے بعد گفتگو کھن میں بدلتے اس سے کہا
یاد آورزاں ضجیع وزاں فراش
اس ہمستر اور بھوی کو یاد کر
گفت رومن یا تم دارا سرور
اس نے کہا جائے میں نے خوشی کا گھر پایا
بچناں ۳ باشد چو مومن راہ یافت
ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پایا
مخلص ایں قصہ بر کفتم تمام
میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا

۱۔ نوعِ عروسے اب اپنی لہن کے
پاس گیا تو اس کو انتہائی حسین پایا۔
گشت اس کا حسن دیکھ کر بیہوش ہو
گیا اور تین دن تک بیہوش رہا جس
سے لوگ پریشان ہو گئے۔ از گلاب
بیہوشی کا علاج ہوا تب اس کو رفتہ رفتہ
ہوش آیا۔

۲۔ بعد سالے ایک سال کے
بعد دوران گفتگو میں بادشاہ نے
شہزادے سے کہا کہ اپنی بڑھیا
جلاو کرنی کو بھی بھی یاد کر لیا کرو۔ فر۔
کڑوا۔ دارا سرور۔ جنت یعنی لہن۔
دارا سرور۔ دنیا یعنی بڑھیا جلاو کرنی۔
۳۔ بچناں۔ جو حالت شہزادے کی
تھی کہ اس بڑھیا کو یاد کرنا بھی پسند
کرتا تھا یہی حالت ایک مومن کی
ہوتی ہے جبکہ اس کو نور خداوندی
حاصل ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کدہ
کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اے
برادر ہم نے اس قصہ میں جو شہزادہ کہا
ہے اس سے پر آدم زلوا (انسان) مراد
ہے اور کابلی جلاو کرنی سے مراد دنیا ہے
جس نے بنی آدم پر جلاو کر رکھا ہے۔

در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفی خلیفہ
اس کا بیان کہ شہزادے (سے) انسان (مراد) ہے اور اس (شہزادے) کا باپ حضرت
حق مجبور ملائکہ وآں کمپیر کابلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر
آدم برگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ ملائکہ کے مجبور ہیں اور کابلی بڑھیا دنیا ہے جس نے
برید بسحر و انبیا و اولیا آل طیب تدارک کنندہ اند
آدم کی اولاد کو جلاو کے ذریعہ باپ سے جدا کر دیا ہو اور نبی اور ولی وہ علاج کرنے والے طیب ہیں

اے برادر داں کہ شہزادہ توئی در جہان کہنہ زادہ از نوی
اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے پرانی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

کابلی جادو ایں دنیا ست گو
کابی جادو کرنی یہ دنیا ہے جس نے
چوں در افگندت دریں آلودہ روزا
جبکہ اس نے فوراً تجھے اس گندگی میں ڈال دیا ہے
تار ہی زیں جادوئی وزیں قلق
تاکہ اس جادو اور پریشانی سے نجات پالے
زاں نبی دنیا ت را سخارہ خواند
اسی لئے نبی نے تیری دنیا کو جادو کرنی کہا ہے
ہیں فسوں گرم دار دگندہ پیر
خبردارا بڑھیا تیز جادو رکھتی ہے
در درون سینہ نقاشات ۲ اوست
وہ سینہ میں منتر پڑھ کر پھونکیں مارنے والی ہے
سلاخہ دنیا قوی داناز نے ست
جادو کرنی دنیا بہت عقند عورت ہے
ور گشادے عقدہ اورا عقلہا
اگر عقلیں اس کی گرہیں کھول سکتیں
ہیں طلب گن خوش دے عقدہ گشا
آگاہ اگر کھولنے والا اچھا کرنے والا تلاش کر لے
ہمچو ۳ ماہی رستہ استت او بہ شست
اس نے تجھے مچھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے
شصت سال از شست او در مختی
تو ساٹھ سال اس کانٹے میں مصیبت میں ہے
فاسقی بد بخت نے دنیا ت خوب
تو بد بخت فاسق ہے نہ تیری دنیا ہی اچھی ہے
نسخ او ایں عقد ہلا سخت کرد
اس کے بھونکنے نے ان گرہوں کو مضبوط کر دیا ہے

کردہ مرداں را اسیر رنگ و بو
انسانوں کو (اپنے) رنگ و بو کا قیدی بنا لیا ہے
دمبدم میخواس و میدم قل انعوذ
ہر وقت قل اعوذ پڑھ اور دم کرتا رہ
استعانت خواہ از رب الفلق
صبح کے سفید کے رب سے مدد چاہ
گوبا فسوں خلق را درجہ نشاند
کیونکہ اس نے جادو کے ذریعہ مخلوق کو کنوس میں ڈال دیا ہے
کردہ شہاں را دم گرمش اسیر
بادشاہوں کو اس کے گرم دم نے قیدی بنا لیا ہے
عقد ہی سحر را اثبات اوست
وہ جادو کی گرہوں کو باندھنے والی ہے
حل سحر او پپائے عامہ نیست
اس کے جادو کا توڑ عوام کے بس کا نہیں ہے
انبیا را کے فرستادے خدا
اللہ تعالیٰ نبیوں کو کب بھیجتا؟
راز دان يفعل الله ما يشاء
جو يفعل الله ما يشاء کا راز دان ہو
شاہزادہ ماندہ سالے و تو شصت
شاہزادہ ایک سال پھنسا رہا تو ساٹھ سال
نے خوشی نے بر طریق سنتی
تو نہ خوش ہے نہ سنت کے راستہ پر ہے
نے رہیدہ از وبال واز ذنوب
نہ وبال اور گناہوں سے بچا ہوا ہے
پس طلب گن فتنہ خلاق فرد
خلاق احد کی پھونک کا طلبکار بن

۱ روزہ۔ اگر دل سے پہلے حرف
ملت ہو تو بعض جگہ اس کو ڈال سے
بدل لیتے ہیں۔ قل انعوذ اسخضو
پر یہ سورت جادو کے توڑ کے لئے
نازل ہوئی۔ اسی سورت میں خدا کو
رب الفلق یعنی صبح کی سفیدی کا رب
فرمایا گیا ہے۔ زان۔ اسخضو نے دنیا
کا جادو کرنی فرمایا ہے جو انسانوں کو
جادو کے کنوس میں بند کر دیتی ہے۔
سخارو۔ جادو کرنی۔ فسوں گرم۔ تیز
جادو۔

۲ نقاشات۔ منتر پڑھ کر پھونکنے
والیاں۔ حل سحر۔ دنیا کے جادو کا توڑ
ہر شخص کے بس کا نہیں ہے۔
ور گشادے۔ دنیا کے جادو کی گرہیں
اگر عقل کھول سکتی تو نبیوں اور رسولوں
کے آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔
فعل الله ما يشاء۔ خدا جو چاہتا ہے وہ
کرتا ہے یعنی مقدرات خداوندی۔

۳ پچھو ماہی۔ شاہزادہ تو جادو کرنی
کے جال میں ایک سال ہی رہا تو
ساٹھ سال یعنی اپنی ساری عمر دنیا کے
جال میں پھنسا رہا۔ شست۔ مچھلی
چکڑنے کا کاٹنا۔ فاسقی۔ خیری دنیا اور
دین دونوں برباد ہیں۔ سلاخہ۔ دنیا نے
منتر پڑھ کر جو گرہ لگائی ہے وہ بہت
سخت ہے وہ اللہ کے پھونکنے سے ہی
کھل سکے گی۔

تَا نَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي ثَرَا

تاکہ نَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي تجھے

جُزْ بِتَفْحِ حَقِ نَسْوَدِ فُحْ سَحَر

جلاد کی پھونک اللہ کی پھونک ہی سے جلتی ہے

رَحْمَتِ اَوْ سَلَقِ سَتِ از قَبْرِ اَوْ

اس کی رحمت اس کے قبر سے پہلے ہے

تَارِي اندر نفوس زَوَجَتْ

تاکہ تو زَوَجَتْ والے نفوس میں داخل ہو جائے

بِاَوْجُوْدِ زَا نَايِدِ اِنْحِلَالِ

بڑھیا کے ہوتے ہوئے (جلاد کی گریہوں کا) کھلنا حاصل نہ ہوگا

نَے کہ فرموداں سراجِ اَمْتَاں

کیا امتوں کے چراغ نے نہیں فرمایا

پس وصالِ ایں فراقِ آں بُود

تو اس کا وصال اس کا فراق ہے

سختِ می آید فراقِ ایں مَر

اس گذرگاہ کی جدائی سخت لگتی ہے

چوں ۳ فراقِ نقشِ سختِ آید ثَرَا

جب تجھے نقش کی جدائی سخت لگتی ہے

اے کہ صبرت نیست از دنیایِ دُول

اے وہ کہ تجھے اس کمینی دنیا سے صبر میر نہیں

چونکہ صبرت نیست زیں آبِ سیاہ

جبکہ اس کا لے پانی سے تجھ میں صبر نہیں ہے

چونکہ بے ایں شَرِبِ کم داری سکون

جبکہ اس کو پئے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

۱ نَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي۔ میں

نے اس میں اپنی روح پھونک دی

یعنی تیرے اندر بھی وہ روح آجائے۔

۲۔ دُنیا کے جلاد کی پھونک اللہ کی

پھونک سے چلے گی۔ رحمت اور

حدیث قدسی ہے سَقَتْ رَحْمَتِي

عَلَى غَضَبِي میرے رحمت میرے

غضب پر سبقت لئے ہوئے ہے۔

زَوَجَتْ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا

النَّفُوسُ زَوَجَتْ جِبَكِ نَفُوسِ كَے

جوڑ لگائے جائیں گے یعنی جنت

کے ساتھ یا جہنم کے ساتھ۔

۲ باوجود۔ جب تک انسان

بوری دنیا کے ساتھ رہے گا نہ اس کا

جلاد دُورے گا نہ شہزادے کی طرح کہن

یعنی آخرت اس کے پہلو میں آئے

گی۔ ضربات۔ حدیث شریف ہے۔

اَلنَّبَا وَالْآخِرَةُ لَضَرْبَانِ اِنْ

رَضِيَتْ اِخْلَافًا سَخِطَ

اَلْآخِرِي دُنیا اور آخرت دو کوسیں

ہیں اگر ایک راسی ہوتی ہے تو دوسری

بہاں ہو جاتی ہے۔ پس۔ اگر دنیا کا

وصال ہے تو آخرت کا فراق ہے۔

مَر۔ گذرگاہ یعنی دنیا۔ مَرَزَقَرگاہ یعنی

آخرت

۳ چوں فراق۔ دنیا کا نقاش خدا

ہے جب اس نقش دنیا کی جدائی اس

قدر شاق ہے تو خدا نقاش کی جدائی

کس قدر شاق ہوگی۔ آبِ سیاہ یعنی

دنیا۔ چشمہ اَلہ۔ یعنی آخرت۔

زہر اری۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا

اَلْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ تَحْتِ سِدْرٍ

مِنْ اَنْجَا كُنُوزًا۔ نیک لوگ ایسے

پالے سے پیئیں گے جس کی طوئی

کانوں ہوگی۔

وَارِ ہاند زین و گوید بر ثَرَا

اس سے چھڑا دے اور کہہ دے آگے آ جا

نَفْحِ قہرست ایں وَاں دَمِ نَفْحِ مہر

یہ ظلم کی پھونک ہے اور وہ محبت کی پھونک ہے

سَلَقِ خواہی بَرُو سَابِقِ مَجُو

تو آگے بڑھتا چاہتا ہے تو جا سابق کی تلاش کر

کائے شِی مسکور اینک مَحْرَجَتِ

کیکھلے جلاد میں متلاش نہ کرے تیرے نکلی جگہ ہے

دَر شَبِیکَہ دَر برآں پیرِ دَلالِ

(اور) وہ نازوں بھری جال اور بغل میں نہ آئے گی

اَسْجَمَانِ و اَسْجَمَانِ رَا ضَرَّتَاں

اس دنیا اور اس جہان کو دو سوتیں

صَحَّتِ ایں تَن سِقَامِ جہاں بُود

اس جسم کی تندی جان کی بیماری ہے

پس فراقِ آں مَقَرِ داں سَخْتِ ثَرَا

تو اس قیام گاہ کی جدائی زیادہ سخت ہے

تاچہ سختِ آیدزِ نَقَاشِشِ جُدا

تو اس کے نقاش کی جدائی کس قدر سخت ہوگی؟

چونت صبرست از خدا اید و ست چوں

است و ست تجھے خدا کی جدائی پر کس طرح صبر آگیا ہے؟

چوں صبورِی داری از چشمہ اَلہ

خدا کی چشمہ سے تجھ میں کیسے صبر ہے؟

چوں ز ابراری جُدا وَزِ یَشْرَبُوْنَ

تو یثربوں اور نیکوں سے کیسے جدا ہے



گر بہا بنی یک نفس حُسن و دُود
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حسن دیکھ لے
حیفہ بنی بعد ازاں ایں شرب را
اس کے بعد تو اس پینے کو مراد سمجھے گا
ہمچو شہزادہ رسی در یار خویش
تو شہزادے کی طرح اپنے دست تک پہنچ جائے
جہد گن در بخودی خود را بیاب
اپنی فطرت کی کوشش کر، خود کو پالے
ہر زمانے میں مشوبا خویش بخت
ہر وقت خودی میں مبتلا نہ ہو
از قُصور چشم باشد آن عُشور
وہ لغزش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے
بوی پیراہان یوسف گن سَند
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو کا سہارا پکڑ
صورتِ پنہان وَاں نورِ جبیں
پشیدہ صورت اور پیشانی کے نور نے
نورِ آں رخسار برہاند زناں
اس رخسار کا نور ناز سے نجات دلاتا ہے
چشم را ایں نورِ حالی میں گند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے
صورتش نورست و در تحقیق نار
اس کا ظاہر نور ہے، حقیقتاً ناز ہے
وَمَبْدَم در رُفتد ہر جا رود
جس جگہ جاتی ہے لمحہ بہ لمحہ لوندی کرتی ہے
دور بیند دُور بین بے ہنر
بے ہنر دور بین ایسا ہی دور بین ہے

ندر آتش افنی جان و وجود
جان و جسم کو آتش میں ذل دے
چوں بہ بنی کرو فرو قرب را
جب تو (خدا کی) شان، شوکت اور قرب کو دیکھ لے گا
پس بروں آری زپا تو خارِ خویش
تو اپنے کانٹے کو پاؤں سے نکل دے
زود ترو اللہ اعلم بالصواب
بہت جلد اور اللہ بہتہ کو زیادہ جانتا ہے
ہر زماں چوں خرد را آب و گل میفت
ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہ کر
کہ نہ بیند شیب و بالا راز دُور
کیونکہ وہ دور سے شیب و فراز کو نہیں دیکھتی ہے
زانکہ بُولِش چشم روشن می گند
کیونکہ اس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے
کردہ چشم انبیا را دُور بین
نبیوں کی آنکھ کو دور بین بنا دیا ہے
ہیں مشوقانِ بنورِ مُستعار
خبردار عارضی نور پر قانع نہ بن
چشم عقل و رُوح را گر گیس گند
روح اور عقل کے چشم کو خلش بنا دیتا ہے
گر ضیا خواہی دودست ازے و بدار
اگر حقیقی روشنی چاہتا ہے اس سے دست بردار ہو جا
دیدہ و جانے کہ حالی میں بود
وہ آنکھ اور جان جو حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے
ہچناں کہ دور دیدن خواب در
جیسا کہ خواب میں دور دیکھنا

۱۔ گر بہ بنی۔ اگر اللہ کا جلوہ تجھے
ذرا بھی نظر آجائے تو اپنے جسم اور روح
کو قربان کر ڈالے۔ حیفہ۔ مراد۔
قرب۔ یعنی خداوندی قرب۔ ہمچو۔
جس طرح شہزادہ اپنی حقیقی دشمن سے
مل گیا تھا تو بھی اپنے حقیقی محبوب کو
پالے اور دنیا کا کانا پاؤں سے نکل
پھینکے۔ جہد گن۔ اس کی ترکیب یہی
ہے کہ فنا کا وجہ حاصل کر لے۔

۲۔ ہر زمانے۔ فنا کا وجہ جب
حاصل ہو جائے گا کسی وقت بھی خودی
نہ اختیار کرے گا اور دنیا سے کنارہ کش
ہو جائے گا۔ از قُصور۔ جب آنکھ
بصیرت نہیں ہوتی ہے تو انسان شیب
و فراز کو نہیں دیکھ پاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا
ہے۔ بوی۔ حضرت یعقوب کی بینائی
حضرت یوسف کی قمیص کی خوشبو سے
روشن ہو گئی تھی تو قدرت کے مناظر
دیکھ کر منظر روشن ہو جائے گی اور مشاہدہ
تک پہنچ سکے گا۔ صورت۔ انبیاء کو چشم
بصیرت ہی سے حاصل ہوئی ہے۔

۳۔ نور۔ اس نور کا مشاہدہ نازِ نبوت
سے نجات دیتا ہے اس نور۔ یعنی
عارضی دنیاوی نور صرف وقتی چیزوں کو
دکھاتا ہے اور بصیرت عقلی کو بہار بناتا
ہے۔ گر گیس۔ خلش کے مرض میں
جہلا۔ صورتش۔ عارضی نور بظاہر نور ہے
لیکن حقیقتاً ناز اور تباہی کا باعث ہے۔
وَمَبْدَم۔ عارضی نور والا ہمیشہ ٹھوکر پس
کھاتا ہے دور بین۔ اس نور والے کی
دور بینی ایسی ہی ہے جیسے کہ سوئے
ہوئے انسان کی دور بینی ہوتی ہے۔

می دوی سوی سراب اندر طلب

جتنو میں سراب کی جانب دڑتا ہے

عاشق آں بینش خود می شوی

اپنے اس دیکھنے کا تو عاشق بنتا ہے

کہ منم بینا دل و پردہ شکاف

کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

تا ردیم آنجا و آں باشد سراب

تا کہ ہم وہیں چلیں اور سراب بہتا ہے

دو دواں سوی سراب با غرر

دو کے والے سراب کی جانب دڑتے ہوئے

کہ بٹو پیوستہ است و آمدہ

جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

از مقامے کاں غرض دروے بود

اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

جو خیالے نیست دست ازوے بدار

وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہو جا

اللہ اللہ بر رہ اللہ تحسب

خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

از خیالات نعلست بر کند

نیند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

اوازاں وقت نیا بد راہ گوی

وہ اس بار کی سے بھی کوچہ کا راستہ نہیں پاسکتا

ہم خطا اندر خطا اندر خطاست

غلط د غلط د غلط ہی ہے

ہم ہبا اندر ہبا اندر ہباست

خاک د خاک د خاک رہی ہے

خفتہ باشی بر لب جو خشک لب

تو دیا کے کندے خشک ہونٹ سویا ہوا ہے

دور می بینی سراب وی دوی

تو سراب کو دور دیکھتا ہے اور دڑتا ہے

میزنی در خواب بایاراں تو لاف

تو خواب میں دوستوں سے شخی بگھلاتا ہے

نیک بدال سو آب دیدم ہیں شتاب

یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خبردار! جلدی کرو

ہر قدم زیں آب تازی دور تر

تو ہر قدم پر اس پانی سے زیادہ دور بھاگتا ہے

عین آں غرمت حجاب آں شدہ

تیرا پنٹہ ارادہ خود اس کا حجاب بن گیا

بس کسا غرے بجائے می کند

بہت سے لوگ ہیں جن کو لہو (دھری) جگہ لے جاتا ہے

دید و لاف خفتہ می ناید بکار

سوئے ہوئے کا دیکھنا اور شخی بگھانا کارآمد نہیں ہے

خوابنا کی س لیک ہم بر راہ تحسب

تو نیند کا متولا ہے پھر بھی راستہ پر سو

ملود کہ سا لکے بر تو زند

ہو سکتا ہے کوئی را بر تو تجھ سے بھڑ بھڑے

خفتہ را گر فکر گردد ہچمو موی

سوئے ہوئے کا فکر اگرچہ بال جیسا ہے

فکر خفتہ گردد و تا گو گرسہ تا ست

سوئے ہوئے کا فکر خواہ دہرا ہو یا تہرا

گرچہ چشمش تیز بین و با ضیاست

اگرچہ اس کی آنکھ تیز بین و روشن ہو

۱۔ خفتہ۔ سوئے ہوئے کی دور بینی یہ ہے کہ دیا کے کندے پیاسا سو رہا ہے اور بہت دور کے ریت کو دیکھ رہا ہے جو پانی نظر آ رہا ہے۔ عاشق۔ اور سمجھ رہا ہے کہ میں بہت دور بین ہوں اور سے پانی دیکھ لیا ہے۔ میزنی۔ خواب میں دوستوں سے اپنی دور بینی کی شخی بھی بگھلاتا ہے۔ نیک۔ دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے دور سے پانی دیکھ لیا وہیں چلو۔

۲۔ ہر قدم۔ نہر کو چھوڑ کر خواب میں جس قدر سراب کی طرف بھاگ رہا ہے۔ پانی سے اس قدر دور ہو رہا ہے۔ عین۔ سراب تک پہنچنے کا عزم نہر کے اس پانی کا حجاب بن رہا ہے جو اس کے قریب تھا۔ بس۔ بہت سے ایسے شخص ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو مقصود کی اصل جگہ سے دور کر دیتا ہے۔ خفتہ۔ سوئے ہوئے کا کسی چیز کو دیکھنا محض خیال ہوتا ہے جو بیکار ہوتا ہے۔

۳۔ خوابنا کی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے سونا سی ہے تو سر راہ سوار اللہ کے راستہ پر سو شاید کوئی اللہ کا نیک بندہ وہیں سے گزرے تو تیرے خواب والے خیالات دور کر دے۔ خفتہ۔ جبکہ تو سو رہا ہے تو اپنی تدبیر سے لیباب نہ ہوگا کسی با خدا کا ہاتھ پکڑ لے۔

موج ابروے می زند بے احتراز خفته پویاں در بیابان دراز
بغیر بچاؤ کے موج اس پر پڑ رہی ہے سویا ہوا ہزار بیابان میں دوڑ رہا ہے
خفته می بیند عطشہائی شدید آب اقرب منه من حبل الورد
سویا ہوا سخت پیاسیں محسوس کرتا ہے پانی اس کی شہ رگ سے زیادہ اس سے قریب ہے

حکایت آں زائد کہ در سال قحط خنداں و شاد بود با مفلسی و
اس زائد کی حکایت جو قحط کے سال میں باوجود مفلسی اور بہت عیالمداری کے
بسیاری عیال و خلق می مُردند از گرسنگی باؤ گفتند کہ ہنگام
مسکرانے والا اور خوش تھا لوگ بھوک سے مر رہے تھے لوگوں نے اس سے کہا کہ تعزیت
تعزیت سست نہ شادی گفت مر با کے نیست
کا وقت ہے نہ کہ خوشی کا اس نے کہا مجھے کوئی پروا نہیں ہے

۱۔ موج سوئے ہوئے شخص پر
موجوں کی پھیریں بھی لگدی ہوں
تب بھی سراب کے لئے دوڑتا ہے۔
خفتہ نہر کے کنارے سویا ہوا پیاس
محسوس کرتا رہتا ہے اور پانی بالکل
اس کے قریب ہوتا ہے۔ یہی حلالیل
دنیا کا ہے کذات حق ان سے دنیا کا
ہے کذات حق ان سے قریب تر ہے
لیکن وہ اس تک نہیں پہنچ پاتے۔
۲۔ بچناں۔ جس طرح سوئے
ہوئے کی حالت ہوتی ہے ایسی ہی
ان لوگوں کی حالت ہے جو اس
دولیش پر معرض ہوئے۔ رہط۔
قبیلہ زنگور کی بیل
۳۔ وہ۔ یعنی کہیں دس دس مر رہے
ہیں کہیں سو سو۔ حم۔ چرلی۔ مکمہ۔
جنگ۔ گفت۔ اس نیک شخص نے کہا
تمہاری نظر میں یہ قحط ہے میری نظر
میں بہشت ہے۔

بچناں ۲ کاں زائد اندر سال قحط
اسی طرح وہ زائد جو کہ قحط کے سال
پس بگفتندش چہ جای خندہ است
تو لوگوں نے اس سے کہا ہسنے کا کیا موقع ہے؟
رحمت از ما چشم خود بر دوخته است
رحمت نے ہم سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔
کشت و باغ و رزسیہ افتادہ است
کھیتی اور باغ اور انگور کالے پڑ گئے ہیں
خلق می میرند ز قحط و عذاب
اس قحط اور عذاب سے لوگ مر رہے ہیں
بر مسلماناں نمی آری تو رحم
تجھے مسلمانوں پر رحم نہیں آتا
رنج یک جزوے تن رنج ہماست
جسم کے ایک جزو کی تکلیف سب کی تکلیف ہے
گفت در چشم شملقہ ست اس
اس نے کہا تمہاری نظر میں یہ قحط ہے

بود او خنداں و گریاں جملہ رہط
مسکراتا تھا اور تمام قبیلہ روتا تھا
قحط شیخ مومنناں برگندہ است
قحط نے مسلمانوں کی رخ کٹی کر دی ہے
ز آفتاب تیز صحرا سوخته است
تیز سورج سے ' جنگل جل گیا ہے
در زمین نم نیست نے بالانہ پست
زمین میں نمی نہیں ہے ' نہ اوپر نہ نیچے
دہ ۳ دہ و صد صد چوماہی دور ز آب
دس دس اور سو سو جس طرح مچھلی پانی سے دور
مومنناں خوشند یک تن لحم و لحم
حالانکہ مومن باہم چربی اور گوشت کا ایک جسم ہیں
گردم صبح ست یا خود ملحمہ است
خواہ صبح کا وقت ہے یا جنگ ہے
پیش چشم چل بہشت ستاں میں
میری نگاہ میں یہ زمین بہشت جیسی ہے

من همی بینم بہر دشت و مکاں
میں ہر جنگل اور جنگ میں دیکھ رہا ہوں
خوشہا در موج از باد صبا
خوشہا میں ہر جگہ اپنی لونچ کھیتی
بالیں پروا ہوا سے لہلہدی ہیں
دیکھ رہا ہو جو کمر کر ہے خوشہا کھیتی
ز آزمون من دست بروے میزنم
آزمائے کے لئے میں ان کو چھوٹا ہوں
آزمائے کے لئے میں ان کو چھوٹا ہوں
یارِ فرعون تیند اے قومِ دُور
اے کینہ قوم تم فرعون کی جسم کے یار ہو
یارِ موسیٰ خرد گردید زود
جلد عقل موسیٰ کے یار بن جاؤ
از پدر بر تو جفائے چوں رود
جب باپ کی جانب سے تجھ پر ظلم ہو
آں پدر سنگ نیست تاثیر جفاست
باپ کتا نہیں ہے 'ظلم کی تاثیر ہے
گرگ می دیدند یوسف را بچشم
حضرت یوسف کو آنکھ سے بھیڑیا دیکھا
با پدر چوں صلح کردی خشم رفت
جب تو نے باپ سے صلح کر لی غصہ ختم ہوا

۱۔ خوشہا میں ہر جگہ اپنی لونچ کھیتی
دیکھ رہا ہو جو کمر کر ہے خوشہا کھیتی
کی بالیں ہوا سے لہلہ رہی ہیں۔
گندنا۔ بسن کی قسم کی ایک ترکاری
ہے۔ ز آزموں۔ آزمانے کے لئے
میں اس کھیتی پر ہاتھ بھی پھیلاتا ہوں تو
اب میں اپنے ہاتھ اور آنکھ کو کیسے جھٹاتا
دوں۔ یاد۔ تم اپنے فرعون کی جسم کے
دوست ہو لہذا فرعون کی طرح تمہیں
بھی دیاے نیل کا پانی خون نظر آ رہا
ہے۔ خرد۔ عقل جو منزلہ موسیٰ کے
ہے اس کے یار بنو تو حقیقت حال
واضح ہوگی۔

۲۔ از پدر۔ انسان کی اپنی اندرونی
کیفیت حقائق کو تبدیل کر دیتی ہے
اگر انسان باپ سے ناراض ہو جائے
تو وہ اس کو کتا نظر آنے لگتا ہے۔
گرگ۔ اپنی باطنی کیفیت کی بنا پر
حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو
بھیڑیا نظر آتے تھے۔ با پدر۔ اگر
باپ سے محبت ہو تو وہ ہر اس رحمت نظر
آتا ہے۔

۳۔ جفا۔ تمام عالم حضرت حق کا
منظر اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس اعتبار
سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
تمہارے دل میں اس سے بیزاری
ہے تو یہ تمام عالم غیر واقعی صورت میں
تمہیں نظر آئے گا۔

در بیان آنکہ مجموعہ عالم صورت عقل کل است چوں با عقل کل بکرو
اس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقل کل کی صورت ہے جب تو عقل کل کے ساتھ بیڑھا
روی جفا کردی صورت عالم ترا غم فزاید احوال چنانکہ با
چلے گا، تو نے ظلم کیا، عالم کی صورت عموماً تیرا غم بڑھائے گی جیسے کہ باپ کے ساتھ تو نے
پدر بد کردی صورت پدر ترا غم فزاید و نتوانی اورا دیدن اگرچہ
برائی کی باپ کی صورت تیرا غم بڑھائے گی اور اس کو دیکھ نہ سکے گا۔ اگرچہ

پیش از اں نور دیدہ بودہ باشد و راحت جاں

اس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

کل عالم صورت عقل اکل ست

پورا عالم عقل کل کی صورت ہے
چوں کسے با عقل کل کفر اں فرود
جب کوئی عقل کل کی نافرمانی کرے
صلح گن با ایں پدر عاتی بہل
اں باپ سے صلح کر لے نافرمانی کو چھوڑ دے
پس قیامت نقد حال تو بود
پھر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو
منکہ حکم دھما با ایں پدر
میری ہمیشہ اں باپ سے صلح ہے

ہر زمان نو صورتے و نو جمال
ہر وقت نئی صورت ہے اور نیا حسن ہے
من ہمی بینم جہاں را پر نعیم
میں دنیا کو نعمتوں سے بھرا دیکھتا ہوں
بانگ آبش می رسد در گوش من
پانی کی آواز دھیرے کان میں پہنچی ہے
شاخہار قصاں شدہ چوں تائبان
شاخیں صوفیوں کی طرح رقص کر رہی ہیں
برق آمینہ است لامع از نمد
آئینہ کی چمک نمدے میں سے چمکتی ہے

از ہزاراں من نمی گویم یکے
میں ہزار (باتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں
پیش وہم ایں گفت مودہ دادنست
وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے

کو ست بابی ہر آں کابل قل ست

وہ ہر اس شخص کا بابا ہے جو قول دلا ہے
صورت کل پیش او ہم سگ نمود
کل کی صورت اں کو کتا نظر آتی ہے
تا کہ فرش رز نماید آب و گل
تا کہ تجھے زمین انگور کا فرش نظر آئے
پیش تو چرخ و زمیں مبدل شود
تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
ایں جہاں چوں جنتسم در نظر
یہ دنیا میری نگاہ میں جنت کی طرح ہے

تاز نو دیدن فرو میرد ملال
حتی کہ نئے مشاہدے سے غم زائل ہو جاتا ہے
آبہا از چشمہا جوشاں مقیم
چشموں سے ہمیشہ پانی جوش مار رہا ہے
مست می گردد ضمیر و ہوش من
میرا دل اور حواس مست ہو جاتے ہیں
برگہا گف زن مثال مطرباں
پتے گویوں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں
گر نماید آمینہ تاچوں بود
اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیا ہو گا؟

زانکہ آگندہ است ہر گوش از شکے
کیونکہ ہر کان شک سے پر ہے
عقل گوید مودہ چہ نقد من ست
عقل کہتی ہے کہ خوشخبری کیا ہوتی ہے یہ میری حالت ہے

۱۔ عقل کل۔ مولانا عقل کل کا
بہت سی چیزوں پر اطلاق کرتے
ہیں یہاں خدائے تعالیٰ مراد ہے۔
ہل قل۔ یعنی وہ رو صیں جنہوں نے
ازل میں انسٹ پر ہنگم کے جواب
میں بلا کا قول کیا تھا۔ چوں کسے۔
جب انسان کے دل میں خدا کا کفر
ہوتا ہے تو اس کو سدا جہاں بھیا تک
نظر آتا ہے۔ صورت کل۔ یعنی
جہاں۔ عاتی۔ باں باپ کی نافرمانی۔
تا کہ۔ تمام زمین انگوروں سے بھری
ہوئی نظر آئے گی۔ قیامت۔ قیامت
میں زمین و آسمان بدل دیئے جائے
گے۔ منکہ۔ اس بزرگ نے کہا چونکہ
میری خدا سے صلح ہے لہذا مجھے تمام
عالم جنت نظر آتا ہے۔

۲۔ ہر زمان۔ لمحہ بہ لمحہ مجھ پر نئی
تجلیات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور
طبیعت ملول نہیں ہوتی ہے۔ مقیم۔
دائم۔ ضمیر۔ دل۔ شاخہا۔ شاخوں کا
ہواؤں سے ہلنا مجھے صوفیوں کا رقص
معلوم ہوتا ہے اور چوں کا بجنا گویوں
کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ برق آمینہ۔
یہ تجلیات میرے دل پر ناسوت کے
پروں سے پڑ رہی ہیں جبکہ برہ
راست پڑیں گی تو کیا حال ہوگا۔

۳۔ ہزاروں۔ میں ہزاروں
حقائق میں سے ایک بات بھی پور
نہیں بتا رہا ہوں کیونکہ سننے والے
دل نہیں ہیں۔ پیش وہم۔ جن کی
عقول نامص ہیں وہ ان باتوں کو بمنزلہ
خوشخبری کے سنتے ہیں۔ کابل عقل
والے ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔



قصہ ۱ فرزندِ عزیر علیہ السلام کہ از پدر احوال پدر می پرسیدند
حضرت عزیر علیہ السلام کی ولادت کا قصہ کہ باپ سے ہی باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے
پدر گفت آری دیدمش از عقب می آید بعضے کہ شناختندش
باپ نے کہا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے، پیچھے آ رہا ہے جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش
بیہوش شدند و آنانکہ شناختندش می گفتند ایں شخص خوش
ہو گئے اور جنہوں نے نہ پہچانا وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے اچھی خوشخبری

مژدہ دادہ ایں بیہوشی از چیست و ایں حالت

دی ہے یہ حالت اور یہ بے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

ہمچو پوران ۲ عزیر اندر گذر
حضرت عزیر کی ولادت کی طرح راستہ میں
گشتہ ایشاں پر و بابا شاں جواں
وہ بڑھے ہو گئے تھے اور ان کے والد جوان تھے
پس پرسیدند از و کایے رہگذر
تو انہوں نے ان سے دریافت کیا اے مسافر!
کہ کے ماں گفت کامروز آں سند
کیونکہ کسی نے ہم سے کہا ہے کہ آج وہ سہلا
گفت ۳ آری بعد من خواہد رسید
ان عزیر نے کہا میرے بعد وہ آئے گا
بانگ می زد کایے مبشر باش شاد
شور مچاتا تھا کہ اے خوشخبری دینے والے خوش رہ
کہ چہ جلی مژدہ است اے خیرہ مر
کہ اے اہل! خوشخبری کا کیا موقع ہے؟
وہم راموہہ است پیش عقل نقد
وہم کے لئے خوشخبری ہے عقل کے لئے مشاہدہ
کیونکہ وہم کی آنکھ کشمندی سے دھکی ہوئی ہے

۱۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض باتیں مجوبین کے لئے
خوشخبری کا ہجر رہتی ہیں اور کالمین
کے لئے وہ مشاہدہ کا مرتبہ بنتی ہیں۔
حضرت عزیر ایک سو سال کے بعد
جب زندہ ہوئے تو ان کی ولادت نے سنا
کہ ہمارے باپ زندہ ہو کر آ رہے
ہیں وہ ان کی جستجو کے لئے شہر سے
باہر نکلے حضرت عزیر کچھ میں آ رہے
تھے وہ راستہ میں ملے کچھ لولہ دان کو نہ
پہچانی اور اس نے انہی سے ان کی
خبریں معلوم کرنی چاہیں انہوں نے
فرمایا کہ وہ ابھی آئیں گے یہ خبر اس
ولادت کے لئے خوشخبری تھی بعض لڑکوں
نے ان کو پہچان لیا تو ان کے لئے یہ
خبر مشاہدہ تھی اور وہ خوشی سے بیہوش ہو
گئے۔

۲۔ پوران۔ لولہ۔ پند۔ یعنی
حضرت عزیر ایشاں۔ لولہ بڑھی ہوئی
تھی حضرت عزیر کئی عیالات زمانہ سے
مخفوظ تھے وہ جوان تھے۔ سند۔ یعنی
حضرت عزیر

۳۔ گفت۔ چونکہ یہ ولادت پہچانی تو
انہوں نے ان پر طنز کیا اور فرمایا کہ
ہاں وہ میرے بعد آئیں گے۔
بانگ۔ اس نے انہی کو اس خوشخبری
دینے کی دعا دی دوسری ولادت نے ان کو
پہچان لیا تو فرط مسرت سے بے ہوش
ہوئی۔ کہ چہ جای۔ پہچان۔ نئے والوں
نے کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی ہے وہ
کان شکر تو ہمارے سامنے ہے۔
وہم۔ ایک ہی بات ہائیں عقل کے
لئے خوشخبری کا ہجر رہتی ہے چونکہ وہ
مشاہدہ نہیں کر سکتی ہے عقل کامل کے
لئے وہ مشاہدہ ہے۔



کافراں! راہ و مومن را بشیر
کافروں کے لئے مومن کے لئے خوشخبری بخلا ہے
زانکہ عاشق در دم نقدست مست
کیونکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
کفر و ایمان ہر دو خود در بان اوست
کفر اور ایمان دونوں اس کے دہان ہیں
کفر قشر خشک رو بر تنقہ
کفر خشک چھلکا نہ پھیرے ہوئے ہے
قشر ہلہ ۲ خشک راجا آتش ست
خشک چھلکوں کی جگہ آگ ہے
مغز خود از مرتبہ خوش بر ترست
مغز اچھے رتبہ کی جگہ سے بالا ہے
مغز اچھے رتبہ کی جگہ سے بالا ہے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
در خور عقل عوام ایں گفتہ شد
عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا
زیر عقلت ریزہ است اے متہم
اے تہمت زدہ تیری عقل کا سنا ریزہ ریزہ ہے
عقل تو قسمت شدہ برصد مہم
تیری عقل سینکڑوں معاملوں میں بنی ہوئی ہے
جمع باید کرد اجزا را بعشق
عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے
جو جوے چوں جمع کردی ز اشتباہ
دہم کو اگر جو کر کے تو جمع کر لے

لیک نقد حال در چشم بصیر
لیکن بینا کی آنکھ میں نقد حال ہے
لا جرم از کفر و ایمان بر ترست
لا جرم وہ کفر اور ایمان سے بالا ہے
گوست مغز و کفر و دیں اور او پوست
کیونکہ وہ مغز ہے اور کفر اور دین اس کے وہ چھلکے ہیں
باز ایمان قشر لذت یافتہ
پھر ایمان لذت پایا ہوا چھلکا ہے
قشر پیوستہ بمغز جاں خوش ست
چھلکا جو جان کے مغز سے وابستہ ہے وہ اچھا ہے
بر ترست لذت خوش کہ لذت گسترست
(بلکہ) اچھے سے بڑھ کر ہے کیونکہ لذت بخش ہے
تاہم آرد موسیم از بحر گرد
تاکہ میرا موسیٰ سمندر سے گرد آئے
از سخن باقی آں بہمفہ شد
اس کی بقیہ بات پوشیدہ کر دی گئی ہے
بر قراضہ مہر سکے چوں نہم
برائے پر سکے کی مہر کیسے لگاؤں؟
بر ہزاراں آرزوی و طمع ورم
ہزاروں آرزوؤں اور بہت مال پر
مثنوی خوش چوں سرقت و دیشق
تاکہ تو سرقت اور دیشق کی طرح حسین بن جائے
پس تو اں زد سکے بر تو بادشاہ
تو بادشاہ تجھ پر ٹھہر لگا سکے کا

۱۔ کافراں! ایک ہی بات منکروں
کے لئے ہے مومن کے لئے
خوشخبری اور عاشق کے لئے مشاہدہ۔
عاشق۔ مشاہدہ اور دیدار سے مست
رہتا ہے لہذا وہ کافر اور مومن سے
بالا تر ہے۔ کفر و ایمان۔ کفر اور مومن
ایمان اس عاشق کے وہ کے وہ بان
ہیں کیونکہ مغز مغز کے چھلکے ہیں۔
ایمان دونوں اس کے چھلکے ہیں۔ کفر۔
ان دونوں چھلکوں میں یہ فرق ہے کہ
کفر تو مشاہدہ سے بالکل منہ موڑے
ہوئے ہے اور ایمان کچھ نہ کچھ لذت
چھلکے ہوئے ہیں۔

۲۔ قشر ہلہ خشک۔ کفر سوکھا چھلکا
ہے جو آگ میں جلانے کے قابل
ہے عام مومنین کا ایمان وہ چھلکا ہے
جو مغز سے جڑا ہوا ہے۔ مغز۔ عشق
الہی عام ایمان سے بالاتر ہے اس
سخن۔ یعنی اس نیک شخص کی
باتیں۔ موسیم۔ میرا موسیٰ موسیٰ سے
مراد یہاں ذات حق ہے۔ بحر۔ یعنی
بحر معارف معارف کا پورا پورا۔ در
خور عوام کی سمجھ بقدر کچھ باتیں کہہ
دی ہیں بقیہ باتیں چھپائی ہیں۔

۳۔ زیر عقلت۔ انسانوں نے اپنی
عقل کے سونے کو پراگندہ کر رکھا ہے
سونے کے برائے پر ٹھہر نہیں لگایا جا
سکتا معارف کا ٹھہر جب تک سکے کا
کہ عقل مجتمع ہو جائے گی۔ عقل۔
انسان اپنی عقل کو سینکڑوں دھندوں
میں بانٹے ہوئے ہے۔ طمع۔ عربی
کا محاورہ جہاں بالعظم والقرم۔ یعنی وہ
خشکی اور سمندر کی چیزیں لے آیا یا
بہت مال لے آیا۔ بعشق۔ عشق
خداوندی عقل انسانی کو ایک نقطہ پر جمع
کر دیتا ہے۔ سرقت۔ سرقت اور دیشق
کی رونق مشہور تھی غوطہ دیشق اور

سفر سرقت دنیا کی جنتوں میں شام ہوتے تھے۔ جو جو عقل کو تھوڑا تھوڑا جمع کر لے گا تو کچھ نہ کچھ معارف حاصل ہو جائے گے۔

از تو سازد شہ یکے زرینہ جام
تو بادشاہ تیرا زریں جام بنا لے گا
باشد وہم صورتش اے وصل خواہ
ہوگا اور اس کی تصویر بھی اے وصل کے خواہشمند
ہم چراغ و شہد و نقل و شراب
چراغ بھی اور مشاہد بھی نقل اور شراب بھی
تا تو انم باتو گفتن آنچہ ہست
تا کہ میں تجھ سے جو حقیقت ہے وہ کہہ سکوں
جان شرک از باوری حق بریست
شرک کی جان حق کو پہچانے سے خالی ہے
در میان شصت سودا مشترک
بہت سے معاملوں میں مشترک ہے
پس جواب احمقاں آمد سکوت
احقوں کے لئے جواب خاموشی ہے
می کشاید بے مراد من و من
بغیر ملائے کے میرا من کھل دیتی ہے
اس دہاں گردد بنا خواہ تو باز
تیرے ملائے کے بغیر من کھل جاتا ہے

در تفسیر حدیث ۳ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ لَہٗ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعَیْنِ مَرَّۃً

حدیث کی تفسیر کہ میں 'اللہ اپنے رب سے ہر روز ستر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

توبہ آرم روز من ہفتاد بار
میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں
منسی ست اس مستی تن جامہ گن
یہ کپڑے چاک کرنے والی جسم کی مستی بھلا دینے والا ہے
مستی انداخت بردانلی راز
ایک لڑکوں پر مستی طاری کر دیتی ہے

در از مشتقالے شوی افزوں تو خام
اے کچا اگر تو ایک مشتال سے بڑھ جائے گا
پس برو ہم نام وہم القاب شاہ
تو اس پر بادشاہ کا نام بھی اور القاب بھی
تا کہ معشوق بُود ہم ناں ہم آب
تا کہ روٹی اور پانی بھی تیرا معشوق ہو
جمع گن خود را جماعت رحمت است
اپنے آپ کو جمع کر لے جماعت رحمت ہے
زانکہ گفتن از برلی باوریست
اس لئے کہ کہنا یقین کے لئے ہے
جان ۲ قسمت گشتہ در بکو فلک
(شرک کی) جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے
پس خموشی بہ دہد اورا ثبوت
خاموشی اس کے لئے اچھا ثبوت مہیا کرتی ہے
اس ہی دامن و لے مستی تن
یہ میں جانتا ہوں لیکن جسم کی مستی
آنچناں کز عطسہ و از خامیاز
جیسا کہ چھینک اور انگڑائی سے

۱۔ روز مشتقالے اور اگر اس کو ایک
مشتال کے وزن سے زیادہ جمع کر
لے گا تو پھر اس کا زریں جام بن
جائے گا جو شہ کی مجلس میں ہوگا اور اس
کوشلہ کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔ پس۔
شاہی جام پر شہ کا نام اور القاب اور
تصویر کندہ کر دی جاتی تھی۔ تاکہ
اب تجھے دنیا کی ہر چیز میں حضرت
حق کا جلوہ نظر آئے گا۔ آنچہ ہست۔
یعنی حقائق۔ زانکہ بات اس لئے
کہی جاتی ہے کہ سننے والوں کو اس کا
یقین آجائے جب تک تجھ میں شرک
کی کیفیت ہے تو یقین سے خالی
ہے۔

۲۔ جان۔ شرک کی جان اور روح کا
تعلق ایک ذات خداوندی پر جمع نہیں
ہے وہ کائنات میں غنی ہوئی اور
سینکڑوں معاملوں میں مشغول ہے۔
پس خموشی۔ جاہلوں کے سامنے کسی
مدعا کے ثبوت کے لئے خاموشی بہتر
ثبوت ہے۔ مستی تن۔ یعنی روحانی
مستی بعض نسخوں میں مستی من بھی
ہے۔ آنچناں۔ چھینک اور انگڑائی
میں بے اختیار منہ کھل جاتا ہے اسی
طرح اسرار کے بیان کرنے میں میرا
منہ بے اختیار کھل جاتا ہے۔

۳۔ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ لَہٗ۔ استغفار بھی اسی بنا پر تھا کہ بے اختیار
معارف ظاہر ہو جائے تھے۔ شر۔
یعنی اسرار معرفت کو سنانا۔ آن سستی۔
یعنی روحانی مستی۔ منسی۔ بھلا دینے
والا حکمت۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا
کہ عام آخرت کے دہانہ پر لوگوں کو
معلوم ہو اس لئے وہ بعض راز وادوں
پر مستی طاری کر دیتا ہے تاکہ وہ بخود ہی
میں اسرار کو ظاہر کر دیں۔

ہمچو پیغمبر ز گفت واز بنار
پیغمبر کی طرح گفتگو اور (اسرار) پنچاہ کرنے سے
لیک آں مستی بُود توبہ شکن
لیکن وہ مستی توبہ شکن بنتی ہے
حکمت اظہار تاریخ دراز
دراز تاریخ کے اظہار کی حکمت

رازِ پنہاں با چہیں طبل و علم

پوشیدہ از ایسے نقاب اور جھنڈے کے ساتھ

رحمتِ بیحد روانہ ہر زمان

لا محدود رحمت ہر زمانہ میں جاری ہے

جامہ خفتہ خورد از جوی آب

سوئے ہوئے کا کپڑا نہر کا پانی پی رہا ہے

میر و آنجلی بوی آب ہست

وہاں جاتا ہے جہاں پانی کی امید ہے

چونکہ آنجا گفت زینجا دور شد

جبکہ اس نے اس جگہ کی سوچی اس جگہ سے دور ہو گیا

دور بیناند و بس خفتہ رواں

سوئی ہوئی روح والے فقط دور ہیں

من ندیم تشنگی خواب آورد

میں نہیں دیکھا کہ پیاس سلائے

خود خرد آنست گو از حق چرید

عقل دہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے فیضیاب ہو

آب جوشاں گشتہ از بہت اقلقم

بہت اقلقم سے پانی جوش ملتا ہے

خفتہ آید از درک آل اے مرد ماں

اے انسانو! تم اس کے علم سے سوئے ہوئے ہو

خفتہ اندر آب جوی سرب

پانی میں سویا ہوا سرب کا جویاں ہے

زیں تفکر راہ را بر خویش بست

اس خیال سے اس نے اپنا راستہ مسدود کر دیا

بر خیالے او زحق مجبور شد

ایک خیال کی بنیاد پر وہ صحیح واقعہ سے دور ہو گیا

رحمت آرید شاں اے زہر واں

اے سالکوا! ان پر رحم کرو

خواب آرد تشنگی بے خرد

بے عقل کی پیاس سلاتی ہے

نے خردکاں را عطارد آورید

نہ وہ عقل ج عطارد ستارے سے تم لائے ہو

۱۔ راز۔ پنہاں۔ پوشیدہ اسرار اس

قدر ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدائی

تقدیر سے معارف کا چشمہ اگلنے لگا

بہت اقلقم یعنی ہونے والی

باتیں لکھ کر قلم تقدیر خشک ہو چکا ہے۔

رحمت۔ مولانا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ

کی رحمت کے دریا بہہ رہے ہیں

لیکن تم غفلت کی نیند سوئے ہوئے

ہو۔ جامہ۔ سوئے ہوئے کی یہ حالت

ہوتی ہے کہ دریا کی لہریں اس پر گرتی

ہیں اور اس کے کپڑے پانی پیتے ہیں

لیکن وہ پیاسا رہتا ہے وہ شخص پانی کی

توقع پر خواب میں بھاگا پھرتا ہے اور

گویا اپنے آپ کو اس دریا سے دور کر

دیتا ہے۔

۲۔ چونکہ جب دوسری جگہ کے

پانی کے تصور سے لاکھ بھاگتا ہے تو

واقعی پانی سے اپنے آپ کو مزید محروم

کرتا ہے۔ دور مینا۔ جن کی روحیں

سوئی ہوئی ہیں وہ سوئے ہوئے کی

طرح کے دور مین ہیں۔ دہر رواں۔

یعنی سالکین کو معرفت۔ من ندیم۔

پیاس کی حالت میں نیند نہیں آتی

لیکن بے عقل کی پیاس اس کو مزید سلا

دیتی ہے۔ خرد۔ عقل وہ ہے جو خدا کی

جانب سے عطا ہو عطارد ستارے کی

تائید سے انسان میں جس عقل کا

نشوونما ہوتا ہے وہ اصل عقل نہیں

بیان آنکہ عقل ساجروی تا بگور پیش نہ بیند و در باقی مقلد انبیاء و اولیاء است

اس کا بیان کہ ناقص عقل قبر سے آگے نہیں دیکھتی ہے اور باقی معاملات میں انبیاء اور اولیاء کی مقلد ہے

وان صاحب دل رخ صور بود

صاحب دل کی ملکیت صور پھونکنے تک ہے

وین قدم عرصہ عجائب نسپرد

یہ قدم عجائب کے میدان کو طے نہیں کرتا ہے

چشم غیبی جوی و برخوردار شو

غیبی آنکھ تلاش کر اور نفع اٹھا

پیش بینی اس خردتا گور بود

اس عقل کی دھبہ بینی قبر تک ہے

ایں خرد از گور و خاکے نگذرد

یہ عقل قبر اور مٹی سے آگے نہیں جاتی ہے

زیں قدم زیں عقل رو بیزار شو

اس قدم اور اس عقل سے ہٹ جا بیزار ہو جا

تک کے احوال سمجھ لیتے ہیں۔ عرصہ عجائب۔ یعنی حشر کا میدان۔ زیر قدم۔ حتیٰ قدم اور عقل ناقص بیکار ہے۔ غیب ہیں عقل و بصیر مفید ہے۔

اے زین نظر۔ اس غور و فکر سے قطع نظر
کر کہ مجاہدات میں مصروف رہ کر
انتظار کر تا کہ تجھے نور موسوی میرا
جائے۔ منتظر۔ جو مجاہدات کی حالت
میں انتظار میں ہے اس کے لئے بولنا
مفید نہیں، سنا مفید ہے۔ منصب
تعلیم۔ علوم ظاہری کی خواہش کی بنیاد
جہ اور تہ ہے جو خواہش نفس ہے اور
خواہش نفس کو پورا کر دہ طریقت میں
بت پرستی ہے۔ گر بفصلش۔ اگر
انسان کی بڑائی کی بنیاد پر اس معرفت
حاصل ہوا کرتے تو رسولوں کی بعثت
بیکار تھی۔

عقل جزوی۔ انسان کی ناقص
عقل آسمان کی بجلی کی کوند کی طرح
ہے جس کے ذریعہ راستہ ملی نہیں ہو
سکتا۔ وحش۔ ایک جگہ کا نام ہے۔
نیست۔ بجلی کی کوند راستہ طے کرنے
کے لئے نہیں ہے وہ تو اب کو یہ حکم دینے
کے لئے ہے کہ وہ! یعنی آنسو برسا۔
برق عقل۔ عقل انسانی کی کوند بھی اسی
لئے ہے کہ انسان عشق الہی میں
روئے۔ اسی سے فنا کا مقام حاصل
ہوتا ہے۔

عقل کوک۔ عقل ناقص کی
مثال چمکی عقل کی ہی ہے وہ عقل بچہ
کو یہ بتاتی ہے کہ کتب میں جا لیکن وہ
عقل اس کو تعلیم نہیں دے سکتی۔ عقل
رنجور۔ بیکار کی عقل اس کو طبیب کے
پاس جانے پر مجبور کرتی ہے لیکن اس
کے لئے وہ عاجز نہیں کر سکتی اسی
طرح حوامی عقل کو نبی اور ولی تک
پہنچا سکتی ہے اسرار کا سکھانا اسی نبی اور
ولی کا کام ہے۔ نک۔ شیطانی برہ
راست اسرار معلوم کرنے کی کوشش
کرتے ہیں تو ان کو شہاب ثاقب مد
گراتے ہیں اور ان کو حکم ملتا ہے کہ
اسرار کی تعلیم نبی سے حاصل کرو۔

ہمچو موسیٰ نور کے یابد زحیب

حضرت موسیٰ کی طرح گریبان سے نور کب حاصل کرتا ہے؟

زین نظر وین عقل ناید جود وار

اس غور و فکر میں عقل سے ملے ہمارے کب حاصل نہیں ہوا؟

از سخن گوئی مجوسیدار تفاع

باتیں بنانے سے بلندی نہ چاہو

منصب تعلیم نوعی شہوتست

تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے

گر بفصلش پے بردے ہر فضول

اگر ہر بیہودہ اپنی بڑائی کی وجہ سے پتہ پالینا

عقل ہجزوی ہمچو برق ست و درخش

ناقص عقل بجلی اور چمک کی طرح ہے

نیست نور برق بہر رہبری

بجلی کی چمک راستہ طے کرنے کے لئے نہیں ہے

برق عقل مابری گریہ است

ہماری عقل کی چمک رونے کے لئے ہے

عقل ۳ کوک گفت بر کتاب تن

بچہ کی عقل نے کہا کتب میں جا

عقل رنجور آردش سوی طیب

بیکار کی عقل اس کو طبیب کے پاس لاتی ہے

نک شیطانی سوی گردوں می شدند

یہ شیطان آسمان کی جانب گئے

می ربودند اند کے زان رازہا

ان رازوں میں سے کچھ اچک لے گئے

سحر استاد و شاگرد کتیب

استاد کا تابع اور کتاب کا شاگرد

پس نظر بگذار و بگریں انتظار

تو غور و فکر چھوڑ اور انتظار اختیار کر

منتظر راہ ز گفتن استماع

خطر کے لئے کہنے سے، سنا بہتر ہے

ہر خیالے شہوتی در رہ بت است

نفسانی ہر خیال راستہ کا بت ہے

کے فرستادے خدا چندیں رسول

تو خدا اتنے رسول کب بھیجتا

در درخشی کے تو اس شد سوی وحش

چمک میں وحش تک کہہ جلا جا سکتا ہے

بلکہ امرست ابر را کہ می گری

بلکہ وہ ابر کو حکم ہے کہ تو رو

تا بگریہ نیستی در شوق ہست

تا کہ روئے، فنا عشق میں ہے

لیک نتواند بخود آموختن

لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتی

لیک نبود در دوا عقلش مصیب

لیکن ہوا تجویز کرنے میں اس کی عقل صحیح پہنچنے میں نہیں ہے

گوش بر اسرار بالائی زند

(عالم) بالا کے رازوں پر کان لگایا

تا شہب می راند شاں زود از سما

تو شہابوں نے فوراً انہیں آسمان سے ہٹا دیا



کہ روید آنجا رسول آمدہ است
کہ جاؤ وہاں ایک رسول آ گیا ہے
گر ہی جوئید درِ بے بہا
اگر تم گروں قدر موتی تلاش کرتے ہو
می زن آل حلقہ دروہر باب ایست
دھڑے کی کندی بجا اور دھڑے پر ٹھہر
نیست حاجت تابدیں راہ دراز
اس ہزار راستہ کی ضرورت نہیں ہے
پیش او آئید اگر خائن نہ آید
اگر تم خائن نہیں ہو تو اس کے سامنے آؤ
سبزہ ۲ رویاند ز خاکت آل دلیل
لہ رہنا تیری خاک سے سبزہ اگا دے گا
سبزہ گردی تازہ گردی از نوی
تو اگر سر تو سبزہ بن جائے گا تازہ بن جائے گا
سبزہ جاں بخش کاں را سامری
جان عطا کرنے والا سبزہ جس کو سامری نے
جاں گرفت و بانگ ز دزاں سبزہ او
اس سبزہ سے وہ جاندار ہو گیا اور بولنے لگا
گرامیں ۳ آئید سوی اہل راز
اگر تم راز دہ کی جانب لانتدار بن جاؤ گے
سر کلاہ چشم بند و گوش بند
وہ سر کی ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہے
زاں گلہ بر چشم باز اول شد دست
وہ ٹوپی باز کی آنکھوں پر ابتداء اس لئے آتی ہے
چوں برید از جنس بلشہ گشت یار
جب وہ اپنی ہم جنس سے کشا شدہ کا دست ہو گیا

ہر چہ می خواهید از و آید بدست
تم جو چاہے ہو اس سے ہاتھ آئے گا
أَدْخُلُوا الْيَمَانَ مِنْ آبِهَا
گھروں میں ان کے دھڑوں سے داخل ہو
کز سوی بام فلک تاں راہ نیست
اس لئے کہ آسمان کے بلندی کی جانب تہلے لئے نہیں ہے
خاکینے را دادہ ایم اسرار راز
ہم نے ایک خاکی کو راز کے بھید دے دیئے ہیں
نیشکر گردید از و گرچہ نے آید
اس سے گناہ بن جاؤ گے اگرچہ تم نرکل ہو
نیست کم از سم اسب جبرئیل
وہ جبرئیل کے گھوڑے کے سم سے کم نہیں ہے
گر تو خاک اسب جبرئیلے شوی
اگر تو کسی جبرائیل کے گھوڑے کی خاک بن جائے گا
کرد در گو سالہ تاشد گوہری
چھڑنے میں رکھ دیا یہاں تک کہ وہ جوہر دلا ہو گیا
آنچنان بانگے کہ شد فتنہ عدو
اس طرح بولنا کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا
وار ہید از سر گلہ ملند باز
تو باز کی طرح سر کی ٹوپی سے نجات پا جاؤ گے
کہ ازو باز ست مسکین و نوخذ
جس کی وجہ سے باز مسکین اور خستہ ہے
کہ ہمہ میلش سوی جنس خود ست
کہ اس کا تمام میلان اپنی جنس کی طرف ہے
بر کشاید چشم اُورا باز وار
تو باز کی طرح اس کی آنکھیں کھول دے گا

۱۔ ذرے بے بہا۔ یعنی اسرار معرفت۔
۲۔ ابواب اسرار حاصل کرنے کا راستہ نبی
اور ولی کی ذات ہے مومن زن۔ دواہرہ
۳۔ داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ
دواہرہ پر جا کر کندی بجا اور گھڑا
جب اجازت ہو تو اندر جا۔ نیست۔
ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ آسمانوں کا
طویل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے
ہم نے ایک خاکی کی یعنی نبی کو اسرار دینا
دیئے ہیں اس سے جا کر یہ حکم نرکل
ہو اس کی محبت سے گناہ بن جاؤ گے۔
۴۔ سبزہ۔ وہ نبی اور ولی تمہاری
خاک سے سبزہ اگا دے گا کیونکہ وہ
مرتبہ میں حضرت جبرئیل کے
گھوڑے کے سم سے کم نہیں ہے
حضرت جبرئیل جب اسراخیلوں کی
مدد کے لئے آئے تو ان کے گھوڑے کا
قدیم جس جگہ پڑتا ہے وہ سبز ہو جاتی
تھی سامری نے یہ دیکھ کر اس کے قدم
کی مٹی اٹھا کر گوسالے میں ڈالی
جس سے اس میں زندگی کے اثرات
پیدا ہو گئے۔ عدو۔ اس وقت تو مومن
تھے لیکن سامری کے بہکانے کے
بعد وہ مشرک ہو گئے تھے۔
۵۔ گرامیں۔ اگر تم لہلہا کی صحبت
دیا ننداری سے اختیار کرو گے تو وہ پردہ
ہٹ جائے گا جو قیمتی چیزیں دیکھنے
سے ملتے ہیں۔ باز جب تک
مالک سے مانوس نہیں ہو جاؤ اس کے سر
پر ایک ٹوپی اس طرح اڑھائی جاتی ہے
جس سے اس کی آنکھیں اور کان چھپے
رہتے ہیں۔ زوں۔ یہ ٹوپی اس لئے
اڑھائی جاتی ہے کہ اس کا میلان مالک
کی طرف نہیں ہوتا اور دوسرے بازوں
کی طرف سے ہے۔ یوں برید۔
جب انسان کا دنیاوی چیزوں کی طرف
میلان ختم ہو جاتا ہے اس کا پردہ ہٹا دیا
جاتا ہے جسے کہ باز ہم جنس سے کٹ
کر مالک کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو
اس کے سر کی ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے۔

عقل جُروی راز استبدادِ خویش

ہاں عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھگا دیا)

بلکہ شاگردِ ولی و مُستعد

بلکہ تو ولی کا شاگردوں اور صاحبِ استعداد ہے

ہیں کہ بندہ بادشاہِ عادل

خبردار! تو منصف بادشاہ کا غلام ہے

کہ انا خیرِی دمِ شیطانی است

”میں بہتر ہوں“ کا دعویٰ شیطانی ہے

بندگیِ آدم از کبرِ بلیس

آدم کی بندگی، شیطان کی تکبر کے بجائے

حرفِ طوبیٰ ہر کہ ذلّتِ نفسُ

طوبیٰ کا لفظ ہر اس شخص کے لئے ہے جس کا نفس ذلیل ہو

سرِ بنہ در سایہ سرکشِ نخسپ

سر رکھ دے، سرکش کے سایہ میں نہ سو

مُستعدانِ صفا را مہجے ست

صفائی کی استعداد رکھنے والوں کے لئے خوابگاہ ہے

زودِ طاغی گردی ورہ گمنی

فورا سرکش بن جائے گا اور راست گم کر دے گا

راندہ ادیواں راحق از مرزِ ضادِ خویش

اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو اپنی گھات سے بھگا دیا

کہ سری کم گن نہ تو مُستعد

کہ خود سری نہ کر تو مستقل نہیں ہے

زُورِ دل رو کہ تو جُروِ ولی

جلد دل کے پاس جا کیونکہ تو دل کا جز ہے

بندگی ۲ او بہ از سُلطانی است

اس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے

فرقِ بین و برگزین تو اے حسیس

اے کمینے! تو فرق سمجھ لے اور اختیار کر

گفت آنکہ ہست خورشیدِ رہ او

جو رہ کا سورج ہے اس نے کہا ہے

سایہ طوبیٰ بہین و خوشِ نخسپ

طوبیٰ کا سایہ دیکھ لے اور آرام سے سو

ظِل ۳ ذلّتِ نفسُ خوشِ مضجے ست

ذلّتِ نفسُ کا سایہ بہترین خواب گاہ ہے

گر ازیں سایہ روی سُوِ منی

اگر تو اس سایہ سے خودی کی طرف جائے گا

۱۔ راندہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کی گھات سے مار کر اس لئے بھگایا ہے کہ ہاں عقل والے کو مستقل نہ بننا چاہیے اور خود سری چھوڑ کر کسی ولی کی شاگردی کرنی چاہیے اور اپنی استعداد کو بروئے کار لانا چاہیے۔ زور۔ زور کا مخفف ہے۔ دل۔ یعنی صاحبِ دل۔ ہیں۔ ہاں عقل والے کو شیخِ کمال کا غلام بننا چاہیے۔

۲۔ بندگی۔ اس کے لئے غلامیِ سلطانی سے بہتر ہے۔ فنا خیر۔ شیطان نے حضرت آدم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان سے افضل قرار دیا تھا۔ فرقِ بین۔ آدم نے بندگی اختیار کی اور شیطان نے کبریا دونوں کا فرق سمجھ لے کیا نتیجہ نکلا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے طوبیٰ۔ جنت میں ایک درخت جس کا سایہ عظیم الشان اور خوشگوار ہے خوشخبری۔

۳۔ ظِل۔ سایہ مضجع۔ خوابگاہ۔ جمع۔ خوابگاہ۔ منی۔ خودی یا حکیم۔ بچے کے دونوں شعر حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

بیانِ آیہ کریمہ یٰٰئِہَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَیْنَ

آیتِ کریمہ کا بیان اے مومنو! پیش قدمی نہ کرو

بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِهِ وَاَتَقُوْا اللّٰہَ

اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اور اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائی نے کہا ہے

چونکہ سلطان نہ رعیتِ باش

جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے رعیت بن

وزِ خودی رایِ زحمتی متراش

اور خودی سے تکلیف کی رائے نہ اختیار کر

چوں نمی ز است باش

جب تو نبی نہیں ہے امتی بن

پس رو خُشا و خُش باش

تو خاموشوں کا پیرو اور خاموش بن

پس از روی خامش باش از انقیاد
تو بچو ہے ' فرمانبردار سے چپ رہ
پس روضہ صلت شود خاموش باش
تو بچو ہے ' چپ ہو جا اور خاموش رہ
ورنہ گرچہ مستعدی و قلبی
ورنہ اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے
ہم ز استعداد و آملی اگر
استعداد اور تمناؤں سے بھی اگر
صبر کن در موزہ دوزی و بسوز
موزہ سینے اور مشقت پر صبر کر
کہنہ دوزاں گریہ دے شاں صبر و حلم
پانے جوتے گانٹھناں کا گر صبر اور بردباری حاصل ہوئی
پس بکوشی و باخر از کلال
پھر تو کوشش کرے گا اور بالآخر تھک کر
ہچموآں مرد مفلس روز مرگ
اس فلسفی کی طرح جس نے موت کے دن
بے غرضی کر دند آدم اعتراف
اس وقت اس نے اخلاص سے اقرار کیا
از غروی سر کشیدم از رجاں
میں نے تکبر کی وجہ سے (با خدا) لوگوں سے سرکشی کی
آشنا تیج ست اندر بحر روح
روح کے سمندر میں تیراکی بیکر ہے
کاشکے گو آشنا ناموختے
کاش " تیراکی نہ سیکھتا
آپنیں فرموداں شاہ رسل
رسولوں کے شاہ نے اسی لئے فرمایا ہے

زیر ظن ہر شیخ و استاد
استاد اور شیخ کے حکم کے سایہ تلے
از وجود خویش والی کمتر اش
اپنے وجود کو والی (حاکم) نہ بنا
سخ گردی تو ز لاف کاملی
تو کمال کی شئی بگھانے سے سخ ہو جائے گا
سر کشی ز استاد راو باخبر
تو عقلمند ' باخبر استاد سے سرکشی کرے گا
ور شوی بے صبر مانی پارہ دوز
اگر تو بے صبر بنے گا پیوند لگانے والا رہ جائے گا
جملہ نودوزاں شدندے ہم بعلم
ہنر کے ذریعہ سب نیا (موزہ) سینے والے بن جاتے
خود بخود گوئی کہ لعقل عقل
خود کہے گا کہ عقل بندھن ہے
عقل رامی دید بس بے بال و برگ
عقل کو بہت ہے سدا و سالن دیکھا
کز ذکاوت راندیم اُسپ از گراف
کہ ہم نے ذہانت کے گھوڑے بیکار دوائے
آشنا کردیم در بحر خیال
خیال کے سمندر میں تیراکی کی
نیست آنجا چارہ جو کشتی نوح
وہاں نوح کی کشتی کے سوا چارہ نہیں ہے
تا طمع در نوح و کشتی دوختے
تاکہ تمنا کو نوح اور کشتی سے وابستہ کر دیتا
کہ منم کشتی دریں دریی کل
کہ اس عظیم دنیا میں کشتی ' میں ہوں

۱۔ پس روی۔ مرید کو خاموشی سے
شیخ کی تابعداری کرنی ضروری ہے
مرید کام چپ رہنا اور شیخ کی ہدایت
پر عمل کرنا ہے اپنی طرف سے باتیں
بنا کر اور اپنی بڑائی جتانا چاہی ہے
ورنہ اگر تو شیخ کے سامنے بڑائی
بگھارے گا تو اگرچہ صاحب استعداد
ہو تیری وہ استعداد برباد ہو جائے گی۔
۲۔ صبر کن۔ پورا سوچی اس وقت
بننا ہے جب صبر اور محنت سے سیکھتا
ہو ورنہ صرف موزہ اور جوتے گانٹھنے والا
بن کر رہ جاتا ہے۔ کہنہ دوز۔ جوتے
گانٹھنے والے اگر صبر سے کام لے کر
استاد سے سیکھتے تو ہنرمند بن کر موچی
بن جاتے۔ لعقل عقل۔ عقل رسی
ہے یعنی ہماری عقل ہمارے ہنر سیکھنے
کے لئے مانع بن گئی۔ مفلس۔ اس
سے شیخ بولی سینا فلسفی مراد ہے
۳۔ بے غرض۔ شیخ بولی سینا نے
موت کے وقت جب عالم آخرت
مکشف ہونے لگا تو اقرار کیا کہ ان
معاملات میں عقلی گھوڑے دوز لانا بیکار
تھا۔ از غروی ' علم کے غرور نے اکل
اللہ تک نہ پہنچنے دیا اور میں خیالی
سمندر میں غوطے لگاتا رہا آشنا۔
مولانا نے فرماتے ہیں روح کے
سمندر میں خود تیرنا بیکار ہے وہاں نوح
والی کشتی ضروری ہے۔ کاشکے۔ اگر شیخ
بولی سینا عقلی گھوڑے دوز لانا نہ جانتا تو
کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ آپنیں۔
آنحضرت نے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے
کہ میں دہائے روح کی کشتی ہوں
اس کو میرے ذریعہ پار کر سکو گے۔

۱۔ یا کسے یعنی صحابہ کرام جو آنحضرتؐ کی بصیرتوں سے فیضیاب تھے۔ کشتی نوحیم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور میرے گیسف یافتہ صحابہ اس دہائے معرفت کے لئے بمنزل نوح کی کشتی کے ہیں۔ کنعان۔ حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر بیٹے نے بجائے کشتی میں بیٹھنے کے یہ کہا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر پناہ حاصل کروں گا۔ نوحؑ نے قرآن پاک میں اس کو جواب دیا گیا۔ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ أَجْزَأُكَ يُجَاوِزُ وَلَا أَنتَ بِمَنْعَةٍ مِنَ الْمَعْرِزِ۔

۲۔ می نماید۔ چونکہ آنکھوں پر بندش ہے اس لئے ولایت کی صحبت حقیر نظر آتی ہے اور اپنی عقل بلند نظر آتی ہے۔ فضل خدا جبکہ فضل خداوندی اس کے شامل حال ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھ۔ کنعانی۔ اگر تیرا مزاج بھی کنعان کی طرح ہے تو میری نصیحت کو نہ سنے گا ایسے لوگوں کے کانوں پر مہر خداوندی لگی ہوئی ہے۔ ختام۔ مہر۔ کے گزراؤ۔ کسی کی نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے گزر کر کان تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔ حدیث۔ امر نو پید۔ یعنی نصیحت۔ حکم سبق۔ اولی حکم یعنی کانوں پر مہر لگ جائے گا حکم۔

۳۔ لیک۔ میں جو کچھ نصیحت کر رہا ہوں وہ اس بنا پر کر رہا ہوں کہ تو کنعان صفت نہ ہوگا آخر۔ مولانا پھر پہلے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں کہ آخر میں عقل کے ناکارہ ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا اور آخر کے معاملہ کو لب ہی سمجھ لے۔ می توئی۔ اگر تو جسم سمیرت سے کام لے گا تو انجام کو دیکھ سکتا ہے۔ ہر کہ جو شخص انجام میں ہوتا ہے وہ ٹھوکر نہیں کھاتا اگر تو بھی یہ چاہتا ہے تو اہل اللہ کے قدم کی خاک کو سرمہ بنا لے پھر سر کے بل کرنے سے بچ جائے گا۔

یا کسے! گو در بصیر تہائی من
یا وہ ہے جو میری بصیرتوں میں
کشتی نوحیم در دریا کہ تا
کشتی نوحیم در دریا کہ تا
میں دیا میں نوح والی کشتی ہوں ہرگز
ہمچوں کنعان سوی ہر کو ہے مرو
کنعان کی طرح ہر پہاڑی کی جانب نہ جا
می نماید پست اس کشتی زبند
پدے کی جہ سے یہ کشتی پست نظر آتی ہے

پست منگرہاں وہاں اس پست را
پست منگرہاں وہاں اس پست را
خبردار خبردار! اس نیچی کشتی کو نیچا نہ سمجھ
در بلندی کوہ فکر کم نگر
اپنی عقل کے پہاڑ کو بلند نہ سمجھ
گر تو کنعانی نداری با ورم
اگر تو کنعان صفت ہے میرا یقین نہ کرے گا
گوش کنعان کے پذیردایں کلام
اس بات کو کنعان کب قبول کرتا ہے؟
کے گذارد موعظت بر مہر حق
نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے آگے کب بڑھ سکتی ہے؟

لیک می گویم حدیث خوش پئی
لیکن میں خوشگوار بات سناتا ہوں
آخر اس اقرار خواہی کرد ہیں
خبردار بالآخر تو یہ اقرار کرے گا
می توئی دید آخر را ملکن
تو انجام کو دیکھ سکتا ہے نہ بنا
ہر کہ آخر میں بود مسعود وار
جو نیک بخت کی طرح انجام میں ہوتا ہے

شد خلیفہ راستیں بر جلی من
میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
رو نگر دانی ز کشتی اے فتنی
اے نوجوان! تو کشتی سے روگردانی نہ کر
از بنے لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ شنو
قرآن سے آج کوئی بچانے والا نہیں سن لے
می نماید کوہ فکر ت بس بلند
تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
بنگر آں فصل خدا پیوست را
خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
کہ یکے موحش گند زیر و زبر
کیونکہ اس کو ایک موج تہہ و بالا کر دے گی
گردو صد چندیں نصیحت آورم
خود میں اس جیسی سو نصیحتیں کروں
کہ بر و مہر خدا نیست و ختام
کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
کے بگرداند حدیث حکم سبق
یعنی بات اولی حکم کب بدل سکتی ہے؟
بر امید آنکہ تو کنعان نہ
اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے
ہم ز اول روز آخر را ہمیں
پہلے ہی دن سے انجام میں بن جا
چشم آخر بینت را کور و کہن
اپنی انجام میں آنکھ کو اندھا اور پرانا
نمودش ہر دم برہ رفتن عشار
اس کو راستہ چلتے میں ہر وقت ٹھوکر نہیں لگتی ہے

گر خواہی ہر دے اس خفت و خیز
اگر تو ہر وقت گنا اور سنبھلنا نہیں چاہتا
کحل دیدہ ساز خاکِ پاش را
کحل کے پاؤں کی خاک کو آنکھ کا سرمہ بنا لے
گن ز خاک پایِ مردے چشم تیز
کس مرد خدا کے پاؤں کی خاک سے آنکھ کو تیز کر لے
تائیندازی سر او باش را
تاکہ بیہودہ سر کو نہ ٹکرائے
سوزنے باشی شوی تو ذوالفقار
اگر تو سوئی بھی ہے ذوالفقار تلوار بن جائے گا
ہم بسوزد ہم بسازد دیدہ را
وہ لگتی بھی ہے 'آنکھ کو بتاتی بھی ہے
تابہ بینی ز پند اتا انتہا
تاکہ تو آغاز سے انجام تک دیکھ لے
گو خورد از بہر نور چشم خار
کہ وہ آنکھ کی روشنی کے لئے کاٹنا کھتا ہے
چشم تو روشن شود جاں بلفا
تیری آنکھ روشن 'اور روح صاف ہو جائے گی
چشم جاں را حق بخشد روشنی
اگر تو دل کی آنکھ سے کاٹنا نکال دے گا
اللہ تعالیٰ جان کی آنکھ کو روشنی عطا فرما دے گا

۱۔ کہ ازیں۔ اہل اللہ کے اجتماع سے تھوڑی سی استعداد والا بھی کامل بن جاتا ہے۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؑ کی تلوار کا نام ہے۔ ہم بسوزد۔ بیزار لگتا تو ہے لیکن آنکھ کو درست کرتا ہے یعنی اہل اللہ کی اطاعت ناگوار تو ہوتی ہے لیکن انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ گو خورد۔ خورد لٹ نے کاٹنے چبائے تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔
۲۔ خار۔ خور۔ شیخ کی تعلیم و محبت میں ناگواریاں برداشت کرتے رہنا۔ معرفت کے گل اور بوٹے اکیس گے آنکھوں میں روشنی دل میں صفائی پیدا ہو جائے گی۔ خار۔ اگر نفس کے رزائل کا کاٹنا آنکھ سے نکال دے گا تو نور بصیرت حاصل ہو جائے گا۔

۳۔ قصہ اس قصہ سے مولانا نے دور بینی کے فوائد اور دور بین کی اطاعت کے فائدے سمجھائے ہیں۔
استر۔ خنجر۔ آخر۔ چوپائے باندھنے کی جگہ گریوہ نیل۔

قصہ ۳ شکایتِ استر بہ اشتر کہ من بسیار در رومی اُفتم در راہ رفتن
خنجر کی لونت سے شکایت کا قصہ کہ میں رست چلنے میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
و تو کم می افتی چون است و جواب گفتن شتر مر استر را
اور تو نہیں گرتا (یہ) کیوں ہے؟ اور لونت کا خنجر کو جواب دینا

اشترے را دید روزے استرے
ایک خنجر نے ایک روز ایک لونت کو دیکھا
گفت من بسیار می اُفتم برو
اس نے کہا میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
کز چہ در رومی فتم بسار من
میں منہ کے بل اکثر کیوں گرتا ہوں؟
چونکہ با او جمع شد در آخرے
جبکہ وہ ایک اُسطبل میں اس کے ساتھ جمع ہوا
در گریوہ و راہ و در بازار و گلو
نیلے اور رست میں اور بازار و کوچہ میں
در رہ ہموار و ناہموار من
ہموار اور ناہموار رست میں

خاصہ از بالائی گہ تا زیر کوه
خصوصاً پہاڑ کے اوپر سے پہاڑ کے نیچے تک
کم ہی اُفتی تو در رُو بہر چست
کیا سب ہے؟ تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے
در سر آیم ہر دم و زانو زخم
میں ہر وقت سر کے بل گرتا ہوں اور گھٹنے رگڑ لیتا
گو شود پالاں و رخم بر سرم
میرا پالاں لا میرا بوجھ میرے سر پر اٹا ہو جاتا ہے
ہمچو کم عقلے کہ از عقل تباہ
اس بیوقوف کی طرح جو برباد شدہ عقل کی وجہ سے
سخرہ ۲ ابلیس گردد در زمن
زمانے میں شیطان کے تابع بنتی ہے
در سر آید ہر زماں چوں اُسپ لنگ
وہ انگڑے گھوڑے کی طرح ہر وقت منہ کے بل گرتا ہے
می خورد از غیب بر سر زخم از
غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے
باز توبہ می کند باری سُست
پھر کمزور ادا سے توبہ کرتا ہے
ضعف اندر ضعف و کبرش آںچنان
کمزوری و کمزوری اور اس کا تکبر اس قدر
اے ۳ شتر کہ تو مثالِ مومن
اے اونٹ! تو مومن کی طرح ہے
تو چہ داری کہ چنیں بے آفتی
تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
گفت گرچہ ہر سعادت از خداست
اس نے کہا اگرچہ ہر نیک نعتی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے

۱۔ خاصہ عام طور پر بھی گرتا ہوں
لیکن پہاڑی راستے میں تو ضرور گرتا
ہوں۔ پوز۔ تھوٹنی۔ گو شوق منہ کے
بل گرتا ہوں تو بوجھ اور پالاں کھسک کر
سر پر آ جاتا ہے پھر گدھے والا میرے
ذندے مارتا ہے۔ ہجو۔ مولانا فرماتے
ہیں کہ توبہ شکن بے عقل کی مثال اسی
گدھے کی ہے۔
۲۔ سخرہ۔ یہ توبہ شکن اپنی کمزور
رائے کی وجہ سے شیطان کے تابع
ہوتا ہے اور انگڑے گھوڑے کی طرح
ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرتا رہتا ہے
جس پر وزن زیادہ ہو اور راستہ بھی
پتھر پڑا ہو۔ باز۔ توبہ شکن پھر توبہ کرتا
ہے اور شیطان ایک پھونک سے پھر
اس کی توبہ توڑ دیتا ہے۔ ضعف۔ خود تو
اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو
ذلیل سمجھتا ہے۔
۳۔ اے شتر۔ پھر شتر کی بات
شروع کی ہے شتر نے اونٹ سے کہا
کہ تیری مثال مومن کی سی ہے جو نہ
منہ کے بل گرے اور نہ پٹے۔ گفت۔
اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے
ہے لیکن ظاہری وجہ یہ بھی ہے کہ میرا
سر بلند اور میری آنکھیں دور ہیں
ہیں۔

در سر آیم ہر زمانے از شکوہ
ہر وقت خوف سے میں منہ کے بل گر جاتا ہوں
یا مگر خود جانِ پاکت دولیست
شاید تیری پاک جان غیب سے ملا مل ہے
پوز و زانو زان خطا پر خوں کُرم
اس غلطی سے تھوٹنی اور گھٹنے زخمی کر لیتا ہوں
وز مکاری ہر زماں زخمی خورم
اور گدھے والے سے میں ہر وقت پنتا ہوں
بشکند توبہ بہر دم از گناہ
گناہ کر کے ہر وقت توبہ توڑ دیتا ہے
از ضعیفی رہی آں توبہ شکن
کمزوری کی وجہ سے اس توبہ شکن کی رائے
کہ بُود بارش گران و راہ سنگ
جس پر بھاری بوجھ ہو اور سنگلاخ راستہ ہو
از شکست توبہ آں ادبار خو
وہ منحوس توبہ کے توڑنے سے
دیو یک پُف کرد توبہ را شکست
شیطان نے ایک پھونک مادی توبہ کو توڑ دیا
کہ بخوری بنگرد در واصلان
کہ بولیاہ کو ذلت سے دیکھتا ہے
کم فتنی در رُو و کم بنی زنی
منہ کے بل نہیں گرتا ہے اور مد نہیں کھاتا ہے
بے عشاری و کم اندر رُفتی
بغیر لغزش کے ہے اور منہ کے بل نہیں گرتا ہے
در میان ما و تو بس فرہاست
ہم میں اور تجھ میں بہت فرق ہیں

سر بلند من دو چشم من بلند
میرا سر بلند ہے میری دونوں آنکھیں بلند ہیں
از سر گہ من بہ بینم پلہ کوہ
میں پہاڑ کی چوٹی سے پہاڑ کی جڑ تک دیکھ لیتا ہوں
ہچمناں کہ دیداں صدر اجل
جس طرح اس بزرگ نے دیکھ لیا
انچہ خواہد بود بعد بست سال
جو بات بیس سال بعد ہو گی
حال خود تنہا ندیداں متقی
اس متقی نے صرف اپنا حال ہی نہیں دیکھا
نور ۲ در چشم و دلش ساز و سکن
نور، اس کی آنکھ اور دل کو سکن بناتا ہے
ہچو یوسف کو بدید اول بخواب
جس طرح حضرت یوسف کی نہیں نے نذرانی میں خواب میں دیکھا تھا
از پس وہ سال بلکہ بیشتر
وہ سال کے بعد بلکہ اس سے بھی زیادہ میں
نیست ۳ آل ينظر بنور اللہ گزاف
وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے لغو نہیں ہے
نیست اندر چشم تو آں نور رو
جا، تیری آنکھ میں وہ نور نہیں ہے
توز ضعف چشم بنی پیش پا
تو آنکھ کی کمزوری کی بجائے صرف پاؤں کا گدگد کرتا ہے
پیوشا چشم ست دست و پلہ را
ہاتھ اور پاؤں کا پیوشا آنکھ ہے
دیگر آنکہ چشم من روشن ترست
علاوہ ازیں میری آنکھ زیادہ روشن ہے

بینش عالی امان ست از گزند
بلندی سے دیکھنا تکلیف سے امن کا سبب ہے
ہر گودا ہموارہ رامن توہ
تہ ہر گز سے اور ہموار کو
پیش کار خویش تار و ز اجل
پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک
داند اندر حال آں نیکو خصال
وہ نیک خصلت اس کو اسی وقت جانتے تھے
بلکہ حال مغربی و مشرقی
بلکہ مغربی اور مشرقی کا بھی دیکھا
بہر چہ سازد، یے حب الوطن
کیوں بناتا ہے؟ وطن کی محبت کی خاطر
کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب
کہ ان کو چاند اور سورج نے سجدہ کیا
انچہ یوسف دیدہ بد بر کرد سر
جو کچھ یوسف نے دیکھا تھا وہ ظاہر ہوا
نور ربانی بود گروں شگاف
خدائی نور آسمان کو پھاڑنے والا ہوتا ہے
ہستی اندر حس حیوانی گرد
تو حیوانی حس میں پھنسا ہے
تو ضعیف و ہم ضعیفت پیشوا
تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے
گو بہ بیند جلی رانا جلی را
کیونکہ وہ صحیح اور غلط جگہ کو دیکھتی ہے
دیگر آنکہ خلقت من اطہر ست
علاوہ ازیں میری پیدائش پاک ہے

۱۔ گو گزرد توہ توہ تہ بہ
تہ ہچمناں۔ صدر اجل۔ برے صدر
سے مراد بایزید برطانی ہو سکتے ہیں
جن کو شیخ ابوالحسن خرقانی کے احوال
پیدائش سے قبل معلوم ہو گئے تھے یا
مطلق دلی مراد ہے انچہ خواہد بود کسی
دلی کا کشف و اختیاری ہے اور نہ تمام
اشیاء سے اس کا تعلق ہوتا ہے انچہ
بعض مستقبل میں ہونے والے
واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ نور۔ دلی کے کشف کی وجہ یہ
ہے کہ نور اس کی آنکھ اور دل کو اپنا سکن
بنالیتا ہے کیونکہ دلی عالم غیب کا عاشق
ہوتا ہے اور اس عشق سے نور پیدا ہوتا
ہے۔ ہچو یوسف۔ یوسف علیہ السلام
نے خواب میں دیکھ لیا تھا کہ چاند اور
سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اور اس
واقعہ کا ظہور دس سال بعد ہوا جبکہ ان
کے بھائی ان کے سامنے سر بسجود ہو
گئے۔

۳۔ نیست۔ دلی آنے والی بات کو
اس لئے دیکھتا ہے کہ وہ نور خداوندی
کے ذریعہ دیکھتا ہے اور نور خداوندی
کے لئے کوئی آڑ نہیں ہو سکتی۔
تو ضعیف۔ عام انسان کسی آنکھ سے
دیکھتا ہے جو ایک کمزور اور اس کا چیز
سے انسان خود بھی کمزور ہے اور اس کا
پیشوا یعنی کسی آنکھ بھی کمزور ہے لہذا
اس کو صرف سامنے کا اور تھوڑی دور کا
نظر آتا ہے دیگر۔ دوسری بات یہ
ہے کہ میری آنکھ زیادہ روشن ہے تیری
بات۔ یہ کہ میں طائی اور پاک نسل کا
ہوں تو حرامی ہے۔ خچر خچر سے پیدا
نہیں ہوتا بلکہ گدھے اور ٹھوڑی کے
میل سے پیدا ہوتا ہے۔

زانکہ ہستم من ز اولادِ حلال نے ز اولادِ زنا و اہل ضلال

کیونکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں نہ کہ زنا اور گمراہوں کی اولاد

توز اولادِ زنائی بے گماں تیر کثر پرد چو کثر باشد کماں

تو یقیناً زنا کی اولاد ہے تیر نیز ہا اڑتا ہے جبکہ کماں نیز ہی ہو

تصدیق کردنِ اُستر جو بہلِ اُستر را و اقرار آوردن بفضلِ او

خچر کا لونٹ کے جوابوں کی تصدیق کرنا اور اپنے اوپر اس کی بڑائی کا اقرار کرنا

بر خود و از و استعانتِ خواستن و بد و پناہ گرفتن بصدق و نواختن

اور اس سے مدد مانگنا اور سچائی اس کی پناہ پکڑنا اور لونٹ کا

شتر اور اوراہ نمودن و یاری دادن پدرانہ و شاہانہ

اس کو نوازا نا اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اس کی رہنمائی اور مدد کرنا

۱۔ تو ز اطلاق۔ جب تیری ولادت ہی غلط ہے تو سداے کام غلط ہیں اگر کماں نیز ہی ہو تو تیر نیز ہا اڑتا ہے۔

۲۔ گفت اُستر۔ خچر نے لونٹ کی باتوں کی تصدیق کی اور رونے لگا پھر لونٹ کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا کہ میری غلطی معاف کر دیجئے اور اب تک اطاعت نہ کرنے میں میرا عذر قبول کر لیجئے۔

۳۔ گفت چوں۔ لونٹ نے خچر سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے پیوں کا اقرار کر لیا ہے اور مجھ سے دشمنی چاہی ہے مصائب سے نجات پا گیا ہے خوی بد۔ تیرے اقرار کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ عیب تیرے اندر عارضی تھا اگر اصل ہوتے تو کبھی اقرار نہ کرتا عارضی بد تو کر لیتا ہے۔

ایں بگفت و کرد چشم از اشک پُر

یہ کہا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا

گفت اے بگزیدہ ربِّ اعباد

کہا اے بندوں کے رب کے برگزیدہ!

در پذیری تو مرا در بندگی

تو مجھے غلامی میں قبول کر لے

ہم بفضلِ خود مرا معذور دار

اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا عذر قبول کر لے

رو کہ رستی تو ز آفاتِ زمن

جا تو زمانے کے مصائب سے نجات پا گیا

تو عدو بُودی شدی ز اہلِ ولا

تو دشمن تھا دوستوں میں سے ہو گیا

کز بدِ اصلی نیاید جو محمود

کیونکہ اصلی بد سے صرف انکار سرزد ہوتا ہے

آرد اقرار و شود او توبہ جو

(خطا کا) اقرار کر لے اور توبہ کی جستجو کرے

گفت اُستر راست گفت اے شتر

خچر نے کہا اے لونٹ! تو نے سچ کہا

ساعتِ بگریست در پایش فتاد

تھوڑی دیر رویا اس کے پاؤں پڑا

چہ زیاں دارد کہ از فرخندگی

کیا نقصان ہو گا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے

فصلِ تو بر من فزونست از شمار

تیری بزرگی بے شمار مجھ سے بڑھی ہوئی ہے

گفت چوں اقرار کردی پیش من

اس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کر لیا ہے

دادی انصاف و رہیدی از بلا

تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھوٹ گیا

خوی بد در ذاتِ تو اصلی نبود

تیری ذات میں بد عادت اصلی نہ تھی

آں بدِ عاریتی باشد کہ او

وہ عارضی بد ہوتا ہے کہ جو

ہمچوں آدم زلتش عاریہ بود
جیسے کہ حضرت آدم ان کی لغزش عارضی تھی
چونکہ اصلی بود جرم آں بلیس
چونکہ شیطان کی خطا اصلی تھی
رو کہ رستی از خودی و از خوبی بد
جا کہ تو خودی اور بدعات سے نجات پا گیا
رو کہ اکنوں دست در دولت زدی
جا کہ اب دولت تیرے ہاتھ آ گئی ہے
اُدْخِلْنِيْ چوں فِیْ عِبَادِيْ يٰفَتٰی
جب تو نے میرے بندوں میں داخل ہو جا کو پالیا
در عبادش راہ کردی خویش را
جب تو نے اپنا راستہ اس کے بندوں میں بنالیا ہے
اِهْلِنَا گفتی صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمِ
تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے کہا
نار بودی نور گشتی اے عزیز
اے پید سے! تو آگ تھا نور بن گیا
اخرے بودی خدی تو آفتاب
تو نار تھا سورج بن گیا
اے ضیاء الحق حُسام لدی گیر
اے ضیاء الحق حُسام الدین! تو لے
تار ہداں شیر از تغیر طعم
تا کہ وہ دودھ مزہ بدلنے سے محفوظ ہو جائے
متصل گردد بدال بحر اَلْسَتْ
وہ است کے سمندر سے مل جائے گا

لا جرم اندر زماں توبہ نمود
لا محالہ انہوں نے فوراً توبہ کر لی
رہ نبودش جالب توبہ نفیس
اس لئے عمدہ توبہ کی طرف اس کا راستہ نہ تھا
وز زبانه نار و ز دندان دد
آگ کے شعلے اور دندلوں کے دانت سے
در فگندی خود یہ بخت سر مدی
تو نے اپنے آپ کو دائمی خوش نصیبی سے وابستہ کر دیا ہے
اُدْخِلْنِيْ فِیْ جَنَّتِیْ در یافتی
تو نے داخل ہو جا میری جنت میں کو حاصل کر لیا ہے
رَفْتِیْ اندر خلد از راہِ خفا
تو غیر عسوس طریقہ پر جنت میں چلا گیا ہے
دست تو بگرفت بر دت تانیم
اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
غورہ بودی گشتی انگور و مویز
تو کچا خوش تھا انگور اور مٹی بن گیا
شاد باش وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
خوش رہو! اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
شہد خویش اندر فگن در جوی شیر
اپنا شہد دودھ کی نہر میں ملا دے
یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
اور مزے کے سمندر سے مزید ذائقہ حاصل کرے
چونکہ شد دریا زہر تغیر رست
جب وہ دیا بن جائے گا ہر تغیر سے بچ جائے گا

یا نبی۔ حضرت آدم کی لغزش
عارضی تھی انہوں نے توبہ کر لی شیطان
کی خطا فطری تھی اس کو توبہ کی توفیق نہ
ہوئی۔ وہ لغزش نے کہا اب جبکہ تو
نے توبہ کر لی تو خودی اور بدعات سے
نجات پا گیا اور جہنم کے عذاب سے
چھوٹ گیا۔ بدولت اب تجھے خوش
نصیبی کی دولت مل گئی ہے اور تو نے
جنت حاصل کر لی ہے۔ اُدْخِلْنِيْ۔
قرآن پاک میں ہے۔ فَادْخِلْنِيْ
عِبَادَتِیْ وَادْخِلْنِيْ جَنَّتِیْ یعنی اے
مطمئن نفس تو میرے بندوں میں
داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل
ہو جا یعنی اللہ کے عباد اور بندوں میں
داخل ہو جانا جنت میں داخلہ کا سبب
ہے۔

در عبادش۔ انسان اللہ تعالیٰ کا
عبد اس وقت بنتا ہے جبکہ اس کی
عبادت کرے اور عبادت کے ذریعہ
جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِهْلِنَا۔
جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے
اور کہتا ہے اِهْلِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں سیدھے راستے کی
رہنمائی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی
دستگیری فرماتا ہے اور جنت میں داخل
کر دیتا ہے اور وہی۔ پہلے تو آگ تھا
اب نور بن گیا یعنی پہلے تو ناقص تھا
اب کامل بن گیا۔ غورہ۔ انگور کا کچا
خوش۔

اے ضیاء الحق۔ مولانا فرماتے
ہیں اے ضیاء الحق تم علوم و معارف
میں اپنا شہد ملا دو تا کہ اس میں تغیر نہ
آ سکے اور وہ اور مزید ہو جائیں۔
متصل گردد۔ آپ کی تعلیم سے وہ
ناقص و جو کمال سے مل جائے گا جب
و جو کمال میں داخل ہو جائے گا تو اس کو
بقا و دوام حاصل ہو جائے گا۔



مَفْعَدے یابد دریاں بحر عَسَل ۱ آفتے را نبود اندر وے عمل
 اس شہد کے دیا میں راست پالے گا اس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا
 غَرہ کُن شیر وار اے شیر حق تار و دال غَرہ بر ہفتم طبق
 اے اللہ کے شیر! شیر کی طرح غرا تاکہ وہ ڈوک ساتویں آسمان پر پہنچے
 چہ خبر جانِ مَلُولِ سیر را کے شناسد موش غَرہ شیر را
 کابل ست کی جان کو کیا خبر؟ چو شیر کی ڈوک کو کہیں پہنچاتا ہے؟
 بر نویس احوال خود با آب زر بہر ہر دریادلے نیکو گھر
 اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے ہر دیا دل نیک فطرت کے لئے
 آب نیل ستایں حدیث جانفزا یار بش در چشم قبلی خود نما
 یہ روح کو بڑھانے والی بات دریائے نیل کا پانی ہے اے خدا اے قبلی کی نظر میں خون بنا دے

۱۔ مسل۔ شہد کا خاصہ ہے کہ اس کے اندر کی چیز تغیر پذیر نہیں ہوتی ہے۔ غَرہ کُن۔ اے ضیاء الحق آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں شیروں کی طرح غرایے اور حقائق کو بیان کیجئے۔ چہ خبر۔ جو حقائق کے پیاسے نہیں ہیں وہ آپ کے معارف سے واقف نہیں ہیں۔ کے شناسد۔ چو ہا شیر کی ڈوک کو کہیں سمجھتا ہے بڑھایا جانور اس کو سمجھتے ہیں۔ بر نویس۔ اپنے احوال بشکل مثنوی لکھا لیئے۔ اس حدیث۔ یعنی ضیاء الحق کے احوال دریائے نیل کی طرح ہیں جو سطیوں کے سیرابی کا ذریعہ تھا۔

۲۔ لاجہ کردن۔ مولانا دریائے نیل کے خون بن جانے کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ قبلی یعنی فرعون کے ماننے والے۔ سہلی۔ یعنی حضرت موسیٰ کے پیرو۔ عطش۔ پیاس۔ وثاق۔ گھر۔ خویشاوند۔ رشتہ دار۔

۳۔ زانکہ۔ ضرورت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے جادو کے ذریعہ ہمارے لئے نیل کے پانی کو خون بنا دیا ہے اسی دریائے سہلی پانی پی رہے ہیں اور ہمارے لئے خون بن گیا ہے۔

لا جہ ۲ کردن قبلی مر سہلی را کہ یک طرف بہ نیت خویش از نیل پُر
 ایک قبلی کی سہلی کی خوشامد کرنا کہ ایک برتن اپنی نیت سے دریائے نیل سے بھر لے
 گن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری سُبُو کہ شمار
 اور دوستی اور بھائی بندی کی بنا پر میرے منہ سے لگا دے تاکہ میں پی لوں وہ
 سبطیاں بہر خود پُر می کنید از نیل آب صاف ست و سُبُو
 ٹھلیا کہ تم سہلی دریائے نیل سے اپنے لئے بھرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ ٹھلیا
 کہ ما سبطیاں پُر می کنیم خون صاف ست
 کہ ہم قبلی بھرتے ہیں بالکل خون ہے

من شدیم کہ در آمد قبطیے از عطش اندر وثاق سہلی
 میں نے سنا ہے کہ ایک قبلی آیا پیاس کی وجہ سے ایک سہلی کے گھر
 گفت ہستم یار و خویشاوند تو گشتہ ام امروز حاتمند تو
 کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں میں آج تیرا محتاج ہوں
 زانکہ ۳ موسیٰ جادوئی کرد و فسوں تاکہ آب نیل مارا کرد خون
 کیونکہ موسیٰ نے جادو ٹوٹا کر دیا ہے یہاں تک کہ اس نے ہمارے لئے ہمارے نیل کو خون بنا دیا ہے
 سبطیاں زان آب صافی می خورند پیش قبلی خون شد آب از چشم بند
 سہلی اسی سے صاف پیتے ہیں نظر بندی کی وجہ سے قبلی کے لئے خون بن گیا ہے

قبطیاں نک می مُرند از تشنگی
اب قبطی پیاس سے مر رہے ہیں
بہر خود یک طاس را پر آب گن
ایک ٹھلا اپنے لئے پانی سے بھر لے
چوں بری خود گنی اس طاس پر
جب تو یہ ٹھلا اپنے لئے بھرے گا
من طفیل تو بنوشم آب ہم
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
گفت اے جان جہاں خدمت کنم
اس نے کہا اے جان جہاں! میں خدات کروں گا
بر مُراد تو روم شادی کنم
تیری مراد پوری کروں گا ' خوش ہوں گا
طاس را از نیل او پر آب کرد
اس نے ٹھلے کو نیل میں سے پانی سے بھرا
اس نے ٹھلے کو نیل میں سے پانی سے بھرا
طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
ٹھلے کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکایا
باز ازیں سو کرد کثر خوں آب شد
پھر اس طرف جھکایا 'خون پانی بن گیا
ساعتی سہنشت تا شمش برفت
تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس کا غصہ جانا رہا
اے برادر اس گرہ را چارہ چیست
اے بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟
مستی آنست کو بیزار شد
پرہیزگار وہ ہے جو بیزار ہوا
قوم موسیٰ شو بخور اس آب را
موسیٰ کی قوم بن جا ' یہ پانی پی لے

از اے پے ادبار خود یا بدر گی
اپنی نخوت یا بد فطرتی کی وجہ سے
تا خورد از آبت اس یار کہن
تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پرانا دوست پی لے
خوں نباشد آب باشد پاک و حر
وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
کہ طفیلی در تبع بچہد زغم
کیونکہ طفیلی تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
پاس دارم اے دو چشم روشنم
اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی میں لحاظ برتوں گا
بندہ تو باشم و آزادی کنم
تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا
برد ہاں بنہاد و نیمے را بخورد
منہ پر رکھا اور آدھا چبا
کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ
کہ تو بھی پی لے ' وہ کالا خون بن گیا
قبطی اندر حشم و اندر تاب شد
قبطی غصہ اور چچ و تاب میں پڑ گیا
بعد ازاں گفتش کہ اے صمصام زلفت
اس کے بعد اس سے کہا اے صمصام زلفت!
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگار ہے
گفت اس را آں خورد کو مستی ست
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگار ہے
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
صلح گن بلمہ ہمیں مہتاب را
چاند سے صلح کر لے ' چاندنی دیکھ لے

۱۔ از ہے۔ یہ خون تھا ہمارے
بد نصیبی یا بقول حضرت موسیٰ بد فطرتی
ہے۔ بہر خود تو یہ کر کے اپنے لئے پانی
بھر لے میں بھی اس میں سے پی لوں
گا تو اپنے لئے بھرے گا تو وہ پانی
پاک و صاف ہے گا خون نہ بنے گا۔
من طفیل تو بنوشم آب ہم
پانی پی لوں گا۔ طفیلی۔ ہر قسم کی فکر سے
بے نیاز ہوتا ہے۔

۲۔ گفت۔ اس سہلی نے کہا میں
تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس
کروں گا۔ طاس۔ اس سہلی نے
ٹھلا نیل کے پانی سے بھرا اور آدھا
خود پی گیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر سہلی
نے ٹھلا قبطی کی طرف جھکایا تو اس
ٹھلے میں پانی کی بجائے کالا خون تھا
پھر اس سہلی نے اپنی طرف کو جھکایا تو
وہ خون پانی بن گیا اس واقعہ سے قبطی کو
بہت غصہ آیا۔

۳۔ ساعتی۔ وہ قبطی تھوڑی دیر غصہ
میں بیٹھا رہا پھر اس نے سہلی سے کہا
کہ یہ گرہ کسے کھلے۔ گفت۔ سہلی
نے کہا یہ پانی مت پی سکتا ہے۔ متقی۔
متقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر
حضرت موسیٰ بات مان لے موسیٰ کی
امت میں میں داخل ہو کر متقی بن
جائے پانی پی لے گا۔

صد ہزاراں اظلمت ست از چشم تو

لاکھوں اندھیریاں ہیں تیرے غصہ کی وجہ سے
چشم ہنشاں چشم بکشا شاد شو

غصہ فرو کر ' آنکھ کھول ' خوش ہو جا
کے طفیل من شوی در اعتراف

پانی پینے میں تو میرا طفیلی کب ہو سکتا ہے؟
کوہ ۲ در سوراخ سوزن کے رَوَد

پہاڑ سوں کے ٹکڑے میں کہاں گھس سکتا ہے؟
کوہ را گہ گن باستغفار خوش

عمہ توبہ سے پہاڑ کو چکا بنا لے
تو بدیس تزویر چوں نوشی ازاں

تو اس دھوکے بازی سے اس کو کیسے پی سکتا ہے؟
خالق تزویر تزویر ترا

چال بازی کا خالق تیری چال بازی
آل موسیٰ شو کہ حیلست سود نیست

موسیٰ کی امت بن کیونکہ چال بازی سے فائدہ نہیں ہے
زہرہ ۳ دارد آب کز ہر صمد

پانی کا پتہ ' کہ خدا کے حکم سے
یا تو پنداری کہ تو ناں می خوری

یا تو سمجھتا ہے کہ تو روٹی کھاتا ہے؟
ناں گجا اصلاح آل جانے گند

روٹی اس جان کی اصلاح کہاں کرتی ہے؟
یا تو پنداری کہ حرف مثنوی

یا تو سمجھتا ہے کہ مثنوی کے حرف
یا کلام حکمت و سر نہاں

یا دانائی کا کلام اور پوشیدہ راہ

بر عباد اللہ اندر چشم تو

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تیری آنکھ میں
عبرت از یاراں بگیر اُستاد شو

دوستوں سے عبرت پکڑ ' استاد بن جا
چوں ترا کفریست ہچوں کوہ قاف

جبکہ تیرا کفر کوہ قاف کی طرح ہے
جز مگر آں کوہ برگ کہ شود

سوائے اس کے کہ پہاڑ گھاس کا تنکا بن جائے
جام مغفوراں بگیر و خوش بکشا

بخشنے ہو لوگوں کا جام لے لو اچھی طرح پی
چوں خرامش کرد حق بر کافراں

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کافروں پر حرام کر دیا ہے
کے خرد اے مفتری مفتری

میں کب آ سکتا ہے اے جھوٹوں کے جھوٹے
حیلہ ات باد تہی پیمود نیست

تیری چال بازی خالی ہوا کو ناپنا ہیں
گرود دبا کافراں آبی گند

روگردانی کرے گا کافروں کے لئے پانی کا کام کرے؟
زہر مارو کاش جاں می خوری

سانپ کا زہر اور جان کا گھٹاؤ کھا رہا ہے
گو دل از فرمان ناں دہ برگند

جو روٹی دینے والے کے حک سے دل اکھاڑے
چوں بخوانی را گانش بشنوی

جب تو بیکار کر کے پڑھے گا سمجھ سکے گا؟
اندر آید سہل در گوش کہاں

آسانی سے ناقصوں کے کان میں آ جائے گا

۱۔ صد ہزاراں۔ چونکہ خدا کے مقبول بندوں پر تجھے غصہ آتا ہے لہذا تیری آنکھوں پر تاریکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یا زہری۔ یعنی شہابی قوم۔ اعتراف۔ چلو سے پانی پینا۔ کوہ قاف۔ یعنی عظیم۔

۲۔ کوہ تیرے پہاڑ جیسے کفر کے ہوتے ہوئے نیل کا پانی پینا ایسا ہے جیسا کہ سوئی کے ٹکڑے میں پہاڑ کو داخل کیا جائے۔ کہ گن۔ اے کفر کے پہاڑ کو توبہ کے ذریعہ گھاس کا تنکا بنا دے۔ پھر سطیوں کا جام لے کر خوب پانی پی لے۔ تزویر۔ طمع سازی۔ چال بازی۔ مفتری۔ ام فاعل ہے جھوٹ بولنے والا۔ مفتری۔ ام مفعول ہے جھوٹ۔ آل موسیٰ۔ یعنی موسیٰ کی امت۔ حیلست۔ یعنی یہ تدبیر کہ میں اپنے لئے پانی بھروں اور تو اس میں سے پانی لے۔

۳۔ زہرہ۔ اللہ تعالیٰ نے جب پانی کو یہ حکم دیدیا ہے کہ وہ قطعی کے لئے خون بنے تو وہ ناغرمانی نہیں کر سکتا۔ یا تو پنداری۔ کافر کے لئے روٹی بھی جس کا کام روح کی تقویت ہے اپنا کام نہیں کرتی ہے بلکہ لانا اثر دکھائی ہے۔ یا تو۔ اگر مثنوی جیسی کتاب کو بھی بیکار سمجھ کر پڑھے گا تو اس سے نصیحت اندوز نہ ہو سکے گا۔ کلام حکمت۔ کیسی ہی دانائی کی بات ہو وہ ناقص انسان کے کان میں نہیں پہنچتی ہے۔ کہاں۔ کس کی جمع۔ کمرتبہ۔

اندلے آید لیک چوں افسانہا
اند آتا ہے لیکن افسانوں کی طرح
در سر و رو در کشیدہ چادرے
سر اور منہ پر چادر تانے ہوئے
شاہنامہ یا کلیلہ پیش تو
شاہنامہ یا کلیلہ تیرے لئے
فرق ۲ آنکہ باشد از حق و مجاز
حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے
ورنہ پوشک و مشک پیش اُشتمے
ورنہ بیکار ناک والے کے لئے میٹنی اور مشک
خوشستن مشغول کردن از ملال
تحکم سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا
کاش دوسرا و غصہ را
کہ دوسروں اور رنج کی آگ کو
بہر ۳ ایں مقدار آتش شانندن
آگ کی اس مقدار کو بجھانے کے لئے
آتش دوسرا را ایں بول و آب
دوسروں کی آگ کو یہ پیشاب اور پانی
لیک اگر وقف شوی زیں آب پاک
لیکن اگر تو اس پاک پانی سے واقف ہو جائے
نیست گردد دوسرہ کلی زجاں
دوسرہ بالکلیہ جان سے معدوم ہو جائے
زانکہ در باغ و در جوئے پرد
کیونکہ باغ اور نہر میں اڑنے لگتا ہے

پوست بنماید نہ مغزود اہبا
چھلکا نظر آتا ہے نہ مغز اور دانے
رو نہاں کردہ ز چشمت دلبرے
دلبر نے تیری آنکھ سے منہ چھپا رکھا ہے
ہچنہاں باشد کہ قرآن از عتو
ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن سرکشی کی وجہ سے
کت گند کل عنایت چشم باز
کہ مہربانی کا سرمہ تیری آنکھ کھول دے
ہر دو یکسانت چوں نبود شمع
جبکہ سوکھنے کی طاقت نہیں ہے دونوں یکساں ہیں
باشدش قصد از کلام ذوالجلال
اللہ تعالیٰ کے کلام سے اس کا مقصد ہوتا ہے
زاں سخن بنشانند و سازد دوا
اس کلام سے بجھائے اور علاج کرے
آب پاک و بول یکساں شد بفسن
پاک پانی اور پیشاب تدبیر سے یکساں ہو گئے
ہر دو بنشانند ہچوں خمر و خواب
دونوں بجھاتے ہیں شراب اور نیند کی طرح
کہ کلام ایزد است و روحناک
کہ وہ خدا کا کلام ہے اور روح پرہ ہے
دل بیابد رہ بسوی گلستاں
اور دل گلستاں کا راستہ پا لے
ہر کہ از سر صُحف بُوئے برد
جو صحیفوں کے راز کا پتہ لگا لیتا ہے

۱۔ اندلہ وہ شخص اس کو افسانہ سمجھے گا
اس کے مغز اور گوشت تک نہ پہنچ سکے
گاہ سر اس شخص کے لیے مغز کی یہ
حالت ہوگی جیسے کوئی معشوق سر اور
منہ پر چادرتانے لیتا ہو تو ظاہر میں اس
کے حسن کو نہ دیکھ سکے گا شاہنامہ
یعنی فردوسی کا شاہنامہ کلیلہ یعنی
قصے کہانیوں کی مشہور کتاب کلیلہ
دین عتو منکرانے تکبر کی وجہ سے ان
سب چیزوں کو یکساں سمجھتا ہے
۲۔ فرق حقیقت اور مجاز کو انسان
جب سمجھتا ہے جب اس کو بصیرت
حاصل ہو اُشتم وہ انسان جس کی
ناک میں سوکھنے کی حس نہ ہو شمع
سوکھنا خوشستن شخص جی بہانے
کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا قرآنی
حقائق سے محروم رکھتا ہے کاش
انسان اگر شخص دل کی پریشانی اور رنج
کو دور کرنے کے لئے قرآن پڑھتو
اس کے حقائق سے غافل رہتا ہے
۳۔ بہر ایں شخص وقت کاٹنے
کے لئے تو قرآن اور افسانہ یکساں
کام کرتا ہے آب پاک یعنی
قرآن بول یعنی افسانہ خمر و
خواب نیند اور شراب دونوں دوسروں
اور دل کے خیالات کو دفع کرتے ہیں
لیکن دونوں میں بہت فرق ہے
لیک اگر کوئی شخص قرآن پاک کو کلام
اللہ اور روحانی کلام سمجھ کر پڑھے تو دل
کے دوسرے بالکلیہ زائل ہو جائیں
اور دل کو باغ جنت کا راستہ مل جائے
زانکہ جو شخص قرآن کے حقائق سے
آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات
اور نہروں کی سیر کرتا ہے صُحف
صحیفہ کی جمع ہے آسمانی کتاب



۱۔ یاتو۔ جس طرح عوام قرآن کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبی کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔ وہ تعجب۔ آنحضرت کو تعجب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو جو کہ مشرق کے سورج سے زیادہ منور ہے کیوں نہیں دیکھتے ہیں اور میری تعلیمات پر کیوں حیران ہوتے ہیں اس پر آنحضرت کو بتایا گیا کہ آپ کے چہرے کا چاند ان سے پوشیدہ ہے۔

۲۔ سوئی تو۔ آپ کے چہرہ انور کی مثال بدلی کے چاند کی طرح ہے آپ کی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر بدلی چھائی ہوئی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب وہ اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تو ان کو دیدار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قرآن میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ ظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی حال منکرین کا ہے۔ یہی نمایاں بات پرست بت کی آنکھوں میں روشنی سمجھتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔

۳۔ پیش چشم۔ بت پرست اس کی آنکھ کے سامنے اس کی تعظیم بجا لاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اس قدر تعظیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا کچھ خیال نہیں کرتا۔ ارچہ۔ یہ بت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علیک۔ یعنی علیکم السلام نہیں کہتا ہے۔ نبی مجاہد میرے سجدوں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دیدے۔ حق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے سجدوں کا نہ جواب دیتا ہے نہ ہر بلاتا ہے۔ لیکن دل میں تاثیر پیدا کر دیتا ہے یہ فرق ہے۔

یاتو ۱۔ پنداری کہ روی اولیا
یاتو یہ خیال کرتا ہے کہ اولیاء کا چہرہ
در تعجب ماندہ پیغمبر ازاں
پیغمبر اس سے تعجب میں تھے
چوں نمی بیند نور روم خلق
لوگ میرے چہرے کا نور کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟

ورہمی بیند ایں حیرت چراست
اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟
سوئی ۲۔ تو ماہ است و سوی خلق ابر
آپ کی جانب چاند ہے اور مخلوق کی جانب ابر ہے
سوئی تو دانہ است و سوی خلق دام
آپ کی جانب دانہ ہے، مخلوق کی جانب جال
گفت یزہل کہ تو لہم یظرون
خلفہ فرمایا کہ ان کے بدلے میں خیل کتا ہے کتہ دیکھتے ہیں

می نماید صورت اے صورت پرست
اے صورت پرست! صورت ظاہر کرتی ہے
پیش ۳۔ چشم نقش می آری ادب
تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بجا لاتا ہے
از چہ بس بے پاخست ایں نقش نیک
یہ بھلی تصویر کیوں خاموش ہے
می مجاہد سر و سبست ز جود
مہربانی سے وہ سر اور مونچھ کیوں نہیں ہلاتی ہے
حق اگرچہ سر مجاہد بروں
اللہ تعالیٰ اگرچہ ظاہر میں سر نہیں ہلاتا ہے

آنچنانکہ ہست می بینیم ما
جیسا کہ (واقعی) ہے ہم دیکھتے ہیں
چوں نمی بیند روم مومنان
کہ ایمان لانے والے میرا چہرہ کیوں نہیں دیکھتے ہیں
کہ سبق بر دست بر خورشید شرق
جبکہ وہ مشرق کے سورج سے بازی لے گیا ہے
تا کہ وحی آمد کہ آل روم خفاست
یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہے
تاناہ بیند را نگاہ روی تو گیر
تاکہ آپ کے چہرے کو کافر بے فائدہ نہ دیکھے
تا نوشد زیں شراب خاص عام
تاکہ اس خاص شراب کو عوام نہ پئیں
نقش حمام اندھم لایصرون
وہ تو حمام کی تصویر ہیں وہ نہیں دیکھتے ہیں
کاں دو چشم مردہ او ناظرست
کہ اس کی دو مردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں
کہ چراپا سم نمی دارد عجب
تعجب ہے وہ میرا لحاظ کیوں نہیں کرتی ہے؟
کہ نمی گوید سلام را علیک
کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے
پاس آنکہ کردش من صد سجود
اس لحاظ سے کہ میں نے اس کو سو سجدے کئے ہیں
پاس آں ذوق دید در اندرون
اس کے لحاظ سے باطن میں چاشنی عطا فرما دیتا ہے



کہ دو صد جنبدین سرارِ زداں
کہ وہ سو سر ہلانا اس کی قیمت ہے
عقل را خدمت گنی در اجتہاد
عقل کا لفظ یہ ہے کہ وہ ہدایت بڑھا دیتی ہے
حق نجباند بظاہر سر ترا
اللہ تعالیٰ بظاہر تیرے لئے سر نہیں ہلاتا ہے
مراترا چیزے دہد یزداں نہاں
خدا تجھے مخفی طور پر ایسی چیز عطا کر دیتا ہے
آنجناں کہ داد سنگے را ہنر
جیسا کہ اس نے پتھر کو وہ ہنر عطا کر دیا
قطرہ ۲ آبے بیابد لطف حق
پانی کا قطرہ اللہ تعالیٰ کی عنایت پا جاتا ہے
جسم خاک ست و چو حق تابش داد
وہ خاکی جسم ہے اور جب خدا نے اس میں چمک دیدی
ہیں طلسم ست این نقش مردہ است
خبردار! یہ طلسم ہے اور مردہ تصویر ہے
می نماید او کہ چشمے می زند
وہ نظر آتا ہے کہ چمک چھپکا رہا ہے

سر چنیں جباند آخر عقل و جان
عقل اور جان اس طرح سر ہلاتی ہے
باس عقل آنست کافزاید رشاد
عقل کا لفظ یہ ہے کہ وہ ہدایت بڑھا دیتی ہے
لیکن سازد بر سراں سرور ترا
لیکن تجھے سر دروں کا سرور بنا دیتا ہے
کہ سجود تو کنند اہل جہاں
کہ دنیا والے تجھے سجدے کرتے ہیں
تا عزیز خلق شد یعنی کہ زر
کہ وہ لوگوں کا پیدا ہو گیا یعنی سونا
گوہرے گرد و برداز زر سبق
سوتی بن جاتا ہے سونے سے بازی لے جاتا ہے
در جہانگیری چومہ شد اوستاد
دنیا کو فتح کرنے میں چان کی طرح استاد ہو گا
احتمال را کشمش از رہ بردہ است
اس کی آنکھوں نے بیوقوفوں کو راستہ سے ہٹا دیا ہے
اہلہاں سازیدہ انداں را سند
بیوقوفوں نے اس کو دلیل بنایا ہے

۱۔ سر خرا اپنے پوجنے والے کو خدا
وہ مرتبہ عنایت فرما دیتا ہے کہ دنیا
والے اس کے سامنے سر بسجود ہوتے
ہیں۔ آنجناں۔ عبادت گزار کو خدا ایسا
نہی کند بنادیتا ہے جس طرح پتھر کو
سونا بنادیتا ہے سونا پتھر کی رگوں میں
پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ قطرہ اللہ تعالیٰ ماہ نیساں کے
اور کے ایک قطرہ کو سوتی بنادیتا ہے جو
سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے جسم
خاک ہو سکتا ہے کہ یہ شعر بھی موتی
سے متعلق ہو نیز یہ بھی احتمال ہے کہ
اس شعر میں مومن کی کیفیت بیان کی
ہو۔ ہیں۔ یہ پھر بت اور بت
پرستوں کا بیان ہے می نماید۔ بت
تراشی کے یہ کمالات تھے کہ بت کی
چشمہ دہد پر مختلف تاثرات نظر آتے
تھے جیسا کہ المیور اور اجناں کے بتوں
میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ درخواستن۔ قبلی نے سہلی
سے کہا کہ میرے لئے ہدایت کی دعا
کر دے اس نے دعا کی اور وہ قبول ہو
گئی۔ از سیاہی۔ چونکہ میرا دل سیاہ
ہے تو میرا من اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنے سے قابل نہیں ہے۔ بخود
ہو سکتا ہے کہ تیری دعا سے میرا دل
کی گرجا جائے۔

در ۳ خواستن قبلی دُعای خیر و ہدایت از سہلی و دعا کردن سہلی
قبلی کا سہلی سے دعائے خیر اور راہنمائی کی درخواست کرنا اور سہلی کا قبلی کے لئے
قبلی را بخیر و مستجاب شدن آن دعا از اکرم لاکرمین حق تعالیٰ
دعائے خیر کرنا اور اکرام لاکرمین حق تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبلی تو دُعای کن کہ من
قبلی نے کہا تو دعا کر دے کیوں کہ میں
تا بود کہ قفلِ ایں دل وَا شود
تو ہو سکتا ہے کہ اس دل کا قفل کھل جائے
از سیاہی دل ندارم آں دہن
دل کی سیاہی کی وجہ سے وہ منہ نہیں رکھتا ہوں
زشت را در بزمِ خواباں جا شود
بدھوت کی حسینوں کی محفل میں جگہ ہو جائے

از ا تو مسخے صاحب خوبی شود
تیری (دعا کی وجہ) سے مسخ شدہ خوبی والا بن جائے

یا بفرست مریم یوی مشک
یا حضرت مریم کے جیسے ہاتھ سے مشک کی خوشبو

سبطی آل دم در سجود افتاد و گفت
سبطی اس وقت سجدے میں گر گیا اور کہا

سبطی و قبلی ہمہ بندہ تو اوند
سبطی اور قبلی سب تیرے بندے ہیں

جز تو ۲ پیش کہ برآرد بندہ دست
تیرے سوا بندہ کس کے سامنے ہاتھ اٹھائے؟

ہم ز اول تو وہی میل دعا
ابتداء تو ہی دعا کی طرف متوجہ کرتا ہے

اول و آخر توئی مادر میاں
اول و آخر تو ہی ہے 'ہم درمیان میں

آچنیں می گفت تا افتاد طشت
وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ سوج گر پڑا

باز آمد او بہوش اندر دعا
پھر وہ ہوش میں آ کر دعا میں مصروف ہو گیا

در ۳ دعا بود او و ناگہ نعرہ
وہ دعا میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ

کہ ہلا بشتاب وایماں عرضہ کن
کہ آگاہا جلدی کر اور ایمان پیش کر

آتش در جان من اندر اختند
انہوں نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

دوستی تو ز حب نا شکفت
تیری دوستی نے محبت کے ناشکفتہ غنچے ہے

یا بلیسے باز گروبی شود
یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے

یابد و تری و میوہ شاخ خشک
پھر تری اور میوہ خشک شاخ حاصل کر سکتی ہے

کائے خدی عالم جہر و نہفت
کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا

عاجز ہر تو ا ندو و مستمند
تیرے حکم کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں

ہم دعا وہم اجابت از تو است
ہم بھی تیری جانب سے ملوثول کرتا بھی تیری جانب سے ہے

تو وہی آخر دعا ہارا جزا
بالآخر تو ہی دعاؤں کا بدلہ عطا کرتا ہے

ہیچ ہچے کہ نیاید در بیاں
ایسے ناچیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا

از سر بام و دیش بہوش کشت
بالاخاندہ پر سے اور اس کا دل بے ہوش ہو گیا

لیس للانسان الا ماسعی
نہیں انسان کے لئے سگریں جس کے لئے کوشش کی

از دل قبلی بکست و غرہ
اور شہ قبلی کے دل سے نکلا

تا بیرم زود زقار کہن
تاکہ پڑانا زندہ جلد کاٹ دوں

مر بلیسے را بجاں بنو اختند
مجھ شیطان کو جہاں سے نوازا

حمد لله عاقبت و ستم گرفت
الحمد للہ انجام کار میری دیکھیری کی

۱۔ از تو۔ قبلی نے اپنے آپ کو مسخ
شدہ انسان اور شیطان سے تعبیر کیا
ہے۔ یا بفر۔ سبطی کے ہاتھ کو حضرت
مریم کا ہاتھ قرار دیا جس کی برکت
سے خشک کھجور پھلدار ہو گئی تھی اور قبلی
نے اپنے آپ کو کھجور کا خشک دھت
قرار دیا سبطی قبلی کی درخواست پر سر
بسمود ہو گیا اور دعا میں کرنے لگا۔
مستمند محتاج ضرورت مند

۲۔ جز تو۔ خدا کا بندہ خدا کے
سامنے دست دعا دراز کر سکتا ہے دعا
کی توفیق اور دعا کی قبولیت اللہ کی دیتا
ہے
نہ کس ی دہاند نہ کس ی دہد
خدا می دہاند خدا می دہد
آفتاد طشت۔ یہ مغلورہ راز افش ہونے
کے معنی میں ہے مولانا نے یہاں
سوج غروب ہو جانے کے معنی میں
استعمال فرمایا ہے۔ لیس۔ یعنی انسان
کی کوشش کامیاب ہوتی ہے سبطی کی
دعا قبول ہو گئی۔

۳۔ در دعا۔ سبطی تو دعا میں
مصروف تھا اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا
کہ قبلی نعرے مارنے لگا اور سبطی سے
بولا کہ جلد ایمان پیش کر تاکہ میں
مومن بنوں اور کفر کا زہار کاٹ
پھینکوں۔ بلیسے۔ یعنی مجھ شیطان
صفت کو کارکنان قضا و قدر نے ایمان
سے نوازا دیا ہے۔ دوستی۔ تیری ابتدائی
دوستی نے میری دیکھیری کی۔

کیمیٰ بُود صحتی تُو
تیری صحتیں کیا تھیں
تو یکے شانے بُدی از نخلِ خلد
تو جنت کی کجھ کی ایک شاخ تھا
سِل بُود آنکہ تنم را در رُود
بہاؤ تھا جو میرے جسم کو بہا لے گیا
من بوی آب رتم سوی سِل
ہیں پانی کی تنہا میں بہاؤ کی جانب گیا
طاس آورش کہ اکنواں آگیر
وہ سہلی اس کے پاس طشلا لایا کہ اب پانی لے لے
شربتے خورم ز اللہ اشتوی
میں نے "اللہ نے خرید لیا" کا شربت پی لیا ہے
آنکہ جوی و چشمہ را آب داد
وہ ذات جس نے نہروں اور چشموں کو پانی عنایت کیا ہے
ایں جگر کہ بُود گرم و آب خوار
یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا
کاف ۳ کافی آمدہ بہر عباد
بندوں کے لئے کافی کا کاف آیا ہے
کافیم بدہم ثرا من جملہ خیر
میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دے سکتا ہوں
کافیم بے ناں ثرا سیری دہم
میں کافی ہوں روٹی کے بغیر تیرا پیٹ بھر سکتا ہوں
کافیم بے دا رویت درماں گنم
میں کافی ہوں بغیر دوا کے تیرا علاج کر دیتا ہوں

کم مباد از خلد دل پی تُو
خدا کرے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ نکلے
چوں گرفتہ او مرا تا خلد بُرد
جب میں نے اس کو پکڑ لیا وہ مجھے جنت میں لے گئی
بُرد سلیم تالِب دریلی جود
مجھے بہاؤ سخوت کے دیا کے کندے لے گیا
بحر دیدم در گرفتہ گیل کیل
میں نے سمندر دیکھ لیا میں نے پیانے بھر لئے
گفت روشد آبہا پشتم حقیر
اس نے کہا جائے پانی میرے لئے حقیر ہو گئے ہیں
تابہ محشر تشنگی ناید مرا
قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی
چشمہ اندر درون من کشاد
اس نے میرے دل کی اندر چشمہ جاری کر دیا ہے
گشت پیش ہمت او آب خوار
اس کی ہمت کے آگے پانی حقیر ہو گیا
صدق وعدہ کھیا عص
کا کھیا عص سچا وعدہ آیا ہے
بے سبب بے واسطہ یاری غیر
بغیر کسی سبب کے اور غیر کی مدد کے واسطہ کے بغیر
بے سپاہ و لشکرت میری دہم
بغیر سپاہیوں اور لشکر کے تجھے سردی دیتا ہوں
کوہ را و چار را میداں گنم
پہاڑ کو اور کنویں کو میداں بنا دیتا ہوں

۱۔ کیمیاء۔ قطبی نے سہلی سے کہا
تیری صحتیں لیے لئے کیمیاء ثابت
ہو میں خدا کرے تو میرے دل میں
بسا رہے۔ تو یکے تو جنت کے
درخت کی شاخ تھا جس کو میں نے
پکڑا اور جنت میں داخل ہو گیا۔
دریائی جود۔ دریائے حقیقت اللہ
تعالیٰ۔ گیل۔ یعنی بہت زیادہ۔
۲۔ طاس۔ سہلی اس قطبی کے پاس
پانی کا طشلا لایا اور کہا اب پانی پی لے
اس نے کہا اب مجھے اس پانی کی
ضرورت نہیں ہے اللہ اشتوی۔
قرآن پاک کی آیت ہے اِنَّ اللہَ
اشتری مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ بِاَنْ
لَهُمْ الْجَنَّةُ یعنی خدا نے مؤمنین کی
جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید
لیا ہے۔ آنکہ۔ اب خدا نے میرے
باطن میں چشمے جاری کر دیے ہیں۔
ایں جگر۔ یہ جگر خشک اور پیاسا تھا
اب یہ پانی اس کے لئے ناچیز ہے۔
۳۔ کاف۔ مولانا فرماتے ہیں یہ
باتیں کچھ مستعد نہیں ہیں اسلئے کہ اللہ
تعالیٰ نے قرآن پاک میں کھیا عص
فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کتابِ ہُو
لَکُمْ یَا عِبَادَ اللہِ صُلَفاً یعنی وہ اللہ
تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے۔ اللہ
کے بندو! یقیناً تو جب اللہ کا وعدہ ہے
اور وہ سچا ہے تو وہ بلا سبب بھی ہر بہتری
پہنچا سکتا ہے جس میں کسی واسطہ کی
ضرورت نہیں ہے۔ کافیم۔ وہ اللہ بغیر
روٹی کے پیٹ بھر سکتا ہے بلا لشکر کے
فتح دے سکتا ہے بغیر دوا کے عطا کر سکتا
ہے۔ کوہ۔ یعنی سخت مصائب کو آسان
کر سکتا ہے بغیر موسم کے زکس و
نسرین عطا کر سکتا ہے بغیر استوا اور
کتاب کے علوم عطا کر سکتا ہے۔



بے بہارت نرگس و نسریں دہم
 بغیر موسم بہار کے تجھے نرگس اور نسریں دیتا ہوں
 موسیٰؑ را دل دہم با یک عصا
 میں موسیٰ کو دل مع ایک لٹھی کے دیتا ہوں
 دست موسیٰ را دہم یک نور و تاب
 میں موسیٰ کے ہاتھ کو ایک نور اور چمک دیتا ہوں
 چوب را مارے گنم من ہفت سر
 میں لکڑی کو سات سروں کا سانپ بنا دیتا ہوں
 خوں ۲ نیا میزم در آب نیل من
 میں دھپائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاتا ہوں
 شادیت را غم گنم چوں آب نیل
 نیل کے پانی کی طرح تیری خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہوں
 باز چوں تجدید ایماں برتنی
 پھر جب تو ایمان از سر نو لے آتا ہے
 موسیٰ رحمت بہ بنی آمدہ
 تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰ آ گیا ہے
 چوں سر رشتہ نگہداری دروں
 تو جب ہمارے تعلق کا سر رشتہ باطن میں محفوظ کر لیتا ہے
 من ۳ گماں بزد کہ ایماں آورم
 میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں
 من چہ دانستم کہ تبدیلی گند
 مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کر دے گا
 سوی چشم خود یکے نیلم رواں
 اب میں اپنی نظر میں ایک نیلم رواں ہوں
 ہچنانکہ ایں جہاں پیش نبی
 جس طرح کہ یہ دنیا نبی کے سامنے

۱۔ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰ کو اللہ نے ایک دل اور ایک لٹھی دی اور اس کے ذریعہ عالم کو فتح کر دیا۔ دست۔ حضرت موسیٰ ان کو بدیضا عنایت کر دیا جس کا نور سورج پر بھی غالب تھا حضرت موسیٰ کے عصا کو سات سروں کا سانپ بنا دیا جس کو کسی زرد مادہ نے نہیں جنتا تھا۔

۲۔ خوں۔ دھپائے نیل میں خون نہیں ملایا بلکہ پانی ہی کو خون کر دیا۔ شادیت۔ اللہ تعالیٰ خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہے کہ اس میں خوشی کا نام بھی نہیں رہتا۔

۳۔ من گماں۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ ایمان لانے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ میں نیل کا پانی پی سکوں گا یہ معلوم نہ تھا کہ وہ میرے اندر انقلاب برپا کر دے گا اور خود مجھے دھپائے نیل بنا دے گا اب میں اپنی نظر میں رواں نیل ہوں خود مجھے دوسرے سیاحی سمجھیں جیسا کہ میں پہلے تھا۔ ہچنانکہ ایک چیز کی دو نظروں میں دو حقیقتیں ہونا تعجب انگیز نہیں کائنات کی چیزوں کو ہم خاموش اور سرکش دیکھتے ہیں لیکن آنحضورؐ کو کونج پڑھنے والا دیکھتے تھے۔

بے کتاب و اوستا تلقیں دہم
 بغیر کتاب اور استاد کے تعلیم دیتا ہوں
 تازند بر عالمے شمیر ہا
 تاکہ وہ دنیا میں تلواریں چلا دیں
 کہ طپانچہ میزند بر آفتاب
 جو سورج کے طمانچہ لگا دیتا ہے
 کہ نہ زاید مادہ مار اُورا نہ نر
 جس کو نہ مادہ سانپ جن سکے نہ نر
 خود گنم خود عین آبش را بفسن
 میں حکمت سے بعینہ اس کے پانی کو خون بنا دیتا ہوں
 کہ نیابی سوی شادیہاں سبیل
 کہ تو خوشیوں کی جانب راستہ نہیں پاتا ہے
 باز از فرعون بیزاری گنی
 پھر فرعون سے بیزار ہو جاتا ہے
 نیل خوں بنی از و آبے شُدہ
 خون کا دھپائے نیل اس کی وجہ سے پانی بن گیا ہے
 نیل ذوق تو نگردد ہچ خوں
 تیرے ذوق کا دھپائے نیل کبھی خون نہیں بنتا ہے
 تازیں طوفان خوں آبے خورم
 تاکہ خون کے اس طوفان میں سے پانی پی لوں
 در نہاد من مر نیلے گند
 میرے اندر مجھے دھپائی نیل بنا دے گا
 بر قرام پیش چشم دیگران
 دوسرے کی نگاہ میں پہلی حالت پر برقرار ہوں
 غرق تسبیح ست و پیش ما ابی
 تسبیح میں فرق ہے اور ہمارے سامنے سرکش ہے

پیش چشمش ایں جہاں پر عشق و دلا
اس کی نظر میں یہ دنیا عشق و محبت سے بھری ہے
پست و بالا پیش چشمش تیز رو
نشیب و فراز اس کی نگاہ کے سامنے تیز رہا ہے
با عوام ایں جملہ پست و مردہ
عامہ نے یہ سب پست اور مردہ ہیں
گورہا یکساں بہ پیش چشم ما
ہمارے نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں
عامہ گفتندے کہ پیغمبر ترش
عوام نے کہا کہ پیغمبر رنجیدہ
خاصہ گفتندے کہ پیش چشم تال
خواص نے کہا کہ تمہاری نظر میں
یک زماں در چشم ما آئید تا
تھوڑی دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آ جاتا کہ
از سرِ امروء بن بنماید آل
امروء کے درخت سے وہ نظر آتا ہے
آل درخت ہستیتِ امروء بن
تیرے وجود کا درخت امروء کا درخت ہے
تا بر ۳ آنجای بہ بنی خار زار
جب تک تو اس جگہ ہے کانٹوں کا جنگل دیکھے گا
چوں فرود آئی بہ بنی رائگاں
جب تو نیچے اتر آئے گا تو دیکھے گا کہ مفت میں
چوں فرود آئی فرود آید ترا
جب تو نیچے اتر آئے گا اتر آئیں گے تیرے

پیش چشم دیگرانِ مردہ، جماد
دوسرے کی نگاہ کے سامنے مردہ اور جماد ہے
از گلوخ و سنگ او نکتہ شنو
وہ ڈھیلے اور پتھر سے نکتہ سننے والا ہے
زیں عجب خرمن ندیدم پردہ
میں نے اس سے زیادہ عجیب پردہ نہیں دیکھا
روضہ و خفرہ بہ پیش اولیا
ولیاء کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں
از چہ گشتہ است و شدست او ذوق کش
کیوں ہیں اور وہ ذوق کو ختم کر دینے والے بن گئے ہیں
می نماید او ترش اے اُمتاں
اے اُمت والا اور رنجیدہ نظر آتے ہیں
خندہا بید اندر هل اُتی
هل اُتی کے اندر مسکرائیں دیکھو
منعکس صورت بزیر آ اے جواں
اپنی صورت اے جوان! نیچے اتر آ
تا بر آنجلی نمود نو کہن
جب تک تو وہاں نیا پرانا نظر آتا ہے
پرز کرد مہلی خشم و پر زمار
غصہ کے بچھوڑ کر سانپ سے بھرا ہوا
یدم جہاں پر گلر خان و دایگاں
ایک دھنسیوں اور پالنے والوں سے بھری ہوئی
در دروں اسرار فیض کبریا
اللہ تعالیٰ کے فیض کے اسرار

۱۔ پیش۔ آنحضورؐ کی نظر میں تمام
کائنات عشق الہی سے پر تھی دوسرے
اس کو مردہ سمجھتے تھے۔ پست۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک
روز حضورؐ کے ساتھ تھا جو ڈھیلے پتھر
حضورؐ کے سامنے آ رہا تھا وہ آنحضورؐ کو
سلام کرتا تھا۔ زیں عجب۔ یہ عجیب
پردہ ہے عوام کو کچھ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ
سن سکتے ہیں خواص پتھروں کی سطح اور
ذکر کو سنتے ہیں۔ روضہ۔ یعنی جنت کا
باغیچہ جو نیکیوں کی جگہ ہے۔ خفرہ۔
یعنی جہنم کا گڑھا۔ عامہ۔ آنحضورؐ کے
احوال دیکھ کر عوام کہنے لگتے تھے کہ
حضورؐ ترش و دھوکے ہیں۔ ذوق کش۔
یعنی پہلے خوش طبع تھا اب ذوق خوش
طبعی سے بیگانہ ہیں۔

۲۔ خاصہ۔ خواص کہتے تھے کہ وہ
تمہاری نظر میں ایسے ہیں لیکن ہماری
نگاہ سے ان کو دیکھو تو ان میں
مسکرائیں دیکھو گے۔ هل اُتی۔ یعنی
وہ ذات جس پر هل اُتی۔ یعنی وہ
ذات جس پر هل اُتی۔ یعنی وہ
نعمتوں کا تذکرہ ہے ان پر آنحضورؐ کی
مسکرائیں۔ از سرِ امروء۔ امروء کے
درخت سے چیزیں اُٹی نظر آتی ہیں
جیسا کہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوگا
وہ امروء کا درخت تیری ہستی ہے جب
تک تو اس کو فنا نہیں کرے گا تجھے نئی
چیز پرانی نظر آئے گی۔

۳۔ تا بر آنجای۔ جب تک تجھ
میں خودی ہے تجھے حسین اور پرورش
کرنے والے کانٹوں کا جنگل نظر
آئیں گے۔ چوں۔ جب تو خودی کو
چھوڑ دے گا پھر خدا کے فیض کے
اسرار دیکھ سکے گا۔ خار زار۔ مراد
دنیاوی اشیاء ہیں اور گلر خان اور دایگاں
سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات
ہیں جو حیموں اور عالم کے مربی ہیں۔



حکایت آل زن پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایں خیالات از سر
اس بکار عورت کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات امرود کے دخت
امرود بن می نماید چشم آدمی را از سر امرود بن فرود آتا ایں خیالات
پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں امرود کے دخت پر سے اتر آتا کہ وہ خیالات
برود و اگر کسے گوید کہ آنچہ مرد می دید خیال نبود جواب آنست کہ ایں
دور ہو جائیں اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال نہ تھا تو جواب یہ ہے
مثال است نہ مثل در مثال ہمیں قدر بس بود کہ اگر او بر سر امرود بن
کہ یہ مثال ہے مثل نہیں ہے اور مثال میں یہی کافی ہے کہ اگر وہ امرود کے دخت
نمی رفت آل را نمی دید خواه حقیقت بود خواه خیال
پر نہ چڑھتا تو اس کو نہ دیکھتا خواہ وہ حقیقت تھی خواہ خیال تھا

۱۔ کہے گوید۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حکایت میں جو قصہ سنایا گیا ہے اس میں اور خودی کی حالت میں جو کیفیت بتائی ہے اس میں بہت فرق ہے ہستی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ واقعہ الٹی ہیں اور امرود پر سے مرد نے جو واقعہ دیکھا وہ صحیح تھا اس کا مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثل نہیں ہے جس میں پوری مطابقت ضروری ہے بلکہ مثال ہے اور دونوں باتوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ خودی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے اترنے کے بعد نظر نہیں آتی ہیں اسی طرح سے مرد نے جو دخت پر سے دیکھا وہ نیچے اتر کر نہ دیکھا۔
۲۔ مول۔ عورت کا یا۔ گول۔
۳۔ حق۔ میوہ چیدن۔ یعنی امرود توڑنے کے لئے۔ باون۔ وہ شخص جس کو اپنی کی پہاری ہو یعنی مفعول بنتا ہو۔
۴۔ لوطی۔ وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ بغا۔ حیر و محنت۔ محنت۔
۵۔ ہجر۔ ہر گز نہ لینی۔ ہلہ۔ تنبیہ کا کلمہ ہے حرف بے عقل ہونا۔

آل زن نے میخواست تا با مول خود
ایک عورت نے چاہا کہ اپنے پار سے
پس بشوہر گفت زن کاے نیگبخت
تو بیوی نے شوہر سے کہا کہ اے نیک بخت!
چوں برآمد درخت آل زن گریست
جب دخت پر چڑھ گئی وہ عورت رونے لگی
گفت شوہر را کہ اے ملون رد
شوہر سے بولی کہ اے مفعول مرد!
تو بریز او چو زن بغنودہ
تو اس کے نیچے عورت کی طرح لوگہ رہا ہے
تو اس کے نیچے عورت کی طرح لوگہ رہا ہے
گفت شوہر نے سرت گئی بکشت
شوہر نے کہا نہیں گویا تیرا سر پکرا رہا ہے
زن مکرر کرد کاے با برطلہ
عورت نے مکرر کہا اے الٹی ٹوپی والا
گفت اے زن میں فرود آ از درخت
اس نے کہا اے بیوی! دخت سے نیچے آ جا

برزند در پیش شوی گول خود
اے اپنے حق شوہر کے سامنے
من برآیم میوہ چیدن بر درخت
میں پھل توڑنے دخت پر چڑھتی ہوں
چوں زبالا سوی شوہر بنگریست
جب اس نے اوپر سے شوہر کی جانب دیکھا
کیست آل لوطی کہ بر تو می فتد
یہ لوطی کون ہے جو تیرے اوپر پڑا ہے؟
اے بغا تو خود محنت بودہ
اے نامرد! تو ہجرا ہے
ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
وہ نہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے
کیست بر پشتت فرو خفتہ ہلہ
خبردار! تیری پشت پر کون سویا ہوا ہے؟
کہ سرت گشت و حرف گشتی تو سخت
کیونکہ تیرا سر پکرا گیا ہے اور تو بہت بے عقل ہو گئی ہے

چوں فرود آمد بر آمد شوہر ش
جب وہ نیچے آگئی اس کا شوہر چڑھ گیا
گفت شوہر کیست ایں اے روپ کی
شوہر نے کہا لو رنڈی! یہ کون ہے؟
گفت زن نے نیست اینجا غیر من
عورت نے کہا نہیں یہاں میرے سوا کوئی نہیں ہے
او مکرر کرد بر زن آں سخن
اس نے عورت سے وہ بات مکرر کہی
از سر امرود بن من ہچناں
میں نے بھی امرود کے درخت سے ایسا ہی
پس فرود آتا بہ بنی ہچ نیست
نیچے اتر آتا کہ تو دیکھ لے کہ کوئی نہیں ہے
ہزل تعلیم ست آں راجد شنو
سکھانے کے لئے مذاق ہے تو اس کو حقیقت سمجھ
ہر جدے ہزست پیش ہازلان
مسخرہوں کے سامنے ہر واقعہ مذاق ہے
کابلان امرود بن جویند لیک
ست لوگ امرود کا درخت تلاش کرتے ہیں لیکن
نقل گن از امرود بن اکنوں برد
امرود کے درخت سے نقل ہو جاوے چلا جا
ایں س منی و ہستی اول بود
یو خودی اور ابتدائی وجود ہوتا ہے
چوں فرود آئی ازیں امرود بن
جب تو اس امرود کے درخت سے نیچے اتر آئے گا
یک درخت سخت بنی گشتہ ایں
تو دیکھے گا کہ یہ ایک سخت درخت بن گیا ہے

زن کشید آں مول را اندر برش
عورت نے اس یار کو بغل میں دبا لیا
کہ ببالائے تو آمد چوں کچی
جو بند کی طرح تیرے اوپر چڑھ گیا ہے
ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
خبردار! تیرا سر چکرا رہا ہے، بکواس نہ کر
گفت زن ایں ست از امرود بن
عورت نے کہا یہ امرود کے درخت کے اثر سے ہے
کثر ہی دیدم کہ تو اے قلتباں
اٹا دیکھ لے جیسا کہ تو نے، اے دیوٹ!
ایں ہمہ خلیل از امرود بنے ست
یہ سب خیل امرود کے درخت کی وجہ سے ہے
تو مشو بر ظاہر ہزلش گرو
تو اس کے ظاہری مذاق کا پابند نہ بن
ہزلہا جدست پیش عاقلان
عقل مندوں کے لئے ہر مذاق حقیقت ہے
تا بداں امرود بن راپست نیک
اس امرود کے درخت کا فاصلہ بہت ہے
گشتہ تو خیرہ چشم و خیرہ رو
تو پریشان نظر اور پریشان ہو گیا ہے
کہ از و دیدہ کثر و احوال بود
جس سے آنکھ میڑھی اور بھیگی بن جاتی ہے
کثر نمائند فکر و چشم و سخن
تیری فکر اور آنکھ اور گفتگو میڑھی نہ رہے گی
شاخ او بر آسمان ہفتسمیں
جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

۱۔ رنڈی۔ زانیہ عورت، رنڈی۔
کچی۔ بند۔ ہرزہ متن۔ بکواس نہ کر۔
گفت۔ عورت نے کہا یہ امرود کے
درخت کا اثر ہے کہ اس پر سے غلط نظر
آتا ہے۔ قلتباں۔ دیوٹ۔ ہزل۔
یہ میں نے خوش اور مذاق کا قصہ تعلیم
کیلئے سنا دیا ہے تو اس کے ظاہر کو نہ
دیکھو اس سے جو نصیحت مقصود ہے
اس پر نظر کرو۔

۲۔ ہر جدے۔ جو لوگ ہزل کے
عادی ہیں ان کو تو جد بھی ہزل نظر آتی
ہے اور جو عقلمند ہیں وہ مذاق کی بات
سے بھی نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔
کابلان۔ کامل لوگ اس امرود کے
درخت کو تلاش کرتے ہیں جو ان کو صحیح
دیکھائے یعنی وہ ہستی جو فنا کے بعد
حاصل ہوتی ہے لیکن وہ امرود کا
درخت دور ہے۔ نقل کن۔ پہلے اس
امرود کے درخت کو یعنی اپنی خودی اور
ہستی کو چھوڑ دے پھر چل تب تجھے
حاصل ہو گا اس ہستی کے ہوتے
ہوئے تیری نظر خیرہ ہے غلط نظر نہ آئے
گا۔

۳۔ ایں۔ یہ امرود کا درخت جس
سے غلط نظر آتا ہے یہ اس کی خودی اور
ابتدائی وجود ہے چوں فرود۔ جب تو
خودی کے درخت سے اتر آئے گا تو
پھر تیرا خیال آنکھ اور گفتگو سیدھی ہو
جائے گی اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت
درخت تھا اور اس کا پھیلاؤ بہت تھا۔

۱۔ مبدلش۔ خودی چھوڑ دے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو تبدیل کر دے گا۔ زس تواضع۔ جو عاجزی اور دعا قیٹی نے کی تھی۔ راست بنی۔ حقانیت کو سمجھ دیکھنا اگر آسان ہوتا تو آنحضرت ﷺ لَکَلَّہُمْ لَوْنًا الْأَشْيَاءُ کَمَلَّہِی اے خدا ہمیں چیزیں دیکھی ہی دکھا بھی وہ ہیں دعائیں لگتے۔ گفت۔ آنحضرت نے دعا کی کہ خدا ہمیں آسان اور زمین کا ہر ہر جزای طرح دکھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک ہے۔

۲۔ بعد ازاں۔ جب خودی اور ہستی فنا ہو جائے تو پھر بقا اللہ کی ہستی میسر آ جائے گی اس کو اختیار کر لے۔ چوں۔ اب یہ درخت وہ درخت ہوگا جس پر حضرت موسیٰ کو تجلی رب نظر آئی تھی۔ آتش۔ اب اس پر لانا اثر دکھائے گی اور اس کی شاخ قیسی قَالِہ کافرہ لگائی ہے حضرت موسیٰ کو درخت سے یہ آواز آئی تھی کہ میں بے شک خدا ہوں۔ زیر ظلمش۔ اب اس ہستی کے سایہ میں تیری ساری ضرورتیں پوری ہوں گی یہ خدائی کیسی بھی کہ تیری فانی ہستی کو باقی ہستی بنادیا۔

۳۔ آں منی۔ اب یہ خودی اور ہستی دولت ہے اس میں خدائی صفات نظر آئے گی۔ باقی قصہ۔ مولانا بھی ترک کرنے کا بیان کر رہے تھے اسی منزلت سے حضرت موسیٰ کو جو فائز عظیم کا حکم ہوا یعنی کج روی ترک کر دے اس کا ذکر شروع کیا ہے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ اب دعاؤں کا سہارا نہ لے اور فرعون کا مقابلہ شروع کر دو حضرت موسیٰ نے ہاتھ کا عصا زمین پر ڈال دیا اب اس کو جلوئے نظر آئے اسی طرح تیرا یہ فانی جسم عصا موسیٰ ہے اس کو ترک کر دے پھر جو جسم حاصل ہوگا اس کے جلوئے دیکھنا۔

مبدلش! گرداند از رحمت خدا
خدا رحمت سے اس کو بدل دے گا
راست بنی بخشداں چشم ترا
تیری اس نظر کو صحیح دیکھنا عطا فرما دے گا
مصطفیٰ کے خواستے از رب دیں
تو دین کے رب سے آنحضرت کو دعا (مانگتے)
آنچنانکہ پیش تو آں جزو ہست
جیسا کہ وہ جز تیرے سامنے ہے
کہ مبدل گشت و سبز از ہر گن
کیونکہ کن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے
چوں سوی موسیٰ کشایدی تو رخت
جب تو نے موسیٰ کی جانب سفر اختیار کر لیا
شاخ او اینی آسا اللہ می زند
اس کی شاخ قیسی قَالِہ کافرہ لگائی گی
اس چنیں باشد الہی کیمیا
خدائی کیسی ایسی ہی ہوتی ہے
کہ در و بنی صفات ذوالجلال
جس میں تو اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھ لے
اصلہ ثابت و فرعہ فی السما
اس کی جز زمین میں ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے

چوں فرود آئی ازو گروی جدا
جب تو نیچے اتر آئے گا اس سے علیحدہ ہو جائے گا
زس تواضع گر فرود آئی خدا
اس تواضع کے ذریعہ اگر تو نیچے اتر آئے گا خدا
راست بنی گر بُدے اسان چنیں
صحیح دیکھنا اگر ایسا آسان ہوتا
گفت بنما جز و جز از فوق و پست
کہا 'لو پر اور نیچے سے جزو جزو کو دکھا
بعد ازاں ۲۔ بر رو براں امرود بن
اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا
چوں درخت موسوی شد آں درخت
جب وہ درخت حضرت موسیٰ والا درخت بن گیا
آتش اورا سبز و خرم می کند
آگ اس کو سبز اور بھلا بنائے گی
زیر ظلمش جملہ حاجات روا
تیری ساری حاجتیں اس کے سایہ کے نیچے پوری ہوں گی
آں منی و ہستیت باشد حلال
تیری وہ خودی اور وجود جائز ہے
شد درخت کج مقوم حق نما
نیز عا درخت 'سیدھا حق نما بن گیا

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی قصہ۔

کلمش پیغام از وحی مہم
ان موسیٰ کو مہم بالشان وحی کے ذریعہ پیغام آیا
کہ کثری بگذار اکنوں فاستقم
کہ اب کبھی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا



ایں درخت تن عصلی موسیٰ است
یہ جسم کا درخت (حضرت) موسیٰ کی لاشی ہے
تابہ بنی خیر او و شر او
تاکہ تو اس کی بھائی اور اس کی برائی دیکھ لے
پیش زانگدن نبود او غیر چوب
ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سوا کچھ نہ تھی
اول او بد برگ افشاں برہ را
پہلے وہ بکری کے بچے کے لئے پتے جھاڑنے والی تھی
گشت ۲ حاکم بر سر فرعونیاں
وہ فرعونوں پر حاکم بن گئی
از مزارع شاں برآمد قحط و مرگ
ان کے کھیتوں سے قحط اور موت برآمد ہو گئی
تا برآمد بنجود از موسیٰ دُعا
یہاں تک کہ بنجودی میں (حضرت) موسیٰ سے دعا کی
ایں ہمہ اعجاز کوشیدن چراست
یہ معجزے اور کوششیں کیوں ہیں؟
امر ۳ آمد کاتباع نوح گن
حکم ہوا کہ حضرت نوح کی پیروی کر
منگر آخر کہ تو داعی رہی
تم انجام کو نہ کھماں لئے کہ تم دلق کی طرف جانے والے ہو
کمتریں حکمت کزیں الحاح تو
معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اس اصرار سے
تا کہ رہ بنمودن و اضلال حق
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اللہ کا گمراہ کرنا
چونکہ مقصود از وجود اظہار بود
چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا

کارش آمد کہ بیند ازش زدست
اس کا موقع آ گیا کہ تو اس کو ہاتھ سے زمین پر ڈال دے
بعد ازاں برگیر اُورا از امر ۱ ہو
پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ میں پکڑ لے
چوں بامرش برگشتی شد جذوب
جب تو نے اس کے حکم سے پکڑا وہ نکلنے والی بن گئی
گشت معجزاں گروہ غرہ را
وہ غافل جماعت کے لئے معجزہ بن گئی
آب شاں خوں کرد کف بر سر زناں
سر پینے والوں پر اس کا پانی خون بنا دیا
از ملخہای کہ آں خوردند برگ
ان ٹڈیوں کی جگہ سے جنہوں نے پتے کھا لئے
چوں نظر افتادش اندر منتہا
جبکہ ان کی نظر انجام پر پڑی
چوں نخواہندایں جماعت گشت دست
جبکہ یہ لوگ سیدھے نہ ہوں گے
ترک پایاں بنی و مشروح گن
انجام بنی اور تشریح کو چھوڑ
امر بلغ ہست نبوداں تہی
بلغ کا حکم ہے اور وہ خالی نہیں ہے
جلوہ گردداں لجاج وَاں عتو
وہ جھگڑاؤ پن اور سرکشی ظاہر ہو جائے گی
فاش گردد بر ہمہ اہل فرق
تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا
بایش از پند و اغوا آز مود
تو اس کو نصیحت اور بہکانے سے آزمانا چاہیے

۱ امر ہو۔ امر خداوندی۔ پیش۔
حضرت موسیٰ کا عصا جب تک ہاتھ
میں تھا وہ صرف ایک لکڑی تھا جب
خدا کی حکم سے اس کو پھراٹھایا تو وہ نکلنے
والا اڑوٹھا تھا۔ اول۔ شروع میں وہ
صرف بکریوں کے پتے جھانے کے
لئے تھی اب وہ کافروں کے لئے معجزہ
بن گئی۔

۲ گشت۔ اب جبکہ امر خداوندی
سے اس عصا کو ہاتھ میں لیا تو
فرعونوں پر حکمرانی کرتا تھا ان سر پینے
والوں کے لئے اس نے دیائے میل
کو خون بنادیا۔ از مزارع۔ فرعونوں پر
ٹڈیوں کا عذاب بھی آیا۔ اندر منتہی۔
حضرت موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ ان
انجام لامحالہ برا ہے لہذا ان کو معجزے
دکھانے اور راہ راست پر لانے کی
کوشش کیوں کی جائے۔

۳ امر آمد۔ حضرت موسیٰ کا حکم ہوا
کہ نوح کی طرح ان کے انجام سے
قطع نظر کر کے تم بھی تبلیغ کئے جاؤ تم
فرمانبردار داعی ہو تمہارا کام تبلیغ کرنا
ہے تمہیں اسی کا حکم ہے تمہاری تبلیغ
میں فائدہ مضمر ہے خواہ وہ ایمان نہ
لاؤ۔ کمترین۔ ایک فائدہ تو یہی
ہے کہ تمہارے اصرار سے ان کا
جھگڑاؤ پن اور سرکشی واضح ہو جائے
گی۔ چونکہ مخلوق کی پیدائش سے اللہ
کا مقصد چھپے ہوئے حالات کو واضح
کرنا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ
انسان کو نصیحت سے اور بہکانے سے
جانچا جائے تاکہ اس کے غفلت حالات
ظاہر ہو جائیں۔

دیوۃ الحاح غوایت می کند شیخ الحاح ہدایت می کند
شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے شیخ ہدایت پر اصرار کرتا ہے
باز گرد و قصہ قبطی بگو گردِ کفر از باطن خود زود شو
واپس لوٹ ' اور قبطی کا قصہ کہہ اپنے باطن سے کفر کے غبار کو جلد دھو دے
چوں پیائے گشت آں امرِ شخوں نیل می آمد سرا سر جملہ خوں
جب قوی حکم ہے دیے ہوا دریائے نیل سرا سر سب خون ہو کر بہتا تھا

سخت شدن کار بر قبطیاں و شفاعت طلب کردن فرعون از موسیٰ
قبطیوں پر معاملہ کا سخت ہو جانا اور فرعون کا موسیٰ سے سفارش چاہنا

تا بنفس خویش فرعون آمدش لائبہ می کرد دو تا گشتہ قدش
یہاں تک کہ فرعون بذات خود ان کے پاس آیا خوشامد کرتا تھا اور اس کا قد دہرا ہو گیا تھا
انچہ ما کردیم اے سلطانِ مگن نیست مارا رُہی ایراد سخن
اے شاہ جو ہم نے کیا وہ آپ نہ کیجئے نیست مارا رُہی ایراد سخن
پارہ کردمت فرماں پذیر پارہ کردمت فرماں پذیر
میں نے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے نکویر اکہٹلانے والا بنایا ہے
ہیں کجبال لب برحمت اے امیں ہاں کجبال لب برحمت اے امیں
آگاہ اے امینِ رحمت کی دعا کے لئے ہونٹ ہلائے
گفت ۳ یارب می فریبد او مرا حضرت موسیٰ نے کہا اے خدا وہ مجھے فریب دے رہا ہے
بشنوم یا من دہم ہم خدعہ اش میں مان جاؤں ' یا میں بھی اس کو دھوکا دیدوں
کاصل ہر کرے حیلست پیش ماست ہر کر اور حیلہ کی اصل ہمارے سامنے ہے
گفت حق آں سگ نیز دہم بآں گفت حق آں سگ نیز دہم بآں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کتاب اس کے بھی لائق نہیں ہے

۱۔ دیو۔ شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے
شیخ۔ شیخ طریقت ہدایت پر اصرار کرتا ہے
ہے۔ الحاح۔ اصرار۔ شخوں۔ قوی یعنی
جب حضرت موسیٰ کو پیادے پہنچے کا
حکم ملا اور فرعونوں نے نافرمانی کی تو
دریائے نیل خون بن کر بہنے لگا۔

۲۔ تا بنفس۔ یعنی جب قبطیوں کی
حالت تباہ ہونے لگی تو فرعون بذات
خود حضرت موسیٰ کے پاس خوشامد
کرنے لگا اور تعظیم میں دہرا ہوا تھا۔
انچہ۔ ہم نے جو کیا وہ برا تھا آپ برائی
کا بدلہ برائی سے نہ دیجئے۔ نیست۔
ہمارا منہ تو اس قابل نہیں ہے کہ آپ
سے دعا کی التجا کریں۔ پارہ۔ میں
نے اپنے جسم کے ہر حصہ کو فرماں بردار
بنادیا ہے۔ ایں دہان۔ یعنی عذاب
الہی کا دہانہ۔

۳۔ گفت یا رب۔ حضرت موسیٰ
نے عرض کیا اے خدا مجھ آپ کی ذات
پر فریفتہ کو یہ فرعون دھوکا دے رہا ہے۔
بشنوم۔ اب بتا کہ میں اس کا کہنا مان
اؤں یا میں بھی اس کو کوئی دھوکا دیدوں
تاکہ یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ اصل
میں ہر سبب کی جز خدا ہے یہ شاخ
یعنی سبب سے وابستہ رہتا ہے۔
کاصل۔ حضرت موسیٰ نے کہا ہر کمرہ
تدبیر کی اصل خدا ہے جو اسباب
دنیاوی ہیں ان کی اصل وہی خدا ہے۔
گفت حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ
فرعون اس قابل بھی نہیں ہے اس کے
قریب کا جواب فریب سے دیا
جائے۔ آپ اس کتے کو ہڈی ڈال
دیجئے اور آب اپنا عصا ملا دیجئے زمین
وہ تمام پیداوار اگل دے گی جو مٹیوں
نے کھائی ہے۔



وَا دہد ہرچہ ملکِ گردش فنا

وہ واپس کر دیں جس کو مٹیوں نے فنا کیا ہے

تا بہ بیند خلق تبدیلِ اِلہ

تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بدل دینے کو دیکھ لیں

آں سبب بہرِ حجابست و عطا

یہ سب تو حجاب اور پردے کے لئے ہے

تا مہم روبا ستارہ گند

تاکہ نبوی ستاروں کی جانب منہ کرے

سوی بازار آید از نیم کساد

بازار کی جانب آئے کساد بازار کی ذر سے

لقمہ دوزخ بکشتہ لقمہ جو

لقمہ کا جویاں، دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے

ہچو آں برہ چرندہ از حطام

اس بکری کے بچہ کی طرح جو چارہ چنے والا ہے

کہ برہی ما چرد برگِ مراد

کہ مقصد کے پتے ہمارے لئے چر رہا ہے

بہر او خود را تو فرہ میکنی

تو اپنے آپ کو اس کے لئے مٹا کر رہا ہے

تا شود فرہ دل با کر و فر

تاکہ شان و شوکت سے دل فرہ ہو جائے

جاں چو بازگان و تن چو رہزنست

جان تاجر کی طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے

کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ

جب کہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

ہیں بچباں آں عصا تا خاکہا

ہاں وہ عصا ہلا دے تاکہ زمینیں

والا ملکچھا در زماں گرو تباہ

وہ مٹیوں فوراً تباہ ہو جائیں گی

کہ سہیہا نیست حاجبِ مر مرا

کہ ہمیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے

تا طیبے خویش بردار و زند

تاکہ طیب اپنے آپ کو وہاں مصروف کر دے

تلمناقی از حریفی بالمداد

تاکہ منافق چلا کی سے صبح صبح

بندگی ۲ ناکرد و ناشستہ رو

عبادت کئے بغیر اور منہ دھوئے بغیر

آکل و ماکول آمد جانِ عام

عوام کی جان کھانے والی ہے اور غذا بھی ہے

می چرداں برہ و قصاب شاد

وہ بکری کا بچہ جتنا ہے اور قصائی خوش ہے

کارِ دوزخ میکنی در خوردنی

تو کھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے

کارِ خود گن روزی حکمتِ بخر

اپنا کام کر دلائی کی خوراک کھا

خوردنِ تن منعِ ایں خوردنست

جسم کا کھانا اس کھانے سے منع ہے

شمع تاجر آنگہ ہست افروختہ

تاجر کی شمع اس وقت دھن ہے

۱۔ وہ ملنگنا آپ کے عصا کے اثر سے مٹیوں بھی مرجلی گی اور سب لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا کو ہرچیز کے بدلنے کی کس قدر قدرت ہے۔ کہ سبحان اللہ تعالیٰ کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے اسباب تو ایک پردہ ہیں طیب دو کو لپٹا ہوا ہے اور مجسم ستاروں کو حالانکہ اصل سبب ذاتِ خداوندی ہے منافق یعنی دنیا دار اپنی کوشش اور محنت سے فائدہ سمجھ رہا ہے۔

۲۔ بندگی۔ یہ دنیا دار کونہ عبادت میں لگتا ہے نہ اس کو منہ دھونے کی فرصت ہے نفع کے لئے بازار میں دوڑ جاتا ہے اپنے لقمہ کی تلاش میں دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے آکل۔ یہ دنیا دار کھانے والا بھی ہے اور خود دوزخ کی خوراک بھی ہے اس کی مثال اس بکری کے بچہ کی سی ہے جو چتا ہے اور قصائی خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے چر رہا ہے یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا ہوں حالانکہ وہ اپنے وجود کو دوزخ کے لئے پال رہا ہے۔

۳۔ کار خود انسان کی اپنے لئے خوراک تو معارف الہی ہیں جس سے دل قوی ہوتا ہے اور اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے خوردن تن۔ جسمانی غذا روحانی غذا کے لئے مانع ہے روح کو تاجر سمجھو اور جسم کو ڈاکو تاجر کا دل ڈاکو ڈاکو ڈاکو تاجر اس وقت پر رونق بنتا ہے جب ڈاکو تباہ ہو جائے۔



خوشن را گم مکن یا وہ مکوش

اپنے آپ کو گم نہ کر، بیہوش کوشش نہ کر

دانکہ ہر شہوت چو خمرست و چونگ

سمجھ لے کہ ہر شہوت شراب اور بھگ کی طرح ہے

خمر تنہا نیست سر مستی ہوش

شراب تنہا ہوش کی سر مستی نہیں ہے

ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش

اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے

آں بلیس از خمر خوردن دور بود

وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا

مست آں باشد کہ آں بیند کہ نیست

مست وہ ہے جو وہ دیکھے جو نہیں ہے

ایں سخن پیاں ندارد موسیا

اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

کہ تو آں ہوشی و باقی ہوش پوش

کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش چھپا دینے والے ہیں

پردہ ہوش ست و عاقل دست دنگ

ہوش کے لئے پردہ اور عقلمند اس سے حیران ہے

ہر چہ شہوانی ست بند چشم و گوش

جو چیز بھی نفسانی ہے وہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے

دانکہ شہوت بنددت ہم چشم و گوش

سمجھ لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان بھی بند کر دیگی

مست بود او از تکبر و ز بخود

وہ تکبر اور انکار سے مست تھا

زر نماید انچہ مس و آہ نیست

سونا نظر آئے جو کہ تابا اور لوہا ہے

لب بکجاں تا بروں آید گیا

ہونٹ ہلا، تاکہ گھاس آگ آئے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن کشت زارہا و باران آمدن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سرسبز ہو جانا اور بارش کا آ جانا

سبز گشت از سنبل و حب تمیں

سنبل اور قیمتی غلہ سے سرسبز ہو گئی

قط دیدہ مردہ از جوع البقر

جو قط زدہ جوع البقر سے مرے ہوئے

آں دمی و آدمی و چار پا

پرندوں نے اور آدمیوں نے اور چوپایوں نے

واں ضرورت رفت پس طاعی شدند

وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر برکش ہو گئے

تانیارد یا دواں کفر کہن

تاکہ وہ پرانے کفر کو یاد نہ کرے

ہچناں کرد وہم اندر دم زمیں

انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً

اندر افتادند در لوت آں نفر

لذیذ غذاؤں میں لگ گئے، وہ لوگ

چند روزے سیر خوردند از عطا

عطا (خداوندی) کو چند روز پیٹ بھر کر کھلایا

چوں شکم پر گشت و بر نعمت زدند

جب پیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی

نفس فرعونیت ہاں سیرش مکن

نفس فرعون ہے، خبردار اس کا پیٹ نہ بھر

۱۔ خوشن۔ انسان کی مدح اس کا ہوش اور جسمانی لذتیں اس کے ہوش گم کرنے والی ہیں۔ دانکہ۔ یہ سمجھ لے کہ تمام شہوانی لذتیں شراب اور بھگ کی سی خاصیتیں رکھتی ہیں۔ خمر۔ دنیا میں صرف شراب اور بھگ کو بیہوشی کا سبب نہ سمجھ بلکہ ہر شہوت انسان کے کان اور آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ آں بلیس۔ شیطان شراب نہ پیتا تھا اور تکبر کے نشہ سے مدہوش تھا۔

۲۔ مست۔ مست تو اسی کو کہتے ہیں جو معدوم کو موجود سمجھ لے اور تانبے اور لوہے کو سونا سمجھ بیٹھے، شیطان نے غیر واقعی بات کو واقعہ خیال کیا تو یقیناً وہ بدست تھا۔ اس سخن۔ مستی کی حقیقت کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے اے موسیٰ تم دعا کرو تاکہ گھاس وغیرہ آگ آئے اور قحط کی صورت ختم ہو جائے۔

۳۔ ہچناں۔ ہچناں۔ حضرت موسیٰ نے وہی کیا جس کا ان کو خدا نے حکم دیا تھا یعنی دعا کر دی۔ حب تمیں۔ قیمتی غلہ۔ لوت۔ یعنی فرعون جوقحط میں مبتلا تھے لذیذ غذاؤں کھانے لگ گئے۔ جوع البقر۔ ایک قسم کی بیماری جس میں انسان کھانا پھرتا ہے اور اس کا دل نہیں بھرتا۔ دی۔ ہوئی یعنی پرند۔ چوں۔ ان فرعونوں کا پیٹ بھرا تو پھر برکش بن گئے۔ طاعی۔ سرکش۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا نفس بھی فرعون ہے اس کا پیٹ بھر اور دھر کرش نہ۔

بے تَف آتش اِنگر و نفس خوب
 آگ کی گری کے بغیر نفس بھلا نہیں بنتا ہے
 بے مجاعت نیست تن جنبش گناں
 بغیر بھوک کے جسم حرکت کرنے والا نہیں ہے
 گر بگرید در بنالد زار زار
 اگر وہ روئے اور زار زار نہ کرے
 او چو فرعون ست در قحط آچناں
 وہ قحط میں فرعون کی طرح ہے
 چونکہ مستغنی شد او طاغی شود
 جب وہ بے نیاز ہوا سرکشی کرتا ہے
 پس فراموش شود چوں رفت پیش
 پھر وہ بھول جاتا ہے جب آگے بڑھ جاتا ہے
 سالہا ۲ مردے کہ در شہرے بود
 سالوں تک ایک انسان ایک شہر میں رہتا ہے
 شہر دیگر بیند او پر نیک و بد
 وہ دوسرا شہر بھلے اور برے سے بھرا دیکھے گا
 کہ من آنجا بودہ ام ایں شہر نو
 میں وہاں رہا ہوں یہ نیا شہر
 نکل چتاں داند کہ خود پیوستہ او
 بلکہ ایسا سمجھے گا کہ وہ اس سے وابستہ ہے
 چہ عجب گر روح موطنہی خویش
 کیا تعجب ہے اگر روح اپنے وطنوں کو
 می نیارد یاد کایں دنیا چو خواب
 یاد نہ کرے کیونکہ یہ دنیا نیند کی طرح ہے
 چند نوبت آز مودی خواب را
 تو نے نیند کو کئی بار آزما لیا ہے

تا شد آہن چو آخگر ہیں مَلُوب
 خبر دے کہ جب تک لوہا انگڑی کی طرح نہ ہو جائے اس کو نکٹ
 آہن سَر دست میکوئی بدال
 ٹھنڈا لوہا ہے سمجھ لے تو کوٹ رہا ہے
 او نخواہد شد مسلمان ہوشدار
 وہ مسلمان نہ ہو گا سمجھ لے
 پیش موی سر نہد لایہ گناں
 جو موی کے سامنے خوشدل میں سر جھکاتا ہے
 خرچو بار انداخت اسکیزہ زند
 گدھے نے جب بوجھ اتار دیا دلتی پھینکتا ہے
 کار او از آہ و زار یہی خویش
 اس کا کام اپنی آہ و زاریوں کو
 یک زماں کش چشم در خوابے شود
 تھوڑی دیر جب اس کی آنکھ سو جاتی ہے
 ہیج در یادش نہ آید شہر خود
 اس کو اپنا شہر کبھی یاد نہ آئے گا
 نیست آن من درینجا ام گرد
 میرا نہیں ہے میں یہاں پھنس گیا ہوں
 ہمدیس شہرش بود ابداع و خو
 اسی شہر میں اس کی پیدائش اور رہائش کی عادت تھی
 کہ بدستش مسکن و میلاد پیش
 جو پہلے اس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی
 می فرو پوشد چو اختر را سحاب
 اس کی ڈھانپ لیتی ہے جس طرح کہ ستارے کو ابر
 خواب دنیا را ہماں میں ز ابتلا
 آزمائش سے دنیا کی نیند کو ایسا ہی سمجھ

۱۔ آتش۔ یعنی مجاہدات کی گری۔
 مجاعت۔ بھوک۔ آہن سرد۔
 ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا بیکار ہے۔
 گر بگرید۔ نفس کی آہ و زاری سے
 دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے۔ لایہ۔
 گناں۔ بھوک میں و فرعون کی طرح
 خوشدل کرنے لگتا ہے۔ خر۔ نفس کی
 مثال گدھے کی ہے اگر اس پر بوجھ
 نہیں ہوتا ہے تو وہ دلتیاں مارتا ہے۔
 پس۔ پیٹ بھرنے پر اپنی سب
 خوشدل بھول جاتا ہے۔

۲۔ سالہا۔ نفس کے بھولنے کی
 مثال لکھی ہے جیسے کہ انسان سوتے
 ہی اپنی قیام گاہ کو بھلا دیتا ہے۔ شہر
 دیگر۔ خواب میں دوسرے شہروں کو یاد
 کرتا ہے اور اپنے شہر کو بھول جاتا
 ہے۔ غل۔ وہ خواب میں یہ سمجھتا ہے
 کہ ہمیشہ سے اسی شہر میں تھا۔
 ع۔ عجب۔ اگر روح اپنے اصلی
 وطن کو بھول جائے تو اس پر تعجب نہ
 کرو۔ ایں دنیا۔ دنیا کی زندگی ایک
 خواب ہے اور خواب اصلی وطن کو بھلا
 دیتی ہے۔ چند نوبت۔ خواب میں یہ
 تجربہ بار بار ہوا ہے اسی پر دنیا کو قیاس کر
 لو۔

خلصہ چندیں شہرہا را گوشتہ
گرددہا از در گہ او نا روفتہ
خصوصاً جبکہ اس نے بہت سے شہروں کو روندنا ہے
اس کے مقام دل سے گرد صاف نہیں ہوئی ہے
اجتہاد گرم ناگردہ کہ تا
دل شود صافی و بیند ماجرا
سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ
دل صاف ہو جائے اور گزشتہ واقعات دیکھ لے
سر بروں آردش از بحر راز
اول و آخر بہ بیند چشم باز
راز کے سمندر سے اس کا دل سر ابلدے
کھلی آنکھ لول اور آخر کو دیکھ لے

۱۔ خاصہ روح نے بہت سے
مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ
اس کے شہر میں رہے ہیں۔ گردہا۔
پھر تم نے اپنے قلب کو صفا نہیں رکھا
اگر اس کو مجاہدات کے ذریعہ مصفی کر
لیتے تو وہ روح کے پرانے واقعات
تمہیں دکھا دیتا۔ سر بروں۔ اگر دل
صاف ہوتا ہے تو وہ پوشیدہ راز ک
سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہے اور آغاز و
انجام کو آنکھیں سے دیکھ لیتا ہے۔
آمدہ۔ روح نے جو مختلف شہروں میں
سکونت کی ہے اب مولانا اس کی
تفصیل بیان کرتے ہیں۔ وز
جمادی۔ یہی روح پہلے جمادات کے
خطہ میں رہی پھر ترقی کر کے نباتات
کے خطہ میں آئی۔ سالہا۔ عرصہ سال
تک یہ روح نباتی خطہ میں رہی لیکن
اس کو اپنی جمادی حالت بھی یاد نہ آئی۔
۲۔ وزنبلی۔ پھر روح نباتات کے
خطہ سے حیوانی خطہ میں آئی تو اس کو
اپنی نباتی زندگی یاد نہ دی۔ جو ہماں۔
ہاں صرف اس قدر تو ہے کہ روح موسم
بہار میں اور نازبو کے پھولنے کے
وقت اس کی طرف میلان کرتی ہے
یہ اس کی نباتی زندگی کی یاد ہے۔ ہچو۔
بچا اپنی ماں کے دودھ کی طرف مائل
ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں
اس کے پیٹ میں رہ چکا ہوں۔ ہچو
میل مفراط نے مرید کو شیخ کی طرف
میلان ہوتا ہے لیکن وہ اس میلان کا
سبب نہیں سمجھتا ہے۔
۳۔ نجد۔ اب مرید کے شیخ کی
طرف میلان کی جہت بتاتے ہیں کہ اس
کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے یہ سایہ
ہے اور شیخ شاخ گل ہو۔ سایہ
اش ایک وقت وہ آئے گا کہ یہ مرید
فنائی اشخ کا مقام حاصل کرے گا تو
اپنے میلان کی وجہ سمجھے گا کہ فرح
اصل کی طرف مائل ہو کر رہے

بیان اطوار و منازل خلقت آدمی از ابتداء بنساخت
ابتداء پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اول بالقلم جماد
پہلے وہ روح جماد کی قلم میں آئی
سالہا اندر نباتی عمر کرد
سالوں نباتی اقلیم میں عمر بسر کی
وز ۲ نباتی چوں حیوانی فتاد
اور نباتی اقلیم جب حیوانی اقلیم میں آئی
جو ہماں میلے کہ دارد سوی آں
سوائے اس میلان کے جو اس کی جانب ہے
ہچو میل کو دکاں باما دراں
جیسا کہ بچوں کا ماؤں کی طرف میلان
ہچو میل مفراط ہر نو مرید
جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑھا ہوا میلان
جو عقل اس ازاں عقل گل ست
اس کی جزوی عقل اسی کلی عقل سے ہے
سایہ اش فانی شود آخر درو
اس کا سایہ بالآخر اس میں فنا ہو جاتا ہے
وز جمادی در نباتی او فتاد
اور جمادی اقلیم سے نباتی قلم میں آئی
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
اور سرکشی کی وجہ سے اپنی جمادی زندگی کو بھلا دیا
نامدش حال نباتی ہیچ یاد
اس کو نباتی اقلیم کا حال کبھی یاد نہ آیا
خلصہ در وقت بہار و ضمیراں
خصوصاً بہار اور ضمیران کے موسم میں
سر میل خود نداند در لباں
کہ وہ اپنے میلان کا خود نہیں جانتے ہیں
سوی آں پیر جواں سخت مجید
بزرگ جواں نصیب والے پیر کی جانب
جنبش ایں سایہ زان شاخ گل ست
اس سایہ کی حرکت اسی پھول کی شاخ ہے
پس بداند سر میل و جستجو
تب میلان اور جستجو کا راز جان لیتا ہے



سایہ شاخ درخت اے نیک بخت
اے نیک بخت! درخت کی شاخ کا سایہ
باز از حیواں سوی انسانیش
پھر اس کو حیوان کیا اقلیم سے انسان کی جانب
نچنیں اقلیم تا اقلیم رفت
وہ اسی طرح ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک چلتی رہی
عقلہای اولینش یاد نیست
اس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں
تا رہد زیں عقل پر حرص و طلب
تاکہ میں حرص اور طلب بھری عقل سے نجات پا جائے
گرچہ خفتہ گشت و شد ناسی ز پیش
اگرچہ وہ سو گئی ہے اور پہلے کو بھول گئی ہے
باز از اں خوابش بہ بیداری کشند
اس کو پھر اس کی نیند سے بیدار کریں گے
گرچہ غم بود آنکہ می خوردم خواب
اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا
چوں ندانستم کہ آں غم و اعتدال
میں کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم اور بیدار ہونا؟
نچنیں سہ دنیا کہ حلم نامم ست
نچنیں سہ دنیا کہ حلم نامم ست
اسی طرح دنیا جو کہ ایک سونے والے کا خواب ہے
تا برآید ناگہاں صبح اجل
یہاں تک کہ اچانک موت کی صبح آ جاتی ہے
نخندہ اش گیرد ازیں غمہای خویش
اس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے
ہرچہ اندر خواب بنی نیک و بد
تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا اور برا دیکھتا ہے

کے مجبّد گر مجبّد ایں درخت
کب حرکت کر سکتا ہے اگر یہ درخت نہ ہوتا
می گشد آں خلقے کہ دانیش
وہ اللہ تعالیٰ اس کو کھینچتا ہے جس سے تو واقف ہے
تا شد انکوں عاقل و دانا و زفت
یہاں تک کہ وہ اب عقلمند اور دانا اور قوی ہو گئی
ہم ازیں عقلش تحوّل کرد نیست
اس عقل سے بھی اس کو منتقل ہوتا ہے
صد ہزاراں عقل بیند بواجب
وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے
کے گذارندش در اں نسیان خویش
وہ اس کو اس کی بھول میں کب رہنے دیں گے؟
تا کند بر حالت خود ریشخند
تاکہ وہ اپنی حالت پر مذاق اڑائے
چوں فراموشم شد احوال صواب
مجھ سے صحیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟
فعل خوابست و فریب ست و خیال
خواب کا کام ہے اور فریب اور خیال ہے
خفتہ پندارد کہ آیں خود دائم ست
سویا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والی ہے
وار ہد از ظلمت ظن و غل
اور وہ گمان اور فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے
چوں بہ بیند مستقر و جلی خویش
جب وہ اپنے ٹھہرنے کا مقام اور جگہ دیکھتا ہے
روزِ محشر یک بیگ پیدا شود
قیامت کیدن ایک ایک ظاہر ہو جائے گا

۱۔ سایہ اگر درخت کی شاخ
حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت نہیں کر
سکتا۔ باز از حیواں۔ اللہ تعالیٰ روح کو
پھر حیوانیت سے انسانیت کو مرتبہ پر
پہنچا دیتا ہے۔ نچنیں۔ غرضیکہ روح
اقلیم تا اقلیم سفر کرتی ہوئی اس حالت
میں پہنچی کہ وہ صاحب عقل ہو گئی
ہے۔ عقلہای۔ روح اپنی گزشتہ
عقلوں سے غافل ہے پھر اس کی اس
موجودہ عقل سے بھی تبدیل ہوگی۔
۲۔ تا رہد۔ روح کو اس دنیاوی
حرص عقل کو بھی خیر باد کہنا ہے تب
اس کو لاکھوں عجب عقلیں حاصل ہو
جائیں گی۔ گرچہ۔ اگرچہ انسان
خواب کی حالت میں اپنے واقعات
بھول جاتا ہے لیکن وہ لامحالہ بیدار ہوتا
ہے اور پھر خواب کے واقعات کی ہنسی
اڑاتا ہے۔ گرچہ۔ بیدار ہو کر اس کو
تعجب ہوتا ہے کہ میں صحیح واقعات کو
کیسے بھول گیا تھا۔ چوں۔ خواب کے
واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ میں یہ
کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی باتیں ہیں۔
۳۔ نچنیں۔ دنیا اور جو دنیا کی
زندگی کے خواب میں ہے وہ سمجھتا ہے
کہ یہی حاصل زندگی ہے۔ تا برآید۔
جب موت آتی ہے تو اس کی آنکھ کھلتی
ہے۔ نخندہ اش۔ موت کے وقت
جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے غموں
پر ہنستا ہے۔ ہرچہ۔ دنیا کی زندگی میں
جو برائی یا اچھائی کی ہے وہ قیامت
میں سامنے جائے گی۔

۱۔ ہنگام بیداری۔ یعنی قیامت کے وقت۔ تانہ پنداری۔ انسان کو پسند نہ کرنا چاہیے کہ اس دنیاوی خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔ اس کی تعبیر قیامت میں سامنے آ جائے گی۔ بلکہ دنیا میں ظالموں کے ہمنے کی آخرت میں تعبیر رونما اور چھٹا ہو گا۔ گریہ اگر دنیا میں گریہ و زاری ہو گی تو آخرت میں اس کی تعبیر خوشی ہو گی۔ خواب کی تعبیر عموماً لٹی ہوئی۔ اے دریدہ جو یوسف جیسے نیکوں کو دنیا میں ستائے گا وہ آخرت میں بھیڑیا بن کر اٹھسکا۔

۲۔ گشتہ۔ انسان کی بری عادتیں آخرت میں بھیڑیے بنیں گی اور خود اس کے اعضا کو پھاڑیں گی۔ خون اگر انسان نے کسی کا ناحق خون بہلایا ہے تو وہ خون نہ سوئے گا اور قیامت میں بدلے کا خولہاں ہو گا۔ اس قصاص۔ اگر دنیا میں بدلے لے بھی گیا ہو گا تو آخرت کے عذاب سے بھر بھی نجات نہ ملے گی بلکہ دنیا والا بدلہ اس کے مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔ زیں۔ لعب۔ قرآن نے دنیا کی زندگی کو کھیل کو سے تعبیر کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں کا انتقام آخرت کے انتقام کے مقابلہ میں کھیل کو ہے۔

۳۔ اس جزا تسکین جنگ و فتنہ است۔ یہ بدلہ لڑائی اور فتنہ کو دباتا ہے۔ اس سخن پلایا ندارد موسیٰ اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تاہم زالاں خوش علف فر بہ شوند تاکہ سب اس عمدہ گھاس سے مونے ہو جائیں۔

آنچه کردی اندرِ خوابِ جہاں
تو نے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے
تانہ پنداری کہ ایں بد کرد نیست
تو ہرگز نہ سمجھ کہ یہ بد کردی
بلکہ ایں خندہ بود گریہ و نفیر
بلکہ یہ ہنسی رونا اور فریاد ہو گئی
گریہ و درد و غم و زاری خود
اپنے رونے اور درد اور غم اور عاجزی کرنے کو

اے دریدہ پوشتین یوسف
اے یوسفوں کے پوشتین کو پھاڑنے والے
گشتہ گرگاں یک یک خوابے تو
تیری ایک ایک عادت بھیڑیا بن کر
خون نشپد بعد مرگت در قصاص
قصاں کے ملکہ میں تیرے مرنے کے بعد خون ہونے والے گا

اس قصاص نقد حیلست سازیت
یہ فوری قصاص ایک تدبیر ہے
زیں لعب خواندست دنیا را خدا
خدا نے دنیا کو کھیل کہا ہے

اس جزا تسکین جنگ و فتنہ است
یہ بدلہ لڑائی اور فتنہ کو دباتا ہے
اس سخن پلایا ندارد موسیٰ
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
تاہم زالاں خوش علف فر بہ شوند
تاکہ سب اس عمدہ گھاس سے مونے ہو جائیں

گردت ہنگام بیداری عیاں
تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائے گا
اندرِ خواب و ترا تعبیر نیست
خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے
روزِ تعبیر اے ستمگر بر اسیر
تعبیر کے دن اے قیدی پر ظلم کرنے والے
شادمانی داں بہ بیداری خود
اپنی بیداری کے وقت میں خوشی سمجھ
گرگ بر خیزی از اس خواب گراں
اس بھاری نیند سے تو بھیڑیا بن کر اٹکے گا
می درانند از غضب اعضاء تو
غصہ سے تیرے اعضا کو پھاڑے گی
تو ملو کہ میرم و یا بم خلاص
تو نہ کہہ کہ مر جاؤں گا اور بچ جاؤں گا
پیش زخم آں قصاص اس بازیست
اس قصاص کے عذاب کے آگے یہ کھیل ہے
کایں جزا لعب ست پیش آں جزا
کیونکہ یہ بدلہ اس بدلہ کے مقابلہ میں کھیل ہے
آں چو اعضاء ست دیں چوں خندہ است
وہ خسی کرنے کی طرح اور یہ خندہ کی طرح ہے
ہیں رہا گن آں خراں را در گیا
ہاں اور گدھوں کو گھاس میں چھوڑ دے
ہیں کہ گرگانند مارا خشم مند
خبردار! ہلے بھیڑیے غصہ میں ہیں



بیان آنکہ خلق دوزخ گر سنگاں اند و نالاں اندواز حق خواہاں

اس کا بیان کہ دوزخ کی مخلوق بھوکے اور نالاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے کہ روزیہیلی مارا فربہ گرداں و زود بما رساں کہ مارا صبر نماںد کہ ہادی خداک کو موٹا بنا دے اور جلد ہمارے پاس پہنچا دے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

۱۔ نالہ گر نالوں۔ میرے علم میں ہے کہ بھیکو بے بھوک سے فریاد کر رہے ہیں مجھ ان کو ان کی خواہاں بنانا ہے۔ اس نالوں۔ آپ نے اپنی خوش کلامی کی کیسیا سے ان کو آدمی بنانا چاہا لیکن ان کے عقیدہ میں آدمی بنانا تھا۔ پس فرداں پر نعمت کا لاف اڑھا دیا کہ یہ غفلت کی نیند سو جائیں۔

۲۔ تاج۔ جب اس غفلت سے بیدار ہوئے تو مجلس ختم ہو چکی ہوگی نہ جمع ہوگی نہ ساقی یعنی تم سے اور تمہاری ہدایت سے فائدہ اٹھانے کا وقت نہ رہے گا۔ داشت۔ ان کی سرکشی تمہارے لئے حیران کن بھی اب حسرت کا مزہ چکھیں گے تاکہ ہمارے انصاف کا تقاضہ ہوگا کہ ہم ان کو ان کے برے اعمال کی بری سزا دیں۔ کن شے۔ جس خدا کو وہ نہیں دیکھتے ہے تھوہ خدا ان کے ساتھ تھا۔ ۳۔ چوں خرد۔ مولانا مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خدا کی طرح اور بھی چیزیں ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ پاتا ہے اور وہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں انسان اپنی عقل کو نہیں دیکھتا ہے لیکن وہ انسان کے ساتھ ہے نیست قاصر۔ تو اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے سے قاصر نہیں ہے چرغ۔ جب غلط آنے والی عقل تیرے ساتھ ہے تو اگر اس طرح اس کا خالق خدا تیرے ساتھ ہو تو کیا تعجب ہے

نالہ ۳۔ گرگان خود را موقیم ہمیں اپنے بھیڑوں کے رونے کا یقین ہے

اس نالوں را کیسیلی خوش دمی ان گدھوں کو خوش کلامی کی کیسیا نے

لوئے کردی بدعت لطف و خود تو نے دعوت دینے میں بہت مہربانی اور سخاوت کی

پس فرو پوشاں لحاف نعمتی تو ان کو اپنے انعام کا لحاف اڑوھا دے

تاج ۲۔ بچند از جنیں خواب ایں رده تاکہ یہ گدھے جب ایسی نیند سے بیدار ہوں

داشت طغیاں شاں تراور حیرتے داشت طغیاں شاں تراور حیرتے

ان کی سرکشی نے تجھے حیرانی میں مبتلا کر دیا ہے

تاکہ عدل ما قدم بیروں نہد تاکہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے

کاں شے کہ می ندیدندیش فاش کیونکہ وہ شے جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے

چوں ۳۔ خرد بائست مشرف برتنت جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگراں ہو

نیست قاصر دیدن اوے افلاں اے فلاں! اس عقل کا دیکھنا قاصر نہیں ہے

چہ عجب گر خالق آل عقل نیز تو تعجب کیا ہے؟ اگر اس عقل کا پیدا کرنے والا بھی

ایں نالوں را طعمہ ایشاں ہم ان گدھوں کو ان کی خداک بنائیں گے

از لب تو خواست کردن آدمی تیرے ہونٹ سے ان کو آدمی بنانا چاہا

آں نالوں را طالع و روزی نبود ان گدھوں کا نصیب اور مقدور نہ تھا

تا برد شاں زود خواب غفلتی تاکہ غفلت کی نیند ان کو جلد سلا دے

شمع مرده باشد و ساقی شدہ شمع گل ہو چکی ہو اور ساقی روانہ ہو چکا ہو

پس بنوشند از جوا ہم خسرتے پس بنوشند از جوا ہم خسرتے

تو بدلے میں وہ حسرت چکھیں گے

در جوا ہر زشت را در خوردہد ہر برے کو مناسب بدلہ دے

بود بالیشاں نہاں اندر معاش وہ زندگی میں ان کے ساتھ پوشیدہ تھا

گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اس سے عاجز ہے

از سکون و جہشت در امتحاں تیرے سکون اور حرکت سے آزمائش میں

باتو باشد در سکون و نقل نیز تیرے ساتھ ہو سکون اور منتقل ہونے میں بھی

بعد ازاں عقلش ملامت می کند

اس کے بعد اس کو عقل ملامت کرتی ہے

کنز حضور ستش ملامت کرنے

کیونکہ اس کا ملامت کرنا اس کی موجودگی کی دلیل ہے

در ملامت کے ترا سلی زوے

لامت میں کب تیرے طمانچہ ملتی؟

کے چناں کردے جنوں و نفس تو

تو میرا پاگل پن اور گری کب ایسا کرتی؟

زاں بدانی قرب خورشید و جود

تو اس سے وجود کے سورج کی نزدیکی جان لے

نیست از پیش و پس و سفل و علو

جو آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سے نہیں ہے

کہ نیاید بحث عقل آن راہ را

کیونکہ عقل کی بحث اس کا راستہ نہیں پاتی ہے

پیش اصبح یا پیش یا چپ و راست

انگی کے آگے یا اس کے پیچھے یا بائیں اور دائیں سے

وقت بیداری قرینش می شود

بیداری کے وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے

کاصبعت بے او ندارد منفعت

کیونکہ تیری انگلی میں اس کے بغیر نفع نہیں رکھتی ہے

از چہ رہ آمد بغیر شش جہت

بغیر چھ جہت کے کس راستہ سے آیا ہے؟

بے جہت داں عالم امر و صفات

عالم امر و صفات کو بے جہت کا سمجھ

از اُخر غافل شود بر بد تند

عقل سے غافل ہوتا ہے اور برائی کرتا ہے

تو شدی غافل ز عقلت عقل نے

تو اپنی عقل سے غافل بنا ، عقل نہ بنی

گر نبودے حاضر و غافل بدے

اگر وہ حاضر نہ ہوتی اور غافل ہوتی

و را زو غافل نبودے نفس تو

اگر تیرا نفس اس سے غافل نہ ہوتا

پس اُخر عقلت چو اُطرلاب بود

تو تیری عقل اُطرلاب کی طرح ہے

قرب بیچون ست عقلت را بتو

تیری عقل کا تجھ سے قرب بے کیف ہے

قرب بیچون چوں نباشد شاہ را

تو شاہ کا قرب بے کیف کیوں نہ ہو گا؟

نیست آن جنبش کہ اصبح تراست

وہ حرکت نہیں ہے جو تیری انگلی میں ہے

وقت خواب و مرگ ازوے میرود

موت اور نیند کے وقت وہ اس میں چلی جاتی ہے

از چہ رہ می آید اندر اصبعت

وہ تیری انگلی میں کس راہ سے آتی ہے؟

نور چشم مرد مک در دیدہ ات

آنکھ کی پتلی کا نور تیری آنکھ میں

عالم خلق ست باسوی و جہات

عالم خلق جانب اور جہتوں والا ہے

۱۔ از خرد انسان غلطی کرتے وقت

عقل سے غافل ہو جاتا ہے پھر عقل

اس کو ملامت کرتی ہے کنز حضور۔

عقل کا ملامت کرنا اس کی دلیل ہے

کہ وہ تجھ سے اور تیرے کام سے

غافل نہ تھی۔ سلی۔ طمانچہ۔ وہ اس

غلط کا کرنا اس کی دلیل ہے کہ تو اس

وقت عقل سے بیگانہ تھا۔

۲۔ پس ترا تیری عقل حضرت

حق تعالیٰ کے قرب کو سمجھنے کا ذریعہ

ہے اس کی مثال سے تو سمجھ لے

اُطرلاب۔ وہ آگے جس سے نجوی

چاند سورج تاروں کے فاصلے معلوم

کرتے ہیں۔ خورشید وجود حق

تعالیٰ۔ بیچون۔ یعنی بے کیف عقل

کا انسان سے قرب جہتوں سے

متصف نہیں ہے قرب بیچون۔ اللہ

تعالیٰ جس کی ذات خود کم اور کیف

سے بالاتر ہے اس کا قرب بھی ان

کیفیتوں سے بالاتر ہے۔ نیست

آں۔ مولانا بے کیف و کم کے قرب

کی دوسری مثال پیش کر رہے ہیں

انگلی حرکت کوں کی۔ سے جو قرب ہے

وہ بے کیف ہے۔

۳۔ وقت خواب۔ انسان کے

سوتے میں اس کی انگلی کو حرکت نہیں

ہوتی بیداری کے بعد فوراً حرکت آ

جاتی ہے از چہ رہ کوئی نہیں بتا سکتا

کہ یہ حرکت انگلی میں کوئی طرف سے

آتی ہے نور چشم آنکھوں میں روشنی

کی آمد بھی جہات سے منزہ۔ عالم

خلق۔ وہ عالم ہے جو مادی اور ذہنی

ہے وہ جانب اور جہت سے متصف

ہے عالم امر وہ عالم ہے جس کی

پیدائش لفظ کن سے ہوئی ہے اور وہ

مادی اور زمینی نہیں ہے وہ بحرہات کا

عالم ہے جبکہ عالم امر مادہ اور جہت



سے منزہ ہے تو امر یعنی حضرت حق تعالیٰ جس کو کلمہ کن فرمایا ہے بدیع جہات اور جانب سے پاک ہو گا۔

بے جہت دال عالم امر اے صنم
اے صنم! عالم امر کو بے جہت سمجھ
بے جہت بد عقل اوعلام البیاء
عقل بے جہت تھی اور بیان کا جان کار
بے تعلق نیست مخلوقے بدو
کئی مخلوق اس سے بے تعلق نہیں ہے
زانکہ فصل و وصل نبود در رواں
کیونکہ روح میں فصل اور وصل نہیں ہے
غیر فصل و وصل پے براز دلیل
دلیل سے فصل اور وصل کے علاوہ کا پتہ لگا
پے پیالے می براز دوری ز اصل
پے پے اصل سے دوری کا پتہ لگا
اس تعلق را خرد چوں پے پرد
عقل اس تعلق کا کیسے پتہ لگائے؟
زیں وصیت کرد مارا مصطفیٰ
ای وجہ سے مصطفیٰ نے ہمیں وصیت کی ہے
آنکہ در آتش تفکر کرد نیست
جو غور و فکر اس کی ذات میں کرتا ہے
ہست سچ آں پندار او زیر ابراه
یہ محض اس کا خیال ہے کیونکہ راستہ میں
ہر یکے در پردہ موصول جوست
ہر ایک ایک پردے کا وصل چاہنے والا ہے
پس پیمبر دفع کرد اس و ہم ازو
تو پیغمبر نے اس سے اس و ہم کو دفع کر دیا

بے جہت ہم باشد آمر لا جرم
لا محلا امر کرنے والا بھی بے جہت ہو گا
عقل تر از عقل و جاں تر ہم ز جاں
عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے
آں تعلق ہست بیچوں اے عمو
اے چچا! وہ تعلق بلا کیف ہے
غیر فصل و وصل نندیشد گماں
گمان فعل اور وصل کے علاوہ نہیں سوچتا ہے
لیک پے بردن نہ شناسد علیل
لیکن پتہ لگانا پتہ نہیں جانتا
تارگ مردیت آرد سوی وصل
تارک مردانگی کی رگ تجھے وصل کی جانب لے پے
بستہ فصل ست وصل است اس خرد
یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے
بحث کم جوئید در ذات خدا
کہ ذات خدا میں بحث نہ کرو
در حقیقت آں نظر در ذات نیست
حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے
صد ہزاراں پردہ آمد از الہ
خدا کی جانب سے لاکھوں پردے ہیں
وہم او آن ست کاں عین خود اوست
اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کا عین ہے
تا نباشد در غلط سودا پسر او
تاکہ وہ غلطی میں خیالی (دیگ) پکانے والا نہ بنے



کرنے والا کسی پردے سے وابستہ ہو گیا ہے اور اسی کو اللہ کی ذات کا عین سمجھ رہا ہے۔

۱ عقل۔ عقل بھی بے جہت
چیز ہے جو اللہ تعالیٰ جو عقل کی بھی عقل
اور جان کی بھی جان ہے کیوں جہت
سے پاک نہ ہوگا۔ بے تعلق۔ مخلوق کا
خالق سے جو تعلق ہے وہ بھی کیفیت
سے بالاتر ہے۔ زائد روح مادہ سے
پاک ہے لہذا اس میں نہ فصل کی
صفت ہے نہ وصل کی لیکن انسان کا
خیال و گمان وصل اور فصل کے علاوہ
کوئی تعلق نہیں سمجھتا ہے۔ غیر فصل۔
ہماری بیان کردہ دلیل سے پتہ لگائے
کہ اتصال اور انفصال کے علاوہ بھی
کوئی تعلق ہے لیکن وہ محض جو نفسانی
پہلوؤں میں جتا ہے وہ پتہ نہیں لگا
سکتا بعض نسخوں میں نہ بنشاند
علیل۔ ہے اس کے معنی یہ ہوں گے
محض پتہ لگانا پاس نہیں سمجھتا ہے
پاس جب تجھے کی جبکہ مشاہدہ
حاصل ہو جائے گا۔
۲ پے پیالے اگر انسان مسلسل
یہ سوچے گا کہ مجھے ذات خداوندی
سے دوری ہے تو مردانگی کی رگ اس کو
وصل کی طرف لے جائے گی۔ اس
تعلق۔ جو عقل محض اتصال اور
انفصال کے تعلق کو ہی سمجھ سکتی ہے وہ
اللہ سے مخلوق کے تعلق کا پتہ نہیں بتا
سکتی۔ زیں۔ چونکہ عقل اس کو نہیں
سمجھ سکتی اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا
تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا
تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ اللہ کی مخلوق میں غور
کرو اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور نہ کرو۔
آنکہ۔ کیونکہ ذات کا تصور ناممکن ہے
لہذا اس میں تفکر بھی ناممکن ہے۔
۳ ہست۔ ذات میں غور و فکر کرنا
ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ محض
اپنے ایک مفروضہ میں غور کرنا ہے
کیونکہ ذات اور مخلوق میں کروڑوں
پردے ہیں۔ ہر یکے ذات میں غور

وانکمہ اندر وہم او ترک ادب
کیونکہ اس کے وہم میں پڑنا ادب کو چھوڑنا ہے
سرنگونی آں بود کو سوی زیر
سرنگونی اس کے چھوڑنے کو
اندھا پن یہ ہے کہ بچے کو
زانکہ حد مست باشد ایں چنیں
کیونکہ مدوش کی یہ تعریف ہے
در عجہایش بفکر اندر روید
اس کے عجائب میں غور کرو
چوں ز صنعتش ریش و سبک گم کنید
جب تم اس کی صنعت میں حیرن ہو جاؤ گے
جز کہ لا اھی نگوید او ز جل
صلے سے اس کے کھنکھانے میں نہیں کر سکتا
چوں بیانش بجدست اے بوالہوس
اے بوالہوس! چونکہ اس کا بیان لا محدود ہے

۱۔ ونگہ ذلت خدا میں مشغولیت نہ ہو اور وہم میں مبتلا ہو یہ خدا کے ساتھ چلائی ہے جس کی سزا سرنگونی ہے۔ سرنگونی۔ لوندھے پن کا یہی مطلب ہے کہ انسان نیچے گر رہا ہو اور یہ سمجھے میں لو پر چڑھ رہا ہوں۔ حدست۔ مست کی تعریف یہی ہے کہ وہ زمین اور آسمان یعنی نیچے اور اوپر میں فرق نہیں کر سکتا۔ در عجہایش۔ خدا کی عجیب صفائی میں غور کرنا چاہیے اور اس کی عظمت اور ہیبت میں گم ہو جانا چاہیے۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ کی کلامی میں غور کرو گے تو تم پر اپنی حقیقت کھل جائے گی اور خاموشی اختیار کر لو گے۔

۲۔ تجوک۔ اب تم یہ کہو گے لا اخصی نناء غلبک فت کما نشیت علی نفسک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ چوں بیانش۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کی تعریف کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے لہذا اس میں بحث ختم کر دینی چاہیے اور خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔

۳۔ رخن۔ حضرت ذوالقرنین اور کوہ قاف کے مکالمہ سے یہی سمجھایا ہے کہ اوصاف باری تعالیٰ کا بیان ناممکن ہے۔ ذوالقرنین۔ ایک نیک دل بادشاہ تھا جس کا نام سکندر تھا یہ سکندر دہلی سے بہت پہلے گزرا ہے۔ وقاف۔ ایک پہاڑ ہے لیکن فارسی لہجہ میں اس کے بارے میں بہت سے فرضی افسانے مذکور ہیں۔

رخن ۳ ذوالقرنین بکوہ قاف و در خواست کردن کہ اے
حضرت ذوالقرنین کا کوہ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اے قاف
قاف از عظمت صفات حق تعالیٰ شممہ باما بگو و جواب او
ہمیں کچھ تھوڑی سی اللہ تعالیٰ کی صفائی کی عظمت بتا دے اور اس کا جواب
کہ صفت عظمت حق تعالیٰ بہ تقریر درنیاید ولا بہ کردن ذوالقرنین
دینا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعریف تقریر میں نہیں آ سکتی اور ذوالقرنین کی
کہ از انچہ تو اں گفت و بخاطر داری شممہ بگو
خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جاسکتا ہے اور جو جانتا ہے کچھ بتا دے

رفت ذوالقرنین سوی کوہ قاف دید کہ را کز زمرد بود صاف
ذوالقرنین کوہ قاف کی جانب گئے انہوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ زمرد سے زیادہ صاف تھا



گردِ عالم حلقہ گشتہ آلِ محیط

و گھیرنے والا دنیا کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے ہیں

گفت تو کوہی دگرہا چہستند

انہوں نے کہا تو پہاڑ ہے دوسرے کیا ہیں؟

گفت رگہای من انداں کوہہا

اس نے کہا 'وہ پہاڑ میری رگیں ہیں

من بہ شہرے رگے دارم نہاں

ہر شہر میں میری رگ چھپی ہوئی ہے

حق ۲ چو خواہد زلزله شہرے مرا

جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلہ (دلانا) چاہتا ہے تو مجھے

پس بجبنا من آل رگ را قبر

میں غصہ سے اس رگ کو ہلا دیتا ہوں

چوں بگوید بس شود ساکن رگم

جب وہ بس کہہ دیتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے

بہجو مرہم ساکن و بس کارکن

جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کار گزار ہے

نزداں ۳ کس کہ نداند عقلش اس

جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اس کے نزدیک

اس بخاراتِ زمین نبود بداں

سمجھ لے یہ زمین کے بخارات نہیں ہیں

ماند حیراں اندراں خلقِ بسیط

اس وسیع مخلوق میں حیران رہ گئے

کہ بہ پیشِ عظم تو باز دستند

کہ تیری بڑائی کے سامنے ہمیں میں

مثلِ من نبوند در حُسن و بہا

وہ خوبصورتی اور قیمت میں میری طرح نہیں ہیں

بر غروم بستہ اطرافِ جہاں

دنیا کے اطراف میری رگوں سے بندھے ہوئے ہیں

امر فرماید کہ جُباں عرق را

حکم دے دیتا ہے کہ رگ کو ہلا دے

کہ بداں رگ متصل گشتِ ست شہر

جس رگ سے وہ شہر ملا ہوا ہے

ساکنم و زروی فعلِ اندر تگم

میں بظاہر ساکن ہوں لیکن عمل کے اعتبار سے مصروف ہوں

چوں خرد ساکن و زو جُباں سخن

جیسے کہ عقل ساکن ہے بات اس کی وجہ سے حرکت میں ہے

زلزلہ ہست از بخاراتِ زمین

زلزلہ زمین کے بخارات کی وجہ سے ہے

ز امر حق ست وازاں کوہِ گراں

اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس بھاری پہاڑ کی وجہ سے ہیں

۱ محیط۔ گھیرنے والا یعنی وہ پہاڑ
تمام دنیا کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے
تھا۔ گفت۔ ذوالقرنین نے کہا تیری
بڑائی کے مقابلہ میں ان پہاڑوں کی
کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رگہای۔ رگوں
۲ حق۔ نے کہا وہ پہاڑ میری جڑیں ہیں
جڑوں اور اصل یکساں نہیں ہوتی اس لئے
تم ان کو دیگر پہاڑ سمجھ رہے ہو۔ من
بہر شہرے۔ دنیا کے ہر شہر کے نیچے
میری رگ ہے اس طرح تمام دنیا
میری رگوں پر آباد ہے۔

۳ حق۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شہر
پر زلزلہ نازل فرمانا چاہتا ہے تو مجھے حکم
دیدتا ہے میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا
ہوں اور اس شہر میں زلزلہ آ جاتا ہے۔
چوں بگوید۔ جب مجھ سے حکم دیتا
ہے تو وہ میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
بظاہر میں ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ
کے احکام میں میری تگ و جدی
ہے۔ بہجو۔ ساکن رہ کر کام کرنے
کی مثل مرہم اور عقل ہے۔

۴ نزداں کس۔ جس کی عقل
میں یہ بات نہیں آتی وہ زلزلہ کا اصلی
سبب زمین کے بخارات کو سمجھتا ہے
لیکن حاصل زلزلہ کا سبب خدائی حکم
اور کوہِ قاف ہے۔ بیان اس سے یہ
ثابت کیا ہے کہ جو عقلمند ہیں وہ
مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں کم
عقل سبب کو ہی جانتے ہیں۔

بیان آنکہ مور کے برکاغذ می رفت نوشتنِ قلم دید قلم را ستودن

اس کا بیان کہ ایک چھوٹی سی چیونٹی کاغذ پر چل رہی تھی اس نے قلم کا لکھنا دیکھنا قلم کی تعریف

گرفت مورے دیگر کہ چشمش تیز بین بود گفت ستائیش انگشتاں

کرنی شروع کر دی دوسری چیونٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اس نے کہا انگلیوں کی

راگن کہ اس ہنر از ایشاں می بینم مورے دیگر کہ از ہر دو چشم او

تعریف کر کیونکہ میں یہ ہنر ان کا سمجھتی ہوں تیسری چیونٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

تیز تر بُود گفت من ستایش باز و کنم کہ انگشتاں فرع وے اُند
تیز تھیں بولی میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انگلیاں اس کی فرع ہیں

مورے کے بر کاغذے دید او قلم
ایک چھوٹی سی چیونٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا
کہ عجائب نقشاں آں کلک کرد
کہ قلم نے عجیب نقش کھینچے ہیں
گفت آں مور صبح ستاں پیشور
اس چیونٹی نے کہا ' انگلی کا گزرا ہے
گفت آں مور سوم کز بازو است
تیسری چیونٹی نے کہا کہ وہ بازو کی وجہ سے ہے
پچھنیں می رفت بالا تائیکے
بات اسی طرح اوپر کو چلتی رہی یہاں تک کہ
گت کز صورت مہید ایں ہنر
اس نے کہا اس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا
جسم بمنزلہ لباس اور لاٹھی کے ہے
ہے بختور بُود او کہ آں عقل و فواد
وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل
یک زماں ازوے عنایت برگند
تھوڑی دیر کے لئے وہ اس پر مہربانی کرنا بند کر دیتا ہے

باز اہتماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف و بیان عجائب از ثنای حق
ذوالقرنین کا دوبارہ کوہ قاف سے درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوہ قاف در نطق سفت
جب کوہ قاف نے گویائی کا موتی پرویا
چونکہ کوہ قاف گویا یافت ذوالقرنین گفت
چونکہ ذوالقرنین نے اس کو بولتا پایا تو کہا
از صفات حق بکن با من بیاں
اللہ تعالیٰ کی صفات مجھ سے بیان کر دے

۱۔ مور کے مور چیونٹی کا فقیر
کا اور یا وحدت کی ہے۔ راز۔ یعنی
قلہ کاری دیکھنا۔ کلک۔ قلم۔ ریحان۔
ناز بو ہر خوشبودار پودہ۔ سون۔ ایک
نیلگوں پھول ہے۔ وہ۔ گلاب صبح۔
ای چیونٹی نے کہا کہ یہ قلم کا ہنر نہیں
بلکہ اصل کارگیری کاتب کی انگلیوں
کی ہے۔
۲۔ مور سوم۔ تیسری چیونٹی نے کہا
کہ اصل یہ کام بازو کا ہے۔ فطن۔
سمجھنا۔ کز صورت۔ اس کارگیری کا
اصل سبب جسم نہیں۔ روح ہے۔
صورت۔ جسم۔ روح کا ایک لباس
اور آگے ہے نقش عقل اور جان بنائی
ہے۔ بے خبر۔ وہ چیونٹی بھی اس سے
بے خبر تھی کہ عقل اور جان خدا کی
تحریک پر عمل کرتی ہے۔
۳۔ یک زماں۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل
سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی مہربانی ہٹا
لیتا ہے عقل بے عقلی کے کام کرنے
لگتی ہے۔ چونکہ۔ جب ذوالقرنین
نے کوہ قاف کو بولتا دیکھا تو اس سے
درخواست کی۔ کہ اسے کوہ قاف
توانہ کی صفات سے واقف ہے ہمیں
اس کی صفات سے آگاہ کر دے۔

گفت از و کاں وصف ذہن ہا برترست
اس نے کہا جا کیونکہ وہ صفت اس سے بالاتر ہے
یا قلم راز ہرہ باشد کہ بسر
یا قلم کی یہ بھل ہو کہ نوک سے
گفت کمتر دستاں باز گو
انہوں نے کہا تھوڑی سی داستان سنا دے
گفت اینک دشت سیہ صد سالہ راہ
اس نے کہا یہ تین سو سالہ مسافت کا جنگل
کوہ ۲ بر گہ بے شمار و بے عدد
پہاڑ بالائے پہاڑ بے شد اور ان گنت
کوہ برفی می زند بر دیگرے
برف کا پہاڑ دوسرے (پہاڑ) پر پڑتا ہے
کوہ برفی می زند بر کوہ برف
برف کا پہاڑ برف کے دوسرے پہاڑ پر گرتا ہے
گر نبودے آتچنیں وادی شہا
اے بادشاہ! اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا
غافلاں را کوہی برف داں
غافلوں کو برف کے پہاڑ سمجھ
گر نبودے عکس ۳ جہل برف باف
اگر برف کی سی ساخت کے جہل کا عکس نہ ہوتا
آتش از قہر خدا خود ذرہ ایست
جہنم کی آگ اللہ کے قہر کا ایک ذرہ ہے
با چنیں قہرے کہ زفت و فائق ست
ایسے قوی اور بڑے ہوئے قہر کے بل وجود
سبق ۴ بیچون و چونکہ معنوی
یہ آگے ہونا بغیر کیف اور کیفیت کے معنوی ہے

کہ بیاں بروے تواند برود دست
کہ بیان اس پر قابو پا سکے
بر نویسند بر صحائف زان خبر
وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
از عجیبی حق اے حیر نکو
اللہ کی عجیب کی اے اچھے عالم!
کوہی برف پر کردہ است شاہ
شاہ نے اس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا ہے
میرسد در ہر زماں فرش مدد
ہر وقت ان کو برف کی مدد پہنچتی ہے
می رساند برف سردی تاثرے
برف ٹھنڈک کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے
دمبدم ز انبار بیحد و شگرف
ہر وقت بے حد اور عجیب بوجھ سے
تفت دوزخ محو کر دے مرا
دوزخ کی سوش مجھے مٹا دیتی
تانسو زد پردہی عاقلان
تاکہ عقلمندوں کے پردے نہ پھٹک جائیں
سوختے از نار شوق آل کوہ قاف
تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا
بہر تہدید لئیمال درہ ہیست
وہ کمینوں کو ڈرانے کے لئے ذرہ ہے
بر لطفش ہیں کہ بروے سابق ست
اس کے کرم کی ٹھنڈک کو دیکھ جو اس سے آگے ہے
سابق و مسبوق دیدی بے دوئی
تو نے بغیر دہائی کے آگے ہونا نظر دیکھ جانے والا رکھا

۱ گفت۔ کوہ قاف نے کہا اللہ
تعالیٰ کے صاف بیان سے بالاتر
ہیں۔ یا قلم۔ نہ قلم میں یہ طاقت ہے
کہ ان کو تحریر کر سکے۔ حیر۔ بڑا عالم۔
گفت۔ کوہ قاف نے قدرت کے
عجائب کا بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ
جنگل اتنا وسیع ہے کہ تین سو سال کی
مسافت کا ہے اس کو خدا نے برف
سے پر کیا ہے اور اس پر برف کی
چھٹی چھٹی رہتی ہیں۔

۲ کوہ۔ اس جنگل میں اللہ تعالیٰ
نے برف کے پہاڑ جمع کر دیے
ہیں۔ گر نبودے۔ اس میں یہ حکمت
ہے کہ اگر اس جنگل کے برف کے
پہاڑوں کی ٹھنڈک نہ ہوتی تو دوزخ
کی آگ کی گرمی مجھے پھونک ڈالتی۔
غافلاں۔ اگر غافلوں کی غفلت کا اثر
عارفوں کے دل پر نہ پڑتا تو عارفوں کا
شوق ان کو جلا ڈالتا۔

۳ عکس۔ غافلوں کی غفلت کا
اثر عارفوں کے دل پر بھی اثر کرتا ہے
جو برف کے پہاڑ کوہ قاف کے لئے
کر رہے ہیں۔ آتش۔ دوزخ کی
آتش جس کی تاثیر کا اس قدر بیان ہوا
ہے کہ اللہ کے قہر و غضب کا ایک ذرہ ہے۔
با چنیں۔ لیکن قہر و غضب کی اس
حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کرم کی
ٹھنڈک اس سے بڑھی ہوئی ہے۔
سبق۔ رحمت کی غضب پر مستی
سبق نہیں ہے بلکہ معنوی ہے
رحمت اور غضب دونوں اللہ کی صفت
امداد کی صفتیں ہیں اور امداد عین
ذات باری تعالیٰ ہے لہذا یہاں سابق
اور مسبوق ہونا ایک چیز کی صفت
ہے۔

کہ عقول خلق زں کلن یک دوست

کیونکہ مخلوق کی عقلیں اس کان میں ایک جوی برابر ہیں

کے رسد بر چرخ دیں مرغِ گلین

دین کے آسمان پر مٹی میں سنا پرند کب پہنچ سکتا ہے

زانکہ نشو اُوز شہوت وز ہواست

کیونکہ اس کا نشو و نما شہوت اور نفسانی خواہش ہے

تازِ رحمت پشتِ آبدِ حَمَلِے

تاکہ رحمت کا کباب تیرے سامنے آ جائے

گر بے گوئی تکلف می گنی

اگر تو "ہیں" کہے ' تکلف برتے گا

قہرِ بر بندِ دِباں نے روزنت

اس "نہیں" سے قہر ' تیرا روزن بند کر دے گا

تا در آید نصیر حق از پیش و پس

تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد آگے اور پیچھے سے آ جائے

با زبانِ حالِ گفتی اِہْلِنَا

زبانِ حال سے تو ہمیں ہدایت دے کہے گا

می شود آں زفتِ نرم و مستوی

وہ بڑا نام اور ہموار ہو جائے گا

چونکہ عاجز آمدی لطف و برست

جبکہ تو عاجز ہو گیا تو مہربانی اور بخلائی ہے

گر ندیدی آں بُود از فہمِ پست

اگر تو نے نہیں دیکھا تو یہ ناقص عقل کی وجہ سے ہے

عیبِ بر خود نہ نہ بر آیاتِ دیں

اپنا عیب سمجھ ' نہ دین کی آیتوں کا

مرغِ راجولان گہِ عالی ہواست

تیرے پرند کی بلند پرواز گاہِ فضا ہے

پس تو حیراں باش بے لا و بے

بس تو حیران رہ ' بغیر نہیں اور ہیں کے

چوں ز فہمِ ایں عجائبِ کودنی

جبکہ تو ان عجائب کے سمجھنے میں نائل ہے

وَر ۲ بگوئی نے ز ند نے گردنت

اگر تو "نہیں" کہے گا "نہیں" تیری گردن کاٹ دیگی

پس ہمیں حیران و والہ باش و پس

تو اسی طرح سے حیران اور سرگشتہ رہ اور بس

چونکہ حیراں گشتی و گنج و فنا

جبکہ تو حیران ہو گا اور ناچیز اور فنا

زفتِ زفتِ ست و چولرزاں میثوی

ہا ہا ہی ہے اور جب تو لرز گیا

زانکہ ۳ شکلِ زفتِ بہر منکرست

کیونکہ ہر شکلِ منکر کے لئے ہے

۱۔ گر ندیدی۔ ایک ہی چیز سابق بھی ہو اور مسبوق بھی اگر یہ تیری سمجھ میں نہیں آیا تو یہ تیری عقل کا نقصان ہے۔ ہر انسانوں کو عقل کا تھوڑا سا حصہ ملا ہے جو دنیا کی آکاشوں میں ہے اس کی پرواز اعلیٰ علوم کی طرف نہیں ہوتی۔ مرغ۔ پرند کی پرواز صرف آسمان کی فضا میں ہے اسی طرح ناقص عقل کی پرواز کا حل ہے۔ پس۔ رحمت اور غضب کے سابق اور مسبوق ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا ہے تو اس کا اقرار اور انکار نہ کر بلکہ اپنے عجز کا اظہار کر رحمتِ خداوندی و عگیری کر گئی۔ گر گئی۔ اگر بے سمجھے سمجھنے کا اقرار کرے گا تو یہ تکلف ہے جو جائز نہیں۔

۲۔ بگوئی۔ اگر انکار کریں گا تو تجھ پر قہرِ خداوندی نازل ہوگا۔ پس۔ حیرانی اور عجز اختیار کر اللہ کی مدد آ جائے گی۔ چونکہ حیرانی اور عاجزی کی حالت میں تو ضرور کہے گا اے اللہ مجھے ہدایت فرما دے۔ زفت۔ حقائق کا سمجھنا مشکل ہے لیکن انسان جب عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت فرما دیتا ہے اور حقائق سمجھ میں آ جاتے ہیں۔

۳۔ زانکہ۔ کسی حقیقت کی ہر صحت منکر کے لئے ہوتی ہے چونکہ جب انسان عجز اختیار کرتا ہے تو وہی برفِ صحت بھگی بن جاتی ہے۔ مؤذن۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ عاجزی سے ہی رحمت بن جاتی ہے۔

نمودنِ جبرئیل خود را بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورتِ خویش

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبرئیل کا اپنے آپ کو اپنی اصلی صحت پر

وازد ہنقصد پر او چوں یک پر ظاہر شد اُنق را بگرت و

ظاہر کرنا اور ان کے ساتھ سو پہلوں میں سے جب ایک پر ظاہر ہو اس نے

آفتابِ تجوِب شد

آسمان کے اطراف کو گھیر لیا اور سورج چھپ گیا

مصطفیٰ می گفت پیش جبرئیل

مصطفیٰ نے جبرئیل سے کہا

مر مرا! اینتی محسوس آشکار

مجھے واضح اور محسوس کر کے دکھائیے

گفت نتوانی و طاقت نبوت

انہوں نے کہا آپ نہ دیکھ سکے گا آپ کتابت ہوگی

گفت بنما تا بہ بیند ایں جسد

آپ نے فرمایا کہ دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے

آدمی راہست حسن تن سقیم

آدمی کی جسمانی خوبی ناقص ہے

بر ۲ مثال سنگ و آہن ایں تنہ

یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے

سنگ و آہن مولد ایجاد نار

پتھر اور لوہا آگ نکلنے کی پیدائش کا ہے

باز آتش دستکار وصف تن

پھر آگ جسم کے بوساے کی دستکاری ہے

باز در تن شعلہ ابراہیم وار

پھر بدن میں حضرت ابراہیم کی طرح شعلہ ہے

گر بر آری از درونت آتشی

اگر تو اپنے اندر سے آگ ظاہر کرے

لا ۳ جرم گفت آں رسول ذوقنوں

لا محالہ اس صاحب کلمات رسول نے فرمایا

ظاہراً ایں دو بسندانی زبوں

ظاہر یہ دونوں ہتھوڑے سے عاجز ہیں

کہ چنانکہ صورت تست اے خلیل

اے دوست! جیسی تیری اصلی صورت ہے

تا بہ بینم مر ترا نظارہ وار

تاکہ میں تمہیں نظارہ کرنے والے کی طرح دیکھ لوں

حسن ضعیف ست و تنگ سخت آیت

حسن جسمانی ضعیف اور کمزور ہے آپ کو پریشانی ہوگی

تا چہ حد حسن نازک ست و بے مدد

کہ حسن کس قدر نازک اور بے طاقت ہے

لیک در باطن یکے خلق عظیم

لیکن باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے

لیک ہست او در صفت آتش زنہ

لیکن وہ صفت میں چمقا ہے

زاد آتش زیں دو والد قہر بار

قہر ڈھانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا ہوئی

ہست قاہر برتن او شعلہ زن

وہ شعلہ زنی اس کے جسم پر غالب ہے

کہ از و مقہور گردد برج نار

کہ اس سے آگ کا کہ مغلوب ہو جاتا ہے

آتش گردد مطیع و لخنو شے

آگ تیری فرمانبردار اور راضی ہو جائے

رَمَزِ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ

اشعار ہم پیچھے ہیں پہلے ہیں کا

در صفت از کان آہنہا فزوں

صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھ کر ہیں

۱۔ مر مر! آنحضرتؐ نے حضرت

جبرئیلؑ سے کہا کہ اپنی اصلی صورت دکھا

دیجئے تاکہ میں اس کا نظارہ کروں۔

گفت۔ انہوں نے کہا کہ جسمانی

حواس کمزور ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کی

تاب نہ لاسکیں گے اور آپ کو تکلیف

ہوگی۔ ایں جسد آنحضرتؐ نے فرمایا

کہ اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم کو

اپنے حواس کی کمزوری معلوم ہو

جائے۔ آدمی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

انسان کے جسمانی حواس یقیناً کمزور

ہیں لیکن روح انسانی نہایت طاقتور اور

بڑی مخلوق ہے۔

۲۔ بر مثال انسان کی جسم کی مثال

لوہے اور پتھر کی سی ہے لیکن اس کی

صفت چمقا کی سی ہے جس میں

آگ جیسی قوی مخلوق پوشیدہ ہوتی

ہے۔ سنگ۔ پتھر اور لوہے سے آگ

پیدا ہوتی ہے جو قہر و حادثی ہے۔ باز

آتش۔ قوی کا ضعیف سے پیدا ہونا

مستبعد نہیں ہے۔ انسان کا بدن

چمقا کے ذریعہ آگ پیدا کرتا ہے

اور وہ انسان کے بدن کو پھونک ڈالتی

ہے۔ باز در تن۔ جسم انسانی میں ایک وہ

ابراہیمی آگ پوشیدہ ہے جو اس آگ

کے کرے پر غالب آجاتی ہے۔

۳۔ لا جرم۔ آنحضرتؐ نے اپنی

امت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی پیدائش

بتایا لیکن چونکہ یہ پیدائش اصل سے

بڑی ہوئی ہے اس لئے اس کو ان سے

سابق بتایا۔ ظاہراً۔ پتھر اور لوہا

ہتھوڑے سے عاجز ہیں لیکن ان سے

جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی

کانوں کو بھی گھاتی ہے۔



در صفت اصل جہاں ایں را بد اں
صفت میں دنیا کی اصل اس کو سمجھ
باطنش باشد محیط ہفت چرخ
اس کا باطن ساتوں آسمان نو کو محیط ہوتا ہے
ہمیتے کہ گہ شود ز اں مند کے
وہ ہیبت کہ پہلا اس سے ریزہ ریزہ ہو جائے
از مہابت گشتہ بیہش مصطفیٰ
مصطفیٰ خوف سے بے ہوش ہو گئے
جبرئیل آمد در آغوش کشید
جبرائیل آئے ان کو بغل میں لیا
واں تجمش دوستاں را را نگاں
اور وہ محبت مفت دوستوں کے لئے ہے
ہول سر ہنگاں و صار مہابدست
سپاہیوں کی ہیبت اور تلواریں ہاتھ میں
کہ بلر زانند از مہابت شیرما
کہ خوف سے شیر لرزتے ہیں
کہ شود سست از ہمیش جانہاں
کہ ان کے ذر سے جانیں سہتی ہیں
کہ گند شاں از شہنشاہی خبر
تاکہ ان کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے
تا گلاہ کبر بنہند آں گروہ
تاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوپی اتار دیں
نفس خودیں فتنہ و شر کم گند
تکبر نفس فتنہ اور شر نہ پھیلانے
دارد اندر قہر زخم و گیسو دار
غصہ میں لذت اور کچڑ دھکڑ رکھتا ہے

پس بصورت آدمی فرع جہاں
پس آدمی صہنا دنیا کی فرع ہے
ظاہرش را پشہ آرد بچرخ
اس کے ظاہر کو ایک پتھر نچا دیتا ہے
چونکہ کرد الحاح بنمود اند کے
جب انہوں نے اصرار کیا انہوں نے دکھا دی تھوڑی سی
شہپرے بگرفتہ شرق و غرب را
ایک شہر جس نے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیا
چوں ز نیم و ترس بیہوش بدید
جب انہوں نے ان کو خوف اور ڈر سے بیہوش دیکھا
آں مہابت قسمت بیگانگاں
وہ خوف بیگانوں کا حصہ ہے
ہست شاہاں را زمانے برنشست
جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے
دور باش و نیزہ و شمیرما
و شاہ اور نیزہ اور تلواریں
بانگ چاو و شاں و آں چوگان ہا
نقیبوں کی آواز اور بے
ایں برائے خاص و عام رہگذر
یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے
از برائے عام باشد ایں شکوہ
یہ دبدبہ عوام کے لئے ہوتا ہے
تاہن س و ماہی ایشاں بشکند
تاکہ ان کی خودی اور تانیت کو توڑ دے
شہر ازاں ایمن شود کاں شہر یار
شہر اسی سے پر امن ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

۱۔ پس۔ انسان اگرچہ دنیا اور
جہان کی پیدل ہے لیکن اصل سے
بڑھا ہوا ہے۔ ظاہرش۔ انسان کو
ظاہری جسم پتھر سے عاجز آجاتا ہے
لیکن اس کی روح ساتوں آسمانوں کو
گھیر لیتی ہے۔ چونکہ۔ انحصار کے
اصر پر حضرت جبرئیل اپنی اصلی
صحت پر نمایاں ہو گئے۔ لعل۔
اصر۔ منک۔ پاد۔ پاد۔ شدہ۔
شہر۔ حضرت جبرئیل کے بدو
کے ایک پرے مشرق و مغرب گھیر لیا۔
۲۔ آں مہابت۔ حضرت جبرئیل
نے عرض کیا کہ خوف اور ہیبت
منکروں کے لئے ہوتی ہے۔ جمش۔
اظہار محبت۔ را نگاں۔ بادشاہ عوام پر
ہیبت طاری کرتے ہیں۔ خواں پر
مہربانی کرتے ہیں۔ برنشست۔
یعنی جلوس۔ صارم۔ تیز تلوار۔ دور
باش۔ وہ تیز و جوقیب کے ہاتھ میں
ہوتا ہے اور نقیب اعلان کرتا جاتا ہے
کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے عوام
راستہ سے دو ہو جائیں۔ نہیب خوف
ایں۔ یہ بادشاہ کا سردار عب و دبدبہ
راستہ کے عوام و خواں کے لئے ہوتا
ہے تاکہ اپنی بڑائی کا خیال دل سے
نکل دیں۔
۳۔ تاہن و۔ یعنی تانیت اور
تکبر۔ خود ہیں۔ متکبر۔ دل۔ یعنی
بادشاہ غصہ کے وقت کچڑ دھکڑ پر بھی
قادر ہے۔

پس بمر و آں ہوسہا در نفوس
تو نفوس میں ہویں مر جاتی ہیں
باز چوں آید بسوی بزم خاص
پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے
حلم بر حلم ست و رحمتا بجوش
برہماری پر برہماری ہے اور شفقتیں جوش میں ہیں
طبل و گوس و ہول باشد وقت جنگ
طبل اور نقارہ اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہے
ہست دیوان محاسب عام را
پوچھ گچھ کی کچھری عوام کے لئے ہوتی ہے
آں زرہ وال خود در جنگ و وعا
زرہ اور خود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے
جوش ۳ و آں خود مر چالیش راست
زرہ اور خود خاص جنگ کے لئے ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے جواد
اے سخی! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
اندر احمد آں حسے کاں غارب ست
احمد کے اندر کی وہ حس جو چھپ جانے والی ہے
وال عظیم الخلق آں کو صفا درست
وہ بڑی مخلوق جو صف شکن ہے
قابل ۳ تغیر اوصاف تن ست
تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں
بے ز تغیرے کہ لاشرقیہ
روح بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ مشرقی ہے
آفتاب از ذرہ کے بیہوش شد
سورج ذرہ سے کب بے ہوش ہوا ہے؟

بیت شہ ملع آید زان نخوس
اس نخواست سے بادشاہ کا خوف ملع آتا ہے
کے بود آنجا مہابت یا قصاص
وہاں خوف اور سزا کہیں ہوتی ہے؟
نشوی از غیر جنگ و نے خروش
تو سادگی اور بانسری کی آواز کے سوا نہ سنیں گا
وقت عشرت با خواص آواز جنگ
خواص کے ساتھ عیش کے وقت سادگی کی آواز ہوتی ہے
واں پیرویاں گرفته جام را
اور حسین جام تھامے ہوئے ہیں
ویں شراب و نقل در بزم صفا
شراب اور چینیہ خلوص کی محفل میں ہوتا ہے
ویں حریر و ورد مر تعریش راست
اور ریشمین کپڑے اور گلاب خاص تخت نشینی کے لئے ہے
ختم گن واللہ اعلم بالہ شاد
ختم کر اور اللہ تعالیٰ راست روی کو زیادہ جانتا ہے
خفتہ ایں دم زیر خاک یرش ست
اس وقت مدینہ کی مٹی کے نیچے سوئی ہوئی ہے
بے تغیر مقعد صدق اندر ست
بغیر تغیر کے سچائی کی جگہ کے اندر ہے
روح باقی آفتاب روشن ست
باقی رہنے والی روح روشن سورج کی طرح ہے
بے ز تبدیلی کہ لاغریہ
وہ بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
شمع از پروانہ کے بیہوش شد
شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

۱۔ نخوس۔ یعنی تکبر کی نحوست۔
باز۔ جب بادشاہ اپنی خاص محفل میں
ہوتا ہے تو وہاں نہ خوف ہوتا ہے نہ
بدلہ میں مل کا ڈر ہوتا ہے۔ علم۔ یعنی
خاص مجلس میں بردباری ہی بردباری
ہوتی ہے۔ طبل۔ یعنی یہ صرف جنگ
کے وقت کے لئے ہے عیش و عشرت
کی مجلس میں جنگ و رہا ہے ہوتا
ہے۔ ہست۔ محاسبہ کی کچھری عوام
کے لئے ہوتی ہے خاص محفل میں
حسینوں کے ہاتھ میں جام ہوتا ہے۔
آں۔ سامان جنگ جنگ کے لئے
ہوتا ہے عیش و عشرت کی مجلس میں نقل
و شراب نکلتی ہے۔
۲۔ جوش۔ زور۔ خود۔ جنگ میں
لڑنے کی لوبے کی نوبی۔ چالیش۔
جنگ۔ ایں سخن۔ یعنی فہرہ رحمت کی
شان کا ذکر۔ اندر۔ اب پھر آنحضرت کی
بیہوشی کا ذکر شروع کیا ہے۔ غارب۔
غروب کرنے والا۔ یرش۔ مدینہ
طیبہ عظیم الخلق۔ یعنی آنحضرت کی
روح مبارک۔ صف شکن۔ مقعد
صدق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص
مجلس۔
۳۔ قابل تغیر۔ جسم کے خواص اور
اوصاف تغیر کو قبول کرتے ہیں۔
روشن۔ یعنی ناسوتی اوصاف سے
پاک ہے۔ لاشرقیہ مشرق و مغرب
عالم خلق میں سورج کا اعلق عالم
اخر سے ہے۔ آفتاب۔ آنحضرت کی
آفتاب اور شمع کے ہیں حضرت
جبریل مثل ذرہ اور پروانہ کے ہیں۔

جسم احمدؑ را تعلق بد بدال

اس بے ہوشی سے احمدؑ کے تعلق تھا

ہچکو رنجوری و ہچکوں خواب و درد

جیسے بیداری اور جیسے سونا اور درد

خود تمام ور بگویم وصفِ جاں

میں خود بیان نہیں کر سکتا ہوں لہذا روح کا وصف بیان کروں

روہش گریک دے آشفته بود

ان کی لہری اگر تھوڑی دیر کے لئے پریشان ہو گئی تھی

خفته بوداں شیر کز خواست پاک

وہ شیر سویا ہوا تھا جو سونے سے پاک ہے

خفته ساز د شیر خود را آسچناں

شیر اپنے آپ کو ایسا سویا ہوا بنا لیتا ہے

ورنہ در عالم کرا زہرہ بدے

ورنہ دنیا میں کس کی مہل ہوتی

نقش احمدؑ زان نظر بیہوش گشت

احمدؑ کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا

مہ ہمہ کفست معطی نور پاش

چاند عطا کرنے والا نور چھڑکنے والا مجسم ہاتھ ہے

احمدؑ ار بکشایداں پر جلیل

احمدؑ اگر وہ عظیم پر کھول دیں

چوں گزشت احمدؑ زسدہ و مرصدش

جب احمدؑ سدرۃ المنتہی اور اس کی جگہ سے گزرے

گفت اورا کز پیٹم آو مایست

ان (احمدؑ) نے ان (جبریل) کو کہا میرے پیچھے جاؤ کہ نہ ٹھہر

۱۔ جسم۔ آنحضورؐ کی یہ جسمانی

بیہوشی تھی۔ ہچکو۔ ہلکی اور دردناک

تعلق بھی جسم سے ہے۔ خود۔ روح

کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اگر

بیان کئے جائیں تو کوئی سننے کی تاب

نہیں لاسکتا۔ روہش۔ یعنی آنحضورؐ کا

جسم مبارک۔ شیر جاں۔ یعنی آنحضورؐ

کی روح مبارک۔ خفته۔ بود۔ آنحضورؐ کا

لوشاہ ہے تلم غنائی و لا یلم قلنی

میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں دل

نہیں سوتا ہے تو روح مبارک سوتی نہ

تھی بلکہ اس پر جسم کی حفاظت سے

ایک غیر اختیاری تغافل طاری ہوا

تھا۔ نرم ساز۔ یعنی سخت چیز کو نرم بنا

دینے والا۔ خفته ساز۔ آنحضورؐ کی

روح کی یہ صفت حضرت حق تعالیٰ

میں بھی ہے کہ وہ بحر میں سے تغافل

برتتے ہیں ورنہ کوئی ظالم ظلم نہ کر

سکتا۔ تہ۔ ایک لکڑی ہے جو دو میں

کا آتی ہے تقیر چیز مراد ہے۔

۲۔ نقش۔ غرضیکہ بیہوشی کا تعلق

آنحضورؐ کے جسم سے تھا اور روح کا

تغافل اس وجہ سے تھا کہ وہ یا اللہ کی

محبت میں پر جوش تھی۔ یا اللہ کا ہاتھ

ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ چاند مجسم ہاتھ

سے کیونکہ جو کام ہاتھ کرتا ہے وہ کام

اس کی ذات کرتی ہے۔ احمدؑ۔ حضرت

جبریل کے پر سے بیہوش ہونے کی

وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جبریل

آنحضورؐ سے افضل ہیں اس لئے کہ

آنحضورؐ کو تھوڑی دیر کے لئے بیہوش

ہوئے لیکن اگر وہ اپنے روحانی پروں کو

پھیلا دیں تو جبریل ہمیشہ کے لئے

بیہوش ہو جائیں۔

۳۔ چوں گزشت۔ اب آنحضورؐ

کی حضرت جبریل سے افضلیت کا

اس تغیر آن تن باشد بدال

سمجھنے والا تغیر جسم میں ہوتا ہے

جاں ازیں اوصاف باشد پاک فرد

روح ان باتوں سے پاک اور جدا ہے

زلزلہ افتد دریں کون و مکان

تو کون و مکان میں زلزلہ آ جائے

شیر جاں مانا کہ آل دم خفته بود

یقیناً روح کا شیر اس وقت سویا ہوا تھا

اینت شیر نرم ساز و سہمناک

عجب نرم کر دینے والا اور خوفناک شیر ہے

کہ تماش مردہ دانند اس سرگاں

کہ سب کہتے اس کو مردہ سمجھ لیتے ہیں

گور بودے از ضعفی تر بدے

کہ وہ کمزور سے تر بد بھی چھین سکتا

بحر او از مہر کف پر جوش گشت

ان کا سمندر روح یا اللہ کی محبت میں پر جوش ہو گیا

ماہ را گر کف نباشد گو مباح

اگر چاند کے ہاتھ نہ ہو کہہ دے نہ ہوا کرے

تا ابد بیہوش ماند جبریل

تو جبریل ہمیشہ کے لئے بیہوش ہو جائیں

از مقام جبریل و از حدش

جبریل کے مقام اور ان کی حد سے گزرے

گفت دوزیں پس مرا دستور نیست

انہوں نے کہا جائیے اس کے بعد مجھ اجازت نہیں ہے

بیان فرماتے ہیں کہ معراج میں وہ آنحضورؐ کا ساتھ نہ دے سکا اور سدرۃ المنتہی تک پہنچ کر کہنے لگے کہ اگر آگے بڑھوں گا تو

میرے پر جی سے جل جائیں گے اور آنحضورؐ کی سیر اس سناگے تک ہوئی۔

گفت اُورا ہیں پَر اندر یم
انہوں نے ان سے کہا ہاں میرے پیچھے اڑ آئیے
باز گفت اُورا بیا اے پردہ سوز
انہوں نے ان سے پھر کہا اے پردہ سوز! آ جا
گفت میر طریز حدیث خوش فر من
انہوں نے کہا اے میرے اقبل منداں حد سے باہر
حیرت اندر حیرت آمد زیں قصص
ان قصوں سے حیرت ہی حیرت ہے
بہشیا جملہ اینجا بازی است
یہ سدا بہشیاں یہاں کھیل ہیں
جبرئیل گھر شریفی گر عزیز
اے جبرئیل! خولہ تم شریف ہو خولہ عزت والے
شمع چوں دعوت کند وقت فروز
شمع جب روشن ہونے کے وقت بلائے
ایں ۲ حدیث منقلب را گور گن
اس اہل بات کو دفن کر دیجئے
بند گن مشک خن پاشیت را
اپنی گفتگو کی مشک پاشی کو بند کر دیجئے
آنکہ ۳ برگذشت اجزائش از زمیں
جس شخص کے اجزاء زمین سے نہیں گزرے ہیں
لَا تُخَالِفُهُمْ حِیْسِ دَارِهِمْ
اے میرے پیارے! مخالفت نہ کر ان کی ملامت کر
اعْطِ مَلَشَاوَا رَامُو وَاَرْضِهِمْ
دے جو وہ چاہیں اور لراہہ کریں ان کو راضی رکھ
تاری اندر شتہ در ناز خوش
جب تک کہ تو شلہ اور عمدہ ناز پر پہنچے

گفت رَوَ رومن حریف تو نم
انہوں نے کہا بجائے مجھے کسا بھی نہیں ہوں
من باوج خود ز قسمت ہنوز
میں تو ابھی اپنی بلندی پر نہیں پہنچا ہوں
گر زخم پر دے بسوزد پَر من
اگر میں پر ہلاؤں یہ پر جل جائیں گے
بہشی خلگاہ اندر اخص
خواں کی غفلت اخص کے معاملہ میں
چند جاندار کی کہ جاں پردازی است
آپ کتنی جان رکھتے ہیں؟ کہ جان کی مشغولت؟
تو نہ پروانہ ونے شمع نیز
تم نہ پروانہ ہو نہ شمع
جان پروانہ نہ پرہیز دز سوز
پروانہ کی جان جلن سے پرہیز نہیں کرتی ہے
شیر را بر عکس صید گور گن
شیر کو بالعکس گور کا شکار بنا دیجئے
وَا مَلِكُنْ اَنْبَانِ قَلَمَاشِیتِ رَا
”تو جو چاہیے کہو“ کے تھیلے کو نہ کھولئے
پیش او معکوس قلماشیتِ ایں
”تو جو چاہیے کہو“ اس کے لئے اٹا ہے
یَا غَرِیْبَانَا لَا فِی دَارِهِمْ
اے مسافر! جو ان کے گھر مہمان ہے
یَا طَعِیْنَا سَاکِنَا فِی اَرْضِهِمْ
اے مسافر! ان کے وطن میں ٹھہرے ہوئے
رازِ یابا مرغزی می ساز خوش
لے لے کے ہنسلے مرغز کے ہنسلے سا بھی نہ

۱ حیرت۔ یعنی حضرت جبرئیل
نے آنحضرتؐ کی فرمائش پر غفلت کیوں
برتی اس پر حیرت ہے۔ خلگاہ۔
یعنی حضرت جبرئیل وغیرہ اخص۔
یعنی آنحضور۔ جبرئیل۔ حضرت
جبرئیل کو خطاب ہے کہ تم شمع محمدی
کے پروانہ تھے ورنہ ان کے بلائے
پر پر جل جانے کا عذر نہ کرتے مولانا
کی رائے میں سداۃ المنتہی حضرت
جبرئیل کی حد پرواز خود ان کی متعین
کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے
متعین نہیں ہے لہذا آنحضرتؐ کے
بلائے پر ان کو آگے جانا چاہیے تھا خولہ
ان کے پر جل جاتے اور جان چلی
جالی یہ ماسوی موت تو ایک کھیل
ہے۔

۲ ایں حدیث۔ اب مولانا حسام
الدین کو خطاب کرتے ہیں کہ عوام کی
عقلیں اہل ہیں لہذا ہماری یہ باتیں
ان کو اہل معلوم ہوں گی اب یہ ختم کر
دیجئے اور اپنے آپ کو کہ آپ بمنزلہ
شیر ہیں گور جو عوام ہیں ان کا شکار بنا
دیجئے اور بات کرنے میں ان کے
تابع بن جائے۔ پاشیت۔ یعنی مشک
خن پاشی تو قل پاشیت۔ کہہ تو جو
چاہیے۔

۳ آنکہ آپ کے فشاکی باتیں
عوام کو اہل نظر آتی ہیں وہ لوگ ماسوی
ہیں۔ لا شکاکہم۔ آپ ان میں
عارضی طور پر ہیں ان کی تعقل کے
مطابق باتیں کرتے رہیے۔ اسی۔
آپ کا وطن عالم آخرت ہے۔ ولایا۔
علاقہ دے کا رہنے والا یعنی مولانا ضیا
الحق مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا یعنی
عوام ان دونوں ملکوں کے رہنے والوں
میں بہت تعد تھا۔

۱۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ وہ فرعون سے نرم باتیں کریں آپ بھی ایسا ہی کریں۔ آب گرم تیل میں پانی ڈالو وہ ابل پڑے گا دیگ لہر چولہا بھی خراب ہو گا۔ مخالفوں سے سخت بات کرنے میں بات بگڑتی ہے۔ نرم بات نرمی سے سمجھے لیکن صحیح سمجھے ان کی خاطر غلط یابی نہ ہونی چاہیے۔ وقت عصر عصر کے بعد کا وقت عموماً تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ گہ نرم لہر صحیح بات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کھانے والے کو قند کے فائدے بتائے جائیں نرمی میں غلط بات یہ ہے کہ اس کو مٹی کھانے کی ترغیب دی جائے۔

۲۔ نطق جاں آید وہ جانی طہر پر صیحت کریں جس میں لفظوں کی ضرورت نہیں ہے۔ سر خر۔ فالیز لہر انگورستان میں جانوروں کو ڈرانے کے لئے مردہ گدھے یا لہر کی دھتکاک چیز کو کھڑا کر دیا جاتا ہے تو جانور ڈر کر بھاگ جاتے ہیں لہر خرخیزوں لہر انگوروں سے محروم ہو جاتے ہیں عوام کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی ان کے لئے سرخر بن جاتی ہے وہ حقائق پر غور کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ج۔ مینڈھا

۳۔ انبیاء الحق۔ مثنوی کے علوم جو بحر لہر انگورستان لہر فالیز کے ہیں اس میں وہ باتیں نہ کرو جو عوام کے لئے سرخر بنیں۔ تاہم سرخر یہاں سرخر سے مراد عوام ہیں یعنی جب یہ دنیا کی آکاش سے صاف ہو جائیں گے تب یہ فالیز یعنی مثنوی ان کو مفید ہو گی۔ مبطی۔ یعنی فالیز۔ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حسام الدین میں تمہیں اس لئے یہ نصیحتیں کر رہا ہوں

موسیٰ! در پیشِ فرعونِ زمن
اے موسیٰ! زمانے کے فرعون کے سامنے
آب اگر درِ روغنِ جوشاں گنی
آب اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا
نرم گویکن مگو غیر صواب
نرم بات کے لئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کہیے
وقتِ عصر آمد سخن کوتاہ کن
عصر کا وقت ہو گیا بات مختصر کر دیجئے
گلو مَرِ گلِ خوارہ را کہ قند یہ
آپ مٹی کھانے والے سے کہیے کہ شکر بہتر ہے
نطق ۲ جاں را روضہ جانیستی
آپ روحانی گفتگو کے لئے روحانی باغچہ ہیں
ایں سرِ خر در میانِ قند زار
اس گدھے کے سر نے شکر کے کھیت میں
ظنِ ببرِ داز دور کایں آنست و بس
وہ سے انہوں نے خیال کیا کہ بس یہی تھا
صورتِ حرفِ آں سرِ خر داں یقیں
حرف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے
اے ضیاء الحق حسام لدیں برآر
اے ضیاء الحق حسام الدین نکال دیجئے
تاہرِ خر چوں بمرود از مسلح
تاکہ جب گدھے کا سر منہ کی جگہ سے مرجائے گا
ہیں زما صورتِ تگری و جاں زتو
خبردار! ہماری جانب سے صورت نکلتا ہے اور دماغ تیری جانب سے ہے

نرم باید گفت قولاً کینا
نرم بات نرمی سے کہنی چاہیے
دیگدان و دیگ را ویراں گنی
چولہے لہر دیگ کو تباہ کر دے گا
وسوسہ مفروش در لیلِ الخطاب
خطاب کی نرمی میں دوسے نہ پھیلائیے
آنکہ عصرتِ عصر را آگاہ کن
اے وہ کہ تیرا کا وہ زمانہ کو آگاہی بخشنے والا ہے
نرمی باسد مکن طینش مدہ
غلط نرمی نہ برتنے اس کو مٹی نہ دیجئے
کز حروف و صوت مسغینستی
کیونکہ آپ حروف لہر آواز سے بے نیاز ہیں
اے بسا کس را کہ بہاد دست خار
بہت سے لوگوں کے لئے کانٹے رکھ دیئے ہیں
چوں بچِ مغلوب و امی رفت پس
مغلوب مینڈھے کی طرح وہ ہوت گئے
در رزِ معنی و فرودس بریں
معانی کے انگورستان لہر جنت میں
ایں سرِ خر را ازیں بطین زار
اس فالیز سے گدھے کے سر کو
نشو دیگر بخشش آں مبطی
وہ فالیز اس کو دھرا نشو دھرا بخش دے گا
نے غلط ہم ایں ز تو ہم آں ز تو
نہیں غلط ہے بھی آپ کی جانب سے دھمی آپ کی جانب سے ہے

کہ مثنوی میں اگرچہ الفاظ میرے ہیں لیکن معانی تمہارے عطا کردہ ہیں۔ نے۔ یہ بھی میری غلطی ہے بلکہ الفاظ و معانی دونوں ہمارے عطا کردہ ہیں غرضیکہ مثنوی کاملہ آپ پر ہے۔

مثنوی صورت بُود جانش توئی

مثنوی صحت ہے اس کی جان آپ ہیں

برافلک محمودی اے خورشید فاش

اے روشن سہج! آپ آسمان پر محمود ہیں

تاز مینی باسمائی بلند

تا کہ زمین والے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ

تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی

تفرقہ اور شرک اور دوئی ختم ہو جائے

چوں ۲ شناسد جان من جان ترا

جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے

موسیٰ و ہاروں شوند اندر زمیں

(تب) وہ زمین میں موسیٰ اور ہاروں بن جاتی ہیں

چوں شناسد اندک و منکر شود

جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہے

پس شناسائے بگردایند رو

تو پہچاننے والے منہ پھیر لیتا ہے

زیں ۳ سبب جان نبی را جان بُد

اسی وجہ سے ہی روح 'نبی' کی روح کو

ایں ہمہ خواندی فرو خواں لم یکن

یہ تو نے سب پر حجاب لم یکن پڑھ لے

ہم جہت ہم نور وار کاش توئی

اس کی جہت بھی آپ اس کا نور ہاں کلکان بھی آپ ہیں

بر زمیں ہم تا ابد محمود باش

(خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں

یک دل و یک قبلہ و یک خوشوند

ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں

وحدت است اندر وجود معنوی

روحانی وجود میں یکتائی ہے

یاد دارند اتحاد و ماجرا

تو وہ اتحاد اور گزشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں

مخلط خوش ہچمو شیر و انگبین

عمدہ طریقہ پر مکمل مل جاتی ہیں جس طرح دودھ اور شہد

منکری اش پردہ سار شود

اس کا منکر ہونا چھپانے والا پردہ بن جاتا ہے

خشم کرداں مہ ز ناشکری او

وہ چاند اس کی ناشکری کی وجہ سے غصہ میں بھر جاتا ہے

ناشناسا گشت و پشت پلّی زد

نہ پہچاننے والی نبی اور ٹھکریا

تا بدانی لُج آں گبر کہن

تا کہ پرانے کافر کا جھگڑا سمجھ جائے

در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ پیش از بعثت در شان جناب حضرت پیغمبر

بعثت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان

علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام اُورا حرزِ جاں کردن و ظہورِ شراخولہاں بُودن

اور ان کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھنا اور ان کے ظہور کا خولہاں ہونا

پیش ۴ از انکہ نقش احمد فرمود

اس سے پہلے کہ احمد کی صحت شان دکھائے

نعت او ہر گبر را تعویذ بُود

ان کی تعریف ہر کافر کا تعویذ تھی

۱۔ بر فلک۔ آپ عند اللہ محمود ہیں
خدا کرے کہ دنیا میں بھی آپ محمود
رہیں اور لوگ آپ کی تعریفوں کے
قابل ہو کر آپ سے مستفید ہوں۔
تاز مینی۔ تاز مینی لوگ آپ جیسے ملکوتی
سے مکمل مل جائیں۔ تفرقہ۔ جب
نک ان میں باسویت ہے۔ دوئی
ہے جب روحانی بن جائیں گے دوئی
ختم ہو جائی گی۔

۲۔ چوں۔ دنیا میں اتحاد اور تفرقہ کا
سبب روحوں کا اتحاد اور تباہی ہے۔
موسیٰ۔ جب روحوں میں اتحاد ہوتا
ہے تو دنیا میں حضرت موسیٰ اور حضرت
ہارون کی طرح شیر و شکر بن جاتے
ہیں۔ چوں شناسد۔ اگر تھوڑی سی
پہچان کے بعد اس میں اجنبیت آ
جاتی ہے تو وہ اس کی اجنبیت بالکل
پردہ اور حجاب بن جاتی ہے۔ پس
شناسد۔ یعنی مربی کی روح اس کی
ناشکری کی وجہ سے اس سے منہ موڑ
لیتی ہے۔

۳۔ زیں سبب۔ اسی وجہ سے
منکروں کی روح نے آنحضرت کو نہ
پہچانا۔ لکن۔ سوہنم یکن۔ رحمو
ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی
کہ وہ بولا پہچانتے تھے پھر منکر ہو
گئے۔ لکن۔

۴۔ پیش۔ آنحضرت کی پیدائش
سے قبل آنحضرت کی تعریف ہر یہودی و
نصرانی کا تعویذ بنی ہوئی تھی یہ کہتے
تھے کہ ایک نبی آخر الزماں ضرور آئے
گا اور آنحضرت کے تصور سے ان کے
دل تڑپتے تھے۔

کایں چنین کس ہست تا آید پدید
از خیال روش دل شاں می طہید
کہ ایسا اندس ہے حتی کہ وہ دنیا میں آئے گا
ہن کے چہرے کے خیال سے ان کا دل ترہتا تھا
سجدہ امی کردند کاے رب بشر
ور عیاں آرایش ہر چہ زود تر
وہ سجدہ کرتے تھے کہ اے انسانوں کے رب!
جس قدر جلد ہو سکے ان کو ظاہر کر دے
تا بنام احمد از یستفتحون
باغیاں شاں می شدندے سرنگوں
حضور کے نام کے ذریعہ فتح طلب کرنے کی وجہ سے
ہر کجا حرب مہولے آمدے
جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی
جہاں کہیں بیماری مزمین ۲ بدے
جہاں کہیں پرانی بیماری ہوتی
نقش او می گشت اندر راہ شاں
ان کی تصویر ان کے راستوں میں گشت کرتی تھی
نقش اُورا کے بیابد ہر شغال
پر گند ان کی صحت کہیں پا سکتا ہے؟
نقش او بر روی دیوار ارفند
ان کا نقش اگر دیوار پر پڑے
آپناں فرخ بود نقشش برو
اس پر ان کا نقش ایسا مہلک ہو گا
گشتہ بایک روی اہل صفا
اہل باطن کی ایک ہی دلی بن جائے گی
ایں ہمہ انکار و گفراں زاد شاں
ان کا یہ سب انکار کفر پیدا ہو گا
ایں ہمہ تعظیم و تحمیم و واد
سب تعظیم اور اعزاز اور محبت
قلب ۳ آتش دید در دم شد سیاہ
کھونے نے آگ دیکھی فوراً کالا ہو گیا

۱۔ بحمد اللہ تعالیٰ سے بحضور کی
جلد بعثت کی دعائیں مانگتے تھے
یَسْتَفْخُونَ قرآن پاک میں ہے
وَكُلُوا مِنْ قُلِّ يَسْتَفْخُونَ عَنْ
قُلِّبْنَ كُفْرًا یعنی یہود بعثت سے
سب سے آپ کی بعثت کی توقع پر کافروں
کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں
مانگا کرتے تھے نہوں۔ ہولناک
عموں۔ مدد کرادی احمد احمد کا حملہ
یعنی آپ کے نام کی برکت
۲۔ مومن۔ دیرینہ کہنہ نقش۔
آنحضور کا تصور ہر وقت ان کے ساتھ
رہتا تھا۔ خیال۔ آنحضور کا صحیح نقش اور
تصویر ان جیسے گندہ صفت لوگوں کے
دل و دماغ میں نہیں آسکتی تھی وہ ان
کی۔ آنحضور کی ایک خیالی تصویر تھی۔
دیوار۔ دیوار کی دوری اس کا عیب ہے
اگر آنحضور کی صحیح تصویر دیوار پر پڑ
جائے تو وہ بھی اپنی دوری چھوڑ دے۔
۳۔ ایں ہمہ۔ قرآن پاک میں
هَلْ لَنَا جَلَّةٌ هُمْ مَاعْرِفُوا كُفْرًا
یہ جب وہ چیز ان کے پاس آئی جس
کو وہ جان چکے تھے تو اس کا کفر کرنے
لگے۔ بصورت۔ یعنی آنحضور کی
بعثت ہو گئی اور اعلیٰ صورت کے ساتھ
ان کے سامنے گئے۔
۴۔ قلب۔ وہ کھٹا سکہ تھے جب
اس پرایمان کی گرمی پڑی وہ لوہا کالا ہو
گیا۔ قلب۔ کھٹوں اور منافقوں کی
دل اللہ کے دل میں محبت نہیں ہوتی
ہے۔

قلب امی ز دلاف اشواق محک

کھٹ سکے کسوی کے شوق کی شنی ملتا تھا
افتد اندر دام فکرش ناکسے

تالاق ہی اس کے مکر کے جل میں پھنستا ہے
کایں اگر نہ نقد پاکیزہ بدے

تاکہ اگر یہ کھرے اور پاکیزہ نہ ہوتے
ہیچ از لاف محک دیدن زدے

تجہی کسوی کے دیکھنے کی شنی بھگتا
اوس محک می خواہد لٹا آچنناں

وہ کسوی چاہتا ہے لیکن ایسی
گر بگویم تا قیامت زیں کلام

اگر میں قیامت تک بھی یہ بات کروں گا
آں محک کہ اونہاں دارد صفت

وہ کسوی جو چھپانے کی صفت رکھے
آئینہ ۳ گو عیب رو دارد نہاں

وہ آئینہ ہو چہرے کا عیب چھپائے
آئینہ نبود منفق باشد او

وہ آئینہ نہ ہو گا ' منافق ہو گا
آئینہ جو راست گوئے بے نفاق

تا مریداں را در انداز و بشک

تاکہ مریدوں کو شک میں ڈال دے
ایں گماں سر برزند از ہر نخسے

یہ خیال ہر کمینہ سے ابھرتا ہے
کے بسنگ امتحاں راغب شدے

تو کسوی کی جانب کب راغب کرتے
یا بسنگ امتحاں شوق بدے

یا اس کو کسوی کا شوق بہتا
کہ نگرود قلعی اوزاں عیاں

کہ اس کا کھٹ اس سے ظاہر نہ ہو
صد قیامت بگذرد ایں نا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی یہ نامکمل رہے گی
نے محک باشد نہ نور معرفت

نہ وہ کسوی ہو گی ' نہ پہچاننے کی روشنی
از برہی خاطر ہر قلتباں

ہر دیوت کی خاطر سے
ایں چنیں آئینہ را ہرگز جو

ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر
ختم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْوَفَاقِ

ختم کر دے اور اللہ حسن اتفاق کو زیادہ جانتا ہے
کہ نماید عرش را ہنجوں سما

کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھا دے
فہم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

سمجھ لے ' اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے
سجھ لے

۱۔ قلب امی زدہ کھٹا کسوی کا شوق
اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسروں کو
شک میں مبتلا کر دے اور وہ سمجھیں کہ
اگر یہ کھرے نہ ہوتا تو کسوی کا شوق کیوں
ظاہر کرتا لیکن ایسے شکوک میں نااہل
جستجو ہوتے ہیں۔

۲۔ لوح محک۔ ان نااہلوں کو یہ سمجھنا
چاہیے کہ وہ کھٹا کسوی چاہتا ہے لیکن
جھوٹی کسوی چاہتا ہے جس سے اس
کا عیب نہ ظاہر ہو سکے۔ مگر کون کونسا
کلام تو اس قدر دراز ہے کہ قیامت
تک بھی ختم نہ ہو گا لہذا اس کو ختم کر دینا
چاہیے۔ آں محک۔ بہر حال اتنی بات
اور سن لو کہ جو کسوی عیب کو چھپائے وہ
نہ کسوی ہے اور نہ اس میں پہچاننے کا
نور ہے۔

۳۔ آئینہ جو آئینہ چہرے کا
عیب چھپائے وہ آئینہ نہیں ہے وہ
منافق ہے ایسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ
کر۔ راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر جو
چہرہ کج دکھادے تاکہ ایسے آئینہ
یعنی حق کے ذریعہ تجھے خدا خود ہی
آئینہ بنا دے گا کہ اس میں عرش
آسمان کی طرح نظر آنے لگے گا۔
عرش۔ عرش اور آسمان تو کیا اس آئینہ
میں تجھے خدا کی تجلیات نظر آنے لگیں
گی سمجھ لے؟

